بعون صانع بیچون و مکین لا مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ بوستان شیرین مقالی ثمر نورس افصحان بلند خیالی گوہر درج بلاغت اختر برج فصاحت مہر سپہر برتری

موسوم بہ

طلسم خیال سکندری

جلد سوم

مصنفہ شاعر باکمال نثار عدیم المثال اسوۃ الفصحا مداح خامس آل عبا مقرر جادو تحریر منشی احمد حسین صاحب قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہر اس کتاب کے میل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتاب قصہ جات نثر وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہو اور اُنکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہی۔	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۵
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امراء سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تاابن زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ نسخہ نایاب تھی ہر شخص

نام کتاب	قیمت
چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہوجاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا ہی جسکی قیمت درج ذیل ہی۔	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول۔	عکا پ
۲- 〃 جلد دوم۔	عکا پ
۳- کوچک یاختر۔	عکا پ
۴- بالا باختر۔	عکا پ
۵- ایرج نامہ جلد اول۔	عکا پ
۶- 〃 جلد دوم۔	عکا پ
۷- طلسم ہوش ربا جلد اول۔	عکا پ
۸- 〃 جلد دوم۔	عکا پ
۹- 〃 جلد سوم۔	عکا پ
۱۰- 〃 جلد چہارم	سے ۲
۱۱- 〃 جلد پنجم کا حصہ اول	عکیار
۱۲- 〃 〃 حصہ دوم	عکیار

فہرست مضامین جلد سوم طلسم خیال سکندری

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ بوستان شیرین مقالی ثمر فردوس اغصان بلند خیالی گوہر درج بلاغت اختر برج فصاحت مہر سپہر برتری

موسوم بہ

طلسم خیال سکندری

جلد سوم

مصنفہ شاعر باکمال مشار مدیر المثال اسوۃ الفصحا مداح خامس آل عبا متفرد جادو رقم منشی محمد حسین صاحب جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں آئین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق یکتا و نعت اشرف انبیا حبیب خدا صاحب مراتب اسنیٰ و منقبت وصی بلا فصل
مصطفیٰ زوج بتول عذرا در رندۂ اژدر کنندۂ در خیبر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور پدر شبیر
و شبر فاتح جنگ حنین و بدر لکھا ہی کہ زمانۂ خلافت جناب علیؑ مرتضیٰ شہر مدینہ مین زلزلہ
آیا اور دریا نے جوش مارا سب اہل مدینہ بیقرار ہوکر حاضر خدمت فیضدرجت ہوے
عرض کی ای نفس رسول و ای زوج بتول خلقت تباہ ہی شدت زلزلہ سے مکان لہرا رہے
ہین کل کوچہ ہاے مدینہ مین پانی پہونچ گیا ہی جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار دست
زبردست پروردگار اپنے مقام سے اُٹھے عصاے رسولؐ خدا دست حق پرست
مین تھا اول آکر عصا زمین پر مارا اور زبان معجز بیان سے فرمایا کہ او زلزلے نہین
جانتا ہی کہ مین مقبول بارگاہ کبریا خوشہ چین خرمن جناب محمدؐ مصطفیٰ مدینے مین موجود
ہون جلد دفع ہو اہل مدینہ کو نہ ستا زمین کا کانپنا موقوف ہوا مگر پانی اُسیطرح جوش
مار رہا ہی سب نے عرض کی ای مولا آپکے یمن زلزلے سے تو مہلت پائی مگر جوش پانی کا
نہین موقوف ہوتا اب گھرون مین اہل مدینہ کے پانی داخل ہوا چاہتا ہی لہذا حضرت کو

مناسب ہی کہ پانی سے بھی مہلت دیجیے اہل مدینہ کو تباہ پانی مشکل ہی آمدو بچائیے جناب حیدر کرار طرف دریاے زخار کے روانہ ہوے کنارے پہ دریا کے پہونچے وہی عصا جو دست مبارک مین تھا کنارے پہ دریا کے مارا اور آواز دی کہ کیون اے دریاے زخار پانی جوش آیا ہوا ہی اسکو اپنے شکم مین لیلے اہل مدینہ کو تباہ کیے سب فریاد کر رہے ہین لبون پہ دم ہی بحق اشرف انبیا کل پانی اپنے شکم مین لیلے اُسیوقت سب پانی شکم دریا مین آگیا اُس بحر کرم کا دریا پہ آنا اور واسطہ جناب اشرف انبیا کا دلانا کافی ہو گیا اور جناب احمد مختار ہر دعا مین فرماتے تھے کہ اے رب بے نیاز واسطہ علی مرتضیٰ کا فلان حاجت کو میری روا کر اور دوسرے راوی نے اِس روایت کو یون بھی لکھا ہی کہ زمانہ خلافت خلیفۂ ثانی تھا سب اہل مدینہ نے آکر خلیفۂ ثانی سے زلزلہ کی فریاد کی اُنھون نے سلمان باایمان سے فرمایا کہ حلال مشکلات صاحب معجزات جناب علی مرتضیٰ کو بلاؤ او سلمان فارسی میری طرف سے پیغام دینا کہ اے معجز نما جلد تشریف لائیے خلقت مدینہ تباہ ہوتی ہی سلمان باایمان نے جاکر در دولت پہ آواز دی حضرت نے اندر سے جواب دیا اے سلمان تم چلو مین مسجد مین آتا ہون خلیفۂ ثانی نے مجھکو بلایا ہی کہ کچھ معجزہ دکھاؤ اہل مدینہ کو زلزلے سے مہلت دو پانی کو ہٹاؤ سلمان نے در دولت پر جبہ سائی کی اور عرض کی کہ لاکھ جان ہماری اِس معجز نمائی پر قربان ہی اندر سے وہی جواب دیا کہ تم چلو ہم آتے ہین کہ حضرت اندر سے نکلے عمامۂ رسول مختار سر پہ تھا عباے جناب اشرف انبیا زیب جسم عصا آنحضرت کا ہاتھ مین اِس صورت سے مسجد مین تشریف لائے خلیفۂ ثانی نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور گرد پھرے عرض کی یا علی مرتضیٰ مشکل آسان کیجیے اہل مدینہ بہت بیقرار ہین آپ کی معجز نمائی کے امیدوار ہین حضرت نے فرمایا تم خلیفۂ وقت ہو یہ تحفہ جات مجھسے لو اور خدا سے دعا کرو خلیفۂ ثانی نے عرض کی مجھکو بخوبی یاد ہی کہ ایک دن جناب اشرف انبیا نے ارشاد فرمایا تھا کہ دعا علی کی واپس نہین ہوتی رب اکبر قبول فرماتا ہی اور فرشتون سے ارشاد فرماتا ہی کہ خوشا یہ وقت کہ علیؑ نے دعا کی مجھکو خاطر علی کی بہت مد نظر ہی پھر فرمایا وہ وصی میرا ہی خدا اُسکا

میرے سامنے زندہ رکھے ہر جنگ مین مدد کی بروز جنگ اُحد وہ جانبازی کی کہ مجھکو ہاتھ سے کفار کے بچا لیا پس یا علیؑ مین کیونکر آپ سے التجا نہ کرون بسم اللہ دعا کیجیے حضرت نے اُسیطرح دعا کی فورًا زلزلہ موقوف ہوا پانی سمٹ کر شکم دریا مین پہونچا ایسے معجزنما کے اوصاف کیا تحریر کرون بس یہی لفظ کافی ہی کہ دست زبردست پروردگار وصی بلافصل احمد مختار تمام کتب اوصاف علیؑ سے مملو ہین ہماری کیا حقیقت کہ ایک شمہ وصف جناب مین لکھ سکین باگ توسن کلک کی روکتا ہون مطلب ضروری مین مصروف ہوتا ہون

دو کلمہ داستان حیرت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان چوری جانا بستر خواب سے سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر کا اور بکوشش رہا کرنا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ایک غزل چند اشعار عوض مین ساقی نامے کے اس مقام پہ تحریر کرتا ہون غزل

نخل اُلفت کو فلک پھولنے پھلنے نہ دیا
کوئی ارمان مرے دل کا نکلنے نہ دیا

دل کسی شغل مین افسوس بہلنے نہ دیا
اپنے بیمار کو عیسیٰ نے سنبھلنے نہ دیا

نالے نکلے نہ مرے منھ سے تو کی آہ و فغان
پر کوئی حرف شکایت کا نکلنے نہ دیا

مجھسے روٹھے بھی خفا بھی ہوے آزردہ بھی
پر انھین مین نے بری راہ پہ چلنے نہ دیا

جب یہ تڑپا اُسے ہاتھون سے دبایا مین نے
دل بیتاب کو پہلو سے نکلنے نہ دیا

گھر پہ سو بار قدم رنجہ کیا اُس گل نے
آتش ہجر مین دل کو مرے جلنے نہ دیا

جان لیکر اُنھین چھوڑا جو بہت تھے سرو
دھوکہ دہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا

اے فلک تو نے ملایا نہ کسی گلرو سے
نخل امید مرا پھولنے پھلنے نہ دیا

پاس اسلام کا اُس بت نے کیا گڑوایا
لاش کو عاشق جانباز کی جلنے نہ دیا

غیر کیا دیکھتے اُس پردہ نشین کو بیرے
آجتک مین نے اُسے گھر سے نکلنے نہ دیا

جیتے جی تھا اُنھین جان کے برابر بیشک
دل سے ارمان کوئی مین نے نکلنے نہ دیا

لاش عاشق کی جو کوچے سے چلے لیکے رقیب
اے قمر نار جہنم سے بچا یا آخر

گور تک یار نے کاندھا بھی بدلنے نہ دیا
مجھکو مولا نے پس مرگ بھی جلنے نہ دیا

چہرہ سیاحان صحرائے ہول خیز و فتاحان مرحلہ جات وحشت انگیز اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین ✤ سخن را بہ کرسی نشاند این چنین ✤ ناظرین پر واضح ہوگا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع سرداران نامی و ساحران گرامی صحرائے تیتھو مین فروکش ہین اور یہ بھی خبر پائی ہے کہ یہان سے دریائے قلزم بارہ منزل ہے روز قصد کرتے ہین کہ کوچ کرون مگر سکندر ثانی مانع ہوتے ہین کہ دو چار دن یہان تشریف رکھیے جب وقت آئیگا تو عرض کرونگا لیکن ہرکارے بقراط ثانی کے جو برائے خبر لشکر نور الدہر مین تھے خبرین دریافت کر گئے بھاگے بقراط ثانی داخل قصر ہشت پہل ہے نازنینان مہ جبین حاضر ہین گانا ہو رہا ہے یہ اشعار عبرت آثار گا رہی ہین نظم

دل جلا ہے اسقدر اپنا کسی کی یاد مین
آگ کے شعلے نکلتے ہین مری فریاد مین

ہم صفیرو اُسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ
زندگی جسکی بسر ہو خانۂ صیاد مین

اُنکو پورا ہونے ہوتے ایک مدت چاہیے
سیکڑون ارمان ہین میرے دامن فریاد مین

کیا خبر کسدن خزان آئی گئی کب فصل گل
آنکھین کھولین ہمنے آکر خانۂ صیاد مین

دل سے باتین وصل کی کرتا تھا مین ہنگام قتل
خون میرا کیون نہ جمتا خنجر فولاد مین

دیکھکر اُس گلبدن کو کہتی ہے خلق خدا
گل کھلا ہے کیا نیا یہ گلشن ایجاد مین

مین وہ بلبل ہون کیا ہے اُسنے جسدن سے رہا
خار غم ہردم کھٹکتے ہین دل صیاد مین

اے قمر آباد تھا جس وقت شہر لکھنؤ
لطف تھے جنت کے گویا اِس بہار آباد مین

بقراط ثانی مبہوت بیٹھا ہوا نازنینان مہ جبین سے اختلاط کر رہا ہے کہ چند طائر آسمان سے اُترے سامنے بقراط کے آئے لوٹ مار کر بصورت انسان ہوے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا لڑتے بھڑتے تا بہ صحرائے تیتھو پہنچے ہین اب صحرائے تیتھو مین فروکش ہین اُنکا ارادہ ہے کہ اپنے کو دریائے قلزم پر پہونچائین

یہ سُنکر بقراط گھبرا گیا اُسوقت کئی سو ساحر و جادوگرنیان ایک ایک ارسطو فطرت لقمان حکمت سب حاضر خدمت مین بقراط نے پکار کر آواز دی کہ یارو آجتک مین نے دریائے قلزم کا حال کسی پر ظاہر نہین کیا ہی پس طلسم کشا طرف دریاے قلزم کے کیون جاتا ہی یارو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جا کر سکندر ثانی کو پکڑ لاے ایک ساحرہ جسکے یہ مکارہ زمین کن اپنے مقام سے متحرک کر اُٹھی عرض کی یا خداوند کنیز وعدہ کرتی ہی کہ سکندر کو تابہ خدمت حضور پہونچا دونگی بقراط نے کہا اے مکارہ تیری عقلمندی سے مین ماہر ہون اور سحر بھی تیرا خوب ہی تو ساحری و جمشید کی محبوب ہی لیکن سکندر بڑا ہوشیار ہی اگر سوتے مین گرفتاری کا ارادہ کریگی تو اُسکے نگہبان موجود ہین وہ ضرور روکینگے جاگتے مین وہ کوئی دھوکا نہ کھائیگا پھر کیونکر گرفتار کریگی مکارہ نے کہا یا خداوند اب اسکا حال نہ پوچھیے جسطرح بن پڑیگا گرفتار کر کے آپ تک پہونچاؤنگی یہ کہکے مکارہ یکہ و تنہا روانہ ہوئی یہان نورالدہر کو جب کئی دن گذرے صبح کو جو نورالدہر دربار مین آئے سکندر نے عرض کی آج غلام کا دل یہ چاہتا ہی کہ جا کے صحرا مین شکار کھیلون نورالدہر نے کہا اے سکندر آج کل ہوشیار رہنا سکندر نے عرض کی کسکی مجال ہی کہ غلام کو بہ نگاہ تیز دیکھے اگر بقراط خود آئے تو اُسکو بھی جواب دون الغرض سکندر واسطے شکار کے چلے بارہ ہزار فوج ساتھ ہوئی چند سردار بھی ساتھ ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ایک ہرن پر گھوڑا ڈالا دو کوس پر آکے ہرن کو شکار کیا جب ہرن کو شکار کیا تو گھوڑے سے اُتر کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا کہ صحرا سے ایک ساحرہ روتی ہوئی آئی آکر سکندر کو سلام کیا سکندر نے پوچھا اے ساحرہ تو کون ہی اُسنے دست بستہ عرض کی کہ سامنے ایک قریہ ہی اسلام جادو میرا نام ہی مین ہمیشہ سے خداپرست ہون یہ خبر جو بقراط نے سُنی اپنے مقام پر کہا کہ یہ مسلمان ہماری عملداری مین رہتی ہی جا کر لوٹ لو کئی ہزار جوان آئے قریے کو لوٹ لیا سو جوان اُن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے کوئی مرد ہماری قوم مین باقی نہ رہا چونکہ سب ساحر آئے تھے اُن سب نے عورتون کو گرفتار کرنا شروع کر دیا

جب مجھکو یہ خبر معلوم ہوئی تو مین نے زیور اُتار کر پھینکدیا اور نکل بھاگی اُن لوگون نے
گانؤن کو مع مال و اسباب لوٹ لیا عورتون کو گرفتار کر کے لیگئے اور جس جرم پر
مجھکو لوٹا ہین اُس نام سے بھی آگاہ نہین کہتے تھے کہ تم مسلمانون سے ملگئین مین نہین جانتی
کہ مسلمان کون لوگ ہین سکندر کو اُسکے حال پر رحم آیا ملازمون کو بلوا کر حکم دیا کہ اس
عورت کو لیجا کر کنیزون مین اپنی درج کرینگے مراد یہ ہو کہ شکارگاہ سے عورت کو لیکر
لشکر مین آئے اسطور سے اپنے خدمت کی کہ سکندر کے منھ لگ گئی ہر وقت سکندر
اُسی کو پکارتے ہین کہ گلعذار صحرائی کو بلاؤ صحرائی پتہ رکھا ہو کہ سمجھنے والے سمجھ جائین
تھوڑے ہی دنون مین یہ نوبت پہونچی کہ شراب بھی اِسی کے ہاتھ سے پینے لگے
چونکہ ساحرہ جوان ہی جب تنہائی مین بیٹھتے ہین اکثر بوس و کنار بھی کرتے ہین ایک روز کچھ
اور دست درازی کرنے لگے ساحرہ سکی لیکر چپ ہو رہی کہنے لگی اے شہنشاہ لونڈی
کے ساتھ یہ حرکات کیا ضرور ہین مین گستاخ ہوتی ہون سکندر نے کہا کہ مین تجھکو
خاتون محل بناؤنگا عہد دولت مین کئی سو محل تھے جب قید ہوا تو نہین معلوم بی بیان
بھاگ کر کہان گئین آجتک کسیکا پتہ نہین ملا بادشاہ کی خدمت مین سب طرح کی
عورتین ہوتی ہین تیرا انداز مجھکو پسند ہو خوب تنی ہوئی سامنے آتی ہی اے گلعذار
سن تو تیرا کم ہو شوہر تیرا تجھسے کیا خصم نہین ہوا عرض کی اے شہنشاہ ایک دن میرے
شوہر نے ارادہ کیا مگر مین نے اسقدر غل مچائے کہ شوہر میرا ڈر گیا پھر اُسدن سے
مجھکو ہاتھ نہین لگایا مین ابتک مرد سے ناواقف ہون معلوم ہوتا ہو کہ تقدیر میری
رسا ہو کہ حضور کو توجہ ہوئی اگر خدا نے یہ چاہا اور حضور نے لونڈی کو سرفراز کیا تو
عرض کرتی ہون کہ گانؤن میرے نام کا ضرور آباد ہو اکثر شوہر کو اپنے یاد کر کے ردیا
کرتی ہون گانؤن کی حکومت کی باتین یاد آتی ہین اسامیون کی عورتین میرے پاس
آتی تھین جو فریاد کرتی تھی مین اُسکا انتقام کر دیتی تھی گانؤن کی حکومت مین شہر کا
مزہ تھا سکندر نے کہا اے گلعذار مین تجھکو شہر کا حاکم کرونگا صدہا شہر ہمارے آقا کے
قبضے مین ہین میرے پاس سب کا باج و خراج آتا ہی جس ملک مین چاہون مقرر کر دون

آقا قبول فرمائین گے بلکہ ارشاد فرمایا کرتے ہین کہ جہان کی جا ہو سلطنت قبول کرو
مجھے سلطنت لشکر سے بڑا لطف ملتا ہی جو قلعہ قبضے مین آیا وہین کا حاکم مقرر کیا مگراب
تیرے واسطے مین خیال رکھونگا بارہ کوس پر دریاے قلزم ہی قلعے راہ بین ملین گے
ابکی جو قلعہ تسخیر ہوگا آقا سے کہکر تجھکو حاکم کرونگا یہ باتین سنکر گلعذار پانؤن دبانے
لگی اسطرح پانؤن دبائے اور یقین ہی کہ کچھ سحر بھی کیا کہ سکندر کی آنکھ بند ہونے لگی
آنکھ کھولکر کہا ای گلعذار ایک جام پلادے ناظرین آگاہ ہوے ہونگے کہ یہ عورت
وہی مکارۂ زمین کن ہی اس مکارہ نے جام لبریز کیا اور سکندر کو پلایا سکندر کو
غنودگی تو اول سے تھی اور کئی مہینے اسکو خدمت مین گذرے تھے کچھ نہ خیال کیا ورنہ
سکندر کا یہ طریقہ تھا کہ جب شراب پیتے تھے کچھ سحر ضرور کرتے تھے مگر آج مکارہ نے
اسطرح کی باتین کہین اور پانؤن دبائے کہ سکندر نے اُس غفلت مین جام پی لیا
جام پیتے ہی سو گئے انتہا کے غافل ہوے مکارہ نے اول زبان مین سوئی دی
اور سکندر کا پشتارہ باندھا دونون پانؤن زمین مین مارے پشتارہ لیکر غرق زمین
ہوئی یہان جب سکندر کو عرصہ ہوا نورالدہر نے فرمایا آج کیا ہی کہ سکندر دربار مین
نہین آئے خدمتگارون نے عرض کی کہ وہی زن صحرائی ہمراہ ہی خیمے مین اکیلے ہین۔
نورالدہر نے شبرنگ سے اشارہ کیا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ سکندر کیا کرتے ہین
مجھکو تردد ہوتا ہی زن صحرائی کو لیکر آئے اُس سے ایسی خلوت کہ عرصہ گذرا کوئی خدمتگا
بھی اندر نہین اگر وہ زن مطبوع خاطر ہی تو اُس سے عقد کرین بلا عقد ہمارے مذہب
مین فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اور ای شبرنگ وہ عورت جب میرے سامنے
آئی تھی تو بہ نگاہ غور مجھکو دیکھا کرتی تھی شبرنگ جست و خیز کرتا ہوا اُس خیمے پر پہونچا
دیکھا سب خدمتگار باہر ہین کہی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی تب شبرنگ اندر آیا اندر
آکے مقام خالی دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان پایا شبرنگ نے سر پیٹ لیا شراب
مین بیہوشی ملی ہوئی پائی شبرنگ روتا ہوا خدمت نورالدہر مین آیا عرض کی ای
شہریار آپ کا گمان ٹھیک نکلا وہ عورت سکندر کو لیگئی بیشک کوئی مکارہ تھی لیکن

سکندر ایسا ساحر کس دم مین آیا کیونکر دام تزویر مین پھنسا کہ ساحرہ لیگئی انتہا کی اُنکی ہوشیاری یہ تھی کہ جب صحبت تمام ہوتی تھی اور مین شراب پلاتا تھا تو وہ بغور مجھکو دیکھتے تھے اور کچھ سحر بھی کرتے تھے لیکن اس ساحرہ نے کیا فقرہ دیا کہ ہوشیاری بھی فراموش ہوئی نورالدہر نے کہا مقام افسوس ہی سکندر کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی یہ کلمہ سُنکر جمشید زرین ترکش اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار غلام تلاش مین اپنے بھائی کی جاتا ہی اگر دربار لیقراط مین وہ ساحرہ لیکر پہونچ گئی ہوگی تو وہان بھی ہنگامہ ڈالدونگا ہر چند کہ لیقراط ثانی وہ ساحر ہی کہ میری کیا حقیقت ہی مگر جان دونگا اور بھائی صاحب کو لاونگا مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو دیکھتے ہی قتل کا حکم دے یہ اُسکو یقین ہی کہ یہ بدل اطاعت اسلام مین ہی اب مجھکو سجدہ نہ کرینگے اگر یہ ہمراہ طلسم کشا کے رہین گے تو دریاے قلزم پر جاکر آفتین برپا کرینگے اور غلام کو یہ بھی یقین کامل ہی کہ حضور کو جو ہدایت ہوئی ہی کہ دریاے قلزم پر جاؤ لوح ملیگی یقین ہی کہ دریا مین لوح ہی ہفت جوش جادو دریا ہی مین رہتا ہی ہر چند نورالدہر نے روکا مگر جمشید نے نہ مانا اور رہر پہوا زبیدا کرکے چلا بعد جمشید کے شبرنگ بھی روانہ ہوا مگر مکارہ زمین کن سکندر کا پشتارہ اپنے دوش پہ لیے ہوے جاتی ہی اور ہر مرتبہ پشتارہ بھاری ہو جاتا ہی یہ ہر مرتبہ سحر کرکے ہلکا کرتی ہی کئی کوس تک اندر زمین کے آئی وہان آکر سر نکالا ایک صحراے سبزہ زار ملا دیکھا سامنے ایک باغ ہی اُسمین سے گانے کی آواز آرہی ہی کوئی شخص خوش آوازہ بصد سوز و گداز یہ اشعار گارہا ہی

نظم

بجا گیے مرقد عشاق سے خفا ہو کر　　رو چین دامن سے لپٹ جائیں نہ سایا ہو کر
آتے آتے جو تر کا یار مسیحا ہو کر　　طول کھینچا مرض عشق نے اچھا ہو کر
بوے اُلفت نہ رہی دلمین پریزادو کے　　اُڑ گئی گلشن ایجاد سے عنقا ہو کر
شعلہ رو غیر سے ملکر نہ جلا عاشق کو　　دل نازک کہین بہ جاے نہ چھالا ہو کر
ایک ارمان بھی پورا نہ ہوا اوے نصیب　　کیسے پچھتاتے ہین ہم آپ سکے شیدا ہو کر
آہ اس ڈر سے نہ کھینچی تہ افلاک کبھی　　گر نہ جاے یہ ہنڈولہ تہ و بالا ہو کر

اُٹھ گئے گلشن ہستی سے ہزارون عاشق
تھام کر ہاتھ کبھی پاس بٹھایا نہ ہمین
آنکھین کہتی ہین اگر یار سما ے ہم مین
دیکھکر گیسوے دلدار کو وابستہ ہوے
بوسہ لینے پہ جو وہ سرخ ہوے غصے سے
مجھکو ڈر کا ہی کہ زندہ نہ کہین ہوے رقیب
بوسہ لیکر عرق شرم مین ایسا ہو اغرق
گر جگہ امن کی ملتی کہین زیر افلاک
اُسنے چہرے سے اُلٹ دی جو نقاب زیبا
دردول سُنکے مرا آپ کو غصہ آیا
ایک دن وصل سے دلشاد قمر کو کردو

آپ کی جان سے دور آپ کے شیدا ہوکر
دور ہی دور رہے آپ کے شیدا ہوکر
سات پردون مین رکھین محمل لیلا ہوکر
دام مین پھنس گئے صیاد کے دانا ہوکر
رنگ رُخ اور دمکنے لگا سونا ہوکر
لاش ٹھکراتے ہین وہ اُسکی مسیحا ہوکر
بہ گیا جسم کا خون میرے پسینا ہوکر
بیٹھ رہتا مین وہان تارک دنیا ہوکر
بزم مین رہگئے سب محو تماشا ہوکر
بگڑے قاتل جان آپ مسیحا ہوکر
بدنصیب آہ وہ کہلاے تمھارا ہوکر

یہ صدا سُنکر مکارہ سوچی کہ یہ باغ کسی مُلازم خداوند کا ہی چلکر دیکھون کہ کون عیش کر رہا ہی زمین مین نقب دیتے دیتے تھک بھی گئی تھی وہ بار اُٹھائے ہی کہ شانے دُکھ رہے ہین دروازے پر باغ کے آئی بلا تکلف باغ مین گھسی باغ کی سیر کرتی ہوئی وسط باغ مین پہونچی دیکھا فرش بچھا ہی ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی جام شراب چل رہا ہی صدا اے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہی جسوقت مکارہ سامنے آئی اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی بی مکارہ کہان سے آتی ہو آؤ تشریف رکھو یہ تو خانۂ بے تکلف ہی مین نے سُنا تھا کہ برا ے گرفتاری سکندر گئی تھین آخر کیا کیا مکارہ نے کہا اے گلفروش مین سکندر کو لائی اِسوقت تھک گئی تھی مجھے نہین معلوم تھا کہ یہ مقام تمھارا ہی صحرا مین جو پہونچی گانے کی آواز سُنکر چلی آئی گلفروش نے کہا آؤ بیٹھو مین تو دیکھون سکندر کون شخص ہی اِسنے قدرت کو بہت آزردہ کیا ہی مکارہ نے کہا اے گلفروش یہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ قدرت سے مقابلہ کرتا ہی کبھی کسی مقام پہ دبا نہین گلفروش نے کہا مین کیا نادان ہون

اسکی زبان مین سوزن ہی کیا کرسکتا ہی تڑپ تڑپ کے رہیگا مکارہ نے پشتارہ رکھا
گلفروش نے جو پشتارہ کھولا دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ حسین وجمیل خوش وضع خوش
ترکیب مگر سحر سے مکارہ کے بیہوش و مدہوش ہی گلفروش عاشق ہوگئی دل کانپنے
لگا جی مین کہتی ہی کہ ای گلفروش کیا تدبیر کرون لیکن وہ تیغہ جو کمر سے لگا تھا اُسکو
گلفروش نے نکال لیا مکارہ نے کہا ای گلفروش یہ کیا کرتی ہو جس حالت مین ہی اُسی
حالت مین رہنے دو ایسا نہو کسی طرح زبان سے سوزن نکلجاے تو پھر ہمارے اور
تمھارے روکے سے نہ رُکے گا مگر گلفروش نے باتین کرتے کرتے سحر مکارہ کا اُتارا
اور ہر مرتبہ یہی قصد کرتی ہی کہ سوزن نکال لون مکارہ منع کرتی جاتی ہی کہ خبردار
سوزن نہ نکالنا اب دیکھو ہاتھ پانؤن مین جنبش ہی گلفروش نے باتین کرتے کرتے
اپنی تدبیر سے بہ چالاکی سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی سکندر ثانی کو ہوش
آیا دیکھا مین اور مقام پر ہون میرا خیمہ نہین ہی اور ایک ساحرہ حسین وجمیل سینے
پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہی بس سکندر اُٹھے طرف مکارہ کے دیکھا کچھ انگلیون پر شمار
کیا کہا او ملعونہ تو نے غضب کیا کہ مجھکو لے آئی اب کہان جائیگی مکارہ نے کہا ای
گلفروش تمنے غضب کیا کہ سکندر کو ہوشیار کردیا اب یہ کسکے روکے رُکیگا مگر سکندر
نے بہ نگاہ غضب طرف مکارہ کے دیکھا کہا کیون او مکارہ ہماری اُس مہربانی کا یہی بدلہ
تھا جو تو نے کیا مکارہ نے کہا حضور فراموش فرماتے ہین مین کبھی خدمت مین حاضر
نہین ہوئی اسوقت سامنا ہوا ہی اب سکندر طرف گلفروش کے متوجہ ہوے کہا
کیون مہ جبین یہ کیا معرکہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ مجھکو گرفتار کرکے لائی تمنے رہا کیونکہ
تمھارے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ خیرخواہ دولت ہو لیکن مقام افسوس ہی کہ
ہمنے جسقدر مہربانی صرف فرمائی اُسنے اُسکا بدلہ یہ ہمارے واسطے کیا کہ ہمکو گرفتار
کرلائی مگر اب کہان جائیگی معلوم ہوا کہ قضا اسکی دامنگیر ہی یہی اِسکے قتل کی تدبیر ہی
سکندر نے یہ کہکر حکم دیا کہ پکڑلو گلفروش نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سحر کیا کہ ہاتھ ملکہ
گلفروش کا جلگیا اور آبلہ پڑگیا گھبراکر ہاتھ ہٹا لیا کہا ای شہریار یہ بڑی مکارہ ہی حضور

خود اِسکو گرفتار کرین سکندر نے ہنسکر ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سکندر پہ بھی سحر کیا کہ شعلۂ آتش بھڑکا سکندر نے شعلہ پلٹایا کہ ہاتھ پر مکارہ کے پڑا آبلہ پڑ گیا مکارہ تڑپنے لگی دو تین مرتبہ جب سکندر نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے متواتر سحر کیا سکندر نے فی الفور ہی اُلٹا پلٹا دیا کئی آبلے اُسکے ہاتھ مین پڑ گئے کئی آبلے جو ہاتھ مین پڑے تو شرما گئی عرض کرنے لگی اے شہنشاہ میری خطا معاف فرمائیے مجھسے بڑی خطا ہوئی چاہتی ہی کہ دم دیکر شہنشاہ کو نکلجاؤن مگر سکندر نے دھوکا اِسکا نہ کھایا ہاتھ بڑھا کر جس ہاتھ مین آبلے پڑے تھے وہی ہاتھ تھام لیا اور سامنے کھینچکر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا گلفروش نے لاکر مسند پر بٹھایا اور کہا کہ اے شہریار بہ قول شاعر یہ معاملہ ٹھیک ہوا فروبلبل برداشت آشیان را ✤ گل گفت کہ خس کم وجہان پاک ✤ اُردو والا لکھتا ہی فرد قصہ کیا موت نے یہان پاک ✤ گل گفت کہ خس کم وجہان پاک ✤ گلفروش نے جو ایسی باتین کین سکندر کو گلفروش کی باتون پر توجہ ہوئی مسند پر بیٹھے گلفروش پہلو مین آبیٹھی گائن جو سامنے حاضر تھی اُسنے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

قبول دل ہی اُلفت زلف بت بے پیر سے ✤ دیکھیے کب ہو نکلنا خانۂ زنجیر سے

کوسنے دیتے ہین مجھکو میرے ہمسایکے لوگ ✤ اسقدر عاجز ہین میرے نالۂ شبگیر سے

لاش پر ٹھہرا نہ اپنے کشتے کی قاتل ذرا ✤ رشتۂ اُلفت بھی شاید کٹگیا شمشیر سے

صور اسرافیل سے تو ہوگا محشر ایکدن ✤ ہی یہان ہر شب قیامت نالۂ شبگیر سے

جبتلک نکلے کمانکے گھر سے وہ اللہ رے شوق ✤ دل مرا جاکر لپٹ جاتا ہی اُسکے تیر سے

مجھسے اِکدل ہوستانے ہین ہر اک محبوس کے ✤ یہ صدا آتی ہی گوش طوق مین زنجیر سے

عالم طفلی مین بھی قاتل کو رہتا تھا یہ شغل ✤ زخمی کرتا تھا ہزارونکے گلے شمشیر سے

ہین وہ مشتاق فنا پائین اگر آب بقا ✤ خضر سے بدلین ابھی آب دم شمشیر سے

نقل سے ہرگز کسیکا کام نکلا ہی نہین ✤ پھول کب گلچین نے توڑے گلشن تصویر سے

آرزوے وصل تھی دلمین ہوا جسوقت قتل ✤ خون چھوٹیگا نہ میرا خنجر بے پیر سے

دل مین اُس خورشید رو کے ای قمر کب گھر کیا | کام کچھ نکلا نہ اپنا آہ بے تاثیر سے

یہان یہ گانا ہو رہا ہی سکندر پہلو مین گلفروش کے خوش بیٹھے ہین منظور ہی کہ اسکو اپنے ہمراہ لیجا ئیے سکندر شگفتہ ہو ہو کر باتین کر رہے ہین لقراط اپنے قصر مین بیٹھا ہوا تھا کہ چند طائر سر پیٹتے ہوے آئے عرض کی یا خداوند غضب ہوا مکارہ سکندر کو گرفتار کر لائی تھی تا بہ باغ گلفروش پہونچی گلفروش نے عاشق ہو کر سکندر کو ہوشیار کیا سکندر نے مکارہ کو مارا اب سکندر باغ مین گلفروش کے بیٹھا ہی لقراط نے اُسیوقت آواز دی کہ کوئی تم مین ایسا ہی کہ جا کر گلفروش کو ایسا دم دے کہ وہ سکندر کو گرفتار کر لے شہکارہ آفت خیز بہن مکارہ کی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کنیز جاتی ہی یا تو دونو کو لاتی ہون ورنہ سکندر کو تو ضرور ہی لاتی ہون یہ کہکے شہکارہ روانہ ہوئی جا کر کنیزان گلفروش مین ملی گلفروش جو کسی کام کو اُٹھی شہکارہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای گلفروش قدرت خود آیا چاہتے ہین تمکو مناسب یہ ہی کہ سکندر کو دم دیکر بیہوش کرو قدرت نے فرمایا ہی کہ اگر گلفروش ایسا کریگی تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ساتھ گلفروش کے سکندر کی بھونری پھرواونگا شہکارہ نے جب گلفروش کو دم دیا گلفروش نے کہا ایسا نہو سکندر ہوشیار ہو جاے شہکارہ نے سمجھایا کہ تم جا کر جام پلاؤ مین چپکے چپکے سحر کرتی ہون اسکو گلفروش نے قبول کیا شہکارہ نے گوشے سے سحر کرنا شروع کیا سکندر کو ایسی محویت ہوئی کہ گلفروش نے جو جام دیا سکندر پی گیا پیتے ہی بیہوش ہو گیا شہکارہ نے جھپٹ کر سکندر کو گرفتار کیا یعنی پنجے مین دبایا اور لے بھاگی گلفروش حیران ہو کر رہگئی دل سے کہتی تھی یہ مین نے کیا غضب کیا کہ اپنے معشوق کو گرفتار کروادیا بیٹھی ہوئی افسوس کر رہی تھی کہ بڑا ستم ہوا اب سکندر کو لقراط زندہ نہ چھوڑیگا ہاے کیا کرون کہ جمشید زرین ترکش آکر پہونچا دیکھا گلفروش سر جھکاے ہوے تردد مین بیٹھی ہی جمشید نے آکر پوچھا ای گلفروش کیا معرکہ ہوا مین نے راہ مین خیال کیا کہ باغ مین گلفروش کے سکندر ہین آکے یہان دیکھا تو تمکو تنہا پایا سچ کہو کیا معرکہ گذرا گلفروش رونے لگی کہا ای جمشید عجب دھوکا کھایا شہکارہ نے آکر مجھکو

دم دیا کہ خداوند آتے ہین انھون نے خبر پائی ہو کہ تیری مدد سے سکندر رہا ہوگیا ہو
اگر سکندر تیری مدد سے پھر گرفتار ہو تو قدرت تیرے ساتھ اُسکی شادی کردینگے مین اُسکے
دھوکے مین آگئی اُسنے کنارے آکر سحر کیا مین نے جام شراب پلایا سکندر بیہوش
ہوے وہ تڑپ کر گری پنجہ دیگر لے بھاگی اب مین سوچ رہی ہون کہ مین نے کیا غضب
کیا جمشید نے کہا اے گلفروش نہ گھبراؤ مین جاتا ہون اگر شہکارہ راہ مین ملی اور مین
پاگیا تو شہکارہ کو مارا اور اگر دربار بقراط مین پہونچگئی ہوگی تو وہان جاکر ہنگامہ
برپا کرونگا یہ کہکے جمشید چلا شہکارہ تو اُڑی ہوئی جا ہی رہی تھی کہ نعرہ ہوا خبردار منم
جمشید زرین ترکش اے شہکارہ مکارہ کہان جاتی ہو شہکارہ نے جو آواز جمشید کی
سنی ٹھہر گئی مگر جلدی مین زبان مین سوزن بھی نہین دی تھی جمشید نے آگ برسائی
شعلہ ہاے آتش جو شہکارہ پر گرنے لگے شہکارہ گھبرائی دو چار آبلے بدن پر پڑے
کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او جمشید الگ رہنا ہم بقراط ثانی تم ایسون کی
بھی یہ مجال ہو کہ میرے قیدی کو روکو یہ کہکے سحر کیا کہ شعلہ ہاے آتش بجھے جب جمشید
نے سحر کیا بقراط نے اُسے دفع کیا مگر جمشید نے شہکارہ پر تلوار گرائی بقراط کی
ذرا پلک جھپکی تھی کہ اسطرح کی تلوار گری کہ شہکارہ کا سر اُڑ گیا ہاتھ سے سکندر چھوٹا
بقراط نے پنجے سحر کے پھینکے کہ سکندر کو روکین مگر سکندر کو ہوش آیا زبان مین
سوزن نہ تھی سکندر نے ہوشیار ہوتے ہی پنجون کو جلایا اور دیکھا کہ بھائی میرا
بقراط سے ردوبدل کر رہا ہو للکارا کہ او بقراط آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہو
یا مجھے قضا کھینچ لائی ہو آپس مین سحر ہونے لگے اب سکندر و جمشید ایک طرف دونون
کے سحر بقراط روک رہا ہو اور دونون پر سحر کرتا ہو جب تھوڑا عرصہ گذرا بقراط نے
دیکھا کہ عرصے سے مین سحر کر رہا ہون ہوا پر معرکہ ہو رہا ہو ایک دستک دی اور آواز
دی کہ اے نسرین دلفریب جلد آؤ اور اپنا رنگ جماؤ یہ دونون جانے نہ پائین ان
دونون نے ایسا ہی عاجز کیا ہو کہ جو مین تجھکو بلاتا ہون ورنہ مین تجھکو تکلیف نہ دیتا یہ جو
بقراط نے آواز دی بائین جانب سے ایک ہوا سے سرو چلی ایک نازنین نہایت

حسین وجمیل بقراط ثانی کی کفیل سامنے سے پیدا ہوئی سامنے آکر سکندر و جمشید کے
به ناز و ادا یه اشعار عاشقانه گانے لگی

نظم

شفا مریض محبت کو زینہار نہ ہو
برنگ شمع نہ ہون ہم اگر نزار نہ ہو

کمال شہرہ حسن حبیب سنتا ہون
ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہ ہو

اگر اتو پھر اسے جاتے ہوئے نہین دیکھا
عناد و خشم دل یار کا غبار نہ ہو

درحرم کو ہی تشبیہ طاق ابرو سے
سواد کعبہ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہین درکار طاق کسرا کا
بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو

پیادہ پا ہون پر اڑتا ہون باد کے مانند
کمیت نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہین ہی جو صوفی شراب خوار نہ ہو

کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین کو
خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہ ہو

فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا
دل و نیم مرا جان بیقرار نہ ہو

کمال موت کا مشتاق ہی دل بیمار
خزان کا باغ مین نرگس کے اعتبار نہ ہو

بہت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہی
غم فراق کہین شیر کا شکار نہ ہو

برنگ سایہ گذرتا ہراہ ہستی سے
کسی کے وحش کا آتش جنازہ بار نہ ہو

اُس نازنین نے جو یہ اشعار سامنے سکندر کے گائے سکندر و جمشید سحر کرنے سے باز رہے اُس نازنین نے سکندر سے آنکھ ملائی اِشارہ کر کے کہا کہ چلو قدرت بلاتے ہین سکندر نے کچھ عذر نہ کیا وہ نازنین سکندر کو لیکر سامنے بقراط کے آئی بقراط نے کہا منھ کھولو مین زبان مین سوزن دونگا سکندر نے بلا عذر منھ کھولدیا بقراط نے سوزن دی جب سکندر کو گرفتار کر چکا تو اسی نازنین سے اِشارہ کیا کہ جمشید کو بھی بلالے اُسنے جمشید سے آکر آنکھ ملائی اور ناز سے کہا کہ صاحب آؤ تمھین قدرت بلاتے ہین نسترین دلفریب اِسکا نام ہی اسکا سحر دلپذیر تاثیر کرتا ہی جمشید بھی سر جھکا کر سامنے بقراط کے آئے بقراط نے وہی لفظ کہکے اُنکی بھی زبان مین سوزن دی کہا ای نسترین دو قفس آہنی چاہیے ہین اُسنے بہت خوب کہکے ہاتھ بڑھایا پکار کر

کہا او خدمتگار دو قفس آہنی لا ضرورت کو ضرورت ہو کہ صحرا کے درختون کے بیچ سے
دو پنچھی سنہری پیدا ہوے دونون مین دو قفس دیے ہوے تھے نسرین کو اُن
پنچھون نے دیے نسرین نے وہ قفس بقراط کو دیے بقراط نے دونون کو قفس
مین بند کیا اور دونون کو لیکر چلا مگر قضاے کار شبرنگ بن عمرو کہ جو چلا تھا اُسنے صحرا
مین یہ سب معرکہ دیکھا جب بقراط جا چکا تو نسرین دلفریب صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی
شبرنگ کے خیال مین آیا کہ اگر نسرین کو لیا تو دربار مین بقراط کے گذر ہوگا ایکطرف
بھاگیگا مگر کلیجے پر پتھر رکھ لیا دل سے کہتا جاتا ہو کہ اتنی بڑی مکارہ پر کیونکر ہاتھ پڑیگا
ایک لڑکی کی شکل بنکر صحرا مین پھرنے لگا دوپٹہ منھ پر رکھکر زار زار رونا شروع کیا
رونے کی جو آواز کان مین پہونچی نسرین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک لڑکی دس گیارہ
برس کی گلبدن کا پائجامہ ایک ایک کلی پڑی ہوئی پہنے ہوے ایک پاٹ کی دوپٹیا
اُوڑھے ہوے ناک مین صرف ایک موتی کی نتھ چہرے پر دو چار چیچک کے داغ ایک
نخل کے نیچے بیٹھی رو رہی ہو نسرین کو دیکھکر بڑا ترس آیا سوچی کہ شاید یہ اپنے ماں
باپ سے چھوٹ گئی ہو اُنھین کے فراق مین رو رہی ہو قریب آکر کہا کہ کیون بیٹی تم
کیون روتی ہو لڑکی نے روکر جواب دیا کہ حضور ماں باپ میرے اس صحرا کی سیر
کو آئے تھے عرصے سے غائب ہو گئے مین نے سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین
نہ پایا اب منظور ہو کہ رو رو کر اپنی جان دون کوئی شیر بھیڑیا آویگا مجھکو کھا جائے گا
نسرین نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹی تمکو اپنا فرزند کیا ہمارے ساتھ چلو اسی صحرا مین
ہمارا مقام ہو تمکو مٹھائی کھلائین گے کپڑے پہنا دینگے زیور پہنائین گے
دھوم سے شادی کرینگے لڑکی اُٹھ کھڑی ہوئی نسرین کے ساتھ ہوئی نسرین
لڑکی کو لیکر نخلستان سے نکلی ایک دشت دیکھا اُس صحرا مین ایک بارگاہ
استادہ ہو چند کنیزین در بارگاہ پر کھڑی ہین نسرین نے پکار کر آواز دی کہا اری
بختو تجھنے کسی مرد اور عورت کو تو نہین گرفتار کیا مین خوب جانتی ہون اس صحرا مین
جو کوئی آتا ہو تم اُسکو ضرور ستاتی ہو صاف صاف بتاؤ اس لڑکی کے ماں اور باپ کو

تو نہین گرفتار کیا اُن سب نے قسمین کھائین کہ حضور کے نمک کی قسم کسی مرد اور عورت
کو ہمنے نہین گرفتار کیا جیسے آپ گئی ہین ہم آپ ہی کے انتظار مین تھے اسی مقام پر
کھڑے ہین یہان سے ہٹے نہین بلکہ ہمنے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے جاکر بڑا کار نمایان کیا
سکندر اور جمشید کو مبہوت کیا کہ اُن دونون کو قدرت لیکر گئے نسرین اُس بارگاہ
مین آئی لڑکی کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آکر کہا بی بی بیٹھو تمھارے واسطے
چیز منگائین کنیزون سے اشارہ کیا کہ بی بی کے لیے چیز لاؤ کنیزین جاکر مٹھائی وغیرہ
لائین لڑکی کو دی لڑکی مٹھائی کھانے لگی نسرین ٹہلتی ہوئی در بارگاہ پر آئی آکر دیکھا
کہ ایک آہو بھاگا ہوا آیا تیر پیچھے پر اُسکے پڑا ہوا الجھیا کر سامنے گرا بعد تھوڑی دیر
کے صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار گھوڑے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین لیے کہ
جستجو مین اُس آہو کی تھا قریب آہو کے آیا قرولی کمر سے نکالی آہو کو ذبح کیا اب
جو اُٹھا مکان جو پہونچی نقاب چہرے سے جدا ہوئی نسرین نے دیکھا کہ ایک
آفتاب نکل آیا ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل ہتھیار لگائے ہوے قرولی
سے خون ٹپکتا ہوا کھڑا ہی مگر تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین براے شکار طائر دل
لیس تھے سینے پر آکر نسرین کے پڑے کہ تا بسوفار غرق ہوے نسرین نے
کلیجہ تھام لیا پکار کر آواز دی اے شہسوار پسینے پسینے ہو رہے ہو دم بھر آکر یہان
ٹھہر جاؤ اُس نقابدار نے جواب دیا کہ اے نسرین دلفریب تمھاری باتون سے
بڑا لطف ملتا ہی مگر ہم صحرا نورد رہتے ہین آہو ہمارے سامنے سے بھاگا اُسکی جستجو
مین اِدھر بھی گذر ہوا اگر تعجب ہی کہ ہم تمکو پہچانتے ہین اور تمنے ہمکو نہین پہچانا اور مثل
غیرون کے پکارتی ہو نسرین نے حیران ہوکر کہا کہ یہان تشریف لائیے براے
چند ساعت بیٹھ جائیے اپنا حال خیریت مآل بیان فرمائیے کہ مین آگاہ ہون مجھکو
آپ سے ایک محبت ہوئی ہی مین کبھی مرد پر متوجہ نہین ہوئی مگر آج تمھاری صورت
نے دل بیقرار کر دیا وہ نقابدار نقاب کو درست کرتا ہوا پاس نسرین کے آیا
نسرین نے چاہا ہاتھ تھامون نقابدار نے ہاتھ ہٹا لیا کہا اے نسرین محبت پاک

اور صاف بہتر ہی بہت میل نہ کرو اگر مین زیادہ مِل جُل کر تمسے بیٹھونگا تو عقب سے
ملکہ علامہ جادو میری زوجہ معشوقہ عاشق خصال آتی ہونگی اُنکے خلاف ہوگا مگر
لنسرین اُس جوان کو لیکر بارگاہ مین آئی مسند پر بٹھایا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ناگہان
پر برق چمکی نقابدار کا نپنے لگا کہا لو ملکہ لنسرین ملکہ علامہ آپہونچی وہ ساحرہ تخت کو
اُتار کر لائی قریب نقابدار کے آکر بیٹھی زانو دبالیا لنسرین سے کہا ہوا ہٹ کر بیٹھو
آج ایسا فراموش کیا میرے شہریار کو نہین پہچانتین غواص دریانشین کہ آج
اِس طلسم مین مثل اِسکے کوئی نہین ہو صورت زیبا سحر مین یکتا قدرت نے میری
شادی اِنکے ساتھ کی مگر اپنی جان سے بیزار ہین کہ صحراے تیتھو ہمارا مقام ہو وہین
آکر طلسم کشا اُترے ہین کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اُنکو گرفتار کرلین مگر جان کا خوف ہی
پھر علامہ نے طرف لڑکی کے دیکھا پوچھا ای لنسرین یہ کون صاحب ہین لڑکی اُٹھکر
دوڑی علامہ سے امان امان کہکر لپٹ گئی لنسرین نے کہا ای علامہ غصہ نہ کرو شنیا
اِسکی مان سے تمھاری صورت ملتی ہو اسوجہ سے امان امان کہکر لپٹ گئی علامہ نے
کہا ای لنسرین یہ زمانہ وہ ہو کہ ساحر چھپتے پھرتے ہین گھرون سے نہین نکلتے تمنے یہ
کیا غضب کیا کہ غیر شخص کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئین آجکل سب کو جان کا خوف ہی بلکہ
شہریار نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ لشکر طلسم کشا برباد کرون مین مانع ہوئی کہ اِن لوگونکا
ستانا بہتر نہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو یہ کہکے غواص کا ہاتھ تھام لیا کہا لو
صاحب چلو دل گھبراتا ہو ایسا نہ ہو کوئی آفت برپا ہو آج تیسرا دن ہو کہ تمھین یاد ہوگا
کہ قدرت کوہ نیلگون پر آئے ہم تم سب جمع تھے ممبر پر جاکر وعظ کہی کچھ فقرے کہے
کہ مضمون اُن فقرات کا یہ تھا کہ آجکل ساحر عبادت کرین ہمکو نہ بھولین لہو لعب
دنیوی سے ہاتھ اُٹھائین جو اِسکے خلاف کریگا مارا جائیگا ہر چند لنسرین نے چاہا
کہ زن وشوہر کو بٹھاؤن مگر غواص گھوڑے پر سوار ہوا لنسرین سے اشارہ کیا
کہ اگر تم باغ جہان نما مین آؤگی تو مجھسے ملاقات ہوگی علامہ بھی تخت پر سوار
ہوکر روانہ ہوئی لنسرین کھڑی دیکھا کی کہ مرکب غواص کا نکلگیا اب جو پلٹ کہ

بارگاہ مین آئی مقام جو معشوق سے خالی پایا بلک کر رونے لگی لڑکی نے آکر ہاتھہ تھام
لیا کہا کیون مادر مہربان کیون روتی ہو مجھسے تو مفصل حال کہو اب ہماری مالک اور افسر
آپ ہین ہم چاہتے ہین کہ آپ خوش رہین آپ کے خوش رہنے سے ہمکو بھی آرام ملیگا نسیرین
نے کہا بیٹا غواص دریانشین پر مین مائل ہوئی دل کہہ رہا ہو کہ علامہ کیا صاحب نصیب
ہو کہ ہر وقت معشوق کے ساتھہ رہتی ہو چلتے وقت غواص نے یہ اشارہ کیا کہ باغ جہان نما
مین آنا مین نہین جانتی کہ باغ جہان نما کہان ہو مگر جاتی ہون لڑکی نے کہا اے مادر مہربان
مین ساتھہ چلونگی ابھی جو میری آنکھہ لگ گئی تو عالم خواب مین قدرت کو دیکھا فرماتے
تھے کہ اے گلپیرہن نسرین کی خوشی کا خیال رکھنا اسکو خوش رکھنے سے تم بھی خوش رہوگی
آپ ہی کی ذات سے اب ہمارا آرام و چین ہو کچھہ تو قدرت نے مناسب جانا جو یہ ارشاد
فرما گئے اگر مین ساتھہ رہونگی تو بہت کام آؤنگی نسرین نے اُسیوقت ایک تخت سحر
تیار کیا لڑکی کا ہاتھہ پکڑ کے بٹھا لیا تخت کو سحر سے اُڑایا ایک مقام پر پہونچی تھی کہ پٹھین
پھولون کی و باغ مین آئین سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہو اُس مین غواص
ٹہل رہا ہو کبھی کسی نخل کے نیچے ٹھہر جاتا ہو طائران نخل سے متوجہ ہو کر کہتا ہو یارو میرے
حال سے آگاہ نہین ہو اب مین تمکو واقف کرتا ہون نظم

طفلی ہی سے تھے ہمتو ثناخوان محبت — مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ — دکھلا دو ہمین سرو گلستان محبت
اک دام مین صیاد کے اِک طوق بہ گردن — قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے — چھوٹا نہ مگر ہاتھہ سے دامان محبت
یاد ابروے دلدار کی رہتی ہو قمر کو — ہو ورد زبان مصرعۂ دیوان محبت

یہ اشعار پڑھتا ہو اور آنکھون سے آنسو بہا رہا ہو نسرین نے جو غواص کو دیکھا
تخت اُتار تخت سے کود کر ہاتھہ تھام لیا کہا صاحب حقیقت مین باغ جہان نما کی
فکر مین صحرا بہ صحرا پھری مگر دل نے ہدایت کی شمیم گل نے بلا لیا غواص نے جو نسرین
کو انتہا کا مشتاق پایا گلے مین ہاتھہ ڈالدیے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان

مین تمکو دیکھتے ہی مائل ہوا تھا مگر ضبط کیا زبان سے نہ نکالا اور یہ بھی خیال تھا کہ علامہ
آتی ہوگی جب مین تمسے جدا ہوا تو راہ مین بہت بگڑی کہتی تھی صاحب تم مجھے بین نسرین
کے کیون گئے تھے نسرین کا یہ حسن وجمال ظاہری ہی مین مدت سے تمپر جان دیتی
ہون اگر کسی عورت پر توجہ کروگے تو جان دیدونگی اسوجہ سے مین نے زیادہ تمپر
توجہ نہین کی مگر تمھاری یاد مین رورہا تھا کہ تم آگئین دلکو تسکین ہوئی چلو چلکر بیٹھو
اب نسرین پر حال کھلا کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہی لڑکی بھی کہتی ہی کہ ای ماہ رمہربان اباجان
آپ پر خود جان دیتے ہین اپنے کو روکیے ایسا نہ ہو کہ اُنکو آپ کی محبت ظاہر ہوجائے
تو وہ پھر کھنچین گے نسرین نے کہا آج وصل ہوجاے تو امید دل کی بر آئے
لڑکی کہتی ہی کہ ای ماہ رمہربان عورت کا کھنچنا ہی مناسب ہی کھنچنے سے آبرو بڑھتی ہی
غواص نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ لڑکی نسرین سے کچھ باتین کرتی جاتی ہی ہنسکر کہا کہ ای
نسرین یہ لڑکی بہت تمھارے منھ لگی ہی تمسے کیا کہتی ہی نسرین نے کہا بچے کی بات
کا کیا اعتبار مین نے جو اسکے ساتھ محبت کی تو یہ بھی محبت کرتی ہی سمجھاتی ہی کہ علامہ
نہ آجائے غواص نے کہا اُنکے آنیکا وقت نہین ہی اب وہ قصر معمار مین ہونگی یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا علامہ جادو نہایت غصے مین آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای
غواص تونے اپنی آبرو کھوئی اس شفق کو لیکر پہلو مین بیٹھا ہی میری کنیزین اِس سے
بہتر ہین مین نے تیرا مرتبہ بڑھایا تجکو غواص بحر اُلفت بنایا اب تونے یہ حرکت کی مین
پہلے ہی سمجھ گئی تھی مین قصر معمار مین بیٹھی تھی جانتا ہی کہ مین کس ضرورت مین ہون کتنا
بڑا کام قدرت نے میرے سپرد کیا ہی اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ قفس کو جنبش ہوئی
مین نے پکار کر پوچھا کہ ای خبر گیر جادو مفصل خبر پہونچا کہ غواص کیا کر رہا ہی خبر گیر نے
خبر دی کہ غواص پہلو مین نسرین کو لیے بیٹھا ہی مجکو تاب نہ آئی ہر چند کہ قید یون کا
بڑا اہتمام ہی رات کا سونا موقوف کیا دن کے کھانیکا وقت نہ رہا اس خدمت نے
مجکو پریشان کر دیا اور قدرت کو منظور یہ ہی کہ ایک ہفتہ انکو ڈراؤ دھمکاؤ بعد ہفتے
کے قتل کیے جاوینگے اگر اطاعت کی تو خیر اور یہ بھی قدرت فرماتے تھے کہ اگر سکندر

قتل ہوا تو طلسم کشا کا بہت زور کم ہو جائیگا یہ کہتی ہوئی زمین پر آئی لنسرین تو خاموش ہو گئی
کچھ منھ سے نہین بولتی مگر غواص نے اٹھکر ہاتھ باندھے کہا ای ملکۂ عالم جو آپ کو گمان ہی
اسکا یہان خیال بھی نہین ہو آپ ایسی معشوقہ جب میرے قبضے مین ہی تو مجھے عورت
کی کیا ضرورت ہو چونکہ یہ آفت مین تھی مین اسے لے آیا پہلو مین بٹھایا مگر معاف فرمائیے
لڑکی دوڑکر علامہ سے لپٹ گئی کہا امان جان کئی دن سے کہان چھپ گئی تھین مین
آپ کو ڈھونڈھتی تھی علامہ یا تو غصے مین تھی لڑکی نے جو تتلا کر کہا بے اختیار ہنس پڑی
کہا کیون لنسرین یہ کون ہی لنسرین نے کہا یہ وہی لڑکی ہی جسکو مین نے آپ سے بیان
کیا تھا کہ یہ صحرا مین ماری ماری پھرتی تھی اور مین اسکو لے آئی کئی راتین گذری ہین
مین اپنے سینے پر سلاتی ہون مگر بڑی ضدن ہی جب بگڑتی ہی تو کسیکی نہین سنتی علامہ نے
کہا ای لنسرین مین نے اولاد کے واسطے کیا کیا کوشش کی میان غواص نے بڑی
بڑی مشقت کی مگر کچھ نفع ہوا اسکو مین پرورش کرونگی لنسرین نے سر جھکا لیا کہا
حضور مین اس سے بہت مانوس ہون اسکو تو نہ لیجائیے مین نے اسکے لیے بڑے
بڑے سامان کیے ہین اور لڑکی اب لنسرین سے بات نہین کرتی علامہ ہی کو لپٹے
جاتی ہی علامہ نے گود مین اٹھا لیا کہا ای لنسرین تمنے بڑی خطا کی ہو مگر اس لڑکی کی
وجہ سے مین معاف کرتی ہون جاؤ بس بیٹھو غواص سے ملو اب مین نگوڑے کو
آنے بھی نہ دونگی اپنی صورت پر مغرور ہی یہ صورت بھی ہمنے بنائی کہ جو دیکھے وہ بیقرار
ہو جائے لڑکی کو گود مین اٹھا لیا کہا او غواص مین جاتی ہون اب تو قصر معار مین نہ آنا
ورنہ بہت پچھتائیگا غواص منتین کرتا ہی مگر لنسرین نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا علامہ نے
کہا او شقی جھولی پہ ہاتھ ڈالتی ہی ابھی اشارہ کرو دون تو مثل سروچراغان جل جاوے
لنسرین نے گولہ نکالکر مارا علامہ نے گولہ توڑا اور ہاتھ ہلا دیا کہ ایک برق چمک کر
گری لنسرین کے دو ٹکڑے ہوے مرنا لنسرین کا کہ غواص رونے لگا کہا ای علامہ
تو نے غضب کیا علامہ نے کہا یہ اسی کے لایق تھی لڑکی تو امان امان کہتی ہی وہ اپنی
گلے جاتی ہو اب تم اسکا جنازہ لیکر بیٹھو لڑکی علامہ سے لپٹ گئی کاندھے پر سر رکھدیا

کہا اماں جان اب مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی یہ بتلایئے کہ ابا جان کہاں ہین علامہ نے
بہت پیار کیا اور کہا بی بی چلو مین تمھارے باپ کو بھی بلا دونگی غواص کو بھی نہ پوچھا لڑکی
سے ایسی مانوس ہوئی کہ لیکر تخت پر بٹھا لیا کہا بی بی چلو راہ مین لڑکی تتلا تتلا کر میٹھی
میٹھی باتین کرتی چلی علامہ ہر مرتبہ بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی اے نور نظر مین تمکو سحر سکھاؤنگی
یہ باتین کرتی ہوئی قریب قصر پہونچی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہوا
ہی مگر دریچے اُسمین بہت ہین ہنسکر کہا کیون مادر مہربان یہ قصر آپ نے نیا بنوایا علامہ
نے کہا اے نور نظر یہ مکان پرانا بنا ہوا ہی مگر اب مین نے عجائب و غرائب زیادہ کردیے
ہین اسوجہ سے کہ سکندر و جمشید کی قید خداوند نے میرے سپرد کی اسوجہ سے ہوشیار
ہر وقت رہتی ہون شبرنگ نے یہ بھی سُنا کہ سکندر و جمشید یہان قید ہین اب دلکو
تقویت ہی کہ اسکو چل کے مارے لیتا ہون علامہ لڑکی کو لیے ہوئے قصر مین آئی
دونون قفس اُتارے لڑکی نے دیکھا کہ دونون کی زبانون مین صدا ان گرفتار دام
رنج و محن ہین مگر شبرنگ نے اسطور سے باتین کہین کہ سکندر سمجھ گیا کہ شبرنگ لڑکی
بنکر آیا ہی جمشید سے اشارہ کیا کہ اے برادر مطمئن رہو میرے دل کو یقین کامل تھا کہ
آقا سے نامدار غفلت نہ کرینگے ضرور فکر کرینگے دیکھیے عیار آپہونچا اگر خدا نے چاہا
تو رہا ہوتے ہین اور اگر قضا لیکر آئی ہی تو مجبور و ناچار ہین جمشید یہ سنکر بہت خوش
ہوا دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر اس ظالم کی قید سے رہائی
دے شبرنگ پر آسانی ہو

نظم

ترا داند بہر جا مرد دانا ✣ ترا بیند بہر سو چشم بینا
ز عشقت در زمانہ شور برپا ✣ فگندہ خلق در آفاق غوغا
بحسنت دیدہ ہا محو تماشا ✣ زبان ہا ذاکر و مشغول دل ہا
تو کردستی دل صافی دلان را ✣ چو آئینہ مجلا و مصفا
تو بیشک واحدی و لاشریکی ✣ تو لاثانی توئی بے مثل و یکتا
تو در دین رہنماے بندگانی ✣ تو ہستی کارساز کار دنیا

زہر شمعی کہ شد در وہر روشن
زمین و آسمان و عرش و کرسی
گہے مجنون گہے فرہاد گشتی
چو در یوسف جمال خود نمودی
گہے پنہان شدی در صورت ناہیر
زبوے غنچہ بو بیت مید ہد بو
شود اندر عرق چون ابر تر غرق
غلامی رتبہ دارد ای شہنشاہ
قلم ہر دم بہ تعریف تو جاری
کند کوکو بہ صحن باغ قمری
تو دائی و کریمی و رحیمی

نمودی چہرۂ پر نور خود را
شد از حکم تو ای خلاق پیدا
گہے شیرین شدی وگاہ لیلا
فدا جان کرد در عشقش زلیخا
گہے ظاہر شدی در شکل راجھا
ز رنگ گل شود رنگ آشکارا
چو بنمائی بہ گل رخسار زیبا
بہ درگاہت چہ اسکندر چہ دارا
زبان ہر لحظہ در وصف تو گویا
کند بلبل بہ بستان شور برپا
بلطف خویش برہندی یہ بخشا

مگر شبرنگ نے اپنا رنگ جمایا ہنسکر کہا اے مادر مہربان آپ کے ملنے سے مجھکو بڑی خوشی ہی کہ مین آپ سے ملی میرا جی چاہتا ہو کہ مین کچھ گاؤن علامہ نے اشارہ کیا کہ بی بی گاؤ بجاؤ مین تمھین خوش رکھونگی مین نے تمھارے واسطے معشوق سے فسادکیا اور یہ نوبت پہونچی کہ تمکو لیکر چلی آئی مگر شکر کرتی ہون کہ تمکو گانے مین بھی دخل ہی لڑکی ڈھول بجانے لگی ڈھول کو جو لطف سے بجایا علامہ نے کہا بی بی ڈھول تو تم خوب بجاتی ہو لڑکی نے ہنسکر کہا مادر مہربان تمھین نے تو مجھکو سکھایا ہو وہ غزل جو یاد کرائی تھی وہ گاتی ہون علامہ نے کہا ہان بیٹا گاؤ تب تو شبرنگ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

سرسے حاضر منقبت مین بے تامل ہو گیا
زلف پیچان سے پریشان حال سنبل ہو گیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مُل ہو گیا
انتہاے شوق ہو اب صبر کی طاقت کہان

مدح حیدر سے کمیت خامہ دلدل ہو گیا
گل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہو گیا
مجلس جمشید برہم ہو چکی قلقل ہو گیا
ابتداے عشق مین چند سے تحمل ہو گیا

کون ہی جو اُسکی جانب کو کھنچا جاتا نہین
حسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہو گیا

نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روے یار مین
گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہو گیا

مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہو گیا

تو نے رکھوائی جو کاکل ای بت بالا بلند
طرۂ باغ حسینان حسن سنبل ہو گیا

کافرونکو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
مومنونکا مصحف رو سے ترے قل ہو گیا

تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا یہ رنگ سرخ
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہو گیا

بے تکلف بند کھولونگا قبا سے یار کے
جامے سے باہر جو شوق بے تامل ہو گیا

بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے جو موے مشکبو
رفتہ رفتہ مغز کو سودا سے کاکل ہو گیا

جوش پر آیا جو ہجر یار مین دریاے اشک
تہ ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہو گیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہو گیا

اِس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ علامہ کے کان کھڑے ہوئے منھ تو چوم لیا مگر سر سے پا تک دیکھنے لگی شبرنگ نے کہا ای مادر مہربان آپ نے جو ساقی گری بتائی تھی وہ بھی کمال دکھاؤں علامہ اور زیادہ کھٹکی مگر شبرنگ مطمئن ہی کہ میرے دام مکر مین پھنسی فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور گت ناچا جام کو سر پر رکھکر علامہ کے سامنے کیا علامہ نے جام لیکر اُلٹ کیا شراب چرخ مارنے لگی جام ٹوٹا شراب گری علامہ نے کہا اری تو کون ہی قفس سے سکندر و جمشید دیکھ رہے ہین شبرنگ نے جو دیکھا کہ شراب اُڑ گئی علامہ نے جھلا کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کر شبرنگ لڑکھڑا کر گرا علامہ نے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی علامہ نے کہا نگوڑی تو کون ہی شبرنگ نے کہا منم شبرنگ ابن عمرو علامہ نے کہا او سوے ابھی تجھکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ای جلاد جلاد جلد حاضر ہو اسکو قتل کر گوشۂ صحرا سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے قریب آیا علامہ نے اشارہ کیا اُس جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شبرنگ کا کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا مگر قضا سے کار ریہان جس

رات کو شبرنگ علامہ کے ساتھ آیا نور الدہر نے خواب پریشان دیکھا کہ شبرنگ قتل ہوتا ہے اور ایک ساحرہ حکم دے رہی ہے اور ایک زنگی خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہے نور الدہر نے صبح کو سامنے سرداروں کے بیان کیا نجم اختر شناس گھبرا کر اُٹھا پوچھا اے شہریار ساحرہ نے کچھ نام بتایا نور الدہر نے کہا وہ نعرے کر رہی تھی کہ ہم علامہ جادو و نجم اختر شناس نے عرض کی اے شہریار علامہ جادو بلائے روزگار ہے قفس معمار میں رہتی ہے یہ کہکے نجم اُٹھا ارسطوے ثانی نے کہا میں بھی چلونگا ارسطو اور اختر شناس پر پرواز پیدا کر کے چلے مگر راہ میں نجم نے کہا اے ارسطو بہتر یہ ہے کہ چلکر سکندر کو رہا کرو قفس توڑ ڈالو زبان سے اُنکی سوزن نکالو تب جا کر مطلب نکلے ارسطو نے کہا میں جمشید پر گرونگا اور قفس توڑ ڈالونگا نجم نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر دونوں جاتے ہیں یہاں وہ وقت ہے کہ جلاد سر پر کھڑا ہے علامہ حکم دے رہی ہے جھلا کر کہتی ہے ارے کیوں تامل کرتا ہے لیکن شبرنگ بن عمرو بیقرار طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے اور پکارتا ہے کہ اے کارساز و اے رب بے نیاز اِس آفت سے چھڑا علامہ سامنے بیٹھی ہے اور شبرنگ پکار رہا ہے اے خالق بے نیاز بچاے نظم

داروئی تلخی مزاج خود نہ ای بیمار تلخ
گر دوا بخشد طبیب مہربان ہر بار تلخ

جام مل بے لالہ و گل در گلستان جہان
ذائقہ بخشد بکام عندلیب زار تلخ

بہر کس زو لذت شیرین نمیگردد نصیب
ہر کرا باشد بہ دنیا طبع ناہنجار تلخ

مفلس اندر مفلسی ناحق پریشان خاطر است
میگذارد عمر ناحق بندۂ نادار تلخ

از ترش روئی و بدخوئی بپرہیز و خلیق
آدم خوش گو نگوید از زبان زنہار تلخ

دل مدہ ہندی بہ شیرین لذت دنیاے دون
زانکہ میگردد دہان زین لذت آخر کار تلخ

لیکن نجم اختر شناس و ارسطو جو چلے تھے اول آسمان پر آ کر ٹھہرے اُنے دیکھا دونوں قفس رکھے ہیں سکندر و جمشید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اِسواسطے علامہ نے قفس لا کر سامنے رکھے ہیں کہ سکندر و جمشید کو صدمہ ہو اور یہ بیقرار ہوں اِنھیں کے رہا کرنے کو یہ عیار آیا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ

یہی حال ہمارا بھی ہوگا اب زندہ نہ بچین گے نجم اخترشناس دار ارسطو نے جو بالاے آسمان
سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو گئے نجم نے ارسطو سے کہا مین جاتا ہون ارسطو نے کہا مین
بھی آیا دونون ایک جانب زمین پر اُترے اور غرق زمین ہوے مقام کو اول ہی سے
تاک لیا ہی نقب سحر کاٹتے ہوے چلے علامہ نے جلاد کو اشارہ کیا کہ ارے کیون
دیر کرتا ہی ایک ہاتھ مار کہ سر اسکا اُڑ جاے جلاد خنجر لیکہ بڑھا کہ علامہ نے دیکھا برابر
قفس سکندر کے زمین شق ہوئی اور دھوان نکلا علامہ سمجھ گئی کوئی آیا کہ یکایک
نجم نے سر نکالا آمادہ ہوکر توڑنے تھے نکلتے ہی قفس کو توڑا علامہ للکارتی ہوئی
اُٹھی کہ او نجم مین نے پہچانا اتنے عرصے مین ارسطوے ثانی نے برابر قفس جمشید کے
سر نکالا فوراً نکلتے ہی قفس توڑا زبان سے سوزن نکالی جمشید کو رہا کیا اور یہ کلمہ
کہا کہ اے شہریار علامہ سے مقابلہ کیجیے دیکھیے نجم اخترشناس آپ کے بھائی صاحب
کو رہا کر رہا ہی علامہ نے نجم پر کارد سحر کھینچ ماری نجم کے ہاتھ قفس کے توڑنے مین
پھنستے تھے سمجھا کہ یہ کارد پڑ گئی سینے کو توڑ کر پار گذرے گی گھبرا کہ یکبارہ اُٹھا کہ ای
رب بے نیاز و اے خالق کارساز اِس کارد سحر سے بچاے نظم بطور خمسہ

اے موحد صرف با ذات احد کن دوستی — ترک کن ہر یک تعلق با صمد کن دوستی
بگذر از بغض و حسد با نیک و بد کن دوستی — با ہمہ وحش و طیور و دام و دد کن دوستی
در جہان گنجینہ دار مخزن اسرار باش

خواہش دل دارہ گر داری ز خدمت سر متاب — زانکہ از خدمت بکام خویش باشی کامیاب
کن اطاعت تا توان در تن بود در جسم تاب — روز بہر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب
شب بہ شکل ماہ بہر بندگی بیدار باش

نجم نے تو بلک کر یہ دعا کی جمشید نے بڑھکر سامنے کارد کے اپنا سینہ سپر کر دیا بہ قدرت
پروردگار کارد آکر شانے پر پڑی کہ شانہ جمشید کا زخمی ہوا اتنے عرصے مین نجم نے
سکندر کو رہا کیا اور سوزن نکالی سکندر نے اُٹھتے ہی للکارا کہ او ملعونہ منم سکندر
شہنشاہ لشکر طلسم کشا بس اب بھاگ جا مگر علامہ کب بھاگتی ہی اِسنے قصر پر سحر کیا او

قصر تھرا اٹھا دیکھا سکندر نے کہ قصر تصور نہ کریگا اگر گرا تو ہم سب دب جاوینگے آوازدی ای برادر جمشید قصر کو روکو جمشید نے زمین پر ایک دو ہتھڑ مارا کہ قصر کی جنبش موقوف ہوئی جیسے ہی قصر رکا علامہ نے آگ برسادی تلوارین گرائین خنجر گرائے گوشہ ہاے قصر سے تیر چلنے لگے دو چار تیر سکندر پر پڑے سکندر نے تیرونکو جسم سے نکالکر پھینکا کئی دن سے قید تھے آب و دانہ بند قفس مین دردمند خون جو بدن سے جاری ہوا تھرانے لگے جمشید نے بڑھکر بھائی کا ہاتھ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ سکندر نے پکار کر آواز دی ای طاقت ترا جلد اِس مقام پر آکر مجھکو روک مین گرا چاہتا ہون کہ یکبایک پشت سے دو نازنینین پیدا ہوئین ایک اُنمین سے بڑی شوخ و شنگ سامنے سکندر کے آئی دونون بازو تھامے لیے علامہ سے آنکھ ملائی اور آواز دی کہ بی علامہ صاحب یہ اشعار تو سنو میان آتش نے کیا خوب ارشاد فرمائے ہین

نظم

بزم مین رنگین خیالونکی جو ہو روشن چراغ
سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ

چاند سے ٹکڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہوگئین
پرتو مہتاب سے بنجاتے ہین روشن چراغ

روشنی طور ہو یار دگر ممکن نہین
تیرے صدقے کا کہانسے لائیگا روشن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

سیکڑون پروانون کو اُسنے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا افسردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی
داغ سینے کا ہی گویا گور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
آتش افروزی سے ہونیکا نہین دشمن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ

گنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا
لعل لب کو مین نے دیکھا آل پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین
غم نہین اِسکا نہ ہوا اپنے سر مدفن چراغ

اُس نازنین نے جو یہ اشعار پڑھے علامہ نے بگوش ہوش سُنے جب اشعار سن چکی چہرہ

سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین یا تو سحر کی بوچھار کررہی تھی یا خاموش ہو کر کھڑی ہوئی
پکار کر آواز دی یا خداوند بقراط ثانی آکر مدد کیجیے مین اِسکے سحر مین پھنس گئی اور سحر کرنا
بھول گئی جیسے ہی اِسنے یہ پکارا قصر ہشت پہل سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت خبردار
نہ گھبرانا ہم خداوند بقراط ثانی سکندر گھبرا کر قصر سے نکلے مگر علامہ کو اشارہ کیا کہ تلوار
کھینچکر اپنے گلے پر پھیر لے علامہ نے جو تلوار اپنے گلے پر پھیری سر کٹکر گرا عجب
ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ ہم غواص جادو ای سکندر علامہ کو مار کر کہان جاتے ہو
سکندر نے باہر قصر کے نکلکر دیکھا کہ ایک دریا جوش مار رہا ہی جہانتک نگاہ کام کرتی
ہی دریا ہی دریا معلوم ہوتا ہی نہنگ اُسمین سے نکل رہے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین
کہ یکایک مچھلیان تڑپ کر نجم و ارسطو پر گرنے لگین یہ دونون مچھلیون کو قتل کر رہے
ہین لیکن مچھلیان غائب نہین ہوتین نجم نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ مین اِس
دریا کی ماہیت سے آگاہ نہین مچھلیون سے جان نہ بچیگی سکندر نے منھ سے شعلہ
چھوڑا وہ آگ کا شعلہ جو دریا مین گرا مچھلیان جلنے لگین دریا موج مار کر پلٹا تھا کہ
غواص نے سر نکالا پکار کر آواز دی ای سکندر جانے نہ دونگا سکندر نے پکار کر
آواز دی ای ماہیان دریا مین تمھارے حال سے واقف ہون غواص کو لیناوہ
سب مچھلیان غواص کو لپٹ گئین اور بدن نوچنے لگین نوچ کھوسٹکر غواص کو کھاگئین
نجم نے اِشارہ کیا کہ ای شہنشاہ نکل چلیے سکندر نے قصد کیا کہ نکلجاؤن کہ دیکھا سامنے
ایک پہاڑ حائل ہی سکندر نے پکار کر آواز دی او کوہ مین سمجھ گیا مین خود کوہ ہون
تجھکو کاہ جانتا ہون دم بھر مین مٹاؤنگا یہ کہکر گولہ مارا کہ کوہ مین دناٹا ہوا دیکھا
سکندر نے کہ بقراط ثانی کھڑا ہوا ہی اور للکار رہا ہی کہ او سکندر ہم خداوند بقراط
ثانی کب تجھکو جانے دیتا ہون یہ کہکے ہاتھ سے اِشارہ کیا ایک ستون برق کا ازن
زمین تا چرخ بر مین ظاہر ہوا اور ایک دناٹا ہوا وہ ستون شق ہوا کئی سو نازنینان
مہ جبین رقص کرتی ہوئین اور ساز دلفریب بجاتی ہوئین اُسمین سے نکلین اور آواز
دیتی تھین کہ ای سکندر و جمشید و نجم و ارسطو ذرا اِدھر دیکھو ان چار دن سے جو

اُن نازنینون کی جانب دیکھا دیکھا کہ بیچ مین اُنکے ایک نازنین حسین یہ غزل گا رہی ہی **نظم**

ہی جوانی کی ترنگ اور اپنا دلبر ساتھ ہی — مے دے اے ساقی خدارا موسم برسات ہی
لطف ہی شام و سحر کا روے تابان مین ترے — غیرت خورشید ہی منھ زلف کالی رات ہی
زندگی سے ہاتھ اُٹھوانا ہی وہ حسن و جمال — اُسکی چھب تختی غضب ہی آفت جان گات ہی
درد دل ابر سیہ ہی نالہ ہی مانند برق — چشم ساون کی جھڑی دن رات یان برسات ہی
اپنے دیوانے کو رُخ اپنا دکھا ای شاہ حسن — ورنہ یان شطرنج ہستی تک اجل سے مات ہی
یاد مین اُس کاکل و رُخ کی کٹتی ہی اپنی عمر — رات دن ای دوستو اپنی یہی اوقات ہی
پھر بتاؤ خوف ہو عصیان سے ہمکو کس لیے — شافع روز جزا احمد سا عالی ذات ہی
یاد جب فرقت مین آئے کیون نہ دل بہلے شفا — کہتا وہ اُسکا گنواری مین کہ پیارا جات ہی

اِسطرح کے اشعار جو اُس مہ جبین نے اونچے سرون مین گائے نجم نے دیکھا کہ اِن عورتون کو دیکھکر سحر فراموش ہونے لگا بس زمین مین پاؤن مار کر یہ تو غرق ہوے اور شبرنگ بھاگ کر ایک غار مین چھپا مگر سکندر و جمشید و ارسطو جھومنے لگے بقراط ثانی نے بڑھکر تینون کی زبان مین سوزن دی ہاتھ بڑھایا طرف ستون برق کے اُن نازنینون نے تین قفس لاکر دیے اُن تینون قفسون مین تینون کو بند کیا اور پر پرواز پیدا کر کے چلا شبرنگ غار سے نکلکر جھپٹا کہ راہ مین کوئی عیاری کرون مگر بقراط نکل گیا قصر ہشت پہل مین آیا تمام سردار اُٹھ کھڑے ہوے نازنینان بھی مین بلائین لینے لگین کہتی ہین یا خداوند آپ نے آج بڑی مشقت کی مگر اِنکا زندہ رکھنا مناسب نہین یہ تینون باغی ہین دیکھیے کس نگاہ سے آپ کو دیکھ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ اگر چھوٹین تو سحر کرین بقراط نے حکم دیا کہ بیرون قصر ہشت پہل میدان خونی کی تیاری ہو اِن تینون کو دار پر کھینچو کئی ہزار افسر ساحران زبردست حاضر تھے اُنھون نے نکلکر فورًا میدان تیار کیا جلاد بھی حاضر ہوے دارین بھی اِستادہ ہو گئین اب بقراط ثانی باہر نکلا جلاد نقارے لگا رہے تھے اور پکارتے تھے کہ یارو یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی کہ جسکے حکم کی سارا طلسم اطاعت کرتا تھا آج دیکھو کس حال مین

مبتلا ہی کہ قفس مین بند مثل گنہگارون کے آیا ہی آج قتل ہوتا ہی کوئی اسکا بچانے والا نہین اب بھی اسکو مناسب ہی کہ قدرت کے سامنے کچھ عذر کرے کیا عجب ہی کہ خطا معاف ہوجائے دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرداروںمین
شاخ گل زمزمہ سنجونکی نشیمن تھی مدام
بارہ تھا وان پہ خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جسپہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہرسمت
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے

تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے مین اگر قصر فرید ونکے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہرسو بازار
ارغنون وار سدا اگو نجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عز و وقار
آج کل وہ لب جو چغد کا ہی آئنہ دار
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
تکیۂ گور وگو زن آج ہی ہراک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کُنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

یہ جو جلادون نے آوازدی سب رونے لگے ہرایک کا قول یہ تھا کہ یار وجلادون نے دل دُکھا دیا کیا اشعار پڑھے ہین دل ہمارے دنیا سے ٹوٹ گئے حقیقت مین ایسا بادشاہ جلیل اسطرح قتل ہوتا ہی مقام افسوس ہی مگر شبرنگ نے یہ سب معرکہ دیکھا کہ سامنے قصر ہشت پہل کے میدان خونی کی تیاری ہورہی ہی بیقرار ہوکر بھاگا یہان نورالدہر بن بدیع الزمان دربار مین بیٹھے ہین شاہزادیان بہلا رہی ہین کہ رہی ہین کہ اے شہریار یقین ہی کہ بخیر و عافیت آئین اور سکندر کو رہا کرلائین ملکہ شعلۂ جوالہ نے کئی مرتبہ کہا کہ کنیز جاکر خبر لے نورالدہر نے منع کیا حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار کھڑا ہی نورالدہر سلاح جسم پر لگائے ہوئے لوح محفوظ

گلے ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ اِنکو پرچہ ملا تھا اُسکو ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شبرنگ سامنے
سے حاضر ہوا نور الدہر نے جو شبرنگ کو دیکھا ہنس پڑے اور فرمایا ای یار وفادار
خدا نے اپنا فضل کیا کہ تمکو ہمنے بخیر و عافیت دیکھا ہمکو تمھاری امید نہ تھی طائران سحر
نے خبر دی تھی کہ تم زیر تیغ بیٹھے ہو کہ زمین شق ہوئی نجم اختر شناس ظاہر ہوے اور
نور الدہر کو سلام کیا عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا کہ سکندر پھر قید ہو گئے
خود بقراط ثانی آیا تھا غلام بہ کوشش نکلا غرق زمین ہو کہ جان بچی عجب سحر بے حیا نے
کیا کہ کبھی یہ سحر نہ دیکھا تھا نور الدہر نے کہا ای نجم تم رازدان بقراط ہو تم ایسا کہتے
ہو نجم نے کہا ای شہریار اصل ہین یہ سحر کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا اول ایک ستون برق
پیدا ہوا اُس ستون برق سے نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین اِس دھن ہین گاتی تھین
کہ قلب اُلٹا جاتا تھا نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم کیا دیکھکر آئے شبرنگ نے
کہا ای شہریار وقت قتل سکندر و جمشید و ارسطو قریب ہی جلاد سنگین لگا رہے
ہین بقراط قصر سے باہر آچکا بس اِشارے کی دیر ہی نور الدہر فوراً الپشت مرکب پر
سوار ہوے شاہزادیون نے چاہا روکین کسی نے دامن پکڑا کسی شہزادی نے
خاک پا لتو تیاے چشم کی عرض کی ای شہریار کنیزین جاتی ہین سکندر کو چھڑا کر لاتی
ہین یا قدم اقدس پر نثار ہو جائینگی نور الدہر نے سب کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا
اور فرمایا کہ ہین یہ خبر وحشت اثر سنون اور بیٹھا رہون ہین برائے رہائی سکندر
جاتا ہون مقام افسوس ہی کہ آج لشکر کا چراغ گل ہوتا ہی سکندر ایسا بادشاہ نہ ہو
یقین ہی کہ دریاے قلزم تک رسائی نہ ہوگی اُسکی ذات سے لشکر ہین بڑی رونق
تھی شاہزادیون نے جو دیکھا کہ نور الدہر برہم ہوتے ہین دامن چھوڑ دیا پرپرواز
پیدا کرکے آسمان پہ گئین نور الدہر نے مرکب مہمیز کیا مرکب طلسمی طرارے
بھرتا ہوا چلا ہوا اسے بھی چند قدم آگے جاتا تھا اگر کوہ ملگیا نور الدہر نے ایڑی
مرکب نے طرارہ بھرا کوہ کو مرکب فرا گیا اِسطرح پہ جست و خیز کرتے ہوے آتے
ہین یہان وہ وقت ہی کہ بقراط کھڑا ہی سکندر و جمشید و ارسطو پر بہ عتاب خطاب

کررہا ہی کہ کیون سکندر اپنی جان کا خوف تھا دیکھا تمنے کیا قیامت برپا کی دم بھر مین تمکو گرفتار کر لیا کوئی سحر نہ چلا ایسے ایسے ہزارہا شعبدے جانتا ہون کہ جنکا دفعیہ نہ ہوسکے سکندر جواب دیتے ہین کہ او بھیا کیون گھبراتا ہی انشاءاللہ وہ وقت آتا ہی کہ تو بھاگتا پھریگا اور ہم تیرے تعاقب مین ہونگے بے قتل کیے پیچھا نہ چھوڑینگے تیرا زمانۂ مرگ قریب ہی او بھیا کیون بلبلاتا ہی وقت تیرے بلبلانے کا گذر گیا تونے خود کتاب سوانحات مین لکھا ہی نورالدہر کی تصویر کتاب سوانحات مین ہی اور قتل تیرا ہاتھ سے نورالدہر کے لکھا ہی اپنی تحریر تقدیر کو آپ بھول گیا ہی بقراط نے کہا اُس تحریر کا اعتبار نہین رہا اردی مین لکھدیا ہزار برس یہ طلسم فتح نہ ہوگا مین تدبیر کرچکا یہ کہکے اِشارہ کیا کہ دار پر انکو لٹکا دے جلادنے تینون کو قفس سے نکالا زنجیر پانوٗن مین باندھی دار پر کھینچ دیا بقراط نے اشارہ کمان کیا فی ونترکش کا کیا کہ جسمین کئی سو تیر تھے کسی نے ہاتھ مین دی بارہ سو کماندار پشت پر آئے یہ حال دیکھکر سکندر مایوس ہوا اور اپنے بے نیاز سے دعائین مانگنے لگا کہ اے خالق کون ومکان وای رب دوجہان وای خالق کارسازندہ ای رحیم وکریم بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اصل یہ ہی کہ انسان اپنا یہ شعار رکھے خمسہ

شغل نیکی کن درین دنیا بپرہیز از بدی ✤ دوست شو با نیک وبد اندر مقام دوستی		تا رسی در منزل مقصد براہِ حق رسی نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی
نیک خوی ونیک کردار ونکو اطوار باش		
درجہان یکرنگ شو با ہرکسی مانند گل ✤ نوش کن ہر دم زمینائے محبت جام مُل		کن بہ گلزار محبت مثل بلبل شوروغل صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل ✤
یکزبان با نیک وبد یکدل بہ مور ومار باش		
نیک وبد را در جہان کن خوشدل از کردار خویش دار با صلح وصفا در جملہ عالم کار خویش		ساز با خلق نکو خلقِ جہان را یار خویش مثل خور روے زمین کن روشن از انوار خویش
سایہ گستر در جہان چون ابر گوہر بار باش		

سکندر ثانی یہ دعا کر رہا ہی بقراط کا قصد ہی کہ تیر بجر کمان سے رہا کرے کشا کش کی صدا
بلند ہو گوش ہوش تک پہلے پہونچ چکے ہین کہ سکندر نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ اے
معبود ہر چند کہ علم نجوم کا مین اعتبار نہین کرتا مگر رازدانان اس طلسم نے جا بجا لکھا ہی
اور حکم لکھ گئے ہین کہ یہ حقیر بر وقت قتل بقراط ہمراہ طلسم کشا ہو گا غلام کو اُسکا انتظار
ہی آج تو ملک الموت سامنے کھڑا ہی رحم اپنا شریک کر یہ جو بلک کر سکندر نے دعا
کی ارسطو و جمشید آمین کہ رہے ہین کہ نعرہ شیر کی آواز آئی تیر جو بجر کمان سے رہا ہوے
تھے وہ اُلٹے پلٹے جن لوگون نے قصد کیا تھا کہ سکندر کو مارلین آہنین سر وار بھی تھے
باقی ملازمان عام پلٹ کر تیر اُنکے سب کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے
بقراط نے حیران ہو کے طرف آسمان کے دیکھا کہ نازنینان زہرہ جمال بدر آسمان
کمال ہاتھ ہلا رہی ہین ناظرین کو یاد ہو گا کہ مثل شعلہ جوالہ و صریع نشین و ہمائے مرصع پوش
اور ملکہ گرداب و دریا نشین وغیرہ چالیس شاہزادیان آگ برسا رہی ہین بقراط نے
سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی اور شاہزادیان تھرا ئین زبانین بند ہونے لگین
کہ فوج تلے اوپر ہوئی اور ایک طرف سے نعرے کی آواز آئی نعرہ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہبازعرصہ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیشہ
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بہ یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده
نقارا بیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

بقراط نے دیکھا کہ طلسم کشا کا چہرہ مثل آفتاب عالمتاب رعب و دبدبہ ہمراہ و رکاب
غصہ مین شمشیر زنی کرتے ہوے آتے ہین فوج کو تلے اوپر کر دیا اور پشت پہ طہماس
ایسا بہادر دیو کی گردن پکڑ کے لڑتا ہوا ہمراہ ہی جہان ساحرون نے سحر کیے وہان
نور الدہر نے لوح محفوظ کو گردش دی سحر سب کے باطل ہوے بقراط نے فوج کو للکا
کہ ہان یارو طلسم کشا کو مار لو چالیس لاکھ ساحر تلوارین کھینچکر جھپٹے مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی
جرأت مین لاثانی شمشیر زنی کرتے ہوے آتے ہین چالیسون جادوگرنیان پھر کر گرین

زنجیرین کاٹین سکندر کو رہا کیا سکندر نے رہا ہوتے ہی بقراط کی طرف رُخ کیا بقراط نے کئی سحر ایسے کیے کہ سکندر تھرا گئے ایک طرف برق گری کہ شانہ زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی سکندر نے خون شانے کا بقراط پر پھینک مارا خون کے قطرات جو بقراط پر گرے بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے مگر نور الدہر لڑتے ہوے آتے تھے بقراط نے وہین سحر کیا کہ ستون برق ظاہر ہوا وہ ستون پھٹا اُسمین سے کئی سو شاہزادیان دُردر گوش مرصع پوش ہنستی ہوئی نکلین شاہزادیون سے آنکھین ملا کر یہ اشعار گانے لگین نظم

ممکن نہین ہو دوسرا تجھسا ہزار مین
بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا
ہوتا ہو اِک بہشت کا دانہ انار مین
سوداہ سر سے جائیگا گیسوے یار کا
صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین
کیا کیا گلون نے کان مین اپنے گھڑے کیے
رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
عاقل کو پھانسی دیتا ہو یہ جن حصار مین
جام شراب عشق سے دونون ہین بے خبر
آمد کو ٹھنکے یار کی فصل بہار مین
گیسو و روے یار ہین دونون بلاے جان
وعدہ خلافی لاتی ہو فرق اعتبار مین
اِک آفتاب خانۂ زین کا ہو اشتیاق
بلبل چمن مین مست ہو ہم کوے یار مین
برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
ایک ایک سے زیادہ ہو اِن گنج دار مین
مانند گرد راہ ہون لشکر سوار مین
مٹی خراب اپنی بھی ہو اِس دیار مین

سب شاہزادیان جھومنے لگین آنکھین اُبل آئین چہرے سرخ ہو گئے شعلہ اجوال نے ہماے مرصع پوش سے کہا کہ بوا یہ تو سراسر خلاف ہو کہ قدرت سے لڑنے کو آئے ہین وہ تقدیر کر کے سب کو مٹائین گے اور جمشید نے بیقرار ہو کر چاہا کہ اُس نازنین کے قدمون پر گر پڑون اور سکندر پر بھی کسی قدر تاثیر ہونے لگی تھی مگر سکندر نے جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا پانی چلو مین لیکر منھ دھو یا اور وہی آبخورہ خالی از آب کر کے طرف پشت کے پھینکا اور آواز دی کہ او جوانان ماہر و دلفریبی کو مٹا دو جلد آؤ جمشید کا حال ابتر ہو تمھارا آنا بہتر ہو کہ گوشۂ صحرا سے قہقہہ کی

آواز آئی دیکھا بہت سے کمسن جوان سولہ سولہ سترہ سترہ برس کے سن لباس فاخرہ زیب جسم پنجہ ہائے ہلالی ہاتھوں مین کلاہ ہائے زرین برسر جسقدر وہ نازنینان مہ جبین تھین اُتنے ہی وہ جوان آئے اور اُن سب کے آگے ایک جوان تاجدار ہی کہ نہایت حسین وجمیل پنجہ چمکاتا ہوا اسکا افسر بنا ہوا سامنے اُن نازنینون کے آیا وہ افسر نازنین جو سب کے بیچ مین تھی اُسپر تو اُس تاجدار نے نگاہ ڈالی اور ہر ایک جوان ہر ایک نازنین سے اِشارے کرنے لگا وہ عورتین گھبرا کر چاہتی ہین کہ اپنے اپنے طالب کے پاس جائین کہ ستون برق کو جنبش ہوئی اور آواز آئی کہ خبردار پاس سے ستون کے نہ جانا یہ جمال ظاہری ہی تمکو فریب دیتے ہین وہ نازنینین رُکین لیکن اُن جوانون نے ہنس ہنسکر جو اِشارے کیے عورتون کو تاب نہ رہی بیتاب ہوکر ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا ہر چند ستون برق کو جنبش ہوتی ہی آوازین بھی آتی ہین کہ خبردار ہوشیار رہنا اِنکے دام مکر مین نہ آنا مگر وہ جوان اُن نازنینون کو ہمراہ لیکر بوس وکنار کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے کوئی نہ سمجھا کہ کہان سے آئے تھے اور کہان گئے نورالدہر کی تلوار نے آفت برپا کی طہماس بھی لڑتا ہوا آتا ہی جب وہ نازنینین نگاہ سے مخفی ہوئین تو یہ چالیسون شاہزادیان شعلۂ جوالہ وغیرہ اپنے ہوش مین آئین کڑک کڑک کر گرنے لگین جس غول پہ گرین نعرہ کیا کہ ہم ہمائے مرصع پوش وغیرہ ساحرونکو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا کئی ہزار افسر لشکر بقراط کے لڑ رہے ہین جسکا نورالدہر کا سامنا ہوا اُسنے سحر کے دریا بہا دیے اور صدہا کو مٹا یا مگر نورالدہر پہ پنجہ قابض نہین ہوتا اب اِس عرصے مین لشکر نورالدہر بھی گُل آ گیا قرنا پھُنکی اور ورودی بھی پلٹنون کی بجی اِس زور وشور سے سب آگر گرے کہ کافر حیران وپریشان ہو گئے ارسطو برابر نورالدہر کے آیا کہا کہ اے شہریار حقیقت مین آپ نے کیا جنگ کی ہی اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ طلسم کشا ہین مگر سکندر نے وصیت کی کہ جنگ کرتے ہوے تا بہ ستون برق جائیے وہان جاکے پرچے کو اور لوح محفوظ کو ستون سے مس کیجیے یقین ہی کہ بقراط ظاہر ہوگا

نور الدہر نے کہا بہتر ارسطو تو الگ ہوئے مگر نور الدہر نے گھوڑا طرف ستون
برق کے بڑھایا پہلوان اور ساحر روکنے لگے مگر جو سامنے آیا وہ مارا گیا کئی سو
پہلوان انکو نور الدہر نے قتل کیا کہ ستون برق سے آواز آئی اے اراک رعد آواز
آکے طلسم کشا کو روک ایسی چیخ مار کہ طلسم کشا لڑکھڑا کر گرے کہ صحرا سے گرد اڑی
ایک جوان دیو خصال عفریت مثال کرگدن مست پر سوار چیخین مارتا ہوا آتا ہے
آواز مین اسکی یہ تاثیر ہے سب کو معلوم ہوتا ہے کہ رعد گرج رہا ہے بلا زمان نور الدہر
کئی ہزار آدمی خوف سے بیہوش ہو کر گرے بعض کے سر پھٹ گئے بعض صدا سنکر
دیوانے ہوئے اور پکارتے پھرتے ہین کہ یارو کدھر جاوین کبھی قریب صحرا کے
جاتے ہین کوہ سے سر ٹکراتے ہین کبھی روتے ہین اور پکارتے ہین نظم

کسی کا دل کبھی بھولے سے تم اگر لینا — ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا
حنا ملے نہ اگر تمکو وقت آرایش — ہمارے خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا
نگانہ عالم فانی مین قتل بندون سے — خدا کے سامنے سفاک تو مکر لینا
تمھارے کوچے سے جاتی ہے لاش عاشق کی — شریک ہو لو جنازے کے پھر سنور لینا
ترے فراق مین عاشق کو تیرے کام یہی — ہزارون کروٹین بستر پہ رات بھر لینا
ستم اٹھائے نہ صاحب کے جب کوئی عاشق — تو اس گھڑی ہمین بھولے سے یاد کر لینا
وہ خوب یاد ہے بوسے کو دیکھکے وصل کی شب — حیا سے آنکھ نیچے ہاتھون کو اپنے دھر لینا
یہ دور بزم مین ساقی رہے خیال جدا — گرون جو نشے مین مڑ کر مری خبر لینا
عدم کے کوچ مین افسوس خالی ہاتھ چلے — نہ ہمکو یاد رہا توشہ سفر لینا
جو وحشی کر کے چلے دوست مجھکو مین نے کہا — کبھی تو پھر خدا آن کے خبر لینا
خدا کے واسطے مجھکو نہ ذبح کر صیاد — جو پھڑکون دام مین ابکے تو پر کتر لینا
یقین مرگ یہ تھا اُسے مین نے شب کو کہا — سحر کو آکے مسیحا مری خبر لینا
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے — لحد قریب رہے جب تو تم اُتر لینا
نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش عالی کی — جہان وہ ملینگے دو دو کلام کر لینا

ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھوں سے
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا
قمر خیال ہر اور دل سے عرض کرتا ہون
حسینٔن حشر کے دن اسکی تم خبر لینا

صد ہا چھینٹے پھرتے تھے کہ سکندر نے آواز دی کہ ای شہریار اس رعد آواز سے بچیے گا لوح محفوظ دکھا کر بچیے کہ وہ رعد آواز چیخین مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا دل طہماس کے سامنے آیا آکر اسطرح کی چیخ ماری کہ طہماس ایسا شیر دل رستم خصال مثل پیر زال کے کانپنے لگا ساطور ہاتھ سے چھوڑ دیا نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا تب طہماس کے حواس درست ہوے مگر نور الدہر نے کلیجہ اپنا پتھر کا کرلیا مگر آوازین رعد آواز کی سنکر تھرا اٹھتے ہین ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی کہ لوح محفوظ گلے سے اُتار کر پھینکدون نگر نجم اختر شناس کہ قریب مرکب ہی جب چہرہ اُداس دیکھتا ہی عرض کرتا ہو کہ ای شہریار ہوشیار رہیے مین آپ کے حال کو دیکھ رہا ہون آپ ایسا جری ہماری نگاہ سے نہین گذرا اور یہ بھی ہمنے سُنا ہی کہ صاحبقران فرماتے تھے اس عظم وشان سے فرزند میرا نور الدہر لشکر مین آیا لقا کو آتے ہی بھگایا کسی فرزند کو یہ دن نصیب نہین ہوا ہرچند کہ بدیع الزمان نے وہ طلسم جاکر توڑا کہ جسمین سے بارہ بادشاہ تونکال نکالا مگر شوکت نور الدہر اُنکی جلالت سے بڑھی ہوئی ہی نور الدہر فرماتے ہین ای نجم خدا انجام بخیر کرے دیکھیے اس رعد آواز سے کیا گذرتی ہی نجم نے پشت پر ہاتھ پھیر اور پایان تھا نہ تھام کر کچھ اسماے سحر بھی پڑھے کہ وہ رعد آواز سامنے پہونچ گیا اور ایک چیخ ماری کہ گھوڑا نور الدہر کا بدلگامی کرنے لگا اُس حال مین نور الدہر پہ نیزہ مارا نور الدہر نے ڈانڈ قلم کی ڈانڈ کا قلم ہوتا تھا کہ رعد نے تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیتون تلوار کی دھار سے لگی ہوئی ہو جب قریب ہوتلوار پہونچی تھپکی دی کہ تلوار اُسکی پٹ پڑی کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا نگہ مار کر تلوار چھینی رعد آواز نے اس زور سے چیخ ماری یقین تھا نور الدہر کو کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑیگی مگر ہاتھ جاکر تلوار کو تھا نا تیغہ طلسمی کا خبردار کیکے ہاتھ مارا ارک رعد آواز نے گردہ سپر کا اُٹھایا چاہا کہ تلوار پر ہاتھ ڈالدون مگر وہ تیغہ

بید ریغ دست زبردست نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران سپر کے
دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو چلی خود کو کاٹا یا تو قبۂ سپر پر چکی تھی یا زبر تنگ
تلوار نے آکر بوسہ دیا اراک کا مارے جانا وہ جوان جو مکر اس سے پھرتے تھے وہ
سب راہ پر آئے اپنے افسرون سے عذر کرنے لگے کہ ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جو کچھ
ہمسے خلاف ہوا ہو وہ معاف کرنا افسرون نے سپاہیون کو گلے سے لگایا پھر جنگ
مین مصروف ہوے نو لاکھ جوان چالیس لاکھ سے لڑ رہے ہین پرے کے پرے
خالی کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے نور الدہر اراک کو مار کر بہ فہمایش
سکندر طرف ستون برق کے چلے جب قریب ستون پہونچے ہین اُسوقت بلا کی
تلوار چلی ملازمان لقراط کے کانونمین آوازین آتی ہین کہ یارو طلسم کشا کو قریب
ستون برق نہ آنے دو افسر جم جمکر لڑ رہے ہین طہماس نے جب سحر سے صحت
پائی کہ اراک مارا گیا پھر ساطور اُٹھایا پشت پر نور الدہر کی لڑتے ہوے آتے
ہین جب ساطور کو گردش دی دس دس کے سر اُڑ گئے خون کا دریا بہ رہا ہی نجم نے
بھی جان لڑائی سحر کر رہا ہے ارسطوے ثانی چاہتے ہین کہ مین اپنے کو قریب
آقاے نامدار پہونچاؤن مگر وہ فوج کا بلوہ ہی کہ دس کو ہٹا دیا تو دوسو اُس مقام
پر آکر جمع ہو گئے ملازمان نور الدہر بھی بہ جانبازی لڑ رہے ہین نور الدہر نے
گھوڑا بڑھایا چاہا کہ ستون برق سے ملجاؤن اور لوح محفوظ کو مس کرون کہ پہلو
سے آواز آئی او طلسم کشا ابھی تک تجھسے کسی مرد سے مقابلہ نہین پڑا منم علمدار لشکر
خداوند نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو ہاتھی پر بیٹھا ہوا علم کو جلوہ
دے رہا ہی نور الدہر پلٹ کر جا پڑے علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
تیغۂ طلسمی پر کاٹا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ مع علم علمدار و ہاتھی کو کاٹکر
تلوار نے زمین مین آکر بوسہ دیا علم فوج کا گرنا اہل فوج لقراط پر علم رنج والم
گرا اور نور الدہر کا ارادہ ہی کہ جسطرح ہو اپنے کو قریب ستون برق کے پہونچاؤن
مگر پہلوانان فوج لقراط نہین بڑھنے دیتے اگر سوار ہٹے تو پیدل آگئے پیدلون نے

شکست کھائی تو سوار گھوڑونکو چمکاتے ہوے آتے ہین ہاتھ سے نورالدہر کے
مارے جاتے ہین بہم اختر شناس اور ارسطوے ثانی سر برہنہ جھولیان کاندھون
سے گر گئی ہین اسباب سحر کی کاہش ہے اور دشمن سے لڑنے کی خواہش نورالدہر کہتے
ہین ہان یار وہی وقت دار وگیر کا ہی افسر آواز دیتے ہین کہ ای شہریار فرد آن
نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من * آن منم کاندرمیان خاک و خون بینی سرے *
غلامان جانباز کبھی جنگ سے قدم نہ ہٹائین گے دل کی مرادین بر لائین گے یہی
آرزو ہی کہ سر ہمارے قدم اقدس پر نثار ہون مگر سبحان اللہ حضور کس لطف سے
لڑرہے ہین نورالدہر محجوب ہوکر سر جھکا لیتے ہین فرماتے ہین ای ساحران نامی
و پہلوانان گرامی سبھون کی خواہش سے مجھکو بھی کد ہوئی کہ اس دشمن خدا کو قتل
کرون بڑھکر ارسطوے ثانی نے بائین پرسے گولہ مارا کئی ہزار جوانونکے سینون
کو توڑکر گولہ نکلگیا داہنے پرسے گولہ نجم نے مارا کئی ہزار جوان اسکے گولے سے
بھی گرے مگر نورالدہر نے قریب ستون برق پہونچکر فوراً لوح محفوظ کو مس کیا
جیسے ہی لوح محفوظ مس ہوئی وہ دناٹا ہوا کہ زمین تھرا گئی کئی ہزار کافر سر پیٹ پھٹکر
گرے واصل جہنم ہوے لوح محفوظ جو الگ ہوئی نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا
ایک کڑاکا ہوا ستون برق شق ہوگیا نورالدہر نے دیکھا کہ بقراط ثانی کھڑا ہی سپر
ہاتھ مین چاہتا ہی وار کو روکون لیکن وہ تیغ برق تاب جو تڑپ کر گری اول سپر کو کاٹا
خود پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے کیے وہان سے تلوار جو گری سر پہ بقراط کے
پہونچی تھی کہ بقراط نے اپنے کو گرادیا لوٹ مار کہ پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بالاے
آسمان پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ ای بندگان من ہٹ آؤ ان لوگون کو
نکل آنے دو وہ تدبیر کرونگا کہ تڑپا تڑپا کر مارونگا مگر موقع اب ہٹ آنیکا ہی دنیا
نے جب دیکھا کہ قدرت گئے اور فوج نورالدہر کے وہی زور و شور ہین طبل
امان بجوا کر پلٹے ادھر نورالدہر سکندر وغیرہ کو لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل
لشکر ہوے لشکر کو تیار کیا سکندر نے کہا ای شہریار کوچ ہو اپنے کو تا بہ دریاے

قلزم پہونچا ہیئے نور الدہر نے کوچ کیا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین آکر ٹھہرا سرداروں نے کہا یا خداوند طلسم کشا تو بہت گستاخ ہو گیا ہی لشکر بھی طلسم کشا کے پاس بہت ہی جب ہمارا لشکر آیا ہی تو ہم لوگ جانتے تھے جب لشکر جنبش کریگا تو لاکھونکو پامال کر ڈالیگا لیکن لشکر طلسم کشا نے لاکھونکو ہلاک کیا اب کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ لشکر طلسم کشا سے الگ ہو جائے اگر طلسم کشا اکیلا رہجائیگا پھر کیونکر تا بہ دریا سے قلزم جائیگا مگر قدرت نے آجتک نہ ظاہر کیا کہ دریاے قلزم پر کیا ہی کہ نجم وغیرہ نے ہدایت کی ہی کہ دریاے قلزم پر جلو اسکا کیا باعث ہی بقراط نے کہا یارو ایک تہمیر ظاہر کرتا ہون کہ نشان لوح کا دریاے قلزم سے متعلق ہی ہر چند کہ دریاے قلزم پر جا کر نہایت پریشان ہوگا دریاے قلزم مین داخلہ بہت دشوار ہی وہ شخص دریاے قلزم مین ہی کہ دریا سے سحر بہا دیگا اگر لشکر بے شمار ہوگا تو بھی خاک مین ملا دیگا مگر مین روکتا ہون کہ تا بہ دریاے قلزم نہ جانے دون کوئی تم مین ایسا نہین ہی کہ طلسم کشا کو ان منزلون پر روکے کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے آخر کہتان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند وہ لشکر میرے ساتھ ہی کہ اگر لشکر دارا اور کیقباد ہو تو اُسکو پراگندہ کر دے یہ کہکر قصر سے باہر نکلا ایک آواز دی کہ ہان یارو وقت جنگ وجدل ہی جلد آؤ دیکھا کہ اُسی فوج سے چار لاکھ آدمی جدا ہوے اور آکر جمع ہوگئے کہتان گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا ایک درہ کوہ کے قریب آکر اُترا لشکر مین خوب روشنی کرائی ہی قضاے کار اُسطرف کوہ کے غضنفر بن اسد اُترا ہوا تھا آج تیسرا دن ہی کہ قزاقون نے کسی کو لوٹا مارا نہین اور قزاق عرض کر رہے ہین کہ آقاے نامدار کہین چلیے غضنفر نے ہمارے دو ونده کو بلا کر حکم دیا کہ فوراً خبر تو لاؤ ہمارے دو ونده روانہ ہوا درہ کوہ سے جو نکلا ایک طرف صحرا مین دیکھا کہ بڑی روشنی ہی ہمارے دو ونده لشکر مین آیا دریافت کیا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو ایک کے منھ سے نکلا کہ بربادی لشکر طلسم کشا کو ہم جاتے ہین ہمارے نے پوچھا کون طلسم کشا اُسنے کہا نور الدہر بن بدیع الزمان یہ سنکر

ہما بھاگا سامنے غضنفر کے آیا کہا ای شہریار لاتعد مال ہمراہ ہی مگر چار لاکھ جوان مین ذرا لوٹنا انکا دشوار ہی ایک امر کا نقع ہی کہ لشکر نور الدہر کو روکنے جاتے ہین ارادہ انکا یہ ہی کہ جاکر شبخون مارین ہر میدان نہ رہ وکین یہ سنکر غضنفر نے بوق بجایا آواز یہ تھی کہ ای قزاقان تیار شوید وقت جنگ و جدل آگیا اُسیوقت قزاق تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر اُٹھا اسپ باد پا پر سوار ہوا تیغہ روئین شگاف قبضے مین کیا لشکر کو لیکر چلا سامنے لشکر کہتان کے پہونچا بوق ترکی کو دم دیا کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید و بکشید قزاقون نے گھوڑے دوڑاے لشکر کہتان پر جا پڑے تہلکہ پڑگیا لٹنا مین کاٹین خیمون مین آگ لگائی مال لوٹنا شروع کیا مگر کہتان کو جو یہ خبر پہونچی گینڈے پر سوار ہوا مشتعل آگے روشن گینڈے کو ٹھکراے ہوے جاتا ہی غضنفر نے نعرہ نور الدہر بن بدیع الزمان کیا وہ پکارتا آتا ہی کہ طلسم کشا کہان ہی کہ سامنے سے غضنفر آیا اسنے دیکھا ایک جوان کمسن کہ ابھی طرح مرکب پر نہین جمتی مگر جو سامنے آیا وہ مارا گیا کئی پہلوان سامنے کہتان کے مارےگئے تیغہ برق تاب جسپر گرا اُسکے دو ٹکڑے کیے کہتان للکار کر سامنے آیا دیکھا کہ ہاتھ مین غضنفر کے وہ تیغہ برق تاب ہی کہ گر کر خالی نہین جاتا یا سر اُڑ گیا یا ہاتھ قلم ہوا اگر کمر پر پڑا تو مثل خیار کے دو ٹکڑے کیے کہتان گھبراگیا دیکھتا ہی کہ چار لاکھ فوج مین ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی صداے فریاد و الغیاث بلند ہی اور بازار غلہ فروشان کو تو خوب لوٹا ہی جن عورتون کے ہاتھ مین کڑے تھے اُنکے ہاتھ کاٹ لیے ہین کہتان نے نیزہ مارا غضنفر نے روک کر نیزہ مارا کہتان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا نیزہ آنکھ پر گینڈے کی پڑا ہاتھ بھر نیزہ اُتر گیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے چرخ مارا غضنفر نے تلوارین مارنا شروع کین اِسقدر تلوارین مارین کہ کہتان گینڈے سے کود کر بھاگا گینڈے نے کئی سو کو پامال کیا غضنفر بن اسد غازی نے دور تک پیچھا کیا کئی تلوارین پشت پر مارین پشت و پہلو سے کہتان کے خون جاری ہوا آخر ایک غول مین جا کر منھ کے بھل گر پڑا غضنفر نے جب سمجھا کہ ساتھ والے

ہمارے خوب لوٹ چکے بوق بجایا کہ ای قزاقان بدررو یہ سب قزاق نکلکر چلے فوج
کہتان والے اپنی جان سے بیزار تھے ہر چند کہ کہتان چیخا پیٹا مگر کسی نے پوچھا نہ کیا بعضے
سامنے کہتے ہین کہ ای پہلوان دوران آپ کا تو یہ حال ہوا ہم لوگ کیا تعاقب کرین
اپنے کو ذلیل کرین کہتان خاموش ہو کر پلٹا آکر زخم دوزی کرائی مگر غضنفر یہ مال لوٹ کر
ایک درہ کوہ کے قریب آکر اُترے قزاقون نے تیاری کھانے کی چولھے سب
جنگلون مین بنگئے کسبیون نے جو معرکہ سنا کہ قزاق آج بہت مال لوٹ لائے اپنے
مقام سے چلین سامنے قزاقون کے آکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

مدت سے ہم بغل جو نہین سیم بر سے ہم
رکھتے ہین خالی کیسۂ دل سیم و زر سے ہم

بیکار پانوُن سر بسر اس راہ مین ہوے
کیون طی کرین نہ عشق کی منزل کو سر سے ہم

ای جذب شوق تو ہی بتا راہ کوے دوست
نکلے فقط امید پہ تیری ہین گھر سے ہم

کیا رنج اُٹھا رہے ہین رقیبو نکے ہاتھ سے
دیدار کو صنم ترے کیا کیا نہ ترسے ہم

کھلا گیا ہی دل کا کنول سوز عشق سے
ہو نگے شگفتہ خاک نسیم سحر سے ہم

دیکھین جو روے صاف و زلف سیاہ یار
نفرت کرین نہ کس لیے شام و سحر سے ہم

برسات مین فراق رُلائے گا گر ترا
بدلی کا خون گھٹا ئینگے اِس چشم تر سے ہم

سینہ سپر ہی ابروِ خمدار کے حضور
کب پھیرتے ہین منھ تری تیغ دو سر سے ہم

اقرار اُسنے شام کے آنے کا ہی کیا
بیٹھے اِسی امید پہ ہین دو پہر سے ہم

چھوٹے نہین ہین کاکل دلدار خوف سے
ڈرتے ہین زہر مار سراپا ضرر سے ہم

بخشائین ای شفا مرے عصیان بروز حشر
امید رکھتے ہین یہی خیر البشر سے ہم

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی قضاے کار سوفار تیر انداز اپنے قلعے سے شب کا
وقت ہی سیر کو اُٹھی ہی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی ہی کہ کان مین گانے کی صدا آئی
پہاڑ پر اُتر آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن تاج سر پر رکھے ہوے
بیچ مین بیٹھا ہوا ہی گرد جوانان صف شکن تیغ زن تلوارین تول رہے ہین سوفار
نے جو جمال جہان آراے غضنفر دیکھا بھولا پن چہرے سے برستا ہی تلوار سامنے

رکھی ہوئی جو الٹون سے کہ رہا ہی آج تو لشکر اُسکا بھاگ گیا کل ہم شبخون مار ینگے
بھائی صاحب تک پہونچتے پہونچتے ایسا مجبور ہوگئے کہ اُن پہ شبخون نہ مار سکے
سوفار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بے اختیار خواہش ہوئی کہ اس جوان
سے ملاقات کرون خیال مین آیا کہ کیونکر جاؤن یکا یک لشکر مین ہنگامہ ہوا باعث
یہ تھا کہ کتان کا بھائی سمنان فیلسوار اُسنے جو اپنے قلعے سے سُنا کہ بھائیصاحب پر
قزاقون نے شبخون مارا فوراً آپڑا ادھر جو خبر پائی کہ لشکر غضنفر فروکش ہی اگرا
قزاق بھی اِسطرف ہوشیار بیٹھے تھے فوراً تیار ہو کر جا پڑے ملکہ کہکشان جادو
عاشق غضنفر ہنگامہ سُنکر نکلی قصد ہوا کہ سحر کرون غضنفر نے منع کیا کہکشان تو مزاج
سے غضنفر کے واقف ہی کہ ذرا مین بگڑ جاتے ہین یہ تو اپنے خیمے مین چلی گئی سوفار
نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا کہ قزاق ناحق قتل ہو رہے ہین تاب نہ آئی
یہ بھی خیال ہوا کہ جسطرح سے بنے اِس شہریار پر احسان کرون پکار کر آواز دی او
مغرور عقل و فراست سے دور اِن بیچارون نے تیرا کیا لیا ہی کیون بیخطاؤن کو
قتل کرتا ہی یہ کہکے موتیونکا مالا پھینکا وہ موتیونکا مالا جاکر کُھلا سوئی جو بکھرے افسر
لشکر پر سحر نے تاثیر کی سمنان فیلسوار جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

رہ بروہی زلف جانان اندنون	کیا تلاوت مین ہی قرآن اندنون
ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یار کی	ملگئی مُہر سلیمان اندنون
اُسکے روے آتشین کی یاد مین	آگ ہی فصل زمستان اندنون
پنجۂ دست جنون کے زور سے	چاک ہی جیب و گریبان اندنون
تلوے کُھجلاتے ہین ہوتا ہی یقین	دیکھنا ہی پھر بیابان اندنون
خانۂ تاریک روشن ہو شعا	ہم بغل ہی ماہ تابان اندنون

پکار کر سوفار نے آواز دی اے پہلوان تیرے لیے یہی بہتر ہی کہ طرف صحرا کے جا-
یہان کوئی صورت قیام نہین غضنفر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین دریا مین
پھولون کے غوطہ زن آنکھین رشک چشمان آہوان ختن سیمتن گلبدن سحر کر رہی ہی

کہ وہ لوگ طرف صحرا کے بھاگے جاتے ہین اِدھر قزاقون نے جو دیکھا کہ حریف بھاگے
پیچھا کیا جسکو جہان پایا مار لیا تھوڑی دور تعاقب کیا تھا کہ پڑاؤ سمنان کا ملا اُن
قزاق زیادہ خوش ہوے خزانے پر جا کر گرے توڑے اُٹھا کر گھوڑون پر رکھے
لڑتے بھڑتے نکلے سمنان بھاگا ہوا جاتا تھا راہ مین لشکر کہتان ملا اُسپر جا پڑا اُن
بھائیون بھائیون مین خوب تلوار چلی آخر ہاتھ سے کہتان کے مارا گیا جب سمنان
قتل ہوا تو فوج نے سمنان کی کہتان کی اطاعت کی اسنے سب سے حال پوچھا
سب نے بیان کیا کہ راہ مین ایک لشکر اُترا تھا آپکی خبر شکست سے ایسے مضطر
تھے کہ اُس فوج پر جا پڑے مگر ایسی شکست فاش کھائی کہ خزانہ بھی لٹا خود بھی
جہنم واصل ہوے کہ آپ پر آ گرے وہ اپنے ہوش مین نہ تھے کہتان نے پوچھا کہ
لشکر طلسم کشا کہان ہو معلوم ہوا کہ نور الدہر کوچ کیے ہوے اُسی صحرا مین آکر اُترے
اور کہتان نے سب معرکہ دیکھا اب احوال معلوم ہوا کہ وہ جوان نبیرۂ صاحبقران
ہو طلسم کشا یہ شخص آیا ہو اب اسنے یہ قصد کیا کہ رات کو اِسپر شبخون مارون درہ
کوہ مین چھپ کر اُترا سب سے کہا کہ دو پہر رات گئے تیار رہو رہنا کہ چلکر طلسم کشا
کے لشکر پر شبخون مارون یہ تو سب اِس فکر مین ہین مگر غضنفر کو ہمانے خبر دی کہ لشکر
آپ کے بھائی صاحب کا صحرا مین اُترا ہی اور کہتان کا مقصد ہو کہ اُنپر شبخون مارون
غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر سوار ہوے لشکر
کہتان درہ کوہ سے باہر نکلکر آتا ہی انتظار کر رہے ہین کہ زلف لیلاے شب کمر سے
گذرے تو حریف پر جا کر گرین کہ بوق ترکی کی آواز آئی طنابین کٹنے لگین خیمے بھی
جلنے لگے کہتان گھبرا کر نکلا مگر ایسا خائف ہو کہ سوار نہین ہوتا افسرون سے کہتا ہو
کہ بہت تھوڑے لوگ ہین ان سب کو گھیر کر مار لو اہل فوج فریاد کرتے ہین کہ
ای پہلوان دوران اِس طریقے سے وہ لوگ جنگ کرتے ہین کہ اُنپر ہمارا ہاتھ
نہین پڑتا ایک نے ٹوکا دوسرے نے نیزہ مار دیا ایک پر ہاتھ تلوار کا مارا
اِسطرح ہزارون کو مار چکے ہین اور افسر لشکر ہزارون مین آپکی تلاش کر رہا ہی

کتان نے گینڈا بڑھایا مگر سوفار تیر انداز پر کئی دن سے آب و دانہ بند ہی مفارقت غضنفر مین و روسند تنہائی بھاتی ہی فراق مین بہت گھبراتی ہی ہر شب کو کوہ سے آکر جمال جہان آرا دیکھنا اور دل کو صبر دینا رات کو اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی پھر پہلے تو یکبار اُٹھی نظم

تو قسم فرشتہ ہی و یا جنس بشر ہی
ہی غیرت خورشید کہ نور شک قمر ہی

ہم لیتے ہین سینے پہ ترے تیر مژہ کو
جز اپنے یہ دل کسکا ہی اور کسکا جگر ہی

روتا ہون مین یا دو رو دندان مین تمھارے
جو اشک کا قطرہ ہی مرا رشک گہر ہی

کاٹے نہین کٹتی ہی شب ہجر الٰہی
یہ کون بلا شب ہی نہین جسکو سحر ہی

کیا فکر کرون وصل کی اُس بت کے خدایا
ہی آہ مین تاثیر نہ نالے مین اثر ہی

کس وجہ سے ہی دیر مرے قتل مین قاتل
وہ تیر یہ سینہ ہی وہ شمشیر یہ سر ہی

للہ کہین چپ ہو نہ بک بک کے پھر اسر
ناصح تجھے کیا عشق کی باتون سے خبر ہی

رخصت ہوا پڑھکر یہ شفا مصرع مقتول
ہوتا ہی ترا ہجر ہمین پیش سفر ہی

آخر گھبرا کر اُٹھی اُسوقت پہونچی کہ یہان لشکر مین انتشار ہی اُس وقت سوفار نے آکر پہاڑ سے یہ معاملہ دیکھا کہ ایک جوان قوی تن قوی من لشکر غضنفر کو قتل کر رہا ہی ہرچند کہ قاعدے سے آگاہ نہین مگر خیال مین گذرا کہ افسر لشکر نہایت جری و بہادر ہی ماشاء اللہ کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کئی پہلوان میرے سامنے مارے شاید خلاف گذرے حریف کو ہٹا دون یہ سوچکر سحر کیا ہوا سے سر و چلی کتان نے اپنے ساتھ والون سے کہا یارو تم لوگ غالب نہ آئے اور تابہ لشکر طلسم کشانہ جاسکے بیچ مین اُفتاد پڑی اب نکل چلو کل تدبیر کرونگا یہ کہکے طرف صحرا کے بھاگا سوفار نے سحر کو زور دیا یہ قزاق بڑھ بڑھ کے روکتے ہین چاہتے ہین ہمسے مقابلہ کرے قضائے کار شبرنگ بن عمرو کہ شب کو فکر مین پھرتا ہی وہ پہر رات گئے دیکھا کہ سامنے تلوار چل رہی ہی آکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر غضنفر سے و لشکر کتان سے تلوار چل رہی ہی آکر آقا سے کہا کہ کافر زیادہ ہین اور لشکر غضنفر کے لوگ

کم ہین مگر ماشاءاللہ اِس لطف سے لڑے کہ آخر کہتان نکلکر بھاگا ہی نور الدہر نام غضنفر
سنکر نکلے نکلکر سوار ہوے جلدی مین دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے راہ مین لشکر
کہتان ملا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران ہیچیا وای نابکاران پرہ غانم
شیر بیشۂ صاحبقران پہلوان نامی و نام آور فرزند امیر خوش سیر یہ کہکے جا پڑے
کہتان گھبرایا ہوا بھاگا جاتا تھا لشکر نور الدہر نے جو روکا اور زیادہ گھبرایا آخر
لڑنے لگا نور الدہر نعرہ کرتے ہوے مقابلہ کہتان مین پہونچے کہتان نے جو جمال
جہان آرا دیکھا اور ہرکارے نے خبر دی کہ یہ شخص طلسم کشا ہی کہتان جا پڑا ہاتھ
تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر ہاتھ تیغۂ طلسمی کا مارا تلوار چمک کر گری کہتان
کے دو ٹکڑے ہوے فوج والے گھبرائے فریاد کرنے لگے چادر بلائی آخر سب کے
سب مسلمان ہوے نور الدہر اُن سب کو لیکر پلٹے اپنے لشکر مین آئے مصروف
عیش و نشاط ہوے مگر غضنفر نے آج بھی سوفار کو دیکھا کہ عین گرمی جنگ مین
آکر شریک ہوئی بہت خیال ہوا جب صحبت مین آئے تو ساتھ والون سے
بیان کیا کہ دو دن سے ایک شاہزادی برابر آتی ہی اور مجھپر احسان کرتی ہی کہ
عین گرمی جنگ مین پہونچتی ہی نہین معلوم وہ کون ہی سب نے عرض کی ظاہر ا ہمکو
ثابت ہوتا ہی کہ عاشق جمال بے مثال ہی اِس خیال مین شب بھر رہے جب لیلی
شب نے نقاب چہرے سے اُلٹی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب
مشرق سے نکلکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا غضنفر حیلہ شکار کا کر کے اسپ
بادپا پر سوار ہوے صرف عیار کو ساتھ لیا چند بیلیے و قراول بھی ہمراہ رکاب ہوے
صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے طائران ہوائی کو شکار کرنے لگے ادھر سوفار جادو
باغ مین اپنے بیٹھی تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے بھی بات
نہین کرتی کبھی ٹھنڈی سانس بھرتی ہی کہتی ہی صاحبو ہمارے آرام کا زمانہ گذر
گیا اب رنج و الم کا سامنا ہی ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ اُس جوان نے کوچ کیا یا نہین
کنیزین براے خبر گئین سوفار بیٹھی ہوئی انتظار کر رہی ہی کہ خبر ملے تو جانون کہ

آسمان پر برق چمکی قضاے کار شیدا اے ابلق سوار ایک تاجدار ہی کہ اکثر اُسنے سوفارہ کو پیغام بھیجا تھا اُسنے جواب صاف ملا کہ ہم ہرگز تمسے شادی نہ کرینگے یہ سُنکر اُسکو بڑا ملال ہوا مگر خیال تھا کہ کہین پتا پاجاؤن تو اُسکو لے آؤن اِسی فکر مین رات و دن رہتا تھا اُسوقت اُسکی نگاہ پڑی کہ ملکہ سوفار یکہ و تنہا اپنے باغ مین سیر کر رہی ہین اور یہ اشعار زبان پہ ہین نظم

قید تا چند کنی ای ستم ایجاد مرا
آنکہ نگاہے بہ غلط ہم نہ کند یاد مرا
ناصحا تو سر خود گیر کہ دل در کف تست
حیف آن وعدہ فراموش نہ یادم فرمود
من و تو ہستم و بزم طرب از غیب تہی
چون نہ از سرو چمن آہ جگر دوز کشم
روے گل پیرہن خویش چگونہ بینم
مہربان شد بت مغرور بحال زارم
بوسہ ہا داد بہ غیر آن بت شیرین حرکات
مینماید بہ چمن نغمہ سرائی آن گل
ہر کجا می برد عشقش غم او ہمرہ ماست
ای شفا ہست غم یار بقول صائب

یا بکش بہر خدا یا بکن آزاد مرا
کی کند از غم و اندوہ دل آزاد مرا
چون نہ فریاد کنم دل ز کف افتاد مرا
نگہ یک پرچہ کاغذ نہ فرستاد مرا
ہست این وقت خدا داد چہ ارشاد مرا
در چمن قامت دلدار دہد یاد مرا
بند در دام نمودست چو صیاد مرا
کار با نالہ و فریاد چو افتاد مرا
کشت از دشنۂ حسرت ستم ایجاد مرا
ہمچو بلبل بہ چمن نالہ و فریاد مرا
آہ یادش نہ رود از دل ناشاد مرا
کی کشاید بہ چمن خاطر ناشاد مرا

یہ دیکھکر شیدا اے ابلق سوار سمجھا کہ میرے فراق مین بیقرار ہی تخت اُتار لیا وہ معشوق پریچہرہ کہ یاد مین غضنفر کی رو رہی ہی اِسکا آنا ناگوار ہوا مگر شیدا نے بلاتکلف آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہمکو مدت ہوئی کہ تمھاری یاد مین رہتے ہین جفاے ہجر سہتے ہین آج تمکو دیکھکر دل بیقرار ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین رات کو سوتے سوتے گھبرا کر اُٹھتا تمھاری یاد مین مر مر جاتا تھا ملازمون نے آکر سمجھایا اب مجھکو اپنی غلامی مین قبول کرو سوفارہ

تیر عشق غضنفر کا کھائے ہوئے ہی بموجب مضمون اِس بیت کے آنکھون کے نیچے
صورت پھر رہی ہی بیت اگر کے پچھون کے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اِس ادا کا ✤
سجا سجایا کھنچا کھنچا یا یہ جب تو دیکھو غضب خدا کا ✤ آنکھون کے نیچے یہ تصویر پھر رہی
تھی اِس سیاہ رو کا سامنے آنا بہت شاق ہوا جھلا کر آواز دی کہ ای تاجدار
بہار اِسوقت جاؤ ہم ایک سوچ مین کھڑے ہین اوبر ایسا سوچ ہی کہ جسکا دفعیہ
ہو نہین سکتا شیدا نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج تو مین بے
حصول مطلب نہ جاؤنگا پلٹ کر سوفارہ نے کہا ای شیدا کیون شامتین آئی ہین
ایسا نہ ہو کہ یہان سے ذلیل ہو کر جاؤ شیدا نے کہا مجھکو جان دینا منظور ہی مگر
یون آج محروم نہ جاؤنگا یہ سر ہی کاٹ لو جفا اُٹھاتے اُٹھاتے دل پتھر کا ہو گیا
آخر تکرار ہونے لگی شیدا سمجھا کہ یہ سحر مین کم ہی مین اِسکو اُٹھا لیجاؤنگا باغ مین
لیجا کر وصل حاصل کرونگا شیدا نے ہاتھ بڑھایا سوفارہ نے اُف جو کی شیدا کے
ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا اب تو گھبرایا بغلین جھانکنے لگا جی مین کہتا ہی کہ یہ سحر مین کامل ہی میرے
ساتھ نہ جائیگی آخر سحر کرنے لگا جو سحر کیا سوفارہ نے اُسے بہ آسانی دفع کر دیا جب
سوفارہ نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا جھولی پر ہاتھ ڈال کے سینگ کی کمان اور سینگ
کا تیر نکالا تاک کر سینۂ پر کینہ پر تیر مارا شیدا نے ہر چند چاہا کہ بچون مگر وہ تیر دلدوز
کب رُکتا ہی سینے پر آکے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا شیدا دھم سے زمین پر گرا
شیدا کو مار کر رنجیدہ غصے مین قصر پر آکے بیٹھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ غضنفر
بن اسد گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی آگے آگے ہرن ہی پیچھے اُسکے غضنفر گرد سے
جو آیا ہی پسینے پسینے ہو رہا ہی سامنے باغ کے ایک نخل تھا وہان پر آکر ہرن چوکڑی
بھولا غضنفر نے تیر مارا آہو جو بنھیا سے گر ایس بے اختیار بلکہ بیکار اُٹھین بیت
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست ✤ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✤
غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ وہی مہ جبین دل آرام بالائے قصر سے تعریفین
کر رہی ہی اور دل کو مسوس رہی ہی کتنی ہی کیا تیر مارا کاش اِس آہو کے مقام پر مین

ہوتی ہو نیر مجھپر پڑتا مین نہال ہو جاتی غضنفر خود بیقرار و بیتاب ہین پکار کر کہا اے جان
جہان ہم بھی آئین سوفار نے اِشارہ کیا خانہ بے تکلف ہو تشریف لایئے سرفراز فرمایئے
غضنفر اُسی جانب چلے در باغ پر آکے گھوڑے سے اُترے گھوڑا اُسی مقام پر چھوڑ دیا
آہو بھی وہین پڑا رہا گھوڑے سے کہدیا کہ اے مرکب وفادار ہم معشوق سے ملاقات کرکے
آتے ہین کہین جانا نہین مرکب نے سر ہلا دیا مراد یہ تھی کہ جو آپ نے اِرشاد فرمایا وہ
مین نے قبول کیا غضنفر تو اندر آیا قضا سے کار اہل فوج کہتان سے مہمان مردم در
دوسرا بھائی کہتان کا مع دس بارہ ہزار جوانون کے اپنے ملک کو جاتا تھا اتفاقاً ادھر
سے گذر ہوا دیکھا کہ ایک آہو مرا پڑا ہی اور ایک مرکب باد رفتار دروازے پر باغ
کے کھڑا ہی لوگون سے اِشارہ کیا اِس مرکب کو گرفتار کرلو دو تین سو جوان رسیّین و
زنجیرین لیکر چلے گھوڑے نے تیور بدلے رسیّین و زنجیرین پڑنے لگین مگر مرکب
وہ باد رفتار ہی کہ زنجیرون اور رسیون سے مثل ہوا کے نکلجاتا ہی جسپر جا پڑا کسیکا سر
چبا لیا کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا کسیکو پشتک ماردی کسی کے دولتی ماری مہمان سوفار
قصر سے اُترین وسط باغ مین آکر غضنفر کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا چاہتی ہین بارہ دری
مین لیکر جاؤن غضنفر بھی خوشی خوشی ہمراہ معشوق ہین سراپا دیکھ رہے ہین حقیقت
مین معشوق سمن بر پریچہرہ رشک قمر گلے مین ہاتھ ڈالے ہوے سیر باغ کر رہے ہین
اکثر بوسہ بھی لے لیتے ہین سوفار ہنس کر خاموش ہو رہتی ہو خیال کرتی ہو کہ کسیطرح
یہ جوان رنجیدہ نہ ہو بلکہ بوسے سے تسکین دل ہوتی ہو سر جھکا لیتی ہو منظور یہ ہو کہ
اِسیطرح بوسہ بازی ہو کہ شیہہ مرکب کی آواز کان مین آئی غضنفر نے ہاتھ چھڑا کر کہا
ہمارے مرکب کو کسی نے ستایا ملکہ ہان ہان کرتی رہین مگر غضنفر جست و خیز کرتا ہوا
بیرون باغ آیا دیکھا مرکب کو کئی سو جوان گھیرے ہوے ہین ایک افسر دیو خصال
عفریت مثال لینا لینا کر رہا ہو غضنفر تلوار کھینچکر جا پڑا گھوڑا بھی جنگ کرنے لگا جو
غضنفر جسپر جا پڑتے ہین اُسکے دو ٹکڑے کرتے ہین مہمان نے آواز دی کہ یارو یہ
وہی جوان ہی جسکی وجہ سے بھائی صاحب مارے گئے شبخون آکر مارا تھا اب تو اکیلا ملا ہی

گھیر کر مار لو کل فوج نے بلوہ کیا جب عرصہ ہوا تو سوفار بہت گھبرائی دروازے پر
باغ کے اپنے کو پہونچا یا دیکھا کہ بارہ ہزار آدمی غضنفر کو گھیرے ہوے ہین اور غضنفر
شیرانہ لڑ رہا ہی ملکہ کو تاب نہ آئی دیکھکر بیقرار ہو گئی موتیونکا مالا گلے سے اُتارا اسم سحر
پڑھکر کھینچ مارا مہمان پر زیادہ سحر کیا مہمان جھوما آنکھین سرخ ہوئین چہرہ زرد ہو گیا
بے اختیار پکار اُٹھا نظم

ہی مجھے برسون سے رشک ماہ کامل کی ہوس
دیکھیے کسدن نکلتی ہی مرے دل کی ہوس

چشم بد دور اختر اقبال ہی چمکا ہوا
اِک جہان رکھتا ہی اُس زہرہ شمائل کی ہوس

قتل ہو جاؤن تو ہو دنیا کے جھگڑونسے نجات
اسلیے رہتی ہی مجھکو سے قاتل کی ہوس

پھر بہار آئی مرے سر مین جنونکا جوش ہی
کیون نہ اے حداد ہو طوق و سلاسل کی ہوس

کیا عجب بوسہ اگر مجھکو وہ دین حسب الطلب
منہ مون سے بیشتر نکلی ہو سائل کی ہوس

کون دیگا ساتھ اب غربت مین اے ہوش و حواس
وائے تم جاتے ہو اور نکلی نہین و نکلی ہوس

عشق جسدم سے ہی تیغ ابروِ خمدار کا
گرد رہتی ہی مرے شمشیر قاتل کی ہوس

فیض سے ہمت کے شاعر ہو گیا ہون اے شفیق
مجھکو کیا ہو دوسرے اُستاد کامل کی ہوس

مہمان غل مچاتا ہوا سامنے قصر کے آیا اور پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی و اے سرو
باغ محبوبی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے اِشارہ کیا کہ فوج کو اپنی منع کر دو اور سب کو لیکر
چلا جا طرف صحرا کے جانا وہان ہم بھی آوینگے مہمان نے سب کو منع کیا کہ خبردار کچھ
چشم زخم نہ پہونچنے پائے اگر کوئی تلوار اُس شہریار یا اُسکے گھوڑے پر پڑیگی تو ملکہ کے
خلاف ہوگا سب نے ہاتھ روک لیے سمٹ کر پاس مہمان کے آئے گھوڑے پر سوار
ہوکر مہمان طرف صحرا کے بھاگا ملکہ نے قصر سے اُتر کر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا دریاے
خون مین نہائے ہوے تھے دوپٹے سے خون پوچھتی ہوئی لیکر باغ مین آئی لاکر
بارہ دری مین بٹھایا کہا صاحب لباس تبدیل کر ڈالو غضنفر نے زرہ اُتاری ملکہ نے
زرہ کو پانی سے دھوکر پھیلا دیا خون لباس سے چھڑایا کنیزونسے اِشارہ کیا کہ اسباب
عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کردین

غضنفر سے کہا نوش کرو غضنفر نے انکار کیا ملکہ نے سبب پوچھا غضنفر نے کہا اگر ہمسے
محبت ہی تو دین اسلام بہ دل قبول کرو ملکہ مع کنیزون کے مطیع اسلام ہوئی ابتو جام
چلنے لگا صدا اے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ہین
کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین قضاے کار شیدا کا بھائی ناپید اکنار اپنے باغ
مین بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من شیدا اے ابلق سوار بود آواز
سنتے ہی گھبرا گیا طریقے سے معلوم ہوا کہ فلان باغ مین سوفار تیر انداز نے مارا
غصے مین یہ کہکر اُٹھا کہ جھونٹے پکڑ کے گھسیٹ لاؤنگا زبان سے بکتا ہوا راستہ تکتا ہوا
چلا تھوڑی دور آکر پوچھا کہ باغ سوفار کہان ہی لوگون نے پتہ دیا روا روی کرتا
ہوا اُسوقت باغ مین آکر پہونچا کہ عاشق و معشوق شگفتہ بیٹھے ہین جام چل رہا ہی
اختلاط ظاہری ہو رہے ہین ناپید اکنار فوراً بارہ دری کے اندر آیا آکر للکارا کہ
او سوفار مکار مسلمان کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی یہ لوگ وہ ہین کہ قدرت انکے نام کے
دشمن ہین اور تو نے شیدا کو کیون مارا اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھکر میرے ساتھ چلی آ
ورنہ ابھی خاک سیاہ کرونگا غضنفر تلوار ٹیک کر اُٹھے ناپید اکنار نے کہا اے جوان
تو کیا سمجھکر اُٹھا ہی ایک اشارے مین دیوانہ ہو جائیگا تنکے چنتا پھریگا غضنفر نے کہا
ابھی تجھکو راہی ملک عدم کرونگا سوفارہ نے پکار کر کہا کہ اے ناپید اکنار اپنی جان
بچاؤ انپر سحر تاثیر نہین کرتا ناپید اکنار نے آگ برسائی غضنفر نے انگشتر کو گردش دیکر
نگینہ جو چمکا شعلہ ہاے آتش پانی ہو گئے پھر اُسنے تلوارین برسائین خنجر گرائے مگر
کسی شی سے تاثیر نہ ہوئی جھولی مین ہاتھ ڈال کے تیر و کمان نکالا تاک کر تیر مارا قریب
سینۂ غضنفر آکر تیر کنکر گرا ابتو ناچار ہو تلوار کھینچی سحر کرتا ہوا بڑھا سوفارہ دعائین
مانگ رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے اس شہریار
غضنفر نامدار کو بچاے

نظم

کند تقسیم قاسم جملہ مقسوم	بہ بخشد بندگان را رزق معلوم
حکومت میکند آن کار فرما	بہر ملک و بہر ارض و بہر بوم

نہ فاسق ماند مایوس از عنایت
بہر کمزوری بخشد خداوند
خدا حاجت روا او خلق محتاج
ازان نقاش شد ہر نقش پیدا

نہ فاجر ماند از الطاف محروم
زہر ظالم ستاند داد مظلوم
خدا فرمانروا او خلق محکوم
زکلکش ہر رقم گردید مرقوم

ناپید اکنار تلوار کھینچے ہوئے قریب غضنفر کے پہونچا اور برس پڑا غضنفر نے روکتے روکتے ایک ہاتھ تلوار کا مارا ناپید اکنار نے سر آگے کردیا تلوار جو پڑی ناپید اکنار کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا ناپید اکنار کا کہ ہنگامہ ہوا بہت سے طائر آسمان پر لہراے چیختے تھے غل مچاتے تھے ایک طائر کلان غل مچاکر گرا اور سوفار کو اٹھا لیگیا غضنفر نے تیر مارا تیر چلکر گرا طائرون نے آواز دی مثل انسان کے گویا ہوئے کہ او جوان کف افسوس ملاکر اب سوفار سے ملاقات نہ ہوگی غضنفر زار زار رونے لگا کلاہ سر سے اُتار کر زمین پر دے ماری اور برہنہ سر ہوکر پکار اُٹھا افسوس نہین معلوم اُس جان جہان پر کیا گذری کون اُسکو لیگیا مجھے داغ دے گیا اے سوفار تیری فرقت نے بڑا قلق دیا نظم

دوش دلدار سے بل کھاکے جو کاکل نکلے
خط و کاکل کا نظارہ جو کرے تیرے حکیم
داغ پر داغ جو اِن لالہ رخون کا پایا
وصل کی بات اگر آپ ہی کہدے ساقی
آہ کا آگے علم لشکر غم پیچھے تھا
ملتجی وصل کا ہونگا مین شفا تجھسے آج

شاخ صندل سے عجب کیا ہی جو سنبل نکلے
پھر نہ یہ مسئلۂ دور تسلسل نکلے
ہم چراغ دل سوزندہ کو کر گل نکلے
دہن شیشۂ مے سے نہ یہ قلقل نکلے
ہم سو دشت بہ این شان و تجمل نکلے
منھ سے اے جان نہ کوئی لفظ تامل نکلے

غضنفر رو رہے ہین کہ ہماے دوندہ آکر پہونچا دیکھا کہ آقا خاک اُڑا رہے ہین اِسنے آکر پوچھا کہ اے شہریار خیر تو ہی یہ کیا معرکہ گذرا غضنفر نے سب حال بیان کیا ہمانے کہا حضور لشکر مین چلین غلام چلکر تلاش کرتا ہی اگر خدا نے چاہا تو تلاش کرکے لاؤنگا حضور تک اُسکو پہونچاؤنگا غضنفر ناچار ہوکر گھوڑے پر سوار ہوے طرف

لشکر کے چلے مگر ہمائے دوندہ صحرا بصحرا دشت بدشت پھر رہا ہی ہر مقام پہ پتہ لگاتا ہی مگر پتہ نہین ملتا ایکدن جو اسکو خیال آیا ایک نخل کے نیچے بیٹھا بیقرار ہوکر عرض کرتا تھا کہ ای جناب قبلہ وکعبہ آپ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین اور سردار عیاران ہین مجھکو نشان سوفار بتایئے آقا بیقرار ہو گئے روتے روتے ہما کی آنکھ بند ہوئی عالم خواب مین دیکھا کہ خواجہ عمرو سامنے کھڑے ہین اور فرمارہے ہین کہ ای فرزند کبھی ہمارا منتظر بھی نہین بیٹھا کرتے ایسے فرزندون سے کیا فائدہ لیکن آگے بڑھکر صحراے رنگ آمیز ملیگا اُسکے بائین پہ جاؤ مطلب حاصل ہوگا مگر سمجھ کے عیاری کرنا ناپید اکنارہ ایسا ساحر تھا کہ ظاہر مین مرا باطن مین یہ شعبدہ ہوا اُسکا مارنا نہایت دشوار ہی اگر ہوسکے تو پہلے یہی پوچھنا کہ آپ کی جوت کاہے مین ہی اُسکی فکر کرنا چاہتا تھا ہما اور کچھ پوچھے کہ آنکھ کھلگئی ایک شخص راہ گیر جاتا تھا اُس سے ہما نے پوچھا کہ صحراے رنگ آمیز کس مقام پہ ہی اُسنے کہا سامنے جایئے مگر اُس جنگل مین طائر بہت ہین ہما اُس سے پوچھکر اُسی جانب چلا بعد تھوڑی دیر کے ایک صحرا مین پہونچا دیکھا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہر ہر نخل پہ ہزارہا طائر بیٹھے ہوے تعریف باغبان قضا وقدر کر رہے ہین ہما دیکھتا بھالتا اُس صحراے گذرا بائین جانب پہ دیکھا کہ ایک قصر بنا ہوا ہی دروازے پر چند نگہبان ہین بالاے قصر ایک ساحر تاجدار سرنگون بیٹھا ہوا ہی زیر قصر ہزارہا ہزارہا عورتین اور ہزارہا ہزارہا مرد ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ و مہر کسوف وخسوف مین ہین اور ایک قفس سامنے لٹکا ہی اُسمین ایک مہجبین زبان مین سوزن گرفتار دام رنج ومحن سرنگون بیٹھی ہی وہ ساحر بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کیون ای سوفارہ اپنے عاشق کو سرفراز نہ کروگی ہمارا حال بہت ابتر ہی سوفار کچھ جواب نہین دیتی یاد غضنفر مین سر جھکاے بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو نکلکر تار بندھا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا چہرۂ انور پر آراستہ کیا ہی ہمائے دوندہ اس فکر مین ہوا کہ بموجب ارشاد آقاے نامدار سب نشان ٹھیک ہین اپنے کو کیونکر پہونچاؤن کنارے آکر رنگ وروغن عیاری کا

لگا یا ایک ساحرہ حسین کی شکل بنا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر ایک نگہبان پہ نگاہ ڈالی اُس نگہبان نے جو اِدھر دیکھا ایک عورت جو ان اشارے کر رہی ہی کلیجہ تھام لیا اور ساتھ والون سے اپنے کچھ حیلہ کر کے طرف نخل کے چلا نخل کے قریب آ کے پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی ہمارے دوندہ نے کہا صاحب بیٹھ جاؤ مین کیا معیبت کا حال بیان کرون اصل مین میرا یہ حال ہی نظم

ربط اسباب سے دویان دل ناکام کو کم
دام تزویر مین آنیکا نہین مین ہرگز
حکم ضحاک سے مقتول نہ ہوناگاہے
صاف لکھدیتے ہین اوصاف وہان پنہان
یہ عجب کشتی ہی دن رات ہی یہ آب روان
کرنہ تو اے ستم ایجاد بہت دل شکنی
بخل فی الحال امیرون مین ہی فاروتے سوا
بات اُس بت کے ہی معدوم دہن کی بخدا
حاجیونکو بھی کیا شوق بتان نے وحشی
زیر دیوار صنم زیر ہی نالے کی فضول
تجکو کیا خوف ہی غوغاے رقیبونسے شفا

آئینہ چھوڑ سکندر گیا اور جام کو جم
دام مین لائیے دیدے کے وہ دام کو دم
جام مین دیکھتا گر موت کے انجام کو جم
رہنے دیتے ہی نہین شعر مین ایہام کو ہم
ناخدا اچھا ہے یہ زورق ایام کو ہم
جو کہ اچھے ہین وہ کرتے ہین بُرے کام کو کم
حاتم اِس عصر کا کہتے ہین برا نام کو ہم
نہ تو اِلقا کو سمجھتے ہین نہ الہام کو ہم
کر گئے پھاڑ کے سب جامۂ احرام کو ہم
طو کرے وان نہ رہ اوج لب بام کو ہم
شور رو یاہ سے ہوتا نہین ضرغام کو غم

میرے شوہر سے مجھسے لڑائی ہوئی آج تیسرا دن ہی کہ آب و دانہ ممکن نہین ہوا ہی اور مین یہ چاہتی ہون کہ اپنی عصمت بچاؤن اور زندگی بسر کرون جس مرد سے بات کرتی ہون وہ آبرو کا خواہان ہوتا ہی مگر تمکو دیکھا کہ خداوند بقراط کے بندے ہو شاید تمکو رحم آئے یہ کہکے اِسطرح روئی کہ وہ نگہبان بھی بیقرار ہو گیا کہا صاحب نہ رو مجھسے کہو مین خدمتگزاری کو موجود ہون کسی خدمت مین عذر نہ کرونگا میرے گھر مین میری زوجہ ضعیف ہی تمکو بیٹی بنا کر رکھیگی مین جو کچھ کما کے لاؤنگا تمھارے ہی ہاتھ مین دونگا یہ سنتے ہی وہ عورت بلائین لینے لگی اور کہنے لگی مین تمھارے ہی

گھرمین رہونگی وہ ایک مرتبہ بلائین لیکر بیہوشی منھ پر ملدی نگہبان بیہوش ہوا ٹانگ
پکڑ کے گھسیٹ کر ایک گڑھے مین ڈالدیا اور کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اُن
نگہبانون مین آملا تھوڑی دیر مین آواز آئی ارے تیمار خدمتگار یہان حاضر ہو
ساتھ والون نے کہا جاؤ تمکو آقا پکارتے ہین ہما بہ شکل مذکورہ بالا لب بام آیا
سامنے آکر دست بستہ کھڑا ہوا قدمون سے لپٹ گیا اسقدر رویا کہ ہچکیان لگ
گئین ناپید اکنار نے کہا کیون ای خدمتگار خیر تو ہی کہا ای شہنشاہ مجھکو بڑا قلق ہی
آپ اس عورت پر عاشق ہین اور مسلمانون کے عیار بلاے روزگار ہین کہین
ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ تک پہونچے اور آپ پر عیاری کرے تو ہم کدھر کے ہونگے
مارے مارے پھرینگے ساحرون کے ملک مٹتے جاتے ہین مسلمانون کی عملداری
بڑھتی جاتی ہی ناپید اکنار نے یہ سنکر خدمتگار کو گلے لگا لیا کہا ای خیرخواہ مین سمجھا کہ
تجھکو مجھسے زیادہ محبت ہی میرے باپ کے وقت مین بھی تو نوکر رہا مجھکو دیون
مین کھلایا لیکن کوئی عیار مجھکو قتل نہین کرسکتا یہ جو صحراے رنگ آمیز ہی ہر نخل پر
ہزارہا طائر رہتے ہین ایک طائر بشکل عقاب شام کو آکر زمزمہ سرائی کرتا ہی اُسی نخل
پر اُسکا آشیانہ ہی جو عیار آکر مجھپر عیاری کرے پہلے طائر کو گرفتار کرکے مارے تب
میری موت ہو خدمتگار خوب ہنسا بلائین لینے لگا کہتا تھا اب میرے دلکو تسکین
ہوئی کہ میرے آقا کو کوئی مار نہین سکتا مگر کیون حضور جو کوئی طائر کو پکڑے اور
وہین مار ڈالے ناپید اکنار نے کہا طائر کا شکم چاک کرڈالے دل وگردہ نکالکے
اپنے پاس رکھے تب مجھکو قتل کرسکتا ہی یہ سنکر خدمتگار بہت خوش ہوا کام کاج
کرنے لگا جب دیکھا کہ دن قلیل باقی ہی تو قصر سے اُترا صحراے رنگ آمیز مین
آیا چہار طرف پھرنے لگا کہ سب طائر بھاگ بھاگ کر اپنے اپنے آشیانون مین
چھپنے لگے کہ آسمان پر فراتا ہوا دیکھا ایک طائر بہ شکل عقاب سبز رنگ ایک نخل
پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جس سے صاف یہ آواز آتی معلوم ہوئی تھی نظم

خون دل اپنا پیا کرتے ہین	دردو فرقت کو سہا کرتے ہین

اپنی لیلی کے تجسس مین سدا	قیس بن بنکے پھرا کرتے ہین
عطر ملنے کے بہانے ہم تو	کف افسوس ملا کرتے ہین
شمع و سیکڑون اب گرد ترے	مثل پروانہ پھرا کرتے ہین
خاک کوچے کی ترے لیکے صنم	اپنے ہم منھ پہ ملا کرتے ہین
یہ خدا کام بتون کا ہی یہی	فتنہ ہر روز بپا کرتے ہین
یاد مین لالہ رخون کی اکثر	زخم دل داغ بنا کرتے ہین
کہین آجاے وہ گل ہمکو نظر	اس تمنا مین پھرا کرتے ہین
یاد جب آتا ہی وہ شعلہ خو	ہم دم سرد بھرا کرتے ہین
یار تک اپنی رسائی ہی محال	آنکھ چوکھٹ سے ملا کرتے ہین
ہاتھ سے کھو کے اب اُس گل کو شفا	رات دن ہاتھ ملا کرتے ہین

زمزمہ سرائی کرکے اور یہ اشعار گاکے وہ طائر آشیانے مین گیا سر نکالکر بیٹھا ہما نے اپنے کو بیخ نخل مین چھپایا اور دانہ سامنے ڈالدیا اور کمندین لگادین طائر نے جو دانہ پڑے دیکھا آشیانے سے نکل آیا دانے پر گرا ہما نے کمند کھینچی وہ طائر پھنسا ہما نے جھپٹ کر خنجر کمر سے نکالا اور طائر کو ذبح کرنے لگا سب طائر آشیانون سے نکل آئے غلغلہ کرنے لگے ناپید اکنار اپنے قصر سے آوازین طائرون کی سن رہا ہی کہ ہما نے مار کر اُس طائر کو گردے نکالکر اپنے پاس رکھے لیکن طائر جو تڑپا خون کی چھینٹین جو ان پر پڑین نگہ طرف قصر کے بھاگا سامنے ناپید اکنار کے آیا کہا او شہنشاہ آج مین نے نیا معرکہ دیکھا مین جو صحراے رنگ آمیز مین گیا اور وہ طائر آیا سب طائر آشیانون سے نکلے اُسکے گرد پھرتے تھے اور غل مچاتے تھے نہین معلوم یہ کیا باعث آخر مین وہ طائر آشیانے مین جا چھپا ناپید اکنار نے کہا کوئی عیار اُس صحرا مین آیا ہوگا مگر مین ہوشیار رہون آوازین طائرونکی سنکر ہوشیار ہوا تھا کہ اب تیرے کہنے سے تردد دفع ہوا خدمتگار نے جھپٹ کر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا کہا آج تو

آپ نے شراب بہت کم پی ہی چہرہ اُداس ہو رہا ہی مین نے آپ کو گو دیون مین
پالا ہی آپ کی اُداسی مجھسے نہین دیکھی جاتی ناپید اکنار نے جام ہاتھ سے لیا
خدمتگار نے گنگنا کر کچھ اشعار بھی گائے ناپید اکنار خوش ہو کر پی گیا قفس سے
ملکہ سوفارہ دیکھ رہی ہین کہ خدمتگار نے خنجر کھینچا قریب قفس آکر کہا ای ملکۂ عالم مین
عیار ہون غضنفر بن اسد کا اس بیحیا کو قتل کرتا ہون آپ قفس توڑ کر نکل جائیےگا
مین زبان سے سوزن نکال لون ملکہ نے اشارہ کیا ہما نے زبان سے سوفارہ کی
سوزن نکالی مگر سوفارہ نے کہا ای ہما اسکو قتل کرو مین تڑپ کر نکلتی ہون سوزن
نکلتے ہی ملکہ کے ہاتھ پانوؤن مین طاقت آگئی ہما نے وہ گردے طائر کے نکالے
شکم پر اُسکے رکھے اور خنجر تڑپ کر مارا جیسے ہی دو ٹکڑے ہوے قصر تھرایا ہما
نے پکار کر آواز دی ای سوفارہ دیکھو قصر گرا چاہتا ہی سوفارہ نے نکلتے ہی سحر
کیا کہ جنبش قصر کی موقوف ہوئی ادھر تو سوفارہ قصر سے نکلکر اُڑتی ہوئی چلی
اُدھر ہما سے وہ درندہ بھی پھاند کر جست وخیز کرتا ہوا چلا کہ دیکھا صحراے رنگ آمیز
سے ہزارہا طائر سر پیٹتے ہوے منقارین کھولکر چیختے ہوے آئے جیسے ہی قریب
قصر کے پہونچے کہ قصر نے قصور نہ کیا طائر اندر قصر کے جاچکے تھے کہ یکایک
قصر اڑاڑا کر گرا اور سب طائرون نے دب کر اپنی جان دی اب آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من ناپید اکنار جادو بود سوفارہ نے کہا ای ہما اب اُسکا خاتمہ
ہوا اگر ماشاءاللہ تمنے بڑا کار نمایان کیا ایسے مقام پر پہونچنا تمھارا ہی کام
تھا یہ دونون خوشیان کرتے ہوے جاتے ہین اور چند طائر جو پیچھے رہگئے تھے
وہ پکارتے ہوے آتے ہین کہ ای ہما وسوفارہ تمنے غضب کیا کہ ہمارے مالک
کو مارا ہم جاکر قدرت سے فریاد کرتے ہین افسوس یہ ہی کہ ہمارے ساتھ
والون نے جاکر ہمراہ مالک کے جان دی ہم چند شخص زندہ رہے طائر ان
صحرا مین بدنام ہونگے طائر کہین گے کہ یہ نمک حرام ہین جس مالک کے ساتھ
رہے وہ قتل ہوا اور یہ زندہ واپس آئے سوفارہ نے جو دیکھا کہ طائر ہمارا

پیچھا نہین چھوڑتے چند ماش کے دانے نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر طائرون پر کھینچ مارے
جس طائر پر دانہ پڑا وہ جلکر خاک ہوا تھوڑے ہی عرصے مین جب سب طائر جلکر
خاک ہوے تب آوازین آنا موقوف ہوئین سوفارہ نے کہا ای ہما جو طائر مارے
وی سحر بھولی اب جو یاد کرتی ہون تو وہ سحر فراموش ہین اسیوجہ سے مین تامل
کرتی تھی غرض یہ دونون لشکر غضنفر مین آئے غضنفر بن اسد اپنے عیار کے لیے
پریشان بیٹھے تھے ہما کو جو دیکھا خوش ہو گئے پوچھا ای یار وفادار تمنے کیا
کیا ہما نے خوش ہو کر کہا آپ کے اقبال سے ناپید اکنار کو کنارہ دریاے
عدم کے پہونچایا ملکہ بھی آتی ہین غضنفر خوش ہو کر باہر نکل آئے دیکھا سامنے
سے سوفار تیر انداز چمکتی ہوئی آتی ہی غضنفر نے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے دل بیچین تھا مگر
ہما نے جاکر خوب کام کیا سوفارہ نے کہا ای شہریارہ اگر تمام عالم چاہتا کہ ہم
اُسکو قتل کرین تو وہ ہرگز قتل نہ ہو سکتا لیکن ہما نے یہ کمال کیا کہ اُسی سے اُسکی
موت کا حال پوچھا طائر کو گرفتار کیا اُسکو مار کر ہمکو رہا کیا اگر جلدی نہ کرتی
تو قصر مین دب جاتی ہما نے یہ کمال کیا کہ قصر سے پھاند پڑا اکئی ہزار طائر زیر قصر
دیے چند طائرون نے پیچھا کیا تھا اُنکو مین نے راہ مین مارا لیکن یہ نقصان
ہوا کہ جتنے طائر مین نے مارے اُتنے ہی سحر مجھکو فراموش ہو گئے اب مین اُنکو
مشقت کر کے اپنے قبضے مین کرونگی غرض یہ کہ سوفار بھی غضنفر کے ہمراہ ہوئین
غضنفر کا وہی طریقہ ہی اگر کاروان پایا لوٹ لیا کوئی قریہ ملا اُسپر قبضہ کیا اب
حال نورالدہر تحریر کرتا ہون کہ یہ تو لشکر ظفر اثر لیکر چلے ہین یہان یہ ہوا کہ
چند طائر اور جو باقی رہے تھے وہ پرون سے سر پیٹتے ہوے قصر ہشت پہل
مین پہونچے بقراط ثانی تخت پر بیٹھا تھا کہ طائر آکر پہونچے طائرون نے اپنے
اپنے سر پیٹے اور عرض کی یا خداوند ناپید اکنار قتل ہوا یہ خبر وحشت اثر سنکر
بقراط بہت گھبرایا اور پکار کر کہا یارو میں تم سبکا زور دیکھ چکا اب مین خود

کوشش کرتا ہون یہ کہکے آواز دی ای معمار قصر ساز جلد حاضر ہو دیکھا تو پہلوے
قفر سے ایک ساحر دھوتی باندھے ہوے ہاتھون مین مٹی بھری ہوئی ایک
ہاتھ مین بسولی دوسرے ہاتھ مین اینٹ کا ٹکڑا لیے ہوے سامنے بقراط کے
آیا سب ساحر حیران ہین کہ خداوند کو کیا منظور رہی معمار کو ساتھ لیکر بقراط غائب
ہوا بڑے عرصے کے بعد آیا معمار ساتھ تھا مگر قضاے کار شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان دو منزلین طی کر کے ایک صحرا مین آکر اُترے اُس صحرا مین ہزارہا
طائر و ہزارہا نخل بے ثمر ہی موجۂ ریگ جوش مار رہا ہی نورالدہر کا لشکر ظفر اثر دس
لاکھ ساحر و غیر ساحر جا بجا اُترے نورالدہر بارگاہ مین آکر بیٹھے جادوگرنیان
آفتاب جمال خورشید مثال پہلوؤن مین آکر بیٹھین نظارۂ جمال جہان آراے
نورالدہر کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور
کرے اب مقدمات سخت درپیش ہین یقین ہی کہ بقراط ثانی بڑی بڑی کد و کوشش
کریگا اور آپ کو تا بہ دریاے قلزم نہ جانے دیگا بلاے روزگار ہی ساحر بہت
زبردست علم نیرنگ و شعبدے مین وحید عصر ہی جب تو اُسنے سلطنت کو خدائی
بنایا نجم اختر شناس عرض کر رہا ہی کہ سب کچھ ہی مگر انجام اُسکا قتل ہی حقیقت مین
جو فتور اُسنے کیے وہی اُسکو پیش آیا آپ نے ایسا دباو ڈالا کہ طلسم ظاہر سے
بھاگ کر طلسم باطن مین آیا یہان بھی عیش کر رہا ہی اُسنے باعث اپنے عیش کیا یہ
رکھا ہی کہ ہر وقت نازنینان مہ جبین جمع رہتی ہین ناچ ہوا کرتا ہی ایسا مصروف
ہی کہ کوئی وقت عیش سے خالی نہین علم موسیقی کے کامل جمع ہین وہی گایا کرتے
ہین ارسطوے ثانی نے عرض کی انشاء اللہ تعالی سارا عیش و آرام بھولے گا
یہان سے بھاگ کر کہان جائیگا یقین ہی کہ مقابلہ کرے مگر یہ اُسپر خوب ظاہر ہی
کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا خدا نے یہ ایسا فخر آپ کو عطا کیا کہ کل اہل طلسم
آپ کے نام سے ڈرتے ہین حقیقت مین وہ وہ ساحر آپ کے ہاتھ سے مارے گئے
کہ جنکا قتل ہونا بہت دشوار تھا گو ہمکو گمان تھا کہ جب تمام عالم کے ساحر جمع ہونگے

تب بقراط پر زوال آئیگا مگر اب یہ ظاہر ہوتا ہی کہ جس مقام پر حضور سے مقابلہ پڑجائے
بیشک مارا جاے کس کس مقام پر عجائب وغرائب دکھائیگا آخر کو عاجز آئیگا ضرور
آپ سے مقابلہ کریگا نور الدہر فرماتے ہین بعد عنایت پروردگار تم لوگونکا بڑا
خیال ہی سکندر ثانی کہ بلاے روزگار ہی جسوقت مقابلہ پڑیگا بقراط ضرور عاجز
ہو جائیگا شب بھر یہی باتین رہین سرداران تہمتن آمادہ ہین سب کہ رہے ہین
کہ دریاے قلزم سے منھ پھیریے طرف قصر ہشت پہل کے چلیے اگر اُسکو مار لیا
تو تمام طلسم یون ہی پڑا رہجائیگا نور الدہر نے کہا یہ غیر ممکن ہی کہ مرحلہ جات
نہ ٹوٹین اور بقراط مارا جاے نجم اختر شناس نے شبر نگ کو اشارہ کیا کہ
اِسوقت رنگ محفل اور طور پر ہی کچھ بیٹھکر گاؤ کہ رنگ جمے شبر نگ بن عمرو بیچ
محفل مین آبیٹھا سازمرصعی نکالا بہ الحان بجانے لگا اور یہ چند اشعار قمر کے
گانا شروع کیے

نظم

ہین پاؤن بے سروپا کسطرح وہانکی خبر	پھیرون کو نہ ہو دل بلی جہان کی خبر
وہ دلین رہتے ہین پردرد سے کام نہین	یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پر اب رحم یا علے کیجے	ضرور لیجیے اس اپنے مدح خوانکی خبر

اس رنگ سے یہ اشعار گانے کہ اہل محفل تعریفین کرنے لگے دو پہر رات
گئے نور الدہر نے جا کر آرام کیا جب نیند نہ آئی تو گھبرا کر بارگاہ سے نکلے
سرداروں نے جو خبر سُنی کہ طلسم کشا برآمد ہوے ہین اپنے اپنے خیمون سے
نکل آئے ہر ایک نے عرض کی کہ ای شہریار مزاج اقدس کیسا ہی نور الدہر نے
کہا کچھ ایسی طبیعت گھبرائی کہ نیند نہ آئی تو مین گھبرا کر باہر نکل آیا کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ای ساکنان لشکر طلسم کشا ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ تم پر کوئی آفت
آئے نور الدہر نے جو بلٹ کے دیکھا اُسی صحرا مین ایک قصر بنا پایا کہ نہایت
بلند و مرتفع ہی مگر قصر مین سناٹا ہی کوئی انسان حیوان معلوم نہین ہوتا نور الدہر نے

جو قصر کو دیکھا فرمایا کہ مین اس قصر مین جاؤنگا دیکھون کہ اس قصر مین کیا ہی نجم نے
عرض کی حضور نہ جائین غلام جاکر خبر لاتا ہی سب نے عرض کی حضور دو ن کو یہ قصر نہ تھا
اسوقت ظاہر ہوا ہی نجم نے نور الدہر کو روکا اور آپ پر پرواز پیدا کر کے چلا
جب قریب قصر کے پہونچا کان لگا کر آواز سُننے لگا جب کوئی آواز کان مین نہ آئی
تو اندرون قصر داخل ہوا دیکھا قصر مین سناٹا ہی کچھ تصویرین جابجا رکھی ہین محفل
تصویر ان ہی نجم یہ حال دیکھکر پلٹا آکر نور الدہر سے بیان کیا کہ ای شہریار اُس
قصر مین چند تصویرین ہین کچھ نازنینان مہ جبین کی کچھ ساحران مکار و غدار کی
اُنکو دیکھکر غلام چلا آیا لہذا حضور بھی تشریف لیچلین ارسطو نے کہا ای نجم ابھی
تو تم منع کرتے تھے اب خود کہتے ہو ہم بھی ساتھ چلین گے تمام شاہزادیان بھی
کہنے لگین کہ اس قصر مین چلنا ضرور ہی سب سے پہلے شعلۂ جوالہ پر پرواز پیدا کر کے
بلند ہوئی اور قصر مین جاکر داخل ہو گئی دیکھا کہ چند تصویرین نازنینان مہ جبین
کی ایک گوشے مین رکھی ہین مگر خاموش شعلۂ جوالہ کو دیکھکر ایک تصویر مثل انسان
کے گویا ہوئی کہ ای شعلۂ جوالہ آؤ بیٹھو قدرت نے حکم دیا ہی کہ جو آوے اُسکو
جگہ دو شعلۂ جوالہ نے کہا مین تو خبر لینے آئی تھی اب پلٹ جاتی ہون دوسری تصویر
نے کہا یہ مقام سیرگاہ خداوند بقراط ثانی ہی اگر یہان رہوگی تو بڑے لطف
اُٹھاؤگی تیسری تصویر نے آواز دی کہ ای شعلۂ جوالہ اصل کیفیت یہ ہی نجم

طالب کو وصل مین یہ ملے رات بھر جواب	دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب
طالب ہوے تھے دید کے غش کھا کے گر پڑے	موسیٰ کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب
کرتی ہی ہمسری یہ سر زلف یار سے	ای شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
طول شب فراق جو مین نے بیان کیا	فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب
معجز نما ہون یہ جو آئے مرا مسیح	دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب
وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے	دیوان النوری کا لکھون ای قمر جواب

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گا سنے شعلۂ جوالہ قریب اُسکے پہونچی کہا ای بوا مین تو

اِسی واسطے آئی ہون کہ اِس قصر مین رہون اُس تصویر نے ہاتھ بڑھایا زبان
مین شعلۂ جوالہ کی سوزن دی جب زبان مین شعلۂ جوالہ کی سوزن دیگئی تو حیران
حیران دیکھنے لگی چوتھی تصویر نے اُٹھکر ایک قفس اُٹھایا اُس مین شعلۂ جوالہ
کو بند کیا جب شعلۂ جوالہ بند ہوچکی تو یہان مربع نشین گھبرائی نور الدہر سے کہا
اے شہریار دیکھیے شعلۂ جوالہ جاکر بیٹھ رہین مین ابتک کئی پھیرے کرتی اور خبر
لاتی ایسا نہ تھا کہ اتنا عرصہ لگاتی نجم نے کہا اے مربع نشین جلد جاؤ خبر لیکر آؤ
مربع نشین بھی مثل شعلۂ جوالہ روانہ ہوئی قصر مین پہونچی دیکھا قفس شعلۂ جوالہ
لٹکا ہوا ہے تصویر نے پُکارکر آواز دی بی مربع نشین آؤ جسطرح شعلۂ جوالہ
کو بلاکر قفس مین بند کیا اُسی طرح تصویرون نے مربع نشین کو بھی بلایا زبان
مین سوزن دیکر قفس مین بند کیا ہمائے مرصع پوش نے کہا اے شہریار اتنا عرصہ
ہوا کہ مربع نشین نہین آئی اب کنیز جاکر خبر لاوے کہ دونون پر کیا گذری
پھر آکر آپ سے حال مفصل بیان کرے نور الدہر نے کہا اے ہمائے مرصع پوش
مین ضرور جاؤنگا اور یہ بھی سمجھتا ہون کہ مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا مین لوح محفوظ کو
اُتارے ڈالتا ہون شبرنگ کے پاس لوح رہیگی یہ کہکے لوح محفوظ گلے سے
اُتاری ہرچند شبرنگ نے کہا کہ حضور یہ کیا غضب کرتے ہین بڑی خرابی ہوگی
یہ تو ظاہر ہے کہ مقام سحر ہے نور الدہر نے جھڑکا اور کہا کہ یہ لوح تم لیے رہو مگر
خبردار کسی بات مین دخل نہ دو اب تم بہت گستاخ ہوگئے ہو یہ گستاخی تمکو خراب
کریگی وہ کام کرو کہ ہمسے آزردگی نہ ہو ہم خود چاہتے ہین کہ جب ہم قصر مین جائین
تو ساحر کا سحر ہمپر تاثیر کرے سکندر ثانی نے دوڑکر ہاتھ تھاما کہا اے شہریار مین
آپ کو اِسطرح نہ جانے دونگا یہ سحر خاص بقراط ثانی کا ہے مگر خیال کرتا ہون کہ
کونسا سحر اسیر کرون کہ حضور کے دل سے تاثیر مٹے سکندر ثانی سمجھا رہے
ہین کہ آپ کا جانا مناسب نہین اور نور الدہر ضد کر رہے ہین کہ قصر سے ایک
تصویر نے سر نکالا پکارکر آواز دی اے سکندر ثانی طلسم کشا کو تم روکو ذرا

ادھر متوجہ ہو یہ اشعار توسن لو اُس تصویر نے گنگنا کر بہ حسن تمام یہ اشعار شروع کیے نظم

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو
جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو

سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہو ویگا
کو غم ٹوٹنے پر آہ ہی یان کم ظرفی

آخر کار تہ خاک ہی مسکن سب کا
مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا ڈر ہو

رنگ اُڑ جائیگا رخسارہ نافرمان سے
آجتک آہ کے کوڑو نسے بدن نیلا ہی

اہل اسلام ہون غیبت نہین شیوہ میرا
پھوٹ بہنے دو اِنھین یار کے آگے آتش

پہلے غمازہی کو قصہ بیان کرنے دو
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو

شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو

اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو
کاکل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو

باغ مین تم مری آہو نکو دھوان کرنے دو
آسمان کو مجھے رسواے جہان کرنے دو

میرے دشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو
دل کا احوال بھی آنکھو نکو بیان کرنے دو

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے سکندر ثانی نے ہاتھ نور الدہر کا چھوڑ دیا اور جھومنے لگا کہا جہان آپ نے لوح محفوظ گلے سے اُتاری ہی تیغۂ طلسمی بھی رکھد یجیے یہ لباس بھی جسم سے اُتار دیے نور الدہر نے فوراً تیغۂ طلسمی زمین پر ڈالدیا لباس طلسمی اُتار اشبرنگ کے آگے ڈالدیا کہا اے شبرنگ یہ تمھارے سپرد ہی یہ کہکے طرف قصر کے چلے شاہزادیان رو رہی ہین اور بیقرار ہو ہو کے پکارتی ہین اے یا ور غریبان واے دادرس بیکسان ہمکو آپ چھوڑے جاتے ہین بے والی و وارث بناتے ہین ہر چند شاہزادیان بلکین تڑپین مگر شاہزادہ نور الدہر نے کسیکو جواب نہ دیا طرف قصر کے جاتے ہین جیسے ہی زیر قصر پہونچے اور سایہ قصر کا پڑا وہی تصویر جو سامنے کھڑی اشعار گا رہی تھی فوراً تڑپ کر گری نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا اُٹھا کر قصر مین لائی قفس مین اِنکو بھی بند کیا پھر اُس تصویر نے پکارا اے سکندر ثانی تمھاری جگہ خالی ہی آپ بھی بہت جلد تشریف لائیے اور یہ اشعار گائے نظم

جلوۂ حُسن مری جان دکھاتے جاؤ
دل تڑپتا ہو تمھارے لیے ای جان جہان
منتظر کب سے جُھکائے ہوے سر بیٹھا ہون
دھوم اعجاز مسیحا کی زمانے مین ہی
کشتۂ ناز کا تابوت لیے جاتے ہین
بات مانو مری ای جان کہے دیتا ہون
طول شکوہ نہین بس اِتنا مناسب مریجان
کل یہ کہتا تھا شفا اپنے ستمگر سے کہ یار

اپنی پازیب کی جھنکار سُناتے جاؤ
چہرۂ رشک قمر اپنا دکھاتے جاؤ
ٹھوکر اک پانوٗن سے مجھکو بھی لگاتے جاؤ
اپنے مردے کو بھلا تم بھی جلاتے جاؤ
تم بھی للہ ذرا ہاتھ لگاتے جاؤ
یاد عاصی کی نہ یون دلسے بُھلاتے جاؤ
چار مصرع سے اُنھین نام سناتے جاؤ
مین بھی بس جان پہ کھیلونگا ستاتے جاؤ

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے سکندر کی بھی آنکھین اُبل آئین طرف قصر کے چلے۔ جیسے ہی سائے مین قصر کے پہونچے تصویر تڑپ کر گری سکندر کو بھی اُٹھا لیگئی شاہزادیون نے باہر سے دیکھا کہ نور الدہر قفس مین بند ہین قفس لٹکا ہوا ہی معشوق کو جو اس حال سے دیکھا بیتاب ہوگئین سب کے آگے آگے ہمائے مرصع پوش آواز دیتی ہوئی کہ ای شہریار کنیزون کی کون سرپرستی کریگا ہاے یہ کیا ستم ہوا فلک نے کیا سامان دکھایا آپ کو قفس مین بند دیکھین اور ہم رہا رہین کاشکے اِس قفس مین ہم بند ہوتے تو آپ ہماری رہائی کی تدبیر کرتے یقین تھا کہ ہم قید نہ رہتے۔ اب دیکھین خدا کیا دکھاتا ہی ہمکو کون بچاتا ہی اتنے بڑے دشمن سے سامنا ہی وہ بھلا ہماری فریاد سُنیگا ہمکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر جان بچائین ایک طرف سے ارسطوے ثانی بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای ہمائے مرصع پوش مین بھی آتا ہون مین شاہزادے کے نہ ہونے سے زندگی بسر نہ کرونگا ہمنے اُسکے ساتھ بہت بُرائیان کین اب وہ اُسکا بدلہ کریگا لہٰذا آپ کے ساتھ رہین ہم بھی قید کی جفا سہین ہمارے سرپر کون سرپرست ہی وہ سب ساحرون مین زبردست ہی اُس سے کون مقابلہ کرے دیکھیے کیا آفت برپا ہوگیا اب ہم زندہ بچ سکتے ہین آپ کی یاد مین بیہودہ بکتے ہین اگر

آپ کی جان پر بنے گی ہم جو قریب ہونگے ضرور سینہ سپر کرینگے خدا ہمین اُس
دن کو نہ رکھے کہ آپ کی کوئی خبر وحشت اثر سُنین ہمارے مرصع پوش پکارتی
ہو کہ ای ارسطوے ثانی جلد آؤ شاہزادہ قفس مین مثل طائر نوگرفتار تڑپ
رہا ہو ہمارا دل پھڑک رہا ہو جی چاہتا ہو اپنے کو نثار کرین ایسا مہربان شفیق
معشوق کسکو ملتا ہو کسکا یون غنچۂ آرزو کھلتا ہو ارسطو فوراً جھپٹ کر قریب
ہمارے مرصع پوش کے پہونچا دیکھا کہ بکتے بکتے ہمارے مرصع پوش کا عجیب
حال ہو قلب پہ ہجوم غم و ملال ہو دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا ہر کھلا ہوا بال بکھے
چھوٹے ہوئے غبار چہرے پر چشم تر حال ابتر پریشانی ہمراہ ہر سب شاہزادیان
پشت پر جیسے ہی یہ سب ساحر سائے مین قصر کے پہونچے کئی سو تصویرین
سامنے آئین تڑپ تڑپ کے گرین ایک ایک کو اُٹھا لیگئین سبکو اُسیطرح
قفس مین بند کیا ایک تصویر نے آکر پکارا کہ ای نجم اخترشناس جلد آؤ کہ
تمھارا آقا تمھین بلاتا ہو تم تو صلاح کار ہو آکر صلاح دو شاہزادے کو
سمجھاؤ اپنی اخترشناسی دکھاؤ یہ جو تصویر نے پکار کر کہا نجم نے کہا ای شبرنگ
مین جاتا ہون حقیقت مین اگر مین نہ ہونگا تو شاہزادہ کس سے صلاح کریگا
شبرنگ نے کہا کہ صد حیف. ارسطو و سکندر ثانی و نور الدہر جاکر قید ہوگئے
اور سکندر نہ سنبھل سکے یا تو نور الدہر کو روک رہے تھے یا خود جاکر قید
ہوے جمشید زرین ترکش و نجم اخترشناس بھی شبرنگ سے کہنے لگے کہ
ہم لشکر مین نہ رہین گے اپنے آقا کے پاس جاکر قید ہونگے رہائی کی صلاح
دینگے جمشید نے کہا ای نجم تم تو شاہزادے کے ملازم ہو میرا بھائی ایسا
مہربان قید ہو اور مین نہ جاؤن اہل دنیا کیا کہینگے کہ بھائی نے بھائی سے
منھ موڑا سختی مین ساتھ چھوڑا ان دونون نے جو شبرنگ کے سامنے یہ
حال بیان کیا اور بیتاب و بیقرار رو رہے ہین اشکون سے منھ دھو رہے
ہین شبرنگ نے پریشان ہوکر لوح محفوظ گلے مین نجم کے ڈالدی اور تیغہ

طلسمی کو اشارہ کیا کہ ای جمشید زرین ترکش تم اُٹھا لو بجم کے گلے مین لوح
محفوظ ڈالی اور تیغۂ طلسمی جمشید نے اُٹھایا دونون کو ہوش آگیا چیخین مار کر
رونے لگے بجم کہتا تھا اگر مین ہوش مین ہوتا تو آقاے نامدار کو جانے نہ دیتا
قدمون پر گر کے روکتا مرحلۂ ہفتم جو ہی جہانکا مالک معمار قصر ساز ہی اُسکو بقراط
نے بلا بارانی رانا یہ قصر بنوایا اُسی معمار کا یہ سحر ہی انتہاے تاثیر سحر یہ ہی کہ قلب
پر ایسا قبضہ کیا کہ آقاے نامدار نے لوح گلے سے اُتار ڈالی ورنہ یہ وہ شی گلے
مین تھی کہ اگر تمام عالم ملکر سحر کرتا تو اُسپر تاثیر نہ ہوتی مگر اُسنے دل پر قبضہ کیا کہ
خود لوح کو گلے سے اُتار ڈالا جمشید سکندر کا نام لیکر روتا ہوا کہتا تھا ہاے
بھائی صاحب تم ایسا ساحر کس بلا مین پھنسا اگر مین ہوش مین ہوتا تو قدمونسے
لپٹ جاتا ہرگز قصر مین نہ جانے دیتا مین نے اِس قصر کا حال پڑھا ہی جب مین
مکتب خانے مین تھا تو ایک کتاب کہنہ مولوی نکالکر پڑھا کرتا تھا ایک دن
مولوی صاحب پڑھتے پڑھتے سو گئے تو مین نے اُس کتاب مین یہ مضمون
دیکھا کہ معمار قصر ساز ایسا سحر کا قصر بناتا ہی کہ قصور نہین کرتا اگر سامری اور
جمشید بھی آئین تو دام مین پھنسین زیادہ رونا اِس بات کا ہی کہ لوح طلسمی
کی فکر کرنے چلے تھے بیچ مین اِس بلا مین پھنسے اور سب قفس سامنے ہی لٹکے
ہوے ہین شاہزادیان حسین وجمیل طلسم کشا کی کفیل ٹھنڈی سانسین بھر رہی
ہین چلا چلا کے روتی ہین اور پکارتی ہین کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز نظم

کی کند از مال دنیا داد رس — تا زہ آمد شد نہ پس گردد نفس
بہر کہ شام وسحر بر دوش خویش — بار محنت میکشد این بوالہوس
میرسد در جستجو نزدیک و دور — میدود اندر تلاشش پیش و پس
مبتلا اندر بلاے حرص و آز — سربسر پابند زندان ہوس
مفلس و بے زر گرفتار بلا — مرغ بے پر ماندہ در دام قفس
مال بیگانہ بصد مکر و فریب — میبرد ہر جا کہ یابد دسترس

یہ حال دیکھ دیکھکر نجم و جمشید سر پیٹتے ہین کہتے ہین کہ ایسی شاہزادیان پروردہ ناز و نعم
اونپر یہ رنج و غم شاہزادہ ان سب کی کیسی خاطر کرتا تھا دربار مین جسکا یہ مرتبہ ہو وہ یون
آفت مین مبتلا ہون دس لاکھ کا لشکر فروکش ہی یہ خبر جو اڑی کہ طلسم کشا قید ہو گئے
دو دو چار چار چیلیون سے نکلکر بھاگنے لگے بعضے پیدل گھبرائے ہوئے سامنے
کمیدان کے آئے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہی اس شخص کی زوجہ نہایت
بیمار ہی لہذا ہم رخصت ہوتے ہین بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگے کمیدان نے
حکم دیا پرتل کا ٹٹو کسنے لگے دیکھے پتیلے اٹھائے کمیدان نے پوچھا اسباب کیون
لیے جاتے ہو کہا حضور خط سے معلوم ہوا کہ میری زوجہ کا حال ابتر ہی یہی چیزین
بیچکر دفن و کفن کرینگے اگر اچھی ہو گئین تو پھر لے آوینگے کمیدان خاموش ہوے
یہ روانہ ہو گئے تھوڑے عرصے مین ہزار دو ہزار آدمی لشکر سے نکل گئے اور
نکلے جاتے ہین پہلے حیلہ کر کے گئے اب صاف صاف کھکے جاتے ہین یہان
شبرنگ بن عمر و جمشید و نجم کو لیکر بارگاہ مین آیا بیٹھا ہوا ہی کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ لوگ بھاگے جاتے ہین سارے لشکر مین تہلکہ ہی اور اسی قصر سے
ایک لکہ ابر سیاہ اٹھا ہی بلند ہوتا جاتا ہی ہوا ایسی ٹھنڈی چل رہی ہی کہ لوگ
لباس سرما نکال نکالکر پہن رہے ہین اور فلان جانب کے ہزار آدمی سردی
سے بیقرار ہین اور سردی بڑھتی جاتی ہی یہ سنکر شبرنگ گھبرایا باہر نکلا مثل دیو
مثل پکارتا پھرتا ہی کہ یارو اسقدر نہ گھبراؤ باہر لشکر کے نہ جاؤ اگر وہان بھی تمکو
موت گھیرے تو کیا کروگے دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت سوچو تو اپنے
دل سے کہ جمشید و دارا کیا ہوے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد بہار

اِس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم کف افسوس ہر اک برگ ہی اِس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا وش پہ آج اُنکے غبار جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری

ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

جاکر ذرا انجم اختر شناس سے بات کرو جانتے ہو کہ وہ کیسا اختر شناس ہی کہتا ہی کہ قتل بقراط موقوف ہی ہاتھ پر طلسم کشا کے کوئی صورت رہائی کی ضرور پروردگار پیدا کریگا کلمات حسرت آیات شبرنگ سے لشکر والے رونے لگے بعض جو نیار تھے گھوڑون سے اُتر پڑے کہتے تھے کہ لاکھ جان ہماری ناخن پاے طلسم کشا پر نثار ہی انشاء اللہ اپنے آقا کا ساتھ دینگے کافرونکو قتل کرینگے ایسا اتفاق اکثر ہوا ہی کہ طلسم کشا قید ہوگئے صاحبقران قید تھے کس زور وشور سے رہائی پائی ہمارے آقا بھی رہا ہونگے شبرنگ سچ کہتا ہی کہ اگر موت آئی ہی تو نہ یہان بچین گے اور نہ لشکر سے نکلکر رہائی ہوگی پروردگار عالم ارشاد فرماچکا ہی اُسی پر ہمارا یقین ہی کہ جب وقت موت آئیگا ایک ساعت تقدیم اور تاخیر نہین ہوسکتی پس کیا ضرور ہی کہ ہم رفاقت کو چھوڑین ایسے آقاے مہربان سے منھ موڑین کل صفون مین آوازہ غریو کی بلند ہوئی سب کلمات صبر کہنے لگے شبرنگ یہ اطمینان کرکے پھر بارگاہ مین آیا کبھی لوح محفوظ بغل پہنتے ہین کبھی جمشید زرین ترکش پہن لیتے ہین لباس تیغ وسپر سامنے موجود ہی کبھی لوح محفوظ کو اُتار کر سپر پر رکھدیتے ہین پروردگار سے دعائین مانگتے ہین کہ ای پروردگار ای خالق لیل و نہار اِس مشکل کو آسان کردے کوئی باعث ایسا ہو کہ ہم لوگون کے دلونکو تسکین ہو نظم

عقل گم کردست صد افسوس این دانا عبث دیدۂ حق بین بہ پوشیدست این بینا عبث

دل بہ بند د بر چمن یا بر گل رعنا عبث / مثل بلبل شور در بستان کند بر پا عبث
در ہوا و حرص میگردد بہ شکل گرد باد / آہ این خاکی بہ ہر کوہ و بہ ہر صحرا عبث
سعی اسکندر بنود اندر جہان بے فائدہ / داد جان اندر حصول سلطنت دارا عبث
اہل دنیا نقد عمر خود عبث برباد داد / جملہ سرمایہ تلف کردہ درین سودا عبث
صورت گردون زدن ہر روز بر روی زمین / ماندہ سر گردان بہ دنیا طالب دنیا عبث
سر کشید از بندگی این بندہ ناحق در جہان / کردہ پابند تعلق ہر کسے خود را عبث
ہند پا چون اختیار کار در دست خداست / سعی مالا حاصل است و جستجوئے ما عبث

بلکنے پر شہر بنگ کے سب خرد و کلان رو رہے ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی جس مقام پر سپر و شمشیر اور لوح محفوظ رکھی ہی ایک عورت کی تصویر زمین سے نکلی اُسنے لوح محفوظ اور سپر و شمشیر لی اور پھر غرق زمین ہو گئی ہر چند کہ نجم ایسا ساحر سامنے موجود تھا مگر کچھ نہ ہو سکا یہ اشیا لیکر وہ پتلی صاف نکلگئی اور چلتے چلتے یہ آواز دیگئی کہ اے اہل لشکر طلسم کشا ابقراط ثانی کو سجدہ کرو ورنہ تھوڑے عرصے مین وہ برف برسے گی کہ تم سب ٹھنڈے ہو جاؤ گے نجم بہت گھبرایا کہا یارو اب طلسم کشا کا خدا حافظ و ناصر ہی ابتک تو یہ امید تھی کہ اگر لوح محفوظ لیجا کر گلے مین ڈالدینگے تو وہ ایسا شیر دلیر ہی کہ قید توڑ کر آفت برپا کریگا اب وہ امید بھی نہ رہی دیکھیے کس ترکیب سے لوح محفوظ لی گئی تیغہ طلسمی و سپر طلسمی ساتھ گئی اب اُسکو اطمینان ہوا ابقراط ثانی اب اور زیادہ بدعتین کریگا اِس فکر مین سبکے سب تھے سب کا اِرادہ یہ ہی کہ بھاگ کر نکلجائین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ایک سے ایک صلاح کر رہا ہی کہ یارو نکلچلو طلسم کشا قید ہوے لوح محفوظ بھی گئی تیغہ طلسمی بھی گیا مگر جمشید و نجم ہر ایک سے کہتے پھرتے ہین کہ یارو بدا سے خدا اپنے رحیم و کریم سے دعا کرو مگر لشکر کو نہ متفرق کرو ورنہ پھر ایسا لشکر جمع نہ ہو گا کس جستجو سے آقا نے یہ لشکر جمع کیا اگر یہ پراگندہ ہو گیا تو پھر کون اِسطرح جمع کر سکیگا کیسے کیسے پہلوان زیر کیے کیسے کیسے نامیونکو مارا کیسی کیسی آفت

تم لوگون نے اُٹھائی ذرا سی تکلیف مین گھبرا سے جاتے ہو وہ دستگیر مطلق
کارساز برحق اِس بلا کو دفع کریگا خدا نے مجھکو اِسی واسطے بچایا کہ تم سب کو مین
سمجھاؤن بھاگنے سے روکون اگر تم لوگ بھاگو اور بقراط کو منظور ہو کہ سبکو
روک لوں تو تم لوگ نکل سکتے ہو ساحر جلیل کفار کا کفیل غدار ہے عدیل مکار و
محیل ایسے سے خوف کرنا چاہیے اِن باتون پر جمشید کی اہل فوج دعائین دے
رہے ہین اور کہتے ہین کہ خدا آپکو سلامت رکھے ہم لوگ بھی سر کو ہتھیلی پر لیے
بیٹھے ہین اب قدم نہ ہٹائین گے جان اپنی لگائین گے لشکر مین یہ ہنگامہ برپا
ہی تھا سے ہشکر نجم و جمشید و شبرنگ کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کمیدان
رسالدار جمع ہین کوئی کہتا ہی بھاگ چلو بعض نجم سے کہ رہے ہین کہ سحر کرو نجم
کہتا ہی مین کیا سحر کرون سکندر ایسے بادشاہ کا سحر نہ چلا تو مین کیا کر سکتا ہون
جمشید بھی یہی عذر کرتے ہین کہ مین بھائی صاحب سے زیادہ نہین ہون
جب وہ اِس سحر مین پھنس گئے تو میری کیا حقیقت ہی اور یہ تصویرین سب
سحر کامل کی بنی ہوئی ہین کیا کیا کام کر رہی ہین یہ فکر ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
طبل سکندری کی آواز آئی نقار خانۂ سلیمانی بجا سب بہ نگاہ غور دیکھنے لگے سامنے
آکر دامنۂ گرد شگافتہ ہوا آمد لشکر صاحبقران ظاہر ہوئی لندھور و مالک
وغیرہ آگے بڑھے ہوے اہتمام لشکر کرتے ہوے ایک طرف کئی ہزار
مرکب تازی تزکی یمنی عراقی بھی پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس
بگس رانی کرتے ہوے سامنے سے نکل گئے کہ دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان پشت اشقر پر سوار کچھ سردار پشت پر اور
بادشاہ تخت پر بہ صورت نورانی سات سو تاجدار گھیرے ہوے اِس
شوکت و شان سے صاحبقران پیدا ہوے شبرنگ نے بڑھکر امیر کو
سلام کیا صاحبقران نے پوچھا ای شبرنگ خیر تو ہی شبرنگ نے عرض کی
حضور اُتریں اب اِسی مقام پر فروکش ہون صاحبقران گھوڑے سے اُترے

کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی کل سردار صاحبقران
نامدار بارگاہ مین آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہوا خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین قدمون سے
صاحبقران کے لپٹ کر رونے لگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند خیر تو ہی
کہ نجم اختر شناس و جمشید زرین ترکش حاضر ہوئے شبرنگ نے رو رو کر
سب حال بیان کیا کہ آقا سامنے قصر مین قید ہو گئے صاحبقران نے جو حال
قید نورالدہر سنا بہت روئے بادشاہ جمجاہ بیتاب ہو گئے جملہ سردارونمین
شور گریہ و زاری بلند ہوا مگر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے تیغ عقرب
سلیمانی پر ہاتھ ڈالدیا حرزہیکل گلے مین فرمایا مین ابھی جاتا ہون نجم نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ ارادہ نہ کرین جبتک معمار قصر سازنہ مارا جائیگا
تب تک اس قصر مین نہ جا سکیے گا صاحبقران نے فرمایا مین اسم اعظم پڑھتا
ہوا جاؤنگا خبردار مجھکو کوئی نہ روکے مقام افسوس ہی کہ ایسا فرزند میرا یون
گرفتار ہو اور مین بہ آرام بیٹھون شبرنگ نے کہا ای شہریار پہلے ایک تدبیر
تو کیجیے ابر سیاہ آسمان پر چھایا ہوا ہی ہوا ایسے سرد چل رہی ہی اہل لشکر اور
سرداران نامی سردی سے بیقرار ہین صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ
ایک شیشے مین پانی لاؤ مقبل نے فوراً شیشۂ آب لاکر حاضر کیا امیر نے اسپر
اسم اعظم پڑھا کہا ای شبرنگ گرد لشکر کے حصار کرو شبرنگ نے گرد لشکر
کے حصار کھینچا وہ جو سردار سردی سے بیقرار تھے انکو اطمینان ہوا صدائے
فریاد والغیاث موقوف ہوئی صاحبقران زمان گرد لشکر حصار کرا کے اور
تیغ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے چلے عمرو نے بھی منع کیا کہ ای شہریار
حضور تامل فرمائین مین جا کر تدبیر کرونگا مگر امیر با توقیر نے کسیکا کہنا نہ مانا
لشکر سے نکلے چند تصویرین قصر پر آئین پکار کر صاحبقران کو منع کرتی تھین کہ
ای شہریار ادھر نہ آئیے ورنہ بلا مین پھنسیے گا صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا
اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جب سامنے مین قصر کے پہونچے تو ایک پتلی پھاند پڑی

صاحبقران زنان سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو
دل پہ ہجوم غم ہو جبین پہ شکن نہ ہو

شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہی
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو

رو اسقدر کہ آبرو ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو

پہونچے نہ راستی مین ترے قد کو سرو باغ
ہم پلہ نازکی مین گل یا سمن نہ ہو

وہ کم نصیب ہون کہ میسر کبھی جسے
معشوق نوجوان شراب کہن نہ ہو

بیمار مدتون سے ہی میرا دل حزین
اسکا علاج بوسۂ سیب ذقن نہ ہو

ہستی مین یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے
وہ آدمی نہین جسے حب الوطن نہ ہو

عاشق ہو تمہین معاف ہون میرے سوا تجھے
عریان جو چاہے اسکو میسر کفن نہ ہو

یہ رعب حسن یار سے محفل ہی دم بخود
ڈھونڈھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہو

کس گھر مین روشنی نہین اندھیر ہو رہا
روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہو

عالم پسند صورت زیبائے یار ہی
یہ سکہ وہ نہین ہی کہ جسکا چلن نہ ہو

لیکر ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی
اسطرح بنے چراغ کوئی انجمن نہ ہو

آتش جو بوسہ لیلے تو اُسکا برا نہ مان
عاشق ہی ای صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

چونکہ اشعار با مضمون تھے صاحبقران بگوش ہوش سننے لگے اسم اعظم کو پڑھنا موقوف کیا کہ پہلو سے ایک نازنین آئی اُسنے قریب آکر کہا کہ ای شہریار نور الدہر نے کہا ہی کہ حرز ہیکل اپنی میرے پاس بھیجدیجیے تو پھر مین قید سے رہائی پاؤن اشعار سنکر صاحبقران مبہوت تو ہو ہی رہے تھے فوراً گلے سے حرز ہیکل اُتار کر دیدی اُس نازنین نے حرز ہیکل لیتے ہی آواز دی او حمزہ منم معمار قصر ساز دیکھا تو نے کہ کیونکر اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل بھی چھین لی صاحبقران اُس نازنین کے پیچھے دوڑے کہ دوسری طرف سے آواز آئی ای شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین کیون اُسکے پیچھے جاتے ہین منم دلفریب ضیغم شکار یہ کہکے وہ نازنین قریب آئی صاحبقران نے

جو سراپا دیکھا حقیقت مین ایسی صورت زیبا نگاہ سے نہ گذری تھی سینہ غنچہ دہن سراپا خوب معشوق مرغوب قصہ زلف طولانی ہر اسکے خیال سے پریشانی ہی عارض انور پر زلفین لہرا رہی ہین صبح و شام کا تماشا دکھا رہی ہین یا قریب چشمۂ خورشید کے مار سیاہ لہرا رہے ہین عجب پیچ و تاب دکھا رہے ہین جب وہ زلفین لہرا کر عارض پر آتی ہین تو وہ نازنین مہ جبین زلفون کو ہاتھون سے ہٹا کر کان کے پیچھے کر دیتی ہی جب زلفین عارض سے ہٹجاتی ہین صبح وصل کا تماشہ دکھاتی ہین اعضا مین کل چیزین موزون معشوق با مضمون سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ نخل سرو مین ثمر آئے ہین یا گوہر آبدار دریاے حسن کہیے کیا خوب شاعر کہتا ہی ؎ گھاٹ انگیا کا کم و بیش جو پایا اُسنے ✣ ہنس کے خیاط کو چڑیا کا بنایا اُسنے ✣ زیور بے تکلف زیب بدن گلہاے نسرین و نسترن زیب گلو موتیون کی آبرو قریب آکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران بہ حیرت دیکھ رہے ہین کہ ایسی شعلۂ جوالہ کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سب اہل لشکر دیکھ رہے ہین نجم نے بیقرار ہو کر پکارا کہ ای شہریار اپنے کو ہاتھ سے اِس مکارہ کے بچائیے عمرو نے کئی مرتبہ پکارا مگر امیر نے کسیکو جواب نہ دیا وہ نازنین صاحبقران کو پہلی برابر دروازے کے جو پہونچی پہلو مین ایک گلی تھی اُسمین لیجا کر غائب ہوئی قصر مین نوبت نقارے بجنے لگے جس قصر مین کہ وہ قفس لٹکے ہوے تھے صاحبقران کو اُس مقام پر نہ پایا نجم نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا صاحبقران کو اور کسی مقام پر لیگیا مگر نہین معلوم کہان لیجا کر رکھے اب بہ مشکل پتہ ملیگا سب سردار امیر کے روتے ہوے پلٹے سب نے آکر عمرو سے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ یارو تم جانتے ہو کہ مین فرصندار ہون ایسا نہ ہو مہاجن گرفتار کرلین تو میرے واسطے خرابی ہوگی مین نے سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا سب حال کھلا انشاء اللہ تعالے اگر فکر کرونگا تو اپنے آقا کو رہا کر لاؤنگا جب آقا چھوٹین گے تو سب رہا ہونگے اگر آپ لوگون سے ہو سکے تو کچھ دستگیری کیجیے تو مین تدبیر

رہائی کی کروں نجم و جمشید نے دس دس ہزار روپے منگا کر پیش کیے عمرو نے کہا
مین سمجھا سب صاحب کچھ مدد کرینگے کسی نے پانچ ہزار کسی نے دو ہزار منگا کر
سامنے رکھے مبلغ خطیر جمع ہوے خواجہ نے سب روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا
فرمایا کہ اب مین جاتا ہون کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اور ایک
کلاونت کی شکل بنکر بارگاہ سے نکلے چکن کا کرتہ اگلی وضع کا مشروع کا پائجامہ اور
پانوٗن مین گھتیلا جوتہ آنکھون مین دنبالہ دار سرمہ سر پہ سرخ چیرا بندھا ہوا
ایک طنبورہ ہاتھ مین گنگناتے ہوے چلے جب صحرا مین آکر پہونچے تو اپنی
قدیم خال دیکھی ایک طرف منھ اُٹھ گیا اُسی طرف چلے مگر یہ یقین ہو گیا ہی
کہ صاحبقران اِس قصر مین نہین ہین عمرو جنگل جنگل پھر رہا ہی کئی مقام پہ بیٹھ کر
گایا تیسرے دن سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا کچھ کنیزین باہر سے اندر
جاتی ہین اندر سے باہر آتی ہین ایک محلدار کرسی پہ بیٹھی ہوئی ہی خواجہ عمرو
کنارے آکر ایک نخل کے نیچے بیٹھے طنبورے کو چھیڑ کر بہ آواز بلند یہ اشعار
عاشقانہ گانے لگے نظم

ہشیاری رنگ دیتی ہی قید فرنگ کا
سودائی ہی جو تیرے خط سبز رنگ کا
اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
کلمہ پڑھینگے دونون مرے خانہ جنگ کا
غیرت کا کوے عشق جنون بن گذر نہین
اے بت خدا کے واسطے دلکو نہ سخت کر
سُنتا ہون تختہ پھولا ہی نرگس کا باغ مین
مرغ چمن کے نالو لٹے ہی یہ صدا بلند
وحدت پسند ہی تو زمانے سے کر گریز
تنہا رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین

دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا
رہتا ہی اُسکو آٹھ پہر نشہ بھنگ کا
نازک مزاج شیشے سے پتلا ہی سنگ کا
زاغ کمان ہوا ہین کہ طوطا تفنگ کا
ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
اِس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا
آنکھین لڑاے جو کہ ارادہ ہو جنگ کا
قابل ہی دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا
یکرنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا
رخسار یار نہ ہی کہ جزیرہ فرنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارے کے لیے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دل پر داغ کے نہین
آہو کو ہی ارادہ شکار پلنگ کا

بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائے گا
تربت سے میری پیڑ اگیگا پتنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اس گنبد سپہر کو کیا مین کرونگا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

خواجہ نے جو یہ اشعار عاشقانہ بہ الحان گائے نخلستان سے طائر اُتر آئے ہرن چوکڑیان بھولے آکر گانا سننے لگے وہ کنیزین دوڑنے لگین چہار طرف دیکھتی تھین کہ یہ گانے کی آواز کہان سے آتی ہی ایک نوجوان سٹر پٹر کرتی ہوئی اسطرف آئی ساتھ والیون سے پکار کر کہا اوبوا یہ بڈھا گا رہا ہی دیکھو جانور بھی سن رہے ہین اوبوا دیکھو تو ہرن بھی بیٹھے ہین وہ کنیزین دوڑ کر سب قریب آئین زمین پر آکے بیٹھ گئین مگر سب شریر آپس مین چہلین کرتی تھین ایک نے قریب آکر کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد نہین ہی عمرو نے کہا میرے تین سو ساٹھ فرزند ہین اور سب کی مائین الگ الگ ہین روز نئی جورو میری بغل مین ہوتی ہی کنیزین ٹھٹھے مارنے لگین کہتی ہین ارے اس نگوڑے کے منھ مین نہ دانت اور نہ پیٹ مین آنت اور اتنی بی بیان یہ بتلاتا ہی سراسر دروغ گو ہی عمرو نے کہا میرا کہنا اگر خلاف ہی تو امتحان کیجیے جن صاحب کا جی چاہے تشریف لائین مین ابھی اُنکا مقصد پورا کر دون بلکہ دل بھر دون کنیزین ہنسنے لگین کہا نگوڑے دیوانہ ہوا ہی منھ مین دانت نہین ہین مگر پان کھایا ہی لال جوٹیکی داڑھی رنگین ہو رہی ہی خواجہ نے پوچھا بی بیو تم ہنسی دل لگی نہ کرو اس باغ مین کون رہتا ہی کنیزون نے کہا سیمتن جادونگہبان صحرائے سیمتن یہان رہتی ہین اس باغ کے بائین پر ایک صحرا ہی بڑے بڑے جادوگر رہتے ہین اُن سب کی افسر ہین عمرو نے کہا بلئیان لون جاکر ہماری تقریب کرو کنیزون نے کہا آج کئی دن سے بڑے میان صاحب

ملکہ ایسی بیقرار ہین کہ آب و دانہ ترک ہی ناچ گانا بھی نہین سُنا ہی اب اِسوقت بارہ دری سے نکلکر باہر چبوترے پر بیٹھی ہین مگر کسی سے کلام نہین کرتین عمرو نے کہا تم جاکر ہماری تقریب کرو ہم شگفتہ کرینگے کنیزون نے آپس مین کہا حقیقت مین یہ بڈھا مسخرہ معلوم ہوتا ہی خوب مسخرہ پن کریگا کیا عجب ہی کہ ملکہ بھی بہلجائین یہ صلاح کرکے گئین بیمتن سرنگون بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر عرض کی ایک بڈھا گویا آیا ہی مگر نہایت خوش آواز ہی آواز مین یہ سوز و گداز ہی کہ طائر آشیانون سے نکل آئے اُنھون صحرائی آکر گانا سننے لگے سب سر ونکو اپنے دُھن رہے ہین اگر حکم ہو تو اُسکو لائین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا صاحبو کسی بات کو دل نہین چاہتا دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی کیا تمسے کہون کہ کیا دلکا حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی روز بروز جی نڈھال ہی نظم

کیون نہ ہو عشق ہمین ابروِ خمدار کے ساتھ
گو ہی بیزار مگر بولتا ہی پیار کے ساتھ
یہ خط و خال کہان اور کہان یہ لب و چشم
کاٹ کر تیغ ہلالی سے گلزار کمد و گنگا
مرد مسلم کو ہی مصحف سے محبت ہوتی
تمسے کی ہمنے محبت تو بُرائی کیا کی
اِک نگہ مین تری ہوتی ہی شفا اُسکو نصیب
کرسلوک اِتنا مسیحا دلِ بیمار کے ساتھ
ہوتی اُلفت ہی جو انسان کو تلوار کے ساتھ
ڈھنگ اقرار کا ہی وصل کے انکار کے ساتھ
مہر و مہ کیا ہون مشابہ ترے رخسار کے ساتھ
مجھکو اُلفت ہی تری ابروِ خمدار کے ساتھ
کیون نہ ہو پھر ہمین اُلفت تری رخسار کے ساتھ
دوستی کرتا ہی ہر شخص طرحدار کے ساتھ

کنیزون نے عرض کی واری بہت بجا ہی کہ آپ کئی دن سے بہت اُداس رہتی ہین مگر بڈھا ایسا گاتا ہی کہ آپ سُنکر خوش ہوجاوینگی طبیعت کا رنج و ملال دفع ہوگا بیمتن نے کہا اری خیلاؤن تمھارا گانا سننے کو جی چاہتا ہی اچھا خوشی تمھاری بلالاؤ کنیزین دوڑی ہوئی خواجہ کے پاس آئین کہا بڑے میان چلو ملکہ نے بلایا ہی خواجہ کنیزون کے ساتھ باغ مین آئے دیکھا چمن سرسبز و شاداب نہرون کا پانی لاجواب کہ جسکے سامنے آب گوہر پانی بھرے حباب

چشم معشوق کو شرمندہ کرے عروسان چمن کی بوباس ہر نخل سرو بلندی مین فلک
اساس خواجہ یہ تماشہ دیکھ رہے ہین جب وسط باغ مین پہو نچے دیکھا ایک چبوترے
پر فرش بچھا ہی اور ایک نازنین حور مثال پری تمثال مسند پر سرنگون بیٹھی ہوئی
ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہی خواجہ نے آکر سلام کیا کہا بلیان لون عالی
عالی مراتب رہین ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا پوچھا بڑے میان صاحب تمھارا نام
کیا ہی خواجہ نے کہا اِس حقیر کو اُستاد خورد و بزرگ کہتے ہین مسلمانون کو لقراط ثانی
غارت کرین جس ملک مین جاتے ہین اُنھین کی عملداری پاتے ہین ہمنے غور سے
دیکھا کہ مسلمان کسیکو ایک پیسہ نہین دیتے یہ طریقہ سامری پرستون کا تھا کہ جو
سائل آتا تھا اُسکو کچھ نہ کچھ دیتے تھے مسلمانون کا یہ طریقہ نہین ہی ہم آٹھ پہر کوستے
ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اُستاد کسیکی برائی نہ مناؤ اپنا اپنا طریقہ
ہی مسلمانون کے یہان تو برابر فیض جاری رہتا ہی کوئی سائل اُنکے یہان سے
خالی نہین پھرتا صاحبقران زمان کہ سب کے افسر ہین لاکھون روپیہ سائلون کو
دیتے ہین اپنے مذہب کی ترقی چاہتے ہین خانہ کعبہ بہت کچھ بھیجتے ہین اِس لطف سے
سیمتن نے صاحبقران کی تعریف کی کہ عمرو سمجھ گیا کہ یہ عاشق جمال بے مثال امیر ہی
عمرو نے کہا اے ملکہ عالم سامری و جمشید اِنکو غارت کرین مین آٹھ پہر یہی بد دعا
کرتا ہون ملکہ نے کہا اُستاد یہ لفظین نہ کہو ہمکو ناگوار ہوتا ہی فی زمانتا قید ہو گئے
ہین اِسم اعظم اُنکا اور حرز ہیکل میرے پاس بھیجی گئی ہی آٹھ پہر انتظار کرتی ہون
کہ اُنکا عیار طرار جسکا نام عمرو ہی وہ یہانتک نہ آیا اگر وہ آتا تو مین اُسکی تسکین و
دلجمعی کرتی لہذا تم جہان گشت ہو اگر عمرو کو جانتے ہو تو اُسکو بلا لاؤ مین ہدایت
کرونگی مگر یہ چاہتی ہون کہ کوئی عیار ایسا جری و بہادر ہو تاکہ مین جو سحر کرتی تو خوف
نہ کرتا کیا عجب ہی کہ صاحبقران رہا ہو جاتے عمرو نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاتا
ہون عمرو کو بلا کر لاتا ہون عمرو و مجھ مین بچپن سے یارانہ ہی اور یہ جو تمنے کہا کہ
عیار جری و بہادر ہو وہ لشکر مین عمرو کے مہتر قران ہی کہ بہرام ملک سے بھی وہ

خوف نہ کریگا اور جو سحر کرونگی اُسکی برداشت کر کے تمکو خبر دیگا اگر بن پڑیگا عیاری بھی کریگا ملکہ نے کہا اُستاد پھر گانا سُنانا پہلے تم جا کر عمرو کو ڈھونڈھ لاؤ عمرو قدمون پر گر پڑا کہا منم مہر سپہر عیاری اب آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشدیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری میرا ہی سحر تھا کہ مین نے اس نازنین کو بھیجا تھا کہ جسنے امیر کو تسخیر کیا اور اسم اعظم بند ہوا حرزہیکل مانگ لی لیکن جب صاحبقران قریب قصر پہونچے تو اُنکا جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی آٹھ پہر یہ فکر ہی کہ کیونکر اُنکو بچاؤن مگر وہ ایسے مبہوت ہوے کہ کیسے رو کے نہ رُکے یہان سے قریب ایک مقام ہی کہ سرشار جادو وہان پر رہتا ہی بقراط ثانی نے قید صاحبقران کی اُسکے پاس روانہ کردی ہی مین اسی فکر مین تھی کہ تم میرے پاس آؤ تو مین حال بیان کرون لیکن جسطرح بنے مہتر قران کو ڈھونڈھکر لاؤ تو مین سحر کرون وہ اُسکو پورا کرین خواجہ عمرو یہ کہکے نکلے کہ مہتر قران کو ڈھونڈھکر لاتا ہون بیرون باغ جو پہونچے ایک طرف سے دیکھا کہ ایک ساحر کہتا ہوا آتا ہی کہ مسلمانون کو غارت کر ای سامری و جمشید تو نے مسلمانون کو ایسا زور دیا ابتو انکو مٹا دے کہ ایک طرف سے ایک شیر سوار نعرہ کر کے اُسپر جا پڑا پکارتا ہوا کہ او ساحر مسلمانون نے تیرا کیا لیا ہی کہ جو انکو کوستا ہی یہ کہکے شیر سوار قریب پہونچا اور کہا دیکھ صحرا مین آگ لگی ہی جیسے ہی وہ ساحر پلٹا شیر سوار شیر سے کودا شیر تو بھاگ گیا شیر سوار نے بغدہ مارا کہ سر جادوگر کا پھٹا عمرو نے پکار کر آواز دی او جان بخش من ماشاءاللہ خوب بدخواہ کو مارا مہتر قران نے جو اُستاد کو بعد عرصہ دراز کے دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا اُستاد آپ کہان تھے عمرو نے کہا بیٹا تمھاری تلاش مین نکلے تھے بارے تم ملگئے ایک ساحرہ عاشق صاحبقران تمکو بلاتی ہی کہتی ہی کہ ایسا عیارہ کوئی جری دبہادر صف شکن تیغ زن ہو اور عیاری مین طاق شہرہ آفاق ہو تو پھر ایسا سحر مین کرون کہ صاحبقران کی رہائی ہو مہتر قران نے کہا اُستاد مین موجود ہون

خواجہ عمر و مہتر قران کو ساتھ لیکر باغ مین سمیتن کے آئے سمیتن نے جو مہتر قران کو
دیکھا خوش ہو گئی کہا اے مہتر قران مین سحر کرتی ہون تم آئینہ سکندری لیکر بیٹھو اُسمین
دیکھتے رہو کہ کیا گذرتی ہی مجھکو خبر دیتے رہو جسوقت میرا سحر قریب براے رہائی
صاحبقران پہونچے اُسوقت مجھکو خبر دینا کہ صاحبقران رہا ہوے مین اُنکو اپنے
باغ مین لاؤنگی اور پھر اُنکو لیجا ناجہانتک ہو سکیگا رہائی طلسم کشا کی بھی تدبیر کرونگی
مہتر قران نے کہا بسم اللہ سمیتن نے اُٹھکے کوٹھری کھولی ایک آئینہ بڑا انکالا جسپر
گرد پوش پڑا تھا ملکہ نے قران کو ایک کمرے مین بٹھایا آئینہ سامنے لگا دیا مہتر
قران اُسکو دیکھ رہے ہین سمیتن نے بیٹھکر جوڑا کھولا دو پتلے نکالے وہ دونون
پتلے نکلتے ہی غرق زمین ہو گئے مہتر قران نے کہا ایک صحراے سبزہ زار مین دو
جوان ٹہلتے ہوے جاتے ہین پیچھے اور لطف دیکھیے ایک جانب سے چار شخص
سپاہی پیشہ تلوارین کھینچے ہوے آتے ہین مگر یہ دونون ایسے جری و بہادر ہین
کہ اُن چار پر جا پڑے خوب تلوار چلی دو نے چارون کو مارا اب وہ دونون جاتے
ہین لو اب سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا در قلعہ پر نگہبان بیٹھے ہین اُن جوانون کو
وہ نگہبان روکنے لگے مگر وہ جوان مصروف جنگ ہوے نگہبانون کو مار کر قلعے
مین گئے ایک مکان ہی اُسکے دروازے پر کئی سو ساحر بیٹھے ہین ملکہ سمیتن پہلو مین
قران کے بیٹھی سحر کر رہی ہی خواجہ بیٹھے ہوے یہ حالات سُن رہے ہین قران
بیان کر رہے ہین لو در قید خانہ پر خوب تلوار چلی مگر ان دو نے سب کو مار لیا
دروازہ کھول رہے ہین بجاے قفل دروازے پر مار سیاہ لپٹا ہی لیکن ایک
جوان نے سر مار کا کھینچکر پھینکا یعنی سانپ کو مارا اور دروازہ قید خانے کا کھلا یہ
دونون جوان دریاے خون مین نہاے ہوے اندر پہونچے قید صاحبقران
توڑ رہے ہین زنجیرین توڑ کر پھینکدین صاحبقران کا ہاتھ پکڑکر اُٹھایا کہا اے شہریار
چلیے صاحبقران اُٹھے اُن دونون جوانون سے باتین کرتے ہوے آتے ہین
سمیتن نے کہا لو خواجہ صاحبقران رہا ہوے میرے بھیجے ہوے پتلون نے

بڑے کارہاے نمایاں کیے کئی سو جوانوں کو قتل کر کے تا بہ قلعہ پہونچے نگہبانوں کو
مار کر صاحبقران کو رہا کیا اب خوشی کرو صاحبقران آتے ہین عمرو نے کہا شیشۂ اعظم
اعظم مجھکو دیجیے کہ مین جاکر توڑوں سمیتن نے کہا خواجہ یہ مناسب نہین ہو اسیر کو
یہان آجانے دیجیے قران نے کہا لو وہ دونون جوان قلعے سے بھی نکل آئے اب
تیغے ہوے آتے ہین وہ دونون جوان داہنے بائین تلواریں کھینچے ہوے ہین
قلعے سے نکلکر صاحبقران چلے تھے کہ آسمان سے وتاڑے کی آواز آئی مہتر قران
نے گھبراکر کہا لو ملکہ غضب ہوا ایک ستون برق کا آسمان سے اُترا استادہ قایم
ہوا وہ ستون پھٹا ایک ساحر بہ شکل مہیب نعرے کرتا ہوا نکلا کہ ہنم بقراط تانی
ایک طرف سے گرد اُڑی سرشار جادو روتا ہوا قریب بقراط کے پہونچا اور کہا
کہ یا خداوند یہ سحر کسکا ہو کہ جو صاحبقران کو لیے جاتا ہو بقراط نے کہا یہ سحر ہی سمیتن
نے کیا ہو مین اُن تیلونکو مار کر صاحبقران کو قید کیے دیتا ہون تم جاکر سمیتن کو
لاؤ اِن دونون کو ایک ہی مقام پہ قید کرون سرشار نے پرپرواز پیدا کیے
یہان قران کہ رہے ہین کہ ملکہ بقراط نے اُن دونون جوانون پہ برق گرائی
دونون جوان مارے گئے مگر سرشار پرپرواز پیدا کر کے کسی جانب نکل گیا
سمیتن نے منھ پیٹ کر کہا غضب ہوا بقراط خود آگیا اُن دونون جوانونکو مار کر
سحر کیا کہ صاحبقران بیہوش ہوے بقراط اُٹھا کر لیگیا صاحبقران کو اُسی قیدخانے
مین لیجاکر قید کیا اور نگہبان مقرر کیے سمیتن گھبراکر کمرے سے نکلی بیرون کمرہ
ٹہل رہی ہو کہ سرشار تڑپ کر گرا سمیتن کو اُٹھا لیچلا سمیتن نے پکار کر آواز دی
اے شہنشاہ اوج عیاری مجھکو بچانا سرشار مجھکو لیے جاتا ہو خواجہ جھپٹے لیکن
سرشار سمیتن کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا چاہتا ہو کہ طرف قلعے کے
جاؤن کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ رو رو کر یہ کہ رہا ہو نظم

گئے گھل تن کے میرے استخوان تک
رسائی کسطرح ہو جان جان تک

اُٹھاؤن صدمۂ فرقت کہان تک
کہ دشمن ہو ہمارا پاسبان تک

چلے ہم حسرت دیدار لیکر +
تمھارے عشق مین اے غیرت ماہ
تمنائے وصال گلبدن مین +
دکھادیگی زمین اُسکو بھی اک روز
نہ اتنا کر ستم بلبل پہ صیاد
دردِ لدار تک لیجائےگا کون
کیے شعر و سخن ہما کرستا ہین +
شفیق اب عشق غالب و لربا ہین +

نہ آنا تھا نہ آئے وہ یہان تک
ہوے دشمن ہمارے مہربان تک
ہوے برباد ہم چھوٹا مکان تک
جو پہونچی آہ میری آسمان تک
کہ اُجڑے فصل گل مین آشیان تک
نہین باقی رہی تاب و توان تک
نہین کوئی ہوا پتا قدردان تک
ہوا مشہور ہین ہندوستان تک

یہ آواز سنکر سرشار زمین پہ اُتر آیا سمتن کو ایک نخل کے سایے مین ڈال دیا خیال کرکے دیکھا کہ یہ کون دردرسیدہ آہ و زاری کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین برابر بھر رہا ہی دیکھا قریب درہ کوہ کے ایک نازنین دوازدہ سالہ دریاے خون مین غوطے مار رہی ہی اور ہر مرتبہ اُٹھتی ہی اور گرتی ہی اور پکار پکار کر فریاد کرتی ہی کہ یا خداوند بقراط ثانی مدد کیجیے اس بلا کو رد کیجیے کبھی پکارتی ہی کہ فلک نے ایسا لوٹا کہ مہربانون کا ساتھ چھوٹا مگر کیا سخت جان ہون کہ کوئی شیر بھیڑیا بھی نہ آیا کہ مجھکو کھا جاتا اس بلا سے نجات ملجاتی سرشار نے جو اُس نازنین کو دیکھا ایک آہ کی ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا پکارا اُٹھا اے ماہ فلک حسن و خوبی و اے گل گلزار محبوبی حقیقت مین تیری کیا تعریف کرون نظم

دلدار ہی دلپذیر ہی یہ
لاکھون مین ہی شوخ و شنگ یہ بت
اقلیم مین حُسن و دلبری کے
ہو وام بلا سے کب رہا دل
کرتا ہی شفا سوال بوسہ

بے مثل ہی بے نظیر ہی یہ
واللہ غضب شریر ہی یہ
زیب تاج و سریر ہی یہ
گیسو کا ترے اسیر ہی یہ
دے ڈال تو افقیر ہی یہ

یہ کہتا ہوا سرشار قریب آیا کہا اے مہ جبین یہ کیا سانحہ گذرا اُس نازنین نے

ٹھنڈی سانس بھر کر کہا میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے آکر لوٹا سب کا
ساتھ چھوٹا تین دن سے اِسی صحرا مین پڑی ہون تڑپ رہی ہون سرشار نے کہا
مین تمکو اپنی خاتون محل بناؤنگا جن خداوند کو پکار رہی ہو مین اُنکا مشیر با تدبیر
ہون اُس نازنین نے کہا خداوند بقراط تمکو خوش رکھین مجھے تو اپنی امید زندگی
کی نہین سرشار نے کہا قدرت نے تمکو تین دن برابر اِس صحرا مین بچایا کوئی
جانور درندہ نہ آیا تمھارے بڑے مرتبے ہونگے یہ کہکے پنجہ کمر مین دینے لگا اُس
نازنین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شخص تو کون ہی دیکھ کمر پر تلوار پڑی ہی
ابھی روح قالب سے نکلجائیگی احسان کیا ہی تو پورا احسان کرو کہ تم بیٹھ جاؤ
مین تمھاری گردن پر سوار ہو لون سرشار بیٹھ گیا وہ نازنین کاندھے پر سوار
ہوئی سرشار لیکر چلا چند قدم چلا تھا کہ گلے مین معلوم ہوا پھانسی پڑی گھبراکر
کہا ارے یہ کیا کیا وہ نازنین کاندھے سے کودی کمند گلے مین والدی تھی نعرہ
کیا کہ او بیحیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کرکے جھٹکا مارا کہ سرشار گرا گرتے گرتے حباب مارا بیہوش کرکے
اُسے قتل کیا تب سیمتن کو ہوش آیا سیمتن نے دیکھا خواجہ سرشار کے کپڑے
اُتار رہے ہین کہا ای شہنشاہ اوج عیاری تمنے بڑا کار نمایان کیا اگر تم نہ ہوتے
تو مین کیونکر بچتی اب چلکے مہتر قران کی خبر لو کہ اُنپر کیا گذری خواجہ و سیمتن دونون
اُسی باغ مین آئے دیکھا مہتر قران ایک غار مین چھپے ہوے ہین مگر آئینے پر
غبار چھا گیا سیمتن نے وہ آئینہ لیکر کوٹھری مین بند کیا کہا ای مہتر قران اب تو

قلعۂ سرشارہ تمنے دیکھ لیا بر اسے رہائی صاحبقران جاؤ یقین ہی کہ بقراط ثانی کو
خبر پہونچے کہ سرشارہ مارا گیا شاید کوئی تدبیر کرے اور مین بھی تدبیر مین جاتی ہون
اب بقراط میری فکر کریگا صاحبقران کو رہا کرکے آؤنگی یہ کہکے مہتر قران وغیرہ
ایک جانب چلے مگر ملکہ سیمتن پر پرواز پیدا کرکے چلی گرفتار ہی صاحبقران کا دلپر
صدمہ ہی کہتی ہی کہ ای سیمتن افسوس تیلون نے تو بڑا کار نمایان کیا تھا کہ جا کے
صاحبقران کو رہا کرلائے تھے مگر بقراط کو خبر ہوگئی وہ خود وقت پر پہونچا مگر
خواجہ نے بھی بڑا کام کیا قصاے کار یہ باتین دل سے کرتی ہوئی سیمتن ایک پہاڑ
پہ آکر ٹھہری اب سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر تا بہ صاحبقران جاؤن
کسطرح انکو چھڑاؤن اور یہان بقراط ثانی جو پلٹ کر آیا آکر تخت پر بیٹھا شاہزادیون
نے پوچھا کہ قدرت کہان تشریف لیگئے تھے بقراط نے کچھ بیان نہ کیا خاموش
بیٹھا رہا پھر پکار کر آواز دی ایک ملک بے چراغ پڑا ہی کون حکومت کریگا سرشارہ
مارا گیا وہان صاحبقران قید ہین جسکو منظور ہو وہ جا کر انکی حفاظت کرے اور
اپنی حکومت کا سکہ بٹھادے جب کوئی وقت پڑیگا تو مین آؤنگا یہ سُنکر گلنوش جادو
پھول کر اُٹھا یہ بھی بہت بڑا تاجدار ہی بقراط سے کہا ای خداوند یہ کام غلام کا ہی اگر
غلام کو اجازت ہو تو جا کر انتظام کرے بقراط نے فوراً اجازت دی اور یہ کہا
کہ ای گلنوش بہت ہوشیاری سے انتظام قلعۂ سرشارہ کا کرنا ملکہ سیمتن کے عشق
مین سرشارہ نہ ہونا کیونکہ وہ رہائی صاحبقران کی فکر کر رہی ہی یہ سب حالات سُنکر
گلنوش تاجدار طرف قلعۂ سرشارہ کے چلا قریب اُس پہاڑ کے پہونچا کہ جسپر
سیمتن سرنگون بیٹھی ہی گلنوش کی جو نگاہ پڑی یا تو اڑا ہوا جاتا تھا یا اُتر آیا آکر کہا
کہ ای نازنین کیون چپ بیٹھی ہی سیمتن نے آہ کھینچکر کہا مین ایک کام کو گئی تھی اِس
مقام تک جو پہونچی کلیجے مین درد ہوا ٹھہر گئی اب اِسوقت قوت نہین کہ تا بہ
باغ جاؤن یہ سُنکر گلنوش نے کہا ای ملکۂ عالم یہان سے قریب قلعۂ سرشارہ ہی
وہ کسی وجہ سے مارا گیا قدرت نے مجھسے حال مفصل نہین کہا لیکن مجھکو حکومت

دی ہی تم میرے ساتھ چلو مین وہان تمھارا علاج کرونگا بعد صحت تمھارے باغ تمکو پہونچا دونگا سیمتن سمجھی کہ رسائی کا سبب نکلتا ہی کہا اچھا صاحب جو خوشی تمھاری یہ کہکے سیمتن گلنوش کے ساتھ ہولی گلنوش سیمتن کو لیے ہوے قلعۂ سرشار مین آیا آکر تخت پر بیٹھا نذرین گذرنے لگین چند ساحرون کو حکم دیا کہ حفاظت صاحبقران کرنا اگر کوئی اُفتاد پڑے تو فورًا میرے پاس آنا مین چلکر تدبیر کرونگا پھر ملازمون نے اِشارہ کیا شراب وکباب لاؤ ملازمون نے فورًا کشتیان شراب وکباب کی لاکر حاضر کین گلنوش نے جام شراب سے بھر کے سیمتن کو دیا سیمتن نے شراب جرعہ ئی کر کے جام پھیر دیا گلنوش بے اندیشۂ انجام پی گیا سیمتن نے متواتر اِسقدر شراب گلنوش کو پلائی کہ گلنوش آپ سے باہر ہوا نشۂ شراب سے بلبلانے لگا ملازمون کو حکم دیا کہ ایک طائفہ رنڈی کا جلد بلا لاؤ ملازم دوڑے بیرون قلعہ آئے اتفاقًا ایک گزیدہ رنڈی کا ملا رنڈی کو لیکر حاضر ہوے سازندون نے ساز درست کیے رنڈی نے یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر بہ نازو انداز گانا شروع کیے

نظم

خاک ہو جیسے درِ دلدار نے جا دی مجھے
ہو گئی اقبال آخر میری بربادی مجھے

ایکدن مین منزل ہستی سے جا پہونچا عدم
راہزن سُنتا تھا جسکو ہو گیا ہادی مجھے

کم نصیب ایسا ہوا ن گر ہو خوشی کو اذن عام
ہو یہ شادی مرگ ہو نیکے سوا شادی مجھے

یاد دو لو اگر لڑ کین یار رکھا بسمل کیا
تیغ چوبی ہو گئی شمشیر فولادی مجھے

روز و شب رہتی ہی مرغان مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہی کار صیادی مجھے

بے عروس نا خوشہ آتی نہین مجھکو پسند
زال دنیا کی نہین منظور دامادی مجھے

حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہی
خوبصورت کی پسند آتی ہی جلادی مجھے

دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اُس ویرانے کی آتی ہی آبادی مجھے

مین نے فن شعراے آتش پڑھایا ہی تجھے
تجھکو شاگردی ہی زیبا اور اُستادی مجھے

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی گلنوش نشے مین جھوم رہا ہی لیکن ضبط کر کے کہا کہ ای

ملکۂ عالم پلنگ پر چلو سیمتن نے کہا اُٹھو گلنوش جو اُٹھا اٹنے کا جوش تھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سیمتن اُٹھی طرف قید خانے کے چلی جب قریب قید خانے کے پہونچی نگہبانون سے کہا تم لوگ یہان سے جاؤ ہمکو حکم دیا ہی ہم نگہبانی کرینگے نگہبان فورًا روانہ ہوے سیمتن قید خانے مین گھسی جھولی مین حرز ہیکل اور شیشۂ اسم اعظم ہی آکر شیشے کو توڑا حرز ہیکل امیر کے گلے مین ڈالدی امیر بانو قبر ہوشیار ہوے سیمتن نے جھک کر سلام کیا امیر نے بہت پسند فرمایا پوچھا کہ ای مہ جبین تیرا کیونکر آنا ہوا سیمتن نے حال اپنا بیان کیا کہ زمین سے مہرہ نقب کا ٹوٹا خواجہ نقب دیکر پہونچے امیر نے کہا خواجہ بین نے رہائی پائی اسم اعظم بھی یاد آیا صاحبقران و سیمتن و خواجہ عمرو باہر نکلے مگر گلنوش نشۂ شراب مین بیہوش پڑا ہوا سو رہا ہی کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی کہ او غافل اسیطرح حفاظت کرتے ہین خواب خرگوش مین مبتلا ہی گلنوش کی جو آنکھ گھبرا کر کھلی دیکھا ایک شخص سیاہ رو سرھانے کھڑا ہوا جگا رہا ہی اور کہتا ہی کہ ای گلنوش دشمن کو اپنے گھر مین لایا ایسا اُسکے عشق مین پھولون نہ سمایا اُسنے جا کر صاحبقران کو رہا کیا عمرو بھی راہ نقب سے آ پہونچا اب تینون باہر نکلے ہین اپنے کو جلد پہونچا یہ سُنکر گلنوش گھبرا کے اُٹھا بیرون بارگاہ قلعہ آیا اور ایک چیخ ماری ارے یارو جلد حاضر ہو فوج والے حاضر ہوے بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر چلا اُسوقت پہونچا کہ یہ تینون سرحد قلعہ سے باہر نکل چکے ہین کہ نعرہ ہو اسنم گلنوش جادو صاحبقران نے تلوار کھینچی سیمتن بھی سحر کرنے لگی جسپر گولہ مارا وہ دیوانہ ہو گیا کوئی سر ٹکراتا پھرتا ہی کوئی نعرے مارتا ہی اور کسی طرف سے آواز آتی ہی یارو اپنی جان بچاؤ لڑ بھڑ کر نکلچاؤ لیکن تیغۂ امیر سے ہنگامہ برپا ہی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گلنوش نے پکار کے آواز دی یا خداوند حمزہ میرے روکے نہین رُکتا ہی جلد مدد کیجیے عمرو نے وہ حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جادوگر جلکر گرے ایک طرف عمرو آگے ٹھہرا سیمتن نے بھی خوب سحر کیے یہ بھی ایک جانب گوشے مین آکر ٹھہری ہی

کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار والا قدر ذرا اسطرف متوجہ ہوجیے امیر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ یہ اشعار گاتی ہوتی آتی ہی نظم

اے جنون ہو سکتے ہین صحرا پہ اُتارے شہر سے
فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے

خوب روئے حال پر اپنے وطن کا اُسکے حال کی
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے

جان دونگا مین اسیر ای دوستو چپکے رہو
ذکر کیا اِسکا کہ دیوانے سدھارے شہر سے

موسم گل مین رہا زندان مین آئی نہ موت
سامنے ہوتی نہین ہی آنکھو سارے شہر سے

پانوٗن مین مجنون کے تو طاقت نہین ای کوہ دکو
موسم گل کی ہوا تمکو اُبھارے شہر سے

دشت گردی کی نہین دیوانے کو کچھ احتیاج
جامہ سے باہر جو ہی باہر ہی سارے شہر سے

جوش وحشت سے نہین پہونچا مین جنگل تک ہنوز
جانے والے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسم گل آیا نیت سیر دیوانون کی ہے
میوۂ صحرائی پر ہین منہ پسارے شہر سے

ابتو آزردہ ہو تو آخر کٹے گا ہاتھ پھر
جھگڑی آتش نکلجائیگا پیارے شہر سے

اِس رنگ سے اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران چپ ہوگئے اُس نازنین نے قریب آکر کہا کہ حرز ہیکل مجکو دیدیجیے امیر نے اُتار کر دیدی نازنین حرز ہیکل لیکر ہٹی صاحبقران نے جو خیال کیا تو زبان مین لکنت پائی گلنوش نے اِشارہ کیا ایک پہلو سے ایک زنگی پیدا ہوا سیمتن نے ہرچند روکا کہ یہ زنگی قریب امیر نہ جائے مگر وہ نہ رکا سیمتن نے خواجہ سے کہا خواجہ اب نکلیو صاحبقران سے حرز ہیکل لے لیگئی زبان مین لکنت آگئی مگر افسوس ہی کہ مطلب پورا نہ ہوا ہزار طرح پریون نے روکا لیکن اُس نازنین نے حرز ہیکل کو ہاتھ سے نہ چھوڑا کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک غار مہیب پیدا ہوا نازنین حرز ہیکل لیکر اُسی غار مین کود کر غائب ہوئی اور وہ زنگی تڑپ کر قریب صاحبقران کے آیا امیر نے تلوار کا وار کیا زنگی نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی اور امیر کی کمر مین پنجہ ڈالکر اُٹھا لیگیا قصر مشبک مین لیجاکر قید کیا سیمتن نے جو دیکھا کہ امیر کو زنگی لیگیا اک آہ سرد بھر کر فورًا غرق زمین ہوئی اُسی پہاڑ پر آکے ٹھہری

خواجہ گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے مگر سیمتن حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون قضا سے کار بہن
اسکی غنچہ دہن کہ محفل بقراط مین تھی بقراط نے غنچہ دہن سے بیان کیا کہ سیمتن
ہمسے باغی ہوئی ای غنچہ دہن تم جاؤ بہلا کر لاؤ غنچہ دہن نے پوچھا یا خداوند سیمتن
کہان ہی بقراط نے سوچکر اپنے علم مین دیکھا غنچہ دہن سے کہا فلان پہاڑ پر بیٹھی
ہی مگر حیران ہی ای غنچہ دہن تم اپنے تئین اسی مقام پر پہونچاؤ وہین ملاقات ہوگی
غنچہ دہن چلی اسوقت پہونچی کہ سیمتن کی آنکھون سے آنسو جاری پہاڑ پر بیٹھی
تھی کہ غنچہ دہن نے آکر ملاقات کی بقراط کا پیغام دیا سیمتن نے جواب دیا کہ ای
غنچہ دہن مین سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی مجھکو ذلیل کریگا غنچہ دہن نے کہا کیا
مجال تیری ملاقات غنیمت جانین گے اسکا مطلب یہ ہی کہ مجھسے باغی نہ ہو میرے
ہمراہ رہو مین صفائی کرادونگی سیمتن نے کہا مین تو سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی
مجھکو اسکی صورت سے ہول آتا ہی وہ دشمن خدا کی صورت ہی کہ دیکھکر دل
کانپتا ہی بڑے بڑے دانت اسپر میل جما ہوا منھ سے باہر نکلے ہوے ناک
بڑی سی گالون مین گڑھے پڑے ہوے صورت اسقدر تاریک کہ جس سے
خوف آتا ہی کہ کاٹ نہ کھاے یا جست کرکے حملہ نہ کرے خدا اسکے سامنے
نہ لیجاے خوف معلوم ہوتا ہی کہ کچھ حکم خلاف نہ دے غنچہ دہن نے کہا ہمشیرہ
کیا مجال جو تمپر غصہ بھی کرے مین تمھاری ذلت چاہونگی اگر تمپر غصہ کرے گا
تو مین تمھاری جانب سے سینہ سپر کردونگی قصر ہشت پہل مین دریاے خون
بہادونگی آخر دونون بہنون مین دیر تک باتین رہین سیمتن نے کہا اگر کسیطرح
سے صاحبقران رہا ہو جائین تو میرے دل کو قرار ہو پھر مین قصد کرون کہ
جاکر بقراط سے ملون اور جب تلک صاحبقران رہا نہ ہونگے مین بقراط سے
نہ ملونگی غنچہ دہن نے کہا یہ تو ہو سکتا ہی کہ مین جاکر گلنوش سے ملون حرز ہیکل
لے لون اسم اعظم کو پوچھون شاید وہ بتادے مگر تم اسکو دھوکا دے چکی
ہو ایسا نہو کھٹکے اور صورت رہائی نہ بتاے مگر مین جاکر بقراط ثانی سے

پوچھوں غنچہ دہن پلٹ کر صحبت بقراط مین آئی عرض کی یا خداوندمین نے تمام ڈھونڈھا مگر سیمتن سے ملاقات نہ ہوئی لہذا مین آپ سے پوچھتی ہون کہ اسم اعظم گلنوش نے کہان رکھا ہی بقراط نے کہا پہلوے قید خانہ مین ایک قصر ہی کہ اُسکو قصر مشبک کہتے ہین اُسمین شیشہ رکھا ہی اگر اُس قصر مین کوئی جائے تو شیشہ وحرز ہیکل اُٹھا لائے حمزہ کے سامنے لاکر توڑے تو حمزہ رہا ہوگا لیکن ای غنچہ دہن خبردار کسیکے سامنے بیان نہ کرنا غنچہ دہن نے کہا یا خداوند مین تو خیر خواہ دولت ہون میرے منھ سے یہ کلمہ نکلیگا یہ کہکر خاموش ہورہی جب بقراط کھانا کھانے کو اُٹھا تو غنچہ دہن اُٹھی اُسی پہاڑ پر آئی اور سیمتن سے ملاقات کی اور کہا ای بہن سیمتن تم قصر مشبک مین جاؤ وہان شیشہ اسم اعظم رکھا ہی اور حرز ہیکل بھی اُسیکے قریب رکھی ہی سیمتن یہ حال سُنکر غنچہ دہن سے رخصت ہوئی کہا بوا تم جاؤ مین آؤنگی غنچہ دہن تو روانہ ہوئی سیمتن پہاڑ سے اُترکر غرق زمین ہوئی قریب قصر مشبک پہونچی اب جو دیکھا قصر کا دروازہ نہین چہار طرف قصر کے پھری دروازہ نہ پایا تب پیچھے ہٹکر دیوار مین ایک تکمہ ماری در تو پیدا ہوا مگر اندر سے آواز آئی کہ کون ہی کسنے یہ گستاخی یہان کی سیمتن نے یہ سُنکر کچھ جواب نہ دیا چاہا قصر مین داخل ہون کہ گنبد سے ایک ساحر نکلا اُسنے جو سیمتن کو دیکھا عاشق ہوگیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھارے آنیکا کیونکر اتفاق ہوا سیمتن نے کہا منظور تھا کہ تمسے ملاقات ہو یہ سُنکر وہ ساحر خوش ہوگیا کہا تشریف لائیے مکان خالی ہی آپ کو جگہ دینگے خانہ بے تکلف ہی سیمتن نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی اور اِس مکان خالی مین کیون رہتے ہو ساحر نے کہا ماران سیاہ ر میرا نام ہی اس مکان مین میری نوکری ہی اسم اعظم صاحبقران رکھا ہی ماران نے ہاتھ تھام لیا سیمتن کو صاحبقران کے رہا ہونے کی ایسی خوشی تھی کہ خاموش ہورہی ماران سیمتن کو لیکر قصر مین آیا سیمتن نے دیکھا دو دالان ہین ایک مین اسباب عیش و نشاط

چنا ہی ایک دالان مین شیشہ رکھا ہی اور اُسکے گلے مین حرز ہیکل لپٹی ہوئی ہی اور شیشہ کے گرد ہزار ہا ماران سیاہ پھر رہے ہین کیچے کھولکر پھنکار سے مارتے ہین منھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین ماران سیاہ رو سیمتن کو لیے ہوے جس دالان مین کہ اسباب عیش و نشاط رکھا تھا وہان لایا مقام صدر پر جگہ دی کہا ای ملکۂ عالم آپنے غلام کو کہان دیکھا ہی سیمتن نے کہا مین نے تمکو عالم خواب مین دیکھا آخر دریافت کیا زبانی بقراط کی خبر پائی کہ قصر مشبک مین رہتا ہی مین جب یہان آئی اور مین نے دروازہ نہ پایا تب دیوار مین ٹکر ماری اسوقت تمکو خبر ہوئی تو تم بیرون قصر نکلے مین بڑا شکر کرتی ہون کہ تم تک پہونچی جبدن سے خواب دیکھا تھا اُسدن سے بہت بیقرار تھی کہ تمھاری صورت زیبا دیکھون رات کی نیند اُڑ گئی تھی یہ کہکے ملکہ سیمتن نے جام ارغوانی لبریز کیا اور ماران کو دیا مگر سحر کرتی جاتی ہی مراد اُس سحر سے یہ ہی کہ بیہوش ہو جاے ماران خوش ہی کہ ایسی معشوقہ پری چہرہ مجھ پر عاشق ہوئی جتنے جام سیمتن نے دیے خوشی خوشی پی گیا جب دو چار جام پیے تو بلبلا کر کہا کہ ملکۂ عالم پلنگ پر چلیے آرام فرمائیے ماران لڑکھڑاتا ہوا چلا تھا کہ ملکہ سیمتن نے پیچھے شکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکر پشت پر ماران کے کھینچ ماری ماران لڑکھڑا کر گرا سیمتن نے بڑھکر سر کاٹ لیا وہ سب ماران سیاہ کہ شعلہ ہاے آتش چھوڑ رہے تھے وہ سب پانی ہو کر بہ گئے ماران سیاہ رو کو مار کر اُس دالان مین سیمتن آئی شیشہ اسم اعظم اُٹھایا منظور ہوا شیشہ توڑون مگر خیال مین گذرا کہ سامنے صاحبقران کے چلکر توڑنا چاہیے کہ اُنکو بھی معلوم ہو کہ اسکی ذات سے اِسم اعظم چھوٹا یہ سوچکر زمین مین پانون مارے غرق زمین ہو کر طرف قید خانے کے چلی گوشۂ قید خانے مین آکر سر نکالا دیکھا امیر با توقیر بیٹھے ہین سامنے آکر سیمتن نے شیشہ توڑا حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے ڈالی دروازے پر جو نگہبان تھے اُنھون نے جو آہٹ پانون کی سُنی پکار کر کہا کون ہی صاحبقران نے فرمایا تمھارے سرکوب نے رہائی پائی اب

بھاگو تمھارا وقت موت قریب آگیا نگہبان دوڑ پڑے دروازہ کھولا سیمتن نے دیکھا کئی سو جوان ہین بعض ساحران زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست سحر کرنے لگے سیمتن نے پیچھے ہٹ کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر پھینک مارا عقرب جادو کہ سب کا افسر تھا اُسی نے سحر کیا تھا ملکہ نے جو موتیون کا مالا مارا وہ جا کر پھٹا سر پہ عقرب کے چند موتی گرے جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ رو رو کے پڑھنے لگا نظم

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
مارا ہو ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
صورت کوئی صفائی کی اب ای صنم نہین
یار آنکھ بھی چرا سے تو ثابت نہ کر سکین
بلبل ہزار فیچ ہون لوٹے نہ ایک گل
گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب
نالونکی بحث کا کسے آتش دماغ ہی

خط یار کو لکھون تو سیاہی رواں نہ ہو
مردہ مرا جلائین تو اُسمین دھوان نہو
جبتک ہمارے تیرے خدا درمیان نہو
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہو
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہو
اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہو
ملتا ہی وہ کہان کہین جسکا مکان نہو
یا ہم نہ ہووین یا جرس کاروان نہو

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا سیمتن نے کہا ای عقرب جادو جا کے گلنوش کا سر لاؤ سب کو اپنے ساتھ لے جاؤ عقرب جادو بُلبلاتا ہوا سب کو ساتھ لیکر طرف قصر گلنوش کے چلا صاحبقران سے ملکہ سیمتن نے کہا ای شہریار مین تخت سحر تیار کرون اُسپر سوار ہو کر چلیے صاحبقران نے فرمایا میرا یہ طریقہ نہین ہی تم اُڑتی ہوئی چلو مین آتا ہون سیمتن بلند ہوئی صاحبقران باہر نکلے ادہ ایک مرکب پھر رہا تھا اُسپر سوار ہوے گھوڑا اڑا کر چلے جب در قلعہ پر پہونچے تو نگہبانون نے کہا ہم دروازہ نہ کھولین گے افسر نے کہا یہ تو وہی قیدی ہی بادشاہ بازہین کہ بیگے گرفتار کرلو چہار طرف سے نگہبانون نے گھیرا امیر کو غصہ آیا لڑنے لگے بمشکل دروازہ کھولا دیکھان گلنوش بڑا قصر مین سو رہا تھا

کہ دربارگاہ پر بلند ہوا عقرب کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور پکارتا ہی کہ او
گلنوش باہر نکل ملکۂ عالم نے تیرا سر مانگا ہی گلنوش نکلا بلوہ دیکھکر پیچھے ہٹا عقرب
تلوار کھینچے ہوے بڑھا آواز دی کہ او بیحیا باہر نہین آتا اِسنے جو خیال کرکے دیکھا
کہ سب سحر مین مبتلا ہین پیچھے ہٹکر ایک گولہ مارا کہ عقرب کے سینے پر پڑا توڑ کر
پشت کو پار گذرا اور ساحر بڑھے کہ ہم گلنوش کو پکڑلین گلنوش نے برقین گرانا
شروع کین سب کو مارکر سوار ہوا بارہ چودہ ہزار آدمی ہمراہ پہلے قصر قید خانہ
پر آیا دیکھا قصر مشبک ٹوٹا پڑا ہی اور قید خانہ خالی مار ان سیاہ رو کا لاشہ دیکھا
نوبت نقارے بجاتا ہوا چلا سوچا کہ در قلعہ پر روکے گئے ہونگے اُسوقت پہونچا
کہ صاحبقران باہر نکل چکے ہین نگہبان کچھ قتل کیے کچھ گھیرے ہوے لڑ رہے
ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی اور آواز آئی کہ منم گلنوش جادو یان یارو چہار جانب
سے گھیر کر مار لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کرکے گرے
مغلوبہ کے طور پر لڑنے لگے مگر سیمتن بہت آگے بڑھ آئی تھی صاحبقران جو نہ
آسے تو دلکو ملکہ کے تردد ہوا سوچی کہ شاید کسی مقام پر روکے گئے فوراً پلٹ
پڑی اُسوقت پہونچی کہ صاحبقران مجمع مین گھرے ہوے ہین مگر جبپر جا پڑتے
اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو جادوگر مار کر ڈالدیے ہین مگر بلوہ دیکھکر پروردگار
سے دعائین کر رہے ہین پکار رہے ہین کہ ای پروردگار و ای معین و مددگار بے رحم
اپنا شریک کر تیری ہی ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہی بقول ہندی نظم

ببین بدیدہ باطن کہ در نظر ہمہ اوست	بہر خور بہ مطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردہ دوئی بردار	کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صدائے قمری و غوغاے بلبلان چمن	درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر	چہ اہل جہل چہ نادان چہ بیخبر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر و چہ غلمان و حور و جن و پری	چہ مور و مار و چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار	بہر مکان و بہر جا و در و ر ہمہ اوست

صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین سیمتن نے جو یہ حال صاحبقران دیکھا کہ گرفتار
دام رنج و محن صفدر وصیت شکن اسم پڑھتے جاتے ہین اور لڑائی مین مصروف
ہین پس سیمتن نے زمین پر اُتر کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور اسم سحر پڑھکر
کھینچ مارا گلنوش نے تو اپنے کو بچایا مگر اور کئی سو ساحر بلبلا کر پکار اُٹھے نظم

سُن رکھے شام ہوتی ہی میرا انجمن چراغ
یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار
چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
ممکن نہ ہو دے کچھ بھی بہار شباب کو
ہوگا نہ روشنی مین رُخ یار سے فروغ
عالم مین جلوہ گر ہی مرا یار اِسطرح
دیکھا جو بت کے حسن خدا داد کیطرف
ای خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ

اُس شمع رو کے آگے نہ ہو خندہ زن چراغ
آنکھون مین اپنی ہوگیا کالیکا من چراغ
پیدا تو کرلے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ
گل ہو نہ تیرے حسن کا ای گلبدن چراغ
رکھتا ہی ناخن آرزوِ خارزن چراغ
ہوتا ہی جیسے روشنی انجمن چراغ
مسجد مین تو جلائیگا ای برہمن چراغ
چڑھ چاک پر کمہار کے تو اور بن چراغ

اور آخر پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے مگر گلنوش ہر سحر سے اپنے کو بچاتا ہی چاہتا
ہی کہ سیمتن کو گرفتار کر لون مگر صاحبقران نے جو دیکھا کہ بلوہ کم ہوا اور ساحر
حیران حیران پھر رہے ہین بعض آپس مین لڑ رہے ہین مرکب پر پٹری جمائی
مرکب اصیل تھا طرارہ بھر کے نکلگیا مگر سیمتن لڑائی مین مصروف سحر کر رہی ہی کہ
گلنوش تخت سے اُترا ساحرون سے اِشارہ کیا ہان سیمتن پر قبضہ کرو اور فوراً
گرفتار کر لو ساحر بڑھے کہ سیمتن کو گرفتار کرین لیکن سیمتن مثل برق چمک رہی ہی
کبھی داہنے پر کبھی بائین پر گرتی ہی کہ پشت پر گلنوش پہونچا جیسے ہی زمین مین پاؤن
سیمتن نے قائم کیے اسکے پاس کمند ساحری تھی وہ اُسنے جھولی سے نکالی قریب
آکر گلے مین سیمتن کے ڈالدی سیمتن جون جون تڑپکر چاہتی ہی کہ حلقے توڑ کر نکلون
کمند اور زیادہ کستی جاتی ہی آخر یہانتک کہ ہاتھ و گردن سیمتن کا پھنسا گلے مین
جو حلقہ پڑا گلنوش نے کھینچا زبان منھ سے نکل آئی گلنوش نے بڑھکر سوزن

زبان مین دی اتنے تو تڑپنا پھڑکنا موقوف ہوا اگر صاحبقران گھوڑا اڑائے ہوے جاتے
تھے خواجہ عمرو صحرا مین ایک مسافر کو لوٹ رہے تھے کپڑے اُسکے اُتار رہے تھے
بیہوشی پلا کر مسافر کو بیہوش کیا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی صاحبقران کو جو عمرو
نے دیکھا کہ دریا سے خون مین نہائے ہوے جاتے ہین درہ کوہ مین چھپ گیا
لیکن یہ سمجھا کہ کہین سے لڑ بھڑ کر آئے ہین اُس مسافر کے کپڑے لیکر ایک فقیر کی
صورت بنائی ہو حق کرتا ہوا چلا سامنے قلعے کے آکر پہونچا اُس مجمع کو دیکھا کہ
سب ساحرون کا سحر گلنوش اُتار رہا ہے اور قفس آہنی منگوا کر اُسمین سیمتن کو بند
کیا عمرو نے کسی سے پوچھا بابا یہ کیا معرکہ ہے لوگون نے بیان کیا کہ صاحبقران
لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر سیمتن کو گرفتار کر لیا ہے اب ہمارے شاہ اِسکو قتل کرین گے
خواجہ عمرو یہ حال دریافت کر کے ایک گوشے مین آئے ایک پیر کرامت کی
قطع بنکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گاتے ہوے سامنے گلنوش کے آئے نظم

مشت پر بلبل ہے فولادی قفس کی تیلیان ۔ کسطرح توڑے نہین ہین اُسکے بس کی تیلیان
فصل گل مین یہ دعا ہے عندلیب زار کی ۔ یا الٰہی توڑ دے میرے قفس کی تیلیان
توڑ ڈالے مین نے ہین صیاد کے کتنے قفس ۔ پانچ کی بندش جو توڑی ہے تو دس کی تیلیان
قید اُس دم تک ہے مرغ روح دام جسم مین ۔ اِس قفس مین جسگھڑی تک ہین نفس کی تیلیان
اے شفا فصل بہاری مین جو پھڑکے عندلیب ۔ توڑ ڈالے سو قفس کی پیش و پس کی تیلیان

گلنوش نے جو یہ اشعار سنے کہا اِن بڑے میان کو لیتے آؤ بارگاہ مین آکر قفس
لٹکا دیا اور کہا بڑے میان صاحب تمھارا نام کیا ہے عمرو نے کہا مجھکو اُستاد نیرنگ
کہتے ہین گلنوش نے کہا ہمین بھی گانا سناؤ عمرو نے کہا گانا تو آپ نے اکثر سنا ہوگا
لیکن ایک کمال رکھتا ہون کہ کبھی حضور نے سنا بھی نہ ہوگا پانؤن سے ناچون
ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن منھ سے گاؤن گلنوش نے کہا اُستاد
یہ تو مشکل ہے سیمتن قفس سے سن رہی ہے جی مین کہتی ہے کیا تعجب ہے کہ جو خواجہ عمرو
ہون باتین تو ویسی ہی معلوم ہوتی ہین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے اور پروردگار سے

دعائین کرتی ہی کہ اگر خواجہ ہون تو اے مالک کارساز و اے رب بے نیاز انکو مظفر
ومنصور کرنا ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہوجائے عمرو نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے لیکن
میخانے سے صبر کیجیے جب مین ساقی ہوتا ہون تو کوئی باقی نہین رہتا گلنوش
نے کلید میخانہ نیرنگ نقلی کو دی عمرو نے میخانے مین آکر آوازدی یارو شراب
لیجاؤ جب ہم ساقی ہوتے ہین تو کوئی باقی نہین رہتا کنیزین دوڑین ملازمون
نے آکر ہلڑ کیا عمرو سب شراب کو خراب کرچکا ہی کوئی گلابی اُٹھاکر لیگیا کوئی پیالا
کھینچ رہا ہی کوئی قرابہ اُٹھاتا ہی میخانے مین ہلڑ ہی عمرو نے سب شراب تقسیم کردی
چالیس گلابیان مے ارغوانی سے لبریز کرکے ایک کشتی مین لگائین محفل مین لیکے
آیا گلنوش نے کہا کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ اسکو
پیجیے اگر زاہد صد سالہ ہو تو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے عمرو نے گھنگرو پانوٗن
مین باندھے گت ناچنے لگا جام بلورین بھرکر سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے
آیا سر جھکاکر کہا ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے گلنوش نے
بہت سا انعام دیا کہا اُستاد حقیقت مین بے مثل و بے نظیر ہو تمکو مین خدمت
خداوندین لیچلونگا یہ کہکے جام سر سے لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو عمرو نے
دَورا باندھا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل کو شراب پلائی بعد دم بھر کے
دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُتار لی ایک نے دوسرے
سے کہا تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ بھائی اِس حرامزادے نے
کیا اڈا مقرر کیا ہی اُنھون نے مونچھین پکڑ کے جھٹکا مارا مونچھین ہاتھ مین آگئین
ایک نے کہا بھائی یہ کیا کہا تم دیکھو کوا اُڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی ہی
اور رنڈیان جو محفل مین ناچ کر بیٹھی تھین اُنھون نے دوپٹے اُتار کر پھینکدیے
سر برہنہ دوڑی دوڑی پھرتی ہین کوئی نائکا سے کہتی ہی اَتی جان خانصاحب سے
مجرے کا وعدہ ہی وہان تو لیچلو کچھڑی کا روپیہ تو وہ بھیج چکے ہین نائکا نے جھنجھلاکے
کہا بیٹھ نگوڑی میرے خانصاحب خود آئے ہوے ہین مین اُنسے دو دو باتین

کرلون تب چلونگی میرے خانصاحب کا یہ سونے کا وقت ہی نوچی نے کہا خیلا دیوانی
ہوئی ہی مین سر برہنہ کھڑی ہون محفل مین سب مرد بیٹھے ہین جلدی گٹھری سے مجھکو
کپڑے نکالکر دے نائکا نے جوتی اُٹھائی نائکا و نوچی سے جوتی پیزار چلنے لگی
بعض سپاہی بھی بگڑے آپس مین لڑنے لگے ایک بگڑے دل نے جنکی تلوار چار اُنگل
نیام سے باہر رہتی ہی پکارکر کہا رسالدار صاحب کیا ہنسے کوئی لونڈا رنڈی مقرر
کیا ہی مین منھ کاٹ ڈالونگا رسالدار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی تجھ ایسے لونڈے
مین نے بہت سے تعلیم کیے ہین دو جوانون نے تلوار کھینچی آپس مین تلوار چلنے
لگی گلنوش نے دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رنڈیان ایک جانب لڑ رہی ہین
دوسری جانب سپاہیون مین تلوار چل رہی ہی پکارکر کہا یارو تمنے بارگاہ کو میری
بازار بنایا ہی یہ کہکے تلوار کھینچی کمیدان نے پکارکر کہا ابے بادشاہ بنکر بیٹھا ہی ذرا
اُٹھ تو سہی وہ تلوار مارون کہ بھنڈار کھلجاے گلنوش نے کہا ابے زبان لڑاتا
ہی یہ کہکے اُٹھا مگر گالیان دیتا ہوا کہ ابے کمیدان تو بڑا پاجی ہی کمیدان نے کہا
تو پاجی تیرا باپ پاجی اُٹھتے اُٹھتے دونون گرے تھوڑے عرصے مین سب برابر
فرش ہوے خواجہ نے لوٹنا شروع کیا کسیکا پائجامہ اُتار لیا سیمتن کے
قریب آکر کہا کہ ای سیمتن منم مہر سپہر عیاری تفس کھولا سیمتن کی زبان سے سوزن
نکالی سوزن نکلتے ہی سیمتن تڑپ کر بلند ہوئی ہاتھ ہلایا برقین گرنے لگین کئی سو
ساحرون کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپ رہے ہین خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم میرا
نقصان نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤگی مین کپڑے سب کے اُتار لون پھر تمھین اختیار
ہی قتل مین جلدی نہ کرو سیمتن رُک گئی خواجہ نے سبکے پہلے گلنوش کو قتل کیا
تاج اسکا لیکر زنبیل مین رکھا کسبیون کی گٹھریان اُٹھالین زیور سب کے اُتارے
سب کے منھ کالے کیے گلے مین جوتیون کے ہار ڈالدیے محفل کو خوب آراستہ
کیا سیمتن سے کہا اب نکل چلو سیمتن حال محفل دیکھکر بہت ہنسی کہا خواجہ مین تمکو
پہنچے مین دباکر لیچلون مگر حقیقت مین تم ایسا عیار ہماری نگاہ سے نہین گذرا

کس لطف سے پہونچے ہو تمھین ہماری گرفتاری کا حال کیونکر معلوم ہوا عمرو نے
کہا ایک مسافر سے معاملہ درپیش تھا کہ مین نے آغاے نامدار کو دیکھا دریاے خون
مین نہاے ہوے جاتے ہین یہ تو مین سمجھا کہ کسی مقام پر مقابلہ پڑا اگر دریافت
نکر سکا کہ کس مقام پہ لڑائی پڑی یہان جو آیا تو آکر یہ سُنا کہ تم گرفتار ہوگئین اندر
بارگاہ کے آیا تو تمکو قفس مین بند پایا سب حال دریافت ہوا غرض بہ عنایت خدا
عیاری بن پڑی اور تم رہا ہوئین یہ باتین کرتے ہوے خواجہ وسیمتن جاتے
ہین مگر صاحبقران زمان گھوڑا اُڑاے ہوے جاتے ہین کئی کوس راستہ
طے کیا اور ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان تلوارین کمر مین نیزے
چمکاتے ہوے گھوڑے اُڑاتے ہوے آتے ہین صاحبقران نے جو اُس
پہلوان کو آتے ہوے دیکھا راہ کو چھوڑکر کنارے کھڑے ہوے کہ اُس
جوان کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز
جہانداری زیر نخل کھڑا ہی عیار سے اِشارہ کیا کہ نام تو دریافت کر کہ یہ کون
شخص ہی کہانسے لڑ بھڑ کر آیا ہی عیار جست وخیز کرتا ہوا چلا جب قریب صاحبقران
آیا رعب وداب صاحبقرانی دیکھکر حیران ہوگیا سلام کرکے چپکا کھڑا ہوا آخر
صاحبقران نے خود فرمایا کہ اى عیار کیا چاہتا ہی کسیکا پیغام لایا ہی عیار نے
ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ہمارا افسر شہباز فیلسوار دریافت کرتا ہی کہ حضور کا
نام نامی واسم گرامی کیا ہی امیر نے فرمایا کہ جاکر کہدے صاحبقران زمان داماد
نوشیروان یہ سنکر عیار پلٹا آکر شہباز سے کہا کہ حضور صاحبقران زمان یہی ہین
اصفہین کا پوتا لورالدہر طلسم کشا قرار پایا ہی یہ سُنکر شہباز نے کہا یارو یہ قدرت
لقمر اطناتی ہی کہ یکہ وتنہا اُس شخص کو پاگیا کہ جسکے پانچہزار پانچسو بچپن سردار
ہین ایک ایک سردار حاکم اقلیم وملک کا ہی لہذا چہار جانب سے گھیر لو قدرت
کا نامہ بھی آیا تھا کہ مسلمانونکو گرفتار کرکے لاؤ اُن سب کے سر گروہ مل گئے

چہار طرف سے کمندون مین گرفتار کرو یہ بھی ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ یہ شیر دلیر ہی کہ لاکھون مین اکیلا لڑنے والا ہی کوئی اسکو گرفتار نہ کر سکیگا زنجیرین اور کمندین چلین اِسطرح گرفتار کرو صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہین کہ یکایک لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران زمان نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے نعرہ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تلوار چلنے لگی مگر جیسے ہی صاحبقران بلوے مین آئے چہار طرف سے برابر کمندین پڑنے لگین صاحبقران نے کئی مرتبہ اپنے کو بچایا صدہا کو قتل کر ڈالا لیکن جسطرف جاتے ہین اُسطرف کمندین پڑتی ہین کئی سو کمندین کاٹین آخر کو گرفتار ہوے شہباز نے آکر امیر کو مسلسل کیا اور کہا کہ یارو اِسیوقت پلٹ چلو خدمت مین قدرت کی اِس قیدی کو پیش کرین یقین ہو قدرت بہت خوش ہونگے ساتھ والون نے کہا حضور دو پہر آچکی ہو اب اُتر پڑیے کل کوچ کیجیے گا یہ سنکر شہباز اُسی مقام پر اُتر پڑا ساتھ والون سے کہتا ہو کہ یارو کہا نیک وقت تھا کہ جسوقت ہمن نے کوچ کیا اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی مہیب شمشیر سے اہالی ہفت اقلیم کانپتے ہین ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور آپ کا اقبال کیا یاوری آپ کی جرائت کے کیسے شہرے ہین جسوقت اِنکو لیکر قدرت کے پاس چلیےگا یقین ہی کہ آپ کو طرۂ پیغمبری ملے غنچۂ آرزو کھلے شہباز تو خوشی مین بیٹھا ہوا ہی مگر خواجہ وسیجق جو دربار لوٹ کر چلے تھے اِس مقام پر پہونچے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی سیجق درۂ کوہ مین مخفی ہوئین خواجہ سے کہا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی خواجہ نقیر بنکر لشکر مین آئے دیکھا جس مرکب پر صاحبقران زمان سوار تھے اُس مرکب کو ایک سائیس لیے جاتا ہی عمرو دیکھکر گھبرا گیا اُس سے بڑھکر پوچھا بابا یہ مرکب کسکا ہی سائیس نے کہا اِس مرکب پر صاحبقران زمان

سوار تھے ہمارے آقا تیس مار خان انھین نے ایسی کمند ماری کہ صاحبقران
گھوڑے سے گرے سب نے گرفتار کیا یہ مرکب ہمارے آقا کو ملا ہی عمرو نے
کہا صاحبقران کہان گئے سائیس نے کہا وہ سامنے خیمہ اِستادہ ہی اُسمین قید
ہین عمرو یہ حال سُنکر پاس سیمتن کے آیا سب حال بیان کیا سیمتن نے کہا کہ اے
خواجہ تم ٹھہرو مین ابھی اِس لشکر کو مٹائے دیتی ہون یہ سب کے سب اپنے
اپنے سر ٹکرائین مارے مارے پھرین عمرو نے کہا اے ملکہ مین جاتا ہون دو چار
کوڑی کا رونہ لگا رکھی کرون سیمتن نے کہا خواجہ تکلیف ہوگی مین ایک سحر مین
انکو دیوانہ بنائے دیتی ہون کہو سب کو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا صاحبقران
کے خلاف ہوگا سیمتن نے کہا اُنھون نے کیسا مکر کیا کہ صاحبقران پر کمندین
مارین اور گرفتار کرلیا یہ کہکے سیمتن بڑھین موتیون کا مالا گلے سے اُتارا
اسمائے سحر پڑھکر موتیون کا مالا کھینچ مارا جیسے ہی موتیون کا مالا ٹوٹا اہل
لشکر غل مچانے لگے بعض نے گریبان پھاڑ ڈالے غل مچاتے تھے نظم

یہ رنگ آئینہ انسان کی قسمت ہی اگر سیدھی — موافق ہی زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی
زمین پر پانون رکھکر آسمان پہ ناز کرتا ہی — مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی
سر مغرور کو جمعیت دنیا جھکاتی ہی — نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخ بارور سیدھی
نہ پستی و بلندی ہی نہ ایسے بھیڑ کے رستے — عدم کی راہ سب راہون سے ہی اے بیخبر سیدھی
نہین زور آوری مین بازوے قاتل کو شک ہرگز — کریگی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار اگر سیدھی
پس از مردن بھی باقی رہتی ہی حسرت جوانی کی — لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی
اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو — اِدھر ٹیڑھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف اُدھر سیدھی
محبت ہی ہمیشہ کاملونکو راست بازونسے — کمر رکھتے ہین تلوارونکو آخر بیشتر سیدھی
غریب آزار کا انجام کچھ اچھا نہین ہوتا — بس اب اے چرخ پیر اچھی نہین ترچھی نظر سیدھی
جو خو مین یار کے آتا ہی بکجاتا ہی اے آتش — نہ اُنکی ہی سمجھتا ہی نہ وہ رشک قمر سیدھی

[illegible] سیدھی

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سب اہل لشکر دروازے پر شہبانہ کے جمع ہوئے اور

پکار کر کہنے لگے کہ یا تو افسر بنے تھے اب چھپکر بیٹھے ہو ذرا باہر تو نکلو دیکھو تمھارا کیا حال
کرتے ہین شہباز یہ آوازین سنکر گھبرا گیا باہر نکلا دیکھا کل فوج کا جاؤ ہی بلبلا رہے ہین
کوئی شعر پڑھتا ہی کوئی گریبان چاک کیے منھ پر خاک شہباز نے پکار کر کہا کہ یارو
کیا چاہتے ہو سب نے کہا ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ آپ نے صاحبقران کو مکر سے
گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ انکو رہا کر دیجیے شہباز سب کے ساتھ قید خانے مین آیا اگر
دیکھا کہ سب آمادہ ہین کہ تلوار پکڑ کے مجبور آپڑے ہین شہباز نے بہ تعجیل صاحبقران کو
رہا کیا ایک عمدہ مرکب منگواکر دیا صاحبقران اسپر سوار ہوے ہتھیار کمر مین لگا
شہباز نے کہا آپ بڑے صاحب اقبال ہین صاحبقران نے فرمایا یہ کوئی باعث
ہوا یہ کہکے گھوڑا اڑایا طرف سے درہ کوہ کے نکلے دیکھا خواجہ عمرو و سیمتن بیٹھے
ہوے باتین کر رہے ہین سیمتن نے جھک کر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا اے
ملکہ ایسا سحر اب کبھی نہ کرنا مجھکو ناگوار گذرا اگر سامنے بقراط کے لیجاتا تو وہان
جاکر قید توڑتا بارگاہ مین اسکی ہنگامہ ڈالدیتا شہباز مسلمان ہونے سے رہگیا
یقین تھا کہ یہ مسلمان ہوتا سیمتن نے ہاتھ باندھکر کہا کہ میری خطا معاف فرمائیے
حضور منزل و رمنزل چلینگے مین تخت سحر بناکر لیچلون امیر نے فرمایا مجھے کیا جلدی ہی
اسی طرح لشکر مین پہونچ جاؤنگا یہان اہل لشکر سب بیقرار تھے سب سے زیادہ
لندھور ہر وقت روتے ہین اور صاحبقران کو یاد کرتے ہین باہر نکلکر بیٹھے ہین
لشکر کے گرد حصار اسم اعظم سامنے قصر سے جب ابر اٹھتا ہی کنارے لشکر کے
آکر پھٹ جاتا ہی معمار قصر ساز شرمندہ ہوتا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ ابر جاکر برف
نہین برساتا آخر ایک نامہ لکھا بارہ کوس پر ایک پہلوان رہتا ہی کہ اسکا نام
سلطان ابلق سوار ہی اسکو یہ رقعہ لکھا کہ اے سلطان ابلق سوار لشکر کشی کرو
کہ لشکر مسلمانان حصار سے نکلے ابر سحر نہین جاتا سلطان ابلق سوار کے پاس
جو نامہ پہونچا اسنے جواب مین لکھا کہ غلام ایک شرط سے آتا ہی مین جرأت سے
سبکو قتل کرونگا سحر نہ کیجیے گا ورنہ مین بدنام ہو جاؤنگا معمار قصر ساز نے فوراً

جواب لکھا کہ ای سلطان تم آؤ جو تم کہتے ہو وہی ہوگا سلطان نے کوچ کیا یہان لندھور بیٹھے ہین سب سردار گرد جمع ہین ذکر رہائی صاحبقران ہورہا ہی لندھور کہتے ہین خواجہ گئے ہین وہ صاحبقران کو لے ہی کر آوینگے کہ صحرا سے گرد اڑی سلطان ابلق سوار تین لاکھ فوج سے مقابلے مین آکر اُترا لندھور کو خبر ملی کہ سلطان بد اسے مقابلہ آیا ہی لشکر کو بڑھایا سلطان نے طبل جنگی بجوایا معمار دیکھ رہا ہی کہ دونون لشکر مقابلے مین آتے سلطان و لندھور کے لشکر مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے سلطان نے گنبد انکا لا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بہرام گرد نے مرکب نکالا معمار نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان حبشی بمقابلۂ سلطان جاتا ہی ایک تصویر کو اشارہ کیا وہ تصویر جھپٹ کر گری بہرام کو اُٹھاکر لیگئی کئی پہلوان اسیطرح نکلے لیکن سب کو وہ پتلی اُٹھا لیگئی سلطان نے جو یہ معرکہ دیکھا گنبد سے کو بڑھا کر قریب قصر آیا پکار کر آواز دی کہ ای معمار تیسنے وعدے سے خلاف کیا مین بدنام ہوتا ہون یہ پہلوان جو نکلے تھے ان سب کو قتل کرتا میرا نام ہوتا تمنے کیون اُٹھوا منگوایا ایک پتلی نے آکر جواب دیا کہ ای سلطان اب پلٹ جاؤ کل میدان کارزار مین آنا جو تم چاہتے ہو وہی ہوگا یہان لندھور کمر باندھے ہوئے تھے کہ سلطان پلٹ گیا لندھور نے کھنکھار کر تھوکا کہا کہ او سلطان اسی منھ پہ دعوی جرأت اگر آگ کا دریا جوش مارتا تو ہم لوگ اسیطرح ہنستے اور اپنے کو دریاے آتش مین گرادیتے سلطان نے کچھ جواب نہ دیا کر پلٹ آیا شام کو طبل جنگی بجوایا لشکر لندھور مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی معرکے مین گذری جب کہ شہبازِ زرین بال آشیانۂ مشرق سے اُڑ اخگل کہکشان پر آیا آکر قائم ہوا نعرہ مبارزی کرنے لگا سلطان میدان مین آیا اور آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور ہمسے مقابلہ کرے یہ سنکر لندھور بن سعدان نے فیل بہاتن بڑھایا میدان کارزار مین آئے مقابلے مین

سلطان کے پہونچے آپس مین نیزہ چلا لندھور نے نیزہ سلطان کا مکا لا پتلی نے
پکار کر آوازدی ای سلطان تماشہ دیکھا بس اب دخل نہ دو ہمارا تماشہ دیکھو یہان
دونون نے تلوار کھینچی ہو قریب ہی کہ لندھور ہاتھ مارین کہ معمار نے پتلی کو اشارہ
کیا پتلی تڑپ کر گری لندھور کو بھی اُٹھا لیگئی انکو لشکر اسلام مین غریو ہوا سلطان
نے پھر نعرہ کیا فرزندان لندھور نکلے اول ارشیون پہ یزاد مقابلہ سلطان مین
پہونچے پتلی تڑپ کر گری ارشیون کو اُٹھا لیگئی فرہاد خان بکیفر بی گینڈا بڑھا کر
مقابلہ سلطان مین پہونچے بھائی اور باپ کے گرفتار ہونے سے جھلاسے ہوے
تھے آتے ہی چوبدست ماردی سلطان نے سپر اُٹھادی مگر چوبدست فرہاد خان
جو پڑی سپر ہاتھ سے سلطان کے چھوٹی شانہ ٹوٹا گینڈے سے گرا فرہاد خان
نے چاہا کہ پامال کر ڈالون معمار نے فوراً پتلی کو حکم دیا کہ اس جوان کو اُٹھا لاوہ
تڑپ کر گری فرہاد خان کو اُٹھا لیگئی چالیس سردار سب نکلے اور مقابلے مین
سلطان کے پہونچے سلطان سے مقابلہ بھی نہ ہونے پایا کہ پتلیان اُٹھا لیگئین
مگر فرہاد خان نے شانہ سلطان کا توڑا سلطان رنجیدہ پلٹا کوئی افسر نامی باقی
لشکر مین نہ رہا سلطان نے دوسرے دن طبل جنگی بجوایا میدان مین آیا للکار رہا
ہو مگر یہان سے کوئی نکلنے کے لایق نہین ہو چند کمیدان رسالدار جی داری کر کے
نکلے پتلیان اُٹھا لیگئین سات دن سلطان نے میدان داری کی سو سرداران
نامی گرفتار قہر ہوے ساتوین دن سلطان نے صحت پائی شانہ اسکا درست
ہوا دسوین دن اسنے پھر طبل جنگی بجوایا اب جو میدان مین آیا تو یہان کوئی
اس لایق نہ تھا کہ میدان مین نکلتا سلطان تو پکار رہا ہو کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے یہان سے عیار صدا دیتے ہین کہ ای سلطان تیرے جو مقابلے کے لایق
تھے وہ پہلے ہی تیرے مقابلے مین جا کر پامال ہوے ہرچند کہ جو برابر مقابلہ نکلا
اُسکو پتلی اُٹھا لیگئی مگر تو نے دیکھا کہ تارنہ موقوف ہوا انکا یہ وہ بہادر ہین کہ اگر
آگ کا دریا ہو تو اُسمین پھاند پڑین کسی مقام پر نہ رکین تو پکارتا اور کوئی نہ نکلتا

سلطان کہتا ہی اتنے چھپے ہوئے کھڑے ہین فردا فردا آوین ورنہ مین خود آتا ہون صف پر آکے قتل کرونگا یہ کلمات اُس بیمیا کے سُنکر اہل لشکر بدحواس بیتاب وبیقرار دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز فرشتونکو واسطے مدد کے بھیج اور تو اپنا رحم شریک کر نظم

دل از غبار بکن صاف وسینہ از وسواس — شود وگرنہ بہ جانت تسلط خناس
بدل فقیر شو ای مرد اہل عقل وقیاس — بہ فرق تاج بنہ رو بہ تخت کن اجلاس
بکن بہ زندہ دلے کار تا توی زندہ — بدی بہ خالق بکن تا قیام ہوش وحواس
بذکر و فکر الٰہی ہمیشہ عادت کن — زبان خویش مجنبان بغیر حمد وسپاس
مشو بہ ملک جہان با وجود زر مشہور — بخیل وابخل ودلتنگ ممسک وکناس
بپوش چہرہ روشن ز چشم بد بینان — بہ زیر جامہ سلطانی وشہانہ لباس
بہ شغل کار عبادت ہمیشہ مشغول است — خدا پرست خدا دوست مرد کارشناس
شو و بہ زندگی چند روزہ کو مغرور — کسے کہ ہست خداوند ہوش واہل قیاس
بہر چہ چیز ز دنیائے دون غنی با خویش — بغیر حسرت وافسوس وچند گز کرپاس
زچار سمت کشاید در یقین ہندی — چو ذات پاک کند دور از دلت وسواس

لشکر مین ہنگامہ برپا ہی عیار چاہتے ہین کہ ہم سلاح لگاکر جائین اور اپنے کو اسیر کراوین جانتے ہین کہ اُستک نہ پہونچین گے مگر اسکا غرور توڑ دو رہو گا سردار منع کر رہے ہین کہ ای عیاران نامی تم بڑے جری وبہادر ہو مگر بدنامی ہوگی جسوقت اُٹھانے والا اُٹھا لیجائیگا جب وہان قید کریگا تب صورت تبدیل ہوگی جب سردار گھبرا رہے ہین آخر کو وہ سردار کہ جو نحیف وضعیف ہین وہ سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگے سپاہیون نے کہا یارو تم لوگ کبھی نکلے نہین صاحبقران تمھاری نوکری معاف کر چکے ہین لشکر کے ساتھ جو تم آتے ہو تو یہ تمھاری نمک حلالی ہی ہم تم لوگون کو نہ نکلنے دینگے سلطان کئی آوازین دیکر طرف فوج کے پلٹا کہا ان سب کو گھیر کر مار لو اور وہ ساحر سیاہ فام قصر پر اپنے کھڑا ہی ہزارہا تصویرین گرد

اُسکے کھڑی ہین سلطان سے اشارے کررہا ہو کہ جب تم بلوہ کروگے اور یہ لوگ
بھی گھوڑے اُٹھائینگے اُسوقت یہ سب تصویرین تڑپ کر گرینگی اگر دس کرور
ہون تو اُنکو اُٹھالا وینگی تو نے روز اول ایسا غرور کیا جسکا یہ انجام ہوا کہ آجتک
تو صحیح و سالم نہین ہو خیال تو کر ایک فقط لیسرلندھور لڑا تھا ایک ضرب مین تیرا
شانہ اُسنے توڑا اب تجھکو کچھ تکلیف نہ پڑیگی جسپر قصد کریگا اُسکو تصویر اُٹھا لائیگی
آخر سلطان نے کل فوج سے کہا کہ تمکو تکلیف نہ ہوگی ہرچند کہ تم کم ہو اور
وہ بہت ہین مگر جسپر ہاتھ اُٹھاؤگے اُسکو تصویر اُٹھا لیجائیگی فوج کو اپنے قریب
بلایا چاہتا ہو کہ بلوہ کرے کہ صحرا سے گرد اُڑی آسمان پہ ابر نارنجی چھایا اُس سے
برق چمک رہی ہو کس زور و شور سے وہ ابر آتا ہو آگے صاحبقران زمان اور
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے امیر نے جو آکے لشکر کا انتشار دیکھا کہ
ایک پہلوان میدان مین کھڑا للکار رہا ہو اور فوج کو ساتھ لیکر بلوہ کیا چاہتا
ہو وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر خبردار آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان یہ نعرہ کرکے آپڑے نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون زبیشم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ سلطان مین آئے مقبل نے اشقر بڑھایا صاحبقران پشت
اشقر پہ سوار ہوے تیغۂ عقرب وغیرہ مقبل نے حاضر کیا حرز ہیکل کو سینے پر اپنے
آراستہ کیا اور مقبل نے سب خبر عرض کی اب صاحبقران مقابلۂ سلطان مین
آئے خواجہ زیر شکم مرکب ہین آگاہ کرتے جاتے ہین کہ اسم اعظم پڑھیے امیر کی
اسم اعظم ورد زبان ہو مقابلۂ سلطان مین پہونچ گئے وہی پتلیاں لکھی تڑپ کر
گرین جب صاحبقران نے حرز ہیکل کو ہلا دیا وہ پتلیاں بھاگ گئین آگے اُس

ساحر سیاہ فام سے بیان کیا کہ ہمکو خوف آتا ہی اگر حمزہ کی کمر مین پنجہ دینگے تو پھر قتل ہو جائین گے انکی تلوار کی چمک دیکھکر دل تھرّاتا ہی ہم قریب نہ جاوینگے اُس ساحر نے کہا دیکھو انجام کیا ہوتا ہی بڑا مقدمہ سخت ہی مگر وہ سحر کرون کہ حمزہ کو بھی جان بچانا دشوار ہو یہان امیر مقابلۂ سلطان مین پہونچے للکار کر جا پڑے اُسنے نیزہ مارا امیر نے تیغۂ عقرب سے قلم کیا وہ تلوار کھینچکر برس پڑا صاحبقران نے وار اُسکے روک کر نعرہ کیا کہ او بے حیا ایک وار مردان عالم کا قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اس فن سے مارا کہ تلوار تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کر تا بہ سینہ کاٹا مع گینڈے چار ٹکڑے کیے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مر گیا سب لینا لینا کہکے آپڑے صاحبقران کو خود غصہ ہی فوج کو اشارہ کیا اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھ رہے ہین وہ ساحر سامنے کھڑا ہوا ہی ہر چند دستکین دیتا ہی اور پتلیون پر تاکید کرتا ہی پتلیان اُسکا حکم نہین بجالاتین تھرّا کر رہجاتی ہین لشکر اسلام جو فوج کفار پر جا پڑا مارے تلوارون کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر کفار تاب نہ لاسکے فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے ملک سیمتن کہ ابر مین مخفی ہی اِسنے چاہا کہ مین سحر کرون ایک پتلی چمک کے سامنے آئی پکار کر آواز دی اوبو ا سیمتن چلو تمکو معمار بلاتا ہی سیمتن نے سر جھکا لیا اُس پتلی کے ساتھ چلی قصر مین آئی یہ بھی قفس آہنی مین بند ہوئی صاحبقران زبان کل فوج سے فرماتے ہین آپ لوگون نے ہمارے بعد بڑے صدمے اُٹھائے حقیقت مین اس قصر پر آکے بڑے رنج اُٹھائے سرداران نامی جسطور سے مقابلے پڑے تھے اُسکو بیان کر رہے ہین اور کہتے ہین کوئی سردار نامی آپ کے لشکر مین باقی نہ رہا دیکھیے سامنے قصر مین سب قفس ہاے آہنی مین لٹکے ہوے ہین صاحبقران نے فرمایا خواجہ میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی دیکھو سب سردار کیسے نحیف و ضعیف ہو رہے ہین ایک ہفتہ گذرا کہ سب اس بلا مین مبتلا ہین مین تو جاتا ہون یا انکو رہا کرتا ہون یا خود بلا مین پھنستا ہون عمرو نے

عرض کی حضور آپ ایک ہفتہ تامل کرین مین اپنے کو قصر مین پہونچا دونگا اگر خدا نے
چاہا تو معمار کو مار ڈالونگا مگر آپ کا آنا مناسب نہین صاحبقران جو سامنے قصر کے آئے
دیکھا کئی قفس لٹکے ہوئے ہین اور سب سردار سرنگون بیٹھے ہین صاحبقران کا قلب
تھرا گیا گھوڑے کو بڑھایا ہرچند سردارون نے روکا مگر صاحبقران کب مانتے ہین
زلفین خلیلی پیچ و تاب کھا رہی ہین رگ ہاشمی جوش و خروش مین گھوڑے کو بڑھائے
ہوئے جاتے ہین وہ ساحر ہرچند پتلیون کو اشارہ کرتا ہو کہ جاؤ جا کر حمزہ کو اٹھا کر
لے آؤ مگر پتلیان اسکا حکم نہین مانتین انکار کرتی ہین کہتی ہین دیکھو ای معمار سنو
ہم کیا کہتے ہین صاحبقران گھوڑا اڑائے ہوئے قریب قصر کے آئے در قصر پر
آ کر گھوڑے سے اُترے دامن گردانکر قصر کے اندر چلے جیسے ہی قدم اندر رکھا
پتلیان جھپٹ جھپٹ کر پاس آنے لگین جسنے آکر قصد کیا کہ کمر مین پنجہ دون امیر نے
ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی سو پتلیان ہر دروازے پہ صاحبقران کے
سامنے آئین اور دست زبر دست امیر سے قتل ہوئین امیر دروازونکو طے کرتے
ہوئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے بالائے قصر پہونچے جیسے ہی قصر مین پہونچے وہ
ساحر سامنے سے بھاگا صاحبقران نے قفسہائے آہنی کو اُتارنا شروع کیا اور بھی
کئی قفس توڑے جو سردار نکلا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا مگر جسطرف کہ وہ ساحر
بھاگ گیا تھا یکایک اُسطرف سے ایک روشنی معلوم ہوئی امیر نے دیکھا کہ ایک
معشوق پری چہرہ کہ حسن و جمال کی جسکے تعریف ناممکن ہی خراماں خراماں سامنے امیر کے
آئی جھک کر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ مین تو مدت سے حضور کی مشتاق
تھی مگر کوئی وجہ ایسی نہ ہوئی کہ تا بہ حضور پہونچتی آج بخت نے رسائی طالع نے
یاوری کی چند اشعار مجھکو میان آتش صاحب کے یاد ہین انکو سماعت فرمائیے
یہ کہکے آواز دی ارے سازندے کہان ہین اُسی پہلو سے ایک طبلہ بجانے
والی و سارنگی والیان حسن مین بے مثال آکر پہونچین صاحبقران کے
سامنے ساز بجنے لگے اور یہ اشعار گانا شروع کیے وہ نازنین ہاتھ بڑھا بڑھا کے

طرف صاحبقران کے اشارہ کرتی ہے تا نازنین مار رہی ہے نظم

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کملی مری پشمینے سے رکھتی ہے مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہے یہ قاقم سے زیادہ

سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین
ان چشمون مین بھی جوش ہے قلزم سے زیادہ

تنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہے سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ

اندھیر ہے دل پیستے ہین سرمے کی طرح سے
آنکھین نہ لڑایا کرو مردم سے زیادہ

میخانۂ اُلفت مین نہین جائے تنک ظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ

منظور نظر ہے دل بلبل کو گُھلانا
شوق اندنون اُس گل کو ہے گلدم سے زیادہ

صوفی جو سُنے نالہ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنی کے ترنم سے زیادہ

ٹھوکر ہے تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہے قُم سے زیادہ

غالب ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی
ہے قہر دلارام کا قلزم سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہے میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلا وینگے وہ لب دانت دکھا کر
شغل آجکل اُنکو ہے تبسم سے زیادہ

کہتا ہے وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
تم ہمسے زیادہ ہو تو ہم تمسے زیادہ

اسطور پر یہ اشعار اُس نازنین نے گائے کہ صاحبقران نے قفسون کا توڑنا موقوف کیا ہرچند کہ حرز ہیکل گلے مین ہے اسم اعظم بھی یاد ہے مگر جمال نے اُس محبوب کے ایسا فریفتہ کیا کہ خاموش ہوکر اُسی مقام پر بیٹھ گئے اُس مہ جبین کا ہاتھ تھام لیا مسند پر وہ نازنین لاکر بہ نازو ادا پہلو مین آکر بیٹھ گئی باتون کا تار باندھ دیا عمرو نے باہر سے یہ معرکہ دیکھا صاحبقران کو زفیل سے ہوشیار کرتا ہے مگر امیر متوجہ نہین ہوتے اُسکی باتون پر مبہوت ہین جمال اُسکا دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ مین اب تمکو نہ جانے دونگا وہ کہتی ہے مجھے بھی اسیقدر آپ کا اشتیاق ہے ہرچند کہ شہنشاہ معمار جو ہمارا افسر ہے اُسکا حکم نہین کہ کسی کے پہلو مین بیٹھو مجھکو واسطے خداوند کے پرورش کیا ہے مگر مین خداوند کے نام سے بیزار ہون صورت

اُنکی دیکھکر ڈر جاتی ہون کئی مرتبہ مجھکو لیکر گئے جب سامنے پہونچی چیخ مارکر بیہوش ہو گئی اُنکی کالی کالی صورت منھ سے بو آتی ہو دم گھبراتا ہی مگر آپ کی خدمت کے واسطے مین نے ملال شہنشاہ کا قبول کیا چاہتی ہون کہ آٹھ پہر آپ کی خدمت مین حاضر رہون اگر مجھسے حضور کا وصل ہوگا تو بہت شاد ہونگے وہ رنگ دکھاؤن کہ کبھی کسی معشوق سے یہ لطف نہ ملا ہو ہر مرتبہ صاحبقران ارادہ کرتے ہین کہ اس سے وصل حاصل کرون مگر حرز ہیکل کو جنبش ہوتی ہی رُک جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم کچھ حجاب بھی شرط ہی تمام سردار میرے قید ہین پوتا میرا نورالدہر بن بدیع الزمان نہین معلوم کب سے قید ہی یہ سب دیکھین گے تو پھر طعن کرینگے وہ نازنین ہنسکر جواب دیتی ہی کہ ای شہریار آپ کے واسطے پردہ پوشی کرون کنیزون کو ہٹاؤن سامنے پردے پڑ جائین صاحبقران زبان فرماتے ہین کیا جلدی ہی تم مجھسے راضی ہین تمھارا خواہان تمکو لشکر مین لے چلونگا وہان سب طرحکا انتظام ہی مگر نورالدہر کو تو رہا کرون اُسکی حسرت دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی جب صاحبقران اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہین تو وہ نازنین ہاتھ تھام لیتی ہی صاحبقران کو شغل مین لگاتی ہی صاحبقران مصروف ہو جاتے ہین جن سردارون کو رہا کیا تھا اُنکو دیکھا کہ وہ اُسیطرح قفس مین بند ہین صاحبقران سے اشارے کر رہے ہین کہ غلامون کو رہا کیجیے ہم لوگ نوبت بجان و کار دبر آمدہ جان مین یقین ہی اسی قفس مین تڑپ تڑپ کر مرین صاحبقران فرماتے ہین کہ مین تم سب کی رہائی کو آیا ہون ابھی اس نازنین کی مرضی نہین ہی یہ منع کرتی ہی اگر رہا کرونگا تو کچھ باعث خرابی ہوگا یہ دل وجان سے میری مشتاق تھی حقیقت مین خیال جو کرتا ہون تو اسکو عالم خواب مین دیکھا تھا اب اُس خواب کا ظہور ہوا قلب کو سرور ہوا سردار سر جھکائے ہین سوچ رہے ہین کہ صاحبقران اپنے ہوش مین نہین ہین ورنہ ہم لوگونکو رہا نہ کرتے کس زور وشور سے آئے اسفندیار پتلیان قتل کین کہ قصر مین کوئی باقی نہین رہی اب کیا دیر تھی ہم لوگ رہا ہو جاتے

اِس کشاکش سے نجات پاتے عمرو یہ سب معرکہ باہر سے دیکھ رہا ہی دن اِسیطرح سارا تمام
مین گذرا صاحبقران اُسیطرح پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھے ہین جب شام ہوئی
تو اُس نازنین نے اِشارہ کیا خوب اُس قصر مین روشنی ہوئی پنج شاخے طلائی و
نقرئی روشن ہین امیر اُسی طرح پہلو مین بیٹھے ہین عمرو نے کنارے آکر زنبیل سے
تخت زبرجدی نکالا اور رنگ و روغن عیاری کا لگاکر صورت بقراط ثانی بنا
گرد تخت کے کچھ پتلے نکالکر رکھے بہ شکل لات و منات و بہ صورت سامری و جمشید
اُن مین بھی کچھ تدبیر کردی اور تخت اُڑتا ہوا سامنے قصر کے آکر ایک نعرہ کیا
کہ منم خداوند بقراط ثانی ای معمار مقام افسوس ہی کہ تجھسے کچھ نہ ہوسکا امیر کو
گرفتار نہ کیا معمار یا تو پہلو سے قصر مین چھپا ہوا تھا بقراط کو جو آتے ہوے
دیکھا سامنے نکل آیا صاحبقران کے روبرو مسند بچھائی پکار کر آواز دی کہ ای
خداوند آییے آج تو بہت خداوند ساتھ ہین بقراط نے آواز دی ای معمار اِن
سب نے خواہش کی کہ ہم بھی آج ساتھ چلین کرامت خداوندی دیکھین مین نے
کہا کہ تم سب چلو یہ سب چھوٹے بھائی ہین تلے اوپر کے اِنکار رنجیدہ کرنا مجھکو گوارا
نہ ہوا معمار نے دست بستہ عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمایئے آپ تشریف لایئے
اِس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمایئے مگر دیکھ لیجیے صاحبقران
اُسی حال مین بیٹھے ہین دیکھیے میرے سحر نے اُٹھنے نہین دیا لیکن انتظار کر رہا تھا
کہ کیونکر اسم اعظم بند کرون کوئی تدبیر نہ بن پڑی بقراط نے کہا آج ہم خود یہان
لگاوینگے اور تمھاری عمر بڑھاوینگے اور اسم اعظم حمزہ کا ہمارے گانے سے بند ہوگا
اور شراب و کباب پیتے آئے ہین شراب تمکو پلائین ہمیشہ نوجوان رہوگے معمار
نے کہا یا خداوند اِس شراب کا نام سنتا تھا مگر حیران تھا کہ کیونکر ممکن ہو لیکن
حضور نے بڑا کمال کیا کہ سب خداوندون کو بھی لائے سب کے ساتھ بلکہ تقدیر
کیجیے کہ حمزہ گرفتار ہو بقراط نے کہا اب کیا مین خالی بیٹھونگا حمزہ کو گرفتار کرکے
لیجاؤنگا قصر ہشت پہل مین اِنکا داخلہ ہو وہانکی حبشنین گلنار پوش اِنکے ہوش

اُڑا دیگی حمزہ ہیکل بھی لیلیونگا یہ کہکے پہلو مین ہاتھ لیجا کر ایک چنگ مرصع نکالا یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

اسقدر دل کو نہ کر اے بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اِس کیسے کو پوشاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا
دل کا فرسے ہے چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدہ فردا ہے عجب کیا اِسکا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس
سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانہ گیسو نہ تو دستار کا گل ہے
بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا اِدھر آنکھوںسے اُدھر غائب تھا
اسپ مشکی ہے ترا آہوے چالاک سیاہ

کون سے باغ مین لاتی ہے مجھے شامت بخت
گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے تجھے دیکھے جو اے عالم نور
کوئلے سے ہو سوا روے ہوسناک سیاہ

کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے لو
کوسون تک ہو گئے جلکر خس و خاشاک سیاہ

یہ اشعار جو بقراط نے گائے معمار تعریفین کرنے لگا کہتا ہے یا خداوند مین نے تو کبھی ایسا گانا نہین سُنا آج تو آپ نے خوب گایا بقراط نقلی نے کہا اے یار وفادار آج ہفت افلاک پر گیا وہ چیزین لایا کہ جو کبھی نہ اُٹھائی تھین کئی لاکھ فرشتے ساتھ ہین اب کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا یہ کہکے طرف پہلو کے ہاتھ بڑھایا معمار نے دیکھا قدرت نے وہ گلابی نکالی کہ جس مین شراب سرخ رنگ بھری ہوئی ہے اور جام بھی الماس کا نکالا کہا اے معمار یہ جام دیکھ لو جب عرش اعلیٰ پر جاتے ہین تو فرشتے اِسی جام مین شراب پلاتے ہین اِس جام کا یہ انجام کبھی نہین ہوا کہ زمین پر آتا مگر یہ شرف تمھارے واسطے ہے کہ تم بھی اِسمین شراب پیو اور تمکو نائب قدرت کرتا ہون دو ہزار برس کی عمر دیتا ہون دشمنون کی عمر گھٹاتا ہون کوئی زندہ نہ رہے حمزہ تڑپ تڑپ کر مرے اُسی نازنین کے ساتھ جان دے آخر مین افسوس کرے کہ مین نے قدرت کی اطاعت نہ کی اور مین اِسکا قتل ہی مناسب

جانتا ہون تمام طلسم مین تہلکہ ڈالدیا ہوتا طلسم کشا بنا کون کون ساحر مارے گئے
آج ہی اُن سب کو پیدا کرونگا یہ کہکے جام الماس بھرا اور کہا ای معمار اِسکو جلد
پی لو ایسا نہ ہو شراب ٹھنڈی ہو جاے تمکو عجب لطف ملیگا اور یہ ثابت ہوگا
کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی فرشتے معلوم ہونے لگین گے ایسی تعریف کی کہ
معمار مبہوت ہوگیا ہرچند کہ کئی تصویرین سامنے آئین وہ اِشارون سے منع
کرتی ہین کہ ای معمار جام نہ پینا مگر سامری و جمشید لات و منات تیتے بیتے دم خبیثا
بڑی گھاسے کا پھڑا سب اشارے کر رہے ہین کہ ای معمار یہ فخر کسیکو نصیب نہین
ہوا قدرت نے تمکو عجب مرتبہ دیا اپنا مثل بناتے ہین مراد یہ ہی کہ طلسم آباد
رہے رعایا دلشاد رہے ساحر آباد رہین ہمکو یاد کرین یہ بھی ذکر کروگے کہ ہمکو
قدرت نے ایسا بنادیا کہ کوئی ہمارے مثل نہین یہ حالات سُنکر معمار نے جام
پیا عمرو نے اِشارہ کیا کہ ای معمار یہ نازنین بھی جو پہلو سے حمزہ مین بیٹھی ہی بڑے
مرتبے کی عورت ہی اِسکو بھی ایک جام پلاؤ ہرچند کہ معمار کے ہاتھ کانپتے تھے
مگر جام لبریز کیا اُس نازنین کو اِشارہ کیا اُسنے ہاتھ بڑھاکر نگاہ صاحبقران
بچاکر جام اُٹھایا منھ پھیر کر پی گئی عمرو نے کہا وہ مار امعمار نے بیٹھے بیٹھے کہا یا
خداوند آج دل چاہتا ہی کہ آپ ساز بجائیے اور مین رقص کرون یہ نازنین بھی
فخر کرے کہ اگر مین گانے مین بے مثل ہون تو معمار قصر ساز رقص مین بے نظیر ہی
عمرو نے اِشارہ کیا کہ تمھاری عرض قبول ہوئی معمار اپنے مقام سے اُٹھا نازنین
کو بھی اِشارہ کیا نازنین بھی گاتی ہوئی اُٹھی معمار اور وہ نازنین آوازین ملاکر
گانے لگے معمار کو بھی نشہ نازنین کو بھی سرور دونون باقصور اب معمار گت
پر ہاتھ نکالنے لگا کمرو کے پانون لگانے لگا ہر مرتبہ جھک جاتا ہی گردن کا
ڈورا بلاتا ہی اپنے کو دیوانہ بناتا ہی دو تین مرتبہ چکر لیے تھے کہ نازنین نے دو شعر
گائے کہ آواز بند ہوئی دونون کے دونون لڑکھڑا کر گرے خواجہ نے نعرہ کیا
نعرہ کرکے صاحبقران کو اشارہ کیا امیر کو اسم اعظم یاد تھا فقط اُس نازنین کے

جمال پر مبہوت تھے عمرو نے جو پکار کر کہا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانیکا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پا پوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ سُنکر اب تو صاحبقران بھی بَل کر کے اُٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران ازجہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جھٹسکر عمرو نے معمار پر خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا تب عمرو نے ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا معلوم ہوا کہ یہ بہیا سخت جان ہی نہائی پر سر رکھا اوپر سے ہتوڑا مارا کہ سر معمار کا پچی ہوا تمام تصویرین جلنے لگین قصر تھرایا عمرو نے کہا یا امیر نکل چلیے ایسا نہو قصر گر پڑے دیکھیے قصر تھرا رہا ہی قصور نہ کریگا امیر نے فرمایا خواجہ عمرو افسوس ہی کہ میرے آرام جان تو اس مقام پر قید ہین اور مین نکلیون خواجہ نے جھپٹ کر سب قفس توڑنا شروع کیے جو قفس ٹوٹا سر وار نکلا تعریفین خواجہ کی کرنے لگا جسوقت عمرو نے نور الدہر کو رہا کیا تو نور الدہر نے عرض کی کہ خواجہ لوح محفوظ میری و سلاح طلسمی کہ مین نے جسم سے اُتار ڈالا تہا وہ کہان ہی یہ سُنکر شبرنگ دوڑا ہوا آیا اور عرض کی اے قبلہ و کعبہ یتیلی وہ چیزین اُٹھا کر لائی تھی اسی قصر مین دیکھیے خواجہ سب طرف قصر مین پھرے ایک گوشہ مین آکر دیکھا ایک عقاب بلند پرواز لوح محفوظ نور الدہر منقار مین دبائے بیٹھا ہی مگر جہک رہا ہی عمرو نے لوح محفوظ اُسکی منقار سے لی پھر تلاش کی تو

لباس نور الدہر بھی اُسکے زیر شکم تھا وہ بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا قصر عمارہ کو فتح کر کے صاحبقران جب سرداروںکو لیکر باہر نکلے تو قصر غائب ہو گیا امیر باتوقیر نے فرمایا عجب سحر عجائب وغرائب تھا کہ اُسکے مرنے پر یہ شعبدہ ہوا خواجہ نے کئی لاکھ روپے نور الدہر سے لیے تب لوح محفوظ اور لباس طلسمی دیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا کہ لشکر تیار رہو آج ہی رات کو نکل چلیں ہم سب سے پہلے دریاے قلزم پر پہونچیں غرض سب کے پہلے نور الدہر بن بدیع الزمان اپنا لشکر لیکر طرف دریاے قلزم کے روانہ ہوے صبح کو صاحبقران نے خبر سُنی کہ نور الدہر روانہ ہو گئے اُسیوقت لشکر تیار کرایا سردار تیار ہوے صاحبقران نے بھی اُسیوقت طرف دریاے قلزم کے کوچ کیا راہ مین پہنچے عیار سے فرمایا کہ خواجہ تم نور الدہر کے حالات کو دیکھتے ہو کہ کسقدر مزاج مین جلدی ہی کہ کل ہی رہائی پائی اور رات ہی کو روانہ ہو گئے ہمسے صلاح بھی نہ کی عمرو نے کہا ای شہریار نور الدہر کو بڑا خیال ایرج نوجوان کا ہی کہ ایسا نہ ہو ایرج پہونچ جاوین ہرچند کہ نور الدہر کو وہ سردار ممکن ہوے ہین کہ جو خبر آئندہ وگذشتہ سے آگاہ کر دیتے ہین یہ بخوبی ظاہر ہی کہ جو سامان نور الدہر کو ممکن ہوا وہ کسیکو نہین ملا مگر اُنکو یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو ایرج کو لوح ملجائے اِسیوجہ مین کوچ کر گئے صاحبقران زمان جلدی کرتے ہوے مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی طرف دریاے قلزم کے جاتے ہین آگے نور الدہر ہین اور عقب مین صاحبقران زمان اب دس منزل اور دریاے قلزم باقی ہی پہونچنا اِنکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ جمجاہ عاشق ہونا عالم خواب مین ملکہ سرو دلکشا پر کہ دختر بلند اختر ہفت جوش جادو ہی باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلایا نیا جام اُلفت مجھے — کہ گھیرے ہین یہ رنج و کلفت مجھے

ترے دور مین ساقی مہ لقا — تعجب ہی محروم عاشق رہا

یہی وقت تو بادہ نوشی کا ہی — ترا کام اب عیب پوشی کا ہی

چھپایا بہت جسنے یہ ہم نشین — چھپائے سے آتش چھپی ہی کہین

اُٹھاتا ہی سر عشق خانہ خراب — ہوا عین راحت مین یہ انقلاب

کبھی نام سے غم کے ماہر نہ تھا — یہ احوال مجھپر تو ظاہر نہ تھا

کیا عشق سرکش نے یہ انقلاب — ہوا اُلفت زلف مین پیچ و تاب

رُخِ صاف آنکھون تلے پھر گیا — فروغ قمر آنکھ سے گر گیا

ترقی پہ ہی نخل سرو بلند — کیا قمری دل کو بھی دردمند

وہ گیسوے پرپیچ عنبر فشان — دکھاتے ہین ظلمات کا بھی نشان

وہ سینہ حسینون کی مد نظر — کہ اُبھرے ہوے دو تھے جسپر ثمر

ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے — تو لگا لے وہ اپنے سینے سے

وسعت ہوے کم ہی حد سے فزون — درد سر ہو جو منھ شگافی کرون

وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا — تار خط شعاع مہر کہا

طبع روشن نے بھید یہ پایا — آئنے مین شکم کے بال آیا

ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور — یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور

پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن — شمع فانوس جیسے ہو روشن

لال مہندی سے دونون تھی کف پا — ہاتھ ملتا تھا اپنے دُزد حنا

قد کی تعریف مین ہی حیرانی — کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا — پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

دل کو عاشق کے بیقرار کیا — یار رنج فراق نے یہ دیا

لکھون داستان مرصع بیان — کہ بھیجین ہی بادشاہ جہان

دکھایا فلک نے عجب انقلاب — دیا یادنے زلف کی پیچ و تاب

چہرہ شہسواران اشہب عشق و اُلفت و طی کنندگان مراحل صعوبت اِس داستان عشق انگیز کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار ان شیرین بیان + چنین می نگارند این داستان + جب صاحبقران زمان نے کوچ کا ارادہ کیا تو بادشاہ جمجاہ نے کہا اے شہریار اگر مناسب ہو تو آج کوچ نہ فرمایئے طبیعت بہت پریشان ہی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہے اُسی مقام پر لشکر رہا جب دربار آراستہ ہوا اور خواجہ نے دیکھا کہ آج بادشاہ بہت مکدر ہین خود سامنے آکر عرض کی کہ آج غلام کچھ گائے بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر صاحبقران زمان نے اِشارہ کیا خواجہ عمرو نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

یہ بزم وہ ہی کہ لاخیر[له] کا مقام نہین
ہمارے گنجفے مین بازی غلام نہین

حریف ایسے تنک مشربونکا کام نہین
خم فلک سے کم اِس میکدہ کا جام نہین

سیاہ قلب کا کوے صنم مین کام نہین
بہشت کافر بدکیش کا مقام نہین

بتونکے گیسوے عنبر کا نسے مجھکو کام نہین
شکار تیر نہین مین اسیر دام نہین

چمن سے بلبل و قمری کا عشق جیرت ہی
ثبات گل کو نہین سرو کو قیام نہین

مطیع کوئی نہ جبس حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہی وہ کہ جسکا کوئی غلام نہین

وفاے وعدہ کا کسکو یقین یار سے ہو
کلام بُت ہی کچھ اللہ کا کلام نہین

رفیق حال برے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

دو روزہ حسن نہ کھو را لگان غروری یار
حلال مال ہی یہ دولت حرام نہین

گدا و شاہ برابر ہی خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہی اے بت ترا خرام نہین

جفا و جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنا سے ظلم کو سچ کہتے ہین قیام نہین

بتونکے قہر و غضب کا کسے ہی اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین اِمام نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہی
نسیم بے سرو پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجھکو نام نہین

[له] یہ قول شیخ کا [illegible] اشارہ ہے کہ لاخیر [illegible] غلام [illegible] ۱۲

خواجہ عمرو گا رہے ہین صاحبقران و جملہ سردار تعریفین کر رہے ہین مگر شاہ سعد سر
جُھکائے بیٹھے رہے امیر نے کئی مرتبہ پوچھا کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے
فرمایا جناب قبلہ و کعبہ طبیعت اسقدر سست ہی کہ سیر ابات کرنے کو دل نہین چاہتا
خود بخود دل گھبراتا ہی طبیعت کا یہ حکم ہی کہ کوہ و دشت کی سیر کرون حضور کے لحاظ
سے عرض نہین کیا طبیعت نہایت پریشان ہی رہ رہ کے دل یہی اُبھارتا ہی کہ
شیران دشت نبرد ایرج و نور الدہر کیسے کیسے نام پیدا کر رہے ہین ہم دامن
کھینچے بیٹھے ہین ہم بھی کسی کام مین مصروف ہون صاحبقران نے فرمایا یہ سب
کام حضور ہی کے ہین جو غلام سے سرزد ہوتے ہین کس لڑائی کو کس نے
فتح کیا اِس قصر کے فتح ہونے کی امید تھی حضور کے اقبال کی وجہ ہی کہ یہ مقام فتح
ہوا حضور نہ کچھ ارادہ کرین آپ کے ہونے سے لشکر مین رونق ہی جسدن آپ
نہین ہوتے ہین لشکر ویران معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران
نے بہت بہت سمجھایا بادشاہ خاموش سُنا کیے دل مین اور زیادہ ولولہ ہوا خاصہ
نوش فرمایا جا کر چھپر کھٹ پر لیٹے دل کو خود بخود تڑپن ہی نیند نہین آتی تڑپ رہے
ہین جب دوپہر شب گذری تب آنکھ لگی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی واہین
عالم خواب مین دیکھا کہ مین ایک صحراے سبزہ زار مین جاتا ہون مگر پیاس کی شدت
ہی پانی بہت تلاش کیا مگر کہین پانی نہ ملا آخر تلاش آب مین مدروازے پر ایک باغ
کے پہونچے بیتابانہ باغ مین داخل ہوے دیکھا باغ بہشت آئین کھلا ہے
رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین غنچے چٹک رہے ہین پھول
آنکھین کھولے ہوے نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی ہوا ے
سرد چل رہی ہی صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینا ے شجر سے سرٹکراتی
ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہی کیفیت نظارۂ باغ سے عجیب سرور ہی
بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ہزارہا نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہ تمکین جوڑے گلنار پہنے ہوے باغ مین خرامان ہین عیش و عشرت کے

سایبان ہین بادشاہ کو سب نے سلام کیا ایک مہ جبین نہایت طرار و فرار آگے
بڑہی آکر کہا اے شہریار ملکہ سرو دلکشا آپ کو یاد فرماتی ہین آج کئی دن سے ملول و
حزین ہین ہم لوگون سے بات نہین کرتی تھین مگر اسوقت خوش ہوکر فرمایا غنچہ
دہن دوا کیا کہ بادشاہ جمجاہ تشریف لائے ہین انکو استقبال کر کے لا ؤ ہم لوگ
آپ کے لینے کو آئے ہین بادشاہ اُنکے ساتھ چلے دیکھا چبوترے پہ فرش منتجر
بچھا ہے مسند شاہانہ پر ایک نازنین خورشید جمال ماہ تمثال جلوہ فرما ہے کہ حسن کی
چھوٹ پڑ رہی ہے لباس فاخرہ زیب بدن غنچہ دہن رشک وہ لنسرین دلستران
گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار کسی کنیز پر غصہ کر رہی ہین اُس غصّے مین بھی
ایک ادا ہے ہاتھ اُٹھا کر فرماتی ہین کہ اے دلفریب بادشاہ تشریف لائے باغ
مین تو آئے ہین یہ خبر تو مجھکو پہلے ملی مگر یہان نہین تشریف لاتے دلفریب
نے بڑھکر کہا دیکھیے سامنے بادشاہ کھڑے ہین اُس نازنین نے سر اُٹھا کے
دیکھا بڑی بڑی انکھڑیان آنسو بھرے ہوے گردش کرتی ہوئین صاف
ثابت ہوتا تھا کہ جام حباب مین موتی بھرے ہین اشارے سے فرمایا تشریف
لائیے مگر جمال بادشاہ دیکھکر بیقرار ہو گئی آخر اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ پکڑ لیا
کہا اے شہریار آئیے آپ کیا تامل فرما رہے ہین

نظم

روبرو ہے روے جانان اندنون
کیا تلاوت مین ہے قرآن اندنون

ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یار کی
مل گئی مُہر سلیمان اندنون

اُسکے روے آتشین کی یاد مین
آگ ہے فصل زمستان اندنون

دیکھکر گدرایا جوبن یار کا
گرد ہین گبر و مسلمان اندنون

پنجۂ دست جنون کے زور سے
چاک ہین جیب و گریبان اندنون

زلبست کی اپنی کسے امید ہے
ہے مقابل دشمن جان اندنون

یار تک اپنی رسائی ہے محال
بے اثر ہے آہ سوزان اندنون

تلوے کھجلاتے ہین ہوتا ہے یقین
دیکھنا ہے پھر بیابان اندنون

کوئی صورت اُسکے آنے کی نہین	گھر ہوا ہی شکل زندان اندنون
خانۂ تاریک روشن ہی شفا	ہم بغل ہی ماہ تابان اندنون

ملکہ نے جو یہ اشعار پڑھے بادشاہ پہلو مین آکر بیٹھ گئے اُس نازنین نے بمحبت گلے مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ سے خوب اختلاط ظاہری ہوا جب دوچار بوسے بادشاہ نے لیے تو وہ مہ جبین پہلو سے اُٹھی کہا مین ابھی حاضر ہوتی ہون یہ کہکے وہ نازنین اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای جان جہان کہان جاتی ہو اُس نازنین نے کہا ای شہریار مین بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگی بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے اُس نازنین کے تعاقب مین چلے وہ نازنین بھاگی بادشاہ جو دوڑکر چلے راہ مین میر فرش تھا اُسکی ٹھوکر لگی منھ کے بھل زمین پر گرے عالم خواب سے آنکھ کھل گئی بادشاہ نے ایک چیخ ماری فیروزہ بن عمرو دوڑا قریب بادشاہ کے آیا عرض کی ای شہریار خیر تو ہی بادشاہ نے آہ سرد بھر کر یہ اشعار پڑھے نظم

وصل دلبر مین جو اُٹھا یا حظ	وہ کسی بات مین نہ پایا حظ
ہیچ سمجھا وہ لذت دارین	عشق سے جسنے کچھ بھی پایا حظ
عیش و عشرت کو تمنے کیون چھوڑا	سوگ مین کسکے سب مٹایا حظ
گذری فرقت مین اپنی عمر تمام	وصل کا زیست مین نہ پایا حظ
کل شفا کو خود اُس مسیحا نے	شربت وصل کا چکھایا حظ

بادشاہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی ایسے خاموش ہوے کہ فیروزہ نے ہرچند پوچھا کہ ای شہریار کچھ حال تو فرمائیے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور سردار حاضر ہوے تاجدار جمع ہونے لگے ہر ایک یہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار کچھ تو ارشاد فرمائیے بادشاہ جواب نہین دیتے کلیجہ پکڑے بیٹھے ہین صاحبقران کو خبر پہونچی سرداروں نے عرض کی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کچھ خواب دیکھا ہی ایسے پریشان ہین کہ کچھ کلام نہین کرتے ٹھنڈی سانسین کھینچ رہے ہین صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جاکر دریافت تو کرو کہ بادشاہ نے کیا خواب دیکھا ہی تمہ خود

کہنا کہ حضور نے کیا خواب دیکھا جو اسقدر پریشان ہین شاید بیان کرین خواجہ
خدمت شاہ مین آئے تخلیہ کرایا خواجہ نے ہرچند بہ محبت پوچھا کہ ای شہریار کیا
خواب پریشان دیکھا غلام سے بیان کیجیے مگر بادشاہ نے جھنجھلا کر جواب دیا کہ
خواجہ مین نے کوئی خواب پریشان نہین دیکھا مجھکو تنگ نہ کرو ورنہ تم بہت
پچتاؤگے پھر مجھکو اس مقام پر نہ پاؤگے رعب و دبدبہ تو سعد کا مشہور ہی بگڑکر
جو بادشاہ نے جواب دیا خواجہ خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت کو
عرض کیا کہ جو مراد شاہ کی ہی وہ تو مین سمجھ گیا لیکن زبان سے کچھ ارشاد نہین
فرماتے صاحبقران خاموش ہو رہے عمرو نے عرض کی کہ خاموشی بادشاہ کی
یہ اشارے کر رہی ہی کہ مین نکل جاؤن اور معشوق کو تلاش کرون یقین ہی کہ
یہ آوارہ کوہ ودشت ہونگے صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا فرمایا کہ خواجہ یہ امر
تو مجھپر بہت شاق ہی کہ بادشاہ لشکر مین نہ ہون اور مین زندگی کرون خواجہ
برائے خدا جاکر دریافت کرو اور انکی فکر مین مصروف ہو مگر بادشاہ نے تمام
دن تامل فرمایا اور ضبط کیا لیکن جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب غروب ہوا
اور لیلی شب نے نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی تب بادشاہ اپنے حال پر روئے
اور سوچے کہ ای سعد تمھارے باپ نے کیا کیا کارہاے نمایان کیے کیسے
نیک نام رہے اول تو تمسے خلاف جرائت یہ سرزد ہوا کہ نکل گئے اور پھر
لشکر مین چلے آئے اب نکلیو معشوق کو بھی تلاش کرو اور فکر کرو کہ شاید لوح
طلسمی تمکو ملجاے اور تلاش معشوق بھی واجب و لازم ہی دیر تک اس مقدمے
مین سوچا کیے مگر عقل نے ہدایت کی کہ نکلنا ہی بہتر ہی تکلیفین سہتا ہون یہ
سوچکر اپنے مقام سے اٹھے آکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو کسا فیروزہ بن
عمرو جاگ رہا تھا اسنے دیکھا کہ بادشاہ نے مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
فرمایا ای مرکب اصیل تو ہمارے بزرگو نکا مرکب ہی اب بادیہ گردی دشت پیمائی
ہی رفیق رہنا جفائین سہنا مرکب کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور اشارہ

کیا کہ میری پشت پر سوار ہو جیسے مین ہمیشہ رفیق رہونگا مین نے آجتک سوائے
صاحبقران کے کسی کو سواری نہین دی حضور کا سوار ہونا سعادت جانتا ہون
بادشاہ پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ نے آکر رکاب تھامی بادشاہ آوارۂ
دشت ادبار مصیبت مین گرفتار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے مگر چلتے وقت ایک
عرضی لکھکر سرہانے ڈالدی مضمون یہ تھا کہ جناب خداوندنعمت دام اقبالہ
غلام خدمت والا سے رخصت ہوتا ہی انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر
آکر قدمبوس ہونگا میری جستجو نہ کیجیے گا غلام آکر دریاے قلزم پر ملیگا یہ عرضی
ڈالکر روانہ ہوگئے شب ماہ ہی فیروزہ رکاب سے لپٹا ہوا ہی بادشاہ طرف صحرا کے
جاتے ہین طائرون کی آواز سُنی کہ سحر جانکر طائر آشیانون سے چہک اُٹھے ہین
بہ قول شاعر فردرنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان بوتیمار +
بادشاہ صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین قریب ایک پہاڑ کے پہونچے تھے کہ
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ماہ تابان قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا بادشاہ کو آثار صبح جب
ظاہر ہوے پشت مرکب سے اُترے سامنے پہاڑ کے ایک جھیل نظر پڑی جھیل پر
وضو کیا چاہا کہ نماز واجب اداکرکے پھر سوار ہون فیروزہ کو حکم دیا کہ سجادہ
زیر کوہ بچھادو فیروزہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی بادشاہ مصروف نماز ہوے
کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی ایک قزاق مع بارہ ہزار جوانون کے کسی قافلے
کو لوٹ کر پلٹا ہی اُسکی دور سے نگاہ پڑی کہ ایک مرکب معقول باساز و یراق
مرصع کار زیر کوہ کھڑا ہی اور سوار اُسکا نماز پڑھ رہا ہی ایک سوار کو اشارہ کیا
کہ یہ مرکب ہمارے واسطے لاؤ مگر سوار کو قتل نہ کرنا وہ سوار گھوڑا اُڑا کر قریب
مرکب آیا چاہا مرکب کو گرفتار کرون مرکب نے دولتی ماری کہ سوار و مرکب دونون
پامال ہوے دوسرا سوار گھوڑا اُڑا کر آیا اُسنے بھی چاہا گرفتار کرون مرکب نے
سر اُس سوار کا چبا لیا مرکب کو دولتی ماردی جب کہ دو سوار مارے گئے وہ
افسر قزاقان موسوم بہ نجم بلند بالا گینڈا اُٹھکر قریب مرکب آیا اتنے عرصے مین

بادشاہ نے نماز سے فراغت پائی جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوے بجم سے
مقابلہ پڑا بجم نے کہا اے جوان کیون اپنی جان کا دشمن ہی ہڈیان پسلیان توڑ ڈالونگا
بجم بلند بالا میرا نام ہی اسطرف جتنے بہادر ہین سب مجھکو جانتے ہین اکثر بادشاہ
بروقت لڑائیون کے مجھکو بلاتے ہین اور اسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ نام اسکا
باغ دلکشا ہی ایک پہلوان اسمین رہتا ہی کہ نام اسکا فیروز زہر خوار ہی نہایت جری
و بہادر ہی اکیلا قزاقی کرتا ہی دس بیس کو لوٹ لیتا ہی بادشاہ نے فرمایا یہ قصے کیون
بیان کرتا ہی اس سے کیا مراد حاصل ہی تو مرکب کا خواہان ہی مجھکو قتل کر تو مرکب
ملے مین بخوشی گھوڑا نہ دونگا بجم نے کہا ابتو تیرے پاس اسباب دیکھا ہی یہ موتیون
کے مالے میرے کوہ کے نیچے سے آ کے نکلجائین اور میرے ہاتھ نہ آئین اب تو
مجھپر واجب و لازم ہوا کہ تجھکو قتل کرون اور اسباب لون دور سے خالی مرکب
کا خواہان تھا ابتو سب چیزین لونگا بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مین بھی اسی کا
خواہان ہون کہ یا مجھکو تو قتل کریگا یا مین تجھکو زیر کرونگا بجم نے نیزہ مارا بادشاہ
نے سنان نیزہ تیر سے اڑادی بادشاہ نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا بجم نے ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بجم لپٹ پڑا گینڈے سے
کود پڑا بادشاہ پشت مرکب سے کود دے کشتی ہونے لگی بارہ ہزار قزاق قریب
آکر کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یہ جوان نہایت
بچیت ہی حقیقت مین ہمارے سردار کو بڑی مشکل پڑی ہی دیکھیے کیا ہو اس
جوان سے جان بچنا دشوار ہی کیا کیا داؤن پیچ کر رہا ہی کس زور و شور سے لڑتا
ہے بادشاہ ریلکر لے دوڑے دس قدم تک ریلکر لائے وہان پر لاکر بزور
ہلہ مارا کہ دونون گھٹنے بجم کے آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ سعد یا وشاہ لشکر اسلام ہے ۵ منم شاہ شاہان فریدون
حشم * بہار گلستان کاؤس و جم * نعرہ کر کے بجم کو اٹھالیا ہاتھ پر لیکر چرخ دیا
قزاقون نے چاہا جا پڑین مگر بجم نے جو نعرۂ شاہ سنا پکار کر قزاقون کو منع کیا کہ

خبردار دخل نہ دینا یہ نواسۂ نوشیروان و نبیرۂ صاحبقران عالیوقار ہین ہین انکی اطاعت کرونگا تم سب ملکر قدمون کو بوسہ دو نجم قدمون پہ گرا کلمہ پڑھکر بہ صدق مسلمان ہوا کہا حضور یہان سے پانچ کوس پہ میرا قلعہ ہی وہان تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ نجم قزاق قلعۂ قزاقان پر تشریف لائے قزاق نے بڑی دھوم سے دعوت کی روشنی کرائی طائفے عمدہ بلائے ایک نازنین نہایت شایستہ یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

قید تا چند کنی ای ستم ایجاد مرا — یا بکش بہر خدا یا بکن آزاد مرا

آنکہ گاہے بغلط ہم نکند یاد مرا — کی کند از غم و اندوہ دل آزاد مرا

ناصحا تو سر خود گیر کہ دل در کف تست — چون نہ فریاد کنم دل ز کف افتاد مرا

حیف آن وعدہ فراموش نہ یادم فرمود — گاہ یک پرچۂ کاغذ نہ فرستاد مرا

من و تو ہستیم و بزم طرب از غیر تہی — ہست این وقت خدا داد چہ ارشاد مرا

روے گل با پیرہن خویش چگو نہ بینیم — بندہ ور دہ ام بنو دست چو صیاد مرا

مہربان شد بت مغرور بحال زارم — کار با نالہ و فریاد چہ افتاد مرا

توسن خود بہ سر قبر منش جولان داد — کرد برباد چہ سان شوق پریزاد مرا

بوسہ ہا داد بہ غیر آن بت شیرین حرکات — کشت از دشنۂ حسرت ستم ایجاد مرا

مینماید بہ چمن نغمہ سرائی آن گل — ہمچو بلبل بہ چمن نالہ و فریاد مرا

ای شفا ہست غم یار بہ قول صائب — کی کشاید بہ چمن خاطر ناشاد مرا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو نجم خدمت سے جدا ہوا بادشاہ سوچے کہ اوسعد اِس قزاق کی رفاقت سے کیا نفع ہوگا اپنے گھر کی سلطنت چھوڑدی ہر چند کہ آرام ملیگا مگر یہ آرام بدتر از غم عالم ہی یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے قزاقون نے پوچھا کہان تشریف لیجائیے گا بادشاہ نے فرمایا مین شکار کھیلکر ابھی آتا ہون شکار کے حیلے سے نکلے کوہ و دشت طے کرکے دن بھر اسی صحرا مین گذرا قریب شام سامنے ایک باغ کے پہونچے کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق وا تھا

اُس باغ مین تشریف لاے باغ نہایت سرسبز و شاداب ہر چمن لاجواب چہار طرف سیر دیکھتے ہوے بارہ دری مین آئے دیکھا ایک میز پر کھانا چنا ہوا ہو بلکہ دھوان نکل رہا ہو کل میوہ جات صراحیان پانی کی جام ہاے بلورین شراب مقفول سب اسباب عیش اُس مقام پر موجود ہو بادشاہ نے بیٹھکر خاصہ نوش کیا مسند پر آکے آرام کیا شب بھر سوئے صبح کو اُٹھکر نماز پڑھی چاہا مرکب پر سوار ہوکر نکلون کہ سامنے سے کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک جوان خوش رو وپشت مرکب باد رفتار پر سوار گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہو بادشاہ کو دیکھکر آواز دی او جوان تو کون ہو کہ بلا تکلف میرے مکان مین آیا اور کھانا ہمارا کھایا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ کھانا کسکا ہو منم فیروز زہر خوار یہ کہکر نیزہ مارا بادشاہ سے نیزہ چلنے لگا مگر بادشاہ نے خیال کر کے دیکھا کہ نیزہ بازی بہ تکلف کر رہا ہو ہر مقام پر بادشاہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکالون مگر فیروز اپنے کو بچاتا ہو اب بادشاہ کو یاد آیا کہ یہ وہی پہلوان ہو کہ تجم نے جسکا ذکر کیا تھا پھر بھر کامل بادشاہ سے نیزہ چلا مگر یہ تو فرزند صاحبقران ہین کا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے فیروز کے نکلگیا نیزہ نکلتے ہی وہ گھوڑے سے پھاند پڑا کہا اے شہریار مجھکو ثابت ہوتا ہو کہ آپ فرزندان صاحبقران سے ہین مین حضور سے کشتی لڑونگا مجھپر ثابت ہوا کہ فنون سپاہ گری مین حضور سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا بادشاہ نے فرمایا مین بادشاہ لشکر اسلام ہون سعد بن قباد میرا نام ہو نام نامی سنکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کرسکون آپ ہی لوگون کی ملاقات کی ہوس مین اپنے ملک سے نکلا ملک موروثی میرا ملک سمرقند ہو بلند خان سمرقندی میرا چچا تھا جب شباب ہوا تو اُسکی دختر ماہ رخسار پر عاشق ہوا یہ وہ بہ پردہ نامہ وپیام ہونے لگا ایک روز ایک خط پکڑا گیا بادشاہ نے فرمایا کہ فیروز کا سر لاؤ مین خوف جان سے نکل بھاگا اس باغ مین آکر سکونت کی ہمیشہ مشتاق رہتا تھا کہ فرزندان امیر

ہین سے کسی سے ملاقات ہو جس زمانے ہین رستم فرنگ گئے ہین اُنکا یہان گذر
ہوا اُنھون نے مجھے زیر کیا تھا اور یہ نصیحت کی تھی کہ کسی فرزند صاحبقران
سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ زیر ہوگے مین نیزہ بازی کر کے آپ سے سمجھ گیا سالہا سال
مجھکو تڑپتے ہوے گذرے یہا ںسے چند منزل پر ملک سمرقند ہی حضور تشریف
لے چلین اول معشوق دلوائیے مین یہ خواب مین دیکھ چکا ہون کہ فرزند امیر
مدد کریگا بادشاہ نے کہا او فیروز مین تیرے ساتھ چلونگا اور تیری شادی بڑی
دھوم سے کرونگا یقین تو ہی کہ جس وقت بلند خان سمرقندی سُنے کہ بادشاہ
لشکر اسلام آتے ہین فوراً آکر قدمبوس ہو کہ دادا جان اُس ملک کو فتح کر چکے
ہین فاقولہ سمرقندی و مرغولہ سمرقندی اُسکے عیار رہین یقین ہی کہ میرے عیار
فیروزہ بن عمرو کی خاک پا کو آنکھون سے لگائین کیونکہ یہ اُنکا اُستادزادہ ہی
شبکو بادشاہ اُسی باغ مین رہے فیروز نے بڑی دھوم سے دعوت کی بیرون
باغ اکر آوازدی چالیس جوان قوی من قوی تن اور آئے وہ بھی شریک
صحبت ہوے رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ سوار ہوے فیروز کو ساتھ لیکر
طرف سمرقند کے روانہ ہوے بادشاہ سمرقند بلند خان سمرقندی تخت پر
بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا اے شہریار سعد بن قباد بادشاہ
لشکر اسلام ہمراہ فیروز زہر خوار تشریف لاتے ہین نام بادشاہ سُنکر بلند خان
تخت سے اُٹھا فوج کو ساتھ لیکر براے استقبال چلا راہ مین آکر بادشاہ کو
سلام کیا بادشاہ نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بلند خان سمرقندی
نے عرض کی کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا اور یہ پہلوان کہان سے ساتھ
ہوا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ اے بلند خان مین خاص اِسیکے
واسطے آیا ہون ہرچند مین نے سُنا کہ تمکو یہ فعل ناجائز بہت ناگوار تھا مگر اِسکو
بہ دامادی قبول کرو یہ ہمارا فرزند ہی بیٹی تمھاری ہماری بہو کہلائیگی بلند خان
نے عرض کی اگر حضور کا فرزند ہی تو مین اِسکا بھی تابعدار ہون فیروز زہر خوار

خوشی سے جامے مین نہ سماتا تھا جی مین کہتا تھا کہ ایسا بادشاہ جمجاہ اور رعب داب ایسے حقیر کو اپنا فرزند کہے ایسی ہی پرورش رستم بھی فرماتے تھے آخر فرزند قباد ہین بلند خان سے کیا کلمہ کہا کہ وہ انکار نہ کر سکا چالیسون جوان چہار جانب سے گھیرے ہوے فیروزہ بن عمرو قنتورہ زربفتی لگاے ہوے رکاب سے لپٹا ہوا ہی قریب قلعے کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے دنا دنے کی آواز آئی فاقولہ ومرغولہ مع تین سی پیک بچون کے حاضر ہوے فیروزہ کے گرد پھرنے لگے اور ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ آج بعد مدت مدید نقشہ اُستاد کا دیکھا روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہی بادشاہ جو قلعے مین آئے تمام دوکاندار وکل رعایا جھک جھک کے سلام کرتے تھے بادشاہ دونون ہاتھون سے سب کا سلام لیتے ہوے دار الامارۂ شاہی مین آئے بلند خان نے طائفے بلواے بادشاہ تخت پر بیٹھے سامنے بادشاہ کے ایک رنڈی خوش گلو وخوش الحان موسوم بہ بستی جان آئی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ آوازہ بلند گانے لگی نظم

ای دل زار مبر بہ در دلدار مرا
بنمائید بمن چہرۂ دلدار مرا
باز ہرگز نہ وہم دل بکدامی دلبر
تا صحا این ہمہ مخروشش چہ میدانی تو
بسکہ ناخن بہ جگر میزندم یاد کسے
غیر ہمدم شد و تیغ نگہش خون ریزست
جاے دل پارۂ آتش بہ کنارم گویاست
بہ خدا ہر دل من نیست زجورش رنجے
یاد آن نرگس بیمار شفا چند کنی

خوف دارم کہ نہ بدنام کند یار مرا
میکشد ورنہ زجان حسرت دیدار مرا
دوستان گر بہ کف آید دلم این بار مرا
گرچہ ہا ہست بدل زان بت عیار مرا
نہ قرار است بہ خانہ نہ بہ گلزار مرا
بارتیغ کشتنِ من کیست ستمگار مرا
بسکہ سوز لیست بدل از غم دلدار مرا
غم ہمین ست کہ طعنہ دہد اغیار مرا
بر سر خاک فگند ست چو بیمار مرا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا اسی ہنگامے مین بلند خان نے وزرا کو حکم دیا

کہ سینے پہ فیروزہ کے ترنج خوشبوئی لگاؤ بیٹی اسکی فتانہ زہرہ جمال جھروکون سے
یہ سب معاملہ دیکھ رہی تھی اسکے سامنے جو فیروزہ کے سینے پر ترنج خوشبوئی پڑا
اور آواز مبارک کیا دبلند ہوئی جھک کر دیکھنے لگی فیروزہ کو دیکھا چہرہ سرخ ہو رہا
ہے اُدھر سے نگاہ جو پلٹی بادشاہ جمجاہ کو دیکھا کہ تاج شہریاری برسر چار تسب
شہنشاہی در بر سپر و شمشیر حمائل تخت پہ جلوہ فرما ہین حیران جمال محو دیدار ہوئی
کنیزون سے کہنے لگی ماشاء اللہ کیا صورت زیبا پروردگار نے عطا کی ہے کس
رعب و دبدبہ سے بیٹھے ہین دیر تک جمال جہان آرا دیکھا کی اب خیال مین ہے
کہ کیا تدبیر کرون کہ جو ان تک پہونچون اس خیال مین اپنے مقام سے اُٹھی اور
کوٹھے پہ آکے ٹہلنے لگی قضاے کار دیو نہنکال کہ سامنے کوہ پہ رہتا ہے اُڑا
ہوا جاتا تھا ملکہ کو دیکھکر پسند کیا اُٹھا کر لے چلا کنیزین غل مچانے لگین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ او صاحبو غضب ہوا دیو نہنکال ملکہ کو لیے جاتا ہے بادشاہ دربار
مین بیٹھے تھے یہ آواز کان مین فیروزہ کے جو پڑی بادشاہ اُسکے بعد اُٹھے پہلے
فیروزہ اُٹھکر باہر آیا دیکھا کہ دیو پنجے مین دباے ہوے ملکہ کو لیے جاتا ہے للکارتا
ہوا جھپٹا دیو پہاڑ پہ آکے اُترا ملکہ کو ہاتھ سے رکھا کہ فیروزہ برکوہ پہونچا
للکارا کہ او بھیا مین ابھی بالاے کوہ آتا ہون یہ کہکے گھاٹیان طے کرنے لگا کہ
نہنکال نے کئی ہزار من کی سل فیروزہ پہ پھینک ماری فیروزہ نے چاہا بچون
مگر وہ پتھر اسقدر گران تھا کہ اسکے روکے سے نہ رکا سر پر پڑا پر اچھا ہو گیا
بادشاہ نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے للکارے
کہ او نا معقول یہ کیا حرکت کی پہاڑ سے تو اُتر تو نے میرے رفیق کو کیون
مارا نہنکال کود پڑا بادشاہ پہ حملہ کیا بادشاہ نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا
کہ منھ کے بھل زمین پر گرا اُٹھکر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تیسرے پیچ پر بادشاہ
نے اُکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال
اسلام کیا نہنکال نے کہا اے بادشاہ جمجاہ مین خداوند اس الشیاطین کو ہرگز

نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سینہ سے اُٹھکر دیو کو چیر کر پھینکدیا بلند خان آیا بیٹی کو اپنی
پہاڑ سے اُتارا اُسکو گریان پایا پوچھا کہ ای نور نظر ہر چند کہ مین نے بہ خوشی تجھکو
منسوب کیا تھا مگر شوہر تیرا مارا گیا مین مجبور رونا چاہ رہا ہون مگر اب مین بادشاہ سے
عرض کرونگا اگر اُنھون نے خدمت مین قبول کیا تو انشاء اللہ شرف حاصل ہوگا
یہ کلمات اپنے باپ سے سنکر فتانہ زہرہ جمال کا رونا موقوف ہوا ایک ٹھنڈی
سانس کھینچکر یہ اشعار سنائے **نظم**

روئے جو کہین دیدۂ نمناک تہ خاک
کشتے جو تری تیغ تغافل کے ہین قاتل
کیا لیگئے ساتھ اپنے بجز حسرت و ارمان
آہون کا دھوان قبر مین عاشق کی جو اُٹھے
ہو نوح کے طوفان کا یقین خلق مین سب کو
اعجاز سے سوسن کا درخت اُس ہی سے ہو پیدا
کیا ڈر ہو شفا قبر کی تعذیب سے مجھکو

نم حشر تک اپنی بھی رہے خاک تہ خاک
آرام سے سوئین وہ بھلا خاک تہ خاک
دارا و سکندر جم و ضحاک تہ خاک
پیدا ہون یقین ہی ابھی افلاک تہ خاک
روئین جو کہین دیدۂ نمناک تہ خاک
رکھے جو وہ مستی بھری مسواک تہ خاک
حامی ہو مرا صاحب لولاک تہ خاک

بادشاہ چپ ہو رہے جب دربار مین آکر بیٹھے تو بلند خان دست بستہ اُٹھا
اور قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آج مارے جانا فیروز کا کسقدر
شاق ہوا لیکن اب کنیز حضور کی کہان بسر کرے آرزو رکھتا ہون کہ حضور
اُسکو سرفراز فرمائین بادشاہ نے سر جھکا لیا بلند خان نے اُسیوقت تریخ خوشی
بجنے پر لگایا آواز مبارکبادی بلند ہوئی کنیزین دوڑی ہوئین سامنے فتانہ زہرہ جمال
کے آئین عرض کی کہ مبارک ہو بادشاہ اسلام نے آپ کو قبول کیا اور بادشاہ
چاہتے ہین کہ بڑی دھوم سے شادی کرون دروازے خزانے کے کھولدیا
تیاریان ہو رہی ہین بادشاہ نے فرمایا ای بلند خان تم تو یہ تیاری کرو اور
مین بر سر راہ ہون چاہتا ہون کہ طرف دریاے قلزم کے جاؤن اور مبتلا
دام عشق بھی ہون دیکھیے انجام کیا ہو بلند خان نے کہا مین تین دن مین سب

سامان کرونگا بہت جلد حضور کو فراغت ہوگی مین بھی اپنے مقام پر نمز کرونگا
کہ صاحبقران زمان کا سمدھی ہون بہت جلد تدبیر کرونگا بڑی دھوم دھام
سے سامان انجھا کیا بادشاہ لباس زعفرانی پہنکر تخت پر بیٹھے ہین کہ چند ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار ضرغام فیل در پہلوان زبردست تین
لاکھ فوج سے قریب آکر اُترا ہی اور بلند خان سمرقندی کو اُسنے پیام بھیجا ہی
کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھسے کرو کہ ایلچی آیا نامہ دیا بادشاہ نے نامہ لیکر چاک کر ڈالا
ایلچی روتا ہوا سامنے ضرغام فیل در کے آیا عرض کی اے شہریار جن بادشاہ کے
ساتھ شادی ہوتی ہی اُنھون نے نامہ آپ کا چاک کر ڈالا مگر مہتر اندیشہ جہانگرد
اُسکا عیار اُسکو تسکین دے رہا ہی کہ مین دُلھن کو لے آؤنگا وہ چالیسون جوان
بھی حاضر خدمت ہین مگر واسطے فیروزہ کے بہت بیقرار ہین چاہتے ہین بادشاہ
پر جان نثار کرین بادشاہ یہ خبر سُنکر تخت سے اُٹھے بلند خان سے کہا فوج
تیار کرو بارہ ہزار جوان تیار ہوے سب کو لیکر بادشاہ مقابلۂ ضرغام مین
آکر اُترے عیار اِسکا مہتر اندیشہ جہانگرد اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ اے شاہ
مین نے سُنا ہی کہ عیار بادشاہ کا فرزند عمرو ہی اُسکو دھوکا دون اور عروس کو
چرا لاؤن یہ کہکے چلا لشکر اسلام مین آیا بادشاہ مقابلے مین آکر اُترے ہین
کہ اندیشہ جہانگرد لشکر کی سیر کرتا ہوا بارگاہ مین پہونچا بادشاہ کو تخت پر پایا
فیروزہ بن عمرو کرسی پر بیٹھا تھا اندیشہ نے آکر سلام کیا عرض کی اے شہریار
مین حضور کو اطلاع کرنے آیا ہون کہ مین شب کو دُلھن کو چرا لیجاؤنگا فیروزہ
نے کہا کیا مجال انشاء اللہ تعالیٰ سر دربار آکر تجھکو جوتیان مارونگا اور لباس
تیرا اُتروالونگا اندیشہ اُٹھا فیروزہ سے رخصت ہوا لشکر مین آکر ضرغام سے
ذکر کیا کہ فرزند عمرو سے مجھسے شرط ہوئی ہی اور اُسنے وعدہ کیا ہی کہ سر دربار
آؤنگا کیا مجال ہی کہ یہان آسکے یہ کہکے عیارونکو حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے
رہو درخت سامنے کے کٹوا ڈالو کوئی سامنے سے آکر آئے تو تم اُسکو دیکھو

پھرا چوکی بہت قاعدے سے رکھنا یہ کہکر آپ آگے کو توالی چبوترے پر بیٹھا مگر یہان بعد جانے اندلیشہ کے بادشاہ نے پوچھا ای فیروزہ کیا تدبیر کروگے فیروزہ نے عرض کی حضور جو کہا ہی وہی کرونگا یہ کہکے فیروزہ اُٹھا طرف لشکر کفار کے چلا قاقولہ و مرغولہ نے عرض کی مرشد زادے برائے عیاری جاتے ہو ہم بھی چلین فیروزہ نے کہا آج شب کو مین نے قبلہ و کعبہ کو خواب مین دیکھا ایسی عیاری تعلیم کر گئے ہین کہ سر وربار اُسکو جوتیان مارونگا فیروزہ صورت بدلکر نکلا مگر یہان اندلیشہ کو توالی چبوترے پہ بیٹھا ہی سات سو پیک بچے پشت پر چند شاگرد کنارے پر لشکر کے پہرا دے رہے ہین آمد و روند کو آنے جانے نہین دیتے جو لشکر سے نکلا اُس سے کہدیا کہ اب پلنکر نہ آنا جنکو جاتے بوجھتے ہین اُنکی بھی آمد و رفت موقوف ہی پہر دن آچکا ہی کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر ضعیف و نحیف ترنج ہاتھ مین چلا آتا ہی کہ عیارون نے پکار کر کہا آپ کون صاحب ہین اُسنے جواب دیا کہ ہم تمہاری مدد کو آئے ہین جس دشمن کا تمکو بہت بڑا خوف ہی مین اُسکی فکر مین آیا ہون دم بھر مین گرفتار کرونگا مدت سے فکر مین تھا مگر موقع نہ ملتا تھا عیارون نے جو یہ باتین خیر خواہی کی سنین قریب اُس ساحر کے آئے اور آکر قدمونکو بوسہ دیا کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہا میرا نام برقان جہان سکیہ پیا ہی علم نجوم و کہانت مین بھی دخل رکھتا ہون کوئی مقام ایسا نہین کہ جہان پر مین نہین گیا خداوند لقراط کا بچپنا یاد آتا ہی باپ قدرت کے میان مرزنجوش عابد کش زاہد فریب والدہ اُنکی ایسی خانمان خراب کہ کسی بات مین بند نہین مین مدت سے جانتا ہون اُنکی بچپن کی کرامتین لڑکون مین کھیلنا اور لڑکون کی شوخیان کسی نے دھول ماردی کسی نے لنگوٹی کھولدی کوئی لڑکا قدرت کو بہلا کر پیسہ دو پیسہ دیکر کسی کونے مین لیجانے کا قصد کرتا تھا تو قدرت جانے سے احتیاط کرتے تھے لڑکون مین آوارہ ہوجانے کا خیال تھا اسی باعث سے

لڑکے دھول مار کر لنگوٹی کھولدیتے تھے قدرت رونے لگتے تھے کونے کونے چھپتے پھرتے تھے ہم اُسوقت کے دیکھنے والے ہین اب سامری وجمشید نے یہ دن دکھایا کہ قدرت قصر عشرت مین بیٹھکر خدائی کرنے لگے ہم ہمیشہ سے قدرت کے ساتھ رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرغام فیل ور لشکر کشی کرکے آئے ہین اور اندلیشہ جہان پیما اُنکے ساتھ ہین میرے پاس تمھارے اُستاد کی تصویر ہی ہزار برس ہوے کہ ایک روز غارہ افراسیاب مین ذکر آیا کہ مسلمانون کا خاتمہ کیونکر ہوگا غارہ افراسیاب مین اُس روز بڑے بڑے لوگ جمع تھے سینے ملکر حکم لگایا کہ فلان سرزمین پر خاتمہ ہوگا جسکو خیال سکندری کہتے ہین اور اندلیشۂ جہان پیما وضرغام فیل ور خروج کرکے آوینگے یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کا ایک بیٹا دعوی کریگا دعوی اُسکا باطل ہوگا کیونکہ عجب مہمل بات کہی ہی کہ کپڑے اُتار لونگا اور جوتیان مارونگا سر دربار و سر بازار ایسا کوئی دیوانہ ہی کہ کپڑے اُتار دے اور سر جھکا دے کہ جوتیان ماردو اور پہچان نہ سکے عیارون نے کہا ہمارے اُستاد والا گہر راہ چلتے کو پہچانتے ہین عمرو کے فرزند کی کیا مجال ہی کہ کوئی فقرہ کر سکے مگر آپ بیٹھ جایئے تو ہم کرسیان لائین یہ کہکے شاگرد دوڑ پڑے وہ باتین کرتے رہے دو کوتوالی چبوترے پر پہونچے جاکر اندلیشہ کو سلام کیا کہا اُستاد غارہ افراسیاب سے ایک ساحر آیا ہی جو ہزار برس اُدھر کی خبر دیتا ہی قدرت کا بچپنا اُسے یاد ہی اور کہتا ہی کہ عمرو کی تصویر مجھے دکھاؤ تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن اور یہ لڑکا تو سب فرزندون مین حقیر ہی اسکو تو ابھی اُٹھائے لاتا ہون باپ اِسکا طماع ہی یقین ہی یہ بھی طماع ہو اسی پہلو پر مین گرفتار کرونگا اندلیشہ نے جو یہ سُنا شاگردون سے کہا یہان کیون نہ لائے شاگردون نے کہا اُستاد آپ ہی کا حکم ہی کہ آج کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے اسوجہ سے وہین روکا مگر آپ ضرور تشریف لے چلیے اندلیشہ جو اُٹھا تین سو بیک بچے اِسکے ساتھ ہوے کرسیان سبھون نے اُٹھالین لیکر چلے

اندلیشہ کنارے پر لشکر کے آیا دیکھا ایک ساحر سیاہ فام جٹائین چھوٹی ہوئین
بسبب کبر سن کے پلکین تک سفید جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی ایک لنگ کھاروے
کا باندھے ہوے اندلیشہ کو جو آتے ہوے دیکھا چشمہ جو گلے مین پڑا ہوا تھا
اُسکو لگا کر دیکھا شاگردون سے کہا لو مہتر والا گہر آتے ہین اب سب کام مجھے
بن پڑیگا کھڑے کھڑے اُس لونڈے کو لاؤنگا سر دربار قتل کیجیے کیا سمجھ کے
اُسنے دعوی کیا ہو شاگرد کہہ رہے ہین حضور عیارون سے مقابلہ کرتے کرتے
دلیر ہو گئے ہین ساحرون کو مارا اب دیکھیے بادشاہ خروج کر کے نکلتے ہین
کیا انجام کار ہو ساحر نے کہا اِسی ملک پر اِنکا خاتمہ کر کے صاحبقران کو بھی
لاؤنگا عمرو کو بھی گرفتار کرونگا سب سن سُنکے خوش ہو رہے ہین کہ اندلیشہ آکر
پہونچا ساحر نے سلام کیا اندلیشہ نے سر ہلا کر سلام لیا اُسنے بڑھکر کہا صاحبزادے
ہاتھ نہین اُٹھاتے ہو بڑا تمکو غرور ہی اِسی غرور کی وجہ سے عنطلی آباد تباہ
ہوا ہین اُس زمانے مین غار افراسیاب مین تھا ہوشربا کے زمانے مین
بھی قصد ہوا مگر نہ جا سکا آج کچھ ایسا دل مین خیال ہوا کہ اندلیشہ جہان پیا
ایسے عیار سے مقابلہ ہی ضرور چلنا چاہیے اندلیشہ نے کرسی پر بٹھا لیا اور کہا کہ
آپ نے اپنا نام کیا بتایا ساحر نے کہا اصل مین نام نو جہان گرد ہی کوئی
مقام ایسا نہین کہ جہان نہین گیا سب مقامون پہ پھرا مگر اب جوش و خروش
مین آیا ہون بر قان خلیفہ گلے سے ملا فیروزہ نے گلے کا اُسکے مالا اُتار لیا مگر اُسکو
خبر نہ ہوئی اندلیشہ نے بہت تسکین دی کہا ہمارے افسر صاحب بڑی خاطر
کرینگے وہ صاحب زور پہلوان زبردست ہین بھلا اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہی
ایسے ایسے پہلوان مارے کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین کسکی مجال ہو کہ اُنسے
مقابلہ کرے یا آنکھ ملاے ساحر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے مگر بسبب کبر سن کے
اُٹھ نہین سکتے کانپکر کھڑے ہوے کہا کہ اب جاتا ہون اُس چھوکرے کو
لیکر آتا ہون تم اِسی مقام پر ٹھہرو اندلیشہ ٹھہر رہا فیروزہ جست و خیز کرتا ہوا

نکلگیا شاہراہ پر جاکر ٹھہرا اُدھر سے ایک گنوار آتا تھا لپک کر اُسکو حباب مار ادہ
بیہوش ہوکر گرا اُسی مقام پر بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اپنی صورت کا
بنایا پشتارہ دوش پر لگایا اور لیکر چلا سامنے اندیشہ کے پہونچا عیارون نے
بڑھکر خبر دی کہ دیکھیے حضور فیروزہ کو پکڑ لاے حقیقت مین انکا کیا کہنا اندیشہ
نے حکم کیا کہ تخت روان لاؤ تخت روان پر اِسکو سوار کرو جہانگرد کو تخت پر سوار
کیا اور پاے پر تخت کے ہاتھ رکھ لیا عیارون نے بڑھکر ضرغام کو خبر دی کہ
اسطرح پر غیب سے ایک ساحر آیا ہی نقط خداوند لقا کا پرستار ہی لیکن ایسا
واقف کار ہی کہ قدرت کے چھپنے کی خبر دیتا ہی ضرغام نے کہا یہان دربار مین
لاؤ عیارون نے کہا آتے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے ضرغام نے
دیکھا سوار و پیدل گھیرے ہوے میان ساحر تنے بیٹھے ہین پشتارہ فیروزہ کا
رکھا ہوا ہی مشکین اُسکی بندھی ہین مگر اسطرح بندھا ہی کہ کھل نہین سکتا تخت کو لیے
ہوے کہار آتے ہین ہر سردار بڑھ بڑھ کے پوچھتا ہی میان ساحر صاحب یہ مکار
کہان ملا ساحر نے جواب دیا کہ اپنے لشکر کی طرف سے اِسی جانب آتے تھے
کہ مین اُٹھا لایا کئی سو پیک بچے دوڑے مگر مین نے آواز دی کہ کیون
تمھاری شامتین آئی ہین بس اپنے مقام پر ٹھہرو یہ کہکے ایک گولہ جو پھینکا تو
چند شخص اُنمین سے تھرانے لگے بعض منھ کے بھل گرے چند کو چند نے قتل
کیا ہین اسکو لیکے آیا ضرغام بھی اپنے مقام سے اُٹھا دربار گاہ تک آیا تخت سے
اُتارا ساحر نے فیروزہ کا پشتارہ اُٹھا لیا اور ونکو منع کرتے ہین کہ یارو تم نہ
ہاتھ لگانا ورنہ ہوشیار ہو جائیگا یہ بلاے روزگار ہی یہ بڑا عیار ہی سو دو سو
سے لڑ کر نکلجائیگا پھر اِسکو کون پائیگا ضرغام نے کرسی دی ساحر صاحب کرسی پر
بیٹھے اندیشہ نے کہا کیون میان جہان گرد اب اِسکو قتل کرین ساحر نے کہا
ایک بات مشکل کی ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے اِسکے بھائی بند ہین
اگر وہ خبر سنین گے تو فوراً آوینگے اور تو کسی کا خوف نہین مگر ایک عیار شاگرد

عمرو بلا سے روزگار ہی اُسکے بغدے سے ساحر نہین بچتے اے اندیشہ جہان پیما اسکی اور تدبیر ہی جب غار افراسیاب مین تھا تو ایک دن شب کو ایسا بوجھ بات کیا کہ سامری و جمشید خواب مین آئے مجھکو ایک بوتل دی اُسمین وہ روغن ہی کہ جو اسفندیار کے لگایا گیا تھا جس سے روئین تن ہوا اِسیوجہ سے مین وہ بوتل لیتا آیا ہون ہر چند کہ اب تم لوگون کو اعتقاد لقراط کا ہی مگر وہ خداوند قدیم ہین لقراط اُسکے ندیم ہین اِس کمال کو دیکھیے کجا زردشت نے یہ شیشہ بنایا اُس شیشے کو اُٹھا لائے مجھے عنایت کیا تم مہتر صاحب کپڑے اُتارو مین وہ روغن لگاؤن اگر دس مہتر قران خنجر اور تلوارین مارین تو تمھین تاثیر نہ ہو اندیشہ نے خوشی خوشی کپڑے اُتارے ساحر نے لیکر اپنے پاس رکھے اور جھولی سے بوتل نکالی سب نے دیکھا کہ اُسمین ایک روغن سرخ ہی اُسکو بدن پر اندیشہ کے لگایا سر مین بھی بہت سا ملا کہا ذرا ٹہلو ہوا لگے اچھے ہو اندیشہ ٹہلنے لگا ہوا جو لگی بدن مین کھجلی پیدا ہوئی اندیشہ نے کہا مرشد جی سر بہت کھجاتا ہی فیروزہ نے کہا ایک جوتہ اُٹھا دو شاگردون نے جوتہ اُٹھا دیا فیروزہ نے جوتہ لیکر ایک دھڑا کا دیا پوچھا کچھ کھجلی کم ہوئی اندیشہ نے کہا اُستاد کھجلی کی ترقی ہوتی جاتی ہی فیروزہ نے اور پانچ سات جوتیان سر پر لگائین اور پکار کر کہا یارو سامنے سے ہٹ جاؤ ہوا کو نہ روکو عیار سامنے سے ہٹ گئے جب خوب جوتے فیروزہ مار چکا تو اُٹھکر کہا مین جنگل سے پتے لے آؤن مگر یہ پرچہ کاغذ کا دیے جاتا ہون اِسکو کسی وقت پر پڑھنا اندیشہ نے کہا جلد جائیے اب مجھے تاب نہین ہی یہ سنتے ہی فیروزہ بہ سہولیت تمام دربار سے نکلا شاگردان اندیشہ خود کہ رہے ہین کہ جلد جا کر پتے لائیے ہمارے اُستاد بہت بیچین ہین فیروزہ نے کہا تم لوگ کیا جانو یہ کھجلی نہین ہی بدن پختہ ہوتا ہی کوئی لوہا اِس بدن کو نہ کاٹے گا گھڑی بھر کی تکلیف سہی عمر بھر کو راحت ملتی ہی اور کپڑے یہ کہکر لے نکلا کہ اِن کپڑون پر پتیونکا رس ڈالونگا یہی لباس

بجاے خود وبکتر کے ہو جائے گا کہ اس پر کوئی شئ تاثیر نہ کریگی یہان دربار مین چرچے
ہو رہے ہین کہ اب بڑے میان آتے ہونگے فیروزہ ہنستا ہوا طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوا یہان اندلیشہ فرش خاک پر لوٹ رہا ہے پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین
دبا ہوا ہے ایک ساحر نے کہا استاد وہ پرچہ تو لائیے پڑھین شاید کچھ علاج لکھا ہوا
ہو اب جو کاغذ کھولا یہ خط جلی مرقوم پایا کہ او اندلیشہ یہ اندلیشہ نہ کر کہ قبلہ وکعبہ یہان
نہین ہین منم فیروزہ بن عمرو لباس بھی تیرا لیگیا سر دربار جوتیان بھی مارین مگر او
بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی اب بہتر یہ ہو کہ آکر دین اسلام وملت بیضا قبول کر ورنہ
انشاء اللہ اس سے زیادہ ذلیل کرونگا اگر چاہتا تیرا سر کاٹ لیتا دن دہاڑے
یہ نوبت ہوئی کہ ہمکو کوئی نہ روک سکا تم آپ ہمکو لشکر مین لیگئے اب اگر نہ آئیگا
تو بڑا رنج اٹھائیگا اندلیشہ نے جو یہ مضمون سنا غصے مین کانپنے لگا اور ضرغام
نے بھی حکم دیا کہ اسکو سامنے سے نکالو دیکھو اوبھیا فرزند ان عمرو ایسے ہین کہ
جو زبان سے کہا وہی کیا اندلیشہ نہایا دھویا بدن پر سیاہ دھبتے پڑ گئے منھ کالا
ہو گیا اندلیشہ جھلا کر یہ کہنے چلا کہ یا غلام اپنی جان دیگا یا فیروزہ کا سر لائے گا
اگر ہاتھ پڑ گیا تو عروس ہی کو لاؤنگا یہ کہتا ہوا چلا یہان بادشاہ اسلام دربار
مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے ہنستے ہوے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دیتا ہے بادشاہی
بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سرخ تا بد چو روشن چراغ +
نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو اور
دشمن کو سوز و گداز ہو آج تو شاطر نے حضور کے وہ عیاری کی کہ اگر خواجہ
ہوتے تو داد دیتے دشمن کے عیار کو سر دربار ذلیل کیا جوتیان مارین لباس
اسکا لے آئے اور لطف یہ تھا کہ عیار نے خود کہا کہ اب جائیے بفراغت وہ
وہان سے نکل آئے کسی نے نہین روکا یہ ذکر تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی
فیروزہ بن عمرو ہنستا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے خلعت منگوا کر دیا اور فرمایا
کہ اے فیروزہ آج تو بڑا کام کیا یہ عیاری تو خواجہ عمرو کو زیبندہ تھی کہ اسکے پاس

تحفہ جات موجود ہین فیروزہ نے کہا اُنھین کا تصدق تھا کہ یہ عیاری مجھسے بن پڑی حقیقت مین وہ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین شب کو اِسی خیال مین خواب نہ آتا تھا ذرا جو آنکھ بند ہوئی تشریف لاے یہ عیاری تعلیم کر گئے مگر فرمایا تھا کہ ای فرزند بہت ہوشیاری کے ساتھ جانا اور بہت ہوشیار رہنا اور ای فرزند یہ کام بڑی دلیری کا ہی تب یہ عیاری بن پڑیگی بادشاہ نے پھر بہت بھاری خلعت دیا افسر سرہنگان خطاب دیا فیروزہ نہال ہو گیا عرض کر چکا ہون کہ بادشاہ لباس برنگ زعفرانی پہنے ہین مگر فیروزہ سے فرمایا کہ اِتنا بڑا کام کر آئے ہو اب ذرا ہوشیار رہنا مگر اندیشہ جہان پیما نہایت غصے مین لشکر اسلام مین آیا ایک ضعیفہ کی شکل بنکے پھرنے لگا مگر فیروزہ بن عمرو سرشام دروازے پر عروس کے آیا فرزندان عمرو سے محلات مین کچھ پہرہ نہین ہی کہا مین عروس سے کچھ کام کرونگا محل مین آیا چند ساعت ملکہ سے تخلیہ رہا محل سے نکلا اپنے خیمے مین جا کے سویا فاقولہ و مرغولہ نے عرض کی کہ مرشد زادے آپ اِتنا بڑا کام کر کے آئے ہین عیار دشمن ضرور آئے گا اگر حکم ہو تو انتظام کرین فیروزہ نے کہا بھائیو جا کر چین سے آرام کرو پہرہ دار نگہبان ہین فاقولہ و مرغولہ طلاے پر ہین مگر اندیشہ پھرتا ہوا دولت عروس پر پہونچا ساچق اور مہندی کی آج تیاری ہی اور ہزارہا کنیزین دروازے پر پھر رہی ہین ایک کنیز کو اندیشہ نے تاکا اشارے سے اُسکو بلایا جب وہ قریب آئی کہا بوا مین بھوکی پھر رہی ہون کچھ کھانا مجھکو دلواؤ کنیز دوڑی ہوئی گئی اندر سے ایک رکابی پلاؤ کی لا کر دی کہا لو یہ تم کھا لو کچھ اندیشہ نہ کرو یہ جھوٹا کھانا نہین ہی اندیشہ نے کہا ذرا کنارے آسیے نخل کے نیچے بیٹھکر کھاؤن جب وہ کنیز کنارے آئی تو اندیشہ نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اُسی کنیز کی شکل بنکر دروازے پر آیا حکم احکام کرنے لگا کہا ارے یاروخوان لاؤ تیاری کرو مہندی جائیگی چند ساعت دروازے پر بیٹھا مگر دل کانپ رہا ہی جو کنیز سامنے آتی ہی ڈرجاتا ہی کہ فیروزہ

نہ آجاے کیا کمبخت بلا کے عیار ہین غضب کی عیاری کر گیا دن وہاڑے آیا جوتیان
مار گیا کہ ابتک بھیجا تپک رہا ہی سر سہلاتا ہون آخر دل مضبوط کر کے اندر گھسا جس
خیمے مین ملکہ تعیین رہان کہتا ہوا آیا کہ صاحبو دُلھن کی کسیکو فکر نہین آج شام سے
کچھ نوش نہین فرمایا حجلہ مین آکر کچھ میوہ پیش کیا دُلھن نے کھایا کھاتے ہی بیہوش
ہوئی اندلیشہ نے فورًا اپشتارہ باندھا مگر اب حیران ہی کہ کدھر سے لیکر نکلون یہ
سوچکر چند دو لائیان رضائیان کاندھے پہ ڈالین کہتا ہوا چلا کہ ڈولیون کے
پردے بندھ جائین اِس حیلے سے دروازے پہ آیا کنیزون نے کہا واہ بوا
گلچمن آج تو خوب لدی ہوئی ہو جواب دیا کہ ڈولیون کے پردے لیے جاتی
ہون کہار غل مچا وینگے پہلے سے گنوا دون یہ حیلہ کر کے نکلا جس مقام پہ پتہ
کھڑکتا ہی سنبھل جاتا ہی جی مین کہتا ہی آج تو میان فیروزہ پر جوتیان پڑینگی بعد
تھوڑی دیر کے محل مین ہلڑ ہوا کہ دُلھن کا پتہ نہین ملتا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی
بادشاہ نے فرمایا میان افسر سرہنگان کو بلاؤ اِسی منھ پہ دعوی عیاری کہ عیار
دُلھن کو لیگیا اب مجھے صورت دکھائینگے لوگون نے جاکر فیروزہ کو جگایا کہا
چلو بادشاہ بلاتے ہین فیروزہ سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے بہت جھڑکا
اور فرمایا کہ او بے ادب تو نے حفاظت نہ کی اب سر دربار جاتا ہون یا جان
دونگا یا عروس کو لاؤنگا فیروزہ نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور ذرا خیمۂ عروس
مین چلیے خیمے مین لایا بادشاہ کا غصہ اُتر گیا فیروزہ کو گلے سے لگا لیا یہان تو
وہی ساچق اور منھدی کا سامان ہونے لگا اُدھر سے ساچق آئی اِدھر سے
منھدی گئی بادشاہ نے پہر رات رہے آرام کیا کنیزون نے دُلھن کے منھدی
لگائی تمام محل مین وہی چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین ڈومنیان گا رہی ہین ناظرین والا
مقام پر واضح ہو کہ یہان یہ معرکہ گذرا کہ فیروزہ بن عمرو نے دُلھن کو ایک کوٹھری
مین علحدہ بٹھا کے اور ایک ضعیفہ کو بشکل عروس بنا کر حجلۂ عروسی مین بٹھا دیا تھا اور
وہ اُسی کا پشتارہ باندھکر لے بھاگا یہان اُسیطرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی

لیکن اندیشہ رات بھر جنگل مین پھرا صبح ہوتے بارگاہ مین ضرغام کی پہونچا ضرغام
نے پوچھا کیون فیروزہ کو لائے عرض کی حضور جان لشکر نکال لایا یہ عروس موجود
ہی ضرغام نے کہا اسے تخلیے مین بیجلو ابھی وصل حاصل کرونگا کوئی تو لطف ملے
ہر چند کہ وہ عیار کل ایسا ذلیل کر گیا مگر تو نے خوب بدلہ لیا اندیشہ نے پشتارہ لاکر
تخلیے مین رکھا آپ دروازہ پر ٹہلنے لگا ضرغام خوشی خوشی اندر آیا پشتارہ کھولنے
لگا جو اُس مین بندھی تھی اُسکی آنکھہ کھلی کہا ای فرزند کیا بازار کا وقت آگیا مجھے کیون
جگاتے ہو ہاتھہ پانون میرے کیون باندھے یہ آواز سُنکر ضرغام بہت گھبرایا اور
پکار کر کہا صاحب یہ کیا کہتی ہو ہوشیار ہو یہ کہکے منھہ کھولا دیکھا ایک بڑھیا ضعیفہ
منھہ مین دانت نہین پیٹ مین آنت نہین گالون مین گڑھے پڑے ہوے اُٹھتے
ہی ایک طمانچہ مارا کہا نگھیڑے آج روٹی جو نہین پکائی تو اسیر بگڑتا ہی صاحب
صاحب کسے کہتا ہی مین تیری مان ہون کچھ میرا حق دیگا یا نہ دیگا لے دودھ پیلے
یہ کہکے کُرتی اُٹھائی کالے کالے اُبلے ہوے بیگن منھہ سے ضرغام کے لگادیے
ضرغام نے جو صورت دیکھی اور لفظین سُنین جھلا کر ایک لات ماری کہ ضعیفہ
زمین پر گری چلا کے رونے لگی کہتی تھی کہ آج للوا کو کیا ہو گیا مجھکو مارتا ہی
دودھ بلاوے کے نام دہنجار بگڑتا ہی ضرغام کھڑا ہو کر بگڑنے لگا گالیان دینے
لگا اندیشہ جو دروازے پر کھڑا تھا سوچا کہ یہ کیا جھگڑا ہو رہا ہی جیسے مان بیٹے
لڑ رہے ہین اندر جو آیا ضرغام نے اندیشہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالایق یہ
کسکو لایا مین تو معشوق جانتا تھا وہ فرزند کہتی ہی ضعیفہ دو سو برس کی نہ منھہ
مین دانت اور نہ پیٹ مین آنت اندیشہ خیمے مین آیا ضعیفہ کو دیکھا رو رہی ہی
وہ لات کھائی ہی کہ کولہ اُتر گیا کہتی ہی محلے والون کو بلاؤ اندیشہ نے پوچھا اری
بڑھیا تو کون ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تو میرا چھوٹا بیٹا ہی بڑے بیٹے نے لات ماری
کولہ اُتر گیا مین پنچایت کو جمع کرونگی سب کو ماش بھات کے کونڈے کھلاؤنگی
اس موے کو سزا دلواؤنگی تب اسکو حال معلوم ہوگا جب اسکا باپ مرا ہی

تو یہ پانچ برس کا تھا جب ہی سے شوخی کرتا ہی مین نے اِسکو کس مشقت سے پالا آخر اندلیشہ نے باہر جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے لشکر کی نجارن ہی للوا اِسکا بیٹا ہی اندلیشہ کو ضرغام نے بہت باتین سنائین کہا او نالایق عیاری کرتا ہی ضعیف اور جوان کو نہین پہچانتا کہا حضور جب مین نے بیہوش کیا تو چہرہ آفتاب عالمتاب تھا ہین جو پشتارہ لیکر چلا رات بھر جنگل مین پھرا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ رنگ و روغن اُڑ گیا مگر کہان جائیگا وہ عیاری کرون کہ فیروزہ کو معلوم ہو آج بادشاہ کو چُرا لاؤنگا لشکر بے چراغ کر دونگا یقین ہی کہ عیار اپنی جان دے یہ کہکے باہر نکلا اِسکے عیار دونکا مہتر مہتر سعید دروازے پر کھڑا تھا اُسنے کہا اُستاد یہ کیا ہوا اندلیشہ رونے لگا کہا او سعید کیا کہون کیا مجھکو صدمہ ہی اِس بڑھیا کے لانے سے اور زیادہ ذلیل ہوا مگر آج جا کر بادشاہ کو لاتا ہون ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آیا دیکھا تیاری برات کی ہو رہی ہی بادشاہ تخت پر ہین چند طوائف مثل چندن و کیتی جان و داد مغنیان دکانی امراؤ و حیدر جان وغیرہ سب حاضر ہین باہم ملکر حلقہ باندھکر کھڑے کے پانون لگا رہی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین اہالی محفل کو لُبھا رہی ہین نظم

صبر ہر چند ہو سینے کے لیے سِل بھاری
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیزار
بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا
صورتین راہ مین ہین سیکڑون باز آ اِسنے
لبکہ تھی کوچہ جلا دے اُلفت مجھکو
نوق مجنون سے رہے عشق و جنون نہین مجکو
نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان اے دل
خاک کے پُتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
شمع رونے مرے اُٹھی سر مجلس جو نقاب

نہ سبک ہو جو نہ سمجھے اِسے غافل بھاری
تو لیے مجھسے نہ ترازو مین تو ہو تِل بھاری
یا الٰہی مجھے بھیجے کوئی قاتل بھاری
بھیر کہا لکھا کے نہ کر پانون کو منزل بھاری
ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری
اُسکی زنجیرون سے ہو میری سلاسل بھاری
نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہی غافل بھاری
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری
ایک پر ایک ہوا اسا کن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت	گھر سے دروازے تلک ہی مجھے منزل بھاری
مجھے ہر بات مین قرآن وہ اُٹھواتا ہی	گردن یار مین شاید ہی حمائل بھاری
آتش اُلٹے نہین نظارہ کا لپکا چھٹتا	میری آنکھونکو ہی شاید کہ اول بھاری

بادشاہ دو پہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے برائے رفع حاجت طرف خیمہ بیت الخلا کے چلے ہرچند کہ خدمتگار ساتھ ہین مگر اندیشہ پشت پر آیا سراچہ چاک کر کے کھڑا ہوا جب بادشاہ رفع حاجت کر کے اُٹھے تو اندیشہ نے حلقہ ہاے کمند مارے بادشاہ پلٹے اِسنے حباب مار دیا بادشاہ بیہوش ہوے اندیشہ نے پشتارہ باندھا لیکر بھاگا فیروزہ ٹہلتا ہوا آیا اِسنے دیکھا خدمتگار کھڑے ہین پوچھا کیا معرکہ ہی سب نے عرض کی بادشاہ کو عرصہ ہوا گر بیت الخلا سے برآمد نہین ہوے فیروزہ نے آواز دی جب آواز نہ آئی تو اندر آیا سراچہ چاک پایا بیترا اندیشہ کا دیکھا گھبراکر نکلا ایک چیخ ماری کہا یارو غضب ہوا کہ اندیشہ بادشاہ کو لیگیا مجھکو اندیشہ ہی کہ قتل نہ کر ڈالے یہ سُنکر بلند خان سمرقندی نے فوراً حکم دیا لشکر تیار ہوا بلند خان سمرقندی چلا مگر فیروزہ بن عمرو راہ مین تلاش کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا خبر سُنی کہ اندیشہ عیار بارگاہ مین پہونچ گیا فیروزہ کو بڑا اندیشہ ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ مین آیا دیکھا پشتارہ سامنے رکھا ہی ضرغام نے مسلسل کراکے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ نے ہوشیار ہوتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی اور فرمایا او پہلوان اِسی منھ پر دعوی جراءت کہ عیار کے بھروسے پر کام کرتا ہی ضرغام نے جواب دیا کہ میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا کہ تجھ ایسے میرے بہت سے ملازم ہین کتنا زمانہ گذرا کہ صاحبقران زمان نے سمرقند کو تسخیر کیا وہان کے لوگ اُسیطرح مطیع ہین ایسے ایسے بادشاہ صدہا حلقۂ اطاعت کان مین ڈالے ہوے ہین تو کیا بادشاہ کریگا اب مین براے تسخیر نکلا ہون انشاء اللہ لوح طلسم خیال سکندری کی حاصل کرونگا ضرغام نے

بھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ فیروزہ تیغہ کھینچکر سامنے آیا کہا ای بادشاہ مین اِس
زبان دراز کا سر کاٹے لیتا ہون آپ ایسا بادشاہ جلیل اُس سے یہ گفتگو ضرغام
نے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لے فیروزہ تیغہ کھینچکر قریب شاہ کے آیا اِشارہ کیا کہ
حضور سنبھلکر بیٹھیں مین آپ کا غلام ہون یہ کہکے فیروزہ نے تیغہ مارا بادشاہ
نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اور فیروزہ نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو نتجو
بادشاہ نے قید پر ہاتھ ڈالا خانۂ زرین آکر نعرہ کوہ شگاف کیا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن بر کنم
اگر تیغ کین بر کشم از غلاف	تزلزل فتند در میان مصاف

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا اور یہ اشعار زبان سے فرمائے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغائے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است

فیروزہ نے تیغہ ہاتھ مین دیا بادشاہ اُٹھے اُٹھتے ہی ایک پہلوان نے ہاتھ
مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا شیرانہ لڑنے
لگے مگر ضرغام مسلح ہو کر اُٹھا فوج کو اِشارہ کیا چہار جانب سے گھیر لو فوج
نے چہار طرف سے بلوہ کیا بادشاہ لڑتے ہوے باہر نکلے چہار طرف سے بادشاہ
پر فوج کا بلوہ ہی مگر بادشاہ شیرانہ جنگ کر رہے ہین پشت و پہلو سے ہوشیار
لڑ رہے ہین بادشاہ نے جو فوج کا بلوہ زیادہ دیکھا اپنے پیدا کرنے والے
سے قلب کو رجوع کیا پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مجھکو اِس
آفت سے نجات دے نظم

کی بود درد سر محتاج دوا آنکہ از دوست	الغیاث پیش مسیحا کی برد بیمار دوست
نیست با اہل محبت جز محبت کار دوست	دوست کی باشد کہ باشد در پئے آزار دوست

چہرۂ دلدار می آید نظر از صد حجاب	از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دوست
ہمدیار از محبت در جگر پوشیدہ دار	گر تو ئی در بزم وحدت محرم اسرار دوست

بادشاہ نے جو ہتھیار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا طرف سے صحرا کے ایک گرد عظیم بلند ہوئی بلند خان سمرقندی آکر پہونچا دور سے جو اسنے دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوئے ہین مگر کس شوکت سے لڑ رہے ہین کہ رنگ جنگ صاحبقران دکھا دیا بلند خان نے کل افسران فوج سے کہا بھائیو یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین میری خوش نصیبی کہ میرے ملک مین تشریف لائے ایسے حملے کرو کہ مین تو لڑتا ہوا بادشاہ تک پہونچون تم ہنگامہ قتال دو اسطور سے گھوڑے دوڑاؤ کہ کفار گھبرا جائین سب نے دست بستہ عرض کی ہم لوگ جان لڑا دینگے بلند خان سمرقندی نے مرکب بڑھایا بارہ ہزار جوانان سمرقند مرکب اُٹھا کر نیزے چمکاتے ہوئے جا پڑے بقول شاعر نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ	گئے مومن و گبر باہم لپٹ +
سوارونکے اک سمت ڈٹے ہوے	پیادون سے گلے پہ گلے ہوے
فلک کا ہوا چرخ غبار آئنہ +	تھا حیرت کے عالم مین چار آئنہ

ہر ایک سمت ہنگامہ گرم ہوا جوانان سمرقندی نیزے مار کر تلوارین کھینچکر گرے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بادشاہ نے جو اتنی مہلت پائی دیکھا سامنے سے علمدار لشکر کفار پھریرے پر تعریف بقراط مرقوم ہاتھی آگے بڑھائے ہوئے آتا ہے اہل فوج سے کہتا ہے ہان یارو چمک کر لڑو مسلمانون سے قدم نہ ہٹاؤ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص کو تمنے گھیرا مگر گرفتار نہ کیا آخر اُسکے مددگار آگئے اہل فوج آواز علمدار سنکر چمک چمک کے بلوہ کرتے ہین مگر اہل سمرقند سے کسیکا زور نہین چلتا ہے بڑے قد کے جوان دورہ کا بے مرکب زیر ران جسطرف جا پڑے دریاے خون بہا دیے بادشاہ نے طرف علمدار کے رُخ کیا علمدار نے بھی ہاتھی

بڑھایا قریب آکر ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی بادشاہ نے بہ ضرب شمشیر سونڈ قلم کردی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا صدہا جوان پامال کیے علمدار کو مع علم کے گرایا آخر صحرا مین جا کر گرا تڑپ تڑپ کے جان دی اب اہل فوج بیدل ہوے کہ اُسی نشان پہ لڑ رہے تھے ضرغام نے جو دیکھا کہ علم لشکر سرنگون ہوا نقیبون کو اشارہ کیا نقیب آوازین لگانے لگے ہر غول مین جاتے تھے آوازین اپنی سُناتے تھے یہ اشعار پڑھتے تھے

نظم

یہ تتق باندھا غبار دل نے طبع یار مین ۔ ہوش میرے اُڑ کے ٹکراتے ہین سر دیوار مین
لے مبارک ای جنون قطع تعلق ہو چکا ۔ اُڑتے ہین تار گریبان دامن کہسار مین
مُنھ دکھا کر قہر سے جھگڑا چکا او تند خو ۔ زہر تھوڑا سا ملا دے شربت دیدار مین
جوش وحشت مین ہوا امیر الہوا سلح گرم ۔ چھالے ٹوٹے پڑ گئے چھالے زبان خار مین
ہون وہ بلبل عرض مطلب پر کٹی میری زبان ۔ خون بہایا گلو خون نے کوچۂ منقار مین
گھر سے اُٹھنے دیتا ہی کب دھیان چشم شوخ کا ۔ واہ رے صیاد کیا باندھا نظر کے تار مین
تیرے آنے سے ہوئی گلشن کو یہ بالیدگی ۔ اونچے ہو کر جا لگے گل مہر کی دستار مین
کیا ڈرایا او پری برق تبسم نے تری ۔ گل اُچھل کر خوف سے گر گر پڑے گلزار مین
معرکے مین بخت اسعد نے مہم سر کی مری ۔ آبرو نے میری پانی دیدیا تلوار مین
وہ کف رنگین دم سیر آیا کیا غیرونکے ساتھ ۔ شور ہو دزد حنا پکڑا گیا بازار مین
دیکھیے اب دیکھنا کیونکر ملے مجھ زار کو ۔ ڈھیلے آنکھونکے اُڑے ہین روزن دیوار مین
شربت مرگ احبا ہم اسی کو کہتے ہین ۔ قاتل شیرین دہن پانی نہین تلوار مین
مین وہ بلبل ہون کہ موزون ہین مرے نغمے تمام ۔ ہو زمین شعر داخل کوچۂ منقار مین
او صفیر اب رعب اُس قاتل کا عالمگیر ہی ۔ آ نہین سکتا ہو دُور سے مورچہ تلوار مین

یہ آواز جو نقیبون نے دی سب چمک چمک کر لڑنے لگے مگر بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ضرغام کے پہونچے للکارا کہ او پہلوان کہان جاتا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر جرأت تو تیری ظاہر ہو چکی کہ عیار کی معرفت دغا کی ضرغام بادشاہ پر

جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے بادشاہ نے روکتے روکتے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
بغلی بیٹھکر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت چورنگ
ہوا ای قلم کیا اوہام تیغ زن بھائی اسکا دور سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا بھائی کا
لاشہ جو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرآ گیا بادشاہ پر للکار کر جا پڑا اپنے
ساتھ والون سے کہتا تھا کہ بھائی صاحب نے جان بھی دی اور مردون مین بدنام
ہوے ہر مقام پر یہی ذکر ہوگا کہ بادشاہ نے بجرأت ضرغام کو مار اعیار نے وہ
کار نمایان کیا کہ دو دن اندیشہ خوب ذلیل ہوا اس کلیجے کو دیکھو پہ اسے دربار
مین آنا اور لباس اُتروانا دشمن کو جوتیان مارنا اور پھر بہ آسانی نکلجانا مین تو
بھائی صاحب سے کہتا تھا کہ سر میدان لڑیے مگر نہ مانا اُسکا مزا اُٹھایا یہ کہتا ہوا
اُس صف پر پہونچا کہ جہان بادشاہ لڑرہے ہین پکار کہ آواز دی ای شہریار مین
مشتاق امتحان ہون مجھپر بھی حال کھلجاے کہ مین زبردست ہون یا کمزور بادشاہ
نے فرمایا بسم اللہ یہی گوی میدان اوہام نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
بارھ بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا مڑوڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھالیا اوہام نے پکار کر کہا مین نے اطاعت قبول کی اب حضور کو اختیار
ہو بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا اوہام کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا تمام افسران
فوج نے آواز الامان بلند کی بیس ہزار جوان بصدق دل مسلمان ہوے بہت
خزانہ دستیاب ہوا بادشاہ ان سب کو لیکر پلٹے سمرقند مین آئے بلند خان کی
عملداری اُس قلعے مین کرائی دھوم سے برات لیکر مکان پہ بلند خان کے آئے
تحریر حال برات موقوف رکھا گیا کہ اور مضمون عرض کرنا ہی بادشاہ دلھن کو بیاہ کر
حجلۂ عروسی مین لائے جمال بے مثال دیکھا مگر جس معشوق کو خواب مین دیکھا تھا اُسکی
صورت آنکھون کے نیچے پھری بیقرار ہوکر فرمانے لگے کہ ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان ہمارا تو یہ حال ہی نظم

تمام رات کا قصّا ذرا سنو تو سہی	تم اپنے ہجر کا چرچا ذرا سنو تو سہی

پھنسا ہون زلف کے پھندے مین ہمدم تازہ — بتاؤ مجھکو کرون کیا ذرا سنو تو سہی
بگڑ بگڑ کے رُخ ماہوش پہ آتی ہے + — ہٹا لو زلف چلیپا ذرا سنو تو سہی
نگاہ بھر کے نہ دیکھون تمھین خدا کی قسم — لڑاؤ آنکھ نہ اصلا ذرا سنو تو سہی
ہمارے قتل کو ڈھونڈھو نہ ای صنم تلوار — کرو تو آنکھ کا ایما ذرا سنو تو سہی
شفیق رہتا ہو مشتاق ایک مدت سے — دکھاؤ روے مصفّا ذرا سنو تو سہی

ملکہ نے جو کہ اشتیاق روے انور بادشاہ تھا قدمون پر سر رکھ کے پوچھا کہ حضور مجھسے کچھ خلاف ہوا ہین تو کنیزان سرکاری مین سے ہون اور نہ اِسکی مشتاق ہون کہ آٹھ پہر مین ایک مرتبہ جمال جہان آرا دیکھ لون حوصلہ دل کا نکل جاے وصل وغیرہ کی مین طالب نہین ہون بادشاہ نے تسکین دیکر فرمایا کہ صاحب تمھاری کوئی خطا نہین مین دام رنج والم مین پھنسا ہون اِسی سبب سے نکلا ہون مگر افسوس کرتا ہون کہ مین نے اپنے دل کو یہان پھنسایا لہذا چاہتا ہون کہ اُس محبوب کو تلاش کرون یہ فرماکر تلوار بیچ مین رکھی اور آرام فرمایا جیسے ہی آنکھ لگی عالم خواب مین دیکھا کہ وہی معشوق مہوش سامنے کھڑی ہو اور شکایت کرتی ہو کہ صاحب تمھارے فراق مین آب ودانہ ترک ہوا تم دوسری معشوق کو لیے ہوے آرام کر رہے ہو ہمسے ملنے کی فکر کرو بادشاہ خواب مین اُٹھے چاہا ہاتھ تھام لون وہ نازنین سامنے سے ہٹی بادشاہ جھپٹے ٹھوکر لگی اور گرے آنکھ کھلگئی شکایت فلک کرنے لگے اپنے مقام سے اُٹھے اصطبل مین جاکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو کسا باہر نکلے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ آتا ہو عرض کرتا ہوا کہ ای شہریار اپنے غلام کو تو ساتھ لیجیے بادشاہ ٹھہر گئے فیروزہ نے آکر رکاب تھام لی یہ بھی ساتھ ہوا بادشاہ اُسی اندھیری رات مین نکل گئے صحرا مین گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین ایک کوہ کے نزدیک صبح ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ پانی تلاش کرکے لاؤ کہ وضو کرکے نماز پڑھین فیروزہ سامنے سے ہٹا کہ ایک جانب سے گرد اُڑی ایک آہو جھول زربفت کی اُسپر پڑی ہوئی

سنگوٹیون پر خول طلائی چڑھے ہوئے خراماں خراماں آتا ہی بہ قول شاعر نظم

جگل زر بفت پشت کے اوپر	واہ رے آہوے پری پیکر
رم محبوب اُس سے عاری تھا	ولگے رہنے کا وہ شکاری تھا

بادشاہ نے جو آہو کو دیکھا رغبت ہوئی کہ اِسکو گرفتار کر لون اِس غربت مین یہ بھی ہمراہ رہیگا جب اپنے مقام سے اُٹھے تو آہو پیچھے ہٹا بادشاہ اور تیز ہوے آہو جست کرنے لگا بادشاہ کو ناگوار ہوا پشت مرکب پر سوار ہوے گھوڑا دوڑایا آگے آگے آہو جست کرتا ہوا پیچھے اُسکے بادشاہ گھوڑ اڑاے ہوے جاتے ہین کوس بھر برابر اُسکے تعاقب مین آئے اب بادشاہ کو غصہ آیا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا آہو گرا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر قریب آہو آکر اُترے دیکھا آہو ایڑیان رگڑ رہا ہی فوراً بادشاہ نے قرولی کمر سے نکالی کہ آہو کو ذبح کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اڑاے ہوے آتا ہی اور وہین سے آواز دیتا ہو کہ خبردار اِس آہو پر چھری نہ پھیرنا ورنہ دل پر چھری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا نیزہ ہلا کر قریب پہونچا نقابدار نے بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مین نرمی پائی تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا تکان جو پہونچی بند نقاب چہرے سے ہٹا بادشاہ نے دیکھا ایک محبوب دلجو آنکھ غیرت چشم آہو سیمتن غنچہ دہن نازنین محبوب بہ دل مرغوب بہ قول شاعر نظم

بال زلفوں کے پیچ کھاے ہوے	پانچے ہاتھ مین اُٹھاے ہوے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا	مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب	منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابرو خمدار	دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو +	تھی مژہ تیر قلب مونس کو +

تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار ۔ جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
لب تھے مِسی ملے کہ وصل کی رات ۔ یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے ۔ چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی ۔ طور سینا پہ شمع روشن تھی
حسن کی کیسی خود نمائی تھی + ۔ غیرت ماہ نو کلائی تھی +
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین ۔ دیکھے لاکھون ہی گرچہ ماہ جبین
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ ۔ نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
اب ہی لازم یہی کمر کا حال ۔ نہ بیان کر کہ ہی یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر ۔ وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
حسن پانوُن کا کسطرح ہو رقم ۔ دل پہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
پھر یہ کہتا ہی بار بار قلم ۔ پانوُن ہون رکن عرش حسن رقم
کیا خداداد حسن پایا تھا ۔ آپ حق نے اُسے بنایا تھا

اب بادشاہ نے بہ نگاہ غور اُسے دیکھا کہ وہی محبوب و مطلوب ہی جسکو مین نے دو مرتبہ خواب مین دیکھا ہی ایک آہ کی ہاتھ جو کانپا خود گر پڑے وہ مہ جبین بھی جمال جہان آرا دیکھکر مثل آئینہ حیران و بہ شکل زلف پریشان فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا چاہتی ہی بیدار کرون مگر بادشاہ انتہا کے بیہوش ہین ایڑیان رگڑ رہے ہین اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے ہر چند کہ اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا مگر بادشاہ ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھلی اُس نازنین نے بہ ناز و ادا جوڑے کو کھولا کہ بوے زلف مسلسل و معنبر کو سنگھاؤن شاید ہوش مین آجائین جوڑا کھولکے قصد کیا ہی کہ دماغ پر زلف رکھون کہ سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو پانی لیکر پلٹا اول زیر کوہ آیا جب وہان بادشاہ کو نہ پایا بدحواس نشان سم مرکب پہ یہانتک پہونچا اُس نازنین نے جو عیار کو آتے ہوے دیکھا خائف ہوئی کہ یہ کون آتا ہی گھبرا کر اُٹھی ہر چند

کہ دل نہ چاہتا تھا مگر حجاب نے نہ مانا بادپان پر سوار ہوکر روانہ ہوگئی فیروزہ قریب شاہ آیا اپنے بادشاہ کو بیہوش پایا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا بادشاہ جو اُٹھے فیروزہ کو قریب دیکھکر گھبرانے لگے فیروزہ نے جو بادشاہ کو حیران دیکھا دست بستہ عرض کی کیون حضور غلام سے صاف صاف فرمایئے نظم

تیر کسکی مژہ کا کھا بیٹھے　　کس پری رو سے دل لگا بیٹھے

کسکی تیغ نگہ کے گھائل ہو　　وجہ کیا ہی جو مثل بسمل ہو

ترچھی چتون نے کسکی مارا ہی　　کسکا تیر نظر نظارا ہی

کسکے چاہ ذقن مین ڈوبا دل　　کسکے کوچے مین ہو گئے بسمل

دھیان ہی کس مہ دو ہفتہ کا　　حال کیا ہی دل شکستہ کا

کسکی اُلفت مین حال ہی یہ تباہ　　دل دیا جسمین کون سی ہی وہ راہ

مانگ کو کسکی کہکشان سمجھے　　کسکے کوٹھے کو آسمان سمجھے

کون سا خوش جمال دیکھا ہی　　کون تازہ نہال دیکھا ہی

بادشاہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر فرمایا اے یار وفادار و اے غمگسار کیا حال پوچھتا ہی کیا تیرے سامنے بیان کرون فلک نے عجب رنگ دکھایا جس محبوب کی تلاش مین نکلے تھے اُسکو پایا مگر فلک نے آوارہ رکھا نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمکو نیم بسمل چھوڑ کر چلی گئی یہ تو ظاہر ہی کہ اِس مقام پر بیٹھی سر مجھ کمبخت کا زانو پر رکھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ غائب ہوئی اگر ہوسکے تو تم پتہ لگاؤ ورنہ صاف جواب دو ہم آپ تلاش کرین فیروزہ نے دست بستہ عرض کی غلام ابھی جاکر تلاش کرتا ہی بادشاہ نے فرمایا مین زیر کوہ ٹھہرتا ہون عیار نے بادشاہ کو لیجاکر زیر کوہ ٹھہرایا آپ نشان سم مرکب پر چلا تھوڑی دور پر چلا تھا کہ دیکھا کہار ایک ڈولی لیے جاتے ہین فیروزہ نے جو دیکھا عقل سے اپنی سوچا کہ ساز وغیرہ ڈولی مین رکھے ہین کیا عجب ہی کہ گائن ہو فقیر بنکر قریب ڈولی کے آیا سوال کرنے لگا اُس نازنین نے کہارون سے کہا ذرا ڈولی رکھدو

مین رفع حاجت کرونگی کہارون نے ڈولی رکھی وہ نازنین صحرامین واسطے رفع
حاجت کے آئی فیروزہ بیقرار ہورہا تھا فقیر بنا ہوا اُسطرف آیا اُس نازنین نے
پکار کر کہا ای فقیر اِسطرف نہ آ مگر فیروزہ کب مانتا ہی جھپٹ کر قریب آیا قریب
آکر ایک حباب مار دیا گائن بیہوش ہوئی اُسکو کھینچکر کنارے ڈالدیا اُسی کی
شکل بنکر ڈولی مین آکر بیٹھا کہار ڈولی لے چلے سامنے دروازہ باغ کا معلوم
ہوا کہارون نے ڈولی لاکر وہان رکھی فیروزہ اُترا محلدار نے جھپٹ کر کہا
کیون نازبو کئی دن سے کہان تھین آج کئی روز کے بعد تمکو دیکھا ہم تمھارے
مشتاق رہتے ہین تم جو نہین آئین چوبدار کو بھیجا کچھ حال مفصل تو بیان کرو
فیروزہ نے دست بستہ عرض کی خالا امان سر مین خلل تھا دیکھیے بنڈا ابھیکا ہو رہا
ہی محلدار نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا ای نازبو تمھارا تو بنڈا اچھک رہا ہی جاؤ تمکو
ملکہ نے یاد کیا ہی کل سے اِسقدر بیقرار ہین کہ نہ رات کو سوئین اور نہ خاصہ نوش
کیا مین نے بروقت یاد کرنے کے فوراً چوبدار کو تمھارے پاس روانہ کیا
اب خدمت مین جاؤ فیروزہ اندر چلا دیکھا ایک باغ بہشت آئین ہی چمنہاے
طولانی لاجواب نہرین پُر از آب سنبل کا پیچ وتاب نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن صد زبان کی غمازی فیروزہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا
چبوترہ معقول اُسپر فرش ششجہ بچھا ہی مسند پر ایک نازنین آفتاب جمال سبزگون
بیٹھی ہی جیسے ہی نازبو کو دیکھا پکار کر کہا ارے بے مروت کہان تھی کیون بی بی
نازبو جو ہم نہ بلائین تو تم نہ آؤ آج کئی دن کے بعد صورت دکھائی ہی کچھ گانا
سُناؤ فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ غزل شروع کی نظم

بوجنابت کا تمناز زاہد سا لوس ہی	نعرہ اللہ اکبر نعرہ ناقوس ہی
زلف ورُخ ہی تیرہ و البستہ جو ہی مایوس ہی	چشم حیرت آئنہ شانہ کف افسوس ہی
قدر نعمت بعد نعمت کے ہی کرتا آدمی	عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہی
خوشنما ہی یار کے اندام پر یون پیرہن	روح کو جیسے مرتب جسم کا ملبوس ہی

بخشے جاوینگے گنہگاران الفت ای صنم — رحمت اللہ سے کافر جو ہو مایوس ہو
دیکھیے آغاز الفت کا ہو کیا انجام کار — بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہو
باغ مین دکھلا رہی ہو اپنی نیرنگی بہار — کثرت گل سے جو بوٹا ہو وہ مرطاؤس ہو
بادشاہ وقت ہو لیلی کا دیوانہ نہین — غلغلہ زنجیر مجنون کا صدا ے کوس ہو
محو حیرت کر دیا ہو اُس صنم کے حسن نے — دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہو
عاشقون سے اُس پری رخسارہ کا ہو یہ کلام — پھاڑکر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہو
سرکو تیرے جیسے ہو سودا ے پابوسی یار — ہاتھ ملتا ہون مین ای آتش کمال افسوس ہو

فیروزہ نے جو یہ اشعار گا ے ملکہ کی ہچکی لگ گئی فیروزہ قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم برا ے خدا حال اپنا مفصل ظاہر کیجیے مین آپ کو بہت بیقرار پاتی ہون آزردہ نہو جیے تو عرض کرون ملکہ نے کہا او تازہ بو تو کیا سمجھی فیروزہ نے کہا حضور کا دل کہین اُلجھا ہو ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای تازہ بو کیا بیان کرون اول عالم خواب مین ایک تاجدار کو دیکھا کئی دن بیقرار رہی آہو میرا صحرا مین پھر رہا تھا کہ اُسی شکار افگن نے صید کیا مین جو سامنے پہونچی بڑا غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس شہریار جری بہادر نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر مجکو اُٹھا لیا جمال میرا دیکھکر ایسا گھبرا ے کہ بیہوش ہو گئے مجھکو حال زار پر رحم آیا زمین پر بیٹھ گئی سر زانو پر رکھ لیا ارادہ ہوا کہ ہوشیار کرون ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا شرما کر چلی آئی اُسی خیال مین تمام رات تڑپ تڑپ کر کٹی کنیزون نے بہت پوچھا مین نے کچھ نہ بیان کیا مگر تیری باتون نے ایسی تاثیر کی کہ مین نے حال مفصل کہدیا اگر تو کہین مجرے مین جانا تو اُنکو تلاش کرنا اور مجھکو خبر پہونچانا فیروزہ نے کہا کنارے چلیے تو مین مفصل عرض کرون ملکہ گھبرا اُٹھین کہ یہ کیا مفصل کہیگی اُٹھکر کنارے آئین فیروزہ کنارے لاکر قدمون پر گر پڑا کہا حضور مین اُس شہریار کا غلام ہون مہینہ بھر کا زمانہ گذرا کہ شہریار آپ کی تلاش مین نکلے ورہ کوہ مین آکر ٹھہرے ہین آپ کی

جستجو مین گھر بار چھوڑا کل تو حضور رنج کر آئین یا تو خواب مین دیکھا تھا یا رو برو دیکھا
اب غلام کو جلدی ہو کہ آپ سے وعدہ کر کے جاے یا شہر یار کو لائے یا آپ خود
تکلیف فرمائیے ملکہ نے کہا یہ باغ میرا ہو یہان بلا تکلف تشریف لائین لیکن ای
فیروزہ تمنے نازبو کو کہان پایا کہ اُسکی شکل پر آے فیروزہ نے بیان کیا کہ راہ
مین ڈولی آتی تھی مین نے اُسکو بیہوش کیا درۂ کوہ مین ڈالدیا ہو ملکہ نے اپنا منھ
پیٹ لیا کہا ای فیروزہ غضب کیا کہ بیری گائن کو درۂ کوہ مین ڈالدیا ایسا نہ ہو
کوئی شیر بھیڑیا کھا جاے فیروزہ نے کہا مین نے بہ احتیاط رکھا ہو آپ کسی کنیز کو
ساتھ کرین مین اُسے بھیجدون ملکہ سے بخوبی وعدہ کر کے فیروزہ تو باہر نکلا
چند کنیزین ملکہ نے ساتھ کین اول درۂ کوہ مین آیا آکر نازبو کو ہوشیار کیا اُسکو
طرف باغ کے بھیجا راہ مین نازبو کنیزون سے کہتی ہو کہ نگوڑے نے ایسی صورت
دکھائی کہ مین بیہوش ہوگئی یہان بادشاہ درۂ کوہ کے اوپر بیٹھے ہوے ہین مگر
آٹھ پہر اُسی مقام پر گذرے فرمارہے ہین ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار
تونے عجب کجروی دکھائی ہو اتنو بر سر رحم آکہ ہم یہ کہین اور شکر کرین نظم

کرین کیونکر نہ شکر ای ہمنشین ہم بخت یاور سے — ملا ہو باوفا دلدار اِک ہمکو مقدر سے
اُٹھائین گوشۂ دامن اگر ہم دیدۂ تر سے — ملائین سیل دیدہ چشمۂ مہر منور سے
نہ لایا راہ پر یہ بدچلن اُس ماہ تابان کو — نہ نکلا کام اپنا ایک بھی اِس چرخ اخضر سے
اوب کب ہاتھ سے دیتے ہین راہ عشق بازی مین — کرینگے کوچۂ دلدار کی ہم راہ طو سر سے
بجای مو لہو کے گھونٹ ہم فرقت مین پیتے ہین — یہان حاجت ہو ساقی کی نہ کچھ مطلب ہو ساغر سے
چمن مین یاد آتے ہین جو اُلجھے بال اُس گل کے — بہت ہوتا ہو دل اپنا پریشان سنبل تر سے
یہ کیونکر ٹوٹ جاے بعد مردن رشتۂ اُلفت — علاقہ زندگانی تک ہو بس خویش و برادر سے
سراسر یہ خطا ہو شاعرون کی موشگافی مین — مشابہ کرتے ہین جو مشک کو زلف معنبر سے
نزاکت کے سبب سے بوے گل تک بار ہو جسپر — نہ کیون چین بر جبین وہ نازنین ہو بار زیور سے
نہ آے ایک ذرہ بھی کبھی اُسمین درخشانی — اگر نسبت نہ دین خورشید کو روے منور سے

دیا جب حکم جانے کا گلگشت میں نہ گلچین نے	گھڑے سر اپنا ٹکرایا کیے ہم باغ کے در سے
شفا کوئی اگر ہمکو نہ اُسکے در سے اُٹھوائے	ارادہ ہی کہ مر کر بھی نہ اُٹھین یار کے در سے

آواز جب زنگ کی سُنی تو آنکھ کھولکر پکار کر آواز دی اے یار وفادار ہمکو اُٹھ پھر اسی مقام پر گزر سے بے آب و دانہ رہے فیروزہ نے عرض کی غلام پہونچا معشوق سے ملاقات کر آیا جو حضور کا حال ہو وہی اُسکا بھی حال ہے مین ایسے وقت پر پہونچا کہ خوب گایا بجایا سب حال ملکہ سے کہہ آیا بادشاہ فوراً اسوار ہوے کہا کہ اے یار وفادار مجھکو لیچل فیروزہ بادشاہ کو ساتھ لیکر چلا راہ مین باتین کرتا ہوا کہ اے شہریار آپ کا عشق صادق ہو جسطرح آپ نے خواب مین دیکھا اُسی طرح انھون نے بھی خواب مین دیکھا اپنے پلٹ جانے پر بہت شرمندہ ہین فرماتی ہین کہ مین تجھکو دیکھکر چلی آئی اگر مین یہ جانتی کہ تو اُنکا عیار ہی تو مین ٹھہر جاتی بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ فلک نے یہ رنج و غم دیا کہ آٹھ پہر بے آب و دانہ رہے فیروزہ نے کہا اب چلکر معشوق کے ساتھ کھانا کھائیے بادشاہ آتے آتے در باغ تک پہونچے ملکہ انتظار مین کھڑی تھین اسقدر جوش تھا کہ بادشاہ کو جو آتے ہوے دیکھا در باغ سے نکل آئین پھر جو خیال معشوقانہ آیا سامنے سے بھاگین بقول شاعر بیت جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ✤ ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا ✤ بادشاہ نے دیکھا کہ دریاے جواہر مین غرق ہو پائنچے اپنے سنبھالکر بھاگین کنیزون نے بادشاہ کو اُتروایا باغ مین تشریف لاے ملکہ اگر سر جھکا کر بیٹھین گلچہرہ کنیز کو پاس بٹھالیا اور کہا اے گلچہرہ بلا تکلف شہریار آتے ہین مین تیری خاطر سے بیٹھی رہی ورنہ مین پردہ کرتی نہ جان نہ پہچان یہ چلے آئے مین نے کیا کیسکو بھیجا تھا اپنے مقام پر بیقرار تھی اپنا علاج کرتی نگوڑا عیار دوڑ آیا نا نہ بو کو کیسا ذلیل کیا وہ نگوڑی روتی تھی کہ مجھکو برہنہ دیکھ لیا ان عیارون سے ڈرنا چاہیے آخر مین اپنا حال ظاہر کر گیا گلچہرہ کہتی ہی کہ حضور بیٹھی رہین جب سامنے آوینگے تو مین پردہ کر لونگی یہ ذکر تھا کہ بادشاہ اگر

پہونچے نگاہ پڑی جمال بے مثال نازنین خوشخو عنبرین مو خال ہند وچشم جادو بادشاہ کا استقبال کیا بادشاہ آکر کرسی پر جلوہ فرما ہوے ملکہ نے جو دیکھا کہ رنگ رو متغیر ہی سمجھین کہ بے آب ودانہ رہے کنیز سے اشارہ کیا کہ دسترخوان بچھاؤ کنیز نے فورًا دسترخوان بچھایا کھانا چُنا گیا ملکہ جا بیٹھین بادشاہ خود اُٹھکر آئے نوالہ بناکر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہین جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو غنچہ دہن وا ہوا بادشاہ نے نوالہ بناکر دیا ملکہ نے ہنسکر نوالہ بنایا طرف بادشاہ کے اشارہ کیا بادشاہ نے منھ ہٹا لیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث بادشاہ نے کہا ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہی ملکہ نے کہا صاحب مین تو نہین جانتی بادشاہ نے اوصاف خداوند کریم بیان کیے ملکہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین کنیزون نے بھی کلمہ پڑھا اب دونون ایک جگہ بیٹھے ملکہ نے کہا صاحب نازبو کو تو آپ کے عیار نے خفا کر دیا اب گانا سُننا چاہیے فیروزہ بن عمرو نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہین — گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین
شانہ سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین — سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین
مُردے وہ زندہ کرتے زندہ نکو مارتے ہین — اِسکو بگاڑتے ہین اُسکو سنوارتے ہین
ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہی کرتا — سوے عدم کمر کے جو یا سدھارتے ہین
وہ دلپسندِ عالم جب دیکھتے ہین مجھکو — کرتے ہین گنگ اِشارے گویا پکارتے ہین
قائل ہون مین تو اپنے نالونکی گرمیونکا — داغونکو میرے دلکے کیا کیا اُبھارتے ہین
دریاے رحمت اسکا غالب کہ موج زن ہو — تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین
دن رات کھیلتے ہین باہم قمار اُلفت — وہ ہمسے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین
شیرین لبونکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی — بوسے کا نام سُنکر ہم منھ پسارتے ہین
اُس گل سے رُخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے — اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین
رہتی ہی اک پریشان حالی و بد دماغی — سودے مین گیسوونکے سر دیدے مارتے ہین

جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھرتے — بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

دم دے رہے ہین وہ بت اُنکا بھی دل بگاڑکے — زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر — شیر اپنے نیستان مین آتش دکارتے ہین

غیروزہ بن عمرو گارہا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ سے و بادشاہ سے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کنیزین ہر کام کے حیلے سے ہٹ رہی ہین بادشاہ ہجران دیدہ ملکہ آفت کشیدہ اب جو ملے ہین شکوہ ہاے گذشتہ آپس مین ہو رہے ہین کہ ایک ابر گلنار سامنے پیدا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا لو شہریار غضب ہوا کہ میری بہن ملکہ ماہ رخسار آتی ہین اُنکے مزاج مین بڑا غصہ ہی بادشاہ نے کہا یہ تمھاری کون سی بہن ہین ملکہ نے جواب دیا کہ میری حقیقی بہن ہین صرف مجھ مین اُنمین یہ فرق ہی کہ اُنھون نے سحر سیکھا ہی مین نے سحر نہین سیکھا اور ماہ رخسار سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین والد ماجد نے اُنکو خوب بتایا ہی خوب سحر کرتی ہین یہ ذکر تھا کہ وہ ابر آکر باغ پہ لہرایا خود بہ خود شق ہوا دیکھا ایک نازنین زہرہ مثال قمر تمثال چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہولی ابر سے پیدا ہوئی سامنے آکر جو ٹھہری ملکہ نے سلام کیا ماہ رخسار نے کہا بوا یہ مرد کون ہین تمھاری صحبت مین کیونکر آئے یون سر میدان بیٹھی ہو تمکو خبر ہی کہ کیا حکم ہی خداوند بقراط ثانی نے والد نامدار ہفت جوش جادو سے کہلا بھیجا ہی کہ طلسم کشا طرف دریاے قلزم کے آتے ہین حفاظت رکھنا صدہا ساحر اسی فکر مین نکلا ہی کہ طلسم کشا کو روکین اگر کوئی ساحر اسطرف آجاے اور تمکو اس حال مین دیکھ لے تو فوراً والد نامدار کو خبر پہونچاے اور پھوپھی صاحبہ ہماری ملکہ قلزم جادو کئی سو ساحر ونکو روانہ کر چکی ہین کہ طلسم کشا کو روکو ملکہ نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا بوا بیٹھ جاؤ تو مین تمسے حال بیان کرون ماہ رخسار بیٹھی مگر جمال بے مثال بادشاہ کو دیکھ رہی ہی جی مین کہتی ہی کہ فرشتہ کیا اس سے بہتر ہوگا بہن ہماری بڑی صاحب نصیب ہی کہ ایسے معشوق

کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بوا ماہ رخسار اصل یہ ہی کہ یہ
بادشاہ لشکر اسلام ہین مین نے بلایا ہی یہ بھی طرف دریاے قلزم کے جاتے ہین
سمرقند پر لڑائیان پڑین بڑے بڑے پہلوان ہارے طلسم کشا بھی آتے ہین لہذا
مین اس راز کو چھپاتا والد کے سامنے ذکر نہ لانا انکو خود اپنی جان کا خوف
ہی ماہ رخسار نے کہا نہین بوا مین ذکر نہ کرونگی رات بھر انہین باتون مین گذری
ستارۂ سحری جب آسمان پر چمکا مرغ سحر نے آواز دی ملکہ نے گھبرا کر کہا فرد
شب وصل غریبان ہی مرے ہمدم کسی ڈھب سے ✣ گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن
شب سے ✣ ماہ رخسار نے کہا تمکو بڑا ولولہ ہی عشق بڑا زور دکھارہا ہی رات بھر
تمنے نہ جانے دیا اب تو مین رخصت ہوتی ہون براے گشت جاتی ہون اگر
طلسم کشا کو کسی مقام پر پاؤن تو لشکر اُنکا تباہ کرون ملکہ نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا اے بوا تمسے خوف معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ صحبت والدین جاکے
ذکر کر دو تو پھر مین کیا کرونگی ماہ رخسار نے کہا بوا مین تمھاری برائی چاہونگی
مین ذکر نہ کرونگی مگر ذرا ہوشیار رہنا ماہ رخسار چاہتی ہی کہ رخصت ہوکر جاؤن
ملکہ ہاتھ پکڑے ہوے ہین نہین چھوڑتین ماہ رخسار نے کہا بوا مجھے جانے دو
مین لشکر طلسم کشا کو جا کر برباد کرون ایسا نہ ہو کہ تا بہ دریاے قلزم پہونچ جائین
اب حال کھلگیا ہی کہ سینے مین ہفت جوش جادو کے بقراط ثانی نے لوح رکھدی
ہی جسدن سے لوح اُنکے پاس آئی ہی دریاے نہین نکلتے اگر کسی نے بلایا بھی
تو جواب لکھا کہ ہمین مہلت نہین ہی دریا کو جوش وخروش ہی آجکل موجہ پڑرہا
ہی مگر جمال بادشاہ دیکھکر پیس گئی جی مین کہتی ہی کیا صاحب نصیب ہی کہ ایسا معشوق
میری بہن کو دستیاب ہوا مرتبہ یہ کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سب انھین کے
ملازم ہین صاحبقران تک سلام کرتے ہین یہ باتین کرکے طاؤس پہ سوار
ہوئی اُڑتی ہوئی چلی بعد جانے ماہ رخسار کے ملکہ نے کہا اے شہریار مقام
خوف ہی کہ ماہ رخسار دیکھ گئی ایسا نہ ہو کہ جاکر صحبت ہفت جوش مین ذکر کردے

تو قیامت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا ہفت جوش کی اب قضا قریب ہی یقین ہی طلسم کشا پہونچے مگر ماہ رخسارہ جو باغ سے نکلی پلٹ پلٹ کے بادشاہ کو دیکھتی ہوئی گئی دل پر رشک ہی کہ افسوس بہن نے کیا معشوق پایا حقیقت مین اگر یہ سب لوگ دریاے قلزم پر پہونچے تو قیامت برپا ہوگی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری دل مین سوچ رہی ہی کہ اب کیا کرون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد لشکر کی شروع ہوئی سب کے آگے نجم اختر شناس بڑھا ہوا اور ارسطوے ثانی وملکہ مریخ نشین وہماے مرصع پوش وشعلۂ جوالہ وغیرہ اہتمام کرتے ہوے چار لاکھ ساحران کے بعد سکندر ثانی تخت پر بڑے زور و شور سے اسی مقام پر اترنے لگے ماہ رخسار دیکھا کی بعد لشکر ساحران کے ایک جوان بڑے قد و قامت کا گینڈے پر سوار سامنے سے پیدا ہوا معلوم ہوتا ہی لشکر غیر ساحران کا افسر ہی اسکے بعد دیکھا ایک مرکب باد رفتار پر ایک جوان رعنا غضفر گردن بلند بالا اور تنو مند درشت چنگال سلاح طلسمی زیب جسم تیغۂ طلسمی حمائل گلے مین جواہر کی ہیکل سب سردار گھیرے خراماں خراماں ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے یہ شوکت و شان دیکھکر یا تو صورت بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی یا یہ تصویر صفحۂ دل پر نقش ہوئی جی مین کہتی ہی یہ جوان کمسن صاحب شوکت و لیاقت حقیقت مین اسکا مثل نہین اس سے دل لگاؤن کیونکر اسکے پاس جاؤن بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا	پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا
خراب پھرتے ہے عالم مین دلکو کھوے ہوے	مکان یار مین دیو اور درمیان نکلا
وہ زلف ہوگئی زنجیر اپنے سودے کو	کہان سے جاکے یہ اب سلسلہ کہان نکلا
ملاحت ذقن یار کا ہی ہر سو شور	عجیب لطف کا کھاری یہ اب کنوان نکلا
بندھے وہان وکمر کے ہزار ہا مضمون	زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کھلا نہ آتش سودا سے عشق کا پردہ
تلاش ہمنے ہزارون ہی لشکر دشمن کی
سنین گے قصۂ یوسف زبان سے اُنکی
کہا جو شاعرون نے اُسکو چشمۂ شیرین
سُنا ہی شور سگ کوے یار جب ہمنے
دکھائی دیتی ہین آنکھو نکو صورتین ہر سو
شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
کریگا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش

وہ لو ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا
قد بلند سا تیرے نہ اِک نشان نکلا
کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا
کھلا ہمین کہ اب اُسنے تیر اِدھا ان نکلا
خوشی سے پوست کے باہر ہی استخوان نکلا
یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا
ہوا ہی داغ سے مجھے چاند سے جہان نکلا
یہ وہ مقام ہی جھک کرکے آسمان نکلا

اِسطرح چلاّ کر یہ اشعار پڑھے کہ نورالدہر نے بھی سر اُٹھا دیا نگاہ پڑی کہ ایک مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن اسی جانب دیکھ رہی ہی نورالدہر کی نگاہ سے نگاہ ملی دونون جانب تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اِدھر نورالدہر تھرّا ے لڑکھڑا کر گرے اُدھر ملکہ کو غش آیا شبرنگ بن عمرو جو ہمراہ رکاب تھا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو آقاے نامدار بیہوش ہو گئے سر اُٹھا کر دیکھا پہاڑ پہ ایک مہ جبین غش مین پڑی ایڑیان رگڑ رہی ہی لشکر مین ہلڑ ہوا نجم اختر شناس دوڑ کر قریب آیا شبرنگ نے کہا ای نجم ذرا اِپہاڑ پر تو دیکھو ایک مہ جبین ایڑیان رگڑ رہی ہی نجم اختر شناس پر پرواز پیدا کرکے پہاڑ پر آیا ماہ رخسار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا پانی کے چھینٹے دیے ماہ رخسار ہوشیار ہوئی نجم کو خوب جانتی ہی سر اپنا جو زانو پر نجم کے دیکھا بہت گھبرائی شرما کر اُٹھ بیٹھی نجم جانتا ہی کہ یہ دختر ہفت جوش ہی محبت مین نورالدہر کی مدہوش ہی پوچھا اے ملکۂ عالم کہان سے تشریف لاتی تھین ہمنے تو جب سمجھ لیا کہ طلسم فتح ہوگا اور بقراط کی تمنا ہاتھ سے نورالدہر کے ہی اِسوجہ سے اُنکا ساتھ دیا ہمتو مسلمان ہوے آقاے نامدار نے وہ مرتبہ دیا ہی کہ سب لوگ رشک کرتے ہین اب بارگاہ استاد ہوتی ہی

چلکر بیٹھو لطف صحبت اٹھاؤ شاہزادہ ہمارا نہایت خلیق ہر اس خُلق سے پیش آئیگا کہ نہال ہو جاؤگی یہ کہکے ماہ رخسارہ کو ساتھ لیا اِستنے عرصے مین بارگاہ اِستاد ہوئی شاہزادیان نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئین گلاب وغیرہ چھڑک رہی ہین مگر شاہزادے کو ہوش نہین آتا جیسے ہی ماہ رخسارہ آئین شاہزادیون نے ہنسکر کہا اے ملکۂ عالم لِلّٰہ زلف معنبر سنگھایئے ماہ رخسارہ نے بیٹھکر جوڑا کھولا حقیقت مین بوے زلف عنبر بن جو باغ مین پہونچی شاہزادے نے آنکھ کھولدی ماہ رخسارہ کو جو قریب بیٹھے دیکھا اُٹھ بیٹھے پوچھا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی تمھارا نام نامی کیا ہر کیا عنایت فرمائی کہ مجھکو سرفراز کیا ماہ رخسارہ نے کہا آپ بڑے اقبال مند ہین مین برائے بربادی لشکر حضور آئی تھی مگر زلف عنبر بن مین پھنسی اب کیونکر سحر کرون لیکن اب آپ تشریف رکھین مین جاکر فکر کرون کہ لوح آپ کو ملے لوح میرے باپ کے پاس ہی اور ایک صورت اور پیدا ہو چکی کہ آپ کے لشکر کے بادشاہ دوسری جو بہن میری ہر اُسکے باغ مین جلوہ فرما ہین نور الدہر نے کہا آپ تو رخصت ہوجیے مین نجم کو پاس بادشاہ کے بھیجتا ہون تم دونون صاحب ملکر ایسی تدبیر کرو کہ لوح ہمکو ملجائے ہرچند کہ سب صاحب یہی چاہتے ہین کہ لوح ہمکو ملے لیکن امید خدا کی ذات سے ہر کہ خواجہ زادون نے بھی مجھ ہی کو فتاح طلسم قرار دیا ہر یقین ہر کہ لوح طلسمی مجھی کو ملے آجتک تو اشیاے تحفہ جات طلسمی مجھکو حاصل ہوے تیغۂ طلسمی و لباس طلسمی و مرکب طلسمی مجھی کو ملا ایرج نے بڑی کوشش کی لیکن کچھ نہ ہوا ماہ رخسارہ رخصت ہو کر روانہ ہوئی مگر نجم نے سب پتہ ماہ رخسارہ سے ملکہ سرو دلکشا کے باغ کا پوچھ لیا اور تلاش مین اُسی باغ کی چلا مگر لبقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا ہر ناچ ہو رہا ہر شاہزادیان گرد بیٹھی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر مختلف رنگ کہ کئی طرح کے رنگ اُسمین شریک ہین رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر کڑکتا ہوا پیدا ہوا لبقراط نے

خوش ہو کر کہا رنگ آمیز جادو آتی ہین ہر عرصین نئے رنگ پیدا کرتی ہین یہ بیشک
لشکر طلسم کشا کو مٹا دینگی وہ ابر قصر پر آکے پھٹا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی
والا قدر حُسن مین رشک بدر سرو قامت خوبصورت تخت پر بیٹھی ہوئی آتی ہی اگر
بقراط کو دیکھکر تخت اُتارا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے اُسکی پشت پر دست نجس
رکھکر کہا ای رنگ آمیز مین تمھارا اشتیاق تھا رنگ آمیز نے عرض کی ای قدرت دت
سے مجھکو اِسکی فکر تھی کہ جب طلسم کشا آئے تو مجھکو حکم ملے اِسطور سے لشکر تباہ
کرون کہ طلسم کشا کی جمعیت مین فرق آئے جب تنہا طلسم کشا رہجاے تو پھر اُسکا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکے بقراط کے قدمون کو بوسہ دیا اور پھر تخت
پر سوار ہوئی طرف نور الدہر کے چلی پتہ پوچھ لیا ہی خبر ملی ہی کہ برابر کوہ زمرد
کے لشکر اُترا ہی اُدھر سے رنگ آمیز آرہی ہو ایک جانب سے نجم اختر شناس آکر
ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک نخل کے نیچے بیٹھا ورق سامری نکالا اُسکو دیکھ رہا ہی کہ
بادشاہ کس مقام پر ہین ناگاہ ایک خانے پر نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ رنگ آمیز
برائے تباہی لشکر نور الدہر جاتی ہی اور اِسی جانب گذر ہوگا چند پتلے جھولی
سے نکالے غلام بنائے بوتل شراب کی نکالکر رکھی تاج سر پر رکھا تخت بچھا لیا
اُسپر بہ تکلف تمام بیٹھے انتظار کر رہے ہین مگر رنگ آمیز جو اُس صحرا مین پہونچی
وہ ہوا ے فرحت آمیز آئی کہ مثل گل شگفتہ ہوگئی درختون سے کئی ہزار طائر
منقارین کھولکے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُن زمزمون سے یہ آواز آتی تھی نظم

فکر ہین جو کرون وصف لب رشک چمن مین
پا سنگ دھرون لعل کے میزان سخن مین

صرفت ہی دل وصف لب غنچہ دہن مین
مستی کی دھڑی تلتی ہو میزان سخن مین

لکھتے ہین تمھارے قد موزون کی صفت ہم
ارکان قیامت کے ہین میزان سخن مین

روشن سخنی ختم ہوا اے شمع تجھی پر
کیا شعلۂ آواز ہو فانوس دہن مین

سب حرف نظر آتے ہین آئینۂ رخ سے
کیا بات چھپاتا ہو شرارت سے دہن مین

انکار ہی اقرار ہو گالی بے دعا ہو
اب لاکھ زبانین ہین ترے ایک دہن مین

وصف لب لعل و در دندان سے صفیر آج | ٹکلتے ہین جواہر مری میزان سخن مین

ان اشعار کی آواز جو کان مین رنگ آمیز کے آئی جھومنے لگی سر اُٹھاکر دیکھا بر سر کوہ ایک تاجدار بیٹھا ہی کئی سو خادم دست بستہ خدمت مین حاضر ہین چند کنیزین شراب پلا رہی ہین جام ارغوانی گردش مین ہی وہ جوان بیٹھا جھوم رہا ہی رنگ آمیز حیران کہ یہ تاجدار کون ہی کہ جو اس شوکت سے بیٹھا ہی حیران پریشان کہ اے رنگ آمیز یہ کون جلیل ہی آخر تخت سے اُتر آئی جب قریب پہونچی تو پہچانا کہ نجم ہی نجم نے جو اُس نازنین کو دیکھا یہ بھی مدت سے فریفتہ تھے اُٹھ کھڑے ہوے کہا آیئے تشریف لائیے اے رنگ آمیز ہم تمھارے مدت سے مشتاق تھے اُدھر رنگ آمیز نے شرما کر سر جھکا لیا نجم نے اُٹھکر ہاتھ تھاما جام ارغوانی دہن سے لگا یا کہا ایک جام تو ہمارے ہاتھ سے پیجیے رنگ آمیز کو انکار نہ بن پڑا آخر جام پیگئی جام پیتے ہی جوش محبت نجم اختر شناس ہوا پہلو مین آکر بیٹھ گئی اور ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی نجم نے کتاب بغل سے نکالی کہا اے ملکۂ عالم جانتی ہو کہ یہ کتاب بقراط نے لکھی ہی خود اپنے قلم سے لکھ چکا ہی کہ قضا بیری ہاتھ سے نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہی دریاے قلزم پر لوح ملیگی شیر بیشۂ صاحبقرانی نور الدہر بن بدیع الزمان بہ شوکت تمام آتے ہین یہ مضمون جو رنگ آمیز نے دیکھا رنگ رو متغیر ہو گیا کہا اے نجم یہ تو مین بخوبی جانتی ہون کہ فتح طلسم کا وقت آگیا لیکن کوئی سلسلہ ملاقات کا طلسم کشا کی نہ تھا اب سبب پیدا ہوا مجھکو چلکر طلسم کشا کے قدمون پر گرا دو مین بقراط سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ براے تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہون مگر اب تمسے آنکھ ملی محبت طلسم کشا نے دل مین جگہ کی نجم نے کہا اے ملکۂ عالم تباہ کرنا لشکر نور الدہر کا اب بہت دشوار ہی چالیس شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار ہمراہ لشکر ہین سکندر ثانی ایسا بادشاہ کہ جو بقراط کے سحر کو دفع کرسکتا ہی جمشید زرین ترکش وہ بھی جان و مال سے موجود ہی اگر جاکر لشکر طلسم کشا پر سحر کرتین تو پلٹنا دشوار ہوتا ملاقات طلسم کشا

کی کچھ مشکل نہین خلق مجسم ہین اور دوسرا ایک مژدہ تمکو دیتا ہون کہ ماہ رخسار دختر
ہفت جوش طلسم کشا پر عاشق ہو گئی ہی اور یہ وعدہ کیا ہی کہ لوح کی فکر کرتی
ہون رنگ آمیز نے کہا مین بھی جا کر اُسکی بات کی تائید کرونگی اور طرف سے بقراط
کے ایک نوشتہ تیار کرو ہفت جوش کے نام روانہ کرو اور یہ مضمون ہو کہ لوح طلسمی
طلسم کشا کو دیدو ہم سمجھ لینگے یہ سنکر نجم نے قلم دوات نکالی کاغذ عمدہ نکالکر طرف سے
بقراط کے لکھا کہ ای خیر خواہ دولت ہم تمھاری جانبازی سے بہت خوش ہوے
لوح کو تمنے خوب چھپایا اب مناسب یہ ہی کہ لوح طلسم کشا کو دیدو دیکھون طلسم کشا
لوح لیکر کیا کرتا ہی سکندر ثانی کو ستاونگا طلسم کشا کو آوارہ کرونگا وہ لوح اب
بالکل بیکار ہی مین نے اور لوح بنائی ایسا نہ ہو کہ دریاے قلزم تہ و بالا ہو جسوقت
آمد طلسم کشا سنو فوراً جا کر ملاقات کرو لوح طلسمی دیدو وہ لوح خبر نہ دیگی اُسی
لوح سے سر ٹکرا ینگے عاجز ہو کر جان دینگے یہ نامہ لکھکر نجم نے رنگ آمیز کو دیا اور
یہ کہدیا کہ خیال رکھنا ملکہ ماہ رخسارہ و سرو دلکشا جو کلام کرین اُنکی بات کی تائید
کرنا بی سرو دلکشا بادشاہ پر عاشق ہین و بی ماہ رخسار ہمارے آقاے نامدار
طلسم کشا پر مائل ہو گئی ہین نگر حال دربار بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ یہ قصر
ہشت پہل مین بیٹھا ہی اور تمام اہالی طلسم اُسکے دربار مین جمع ہین دمبدم خبرین
پہونچتی ہین کہ طلسم کشا فلان صحرا مین اُترے ہین اور فلان ساحر مارا گیا یہ خبرین
سن سنکر بقراط ثانی گھبرا رہا ہی اہل طلسم سے پوچھتا ہی کیون صاحبو طلسم کشا دریاے
قلزم پر کیون جاتا ہی لوگ کہ رہے ہین مشہور ہی کہ دریاے قلزم مین لوح ہی اسی
نکر مین طلسم کشا جاتا ہی بقراط کہتا ہی دیوانہ ہوا ہی لوح وہان کجا ہفت جوش
وہان رہتا ہی شاید اُسکے قتل سے پتہ ملے یہ ذکر تھا کہ اول ماہ رخسار آ کے
پہونچین اور جھک کر سلام کیا کہا یا خداوندین یہ اے بربادی لشکر طلسم کشا
گئی تھی نگر یہ وہ سامان دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے میان نجم اختر شناس دار ارسطو منتظم
ہین اور رچپا لیس شانہزادیان کہ دعوی عشق طلسم کشا رکھتی ہین جان و مال سے

حاضر ہین ہر وقت علامت سحر دیکھا کرتی ہین یہی خیال ہی کہ کوئی ساحر آئے تو اسکو یارئ
سحر نہ کرنے پائے اور سکندر ثانی ایلیا بادشاہ جمشید زرین ترکش آٹھ پہر گرد
لشکر پھرتا ہی ذرا کسی کا مزاج برہم دیکھا اور تدبیرین کرنے لگا آٹھ پہر یہی خیال
ہی کہ جیسے کوئی کار نمایان سرزد ہو ایک ایک جان سے خیرخواہ ہی سکندر خود
طلایے کو اُٹھتے ہین اور دمبدم طلسم کشا سے عرض کرتے ہین کہ طرف دریاے
قلزم کے چلیے مگر قریب کوہ زمرد لشکر آکر ٹھہر گیا ہی مین کنیز کی شکل بنکر تین دن
لشکر طلسم کشا مین رہی سب انتظام دیکھا یہ یقین تھا کہ ذرا ابھی زبان ہلاؤنگی تو
یہ سب ساحر ٹوٹ پڑینگے جان بچانا مشکل ہوگی اسیوجہ سے چلی آئی نہ ٹھہر سکی
تین دن مین سب حال دریافت کرلیا بقراط بہ گوش ہوش باتین ماہ رخسار کی
سُن رہا ہی کہ دیکھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی یا خداوند اب ملکہ
سرو دلکشا آتی ہین بقراط نے گھبرا کر کہا انکو تو ہمارے نام سے نفرت ہی وہ
آج کہان آئین یہ ذکر تھا کہ تخت سرو دلکشا کا کنیزین کاندھے پر لیے ہوے
آکر پہونچین چونکہ کوچہ سحر سے ناواقف ہین کنیزین تخت لیکر آئین سرو دلکشا
اُترین عرض کی یا خداوند مین آپ سے کچھ عرض کرنے آئی ہون جس وقت سے
بقراط نے سرو دلکشا کو دیکھا ہو نگاہ اُٹھا کے سب شاہزادیون کو دیکھ رہا ہی
مگر اور سب شاہزادیون مین ملکہ سرو دلکشا حُسن و جمال مین بہتر معلوم ہوتی ہین
مسکرا کر جو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند بوا ماہ رخسار نے ایسی خبرین بیان کین کہ
ہوش اُڑ گئے لہذا آپ سے یہ عرض کرنے آئی ہون کہ صحراے زمرد نگار تک
طلسم کشا پہونچ گیا کوئی تدبیر کیجیے یہ تو مشہور ہی کہ آجتک طلسم کشا نے جو ارادہ
کیا وہ پورا ہوا بقراط نے کہا اے سرو دلکشا کیا چاہتی ہو سرو دلکشا نے
کہا ایک نامہ لکھیے کہ جا کر والد کو دون کہ وہ انتظام کرین کوئی طلسم کشا کو روکنے
نہین جاتا بہن ماہ رخسار کا آپ بیان سُن چکے کہ سکندر ثانی ایلیا بادشاہ اور
ایسا ساحر زبردست خود طلایہ پھرتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے سامنے سحر کرے دیکھ

بقراط نے کہا اب نامے کی کیا ضرورت ہی رنگ آمیز گئی ہوئی ہی ضرور سحر کریگی
سرو دلکشا نے دامن بقراط کا تھام لیا کہا یا خداوند آپ کو غفلت ہی ہم لوگون کو
جان کا خوف ہی جسوقت آپ پر کوئی اُفتاد پڑیگی ہم لوگ دم شمشیر پہ گلے رکھد ینگے
کیا زندہ رہین گے مسلمانون مین ہماری کیونکر بسر ہوگی بقراط نے نامہ مین یہ لکھا
کہ ای ہفت جوش مسلمانون کو یہ خیال ہی کہ بعرح طلسمی دریاے قلزم مین ہی بڑا داؤ
تمبر ڈالین گے لہذا بموجب کہنے ملکہ سرو دلکشا کے یہ نامہ تمکو پہونچتا ہی کہ انتظام
کرو اور اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تمھارے دشمنون پر کوئی سانحہ گذرے
تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ایسا نہ ہو کہ سکندر ثانی دریا مین گھس آئے لہذا قبل سے
انتظام واجب ولازم ہی سرو دلکشا نے یہ نامہ لیا ماہ رخسار سے کہا بوا اب
بخدمت والدنامدار چلو ماہ رخسار نے کہا بوا مین تو سحر جانتی ہون فوراً پہونچ
جاؤنگی تم پہلے سوار ہو کئی دن مین پہونچوگی سرو دلکشا سوار ہوئین بقراط
چاہتا تھا کہ سرو دلکشا کو نہ جانے دون کئی مرتبہ ہاتھ تھاما تخت پر اپنے بٹھا لیا
مگر ماہ رخسار نے بہ قہر و غضب طرف بقراط کے دیکھا کہا یا خداوند افسوس اس
حسن پرستی نے آپکو اس درجہ پر پہونچایا کہ طلسم ظاہر چھوڑا طلسم باطن مین آئے
اب وہ انتظام کرو کہ طلسم کشا سے کچھ فیصلہ ہو بقراط نے سرو دلکشا کو رخصت
کیا سمجھا کہ اگر اسکو روکونگا تو ماہ رخسار فسادو برپا کریگی اور بڑا افسوس یہ ہی کہ
سرو دلکشا بھی رضامند نہین خیر جانے دو بعد انتظام طلسم کشا ہفت جوش
کو پیغام دونگا یقین ہی وہ بہ خوشی منظور کریگا اور بیٹی دیدے گا یہ سوچ کے
ہاتھ سرو دلکشا کا چھوڑ دیا سرو دلکشا سوار ہوئی کنیزین تخت لیکر چلین بعد
جانے سرو دلکشا کے ماہ رخسار بھی رخصت ہوئی مگر حیران ہی کہ ای ماہ رخسار
یہ کیا باعث تھا کہ سرو دلکشا طرف داری طلسم کشا کی کرتی تھی جس سے صاف
پایا جاتا تھا کہ مراد اسکی یہ ہی کہ ہفت جوش جادو شریک طلسم کشا ہو جاے
یہ سوچتی ہوئی روانہ ہوئی یہان ہفت جوش دریاے قلزم سے باہر نکلا ہی

بارگاہ استاد کرائی ہو گئی ہو ساحر گرد بیٹھے ہین بعض بعض کہہ رہے ہین کہ ای افسر دریائے
قلزم جو حکم ہو وہ بجا لائین مگر ہفت جوش خاموش بیٹھا ہو کسی ساحر کو حکم نہین
دیتا یہی خیال ہو کہ جب طلسم کشا مقابلے مین آویگا تو طبل جنگی بجوا کر لڑونگا یہی سب
سردار فرداً فرداً میدان مین نکلین گے ایسا مقابلہ پڑیگا کہ طلسم کشا کو مشکل ہوگی
جب سکندر ثانی میدان مین آئے تو مین جا کر مقابلہ کرون اور لوح نکال کر
چمکاؤن سکندر ثانی ناچار ہوگا یہ سوچ رہا ہو کسی سردار کو جواب نہین دیتا ہو
کہ آسمان پر برق چمکی اپنی بیٹی ماہ رخسار کو دیکھا کہ طاؤس پر سوار آئی اگر اتری
باپ کو سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا کیون بی بی کیا انتظام کیا کوئی صورت
تباہی لشکر طلسم کشا کی ہوئی ماہ رخسار نے کہا ای والد تاجدار تباہ کرنا طلسم کشا
کے لشکر کا نہایت دشوار ہو یہ کنیز آپ کی تین دن لشکر اسلام مین رہی مگر وہ
انتظام دیکھا کہ ہوش پراگندہ ہو گئے سکندر ثانی خود انتظام لشکر کا کرتا
ہی اگر ہوا گرم چلتی ہو تو سکندر ثانی سحر کرتا ہی آٹھ پہر یہی خیال ہو کہ اگر کوئی ساحر
آئے تو اُسے گرفتار کر کے خدمت طلسم کشا مین لیجاؤن انعام پاؤن ہر ساحر
کا یہی قصد ہو کہ کچھ کام کرین سامنے طلسم کشا کے نام کرین لہذا آپ اپنی تدبیر
کرین تین دن مین لشکر مین رہی اور کئی مقام پر سکندر ثانی کو تنہا پایا مگر حوصلہ
نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی مین خدمت خداوند مین بھی گئی تھی اُنھون نے
بہن کو نامہ دیا ہو وہ بھی آتی ہونگی اب ہفت جوش مشتاق ہوا کہ دیکھون
خداوند نے کیا لکھا ہی یہ ذکر تھا کہ چند کنیزون نے آ کر عرض کی کہ ملکہ سرو دلکشا
آئی ہین آ کے باپ کو سلام کیا مگر رنگ رو اُڑا ہوا ماہ رخسار کا بھی یہی حال
ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو صاحبو کیا بیان کرون ابھی تک کوئی کام نہین ہوا
دیکھیے اب بہن کے نامہ دینے پر کیا گذرتی ہو کہ سرو دلکشا قریب پدر آئین
ہفت جوش نے گلے لگا لیا چونکہ نہایت حسین ہو دیر تک گلے لگائے رہا
اور پیشانی پر بوسے بھی دیے سرو دلکشا نے مسکرا کر کہا ای باپ اسطرح

گا نہ لگایا کیسے لوگ طعن کرینگے ہفت جوش نے کہا ای فرزند مین حیران ہون
تیرا وہ جمال ہو کہ اُسکو دیکھکر پریشان ہوتا ہون بزرگان دین نے منع کیا ہو ورنہ
تجھکو پاس لیکر سوتا مہرو دلکشا نے منھ پھیر لیا اور وہ نامہ نکالکر پیش کیا وہ نامہ
ہفت جوش نے پڑھا ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای فرزند مین کیا تدبیر کرون ہر ایک
ساحر قتل طلسم کشا سے ہاتھ اُٹھاتا ہی جس ساحر کو بھیجا وہ ناچار ہو کر پلٹا لیکن مین
بکہ تدبیر کرونگا قضا سے کار یہان دونون بیٹیان سمجھا رہی ہین کہ ای والد نامدار بہتر
تو یہ ہو کہ جا کر طلسم کشا سے ملجایئے اور لوح نذر دیجیے یقین ہو طلسم کشا بہت سرفراز
کرے ہفت جوش خاموش بیٹھا ہو کہ آسمان پر برق چمکی رنگ آمیز آکر پہونچی
ہفت جوش کو آکر سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا اور رنگ آمیز کہان سے
آتی ہو رنگ آمیز نے کہا عرض کرونگی ہفت جوش نے شراب وغیرہ پیش کی جب
نشہ ہوا تو رنگ آمیز نے وہ نامہ جعلی نکالا اور ہاتھ مین ہفت جوش کے دیا
ہفت جوش نے جو وہ نامہ پڑھا مثل گل شگفتہ ہو گیا اور کہا ای رنگ آمیز مین
کیا تدبیر کرون کچھ مجھکو بن نہین پڑتا اگر فوج بھیجون تو طلسم کشا دس بارہ لاکھ
فوج کی جمعیت رکھتا ہو ساحر کیسے کیسے نامی وگرامی ساتھ ہین خود پہلوان وحید
وبے نظیر چہرہ مثل ماہ منیر کون اُسپر غالب ہوگا اگر اصلاح کرون تو مجھے کیا
دعویٰ ہو اور کیا حق ہو کہ وہ سرفراز کرینگے صورت دیکھتے ہی تیغہ طلسمی کھینچین
اور مجھکو قتل کرین ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار مین تو عرض کرتی ہون کہ
طلسم کشا آپ کے ساتھ اسطور سے نہ پیش آئیگا جیسا کچھ کہ آپ کو خیال ہو وہ
بالکل خام ہو طلسم کشا کی مروت وخلق حد درجہ پر ہو دشمن سے یون ملتا ہو جیسے
دوست صادق سے کوئی ملاقات کرے کیسے کیسے سرِ ارجری و بہادر جمع
ہین جس مہم پر گئے اُسکو فتح کیا ابھی معرکہ پڑا تھا معمار قصر ساز کہ اُسنے قیامت
کا سحر کیا تھا کہ طلسم کشا کو قید کر لیا مگر ایسے صاحب اقبال ہین کہ وہ ساحر بھی
مارا گیا اور قصر بھی غائب ہوا اسی طرح جس ملک پر پہونچے اُسکو فتح کیا کسکی

مجال ہی کہ اُسپر چڑھکر جائے رنگ آمیز نے عرض کی کہ مین بھی وعدہ کرتی ہون کہ اگر
طلسم کشا آپ کو مُننے تو آپ کے استقبال کو آئے سردار جو انکا ٹرا نامی وگرامی
نجم اختر شناس ہی کہ جسکی راے پر کاربندی وانتظام لشکر ہوتا ہی وہ واسطے استقبال
کے آئیگا اسطرح ان تینون شاہزادیون نے سمجھایا بجھایا کہ ہفت جوش اُٹھا
اور تیاری کرنے لگا کہ مین خدمت طلسم کشا مین جاؤنگا اور سب سے زیادہ
ماہ رخسار نے سمجھایا ہی کہ مین بڑے لطف سے آپ کو ملواؤنگی آپ ملاقات
طلسم کشا سے بہت خوش ہونگے اب ہفت جوش جادو کو بہت تسکین ہوئی
یقین ہو گیا کہ طلسم کشا سرفراز کریگا چاہتا ہی کہ روانہ ہو کہ آسمان پر برق چمکی
ملکہ قلزم جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ انجام طلسم کیا ہوگا
کتاب سامری کھولی سوانحات دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے بھائی کے حال پر خیال
کیا معلوم ہوا کہ بھائی صاحب کو دونون بیٹیان اور رنگ آمیز سمجھا رہی ہین اور
ہفت جوش تیار ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جائے اگر دیر ہوگی تو وہ چلا جائیگا
فوراً آہ کا نعرہ کرکے روانہ ہوئی اُسوقت یہ آکے پہونچی مگر سرو دلکشا کہ
ساحرہ تھی اُسکو کنیزین تخت پر بٹھا کر روانہ ہو چکی تھین مگر ماہ رخسار ورنگ آمیز
سمجھا رہی ہین ہفت جوش نے کئی سو کشتیان جواہر کی برائے نذر منگوائی
ہین اور سحر کرکے اپنے شکم سے لوح نکالی ایک کشتی مین رکھی کہ طلسم کشا کو نذر
دونگا کہ قلزم جادو آکر پہونچی آتے ہی دیکھا کہ ماہ رخسار ورنگ آمیز سمجھا رہی ہین
اور ہفت جوش صندوقچے جواہرات کے نکلوا رہا ہی آتے ہی کہا بھائی صاحب
آپ کا کیا قصد ہی ہرچند کہ مین آپ کے قصد سے آگاہ ہون کیون ماہ رخسار
یہ کیا حرکتین ہین بیوقوف کو بھاتی ہی کہ جو خوف سے طلسم کشا کے کانپا کرتا ہی
آج اُسکو تسکین ہوئی اور ری ماہ رخسار مین کیا تجھکو جانتی ونگی اور رنگ آمیز
تو نے نت نئی آشنائی کی نجم اختر شناس سے پھنسی دیکھ قدرت بقراط ثانی کہ
مجھکو آگاہ کیا مین کتاب دیکھکر آئی ہون اوری بی ماہ رخسار یہ اتفاق تھا کہ

بی سرو دلکشا نکل گئین ورنہ انکی بھی گردن لیتی یہ کہکے ماہ رخسار و رنگ آمیز کو گرفتار
کرلیا ہرچند اُنھون نے سحر کیے مگر کوئی زور نہ چلا اُنکو قید کر کے ایک قفس مین
دونون کو بند کیا اور لوح اُٹھالی ہفت جوش نے کہا ای ہمشیرہ مین توبہ کرتا
ہون کہ خدمت طلسم کشا مین اب نہ جاؤنگا اسی لوح کی وجہ سے میری آبرو ہی اگر
یہ نہ رہی تو مجھے کون پوچھے گا اب عہد کرتا ہون کہ ایسی حرکت نہ کرونگا یہ سُنکر
قلزم بر سر رحم آئی کہا مین دونون کو لیے جاتی ہون مگر لوح کو اپنے کلیجے مین
رکھو ہفت جوش نے کہا اب اِس لوح کو شکم مین نہ رکھونگا ہر وقت جھولی
مین رہیگی کیا مجال ہی کہ کوئی اِسیر ہاتھ ڈالے تینون شاہزادیون نے مجکو بہت
ناچار کیا تھا اب ہوشیار رہونگا قلزم جادو نے دونون قفس اُٹھا لیے اور
ہفت جوش کو خوب سمجھایا کہا لوح اپنی جھولی مین رکھو مگر حفاظت کرنا کسی کے
فقرے مین نہ آنا ہفت جوش جادو بیٹھا رہا قلزم روانہ ہوگئی مگر سرو دلکشا
بعد کئی دن کے خدمت شاہ مین آئی اور کنیزون نے اُسکو خبر دی کہ قلزم جادو
وقت پر آگئی معاملہ بگڑ گیا ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہوگئین یہ خبر جا کر سرو دلکشا
نے خدمت شاہ مین دی اور رونے لگی اور یہی سب کیفیت گذشتہ بیان کی
بادشاہ نے یہ حال سُنکر فیروزہ سے کہا ای فیروزہ پاس نور الدہر کے جاؤ
اور یہ سب حال بیان کرو کہ لوح کی فکر ہوگئی تھی لیکن قلزم وقت پر پہونچی
ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہوگئین اب اِسکی کوئی تدبیر کیجیے ای فیروزہ اُنسے
صلاح کر کے تدبیر اُنکی رہائی کی کرو اور مین ابھی اِسی معشوقہ کے باغ مین ہون
فیروزہ خدمت نور الدہر مین پہونچا سب حال بیان کیا نجم نے جو حال گرفتاری
معشوقہ سُنا بیقرار ہوگیا کہتا تھا ای شہریار غضب ہوا کہ ایسی معشوقہ چھوٹی
اور گرفتار ہوگئی ای فیروزہ تم اور شبرنگ ملکر جاؤ مین بھی آتا ہون اور
میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

وصل کی شب رنگ گردون نوع دیگر ہوگیا		شام سے بادا اور مین جامے سے باہر ہوگیا

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا — روے زیبا کے سبب یوسف پیمبر ہو گیا
ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا — دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا
اُس شہ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا — اسقدر روتا ہما اُسپہ کبوتر ہو گیا
منتخب تونے کیا لیکر قلم کو ہاتھ مین — صاد تیرا شعر کے چہرے کا زیور ہو گیا
روح کو تفریح اُن دانتونکے دیکھے سے ہوئی — آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا
کوچہ گیسوے کس دلبر کے آئی تھی نسیم — بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا
کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابونکی طرح — جیسے سودے کا ترے سر مین مرے گھر ہو گیا
قبر پر بیٹھا ہماری ہو کے وہ قاتل فقیر — نقش جانبازی کا اپنی اُسکے دلپر ہو گیا
فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے — برگ گل صفحہ رگِ گل نقش مسطر ہو گیا
کشور دل کو کیا غارت خط شبرنگ نے — گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا
شوق خود بینی ہوا مجھکو جو اے سلطان حسن — آئنہ تمثال سے تیری سکندر ہو گیا
سامنے جو پڑ گیا ہوش اُڑ گئے بیخود ہوا — جامِ چشم یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا
ایک الف سے قدر کو سو بین ہوا آتش فقیر — چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

فیروزہ و شبرنگ سب باتین پوچھکر طرف قصر قلزم جادو کے چلے راہ کو طی کرتے ہوے قریب باغ قلزم کے پہونچے گرد اُس باغ کے پھرے راستہ جانیکا نہ پایا اور نہ دروازہ پایا ناچار ہو کر کنارے پہ باغ کے آکر ٹھہرے دونون عیار تیز و طرار فیروزہ ایک بڈھا بنا شبرنگ نے ایک لڑکے کی صورت بنائی بڈھے نے ڈھول بجانا شروع کیا لڑکا بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

جوش و خروش پر ہی بہار چمن ہنوز — پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز
پاتا نہین مین یار کو میل سخن ہنوز — معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل — ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز
رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی — دیکھا نہین اِن آنکھون نے سورج گہن ہنوز
انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ — غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم اُن ابروؤن کی کجی سے جو ہو سو ہی
خاصیت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
اپنی صفائے سینے کا حیران کار ہو
ہرچند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم

بل کھا رہی ہو زلف شکن در شکن ہنوز
اسنے تو داب رکھا ہی اپنا کفن ہنوز
خلوت نشین ہو روشنی انجمن ہنوز
دیکھا نہین ہو آئنے نے وہ بدن ہنوز
آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

تھوڑی دیر کے بعد دیوار باغ شق ہوئی چند کنیزین نوجوان ہنستی ہوئی نکلین قریب بڑے میان کے آئین بڑے میان ڈھول کے ٹکڑے باندھ رہے ہین وہ لڑکا اسطرح کی تانین مار رہا ہو کہ اکثر آہوان صحرا آکر چھپا لین بھرتے ہوے آئے ہین اور گانا بگوش ہوش سُن رہے ہین اکثر طائر آشیانون سے سر نکالے بیٹھے ہین اور گانا سُنکر مبہوت ہو رہے ہین کنیزون نے جو آکر یہ معرکہ دیکھا کہا بڑے میان صاحب اِس لڑکے کو تو خوب بتایا ہو مگر تم تو اپنا گانا سُناؤ بڑے میان نے گنگنا کر ایک تان لگائی کہ لڑکے کا گانا گرد ہو گیا کنیزون نے کہا بڑے میان بیٹھو ابھی جاتا نہین ہم جا کر ملکۂ عالم سے ذکر کرتے ہین یقین ہو کہ ضرور تمکو بلائین ہرچند کہ ہماری بی بی آجکل مکدر رہتی ہین لیکن آج بعد کئی دن کے بارہ دری سے نکلکر باغ مین بیٹھی ہین تمھارے گانے کی آواز سنکر خوش ہو رہی ہین ہملوگ بھی تمھارے گانے کی آواز سنکر چلے آئے حقیقت مین بڑے میان تم کامل و اکمل ہو مالک ہماری ضرور پسند فرماوینگی بڈھے نے پوچھا تمھارے کا کیا محل ہو کنیزون نے کہا اِس طلسم پر بڑی آفت ہو طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہو صحرائے نصرت نگار مین فرو کش ہو دو شاہزادیون کو ملکہ نے قید کیا ہو ایک عاشق طلسم کشا ایک عاشق رفیق طلسم کشا اور یہ کتاب مین لکھا پایا کہ اِنکا قید کرنا خلاف پڑے گا عیار ضرور آوینگے اِسی وجہ سے باہر نہین نکلتین بارہ دری مین رہتی ہین بڑے میان نے کہا تم جا کر عرض کرو الیسا انکو راضی کرین کہ بہت خوش ہون کنیزین دوڑتی ہوئی گئین قلزم جادو نکلکر بیٹھی

ہو سوچ رہی ہی کہ کتاب مین نکلا ہی کہ عیار آتے ہونگے دیکھون کس رنگ سے
آتے ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی وارثی ایک بڈھا اور ایک
لڑکا دو گویتے آئے ہین حقیقت مین ایسا گاتے ہین کہ دل بیقرار ہوتا ہی کنیزین
عرض کرتی ہین کہ اگر حضور بلوا کر انکو سنیین تو بہت خوش ہون قلزم نے کہا
اری حرامزادیو تم تو جانتی ہو کہ کتاب مین نکلا ہی عیار آئینگے مین نے دونون
سے نکلنا موقوف کر دیا اسوقت نور انکلکر بیٹھی ہون میرا دل یہی کہتا ہی کہ وہ
دونون عیار ہین سامری اُسنے بچائے خداوند لقراط ثانی مدد کرین صاحب صاحبقران
قدرت نے لکھا ہی کہ قلزم کے قاتل عیار ہین مین ان دونون کو قتل کرونگی
دیکھو ہفت جوش جادو جانے پر آمادہ تھا مین نے جاکر روکا ورنہ وہ
جاکر شریک مسلمانان ہو جاتا اب تم باہر نہ جاؤ قفس اُٹھاکر ماہ رخسار و
رنگ آمیز کو لاؤ مین دونون کو قتل کرون تو دل کو تسکین ہو غضب کی بات ہی
کہ یہ ماہ رخسار طلسم کشا پر عاشق ہوئین اور یہ رنگ آمیز نے نجم سے پیغام
کیا آن دونون عیارون نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی پلٹ کر نہین آیا تو یہ
گاتے بجاتے طرف باغ کے چلے در تو دیوار مین پیدا ہو چکا تھا باغ مین گھس
آئے یہان قلزم نے قفس آہنی منگوائے سامنے قفس رکھے انکو سمجھا رہی ہی
کہ اطاعت کرو لقراط ثانی کو سجدہ کرکے مطیع ہو ماہ رخسار جواب دیتی ہی اے
قلزم ہم تیرے سحر مین ہین جو مزاج مین آئے وہ کر ہمنے جو کیا وہ کیا اپنی بہتری
سمجھ لی کہ اطاعت مین طلسم کشا کی ہماری آبرو ہی اور جان بھی بچ جائے گی
اور اطاعت مین لقراط ثانی کی سراسر خرابی ہی قلزم نے کہا مین تمکو ابھی
قتل کرونگی رنگ آمیز نے کہا خدا ہمارے وارثون کو سلامت رکھے تو ہمین
قتل نہین کر سکتی یہ سُنکر قلزم بہت جھلائی دونون کو قفس سے نکلوایا زیر
تیغ بٹھایا دونون نے جو دیکھا کہ دو جلاد سر پر کھڑے ہین قتل کیا چاہتے
ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ایسے

ظلم سے مہلت دے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہی نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ	زانکہ بخشد حق گناہ عذر خواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی	کن بہ اصل خویشتن ای خاکی نگاہ
بندہ باشد نام تو در بندگان	گرچہ گردی در ولایت پادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر	یاد کن حق را ہمہ شام و پگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل بیشو و	در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش	کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت و بنیاد ارد اعتبار	ہان مشو غرہ بہ ملک و مال و جاہ
خیر و شر را کن تصور از خدا	مظہر نور الٰہی کوہ و کاہ ❖
دور کن از خاطر خود دور کن	ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ
تا رسی بر منزل صدق و یقین	از عنایت ہائے رب العالمین

قلزم بیٹھی ہی دو کنیزین تلوار کھینچے سر پہ کھڑی ہین کہ قلزم نے ڈھول کی آواز سُنی سر اُٹھا کر دیکھا دونون چلے آتے ہین قلزم نے پکار کر کہا ارے صاحبو یہ کیا غضب ہی کہ ہمنے نہین بُلایا اور گوتے چلے آتے ہین مگر دونون تانین مارتے ہوے سامنے قلزم کے آئے عرض کی حضور ہمارا گانا سنین یہ کمال ابھی ایسے حاصل کیا ہی کہ آپ ایسے سخی داتاؤن کے سامنے گائین انعام پائین ہم دیر سے دروازے پر حاضر تھے کیا عمدہ حضور کا سحر ہی کہ راستہ نہ ملتا تھا جب کنیزین نکلین تو ہمنے اُنسے کہا کہ ہمارے گانے کا تذکرہ اپنی مالک سے کرو ہمکو انعام ملیگا کیونکہ ساحرون کے یہان ہمارا جانا واجب و لازم ہی مسلمان کسی کو کبھی ایک پیسہ نہین دیتے کہتے ہین ہمارے یہان گانا حرام ہی مگر بڑے میان نے سب باتین کر کے وہ ٹکڑے باندھے کہ قلزم سُننے لگی لڑکے نے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

آپ سوتے ہین کیون خفا صاحب	کچھ تو بتلایئے بھلا صاحب

مجھکو سودا ہی زلف کا صاحب	نہ کرو قید سے رہا صاحب
ہو گئے مفت مین ہزارون خون	جب لگی ہاتھ مین حنا صاحب
قبر مین رکھ کے کوستے ہین مجھے	پھر تو کیجیے کہا یہ کیا صاحب
قتل منظور تھا سو قتل کیا	جو کہا تمنے وہ کیا صاحب
کیون خفا ہو شفیق سے پیارے	اُسنے کسکا کیا گلا صاحب

اِسطور سے لڑکے نے یہ اشعار گائے کہ قلزم نے کہا تم بیٹھ جاؤ بیٹھتے ہی دونون نے آفت برپا کی بڑے میان نے جیب سے نَے نکالی لڑکے نے کہا ہان اُستاد ذکو نئے طور سے بجائیے قلزم نے کہا بڑے میان ذرا قریب آؤ تو مین تمہارا امتحان لون یہ سُنکر بڈھا پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ حضور اگر کچھ اور شوق ہی تو یہ لڑکا خوب کام کریگا آپ راضی ہو جائینگی قلزم کہتی ہی قریب آؤ بڑے میان پیچھے ہٹے جاتے ہین کہا حضور مجھے آپ کی صورت سے خوف آتا ہی ایسا نہ ہو آپ مجھے مارین لڑکا ہاتھ باندھتا ہی مگر قلزم نے کنیزون کو اِشارہ کیا کہ اِن دونون کے منھ پر پانی کا چھینٹا مارو کنیزون نے جو پانی ہاتھ مین لیا دونون رام رام کرنے لگے کہتے ہین گسیان بنائے رکھیے ہمپر جل نہ ڈالیے گا ورنہ ہمارا مذہب خراب ہوگا ہم قوم کے برہمن ہین مگر کنیزون نے کچھ خیال نہ کیا دونون کے منھ پر پانی کے چھینٹے دیے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورتین اصلی نکل آئین قلزم نے کہا دیکھو یہ بھاگنے نہ پائین بیشک عیار ہین کنیزون نے گرفتار کر لیا قلزم نے کہا تم دونون کون ہو دونون نے اپنے نام بتائے ایک نے کہا مین عیار طلسم کشا ہون ایک نے کہا کہ مین عیار بادشاہ اسلام ہون قلزم نے کہا کیون آئے ہو کہا حضور یہ دونون شاہزادیان قید ہین ہمکو حکم ہوا برائے رہائی آئے تھے قلزم نے کہا دیکھو کیسے بے خوف ہین کہ میرے منھ پر کہتے ہین کہ تمکو قتل کرنے آئے تھے مین حیران ہون کہ اب کیون دل دھڑکتا ہی یہ بھی دونون گرفتار ہوئے اور دو

کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو بھی قتل کرو دو حبشیین تلواریں کھینچکر اُنکے سر پر آئین کوے کے خط گردنون پر دیے اجنوبہ دونون بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے **نظم**

چو گل بہ گلشن عالم بہ بست رخت سفر	نہ برگ خشک بماند بہ صحن باغ نہ تر
بدار دہر ہر آنکس کہ میشود شب باش	علی الصباح بہ بندد ازین سرا بستر
نہ غم بماند نہ راحت نہ مرد ماند نہ زن	نہ طفل ماند نہ برنا نہ اکبر و اصغر
نہ عرض ماند نہ جوہر نہ جسم ماند نہ جان	نہ نور ماند نہ ظلمت نہ خیر ماند نہ شر
نماند خویش نہ بیگانہ در سرائے جہان	پسر نہ ماند نہ مادر بہ اور و نہ پدر

دونون دعائیں مانگ رہے ہین قلزم نے اشارہ کیا کہ چارون کا سر قلم کرو انکا زندہ رہنا بہتر نہین جلادون نے چاہا ہاتھ مارین شاہزادیون نے جو دیکھا کہ عیار ہمارے واسطے آئے اور گرفتار ہو گئے بیقرار ہو گئین آپس مین کہتی ہین کیا غضب ہوا کہ عیار بھی آکر پھنسے افسوس یہ ہے کہ بادشاہ طلسم کشا کیسا افسوس کرینگے کہ عیار ہمارے مارے گئے ان عیارون نے ساتھ مین پرورش پائی ہے بچپن سے اُنکے یار ہین جلاد چاہتے ہین کہ ہاتھ مارین کہ آسمان سے برق گری چارون جلادون کے سر اُڑ گئے اور نعرہ ہوا کہ منم نجم دھم سے زمین پر آیا للکارا کہ او قلزم تجھکو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ عیاران لشکر اسلام کو قتل کرتی ہے یہ کہکے برق گرائی چارون جلادون کے لاشے بھی جل گئے نجم نے پکار کر کہا او قلزم اُٹھ مجھسے مقابلہ کر یہ شاہزادیان لایق قید کے ہین کہ جو تو نے قید کیا معشوق طلسم کشا ہے یہ بدعت ہے دونون عیاران اسلام سیکڑون جادوگر اِنکے ہاتھ سے مارے گئے قلزم نے اُٹھکر زمین پر دو ہتھڑ مارا کہ دریا پیدا ہوا نجم نے ستارہ گرایا کہ دریا خشک ہو گیا کئی سحر قلزم نے کیے مگر نجم نے دفع کر دیے قلزم نے آگ برسائی مگر نجم نے آگ کو پانی برساکر بجھا دیا قلزم اپنے مقام سے اُٹھی اور تیغچہ کھینچکر طرف نجم کے چلی آکر تیغچہ مارا

نجم نے سپر سحر پر روکا کمر سے نیچہ کھینچا دو نون نیمچہ چلا نگہ نجم نے کہ ساحر زبردست
ہو ایک مقام پر جھکائی دیکر ایک طائر اُڑ ا یا اُس طائر نے گرد سر قلزم چرخ مارا
طائر کے چرخ مارنے سے قلزم خاموش ہوئی اور ہاتھ روکا ہاتھ کا رُکنا کہ نجم
نے نیچہ مارا قلزم کے دو ٹکڑے ہوے مرنا قلزم کا کہ ہنگامہ گیرودار بلند ہوا
آوازین مختلف آنے لگین تھوڑی دیر مین آواز آئی کشتی مرا نام مین قلزم
جادو بود قلزم کا مرنا کہ ماہ رخسار ورنگ آمیز نے رہائی پائی ماہ رخسار سے
نجم نے کہا اب خدمت ہفت جوش مین چلو اُسکو لا کر شاہزادے سے
ملواؤ ماہ رخسار نے کہا قبل مین مین چلتی ہون نگر ای نجم دو نامے طرف سے
بقراط ثانی کے تیار کر دو مضمون انکا یہ ہو کہ ای قلزم جادو ان شاہزادیونکو
رہا کردے بہ دل سے ہماری مطیع ہین نجم نے نامے تیار کیے اور اپنے اوپر
سحر کیا کہ بہ صورت قلزم جادو تیار ہوا عیارون نے رنگ و روغن لگا کر
بنا دیا اول ماہ رخسار بخدمت ہفت جوش پہونچی جھک کر سلام کیا کہا ای
والد تاجدار دیکھیے کنیز نے رہائی پائی یہ خداوند کا نامہ پہونچا یہ ذکر تھا کہ
رنگ آمیز بھی آکر پہونچی دونون نے دو نامے پیش کیے مہر بقراط مضمون
مذکور ہفت جوش بیٹی کے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا کہا ای نور نظر
تجنے قید سے رہائی پائی مجھے راحت ہوئی کہ رنگ آمیز نے کہا ای ہفت جوش
مجھکو حکم خداوند ہی کہ خدمت ہفت جوش مین حاضر رہو ہفت جوش نے
اُسکو پہلو مین جگہ دی رنگ آمیز آکر پہلو مین ہفت جوش کے بیٹھی آپس مین
اختلاط ہونے لگا کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی قلزم جادو آتی ہی ہفت جوش
نے کہا بڑی بات ہوئی کہ قلزم جادو آتی ہین قلزم جادو نقلی آکر اتری کہا
ای برادر میر اسحر خداوند کو شاق ہوا مجھپر غصہ کیا کہ ان شاہزادیون کو کیون
گرفتار کر لائین انکو رہا کر دو مین نے انکو رہا کر کے رفیقون سے صلاح
کی کہ مین خدمت ہفت جوش مین جاؤن اُس سے صلاح کرون ہفت جوش

کے لیے یہی بہتر ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جاے کہ طلسم کشا کو اطمینان ہو کے
ماہ رخسار و رنگ آمیز نے بھی خوب سمجھایا ہفت جوش خود گھبرا رہا تھا یہ بھی
ظاہر ہوا کہ ماہ رخسار طلسم کشا پر عاشق ہی اور صحبت طلسم کشا مین ہو آئی ہی
اُسیوقت سوار ہوا اور ماہ رخسار و رنگ آمیز و قلزم نقلی اسطرح لگاکر
ہفت جوش کو لے چلین لوح اِسکے پاس جھولی مین رہتی ہی کہ اتفاقاً راہ مین
نجم نے ایک منزل پر کہا ای ہفت جوش تمکو خبر بھی ہی کہ قلزم جادو قتل ہوگئی
اب بہتر یہ ہی کہ لوح ہمارے حوالے کردو ورنہ باعث خرابی ہی ماہ رخسار پہلو
مین آبیٹھی کہا والدنا والدہ اطاعت طلسم کشا سے بڑے لطف اُٹھاؤ گے زمانہ
قتل بقراط قریب آگیا تدبیر اُسکی ہورہی ہی طلسم کشا صاحب اقبال ہی ایک
طرف رنگ آمیز آبیٹھی جھولی مین ہاتھ ڈالکر لوح نکال لی جب لوح نکل گئی تو
ہفت جوش بہت پراگندہ ہوا نجم نے کہا ای ہفت جوش نہ گھبراؤ تمھارا
بڑا مرتبہ ہوگا اور مشہور یہی ہوگا کہ لوح ہفت جوش نے لاکے دی اور
یہی منسوبات مین لکھا ہی کہ لوح طلسمی ہفت جوش نذر دیگا اب بقراط
ناحق کے نخرے کر رہا ہی پہلے تو اپنے ہاتھ سے لکھ چکا کہ طلسم فلان زمانے
مین فتح ہوگا اب چاہتا ہی کہ اپنی جان بچاؤن مگر حقیقت مین جبر و زحر کریگا
ہم سب عاجز ہو جائین گے بناے اقبال مندی دیکھو کہ کون کون سے
ساحر و شاہزادیان مطیع سرکار ہوئین ہم لوگ چاہین گے کہ وہ سحر کرے
اور طلسم کشا عاجز ہون اپنی جان لگا دینگے رنگ آمیز نے کہا ای نجم لوح میرے
قبضے مین آئی اب مین خدمت طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت جوش نے
بہ نگاہ حسرت طرف نجم کے دیکھا نجم کو اُسکی حیرانی پر رحم آگیا لوح ہاتھ سے
رنگ آمیز کے لے لی اور کہا ای ہفت جوش تم رنجیدہ نہ ہو ہم لوگ اِسکے
خواہان نہین ہین کہ لوح کا دینا تمھارے ہاتھ سے موقوف رکھین جب سامنے
طلسم کشا کے پہونچو گے تو لوح تمھارے ہی ہاتھ سے دلوائین گے ہفت جوش

رضامند ہوا نجم نے لوح لیکر پاس اپنے رکھ لی پھر لشکر تیار ہوا صحراے زمردنگار
کے قریب پہونچا ہی لشکر طلسم کشا سے اتنا بعد ہی کہ نشان اُڑتے معلوم ہوتے ہین
تمام صحرا سرخ پھولوں سے بھرا ہی نجم نے کہا آج اِسی مقام پر رہو صبح ہوتے ہی
پہونچ جاوینگے لشکر اُتر پڑا اگرچہ شتا ہزادیون نے قصد کیا کہ ہم خدمت طلسم کشا مین
رات ہی کو جاوین مگر نجم نے منع کیا کہ سب ساتھ ہی چلنا شتا ہزادیان اور نجم
وہفت جوش ایک ہی بارگاہ مین سوئے دوپہر رات گئے لشکر مین ہنگامہ
ہوا اہل لشکر جلنے لگے وہ جو پھول سرخ تھے شرارے نکلے جسپر گرا وہ جلکر
خاک ہوا پہلے سب سے ہفت جوش کی آنکھ کھلی بارگاہ سے نکلکر دیکھا کہ
ملکہ یاقوت سرخ پوش دریاے یاقوت مین غوطہ زن ایک نخل کے سائے
مین کھڑی سحر کر رہی ہی ہفت جوش نے جو یاقوت کو دیکھا دلیر ہوا سوچا کہ
اب کوئی کیا کر سکتا ہی لوح طلسم لیکر نکل چلون چپکے چپکے قریب نجم کے آیا لوح
جھولی سے نکال لی جب لوح نکال چکا تو گھبرایا ہوا باہر آیا آکر ایک وہ پتھر زمین
پر مارا کہ دریاے آب نے جوش کیا آپ دوڑا ہوا قریب یاقوت کے آیا
کہا اے یاقوت سرخ پوش تو نے اِسوقت یہ اکمال کیا کہ لوح خدمت طلسم کشا
مین جاتی تھی اگر آج سحر ہو جاتی تو صبح تھی لوح طلسم کشا کو ملجاتی مین لوح نکال
لایا اب تمکو اختیار ہی یاقوت نے کہا نجم جب بیدار ہوگا تو کیا فکر کریگا ایسا
نہ ہو طلسم کشا کو خبر ہو جاے مگر تم تو دریاے قلزم پر جاؤ مین اِن سب کو
تباہ کر کے لشکر طلسم کشا پہ جاتی ہون ہفت جوش تو بھاگا لوح جھولی مین
رکھی دریاے قلزم مین جاکر چھپا مگر یاقوت کھڑی سحر کر رہی ہی ارسطوے
ثانی کہ برسر طلایہ لشکر نورالدہر مین تھے جانتے تھے کہ نجم اختر شناس اپنے
ہمراہ ہفت جوش کو لیے ہوے آتا ہی سامنے اُترا ہوا ہی یکایک ہنگامہ سُنا
ایک بلندی پر آکر دیکھا کہ آگ پانی کا جوش ہی ایک طرف دریا ڈبو رہا ہی اور
ایک طرف آتش گر رہی ہی ہزارہا آدمی جل گئے ہین جست کر کے آیا آکر دیکھا

یاقوت سرخ پوش کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی للکارا کہ او مکارہ مخفی ہوگئے
سحر کرتی ہی ذرا امیران عالم کے تو سامنے آ ارسطو نے خدمتگارون سے پوچھا
کہ نجم اختر شناس کیا کر رہے ہین خدمتگارون نے کہا آرام فرما رہے ہین ارسطو
نے اگر چاہا کہ نجم کو بیدار کرون نجم نہ جاگے اور سحر نے ترقی کی ارسطو نے
نکلکر آگ کو پانی سے روکا پانی کو آگ سے دفع کیا یاقوت نے دیکھا کہ اب
لشکر مین انتشار نہ رہا قضائے کار نورالدہر بدیع الزمان سو رہے تھے
کہ شبرنگ نے آکر جگایا کہا او شہریار چلیے لوح محفوظ گلے مین ڈال لیجیے لباس
طلسمی و سلاح طلسمی زیب جسم کیجیے نورالدہر نے اٹھکر اپنے کو آراستہ کیا
چاہا سوار ہون کہ ہمارے مرصع پوش حاضر ہوئین عرض کی او شہریار کنیز جاکے
انتظام کرتی ہی یاقوت کی کیا حقیقت ہی کہ لشکر نجم کو تباہ کرسے نگر زبانی شبرنگ
کی معلوم ہوا کہ یاقوت نے ایسا سحر کیا ہی کہ نجم بیدار نہین ہوتے مگر تعجب ہی
کہ ماہ رخسار و رنگ آمیز کیون نہین نکلکر لڑین ملکہ ماہ رخسار اگر نکلتین تو ملکہ
یاقوت کے سحر کو دفع کر دیتین یہ کہکر ہمارے مرصع پوش پہلے چلی اسکے بعد
نورالدہر سوار ہوے شبرنگ ہمراہ ہی نگر ہمارے مرصع پوش اسوقت
پہونچین کہ دور سے دیکھا یاقوت و ارسطو سے رد و قدح ہو رہی ہی مگر
یاقوت نے ران کاٹ کر خون اپنا چلو مین لیا طرف آسمان کے پھینکا ایک
ابر یاقوتی ایسا تیار ہوا کہ لشکر پر آگ پانی برسنے لگا اور دوسری تاثیر یہ پیدا
ہوئی کہ اگر سوار و پیدل چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکلجائین تو جسنے نکلجانے کا ارادہ
کیا اُسکے سامنے دریاے قہار دیکھا مچھلی نے نکلکر اسکو کھینچ لیا کئی ہزار آدمی
دریا مین ڈوبے کئی ہزار کو شعلۂ آتش نے جلایا لشکر مین ہنگامہ ہی نہ بھاگ کے
بچتے ہین نہ اپنے مقام پر بیٹھے رہتے ہین ارسطوے ثانی ہر چند سحر کرتے ہین مگر
مچھلیان دریا سے نکل رہی ہین جسپر گرین اسکو کھینچکر لیگئین دریا مین گرا دیا
جو اپنے مقام پر بیٹھے ہین وہ جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین ہر ایک

فریاد و فریاد کر رہا ہی کوئی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہی کہ ای رب کارساز
وای خالق بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیری رحیمی اور کریمی کے امیدوار ہین
اپنی حقیقت کو خوب جانتے ہین نظم

چه بودی غور کن در ابتدا چیز	چه باشی بعد وقت انتہا چیز
ترا حاصل شود گنجینه از خاک	که هست این خاکساری کیمیا چیز
ز الطاف خداوندی چه دور است	اگر سازد خدا ناچیز را چیز
کند گر جمع دولت مند دولت	برد باخود چه زین دولت سرا چیز
بغیر از بندگی چیزے نباشد	متاع قیمتی و بے بہا چیز +

ہمارے مرصع پوش نے جو یہ معرکہ دیکھا اور ابر پر نگاہ ڈالی کڑک کر بلند
ہوئی برق بنکر گری ابر کے ٹکڑے اڑا دیے جب ابر پھٹا تو دیکھا کہ ایک
جادوگر چہرہ سرخ و سفید خون ہاتھ سے ٹپک رہا ہی اسنے للکارا کہ ای ہما
غضب کیا کہ میرے سامنے آگئین میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگی یہ کہکے خون
بھرے ہوے ہاتھ ہلاے ہمارے مرصع پوش پر بارش شعلہ ہاے آتش
ہونے لگی مگر ہما کے پہلو سے مینھ برس رہا ہی شعلے قریب نہین آتے جو شعلہ
گرا قطرۂ آب نے اسکو بجھا دیا شعلون کو بجھا کر ہمارے مرصع پوش پھر کڑکی
اور دھوان منھ سے چھوڑا ساحر نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا ہما نے
آنکھون سے اشارہ کیا آنکھین رشک دیدۂ غزال تھین آنکھون نے جو گردش
کی ساحر دیوانہ ہوگیا گریبان پھاڑ ڈالا پکارتا تھا کہ ای ماہ تمام اب امیدوار
ہون میرے پاس آئیے نظم

ولین گھر کر کے منھ آنکھو نسے چھپاتے ہو عبث	نازو انداز سے باہر ہوے جاتے ہو عبث
چوٹی ایڑی سے مری جان بڑھاتے ہو عبث	بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث
ای بتو تمکو بھی دعواے الوہیت ہی	توڑ کر دلکو مرے کعبے کو ڈھاتے ہو عبث
عاشقو نسے نہین کیا سجدہ ادا ہوسکتا	داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

غافلو منزل دنیا ہی سراے فانی — اس خطرگاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث

مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین — ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھو تو مغان کہتے ہین — آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث

بوسے لیتا ہون تو وہ کہتا ہی رشک یوسف — گرگ کیطرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو عبث

شاعرو ذکر دہان و کمر یار نہ ہو — سر مخفی ہین زبان پر انہین لاتے ہو عبث

سایہ سان اُنکے چلو آتش نہ بہت یارے تم — دشمن و دوست کی آنکھو مین سماتے ہو عبث

اسطرح سے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ہما کے آیا ہما نے اشارہ کیا کہ یاقوت کامہر لاؤ یاتو یاقوت آسمان پر سحر کر رہی تھی یا دیکھا وہ ساحر آتا ہی للکاری او نالایق مین نے عمر بھر تجھکو بھوگ دیا آج ایسا بگڑا یہ صورت اصلی نہین ہی خبردار پلٹ جا مگر وہ ساحر نہ رُکا قریب یاقوت پہونچا جب یاقوت نے دیکھا کہ یہ ساحر نہین رُکتا کارد سحر جھولی سے نکالی اور آواز دی پلٹ جا ہرچند یاقوت نے اُسکو منع کیا مگر ساحر زبردست کب مانتا ہی آخر ناچار ہو کر یاقوت نے خبردار خبردار کہکے کارد سحر کھینچ ماری کہ ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری جب وہ ساحر زمین پر گرا تو یاقوت نے زانو پیٹ لیا کہنے لگی ہاے یہ بڑا پیارا مارا گیا ای ہماے مرصع پوش آج میرا دو سحر مٹایا کہ سامری و جمشید نے اُسکا ثانی نہین تیار کیا لیکن مین اب نہ ہٹونگی اور تمھارے سحر کو کب مانتی ہون ہما کے بھی سحر دفع کرنے لگی اور ہر مرتبہ چاہتی ہی کہ ارسطوے ثانی کو مارون کہ ایک طرف سے نعرے کی آواز شاہزادہ نور الدہر کے آئی نعرہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده

پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقارا بیک دست بر داشتم

ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرۂ نور الدہر کی صدا اسنکر کانپ گئی یہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی نعرہ نور الدہر

لڑتے بھڑتے قریب یاقوت کے پہونچے یاقوت نے کئی پہلو ان مقابلے مین
نورالدہر کے بھیجے عکس لوح محفوظ پڑا جاکر رہ گئے جب اس سے بھی عاجز ہوئی
تو آواز دیکر دستک دی کہ ای فیلان تہمتن طلسم کشا کو لینا صحرا سے ایک دھڑدھڑ کی
کی آواز آئی دیکھا ایک فیل مست سونڈ مین ایک حربہ لپٹا ہوا اُسکو ہلاتا ہوا
قریب نورالدہر کے آیا اسطرح کا نعرہ کیا کہ ہرچند مرکب طلسمی زیر ران ہی لیکن
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا نورالدہر گھوڑے سے کودپڑے فیل نے حملہ کیا مگر
نورالدہر نے بھسونڈے پر ہاتھ ڈالدیا دونون پاتون اُسکے پانون سے
اڑاکر ایک جھٹکا مارا مع زرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی کا مارے جانا تھا کہ
یاقوت غصہ مین سرخ ہوکر جا پڑی تلوار کا ہاتھ مارا نورالدہر نے لوح محفوظ
چمکائی یاقوت بھی رنگ بدلنے لگی آخر کو ایک مقام پر جب یاقوت کا رنگ
بدرنگ ہوا گھڑی ہوگئی شاہزادہ نورالدہر نے ہاتھ تیغۂ طلسمی کا چمکا کے
مارا یاقوت جادو کے دو ٹکڑے ہوے یاقوت کا مارے جانا کہ نجم ہوشیار
ہوا ماہ رخسار و رنگ آمیز بھی ہوشیار ہوکر اُٹھین آکر طلسم کشا کے قدمونکو
بوسہ دیا نجم نہایت شرمندہ ہوا کہا ای شہریار بڑا افسوس یہ ہی کہ ہفت جوش
نکل گیا اور مین اسکے سحر مین تھا حقیقت مین یاقوت کے سحر مین مین ایسا مبتلا
تھا کہ ہوشیار نہ ہوتا تھا جب آپ نے یاقوت کو مارا تب ہوشیار ہوا اب
دریاے قلزم پر چلنا ضرور ہوگا نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کل لشکر
تیار ہوا جب نورالدہر یہان آئے تھے تو سب سردار آکر موجود ہوگئے
اب کل لشکر تیار ہوکر چلا مگر نورالدہر کو نہایت قلق ہوا فرمایا کہ ای ملکہ
ماہ رخسار تمھاری مشقت ضایع ہوئی رنگ آمیز رونے لگی کہا ای شہریار کیا
عرض کرون مین نے قربان پیش کیا تب ہفت جوش راضی ہوا اُسکو لیکر
چلی تھی ہرچند کہ بڑی بلا دفع ہوگئی کہ قلزم قتل ہوئی قلزم کی وجہ سے بڑا زور
ہفت جوش کو تھا اب اُسکا بانہ و ٹوٹ گیا اب نورالدہر تو کوچ کیے ہوے

جانتے ہین مگر ہفت جوش لوح لیکر جو بھاگا سامنے بقراط ثانی کے آیا لاکر لوح
پیش کی کہا یا خداوند مین نے بڑا کمال کیا جان اپنی لگادی لوح لایا ورنہ مجھکو تو
میری بیٹیان سمجھا کرلے چلی تھین کئی منزلین بھی مین نے طی کین مگر راہ مین
ملکہ یاقوت سرخ پوش نے مجھکو اطلاع کی کہ مین آکر سحر کرونگی تم لوح لیکر
بھاگو تب مین لوح لیکر نکل آیا اب جو فرمایئے وہ بجالاؤن آپ لوح اپنے
پاس رکھیے غلام کو مہلت حاصل ہو اب سردار ان طلسم کشا میری فکر مین ہین
دیکھیے میری جان کیونکر بچتی ہو لقبراط اسوقت نشے مین بیٹھا تھا نازنینان پریجبین
کے ساتھ عیش کر رہا تھا کہا ای ہفت جوش تم جاکر دریاے قلزم مین رہو
جسوقت طلسم کشا دریاے قلزم پر پہونچے گا اسوقت مین خود آؤنگا طلسم کشا
کے ہاتھ سے تمکو بچاؤنگا ہفت جوش مجبور ونا چار ہو کر خدمت بقراط سے
پلٹا دریاے قلزم مین ایک قصر اسنے بنایا ہو گلچہرہ معشوقہ اسکی رہتی ہو مگر
اسکو ہمیشہ سے اس سے نفرت ہی جب ہفت جوش آتا ہو تو اپنے مقام سے
اٹھ جاتی ہو جہان اسنے کنیزون سے کہا کہ بلا لو تو کچھ حیلہ کر دیتی ہو آج جو آیا
تو بہت برہم آیا گلچہرہ بیٹھی ہوئی تھی کنیزون سے پوچھ رہی تھی کیون صاحبو
طلسم کا کیا انجام ہوا کنیزون نے عرض کی کہ ہمنے سُنا ہو کہ ہفت جوش لوح
لیکر بھاگ آیا ہو اور دونون بیٹیان اسکی کہ نہایت حسین وجمیل ہین ایک دام
عشق طلسم کشا مین پھنسی دوسری بادشاہ اسلام پر عاشق ہوئی گلچہرہ بیٹھی
سن رہی ہو اور کہتی ہو کہ جیسا اس نگوڑے نے غدر ڈالا تھا ویسا اسکا پھل
پایا طلسم کشا کے ہاتھ سے نہ بچیگا یہ ذکر تھا کہ ہفت جوش آکر پہونچا مگر گھبرایا
ہوا بیٹھتے ہی اختلاط کرنے لگا گلچہرہ نے جھلا کر کہا ارے بھیا سیدھا بیٹھ پہلے
حال تو بیان کر کہ تجھپر کیا گذری کیون بھاگا بھاگا پھرتا ہو ہفت جوش نے
کہا صاحب حسن نے طلسم کشا کے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہو کون کون
شاہزادیان جاکر دام محبت مین نہین پھنسین ابھی جاکر ملکہ ماہ رخسار طلسم کشا

کے حُسن و جمال پر عاشق ہوئین اور رنگ آمیز نجم سے گرفتار ہوئی سرو دلکشا
بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئی تینون نے آکر مجھکو دیوانہ کردیا مجھکو گھیر کر
لے چلی تھین مگر راہ سے لوح لیکر بھاگ آیا ہون اب وہ اِسی طرف آتے ہین
حیران ہون کہ کہان جاکر چھپون بقراط نے تو یہی حکم دیا کہ دریا مین جاکے
رہو اور لوح اپنے پاس رکھو گلچہرہ نے کہا ارے اتنا تو ظاہر کر کہ اُن کے
لشکر کا افسرِ اعلیٰ کون ہی ہفت جوش نے کہا ارسطوے ثانی کہ بڑا ساحر
زبردست ہی یاقوت کے سحر سے اُسی نے لشکر کو بچا لیا اُسنے اپنی جان دیکر
مجھکو نکالا اور کچھ نہ ہو سکا مین صِرف لوح لیکر نکل آیا گلچہرہ مشتاق ہوئی کہ
مین لشکرِ طلسم کشا دیکھونگی ہفت جوش نے کہا لشکرِ طلسم کشا نے صحراے
محیط سے کوچ کیا ہی اور راہ مین صحراے نبرد جدی مین آکر اُترے گا وہان
لشکر دیکھ لینا گلچہرہ کا شعور بھول گیا غصہ آگیا ہفت جوش کو جھڑکا کہا آپ تو جاکر
دریاے قلزم مین بیٹھیے مین ضرور جاؤنگی ہفت جوش دریا مین گیا اور ایک
گرداب مین چھپکر بیٹھا لشکر نورالدہر صحراے نبرد جدی مین آکر اُترا دیکھا
تمام صحرا ویران خاک اُڑ رہی ہی صحراے ریگستان نخل کا کہین نام نہ نشان
اگر کوئی نخل ہی بھی تو وہ فاصلے پر لیکن وہ بھی گرمیِ ریگستان سے جلا ہوا اپنے
خار و شاخین مثل خنجر خم بیخ بیدم نورالدہر نے ارسطو سے پوچھا کہ یہ صحرا بہت
ویران معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ آگے بڑھ چلو ارسطو نے
عرض کی کہ آج لشکر نے دن بھر رہروی کی ہی سب سردار تھک گئے ہین آج تو
یہین اُتر پڑیے صبح کو کوچ کیجیے گا غلام حفاظت کریگا ارسطو طلاے پر آیا
نورالدہر تو بارگاہ مین داخل ہوے ارسطو گرد لشکر پھر رہے ہین کہ شام
کو دیکھا ابر گھر کر آسمان پر آیا مینھ برسنے لگا تھوڑے عرصے مین تمام صحرا کو
دیکھا کہ قدرتِ پروردگار سے پُر بہار ہوا طائران نغمہ سرا درختون پر آکر
بیٹھے اُنکی چہچہہ زنی سے یہ صدا آتی تھی اہلِ لشکر کے دلونکو لبھاتی تھی نظم

کہانتک کیجیے آہ و فغان روز | نیا دیتا ہی غم اک آسمان روز
غم و رنج و الم کی دل مین جا ہی | یہی رہتے ہین گھر مین میہمان روز
جلا کرتا ہی سینہ سوز غم سے | نکلتا ہی مرے منھ سے دھوان روز
نہین اچھا دل بلبل دکھانا | نہ جا سوے چمن تو باغبان روز
اگر ہی غیر کی صحبت سے انکار | کہو جاتے ہو آخر پھر کہان روز
خلش بلبل سے گلشن مین نہین گر | یہ کیون جاتے ہین گلچین باغبان روز
مرے گھر سے گئے غیرون کے گھر مین | نیا آباد کرتے ہین مکان روز
جلانا ہو اگر بلبل کو منظور | کرا ہی گل جا کے سیر بوستان روز
کرو تیغ نگہ سے قتل مجھکو | تڑپتا ہی نہایت میہمان روز
ہمین سودا ے گیسو ہی وگرنہ | اڑاتے پیرہن کی دھجیان روز
سلامت ہی اگر صیاد و بلبل | بناے گی کہانتک آشیان روز
کبھی نکلا نہ ارمان شہادت | ہوا ہرچند میرا امتحان روز
جو وہ آئین تو اپنے دلمین جادون | پڑا رہتا ہی خالی یہ مکان روز
تلاش یار سے آیا ہی عاجز | شفیق خستہ دل جائے کہان روز

ترستا ہی تمھارا ہیجان روز

یہ آواز سنکر ارسطوے ثانی طرف طائرون کے دیکھ رہے ہین اور دل مین
یہ خیال آرہا ہی کہ بقراط ثانی کو کیون چھوڑا چلکر اُسی کے پاس حاضر ہون
شاید مہربانی کرے اگر اُسنے خطا معاف کی تو عہدہ جلیل ملیگا اس سوچ مین
کھڑا ہی دل سے باتین کررہا ہی مگر قضاے کار گلچہرہ بعد جانے ہفت جوش
کے اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون سے کہا مین لشکر طلسم کشا دیکھنے جاتی ہون
یہ کہکر طاؤس پہ سوار ہوئی طرف لشکر نورالدہر کے چلی راہ مین جاتی تھی کہ
زبرجد جادو واسطے آباد کرنے جنگل کے جاتا تھا گلچہرہ نے پوچھا کہ اے
زبرجد کہان جاتے ہو زبرجد نے جو گلچہرہ کو دیکھا بیتاب ہوگیا کہنے لگا
کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کہان جاتی ہو گلچہرہ نے کہا واسطے

دیکھنے لشکر طلسم کشا کے جاتی ہون زبرجد نے کہا اب لشکر کی کیا سیر کروگی
مین جاتا ہون وہ تدبیر کرون کہ ملازمان طلسم کشا طلسم کشا کے دشمن ہوجائین
سب ملکر قتل کرین بڑا تحفہ جو اُسکے پاس ہی وہ بھی نکال لین گلچہرہ سوچی کہ وہ
لوگ تو ناواقف ہین اسکو اپنا مشتاق بھی پایا اُسی کے تخت پر آبیٹھی مگر
دلکو یہی خیال ہی کہ لشکر طلسم کشا کو بچاؤن اور ہفت جوش نے جو ارسطو
کا ذکر کیا ہی کہ ارسطو سے ثانی ہمکو بڑا مرتبہ حاصل ہی دیکھون اب کیا رنگ ہی راہ
مین زبرجد سے کہا کچھ شراب کا چرچا کرو اُسنے جھولی سے بوتل نکالی نگینہ لعل
کا گلچہرہ کی انگوٹھی پر تھا انگوٹھی اُتاری اُسکو چبا کر شراب مین ڈالدیا اور
زبرجد کو جام شراب پلایا متواتر کئی جام پلاے یہان ارسطو سیر کرتے
پھرتے ہین اور دلکو تر وہ ہی سوچتے ہین کیا تدبیر کرون کہ طلسم کشا کو پاس
بقراط کے پہونچاؤن ناگاہ ارسطو نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت آیا
اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہی آتے ہی اُسکے تمام صحرا سبز ہونے لگا طائر
آشیانون سے نکلے مگر ایک معشوق پریچہرہ اُسکو شراب پلا رہی ہی کئی جام
پلاے مگر نگاہ ارسطو پر پڑ رہی ہی دیکھ رہی ہی کہ کیا جوان باوضع ہی حقیقت
مین اب ارسطو کا بڑا زور و شور ہی ارسطو دیکھ رہے ہین کہ وہ ساحر بیٹھے
بیٹھے گھبرایا کہا اے جان جہان میرا جی متلاتا ہی اُس مہ جبین نے کہا پھر مین کیا
کرون جاکے قے کرو کیون دیر کرتے ہو یہ کہکر اُسنے منھ جھکایا خون کے لتھے
نکلنے لگے تھوڑی دیر مین لڑکھڑا کے تخت پر گرا گلچہرہ نے اُسکو قتل کیا اور
پکار کر آواز دی اے ارسطو یہ احسان نہ بھولنا مین نے زبرجد کو مارا خیال
تو کرو اُسکے سحر مین تم مبتلا ہوچکے تھے الفاظ دشمنی طلسم کشا سوچ رہے تھے
تھوڑے عرصے مین جانتے یقین ہی طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوتے
وہ ایسا جوان ہی کہ کسی سے رک جاتا لوح محفوظ گلے مین سلاح طلسمی زیب
جسم تیغہ طلسمی سے جنگ کرتے ہین ایسا ممکن نہ تھا کہ تمسے رک جاتا ارسطو نے

جواب دیا اے معشوق پریچہرہ تیرا بڑا احسان ہوا تو نے مجھکو دشمنی سے طلسم کشا کی بچا لیا ورنہ حقیقت مین باعث خرابی تھا گلچہرہ نے کہا اے ارسطو خیال رکھنا ہم اب جاتے ہین اگر بن پڑتا ہے تو ہفت جوش کو لیکر آتے ہین ہر چند کہ مین اسکی معشوقہ ہون مگر آجتک اُس سے ہم بستر نہین ہوئی ہر روز کچھ نہ کچھ حیلہ کرکے ٹال دیتی ہون ارسطو اِسکی باتون سے بہت خوش ہوے ہاتھ باندھکر کہا اے معشوق خوبرو ہمکو بھی اپنا چاہنے والا جانیے ضرور سرفراز کیجیے گا نظم

بیتاب دل بہت ہی کہانتک سنبھالیے	للہ وصل کی کوئی صورت نکالیے
دینا اگر ہے بوسہ تو دید یجیے حضور	اب ایسی ویسی باتون مین مجکو نٹالیے
فرقت مین تیری اے صنم خوبی شب فراق	آنکھون سے ہمنے کتنے ہی دریا بہالیے
عاشق پہ ایسا جور و تعدی نہ چاہیے	گھر سے نہ اپنے بے سروسامان نکالیے
کیونکر گمان نہ ہو سپید گلفروش کا	ہاتھون پہ اُسنے داغ دیے ہمنے کھالیے
ہم رند بادہ نوش ہین رکھتی ہین وہ کام (توکری گلے)	دیکھین نہ خضر آئین جو آب بقا لیے
زلف دوتار کھاکے وہ کہتے ہین نازسے	سودا یہ مول لیجیے اب سانپ پالیے
بوسہ ملانہ ہمکو عوض دل کے جب شفیق	سمجھے کہ ٹکٹھو کے ہین محبوب چالیے

اِسطرح یہ اشعار ارسطو نے پڑھے کہ گلچہرہ کے دلپر تاثیر ہوئی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا اچھا صاحب رخصت ہو گلچہرہ گھبرائی ہوئی آئی ہفت جوش کو بلوا بھیجا ہفت جوش نے جو خبر سُنی کہ معشوقہ نے بلایا ہے دوڑا ہوا آیا آکر دیکھا کہ معشوقہ رو رہی ہے بال نوچ ڈالے ہین سر ٹپک رہی ہے الماس کی انگوٹھی نکالکر رکھی ہے کہ کھالون جیسے ہی ہفت جوش آیا دامن پکڑکر کہا اوبے حیا صاف صاف تو یہ ہے کہ مین بہت بیقرار و بیتاب ہون نظم

وصل کی گو کہ نہ ہمسے کوئی تدبیر بنے	اب جو وہ آئین تو بگڑی ہوئی تقدیر بنے
اُنکی منت ہے جنون جوش پہ اپنا یارو	اُنکی سونے کی مری آہنی زنجیر بنے
مین نے دلمین جو تری شکل کا نقشہ کھینچا	کھینچے مانی بھی تو پھر ایسی نہ تصویر بنے

تازہ عاشق ہون دل زار بھی اب ڈرتا ہی	مجھکو پھانسی نہ تری زلف گرہگیر بنے
کیا تعجب ہی لہو دودھ اگر بنتا ہی	حکم خالق ہو تو پانی کا ابھی شیر بنے
عشق اُس صید فگن کا جو نہین تمکو شفیق	کو نکو پھرتے ہو کیون صورت نخچیر بنے

ای ہفت جوش مجھکو خوف تمھاری جان کا ہی طلسم کشا تا بہ صحراے زبرجد پہونچ چکا ہی ہرچند کہ تمنے سحر کے منزلون کا بُعد کر دیا مگر سکندر ثانی کہ بلاے روزگار ہی اگر وہ جان جائیگا تو دریاے قلزم مین گھس پڑے گا تم کہان چھپو گے اور مجھکو سب سے زیادہ رونا یہ ہی کہ مجھکو کون پوچھے گا بہتر یہ ہی کہ پاس طلسم کشا کے چلے چلو آج مین نے وہ سامان دیکھا کہ میرے ہوش اُڑ گئے اِس زور و شور سے آتے ہین کہ اگر قلعۂ آہن راہ مین حائل ہو تو اُسکو بھی توڑ ڈالین گے دریا کی کیا حقیقت ہی سکندر ثانی کہ بے مثل و لاثانی ہی اکثر بقراط کا سامنا پڑا اگر غالب نہین آیا تو مغلوب بھی نہین ہوا تمھاری کیا حقیقت ہی ایک سحر مین دریا کو خشک کر دیگا بہتر یہ ہی کہ چلے چلو چلکر ملاقات کرو اور لوح نذر دو یقین ہی کہ طلسم کشا خوش ہو جاے اسطرح گلچہرہ نے فعل بجاے کہ ہفت جوش حیران ہو گیا اور گلچہرہ نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ جاؤ گے تو مین جاتی ہون مین جاکر ملجاؤنگی اور یہ بھی خوب جانتی ہون کہ ارسطوے ثانی میری سفارش کریگا زبرجد کو ایک سحر مین مارا ہونٹ نہ ہلا سکا آخرکار واصل جہنم ہوا اُسنے سحر کیا تھا کہ سب لشکر کو دیوانہ کردون ارسطوے ثانی نے اُس سحر کو اُلٹا کردیا کہ وہ خود بھی دیوانہ ہوا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا ہفت جوش یہ سنکر بہت گھبرایا کہا ای گلچہرہ تم چلو طلسم کشا سے صفائی کرو مین خدمت بقراط مین ہوکر آتا ہون گلچہرہ نے کہا اگر وہان جاؤ گے تو اُلٹے ہوکر آؤ گے وہ سمجھاے گا تم خوف کھاکر گھبراے ہوے آؤ گے مجھکو ترود ہوگا مین کیا دفعیہ کرونگی مجھکو خوف یہ ہی کہ مین تنہا نہ ہو جاؤن مجھکو بیوہ ہونے سے بچاؤ یا سوار ہو یا مجھکو جواب دو اسطرح جو گلچہرہ نے سمجھایا اور حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بھی

بیان کی رد خدائی خداوند لقہ اط خوب تفریح سے بیان کی کہ یہ کیسا خداوند ہی کہ
بھاگتا پھرتا ہی اور اہل اسلام نے پیچھا کیا ہی طلسم ظاہر ہین کیا اسکے انتظام تھے
کس زور و شور سے مصروف عیش رہتا تھا ان باتون سے گلچہرہ کی ہفت جوش
کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا وعدہ کیا کہ چلو ہین تمھارے ساتھ
ہون مگر میرے لیے کوئی ذلت نہ ہونے پائے یہ سُنکر گلچہرہ قہقہہ مار کر ہنسی کہا
او ہفت جوش یہ انتظام مین نے پہلے کر لیا کہ اُنکا سردار رفیق جو ہی ارسطو
اُس سے ملاقات کی وہ ہمکو بخوبی پہچانتا تھا تم چلو سردار استقبال کو آوینگے
طلسم کشا تمکو پہلو مین بٹھائینگے ہفت جوش نے اسی وقت دریا پر آکے
آواز دی ہزارہا مچھلیان نکلین ہفت جوش نے اشارہ کیا اندر سے دریا کے
خیمے بارگاہین بڑے بڑے جادوگر کئی ہزار رفیق ہفت جوش کو پوچھتے ہوے
نکلے کہا اے شہنشاہ کیا ارادہ ہی ہفت جوش نے کہا صاحبو تم سب کی جان کی
حفاظت کرتا ہون خوف یہ ہی کہ طلسم کشا یہان آئیگا تو تم سب مارے جاؤگے
کسیکی جان نہ بچیگی اُسیوقت ہفت جوش تیار ہوا سردار قریب اسکے گھوڑے
کے اسکو گھیرے ہوے یہ اخفا پوچھ رہے ہین کہ ہمسے صاف صاف کہیے کہ آپ کا
کیا ارادہ ہی ہفت جوش نے کہا اب میری زوجہ نے سمجھا دیا مین سمجھ گیا کہ حاضر
ہونا خدمت طلسم کشا مین ضرور ہی تم سب کو عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے
سب سردار خوشی مین رو ایک منزل طے کی ہی گلچہرہ اُسکو تسکین دیتی ہوئی جاتی ہی کہ
ایک مقام پر آکر لشکر اُترا دیکھا سامنے ایک لشکر اُتر رہا ہی اور ایک سردار
نیلم پوش تلوار کاندھے پر ٹہلتا پھرتا ہی ہفت جوش نے ہرکارے بھیجے
کہ دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے کہ نقد روح
روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان ہین یا قوت جنگی ہمراہ ہی ارادہ
ہی کہ جاتے ہی دریا پر بلوہ کرین ہفت جوش نے یہ خبر سُنکر معشوقہ سے کہا کہ
یہ ہم چشم نور الدہر ہی اگر کہو تو اِنسے جا کر ملاقات کرون گلچہرہ نے کہا چلو مین

بھی ساتھ چلونگی اُن سے ملاقات کر لینا ضرور ہی جب آگاہ کروگے کہ مین لوح لیکر
خدمت نور الدہر مین جاتا ہون تو وہ خوش ہو جائینگے بلکہ کچھ لوگ بھی ساتھ
کر دینگے کہ وہانتک بخیر و عافیت پہونچ جاؤ گے ہفت جوش نے جعلی اپنے بائین
ہاتھ پر ڈالی گلچہرہ بھی ساتھ ہوئی ہمراہ ہفت جوش کے چلی یہان ایرج نوجوان
آکر بیٹھے کہ شاپور دوڑا ہوا آیا خبر دی کہ اے شہریار مبارک ہو کہ ہفت جوش
مالک دریاے قلزم ہی اور لوح اسی کے پاس ہی آپ کی خبر سنکر آتا ہی بہ اعزاز اُنکو
بٹھایئے اور لوح لیجیے ایرج نوجوان خوش ہو گئے کہا اے یاقوت جنی دیکھو اب
خواجہ زادون کا کہنا خلاف ٹھہرتا ہی جنے جو کہا تھا کہ دریاے قلزم پر چلو وہ ہی
مناسب ہوا اب لوح مجھکو ملیگی تم لشکر کو لیکر آنا مین براے طلسم کشائی جاؤنگا
مرحلہ جات فتح کرونگا ایک ہفتے مین پلٹ آؤنگا مال طلسمی لیکر نکلونگا پہلے آکر
نور الدہر سے ملاقات کرون اور سامنے دادا جان کے مال پیش کرون
اور بیان کرون کہ بے کوشش مجھکو لوح پہونچی نور الدہر نے سالہا سال کی
مشقت بیکار اُٹھائی مین کہتا تھا کہ اِس طلسم کا فتاح مین ہون منازل عجائب
و غرائب کا سیاح ہون اب یہ ونگل رُستم کا نام نہ لین یقین ہی کہ نور الدہر ونگل
سے ہاتھ اُٹھائین اور ونگل مجھکو ملجاے چند سردارون کو اِشارہ کیا کہ جاکر
استقبال کر کے ہفت جوش کو لاؤ اور راہ مین ہماری تعریفین کرنا کہ ایسے
جوہر شناس ہین نیلم زنگی و فیلم زنگی دیا قوت جنی براے استقبال چلے راہ
مین ہفت جوش آتا تھا دیکھا اِسنے کہ چند سرداروا سطے استقبال کے آئے
اور بڑے خلق سے ملاقات کی کہا چلیے آپ کو ہمارے آقا نے بلایا ہی ہفت جوش
نے کہا مین خدمت طلسم کشا مین جاتا ہون خبر پائی کہ لشکر ایرج نوجوان کا آتا
ہوا ہی مین نے کہا کہ چلکے اُنسے بھی ملاقات کرون کسی سردار کو میرے ساتھ
کر دین کہ بہ حفاظت مجھکو خدمت طلسم کشا مین پہونچا دے جنے کہا اے ہفت جوش
تم وہ کا کھاتے ہو طلسم کشا یہی ہین ہمارے آقا نے کئی ملک فتح کیے چلکر لوح

انکو وو عہدہ سپہ سالاری نوبال طلسمی کے تمہین منتظم ہو گئے خزانۂ طلسمی بھی
تمہارے ہی قبضے مین رہیگا ہفت جوش حیران ہو کر طرف گلچہرہ کے دیکھنے
لگا گلچہرہ نے کہا صاحب ہم خوب جانتے ہین کہ نورالدہر طلسم کشا ہین یا قوت
جنی نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہو لوگون نے خلاف مشہور کیا ہی ہمارے آقا
جری و بہادر ہین زیادہ جادوگر اپنے ہمراہ نہین لیے زیادہ لشکر اپنے ساتھ
رکھنا عیب جانتے ہین تمہین اِن باتون سے کیا کام ہی لوح تو لیتے آئے ہو
ہفت جوش کے منھ سے نکلگیا میری جھولی مین لوح ہی مین تو براے ملاقات
نورالدہر جاتا ہون مین بخوبی سُن چکا کہ وہی طلسم کشا ہین اور گلچہرہ سے اشارہ
کیا کہ صاحب پلٹ چلو ایسا نہ ہو کہ وہ لوح مانگین لوح سے میری آبرو ہی مین
لوح نہ دونگا یہ سُنکر شاپور نے سردارون کو اِشارہ کیا تم لوگ خاموش ہو
مین ابھی لوح لیے لیتا ہون یہ کہکے شاپور نے جیب سے ایک سیب نکالا
اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا ہفت جوش کو دیا اور دوسرا گلچہرہ کو دیا
اُن دونون نے پوچھا اے معتمد والاگہر اِسکو کیا کرین کہا لوح دینے نہ دینے
کا تمکو اختیار ہی مگر دربار فرزندان صاحبقران کا دستور ہی کہ جب اُنکے
سامنے کوئی ساحر آتا ہی تو پہلے سیب کھا لیتا ہی کہ دہن مین خوشبو رہے بدبو
جاتی رہے ایک ٹکڑا ہفت جوش نے کھایا دوسرا ٹکڑا گلچہرہ نے نوش
کیا چند قدم چلے تھے کہ لڑکھڑا کر گرے عورت و مرد دونون بیہوش ہوے
شاپور نے لوح جھولی سے نکال لی اور لیکر بھاگا اِن دونونکو یہین پڑا
رہنے دیا تھوڑی دیر مین جو ہوا چلی دونون ہوشیار ہوے ہفت جوش
نے گلچہرہ سے کہا کہ لو صاحب لوح طلسم لے گئے گلچہرہ نے سر پیٹ لیا اور
کہا کہ اب نورالدہر کو کیا منھ دکھائین گے ہفت جوش نے کہا صاحب اب
کیا کرین گلچہرہ نے کہا خدمت مین آقا کی چلو اُنسے بیان کر دینگے کہ اِسطرح
پر لوح ہم لیے آتے تھے ایرج نوجوان کی ملاقات کو چلے اُنھون نے چند

سرفرار برائے استقبال بھیجے عیار اُنکا ساتھ تھا اُسنے ہمکو سیب کھلا کر بیہوش
کیا ہم بیہوش ہوئے وہ لوح نکال لیگئے رہ انتقام کرینگے مگر اب ٹھہرنا
مناسب نہین ہفت جوش معشوقہ کو ساتھ لیکر پلٹا یہان ایرج بیٹھے تھے
کہ شاپور خوشی خوشی آیا کہا اے شہریار مین لوح لے آیا ایرج نے جلدی لوح
لیکر گلے مین ڈال لی چاہا کہ پڑھون لوح کی پیشانی پر یہ تو لکھا ہی کہ لوح طلسم
خیال سکندری ہی آگے کچھ حکم نہین نکلتا ایرج نے حیران ہوکر کہا کہ اے
یاقوت جنی لوح مین کچھ حکم نہین نکلتا یاقوت نے کہا اے شہریار یہ صحرائے
مرجان مشہور ہی اسی صحرا مین ایک چشمہ ہی کہ اُسکو چشمۂ فیض کہتے ہین آپ
اُس چشمے پر جائیے لوح کو چشمے مین غوطہ دیجیے حروف ظاہر ہونگے ایرج اُسیدم
لوح کو گلے مین ڈالکر تیغہ ٹیک کر اُٹھے جب باہر نکلے تو شاپور عقب مین
اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا جاتا ہی ایرج بہت خوش ہین طرف چشمۂ فیض کے
جاتے ہین ایرج گھوڑے کو مہمیز کر رہے ہین کہ جلد چشمۂ فیض پر پہونچون
اور لوح کو غوطہ دون تو اُسی طرف سے براے فتاحی مرحلہ جات جاؤن
تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ ایک نخل کی طرف سے رونے کی آواز آئی
پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین غرق دریائے جواہر بیٹھی ہوئی رو رہی
ہی و ہر دم پکارتی ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنی کریمی و رحیمی سے
آرزو میری پوری کر نظم بطور مسدس

رفیق درد و رنج و غم خدا باشد خدا باشد
بوقت بیکسی ہمدم خدا باشد خدا باشد
بہر یک راز دل محرم خدا باشد خدا باشد
نباشد کس چو در عالم خدا باشد خدا باشد
درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند ✤

بنائے قصر این عالم شود زیر و زبر روزے
شود پوشیدہ پستی و بلندی از نظر روزے
شود مسمار در یک لحظہ ہر دیوار و در روزے
کند ہر خانہ دار از خانۂ عالم سفر روزے

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

نہ شمع ہر وقت ماند در شبستان جہان روشن
نباشد از گل رنگین ہمیشہ بوستان روشن

نباشد مہر و مہ دایم بہ اوج آسمان روشن
نہ دور دوران بود ہر لحظہ ہر نام ونشان روشن

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

گرفتار بلائے مرگ گردد نیک و بد آخر
مسافر زین سرا رخت سفر بیرون برد آخر

بحال بیکسی و عاجزی جان میدہد آخر
ز اقلیم عدم ہر کس کہ آمد میرود آخر

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

یہ آواز سنکر ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہی اور کلام سے ظاہر ہوتا ہی کہ خداپرست ہی کیا بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہی یہ سوچتے ہوے قریب آئے ہاتھ پکڑ کے ہلایا کہ ای نازنین تو کون ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی ہمسے بیان کر ہم تیری فکر کرینگے اُس نازنین نے سر اُٹھایا ایرج کی نگاہ پڑی ایک نازنین مہ جبین دریائے جواہر مین غوطہ زن حسن دلفریب بے صبر و بے شکیب سر اُٹھاکر کہا صاحب تم کون ہو کہ جو مجھ دردرسیدہ کا حال پوچھتے ہو ایرج نے اپنا نام نامی بتایا اور منھ سے نکلگیا کہ ای نازنین جلد حال اپنا بتا مین کار ضروری کو جاتا ہون اُس نازنین نے کہا ای شہریار آپ کس کام کو جاتے ہین ایرج نے کہا مین چشمۂ فیض پر جاتا ہون لوح کو جاکر غوطہ دون کہ حروف پیدا ہون اُس نازنین نے اُٹھکر بلائین لین کہا ای شہریار آپ نے عجیب شی کا نام لیا مین امیدوار ہون کہ ذرا لوح مجھکو دیجیے مین آنکھون سے لگاؤن کہ میری آنکھین روشن ہون عجب پریشانی مین ہون ایک جادوگری نے مجھپر سحر کر دیا کہ میری آنکھین بے نور ہو گئین ایک فقیر نے بتایا تھا کہ اگر

جب آنکھون سے مس کرینگی آنکھین روشن ہوجائین گی مگر مین حیران تھی کہ لوح طلسمی میرے پاس کون لائیگا مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ ایسے جری کے پاس لوح ہی ذرا آنکھون سے لگا دیجیے ایرج نے لوح کو گلے سے اُتار ا ہاتھ مین اُس نازنین کے دیا جیسے ہی لوح ہاتھ مین نازنین کے آئی کچھ منھ سے پڑھکر ایرج پر سحر کیا ایرج اُسی مقام پر رہگئے وہ نازنین لوح لیکر یہ کہتی ہوئی چلی کہ منم مرجان جادو دیکھو یون لوح لیتے ہین ایرج نے چاہا دوڑون قدم نہ اُٹھا گھوڑا اغرق زمین ہوگیا ناچار ہوکر ایرج بہ حسرت دیکھ رہے ہین اور مرجان جادو نے لوح جھولی مین رکھ لی جیسے ہی لوح اُسکی جھولی مین ہوئی اب ایرج نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے طرف صحرا کے جاتی ہی ایرج ہرچند چیختے ہین مگر وہ کب جواب دیتی ہی تھوڑی دور جاکر پر پروانہ پیدا کیے جاکر آسمان پر غائب ہوئی ایرج سحر مین پھنسے ہوے تڑپ رہے ہین کہ اے ایرج یہ کیا غضب ہوا مفت مین نورالدہر سے شرمندگی ہوئی ہفت جوش جاکر اب کیے گا کہ شاپور مجھسے دھوکے سے لوح لیگیا تو مین کیا جواب دونگا کبھی دعائین مانگتے ہین کہ پروردگار اِس آفت سے نجات دے یہ دعا مانگ رہے ہین کہ شاپور آکر پہونچا اُسنے حال پوچھا ایرج نے کہا اے برادر غضب ہوا کہ لوح مرجان جادو آکر لیگئی مجھکو سحر مین پھنسا گئی ملکہ مینا سے سرجوش اور بلقیس کو جاکر لاؤ کہ وہ سحر اُتارین مین چلکر لوح کی تدبیر کرون مین حیران تھا کہ کیون نہین پڑھی جاتی مگر اے برادر لوح پھر مجھ ہی کو پہونچیگی اکثر اُفتاد پڑجاتی ہی لیکن انشاءاللہ لوح پھر پھر کے میرے پاس آئیگی شاپور نے لشکر مین آکر مینا اور بلقیس زعفران پوش سے سب حال بیان کیا سُنتے ہی دونون جادوگرنیان دوڑین آکر ایرج پر سے سحر اُتارا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر چلین راہ مین دونون جادوگرنیان حال پوچھنے لگین کہ اے شہریار یہ کیا معرکہ ہوا ایرج نے جھلا کر جواب دیا اب اِسکا حال نہ پوچھو جادوگرنیان خاموش ہورہین اور

آپس مین کہتی ہین کہ آقا کو بڑی شرمندگی ہی لوح کھو کر آئے اب نور الدہر سے
کیسا حجاب ہوگا مگر ہفت جوش و گلچہرہ منزلین طے کرکے قریب لشکر نور الدہر کے
پہونچے تو گلچہرہ نے ہفت جوش کو ٹھہرایا ایک عرضی یون لکھی کہ جسکا مضمون
یہ تھا کہ ای ارسطوے ثانی مین ہفت جوش کو سمجھا کر لائی ہون ساحر آبرو دار
ہی دریا مین رہتا تھا لہذا یہ اعزاز پیش آنا اور لوح پر اُفتاد پڑی لوح عیار ایرج
نوجوان نے لیلی ہفت جوش بہت شرمندہ ہی آپ کو مناسب ہی کہ اُسکی آبرو
کیجیے ہم لوگ لوح کا پتہ لگائینگے لوح اُنسے پڑھی نہ جائیگی یہ قید لکھی ہوئی ہی کہ
طلسم کشا وہ شخص ہی کہ سلاح طلسمی زیب جسم ہو اور تیغۂ طلسمی سے کام کرتا ہو
لوح محفوظ زیب گلو ہو تب لوح پڑھی جائیگی لوح وغیرہ کا سب حال مفصل لکھا
وہ عرضی ایک طائر کو دی طائر اُڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ دربار شاہزادہ
نور الدہر جمع ہی سب ساحران نامی و پہلوانان گرامی حاضر دربار ہین کہ وہی
طائر عرضی گردن مین بندھی ہوئی آکر شانے پر ارسطو کے بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا کہ اُس زمزمہ سے یہ آواز آتی تھی نظم

کشتہ اِک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا — استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا
ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے — دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا
تختۂ میت فراق یار مین معراج ہی — وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی — زیر پا ہر اِک قدم ہی یان محل آرام کا
خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہی یان — لوح محفوظ اِک نگینہ ہی ہمارے نام کا
ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی — گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا
ہی سیہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی — حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست — ٹوٹتا ہی پختہ ہو انجام خشت خام کا
یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ — حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زمزمہ سرائی کرکے طائر نے طرف گردن کے اشارہ کیا ارسطو نے دیکھا کہ

نامہ گردن مین بندھا ہو نامہ کھول لیا اب جو نامے کو پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر
نورالدہر سے سب حال بیان کیا نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ مین ابھی جاتا
ہون اور لوح اُنسے لیتا ہون آج ایرج سے خوب تلوار چلیگی سرو اربہار سے
پاس آتا تھا اُس سے کیون تعرض کیا ارسطو نے عرض کی حضور ابھی غصہ نکرین
غلام پہلے استقبال کرکے ہفت جوش کو لے آئے اُس سے مفصل حال
دریافت کرلین پھر حضور کو اختیار ہی نورالدہر نے اشارہ کیا ارسطو و
چند شاہزادیان برائے استقبال ہفت جوش گئین اور ہفت جوش کو
بڑے عظم و شان سے لائین نورالدہر کا جاہ و جلال دیکھکر ہفت جوش دنگ
ہو گیا کیسی کیسی شاہزادیان بیٹھی ہین نجم اختر شناس کرسی پر سکندر ثانی ایسا
بادشاہ تخت پر جمشید زرین ترکش ونگل وزارت پر ناچ ہو رہا ہی اور محفل
عیش و جیش آراستہ ہی ہفت جوش نے آکر قدمونکو بوسہ دیا سکندر کو سلام
کیا گلچہرہ قریب ارسطو کے آکر بیٹھی سب حال بیان کرنے لگی کہ شہریار ہمنے
جو یہ امر سُنا کہ لشکر ایرج نوجوان اُترا ہوا ہی ہمکو اشتیاق ہوا کہ اُنسے ملاقات
کرین اُنھون نے عیار کو برائے استقبال بھیجا عیار نے سیب کھلا کر ہم کو
بیہوش کیا لوح نکال کر لیگیا ہمنے لوح کو مثل جان کے رکھا تھا مگر مجبور ہین
کہ ہمکو بیہوش کر دیا پہلے سمجھا یا تھا ہمنے بھی جواب دیا کہ لوح طلسم کشا کو دیدیگے
مگر ای شہریار وہ لوح پڑھی نہ جائیگی جو قیدین لگی ہین وہ اشیاء آپ کے پاس
ہین مجبور رہین گے نجم اختر شناس نے اُنگلیون پر شمار کیا کہا بیبی مرجان
لوح اُنسے لیگئی راہ مین ایک نازنین بنکر بیٹھی ایرج کو خوب دھوکا دیا کہ لوح
لیلی ایرج خود غمگین ہین آپ اگر جائین گے ناحق کو تکرار ہوگی اگر تلوار چلی
تو دشمنون کے لیے بھی باعث خرابی ہو نورالدہر نے قصد ملتوی کیا اب
ہفت جوش حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اگر مین لوح لاکر دیتا تو کیا اعزاز
و اکرام ہوتا خالی آنے پر تو یہ خاطر ہی کہ قریب اپنے جگہ دی شب تک اپنے مقام

سے اُٹھایا یہ کہکر کہ غلام جاکر لوح لاتا ہی ہفت جوش نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا
شبرنگ باتہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مرجان جادو مین چلا ادھر
ہفت جوش آسمان پر اُڑتا ہوا شبرنگ کو دیکھتا ہوا جاتا ہی شبرنگ ایک
صحرا مین آکر ٹھہرا دیکھا ایک جادوگر بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے ساحر بنکر اُسکو
آواز دی کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر قریب شبرنگ کے آیا
شبرنگ نے کہا ای بھائی یہ دھوپ پڑ رہی ہی ابھی ایک جادوگر کو لُو لگ چکی
ہی اُسکو اُٹھا کر لوگ لیگئے خوف ہی کہ تمکو بھی لُو نہ لگجاے دم بھر یہان ٹھہرو سایے
مین آرام کرو بعد تھوڑی دیر کے جانا وہ پھر ذرا اُڈھلجاے ساحر نے کہا بھائی
نوکری بُری چیز ہی ملکہ مرجان جادو نے لوح لی ہی اور عرضی یہ خدمت خداوند
لکھی ہی مجھکو حکم ہی کہ جلد نامہ خدمت خداوندین پہونچاؤ اسوجہ سے دوڑا ہوا
جاتا ہون شبرنگ نے کہا پانی پیلو ذرا تسکین رہے ساحر نے پانی پیا پیتے ہی
بیہوش ہوا شبرنگ نے ساحر کی ٹانگ پکڑ کے درۂ کوہ مین ڈالدیا اور نامہ
اُسکی جھولی سے نکال لیا پشت پر جواب طرف سے بقراط کے لکھا کہ ای ملکۂ
عالم تمنے بڑا کار نمایان کیا ہماری طبیعت تمسے بہت خوش ہوئی مگر ابھی لوح کو
اپنے پاس رکھو قدرت خود تشریف لاوینگے لیکن اِس ساحر تمھارے قاصد
کو ایک سحر بتادیا ہی وہ سحر تم کر دینا باغ تمھارا مخفی ہوجائیگا یہ جواب لکھکر آپ
شبرنگ اُسی ساحر کی شکل بنا اور نامہ لیکر چلا مگر ہفت جوش نے آسمان سے
دیکھا کہ شبرنگ نے ایک ساحر کو بیہوش کرکے درۂ کوہ مین ڈالدیا اور آپ
اُسی کی شکل بنکر چلا پتہ تو قصر مرجان کا نامے پر مرقوم تھا اُسی پتے کو دیکھتا ہوا
راہ کو طے کرتا ہوا چلا جاتا ہی تعاقب مین ہفت جوش دیکھتا ہوا چلا آتا ہی کہ
دیکھا شبرنگ راہ کو طے کرکے قریب قصر مرجان پہونچا لیکن دروازے پر
آکے بلا تکلف اندرون قصر چلا گھسا لوگون نے کہا کیون ای نامہ دار دربار
خداوندین کیا چرچا ہی شبرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ حقیقت مین قدرت

آمادۂ جنگ ہین وہ فوجین جمع ہین کہ لشکر طلسم کشا بھاگتا پھریگا وہ ساحر
قدرت نے جمع کیے ہین کہ ایک ایک بلا ے روزگار ہو جب وہ سحر کرینگے
پہلے سب سے سکندر کو گرفتار کر لینگے سب سے ہنس ہنس کے باتین
کرتا ہوا سامنے مرجان کے پہونچا مرجان تخت پر بیٹھی تھی جاکر اول تخت
کو بوسہ دیا نامہ نکالکر ہاتھ مین دیدیا مرجان پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا لو
صاحبو اب خداوند آوینگے قدرت کے آنے سے بڑی برکت ہوگی اور اگر
شمیم جادو قدرت حال لوح سنکر بہت خوش ہوے ہونگے شبرنگ نے
جواب دیا اے ملکۂ عالم آپ کی بڑی تعریفین ہو رہی ہین سب ساحر کہتے ہین کہ
مرجان نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا ایک کو زندہ نہ چھوڑتا مرجان
نے بڑا اکرام نمایان کیا ہفت جوش بڑا نمک حرام ہے کہ خدمت طلسم کشا مین جا کر
حاضر ہوا ہم اوّل اُسیکو گرفتار کرینگے سامنے قدرت کے سزا دینگے اب میان
ہفت جوش کی تدبیر ہو رہی ہے مرجان جادو نے کہا اے شمیم وہ صندوقچہ
تو اُٹھا لاؤ جس مین تصویرین ہین وہان بہت سے صندوقچے ہین خوب سمجھکر لانا یہ سنکر
شبرنگ دوڑا ہوا گیا ایک صندوقچہ اُٹھا لایا جیسے ہی دوسرا صندوقچہ لاکر
دیا مرجان جادو کھٹکی کہ شمیم واقف کار ہے یہ کیا باعث ہوا کہ دوسرا صندوقچہ
اُٹھا لایا ہے اے مرجان کہین یہ قول خداوند کہ مسلمانون کی جہان کوئی شے آئی اور
عیارون کا تانتا لگ جاتا ہے یہ کوئی عیار نہ ہو یہ خیال کر کے دوسری کنیز سے
کہکے وہ صندوقچہ منگوایا جتنے ملازم اسکے پاس ہین سب کی تصویرین کھینچکر رکھی
ہین شمیم کی تصویر نہ لی ایک گوشے مین دیکھا تصویر پڑی ہے مگر صورت بدلی
ہوئی مرجان نے انگوٹھی اُتار کر پھینکی شمیم سے کہا اُٹھا لا جیسے ہی شبرنگ نے
دوڑ کر انگوٹھی اُٹھائی انگوٹھی سے شعلہ چمکا ہاتھ مین زنجیر آہنی لپٹ گئی پاؤن
زمین نے تھام لیے ابتو مرجان نے اشارہ کیا ایک برق چمک کر گری کہ
وہ شمع پہ پڑی رنگ روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا مرجان نے پکار کر

آواز دی او نالائق مین نے پہچانا کنیزون نے شبرنگ کی مشکین باندھین ابتو مرجان نے کہا اِسکو قتل کرو ایک حبشن خنجر کھینچکر سر پر آئی گردن پر کوے کا خط کھینچا پکار کر آواز دی او ملکۂ عالم یہ عیار لشکر اسلام ہو ذرا حکم قتل اسکا بجھ کے دیجیے گا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا بالک کے دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کر نظم

ببین بدیدهٔ باطن که در نظر همه اوست ۔ چو خور بمطلع توحید جلوه گر همه اوست

حجاب دور کن و پردهٔ دوئی بردار ۔ کنار و نور و بد و نیک و خیر و شر همه اوست

صدای قمری و غوغای بلبلان چمن ۔ درین بهار گل و خار و خشک و تر همه اوست

چه اهل علم چه دانا چه اهل فضل و هنر ۔ چه اهل جهل چه نادان چه بیخبر همه اوست

چه وحش و طیر چه غلمان و حور و جن و پری ۔ چه مور و مار چه دام و دد و بشر همه اوست

بهر دیار و بهر شهر و کوچه و بازار ۔ بهر مکان و بهر جا و دار و در همه اوست

جلادون سر پر کھڑی ہی چاہتی ہی ہاتھ مارے مرجان تاکید کر رہی ہی کہ دیر کیون کرتی ہو ہاتھ مارو ہے خبردار ایک ہی ہاتھ مین سر کٹ جاے حبشن ہر مرتبہ قصد کرتی ہی شبرنگ کہتا ہی او حبشن خبردار ہاتھ نہ مارنا مجھکو ہاتھ مارے گی تو تیرا سر کٹ جائیگا حبشن رک جاتی ہی جی مین کہتی ہی یہ عیار ہی شاید کوئی تدبیر ایسی کر رکھی ہو کہ مین اِسکو ہاتھ مارون اور خنجر مجھپر پڑے تو سر کٹ جاے مرجان آواز دیتی ہی اری کیون ڈرتی ہی عیار ہی تجھکو ڈراتا ہی قضاے کار ہفت جوش کہ تعاقب مین شبرنگ کے چلا آتا تھا آسمان پر آکر چھپکا دیکھا کہ شبرنگ زیر تیغ بیٹھا ہی اور حبشن قتل کیا چاہتی ہی بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کیا بلا کے عیار ہین کہ فوراً اِسکے سامنے پہونچ گیا مگر اِسنے سحر مین گرفتار کرلیا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون آخر سوچا کہ کڑک کر گردن حبشن کی دو ٹکڑے کرون اور شبرنگ کو لے بھاگون جیسے ہی حبشن نے چاہا کہ ہاتھ مارون ہفت جوش کڑک کر گرا حبشن کے دو ٹکڑے ہوگیے اور شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا جلدی مین

لے اُڑا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ او مرجان منم ہفت جوش جادو مرجان یہ
عجائب و غرائب دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور للکار کر آواز دی کہ او نمک حرام
ہفت جوش کیوں تیری شامتین آئی ہین قدرت سے باغی ہوا طلسم کشا
سے جا ملا مین تجھکو کیا جانے دونگی صبح کا وقت ہی ہفت جوش بھاگا ہوا جاتا
ہی شبرنگ کو بچے مین دبائے ہوئے لشکر طلسم کشا پر پہونچا ہی کہ مرجان جادو
نے آکر نیمچہ مارا ہفت جوش نے پلٹ کر اُٹ لی کہ سر پر ایک سپر ٹھہرائی
وہ سپر کٹی مگر ہفت جوش بچا ہفت جوش کے ایک ہاتھ مین شبرنگ ہی مگر
دوسرے ہاتھ سے سحر کیا کہ مرجان پر پانی برسنے لگا ہفت جوش کے سحر
سے مرجان اپنے کو بچاتی ہی دونون مین سحر ہو رہے ہین ہفت جوش اپنے
کو بچاتا ہی مگر خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی تلوار شبرنگ پر پڑ جائے یہان تو
سحر ہو رہے ہین وہان نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے
کہ نہین معلوم شبرنگ پر کیا گذری کہ کچھ لوگ دوڑے ہوئے آئے کہا ای
شہریار باہر چلکر ملاحظہ فرمائیے ہفت جوش جادو شبرنگ کو اُٹھا کر لایا
ہی اور ایک ساحرہ سے سحر چل رہا ہی نورالدہر کمان کیانی لیکر اُٹھے باہر
آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ نیمچہ کھینچے ہوئے ہفت جوش پر گری ہی جسدم
شبرنگ کا ارادہ کرتی ہی تو ہفت جوش آواز دیتا ہی کہ او بیحیا خبردار ایسا
ہاتھ نہ مارنا مرجان کہتی ہی کہ تجھکو اور اسکو دونون کو قتل کرونگی تو میرے
قیدی کو کہین لیجا سکتا ہی نورالدہر نے ترکش سے تیر نکالا اب جو باہر نکلے
نجم وارسطو وغیرہ بھی باہر نکل آئے سکندر ثانی کو خبر پہونچی یہ بھی تاج
پہنے ہوئے باہر آیا سکندر ثانی نے منع کیا کہ ای شہریار آپ تامل فرمائیے
تیر نہ ماریئے مین اس ملعونہ کو ابھی مارے لیتا ہون مگر نورالدہر تیر بچم
کمان مین پیوست کر چکے تھے تاک کر مارا مرجان تو ہٹ گئی وہ تیر سینے
پر ہفت جوش کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذر الاشۂ ہفت جوش ادر

شبرنگ بن عمرو طرف زمین کے چلے نورالدہر کو بڑا قلق ہوا مرجان نے
چاہا کہ میں نکلجاؤں دم بھر میں اُسنے دیکھا کہ مریع نشین و ہما ے مرصع پوش وغیرہ
چالیس جادوگرنیاں و نجم و اسطوے ثانی وغیرہ نکل آئے سکندر کھڑا ہوا ہی
للکار رہا ہو کہ او مرجان کیوں شامت آئی ہو مگر مرجان کڑک کر چلی سکندر نے
آواز دی ای دلفریب لینا مرجان چاہتی ہو کہ نکلجاؤں پہلو سے آواز آئی کہ
بو ٹھہر جاؤ خبردار آگے نہ بڑھنا نظم

اِک جا کہیں میں مثل ریگ رواں نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو ای آسماں نہ ٹھہرا

اللہ ری جذب اُلفت یوسف کو چاہ میں سے
باہر نکالتے ہی پھر کارواں نہ ٹھہرا

ای زلف یار تیری تعریف کیا کروں میں
قیمت میں مشک و عنبر تجھسے گراں نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے ای نوجواں نہ ٹھہرا

تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ میں ای ابرو کماں نہ ٹھہرا

ای چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی
خوش تیرے گھر میں دو دن اِک میہماں نہ ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق ای باد صرصر اُسکو
بلبل کا آشیانہ برگ خزاں نہ ٹھہرا

عزلت گزینی کا جو میں نے کیا اِرادہ
کنج لحد سے بہتر کوئی مکاں نہ ٹھہرا

پھونک آشیاں ہمارا ای برق آتش گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستاں نہ ٹھہرا

میری ہی خاک پر کی منھ زوری اُسنے آتش
پھروں سمند قاتل ورنہ کہاں نہ ٹھہرا

اُس نازنین نے اِسطرح یہ اشعار گائے کہ مرجان جادو گھبرائی اُس نازنین نے
سامنے آکر آنکھوں کو گردش دی آنکھوں پہ مرجان کی جو نگاہ پڑی قلب اُلٹ گیا
بال نوچنے لگی اُس نازنین نے کہا شہریار کے سامنے چل کہ تجھکو شہنشاہ طلسم
خیال سکندری بلاتے ہیں یہ کہکے مرجان کا ہاتھ تھاما سامنے سکندر کے لیکر
آئی عرض کی حضور یہ سکارہ حاضر ہو سکندر نے کہا ای مرجان مقام افسوس ہو
کہ تیرے بزرگوں نے ہمارا نمک کھایا اور اسی سرکار سے پرورش ہوئے مگر
تو نے کچھ خیال نہ کیا بقراط سے ایسی ملی کہ جان و مال عزیز نہ کیا تاکہ لوح طلسمی

کہاں ہو کہا حضور میرے پاس ہر مین تو خاص اسیواسطے آئی تھی کہ لوح جاکر اپنے
بادشاہ قدیم کو دون ہفت جوش نے مجھکو روکا سکندر نے کہا سامنے دیکھ
طلسم کشا کھڑے ہین لوح انکو نذر دے مرجان نے لوح جھولی سے نکالی
نورالدہر کو بطور نذر دی نورالدہر نے لوح اٹھاکر گلے مین پہنی سکندر نے
کہا کہ اے مرجان یہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لے مرجان تو حکم سکندر مین تھی نیمچہ
گلے پر رکھا سکندر نے کہا اب دیر نہ کر اسکو کھینچ لے مرجان نے نیمچہ کھینچا گردن
کٹی تسمہ لگا رہگیا لڑکھڑا کے گری طائر روح قفس جسم مین گیا آواز آئی کشتی مرا
نام مین مرجان جادو بود نگر لاشہ ہفت جوش نورالدہر نے بڑے اعزاز
سے اٹھوایا خود تابہ شہر خموشتان گئے سب سرداروں نے کاندھا دیا اگر
فرماتے تھے کہ واللہ مارے جاتا ہفت جوش کا مجھپر بہت شاق ہوا اگر
ارسطوے ثانی بعد دفن ہفت جوش کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ
اے شہریار غلام امیدوار ہے کہ گلچہرہ مجھکو عطا ہو نورالدہر نے کہا بعد فتح طلسم
خیال سکندری انشاء اللہ شادیان ہونگی اسوقت تمھارا ابھی کہنا کیا جائیگا
مجھکو تمھارے عشق کا حال معلوم ہے انشاء اللہ تعالی خدا وقت خوشی بھی دکھائیگا
یہ فرماکر گلچہرہ سے فرمایا کہ اے گلچہرہ بخدا ہم نہ چاہتے تھے کہ ہفت جوش مارا
جاے مارے جانا ہفت جوش کا ہمپر شاق ہوا اگر ہتے تمکو مرتبہ کوتوالی لشکر
دیا گلچہرہ نے جھک کر سلام کیا نورالدہر نے گلچہرہ کو خلعت دیا اول خلعت
ماتم پرسہ بعد اسکے خلعت عمدہ بہت بھاری دیا سرداروں کو بڑا خیال ہوا کہ
گلچہرہ بہت سرفراز ہوئی ارسطو نے کہا صاحبو صاف صاف تو یہ ہے کہ وہی
ہفت جوش کو لگا کر لائی تھی نورالدہر نے جو لوح پائی سرداران لشکر سب
نذرین لیکر آئے نورالدہر نے کہا اے برادران جب خدا فضل کریگا اور ہم
طلسم توڑ کر آوینگے تب نذرین دینا ابتو مصائب اعلی کا سامنا ہے مرحلہ جات پر
جانا ساحران مرحلہ سے مقابلہ ہونا یقین ہے کہ وہ لوگ بڑے بڑے مکر کرین

شب کو صحبت عیش وجیش آراستہ ہوئی نور الدہر نے شبرنگ سے اشارہ کیا کہ آج صحبت آخری ہی کل ہم طرف مرحلہ جات کے جاوینگے کچھ گانا سننا چاہتے ہین یہ سنکر شبرنگ خوشی خوشی سامنے آکر بیٹھا چنگ مرصع بجاکر یہ اشعار عاشقانہ بعد غمزہ وناز گانے لگا

نظم

دوستان لازم ہی ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہی مقام افسوس کا

خار آنکھو مین ہین گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا لے چلے ہین یار کے پابوس کا

پاکدامن کا ترے جسدم گذرتا ہی خیال
کرنے لگتا ہی دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہی جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہی اُس طاؤس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہی ہر طرف
پردہ ہو او شمع رو پردہ تری فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہی خوشی
صید ہی جسم وزر چھٹکارا ہوا محبوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہی
سینہ کوبی مین ہماری غلغلہ ہی کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اُس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہی دل کرے حاصل شرف پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو منھ کو پھیر لیتے ہین یہ بت
صورت انکی ہی سخی کی دل مگر کنجوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہی تکلیف شراب
پردہ کھلجاتا ہی آتش زاہد سالوس کا

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ تمام سردار رو رہے ہین کوئی سرنگون بیٹھا ہی کوئی یاد معشوق کر رہا ہی کوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی لیکن نور الدہر نے یہ فرمایا کہ کل ہم بعد نماز صبح لوح دیکھین گے جو حکم دے وہ بجا لائین شبرنگ نے عرض کی غلام ضرور ساتھ رہیگا نور الدہر نے کہا یہ ناممکن ہی جو لوح حکم دیگی وہ کیا جائیگا مگر ہمیشہ لوح مین حکم یہی دیکھا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو طلسم کشا اکیلا طلسم کشائی کرے سکندر ثانی نے کہا اے شہریار مین جانتا ہون کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو مگر مرحلہ جات پر نامے بھیجے گئے جس زمانے سے حضور آئے ہین مرحلہ جات والے بلائے گئے تھے اُن سے

تاکید ہوئی اُنھون نے جماؤ کر لیے اِسقدر جماؤ ہونگے اور حضور کے پہونچتے ہی اُنکو معلوم ہو جائیگا وہ فوجین لیکر آوینگے کہ حضور کو قدم جانا مشکل ہوگا لوح نہ دیکھنے دینگے غلام مخفی ساتھ رہیگا ایسے مقام پر آکر شریک ہون کہ جب حضور کو سب ساحر گھیرین تو مین وقت پر پہونچ جاؤن مجمع متفرق کرون جب خاص مقام پر پہونچیے تو الگ ہو جاؤن راہ بتاؤن مقام پر پہونچاؤن ہدایت کرون حاکم مرحلہ کو مارون یا گھیر کر آپ کے سامنے کرون اب سب سردارون نے اِس بات پر صلاح دی کہ حضور اِنکا جانا واجب و لازم ہو یہ بادشاہ سابق ہین اِنکے نام سے ارباب مرحلہ تسخیر ہونگے مرحلہ جات پر بہ آسانی رسائی ہوگی نور الدہر نے اِن سب صلاحون کو قبول کیا و بہر رات گئے دربار برخاست کیا مگر یہ حکم دیا کہ ہم بعد شام سحر لوح کو ملاحظہ کرینگے لشکر مین جا بجا یہی چرچا ہو کہ کل آقاے نامدار ضرور مرحلہ جات پر جائینگے معشوقان پریچہرہ سب بیقرار اپنے اپنے مقام پر کہ رہی ہین اور دعائین کر رہی ہین کہ خداوندا انجام بخیر کیجیو آقاے نامدار کا یکہ و تنہا جانا تو رحم کریگا تو سب آسان ہوگا نظم

منتقل شد از گلستان چون مکان عندلیب	بر زبان ہا ماند باقی داستان عندلیب
شد بہار آخر شد آخر شور بلبل در چمن	موسم گل رفت رفت از جسم جان عندلیب
خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چمن	مسکن زاغ و زغن شد آشیان عندلیب
گل سفید ارو نہ سوز باطن بلبل خبر	گرچہ تا گردون رود شور فغان عندلیب
از گہر چیدہ کرد دامان گل اندر بوستان	مثل شبنم دیدہ گوہر فشان عندلیب

سب شاہزادیان دعائین مانگ رہی ہین اہل لشکر کو انتشار ہی ہر خرد و کلان بیقرار ہی کہ صبح کو شاہزادہ برای طلسم کشائی جائیگا دیکھیں ہم لوگون پر کیا گذرے اِس انتظار مین سارا لشکر ہو مگر ہمارے مرصع پوش اپنے خیمے مین رو رو کر کنیزون سے بیان کر رہی ہو نظم

میری محفل مین نہ لانا کبھی زنہار چراغ	داغ دل سے مرے روشن ہی یہان یار چراغ

کیا اگر ہو ترے رخسارہ سے یہ شرمندہ
ہاتھ آئیگا نہ مجھسا کوئی دلسوز تجھے
وصل کی شب مین جو چہرے سے اُٹھائی تھی نقاب
ذکر گیسوے معنبر کا شفا کرتا ہون

دیکھکر تجھکو جو بڑھ جاتا ہو ہر بار چراغ
لیکے ڈھونڈھیگا جو سو مرتبہ ای یار چراغ
شعلۂ رُخ سے ترے ہوگیا بیکار چراغ
جل کے ہوجاتا ہو ٹھنڈھا مرا ہر بار چراغ

لشکر کا یہ حال ہو نورالدہر کروٹین لے رہے ہین نیند نہین آتی دل کو انتشار ہو کہ دیکھیے مرحلہ جات پر کیا گذرے جسکا طلسم ظاہر ایسا تھا اُسکا طلسم باطن کیسا ہوگا خدا انجام بخیر کرے نورالدہر اس خیال مین ہین صبح کو لوح ملاحظہ ہوگی وقت پر یہ حال تحریر کیا جاے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان و ذکر بادشاہ اسلام پہونچنا امیر کا بہ مدد ساحر کے قریب نورالدہر و پہونچنا بادشاہ اسلام کا قید ہوکر مرحلون پر و باقی حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ مصنّف

بدہ ساقیا جام آتش فشان
بدہ ساقیا جلد یارا جواب
کہ من شوق دیدار دارم بہ دل
من آشفتہ تارِ موے توام
چو بشنید ساقی من حال من
بمن گفت ای عاشق دلنواز
کہ سوز فراقت بمن داد و رنج
فریدون و ضحاک گشتند خاک
سکندر چو بشنید این حال زار
ہمہ شہر ہا کردہ در زیر حکم

کنم داستان مرصع بیان
کہ بیتاب سازد مرا اضطراب
شدہ جسم من در غمت مضمحل
کہ مشتاق دیدار روے توام
شدہ مست و مخمور و نبال من
مہیا کنم جام و صہباے ناز
چو بلبل بوصفت شدم نغمہ سنج
ز تیغ اجل گشت وار ابلاک
شدہ بہر تسخیر عالم نزار
بیغزید اطراف ہا شیر حکم

حکومت جلالت چو مشہور شد | بزیر آمدہ ہر کہ مغرور شد
بہ کمتر زمان گشت بر باد او | کسے تا رسیدہ بہ فریاد او
سکندر شدہ چون چراغ سحر | درون لحد رفت شوریدہ سر
نہان شد بہ خاک آن ارجمند | مگر نام نیکوش گشتہ بلند +
ہمہ عاشقان شگفتہ مزاج | بمردند پر حسرت و لاعلاج
کہ تیس ہنرمند آشفتہ حال | ہمہ عمر محروم ماند از وصال
چہ اساقی مہروش غم کنی + | کہ این صحبت عیش بر ہم کنی
بدہ یک دو جام شراب کہن | کہ روشن شود از جمالش سخن
قمرداستان مرجع بیار | چہ حاصل ترا ہم ازین گیرودار

چہرہ مرحلہ پیمایان دشت کربت و غربت و طے کنندگان مسافت رنج و مصیبت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف کجاہست آن شمع بزم قمر + کہ روشن شود از جمالش سحر + نویسم یکے قصۂ دلفریب + بگیرم ز عشاق صبر و شکیب + قضائے کار زلزلہ قاف ثانی سلیمان کہ صحرائے مرادمین فروکش تھے کہ ایک تاجر آکر پہونچا امیر نے اُسکا کچھ مال خرید اعلاوہ زرقیمت کے انعام واکرام بھی دیا اُس تاجر نے شکریہ صاحبقران کا ادا کیا اور کہا حضور ایسا سخی و قدردان میری نگاہ سے نہین گذرا مگر البتہ جس جگہ سے مین آتا ہون حضور کے مثل ایک شخص حسین و جمیل غربا کا کفیل خدا اُنکو مظفر و منصور کرے اسیطرح اُنھون نے بھی مجھپر سرفرازی فرمائی تھی صاحبقران نے فرمایا اُنکا نام کیا ہے تاجر نے کہا نورالدہر بن بدیع الزمان نام ہے برائے فتاحی مرحلہ جات گئے ہین اور فوج بھی اُنکو دستیاب ہو گئی اُنکے کل سردار آمادہ تھے کہ ہم ساتھ نہ چھوڑینگے مگر وہ جری و بہادر بجرأت کا سے بہادر سب کو منع کرتا تھا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آئے مین اکیلا ہی جاؤنگا صاحبقران نے تاجر کو رخصت کیا خواجہ سے فرمایا کہ تمنے سُنا نورالدہر برائے فتح مرحلہ جات گئے فیض و سخا نے اُنکی تمام

عالم مین ہنگامہ ڈالدیا ہی خواجہ نے کہا حضور مرحلہ جات پر نہ پہونچین گے ایرج
نوجوان نے اسقدر کد وکاوش کی مگر انجام کیا ہوا آخر ایک طرف پڑے ہوے
ہین مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر گرفتار کرلے اور وہ بھی مرحلہ جات پر
پہونچ نہ سکین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اب کوچ کرو یہان صحراے مراد
مین کئی مہینے گذرے لیکن کوئی مقابلے کو نہین آیا خواجہ بولے آج تو دن چڑھ گیا
کل کوچ کیجیے گا یہ کہکے صاحبقران باہر نکلے صحرا پر نگاہ ڈالی دیکھا کوس بھر آگے
بڑھکر صد ہا آہو چرا کر رہے ہین صاحبقران نے فرمایا اے مقبل مرکب لاؤ دیکھو
کیا عمدہ شکار ہی مین ابھی پلٹ کر آتا ہون مقبل نے گھوڑا حاضر کیا امیر پشت
اشقر پر سوار ہوے واسطے شکار کے صحرا مین آئے تیر اندازی کرنے لگے
خواجہ نے جو خبر سُنی کہ صاحبقران براے شکار گئے خود بھی آکر موجود ہوے
دیکھا صاحبقران نے کئی ہرن شکار کیے ہین وہ آہو زمین پر پڑے تڑپ رہے
ہین خواجہ نے اُنکو بہ قربانی پہونچایا عمرو نوگوشت صاف کرنے لگا مگر امیر نے
سامنے دیکھا کہ ایک آہوِ وحشی نہایت چست وچالاک ہر چند مادہ آہوان
وحشی اُس مقام پر چرا کر رہی ہین وہ آہوے نہ بصد ہنر اُن سب پر مستی کر رہا
ہی جب کسی مادہ آہو پر جا پڑتا ہی وہ چوکڑی بھر کر بھاگ جاتی ہی نر دوسری پر جھپٹتا ہی امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا اُس آہو پر گھوڑا بڑھایا مادائین ایک جانب بھاگ گئین
مگر وہ نر سامنے بھاگا صاحبقران نے اسکا پیچھا کیا آہو بھاگتا ہوا کئی کوس
نکلگیا وہان پر آکر چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ صاحبقران نے تیر مارا آہو گرا
کہ صحراے آواز آئی اے جوان غضب کیا کہ میرے آہو کو مارا صاحبقران زبان
غافل ہین اسم اعظم ورد زبان نہین ہی گھوڑے سے کودے آہو کو ذبح کرنے
لگے کہ ایک لکہ ابر آسمان پر آیا کڑک کر گرا صاحبقران کی آنکھ بند ہوگئی لیکن
خواجہ نے جو پلٹ کے دیکھا کہ صاحبقران تعاقب مین آہو کے گئے بیقرار
ہوکر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا کہ اشقر کو تل کھڑا ہی اور لاشہ صاحبقران زمین پر

تڑپ رہا ہی عمرو بیقرار ہو گیا خاک اُڑاتا تھا اور آواز دیتا تھا کہ ای شہریار غلام
کو بنے آقا کر گئے عمرو رو رہا تھا کہ ایک آواز آئی او عیار مکار کیون زیادہ شور
کرتا ہو اب صاحبقران سے ہاتھ اُٹھا صاحبقران نے میرے آہو کو مارا مین نے
اُسکا بدلہ یہ کیا کہ اُنکو مار ڈالا اب صاحبقران سے تا قیامت ملاقات نہ ہو گی یہ
آواز سُنکر عمرو گھبرایا پشت اشقر پر ہاتھ رکھا کہا بیٹا تم تو لشکر مین چلو مقبل اگر
تمکو لیجائیگا مین اسی صحرا مین اپنے آقا کی تلاش کرونگا عمرو اسی صحرا سے ویران
مین ایک ساحر کی شکل بنکر پھرنے لگا وہان امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک قصر ہو
اُس مین ایک ساحر بیٹھا ہو اور کہہ رہا ہو کہ کیون او شخص آہو نے تیری کیا خطا کی
تھی کہ تو نے اُسکو تیر مارا تجھکو اپنی جرأت کا بڑا جوش ہو مگر مین تجھکو بہادر جانکر
لایا ہون اگر تو وعدہ کرے تو مین تجھکو لیچلون مرحلۂ اول کہ جسکو مرحلۂ قسطاس
کہتے ہین قسطاس جادو وہانکا حاکم ہو اور خبر ملگئی کہ لوح طلسم کشا کو دستیاب
ہوئی اب وہ مرحلۂ اول پر آئیگا قسطاس نے لشکر جمع کیا ہو اگر تو طلسم کشا سے
مقابلہ کرے تو مین تجھکو لیچلون صاحبقران نے سنبھل کر فرمایا مین طلسم کشا سے
مقابلہ کرونگا اور نہ یہ بھی کرونگا اُس ساحر نے پوچھا آپ کا نام کیا ہو صاحبقران
نے فرمایا مریخ تیغ زن میرا لقب ہو مین اکثر لشکر مسلمانان پر لشکر کشی کر کے گیا دو
چار پہلوان میرے مقابلے مین آئے اُنکو زیر کیا مگر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ پھر مین
پلٹ آیا وہ سب میرے نام سے کانپتے ہین صاحبقران نے کہا تمھارا نام کیا
ہو ساحر نے کہا ندیم جادو میرا لقب ہو صاحبقران نے فرمایا چلنے کی تیاری
کرو یہ سُنتے ہی اُسی وقت ندیم جادو نے صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور
طرف مرحلہ قسطاس کے لیچلا راہ مین کہتا ہوا کہ ای مریخ تیغ زن جب مین تجھکو
بیہوش کر کے اُٹھا چکا تو ایک عیار دُبلا پتلا بہت بلک بلک کے روتا تھا مین نے
آواز دی کہ یہان سے بھاگ جا ورنہ تیرا بھی یہی حال ہو گا وہ عیار یقین ہو اُسی
جنگل مین ہو گا صاحبقران نے فرمایا ای ندیم جادو اگر اُس عیار کو بھی ساتھ لیلو

تو خوب مطلب بن پڑے وہ بیرا عیارہ ہی نہایت تیز و طرار ہی ندیم نے کہا مین اُسی
طرف تخت پھیرتا ہون ندیم جادو نے تخت پھیرا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا
جنگل مین خواجہ عمرو ایک ساحر بنے ہوے پھر رہے ہین خواجہ نے جو دیکھا کہ
ہمارے آقاے نامدار تخت پر سوار ہین اور اُس تخت کو ساحر لیے ہوے میری
جانب آتا ہی فوراً پشت کر کے کھڑے ہو گئے مگر ایسے غافل بنکر کھڑے ہوے
کہ بالکل اعضا کو حرکت نہین جب تخت قریب آیا امیر نے فرمایا اَی ندیم جادو
اسکو بھی اُٹھا لے خواجہ عمرو تو غافل کھڑے تھے ندیم کڑک کر گرا عمرو کو بھی
اُٹھا لایا اب امیر کے پہلو مین عمرو بیٹھا ہی ندیم تخت اُڑاے ہوے جاتا ہی بعد
پھر بھر کے ایک صحراے سبزہ زار مین دیکھا کہ اُس مین ایک قصر ہی گرد قصر چالیس
پچاس ہزار ساحر اُترے ہین پوجا پاٹ کر رہے ہین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند
ہی کچھ ساحر پھر رہے ہین مگر قصر مین ایک ساحر زبردست دنگل پر بیٹھا ہی پکار پکار
کر کہ رہا ہی یارو یہ سحر کیون تیار کرتے ہو طلسم کشا صاحب لوح ہی اُسپر سحر تاثیر
نہ کریگا فنون سپاہ گری آغاز کرو وہ ساحر تلوارین نیزے درست کرنے لگے
کہ ندیم نے صاحبقران کو قصر مین اُتارا قسطاس سے کہا اَی شہنشاہ ساحران
یہ جوان نہایت جری و بہادر ہی مریخ تیغ زن اسکا لقب ہی اب آپ تامل کرین
چلکر بارگاہ مین بیٹھیے جسوقت طلسم کشا آئیگا یہ انکو زیر کریگا اِنپر کچھ زور نہ چلیگا
قسطاس نے صاحبقران کی بڑی خاطر کی مگر عمرو کو دیکھکر کانپ گیا ندیم سے
پوچھا یہ دوسرے کون صاحب ہین ندیم نے کہا یہ انکا عیار ہی اگر طلسم کشا
زور کو نہ مانیگا تو یہ بہ عیاری گرفتار کر لائیگا تمھارا مطلب حاصل ہوگا ندیم نے
صاحبقران کا ہاتھ تھام لیا باتین کرتا ہوا قصر سے اُترا بارگاہ مین آیا اب
لشکر مین مشہور ہوا کہ ندیم جادو ایسے پہلوان کو لایا ہی کہ وہ طلسم کشا سے
لڑیگا وہ معرکہ پڑیگا کہ دیکھنے والے حیران ہونگے افسران فوج آتے ہین امیر
کو دیکھکر بہت پسند فرماتے ہین قسطاس نے سراپچے بارگاہ کے اُٹھا دیے

سیر صحرا کر رہا ہو قضائے کار دختر بلند اختر قسطاس جادو ملکہ تمکین شیرین ادا اپنے
قصر مین بیٹھی تھی کنیزون سے کہہ رہی تھی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی طلسم کشا کی آمد ہو
دیکھیے کیا ہو کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ اے ملکۂ عالم آج بخوبی انتظام ہوگیا
مریخ تیغ زن نامے ایک پہلوان کو ندیم جادو لایا ہو ایسا قوی تن قوی من اور
بہادر وجری ہو کہ طلسم کشا سے لڑلیگا تمکین شیرین ادا یہ کہکر اٹھی کہ مین تو جاکے
اُس پہلوان کو دیکھ آؤن پھر دیکھا جائیگا فوراً طاؤس پر سوار ہوئی ابر گلنار مین
چھپ کر سوچتی ہوئی جاتی ہو کہ اے تمکین شیرین ادا اگر لایق مقابلۂ طلسم کشا ہو تو برا
مزا ہو اگر یہ غالب آیا تو پھر گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہو اول لوح پر ہاتھ ڈالینگے
اگر لوح قبضے مین آگئی تو طلسم کو کون شکست کرسکتا ہو ورنہ کہ طلسم خیال سکندری
کہ جسمین ہزارہا عجائب وغرائب بھرے ہین اُڑی ہوئی ابر پر جاتی ہو کہ سامنے
لکۂ ابر نیلو فری پیدا ہوا سوچی کہ یہ کون ہو کہان جاتا ہو ابر کو اپنی جانب کھینچا جب
ابر قریب آکر پھٹا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ اندام نیلو فر جادو تمام ابر کو اڑاے
ہوے جاتا ہو تمکین شیرین ادا نے نیلو فر کو روکا پوچھا کہ اے نیلو فر کہان سے
آتے ہو سچ بتاؤ اور کہان جاتے ہو نیلو فر نے کہا اے ملکۂ عالم صاف صاف تو
یہ ہو کہ ایک مژدۂ خوشخبری لایا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد باغ مین ملکہ
سرو گلنشا کے کئی دن سے صحبت آرا ہین اور باپ ملکہ کا ہفت جوش مار اگیا
اگر کوئی ساحر جاتا تو اُنکو گرفتار کر لاتا جسطرح آپ سے ذکر کیا آپ کے والد نامدار
قسطاس ابلق سوار سے عرض کرونگا تمکین نے کہا اے نیلو فر آج کل والد نامدار
انتظار طلسم کشا مین مصروف ہین ہم سب لوگ اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا آئین
تو اُنکو گرفتار کر لین لوح طلسمی اُنسے لیکر پاس گستہم گوشہ نشین کے بھیجین اُسکے
بعد کوئی نگہبانی نہ کریگا کہ گوشے سے نکلتا نہین معشوقہ اُسکی ملکہ شہرت جادو
ہر وقت عیش مین مصروف رہتے ہین اُنکا قول ہو کہ ہم کہین نہ جائینگے معشوق
موجود ہو سامان عیش و نشاط مہیا ہو کہین جاکر کیا کرین اسباب عیش و نشاط ممکن

کنیزان باوفا معشوق شہرت ایسی کہ آٹھ پہر کہا کرتی ہر ای گستہم تجھکو مجھسے بڑی محبت ہو مگر مجھے تجھسے نفرت ہو گستہم آٹھ پہر خدمتگزاری مین معروف رہتا ہو لیکن چاہتا ہو کہ معشوق کو رضامند کرون مگر شہرت کے مزاج مین سرکشی ہو یہی کہا کرتا ہو کہ اسکو رضامند کر کے قبضے مین کرون اس معشوق سے بہتر کوئی معشوق نہلیگی اسکے رضامند ہونے سے کلی آرزو کی کھلیگی مگر ای نیلوفر اگر مناسب ہو تو تم میرے ساتھ چلو باپ سے میرے کوئی امید نہ رکھو وہ بڑی فکر مین ہین چاہتے ہین مین طلسم کشا کو گرفتار کرون لوح بہ خدمت گستہم بھیجون مگر نہین معلوم کیا وجہ ہو کہ کوئی تدبیر بن نہین پڑتی نیلوفر نے منھ پھیر لیا کہا ای ملکۂ عالم ہم دیکھو جا کر آگ لگاتے ہین مرحلۂ ثانی سے ساحر لاتے ہین وسواس جادو مالک مرحلۂ دوم ہو وہ ضرور انتظام کریگا یہ سنکے تمکین نے نیلوفر کو رخصت کیا نیلوفر طرف مرحلۂ ثانی کے چلا کہ وہان کا حاکم وسواس جادو ہو کئی سو ساحر جسکے مصاحب ہین وہ بھی آجکل اسی انتظام مین ہو یہان وہ وقت ہو کہ صاحبقران دربار قسطاس مین بیٹھے ہین قسطاس کہہ رہا ہو کہ ای شہریار طلسم کشا بڑا امرو سپاہی ہو صاحبقران فرماتے ہین بروقت مقابلہ حال کھلجائیگا یہ سنکر قسطاس خاطرین کر رہا ہو ساقی بچے ہو جو وہ ہین جام ارغوانی گردش مین ہو مگر صاحبقران نے کہدیا ہو کہ ہین شراب نہین پیتا کوئی ساقی بچہ انکے قریب نہین آتا مگر ایک مہ پارۂ شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھینچے دور آفتاب	اس پری کی آگے ہو اک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ	دیدۂ خفاش کو کرتا ہو بے نور آفتاب
منھ نہین دیکھا تر اس رشک سے جلتا ہو یہین	ای صنم جب پوچھتے ہین گبر مغرور آفتاب
غیش سے سگتے ہین پھر یارین تار شعاع	آسمان نیلگون چھتا ہو زنبور آفتاب
داغ پہلو ہو جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہو	چشم چہ یا مین ہیں ہیں بھا سے یا حور آفتاب
حسن غارت گر سے نسبت کون دیتا ہو اسے	تا بہ آہن ہو ہمیش روسکہ یہ نور آفتاب

بام پر وہ مہروش آتا ہی صبح عید ہی / پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب
سربلندون کے لیے ہی عیب اہو آتش ہنر / آسمان کا داغ پیشانی ہی مشہور آفتاب

محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی قسطاس نشے مین جھوم رہا ہی کہ ابر گلنار اسکو دکھائی دیا ہنسکر کہنے لگا کہ صاحبزادی آتی ہین رقاصہ سے منع کیا کہ اب گانا موقوف کرو ملکہ آسکے جا لیٹن تب گانا کہ سامنے ابر آکر بیٹھا تمکین شیرین ادا معشوق باوفا دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سرو باغ خوبی غنچۂ آرزوے محبوبی سامنے آکر بیٹھی نگاہ جمال جہان آراے صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ آفتاب عالمتاب سلاح لاجواب و نگل شوکت پر جلوہ فرما ہین جیسے ہی تمکین ابر سے نکلی نگاہین آپس مین چار ہوئین تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین بیس تھے تو دل دلبر لب معشوق ہوے تمکین شرماتی ہوئی باپ کے پاس آبیٹھی مگر پینے پینے دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہی کبھی جمال بے مثال پر نگاہ چار دون تلوارین حمائل تیغ صمصام و قمقام اور نیمچۂ سہراب یل تیغۂ عقرب سلیمانی سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان خنجر رستم زیب کمر نیزۂ نوح ہاتھ مین خود زرین بالاے سر زرہ زیب جسم ہی کہ جس سے نور جسم چھن چھن کر نکل رہا ہی علیٰ قدر حال یہی جمال بیمثال اُس مہ جبین کا ہی نظم

بعض اُسکے کلام خوش اسلوب / معجز عیسوی سے ہین منسوب
ہین مسیح آگے اُسکے پنبہ دہن / پی رہا دم کو اُسکے سُن کے سخن
ہی ذقن یا ستارۂ گلگون / ملکے زلفون سے عالم شبخون
وہ زنخدان ہی یا کہ دستۂ گل / چاہ مین جسکی پڑ گئی بلبل
اُسکے چاہ ذقن مین خال نہین / تیرگی کی وہان مجال نہین
وہ گلا نور کا گلا کہیے / یہ نہ کہیے تو اور کیا کہیے
سنکے عشاق جسکی نرم صدا / قصد کرتے ہین چوم لینے کا
حسن سے وہ گلا درخشندہ / مہر و مہ ہوئین جس سے شرمندہ

بازوؤن مین یون سمو دہی گردن
بات رنگین جو تا بلب آئے
عید مین وہ اگر معانق ہو
شانے دونون ہین سیب باغ جنان
مثل گل نرم نرم اور گدراز
کچھ ٹھکانہ ہی اس نزاکت کا
کہنیان عقد نور ہین پیدا
کہنیون سے لگا کلائی تک
جسکے ہاتھون مین وہ کلائی ہو
چوڑیان دیکھنے کو آئی ہین
انگلیان پور پور نورانی +
ناخن اُسکے ہلال تابندہ
شکل آئینہ پشت دست صفا
گات آفت بلا ہی چھب تختی

جیسے سنبل مین ہو بہار سمن
اُس گلے مین صفا دکھائی دے
کیون نہ قربان اُسپہ عاشق ہو
صاف وہ آفتاب جس سے عیان
استخوان اُنہین جیسے دلمین راز
بار تعویذ اُس سے اُٹھ نہ سکا
یا وہ ہین شعلۂ دل شیدا
اک چھڑی پھول کی ہی تھر لچک
ہیکل مین اُسے کہل آئی ہی +
روپ پریان بدل کے پہونچی ہین
گرہ انگشتر سلیمانی +
نور مہ کی طرح درخشندہ
منھ پہ فانوس دست شمع حنا
یاد ہوگی کسیکو جھلکی سی

صاحبقران زمان بھی سراپائے معشوق دیکھ رہے ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین جانبین سے نگاہین لڑ رہی ہین مگر تمکین نے دل سنبھالکر پوچھا کہ آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے وہی نام اپنا مریخ تیغ زن بتادیا مگر پہلو پاکر امیر نے بھی نام نامی پوچھا ملکہ نے ہنسکر کہا مجھکو تمکین شیرین ادا کہتے ہین مسکرا کر جو کہا بجلی چمکی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا جانبین مین برابر اشارے کنایے ہو رہے ہین قسطاس نے پوچھا اے نور نظر اسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا تمکین نے کہا نیلوفر نے ایک اور رنگی خبر سنائی مگر مین نے اُسکو بھی سمجھا دیا کہ ہمارے والد نامدار کو فرصت نہین اب وہ مرحلہ ثانی پر گیا ہوا ہی قسطاس نے کہا مین کسی امر مین معروف نہ ہونگا مقدم گرفتاری طلسم کشا

منظور رہی اور یہی قدرت کا بھی قول ہی کہ جسنے طلسم کشا کو گرفتار کیا اُسنے قدرت کی جان بچائی قدرت کو اپنی جان کی پڑی ہی قدرت طلسم کشا سے بہت خایف ہین کہتے ہین کہ لوح محفوظ اُسکے پاس ہی لوح طلسمی بھی اُسکو ملگئی ہی بہت بڑا جری و بہادر ہی فنون سپاہ گری مین طاق شہرہ آفاق ہی اے نور نظر مین نے وہ فکر کی ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون انکو طلسم کشا سے لڑواؤن تمکین نے خوش ہوکر کہا خداوند آپ کے ارادے کو پورا کرین یہ بیشک ایسے ہی بہادر معلوم ہوتے ہین ضرور طلسم کشا سے لڑینگے کیون صاحب طلسم کشا کی جرأت تو مشہور ہی کیونکر لاکھون مین اکیلے لڑے کیسے کیسے پہلوان آئے یا زیر ہوکر مسلمان ہوے یا مارے گئے صاحبقران نے فرمایا وقت پر موقوف ہی تمکین ان حیلون سے باتین کررہی ہی مگر دل چاہتا ہی کہ اگر تنہائی ہوتی تو دل کو خوشی ہوتی اب تو یہ کیفیت ہے

نظم

رُخ دلدار پر منیا گیا ہے
منھ چھپاؤ نہ اپنے عاشق سے
اُس بت تند خو مین نام خدا
ناصحا کہ تجھے خدا کی قسم
خفگی کیا ہی ہو سبب معلوم
جسم بیمار غم مین تیرے مسیح
قامت آفت تو قد قیامت ہی
آستین آپ کیون چڑھاتے ہین
شوق سے جب گئے ہین ہم اُسپاس
بولا ہی تیوریان چڑھاکے وہین
بارے کہتا ہو مجھسکے حال مرا

گرد ان یار با صفا کیا ہے
اُسکی تقصیر کچھ خطا کیا ہے
ناز و انداز کے سوا کیا ہے
دل لگانا بھلا برا کیا ہے
کیا گنہ ہی مری خطا کیا ہے
ہڈیون کے سوا رہا کیا ہے
غمزۂ اشتقاف چاند سا کیا ہے
آپ کے دل کا مدعا کیا ہے
نہین معلوم یہ ادا کیا ہے
ق
سچ تو کہ کام یان ترا کیا ہے
کیا ہوا ہو تجھے شفا کیا ہے

شمشیر حمی سا آستین کھینچ رہی ہی دزدیدہ نگاہ سے صاحبقران بھی دیکھ رہے ہین

قسطاس کہتا ہو صاحبو حقیقت یہ ہی کہ آجتک ایسا جوان حسین و شکیل ہماری نگاہ سے
بگزرا تھا ہنیار کیا ہے تکبیر ہین حقیقت مین صاحب جاہ و توقیر ہین کہ صحرا سے گرد اڑی
سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار غرق دریاے آہن ساتھ ستر ہزار
جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا لشکر کو صحرا مین اُتارا آپ ٹہلتا ہوا لشکر قسطاس
مین آیا قسطاس نے چند لوگ براے استقبال بھیجے بہ اعزاز و اکرام اُس پہلوان کو
بارگاہ مین قسطاس کی لائے وہ پہلوان آکر ونگل پر بیٹھا صاحبقران سب سے بالا
دست بیٹھے تھے بہ نگاہ غضب طرف امیر کے دیکھا اور کمر سے نامہ نکالکر قسطاس کو
دیا قسطاس نے نامہ پڑھا نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا بقراط نے لکھا ہو اے
قسطاس آگاہ ہو یہ پہلوان چھٹا ہوا طلسم کا ہو نام نامی و اسم گرامی اِس پہلوان کا
شہباز بلند پرواز ہو اسکو بہ عزت و آبرو بارگاہ مین رکھو جب طلسم کشا آوین تو یہ
مقابلہ کرکے بہ فنون سپاہ گری زیر کریگا یہ نامہ جو قسطاس نے پڑھا صاحبقران
نے ہنسکر کہا اے شہباز تم الگ جا کر اُترو جب مین طلسم کشا سے زیر ہو جاؤنگا تب
تمکو اختیار رہے شہباز نے کہا پہلے میرے تمہارے امتحان ہو جائے جو غالب آوے
وہ طلسم کشا سے لڑے تم تو میری تلوار کا بار نہ اُٹھا سکو گے صاحبقران نے فرمایا
اے شہباز بہت غرور نہ کرو یا تو میدان کارزار مین آؤ حال جرأت کھلجاے گا
یا جو حربہ چاہو لگاؤ ملکہ تمکین نے بھی منع کیا کہ اے شہباز آپس مین تکرار نہ کرو کہ
ہمارے کام کو تم بھی آئے ہو اِنکو بھی بلوا کر رکھا ہو والد نے قدر کی ہو لہذا انکار
سے کیا فائدہ ہو جب طلسم کشا آئیگا تب دونون ملکر اُس سے لڑنا صاحبقران نے
فرمایا اے ملکہ عالم ہم عیب جانتے ہین کہ ایک شخص پر دو شخص جا پڑین اگر رستم
قبر سے اُٹھکر آئے تو اکیلے ہی مقابلہ کرین ہم اِس امر معیوب کو گوارا نہ کرینگے مگر
شہباز یہ کہکر اُٹھا کہ ہم جا کر طبل جنگی بجواتے ہین میدان کارزار مین آوینگے حال
جرأت کھلجائیگا اور طلسم کشا کے ابھی آنے مین دیر ہو ابھی اِسطرف روانہ نہین
ہوے ہر چند قسطاس نے روکا مگر شہباز نے قسطاس کو جھڑک دیا اور کہا اے

بادشاہ عالیجاہ تمنے ہمکو ذلیل کیا اِس جوان سگے ناتحت بٹھایا اب جبتک ہم اسکو
نہ مار لینگے ہمکو چین نہ آویگا قسطاس خاموش ہوگیا شہباز اُٹھکر اپنے لشکر مین
آیا آتے ہی طبل جنگی بجوادیا ہرکارون نے آکر قسطاس سے خبر کہی قسطاس نے
کہا شہباز بھی عجب دیوانہ ہی کہ آپس مین فساد کو بڑھاتا ہو زیردست وتر بردست
بیٹھنا کیا ہمنے اِنکو مہمان کیا ہی کیونکہ آبرو نہ کرین ملکہ تمکین سے کہا مین جاکے
سمجھادونگی صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم تم کیون جاؤ میدان کارزار
مین آنے دو سمجھا جائیگا سب غرور نکلجائیگا قسطاس نے بھی طبل جنگی بجوایا ابتو
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اِسی سامان مین
گذری جب کہ شہباز زرین بال خورشید درخشان آشیانۂ مشرق سے اُڑا اور شاخ
کہکشان پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا شہباز لشکر لیکر میدان مین آیا فوراً
قسطاس بھی صاحبقران کو میدان مین لیکر پہونچا مگر شہباز نے میدان رزم مین
آکر نعرہ کیا کہ وہ جوان کہان ہو اگر میرے مقابلے مین آوے تو احوال معلوم
ہو صاحبقران نے مرکب نکالا قسطاس سے رخصت ہوکر سامنے ملکہ تمکین کے
آسئے کہا اے ملکۂ عالم اجازت میدان سلے ملکہ نے ہنسکر کہا خداوند لقدرا آپ کو
مظفر ومنصور کرین صاحبقران گھوڑا بڑھاکر مقابلۂ شہباز مین آئے شہباز
نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنون مین
نیزہ اُسکا ہوائی کیا جب نیزہ ہاتھ سے نکلگیا شہباز نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا
جب تلوار اُسنے اُٹھائی تو صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا کہ زیر بغل جاکر تلوار
لگائی تھون دہان پر ہوش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا ہٹا
خود سر سے گرا سر پر امیر کے تلوار پڑی کہ زخم کاری آیا امیر نے خون پونچھکر
ہاتھ مارا شہباز نے گردہ سپر کا اُٹھادیا سپر کو کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا
اُسیقدر زخم سر پر شہباز کے بھی آیا فوج شہباز آپڑی صاحبقران دل فوج مین
در آئے تلوار چلنے لگی قسطاس نے اپنی فوج کو حکم دیا ساحرون نے آکر گولے

ترنج مارے ہزارہا لوگ شہباز کے مارے گئے سوار گھوڑون سے گرے
پیدل دیوانے ہوگئے غل مچاتے تھے کہ ای ملکہ عالم الامان آخر بیقرار ہوکر پکار اُٹھے نظم

جو اپنے پہلو مین وہ آج میری جان ہوتا
تو کیون نہ یہ دل ناشاد شادمان ہوتا

ہمارے سوز دروں مین اگر دھوان ہوتا
تو آسمان کے تلے اور آسمان ہوتا

نکل ہی رہتی کوئی گھات دیکھنے کی ضرور
قریب اُسکے مکان کے اگر مکان ہوتا

ذلیل و خوار نہ اِسطرح سے کبھی ہوتے
ہمارا یار اگر ہم پہ مہربان ہوتا

نثار کرتے اُسی بُت پہ ہم بھی دل بخدا
جو تجھسے ایک بھی بہتر کوئی جوان ہوتا

تمام حوصلہ دعوت کا ہم نکالتے آہ
وہ خود پسند اگر اپنا میہمان ہوتا

ہنسی کی تیری تمنا رہی ہزارہا ہمین
یہ غنچہ کِھلکے کبھو گل تو میری جان ہوتا

کسی رقیب کو آنے کبھی نہ دیتا مین
تمھارے در کا اگر یار پاسبان ہوتا

وہ گل چمن مین جو ملتا تو مین لپٹ جاتا
بلا سے اِسمین اگر کوئی بدگمان ہوتا

کبھی جو نرگس شہلا سے چار ہوتی آنکھ
تو ناتوان کے مقابل مین ناتوان ہوتا

جو موت آتی ہمین یاد رشک گل مین شفا
تو اپنی قبر پہ بلبل بھی نوحہ خوان ہوتا

ہرچند کہ تمکین نے سحر کرکے ہنگامہ ڈالدیا مگر صاحبقران کو غش آنے لگا آخر دونون ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل مجھکو لے نکل گھوڑا صاحبقران کو لیکر نکلگیا تمکین نے ہاتھ روکا کہ دیکھون اب کیا ہنگامہ ہوا ہاتھ روک کر دیکھا کہ سب لڑ رہے ہین مگر صاحبقران نہین ہین بیقرار ہوکر چہار طرف لوگون کو بھیجا کہ تلاش کرو لوگون نے ڈھونڈھا کہین پتہ نہ ملا ناچار ہوکر پلٹے قسطاس سے کہا اُنکو گھوڑا نکال لیگیا مگر شہباز نے جو خبر سنی کہ وہ جوان نہین ملتا زخم کو باندھکر سامنے قسطاس کے آیا کہا ای بادشاہ جمجاہ تمنے دیکھا کہ مین نے اُنکو مار ڈالا گھوڑا مردے کو لیگیا ہر ایک سے یہی کہتا ہوا بارگاہ مین آیا اور آکے بیٹھا مگر تمکین بہت بیقرار ہو کنیزون سے کہتی ہی اُس جوان کو تلاش کرو یہ مجھے بخوبی معلوم ہی کہ گھوڑا اُنکو نکال لے گیا لیکن

ایسا نہو کہ کچھ اُفتاد پڑے مین کیا کرون کہ وہ ہمارا مہمان تھا اُسپر یہ اُفتاد پڑی نظم

وہ افسون ہی ہماری شعرخوانی — جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی
مبارک ابر کو دریا کا پانی — ہمین دُرد شراب ارغوانی
لہو سے اپنے لکھون گر خط شوق — قلم بھولے سیاہی کی روانی
دل عالم ہو عشق حسن سے داغ — رہے ہر فرد پر تیری نشانی
فراق یار کو دل نوش جان ہو — یہ یوسف گرگ کی ہی میہمانی
وہ ترک آیا لگا ای آتش گل — کباب طائران بوستانی
کرینگے یار سے شکوہ شب وصل — عیان ہو جائیگا راز نہانی
ہوا کوئی نہ راز دل سے آگاہ — رہی مشتاق گوش اپنے کہانی
اڑا دیگی صبا مثل پر کاہ — سلامت ہی جو اپنی ناتوانی
ہماری قبر پر وہ شمع رو آے — رہے روشن چراغ مہربانی
رلاتا ہی وصال یار کا شوق — فراق اپنا لہو کرتا ہی پانی
خدا کے حکم سے ہی قوت نطق — کلام اپنا ہی ہاتف کی زبانی
بڑھی ایڑی سے چوٹی اُس پری کی — زمین پکڑی بلاے آسمانی
نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال — نگر کا ہے تلو بکی ہے گرانی
نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے — خدا کے واسطے ہی غیب دانی
رُلائی ہی مثال ابر پیری — دکھا کر داغ طاؤس جوانی
مرا دیوان ہی ای آتش خزانہ — ہر اک بیت اُسمین ہی گنج معانی

چند کنیزون کو حکم دیا کہ جا کر تلاش کرو کہ گھوڑا اُنکو کہان لیگیا چند کنیزین ڈھونڈھتی ہوئی چلین مگر تمکین کو آخر پھر بھی خیال ہی کہ اُس سمت کو ساحران مکار رہتے ہین ایسا نہو کہ کوئی اُنکو گرفتار کرلے دوسرے یہ کہ حسین وجمیل جادوگرنیان بڑی خاطر کرینگی اسی خیال مین بیمار ہو گئی ہی کئی مرتبہ قسطاس نے آکر پوچھا کہ ای نور نظر بآتش رنج وملال کیا ہی تمکین نے جواب دیا کہ سر مین خلل رہتا ہی نیند ایچکا رہتا ہی مگر

شہباز ہر وقت بلبلایا کرتا ہی قسطاس سے کہتا ہی کہ تمنے ہماری جرأت دیکھی ہمنے کسطرح اُس جوان کو مار لیا قسطاس کو بھی ملال ہو بلبلاتا شہباز کا ناگوار ہوتا ہی اُدھر گھوڑا صاحبقران کو لیے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا چند پتے گھاس کے کھا کر بدن کو جنبش دی صاحبقران پشت مرکب سے گرے لیکن اِس صحرا کا مالک لغمان قزاق ہی وہ براے سیر نکلا تھا گھوڑے کو دیکھکر پسند کیا ایک قزاق نے کہا اِسکا سوار بھی پڑا ہی لغمان نے قریب آکر صاحبقران کو اُٹھوایا اپنے قلعے مین لیکر آیا علاج کیا زخم مین ٹانکے دلواے صاحبقران زمان دوسرے دن ہوشیار ہوے لغمان کو دیکھکر فرمایا او جوان تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی تو ہمارا محسن ہی کہ تو نے علاج کیا لغمان نے کہا مین سپاہی دوست ہون آپ کو سپاہی جانکر لایا یہ ظاہر ہوا کہ کسی قزاق نے آپ کو زخمی کیا مگر آپنے مال نہین دیا اِس جرأت پر مین عاشق ہوگیا اب آپ آرام سے اِس مقام پر تشریف رکھین صاحبقران نے فرمایا قزاق کی کیا مجال ہی کہ ہمکو گھیر سکتے لیکن شہباز نامے پہلوان سے مقابلہ پڑا گھوڑے نے سکندری کھائی ہم زخمی ہوے گھوڑا ہمکو اِسطرف نکال لایا یہ کلمہ سُنکر لغمان نے کہا آپ صحت پالین تو مین آپ سے امتحان کرون اگر مین غالب آیا تو اپنا رفیق بناؤنگا اور اگر آپ غالب ہوے تو مین آپ کی اطاعت کرونگا قلعہ موجود ہی اِس مین رہیے بارہ ہزار قزاق کا مالک ہون جو قافلہ اِدھر سے نکلے اُسکو لوٹ لیجیے بالاے کوہ قلعہ ہی کوئی قلعے مین آ نہین سکتا صاحبقران یہ باتین سنکر ہنسے فرمایا کہ اے لغمان تو مجھسے آگاہ نہین کہ ایسی باتین کہتا ہی ایسے ایسے صدہا قلعے میرے قبضے مین ہین بڑے بڑے قزاق زیر کیے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی حاکمان قلعۂ حلب کہ اُنپر رنگ جرأت آئینہ ہی وہ ماتحت ہین یہ سُنکر لغمان نے کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے فرمایا شاید ذکر سنا ہو داماد نوشیروان صاحبقران زمان شوہر مہرنگار پدر قباد عالیمقدار مسخر کن پردۂ قاف صاحب سخا و انصاف یہ نام

سکر لغمان قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ خوش نصیبی میری کہ آپ میرے مہمان
ہوئے ہین مین نے بدل آپ کی اطاعت کی حقیقت مین عبد الجبار و عبد القہار ایسے
[illegible] ہین کہ جنھون نے شاہون کو لوٹ لیا اور کبھی کوئی اُنکا کچھ نہ کر سکا اب تو یہ
نوبت ہی کہ اپنے قلعے مین بیٹھے ہین آپ کو دعائین دیتے ہین خراج معاف اور قلعہ
پُر از عدل و انصاف آپ نے کس لطف سے اُنکو رکھا ہی یہ کہکے لغمان پھر قدمون پر
گرا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی مین اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن
یہ سرحد طلسم خیال سکندری ہی حضور کا کس وجہ مین داخلہ ہوا صاحبقران نے
تمام کیفیت ظاہر کی اور فرمایا کہ شہباز سے مجھے مقابلہ کرنا منظور ہی وہ اپنے مقام
پر بلبلا تا ہوگا اور مین قسطاس کے ہمراہ ہون بیٹی سے اُسکی عشق لگا ہی نہین
معلوم اُسکا کیا حال ہو اب مجھے آٹھ پہر اُسکی یاد ہی مقام فغان و فریاد ہے نظم

کیون گیا دل تجھے ہوا کیا تھا	کوئے قاتل سے مدعا کیا تھا
گر نہ ہوتی امید وصل صنم	مرہی جانا تجھے برا کیا تھا
کیون کیا منع در پہ رہنے کو	عاشق زار نے کیا کیا تھا
ہنسے جو کچھ کہا نہ تا تجھ سے	گر وہ بیجا تھا تو بجا کیا تھا
یار کے پاس کیون تا سحر تم	سر جھکائے ہے تجھے ماجرا کیا تھا

لغمان نے عرض کی حضور رخصت پائین تو پھر تشریف لیچلین صاحبقران نے
جواب دیا کہ اے لغمان مجھے بہت ضرورت ہی شہباز بہت بلبلا تا ہوگا اور باعث
خرابی یہ ہی کہ دختر بلند اختر قسطاس کی نہایت بیچین و بیقرار ہو گی لغمان نے
پھر عرض کی آج جراح آئے تو اُس سے پوچھا جائے کل جو پٹی اُسنے اُتاری تھی
تو زخم حضور کا صاف ہو چکا تھا اب صرف بھرنا باقی ہی یقین ہی کہ آج خشک
ہو جائے صاحبقران نے فرمایا اے لغمان ایک شخص ہمارے ساتھ کر دو ہمین
راستہ بتادے تا بدربار قسطاس پہونچادے سب سے زیادہ خیال اُس
حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو صاحب مہر و وفا

ملکہ تمکین شیرین اورا کا ہر کہ وہ کس حال مین ہوگی جس وقت شہباز بلبلاتا ہوگا
اُس وقت اُسپر کیا گذرتی ہوگی بیقرار ہو ہو کر کنیزون سے کہتی ہوگی نظم

عشق کار کھتے ہین سینے مین نہان آزار ہم
مشفق من تازہ تر ہین عاشق رخسار ہم
دیکھتے ہین روز و شب حیرت سے زلف یار ہم
ہوگی کیونکر جانبری ہو سامنا تلوار کا
بیحجابانہ الٹ دو روے انور سے نقاب
پھر بہار آئی جنون اپنا ہو وہ اسنگیر حال
فصل گل مین ہو عدوے جان ہمارا باغبان
عشق دامنگیر ہو اپنا اگر کیون ہو شفیق
لاغری سے ہو گئے ہین صورت بیمار ہم
مطلب دل کر نہین سکتے ابھی اظہار ہم
یا الٰہی کسطرح ہون قابض دیدار ہم
روز و شب رہتے ہین پیش ابروے دلدار ہم
جان و دل سے تم پہ عاشق ہین پریرخسار ہم
پھر نکلجاینگے کو سون جانب کہسار ہم
اسلیے جاتے نہین ہین جانب گلزار ہم
عاشقانہ کے سوا لکھتے نہین اشعار ہم

جوش و خروش دیکھکر صاحبقران کا نعمان گھبرا گیا عرض کی حضور تشریف لیچلین
غلام آپ کے ساتھ رہیگا تا حیات دامن نہ چھوڑیگا نعمان نے پانچہزار قزاق
اپنے تیار کیے اپنے بھائی ہامان کو بر سر قلعہ مقرر کیا آپ صاحبقران کے ساتھ
کوچ کیا صاحبقران نے زخم کا بھی خیال نہ کیا اور کوچ کر دیا تقاضاے کار یہان
قسطاس ابلق سوار تخت پر بیٹھا ہو کہ ملکہ تمکین شیرین اورا باپ کے پاس آئی
لگر قسطاس نے دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سر جھکا ہوا باپ کو
آکے سلام کیا کرسی پر بیٹھی قسطاس نے پوچھا اے نور نظر مین تمکو بہت ملول و
حزین پاتا ہون تمکین نے کہا اے والد نامدار آمد طلسم کشا کا ذکر سنتی ہون مقام
افسوس ہو کہ ایک خیر خواہ ملا تھا اُسکو بھی فلک نے چھین لیا کچھ آجتک خبر
نہ معلوم ہوئی کہ اُس جوان پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ شہباز تنتا ہوا آیا اور اگر
ونگل پر بیٹھ گیا کہا اے قسطاس تو نے دیکھا مین نے اُس جوان کو ٹوک کر
مارا اگر گھوڑا اُسکا بہت تیز تھا میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین رہتا جس پر
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے یہ زخمی ہو کر نکلگیا کہین گر کر مر گیا ہوگا خواجہ عمرو

جو بیٹھے تھے اُنکو تاب نہ باقی رہی کہا اے شہباز اسقدر بلند پروازی نہ کرو تم ابھی حال
سے اُس جوان کے آگاہ نہین ہو مگر اب واقف ہو جاؤ گے یقین ہے حال کھلیگا
نمکین شیرین ادا نے پہلو سے کلام پایا کہا اے شہباز حقیقت مین یہ اُنکے بہت
پُرانے رفیق ہین اِنکو سب حال معلوم ہے شب کو کہتے تھے کہ ابھی اُفتادین
اُنپر اکثر پڑی ہین اور پھر زندہ آئے ہین شہباز نے جھلا کر جواب دیا کہ میری
تلوار کی تاثیر کہان جائیگی جسنے میرے ہاتھ کا زخم کھایا پھر زندہ نہین بچا میان
عیار صاحب اپنے آقا کی تعریف کر رہے ہین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ میں غُل ہوا
شہباز نے گھبرا کر پوچھا کیون یارو یہ کیا غلط ہے ایک ہرکارے نے آکر کہا کہ
وہی جوان جو آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہ آپ کے لشکر پر آپڑا اور
اکیلی مرتبہ نعمان قزاق بھی ساتھ ہے آپ کا لشکر تہ وبالا کر دیا یہ سُنکر شہباز اپنے
مقام سے اُٹھا چاہتا ہے کہ باہر جاے کہ دیکھا ورگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا آیا
کہا ارے میرے بھائی کو کسنے مارا کہ یہ وہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب
عالیشان ماہتاب آسمان شوکت وشان نمایان ہوا اور آواز دی کہ او
شہباز اُٹھ تو تجھکو حال کُھلے بیٹھا بلبلا رہا ہے شہباز یہ سُنکر تلوار کھینچکر اُٹھا ہاتھ
تلوار کا مارا عمرو نے دیکھکر کہا اے شہباز بہت سمجھ کے وار کرنا پہلے جو بڑبڑاتے
تھے اب تو وہ باتین منھ سے نکالو زبان تیغ سے تمکو جواب ملیگا امیر نے پیترہ
بدلکر ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور فرمایا کہ اے شہباز کیا کہتا تھا تو سمجھا تھا کہ ہمنے
مار لیا دیکھ نعمان قزاق کو ساتھ لیکر آیا ہون تیرے لشکر کو قزاقون نے بھگا دیا
سچ ہے تجھ ایسے نامرد شخص کا لشکر بھی نامرد تھا سب بھاگے دامن صحرا مین جا کے
چھپے ہین اب تو اُنکو بُلا پانچہزار نے پچیس ہزار کو شکست دی اب میرے تیرے
مقابلہ ہے شہباز نے دوسرا ہاتھ مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ
ڈالدیا شہباز کمزور سمجھ کے لپٹ گیا صاحبقران نے کولے پر لادکے مارا کہ
چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہو نے چُپکے سے کہا اے شہباز

شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شہباز نے چاہا غل مچاؤن کہ ای قسطاس یہ شخص
مسلمان ہی صاحبقران نے ایک ہاتھ سے منھ بند کیا اور سینے کو شہباز کے ایک
پانؤ تلے دبایا اور ایک پاؤن کو دوسرے ہاتھ سے دبایا مگر شہباز پکار اٹھا کہ ای
قسطاس یہ تو مسلمان ہی خواجہ نے غل مچانا شروع کی کہ بلکہ مین کسی نے آواز ہی
صاحبقران نے چیر کر شہباز کو پھینک دیا شہباز کے ساتھ کے چند پہلوان جو
بیٹھے تھے چپکے اٹھ کے باہر چلے گئے آپس مین کہتے ہوے کہ یارو یہ بڑا زبردست
ہی کہ شہباز کو چیر کر پھینکدیا ہم لوگ بول کر اپنی جان دین لہذا اٹھل چلو اب یہ
بارگاہ بیٹھنے کے لایق نہین ہی قسطاس نے دخل نہ دیا بڑے افسوس کی بات
ہی جلد اُسکے بھائی ہربر کاشانی سے اطلاع کرین وہ آکر خون کا بدلہ لیگا اسطرح
وہ اِسکو چیر کر پھینک دیگا وہ ہمیشہ شہباز پہ غالب رہا آخر بہ مشکل لاشہ شہباز کا
رفقا لیکر بھاگے طرف ہربر کاشانی کے چلے یہان صاحبقران مار کر شہباز کو
دنگل پر بیٹھے تمکین شیرین ادا کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا طرف صاحبقران
کے متوجہ ہوئی عرض کی حضور شعر گر بیخبری زمن عجب نیست * کز خوبی خود خبر
نداری * صاحبقران نے ہنسکر فرمایا فرد بدل زدیا بسر زدیا بہ بازو * چہ داند
کس محبت بر کجا زد * دیگر کارم اُفتادہ بیک آہ سحر گاہ دگر * آہ اگر سینہ تحمل نہ کند
آہ وگر * ای آہ روز کن شب این رنج دیدہ را * دامن بسوز این شب تار
کشیدہ را * تمکین نے مسکرا کر سر جھکا لیا مگر قسطاس کانپ رہا ہی جب امیر نگاہ
ڈالکر فرماتے ہین کہ ای قسطاس تمنے بے ادبی اِس نامرد کی دیکھی قسطاس
ہاتھ باندھکر کہتا ہی ای شہریار یہ اسی لایق تھا صاحبقران تو یہان دربار مین
بیٹھے ہین تمکین نے باپ سے کہا اگر آپ کی خوشی ہو تو مریخ تیغ زن کو اپنے
باغ مین لیجاؤن قسطاس نے کہا بیٹا لیجاؤ خوب اِنکی خاطر مدارات کرو غرض
تمکین نے باپ سے اپنے جو یہ مژدہ شیرین پایا ہاتھ صاحبقران کا تھام کر کہا
آپ باغ مین چلیے صاحبقران ساتھ تمکین کے باہر آئے چند کنیزین ہمراہ ہوئین

تمکین صاحبقران کو لیکر باغ مین آئی دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین
لاجواب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کھلے ہوے غنچے ہنس رہے
ہین سنبل پیچان نے زلف مسلسل کو آراستہ کیا نرگس نے آنکھین کھولین لالے
نے اپنا داغ دکھایا ہر غنچہ گل مسکرایا تمکین نے لاکر صاحبقران کو مسند پر بٹھایا
جام شراب لیکر پیش کیا ہرچند کہ صاحبقران غصے مین تھے مگر فرمایا اے ملکہ عالم
تمنے دربار مین بھی دیکھا کہ مین کھانے اور پینے کی چیزون مین شریک نہین ہوا
اسکا باعث تمھارے ذہن مین نہین آیا مین بقراط پر لعنت کرتا ہون اور اُس
خالق بے نیاز کی پرستش مین ہون کہ جسنے ایک کلمہ کن مین زمین و آسمان کو
پیدا کیا وہ لایق پرستش ہے خیال کرو کہ بقراط مکار و غدار ہے ہمارے ہی ہاتھ
سے بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین آیا انشاء اللہ تعالی یہان بھی اُسکو
شکست دینگے تمکین نے گھبراکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے امیر نے
فرمایا اے ملکہ عالم میرا پوتا طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہے مین براے قتل قسطاس
آیا ہون چاہتا ہون کہ جا بجا نورالدہر کی مدد کرون حقیقت مین طلسم سخت و
صعب ہے لیکن وہ شیر دلیر اسکا فتاح ہے کہ جسنے بچپن مین طلسم گوہربار سلیمانی
جاکر فتح کیا اور مکلل خان ایسے ساحر کو مطیع و منقاد کیا میرا نام صاحبقران
ہے یہ سنکر ملکہ تمکین مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کنیزون سے کہا مین نہ کہتی تھی کہ یہ
کوئی عالی خاندان ہین آخر ثابت ہوا کہ طلسم کشا کے جد امجد ہین جب تو شہباز کو
آکر مارا بڑا غرور تھا اُسکو یہی دمبدم کہتا تھا کہ مین نے اُس جوان کو مار ڈالا
گھوڑا اُسے کو لیگیا کہین جاکر گرادیگا تڑپ تڑپ کے مرینگے صاحبقران نے
فرمایا اُسکے غرور کا جواب تو ہوا صاحبقران صحبت تمکین مین بیٹھے ہوے
ہین خواجہ عمرو اُسکی وزیرزادی کی صورت زیبا پر مائل ہوے گلرنگ اُسکا
نام ہے اُسکے سنانے کو یہ اشعار گارہے ہین نظم

لگادوے پھر وہی اے گنج زر شاخ — ہوئی ہے دست مال و بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو گر بی کے چلیے / بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ
یہ خوش چشمو نکے سووے مین ہون سوکھا / ہرن کی بھی نہ سوکھے اِسقدر شاخ
قدم سے تیرے ای ابر کرامت / پھلی پھولی برابر خشک و تر شاخ
ترہیون کی جدائی کے الم سے / ہوا ہون سوکھکر بے برگ و بر شاخ
کھڑے سایے تلے جسکے ہوے تم / نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ
تماشا نخل ہر نخل توکل ہے / ہر اِک میوہ ہی رکھتی اسکی ہر شاخ
جوانی کو غنیمت جان غافل / ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ
نہال حُسن جو ہمنے کہا ہے / لگائی جاتی ہی دان شاخ پر شاخ
وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکی / ہرے پن سے ہی مشتاق تبر شاخ
مقدر مین اگر ہی میوہ چکھنا / بلیگی جھک کے آتش بار ور شاخ

یہان تو صاحبقران صحبت عیش و جیش مین مصروف ہین معشوق پریچہرہ پہلو مین خواجہ الیسا عیار ساتھ ہی اب ذکر نور الدہر سنیئے کہ یہان نور الدہر نے تمام رات صحبت عیش و جیش مین بسر کی صبح کو نماز پڑھکر لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم واہو سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسم حاصل ہو تو مناسب ہی کہ صحراے کوہستان مین جاؤ دامن کوہ مین ایک چشمہ ہی کہ اُسکو چشمۂ فیض کہتے ہین اسم حاشیۂ لوح پڑھکر چشمے مین پھاند پڑو ہر چند کہ نہنگان خون آشام و ماہیان یاقوت رنگ مثل انسان گویا ہونگی اور منع کرینگی لیکن کسی کا کہنا سماعت نہ کرنا بہ جرائت و جلالت چشمے مین پھاند پڑنا پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوے مگر سکندر ثانی بادشاہ لشکر قبل برآمد ہونے طلسم کشا کے تخت سے اُٹھا اور بصورت سپید کبوتر آسمان پر جا کر چھپکا تمام شاہزادیان بیقرار ہوگئین نجم اور ارسطو بھی روانہ ہوے جب موقع ہوگا عرض کیا جائیگا ناظرین پر واضح ہوگا نور الدہر بموجب تعلیم لوح قریب چشمۂ فیض پہونچے دیکھا چند نہنگان خون آشام

وماہیان سرخ نے چشمے سے سر نکالے اور پکار کر آواز دی ای طلسم کشا خبردار چشمے کے قریب نہ آنا ورنہ بڑا صدمہ اُٹھاؤ گے نور الدہر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا مگر جیسے ہی اسم وردِ زبان ہوا مچھلیون اور نہنگان خون آشام نے سر پانی مین کھینچ لیا نور الدہر بسم اللہ کہکر پھاند پڑے تھوڑے عرصے مین پانون زمین سے آشنا ہوے دیکھا سامنے ایک قصر عالیشان ہی اور لاکھون جادوگر اُترے ہوے ہین ہرکارون نے جو شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا پلٹ کر بھاگے سامنے قسطاس کے آئے ہاتھ اُٹھاکر یہ دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچرند + شکمت طبل تا سگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگار نگ + بر سر تو موکلان بزنند + شہریار کی عمر کوتاہ ہو یہ لشکر تباہ ہو طلسم کشا آپہونچا قسطاس نے ہرکارونسے کہا جاکر اُس جوان کو اطلاع دو ہرکارے طرف صاحبقران کے چلے مگر یہان نور الدہر نے جو وہ لشکر دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اِس لشکر پر جاپڑو نور الدہر لشکر پر جا پڑے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح کو جنبش دیتے ہوے جسپر جا پڑے اُسکے دو ٹکڑے کیے نور الدہر اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ ہرکارون نے جاکر خبر صاحبقران کو دی کہ طلسم کشا آپہونچے صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے تمکین نے صاحبقران سے پوچھا کہ ای شہریار آپ کیا کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا مین جاکر قسطاس کو ہاتھ سے نور الدہر کے قتل کراؤن کہ مرحلہ فتح ہو صاحبقران یہ فرماکر لشکر مین پہونچے آکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

اسیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نور الدہر نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی حیران ہوے کہ جد عالی تبار یہان کیونکر پہونچے صاحبقران ساحرون کو قتل کرنے لگے قسطاس سے آکر کہا ہان ای قسطاس بڑھکر سحر کرو قسطاس نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر

اُس آگ سے ساحر جل رہے ہین صاحبقران بھی ساحرون کو قتل کر رہے ہین اُدھر
نور الدہر لڑتے ہوے آتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین لڑتے بھڑتے سامنے
قسطاس کے پہونچے قسطاس نے تلوارین برسائین لیکن نور الدہر پر سحر
تاثیر نہین کرتا لوح کے عکس سے سحر باطل ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے
ہین قسطاس نے پلٹ کر دیکھا کہ مریخ تیغ زن جادوگرون کو قتل کر رہے ہین
کہا کیون اے مریخ تیغ زن تم ہماری فوج کو قتل کر رہے ہو صاحبقران نے
فرمایا او قسطاس تیرے قتل کی فکر ہی مگر تجھکو طلسم کشا قتل کریگا گھیر کر قسطاس
کو سامنے نور الدہر کے کیا نور الدہر نعرہ کر کے قسطاس پر جا پڑے قسطاس
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا کا سامنا ہوا ایک دستک دی آواز دی اے گلنار شیرین ادا
یہی وقت ہی کہ آ کر طلسم کشا کو گھیرے ایک طرف سے ایک نازنین مہ جبین یہ
اشعار پڑھتی ہوئی سامنے آئی

نظم

زخم دلمین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہی
ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہی

رُخ ترا بیداغ ہی روے قمر مین داغ ہی
دیکھ لے جو چاہے آنکھونکی نظر مین داغ ہی

عشق کی دلسوزیونسے بحر و بر مین داغ ہی
یہ وہ آتش ہی کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہی

دیدۂ احباب سے بیوجہ پوشیدہ نہین
لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہی

آجکل ہوتا ہی ہم آغوش وہ رشک بہار
بوے گل دیتا ہی جو جو اپنے بر مین داغ ہی

اشک کے پانی سے نہلاوے مجھے اے چشم تر
گرمیون سے سوزش دلکی جگر مین داغ ہی

اشتیاق گور مین دیتی ہی ایذا طول عمر
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہی

زلف و خال یار پر جیسے پڑی ہی اپنی آنکھ
مشک چین و عنبر سارا نظر مین داغ ہی

وان تلاش ایذا دہی کی اور یان شوق وصال
زخم باہر اپنی قسمت کا ہی گھر مین داغ ہی

داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہی عشق مین
دوڑتی ہی روح اُسپر جس شجر مین داغ ہی

عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہی

ہر چند اُس نازنین نے اشارے کیے ناز و کرشمہ دکھائے مگر نور الدہر جب لوح کو

گردش دیتے ہین اور سایہ اُسکا پڑتا ہو تو معلوم ہوتا ہو کہ ایک زنگین سیاہ رو تیرہ
درون رقص کرتی ہوئی آتی ہو چاہتی ہو کہ دام تزویر مین پھنساؤن مگر نورالدہر پابند
احکام لوح جب قریب پہونچے تو لوح کو چمکا دیا اُسکے بدن مین آگ لگ گئی
کئی سحر قسطاس نے اِسیطرح کیے نازنینان مہ جبین آئین خوب خوب گائین آخر
ایک نے ہاتھ تھام لیا نورالدہر نے بحکم لوح عکس تیغۂ طلسمی ڈالا جب عکس
تیغۂ طلسمی پڑا تو اُس نازنین نے ایک چیخ ماری کہ منھ سے شعلۂ آتش نکلا جب
سحر نے قسطاس کے تاثیر نہ کی تو تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
نورالدہر نے خالی دیے آخر کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی جو چمکا قسطاس
نے سپر اُٹھادی مگر آنکھین بند ہوئی جاتی ہین چمک پر تلوار کی نگاہ نہین ٹھہرتی
تلوار جو چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سر کو تراش کر چنبر گردن
پر پہونچی قسطاس کے دو ٹکڑے ہوے قسطاس کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا اور
آوازین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من قسطاس
جادو بود بعد مرنے قسطاس کے نورالدہر صاحبقران کو لیکر چلے اور بارگاہ
مین لاکر داخل کیا قسطاس کے یہان خزانہ بہت بڑا تھا وہ عمرو نے اپنے
قبضے مین کیا صاحبقران نورالدہر سے رخصت ہوے باغ مین تمکین کے
آئے دیکھا کہ تمکین رو رہی ہو صاحبقران کو دیکھکر شگفتہ ہوئی کہا یا صاحبقران
مین آپ کے واسطے بہت پریشان تھی مجھکو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو آپ سحر مین
قسطاس کے پھنس جایئے مگر چونکہ طلسم کشا موجود تھا کوئی سحر نہ چلا قسطاس
مارا گیا جسوقت بیرون نے آواز دی مین سمجھ گئی کہ طلسم کشا غالب آیا لوح اُسکے
پاس موجود تیغۂ طلسمی قبضے مین اُسپر سحر کیا تاثیر کر سکتا ہو صاحبقران قریب تمکین
آکر بیٹھے تمکین نے کنیزون کو اِشارہ کیا شراب و کباب کا چرچا ہوا صحبت
عیش و عیش مہیا ہوئی صاحبقران کا دماغ تر ہو پہلو مین معشوق پریچہرہ نگہ نیلوفر
مرحلۂ ثانی پر پہونچا دوسو اس جادو تخت پر بیٹھا ہو سردار سب جمع ہین طلسم کشا کا

ذکر ہو رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریارہ غضب ہوا کہ قسطاس مالک مرحلۂ
اول قتل ہو گیا طلسم کشا کا داخلہ ہوا اب یقین ہی کہ طلسم کشا آپ کی طرف رُخ کرے یہ سنکر
وسواس تخت سے اُٹھا بیٹی اسکی روشن جبین نہایت حسین وجمیل ہی اُسکو تخت پر
بٹھایا آپ فکر مین نور الدہر کی نکلا یہ فکر مین کر رہا ہی روشن جبین تخت پر بیٹھی ہی کہ
نیلوفر نے آکر خبر دی ای ملکۂ عالم ایک بڑی بات دریافت ہو گئی ہی وہ یہ کہ بادشاہ
لشکر اسلام سعد بن قباد پہلو مین سرو دلکشا کے بیٹھے ہین ناچ راگ رنگ بھی
ہو رہا ہو کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ دونون کو گرفتار کر لاے ایک عزیز تو مسلمانونکا
قتل ہو کہ طلسم کشا کو صدمہ پہونچے مرنے سے بادشاہ اسلام کے طلسم کشا بہت
بدحواس ہو جائیگا روشن جبین نے وضع پوچھی نیلوفر نے سراپا بیان کیا کہ ایسے
حسین وجمیل ہین کہ سرو دلکشا نادیدہ عاشق ہوئی تھی البتہ یہ تو اکثر کنیزونکی زبانی
سُنا تھا کہ ملکہ نے ایک بادشاہ کو خواب مین دیکھا ہو اُسکی تلاش مین ہین آخر یہ مشکل
اپنے باغ مین لائی باپ اُسکا ہفت جوش قتل ہوا لیکن مزاج مین ہفت جوش
کے قرار نہ تھا ہر چند کہ مطیع اسلام ہوا تھا مگر اسی فکر مین تھا کہ طلسم کشا کو شکست
دلواؤن آپ ہنستا ہوا نکلجاؤن اُسی نیت کا یہ انجام ہوا کہ بے خطا مارا گیا ہاتھ
سے طلسم کشا کے قتل ہوا سب حال سُنکر روشن جبین کو بھی خیال ہوا کہ مین بھی اُس
جوان کو دیکھون ذکر جو سراپا کا سُنا اور نادیدہ عشق ملکہ سرو دلکشا کا تعجب ہوا
ایک کنیز شوخ دیدہ پہلو مین بیٹھی تھی کہا ای شوخ دیدہ جا بادشاہ و سرو دلکشا
کو گرفتار کر لا شوخ دیدہ یہ حکم سُنکر چلی اُسوقت پہونچی کہ یہان عاشق و معشوق
تنہا بیٹھے ہین ہاتھ گلون مین پڑے ہوے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کہ شوخ دیدہ
تڑپ کے گری عاشق و معشوق کو پنجے مین دبا لیا اُڑتی ہوئی چلی قضاے کار اُس
راہ سے گذری جہان صاحبقران زمان بیٹھے ہین سناٹا جو ہوا امیر نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک ساحرہ بادشاہ و ایک مہ جبین کو پنجے مین دباے ہوے لیے جاتی ہی
صاحبقران نے تاک کر تیر مارا شوخ دیدہ کے سینے کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ و

سرو ولکشا پہنچے سے چھوٹے صاحبقران نے اُٹھکر بادشاہ کو گود مین لیا تمکین نے
سرو ولکشا کو روکا دونون ہوشیار ہوے بادشاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا
جھک کر سلام کیا صاحبقران نے سر سینے سے لگایا پوچھا اے نور نظر یہ کیا معرکہ
تھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا اب ہمارا اور تمھارا
ساتھ ہوگا بادشاہ نے سر جھکا لیا عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا ہے صاحبقران نے
بارہ دری مین بادشاہ کو جگہ دی بادشاہ بارہ دری مین آکر بیٹھے سرو ولکشا بھی
آئین کہا اے شہریار مقام ہے تک ہے کہ حضور صاحبقران کے ساتھ رہین اگر مناسب
ہو تو نکل چلین الگ اپنا عظم و شان پیدا کیجیے تاکہ نور الدہر کو بھی معلوم ہو
کہ بادشاہ نے الگ ہوکر یہ کام کیا لشکر سے نکلکر خوب نام کیا بادشاہ نے فرمایا
ہر چند کہ عقل عورت کی ناقص ہوتی ہے مگر اے معشوق کیا معقول بات کہی ہے یہ
فرماکر رات ہی کو اُٹھے ایک مادیان اور ایک مرکب اصطبل سے لیا مرکب
کی پشت پر سوار ہوے مادیان پر ملکہ سوار ہوئین بادشاہ و ملکہ نکلے دونون
گھوڑے اُڑاتے ہوے جاتے ہین وقت شب چاندنی نکلی ہوئی زمین تمام
عکس گلہاے رنگا رنگ سے بوقلمون ہو رہی ہے بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے جاتے
ہین زیر کوہ گذر ہوا بادشاہ کو آثار صبح ظاہر ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آواز
مرغ سحر کان مین آئی بادشاہ گھوڑے سے اُتر پڑے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم نماز صبح
پڑھ لین تو پھر چلین بادشاہ نے جھیل پر وضو کیا ملکہ نے فوراً زین پوش بچھا دیا
بادشاہ وضو کر کے نماز پڑھنے لگے ملکہ ٹہل رہی ہین قضاے کار پہاڑ پر ایک
قزاق موسوم بہ تفنگ پران لوٹ مار کر آیا تھا حصہ تقسیم ہو رہا تھا کہ تفنگ
کی نگاہ اس محبوب پر پڑی بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا کہتا تھا کیا تدبیر کرون ایک
شخص اُس محبوب کے ساتھ ہے ضرور روکیگا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اے برادر
جاؤ اس عورت کو لیکر چلے آؤ اُس جوان کو نہ قتل کرنا اگر کچھ مانع ہو تو سمجھا دینا
کہ بارہ ہزار قزاقون سے تفنگ بالاے کوہ بیٹھا ہے وہ جوان آپ خوش ہوکے

دیدیگا سوچیگا کہ میری جان بچے یہ سنکر وہ سوار پہاڑ سے اُترا گھوڑا اُڑاتا ہوا چلا
بادشاہ فرض خدا ادا کرچکے ہین کہ اُس سوار نے آکر کہا ای نازنین تو بڑی صاحب
نصیب ہی کہ ہمارا افسر جسکے بارہ ہزار قزاق قبضے مین ہین وہ تم پر عاشق ہوا لہذا چلو
بلکہ قدمبوسی کرو بادشاہ نے جھلا کر کہا او بے حیا عورت سے کیا بات کرتا ہی مرد وسے
بات کر یہ فرماکر گھوڑے پر سوار ہوے سوار نے نیزہ ہلایا کہا ای شخص اگر تو
سپاہی بھی ہی تو سامنے بارہ ہزار جوان بیٹھے ہین کیون عورت کے واسطے جان
دیتا ہی عورت کو دیدے اور تو چلا جا تجھسے تعرض نہ کرینگے ہمارا افسر بہت ہی
رحمدل ہی بادشاہ نے فرمایا قزاق دغا بازہ بندگان خدا کا آزار رسان وہ رحم کو کیا
جانے بس بہتر یہی ہی کہ چلے جاؤ اُس سوار نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر چیر گردن
سے اُڑ گیا تفنگ نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا خود گینڈا طلب کیا سوار
ہوکر پہاڑ سے اُترا اشقر دیو چنگھاڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا او دیوانے
تونے غضب کیا یہ میرے رفیق ہین کہ اکثر بارہ ہزار سے پچاس ہزار کا قافلہ لوٹا
اُسمین کا یہ سوار تھا کہ تونے مار ڈالا مجھکو بڑا قلق ہوا اب بھی اسی مین خیر ہی کہ
عورت حوالے کر اپنی راہ لے اور بلکہ کچھ کہ تو خرچ دون خیر و عافیت سے چلا جا
بادشاہ نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی کوئی مرد یہ گوارا کریگا کہ اپنی عورت دوسرے
شخص کو حوالے کردے پہلے ہمارا سر کاٹ لے تب تجھے اختیار ہی بڑی شرم کی
بات ہی کہ عورت تیرے حوالے کرین اور آپ زندہ چلے جاوین یہ سنکر تفنگ
پیچھے ہٹا تیر ترکش سے نکالا کہا یہ تیر دل کو توڑتا ہی طائر وہم و خیال شکار کرتا ہون
میرے تیر سے بچنا دشوار ہی بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ اُسنے تیر بادشاہ
بادشاہ نے قلم کیا تفنگ اُچھل پڑا کہا ای جوان تو فنون سپاہ گری مین طاق
ہی بلکہ شہرۂ آفاق ہی اب بھی چلا جا زیادہ جہالت نہ کرمین کئی حربے رکھتا ہون
یہ کہکے نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو پہلے سے اڑا دیا

وہ قبضے پر ہاتھ ڈال کے بادشاہ پر برس پڑا بادشاہ نے سب وار خالی دیے جب کئی
وار وہ کر چکا تو بادشاہ للکارے کہا ایک وار تو ہمارا بھی قبول کر یہ فرما کر تلوار کھینچی
عروس ظفر تھی کہ جھلا نیام سے نکلی خبردار کہکے ہاتھ مارا تلوار چمک کے گری سپر کو
کاٹ کر تفنگ و مرکب کے چار ٹکڑے کیے تمام قزاق تھرا گئے کہ افسر اعلے
مارا گیا سب قزاقون نے اطاعت کی بادشاہ اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر آگے
بڑھے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے
پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان آتا ہی یہ معرکہ دیکھکے معشوق نے عرض کی
اے شہریار اگرچہ مین سحر نہین جانتی مگر انکو تسخیر کر سکتی ہون سعد نے کہا تم دخل نہ دینا مین
تلوار کھینچکر اِن پر جاتا ہون اُس پہلوان کی نگاہ جمال جہان آرائے سعد شہریار
پر پڑی ساتھ والون سے کہا یہ کوئی مرد مسلمان ہو چند قزاق ساتھ ہین تم سب
ملکر انکو مار لوگے سب نے کہا خداوند اِنکا مار لینا کتنی بڑی بات ہی اُسنے کل فوج
کو اشارہ کیا بادشاہ نعرہ کر کے جا پڑے سب قزاقون نے بھی حملہ کیا وہ لوگ
جنگی یہ قزاق دہ بلوہ ہوا کہ بادشاہ گھبرا گئے دل کو طرف پروردگار کے رجوع
کیا پکار اُٹھے کہ ای بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک حال کر نظم

به حسن یوسفی شد گرم بازار
زلیخا وار خلق آمد خریدار
چو آن واحد شد از کثرت نمودار
بهر شایق نمود از پرده دیدار
گهی معشوق گشت و گاه عاشق
گهی گردید بیدل گاه دلدار +
گهی دیوانه گشت و گاه دانا
گهی مستانه گشت و گاه هشیار
گهی سرو و چمن از هر غم آزاد
گهی بلبل به عشق گل گرفتار
گدا کرد از گهر پر دامن خویش
چو شد حاضر بدان دریا ردُربار
شده از دل به گلزار زمانه +
فدای رنگ و بویش بلبل زار
کریمی و رحیمی ای خداوند +
کرم فرما به حال هندی زار

وہ پہلوان موسوم بہ نہنگ ابلق سوار لڑتا بھڑتا قریب بادشاہ کے آیا

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پہ روکا کمر کو بنا کر سر پہ ہاتھ مارا نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے مارے جانا اُسکا کہ فوج مین فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر ایک آواز دیتا تھا کہ ای صف شکن ہم پناہ مانگتے ہین بادشاہ نے سب کو پناہ دی یہ لوگ بھی بصدق دل مسلمان ہوے اِس پہلوان کے قتل کرنے سے خیمے خرگاہ بارگاہین ممکن ہوئین بارگاہ اِستادہ ہوئی بادشاہ نے معشوق کو ایک خیمے مین داخل کیا ارادہ ہی کہ کوچ کر کے جہان نور الدہر ہیو ہین وہان مین بھی پہونچون تیس ہزار آدمی ساتھ ہین اِس ارادے پہ صحراے نہنگان مین فروکش ہین لیکن نور الدہر بن بدیع الزمان کہ مرحلۂ اول فتح کر چکے ہین مقام پہ قسطاس کے آکر اُترے ہین منظور یہ ہی کہ صاحبقران کو اب ساتھ رکھون جد عالی تبار کو اب کہین نہ جانے دون مگر صاحبقران زمان شب کو جو لیٹے خواجہ عمرو قریب ہین فرمایا ای شہنشاہ اوج عیاری اب کہو کیا صلاح ہی ہمراہ نور الدہر میرا رہنا مناسب نہین عمرو نے کہا بہتر تو یہی ہی کہ نکل چلیے الگ کام کیجیے صاحبقران پلنگ سے اُٹھے خواجہ سے فرمایا گھوڑا اتیار کرو عمرو نے مرکب تیار کیا لیکن عرض کی کہ ای شہریار شب تیرہ و تار ہی راستہ نہ ملیگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ وہ رہبر کامل ساتھ ہی ضرور رہبری کریگا یہ فرما کر سوار ہوے خواجہ بھی ساتھ ہین اُس اندھیری رات مین گھوڑا اُڑاے ہوے جاتے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ ای خواجہ کیسی اندھیری رات ہی عمرو کہتا ہی مین تو عرض کرتا تھا مگر حضور نے کہنا نہ مانا اب پلٹ چلیے صاحبقران نے فرمایا یہ تو سراسر خلاف ہی بیا یک سفیدۂ سحری آسمان پہ ظاہر ہونے لگا طایر آشیانون سے نکلے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکے زمزمون سے یہ آواز آتی تھی ای رہروان جادۂ حسرت و یاس ہوشیار رہو دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جہان حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے اُٹھ گئے خالی ہاتھ گئے دنیا سے کیا لے گئے سکندر نے سب کو تماشہ دکھا دیا تمام

در گاہ مین کریم کے ہو التجا قبول
باندہے گرہ مین اپنی مرے دلکو زلف یار
شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش
داغ فراق دیکہے نہ جا قبل صبح کے
یہ وقت لہو ولعب مین کہووے نہ آدمی
ایسا اثر زبان مین مری ای کریم دے
وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا
عالم سے کچھ غرض نہین ای جان جان ہین
کہنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب

دست دعا بلند تو کر ہی دعا قبول
حاضر یہ گنج ہو جو کرے اژدہا قبول
ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول
سب کچھ قبول ہی یہ نہین ہے ریا قبول
کرتا ہی بندگی کو جو انکی خدا قبول
جو کچھ کہون کرے وہ مرا دلربا قبول
کرتی نہین ہی انکی طبیعت دعا قبول
دل کو نہین ہی کوئی تمہارے سوا قبول
کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول

طائرون نے یہ آواز جو دی خواجہ تو پیچھے ہٹے مگر صاحبقران زمان اسیطرح گھوڑا بڑھاے ہوے جاتے ہین بجنوبی صبح ہو گئی عمرو دور سے دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران گھوڑے سے اُترے زین پوش بچھایا کہ واجب خدا ادا کرون پہلو سے آواز آئی کہ او غافل ہم تیرے مشتاق بیٹھے ہین رات بھر تڑپتے ہوے گذری ہی امیر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک تاجدار پہلوے صحرا سے پیدا ہوا آکر صاحبقران کو سلام کیا کہا ای شہریار مین فریادی آیا ہون امیدوار ہون کہ میری التجا قبول ہو صاحبقران نے فرمایا ٹھہر جاؤ ہم نماز پڑھ لین اُس تاجدار نے کہا بہتر القصہ نماز پڑھ کے صاحبقران اُسکے ساتھ ہوے عمرو دور سے تعاقب مین دیکھتا چلا آتا ہی کہ آقا کہان جاتے ہین کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُس تاجدار نے پکارکر آواز دی یارو مین صاحبقران زمان کو لایا کئی جوان اُس فوج سے نکلے تقریب صاحبقران کے آگے رکاب پہ ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہریار اُترئیے دربار مین آپ کی طلب ہی عمرو نے دیکھا صاحبقران گھوڑے سے اُترپڑے عمرو حیران ہی کہ غیر لوگون کا سامنا اور صاحبقران اسم اعظم نہین پڑھتے خیر

جن لوگون نے رکاب پر ہاتھ رکھا تھا امیر اُنکے ساتھ چلے عمرو دور سے دیکھ رہا ہی
کہ صاحبقران اُنکے ساتھ لشکر مین پہونچے ایک بارگاہ استادہ تھی امیر اندر بارگاہ
کے گئے خواجہ عمرو درخت کی بیخ مین چھپے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ لشکر مین ہلڑ
ہوا ہر شخص یہی کہ رہا ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کرلیا اب مطلب پورا ہوا عمرو نے
دیکھا کہ اہالی لشکر امیر با توقیر کو مسلسل و مطوق کر کے بارگاہ سے لیکر نکلے مگر اس طرح
سے کہ زبان بند حرز ہیکل کسی نے گلے سے اُتار لی اب صاحبقران کو ایک ارابے
پر سوار کیا صاحبقران سر جھکا کر بیٹھے کل فوج تیار ہوئی ارابہ لیکر چلے خواجہ عمرو
حیران ہین کہ پروردگار یہ کیا ہوا آقا ایسے مجبور ہوے وہی تاجدار تخت پر سوار
ہی فوج کو حکم دے رہا ہی کہ جلد اِس صحرا سے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجاے
جلدی جلدی جاتے ہین ارابے کو بڑھا رہے ہین قضا سے کار یہ تا جدار کہ جسکا
تاجدار جادو نام ہی وسواس کا بھیجا ہوا ہی دربار مین صلاح ہوئی تھی اِس تاجدار نے
کہا کہ مین جا کر صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہون مگر طلسم کشا سے خوف ہی ایسا
نہ ہو وہ آپڑے وسواس نے کہا تم یہانتک لاؤ ایسے مقام پر قید کرون کہ
تا قید حیات نہ چھوٹ سکین عمرو دیکھتا ہوا چلا آتا ہی کہ وہ فوج صاحبقران کو
لیے ہوے سامنے ایک قلعے کے پہونچی وسواس جادو کو خبر ہوئی کہ تاجدار
صاحبقران کو گرفتار کر لایا اُٹھکر باہر آیا صاحبقران کو دیکھا تاجدار سے پوچھا
کہ اِنکے تحفہ جات لے لیے تاجدار نے کہا حرز ہیکل میرے پاس موجود ہی اسم اعظم
فراموش کرایا دیکھ لو کہ خاموش بیٹھے ہین وسواس نے جو صاحبقران کو دیکھا
آکر کہا کیون حضور کچھ آپ کو خیال نہ ہوا آپ مرحلے پر چلے گئے اب کون صورت
رہائی کی ہی یہ کہکے تاجدار جادو کو حکم دیا کہ لیجا کہ زندان زیرگاہ مین قید کرو
تاجدار جادو نے صاحبقران کو ارابے سے اُتارہ اجیند زنگیان سیاہ رو آگے
سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلے یہ حال دیکھکر عمرو بہت بیقرار ہوا
پہلو مین قلعے کے قصر تھا اُسمین لیجا کر صاحبقران کو قید کیا عمرو گرد قصر کے

چرخ مارتا پھرتا ہی یہی سوچ ہی کہ خدمت مین آقا کی جاؤن مگر زنگی بیدار ہین حاضر باش وناظر باش کر رہے ہین جو کوئی اُس راستے سے گذرتا ہی اُسکو ہٹا دیتے ہین عمرو ناچار ہوکر ایک نخل کے سایے مین اپنے کو مخفی کرکے بیٹھا دو پہر رات آئی تھی کہ پہلو سے روشنی معلوم ہوئی عمرو نے دیکھا قفس مین کوئی سوار ہی آگے آگے دو مشعلچی مشعلین روشن کیے ہوے اِس عظم وشان سے سواری آتی ہی دو کہاریان داہنی بائین جانب قفس کی پٹی پر ہاتھ رکھے ہوے زنگیون نے بڑھکر پکارا کون آتا ہی کہاریون نے آواز دی ملکہ گلگلونہ رنگین پوش کی سواری ہی منظور ہی کہ قیدی کو دیکھین زنگیون نے دروازہ کھولدیا گلگلونہ اندر قید خانے مین آئی دیکھا ایک جوان نہایت حسین وجمیل سرنگون بیٹھا ہی مگر ملول وحزین ہی گلگلونہ بیقرار ہوگئی ساتھوالیون سے کہا صاحبو مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر بیشۂ جراُت یکہ تاز میدان جلالت یون قید ہوجائے مگر تعجب ہی کہ اِنکا رفیق وشفیق عمرو کہان گیا خیر چلو باغ مین چلین یہان ٹھہر کر اور اِس آفتاب جمال کو دیکھکر کلیجہ جلتا ہی قلب کو قلق ہوتا ہی والد کو یہ مناسب نہ تھا کہ ایسے شخص کو یون قید کیا کہ جسکا اِسوقت یہان کوئی معین ومددگار نہین یہ کہتی ہوئی قید خانے سے نکلی ساتھوالیون نے کہا حضور آپ کو کیا مطلب مالک مرحلہ ہین جسطور سے چاہتے ہین انتظام کرتے ہین گلگلونہ نے کہا اب اِسوقت تو ہین باغ مین چلتی ہون مگر صبح کو البتہ والد سے کہونگی کہ اِنکا مرتبہ ایسا نہین ہی کہ جنکو آپ نے یون قید کیا مناسب یہ تھا کہ کوئی قصر رفیع ہوتا اُسمین بطور نظربند کے رہتے یہ کہکر ملکہ قفس پر سوار ہوئین ایک کہاری چند قدم آگے بڑھی دوسری ملکہ کی قفس کے ہمراہ ہوئی کہارون نے قفس اُٹھائی لیکر چلے لیکن عمرو تو یہ سانحہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی وہ کہاری آگے آگے عمرو کی جانب سے گذری فوراً عمرو نے حباب بیہوشی مارا کہاری بیہوش ہوکر گری عمرو نے ہاتھون پر روک کر داخل زنبیل کیا جب قفس ملکہ کی چند قدم آگے نکل گئی

تب عمرو نے کہاری کو زنبیل سے نکالا اُسکی شکل بنے کپڑے اُسکے اُتار کر پہین لیے رنگ روغن سے درست ہوے کہاری کو پھر داخل زنبیل کیا اب خواجہ دوڑتے ہوے تعاقب مین فنس کے چلے ملکہ نے فنس سے آواز دی اری شبرنگ خواجہ تو چند قدم پیچھے پیچھے آتے تھے کہارون نے کہا حضور وہ پیچھے آتی ہی ملکہ نے حکم دیا کہ شبرنگ کو پکارو لو کہارون نے پکار کر آواز دی بی مہری صاحب تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین خواجہ دوڑکر قریب فنس کے آئے کہا آج حضور نے بڑی تکلیف فرمائی گلگونہ نے جواب دیا کہ ای شبرنگ مین کیا کہون کہ میرے دل کا عجیب حال ہی اپنا قول یہ ہی :

نظم

باغبان انصاف پر بلبل کے آیا چاہیے
پینچنی اُسکو زر گل کی پہنایا چاہیے

فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانونکی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھاؤ جمائی ہی جو مستی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئنہ مین خط نورس کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ایجان چرایا چاہیے

بوسہ اِس لب کا ہی قوت بخش روح ناتوان
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حد ادب سے آگے رہتا ہی قدم
شاخ رنگین پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہی کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلے کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہی ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین جاکر اِسے بلبل ستایا چاہیے

فصل گل ہی چار دن ساقی تکلف ہی ضرور
پھر جواہر کی بطِ مے کو لگایا چاہیے

غم مین جوش مے سے مجکو یہ صدا ہی آرہی
ظرف عالی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

شیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریاے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے

خاطر آتش لکھی ہین چند بیتین اور بھی
بے نشان ہون نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

خواجہ بولے حضور نے جو فرمایا بجا ہی حقیقت مین آپ رتبہ شناس ہین یہ باتین کرتے ہوے قریب در باغ پہونچے ملکہ اُترین لڑکھڑاتی ہوئی باغ مین آئین مسند پر آکے بیٹھین خواجہ بھی قریب آکر بیٹھے کہا ای ملکۂ عالم غم والم دل سے دور کیجیے

گائینگ بلاؤن گا تاہو ملکہ نے جواب دیا اے شبرنگ کسی بات کو میرا دل نہین چاہتا
طبیعت پریشان ہے جی چاہتا ہے مین جا کر قید خانے مین بیٹھون اُنکو رہا کرون وہ
کیسے خاموش بیٹھے ہین اُنکو غم ہے میرے دل کو صبر کیونکر آئے مگر صبح کو دربار مین
والد نامدار کے جاؤنگی اُنسے ضرور کہونگی کہ آپ نے مرتبہ شناسی کو فراموش کیا
اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ یہ آقا پر عاشق ہوئی یقین ہے کہ اپنے باپ سے
کہکر رہا کرائے شب بھر یہی باتین رہین جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا ملکہ نے کہا
اے شبرنگ مین خدمت مین والد نامدار کی جاتی ہون بہت سمجھاؤنگی اگر میرا کہنا
مان لیا تو مطلب نکل آیا اور اگر نہ مانا تو اُنھین اختیار ہے کچھ اور تدبیر کیجائیگی خواجہ
حیران ہین کہ دیکھیے فلک کیا دکھائے یقین تو ہے کہ اِسکی ذات سے مطلب نکلے
گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ جو کہاری بنے ہوے تھے اِنھین کا ہاتھ تھام
لیا کہا اے شبرنگ اب چلو تم بھی سُن لینا کہ والد سے کیا گفتگو ہوتی ہے خواجہ عمرو
ناچار ہمراہ ہوے ملکہ گلگونہ رنگین پوش ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر پہونچی وسواس
کو دیکھا تخت پر بیٹھا ہے وزرا امرا آتے جاتے ہین سب سے کہتا ہے یار ورات کو
غضب ہوا ملکہ گلگونہ رنگین پوش کہ میری سلطنت کا دارومدار اُسی پر موقوف ہے
وہ امیر پر مائل ہوئی یہ ذکر تھا کہ گلگونہ سامنے آئی جھک کر باپ کو سلام کیا وسواس
نے کہا او شوخ دیدہ تو نے غضب کیا مین نے خبر سُنی کہ رات تو قید خانے مین گئی
یہ وہ شخص ہے کہ جسنے بڑے بڑے ساحرونکو مارا ہمارا اِسکے ہاتھ سے ناک مین
دم ہے اب اُسکو گرفتار کر لیا اب طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائیگا طلسم کے بچانے کی
تدبیرین کر رہے ہین آگے قدرت کو اختیار ہے گلگونہ نے جواب دیا اے والد
نامدار مناسب یہ ہے کہ اِس شخص کو قید سے چھوڑ دیجیے طلسم کشا کی فکر کیجیے یہ سنکر
وسواس نے کہا تجھے اِن مقدمات مین کیا دخل ہے ہمین اختیار ہے اور جو مناسب
جانینگے وہ کرینگے گلگونہ نے کہا آپ کو اختیار ہے گلگونہ نے چاہا پلٹون وزرا نے
کہا اے شہریارہ اگر یہ جائیگی تو آفت برپا کریگی اِسکو گرفتار کر لیجیے وسواس نے قریب

بلایا کہا ای نور نظر ذرا زبان نکالو تو مین سحر کردون جیسے ہی گلگونہ نے زبان نکالی
وسواس نے سوزن دیگر کہا اس شوخ دیدہ کو لیجا کر اُسی قید خانے مین قید کرو
خواجہ نے دیکھا گلگونہ کو کشان کشان لیچلے اُسوقت گلگونہ بہ نگاہ حسرت چہار
جانب دیکھتی تھی خواجہ کا دل ٹکڑے ہو گیا نگر ناچار بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ سینے
لیجا کر گلگونہ کو بھی اُسی قید خانے مین قید کیا خواجہ کھڑے دیکھا کیے نگر کنیزان
گلگونہ روتی ہوئی پلٹین خواجہ بھی اُن سب کے ساتھ باغ مین آئے کنیزین رونے
لگین کہتی ہین صاحبو غضب ہوا کہ ہماری مالک کو قید کر لیا خواجہ نے کہا صاحبو
اس رونے سے کیا فائدہ کچھ تدبیر رہائی کی کرو سب نے کہا ای شبرنگ تمہین بتاؤ
کہ کیا تدبیر کرین عمرو نے کہا نقب لگاؤ سب نے اس بات کو منظور کیا گوشے
مین آکر خنجر ہاتھ مین لیے نقب کنی مین مصروف ہوئین چند کنیزین کھودتی ہین
چند مٹی نکال رہی ہین خواجہ تدبیرین بتا رہے ہین نقب کھدر ہی ہے دن بھر نقب
کھودی شام کو مُہرہ نقب کا قید خانے کے گوشے مین پہونچا خواجہ اُن سب کے
ساتھ تھے آکر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی گلگونہ نے قید توڑ ڈالی قریب
صاحبقران کے آئی چاہا کہ صاحبقران سے کلام کرے نگر صاحبقران خاموش
بیٹھے ہین خواجہ نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم صاحبقران کیون نہین کلام کرتے
گلگونہ نے کہا اسم اعظم بند ہی جبتک اسم اعظم نہ کُھلے گا صاحبقران کلام نہ کرینگے
تم لوگون نے بڑا کمال کیا کہ مجھکو رہا کر لیا اب مین اسم اعظم رہا کرونگی کیونکہ ایک
ساحر سمی کیوس آدمخوار کے پاس اسم اعظم و حرز ہیکل ہی خواجہ نے کہا پھر کیونکر
چلین گلگونہ نے کہا وہ مدت سے مجھپر عاشق ہی مجھکو دیکھتے ہی غنیمت جانے گا
خواجہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا گلگونہ نے کہا ای شبرنگ مفصل بتا کہ تو
کون ہی اِن کنیزون کو یہ عقل نہ تھی کہ مجھکو رہا کرتین مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا
ہی کہ تو عمرو عیار ہی بھی قاعدے مین لکھا تھا کہ عمرو تیرے باغ مین آویگا اُسی
کی ذات سے رہائی ہوگی اور اسی وجہ سے میرے باپ نے مجھکو قید کیا تھا یہ نوشتہ

ہو کہ گلگونہ کی ذات سے آفت برپا ہوگی چاہا تھا کہ مجھکو قید کر رکھے جبتک طلسم کشا
کو گرفتار کرے حقیقت مین ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہین کہ زمین ہلادین رات
کا دن کرین اور دن کی رات کرین خواجہ گلگونہ کے ساتھ باغ مین آئے کنیزون
سے کہا نقب کو بند کر دو فوراً کنیزون نے نقب کو بند کر دیا گلگونہ نے خواجہ
سے کہا اے شبرنگ مین نے پہچان لیا تم خواجہ عمرو ہو جیسے ہی خواجہ نے یہ کلمہ
ملکہ کی زبان سے سُنا فوراً قدمون پر گر پڑے کہا اے ملکۂ عالم حقیقت مین مین عمرو
ہون ملکہ نے سر سینے سے لگایا کہا خواجہ اب چلکر کیوس کو مارو تب اسم اعظم
رہا ہو ملکہ نے فوراً خواجہ کو ایک تخت پر سوار کیا طرف قصر کیوس کے لے چلی
ملکہ نے راہ مین پوچھا خواجہ جسکی صورت پر تم آئے تھے اُس کنیز کو کیا کیا خواجہ
نے کہا مین اُسکو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کر کے تمہارے باغ مین چھوڑ آیا ادھر
کیوس اپنے دربار مین بیٹھا ہے کہ رہا ہے کہ اب بی گلگونہ آتی ہونگی اُنپر مصیبت
پڑی ہے آنے دو دیکھو مین کیا تدبیر کرتا ہون کہ دیکھا تخت اُڑتا ہوا آتا ہے اُسپر گلگونہ
نہایت تکلف سے بیٹھی ہے ایک کنیز پہلو مین کھتی ہوئی آتی ہے کہ حضور چلکر کا نیکا
انتظام کرین مین لگا کر اُسکو ایسا راضی کرون کہ خوش ہو جائے کیوس نے ملکہ
کو جو آتے ہوے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا ملکۂ عالم آئیے خواجہ نے اُترتے ہی
کیوس کا ہاتھ تھام لیا کہا تم بڑے صاحب نصیب ہو ملکہ تمھارا ذکر کرتی ہین
مین انکو لگا کر لائی ہون کیوس نے بہ نگاہ غور طرف عمرو کے دیکھا کہا اے عمرو کیا
فکر کریگا مین تیرے آنے ہی آگاہ ہو گیا مین کہ رہا تھا کہ خواجہ آتے ہین اور گلگونہ
ساتھ ہے خواجہ قدمون پر گر پڑے گلگونہ نے یہ دیکھا کہ کیوس نے ہاتھ ہلا دیا کہ
رنگ و روغن خواجہ کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی اور کیوس نے خواجہ کو
گرفتار کیا گلگونہ حیران دیکھ رہی ہے جانتی ہے کہ یہ ساحر زبردست ہے پہلے ہی آگاہ
ہو گیا اسی مضمون کو کتاب مین دیکھ رہا تھا بقراط نے سب کچھ لکھا ہے مگر اب
ایسا مغرور ہے کہ اپنی تحریر کو بھولا جو لوگ اُسپر عمل کرتے ہین وہ دھوکا نہین

کھاتے دیکھو اسنے کیونکر عمرو کو گرفتار کیا عمرو کو گرفتار کر کے طرف گلگونہ کے متوجہ ہوا کہا بی گلگونہ مین تمھارے کل حال سے آگاہ ہون یہ محال نہین ہی کہ مین دھوکا کھاؤن اور تم اسم اعظم لیجاؤ اب بہتر یہ ہی کہ خداوند لقا کو اپنا خداوند جانو اور مذہب قدیم پر قایم ہو تو مین تمکو جانے دون گلگونہ نے سر جھکا کر کہا ای کیوس مین اس خیال سے آئی کہ کیوس مجھپر مرتا ہی مین چل کے ملاقات کر آؤن نہین معلوم کہ نلک کیا دکھائے آمد طلسم کشا مشہور ہی نہین معلوم کون مارا جائے کون زندہ بچے یہ سنکر کیوس نہال ہو گیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تو یہ نوبت ہی کہ تمھارا نام لیکر جیتا ہون راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین خیال تو کرو نظم

جو گرد ادانہ زمین پر ہو گئے آخر تم اُگا
نخل فوارہ نظر آتا ہی ہر سو باغ مین
ہی دل پر داغ مین ای مہر تیرے رخ کی یاد
وہ کھڑا ہی اور عاشق نوحہ گر ہین گرد گرد
ایک دانہ کھائے باہر باغ جنت سے ہوئے
مجھ خمیدہ قد سے لپٹا ہی وہ سرو باغ حسن
مر گیا لیکر شفا بھی بوسۂ خط صنم

ہر نہ دانہ اشک چشم نم کا ای ہمدم اُگا
مجھکو ہوتا ہی یقین یہ دانہ شبنم اُگا
اس چمن مین گل بہ شکل نیر اعظم اُگا
نخل قد یار نخل حلقۂ ماتم اُگا
نخل گندم خلد مین تھا دشمن آدم اُگا
بید مجنون سرو بستان دیکھ لو تو ام اُگا
سبزہ رخسار جانان اسکے حق مین سم اُگا

ای گلگونہ مین نے عمر اپنی تیرے فراق مین گذاری آج تیرے منھ سے ایک کلمہ محبت کا نکلا دل باغ باغ ہو گیا غمسے فراغ ہو گیا گلگونہ نے کہا ای کیوس مین تجھسے وعدہ کرتی ہون کہ تجھکو عہدہ جلیل ملیگا صاحبقران کی رفاقت مین بہت بڑا مرتبہ حاصل ہوگا رہائی صاحبقران کی ترکیب کرو ایسا نہ ہو کہ قید خانے مین انکو کچھ گذر جائے ایسے جلیل کا قید ہونا جائے افسوس ہی ای کیوس فکر کرو اسم اعظم انکا کھولدو کیوس نے کہا یہی باتین خلاف ہین مین جو خیال کر کے دیکھتا ہون تو مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ تم محبت صاحبقران مین مبتلا ہو مین نے عمرو کو پکڑ لیا ہی میرے یہان قید ہی اسی کی شکل بنکر جاؤنگا طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لونگا گلگونہ نے

کہا ای کیوس یہ خیال خام تصور نا تمام ہی اُسکا عیار شبرنگ نامے بیٹا عمرو کا بلاے روزگار ہی کسکی مجال ہو کہ اُسکے سامنے ٹکر کرے جب تو کیوس نے کہا ای ملکۂ عالم مین تمھاری محبت سے ناچار ہون نہایت بیقرار ہون جو تم کہو وہ بجا لاؤن مگر خواجہ کو جو کنیزین لیکر چلین غنچہ دہن نامے کنیز کو ڑا اٹھا مین خواجہ کو لیے ہوے جاتی ہو خواجہ رونے لگے غنچہ دہن نے پوچھا خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اپنی جان کو روتا ہون کہ اب کیونکر جان بچے گی مجھکو اسکا خوف ہی کہ جو رقم میرے پاس ہی یہ کون لیگا غنچہ دہن نے کہا تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا آپ کنارے چلیے تو مین دکھاؤن غنچہ دہن عمرو کو لیکر کنارے آئی عمرو نے کچھ روپے نکالکر دیے اور کہا اس مین میرا دفن وکفن کرا دیجیے گا دوسری پوٹلی نکالی کہا یہ آپ کا حصہ ہو کئی چیزین عمرو نے نکالین آخر مین ایک ڈبہ نکالا کہا اس مین جواہر ہو مگر اسکو ملاحظہ نہ کیجیے ہوا لگنے سے جواہر کی آب جائیگی تو مجھکو قلق ہوگا یہ سُنکر غنچہ دہن نے کہا مین دیکھ کے بند کر دونگی عمرو نے ہر چند منع کیا مگر غنچہ دہن کو ایک جوش تھا اُس ڈبے کو کھولا اُسمین سے بیہوشی نکلی غنچہ دہن بیہوش ہو کے گری عمرو نے غنچہ دہن کو زنبیل مین رکھا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آئے کیوس نے پوچھا کیون غنچہ دہن عمرو کو قید کیا کہا حضور قید خانے مین بڑے فساد کرتا ہی آپ کو گالیان دیتا ہی مجھکو ہزارون گالیان دین لیکن مین نے بلک کر قدرت کو پکارا گوشے سے دو زنگی پیدا ہوے عمرو کو چیر پھاڑ کر کھا گئے مین ڈر کے بھاگ آئی ہڈیان قید خانے مین پڑی ہین یہ سُنکر کیوس نے کہا قدرت نے ملازمان ملک الموت کو بھیجا کیون ای گاگوتہ تمنے قدرت نمائی سُنی کہ کس طور سے عمرو کا کام تمام ہوا بڑا مکار تھا قدرت فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عمرو کا خاتمہ کرا دونگا آخر آج زنگی اُسکو کھا گئے چند زنگیان آدمخوار بیشۂ فرخار مین رہتے ہین اُنھین مین سے دو آئے وہی عمرو کو کھا گئے گاگوتہ کو کمال قلق ہوا عمرو نے بائین آنکھ کا اپنی تل دکھایا اشارہ تھا کہ تم کیون گھبراتی ہو مین ابھی اسکو لیتا ہون یہ کہکے عمرو نے

کہا اے شہنشاہ ساحران اُسمین سے ایک زنگی میرے پاس آیا میری پیشانی پر ہاتھ رکھکے کہا کہ تجھکو قدرت نے کمال علم موسیقی مرحمت کیا ہے اور ساقی گری بھی خوب کریگی یہ کہکے غنچہ دہن نقلی نے بابان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ نازو انداز گانا شروع کیے نظم

تماشائے چمن سے سیر کوے یار بہتر ہے
جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
یہی آواز آتی ہے در مہر و محبت سے
اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے یوقت
بہار بیخزان ایسی نہین کوئی چمن یکھتا
سوال بوسہ پر ہنسکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے
کمر ٹکنے کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے
بہم پہونچے تو اسکو شربت دیدار بہتر ہے
تمھارے حُسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

اسطور سے یہ اشعار غنچہ دہن نقلی نے گائے کہ کیوس خوش ہوگیا تعریفین کرنے لگا کہا اے غنچہ دہن حقیقت مین قدرت نے تمکو یہ کمال عطا فرمایا آواز بھی عمدہ ہوگئی حقیقت مین یہ انگلیان سامنے آتی ہین صورت دکھاتی ہین اِدھر گلگونہ نے تعریفین کین کہا اے کیوس غور کرو یہ شرف تمکو قدرت نے مرحمت فرمایا ہے کہ تمھاری کنیز کو کمال عطا فرما گئے کیوس نے کہا اے ملکہ گلگونہ اگر مجھکو قبول کرو اور اپنی غلامی مین لو تو مین صورت بتاؤن رہائی اسم اعظم مین چند تدبیرین مین مین نے ایسے مقام پر رکھا ہے کہ اب مین خود بھی جا نہین سکتا گلگونہ نے کہا اے کیوس جلسہ جماؤ اسباب عیش کو طلب کرو غنچہ دہن بیٹھکر گائے تو کیا عجب ہے کہ تیری رغبت ہو مجھے ہر مرتبہ یہ خیال ہے کہ ایسا نہ ہو حصول مطلب کرکے فقرہ بتاؤ یہ کلمہ سنکر کیوس نے کہا عمر بھر غلامی کرونگا اب میرے دل سے وہ خیال نکلتا جاتا ہے ورنہ میرے دل کو یہ گمان غالب تھا کہ تم صاحبقران پر عاشق ہو اُسی کی فکر مین آئی ہو مگر اب دل یہ کہتا ہے کہ تم کو میرا بھی خیال ہے اگر تمکو میرا خیال ہے تو مین بھی دل سے

تابعدار ہون کسی خدمت مین عذر نہ کرونگا گلگونہ نے سر جھکا کے کہا رہائی امیر کا جو
مین نے نام لیا یہ فقط تمھارے افروختہ کرنے کو کہا تھا مجھے اُنکی رہائی سے کیا کام
جب دربار مین والد کے سُنا کہ کیوس ایسا معتبر ہو کہ اسم اعظم و حرز ہیکل اُسکے سپرد
ہوئی دل کو یقین ہوا کہ مرتبۂ اعلیٰ رکھتا ہو دل تو بیقرار تھا فوراً چلی آئی لیکن ایک
خیال رہے کہ میرا مقدمہ وسواس سے چھپانا ورنہ وہ ایسا بدگمان ہو کہ تمام دنیا مین
مشہور کردیگا تمھارے بھی قتل کا درپے ہو تو عجب نہین کیوس نے کہا اے شہنشاہ
خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین تمھارے حکم سے گردن نہ ہٹاؤنگا جو حکم کروگی وہ
بجا لاؤنگا کیوس نے کہا اے ملکۂ عالم خیال تو کرو اول مجھکو بیہوش کرے جس تخت پر
بیٹھتا ہون اُس تخت کو اُٹھائے فرش کو ہٹائے دہنہ نقب کا پیدا ہوگا نقب کو
طے کرے ایک قصر رفیع مین پہونچیگا ایک دیو اُس قصر مین دکھائی دیگا وہ سنگین
لگا رہا ہوگا اُسکی دوا دوش پہ خیال نہ کرے دالان مین ایک میز پر شیشہ رکھا ہو
گلے مین اُسکے حرز ہیکل لپٹی ہو وہ دیو دوڑے گا مگر چالاکی یہ ہو کہ اُس شیشے کو
جلدی اُٹھائے اور توڑ ڈالے ایک طائر اُسمین سے نکلیگا اُس دیو پر بیٹھ جائیگا
اُسوقت مناسب ہو کہ وہان سے نکلے تب آکر مجھکو قید کرے اے گلگونہ مجھکو خیال
ہو کہ کون ایسا جری ہوگا میرا بیہوش ہونا دشوار ہو اگر بیہوش بھی ہوا تو تخت
نہ اُٹھیگا قصر مین جب جائیگا تو دیو کو دیکھکر کلیجہ پانی ہوجائیگا اب تو عمرو خاموش ہوا
اور سوچا کہ وہ مشقت ہو جسکا ہونا غیر ممکن ہو کیوس نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ
کو اپنے پہلو مین بٹھایا جب ہاتھ بڑھاتا ہو تو گلگونہ منع کرتی ہو کہ اے کیوس جلدی نکرو
کنیزین سامنے بیٹھی ہین مجھکو شرم آتی ہو عمرو نے گاتے گاتے جام آغشتہ بدارو
بیہوشی بھرا پنجۂ نگارین پر رکھکر پیش کیا کیوس نے دونون ہاتھ بڑھائے ملکہ
گلگونہ نے کہا پہلے ہم پیین بعد تم پینا اس جلدی مین کیوس پی گیا پیتے ہی حرکات
لغو کرنے لگا کبھی ہاتھ بڑھاتا ہو کبھی سہم جاتا ہو کبھی غصہ کرتا ہو کبھی منتین کرنے
لگتا ہو کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہو اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین بیقرار

ہون اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا ملکہ نے کہا دیوانے نہ ہنو کیا مجھکو بدنام کروگے
اگر میرے باپ کو یہ خبر پہونچیگی تو بہت برہم ہونگے جب گلگونہ ڈراتی ہو تو یہ سہم
جاتا ہو مگر دمبدم بلبلاتا ہو یہی کہتا ہو کہ ای آرام جان ورو ح آج تو مجھکو تم ضرور بہ
سرفراز کرو گلگونہ نے خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے ہنسکر کہا ای کیوس لو مبارک
ہو کہ معشوق بھی راضی ہو تخلیے مین جو پلنگ بچھا ہو وہان جاؤ یہ سنکر کیوس اُٹھا
ملکہ کا ہاتھ تھام لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا خواجہ
نیمچہ پکڑ کے جھپٹے تھے کہ گلگونہ نے کہا خبردار یہ حرکت نہ کرنا خواجہ اگر یہ مارا جائیگا
تو رہائی مین اسم اعظم کی فتور پڑیگا پہلے تخت آہن اُٹھاؤ خواجہ نے ایک پایہ
مین کمند آصفا سے یا صفا کو باندھا اور دوسرا سرا کھمبے مین قصر کے باندھا آواز
دی کہ ای کمند اسقدر کھینچنا کہ دونون گوشے ملجائین کمند نے کشش کی تخت اپنے
مقام سے ہٹا خواجہ نے آکر فرش چاک کیا دیکھا ایک تختۂ سنگ لگا ہو اُس
تختے کو ہٹایا سیڑھیان ظاہر ہوئین آگے آگے خواجہ پیچھے ملکہ گلگونہ مگر اسباب
سحر سے ہوشیار گولے وغیرہ ہاتھ مین ہین آہستہ آہستہ چلی جاتی ہین سیڑھیون کو
طے کرکے ایک قصر مین پہونچے دیکھا حقیقت مین ایک طرف ایک دیو مہیب بیٹھا
ہو شراب پی رہا ہو ایک طرف دالان مین ایک میز رکھا ہو اُسپر شیشۂ اسم اعظم ہو
حرز ہیکل اُسکے گلے مین پڑی ہو گلگونہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ
جھپٹکر شیشہ اُٹھائیے مین دیو کا خیال کرون خواجہ نے جھپٹ کے شیشہ اُٹھایا
دیو نے ایک نعرہ کیا کہ قصر ہلگیا چوبدست لیکر دوڑا گلگونہ نے گولہ مارا سینے
پر جو دیو کے پڑا للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھکو پہچانا یہ کہکے
چنگل مارا گلگونہ کو چنگل مین اُٹھا لیا گلگونہ نے تڑپ کر آواز دی کہ ای خالق
بے نیاز و ای رب کارساز تو مالک و مختار ہو اِس ظالم کے پنجے سے بچائے نظم

خداوند مالک جہان کارساز	خداکار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خدا است	شناشند اند و ہیچ پوشیدہ راز

ہمیشہ خدا مہربانی کند ✤ 　 در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند ✤ 　 بہ گنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار 　 گدا را او ہد مسند عز و ناز
بہ بخشد بدریوزہ گر مملکت ✤ 　 کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را بخواند بہ قرب وصال 　 رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو ے درد بیمار را 　 بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول 　 پذیرد ز ہر بندہ راز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند ✤ 　 بہر بندہ بندہ نوازی کند

جیسے ہی گلگونہ نے تڑپ کر دعا کی خواجہ نے بڑھکر ہتھوڑہ حضرت داؤد کا نکالا اور پانوں پر دیو کے مارا اُستخوان دیو ٹوٹے دیو لڑکھڑا کے گرا عمرو نے شیشہ توڑ ڈالا اُس مین سے ایک طائر نکلا گرد سر دیو کے چرخ مار نے لگا دیو کے بدن سے آگ پیدا ہوئی جلکر خاک ہوا وہ قصر گرا عمرو نے حرز ہیکل کو اپنے پاس رکھا وہان سے باہر نکلے دیکھا کیوس اُسی طرح بیہوش پڑا ہی عمرو نے آکے اُسے قتل کیا گلگونہ خواجہ کو پنجے مین دبا کر لے اُڑی اپنے باغ مین آئی وہ نقب جو کنیزون نے تیار کی تھی اُسی نقب کو پھر صاف کیا اُسی نقب کی راہ سے قید خانے مین پہونچی صاحبقران زمان سرنگون بیٹھے تھے شیشۂ اسم اعظم ٹوٹ چکا تھا امیر کے ہوش درست ہو چکے تھے پوچھا کون ہو گلگونہ نے خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے بڑھکر عرض کی اے شہریار شیشۂ اسم اعظم توڑا کر ہوش درست ہوے یہ کہکے حرز ہیکل امیر کے گلے مین ڈالدی جیسے ہی حرز ہیکل گلے مین آئی صاحبقران اُٹھے عمرو نے خنجر ہاتھ مین دیا امیر نعرہ کر کے اُٹھے نگہبانون نے جو صاحبقران کو دیکھا سحر کرنے لگے مگر ظاہر ہوا کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا وسواس جادو پڑا سو رہا تھا آواز سنکر باہر نکلا دیکھا کہ ملکہ گلگونہ ہمراہ امیر ہی پکارا کہ او گیسو بریدہ تو یہان کہان آئی مین پہلے ہی سمجھ

گیا تھا کہ یہ شوخ دیدہ ہاتھ سے گئی گلگلونہ نے شرما کر سر جھکا لیا وسواس نے جھپٹ کے گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کمر مین پیچہ دیا اور لے اڑا امیر نے جو دیکھا کہ گلگونہ کو لیے جاتا ہی اور گلگونہ نے بہ حسرت آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیر تیر و کمان تلاش کرنے لگے اتنی دیر مین وسواس بلند ہو گیا اب حیران ہی کہ کہان جاؤن سوچا کہ مرحلہ حکما پر چلون وہ لوگ اسکو قید کرینگے جب تکلیف اٹھائیگی راہ پر آجائیگی یہ سوچتا ہوا طرف قصر حکیم کے چلا یہان امیر نے نگہبانون کو مار کر بھگا دیا خواجہ عمرو سے کہا خواجہ تمنے دیکھا کہ وسواس گلگونہ کو لے گیا اب دیکھیے کیا انجام ہو یہ فرما کر قلعے مین تشریف لائے عملداری کی دیر یہ گنبد وا سے مسجدون کی بنا ڈالی ہر کوہ و برزن مین صدا ے صلوٰۃ بلند ہوئی امیر تو قلعۂ وسواس مین ہین نگہ وسواس قصر حکما مین پہونچا جالینوس ثانی اُس قصر کا حاکم ہی جالینوس سے آکر وسواس نے ملاقات کی جالینوس نے پوچھا کیا معرکہ گذرا طلسم کشا کو کیون نہ گرفتار کیا سب کیفیت وسواس نے بیان کی کہ مین نے صاحبقران کو قید کیا تھا مگر اس گیسو بریدہ نے رہا کیا جالینوس ثانی نے ایک ملازم کو آواز دی وہ قفس آہنی لیکر آیا گلگونہ کو قفس مین بند کرکے وہ قفس قصر مین لٹکا دیا گلگونہ فراق صاحبقران مین بیتاب تھی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے

نظم

مہندی سے لال نہین دست و پاے دوست	خون شہید ناز ہوا ہی حناے دوست
چھپے مین دوستو نکے ہی جور و جفاے دوست	دشمن خدا نخواستہ ہون خاکپاے دوست
دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف	آنکھونکو کچھ نظر نہین آتا سواے دوست
لاتین چلین گی سینے پہ اپنے شب وصال	کیا کیا نہ غل مچائیگی خلخال پاے دوست
کیا مال ہی ہزار کوئی مالدار ہو +	ہم بھی ہین سائل ور دولت سراے دوست
زندہ سنے تو مُردہ ہو ہو جاے دم فنا	مُردے کو زندہ کرتی ہی آواز پاے دوست

جالینوس ثانی یہ آواز سنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے وسواس تم تو یہانکا انتظام کرو مین جاکر طلسم کشا کو لاتا ہون وسواس نے کہا مین اس شوخ دیدہ کی حفاظت کرونگا

جالینوس ثانی اپنے مقام سے اُٹھا ایک صحرا مین آکر حصار کھینچا کچھ تصویرین اپنی
جھولی سے نکالین اُنکو جابجا مقرر کیا اور آپ غائب ہوگیا مگر نور الدہر نے مرحلۂ
قسطاس پر انتظام کرکے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے حکم نکلا کہ مرحلۂ وسواس
برباد ہوا وہان صاحبقران زمان پہونچے اب انتظام جالینوس ثانی ہی ذرا بیت
سمجھکر انتظام کرنا قدم بقدم لوح کو دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوے طرف
صحراے گلگون حصار کے چلے گلگون حصار قصر جالینوس ثانی کا لقب ہی نور الدہر
رہروی کرتے ہوے آتے ہین سامنے ایک صحراے سبزہ زار ملا دیکھا ہزارہا نخل سبز
وشاداب جھیلین لاجواب ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین اپنی آواز مین
حال عبرت وحسرت آشکار کر رہے ہین اُنکی صدا سے صاف صاف یہ ہویدا ہی نظم

اے مقیمان نہ سقف سپہر غدار — تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خبر اسے ہین اگر قصر فریدونکے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن جھیلین رہا کرتی تھین سروارو شین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام — ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین — کبھی گل منصدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ رے نیرنگی تنک ظرفی یہ این عز و وقار
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آجکل وہ لب جو چند سما ہی آئنہ دار
گھر نسیلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے — مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہیبت — ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جا کے دو باشندونکو وانکے دیکھو — تکیہ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ جھیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی — کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ صدا جو سُنی نور الدہر بہوت ہوگئے تھوڑے عرصے مین وہ طائر اُڑے

اور غائب ہو گئے نور الدہر آگے بڑھے مگر مزاج مبہوت یہی سوچ رہے ہین کہ دنیا تو
مقام عبرت ہے نہ جاے عشرت حقیقت مین یہ شاہان گذشتہ بڑے نام کر گئے آخر وہی
دو گز کفن اور گوشہ تنہائی کسی نے ساتھ نہ دیا مال و اسباب چھوڑ گئے خزانے پڑے
رہے ایک دن اپنا بھی یہی حال ہوگا اس سوچ مین ایک نخل کے سایے مین کھڑے
ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا صاحبقران زمان خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے مرکب سہ چشمی پر سوار ہین نور الدہر واسطے تسلیم کے خم ہوے پشت پر امیر
کے کئی سو جوان ہین نور الدہر نے جو سلام کیا صاحبقران نے برخوردار فرمایا اور
فرمایا کہ ای نور نظر تم یہانتک کیونکر پہونچے وسواس ہمارے مقابلے سے بھاگا
یہ کہکے ارشاد کیا کہ بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران نے
فرمایا ای فرزند چند ساعت چلکر ٹھہرو ہم تم ہمراہ چلین گے صاحبقران آکر مسند پر بیٹھے
نور الدہر پہلو مین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر مین لوح تو دیکھون نور الدہر
نے لوح اُتار کر صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر تیغۂ طلسمی تو مین
دیکھون نور الدہر نے تیغۂ طلسمی بھی نکالکر دیا امیر نے تیغۂ طلسمی و لوح جب ہاتھ
مین لی تو فرمایا ای نور نظر ذرا باہر ٹہل آؤ دیکھو فوجون کی آمد ہین ہین نور الدہر اُٹھکر
باہر چلے مگر سوچتے ہوے کہ مین نے لوح کیون دیدی بیرون بارگاہ جو آئے دیکھا
وہ مجمع فوج ندارد نور الدہر پلٹے کہ داداجان سے عرض کرون کہ مجمع فوج کیا ہوا
وہ لوگ سب کہان گئے پلٹ کے جو اندر آئے دیکھا صاحبقران بھی نہین ہین وہ
بارگاہ بھی غائب ہوئی اب یقین کامل ہوا کہ لوح نکل گئی ای نور الدہر یہ مکر تھا اب
حیران حیران پلٹے کہ جاکر بارگاہ مین بیٹھون یہان بارگاہ بھی اُڑ گئی متوحش کھڑے
ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص حکیم وضع ظاہر ہوا پکارتا ہوا کہ ای طلسم کشا چلو
تمھارے داداجان تمکو بلاتے ہین نور الدہر اُس حکیم کو ساتھ لیکر چلے وہ انکو
لیکر اُس قلعے مین آیا جس قلعے مین گلگونہ قید ہے گلگونہ کی قفس سے نگاہ پڑی کہ
طلسم کشا ساتھ جالینوس ثانی کے چلے آتے ہین مگر سوچتے ہوے کہ ای نور الدہر

یہ کیا کیا لوح کو ہاتھ سے کھویا اب کیا ہوگا کس مشکل سے لوح ملی تھی دیکھوں یہ تبھا
کہاں لیجائے قصر میں لاکر نور الدہر کو بٹھایا مگر جالینوس ہاتھ مل رہا ہی کہ مین نے
تیغہ اور لوح لیلی کیا نادانی کی کہ لوح محفوظ نہ لی مگر خیر لیلونگا نور الدہر خاموش بیٹھے
ہین حکیم نے آواز دی ای سرداران نامی و ای پہلوانان گرامی آقا تمہارے آئے ہین
دیکھا نور الدہر نے ایک طرف سے طہماس اور پانچ چار سردار حاضر ہوے کہ
طہماس نے آکر کہا ای شہریار آپ نے لوح کو کھویا مگر لوح محفوظ کی حفاظت کیجیے
ایسا نہ ہو یہ بھی قبضے سے نکلجاے نور الدہر نے کہا ای طہماس ایسا دھوکا کھایا کہ
جسکو بیان نہین کرسکتے صاحبقران کی شکل بنکر کسی نے لوح لی اور تیغہ بھی لے لیا
طہماس نے کہا لوح محفوظ مجھکو دیجیے کہ مین اسکی حفاظت کرونگا نور الدہر نے
لوح محفوظ گلے سے اُتار کر طہماس کو دی طہماس نے جیسے ہی لوح محفوظ پائی
پکار کر آواز دی حکیم صاحب اب تشریف لائیے لوح محفوظ بھی اب قبضے مین آگئی
نور الدہر نے چاہا طہماس کا ہاتھ تھام لون طہماس جست کرکے نکلگیا وہ حکیم مع
ساتھے آئے آکر عرض کی ای شہریار زندان دیرگاہ مین چلیے نور الدہر کو حکیم صاحب
نے ساتھ لیا نور الدہر گویا بستۂ زنجیر حکم حکیم ہین ایک قید خانے مین لاکر پہونچایا
ایک نوجوان اور حکیم کے ساتھ ہی وہ کہتا ہوا کہ انکو قید خانے مین چھوڑیے آپ
چلکر انتظام کیجیے حکیم صاحب نے جواب دیا ای فرزند مشکل یہی امر تھا کہ مین نے خود
انکو مبتلا کیا اب گرفتاری اور ونکی کیا بات ہی کل سرداروں کو گرفتار کرلاؤنگا ایک
قصر مین آئے دیکھا وہ قصر سجا ہوا ہی اسباب عیش و نشاط مہیا ہی صحنچے مین چند شخص
بیٹھے ہین نور الدہر نے دیکھا کہ ایک طرف طہماس ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے
بیٹھا ہی اور ایک طرف بخم اختر شناس اور ایک جانب ارسطوے ثانی اور ایک
سمت ہمارے مرصع پوش یہ چند سردار سلسل بیٹھے ہین جو صحنچی کہ خالی تھی حکیم نے
اشارہ کیا کہ آپ یہان تشریف رکھیے نور الدہر اُس صحنچی مین بیٹھے حکیم اور وہ
نوجوان تو غائب ہوگئے چند زنگی ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے آئے نور الدہر کو

مسلسل کیا جب زنگی آئے تو نجم نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ نے بڑا دھوکا کھایا کہ
آپ کے گرفتار ہوتے ہی ہم سب لوگ گرفتار ہو گئے لشکر بھی ہمارا پابند سحر ہو گیا
نور الدہر نے کہا اے نجم نہ گھبراؤ پروردگار معین و مددگار ہے وہی صورت رہائی نکالیگا
لیکن جالینوس ثانی دونون لوحین لیکر اور تیغہ اپنے قبضے مین کر کے ایک باغ
مین آیا ملکہ شبنم گوہر پوش نہایت حسین و جمیل اسکی دختر اُس باغ مین تھی اُس سے
آکر کہا کہ اے نور نظر مین نے طلسم کشا کو قید کر لیا لوح طلسمی و لوح محفوظ و تیغۂ طلسمی
چھین لیا چند سردار بھی لایا ہون باقی کی فکر مین جاتا ہون تم ان قیدیون کے کھانے
پینے کی فکر رکھنا یہ کہکے ایک قصر مین آیا دونون لوحین و تیغہ زمین پر رکھا ایک اژدہا
بنایا کہ وہ اژدہا دورہ کر کے بیٹھا تینون تحفون کو اپنے دور مین لے لیا پکار کر کہا
اے اژدر طلسمی یہ تحفے تیرے سپرد مین اُس اژدر نے سر ہلایا یہ تو کہکے غائب ہوا
شبنم نے شام کو ایک کنیز شمشاد نامے اُسکو بلایا کہا اِن قیدیون کے واسطے کھانا
لیجا شمشاد نے خوان سر پر رکھا قید خانے مین آئی سب کے آگے کھانا رکھا جب
قریب نور الدہر پہونچی تو کہا اے طلسم کشا ہماری بی بی کے تصدق سے یہ کھانا ملتا
ہے نور الدہر نے مُنھ پھیر لیا کہا تمھاری ملکہ بڑی مغرور ہین صدقہ اپنا کسی فقیر کو
دین ہم نہین قبول کرتے شمشاد نے کھانا اُٹھا لیا بڑبڑاتی ہوئی چلی کہ یہ قیدی
ابھی نیا قید ہوا ہے اِسوجہ سے مُوانا کرتا ہے بعد دو دن کے کھانا مانگینگے ورنہ آپ
تڑپین گے اپنی جان دینگے کون اِنکی مدد کریگا شبنم نے دستر خوان بچھوایا ہے اور
کہ رہی ہے کہ شمشاد پلٹ کر آئے تو مین کھانا کھاؤن یہ قیدی آفت کے مارے
کس بلا مین مبتلا ہین اُنکو کھانا کھلانا ثواب ہوگا کہ شمشاد سامنے سے آئی
مگر بکتی جھکتی کہتی ہوئی کہ واری اور قیدی تو نہایت بھوکے تھے کھانے پر
گر پڑے مگر جسکو دعویِ طلسم کشائی ہے وہ بڑا اچھلا ہے ہم تو حضور کے خیر خواہ ہین
مین نے جو کہا ملکہ کا صدقہ ہے اِس لفظ پر بگڑ گئے کہا ہم کھانا نہ کھاوینگے ہم صدقہ
نہین لیتے تمھاری ملکہ بڑی مغرور ہین خود کھانا لیکر نہ آئین مین نے کہا انکی پاپوش

آتی ہے شبنم نے کہا او لنگوڑی ایسے کلمات کوئی شرفا کو کہتا ہے ہم ثواب کے واسطے کھلاتے ہین صدقہ کوئی کاہیکو قبول کریگا طلسم کشا خاندان عالی سے ہے مجھکو بھی اشتیاق تھا کہ مین اُسکو دیکھون کھانا سب طرح کا ساتھ لو ہم خود چلینگے اور عذر کرکے اُسکو کھانا کھلاوینگے اُسکے سامنے تجھکو ذلیل کرینگے اور کہدینگے کہ یہ لفظین اِسنے اپنی طرف سے کہین پھر ابھی چلے آئینگے مگر اُسکو کھانا کھلا دینگے اگر وہ کھانا نہ کھاویگا تو ہم بھی نہ کھاوینگے تمکو بھی تو معلوم ہو کہ کسی شریف کو سخت لفظ کہا اُسکا یہ انجام ہوا کہ کئی دنتک کھانا نہ ملیگا طلسم کشا پر وردہ نازونعم اُسپر یہ رنج وغم تم ایسی شقتلون کی باتین وہ کیونکر سن سکتے ہین شمشاد پر ملکہ بہت خفا ہوئین شمشاد تو بڑبڑاتی ہوئی سامنے سے ہٹ گئی مگر ملکہ نے اور کنیزون کو بلایا خوان کھانے کے ساتھ لیے طرف قید خانے کے چلین یہان نجم وغیرہ نور الدہر سے کہہ رہے ہین کہ اے شہریار پڑا اے بس ہین ہین جسطرح کھانا دین اُسکو غنیمت جانیے ایسا نہ ہو وہ کھانا دینا بند کردین نور الدہر کہہ رہے ہین کہ رزاق مطلق پہونچائیگا اور اگر اِسی طور ہین قضا ہماری ہے تو تڑپ تڑپ کے مرینگے یہ ذکر تھا کہ دروازہ قید خانے کا کھلا روشنی ظاہر ہوئی چند خواصین خوان سر پر رکھے ہوے قصر مین آئین اِنکے بعد دیکھا ایک نازنین ومہ جبین گوہر پوش سراپا دریاے گوہر مین غوطہ مارے ہوے خرامان خرامان آتی ہے مگر صورت نہ دیا عابد کش زاہد فریب جسکے دیکھے سے دل ناشکیب

نظم

بال زلفون کے پیچ کھاے ہوے	پاینچے ہاتھ مین اُٹھاے ہوے
سرو شرمندہ اُسکے قامت سے	تھی خرامان بڑی نزاکت سے
یون نمایان تھے ابرو خمدار	دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو	تھی مژہ تیر چشم ہو نس کو
پاس آنکھونکے بینی پر مضمون	یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار	جان گل جسپہ ہو فدا سو بار

لب تھے مصری ملے کہ وصل کی رات
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات +

دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے

تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان

واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن

صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی
طور سینا یہ شمع روشن تھی

حسن کی کیسی خودنمائی تھی +
غیرت ماہ نو کلائی تھی +

ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین
دیکھے لاکھون اگرچہ ماہ جبین

آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ

تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
ناف بھی بحر حسن کا گرداب

اب ہو لازم تجھے کمر کا حال
نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال

چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
وصف اُسکا کرے بشر کیونکر

حسن پاؤن کا کسطرح ہو رقم
دل پہ چلتا ہو اپنے خنجر غم

پر یہ کہتا ہو بار بار قلم
پاؤن ہون رکن عرش حسن رقم

کیا خدا داد حسن پایا تھا
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

نور الدہر نے صورت زیبا و طلعت جہان آرا دیکھی زانو بدلنے لگے بے اختیار آہ نکل گئی وہ سرو ناز معشوقون مین ممتاز خرامان خرامان آئی اندر قصر کے پہونچی شمشاد سے پوچھا وہ جوان کون ہو شمشاد نے طرف نور الدہر کے اِشارہ کیا ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر ملکہ کو بھی پسینہ آگیا بہ نگاہ غور دیکھا کہ آنکھون مین حلقے پڑے ہوے یا آنکھین نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہوگئین سرنگون بیٹھے ہین شمشاد نے جو بتایا ملکہ آکر قریب بیٹھ گئین ہرچند کہ نور الدہر زانو بدل رہے ہین مگر اُس محبوب کو قریب دیکھکر بیٹھے دونون کی آنکھین چار ہوئین برچھیان دلون کے پار ہوئین جنبش ابرو سے خمدار تلوار کا وار تھا یہ زخم کسی کو ظاہر نہین ہوتے بیساختہ دونون کے مُنھ سے آہ نکل گئی نور الدہر نے ضبط کر کے

پوچھا کیون صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی یہان تو یہ کیفیت ہی **نظم**

کیا عجب ہی جو مرے مرنے کا انکو غم نہین
اِسقدر پیارے ستاتے ہو کہ جینے الکدم ہمدم نہین
دولت حُسن صنم کی بھی حفاظت چاہیے
چھو لیا جسنے رہا وہ کھیت مثل کاہ خشک
زندگی تنگ اکش رکھتے ہین عزیز و اقربا
یاد رکھنا می کشتی ہین بھی اجل کو چاہیے
خشک ضبط تا پیش غم نے کیا ہی اِسقدر
دشمن جان ہی زمانہ حال مین کس سے کہون
آج بھی کل کی طرح اقرار ہی وصلت مین کیا
سچ کہا ہی شیخ ناسخ نے شفیق لکھنوی

مین سزا وار ستم ہون لایق ماتم نہین
یا د تم مجھکو کروگے ہونگے جب دم ہم نہین
زلف عارض افعی کے مانند کیون پر خم نہین
کون کہتا ہی کہ زلفِ سہ لقا مین سم نہین
بعد مرجانے کے ہوتا ہی کسیکو غم نہین
رہگیا ہی جام باقی اور جہان مین جم نہین
آنسوؤن سے آنکھ بھی مطلق ہماری نم نہین
وا ے ناکامی رہا اپنا کوئی ہمدم نہین
کون سے دن وہ بُت دم باز دیتا دم نہین
جو نہ آجاے فریب یار مین آدم نہین

ملکہ نے ہنسکر کہا صاحب تمکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین مین کیا جواب دون مین تو اسواسطے آئی ہون کہ آپ کو کھانا کھلاؤن اِس نگوڑی شفق کا کہنا آپ کو ناگوار ہوا مین خود حاضر ہوئی اِس نگوڑی نے صدقے چلے کا نام لیا یہ کہکے کنیزون کو ملکہ نے اِشارہ کیا کنیزون نے دسترخوان بچھوایا کہا مین عرض کرتی ہون کہ عنایت فرما کر کھانا نوش فرمایئے نور الدہر نے کہا ہم کیونکر کھانا کھاوین ہمارا اندہب اور ہی تمھارا طریقہ اور ہی اب مناسب یہ ہی اگر تم چاہتی ہو کہ ہم کھانا کھاوین تو تم لقراط پر لعنت کرو عقیدہ اُسکا اختیار کرو کہ جس مالک نے ایک کلمۂ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا شجر و حجر اُسکی قدرت پر گواہی دیتے ہین اگر انسان تصور کرے تو جسم اِنسان نمونۂ قدرت معبود ہی نور الدہر نے جو حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بیان کی زنگ کفر آئینۂ دل سے شبنم کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اِشارہ کیا کہ اِی شہریارین نے سحر سیکھا ہی مین کلمہ نہین پڑھ سکتی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی وقت پر آپ کے کام آؤنگی نور الدہر نے اِشارے کو سمجھ کے ہاتھ بڑھایا

ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا سب کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا لیا سب سرداروں نے
ہمراہ نورالدہر کے کھانا کھایا نجم وغیرہ کہتے تھے دیکھو صاحبو صاحبان اقبال ایسے
ہوتے ہین کہ اس قید خانے مین کس لطف سے کھانا ممکن ہوا لیکن ملکہ نے بعد کھانے
کے کنیزون کو اشارہ کیا کہ شراب و کباب لاؤ کنیزین دوڑ کر گلابیان لائین اب
جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک
کنیز نے عرض کی واری اب چلیے رات زیادہ آئی ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر
کہا صاحبو تم میرے دل کا حال کیا جانو جو کچھ گذرتی ہی ہمین خوب جانتے ہین کلیجہ
پر چھریان چل رہی ہین دل نہین چاہتا کہ فراق قبول کرون جب کنیزون نے بہت
کہا تو ملکہ یہ کہکر اٹھین کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی پھر حاضر ہوونگی لوح میرے قصر
مین ہی مگر والدنامدار نے ایک اژدہا مقرر کر دیا ہی کہ وہ نگہبان ہی جب کوئی قریب
جاتا ہی تو وہ شعلہء آتشین منھ سے چھوڑتا ہی کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا ہی
اب مین جانیکا قصد کرونگی اگر اُستک جا سکی تو تحفہ جات لاکر آپ کو دونگی اگر میرا
گذر نہ ہو سکا تو مجبور و ناچار ہون دیکھون کیا کیفیت ہو یہ کہکے شبنم اٹھی نورالدہر
بھی کھڑے ہو گئے ملکہ کو تا بہ دروازہ پہونچایا مگر دروازے پر پہونچکر ملکہ رونے
لگی کہا اے شہریار آپ کو قید مین دیکھکر دل ٹکڑے ہوتا ہی کیا تدبیر کرون کہ آپ قید
سے رہا ہون نورالدہر نے کہا اِسکا خیال نہ کرو رہائی ہماری وقت پر موقوف
ہی جب وقت آئیگا تو رہا ہو جائینگے جالینوس ثانی نے بڑا انتظام کیا وسوسہ
جو بھاگ کر گیا اُسنے آگ لگائی شبنم نے کہا اے شہریار والد خود گئے تھے آپ کی
تدبیر گرفتاری مین جو کچھ کام کیا اپنے ہاتھ سے کیا صاحبقران بنکر لوح و تیغہ
لیا پھر طہماس کی صورت بناکر لوح محفوظ بھی لیلی اور آپ کو گرفتار کر لیا اور قبل
سے آپ کے سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا اب اورون کی فکر مین گئے ہین لہذا
ایک اژدر مہیب تحفہ جات کو گھیرے بیٹھا ہی لیکن مین مجبور رہون کہ مین اُس اژدر
تک نہین پہونچ سکتی جو حضور فرمائین وہ کرون نورالدہر نے کہا اے ملکہء عالم میرا

گیا اختیار ہی جو مناسب جانو وہ کرو ملکہ ناچار پلٹی باغ مین آکر بیٹھی کہ آسمان پر لگا ابر آیا کہ وہ ابر آکر پھٹا جالینوس ثانی آکر پہونچا قریب آکر بیٹی کا ہاتھ تھام لیا کہا ای نور نظر حفاظت اژدر مین مصروف رہین شبنم نے کہا ای والد نامدار آٹھ پہر مین اژدر کو دیکھا کرتی ہون جالینوس خوب سمجھا کر گیا یہ کہ گیا کہ مین لشکر طلسم کشا پر جادو سب سرداروں کو فرداً فرداً گیر لاؤنگا یہ کہکے لشکر نور الدہر مین آیا باہر لشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا اور مربع نشین کا نام لیکر پکارنے لگا مربع نشین بارگاہ مین بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم آقائے نامدار پر کیا گذری طہماس وارسطو و نجم تلاش مین گئے تھے ابھی تک پلٹ کے نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری کہ بیٹھے بیٹھے مربع نشین اپنے مقام سے اُٹھی سرداروں نے پوچھا کہان جاتی ہو کہا مین تلاش مین آقا کی نکلتی ہون میرے کان مین آواز آتی ہی کوئی مجھکو پکارتا ہی کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک حکیم وضع کھڑا ہوا پکار رہا تھا مربع نشین جیسے ہی سامنے پہونچی اُس حکیم وضع نے کہا ای مربع نشین چلو تمھارے آقا نے بلایا ہی مربع نشین سر جھکا کر ساتھ ہوئین یہان قید خانے مین نور الدہر اپنے سرداروں سے کہ رہے ہین کہ یارو صورت تو پیدا ہوئی ہی مگر مشکل یہ ہی کہ ایک اژدر جالینوس ثانی نے بنا دیا ہی اور وہ تحفہ جات کا نگہبان ہی جب وہ اژدر مارا جاسے تب تحفہ جات دستیاب ہون نجم کہ رہا ہی ای شہریار ہم لوگ ایسی بلا مین مبتلا ہوے کہ کچھ تدبیر نہ کر سکے حسرت رہ گئی شکر کرتے دل کا حوصلہ نکل جاتا یہ ذکر تھا کہ دروازہ کھلا دیکھا مربع نشین آگے آگے سر جھکاے چلی آتی ہی پیچھے وہی حکیم جیسے ہی اندر آکے پہونچی وو زنگی پیدا ہوے ہتھکڑیان بیڑیان مربع نشین کو پہنائین خود تو پلٹ گیا مربع نشین بھی آکر شریک قیدیان ہوئین ہر چند کہ زبان مین لکنت ہی مگر اشارون سے یہ اشعار قید خانے مین ادا کر رہی ہین نظم

مرغوب طبع کیون نہ ہوا ایسی چشنک لذیذ	چکھا تو حسن کا ہی تمھارے نمک لذیذ
ای حور اپنے سیب ذقن کا مزا نہ پوچھ	جنت کا میوہ مغز مع پوست تک لذیذ

مستی مین بوسے اُس لب لعلین کے لیجیے — کیفیت شراب مین ہی بہ گزک لذیذ
کس کسطرح کے ذائقۂ دلپذیر ہین — کیا کیا طعام رکھتا ہی خوان فلک لذیذ
شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہین — شیر و شکر سے ہی یہ بلاشبہہ و شک لذیذ
شیرین وہ لب ہو یا نمکین جو ہو خوب ہی — شکر نمک سے ہی تو شکر سے نمک لذیذ
بریان ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل — آتش کباب کرتا ہی و خل نمک لذیذ

نور الدہر نے گھبرا کر پوچھا کہ اے مربع نشین تم کیونکر گرفتار ہوئین مربع نشین نے عرض کی یہ کنیز بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ اِستے جاکر سحر کیا کنیز کو یہ بیقراری ہوئی کہ بارگاہ سے خود نکل آئی اسی کے ساتھ چلی آئی یہان آکے قید ہوئی بلا کا سحر ہی اِسکے شعبدہ سے خدا بچائے لیکن یہ حکیم جو پلٹا پھر باغ مین آیا شبنم سے کہا اے نور نظر آج موکلون نے تمھاری کچھ خبر کہی ہی ہمکو یقین نہین مگر خبردار قید خانے کا انتظام رکھنا اگر ایکی مرتبہ طلسم کشا کے پاس جاؤگی تو بڑی خرابی ہوگی اِس مرحلے پر سب اہل طلسم کو نانہ ہی وہ یہ جانتے ہین کہ جالینوس ثانی اپنے عجائب و غرائب مین پھنسا لیگا اُسکے پنجے سے بچنا دشوار ہی اگر تم قید خانے مین گئین اور نور الدہر پر مائل ہوئین تو خرابی ہی آج دریافت کرونگا کل تمھاری پرسش ہوگی شبنم گھبرا گئی کہا اے والد نامدار کسکی مجال ہی کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرے مین قید خانے مین جاکر کیا کرونگی طلسم کشا کا سب حال معلوم ہی اگر حکم ہو تو کھانا بھیجون اگر نہ حکم ہو تو نہ بھیجون کل شب کو کبھی مین نے بھیجا تھا طلسم کشا نے کھانا نہین کھایا ہی نہین معلوم وہ کس فکر مین ہین جالینوس ثانی نے کہا اے نور نظر تمھارا مجھکو بڑا خیال ہی مین نے بڑی مشقت کرکے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تحفہ جات ایسے اُسکے پاس تھے کہ اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا مگر مین نے اپنے شعبدے مین اُسکو پھنسایا ہی لیکن خبردار اژدر کے قریب نہ جانا اژدر جادو صحرائے مہیب مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ سب باتین سمجھا کر جالینوس روانہ ہوا اگر طائرون سے کہہ گیا کہ فکر رکھنا اگر شبنم کہین جائے تو ہمکو خبر کرنا طائر منقارین اپنی اپنی کھولکر رہگئے یہ شبنم کا سحر تھا کہ کوئی طائر بول نہ سکا مگر ایک طائر کلان کہ بشکل

طاؤس رقص کررہا تھا اُسنے بہ شکل انسان پکار کر آواز دی جناب حکیم صاحب ہمنے دیکھا نہین مگر یہ خبر سُنی کہ رات کو صاحبزادی کہین تشریف لیگئی تھین بڑی رات گئے تشریف لائین جالینوس نے کہا کیون اے شبنم سُنا تمنے کہ نگہبان کیا کہتا ہی شبنم نے کانپ کر عرض کی یہ غلط کہتا ہی صبح کا وقت ہی ابھی آشیانے سے نکلا ہی اسکی بات کا کیا اعتبار ہی یہ کہکے مخفی سحر کیا کہ وہ طاؤس خاموش ہو گیا ہر چند جالینوس نے پوچھا کہ اے طاؤس راز دان مفصل بیان کر مگر طاؤس نہ بولا جالینوس یہ سب باتین کرکے چلا گیا مگر کئی مرتبہ شبنم سے پوچھا لیکن شبنم نہ قبول جانتی تھی کہ اگر حال ظاہر ہوا تو نہین معلوم کیا حال کریگا بدحواس ہو رہا ہی شبنم اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون کو اپنے پاس سے ہٹایا بارہ دری مین آئی اژدر کے پاس پہونچکر ہر چند سحر کرتی ہی مگر اژدر پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اِس مشکل کو آسان کر

نظم

رخ نگردان شکل حلقہ از در دربار دوست — مثل سایہ باش اِستادہ پس دیوار دوست
وا بود در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست — گر جہان دشمن شود ہرگز مکن اِنکار دوست
یاد کن در دل ہمیشہ دلربائے خویش را — تا دلت گردد یکے گنجینۂ اسرار دوست
سیر در باغ حقیقت کن تو اے مرد خدا — تا ببینی از گل و خار چمن اظہار دوست
گر خدا از بت پرستی ہند یا حاصل شود — بند بر گردن بہ شکل برہمن زنار دوست

شبنم سامنے اژدر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی اور بلک بلک کے دعائین کرتی ہی کہ اے خالق ارض و سما اگر ابکی مرتبہ وہ ظالم آئیگا تو سب طائر گواہی دینگے وہ مجھکو گرفتار کرلیگا ایسا ہی میرا پاس تھا کہ طاؤس کے کہنے کو نہ مانا مگر اب ضرور اس کنیز کا حال کھلجائیگا دعائین مانگ رہی ہی ہاتھ طرف آسمان کے بلند ہین دل خدا سے رجوع ہی لیکن سکندر ثانی کہ تعاقب مین نورالدہر کے چلے تھے اول مرحلے پر قسطاس کے پہونچے سُنا کہ قسطاس مارا گیا وہان سے مرحلۂ وسواس پر آئے خبر سنی کہ وہ بھاگ گیا اب حیران سکندر چلے آتے ہین ایک صحراے ویران

ہین آئے دیکھا ہوا ایسے گرم چل رہی ہی کہ منہ جھلسا جاتا ہی سکندر نے چہار جانب گھبرا کر دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی منہ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین کہ نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین اور پکار پکار کہہ رہا ہی کہ ای جالینوس تو بڑا بیخبر ہی اسی منہ پر دعوی حکمت کرتا ہی بیٹی کی تو خبر لے مگر لاکھ طرح پر سحر کریگی تو کیا ہوگا سکندر ثانی نے جو یہ آواز سُنی بیقرار ہو گیا سمجھا کہ اِسوقت یہ ساحر جو سحر کر رہا ہی اِسکی تاثیر باغ شبنم مین پہونچتی ہی اور شبنم تو دختر جالینوس ثانی ہی اُسکو کیا مطلب کہ اژدر پر سحر کرے مگر یہ ساحر بھی جھوٹھ نہین کہتا جالینوس کو آگاہ کرتا ہی یہ سوچکر للکارا کہ او اژدر اِدھر دیکھ منہ سکندر ثانی تلاش مین طلسم کشائی کی نکلا ہون اب مین انشاء اللہ اپنا ملک موروثی لونگا بقراط کا زمانہ گذر چکا ہی خوب سلطنت کر چکا ایسا مغرور ہوا کہ خدائی کا دعوی کیا ای خالق بے نیاز تو مالک و مختار ہی رحم اپنا شریک کر نظم

منور ست چراغ جمال جانانہ	بہر سرا و بہر یک مکان و ہر خانہ
چو نور حسن تو در بزم پرتو افگن شد	زمانہ گشت بران شمع جمع پروانہ
بہر کہ خواست خدا او گنج درویشی	بہر کہ خواست عطا کرد تخت شاہانہ
خداست مالک جاؤ مکان و شہر و دیار	خداست والی ہر کوہ و دشت و ویرانہ
چو نور چہرۂ آن مہ لقا بدیدۂ دل	ہر آنکہ دید شد از عقل و ہوش بیگانہ
تمام خلق ز جام محبتش سرمست	زمانہ شیفتہ و جن و انس دیوانہ
الا ز حدِ ادب پا برون مکش ہندی	مکن بہ وحدت حق گفتگو دلیرانہ

دعائین مانگ کر ساحر کو للکارا ساحر نے سر اُٹھا کر دیکھا سکندر کو دیکھتے ہی چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر سکندر نے سحر کر کے روکا قریب آ کے پوچھا کہ ای اژدر ان یہ مشقت اپنے اوپر کیون گوارا کی ہی کہ صحرا مین بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی اور شبنم کو کیون بدنام کرتا ہی وہ دختر جالینوس ثانی ہی مقام افسوس ہی کہ ہم آقا کے ساتھ نہ تھے سحر اُسکا چلگیا کہ آقا ے نامدار کو لے گیا زندان دیر گاہ مین قید کیا ہوگا

اب ہو بچا کر صورت رہائی کی کرتے ہین اژدر نے تھرا کر کہا اے شہنشاہ مین مجبور
ہون [illegible] مجھکو اسی مقام پر مقرر کیا ہی اور میرے سحر کا اژدہا تحفہ جات کی نگہبانی
کر رہا ہی مین یہان سے سحر کو زور دے رہا ہون لیکن آپ کا تابعدار ہون اور
شبنم گوہر پوش نور الدہر پر عاشق ہوئی ہی مین چاہتا ہون کہ جالینوس ثانی
کو خبر پہونچاؤن ہر چند کہ شک اُسکو ہو چکا ہی مگر مین بخوبی آگاہ کر دون سکندر نے
قریب آکر ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا او نمک حرام ہم قید رہے اور ہماری رہائی کی تدبیر نکی
اب فکر طلسم کشا کر رہا ہی ہر چند اژدر نے کہا کہ مین تابعدار ہون حکم سے جالینوس
کے مجبور ہون ناچار ہون جو اُسنے حکم دیا وہ کرتا ہون مگر سکندر نے ایک تمانچہ مارا کہ
سر اژدر کا اُڑ گیا مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا یہان شبنم نے دیکھا کہ
وہ اژدہا بل کھانے لگا شبنم نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرات خون
لیکر اژدر پر ڈالے اژدر جلکر خاک ہوا یہ وہ وقت تھا کہ جب سکندر نے صحرا
مین اُسکو مارا یہ اژدر اُسی کے سحر کا تھا یہ بھی جلکر خاک ہوا اب ہر مرتبہ شبنم یہی
ارادہ کرتی ہی کہ لوح طلسمی و تیغۂ طلسمی و لوح محفوظ اُٹھا لون جب بڑھتی ہی پانؤن
لڑکھڑاتا ہی گر پڑتی ہی کیسا کیسا اپنے کو سنبھال رہی ہی مگر پانؤن مین قوت نہین
آتی معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن کا نکل گیا عرض کر رہی ہی کہ اے خالق ارض و سما
رحم اپنا شریک کر کہ یہ چیزین اُٹھا لون مگر نہین بنتا ہاے کیا تدبیر کرون کہ آسمان
سے نعرہ ہوا او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ اژدرے کو مارا آج تجھکو پھونکدونگا
شبنم نے دیکھا کہ جالینوس مثل شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہی کلمات سخت زبان پر ہر مرتبہ
یہی قول ہی کہ نگہبان نے سچ کہا تھا مگر مین تیری محبت مین دیوانہ رہا افسوس ہی
کہ اُسکا کہنا نہ مانا جسکا یہ انجام ہوا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا شبنم نے جو باپ کو
یہ قہر و غضب دیکھا گھبرا گئی دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

مرو دور در جستجوے حبیب بیا	کہ ہست از دل و جان مقامش قریب

چو دیوانہ در صحن گلشن مگرد + بہ یک گل کفایت کند عندلیب +
بشکرانہ کن نوشش ای دردمند اگر دارو ے تلخ بخشد طبیب +
مشو غرہ بر آب وتاب چمن + کہ فانی است این بوستان عجیب
مقیم است اندر سراے جہان براے دو روز این مسافر غریب
ببند و زوار فنا رخت خویش چہ محروم و مفلس چہ اہل نصیب
زہیبت وہ ہر بندہ از زبان اجل می نماید چو شکل مہیب + +
گنہگار سر در گریبان بود + حساب عمل چون بپرسد حسیب
بداند ہر آنکس کہ دانا تر است بدل زندگی دور و مرگ عنقریب
ببندہ وصال خدا ممکن است اگر نفس شیطان نباشد رقیب
بگیر از پے علم و خُلق و ادب سبق ہندی از اُستاد ادیب

جالینوس نے چاہا کو دگر گرفتار کرلون کہ پہلو سے آواز آئی خبردار او بیحیا آگے نہ بڑھنا یہ تحفے ہمارا حصہ ہی بڑا تو نے مکر کیا کہ طلسم کشا کو پھنسایا مگر اب کہان جائیگا وقت تیرا قریب آیا خوب نمکحرامی کی ہمکو قید کرایا تقراط کو خداوند گردانا جالینوس ثانی نے پلٹ کر دیکھا کہ سکندر ثانی آپہونچا شبنم فرصت پاکر غرق زمین ہوکر غائب ہوگئی ابتو جالینوس گھبرایا پھر سوچا کہ یہ کیا میرا کریگا ان دونون مین تو سامنا پڑا سحر ہونے لگے دونون بلا کے سحر کر رہے ہین نخل جل جلکر خاک ہوے طائر غل مچاتے پھرتے ہین نخل دم بدم لہرا کر گرتے ہین ہر طرف سے آوازین ہیہات وافسوس کی آرہی ہین مگر نورالدہر قید خانے مین بیٹھے ہوے ہین اپنے سرداروں سے باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے زمین شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہرپوش لرزان وترسان حیران وپریشان پکارتی ہوئی کہ اے شہریار نظم

جل کے پروانہ تک کباب ہوا شمع رو کیا تجھے ثواب ہوا
داغ دل تک بھی مٹ گئے سارے طول فرقت کا جب حساب ہوا
دیکھکر وہ صفاے رخسارہ آئینہ صاف آب آب ہوا

باغ مین پھر بہار آئی ہی — یاں نئے سر سے پھر شباب ہوا
کسطرح آئین میکدے مین ہم — خانۂ دل ہی جب خراب ہوا
دامن اشکون سے تر ہی رہتے ہین — دیدۂ تر ہی یا سحاب ہوا
دیکھکر پیچ اُسکے گیسو کے — دل عاشق کو پیچ و تاب ہوا
مین نے تسلیم کی تو گالی دی — کیا کہا مین نے کیا جواب ہوا
دشت پُرخار مین یہ روئے ہم — آبلہ پاؤن کا حباب ہوا
تو تو شاگرد ہی شفا اُسکا — شاعرون مین جو انتخاب ہوا

جلد اُٹھیے دیر نہ کیجیے نورالدہر اُٹھے قید ٹوٹ کر گری کہ پہلو سے آواز آئی ای شبنم یہ کیا ستم کیا طلسم کشا کو رہا کر دیا ہم اُسکو نہ جانے دینگے وہی دونون زنگی تلوارین کھینچکر قریب نورالدہر کے آئے دونون نے ہاتھہ تلوار کے مارے نورالدہر نے دونون کی کلائیان پکڑلین دونون کو گردن پکڑ کے لڑا دیا بھیجے اُنکے پاش پاش ہوے زنگیون کا مرنا کہ طہماس و نجم و ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش و ملکہ مربع نشین نے رہائی پائی سب سردار ساتھہ شاہزادے کے اُٹھے شبنم نے کہا ای شہریار جلد اپنے کو پہونچائیے یہ جو کوٹھری ہی اسی مین سے راستہ ہی مین مشعل سحر روشن کرتی ہون اُسکی روشنی مین جائیے یہ کہکے کان سے بالی اُتاری اور پھینکی ایک مشعل روشن ظاہر ہوئی نورالدہر کوٹھری مین آئے دیکھا سامنے دروازہ باغ کا کھلا ہی اور سکندر ثانی مثل برق چمک رہا ہی نعرے پر نعرے کر رہا ہی کہ منم سکندر ثانی او نکحرام سامنے آ کچھ کمال حکمت دکھا دیکھہ طلسم کشا بھی آیا جاتے ہین مگر جالینوس ثانی دور سے سحر کر رہا ہی کبھی آگ برساتا ہی کبھی خنجر گراتا ہی لیکن کچھ تاثیر سحر سکندر پر نہین ہوتی مگر یہان شبنم گوہر پوش بیقرار و اشکبار پکار رہی ہی کہ ہان شہریار آئیے بہت جلد پہونچیے یہان یہ کیفیت ہو رہی ہی

نظم

پہونچے تجھہ تک ابھی دیکر ترے خدام کو دم — فکر مین جان نہ اس عاشق ناکام کو کم
چشم جانان نے غزالونکو سکھائی وحشت — اور اسی آہو نے سکھلایا ہی آرام کو رم

اسم اعظم مین سمجھتا ہون صنم اسم ترا / پڑھ کے کرتا ہون ترا نام ہر اندام کو دم

دیکھتا ساغر گل کی جو صفائی دم بھر / ٹکڑے کر ڈالتا غیرت سے وہین جام کو جم

مر گیا دیکھ کے تصویر کو تیری نقاش / کھینچنا شکل کا تیری ہوا ارتسام کو سم

گریہ اُس بت کو مرے حال پہ آئے کیونکر / گھٹنے دیکھا ہو دلا دیدۂ اصنام کو نم

حال پر میرے نقط ایک تجھے غم نہ ہوا / ورنہ ہی چشم جہان گنینگے مرے نام کو نم

طاق ابرو ہی ترا سجدہ گہ شحنۂ عشق / زیب دیتا ہی نہین اِسمین سر خام کو خم

خواہش وصل تو اِس ڈھنگ سے کہیو قاصد / تا نہ ہووے اُسے سُنکر مرے پیغام کو غم

پھر بھی باندھین گے مضامین مثالیہ شفا / دام مین لائینگے پھر طائر اوہام کو ہم

نور الدہر روشنی مین اُس مشعل کی در باغ پر پہونچے سکندر نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا شکر پروردگار کیا کہ ای رحیم شکر ہی کہ آقاے نامدار کی صورت دیکھی ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس غلام اِسکو روکے ہوے ہی آپ تحفہ جات اُٹھا لیجیے نور الدہر نے بڑھکر قصد کیا کہ لوح وغیرہ اُٹھائین جالینوس ثانی نے آسمان سے سحر کیا کہ نور الدہر وورہٹ گئے لڑکھڑا کر گرنے لگے سکندر نے فورًا سحر کر کے سنبھالا جالینوس ثانی نے جو دیکھا کہ اب تحفہ جات جاتے ہین فورًا اُتر پڑا سامنے نور الدہر کے پہونچا سکندر ثانی بھی برابر کو وے اور آواز دی کہ ہان شہریار اب دیر نہ کیجیے لوح طلسم اُٹھا لیجیے نور الدہر نے بڑھکر لوح پر ہاتھ ڈالا لوح ہاتھ مین نہ آئی دیکھا ایک قطرۂ آب ہاتھ مین آگیا پکار کر آواز دی ای سکندر لوح میرے ہاتھ مین نہین آتی جب تو جھپٹ کر سکندر سامنے جالینوس کے آیا للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی ابتک شیوۂ مکر ای نہین جاتا نور الدہر نے دوبارہ جو ہاتھ ڈالا لوح محفوظ ہاتھ مین آئی لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مگر کئی مرتبہ نور الدہر نے لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالا لوح طلسمی ہاتھ مین نہین آتی کہ زمین شق ہوئی دیکھا وسواس جادو آگے آگے پیچھے بقراط ثانی للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا اب یہ لوح پاس نیرنگ ثانی کے جائیگی یہ کہکر ایک

آواز دی کہ ای نیرنگ خوشرنگ یہ لوح طلسمی لیجاؤ کہ ایک زاغ تڑپ کر گرا اور اُسنے لوح وتیغہ اُٹھا لیا اُڑتا ہوا چلا سکندر نے چاہا روکون کئی طائر چھوڑے جو طائر قریب زاغ کے پہونچا زاغ نے اُسے پنجہ مار دیا کسی پہ منقار ماری وہ طائر جلکر گرے سکندر نے ناچار ہو کر کہا یہ وسواس جاکر بقراط کو بلا لایا وسواس نے پکار کر کہا ای سکندر کیا کوئی کوشش ہم اُٹھا رکھین گے نور الدہر تو لوح محفوظ ہین چکے تھے جیسے ہی وسواس قریب آیا اور اُسنے چاہا کہ اِنکو لے اُڑون فورًا نور الدہر نے ایک طمانچہ مارا کہ سر وسواس کا اُڑ گیا جالینوس نے جو یہ قوت دیکھی مثل بید کانپنے لگا سکندر پر آگ برسائی سکندر تو اِسکے سحر کو دفع کرنے لگے جالینوس اُڑتا ہوا نکل گیا بقراط نے پکار کر کہا ای جالینوس لوح کا انتظام کرنا یہ کہکر غرق زمین ہوا باغ مین سناٹا ہو گیا کہ شبنم آکر پہونچی شبنم نے کہا ای شہریار لوح طلسمی لیگیا اب آپ سکندر سے حال پوچھین سکندر بھی آکر پہونچے نور الدہر کے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار بڑی مشقت پڑیگی لوح عجب مقام پر پہونچی یہ سب باتین کر رہے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا مہر سپہر عیاری جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین دیکھا سب پریشان کھڑے ہین اُسی باغ مین سکونت کا ارادہ ہی نور الدہر کو خواجہ نے گلے سے لگایا کہا ای نور نظر صاحبقران نے خواب پریشان دیکھا مجھکو روانہ کیا ہرچند کہ مین افلاس سے نکل نہ سکتا تھا مگر گلی کوچون مین چھپتا ہوا آیا ہون شبنم نے اِشارہ کیا کہ سامنے خزانہ ہی جو چاہیے وہ لے لیجیے خواجہ نے جاکر جال مارا سب خزانہ نذر زنبیل کیا نور الدہر نے کہا ای شبنم تمنے کل خزانہ ہاتھ سے کھو یا اب خواجہ بھی آکر بیٹھے سکندر نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ کا کام ہی کہ بقراط نے لوح مرحلۂ ہفت اختران پر بھیجی کہ جہان کا نیرنگ خوشرنگ حاکم ہی خواجہ نے کہا مین جاتا ہون جو فکر ہو سکے گی وہ کرونگا کیا مجھے عذر ہی یہ کہکے خواجہ نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور جست وخیز کرتے ہوے چلے اِنکے جانے کے بعد سکندر نے بھی قصد کیا شبنم نے

کہا ای شہریار مین بھی جاؤنگی خواجہ جست وخیز کرتے ہوے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا سامنے ایک قلعہ ہی اُس قلعے کے اوپر ایک ابر کھنچا ہوا ہی اُس ابر مین ستارے چمک رہے ہین خواجہ نے براے امتحان نخل سے ایک پھول توڑا ستارہ آسمان سے گرا اُس نخل کو جلا دیا جب وہ نخل جلکر گرا اور خاک ہوا تو وہ ستارہ پھر اپنے مقام پر جا ملا خواجہ حیران ہوے کہ یہ کیا شعبدہ ہی دیکھا ایک گنبد ظاہر ہوا اور ایک ساحر ابر سے نکلا اور گنبد پر آکر بیٹھا اور آواز دی کہ ای خوش آواز آؤ اندر سے گنبد کے دو طفل ماہ طلعت نکلے ایک کے ہاتھ مین چنگ مرصع اور دوسرا خالی ہاتھ پہلو مین اُس ساحر کے آکر بیٹھے جسکے ہاتھ مین چنگ تھا اُسنے چنگ بجایا کہ صحرا مین آواز گونجنے لگی دوسرا لڑکا گنگنا کر یہ اشعار بہ آواز گانے لگا نظم

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا　　دست مسیح مین ہی قدح آفتاب کا
آنکھون مین تیرے چاہنے والونکی داغ ہی　　شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا
دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست　　اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا
اندیشہ گفتگوے نکیرین کا نہین　　ردکردہ ہی سوال ہمارے جواب کا
چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر　　وابستہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا
پروانے سے لڑایا ہی بلبل کو رات بھر　　شمعون پہ عطر بارتے ملکر گلاب کا
خورشید حشر کا جو کیا ہی کسی نے ذکر　　دکھلا دیا ہی یار نے چہرہ عتاب کا
دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو　　شرمندگی سے رنگ ہو پھیکا شراب کا
دریا مین غسل کے لیے اُترا جو وہ صنم　　ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا
جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال چارون　　دیکھونگا روز حشر مین کاغذ حساب کا
آتش کی التجا ہی یہی تمسے یا علے　　صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

وہ ساحر بیٹھا جھوم رہا ہی شراب پیتا جاتا ہی کبھی ساز بجانے والے کو گود مین اُٹھا کر بٹھا لیتا ہی کبھی دوسرے پر متوجہ ہوتا ہی اُسکو بھی آغوش مین بٹھا لیتا ہی کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی وہ ساحر موسوم بہ گنبد نشین ہی اُسنے آواز کو سُنکر سر

اُٹھایا دیکھا ایک طفل ماہ طلعت کپڑے پہنے ہوئے روتا ہوا چلا آتا ہی مگر چہرہ
لڑکے کا آفتاب عالمتاب پتلے پتلے ہونٹھ بڑی بڑی آنکھیں گردش کرتی ہوئیں
گنبد نشین نے جو اپنے مقام سے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا پُکار کر آواز دی میاں اودھر
آؤ اُس لڑکے نے بہ نگاہ غور چہرہ دیکھا چچا ابّا کہکے لپٹ گیا گنبد نشین نے گود مین
اُٹھا لیا پیار کرنے لگا وہ لڑکا اٹکھیلیاں کرنے لگا کہتا ہی چچا جان آپ کہان گئے
تھے گنبد نشین نے جواب دیا کہ اے نور نظر ہم یہان بیٹھے تھے تم بھی چلکر بیٹھو شراب
پیو گانا سنو وہ لڑکا ساتھ گنبد نشین کے آکر بیٹھا مگر ہر سو خیال کر رہا ہی کبھی ساز پر
ہاتھ رکھتا ہی کبھی اُس گانے والے کو منع کرتا ہی کہ تم نہ گاؤ ہم گائین گے گنبد نشین
کہتا ہی بیٹا گانا سنو ہرج نہ کرو ایسا نہو کوئی عیار آجاے یہ وہ مقام ہی کہ غیر کے
آنے کا حکم نہین مجھے تمسے بھی خوف آتا ہی لڑکے نے گنبد نشین کی ڈاڑھی پکڑی
کہا او نابینا ہمسے کیون خوف کرتا ہی ہم تیرے فرزند ہین یہان کسکی مجال ہی جو کوئی
آسکے ہمکو مہینون یہان گذرے کبھی جانور بھی نہین آتا یہ کہکے گلابی اُٹھائی چاہا
پی جاؤن گنبد نشین نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا یہ شراب تند ہی کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا
ہم لوگ قلیل پیتے ہین لڑکا مچل مچل کے ضد کرنے لگا کہتا ہی ہم یہ شراب ضرور پئین گے
گنبد نشین سوچا کہ جو شراب باقی رہیگی تو یہ ضدی پیجائیگا پیتے ہی غضب ہو جائیگا
آخر لڑکے کو پھسلا کر گلابی ہاتھ سے اُسکے لے لی ساری شراب اپنے حلق مین
اُنڈیل لی جیسے ہی وہ شراب حلق سے اُتری کلیجے سے دُھوان نکلنے لگا گھبرا کر
کہا ارے میری جان جاتی ہی کلیجے سے دھوان نکل رہا ہی یقین ہی کہ روح نکلجاے
ایسا نہو کلیجہ کٹکے نکلنے لگے لڑکے نے کہا چچا جان شراب پیتے ہو اور ضبط نہین
رکھتے اُٹھکر ذرا ٹہلو گنبد نشین اُٹھا ٹہلنے کو چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا فوراً
لڑکھڑا کے گرا گانے والے لڑکون نے جو دیکھا کہ گنبد نشین گرا وہ تو بھاگ کر
گنبد مین چھپے مگر اِس طفل نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اپنے نام کا پھر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنگش آبیاری	جہان سرہنگ و خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

یہ کہکے خنجر مارا گنبد نشین کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اِسکے زمین متحرک ہوئی اور
گنبد بھی تھرّایا وہ لڑکے گھبرا کر نکلے عمرو نے اُنکو پکڑا وہ ہاتھ جوڑنے لگے عمرو
نے دونون کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا وہ لڑکے زنبیل مین جاتے ہی خاموش ہوے
عمرو نے سارا مال گنبد کا لوٹ لیا جھولیان سحر کی اسباب مٹھائی وغیرہ اشیاے
بوجہ باٹ سب قبضے مین لائے صبح ہوتے ہی وہ تارے جو آسمان پر چمک رہے
تھے لہرا کر زمین پر گرے ابر پھٹ گیا سر پر سے قلعے کے ہٹ گیا کان مین آواز
آئی کشتی مرا نام سن گنبد نشین جادو بود دروازہ قلعے کا کھلا چند ساحر روتے
ہوے نکلے خواجہ تو جنگل مین آکر چھپے وہان سے دیکھ رہے ہین کہ جو ساحر اندر سے
آئے تھے اُنھون نے آکر لاشہ گنبد نشین کا اُٹھایا اور جو تارے گرے تھے
وہ ماش کے آٹے کی گولیان تھین اُنکو اُٹھا کر لیگئے واسطے گنبد نشین کے سر پیٹتے
تھے کہتے تھے وہ نگہبان مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا کیا ہوشیاری سے حفاظت کرتا
تھا کوئی اُسکے زمانے مین نہ آسکا یہ کہکے لاشہ اُٹھا لیگئے بعد تھوڑی دیر کے قلعے
سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار ساحر
ساتھ آکر جنگل مین ٹھہرا سب طرف دیکھ دیکھ کے کہتا تھا یارو جلاد ساحران عالم
اِس مقام پر آیا کیا داغ دیگیا آخر پلٹ کر قلعے مین چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک
جادوگر جاتا ہے پکارا کہ بھائی جانے والے ذرا ٹھہرو جیسے ہی وہ ٹھہرا عمرو نے
قریب آکر پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ مجھکو بسرام جادو کہتے ہین بادشاہ
کا نوکر ہون نیرنگ خوشرنگ جسکی عملداری ہے جسکے نام سے رواج سحر ہوا
مین اُسکا نوکر ہون عمرو کو تو نام دریافت کرنا تھا نام دریافت کرکے حباب مارا
اُسکو تو گھسیٹ کے جنگل مین ڈالدیا آپ نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا بسرام کی

شکل بنکر طرف قلعے کے چلے جیسے ہی دروازے مین آئے ایک آواز آئی کہ عمرو عیار
جاتا ہو ساحر طرف قلعے کے دوڑے خواجہ جست کرکے بھاگے مگر حیران ہین کہ یہ
کسنے آواز دی کون ایسا ظالم تھا اب دوبارہ رنگ وروغن عیاری کا لگایا ایک
گھاس فروش کی شکل سنے جیسے ہی دروازے مین آئے دیکھا ایک ساحر خوک کو لیے
بیٹھا ہو وہی خوک آواز دیتا ہو خواجہ پھر بھاگے جب جاتے ہین وہی خوک آواز
دیدیتا ہو خواجہ بھاگ آتے ہین تین روز برابر آمد و رفت مین گذرے مگر دن
رات برابر آئے جب خوک نے آواز دی بھاگ گئے تیسرے دن اُس ساحرنے
عاجز ہوکر پنجرہ خوک کا لٹکادیا خواجہ ایک جادوگر کی شکل بنکر آئے اب جیسے ہی
خوک نے چاہا آواز دو ن عمرو نے جال الیاسی مارا خوک نے غل مچایا اور کہا
کہ یارو دوڑو مجھے لیے جاتا ہو جب قفس زنبیل مین گیا تو آواز موقوف ہوئی
خواجہ جست کرکے اندر آئے دیکھا شہر آباد پر رونق پاکیزہ کٹورہ کھنک رہا
ہو گرم بازی ہو رہی ہو ایک طرف دیکھا ہزارہا عیار پھر رہے ہین ایک عیارہ
طرار قنتورہ زربفتی سے آراستہ کئی سو پیک پیچھے ساتھ کہتا پھرتا ہو یارو عمرو کو
تین دنسے ڈھونڈھ رہے ہین نہین ملتا ایک شاگرد نے کہا اُستاد دیکھیے سامنے غیر
شخص آتا ہو شاید عمرو ہو اُسنے پکارا کہ میاں جانے والے اِدھر آؤ خواجہ قریب
آئے اُس عیار نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہو عمرو نے کہا ہمارا اوہ
نام ہو کہ جسکو تم جانتے ہو اب نہ پوچھو دیکھو تمھارا شاگرد بتارہا ہو جیسے ہی وہ
پلٹا خواجہ نے ایک دھپ لگائی ٹوپی اُتار لی اور ایک دولتی ماری کہ وہ عیار
گرا خواجہ بھاگے عیار لینا لینا کہکے دوڑے مگر یہ عیار جو گر کر اُٹھا پکار کر کہا یارو
تم سب دیکھا کیے اور وہ مجھکو ذلیل کر گیا سہیم اختر شناس کو بُلاؤ ایک نجومی آیا
اُسنے کاغذ نکالا کہا سبزی منڈی مین جاؤ گھاس فروشون مین وہ بھگوڑا بیٹھا ہو عیار
اُس طرف چلے خواجہ حقیقت مین گھاس فروشون مین بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے گھبرائے
ایک گھسیارہ جو قریب بیٹھا تھا اُس سے کہا ہمارا گٹھا دیکھے رہو ہم پیشاب کرکے

آتے ہی یہ کہکے خواجہ کنارے ہوے وہان سے دیکھنے لگے کہ کچھ کوتوالی چبوترے
کے پیادے آکر پہونچے سب گھسیارون کو گرفتار کرلیا لیکر چلے خواجہ جو بھاگے
ایک چوبدار جاتا تھا اُسکے قریب آکر کہا گھسیان تم ہمرے مالک ہنو ہم تمہرے تو
گھوڑونا کی گھاس لائت ہی ہمکا نوکر رکھ لیئو یہ باتین کرتے کرتے حباب مارکے
اُسے بیہوش کیا کھینچکر کنارے لائے رنگ وروغن عیاری کا لگاکر چوبدار کی شکل
بنکر بازار مین ٹہلنے لگے سب گھسیارون کو لیکر پیادے سامنے سہیم اختر شناس کے
پہونچے اُسنے دیکھکر کہا کہ اب عمرو چوبدار بنا ہوا بازار مین پھر رہا ہی یہ سُنکر پیادے
برائے گرفتاری چوبداران چلے خواجہ نے دیکھا کہ اب چوبدار بھی گرفتار ہوتے
ہین سامنے ایک جوہری کے آئے جیب مین ہاتھ ڈالکر دو نگینے الماس کے نکالے
کہا سیٹھ جی اِسکی جمع لگاؤ جوہری نے کہا میرے ہاتھ مین دو خواجہ نے کہا ذرا آپ
کنارے آیئے تو مین حال کہون یہ نگینے خزانۂ شاہی کے ہین ابھی کوئی دیکھ لے
تو مین تم دونون گرفتار ہوجائینگے دو باتون مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہی غرض
مہاجن دوکان سے اُترا کونے مین لاکر خواجہ نے کہا سیٹھ جی صاحب رات کو
ہمارے بادشاہ تاج پہنکر بیٹھے تھے ایک معشوقہ حسین وجمیل آئی اُنپر عاشق
ہوئی اختلاط مین کئی مرتبہ تاج سرسے گرا یہ نگینے تاج سے رات کو جھڑپڑے ہم
صبح کو جھاڑو دینے گئے تو ہمنے پائے مگر داروغہ پر بڑی خفگی ہی کہ دو نگینے ساٹھ ہزار
کے گر گئے اُنکو تلاش کرو داروغہ صاحب نے مجھسے کئی مرتبہ کہا کہ اگر ملجائین تو لاؤ
انعام ملیگا مگر مین سوچا کہ اگر دیدون اور کچھ نہ دین تو کیا کرون تمھارے پاس
لایا ہون مہاجن نے کہا اتنے کی جمع تو نہین ہی یہ دونون نگینے دو ہزار روپے کے
ہین خواجہ نے کہا وہ دیکھو دوسرا مہاجن تمھارے پیچھے کھڑا ہی بارہ ہزار روپے
دیتا ہی یہ سُنکر وہ مہاجن پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیئے حباب
مارکر بیہوش کیا رنگ وروغن عیاری کا لگاکر اُسی جوہری کی شکل بنے دوکان پر
آکے بیٹھے پہلے تھیلی گرہ وین کی اُٹھائی نذر زنبیل کی روپے بدل لیے اشرفیان بھی

اُٹھالین وہان سب چوبدار گرفتار ہوے دروازے پہ باغ کے سہیم اختر شناس
کو لیے ہوے مہنیر قطرہ زن عیار بیٹھا ہی کہ چوبدار گرفتار ہو کر آئے مگر سب اپنا
سر پیٹتے دوہائی دیتے ہوے کہ مہتر صاحب آج ہماری سب کی آبرو گئی ہم لوگ
حکم پہونچانے والے ہین ہمارا گرفتار ہونا بڑی ہتک ہی مہنیر کہ رہا ہی یہ سب
گوارا ہی مگر وہ مکار گرفتار ہو تو مجھکو خوشی ہو جب چوبدار سامنے آچکے اختر شناس
نے سب کو دیکھا اور دیکھکر کہا ای مہنیر عمرو ان مین نہین ہی وہ نکلگیا اب وہ چوک مین
جوہری بنا بیٹھا ہی مہنیر نے اشارہ کیا سب جوہریون کو پکڑ لاؤ پیادے چلے چوبدار
بھی پیادون کے ساتھ چلے مگر مہنیر خفا ہورہا ہی کہ ای اختر شناس تمنے جو حکم لگاے
وہ سب خلاف نکلے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی سہیم اختر شناس کہ رہا ہی ایکی مرتبہ جو
دوڑ گئی ہی اگر جوہریون مین وہ نہ نکلا تو بڑی بدنامی ہوگی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
ہلڑ ہوا کہ جوہری گرفتار ہوے مگر فریاد کرتے ہوے آتے ہین لیکن جب
جوہری گرفتار ہونے لگے اور خواجہ نے سُنا کہ جوہری گرفتار ہورہے ہین خواجہ
اُس دوکان سے اُٹھکر بھاگے پیادون مین جا ملے جوہریون کو گرفتار کیا جوہریون کا
گرفتار ہونا کہ کل بازار بند ہوگیا ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ اب اس شہر مین نہ رہین گے یہان
بڑی ذلت ہوتی ہی کوٹھی والون نے کوٹھیان بند کردین اور جوہریون کے ساتھ
آئے مہنیر کے سامنے آکر فریاد کرنے لگے کہ مہتر صاحب ہمارے ساکھ گئی اب
ملکون ملکون خبر پہونچیگی کہ جوہری گرفتار ہوے کوٹھی والون نے آکر اپنی اپنی
پگڑیان دے مارین اور کہا آپ کا مطلب نکلا سہیم نے دیکھکر کہا ای مہنیر مین کاغذ
دیکھکر بتاتا ہون انھین عمرو نہین ہی مہنیر نے کاغذ لیکر پھاڑ ڈالا سہیم نے منھ پیٹ
لیا کہا ای مہنیر غضب کیا میری برسون کی محنت خاک مین ملادی اب لاکھ مشقت
کرونگا تو ایسا کاغذ تیار نہ ہوگا مین بتادیتا کہ عمرو کہان گیا اب نہین بتاسکتا مہنیر
نے کہا تو جھوٹا ہی مہنیر نے کاغذ وغیرہ پھینک کر اپنے گھر کا راستہ لیا مگر بڑبڑاتا ہوا
کہ ناحق کی باتین بنائین اتنے حکم لگاے کوئی بھی صحیح نہ نکلا مہاجن سب اڑے

ہوئے کھڑے ہین کہتے ہین صاحبو ہمارا بڑا نقصان ہوا ہم لوگ کوٹھیان اپنی بند کر دینگے آپ کے ملک مین نہ رہین گے جب ہماری ساکھ نہ رہی تو ہمارا رہنا بیکار ہی ملکون ملکون بدنام ہوئے ہماری ہنڈویان سکرتی تھین اُس مین فرق پڑا مہمیز نے اُن سب کو سمجھایا کہ بھائیو معاف کرو ہمنے اُسکو نکال دیا اب وہ سرکار مین نہ آنے پائیگا بلکہ سزا پائیگا اُسنے حقیقت مین خلاف کیا ہم لوگ سب اُسکے دشمن ہین خواجہ سپاہی بنے ہوئے مہمیز سے باتین کر رہے ہین کہتے ہین حضور بڑا اچا لاک ہی مگر حکم مین سہیم کے فرق بڑا بڑا استقام تعجب ہی کبھی اُسنے حکم خلاف نہین لگایا مہمیز نے کہا مین نے آج اُسکا کمال خاک مین ملا دیا اُسکا کاغذ پھاڑ ڈالا کئی سال مین اُسنے بنایا تھا اب کیا جواب دیا جائے خواجہ نے جواب دیا اُستاد آپ درست فرماتے ہین لیکن اِن مہاجنون کو کون سمجھاوے یہ لوگ نہین مانتے کہتے ہین کہ اب ہم لوگ دوکانین نہ کھولین گے مہمیز نے کچھ روپیہ خزانے سے منگا کر دیا مہاجن بمشکل راضی ہوئے خواجہ اُس مجمع سے نکلے مکان پر سہیم ستارہ شناس کے آئے مگر چوبدار بنے ہوئے دیکھا دروازہ بند ہی سہیم بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہتا ہی آج میری بات گئی دیکھیے عمرو میرے ساتھ کیا کرتا ہی مین نے جو حکم لگایا وہ خلاف نکلا اب مجھے اپنی جان کا خوف ہی یہ باتین اپنے محل مین بیٹھا کر رہا تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی حضور دروازے پر چوبدار شاہی آیا ہی آپ کو بلاتا ہی کہتا ہی کہ شاہ نے طلب فرمایا ہی آپ کی خطا معاف ہوئی شاہ کا حکم ہوا کہ ہمارے ستارہ شناس کو بلاؤ اب حکم لگائے کہ عمرو کہان گیا ہے اُسکے حکم کے اُسکا پتہ نہ ملیگا سہیم اُٹھا دروازے پر آیا دیکھا کہ چوبدار شاہی کھڑا ہوا پکار رہا ہی کہ ذرا مجھکو بلائیے جو شاہ نے کہا ہی وہ مین عرض کرونگا سہیم نے دروازہ کھولا چوبدار کو اندر بلایا جیسے ہی خواجہ اندر پہونچے سہیم کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لائے کہا شاہ تمھاری تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین میرے نجومی کو بلاؤ مجھکو بغیر اُسکے آرام نہین کھانا پینا اُسی کے

حکم پر ہوتا تھا وہ آکر حکم لگائے تو مین کھانا کھاؤن یہ باتین کرتے کرتے جیب
مین ہاتھ ڈالا خاصدان نکالا کہا حضور گلوری کھائیے گلوری کھاکر سہیم بیہوش ہوا
خواجہ نے اُسکی مشکین باندھین اُسکو تو ایک صندوق مین بند کیا اُسکی شکل بنکر
اندر پہونچے پکارکر کہا صاحبو تم لوگ غافل بیٹھے ہو عمرو عیار کا مجھکو بڑا خوف ہی
تم لوگ زیور پہنے ہو ایسا نہ ہو اِس زیور کی وجہ مین جان جاے لہذا سب
عورتین زیور اُتار کر میرے سامنے لاؤ مین یہ احتیاطاً رکھ دون کل دیدونگا
بلکہ دونا کرکے دونگا سب عورتون نے یہ سنکر اپنا اپنا زیور اُتار الا کر سہیم نقلی
کو دیا عمرو نے خوشی خوشی سب زیور نذر زنبیل کیا جواہر کے صندوقچے منگوائے
وہ بھی نذر زنبیل کیے سارا گھر سہیم کا صاف کیا تانبا تک نہ چھوڑا کمرے مین آکر
سہیم کو صندوق سے نکالکر اُلٹا لٹکا دیا گلے مین پھانسی لگادی آپ اُسی کی شکل
بنکر باہر نکلے گھوڑے پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلے یہان نیرنگ شعلہ خو
باغ مین بیٹھا ہی عیار نے آکر سب معرکہ بیان کیا مگر جالینوس ثانی خدمت مین
حاضر تھا اُسنے کہا ای نیرنگ آج رات کو عمرو ضرور آئیگا بہت ہوشیار رہنا
نیرنگ نے کہا مہمیز کو بلاؤ مہمیز جو آیا کہا ای عیار طرار بڑی ہوشیاری سے آج
طلایہ دینا رات کو عمرو کے آنیکی خبر ہی جالینوس ثانی و نیرنگ نے مہمیز کو خوب
سمجھادیا مہمیز کئی سو پیک بچون کو لیکر باہر نکلا آکر دیکھا کہ سہیم اختر شناس گھوڑے
پر سوار آتا ہی مہمیز نے پکار کر آواز دی کون آتا ہی سہیم نے باواز بلند جواب دیا
مہتر صاحب مین ہون مہمیز نے آکر رکاب تھام لی کہا ای اختر شناس آج تیرے
حکم مین فرق پڑا بڑا بلوہ تھا مین نے کئی لاکھ روپیہ تقسیم کرکے بلوے کو روکا
سب کوٹھیان جوہریون کی بند ہو گئی تھین مین نے خود جاکر بازار کھلوایا عمرو
نے کہا مہتر صاحب تمنے ایسا ستم کیا کہ کاغذ ستارہ شناسی و حکم نکالنے کا چاک
کر ڈالا کئی سال مین مین نے اُسے تیار کیا تھا مگر خیر اب حکم لگاؤنگا عمرو کو مین
گرفتار کرادونگا مہمیز آگے بڑھا سہیم نقلی در باغ پر آیا نگہبانون کو نام بتاکر گھوڑے

سے اُترا طرف باغ کے آیا اندر آ کے دیکھا باغ میں سناٹا ہی ہر طرف نخل خاموش مگر تاریکی ہو رہی ہی خواجہ پھرتے ہوئے قریب بارہ دری کے آئے دیکھا در بارہ دری پر جالینوس ثانی کھڑا ہی پکار کر پوچھا کون آتا ہی سہیم نے اپنا نام بتایا کہا حکیم صاحب بین حکم لگانے آیا ہون مگر شہنشاہ ساحران کہان ہین جالینوس نے کہا آرام فرماتے ہین مگر منع کیا ہی کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے سہیم نقلی نے کہا مجھے اسوقت ملاقات کرتا ضرور رہی جالینوس منع کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ شب کو ملاقات نہ ہوگی خواجہ فرماتے ہین مین دو باتین کر کے چلا جاؤنگا کہ خبر پہونچی مہمیز آتا ہی ایک کنیز نے آکر کہا میان حکیم صاحب نہ گھبرائیے وہ آتے ہی پہچان لیگا خواجہ یہ سنکر گھبرائے کہ مہمیز آیا اُسنے آتے ہی پہچان لیا اور للکارا کہ او ساربان زادے مین نے پہچانا تو نے غضب کیا کہ سہیم اختر شناس کو مارا اور گھر اُسکا لوٹ لیا مین دیکھ آیا اُسکو مین نے جاکے بخوبی دیکھا خواجہ بھاگے مہمیز دوڑا خواجہ تو جست کرکے دیوار کے پار ہوے مگر شاگرد مہمیز کا رنگریز تیز رو اُسنے بھی برابر جست کی اور دیوار کو پھاند کے اُس پار پہونچا مہمیز تو ٹھہر گیا مگر رنگریز نے پیچھا کیا جب خواجہ قریب جنگل کے پہونچے پلٹ کے دیکھا ایک عیار چلا آتا ہی اور للکارتا ہی کہ اے عمرو ٹھہر جا مین بھی اکیلا ہون خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ تنہا آتا ہی اُس مقام پر رُکے کہا او بیحیا کیا مین تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون رنگریز نے بڑھکر اپنا رنگ دکھایا ایک ہاتھ نیچے کا مارا خواجہ نے کاغذی سپر سامنے کر دی جیسے ہی سپر پہ نیچہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی رنگریز بیہوش ہوکے گرا خواجہ نے کسوت عیاری نکالی رنگ و روغن لگا کر رنگریز کی شکل بنے اُسی کا لباس پہنا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ روانہ ہوے یہان سب عیار جمع ہین جانون جانون کر رہے ہین کہ سب نے دیکھا رنگریز آتا ہی پکارکر کہا خلیفہ صاحب کیا گذری عمرو نے جواب دیا یارو مین نے ساربان زادے کو مار اراہ مین جاکر گھیرا خوب نیچہ چلا مگر بلا ئے روزگار ہی کسی مقام پہ کمی نہ کرتا تھا مین نے سر کو بتا کر ایک

ہاتھ پیچھے کا مارا کہ بایان پانؤن اُسکا اُڑ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا مگر گیا تیز تھا کہ ایک
پانؤن سے نکل گیا مین پلٹ آیا سوچا کہ اب تڑپ تڑپ کے مریگا پانؤن کٹا
ہوا جنگل مین کہین نہ کہین پڑا ہوگا مگر مین نے تعاقب نہین کیا چلو تم سبھون کو
دکھا دین عیارون نے کہا خلیفہ اب اُسکا کٹا ہوا پانؤن دیکھنے سے کیا فائدہ
آپ کو خداوند بقراط نے بچایا عمرو نے کہا اُستاد کو خبر کرو اُستاد کہان ہین کہ
دیکھا سامنے سے مہمیز آتا ہی عمرو نے پکار کر کہا اُستاد ساربان زادے کو مین نے
شکست دی آپ کے اقبال سے ایک پانؤن اُسکا کاٹ ڈالا مہمیز نے فوراً
چار آنکھین کر کے دیکھا دل مین کہتا ہی کہ کیا ساربان زادہ دلیر ہی نہین معلوم
کہ رنگریز کے ساتھ کیا کیا کہ اُسی کی صورت بنا کھڑا ہی کس دلیری سے کھڑا باتین
کر رہا ہی ٹہلتا ہوا قریب آیا کہا اے رنگریز ذرا قریب آؤ خواجہ او پیچھے ہٹے
مہمیز نے کہا ہم بلاتے ہین تو ہٹتا جاتا ہی ارے مین تجھکو انعام دونگا کہ تونے
بڑا کام کیا عمرو ایسے عیار کا پانؤن کاٹا خواجہ نے کہا اُستاد مین آیا عیارونسے
کہا الگ ہٹو عیار ہٹے مہمیز نے کہا ارے ہٹے کیون جاتے ہو شاگردون نے
کہا اُستاد خلیفہ نے حکم دیا ہم ہٹ گئے خواجہ عمرو جیسے ہی قریب آئے کہا اُستاد
دیکھیے وہ لنگڑا بھاگا جاتا ہی مگر ٹانگ سے خون بہت جا رہی ہی مہمیز جیسے ہی پلٹا
خواجہ نے ایک دھول ماری کلاہ مہمیز لی اور جست کر کے بھاگے اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم
رنگ از رخ بخت تنک بد اختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

مہمیز لینا لینا کہکے دوڑا خواجہ بھی لینا لینا کہتے ہوے جاتے ہین مہمیز کو بڑی
شفقت ہوئی شاگردون پہ خفا ہو رہا ہی کہ تم کیون ہٹکر کھڑے ہوے شاگرد
کہتے ہین اُستاد اُسنے کہا ہم ہٹ گئے ہماری کیا خطا ہی جب اُسنے دھول ماری
تھی آپ سے ہاتھ نہ پکڑ لیا سر نیاز اد یہ حرکت کر گیا ذلت کا ٹوکرا آپکے سر پر دھر گیا

ہم لوگ کیا کرین وہ بلاے روزگار ہی مگر قلعے سے تو نکل گیا اب قلعے کا انتظام کیجیے
کہ وہ اندر نہ آنے پائے مہمنیر نے کہا اسے کو جالینوس ثانی نے بڑی بڑی حفاظت
کی اگر وہ نہ ہوتے تو تابہ نیرنگ پہونچ جاتا مگر وہ سوتے مین بھی اپنا انتظام
کر لیتے ہین ہاتھ نہ ڈال سکتا دو شیر قریب پلنگ بیٹھے رہتے ہین وہ کسی کو نہین
آنے دیتے مگر اب مین تلاش مین عمرو کی نکلتا ہون جسطرح بنیگا اُسے گرفتار کر کے
لاؤنگا یہ کہکے مہمنیر چلا شاگردونکو متفرق کردیا خواجہ پھرتے پھراتے ایک
ویرانے مین آئے کہ یکایک کراہنے کی آواز کان مین آئی اسی آواز کی جانب
چلے جب قریب پہونچے تو دیکھا ایک بیمار پڑا کراہ رہا ہی خواجہ کو رحم آیا پوچھا
کہ او بیمار تو کون ہی کہ جو یہان پڑا ہی اُسنے کہا مین سوداگر ہون جب یہ عارضہ
ہوا تو لاکھون روپے صرف کیے نوکر چاکر موجود رہے جب روپیہ صرف ہو گیا
تو سب نے جدائی کی اب مین یہان حیران و پریشان ہون کوئی پوچھنے والا
نہین عمرو نے کمر سے کچھ پیسے نکالے قریب آکر چاہا دون اُسنے کہا بابا میرے
ہاتھ تو بیکار ہین دیکھا عمرو نے کہ ہاتھ پھٹے ہوے خون بہ رہا ہی پھر بیمار نے
کہا جھولی مین پیسے رکھدو جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ بڑھایا بیمار نے پانوٴن سمیٹے
اور حلقہ ہاے کمند مارے خواجہ جست کر کے الگ ہوے بیمار للکارا کہ او بھیا
مین نے پہچانا منم مہمنیر تیز رو یہ کہکے بیمار اُٹھا خواجہ سے نیچے چلنے لگا مگر مہمنیر بھی
بلاے روزگار ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا جب خوب تیچھے چلنے لگا تو مہمنیر نے
زنبیل بجائی جنگل سے چالیس پیک بچے نکل آئے چہار طرف سے خواجہ عمرو کو
گھیر لیا سب جانب سے خواجہ پر کمندین پڑ رہی ہین خواجہ کمندین کاٹتے ہین
کبھی جست کر کے نکلتے ہین لیکن عاجز ہو رہے ہین چالیس پیک بچے برابر
کے حربے کر رہے ہین خواجہ عمرو بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین
کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اِن ظالمون سے نجات دے اُنکے
حملون سے بچالے

نظم

دل مدار از بہر این دنیا حزین | تا شوی حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی | گر تو ئی از بندگان کمترین
سجدہ کن سجدہ کہ گر دی سرفراز | در میان خلق چون چرخ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون | نہ بہ خاک عاجزی روے جبین
نقش کن نقش خدا بر لوح دل | تا شوی روشن از ان نقش نگین
بام قصر خود مبر بر آسمان | زانکہ ہست آخر مکانت در زمین
رخت خود بربند زین فانی سراے | چون سفر در پیش داری ای مکین
بہر مال و دولت فانی مباش | در جہان ای مرد حق اندوہ گین
صاف دل باش و صفا آئینہ کن | دور کن یکسر غبار بغض و کین
دشمنی از نیک و بد با کس مدار | تا تو باشی از بلا ہا رستگار

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دیکھا کہ سامنے سے صاحب بغدہ گر ان مہتر قران چالیس پیک بچے ساتھ آتے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ اُستاد مین آپہونچا یہ کہکے بغدہ کھینچکر مہتر قران جو گرے کئی پیک بچون کو قتل کیا ساتھ والون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ تمام مقام دھوان دھار ہو گیا مہمیز سامنے سے بھاگا خواجہ نے پیچھا کیا جب مہمیز نے دیکھا کہ عمرو قریب آگیا راہ بین کانٹون کا جنگل ملا اُسنے حقۂ آتشبازی مار دیا وہ جنگل جلنے لگا مہمیز تو نکلگیا مگر خواجہ ٹھہر گئے پکار کر کہا کہ بچہ نکل گئے ورنہ آج تمکو جو میخہ کرتا ساتھ والے مہمیز کے سب قتل ہوے مہتر قران و خواجہ سے ملاقات ہوئی قران نے پوچھا اُستاد یہان کہان آپ پھنسے تھے عمرو نے کہا ای فرزند تحفہ جات نورالدہر یہان آئے ہین مگر بڑا انتظام ہی گنبد نشین کو مار اتب راستہ کھلا قلعے مین گیا تھا مگر نکل آیا اِسی مہمیز کی وجہ سے وہان دخل نہ ہوا مگر بیٹا تم کہان جاتے ہو قران نے کہا مین نے خبر پائی ہی کہ صاحبقران زمان پہ کوئی ساحر چڑھکے آیا تھا گرفتار کر کے لیے جاتا ہی مین اِسی فکر مین جاتا ہون عمرو نے کہا مین تو

بخیریت اُنکو چھوڑ آیا تھا مہتر قران نے کہا آپ کے بعد یہ معرکہ گذرا یہ کہکے مہتر قران تو روانہ ہوگئے مگر صاحبقران پر یہ سانحہ گذرا کہ جب عمرو کو روانہ کرچکے تو خود بھی روانہ ہوئے اور ایک صحرا مین پہونچے کہ نرا کانٹون کا جنگل تھا کانٹے اُنگلیان اپنی اُٹھاتے تھے گویا راستہ بتاتے تھے صاحبقران اُسی صحرا مین اُتر پڑے وہان کا حاکم خارستان جادو رات کو اُٹھا خیمۂ صاحبقران مین آیا عالم خواب مین امیر کو گرفتار کرلیگیا اپنے مقام پر لایا اپنے ساتھ والون کو بلایا امیر کو مسلسل و مطوق کیا آپ ایک آہو پر سوار ہوا اور ارابہ لیکر چلا راہ مین جاتا تھا کہ ایک طرف سے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بہ خوش آوازی گاتی ہوئی آئین

نظم

پیری مین آیا وہ رُخ روشن نظر مجھے
دکھلائی آفتاب نے صورت سحر مجھے

خالِ رُخ صبیح ہی تدِ نظر مجھے
یوسف سے بھی عزیز ہی زنگی پسر مجھے

ای نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی
دکھلا رہے ہین اپنے شگوفے شجر مجھے

رُسوا چکور سے ہون سوا اُسکے عشق مین
پہچانتا ہی خوب وہ رشک قمر مجھے

لب بند ہوگئے لب شیرین کے وصف مین
بیرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کے خیال مین پیران پارسا
عینک کی طرح رکھتے ہین پیش نظر مجھے

برسون سے مین خراب ہون ویکی تلاش مین
رکھتا ہی شوق کعبہ میان سفر مجھے

معشوق تھے غرور سزاوار تھا ہمین
شکوہ نہین ہی تمنے نہ پوچھا اگر مجھے

طالب نہین ہی دولت دنیا کا دل مرا
اُس سیمتن کا وصل ہی تحصیل زر مجھے

جب دیکھتا ہی یار تو ہی دانت پیستا
ڈوبونگا مین ڈبوئیگا آب گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہونے کی کارگر
حُبّ علی کی کافی ہی آتش سپر مجھے

وہ نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئین سامنے سے نکل گئین ایک اُنمین نہایت حسین تھی اُسنے قریب صاحبقران کے آکر ناز و غمزہ کیا کہ صاحبقران مبہوت ہوگئے سر جھکا کر بیٹھے وہ نازنین گا کر چلی گئی خارستان جادو چاہتا ہی کہ اس صحرا سے نکلون صاحبقران کو لیجاؤن ایک مقام پر آکے ٹھہرا تھا یا بستہ ہے

کہ آگے بڑھون کہ ایک طرف سے آواز آئی اے خارستان کیا کار نمایان کیا حمزۂ عرب کو قید کر لیا خداوند نے تیری بڑی صفت وثنا کی ہے اس کاغذ کو پڑھ کے آگے بڑھنا خارستان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پہ سوار آتا ہے للکارتا ہوا کہ آگے نہ بڑھنا قریب پہونچکر وہ کاغذ ہاتھ مین دیا خارستان نے وہ کاغذ ہاتھ مین لیا مہر جو بقراط کی دیکھی خوش ہو گیا کاغذ کو کھولنے لگا زور سے جو کھولا اُس مین سے بیہوشی اُڑی پہلو سے نعرہ ہوا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہ میدان اژدرِ آتش فشانم	منم مہتر قران شیر ژیانم

نعرہ کر کے بعدہ مارا کہ سر خارستان کا اُڑ گیا صاحبقران کے ہوش درست ہوئے قید توڑ ڈالی ساحرون سے مقابلہ پڑا صاحبقران نے ساحرون کو قتل کیا باقی ماندہ بھاگے مہتر قران صاحبقران کو لیکر لشکر مین آئے قران نے سب حال خواجہ کا بیان کیا صاحبقران اُسی جانب چلے لیکن خواجہ عمرو بعد جدا ہونے قران کے طرف قلعے کے چلے تھے راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہے خواجہ نے آگے بڑھکر اُسے روکا اور اپنے پاس اُسے بُلایا اور پوچھا بھائی کہان جاتے ہو اُسنے کہا خداوند بقراط نے نامہ پاس نیرنگ کے بھیجا ہے مین نامہ لیے ہوے جاتا ہون خواجہ نے نام پوچھا اُسنے کہا لسیط جادو میرا نام ہے نیرنگ کو سمجھانے جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُسکو بیہوش کیا نامہ اُسکی جھولی سے نکالا اُسکی شکل پہ طرف قلعہ چلے نام تو اُسکا اول ہی پوچھ لیا تھا قریب قلعہ پہونچے نگہبانون نے پوچھا کون ہے خواجہ نے بیان کیا کہ میرا نام لسیط جادو ہے قدرت کا نامہ لیکر آیا ہون میان نیرنگ کہان ہین یہ سُنکر نگہبانون نے بتایا کہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خواجہ ٹہلتے ہوے بارگاہ نیرنگ مین آئے وہ نامہ نیرنگ کو دیا نیرنگ نے پڑھا اُس مین مضمون پایا کہ اے نیرنگ ہوشیار رہنا عمرو تمھارے ملک مین پہونچ گیا نیرنگ نے

نامہ پڑھ کے کہا قدرت سے عرض کرنا کہ مین بہت ہوشیار ہون کیا مجال ہی کہ لوح لے سکے لوح مین نے ایسے مقام پر رکھی ہو کہ وہان کوئی جا نہین سکتا بسیط نے کہا ذرا غلام کا گانا سنیے تو آپ کو حال معلوم ہو یہ کہکے باپان کھینچا سید ھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے نظم

راست گفتاری مزاج سیمتن مین کیون نہین
آج وہ تشریف لائے انجمن مین کیون نہین

فصل گل مین گل کھلے ہین ہر طرف اے باغبان
اندلون ہو بلبل شیدا چمن مین کیون نہین

کج ادائی عاشق و معشوق سے کرتا ہی یہ
راست بازی یار واس چرخ کہن مین کیون نہین

کون مانع چاک دامانی کا ہی تجھسے جنون
وا ہے دست انداز میرے پیرہن مین کیون نہین

اُس پری طلعت نے دیوانہ بنایا ہی مجھے
تم ہوا اپنی بسر رنج و محن مین کیون نہین

دیکھکر مجرم کو اپنے کیا انھین رحم آگیا
باندھتے ہین ہاتھ زلفون کی رسن مین کیون نہین

تازہ دیوانہ ہوا ہون تجھپہ اے یوسف جمال
ذکر میرے عشق کا ہر انجمن مین کیون نہین

کیا پھر آئی فصل گل سودا ہوا ہی جوش زن
پانون رُکتے ہین ہمارے اب وطن مین کیون نہین

وصل کی شب داغ اُس گلرو نے ہین مجکو دیے
رنگ گلشن ہو ہمارے زخم تن مین کیون نہین

فیض اُستاد قمر کا ہی طبع مین اے شفیق
عاشقانہ لطف ہو تیرے سخن مین کیون نہین

اس رنگ سے یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ نیرنگ تعریفین کرنے لگا بسیط نے عرض کی حضور یہ دو کمال مجھکو قدرت نے دیے ہین ایک تو ساقی گری خوب کرتا ہون دوسرے گانا قدرت خواب مین آکر تعلیم کر گئے تھے جسکو شراب پلاؤنگا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی لیکن کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمائیے نیرنگ نے کلید میخانہ دی خواجہ نے آکر میخانے کا قفل کھولا اندر جا کر شراب تقسیم کی چند گلابیان درست کر کے محفل مین لائے گھنگرو پانون مین اپنے باندھے گت ناچنا شروع کی چند اشعار شراب گائے جام لبریز کیا ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے نیرنگ کے آئے سر جھکایا نیرنگ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا چاہتا تھا کہ پیون کہ زنگ کی آواز کان مین آئی مہمیز جو باغ مین پہونچا جا بجا دیکھا خدمتگار بیہوش

پڑے ہین بعض مسخرہ پن کر رہے ہین کسی نے کسی کے سر پر دھول ماردی بعض نے
منھ چڑا دیا ایک دوسرے کو دبوچے پڑا ہی ایک سے ایک کہ رہا ہی کہ کیون بے
حرام زادے ہمنے تجھکو سویرے بلایا تھا تو کیون نہ آیا چند اُنمین سے نشہ شراب
مین بدمست کہ رہے ہین کہ ہم اسوقت کھانا نہ کھاوینگے البتہ بھونے ہوے چنے
ملین تو خوب چباوین کوئی کہتا ہی اِسوقت بنڈے کے کچا لو کھانے کو دل چاہتا ہی
دوسرے نے جواب دیا ابے کچا لو پھر کھانا دیکھ تیری مونچھ پر کوّا بیٹھا ہی تیسرے
نے جواب دیا ابے کانون کانون کرتا ہی تو کیسا دوست ہی کہ اُڑا نہین دیتا اُسنے
مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا وہ بھی گرا اور اُسنے بھی پٹخنا کھایا مہمیز نے جو یہ رنگ دیکھا
گھبرا کر بارگاہ مین آیا دیکھا رنگ محفل جما ہوا ہی ناچنے والے نے جام ہاتھ مین
نیرنگ کے دیا ہی نیرنگ جام شراب پیا چاہتا ہی کہ مہمیز نے پکار کر آواز دی
اے شہنشاہ یہ جام نہ پیجیے گا یہ شخص کوئی مکار ہی مین جب قریب آ لون تو جام
پیجیے گا جھپٹ کر مہمیز قریب آیا نیرنگ کے ہاتھ سے جام لیا کہا اے بسیط جادو
یہ جام تم پیو خواجہ نے کہا مالک کے نام کا جام مین کیونکر پیون مجھسے تو ایسی
بے ادبی نہ ہوگی مہمیز نے کہا اے بسیط ضرور تمکو پینا پڑیگا مالک کو جام دیتے تھے
خود نہین پیتے عمرو نے جام ہاتھ مین لیکر مہمیز پر کھینچ مارا جام سر پر مہمیز کے پڑا
جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے خواجہ جست کر کے بھاگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پاے مری گرد پاپوش کو
مرا نیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم

مہمیز نے خواجہ کا پیچھا کیا نیرنگ نے پکار کر آواز دی اے مہمیز یہ جانے نہ پاے
اِسکو گرفتار کر کے لانا مہمیز تعاقب مین لپٹا لپٹا کرتا چلا جاتا ہی آگے آگے خواجہ
لپٹا لپٹا کہتے ہوے بھاگے جاتے ہین جب مہمیز قریب پہونچتا ہی راہگیرون سے

کرتا ہی تمنے گرفتار نہ کر لیا وہ لوگ جواب دیتے ہین کہ وہ بھی لینا لینا کرتا جاتا تھا
ہم سمجھے کہ جانے والا کوئی آگے بھاگا جاتا ہی مہمیز خاموش ہو رہتا ہی جب قلعے سے
باہر نکلے اور نخلستان مین آئے خواجہ نے دیکھا کہ مہمیز پیچھا نہ چھوڑیگا ٹھہر گئے
فرمایا اے مہمیز کیا مجھکو کم جانتا ہی جو چلا آتا ہی اسی مین بہتر ہی کہ پلٹ جاؤ ورنہ تمھاری
شامتین آجائینگی مہمیز نے بڑھکر نیمچہ مارا عمرو سے نیمچہ چلنے لگا مگر مہمیز بھی بلا سے
زور نگا رہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا نیمچے کا چھناٹا بلند ہی صحرا کا سناٹا وہ چند ہی
ادھر نیرنگ نے چلتے وقت جب دیکھا کہ مہمیز عمرو کے تعاقب مین جاتا ہی تو
روباہ جادو کو حکم دیا کہ تو جا اگر مہمیز و عمرو سے کسی مقام پر نیمچہ چلے تو عمرو کو
تو اُٹھا لانا روباہ آکر پہونچا اور آسمان سے دیکھا کہ عمرو و مہمیز لڑ رہے ہین یہ
جھک کر گرا عمرو کو پنجے مین اُٹھا لیا لیکے چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر
مجھکو لیے جاتا ہی ہنسکر کہا اے شہنشاہ ساحران مجھکو کہان لیجاؤگے روباہ نے
کہا تمکو نیرنگ نے طلب کیا ہی اب تمکو قتل کریگا خواجہ نے کہا کسی مقام پر
ٹھہر جائیے مین اپنا حال آپ سے بیان کرونگا غرض ایک کوہ سامنے تھا اُسپر
آکر روباہ ٹھہرا عمرو کو سامنے بٹھایا کہا بیان کرو عمرو نے کہا میری پاس کچھ
مال ہی وہ لیلو تب اختیار ہی ہم مسلمانون مین یہ دستور ہی کہ بعد مرنے کے تیجہ
چالیسوان وغیرہ ہوتا ہی اب نیرنگ ہمکو قتل کریگا بعد ہمارے مرنے کے تم
دفن و کفن سے فراغت پاکر تیجہ وغیرہ کردینا کہ یہ ضرور ہی یہ کہکے عمرو نے کہا میرے
ہاتھ کھولدیجیے تب مین روپیہ نکالون روباہ سوچا کہ اسکے روپے کا حال کون
پوچھیگا مین کہدونگا یہ جھوٹا ہی میرا کہنا قبول ہوگا فورًا ہاتھ سر سے کھولدیے
عمرو نے زنبیل سے ایک پوٹلی نکالی روباہ کو دی روباہ نے جو اُس پوٹلی کو
کھولا بیہوشی اُڑی بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے کمند نکالی اسکے سر پر ماری گردن
مین کمند پھنسی اپنے قریب کھینچا ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا ایک ہتوڑا مارا
کہ سر روباہ کا پھٹ گیا جب روباہ مرا تو خواجہ کے پانوٴن چھوٹے پہاڑ سے

اُترے ساحر کی جھولی وغیرہ لیلی اُسی کی شکل بنے کہ سامنے سے دیکھا مہمیز آتا ہو مہمیز
نے پکار کر پوچھا اے روباہ عمرو کو کیا کیا عمرو نے کہا اے مہمیز اُسکا سر کاٹ کر پھینکدیا
حکم تھا شہنشاہ کا کہ جہان پانا وہین مار ڈالنا مین نے تعمیل حکم کی کہ سر کاٹکر پھینکدیا
جانوران صحرا لاشہ کھا گئے یہ باتین کرکے مہمیز کے ساتھ چلے مہمیز باتین کرتا ہوا
آتا ہو تھوڑی دور پر آکر خواجہ نے کہا اے مہمیز وہی زنگی آتا ہو جسکے ہاتھ سے تم
بھاگے تھے جیسے ہی مہمیز نے پلٹ کر دیکھا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین
مہمیز کے ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا اُسکی شکل بنے مہمیز کو اپنی شکل بنایا اُسکی
مشکین باندھکر لے چلے گلے مین گیند عیاری کا ٹھولش دیا ہو کہ مہمیز غین غین
کر رہا ہو راہ مین شاگرد ملے اُنھون نے عمرو جانکر کسی نے ڈھول ماری کسی نے
تمانچہ مارا کہتے ہین او بیحیا تو نے ہمارے اُستاد کو ذلیل کیا دیکھ انجام کیا ہوا
عمرو نے کہا یارو ایک گدھا لاؤ اُسپر اِسکو سوار کرو نرسنگھا پھونکتا ہوا لے چلو اُسکو
اِسطرح سامنے نیرنگ کے لیچلو کہ اُسکو بھی معلوم ہو کہ عمرو کے لیے یہ ذلت
ہوئی شاگردان مہمیز دوڑکر گدھا لائے خواجہ نے بصورت مہمیز ڈھول اپنے
گلے مین ڈالا بجاتے ہوے چلے کہ خلق خدا کی ملک یا دشاہ کا جو ہمسے عیاری
کرے اُسکا یہ حال ہر مرتبہ ڈھول پر چوب لگاتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ ہمسے
کیا عیاری کریگا نیرنگ کو یہ خبر پہونچی کہ عمرو گرفتار ہوا مہمیز بذلت لیے ہوے
آتا ہو باہر نکل آیا دیکھا صدہا آدمی جمع ہین بیچ مین گدھے پر عمرو و مہمیز ڈھول بجاتا
ہوا آتا ہو بہت خوش ہوا کہا دیکھو یارو میرے عیار نے کیا کارنمایان کیا عمرو
کو کس حال سے لایا حقیقت مین مہمیز کا مثل نہین ہو خلعت منگوایا مہمیز نقلی
کو خلعت پہنایا گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور مہمیز اصلی شاگردون کے
سامنے غین غین کرتا ہو شاگرد مار رہے ہین لیکن نیرنگ نے مہمیز نقلی کو راضی
کرکے کہا اب اسکو قتل کرو عمرو نے کہا آپ اِسکو دار پر کھینچیے نیرنگ نے اِشارہ
کیا دار اِستادہ ہوئی نیرنگ نے اپنے ہاتھ سے پانون باندھے دار پر کھینچ دیا

تیر و کمان ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا کئی سو تیر انداز تیر و کمان لیکر قریب آئے نیرنگ نے
تیر مارا کئی سو تیر چلا سینہ عمرو نقلی کا فگار ہوا عمرو قریب نیرنگ کے آیا کہا کہ اے
شہنشاہ ساحران آپ نے بڑا غضب کیا اپنے عیار کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا
اب بتایئے کیا ہوگا بہتر یہ ہی کہ تحفہ جات نور الدہر ہمکو حوالے کرو ورنہ تمہارا
بھی یہی حال ہوگا نیرنگ نے کہا اے مہینر کیا کہتا ہی میری سمجھ مین نہین آتا عمرو نے
ایک معمول مار کر تاج نیرنگ لیا اور نعرہ کر کے بھاگے چلتے وقت صاف صاف
کہ گئے کہ مہینر مارا گیا اے نیرنگ اب تیری کون حفاظت کریگا نیرنگ لینا لینا
کرتا رہا چاہا کہ سامنے ٹھہرے تو سحر کرون کہ پانوٗن عمرو کے زمین تھام لے مگر
خواجہ مثل برق کے نکل گئے نیرنگ روتا ہوا پلٹا کہتا ہوا کہ یارو غضب ہو گیا
مہینر کا مجھکو بڑا قلق ہی دربار مین آکر بیٹھا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ در
بارگاہ پر ہلڑ ہوا نیرنگ نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہی لوگون نے کہا دختر مہینر کی ملکہ
نسیم سبک رو دعوی خون پدر پہ آئی ہی نیرنگ نے کہا بلا لو دیکھا سامنے سے
ایک شعلۂ جوالہ نہایت حسین وجمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن پائیچے سنبھالے
ہوے نیمچہ حائل کمندین بازوون پہ آکے نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا
اے شوخ و شنگ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام نسیم سبک رو ہی مہینر کی بیٹی
ہون ابھی مجھکو خبر ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا مین بھی عیارہ ہون طاق ہون شہرۂ
آفاق ہون عمرو کی کیا حقیقت ہی سرکار کے حکم کی دیر ہی عمرو کو باندھکر لاؤن ایسی
ذلت سے قتل کرون کہ عمرو کو بھی معلوم ہو کہ عیارہ ایسی ہوتی ہی باپ کو میرے
اُسنے بیکس و بے بس کر کے مارا اور حضور نے بھی دریافت نہ کیا فوراً تیر مار دیئے
کہ باپ میرا مارا گیا اب جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن نیرنگ نے کہا اے نسیم کمال
یہ ہی کہ عمرو گرفتار ہوکے آئے نسیم اُسی وقت اُٹھی طرف بازار کے روانہ ہوئی
خواجہ ایک نخل کے نیچے کھڑے تھے کہ سامنے سے چمک معلوم ہوئی اور دیکھا
کہ ایک عیارہ بوٹا سا قد نہایت خوش رو چشم آہو خال ہندو جست و خیز کرتی ہوئی

آتی ہو خواجہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان ذرا ادھر پلٹ کے دیکھو کہ کیا حال ہو نظم

رُخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین — حسین ہوتے ہین طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین
وہ شاہ حسن ہو تو گیسوے عنبر فشان تیرے — ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہین
ہمین سے ہو جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ — نقاب اُٹھے وہ مہ ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین
کہون کیونکر نہ اُنکے نور سے مُنہ تکتے ہین رخسارے — اندھیرے مین اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین
ہمیشہ رہتی ہو اصلاح یہان رنگین خیالونکی — پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین
اِرادہ ہو گریبان پھاڑ کر یون راہ صحرا کی — نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین
گھرے رہتے ہین ویرانے مشتاق انکی صورتکے — توجہ سے دل درویش وہ خُرسند کرتے ہین
دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین — ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین
تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے — ہزار آپس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین
محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے — نیاز اپنا وہی ہو ناز وہ ہر چند کرتے ہین
نہا کر معرکے مین آتش آب تیغ قاتل سے — خدا اچھا ہے تو پاک اِس زندگی کا گند کرتے ہین

خواجہ نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے پلٹ کر اُس محبوب نے دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا کھڑا ہی مگر رنگ روئے اُڑا ہوا منتین کر رہا ہو کہ ذرا ادھر دیکھتی جاؤ مشتاقون کو صورت دکھاؤ نسیم نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میرے باپ کو مارا مین تیرے قتل کو آئی ہون عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اپنا تو یہ قول ہو فرد ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ٭ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ جسے اپنی گردن کا ٭ یہ سر حاضر ہو اِسکو کاٹ لیجیے آپ کو مشقت پڑے گی نسیم نے کہا خواجہ یہ فقرے تمھارے نہ چلین گے بہت پچتاؤ گے خیر اِسوقت تو مین جاتی ہون ابکی جو آؤ گے تو گرفتار کرونگی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے مین نے بڑے بڑے عیار مارے میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو یہ کہکے فوراً جست و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی کوس بھر پر باغ تھا اُسکے دروازے پر بارگاہ

اِستاد کرائی گئی ہو کنیزون کو لیکر اُتری خواجہ دیوانہ وار ڈھونڈتے پھرتے ہین کہ چند کنیزون کو دیکھا کہ صحرا مین پھر رہی ہین خواجہ نے عورت بنکر پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ بارگاہ سامنے جو اِستادہ ہی اُسمین تشریف رکھتی ہین خواجہ ٹہلتے ہوے لشکر مین آئے دیکھا ایک خیمے مین ایک نازنین مجرا کر رہی ہی دریافت ہوا کہ ملکہ نسیم کی مجرائی ہی خواجہ نے چوبدار بنکر اُسے بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر بیٹھے کہ ایک کنیز نے آکر کہا ای شعلہ رُخ چلو تمکو ملکہ بلاتی ہین خواجہ تانگے مین سوار ہوے راہ مین سب لوگ آوازے کستے ہین سب کو جواب دیتے ہوئے جاتے ہین کسیکو کوسا کسی کا منھ چڑاو یا کسیکو کہا کہ آنکھین پھوٹین کسیکو کہا کہ تم پر بجلی گرے اِسطرح کی باتین کرتے ہوے دربارگاہ نسیم پر آئے تانگے سے اُترے اندر آکر سلام کیا نسیم نے کہا کیون شعلہ رُخ مزاج کیسا تھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کو دعائین دیتی ہون ایک ہفتے سے بخار مین مبتلا ہون ہر وقت بنڈا جلتا ہی دل اُلجھتا ہی دیکھیے اِسوقت بھی بنڈا پھیکا ہی نسیم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا ای شعلہ رُخ حقیقت مین ہڈیان پُھک رہی ہین کیا کسی پر عاشق ہوئی ہی عرض کی سوا حضور کے اور کہین مجرے کو نہین جاتی حضور کے جمال جہان آرا کو دیکھا کرتی ہون یہ کہکے سینے پر ہاتھ رکھدیا نسیم نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا ای شعلہ رُخ کچھ دیوانی ہوئی ہی کہان ہاتھ رکھتی ہی مردانی صحبت مین بیٹھ بیٹھ کر گستاخ ہو گئی ہی بیٹھکر گانا گا خواجہ نے سامنے بیٹھکر ساتھ ناز و ادا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصال یار سے اِک روز شادمان نہ ہوا
کہ مہربان کبھی بھولے سے آسمان نہ ہوا

چہ ذقن مین گرا ہی ہمارا یوسف دل
نکال لینے کو خط اُسکا کاروان نہ ہوا

ہمیشہ غیرون پہ لطف و کرم کیا اُسنے
ہزار حیف کبھی ہم پہ مہربان نہ ہوا

فلک نے خاک مین ایسا ملا دیا افسوس
ہماری قبر کا معلوم بھی نشان نہ ہوا

نہ تمنے مجھکو بلایا نہ آئے میرے گھر
تمہارا وعدہ وفا کوئی میری جان نہ ہوا

جنون کے جوش مین کہتا ہون ہاتھ مل ملکر
کہ اِسنے دامن کہسار و مجھ‌یان نہ ہوا

ملال و رنج ہمیشہ رہے مرے دل مین
سرور و عیش سے آباد یہ مکان نہ ہوا

بہت سے رنج و الم اسکے ہاتھ سے ہوتے
ہزار شکر مرا طفل دل جوان نہ ہوا

جو ہوتی بوے محبت تو پوچھتا سگ یار
رقیب کا کوئی مرغوب اُستخوان نہ ہوا

خدنگ آہ لگاتے رقیب کے دل پر
جھکا بھی قد جو ضعیفی سے تو کمان نہ ہوا

لیا نہ مول کسی نے مرا دل شیدا
جہان مین کوئی بھی معشوق قدردان نہ ہوا

خدا کی یاد رہی دل مین پیری او سطوت
ہزار شکر کہ مین عاشق بتان نہ ہوا

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ نسیم تڑپ گئی مگر بنگاہ غور دیکھنے لگی پہچانا اِسنے کہ بیشک یہ عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے کسی کام کے حیلے سے اُٹھی پشت پر آکر حلقہ کمند مارے پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے خوب مکر کیا خواجہ نے چاہا اُٹھکر بھاگون مگر حلقہ ہاے کمند ایسے پڑے کہ ڈگمگا کر گرے نسیم نے حباب مار کر بیہوش کیا مشکین باندھکر ہوشیار کیا کہا کیون ساربان زادے دیکھا تو نے ہمنے تجھکو کیونکر پہچانا جلد بتا کہ میری گائن کو کیا کیا عمرو نے کہا صندوق مین بند ہے ملکہ نے کنیزون کو بھیجکر اُسے بلوایا اور خواجہ کے رُخ سے رنگ و روغن چھڑایا صورت اصلی نکل آئی عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم بستۂ کمند عشق ہون تمیز عیاری نہین کر سکتا ہاتھ ہی نہ اُٹھیگا عیاری نہ ہو سکیگی نسیم نے قہقہہ مار کر کہا دیکھو صاحبو یہ بھی ایک عیاری ہے مین اسکو کب مانتی ہون جو یہ گرفتار ہونگے تو عذر عشق کرینگے اور جو مجھکو گرفتار کرینگے تو کہین گے کہ مین نے عیاری کی مین اِس بات کو کب مانتی ہون عمرو نے کہا ملکہ آج تو مین دیکھنے آیا تھا کہ قریب سے جا کر جمال دیکھ لون آتے ہی مین نے سینے پر ہاتھ رکھا ملکہ نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا او مکار و غدار تو ایسے کلمے زبان سے نہ نکال مجھکو حجاب آتا ہے مگر خیر مین رہا کرتی ہون اب جو آ سمجھ کے آنا ابکی جو گرفتار کرونگی تو پاس نیرنگ کے لیجاؤنگی یہ کہکے عمرو کو رہا کیا عمرو نے کہا اب مین فراق مین تڑپونگا چاہتا ہون کہ ایک لمحہ بھر صحبت مین حاضر رہون جمال جہان آرا بہ غور دیکھون ملکہ نے کہا اب باتین نہ بنایئے تشریف لیجایئے خواجہ تو

وہان سے نکلے مگر بعد جانے خواجہ کے نسیم بھی نکلی بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے شعلہ جوالہ بنکر چلی خواجہ ایک مقام پر بیٹھے تھے کہ سامنے سے دیکھا گرد اڑی خیال کر کے دیکھا کہ نسیم سبک رو آتی ہو ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھے کہ بندین خس پوش کر دین جب اُس مقام پر نسیم پہونچی یا تو مثل ہوا کے آتی تھی یا رکی اور پکار کر آواز دی کہ او ساربان نہ ادے کیون چھپا بیٹھا ہو نکلکر مقابلہ کر کچھ فن عیاری دکھا ہم بھی دیکھین کہ تو کیسا عیار ہو گئی آوازین دین خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا اور خاموش چپکے رہے نسیم سمجھی کہ یہ خیال خام تھا ناحق کو دل دھڑ کا جھپٹ کر نکل چلو یہ سوچکر جست کی بیچ کمندون مین اُتری خواجہ نے شیر کے دھڑ و کہ کی آواز دی نسیم رکی خواجہ نے جھٹکا تار النسیم گری خواجہ جست کر کے چھاتی پر آئے نسیم نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا میری پشت مین کانٹا چبھگیا حسرت پر اُسکی خواجہ کا دل دُکھا گھٹنہ ڈھیلا کیا جیسے ہی گھٹنہ ڈھیلا ہوا نسیم نے دونون ہاتھ منھ پر خواجہ کے مارے خواجہ بیہوش ہو کر گرے نسیم جست کر کے چھاتی پر چڑھی مشکین باندھین خواجہ کو ہوشیار کیا کہا کیون ساربان نزادے دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر گرفتار کر لیا عمرو نے کہا وہی محبت نے پھنسایا نسیم نے کہا جھک مارتے ہو اب تمھاری بات کا اعتبار نہین مین ہوشیار کر چکی تھی ہر چند خواجہ تڑپے مگر نسیم نے کچھ قبول نہ کیا گرفتار کر کے پشتارہ باندھا طرف دربار نیرنگ کے لے چلی یہان وہ وقت ہو کہ دربار نیرنگ جما ہوا ہی ساحر بھی بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ نسیم عمرو کو لیے ہوے آتی ہین نیرنگ نے کہا جلد لاؤ چند ساحر واسطے استقبال کے اُٹھے استقبال کر کے نسیم کو سامنے نیرنگ کے لائے نیرنگ نے پوچھا ای نسیم عمرو کو کیونکر گرفتار کیا نسیم نے کہا اِسنے مجھکو گرفتار کیا تھا مگر مین نے اسکو خود گرفتار کر لیا اِس سے دریافت کر لیجیے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ مین اسیر عاشق ہون جو فقرہ اِسنے کیا وہ مین نے بدل منظور کر لیا ورنہ اِسکی کیا مجال تھی کہ مجھے گرفتار کر سکتی ابھی آپ کے سامنے ایک عیاری کرتا ہون

آپ بھی تعریف کرینگے نسیم نے جھلا کر کہا ای شہنشاہ اسکی کیا مجال ہی کہ میرے سامنے
عیاری کر سکے عمرو نے کہا گرفتار کر کے لیجاؤن مگر امید وار ہون کہ حضور کسیطرحکا
دخل نہ دین بعد اُسکے آپ کو اختیار ہی نسیم نے کہا وہ کیا عیاری ہی جو آپ کیجیے گا
عمرو نے کمر سے خنجر نکالا کہا یہ خنجر لوہے کا ہی تلک کھینچکر میرے سر پر لگائین اگر میرا
سر کٹ جاے تو مین نے معاف کیا اور مین پھر اسی خنجر سے چورنگ کاٹ دونگا
خواہ کوئی نہنگ ہو خواہ گاے بیل بھینسا یا کوئی گھوڑا ہو میری عیاری کھلجائیگی
نسیم نے کہا او ساربان زادے یہ کیا چونچلا ہی اگر خنجر میرے ہاتھ سے نہ کاٹے گا
تو تیرے ہاتھ سے بھی نہ کاٹے گا خواجہ نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی سامنے
شہنشاہ کے انصاف ہو جائیگا نیرنگ نے پکار کر کہا ای نسیم خنجر کھینچکر مار دے کہ
اِسکے دو ٹکڑے ہون ساری عیاری بھول جائے یہ سُنکر نسیم نے خنجر اُٹھا لیا عمرو
نے کہا میرے ہاتھ پانون تو کھولدو عمرو کے ہاتھ پانون کھولدیے سر جھکا کے
بیٹھے نسیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر کو جو کھینچا نیام سے اُسکے دھوان نکلا وہ دماغ
مین نسیم کے پہونچا بیہوش ہو کر گری خواجہ نے جھپٹ کر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	نہ مانیگا سکا رو غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دو تدہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے نسیم کو اُٹھا لیا ساحر ہان ہان کرتے رہے خواجہ لیکر بھاگے کسی نے
پیچھا نہ کیا خواجہ لیکر صحرا مین آئے ایک نخل کے نیچے فرش وغیرہ بچھایا مسند بچھاکر
نسیم کو ہوشیار کیا فرمایا کیون ای نسیم دیکھا نسیم نے کہا خواجہ مین تمسے برابر ہون
ایک مرتبہ مین نے تمکو گرفتار کیا اب تمنے مجھکو گرفتار کیا مین امیدوار ہون
کہ مجکو رہائی بخشیے ابکی مرتبہ جو جسکو گرفتار کر لے وہ غالب ہی پھر مجھے آپ سے

عذر نہین ہی جسوقت سے تمھارا گانا سُنا دل مشتاق ہی کہ پھر گانا سنون خواجہ نے
اُسی وقت نَے نکالی اور سامنے نسیم کے نئے طور سے بجائی اور یہ اشعار شروع کیے نظم

بیان یار سے فرقت کا حال کیا کرتا
کمال ضعف سے دل تھا نڈھال کیا کرتا

ہوا تھا دل مین پشیمان کمال کیا کرتا
وہ میرے خون سے ہاتھ اپنے لال کیا کرتا

وہ بادہ کش ہون کہ پینا ہون خم کو خم ساقی
مین ایک جام کا تجھسے سوال کیا کرتا

جو بوسہ مانگنے پر مدتون رہا بیزار
وہ اپنے وصل سے مجھکو نہال کیا کرتا

صدائے قلقل مینا کو دل سے سنتا تھا
شراب پی کے عبث قیل وقال کیا کرتا

غم فراق یہ جھیلے کہ ہوگئی عادت
اب اُسنے وصل کا جا کر سوال کیا کرتا

وہ دل شکستہ ہین بن بنکے ٹوٹ جاتے جام
ہماری خاک کو لیکر کلال کیا کرتا

لیا جو بوسۂ عارض تو جان بھی دیدی
مجھے تھا اُسنے بہت انفعال کیا کرتا

غنی کے آگے بڑھایا نہ مین نے دست طلب
سوا خدا کے کسی سے سوال کیا کرتا

دل حزین کو مرے پھینک کر وہ کہتے ہین
کہ لیکے مین کسی مُردے کا مال کیا کرتا

نصیب ہوگا نہ اُسکا وصال اے سطوت
عبث عبث ہی خیال محال کیا کرتا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ نسیم رویا کی کبھی ہنس دیتی ہی جب مسکراتی ہی تو گوہر دندان کھلجاتے ہین برق چمک کر گرتی ہی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیتی ہی دیر تک خواجہ سامنے نسیم کے گائے نسیم نے وعدہ کیا کہ مین جا کر طبل جنگی بجواتی ہون سر میدان آئیے اگر سب کے سامنے آپ مجھکو زیر کرینگے تو مین بدل اطاعت کرونگی باپ تو میرا مہیر مار آگیا مگر متقاد تاجدار نے مجھکو بیٹی کیا ہی وہ سلطنت مجھکو دستیاب ہوگی جسوقت وہ خبر سُنے گا کہ بیٹی میری زیر ہوگئی فوراً اطاعت کریگا خواجہ نے کہا مین تو یہان بے سامان ہون آقا میرے دور ہین مین اکیلا میدان مین آؤنگا کوئی عیار وغیرہ بھی نہین ہی اگر آقاے نامدار میرے یہان ہوتے تو آبرو میری ظاہر ہوتی مین برائے قتل نیرنگ آیا ہون اسکو مار کر جاؤنگا اور لوح طلسمی لیجاؤنگا نسیم نے کہا خواجہ یہ ارادہ بڑا سخت کیا ہی نیرنگ کے بہت نگہبان

ہین وہ سب کدو کاوش کرینگے معرکہ عظیم پڑیگا خواجہ نے کہا انشاء اللہ اِس سبکی سے
اِسکو بار ہونگا کہ کسیکو خبر بھی نہ ہوگی نسیم نے خواجہ کو سمجھا کر کہا مین رخصت ہوتی
ہون اور جا کر طبل جنگی بجواتی ہون مگر حال یہ ہی کہ تھوڑی دور جاتی ہی اور پھر پلٹ آتی
ہی حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون عمرو بلاے روزگار ہی دیکھیے اس سے کیونکر چھٹکارہ
ہو وہان سے جست و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی سامنے نیرنگ کے آئی کہا اَی
شہنشاہ ساحران مقام افسوس ہی کہ آپ کے دربار سے عمرو مجھکو گرفتار کر لیگیا
اور آپ نے دخل نہ دیا نیرنگ نے کہا عمرو برق جہندہ ہی ایسی جلدی نکل گیا
کہ ہم لوگ دیکھنے بھی نہ پائے نسیم نے کہا آپ طبل جنگی بجوائیے مین صبح کو میدان
مین نکلونگی عمرو سے مقابلہ ہوگا سر میدان کمال عیاری کھلجائیگا نیرنگ نے
قبول کر کے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان عیارہ سے مقابلہ ہوگا طبل جنگی کا
جواب مین بھی صداے طبل جنگی جنگل سے آئی نسیم نے گھبرا کر کہا کہ عمرو تو اکیلا ہی مگر
طبل جنگی کی صدا کہان سے آئی ہرکارون نے خبر دی کہ جنگل مین ایک بارگاہ استادہ
ہی کچھ عیار بھی جمع ہین عیار رشتہ نگین لگا رہے ہے نسیم کو بڑی حیرت ہوئی کہ عیار
کہان سے آئے عمرو تو جنگل مین اکیلا تھا خیر اسی فکر مین تمام رات رہی اور میدان
مین جا بجا کنوئین بنائے کہین نقب کھودی کہین بیہوشی بچھائی اُدھر عیاران لشکر
عمرو نے بھی میدان کو تیار کیا رات بھر یہی چرچے رہے کہ صبح کو دور گردون
دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت
کسکے سر پر ڈالے اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذری وہ وقت آیا کہ عیار زرین
پوش بہ صد جوش و خروش کاشانۂ مشرق سے نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا
کمندہاے شعاع بازو و تیر سنگ نجوم الفور توڑے مین پڑے ہوے اس زور و شور
سے میدان مین آ کر ٹھہرا اشتلنگین لگانے لگا اُدھر سے نیرنگ سوار ہوا لیکن
نسیم سبک رو آگے آگے لشکر کے جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین پہونچی
کئی سو عیارہ بچھیان پشت پر ایک بلاے روزگار طرارہ و فرار فنون عیاری

ہین طاق شہرہ آفاق سینون پر ابھار جال پُر بہار سرو قد خورشید خد چہرے مثل آفتاب روشن حُسن ہین رشک چین عارض رشک گل نسرین و نسترن کبک رفتار شیرین گفتار نسیم اُن سب کے آگے مثل برق جہندہ تڑپتی ہوئی سب سے آگے آگے میدان ہین آکر پہونچی نگر حیران ہی کہ دوسرا لشکر مقابلے مین نہین اس حیرت مین کھڑی تھی کہ جنگل سے تفیر وڈھولے کی آواز آئی دیکھا ایک جوان کالی ٹٹوی پر سوار مور کاغذ کا سر پر رکھے ہوئے جامۂ زر و زیب جسم چاندی کے کڑے ہاتھ مین چاندی کے جوشن بازوون پر بندھے ہوے بھاری ہنسلی چاندی کی گلے مین باجہ بجتا ہوا پشت پر ایک کہار ایک بہنگی ہین ایک جانب لہنگہ پھریا دوسری جانب مونگ کی کھچڑی تھوڑا نمک اُسپر رکھا ہوا وہ بہنگی کو کاندھے پر لیے ہوے اس تکلف سے برات آتی ہو نسیم دیکھنے لگی یا نوشلنگین لگا رہی تھی یا حیرت مین آئی کہ یہ برات کسکی آتی ہی ٹٹوی دولھا کی جو قریب پہونچی اور دولھانے نسیم کو دیکھا بیقرار ہو گیا کہا ارے میری دُلھن محافے سے نکل آئی یہ سُنکر نسیم نے جھلاکر آواز دی ای لنگوڑے موے مونڈی کاٹے گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی یہ سنکر دولھا ٹٹوی سے کود پڑا کہا اری گالیان دیتی ہی ایسی دُلھن بدزبان نہین دیکھی یہ کہکر برات والون سے پلٹ کر کہا تم سب لوگ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا اسکو بیاہ کے لاؤنگا یہ کہکے آگے بڑھا نسیم نے جھپٹ کر تیغہ مارا کہ اسکا سر اُڑ جاے دولھا جھک گیا تلوار خالی گئی دولھا میان کہتے جاتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان

نظم

تری فرقت مین دم تن سے نکلجاتا تو کیا ہوتا	عدم سے جامۂ ہستی بدل جاتا تو کیا ہوتا
مجھے تمنے نہ اپنی زلف کی زنجیر پہنائی	سُوے صحرا مین دیوانہ نکل جاتا تو کیا ہوتا
اشارہ کرکے ابرو سے وہ قاتل ہنسکے کہتا ہی	جو یہ خنجر تری گردن پہ چلجاتا تو کیا ہوتا
لیا کیون ای زبان نام اُس بت بیرحم کا تونے	دل نادان جو سینے مین مچل جاتا تو کیا ہوتا
عبث ہنسنے سنایا اُس صنم کو قصۂ یوسف	اگر ذکر حسین سنکر وہ جل جاتا تو کیا ہوتا

کیسکی آنکھ کی پتلی جو دیکھی ہی پھلتا ہو
گئے مجھکو اکیلا چھوڑ کر وہ غیر کے گھر مین
وہ آئے تھے عیادت کو کچھ اُنسے بات کر لیتا
خدایا غدر اُس بت کو بھی ہو تی ظلم سہنے کی
بُلایا غیر کو اُس شمع رو نے اپنی محفل مین
کیے فرقت مین نالے عاشقون نے پر نہ یہ سمجھے
مرا دل لیکے پھینکا اپنے کوچہ مین نہ یہ سمجھے
سدا اٹکھیلیون کی چال چلتے تھے وہ ای سطوت

کسی صورت دل نادان بہل جاتا تو کیا ہوتا
مرا دم گھٹ کے فرقت مین نکلجاتا تو کیا ہوتا
ذرا تو ای دل مضطر سنبھلجاتا تو کیا ہوتا
جو اُسکے دلسے دل میرا بدل جاتا تو کیا ہوتا
مرا دل صورت پروانہ جلجاتا تو کیا ہوتا
دل اُس کمسن کا سینے مین دہلجاتا تو کیا ہوتا
کسیکی آمد و شد مین کچل جاتا تو کیا ہوتا
دل عشاق سینے مین نہ ملجاتا تو کیا ہوتا

یہ اشعار سُنکر نسیم کو اور زیادہ غصہ آتا ہی جھپک جھپک کے ہاتھ مار رہی ہی اور دولھا خالی دے رہا ہی لڑتے لڑتے ایک مقام پر کاندھے پر ہاتھ گیا سپر کاغذی نکالی نسیم تو نیمچے مار رہی ہی دفعۃً جھپٹ کے نیمچہ مارا دولھا نے سپر کو آگے کر دیا سپر کٹی دُھواں نکلا نسیم بیہوش ہو کر گری دولھا نے جھک کر اُٹھایا اور پکار کر آواز دی ای نیرنگ اسکو لیے جاتا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم
بباغ دین زنکرش آبیاری
بہر کشور بلائے جان کفار

سراپا دانش و عقل مجسم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
عمرو آن فتاہ عیاران عیارہ

خواجہ عمرو پشتارہ باندھکر بھاگے عیار بچیان دوڑ پڑین وہی براتی جو کھڑے تھے اُنکے نعرے ہوے منم گلباد عراقی منم ابو الفتح اصفہانی ایک طرف سے نعرہ ہوا منم منہر قران نامدار کوئی عیار بچی قریب خواجہ کے نہ پہونچ سکی زنبیل مین نسیم کو رکھ لیا اور پکار کر کہہ گئے کہ ای نیرنگ ہوشیار رہنا کل تجھے بھی نو لگا زنبیل کی کیر کراؤنگا کیفیت حاصل ہو گی بہتر یہ ہی کہ لوح طلسمی حوالے کر دے نیرنگ نے پکار کر کہا او ساربان زادے یہ عیاری اس عیارہ سے چل گئی مجھے پہلے ہی کھٹکا ہوا تھا مگر یہ عیار بچی نہ سمجھی کہ خلاف وقت برات کیون آئی

کیا مجال ہی کہ میرے دربار مین آسکے یا زبان ہلا سکے اور لوح طلسمی اب خدمت خداوند
مین جائیگی طلسم کشا کو نہ ملیگی جو تجھسے ہوسکے وہ کرلینا یہ کہکے پلٹا اگر سردارون سے
کہتا ہوا کہ مہمیز کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا نسیم کو میدان سے باندھکر لیگیا اب یارو
حفاظت کرنا ایسا نہ ہو یہ ساربان زادہ آئے اور مین بھی انتقام کرونگا لوح ایسے
کے پاس ہی کہ وہان کوئی نہ جاسکیگا یہ ذکر تھا اور نیرنگ پلٹا ہوا آتا ہی قلعے مین داخل ہو رہا
ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان دس بیس ہزار جوان ساتھ مین
گھوڑے پر آپ آگے آگے لباس طلسمی زیب جسم اور لوح محفوظ گلے مین اور شبنم
گوہر پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار طاؤس کو اُڑاتے ہوئے آتی ہی خواجہ
نے بڑھکر نور الدہر سے ملاقات کی نیرنگ نے جو آمد نور الدہر دیکھی تھرا گیا کہتا تھا
یہ مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین جالینوس ثانی کی دختر کو دیکھکر بہت جھلایا کہا ای
نیرنگ اس شوخ دیدہ نے بڑی آفت برپا کی دیکھنا اسکا کیا حال کرتا ہون خواجہ
نے نور الدہر کی بارگاہ استادہ کرائی سامنے قلعے کے لشکر اُتارا ادھر نیرنگ جو پلٹ کر
آیا اپنے ساحر ونکو جابجا مقرر کیا سب سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر نہ آنے پائے
دروازے پر افہام جادو جو سپہ سالار لشکر ہی اُسکو مقرر کیا اور کہا کہ خبردار نہایت
حفاظت رکھنا اگر مین بھی آؤن تو وقت کو دیکھنا کہ وقت میرے آنیکا ہی یا نہین اور
بے پہچانے اندر نہ جانے دینا افہام نے کہا ای شہریار کیا مجال کہ ہوا بھی اندر قلعے
کے آنے پائے مین کل انتظام کرلونگا یہان خواجہ نے جب نور الدہر کو بارگاہ مین
داخل کرلیا تو آکر بیٹھے شبنم کو بلایا پوچھا کیون ملکۂ عالم تمکو کچھ معلوم ہی کہ لوح طلسمی لیجاکر
نیرنگ نے کہان رکھی ہی شبنم نے کہا خواجہ مجھکو نہین معلوم کہ لوح کہان رکھی ہی عمرو
نے کہا خیر آج دریافت کرلونگا یہ کہکر خواجہ باہر نکلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی قلعے
کے دروازے پر افہام جادو نگہبان ہی شبنم بھی باہر نکل آئی پکارنے لگی کہ خواجہ بہت
سمجھکر جانا افہام جادو بلائے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا مین پھنس جائین
خواجہ سے شبنم یہ باتین کر رہی ہی وہان دربار مین نیرنگ نے کہا ای جالینوس

کچھ شبنم کا انتظام نہ کیا جالینوس نے کہا مجھکو بھی خوف ہی مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے
اُٹھا عقاب بنکے چلا مگر نہایت جھلایا ہوا یہان وہ وقت ہی کہ خواجہ شبنم سے باتین
کر رہے ہین کہ ایک عقاب نے آکر اپنا سایہ ڈالا شبنم کے پانؤن زمین نے تھام
لیے شبنم نے پکار کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میرے پانؤن زمین نے تھام لیے
خواجہ یہ سُنتے ہی بھاگے کہ عقاب نے جھپٹ کر خواجہ پر بھی سایہ ڈالا خواجہ کے
پانؤن بھی زمین نے تھام لیے شبنم نے چاہا سحر کرون مگر زبان سے سحر نہ نکلا زبان
مین لکنت ہی عجب کیفیت ہی اب آسمان سے جالینوس اُترا بہ صورت اصلی سامنے
شبنم کے آیا بال پکڑ کے ایک تمانچہ مارا کہا او گیسو بریدہ و او ننگ خاندان تو نے
خوب بدنام کیا تمام دنیا مین رسوا ہوا مشہور ہی کہ شبنم پر اوس پڑی طلسم کشتا کے
عشق مین نکل گئی اُدھر خواجہ بھی ایک مقام پر کھڑے ہین آگے نہین بڑھ سکتے ہین
لشکر مین غل ہوا کہ جالینوس آیا ہی شبنم کو سحر مین پھنسایا ہی عیار چہار طرف سے دوڑے
نور الدہر نے جو خبر سنی تلوار ٹیک کر اُٹھے لوح محفوظ چمکاتے ہوے چلے چاہا کہ
قریب جالینوس کے پہونچون جالینوس کو قتل کرون نعرہ کر کے بڑھے تھے کہ
جالینوس نے پنجے مین شبنم کو دبایا اور خواجہ پر اشارہ کر دیا پکار کر کہا کہ ارے
ساربان زادے بھاگ تجھکو پھر لیجاؤنگا خواجہ نے جو دور سے دیکھا کہ شبنم کو
جالینوس لیے جاتا ہی اور شبنم کی بیقراری پکار کر کہتی ہی اے شہریار اپنا تو یہ حال ہی
کہ جسکا بیان کرنا محال ہی

نظم

سچ سچ کہین دروغ خدا کی قسم غلط — اے بت ترے سخن کو سمجھتے ہین ہم غلط
غیرون نے آکے اُسکو دیے اسقدر فریب — قسمین صحیح کھاؤن تو سمجھے صنم غلط
حال فراق اُسکو رقم کر رہا ہون مین — لکھنا نہ کوئی حرف ذرا اے قلم غلط
چمن عشق خط سبز مین کرتا ہون سیر باغ — دیکھے سے سبزہ زار کے ہوتا ہی غم غلط
اے جان مجھکو تجھسے امید وفا نہین — تیرا دروغ قول تری ہی قسم غلط
کہتے ہین ہجر مین مجھے سب دیکھکر عزیز — ذکر وصال چھیڑیے ہوجائے غم غلط

ہین نے کبھی حضور کا شکوہ نہین کیا　　ای توبہ توبہ آپ کے سر کی قسم غلط
سطوت نہ اُسنے وصل کا وعدہ وفا کیا　　کسطرح آپکے قول کو سمجھین نہ ہم غلط

نور الدہر نے تیر و کمان اُٹھایا تیر مارا جالینوس نے تیر جلا دیا اور پکار کر کہا او
طلسم کشا غنیمت جان کہ تجھکو چھوڑے جاتا ہون آکے تجھکو بھی بھجا دونگا جب تیر
جلا تو نور الدہر نے پکار کر کہا کہ چھوٹے داماجان خبر لیجیے خواجہ عمرو دوڑے
اوپر اوپر جالینوس جاتا ہی نیچے خواجہ دوڑے ہوے جاتے ہین جالینوس دو
کوس نکلگیا تھا کہ آواز آئی ای بندہ خاص الخاص کیا کہنا ہماری محبت مین تجھکو سبکی
محبت فراموش ہی تجھکو طرہ پیغمبری عطا کرونگا جالینوس نے جھک کر دیکھا خداوند
بقراط کھڑے ہین اور تعریفین جالینوس کی کر رہے ہین جالینوس نے جو
بقراط کو دیکھا ہوا سے اُتر آیا بقراط نے کہا ای جالینوس یہ ہماری بندی خاص
ہی اِسکو رہا کر دے ہم اِسکو صحبت خاص مین بلوائینگے سمجھا دینگے اسکا نشہ اُتر جائیگا
جالینوس نے کہا یا خداوند آپ رہا کیجیے بقراط نے کہا اگر مین رہا کرونگا تو پھر
تمھارے واسطے ضرر ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تمکو ضرر پہونچے جالینوس نے
شبنم کو ہوشیار کیا دیکھا قدرت کھڑے ہین ایک طرف جالینوس ہی شبنم نے
بقراط کو سلام کیا خواجہ عمرو نے کہ بصورت بقراط تھے بائین آنکھ کا تل شبنم کو
دکھایا شبنم سمجھ گئی کہ خواجہ ہین پھر جھک کر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اور کہا
یا خداوند معاف کیجیے امیدوار ہون کہ آپ کے ساتھ رہون جالینوس نے
ہنسکر کہا یا خداوند آپ کے نظارۂ جمال سے اِسکے ہوش درست ہوے ورنہ
کبھی ایسے کلام نہ کرتی تھی آج سمجھکر کلام کیا جالینوس نے کہا ای فرزند اِنکی اطاعت سے
انجام بخیر ہوگا ورنہ جہنم مین پھینکی جاؤگی شبنم رونے لگی کہا خداوند کی اطاعت سے
روگردانی نہ کرونگی جالینوس نے کہا جاؤ یہ کہکر شبنم پیدا وار پیدا کر کے چلی بقراط
نے کہا ای جالینوس اب جاؤ جالینوس طرف اپنے لشکر کے چلا بقراط یہین کھڑے
کھڑے غائب ہوگیا جالینوس کو اور زیادہ اعتقاد ہوا اگے شبنم بھاگی ہوئی جاتی ہی

خواجہ نے آگے بڑھکر ملاقات کی کہا اے شبنم دیکھا کس طور سے تمکو رہا کرلیا شبنم نے قدمون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کا کیا کہنا کیا لطف کی عیاری کی ہے عمرو نے کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ دربار مین نیرنگ کے جاؤن لوح کا پتہ لگاؤن نہ معلوم لوح کہان ہی شبنم نے کہا اب کنیز جاتی ہی مین نے یہ خبر پائی ہی کہ لوح حران جادو مالک باغ ویران کے پاس ہی اُس سے جاکر ملاقات کرون وہ ہمیشہ سے خواہش رکھتا تھا کہ شبنم میرے پاس آئے خواجہ نے کہا اچھا جاؤ شبنم پریروانہ پیدا کرکے چلی حران جادو ساحر نوجوان عشق مین ملکہ شبنم کے بیقرار رہتا ہی کنیزین وغیرہ جمع ہین یہی باتین کر رہا ہی کہ مقام افسوس ہی کہ آجتک شبنم نے ہمارا خیال نہ کیا کبھی نہ آئی اپنا یہ حال ہی کہ جینا وبال ہی

نظم

شب کو پہلو سے اُٹھا جبکہ خفا تو ہو کر — حسرتین دل کی ٹپکنے لگین آنسو ہو کر
باغ سے اپنے نکالے جو خفا تو ہو کر — زار ایسا ہون کہ بھولونمین رہون بو ہو کر
دیکھے ہر شہر مین جب تیری بھوونکے مشتاق — نکل آیا مہ نو چرخ پہ ابرو ہو کر
لب رنگین جو ترے ہجر مین یاد آتے ہین — لخت دل آنکھ سے گر پڑتے ہین آنسو ہو کر
باتون باتون مین دل زار کو لے لیتے ہین — انکی تقریر اثر کرتی ہی جادو ہو کر
شاد ہو جاتے ہین کیا میرے رقیبونکے دل — بات جب کرتا ہی وہ مجھسے ترش رو ہو کر
وصف اُس چشم سیہ کا جو کبھی لکھتا ہون — سامنے آتے ہین مضمون مرے آہو ہو کر
جو کہ دشمن ہین نبیؐ اور علیؑ کے سطوت — حشر کے روز اُٹھین گے وہ سیہ رو ہو کر

کنیزین سمجھا رہی ہین کہ اے حران نہ گھبراؤ ہم لوگ پیغام لیکر جاوینگے بلا کر تمھاری معشوقہ کو لاوینگے جسوقت پیغام دینگے خوشی خوشی آویگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سنہرا نظر آیا حران نے خوش ہوکر کہا لو قدرت نے میری دعا قبول کی معشوقہ آتی ہی ابر آکر پھٹا دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش کمال چمک دمک سے ظاہر ہوئی زمین پر اتری حران کھڑا ہوگیا ہاتھ تھام کر کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی اسوقت کیا احسان کیا ہی مین تڑپ رہا تھا تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا اِسوقت دل کو چین آیا

روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی شبنم نے کہا صاحب صاف تو یہ ہی کہ ہمکو تمہارا بڑا خیال تھا کہ جب چاہین گے جب ملین گے لیکن بیٹھے بیٹھے خبر سنی کہ تمنے بوح کو اپنے پاس رکھا ہی تمام مسلمان تمہاری فکر مین ہین ہر جگہ یہی ذکر تھا کہ حیران کی فکر کرو حیران گرفتار ہو اور اُسکو قتل کیا جاے تو بوح دستیاب ہو مین نے جو یہ ذکر سُنا کئی دن مین روبا کی آب و دانہ ترک رہا کہتی تھی کہ بیٹھے بیٹھے یہ کیا شامت آئی بوح کو کیون اپنے پاس رکھا تمام دنیا کو دشمن بنایا طلسم کشا کے ساتھ سکندر ثانی ہو نجم اور ارسطوے ثانی چند شاہزادیان بھی عاشق ہین آخر کنیزون نے صلاح دی کہ پاس حیران کے جایئے انکو دیکھ آیئے جو حسرت ہو نکال دیجیے کنیزون کے کہنے نے تاثیر کی اسوجہ سے مین آئی ای وارث میرے جسطرح بنے بوح کو پھینکو طلسم کشا صاحب اقبال ہین الدے کیا کیا سحر کیے کیسے کیسے انتقام لیے مگر طلسم کشا کی رہائی ہوئی اسیطرف کواب آتے ہین حیران ان باتون سے شاد ہو گیا کہا صاحب تمکو خیال نہ ہو تو کسکو خیال ہو آخر میری آہ نے تاثیر کی تمکو بھی ضرورت ہوئی کہ میرا خیال آیا مین نے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین مصاحبون سے پوچھو تو کہ مجھپر کیا گذرتی ہی کبھی اٹھنا اور کبھی بیٹھنا کبھی یہ اشعار زبان پر تھے

نظم

کیا وجہ کیون ہو آجکل ای مہربان اُداس — آزردگی ہی کس سے کہ ہو جان جان اُداس
آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی — پھر کسطرح رہے نہ دل باغبان اُداس
شاید کسی کا عشق ہوا چاہتا ہی پھر — رہتا ہی کیون ہمارا دل ناتوان اُداس
آزردہ ہوگئی ہین کیا دل شیدا مین حسرتین — میری نگاہ مین ہی جو سارا جہان اُداس
آزردہ آجکل مرا رشک ہما رہی — دکھلائی دے نہ کیون مجھے باغ جہان اُداس
باتین ہزارون مجھکو سنائے وہ شوق سے — ای دل مگر رہے نہ مرا بدزبان اُداس
اس نازنین کا ہاتھ نزاکت سے تھک گیا — کیونکر نہ وقت ذبح ہو نیم جان اُداس
آباد بادہ خوارون سے یہ میکدہ رہے — مستون کی ہی دعا نہ ہو پیر مغان اُداس
گھر سے ہمارے رات کو جا یار کر کہین — تیرے بغیر رہتا ہی سارا مکان اُداس

دل مجھسے مانگتے ہو تو لو کچھ نہین ہی عذر	بیکار اتنی بات پہ ہو جان جان اُداس
دیوانہ مر گیا ہی ترا جب سے اے پری	زنجیرین ہین درو نکی خموش اور مکان اُداس
سطوت کو اب نہ وہ رہے نہ اے جان جان اٹھا	پچھتائیگا جو ہوگا ترا آستان اُداس

تڑپ تڑپ گے یہ زمانہ کا تماشا شبنم نے باتین کرتے کرتے پوچھا کہ ای حیران لوح کہان
رکھی ہی حیران نے کہا یہ جو سامنے نخل ہی اسپر طائر بہت سے بیٹھے ہین جو طائر سب سے
کلان بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی کوئی شخص ایسا ہو کہ اُس طائر کو مارے اور فوراً
اُسکا شکم چاک کرے اور خون جلو مین لیکر اُسی نخل کی جڑ پر ڈالے نخل اُکھڑ کر گریگا
ایک قصر عالی ظاہر ہوگا اُس قصر مین قفسِ قمری لٹکا ہی اُس قمری کو مارے اور شکم
چاک کرے اُسکے شکم مین لوح ہی کیونکر ای ملکۂ عالم کسکی یہ لیاقت ہی کہ تا بہ قمری
پہونچے مین نے لوح کی حفاظت کی ہی اِسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا تھا جاتے
تھے کہ حیران جادو وا انتہا کا منتظم ہی یہ باتین کر رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
کہ دروازے پر ایک پیر کلانوت حاضر ہی امیدوار باریابی ہی حیران نے کہا بلا لو
سحر کہ یہ گذرا ناظرین پر واضح ہو کہ جب شبنم چل چکین اور کہکر گئین کہ مین لوح دریافت
کرنے جاتی ہون تو خواجہ نے نور الدہر سے کہا ای نور نظر تم طلسم کشا ہو اگر شاید
شبنم نے دریافت کیا اور پتہ لوح کا ملا تو یہ مقدمۂ لوح طلسمی ہی سوا ے تمھارے
کسی کے ہاتھ مین نہین آئیگی خواجہ نے باتین کرتے کرتے نور الدہر کو بیہوش کیا
زنبیل مین رکھا اور تلاش مین روانہ ہوے جب چوبدار نے حیران سے عرض کی
کہ پیر کلانوت حاضر ہی اور حیران نے کہا بلا لو شبنم حیران ہی کہ یہ کون آیا دیکھا ایک
گویا نحیف وضعیف کرتا چکن کا پہنے ہوے مگر پرانا کہ جسکی بوٹیان کیڑے کھاگئے
ہین اور کچھ باقی ہین جوتا گھیتلا پانؤن مین سکے تار اُڑے ہوے زردوزی
نمایان آتے ہی بڈھے نے سلام کیا اور کہا کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین آفتاب
عالمتاب سحر طالع رہے حیران نے پوچھا بڑے میان صاحب کہان سے آتے
ہو بڈھے نے کہا مجھے بڈھا نہ کہیے مین نوجوان ہون سامری کی خدمت مین جاتا

کرتا تھا آسمان پر جا کر گاتا تھا سامری و جمشید خوش ہوتے تھے ایک دن جو مین لطف مین گایا سامرن نے پردے سے جھانکا مین نے بھی نگاہ ڈالی سامری نے دیکھ لیا مجھکو ڈھکیل دیا ہر آسمان سے دوسرے آسمان کا پانچ سو برس کا راستہ ہے سات پنجے پینتیس سو سال مین زمین پر آیا ہوا جو جا بجا کی لگی کرہ بیرونی سے گذرا فرش خاک پر آیا گرو مین اَٹ گیا اِن صدمات سے دانت گر گئے مگر طاقت وہی جوانون کی ہے امیدوار ہون کہ پھر اگانا سیکھیے ایسے خوش ہو جیئے گا کہ جسکا جواب نہین آپ کو خوب سامنی کر دونگا یہ کہکے فی البدیہہ نکالی نئے طور سے یہ اشعار گانے گئے

نظم

عجیب طرح کی اُلجھن تھی دل بحال نہ تھا / نصیب ہمکو جو اُس سوچ کا وصال نہ تھا
فلک کے ظلم اُٹھاتا یہ مجھ مین حال نہ تھا / ہزار شکر کہ مین صاحب کمال نہ تھا
کبھی نہ دیتے اُنھین حیلے سیکڑون کرتے / کہ دلکو لیکے وہ نکرینگے یہ خیال نہ تھا
خط سیہ کی محبت مین ہو گیا بیکار / ہمارے شیفتہ دل مین تو ایک بال نہ تھا
جو بہر وصل وہ آیا تو دل ہوا راضی / صنم سے اِسکے سوا اور کچھ ملال نہ تھا
بغیر بوسہ دیئے لے لیا دل شیدا / ہمارے آپ کے صاحب یہ انفصال نہ تھا
اُتارتے جسے ہم اپنے دلکے شیشے مین / جہان مین کوئی بھی ایسا پری جمال نہ تھا
یقین تھا آکے پلائینگے شربت دیدار / نہ آئینگے وہ دم نزع یہ خیال نہ تھا
بناتا زخم جگر کا مین کسطرح مرہم / کہ ہائے مجھکو میسر ترا اُگال نہ تھا
نہ سمجھے تھے وہ بُت ایمان بھی لیگا دلکے سوا / قسم خدا کی ہمین اِسکا کچھ خیال نہ تھا
حضور جا کے بدخشان مین دیکھ آیا ہون / لبون سے آپ کے خوشرنگ کوئی لال نہ تھا
جو شعر کہنا لطافت سے سیکھا اے سطوت / جہان مین اُنسا کوئی صاحب کمال نہ تھا

یہ غزل اِسطور سے اُس بڈھے نے گائی کہ شبنم کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے حران تعریفین کر رہا ہے کہتا ہے بڑے میان کیا کہنا حقیقت مین خوب گاتے ہو بڑے میان نے کہا اے شہنشاہ ساحران ایک کمال ایسا جانتا ہون کہ کبھی وہ آپنے نہ دیکھا ہوگا حران نے پوچھا وہ کیا ہوگا تنے تو ایسا ہو کہ کبھی آجتک نہین سُنا

بڑھے نے کہا حضور اس کمال کی کیا حقیقت ہی پانؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ راضی ہون حران نے کہا بڑے میان یہ تو بہت مشکل ہی بڑے میان نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ابھی ملاحظ کیجیے مگر سرکار کا نقصان ہوگا میخانے کی کُنجی مجھے عنایت فرمایئے حران نے کُنجی دی بڑے میان کُنجی لیکر میخانے مین آئے پکار کر آواز دی صاحبو مین آج ساقی ہونگا کوئی باقی نہ رہیگا لوگ دوڑے گلابیان اُٹھا کر لیجانے لگے کوئی پتلہ لے گیا خواجہ کتنے جاتے ہین یہ دس آدمی کا حصہ ہی ایک ایک گلابی مین دو دو مست ہونگے جب شراب بانٹ چکے چند گلابیان عمدہ چُنیں جنمین شراب ارغوانی بھری تھی ٹکڑے اُنکے تمامی سے باندھے محفل مین لیکر آئے گھنگرو پانؤن مین باندھے حران نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لایا ہی بڑے میان نے پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کر کے سر پر رکھا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوے چلے نظم

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہو کرتا
سوے عدم کمر کے جو باسدھارتے ہین

وہ دلپسندِ عالم جب دیکھتے ہین تجھکو
کرتے ہین گنگ اِشارے گویا پکارتے ہین

قائل ہون ہین تو اپنے نالونکی گرمیونکا
داغون کو میرے دلکے کیا کیا اُبھارتے ہین

دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین

دِن رات کھیلتے ہین باہم قمارِ اُلفت
وہ ہمسے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین

شیرین لبونکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
بوسے کا نام سُنکر ہم منھ پسارتے ہین

جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھرنے
بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

مردِ فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتش ہو کارتے ہین

اِسطرح کے اشعار گاتے ہوے سامنے حران کے آکر سر جھکایا کہا کہ ایسے شاہونکو سر سے شراب پلانا چاہیے حران نے جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا مگر شبنم حیران ہی

کہ یہ بڈھا کون ہو کہ اشارے مین خواجہ نے پوچھا کہ کون ہو بلکہ عالم یہ بتاؤ کہ حال لوح بھی کچھ
دریافت ہوا شبنم سمجھی اشارہ کیا کہ مین دریافت کر چکی مگر سوائے طلسم کشا کے کسی کے
ہاتھ نہ لگے گی خواجہ نے اشارے مین جواب دیا کہ نور الدہر میرے پاس موجود ہین
شبنم کو بھی خواجہ نے جام پلایا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل کو شراب پلائی اتنے مین
حران گھبرا کر اُٹھا کہا او یارو خداوند آئے ہین یہ کہکے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے
غلبہ کیا دھڑ سے زمین پر گرا کل اہالی محفل لینا لینا کہکے دوڑے گر گر کر بیہوش ہوے
جب سب بیہوش ہو چکے تو خواجہ نے چاہا کہ حران کو قتل کرون کہ شبنم نے ہاتھ
پکڑ لیا اور واضح رہے کہ جالینوس بھی عین وقت پر آگیا وہ بھی شریک جلسہ ہوا اُسنے
بھی شراب پی یہ بھی بیہوش ہوا خواجہ نے کنارے آکر نور الدہر کو زنبیل سے نکالا
نور الدہر نے نکلتے ہی خواجہ کو سلام کیا کہا زنبیل مین کیا رعنائی ہو جب مین پہونچا تو
کئی سو تاجدار برائے استقبال آئے یہی ہلڑ تھا کہ ہم خواجہ کے خراج گزار ہین خزانے
جمع ہین آپ کو جو ضرورت ہو وہ حاضر کرین مین نے جواب دیا مجھے کوئی ضرورت نہین
پھر اتنا بڑا دستر خوان بچھا کہ جسپر کئی سو تاجدار بیٹھے سب کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا
ناچ ہو رہا تھا ہر نازنین کا قول تھا کہ مین خواجہ کی کنیز ہون چاہتی ہون مجھکو بیچ ڈالین
کیا عمدہ عمدہ نازنینان مہ جبین رقص مین تھین کہ یکایک آواز آئی کہ خواجہ عمرو یاد
فرماتے ہین سب تاجدار آکر پہونچا گئے خواجہ نے کہا اے نور نظر مین نے کہدیا تھا
کہ فرزند صاحبقران کی مدارات کرنا ورنہ وہ سب کپڑے اُترو الیتے تمکو زندگی
دشوار ہوتی مگر اب خطا نہ کرو جس درخت پر طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سر نخل پر
طائر کلان بیٹھا ہے اُسکو تیر مارو شبنم کو ہوشیار کرو نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری سب طائر غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی آواز ہے کہ اے طلسم کشا
وقت رحم ہو نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا اور تاک کر تیر مارا تیر نے خطا نہ کی تیر
سینۂ طائر پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گزرا طائر نخل سے اُڑے نور الدہر نے بڑھکر
خون اُسکا چلو مین لیا بیخ نخل پر مارا ایک دھماکا ہوا نخل تھرا کر گرا نور الدہر اور

خواجہ و شبنم قریب آئے دہنہ نقب کا دیکھا آگے نور الدہر پیچھے خواجہ و شبنم ایک
قصر مین پہونچے حقیقت مین دیکھا کہ ایک قفس لٹکا ہوا ہی قمری گونج رہی ہی جیسے
نور الدہر کو دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل طائر غل مچانے لگے طائرون نے اسقدر
غل مچایا کہ جالینوس کی آنکھ کھلی جالینوس نے دیکھا طائر کلان مرا پڑا ہی دہنہ نقب
کھلا ہوا سب بیہوش پڑے ہین حران کو اُٹھایا حران نے جو اُٹھتے ہی یہ معرکہ دیکھا
کہا ای جالینوس غضب ہوا طلسم کشا پہونچ گیا یہ کہکے حران نے ایک چیخ ماری
کل طائر زمین پر گرے جادوگرون کی شکل بنکر حران کے ساتھ ہوئے حران نقب
مین پھاند اسب جادو گر پشت پر حربہ ہاے سحر ہاتھون مین لیے ہوئے یہان وہ
وقت ہی کہ نور الدہر نے قفس اُتارا چاہتے ہین قمری کو نکالین قمری پھڑک رہی ہی
گوشون مین چھپتی ہی عمرو نے آواز دی ای نور الدہر جلدی کرو نور الدہر نے قمری
کو نکالا ہی کہ آواز آئی ای طلسم کشا کیون دھوکہ کھاتا ہی اِس قمری کے شکم مین لوح
نہین ہی حران نے غلط بیان کیا اِس بے زبان کو نہ مارنا مگر نور الدہر نے قمری کو
کھینچا خنجر کمر سے نکالا تھا کہ نعرے کی آواز آئی منم حران جادو ای طلسم کشا کیون
ظلم کرتا ہی عمرو نے آواز دی کہ ای فرزند جلدی کرو لوح نکال لو نور الدہر نے خنجر مارا
قمری کا شکم چاک ہوا لوح مثل ستارۂ سحری چمکی زمین پر گری پہلو مین لوح کے تیغہ
بھی تھا نور الدہر نے تیغہ اُٹھا لیا جالینوس نے جو دیکھا کہ لوح زمین پر پڑی
ہی کڑک کر گرا کہ لوح اُٹھا لون جیسے ہی کڑک کر گرا شبنم نے نیچہ مارا کہ جالینوس
کا سر زخمی ہوا وہی خون جالینوس نے شبنم پر پھینک مارا شبنم جلنے لگی آہ کرتی
تھی خواجہ نے جو دیکھا کہ شبنم جل رہی ہی اور بیقرار ہو کر پکار رہی ہی **نظم**

مژدہ سنا ہی آمد فصل بہار کا — چہرہ خوشی سے سرخ ہی ہر بادہ خوار کا
آئے جو غیظ مین فرس اُس شہسوار کا — دم بند کر دے ابلق لیل و نہار کا
نالے جو کر رہا ہی یہ دل مثل عندلیب — شاید ہوا ہی عشق کسی گلعذار کا
فوراً جنون مین پرزے گریبان کے کر دیے — مین نے کسی سے نام سنا جب بہار کا

تعریف مین نے کی جو کسی گلعذار کی
دلبر مرے گرادیا کیون اسنے تو بجم
گلشن کا تختہ صفحۂ قرطاس بنگیا
کھولا نہانے کے لیے جوڑا جو یار نے
گلشن مین جا کے تمنے کیے تھے جو چہچے
ہم بھی فقیر مست ہین ہو نیک سے کی خیر
بعد فنا بھی مجھسے عداوت نہین گئی
پہونچا دیا صبا نے جو کوچے مین یار کے
سطوت بتونکے عشق سے کیسا بچالیا

غصے سے رنگ سرخ ہوا میرے یار کا
مین تو عدو نہ تھا فلک کجمدار کا
لکھا جو وصف اُس صنم گلعذار کا
گویا کہ نافہ کھل گیا مشک تتار کا
دم بند ہو گیا تھا چمن مین ہزار کا
ساقی پلادے جام مے خوشگوار کا
اُسنے نشان مٹا دیا میرے مزار کا
ملتا نہین مزاج ہمارے غبار کا
مجھپر ہی فضل کیا مرے پروردگار کا

خواجہ نے جو شبنم کو اسقدر بیقرار دیکھا جھپٹ کے نعرہ کیا کہ او قادورے کے
پینے والے دیکھ تیری پشت پر حریف آگیا جالینوس پلٹا نور الدہر نے جھپٹ کر
نیچہ مارا کہ جالینوس کے دو ٹکڑے ہوے شبنم کو فراغت حاصل ہوئی آگ
بھی حران نے جو دیکھا کہ جالینوس مارا گیا للکارا کہ او شبنم تو نے باپ کو قتل کرایا
اب تجھکو صبر آیا شبنم نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدہر نے لوح اُٹھالی اُٹھا کے
گلے مین ڈالی سب ساحر ٹوٹ پڑے کہ لوح چھین لین مگر نور الدہر نے تیغۂ طلسمی
کھینچا خواجہ نے حقۂ آتشبازی مارا ساحرون کے منھ جلے الامان الامان کرتے
تھے بھاگ جانے کا راستہ نہ ملتا تھا ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی مگر نور الدہر
شیرانہ لڑ رہے ہین شبنم نے بھی دیکھا کہ جالینوس مارا گیا مگر حران کا بلوہ ہی یہی
چاہتا ہی کہ سب ساحر نور الدہر کو لپٹ جائین لوح چھین لین مگر کسکی مجال ہی کہ
اُس شیر پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا وہ مارا گیا جب کئی ہزار جادوگر واصل جہنم
ہوے تو حران تیغہ کھینچکر دوڑا قریب آکر نور الدہر پر وار کیا صدہا تلوارین برسین
مگر نور الدہر پر تاثیر نہ ہوئی کوئی تلوار نہ پڑی جب جنگ کو عرصہ گذرا اور شبنم
نے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوے ہین حران ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ گرفتار کرلون

لیکن نورالدہر شیرانہ لڑرہے ہین تیغۂ خون آلود ہاتھ مین جس ساحر پر جا پڑے اُسے
ہاتھ مار ا دو ٹکڑے کیے خواجہ نے بڑھکر للکارا کہ او حران کہان جاتا ہی یہ کہکے
گلیم جو سر سے اُتاری حران نے جو خواجہ کو دیکھا سحر کیا کہ پانون زمین نے تھام
لیے حران نے چاہا تڑپ کے گردن خواجہ کو اُٹھا لیجاؤن خواجہ نے پکار کر
آواز دی کہ ای نور نظر مجھکو بچانا یہ سنکر نورالدہر جھپٹے قریب حران کے پہونچے
یلان جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا قریب حران کے پہونچ گئے بیچ مین پھاند پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تلوار کا مارا یلان
نے سپر کو اُٹھا دیا مگر یہ تیغۂ طلسمی سپر سے کب رُکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے
اب جو تلوار گری یلان جادو کے دو ٹکڑے ہوے یلان کا مارے جانا اور
لاشہ کا زمین پر تڑپنا حران نے جو دیکھا بیقرار ہو گیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
زمین کو بھی جنبش دی مگر نورالدہر اُسی طرح قایم رہے اور کئی جو ساحر منھ کے
بھل گرے نورالدہر نے اُنکو قتل کیا آخر حران نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے
نورالدہر نے روک کر ہاتھ مارا حران کے بھی دو ٹکڑے ہوے حران جو
مارا گیا اندھیرا ہو گیا ہر طرف سے آوازین آنے لگین کہ مرحلہ حکما بھی مٹا بڑا
جادوگر نامی مارا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سن حران جادو
بود باقی ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے تھوڑی دیر کے بعد سناٹا ہو گیا نورالدہر
وخواجہ وشبنم اُس قصر سے نکلے خواجہ نے خزانہ لوٹ لیا نورالدہر نے پوچھا ای
عم نامدار کیا خزانہ اِس مکان مین موجود نہ تھا خواجہ نے کہا بیٹا یہان ایک حبہ
نہین نکلا اب اُس قصر سے نکلے قلعے مین آئے اہل قلعہ نے اطاعت کی نورالدہر
نے قلعۂ جالینوس وقلعۂ حران ملکہ شبنم کے سپرد کیا مگر نیرنگ جادو اپنے مقام
پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حران وجالینوس مارے گئے قلعہ جات
پر قبضہ شبنم کا ہوا یہ بہت گھبرایا لشکر جمع کیا تین لاکھ ساحر جمع ہوے اُن سب کو
ساتھ لیکر کوچ کیا منزل در منزل آتا ہی ادھر نورالدہر شبنم کو مقرر کرکے خواجہ کو

ساتھ لیے ہوے پشت مرکب پر سوار آتے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی نیرنگ
کو دیکھا تین لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا نورالدہر نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
لشکر کو لایئے نورالدہر اسی مقام پر ٹھہر گئے خواجہ نے جاکر لشکر کو خبر کی کل اہل
لشکر شام کو آکر پہونچے نیرنگ شب کو اٹھا طبل جنگی بجوا دیا اور ٹہلتا ہوا طرف
لشکر نورالدہر کے چلا منظور یہ ہی کہ طلسم کشا کو چرالاؤن جب کنارے پر پہونچا نجم
نے کہ طلایہ دے رہا تھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی نیرنگ نے نجم کو پہچانا اور پکار کر
آواز دی کہ او نمک حرام تو نے خوب طلسم کشا کا ساتھ دیا اب سامنے سے ہٹ جا
مین طلسم کشا کو لینے جاتا ہون نجم نے سحر کیا نیرنگ نے دفع کر دیا ارسطو کہ بازار
غلہ فروشان مین تھے دیکھا کہ کنارے پر لشکر کے آگ برس رہی ہی ارسطو دوڑے
اسوقت پہونچے کہ نیرنگ نے سحر کیا ہی نجم کے پانون زمین نے تھام لیے ہین
ارسطو نے آکر پشت پر سے گولہ مارا کہ پشت پر اسکی پڑا اگر نیرنگ نے پلٹ کر
سحر کیا کہ گولہ پانی ہوکر بہ گیا یکایک بارگاہ کا پردہ اٹھا نیرنگ نے دیکھا کہ گل گلزار
خلیل الرحمن نور دیدۂ ہوستان و مسلمانان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر
بن بدیع الزمان لوح طلسمی گلے مین تیغ طلسمی ہاتھ مین لیے ہوے برآمد ہوے اور یہ
دیکھا کہ نجم و ارسطو دونون سحر کر رہے ہین اور نیرنگ نہین جھپکتا دونون کے
سحر دفع کر رہا ہی ارسطو نے پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر
شناس آپ اپنے کو اسنک پہونچایئے ارسطو و نجم ہٹ گئے نورالدہر جو سامنے
نیرنگ کے پہونچے للکار کر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده لقار ابیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم	دیگر	ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم

نعرۂ نورالدہر کی صدا بلند ہوئی سب شاہزادیان خیمون سے نکل آئین دیکھا

کہ ایک لشکر گران ہمارے لشکر کو قتل کر رہا ہی ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر سحر کیا
کئی ہزار جوان سر ٹکرانے لگے اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

رونق فزا جو رات کو جانا نہ ہو گیا — معمور نور سے مرا کاشانہ ہو گیا
رہنے لگا جہان کے حسینونکا دلمین دہیان — ویرانہ اپنا پری خانہ ہو گیا
افسوس ہجر ساقی مہوش مین دوستو — معمور اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا
اُس غنچہ لب کے پھول سے رخسار دیکھکر — بلبل ہر ایک باغ مین دیوانہ ہو گیا
ساحل پہ کیا شراب پیے گا وہ نازنین — ہر اک حباب اُلٹ کے جو پیمانہ ہو گیا
اُس شمع رو پہ مین بھی یون ہی دونگا اپنی جان — جیسے نثار شمع پہ پروانہ ہو گیا
جا نکلا دیر مین جو ہمارا صنم کبھی — تھا کونسا وہ بت جسے سکتا نہ ہو گیا
کاہیکو دیکھیے گا بھلا مجھ فقیر کو — اپنو مزاج آپ کا شاہانہ ہو گیا
غمگین وہ ہون گیا جو مین شادی کی بزم مین — عشرت کدہ بھی مجھکو عزاخانہ ہو گیا
وحشی وہ ہون اثر یہ مری ہڈیون مین ہی — کھا کر سنگ حبیب بھی دیوانہ ہو گیا
مسطوت ہم انکے دانتونکی الفت مین رو گئے جیسے — ہر اشک غیرت دُر یکدانہ ہو گیا

سر ٹکراتے ہوے سامنے سے بھاگے کوئی صحرا مین پہونچا کسی نے پہاڑون سے
سر ٹکرایا سب شاہزادیون نے سحر کیے بارہ چودہ ہزار جوان آپس مین لڑنے لگے
ایک ایک شاہزادی بلاے روزگار ہی جسنے سحر کیا زمین اُلٹ دی نیرنگ نے
بھی پلٹ کر دیکھا کہ لشکر والے بیتاب ہوے نور الدہر قریب لڑتے ہوے پہونچے
للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی نیرنگ کو کچھ بن نہ پڑا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا
نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا برقین نور الدہر پر گرین مگر بہ سبب لوح کے
تاثیر نہ ہوئی تیغہ طلسمی کا وار کیا نیرنگ نے سپر پر روکا مگر سپر کو کاٹ کر تلوار گری
نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرنا نیرنگ کا کہ فوج والے اسکے کچھ بھاگے
کچھ پکڑے گئے کچھ مسلمان ہوے نور الدہر فتح کرکے لڑائی کو پلٹے بارگاہ مین
آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین مشورہ ہو رہا ہی نور الدہر فرماتے ہین ہین کل برا۔

فتاحی مرحلہ جات جاؤنگا نجم اختر شناس نے عرض کی کہ غلام ضرور ساتھ چلیگا مگر
بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ چند طائر آکے گرے غلطکین مارکے
بشکل انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی کہ قدرت کی عمر کوتاہ ہو طلسم خیال سکندری
جلد تباہ ہو جالینوس ثانی و وسواس جادو و نیرنگ جادو و قسطالس جادو
مالکان مرحلہ جات یہ سب واصل جہنم ہوے فقط بیچ مین چند قلعہ جات ہین اور چند
پہلوان ہین یقین ہی کہ طلسم کشا انکو فتح کرتا ہوا قریب قصر ہشت پہل آجائیگا
بقراط کو سناٹا آگیا خاموش بیٹھا ہی شاہزادیان عرض کررہی ہین کہ یا خداوند کچھ
تدبیر کیجیے مگر بقراط کچھ جواب نہین دیتا کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار اُٹھا قصر پر آکے
پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوے جھولی آگے رکھی ہوئی ہاتھ
ہلاتا ہوا آکر پہونچا بقراط نے کہا لو قوت بازو و زینت پہلو آگیا اے سرسام جادو
اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سرسام نے دست بستہ عرض کی یا خداوند مین نے
سنا کہ جالینوس وغیرہ قتل ہوے طلسم کشا کا بلوہ ہی آپ بخوبی جانتے ہین کہ میرا
کوئی کیا کرسکتا ہی جہان چلا جاؤن وہ بادشاہ میرا بڑا مرتبہ کریگا مگر کئی سو سال سے
آپ خدائی کرتے ہین اور غلام منتظم خدائی کہلاتا ہی آپ کو کیا ضرور تھا کہ ہفت پیکر کی
ملاقات کرتے اُس ملاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام طلسم درہم و برہم ہوگیا ساحر اپنا منھ
چھپاتے پھرتے ہین مین جاکر کچھ دربند بناتا ہون اول تو جاکر فیلان فیل در کو
بھیجتا ہون کہ وہ جاکر مقابلے مین طلسم کشا کے اُترے کم سے کم ایک مہینہ بھر
لڑیگا اگر وہ غالب آگیا تو خاتمہ ہی اور اگر اُسکو شکست ہوئی تو طلسم کشا کو راستہ
نہ ملیگا مجھ تک نہ پہونچ سکیگا جب مین راستہ نہ دونگا تو آپ تک کیونکر پہونچیگا
درمیان مین کوہ آتش فشان پڑیگا اُس کوہ سے گذرنا نہایت دشوار ہی آپکو
یاد ہوگا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اسکو کوئی فتح نہ کرسکیگا بلکہ آتش فشان گوہر بار
وہان کی حاکم و ناظم ہی وہ انتظام کرلیگی کسیکو گذرنے نہ دیگی بقراط نے کہا کہ اے
سرسام جو بن پڑے وہ انتظام کرو اب وقت آخر ہی قدرت بھی وہ تقدیر کرینگے

کہ جسکو مسلمان بدل نہ سکین جب آکے لڑین شکست کھائین قدرت خود بھی آوینگے
ور بندون پہ پہونچین گے یہ تدبیرین بیان کرکے سرسام روانہ ہوا اپنے مقام
پر آیا کوہ سرسام کہ نہایت بلند اور مرتفع ہے اُسپر بیٹھکر سحر کرنے لگا اور کچھ نامے لکھکر
پھینکے وہ نامے ہوا اُڑا کر لے گئی یہان فیلان فیلدر اپنے بیٹے مین بیٹھا ہے اپنے
زور و قوت پر مغرور ہے پہلوان جا بجا بیٹھے ہین اکھاڑا اکھدا ہوا ہے پہلوان اکھاڑے
مین لڑ رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ اگر رستم اور افراسیاب ہو تو اُس سے مقابلہ
کرین کیدرن اے فیلان یہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہے ایک شخص اپنے کو طلسم کشا قرار دیتا
ہے فتح کرتا ہوا چلا آتا ہے فیلان کہتا ہے کہ مجھے کیا غرض ہے آخر قدرت یا سرسام مجھسے
رجوع کرینگے تو مین جا کر سمجھ لونگا کہ طائر نے آکر نامہ دیا فیلان نے نامہ پڑھا کہا
لو بھائیو تیار رہو وقت جنگ آگیا اور ہمارا افسر سرسام جادو آمادہ ہوا ہے کہ
طلسم کشا سے مقابلہ ہو ہم بھی چلکر دیکھین کہ طلسم کشا کون شخص ہے سات سے پہلوان
جمع ہو کر سامنے آئے نیزے ہلاتے ہوے کرگدن ہاے مست پر سوار کہا اے پہلوان
دوران و اے گرشاسپ جہان سوار ہو جیے ہم سب آپ کے ساتھ ہین وہ جنگ
کرین کہ طلسم کشا کو تنگ کرین ہمسے کون لڑسکیگا فیلان نے کہا اب مین چلتا ہون
اول طلسم کشا کو سمجھاؤنگا کہ اِس راہ سے ہاتھ اُٹھاؤ آیندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے سوار
ہوا سات سے پہلوان چار لاکھ فوج گویا سمندر کی موج اِس کر و فر سے فیلان چلا
یہان نورالدہر اُترے ہوے ہین ارادہ ہے کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی
فیلان فیلدر فیل مست پر سوار پشت پر پہلوان چار لاکھ کا لشکر اِس کر و فر سے
مقابلہ نورالدہر مین اُترا اپنے مقام پر آیا بارگاہ مین بیٹھا غرور مین جھوم رہا ہے
ہنسکر کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہے کہ نامہ لیکر بخدمت طلسم کشا جاے سنتا ہون
کہ جوان حسین و جمیل ہے اور اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے اگر مان جاے اور یہان سے
چلا جاے تو مین اُسکی جان بخشی کرتا ہون اور اگر نہ مانیگا تو سزا پائیگا گھسکر بارگاہ
مین تنبیہ کرونگا یہ جو پکار کر فیلان نے کہا کیوان انجم سپاہ ایک پہلوان ہے نہایت

زبردست ہی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے نامہ اُٹھا لیا کہ مین طلسم کشا کو بہت سمجھاؤنگا یقین
ہی کہ پلٹا دون اگر نہ مانیگا تو پھر آپ کو اختیار ہی انجم سیاہ نامہ لیکر چلا فضائے کار ادھر
لشکر نور الدہر مین آج شب کو طلایہ طہماس کا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کہ
لشکر مین تلڑ ہوا دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار مٹہو بچو کرتا ہوا آتا ہی طہماس نے
پکار کر کہا ای پہلوان یہ لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ادب سے آنا بیجا زبان
نہ ہلانا انجم نے کہا ای جوان تو کون ہی تو نہین جانتا کہ مین فرستادہ فیلان فیلدر ہون
اگر وہ میدان مین آئیگا تو زمین کو ہلا دیگا طہماس نے بڑھکر لگام پر ہاتھ رکھدیا
کہا ای جوان گینڈے سے اُتر مین تجھکو سامنے آقا کے لے چلون چلکر دیکھ کہ کیا خُلق
اور محبت ہی کیسا جری ہی انجم نے کہا ای پہلوان ایسا نہ ہوگا مین تجھکو سمجھاتا ہون کہ چلکر
رفاقت فیلان کر طہماس نے کہا مین اُسکی اطاعت کرون جو مجھکو زیر کرے نور الدہر
بن بدیع الزمان نے مجھے کوہ آتش پر زیر کیا مین نے بدل اطاعت کی مین اب اُسکا
عاشق نثار ہون انجم نے کہا مجھسے مقابلہ کرو ہم تمھین زیر کرکے لے چلینگے طہماس
نے کہا بسم اللہ انجم گینڈے سے کود ا طہماس سے دھینگا مشتی ہونے لگی طہماس
نے کہا ای پہلوان یہ شہدپن کیا ضرور ہی یا مجھکو جگہ دے یا مین تجھکو جگہ دون یا کوئی
پیچ کر کہ میرے تیرے کشتی شروع ہو جائے انجم نے ہاتھ بڑھا کر پیچ باندھا طہماس نے
توڑ کیا انجم نے کہا کہ تم بڑی زبردستی کرتے ہو یہ کہکر پلٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی
طہماس اُسکے لپٹتے ہی ریلکر لے دوڑے انجم پینترا کاٹ کر ہٹتا ہوا چلا آتا ہی طہماس نے
جو بڑھا کر پانوٗن رکھا وہان پر موشخانہ تھا دونون پانوٗن طہماس کے موشخانے
مین گئے انجم نے کہا ای طہماس اب ہوشیار رہنا مین نے ایسا ایسا قلعہ جنگ سے
فتح کیا جس سے پہلوان میرا لقب ہوا بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم اتنے بڑے پہلوان
اور مجھ سے تمھاری کچھ تیزی نہ چل سکی یہ باتین کرتے کرتے انجم نے کہا کہ دونون
پانوٗن موشخانے سے نکال جیسے ہی دونون پانوٗن طہماس کے نکلے انجم نے آنکھ پر ٹکر
مارا کہ کولہ طہماس کا اُتر گیا غش آگیا انجم نے اُسی حال مین طہماس کو اُٹھا کر گینڈے پر

ڈال لیا اور موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا چلا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو خبر دی
کہ حضور اسطرح پر ایک پہلوان آیا تھا وہ طہماس کو لیگیا نورالدہر غصے مین کانپنے
لگے نجم نے عرض کی کہ غلام جاکر روکے نورالدہر نے کہا یہ قاعدے کے خلاف ہی
اپنے مقام پر فیلان کہیگا کہ جب خود کچھ نہ ہوسکا تو ساحر کو برائے مدد بھیجا مین ابھی
جاتا ہون ای شبرنگ مرکب تیار کرو شبرنگ نے مرکب تیار کیا نورالدہر سوار
ہوکر چلے ہرکارون نے بڑھکر فیلان کو خبر دی کہ لشکر نورالدہر مین جو بڑا پہلوان تھا
آپ کے پہلوان نے جاکر اُسکو زیر کیا وہ اُسکو لیے ہوے آتا ہو طلسم کشا خود سوار
ہوا ہی فیلان نے کہا کیا مجال کہ جو میرے پہلوان کو روکے ہاتھی میرا تیار کرو فوراً
فیل پر گدی کھینچی جھومتا ہوا دروازے پر آیا رکاب مین پانون دیکر فیل پر سوار ہوا
دیکھا سامنے سے کیوان انجم سپاہ آتا ہو طہماس کو بیہوش گینڈے پر ڈالے ہوے
فیلان کھڑا ہوکر تماشہ دیکھنے لگا کہ پشت سے نعرۂ شیر کی آواز آئی اور للکارا کہ او
پہلوان مکار یہ تو نے کیا حرکت کی یہ وہ جوان ہی جسکا لقب ہی ہزبر بیشۂ کلنگان ہمہ
ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور اسکو کون زیر کرسکتا
ہی بہتر اسی مین ہی کہ اسکو چھوڑ دے کیوان انجم سپاہ دیکھتا ہی کہ مالک میرا کھڑا ہی
کنارے پر لشکر کے اپنے پہونچ چکا ہون اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہی کہ نورالدہر قریب
پہونچے فیلان نے جو دیکھا کہ میرے پہلوان کو طلسم کشا نے گھیرا اب مقابلہ ہوا
چاہتا ہی للکار کر آواز دی اور جا پڑا آتے ہی نورالدہر پہ گرز مارا نورالدہر نے
گرز کو تلوار سے کاٹا جب گرز کٹا تو فیلان بہت شرمندہ ہوا کہا ای طلسم کشا اپنے
پہلوان کو لیجاؤ کیوان انجم سپاہ نے بہت بُرا کیا کہ بیہوشی مین پکڑ لایا مین تمسے
سرمیدان مقابلہ کرونگا نورالدہر یہ باتین کررہے تھے کہ کیوان نے تلوار کا ہاتھ
مارکر سر نورالدہر کا زخمی کیا نورالدہر نے زخمی ہوکر گھوڑا بڑھایا گینڈے کے
منھ پر گرز اسپر کا مارا کہ سر گینڈے کا پھٹ گیا کیوان گینڈے سے گرنے لگا کہ
نورالدہر نے گھوڑا بڑھا کر دست حق پرست بڑھایا کمر مین کیوان کی ڈالدیا اور

نعرۂ تکبیر کیا اُس زخمداری مین کیوان کو اُٹھالیا ہاتھ پر چرخ دیا بایان ہاتھ بڑھا کے طہماس کو اُٹھالیا دونون کو ہاتھ پر چرخ دیتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے فیلان نے جو یہ طاقت دیکھی ہوش پراگندہ ہو گئے کہ دو جوان فیل پیکر اُنکو ہاتھون پر اپنے اُٹھائے ہوے لیے جاتا ہی زخم سر ہر مرتبہ چرانا ہی مگر کچھ خیال نہین آخر نورالدہر اپنے لشکر کے کنارے پر پہونچے دونون کو ہاتھ سے رکھا طہماس کو ہوش آیا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی آقائے نامدار آپ نے کیا کار نمایان کیا ہی سبحان اللہ غلام کو اپنے رہا کر لائے مگر کیوان جو ہوشیار ہوا کہا او شہریار مین آپ کے زور کا قائل ہوا حقیقت مین فیلان آپ سے کیا لڑ سکتا ہی اُسکی کیا حقیقت ہی مین نے دل سے آپکی اطاعت کی نورالدہر نے کیوان کو گلے سے لگایا مگر واضح رہے کہ کیوان مکر سے مسلمان ہوا ہی چاہتا ہی کہ نورالدہر کو کسی طرح گرفتار کرکے لیجاؤن نورالدہر اُسکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے مگر شبرنگ نے عرض کی او شہریار یہ پہلوان بڑا مکار معلوم ہوتا ہی نورالدہر نے جھڑک دیا کہا یہ پہلوان قوت دیکھکر مسلمان ہوا ہی اور یقین ہی کہ ہم سے مکر نہ کرے اور اگر مکر کریگا تو ویسی سزا پائیگا یہان تو یہ ذکر ہین مگر نورالدہر نے جو قلعہ جات پر ملکہ شبنم کا قبضہ کرایا شبنم نے افگار جادو کو منتظم قرار دیا افگار جادو نے قید خانے مین آکر دیکھا کئی سو تاجدار قید ہین منجملہ اُنکے ایک قفس مین ایک مہ جبین قید ہی لیکن آنکھون سے آنسو جاری ہی یہ اشعار پڑھ رہی ہی

نظم

ظلم کرنے مین ہوا وہ بُت قاتل عاجز
پر ہوا اُسکے ستم سے نہ مرا دل عاجز

ذبح کے بعد جو پہرون مین مرا دم نکلا
سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز

پیچ ہر بات پہ ہی رمز ہی ہر فقرے مین
اُسکی تقریر سے ہوتا ہی مرا دل عاجز

کمسنی ہی اُسے پیغام زبانی بھیجون
خط کے پڑھنے سے ہی وہ حور شمائل عاجز

رُخ پہ زلفین ہین تو اِسطرح پریشانی ہی
جیسے ہوتا ہی گہن سے مہ کامل عاجز

آج پروانہ جو تو نے یہ صدائین ہین سنین
ہاتھ سے میرے ہین صیاد و عنادل عاجز

جوش وحشت مین ہوا سر کا اُٹھانا مشکل
طوق آہن سے نقاہت مین ہوا دل عاجز

اُس پریزاد کو شیشے مین اُتارا ہمنے
کچھ نہین لطف حسینون کا جہان نام نہو
جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا
تیری آہو نے جو ای قیس اُڑے ہین پردے
حور کا ذکر بھی کرنے نہین پاتا سطوت

جب کہ تسخیر سے اُسکی ہوے عاقل عاجز
ایسی لبتی سے تو ہوتا ہی مرا دل عاجز
تیری فرقت مین ہوا جب کہ مرا دل عاجز
کسقدر رنجبد مین ہو صاحب محمل عاجز
بدگمانی سے ہی اُس شوخ کی کیا دل عاجز

افگار نے قریب آکر پوچھا ای نازنین تو کون ہی اُسنے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا گرفتار رنج و مصیبت عاشق صاحبقران زمان اُسی جرم مین گرفتار ہوئی افگار نے بیقرار ہوکر قفس اُتارا کہنے لگا صاحب نام تمھارا کیا ہی کہا نام میرا گلگونہ گوہر پوش ہی افگار نے فورًا اپنجہ کمر مین دیا اور لے اُڑا اقتضاے کار افگار لیے ہوے جاتا ہی اُدھر سے صاحبقران آتے تھے سناٹا جو ہوا بالاے آسمان سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام ملکہ گلگونہ کو لیے جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا اُنیر نے خطا نہ کی سینۂ پرکینۂ افگار پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا گلگونہ پنجے سے چھوٹین صاحبقران نے روک لیا اب گلگونہ صاحبقران کے ساتھ ہوئین کہا چلیے مین آپکو قصر ہشت پہل پر پہلون امیر طرف قصر ہشت پہل کے جاتے ہین یہان کیوان مسلمان ہوا مگر نور الدہر کی فکر مین ہی رات کو نور الدہر سے کہکر طلایہ گشت لیا جب دوپہر رات گذری تو خیمۂ نور الدہر پہ آیا پردہ اُٹھاکر اندر پہونچا بیہوشی لیتا آیا تھا شاہزادے کو سنگھاکر بیہوش کیا پشتارہ اُٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر طہماس نے رات کو خواب پریشان دیکھا کہ آقا کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ دیکھا کیوان پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر کہا ارے کون ہی کہان جائیگا کیوان نے اپنا نام بتایا طہماس نے پوچھا پشتارے مین کیا ہی کیوان نے نہ بتایا طہماس نے کہا مین تجھکو جانے نہ دونگا معلوم ہوتا ہی آقا کو لیے جاتا ہی کیوان پیچھے ہٹا طہماس نے بڑھکر نیزہ مارا پانون نور الدہر کا لٹکا ہوا تھا پانون پر شاہزادے کے نیزہ پڑا توڑ کر اُستخوان کو پار گذرا جب طہماس اپنا دا

کرتے ہین وہ نور الدہر کے جسم پر روکتا ہی کئی زخم جسم پر نور الدہر کے آئے آخر کیوان نے
پشتارہ ڈالدیا اپنی جان بچا کر بھاگا مگر طہماس نے نور الدہر کو اُٹھایا چاہتا ہی کہ اپنا
ہاتھ کاٹ ڈالے کہتا ہی ہائے طہماس یہ کیا غضب کیا اس افسوس مین طہماس نے
کیوان کا پیچھا نہ کیا نور الدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا شبرنگ نے جو آقا کو بستر پر نہ پایا
حیران کھڑا ہوا تھا کہ ای شبرنگ آقا کو کون لیگیا اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ طہماس لیے
ہوے نور الدہر کو آئے طہماس نے حال بیان کیا کہ ای شبرنگ بوجہ احسن حفاظت
نہین کرتے ہو مین نے خواب پریشان دیکھا آقا کو جا کر رہا کیا مگر اُس مکار نے ہر مرتبہ
آقا ہی کو پیش کر دیا میرے ہاتھ سے زخم آقا کے جسم پر آئے چاہتا ہون کہ اپنا ہاتھ
کاٹ ڈالون شبرنگ نے کہا اس سے کیا فائدہ ہوگا جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ
ہوا زخم دوزی کر و جراحون کو طلب کرو غرض جراح آئے آکر زخم دوزی کی اِدھر کیوان
گھبرایا ہوا سامنے فیلان کے پہونچا فیلان نے پوچھا اُسنے سب کیفیت بیان کی
کہا ای فیلان مبارک ہو کہ طہماس نے نور الدہر کو مار ڈالا مین نے قتل کرا دیا کہ
طہماس جنازہ لیکر گیا فیلان نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ کہ وہان کیا گذری
ہرکارے جو آئے ہرکارون نے دیکھا کہ نور الدہر بیٹھے ہین جراحون نے زخم دوزی
کی ہو طہماس عذر کر رہا ہی نور الدہر فرماتے ہین کہ ای عاشق صادق آج پروردگار
کو منظور تھا کہ اِسقدر خون جسم سے بہہ جائے لہذا اِسکا افسوس کیا شکر ہی کہ مین
تمھارے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا اگر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھی زخمی ہوتا انجام خرابی
کا تھا طہماس کہتا ہو آقا سے نامدار جی چاہتا ہو کہ ہاتھون کو اپنے کاٹ ڈالون کہ مجھسے
یہ خطا سرزد ہوئی امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے آخر طہماس رنجیدہ باہر نکلا گینڈے
پر سوار ہو کر طرف بارگاہ فیلان کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ سامنے فیلان کے
کیوان باتین کر رہا ہی کہ مین نے نور الدہر کو ہاتھ سے طہماس کے قتل کرایا اب
یقین ہی کہ لاشہ لیے بیٹھے ہون کہ ہرکارے آئے ہرکارون نے عرض کی کہ ای شہریار
نور الدہر صحیح و سالم بیٹھے ہین فیلان کہہ رہا ہی کہ ای کیوان یہ کیا ہوا کیوان نے

کہا زخم اوچھا پڑا اب میدان مین ٹوک کر مارونگا یہ فکر تھا کہ نعرۂ شیر کی آوازہ کان مین
آئی کہ او مکار مین تیری فکر مین آیا ہون اب کیونکر بچیگا کیوان نے جو طہماس کو دیکھا
کانپنے لگا فیلان نے کہا ای کیوان مارے میرے دربار مین چلا آیا ہی فیلان کے
کہنے سے کیوان اُٹھا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی اور ایک
جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل گرا طہماس نے ایک گھونسہ مارا کہ کیوان کے کاندھے
پر پڑا اور پھر اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا سر کو لیکر شکار بند سے باندھا
اور طہماس یہ کہکر نکلا کہ ای فیلان تو نے مردان عالم کا زور دیکھا تیرے سامنے اگر
تیرے پہلوان کو قتل کیا سر میدان تجھے سمجھونگا مجھکو بڑا قلق ہی ہرچند کہ اِس ملعون
کا سر کھینچا مگر رنج دل سے دفع نہین ہوا جب سر میدان تجھکو ٹوکونگا تب میرے
دل کا غبار نکلے گا فیلان نے کچھ جواب نہ دیا جب طہماس سر کیوان لیے ہوے
باہر نکلا تو پکار کر افسران فوج سے کہا کہ ای نامردو اسے مار لو چہار طرف سے
اہالی فوج لینا لینا کہکر آ پڑے طہماس لڑنے لگا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو
پہونچائی ہرچند کہ زخمدار تھے مگر خبر طہماس سُنکر نور الدہر سوار ہوے براے مدد
طہماس چلے یہان طہماس گھرا ہوا لڑ رہا ہو کہ آوازہ آئی باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پر دغا منم نور الدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب طہماس کے پہونچے مگر
زخمون سے خون جاری ہوا اسقدر خون بہا کہ نور الدہر کو غش آنے لگا ہاتھونکو
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیا گھوڑا نور الدہر کو لے نکلا تھوڑے عرصے مین جملہ
سردار آپہونچے طہماس کو لڑ بھڑ کر نکال لائے لا کر زخمدوزی کی مگر نور الدہر کو جو
دریافت کیا شاگردان شبرنگ نے خبر دی کہ اُنکو گھوڑا نکال لیگیا طہماس نے
کہا ای شبرنگ جا کر تلاش کرو تمام اقلیم دشمن ہی ایسا نہو آقا کے ساتھ بیدردی سے
پیش آئین شبرنگ تلاش مین نور الدہر کی چلا مگر نور الدہر کو گھوڑے نے لا کر
ایک صحرا مین گرا دیا بے زبان چرا مین مصروف ہوا گھوڑا تو چر رہا ہی نور الدہر زیر
شجر بیہوش پڑے ہین قضاے کار ماہیار تاجدار برائے شکار نکلا تھا اُسکی نگاہ پڑی

کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل چر رہا ہی ساتھ والون سے کہا کہ اِس گھوڑے کو گرفتار کرو جیسے ہی لوگ برائے گرفتاری مرکب دوڑے مرکب بھاگ کر پھر جانے نورالدہر کے آیا گرد پھرتا تھا اور ہنہنا کرتا تھا کہ لوگون نے تاجدار سے کہا اِس مرکب کا سوار بھی زخمی پڑا ہی وہ تاجدار قریب آیا آکر جمال جہان آرا دیکھکر بیتاب ہو گیا کہا یارو کسی جلاد نے اِس جوان کو زخمی کیا مگر اسباب جواہر نگار سے آراستہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان خوب لڑا اِسکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا یہ کہکے نورالدہر کو اُٹھوا لیا اور ہوا اور پر سوار کیا قضا سے کاروان راہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو حُسن آباد کہتے ہین وہان کی شاہزادی ملکہ حسینہ بانو اپنے مقام پر بیٹھی تھی ہرکارون نے خبر دی کہ ماہیار تاجدار برائے شکار آیا تھا جنگل مین ایک جوان حسین کو پایا اُسکو لیے ہوے جاتا ہی ملکہ حسینہ بانو نے پیغام بھیجا کہ ای ماہیار تاجدار آج ہماری عملداری مین رہو دعوت ہماری قبول کرو ماہیار ملکہ حسینہ بانو کا نام سُنتا تھا مگر کبھی دیکھا نہ تھا پیغام سُنتے ہی اُتر پڑا بارگاہ اِستادہ ہوئی رات کو ملکہ حسینہ بانو دریاے جواہر مین غوطہ مارکر برائے ملاقات ماہیار تاجدار آئی ماہیار نے جمال بےمثال ملکہ حسینہ بانو دیکھا بیتاب ہو گیا سراپا کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اور بیقرار ہو ہو کے اِسطرح سے کہتا ہی نظم

سدا اور دِ زبان محبوب کا ہم نام کرتے ہین
خدا ہو جس سے راضی عشق مین وہ کام کرتے ہین

دکھا کر حُسن دل چھینا بنایا مجھکو دیوانہ
مزا یہ ہی کہ اب خود ہی مجھے بدنام کرتے ہین

حسینون مین ہو شہرت ای صنم ہوسے دیا کیجے
سخاوت کر کے سب دنیا مین اپنا نام کرتے ہین

جمال یار پہرون دیکھتے ہین خط بناتے ہین
ہمین تو رشک ہوتا ہی ننرے حجام کرتے ہین

کسی نے گر مجھے پوچھا تو بولا ہنسکے وہ قاتل
لحد مین پانون پھیلائے ہوے آرام کرتے ہین

کرینگے قتل گر یا گر میوئنے دیکھین کس کسکو
نکھرتے ہین اُنکی خبر ہو حجام کرتے ہین

نہین ہوتی ہی آرایش سے فرصت رات دن اُنکو
کبھی کپڑے بدلتے ہین کبھی حمام کرتے ہین

کبھی افشانہ ہوتا راز عشق اپنا زمانے مین
نکلکر آنکھ سے آنسو ہمین بدنام کرتے ہین

قدم اُٹھتا ہی جسکا کربلا کی سمت ای سطوت
رقم خود اُفرشتے زائرون مین نام کرتے ہین

ملکہ حسینہ بانو نے ہنسکر کہا کہ صاحب تمنے تو اشعار کا تار باندھدیا مین تو تمکو محب پاکباز سمجھ کے آئی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ بُری طرح نگاہ ڈالو گے مین نے سُنا ہی کہ کسی جوان کو صحرا سے اُٹھا لاے ہو مین اُسکے دیکھنے کو آئی ہون ماہیارہ نے ملازمون کو حکم دیا اُس جوان کو لائے نورالدہر پر اِنتہا کا ضعف طاری ہو خادم ہاتھہ تھامکر نورالدہر کو لائے نورالدہر کی یہ حالت ہو کہ آنکھون مین حلقے چہرہ زرد دلشکستہ جدائی کا درد آتے ہی ماہیار کو سلام کیا کہا ای بادشاہ عالیجاہ تم نے بڑا احسان کیا اگر تم نہ اُٹھالاتے تو صحرا مین کوئی جانور کھا جاتا مگر ملکہ حسینہ بانو نے جو نورالدہر کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھہ پانون کانپنے لگے بڑھکر پوچھا ای جری تیرا کیا نام ہی نورالدہر نے اصلی نام بتایا ماہیارہ نے کہا ای جوان تو نے ہمسے مکر کیا تھا کہ نام اصلی نہ بتایا اب جو معشوقہ نے پوچھا تو صاف صاف بتادیا مجھے تجھسے دشمنی پیدا ہوئی ای ملکہ حسینہ بانو اب تم جاؤ مین کل اِسکو ضرور قتل کرونگا اور خبردار کھانا وغیرہ نہ بھیجیےگا مین دعوت آپ کی نہین قبول کرتا یہ سنکر ملکہ حسینہ بانو نے کہا کیون ای ماہیارہ تاجدار مجھسے کیا خطا ہوئی اور اس جوان نے کیا خطا کی ماہیارہ نے کہا ای ملکۂ عالم مین تو تمکو دیکھکر دیوانہ ہوگیا اِس جوان نے پہلے اپنا نام اصلی نہ بتایا تمکو دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ اپنا نام اصلی بتایا یہ وہ شخص ہی کہ تمام طلسم جسکا دشمن ہو مین جو اِسکا سر کاٹ کر پاس خداوند کے روانہ کرونگا تو قدرت بہت خوش ہونگے کیا عجب ہی کہ میرا ملک مجھکو جاگیر مین دین خراج موقوف ہوجائیگی ملکہ حسینہ بانو سے کہا اب مین کل آپ کو طلب کرونگا یا آپ کے قلعے مین خود ہی آؤنگا ملکہ حسینہ بانو نے کہا ای ماہیار تمکو اختیار ہی مگر یہ جوان بے گناہ ہی یہ سنکر ماہیار غصے مین کانپنے لگا کہا ای ملکۂ عالم تم اِس راز سے بخوبی آگاہ نہین ہو قدرت نے کل تاجدارون کو آگاہ کیا ہو کہ جو سر کاٹ کر طلسم کشا کا بھیجیگا اُسنے قدرت پر احسان کیا بس قدرت پر احسان نہ کرون آپ جاکر آرام فرمائیے کل جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا ملکہ حسینہ بانو ناچار پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی روانہ ہولی یہان ماہیارہ تاجدار نے نورالدہر کو قید کیا مگر ملکہ حسینہ بانو جو اپنے باغ مین آئی نام لے لیکر نورالدہر کا رونے

لگی کہتی ہی کہ اے صاحبو ذرا انصاف تو کرو مین کیونکر دل کو صبر دون معشوق قید ہو اور زیر
کیے کچھ نہین ہو سکتا افسوس صد ہزار افسوس ایسا شخص اور یون گرفتار رہے ۔ نظم

ہم تو نہ یہ کہین گے کہ اُسنے چرا لیے ۔ ہان ناز کر کے عاشقونکے دل لُبھا لیے
یہ شغل ہے فراق مین عاشق کو رات دن ۔ جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے
تمکو کہونگا مین تو نہ تہار اب مسیح ۔ کیون عاشقونکے مُردے نہ دم مین جلا لیے
ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی ترا ۔ جب جی چاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے
اُس شہسوار حُسن نے سب عاشقونکے دل ۔ کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے
پھولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر ۔ عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے
معشوق کوئی ڈھونڈھ کے مین بھی نئے اڑاؤن ۔ تمنے تو اپنے چاہنے والے بنا لیے
افشانکے ذرے تیری جبین کے جو گر پڑے ۔ چرخ برین نے رات کو جھک کر اُٹھا لیے
بہر وصال یار جو تڑپا دل حزین ۔ جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے
مر کر بچے ہمارے جو سطوت کے استخوان ۔ شکر خدا یہ ہے سگ جانان نے کھا لیے

کنیزون نے کہا واری جو حکم دیجیے وہ بجا لائین وزیرزادی نے کہا کھانا آغشتہ بدارو ے
بیہوشی پکوا ے کنیز لیجائے نگہبانون کو قتل کرے اور قیدی کو چھڑا کر لائے مالکہ نے حکم
دیا کھانا تیار کرو فوراً کھانا تیار ہوا اُسمین بیہوشی ملائی کنیزون کو ارشاد ہوا کنیزون نے
خوانون مین کشکر سر پر رکھا وزیرزادی سوار ہوئی کھانا لیکر چلی جب قریب قید خانے
کے پہونچی تو نگہبانون نے پوچھا کون آتا ہے جواب دیا حسینہ بانو کی وزیرزادی ہون براے
ضرورت نکلی ہون یہ کہکے قریب پہونچی نگہبانون نے پوچھا کیا لائی ہو کہا نذر لات و
منات کا کھانا ہے لیلو قیدی کو بھی کھلواؤ نگہبانون نے کہا رات کا وقت ہے دروازہ
نہین کھلسکتا وزیرزادی نے کہا کیسے دیوانے ہو تم لوگ تقسیم کر کے کھالو مین جاکر
مالک سے کہدونگی قیدی کو بھی کھلا دیا اُسنے کیا کوئی کہنے جائیگا شاہزادیون کے یہ تو
ڈھکوسلے ہین نگہبان خوش ہو گئے کہا اے وزیرزادی تو سچ کہتی ہے وزیرزادی نے کہا
ایک قید ہے یہ کھانا نذر کا ہے رکھا نہین جائیگا کھڑے کھڑے کھالو سپاہیون نے کہا

ابھی کھالین گے وزیرزادی نے کھانا تقسیم کیا سپاہیون نے کھڑے کھڑے کھایا لیکن دم بھر کے لیے وزیرزادی ہٹ گئی تھوڑی دیر مین سب سپاہی بیہوش ہوے اب وزیرزادی نے آکرسب کو قتل کیا قید خانے مین آکر نورالدہر کو بیہوش کیا اور لے آئی صبح کو جو ملازمان ماہیار تاجدار آئے دیکھا قید خانہ ٹوٹا پڑا ہی اور قیدی ندارد وہ کہ عیار نیران تیزرو کو حکم ہوا کہ تلاش کرو یقین ہی کہ ملکہ حسینہ بانو کے یہان سے یہ فساد ہوا نیران چلا پھرتے پھرتے قریب باغ ملکہ پہونچا تھا کہ کان مین آواز گانے کی آئی کھڑا ہو کر سننے لگا کہ کوئی خوش آوازنہ بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہی نظم

دل عشاق لیکر ہاے کیا برباد کرتے ہین
عبث بیداد کر کے عشق مین برباد کرتے ہین
تمھارے عشق نے ہی کردیا زار و نحیف ایسا
ہمین کچھ فائدہ ہرگز نہ ہوگا ان حسینو تسے
کبھی نزدیک اپنے غم کو آنے ہی نہین دیتے
جو تمنے چھین کر دل میرا بیدل کردیا مجھکو
رہا کرتے ہین اب اپنے اسیران محبت کو
مجھے ڈر ہی نہ اثر ہو کہین قہر خدا نازل
ہمیشہ قمریان کتنی ہین کوکو کرکے گلشن مین
بلا کا سامنا جب ہند مین ہوتا ہوا مظلومنٹ

ستم ایجاد دہر روز اک ستم ایجاد کرتے ہین
خدا سے ہم بتان دہر کی فریاد کرتے ہین
کلیجہ تھام کر ہم ہجر مین فریاد کرتے ہین
عبث اپنے متاع دل کو ہم برباد کرتے ہین
جمال یار ہر دم دیکھکر دل شاد کرتے ہین
یون ہی معشوق سب عاشق کو کیا برباد کرتے ہین
ہمارے حق مین وہ کیا دیکھیے ارشاد کرتے ہین
بتان دہر عاشق پر بہت بیداد کرتے ہین
مجھی کو یاد ہم اے غیرت شمشاد کرتے ہین
حسینؑ ابن علیؑ آکر مری امداد کرتے ہین

یہ اشعار سنکر نیران پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا نورالدہر ملکہ حسینہ بانو کے پہلو مین بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی نیران جل گیا دیوار سے اترا منظور یہ ہی کہ دو مین سے ایک کو چرا لیجاؤن ایک گوشے مین اگر چھپا دو پہر رات گئے عاشق و معشوق نے آرام کیا نیران دبے پاؤن سے آیا پہلے قصد ہوا تھا کہ معشوق کو مین لیچلون مگر سوچا کہ یہ جوان صبح کو آفت برپا کریگا دربار مین ماہیار کے کشت و خون ہوگا یہ سوچکر نورالدہر کو بیہوش کیا لپشتارہ و سہولیت مین اٹھا لیا لیکر چلا صحرا کو

ڈکر کے دربار مین ماہیار کے آیا صبح کا وقت ہی ماہیار تخت پر بیٹھا ہی کہ نیر ان سے
آکر پشتارہ پیش کیا ماہیار نے کہا ہوشیار کرو کہا ای شہریار یہ قضیر مبتلۂ جرأت بکہ تازہ بیدان
جلالت ہوا ابھی تو آفت برپا کر دیگا بہتر یہ ہی کہ اول اسکو مسلسل و مطوق کیجیے تب ہوشیار
ہو ماہیار نے حکم دیا لوگون نے نور الدہر کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنا مین ہوشیار کیا
نور الدہر بل کر کے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ماہیار نے جھلاکر
کہا ای جوان تو نے میرا حکم دیکھا کہ تجھکو پھر قید کرا منگوایا اب کیونکر زندہ بچیگا یہ کہکے
جلاد کو بلایا کہا اس جوان کو جلد قتل کر مگر ملکہ حسینہ بانو کی جو آنکھ کھلی پہلو مین شاہزادہ
نور الدہر کو نہ پایا بیقرار ہو کر اُٹھی کنیزون سے کہا دیکھو تو شہریار کہان تشریف لیگئے
کنیزون نے کہا باغ مین تو کہین نشان نہین مگر دیوار پر نشان معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
آکے لیگیا ملکہ حسینہ بانو نے حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ کون لیگیا چند کنیزین گئین
اور روتی ہوئی آئین کہا ای ملکۂ عالم ماہیار نے شہریار کو منگوایا دربار مین سامان
قتل ہو رہا ہی یہ سُنکر ملکہ حسینہ بانو اُٹھی نقاب چہرے پر ڈالی مادیان پر سوار ہو کے
باہر نکلی بارہ ہزار سوار اسکے ملازم ہین انھون نے جو خبر پائی کہ ملکہ سوار ہوئین تیار ہو کر
آئے بارہ ہزار سوارون کو لیکر چلی یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر زیر تیغ بیٹھے ہوے
ہین جلاد نے کوے کا خط گردن پر کھینچا شانگین لگا رہا ہی ماہیار حکم دے رہا ہی کہ جلد
قتل کر جلاد ہر مرتبہ خنجر چمکا کر قریب آتا ہی چاہتا ہی کہ قتل کرون مگر صورت زیبا دیکھکر تھم جاتا
ہی کہتا ہی ای بادشاہ یہ جوان بے خطا ہی اگر مناسب ہو تو معاف کیجیے کہ یکایک بیرون
بارگاہ تلاطم ہوا ماہیار نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ حضور حسینہ بانو
بارہ ہزار فوج سے آئی ہی آپ کی فوج کو قتل کر رہی ہی فوج مین ہنگامہ گرم ہی افسر سب
غل مچاتے پھرتے ہین اُسکے ساتھ کے بارہ ہزار وہ جری و بہادر ہین کہ پچاس ہزار کے
جی چھٹروا دیے ہین ماہیار یہ سُنکر سوار ہوا باہر آکر دیکھا کہ ملکہ حسینہ بانو ایک مادیان
مشکی پر سوار نیمچہ ہلالی ہاتھ مین جسنے ٹوکا اُسپر جا پڑی سر بتا کے کمر پر ہاتھ مار دیا فورًا
اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوانون کو مارا ماہیار کو جو آتے ہوے دیکھا فوج کو اشارہ

کیا کہ اِس نامرد کو مار لو مگر صاحبو خبر تو لو کہ اُس شہریار پر کیا گذری کنیزون نے خبر دی کہ بارگاہ مین قید بیٹھے ہوے ہین کئی سو نیزہ دار گرد جلاد قتل کرتا تھا جب آپ پہونچین تو آپ کے آنے سے قتل موقوف رہا مگر ماہیار باہر نکل آیا ہو حسینہ بانو نے فوج کو اِشارہ کیا کہ ماہیار کو گھیر لو تفنیون نے بڑھکر آوازین لگائین کہ اے مردان عالم دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار رہی دارا و کیقباد و منوچہر کیا ہوے ع سب بتے خاک کے تھے پُتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر + بزرگان دین کہ جنکے واسطے زمین و آسمان پیدا ہوا وہ آخر کہان گئے کیا عدالت پروردگار ہی کہ اُنپر بھی وہی گذرا جو اہل دنیا پر گذرتا ہی اِنسان عیش و جیش دنیوی پر مرتا ہی سوچو تو کہ شداد ایسا صاحب اختیار جسنے اتنا جواہر جمع کیا کہ بہشت بنوائی مگر انجام کار حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گیا خود بہشت کو دیکھنے بھی نہ پایا راہی عدم ہوا

نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش ۔۔۔ جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اِس چمن کی ہوا سے بہمن و دَے ۔۔۔ آتشین زن چراغ مغفل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا ۔۔۔ تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو ولپہ لیگئے جب داغ ۔۔۔ تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد ۔۔۔ جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل ۔۔۔ تب نظر آئے گیسوِ سُنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان + ۔۔۔ ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار + ۔۔۔ تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین + ۔۔۔ چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن ۔۔۔ کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان ۔۔۔ غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین ۔۔۔ باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتیِ عالم + ۔۔۔ ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصرِ خزان کا دَور — خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس — گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون کی آواز سنکر بڑے فوج کے بڑھے مگر ملکہ اپنی مادیان کو کنارے لائین جب دیکھا کہ فوج نے ماہیار کو گھیرا ہی مادیان کو اڑکی مادیان طرارہ بھرکر قریب بارگاہ آئی جوش محبت مین اپنے کو اندر پہونچایا دیکھا کئی سو نیزہ باز اُس شیر کو گھیرے ہوے بیٹھے ہین مگر نورالدہر بل کر رہے ہین زنجیر ہلا رہے ہین ایک جوان نے اُنمین سے کہا کہ او جوان ہمکو حکم ہی کہ اگر یہ جوان زیادہ بل کرے تو قتل کر ڈالنا ہم تجکو قتل کرینگے نورالدہر نے کہا وہ نامرد ہی مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہی مقابلہ کرکے ہمکو گرفتار کرتا تو ہم مغفول ہوتے اُس جوان نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے ہاتھ اُٹھادیے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی اُس شیر نے پھرکر نعرہ کیا قید سلاسل ٹوٹی نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من — باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک جوان نے بڑھکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا اور نعرہ کرکے اُٹھے لڑنے لگے اب نگہبان بھاگتے پھرتے ہین کہ پہلو سے نعرہ ہوا انمین نقابدار گلگون پوش نے نورالدہر نے دیکھا اور پہچانا کہ ملکہ حسینہ بانو ہی آواز دی کہ اے جان جہان داے آرام دل مشتاقان تمنے کیون تکلیف کی نقابدار نے جواب دیا کہ تجھ ایسا معشوق تو گرفتار ہو اور مین گھر مین بیٹھون مجھسے تو ضبط نہ ہوسکا آخر آکر لڑی شکر ہی کہ تمنے رہائی پائی نورالدہر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا باہر آکے نعرہ کیا نعـــرہ نورالدہر

نظیر حمزۂ صاحبقران بچشم ہوتے — شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر

نعرۂ شیر کی صدا سنکر ماہیار کے ہوش اُڑ گئے گھوڑا ہٹا کر کنارے [illegible]

نزغیب دے رہا ہی ہر ایک سے یہی قول ہی کہ بڑھکر طلسم کشا کو مارے جو پہلوان
سامنے جاتا ہی ہاتھ سے نور الدہر کے واصل جہنم ہوتا ہی کئی سو پہلوان مقابلے مین
نور الدہر کے آئے مگر ہاتھ سے اُس شہریار کے مارے گئے ملکہ نیزہ چمکا رہی ہین جو
پشت پر سے آیا نیزہ مارا کہ توڑ کر پشت کے پار گذرا کئی جوان جوش جرأت مین آئے
مگر کچھ نہ کر سکے مگر گھوڑی نے جو بد لگامی کی اور طرارہ بھرا ایک غول مین آکر بادبان
اُڑی کہ گوشہ نقاب کا چہرے سے ہٹ گیا اہل فوج کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئے
کلیجہ تھام لیا ہر ایک کا قول تھا کہ کیا عورت حسین و جمیل ہو انتہا کی شکیل ہی ایک نے
کہا وہ مرد بھی تو صفدر ہی صاحب جرأت و اختیار رہی اتنی بڑی فوج کو جھیل رہا ہی
کوئی مقابلے مین نہین جاتا جو گیا وہ پست ہوا یا مارا گیا دیکھیے اِسکے ہاتھ سے کیونکر
جان بچے کیسے کیسے ساحرون سے مقابلے پڑے ہر مقام پر یہ جوان لڑا مگر کبھی
کسی سے زیر نہین ہوا فیلان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ادھر آیا تھا فیلان کو بڑا
دعوی ہی مگر کچھ نہ چلی اِنکا سردار طہماس اُسنے بارگاہ مین آکر کیسے دریا سے خون
بہائے کسی سے کچھ نہ ہو سکا کہ اُسکو ٹوکتا یا لڑائی مین روکتا لیکن نور الدہر لڑتے
بھڑتے قریب ماہیار پہونچے ماہیار نے جو آتے ہوے دیکھا پہلوانون کو اشارہ
کیا سوفار صف شکن جھومتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا
مارا نور الدہر نے اوجھڑ سپر کی ماردی تلوار سوفار کی شکست ہوئی سوفار حیران
ہو کر دیکھنے لگا نور الدہر نے کہا کیون گھبراتا ہی اور تلوار لا کسیکو برائے مدد بلالے
جب تو حکم دیگا تب ہم وار کرینگے عاجز کر کے نہ مارینگے سوفار دوڑکر قدمون پر گر پڑا
کہا لاکھ جان میری آپکے ناخن پا پر نثار ہی یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا ساتھ نور الدہر کے لڑنے لگا تین ہزار جوان کہ جنکا یہ افسر تھا اُنھون
نے جو اپنے سردار کو دیکھا کہ فوج ماہیار کو قتل کر رہا ہی یہ بھی تلوارین پکڑ کے جھکے
ماہیار کو گھیرا اب ماہیار حیران ہوا پکارا اُٹھا کہ ای شہریار الامان نور الدہر نے
تلوار روک لی ماہیار دوڑکر قدمون پر گرا پروانہ وار گرد شمع جمال پھرتا تھا عرض کرتا

تھا اے شہریار عمر بھر سا تھ رہونگا نور الدہر نے ماہیارہ کو گلے سے لگایا لڑائی فتح ہوئی لڑائی کو فتح کر کے پلٹے مگر نیران عیار بیتاب ہو کر بھاگا حیران ہے کہ ماہیارہ نے کیا غضب کیا کہ مسلمان ہوگیا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یون جھٹ پٹ مسلمان ہو جائے گا اب چلکر وہ تدبیر کرون کہ ان سب کو قتل کراؤن ہوشیارہ کرگدن سوار اسکا بھائی ہے اسکو لاؤن اسنے تصویر خیالی ملکہ حسینہ بانو کی کھینچی اور لیکر چلا قلعہ ہوشیار مین پہونچا ہوشیارہ کو خبر ہوئی کہ نیران عیار آتا ہے اسنے سامنے بلوایا نیران نے فوراً آتے ہی تصویر پیش کی تصویر جو ہوشیارہ نے دیکھی بیقرار ہو گیا کہتا تھا کہ اے نیران یہ کیا شئے تونے دکھائی دل قابو مین نہین ۔ ہا نظم

مبتلائے آتش رخسار ہے	طوطی خط مرغ آتش خوار ہے
ترغرق مین ابر مے ولدار ہے	آب مین ڈوبی ہوئی تلوار ہے
تاجبین پہونچا ہے جو دریائے اشک	صورت گرداب اب دستار ہے
دیکھکر جسم و سر مجنون کہا	آبلہ بالائے نوک خار ہے
یہ جہانزی تیغ اگر تیری چلے	ایک دم مین پھر تو بیڑا پار ہے
عاشقون کا خون ہے سر پر چڑھا	یا کہ سرخ اُس ترک کی دستار ہے
کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ	مر کے بھی وہ گز کفن درکار ہے
مین وہ عاصی ہون مرا تار سر شک	غیرت تسبیح استغفار ہے
کہتے ہین عقدہ ثریا سب جسے	اُس قمر کا طرۂ دستار ہے
خواب مین بھی رہتی ہین آنکھین کھلی	کسکا سطوت طالب دیدار ہے

یہ اشعار پڑھکر رونے لگا نیران نے کہا اے شہریار یہ معشوق تلوار کی باڑھ ہے یہ آپ کے بھائی صاحب اسیر عاشق ہوئے تھے وہ طلسم کشا پر مائل ہوئی اب اُسکے قبضے مین آگئی اگر آپ چلکر طلسم کشا کو قتل کرین اور بھائی کو بھی مٹائین تو البتہ اس معشوق کو پاوین ورنہ بہت دشوار ہے کہ یہ معشوق دستیاب ہو ہوشیارہ نے کہا مین ابھی چلتا ہون یہ کہکے لشکر تیار کرایا ساٹھ ہزار دیدل جمع ہوئے آپ

گنبد سے پر سوار ہوکر چلا یہان نور الدہر کو بڑا خیال لشکر کا تھا دو دن قلعے پر مقام
کیا ملکہ حسینہ بانو سے وعدہ عقد کا کرکے لشکر ساتھ لیا ماہیار بھی ہمراہ ہی غرض طرف
فیلان کے روانہ ہوے یہان فیلان کئی دن سے جنگ کر رہا ہی جو سردار نکلا
اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ساتوان دن ہو میدان مین نکلا پکار رہا ہو شبرنگ بھی
ڈھونڈھکر آیا کہین نور الدہر کا پتہ نہ پایا شبرنگ سردارون سے کہ رہا ہو کہ اگر آپ
لوگ حکم دین تو نور الدہر کی صورت نبکر اِس سے مقابلہ کرون اِسکو مار لونگا یا
کسی کنوئین مین گراؤنگا مگر فیلان سر میدان پکار رہا ہو کہ ای فرقۂ خدا پرستان کوئی
میرے مقابلے مین نہین آتا سب سردار دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خدا ے
بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نجم اختر شناس
آمادہ ہو کہ اگر لشکر پر آپڑیگا تو مین ضرور سحر کرونگا شبرنگ کہتا ہو آقا سے نامدار کے
خلاف ہوگا تمھاری صورت سے بیزار ہوجائینگے اور فیلان بھی پکار کر کہ رہا ہو کہ
طلسم کشا بھر دسے پر ساحرون کے تھے مین تو غیر ساحر کا مشتاق ہون اگر سحر کے
مشتاق ہو تو ہر ساحر کو بلاؤن سب کی مشکین باندھے جائیگا کوئی اُسکے سحر سے
امان نہ پائیگا شبرنگ ہر مرتبہ قصد کرتا ہو مگر نجم روکتے ہین سکندر ثانی بوٹیان اپنی
کاٹ رہے ہین کہتے ہین کیون شبرنگ یہ کیسا ستم ہو ابھی کہو تو ایسا سحر کرون کہ
یہ اپنا گلا کاٹ لے یا بھاگ جائے کوئی سامنے نظر نہ آئے اور سردار پکار رہے
ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کردے نظم

ای از کرمت امید وارم
رحمی کن و دستگیر من شو
تو آن عزیز جہانی کہ ساکنان فلک
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
شاہا نظر کرم برمن درویش نگر
ہر چند نیم لائق بخشائش تو

دیگر
رباعی

جز مرحمت تو کس ندارم
ای فیض رسان جملہ عالم
بر آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی
بر حال من خستہ و دلریش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر

بیقرار ہوکے جو سب نے دعا کی اہل فوج نے آمین کہی فیلان نے قصد کیا کہ یہی لشکر لیکر جا پڑون مگر پھر ڈرتا ہو کہ شاہزادیان کھڑی ہین نجم اور ارسطو آگے بڑھے ہوے سکندر ثانی بھی تلوار تول رہے ہین ڈور آتلوار کا کھول رہے ہین فیلان گینڈا مہنیر کر رہا ہی اہل فوج آمادہ ہین کہ یکبارگی جا پڑین اور خوب بھڑ کر تلوار چلے افسرونکو تو آغاز زخمی کر چکے کوئی افسر لایق مقابلہ نہین ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے سب کے نورالدہر بن بدیع الزمان تخت پر ماہیار تاجدار بارہ ہزار جوان ہمراہ آتے ہین نورالدہر نے جو دیکھا کہ فیلان میدان مین جھوم رہا ہی اہل لشکر بھی بیتاب و بیقرار ہین سکندر ثانی نے تاج کو بوسہ دیکر تخت پر رکھا ہی مرکب طلب کیا ہی کہ سوار ہوکر مقابلۂ فیلان مین جاؤن نورالدہر نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای بادشاہ جمجاہ عہد کے خلاف ہی یہ خفیر آپہونچا مرکب کو جھکا کر مقابلۂ فیلان مین آئے تھے کہ فیلان نے دیکھتے ہی نیزہ مارا نورالدہر نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا فیلان نے گرز اٹھایا نورالدہر نے گرز کو تلوار سے قلم کیا فیلان نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا شانہ زخمی ہوا گھوڑے سے کود پڑے خوف ہوا کہ گھوڑے کو زخم نہ پہونچے فیلان نے جو نورالدہر کو پیدل پایا بڑی وحشت سے کہکے اشارہ کیا فیل نے سونڈ بڑھائی نورالدہر نے دونون ہاتھ بڑھا دیے آسنے بھسونڈے مین دونون ہاتھ لپیٹے نورالدہر نے بہ قوت صاحبقرانی دونون پانوٗن پر فیل کے جمائے اور دونون ہاتھون سے بھسونڈ اتھاما بہ قوت تمام جھٹکا مارا کہ ہاتھی کی گردن کھینچکر پھینکدی ہاتھی چرخ کھا کر گرا مگر فیلان کود کر الگ ہوا پیدل دیکھکر نورالدہر کو فیلان لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ نورالدہر کس زور و شور سے لڑ رہے ہین ہرچند کہ شانے سے خون بہ رہا ہی مگر اس قوت سے لڑ رہے ہین کہ فیلان تنگ ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اگر جان بچ جائے تو پھر کبھی ارادہ نہ کرون طلسم کشا بلا سے روزگار ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون قصد کرتا مگر جان دیے ہوے لڑ رہا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر سست پاؤن توڑے دوڑون مگر یہ شیر بیشۂ

صاحبقرانی بہ لطف جنگ کر رہے ہین اپنے زخمی ہونے اور شانے سے خون بہنے کا خیال بھی نہین
کر یہ سانحہ کسپر گوزرا کہ ایک مقام پر فیلان ریلکر لے دوڑا چند قدم ریلکر لایا نور الدہر دم
کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر چھ سات قدم ہٹے وہان لاکر فیلان نے ہکہ مارا
بابان گھٹنہ آشنا بہ زمین ہوا فیلان اوپر آکے چھایا ایک زور اِس طرح پر کیا تھا کہ
اگر پہاڑ پر زور کرتا اُکھیڑ لیتا مگر اِس کوہ وقار کے لنگر مین حس وحرکت نہ پائی تھک کر
ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون نور الدہر تڑپ کے اُٹھے ریلکر لے
دوڑے پندرہ قدم پر لا کر ہکہ مارا دونون گھٹنے فیلان کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا
تڑپ کے لنگر قایم کرون مگر نور الدہر نے دونون ہاتھ ستون کیے لنگر نہ جمنے دیا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ
تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارون فیلان نے پکار کر آواز دی
ای شہریار الامان یہ نیازمند مسلمان ہوتا ہی چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون حلقۂ
اطاعت گوش جان مین ڈالون نور الدہر نے بہ سہولیت ہاتھ سے رکھدیا فیلان کلمہ
پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج والون کو بلایا کہا صاحبو مین نے اِس شیر کی
اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ یہان رہے ورنہ میرے ساتھ سے نکلجائے
نصف فوج مسلمان ہوئی نصف بے ایمان رہی راہ صحرالی نجم اختر شناس وارسطو
وغیرہ حاضر خدمت ہین سکندر ثانی بھی حاضر ہین خواجہ عمرو سے نور الدہر باتین کر رہے
ہین کہ عم نامدار آپ کو بڑی تکلیف ہوئی یہ جو لوگ نئے مسلمان ہوے ہین خیمے وغیرہ
لیکر آتے جاتے ہین نور الدہر باتین کر رہے ہین خواجہ عرض کرتے ہین کہ ای فرزند
افلاس نے بہت پریشان کیا ہی مہاجن بگڑے ہوے ہین کہتے ہین کہ اِس مہینے کا
سود ادا کیجیے نور الدہر نے کہا خزانہ جو یہ آیا ہی اسمین آپ کا حصہ ہی اِسے لیجیے اور
صرف مین لائیے خواجہ نے خوشی خوشی خزانے پر جا کر جال مارا سارا خزانہ اُٹھا کر
نذر زنبیل کیا نور الدہر سے آکر عرض کی کہ حضور وہ خزانہ تو خالی پڑا ہی نور الدہر نے
کہا جہان آپ کا قدم جائے پھر وہان زر کب رہ سکتا ہی کہ سکندر نے کہا ای شہریار

آپ کو بڑی مشکلین درپیش ہین مجھکو پیرزن نے خبر پہونچائی ہے کہ سرسام جادو وعدہ کر کے آیا ہے کہ مین آگے نہ جانے دونگا لیکن غلام اُسکے سحر کو روک رہا ہے یہ ذکر تھا کہ ایک وناٹا ہوا زمین صحرا ہل گئی اور آواز آئی کہ ار قیلان تو نے غضب کیا کہ کلمہ پڑھا دیکھا جس مقام پر قیلان کھڑا تھا زمین شق ہوئی اور قیلان زمین مین سما گیا سامنے دیکھا کہ ایک کوہ کلان و درہ کھینچے ہوے ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے دیوار بنادی ہے سکندر نے کہا دیکھیے اُسکا ظہور ہوا اور ہمراہیان قیلان جسقدر آئے تھے وہ غرق زمین ہو گئے کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی دیکھا نور الدہر نے کہ ایک نازنین نہایت حسین گلنار پوش کمال ناز و ادا سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہے نظم

کسی نے مجھسا بھی صابر کوئی کہان دیکھا — کہ ہجر یار مین سیے نالہ و فغان دیکھا
جو دلپہ گرد ملال آہ کا دھوان دیکھا — نئی زمین نیا ہمنے آسمان دیکھا
بھلا سوال وصال اُس سے کسطرح کرتے — نہ اُس صنم کو کبھی ہمنے مہربان دیکھا
کبھی حرم مین کبھی اے صنم کلیسا مین — تمھارے حُسن کا جلوہ کہان کہان دیکھا
ہمیشہ حسرتین رہتی ہین خانۂ دل مین — تمھارے عشق مین خالی نہ یہ مکان دیکھا
خزان کی فصل مین تم دونون رہتے ہو نالان — نتیجہ ظلم کا صیاد و باغبان دیکھا
ہو آئے قبر پہ میری تو رو کے کہنے لگے — کہ عاشقون مین نہ ایسا مزاجدان دیکھا
اُجاڑا فصل بہاری مین ضد سے گلچین نے — کہین جو باغ مین بلبل کا آشیان دیکھا
میان کوچۂ جانان صدا یہ آتی ہے — یہین پہ لٹتے ہوے مال کاروان دیکھا
زہے نصیب سگ یار نے پسند کیا — گرا پڑا جو مرا کوئی اُستخوان دیکھا
نظر مین اُسکی وقار فلک نہین سطوت — جہان مین جسنے علیؑ کا ہے آستان دیکھا

اس رنگ مین یہ غزل گاتی ہوئی وہ نازنین آئی کہ نور الدہر اُسکی جانب بڑھے اور پکار رہے ہین کہ اے نازنین مہ جبین ذرا قریب آ مگر سکندر ثانی نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ اشیاے سحر نکالون وہ نازنین بھاگ کر درۂ کوہ مین غائب ہو گئی لگ گئی سو جوان اُس نازنین کے پیچھے درۂ کوہ مین غائب ہو گئے ہر سردار کف افسوس

ل رہا ہو کہ کیا تدبیر کرون غضب کر گئی سب یہی جا ہتے ہین کہ اسکے پیچھے درہ کوہ مین جاکر تلاش کرین اور ڈھونڈھکر اسکو لائین مگر نور الدہر چونکہ سامنے کھڑے ہین اور سکندر ثانی ایک ایک کو للکار رہے ہین فرماتے ہین یارو ادھر نہ جانا جو سامنے مین پہاڑ کے جائیگا اسپر عیش و آرام حرام ہوگا اگرچہ اس خوف سے کوئی نہین جاتا مگر تڑپ رہے ہین ہمارے مرصع پوش سکندر کی نگاہ بچاکر قریب درہ کوہ آئی جیسے ہی اندر قدم رکھا ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا ہمارے مرصع پوش آگے بڑھی دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہو ملازمان فیلبان تلوارے کھینچے کھڑے ہین کسیکو جانے نہین دیتے ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر کہا ہم اس شاہزادی کی ملاقات کو آئے ہین ان لوگون نے راستہ دیا ہمارے مرصع پوش اندر باغ کے آئی وہ ہوا ہے خوشگوار چل رہی ہو کہ ہماکو فرحت حاصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی بوا آؤ کیون تامل کرتی ہو بہ قول شاعر نظم

آج آیا مرے گھر مین جو وہ یار آپ سے آپ	ہے لیے شاید ہوا دور اسکے غبار آپ سے آپ
نہین معلوم رقیبون نے کہا کیا اس سے	رک گیا مجھسے جو اے دل وہ نگار آپ سے آپ
بن سنور کر جو تم اے یار نکل آئے کبھی	دل ہوا آکے مرا تم پہ نثار آپ سے آپ
فصل گل کے لیے اتنا نہ تڑپ اے بلبل	جب خزان جائیگی آئیگی بہار آپ سے آپ
آپ کی تیغ نگہ کا نہین اے جان تصور	دل جگر ہو مرا ہر ایک فگار آپ سے آپ
عطر بالون مین لگا کر جو وہ آیا شب وصل	پھنس گیا زلف مین اسکی دل زار آپ سے آپ
بھولی صورت نظر آئی جو کبھی رستے مین	آئینہ آنے لگا سطوت مجھے پیار آپ سے آپ

یہ اشعار جو اس نازنین نے گائے ہمارے مرصع پوش نے کہا بوا مین تمھاری ہی تلاش مین آئی تھی اسنے ہنسکر کہا بوا مین تو باغبانی ہون اگر میری برادری مین تمکو منظور ہو تو ملجاؤ ہمانے قبول کیا اسنے بیلچہ ہاتھ مین دیا ہمارے مرصع پوش روشین صاف کرنے لگی یہان سکندر سب کو ساتھ لیکر پلٹے جب بارگاہ مین آئے تو ہماکو نہ پایا کنیزون سے پوچھا تمھاری مالک کہان گئی ہین سبنے عرض کی حضور جب وہ نازنین

اشعار گا کر گئی تو ہماری بی بی اُسکے تعاقب مین گئین اُسوقت سے پلٹ کر نہین آئین ہم متردد مین سکندر نے عرض کی اے طلسم کشا یہ رنگ اچھا نہین کل آپ تشریف لیجائین اور لوح کو اس پہاڑ سے مس کرین پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھیے لیکن رات ہی کو ارسطوے ثانی بھی نکل گئے درۂ کوہ طی کر کے باغ مذکور مین پہونچے اُس نازنین نے اِنکے ہاتھ مین بھی بیلچہ دیا یہ بھی مصروف کار ہوے صبح کو جو نورالدہر نے دربار کیا دربار مین آکر ارسطو کا حال پوچھا خدمتگارون نے بیان کیا کہ شب سے درۂ کوہ مین گئے ہین پلٹ کر وہ نہین آئے سکندر نے کہا حضور جلدی کرین ایسا نہ ہو کہ کل سردارون پر بھی معرکہ گذرے دیکھیے سردارون کا رنگ کیا ہو رہا ہے اسی کے مشتاق ہین کہ مہلت پائین تو درۂ کوہ مین جائین نورالدہر اُٹھے وضو کر کے جیسے ہی متصل کوہ پہونچے دیکھا درۂ کوہ مین فیلان فیلدر فوج کو لیے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اِدھر نہ آئیے گا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت کب خوف کرتے ہین جھپٹ کر قریب درۂ کوہ کے پہونچے لوح کو جو کوہ سے مس کیا ایک سناٹا ہوا پہاڑ یکایک گرا وہ باغ ظاہر ہوا نورالدہر نے خود دیکھا کہ ہما اور ارسطوے ثانی بیلچے ہاتھون مین لیے ہوے چمنستان مین کام کر رہے ہین نورالدہر نے بڑھکر لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح کی چمک ہوئی ارسطوے ثانی بیلچہ پھینک کر دوڑے پکارتے ہوے کہ اے شہریار غلام سے بڑی خطا ہوئی نورالدہر نے کہا کہ ہماے مرصع پوش کو بھی لاؤ ارسطوے ثانی جھپٹتے ہوے سامنے ہما کے پہونچے ہماے مرصع پوش نے جو ارسطو کو دیکھا بیلچہ دکھا کر کہا اِسطرف نہ آئیے گا ورنہ بڑا صدمہ اُٹھائیے گا نورالدہر نے جو دیکھا کہ ارسطوے ثانی سے ہماے مرصع پوش بغاوت کرتی ہے اور سکندر نے بھی پکار کر کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے لوح کیا حکم دیتی ہے نورالدہر نے جو لوح کو دیکھا نوشتہ پایا وسط باغ مین نخل چنار ہے چنار جادو اُسکی بیچ مین چھپا ہے اُسکو تلاش کر کے قتل کرو تب مشکل آسان ہوگی ایسا نہ ہو ہماے مرصع پوش اپنی جان دیدے کہ اُسکو رات بھر اسی باغ مین گذری ارسطوے ثانی آپ کے سامنے آگئے لوح کا عکس اُنپر پڑ گیا اِسوجہ سے اُنکو ہوش آیا مگر ہماے مرصع پوش

آپ کے قریب نہین آئی سحر اسپر غالب ہوا اپنے ہوش مین نہین ہو نور الدہر جھپٹ کر
قریب نخل چنار آئے لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی عکس پڑا نخل تھرا کر گرا بیخ سے اُسکی
چنار جادو نے سر نکالا اُپکار کر کہا اوطلسم کشا یہ سحر سر سام کا ہو میرے مارنے سے کیا
فائدہ ہوگا مین رخصت ہوتا ہون نور الدہر نے گھبرا چنار بھاگا بھاگا پھرتا ہو نور الدہر
قریب نہین پہونچ سکتے کہ ایک مقام پر ہمارے مرصع پوش روئی چنار جادو قریب پہونچا
کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اسکندر ثانی نے جو دیکھا کہ چنار جادو نکلا جاتا ہو ہمارے نیچے
مین ہو جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک عقاب نکالا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا اور پڑھکر اُس عقاب
کو چھوڑا عقاب نے جاکر چنار کو روکا اور پر مارتا ہوا نیچے لایا کہ پنجے سے ہمارے چھوٹی
اور چنار نور الدہر کے سامنے گرا نور الدہر نے تیغۂ طلسمی کا ہاتھ مارا کہ چنار کے
دو ٹکڑے ہوئے چنار کا مرنا کہ ہمارے مرصع پوش کو ہوش آیا دوڑکر قدمون پر گری
عرض کی او شہریار آپ کے اِس انتظام سے مین بچی ورنہ دل مین یہ آتا تھا کہ آپ کے
دشمنون کو قتل کرون نور الدہر نے کہا او ہمارے مرصع پوش یہ شعبدات طلسمی ہین
یہ باتین کر رہے تھے کہ دیکھا باغ غائب ہوا سامنے ایک قلعہ ہو سر بہ فلک کشیدہ برج
بارے کنگرے ہر برج مین زنگی بیٹھے ہین قرنا کو دم دے رہے ہین اُس قرنا سے یہ
آواز آتی ہو کہ او طلسم کشا اِسطرف نہ آنا مگر سکندر نے اِشارہ کیا نور الدہر نے لوح
کو دیکھا لکھا تھا کہ سر سام جادو نے یہ شعبدہ بنایا ہو مگر آپ قلعے مین بہت ہوشیار
ہوکے جائیےگا قدم بقدم لوح ملاحظہ ہو سر سام جادو خود آیا ہو یہ قلعہ اُسی نے بنایا
ہو نور الدہر طرف قلعے کے جاتے ہین سر سام جادو کہ برج کلان مین بیٹھا ہوا تھا
نور الدہر کو جو دیکھا کہ قریب قلعے کے آپہونچے اپنے مقام سے اُٹھا ایک گوشے
مین آکر اپنے جھولی سے چند تصویرین کاغذ کی نکالین پکار کر کہا او دلفریب طلسم کشا
کو مبہوت کر اپنے کو جلد پہونچا نور الدہر جیسے ہی پھاٹک پر پہونچے کہ پھاٹک قلعہ
کا کھلا دیکھا کئی سو نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئین سامنے آئین **نظم**

سوے جانان خود اُڑ گیا کاغذ	لکھ چکا جب مین قاصد کا کاغذ

غم فرقت کی داستان لکھون | اسقدر ہو کہان بھلا کاغذ
روے رنگین کی جب ثنا لکھی | تختۂ باغ ہو گیا کاغذ
ہوش گم کردہ کا جو حال لکھا | اڑ گئے حرف رہ گیا کاغذ
ہجر کا حال اگر لکھون گا مین | ہوگا وصلی کا بھی جدا کاغذ
نامہ لکھنے کے بدلے وحشت مین | پھاڑ کر ہمنے رکھدیا کاغذ
ہاے قاصد کو قتل کر ڈالا | پڑھکے دلدار نے مرا کاغذ
اس مسیحا کا جب کہ خط آیا | پائی صحت ہوا دوا کاغذ
حال وحشت لکھا تو چاک ہوا | دامن جیب سے سوا کاغذ
لکھنے بیٹھا جو حال سوز جگر | شعلے اٹھ اٹھکے جل گیا کاغذ
غیر کو لکھ کے مجھکو لکھتے خط | واے تقدیر ہو چکا کاغذ
مرکے یہ میرے استخوان ہین سبک | جانتا ہو انھین ہما کاغذ
ہین وہ نازک پڑھینگے کیا سطوت | اسقدر تمنے کیون لکھا کاغذ

ان سب کے آگے ایک حور شمائل با ناز و ادا ہنستی ہوئی آتی ہی نور الدہر نے جو اس نازنین کو دیکھا بے اختیار ہاتھ بڑھا دیے اس مہ جبین نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ دیا کہا اے شہریار خانۂ عیش مین چلیے ملکہ دلفریب آپ کی مشتاق ہین نور الدہر ان سب کے ساتھ چلے سکندر نے جو بیرون قلعہ سے یہ حال دیکھا کہا لو غضب ہوا اب یہ جا کر لوح طلسمی دیدینگے اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو پہونچائیے ایسا نہ ہو کہ لوح قبضے سے نکلجائے سامنے عیش خانہ ہی خود سمسام دلفریب بنا ہوا بیٹھا ہی دل پر اسنے قبضہ کر لیا دیکھیے لوح نہین ملاحظہ فرماتے باعث خرابی ہی غلام کو بڑی بیتابی ہی خواجہ کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بہ شکل بقراط بنے اور تخت زبرجدی پر سوار ہوے یہان نور الدہر ہمراہ ان عورتوں کے ایک قصر مین آئے مسند بچھی اسپر بیٹھے کہ پہلو سے پردہ اٹھا ان سب نازنینان مہ جبین نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ دلفریب باہر آؤ طلسم کشا تشریف لائے ہین

کہ سامنے سے پردہ اُٹھا برق چمک گئی نورالدہر نے آنکھین ملا کر دیکھا ایک نازنین
چہاردہ سالہ کہ چہرے پر اُسکے نگاہ نہین ٹھہرتی مسکراتی ہوئی باہر نکلی قریب نورالدہر
آکے بیٹھی ہنسی مذاق کرنے لگی یکایک کہا کہ ای شہریار میرے سینے مین درد ہوتا ہی ذرا
لوح طلسمی مجھکو دیجیے کہ مین سینے سے مس کرون۔ ساحران طلسم نے سحر کیا ہی کہ کلیجہ نکلا
جاتا ہی قلب تھرتھراتا ہی نورالدہر نے چاہا کہ لوح گلے سے اُتارون اور دلفریب کو دون
کہ ایک آواز آئی ای دلفریب کیا کہنا خوب مرغ زیرک کو پھانسا اب لوح سے لوپر
جانے نہ پائے مابدولت بھی آگئے دلفریب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ خداوند بقراط بھی
تخت اُڑاتے ہوے آتے ہین دلفریب اُٹھ کھڑی ہوئی نورالدہر بیٹھے رہے قبضے پر
ہاتھ رکھا ارادہ ہی کہ اسپر جا پڑدن کہ دلفریب نے پشت پر نورالدہر کی ہاتھ رکھا
کہا ای شہریار یہ خداوند ہین انکا پاس ضرور ہی نورالدہر نے اُٹھکر سلام کیا بقراط نے
دعاے جان درازدی مگر بقراط نے تخت سے کود کر دلفریب کا ہاتھ تھام لیا اور
طرف نورالدہر کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا مراد یہ تھی کہ بائین آنکھ کا تل دکھایا اور اشارہ
تھا کہ لوح ملاحظہ کرو نورالدہر نے فوراً لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ یہی لوح ملکہ
دلفریب کے سر سے مس کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو لوح دیکھتے ہی نورالدہر
کو ہوش آگیا اور سمجھے کہ بہ شکل بقراط خواجہ عمرو ہین ان کا حکم ضرور بجا لاؤن ظاہر ہوا
کہ براے تعلیم آئے ہین فوراً قبضے پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے اور للکارا کہ او دلفریب اب
کہان جائیگی لوح کو اُسکے سر پر رکھدیا جیسے ہی لوح اُسکے سر سے مس ہوئی اُسنے
ایک چیخ ماری سحر دفع ہوگیا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہی مگر گندے
تول رہا ہی فوراً پر پرواز پیدا کیے اور سامنے سے نکلگیا یہ کہکر کہ ای طلسم کشا کہان
جاؤگے اُن عورتون نے چاہا کہ بھاگین نورالدہر نے تیغۂ طلسمی کھینچا جسکو ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے جو نازنین سب کے آگے تھی کہ اِنکو لگا کر لائی تھی وہ بھاگتی
پھرتی ہی سامنے نہین آتی نورالدہر نے بڑھکر جب لوح چمکائی تو وہ ٹھہری فوراً
نورالدہر نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکا مرنا کہ سب عورتین جل گئین مکان بھی

غائب ہوا اپنے کو کنارے پر لشکر کے پہونچایا خواجہ عمرو برابر کھڑے ہین اور کہ رہے ہین
کہ اے نور نظر حقیقت مین اس طلسم مین بڑے عجائب و غرائب ہین قدم بقدم لوح دیکھو کسی
مقام پر تامل نکرو سکندر نے بڑھکر خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
اگر آپ ذرا بھی دیر کرتے تو لوح نکلجاتی مگر افسوس ہی کہ سر سام نکلگیا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین
ہلڑ ہوا دیکھا کہ سب بھاگے جاتے ہین اور غل مچاتے ہین نور الدہر نے پوچھا خیر تو ہی
یہ کیا معرکہ ہی کہ شبرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال آپڑا
سات لاکھ فوج ساتھ ہی طہماس بھی زخمی ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی اور وہ
پہلوان دمبدم نعرے کرتا ہی کہ منم قتال مردم در سکندر نے کہا جلد اپنے کو پہونچایئے
جو سردار اُسکے سامنے گیا وہ زخمی ہوا وہ حضور ہی سے دیے گا نور الدہر پشت مرکب
پر سوار ہوے مقابلے مین قتال کے پہونچے جسپر عکس لوح کا ڈالا وہ بھاگا للکار کر
آواز دی او قتال کہان جاتا ہی قتال نے گینڈا ابڑھایا مقابلہ نور الدہر مین آیا نیزہ
مارا نور الدہر نے نیزہ اُسکا نکالدیا اُسنے گرز کا وار کیا نور الدہر نے گرز کو قلم کیا مگر اب
قتال دست پاچہ ہوا چاہتا ہی کہ گینڈا ابڑھاکر نکلجاؤن مگر سکندر نے سامنے آکر للکارا
کہ او قتال شہریار سے مقابلہ نہین کرتا اب جرأت اپنی دکھا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا
نور الدہر نے بارھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک ہکہ مارا کہ قتال گینڈے سے
گرا نور الدہر بھی گھوڑے سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی ہر طرف سے فریاد
فریاد کی آواز آنے لگی ہمراہیان قتال بھاگے صحرا مین جاکر غائب ہوتے تھے
اپنی بیکسی پر روتے تھے ہر ایک کا قول تھا کہ قتال نے وعدہ کیا تھا کہ مین طلسم کشا
کو قتل کرونگا اب کیون گھبرا رہا ہی نور الدہر نے ایسے دو تین گھتے مارے کہ ذرہ
پارہ پارہ ہوگئی جسم سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی جان سے بیزار ہی لیکن ہر مرتبہ چاہتا ہی
لوح پر ہاتھ ڈالون اور لے بھاگون نور الدہر ہاتھ پر اُسکے تھپکی مار دیتے ہین آخر
کولے پر لاد کے قتال کو دے مارا قتال کا گرنا کہ سب فوج والے بھاگ گئے
جاکر درختون کے پیچھے چھپے کہتے تھے طلسم کشا کے قبضے مین لوح ہی اُسپر کون غالب

ہوگا نیپال جادو بڑا مکار و حیلہ ساز ہی اُسنے قتال کو بھیجا مگر نور الدہر جھپٹ کر چھاتی پر
سوار ہوے فرمایا کہ حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی قتال نے کہا ای طلسم کشا مین
خداوند کو بُرا نہ کہونگا جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو نور الدہر نے قتال کو چیر کر پھینکدیا قتال
کا مارے جانا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آنے لگین پری غل مچاتے تھے کہ ہمارا افسر
قتل ہوا اب کیا تدبیر کرین کہ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے پانی برسنے لگا چند قطرے جو جسم
قتال پر پڑے یا خداوند لقراط کہکے اُٹھ بیٹھا نور الدہر نے چاہا بچپا کرون مگر قتال
نکلگیا آگے جاکر گینڈے پر سوار ہوا طرف قصر سرسام کے چلا نور الدہر نو لڑائی کو فتح
کرکے پلٹے سب سردار بخیر و عافیت پلٹے مگر سکندر نے کہا ای شہریار غلام کو حرارت
معلوم ہوتی ہی لوح کا عکس بھبھوڑا لیے جیسے ہی نور الدہر نے لوح کو چمکایا سکندر کے
ہاتھ پانوؤن مین طاقت آگئی حرارت موقوف ہوئی مگر سرسام جادو اپنے قصر مین
بیٹھا ہی کہ لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا وہ آکر پھٹا دیکھا نیپال جادو پریشان آکر پہونچا
سرسام نے پوچھا ای نیپال کیا کیا نیپال نے کہا مین نے اپنی بھائی قتال کو برائے
تباہی لشکر طلسم کشا روانہ کیا ہی سرسام نے کہا اُس سے کچھ نہ ہوگا کہ سامنے سے دیکھا
قتال بھاگا ہوا آتا ہی آکے سامنے گر پڑا نیپال نے پوچھا ای برادر کیا ہوا قتال نے
کہا طلسم کشا سے لڑا آخر زیر ہوا اُسنے مجھے چیر کر پھینکدیا مگر لکہ ابر رحمت خداوند آکر برسا
اُسنے روح تازہ عطا فرمائی مین اُٹھتے ہی بھاگا یہان تک پہونچا چاہا تھا کہ سکندر کو
بیمار کردون مگر عکس لوح نے اُسکو بھی بچایا صحیح و سالم ہوا سرسام و نیپال و قتال
یہ تینون بیٹھے صلاحین کر رہے ہین مگر سرسام کہتا ہی مجھکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہووے
طلسم کشا پر مائل ہو ورنہ گلنار زعفران پوش اپنی بیٹی کو روانہ کرتا یہ ذکر تھا کہ ایک
ابر زعفرانی سامنے سے اُٹھا سرسام نے کہا لو وہ خود آتی ہین ابر سامنے آکے پھٹا
تخت پر ایک نازنین کو دیکھا چہاردہ سالہ نہایت حسین و جمیل دریاے جواہر مین
غوطہ زن حسن مین رشک نسرین دستران غنچہ دہن رشک چمن جھولی بائین ہاتھ
تخت زمین پر آیا سرسام کو سلام کیا سرسام نے کہا ای نور نظر ابھی ابھی صلاح ہوتی

تھی کہ گلنار زعفران پوش کو روانہ کرین مگر تمہیر ظاہر کیا جاتا ہو کہ جا کر طلسم کشا کو تباہ کرو
مگر اے نور نظر جمال طلسم کشا سحر ہو نگاہ اُٹھا کے نہ دیکھنا جہانتک ہوسکے اپنے کو بچانا گلنار
نے کہا اے والد نامدار وہ عورتین بڑی حماقت زدہ ہین کہ جمال طلسم کشا دیکھکر مائل ہوئی ہین
مین نگاہ بھر کے بھی نہ دیکھونگی جاتے ہی لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون اے قتال تمنے کیا کیا
کہ جا کر کرے یہ بڑا کام کیا قتال نے کہا اے ملکۂ عالم مین پہر بھر کامل لڑا آخر طلسم کشا سے
جب مقابلہ پڑا تو زیر ہو گیا طلسم کشا نے مجھکو چیر کر پھینکدیا ابر رحمت خداوندی آکر برسا
اُسنے روح تازہ عطا کی یہانتک پہونچا گلنار زعفران پوش نے کہا اے والد نامدار مین
جا کے لشکر طلسم کشا کو ویران کرونگی کہ طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال جنگلون مین مارا
مارا پھرے اور لوح نہ دیکھ سکے سر سام نے کہا اے نور نظر مین نے بڑے بڑے انتظام
کیے اور حکم خداوند کا آگیا ہو کہ ہمارے مرحلے سے طلسم کشا نہ گذرنے پاے مین نے قلعۂ
دلفریب بنایا طلسم کشا کو تسخیر کر لیا تھا عین وقت پر ساربان زادہ آیا اُسنے آکے
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا طلسم کشا نے لوح دیکھی مین تو بھاگا مگر دلفریب قتل ہو گئی
ایک چند ساعت اگر طلسم کشا ہوشیار نہ ہوتا تو مین لوح لے لیتا پھر طلسم کشا کی کیا مجال
تھی کہ مجھپر وبال ڈالتا گرفتار کر کے خدمت خداوند مین لے جاتا وہان پہونچتے ہی مین
سامان قتل کراتا مگر ساربان زادہ بصورت خداوند لقراط آیا ہوشیار کر دیا لیکن اے
نور نظر ایسا سحر کرنا کہ ہمراہیان طلسم کشا اُسکے دشمن ہو جائین اور ارادہ قتل کا کرین
مگر تم پردے مین رہنا گلنار نے کہا اے والد نامدار مین خود ایسی ایسی صورتین بناتی
ہون کہ جنکو انسان دیکھے تو مبہوت ہو جائے مین کیا اُسکے جمال ظاہری کو دیکھونگی
مین بھلا اُسکو دیکھکر کیا مائل ہونگی وہ فساد برپا کرون کہ سرداران طلسم کشا دیوانے
ہو کر طلسم کشا پر تلوار کھینچین طلسم کشا کو جان بچانا دشوار ہو سر سام نے عرصۂ دراز
تک گلنار زعفران پوش کو بخوبی سمجھایا آخر گلنار نے بگڑ کر کہا اے والد نامدار جو آپ
کو یہ خیال ہو تو مجھکو نہ بھیجیے سر سام نے کہا اے نور نظر وہ سختی پڑی ہو کہ مجھکو کچھ نہین
سوجھتا ہو یہی خیال ہو کہ جان جاے مگر طلسم کشا برباد ہو شاید اس تدبیر مین مطلب

نکل آئے مگر خوف کرتا ہون کہ ایسا نہ ہو تم جاکر طلسم کشا پر مائل ہو اور رہبری دشمن
ہو جاؤ سحر تمکو سب طور کے تعلیم کرچکا اگر مقابلہ پڑے تو مین تمہارا کچھ نہین کرسکتا مین نے
کتاب تمکو تعلیم کردی اسوجہ سے کسمجھاتا ہون گلنار نے کہا آپ کو وحشت ہی مین ابھی
جاتی ہون اور لشکر طلسم کشا تباہ کرکے آتی ہون طلسم کشا اکیلا رہے دشت نوردی
کی جفا سہے یہ کہکے گلنار زعفران پوش طاؤس پر سوار ہوئی برائے تباہی لشکر طلسم کشا
چلی بعد جانے گلنار کے سرسام کو ایسا خیال تھا کہ نیپال سے کہا کہ اے نیپال تم
جاکر اس مہ جبین کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو دیکھکر وہین رہجائے تو میری
جان پر بنجائیگی جو حرکت کرے مجھکو خبر دینا خبردار بیٹھ نہ رہنا نیپال بعد جانے گلنار کے
چلا یہان گلنار آکر پہاڑ پر ٹھہری یہان وقت وہ ہی کہ نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین
کل سرداران غیر ساحر قریب بیٹھے ہین ایک سمت سب ساحر بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی
کہ اب حضور طلسم کشائی کو جاوینگے نورالدہر فرماتے ہین کہ اب مین کیا تامل کرونگا
نورالدہر سے سکندر ثانی نے عرض کی اب حضور جلدی کرین مگر مجھکو یقین نہین ہی
کہ حضور برائے طلسم کشائی جا سکین کوئی افتاد آیا چاہتی ہی کہ طہماس اپنے مقام سے
اُٹھے کہا اے شہریار آپ نے ہمارے ساتھ بڑی کج ادائی کی ہمکو مسلمان کرلیا اپنے مذہب
سے چھوٹے آپ نے کیا مرتبہ دیا ہم آپ کو قتل کرینگے دوسرا سردار اُٹھا اُسنے بھی
ایسا ہی کچھ کہا چالیس سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے نورالدہر کو گھیر لیا قبضون
پر ہاتھ ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم حضور کو قتل کرینگے نورالدہر جواب دیتے ہین
کہ یارو مین نے کیا تمہاری خطا کی کہ جو یہ ارادہ کرتے ہو یہ تکرار ہو رہی ہی نورالدہر
تیغہ طلسمی لیے کھڑے ہین سب اِسی کے منتظر ہین کہ طہماس وار کرے تو ہم بھی اپنا وار
کرین سب گھیرے ہوے ہین نورالدہر بیرون بارگاہ آئے سب کو جواب دیتے
ہین بھائیو تم ہمارے رفیق ہو آج کیا وجہ ہوئی کہ جو اِسقدر بگڑے ہو ساحر بھی اندر
سے نکل آئے مگر سکندر سب کو روکتے ہوے کہتے ہین کہ یارو تم بہت پچتاؤ گے
ایسے آقا کے ساتھ بُرائی کرتے ہو کہ جسنے کبھی تمہارے حق مین بُرائی نہین کی ہمیشہ

در پی خیر خواہی رہنا ہو لہذا مناسب یہ ہو کہ براہ خیر خواہی تم کل کام کرو آخر مین پچتاؤ گے سب
گرفتار ہو جاؤ گے مگر سردار بگڑے ہوئے ہین کہ ہم آپ کو قتل کرینگے نور الدہر ڈٹے ہوئے
کھڑے ہین نگاہ طہماس دیکھ رہے ہین طہماس ہر مرتبہ ساطور پر ہاتھ ڈالتا ہو اور کانپکر
رہجاتا ہو کہتا ہو اے شہر یار مجھکو خیال یہ آتا ہو کہ آپ کے والد تاجدار بد پیچ اثر حالت حالی و فگار
آپ کے غم مین جان دیدینگے اور یہ مشہور ہوگا کہ طہماس نے اپنے معشوق کو مار ڈالا
اہل لشکر اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہین سردار لشکر والون کو سُنا کر کہتے ہین کہ جاجبو
تم بھی بلوہ کرو نور الدہر کو گھیر لو چہار طرف سے آپڑو مگر لشکر والے خاموش بیٹھے
ہین اپنے مقام سے نہین اُٹھتے مگر گلنار نے جو دیکھا کہ لشکر والے اپنے مقام پر بیٹھے
ہین حیران ہوکر کہا کہ اے گلنار پہلے اِن سب کو بگڑنا چاہیے تھا پلٹ کے جو دیکھا اُسنے
تو نیپال جادو سحر کو گلنار کے روک رہا ہو کہا کیون او ناہنجار تو نے یہ کیا کیا نیپال نے
چاہا جواب دے ون گلنار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ نیپال کے دو ٹکڑے
ہوئے مار کر نیپال کو گلنار اُٹھی کہ دیکھون میرے سحر نے کیا کیا کچھ بڑبڑاتی جاتی ہو کبھی
نگاہ سحر آگین سے اِشارہ کرتی ہو کہ زیر کوہ کھڑا ہوا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال یوسف
خصال کئی سو جوانون کے بلوے مین گھرا ہوا مگر تلوار کھینچے کھڑا ہو اور جواب دیتا ہو
کہ دیکھو یارو مجھے قتل کرکے بہت پچتاؤ گے تم سب قید ہو جاؤ گے مین جانتا ہون کہ
یہ عجائب و غرائب طلسم ہو کسی ساحر کے سحر کی تاثیر ہو کہ میرے قتل کی تدبیر ہو گہر ریزی
زبان معجز بیان کی گلنار کو بہت پسند آئی جی مین کہتی ہو کہ حقیقت مین طلسم کشا نہایت
فصیح و بلیغ ہو اتنے جوانون کو روکے ہوئے کھڑا ہو کچھ خوف جان نہین حقیقت مین
کیا دلیر ہو بیشہ جرأت کا شیر ہو کسکی مجال ہو جو اِس سے آنکھ ملائے یا مہلت پائے کیا
تدبیر کرون یہ سوچکر ہاتھ ہلا دیا سب تاجدارون پر سے سحر اُتر گیا طہماس منتین کرنے
لگا کہتا تھا آقا سے تابدار ہین تو عاشق صادق ہون کسکی مجال ہو کہ آپ سے آنکھ ملائے
اب گلنار سامنے ہٹنے لگی کہ نور الدہر کی نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین سامنے کھڑی ہو
ہنس رہی ہو دیکھتے ہی نور الدہر مائل ہوئے اِشارہ کیا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے

نظم

سرو باغ محبوبی

بلبل کو ہو بہار مین گلزار پر گھمنڈ
مجھکو ہو یار کے گل رخسار پر گھمنڈ

دنیا بھی ہو ساتھ مرا رنج ہجر مین
کیونکر مجھے نہ ہو دل بیمار پر گھمنڈ

وہ سخت جان ہون مجھکو بھی ہو ناز و افتخار
قاتل کو ہو جو خنجر خونخوار پر گھمنڈ

دن آگئے خزان کے خبر عندلیب لے
تا حق ہو تجھکو رونق گلزار پر گھمنڈ

اک وار مین نہ تن سے مرا سر جدا ہوا
بے فائدہ ہو آپ کو تلوار پر گھمنڈ

سب عاشقون کو اپنی رگِ جان پہ ناز ہو
اُس بُت کو ہو جو رشتۂ زنار پر گھمنڈ

ٹھنڈا کرینگے داغ جگر کو دکھا کے ہم
خورشید کو ہو گرمی بازار پر گھمنڈ

نکلا خط سیاہ گئی رُخ کی سادگی
باقی ہو آجتک تمھین ای یار پر گھمنڈ

سب مال چھوڑ جائیگا دنیا مین ای بخیل
بے فائدہ ہو دولتِ بیکار پر گھمنڈ

خورشید داغ دل پہ ہو سطوت کو فخر و ناز
تمکو اگر ہو چاند سے رُخسار پر گھمنڈ

یہ اشعار اور کلمات محبت آمیز جو سُنے تو گلنار کی شرم و حیا نے پردہ اُٹھا دیا دل مین کہتا ہو کہ چلکر اِس نوجوان سے ملون دیکھون کیا خواہش رکھتا ہو سب سردار نور الدہر کو گھیرے ہوے گرد ہجوم سیارگان بیچ مین وہ ماہ تابان حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہو گرد ہالہ پڑا ہوا ہو حیران جمال محو دیدار ہو رہی ہو پہاڑ سے اُتر آئی نور الدہر بڑھے کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدون مگر سرسام جادو قصر مین اپنے بیٹھا ہو کہ نیپال کی تصویر جلگئی گھبراکر کہا کہ غضب ہوا کسی نے نیپال کو مارا یہ کہکے پکارا کہ ای اخیار جادو خبر گلنار سُنا سامنے چند طائر بیٹھے تھے اُنمین سے ایک طائر اُڑ کر آیا اُسنے اپنی زبان مین کچھ کہا سرسام نے سر پیٹ لیا مصاحبون نے پوچھا ای افسرِ اعلیٰ خیر تو ہو سرسام نے کہا کیا کہون زبان سے نہین نکلتا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا افسوس مجھکو یہ ہو کہ مین نے اسمان سحر اُسکو تعلیم کر دیے جب مقابلہ پڑیگا تو مشکل پڑیگی مگر مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے کہ گلنار پہاڑ سے اُتر رہی ہو نور الدہر بھی قریب آچکے ہین یقین ہو کہ گلنار قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او گیسو بُریدہ ہمارے سمجھانیکا یہ انجام

ہین جانتا تھا کہ خیر و عافیت سے نہ پلٹے گی مگر تو تو کہتی تھی کہ اور عورتین مائل ہوتی ہین ناحق
اپنے کو دیوانہ بناتی ہین صدمات اٹھاتی ہین وہی تو نے بھی کیا اب برائے ملاقات
جاتی ہو گلنار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ باپ گنڈے باندھے ہوئے آتا ہو چاہتا ہو کہ گرگر
پنجہ دیکر اُٹھا لیجاؤن گلنار نے سحر کیا کہ سرسام اُلٹ گیا سرسام نے گولہ مار اگلنار
نے کاٹ دیا بجلی کان سے اُتار کر پھینک ماری برق گری کہ سرسام کا زخمی ہوا یہ
کہکر بھاگا کہ او گیسو بریدہ تجھسے سمجھونگا تجھکو یہان رہنے نہ دونگا یہ کہتا ہوا نکل گیا
گلنار نے قریب نور الدہر کے آکر کہا بیبی شہریار حال ہیر اُگل گیا سرسام جادو بہی
تھا نیپال کے مرتے ہی اُسکو خبر ہو گئی چند طائر اُسنے بنا رکھے ہین سب طرح کی خبرین
اُسکو سناتے ہین وہ اس ارادہ سے آیا تھا کہ مجھکو لیجائے لیکن مین کب اسکے سحر کو
مانتی ہون سرسام کو حقیر جانتی ہون لیکن وقت بے وقت یہ حملہ مجھپر کریگا نور الدہر نے
ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر کہا کیا مجال ہو اُسکی جو تمکو نگاہ کج سے دیکھے اگر پہلے سے مین یہ جانتا
کہ سرسام جادو بہی ہو تو اُسکی تدبیر کرتا تیر مارتا کہ خطا کار زخمی ہو کر گرتا ہر چند کہ سحر
تمھارا چلگیا لیکن تمھارا خوف نہ گیا سوتے کے وقت انتقام کر لیتا گلنار نے کہا کیا
مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی باتین کرتے ہوئے دونون دربار مین آئے ہما و مربع نشین
وغیرہ نے جو دیکھا سب شاہزادیون کو رشک ہوا آپس مین اشارے کرنے لگین
کہ صاحبو اِسکا بڑا اعزاز و اکرام ہوگا مربع نشین نے کہا اِسکا باپ اِسکا دشمن ہو اگر
وہ ہمسے میل کرے تو ہم اِسکو گرفتار کرا دین اِسکا یہان رہنا بہتر نہین ہما نے کہا کہ
طلسم کشا کو ملال ہوگا مربع نشین نے کہا ملال ہو تو ہو ہم ملاقات اُس سے ضرور
کرینگے اور اِسکو گرفتار کرا دینگے یہ کہکے مربع نشین اپنے مقام سے اُٹھی اور طرف
قلعۂ سرسام کے چلی سرسام ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا زخم کو اپنے باندھ رہا تھا کہ دیکھا
ایک ابر آتش فشان آتا ہو جب قریب پہونچا تو مربع نشین کو پہچانا سرسام نے
اُٹھکر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اس وقت کہان آئین مربع نشین نے کہا تمھارے ہی
ملاقات کو آئی تھی تمھاری صاحبزادی طلسم کشا پر عاشق ہو کر پہلو مین جا کر بیٹھین

محفل مین شراب پی رہی ہین خوش اور محظوظ بیٹھی ہین ہم لوگون کو بہ نگاہ حقارت دیکھتی ہین مناسب یہ ہو کہ انکو گرفتار کر لو سر سام نے کہا تم جا کر اُس سے باتین کرتی ہوئی صحرا مین لاؤ مین کڑک کر گر ونگا اُٹھا لیجاؤنگا اِس سختی مین قید کرون کہ تا قید حیات رہا نہ ہو مربع نشین نے سر سام سے وعدہ کیا کہ مین فلان صحرا مین لیکر آؤنگی تم غفلت مین آنا گرفتار کر لینا وہان سے مربع نشین نے آکر گلنار سے کہا تمھاری ہمارے یہان دعوت ہو گلنار ہمراہ مربع نشین کے آئی پہلے بارگاہ مین دعوت کھائی ناچ گانا سنا اور پھر ہاتھ پکڑے کے باہر نکلی پوچھا اے گلنار تم کیا سمجھے نور الدہر پر عاشق ہوئین بارہ چودہ معشوقین ہین گلنار نے کہا مجھے اُنکی خیر خواہی منظور رہی جسدن میرے ساتھ بے اعتدالی کرینگے چلی جاؤنگی ہرچند کہ آرام نہ ملیگا مگر تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی اُنکی محبت گریبان گیر ہو حقیقت مین کیا حسن پایا ہو آپ اللہ نے بنایا ہو خوش مزاج خوش چلن باجاہ وحشم فتاح طلسم خیال سکندری بقراط ایسا جادوگر اُنکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہو اِسی خیال مین مین بھی چلی آئی دل نے نہ مانا کیا کرون یہ باتین کرتی ہوئی صحرا مین پہونچی مربع نشین ہاتھ چھوڑ کر الگ ہوئین سر سام آسمان پر تھا اُسنے دیکھا کہ گلنار باتون مین مصروف ہو کڑک کر گرا کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا گلنار نے چاہا سحر کرون لیکن ایسا نعرہ دیکر بلند ہوا کہ گلنار بیہوش ہو گئی کچھ زور نہ چلا سر سام نے لاتے ہی لاتے راہ مین زبان مین سوزن دی قصر مین اپنے لیکر پہونچا اب جو گلنار کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا زبان مین سوزن مبتلائے دام رنج و محن بیقرار ہو کر رونے لگی جی مین کہتی ہو کہ دیکھیے اب کیا ہو مگر یقین ہو کہ جب طلسم کشا کو خبر پہونچیگی تو وہ ضرور میری رہائی کی تدبیر کرینگے یہان مربع نشین روتی ہوئی سامنے نور الدہر کے آئین کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا کہ سر سام آکر گلنار کو لیگیا مجھکو خیال یہ ہو کہ لوگ طعنہ دینگے اور کہین گے کہ دعوت مین لیگئین اور گرفتار کرادیا مجھکو بڑا افسوس ہو ابھی نور الدہر طرف خواجہ کے پلٹے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری یہ وقت کچھ خدمت مین عرض کرونگا گلنار کی رہائی کی تدبیر کیجیے خواجہ تو یہان سے نکلکر بیٹھے مگر سر سام نے اپنی

بیٹی کو قفس مین بند کیا اور قفس کو لٹکا دیا آپ مسند پر بیٹھا سوچ رہا ہو کہ اب کیا تدبیر کرون
مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر نے آواز دی کہ گلنار زعفران تمہ
جاکر نورالدہر پر عاشق ہوئی بقراط جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ابھی جاتا ہون اور اسکو
گرفتار کرکے سرسام کے حوالے کرتا ہون جو چاہے وہ سزا دے تخت پر بیٹھکر چلا یہان
سرسام بیٹھا سوچ رہا ہو جی مین کہتا ہو کیا عجب ہو کہ وہ ساربان زادہ اسکی رہائی کو آئے
سابق مین بقراط تک آیا تھا اب جو آئے تو ایسا تھپڑ مارون کہ سر اُڑ جائے اس سوچ مین
بیٹھا تھا کہ دیکھا بقراط تخت اُڑاتا ہوا آتا ہو جی مین کہنے لگا کہ دیکھو ساربان زادہ آیا بظاہر
جھک جھک کر سلام کرنے لگا بقراط سوچا کہ یہ میرا بندۂ خاص ہو میرے آنیکی خوشی کرتا ہو
بقراط تخت سے اُترا سراپا کو سرسام دیکھ رہا ہو جی مین کہتا ہو کیا رنگ و روغن لگاتا ہو
نہین معلوم کہان سے تخت لایا ہو کہ تخت اُڑتا ہوا آیا ہو کسی شے مین فرق نہین قریب آکر
ہاتھ پکڑ لیا کہا او ساربان زادے اب مین کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا دلفریب کو تو تو نے
قتل کرایا اگر تو تھوڑی دیر نہ آتا تو مین نوچ لے لیتا بقراط نے ہنسکر کہا ارے کچھ دیوانہ
ہوا ہو میری صورت ساربان زادہ بن سکتا ہو مین تم سمجھونگا خداوند ہون سرسام نے
ایک تمانچہ مارا کہا او مکار اب بھی مکاری کرتا ہو اس زور سے تمانچہ پڑا کہ تڑاقے کی آواز
ہوئی بقراط نے لپٹ کر سرسام کو دے مارا سرسام کا جب زور نہ چلا تو اُسنے کاٹ کھایا
بقراط نے ایک چیخ ماری کہ او ملعون یہ کیا کرتا ہو مگر سرسام نے بوٹی اُتار لی کہا ارے
ساربان زادے تیری بوٹیان چبا جاؤنگا بقراط نے پانوٗن سے جوتا اُتارا آپس مین خوب
جوتا چلا جب دو چار جوتے بقراط نے سرسام کو مارے اور سرسام پیٹ رہا ہو اور
رو رہا ہو کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا پانچ چار پتلیان یہ کہتی ہوئی آئین کہ اے سرسام
تو نے غضب کیا کہ قدرت کے تمانچہ مارا دیکھ قدرت کا گال سرخ ہو گیا توبہ کر قدمونکو
بوسہ دے جب سرسام کے پیرون نے اسطرح کہا تو سرسام قدمون پر گر پڑا اور کہا
یا خداوند معاف فرمایئے مگر ترچھی ترچھی نگاہون سے دیکھ رہا ہو بقراط نے ہاتھ پکڑ کے
پوچھا کیون اے سرسام تجھے کیون دھوکا ہوا سرسام نے کہا یا خداوند جب مین نے

ولفریب کو بلایا ہی تو آپ ہی کی شکل بنکر ساربان زادہ آیا تھا یہی سوچ رہا تھا کہ اِس مین آپ تشریف لائے میرا گمان غالب ہوا کہ ساربان زادہ پھر آگیا اسی پہ میرا ہاتھ چل گیا معاف فرمائیے سرسام نے لقراط کو لا کر سمجھایا اور سب حال بیان کیا کہ بیٹی میری ہاتھ سے گئی لقراط نے سامنے بیٹی کو بلایا کہا کیون او شوخ دیدہ تو طلسم کشا پر جا کر مائل ہوئی طلسم کشا کی معشوقین بہت ہین وہان تیرا اعزاز و اکرام نہ ہوگا ہمیشہ پریشان رہیگی گلنار نے ضبط کر کے کہا او موے بوڑھے یہ سچ ہین تجھسے فریاد کرنے نہ آؤنگی مین کیا کرون طاقت ضبط نہین ہو ایسا معشوق یوسف لقا کہ جسپر چند شاہزادیان عاشق ہین یہ کسکو لیاقت ہو اُسی شہریار کا مرتبہ ہو اور اپنی تو یہ کیفیت ہو

نظم

اُس شمع تجلی نے ستایا مرے دل کو — پروانہ صفت ہائے جلایا مرے دل کو
خاموش کسی گل کی جدائی نے کیا یہ — ہو بلبل تصویر بنایا مرے دل کو
شک وزد حنا پر کبھی وزدیدہ نگہ کر — معلوم نہین کسنے چُرایا مرے دل کو
اپنا جو سمجھتے تو نہ یون تلوون سے ملتے — تم جانتے ہو یار پرایا مرے دل کو
اے اشک روان جلد مدد کے لیئے نکلو — ہے آتش فرقت نے جلایا مرے دل کو
فرقت مین تمھاری کبھی تڑپا کبھی مچلا — اے جان جہان چین نہ آیا مرے دل کو
لی ہفت مری جان اسے عشق تمنا قند کا — کیون وار پہ تمنے نہ چڑھایا مرے دل کو
سچ سچ کہو تڑپا کے مجھے تمکو ملا کیا — کیون دام محبت مین پھنسایا مرے دل کو
ہو جی مین یہی ترک ملاقات کرون مین — سطوت بہت اُسنے ہو دُکھایا مرے دل کو

اسطرح پر رو رو کر جو لقراط سے گلنار نے باتین کین لقراط بہت جھلایا کہتا تھا اے سرسام مجھکو تیرا پاس ہو ورنہ اِسکو ابھی قتل کرتا یہ کہکے لقراط نے کہا قفس اِسکا ایک بار ہم اِسکو قصر ہشت پہل مین بلوائین گے بہت اچھی طرح سمجھائینگے اگر اِسنے ہمارا کہنا مانا تو تمھارے قدمون پر گرواوینگے ورنہ اِسکو سامنے لشکر طلسم کشا کے تیرباران کرینگے سرسام نے کہا یا خداوندا آپکو اختیار ہو مین اِسکو بڑی تدبیر سے گرفتار کرکے لایا ہون سحر مین یہ بہت طاق ہو حسن وجمال مین شہرہ آفاق ہو لقراط نے کہا مین تقدیر

کر کے اسکا دل پھیر دونگا تمھاری محبت اسکے دل مین نقش کر دونگا بخوبی سرسام کو بھگا
بقراط تو روانہ ہوا مگر سرسام قصر مین بیٹھا سن رہا ہو کہ گلنار فراق مین نور الدہر کے
رو رہی ہی اشکون سے منھ دھو رہی ہی بیقرار ہو کر پکارتی ہی اے طلسم کشا کینہ کا وقت آخر
ہو اگر آپ کا جمال جہان آرا دیکھ لیا تو حیات تازہ پائی اگر جمال سے محروم رہی تو قبر مین
بھی تڑپونگی پشت قبر سے نہ لگے گی آپ کے اشتیاق نے مارا یہ قید ہماری تقدیر مین
تھی بی مربع نشین کی ذات سے یہ اتفاق ہوا ایسا باتون مین لگایا کہ مین بالکل غافل
ہو گئی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو گرفتار کر لاتا سرسام نے قریب آکر کہا کہ اے مکارہ
او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ جسکے واسطے یہ ذلت اٹھائی اسی کی اب بھی یاد ہی اسقدر
نالہ و فریاد ہو رہی ہی اب تجھکو سامنے لشکر طلسم کشا کے پھانسی کے قتل کرونگا ہمارے سمجھانے
پر کیا کیا جواب دیے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جو ایسا کرتی ہین انکو انسانیت نہین
ہو دل پر اپنا قابو نہین رکھتین مین نگاہ اٹھا کے بھی طلسم کشا کو نہ دیکھونگی اس سمجھانیکا
کیا خوب بدلہ دیا گلنار نے جواب دیا کہ اے والد نامدار خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے مگر یہ نقش
دل سے نہ مٹیگا اسی غم مین تڑپ تڑپ کے مرونگی چند دن مین دیکھ لیجیے گا کہ مین اپنی جان
دونگی اگر آپ نے قتل کیا تو میرا خون آپ پر ہوگا مین جملہ گناہون سے بری ہو جاؤنگی
ورنہ یہی منظور ہی کہ اپنی جان دون آپ کا احسان ہی اگر سامنے لشکر طلسم کشا کے پھانسی کے
قتل کیجیے مین جمال جہان آرا دیکھ لون قبر مین تو جا کر نہ تڑپون سرسام جھلا رہا ہی کہ
چند مصاحب اسکے آئے انھون نے آکے دیکھا کہ سرسام تیغ کھینچے کھڑا ہی کہتا ہی کہ
ابھی تجھکو قتل کرونگا مصاحبون نے ہاتھ تھام لیا سرسام نے کہا صاحبو دیکھو کیسے
بادولتی کے سامنے کلام کرتی ہی صاف صاف کہتی ہی کہ سامنے لشکر طلسم کشا کے
قتل کرو مین کیا اب اسکو زندہ چھوڑونگا ایک لشکر تجویز کیا ہی وہ مقابلے مین جا کے
طلسم کشا کے اترے تو مین اسکی قید لیکر جاؤن طلسم کشا میدان مین آئے تو اسکو
دار پر کھینچون کہ طلسم کشا بھی دیکھ لے گلنار قتل ہوئی مصاحبون نے کہا حضور جب
وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا سمجھا کر سرسام کو قفس سے الگ کیا جملہ مصاحب بھی آ گئے

جانتے ہین جو آیا اُسنے دیکھا کہ سمرسام غصے مین بیٹھا ہی مصاحب سمجھا رہے ہین کہ حضور یہ
وہی ہی کہ گو دیون مین یعرتی تھی آج آپکی دشمنی پر کمر باندھی ہی ہمسے کب دیکھا جاے گا
کہ یہ آوارہ ہو اور ہم لوگ دیکھین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی دروازے پر ایک ساحر حامل
ہی نامۂ خداوند لایا ہی سمرسام نے کہا بلا لو پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ایک ساحر نحیف وضعیف
نامہ ہاتھ مین لیئے ہوے آیا سمرسام کو دیا سمرسام نے نامہ کھولکر پڑھا طرف سے
بقراط کی مرقوم تھا کہ ای سمرسام ہمنے اِس ساحر کو بھیجا ہی اور ہمکو تمھارا بڑا خیال ہی کہ
ایسا نہ ہو سارہ بان زادہ آکر کوئی عیاری کرے تو باعث خرابی ہو اِس ساحر کے ہاتھ
ہمنے ایک سحر بھیجا ہی اس سے سیکھ لو اُسی سحر کو لشکر طلسم کشا پر روانہ کرو کل لشکر طلسم کشا کا
دشمن ہو جائیگا جان بچانا مشکل ہوگی سمرسام نے نامہ پڑھکر کہا ای حکاک جادو
کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہی ساحر نے کہا قدرت کے راز و نیاز کی بات آپکے
سامنے پوچھتے ہین کیونکر بیان کرون علحدہ گوشے مین چلیے تو مین بیان کردون وہ
سحر ہو کر جاتے ہی آفت برپا کریگا نو دس لاکھ کا لشکر جب بغاوت پر کمر باندھے گا تو پھر
اکیلا طلسم کشا کیا کر سکتا ہی اور نہ اُسکی جان بچیگی کس کسکا وار روکے گا اور کس کسکو
لڑے گا سمرسام اپنے مقام سے اُٹھا ہمراہ اُس ساحر کے گوشے مین آیا ساحر نے
اُٹھتے اُٹھتے قفس کے قریب آکر کہا او گیسو بریدہ تجھکو قتل کرونگا اور چپکے سے کہا تم
مہر سپہر عیاری تمھاری رہائی کو آیا ہون انشاء اللہ تمکو رہا کرکے پیچھے ٹلونگا نہ گھبراؤ گلنار
خوش ہوگئی کہتی تھی کہ طلسم کشا کو ہماری فکر ہی دیکھیے خواجہ کیونکر رہا کرتے ہین خواجہ
سمرسام کو ساتھ لیکر گوشے مین آئے کہا آگ منگائیے اُسنے انگیٹھی منگا کر رکھی خواجہ
نے اُسمین کوئلے سلگائے جیب سے لوبان نکالا سمرسام کو دیکر کہا اِسے آگ پر ڈالو
دھوئین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب حال تمسے کہیگی سمرسام نے جیسے ہی وہ
لوبان لیکر آگ پر ڈالا ایک دھوان نکلا دماغ پر سمرسام کے پہونچا سمرسام چھینک
مار کر بیہوش ہوا خواجہ نے تاج اُسکا لیکر زنبیل مین رکھا سمرسام کی شکل بنکر باہر نکلے
مصاحبون سے کہا صاحبو خالی کیا بیٹھے ہو شراب پیو مین اِس شوخ دیدہ کو رہا کرتا ہون

سامنے سے طلسم کشا کے گرفتار کر لاؤنگا تاکہ انکو بھی فراغ ہو گلابیان لاکر سامنے رکھدین ساحر شراب کے بھوکے شراب پینے لگے تھوڑے عرصے مین وہ سب شراب پی کر بیہوش ہوئے خواجہ نے آکر قفس اُتار اگلنار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ میری زبان سے سوزن نکال لیجیے مین خود قید توڑ کر نکل آؤن خواجہ نے زبان سے گلنار کی سوزن نکالی گلنار تڑپی قفس کو توڑ ڈالا قید ٹوٹ کر گری گلنار جب باہر نکلی تو خواجہ نے کہا ملکہ تم چلو مین دو چار کوڑی کار و زنگار کر لون گلنار تو اُڑ کر روانہ ہوئی مگر خواجہ بشکل سر سام تخت پر بیٹھے خادمون سے کہا جواہر خانے کے صندوقچے لاؤ خادم صندوقچے لاکر رکھنے لگے خواجہ عمرو ایک ایک صندوقچہ کھولکر جواہرات نذر زنبیل کرتے جاتے ہین اور خالی صندوقچے بند کر کے خادمون کو دیتے جاتے ہین کہ ایک خدمتگار گھبرایا ہوا اُس خیمے مین گیا دیکھا کہ سر سام بیہوش پڑا ہے اُسنے آتے ہی سر سام کو ہوشیار کیا کہا حضور ملکہ گلنار رہا ہو گئین آپ تو وہان تخت پر بیٹھے ہین سر سام یہ سُنکر اُٹھا گھبرا کر باہر آیا آکر دیکھا کہ میری شکل کا آدمی تخت پر بیٹھا ہے للکارا کہ او ساربان زادے اب کہان جائیگا اپنی عیاری کا مزہ اُٹھائیگا خواجہ نے چاہا کہ کود کر بھاگون سر سام نے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے اور سب مصاحبون کو ہوشیار کیا جو اُٹھا یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اے سر سام ہم تیرے نام سے بیہوش ہوے ورنہ کیا مجال تھی کہ ہمپر ہاتھ ڈالتا مگر خدمتگار نے بڑا کام کیا کہ آپ کو ہوشیار کر دیا کہ آپ نے آکر ساربان زادے کو گرفتار کیا سب سے اِسنے اسباب منگوایا تھا ہم لوگ لیکر آتے یہ نذر زنبیل کر لیتا سر سام نے گرفتار کر کے مشکین باندھین جلاجل جادو سامنے موجود تھا اُس سے کہا کہ لیجا کر اِس ساربان زادے کو قید کرو جلاجل جادو خواجہ کو لیچلا ایک قصر مین لاکر قید کیا جلاجل دروازے سے قید خانے کے نہین ہٹتا نگہبانی کر رہا ہے اُدھر سے کسیکو راستہ نہین چلنے دیتا جو کوئی اُدھر آتا ہے آواز دیتا ہے کہ اِسطرف نہ آنا گنہگار شاہی قید ہے لوگ سُنکر ہٹ جاتے ہین شام کو سر سام نے حکم دیا کہ گلچہرہ سے کہو کھانا برائے قیدی پہونچا آئے مین چاہتا ہون کہ اِس قیدی کو تڑپا کر مارون بعد کئی دن کے آب و طعام بند کرونگا اب آج روز اول ہے گلچہرہ کنیز جادوگر فی کھانا لیکر چلی دروازے پر آکر جلاجل سے پوچھا میان افسر صاحب

کھانا اندر لیجاؤن جلاجل نے حکم دیا بہت ہوشیار رہنا گلچہرہ اندر آئی آکے دیکھا کہ قیدی بیٹھا ہوا رو رہا ہی گلچہرہ نے پوچھا کیون قیدی کیون روتا ہی عمرو نے کہا کہ اپنے مال کے لیے روتا ہون کہ مجھکو سرسام قتل کریگا میرا مال کون لیگا کنیز نے کہا وہی جلاد لیگا جو قتل کریگا اُسی کو مال مقتول ملتا ہی گلچہرہ نے کہا ابتو نہ رو تیرا حال مجھکو معلوم ہوا خواجہ اور زیادہ رونے لگے گلچہرہ گھبرا گئی کہتی ہی ای شخص تو بہت دبلا پتلا ہی ایسا نہ ہو دم نکلجائے رونے کو تو اپنے موقوف کر عمرو نے کہا بوا میرے پاس جو روپیہ ہی مین چاہتا ہون کہ میرے دفن و کفن مین صرف ہو اہل اسلام مین یہ بات مقرر ہی کہ تیجہ و چالیسوان وغیرہ ہوتا ہی اگر ایسا نہ ہو تو مقتول نشکار رہتا ہی گھر گھر مانگتا پھرتا ہی اسوجہ سے مجھے زیادہ انتشار ہی گلچہرہ نے کہا ارے تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی جو کہیے وہ حاضر کرون کچھ جواہر ہی کچھ اشرفیان ہین کچھ روپیہ ہی گلچہرہ سمجھی کہ اس قیدی کی کون سماعت کریگا جو دیدے وہ لیلو کہا او قیدی مجھے روپیہ دے مین تیرا تیجہ وغیرہ کر دونگی عمرو نے جیب سے پوٹلی روپے کی نکالی ہاتھ مین گلچہرہ کے دی گلچہرہ نے روپیہ لیکر اپنے پاس رکھا عمرو نے دوسری پوٹلی نکالکر دی گلچہرہ نے وہ بھی رکھ لی پھر عمرو نے ایک ڈبہ نکالا وہ ہاتھ مین گلچہرہ کے دیا کہا اسکو کھولنا نہین مجھکو خوف ہی کہ اُڑ نہ جائے گلچہرہ نے کہا ارے بیوقوف جواہر کہین اُڑ جاتا ہی جواہر ایک مال ہی مین دیکھکر بند کر دونگی ان سب چیزون کو بکواؤنگی تیرے دفن و کفن مین لگادونگی تیرا تیجہ و دسوان و بیسوان و مہینہ و چالیسوان بہ تکلف کرونگی مگر مین دیکھ لون کہ یہ کیا ہی عمرو نے کہا تمکو اختیار ہی تم تو میری مہربان ہو گلچہرہ نے وہ ڈبہ کھولا ڈبے سے ایک دھوان ایسا نکلا کہ وہ دماغ پر گلچہرہ کے پہونچا بیہوش ہوکر گری خواجہ نے اُسکو اٹھاکر زنبیل مین رکھا اُسکی صورت بنکر غل مچائی کہ ای جلاجل دوڑو بڑا غضب ہوا کئی آدمی بدصورت آئے تھے عمرو کو اٹھاکر لیگئے لوا سے چیر پھاڑ ڈالا ہوا بنکو کھا رہے ہین ای جلاجل آکر بچاؤ جلاجل اندر آیا دیکھا گلچہرہ پیٹ رہی ہی جلاجل کو دیکھکر کہا ذرا آسمان پر دیکھو عمرو کو فرشتے کھا رہے ہین لوہا تھ بھی توڑ ڈالا پاے بھی الگ کر ڈالے جلاجل نے سر اُٹھایا عمرو نے بہ چالاکی حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے

حباب مار کر بیہوش کیا جلاجل بیہوش ہو کر گرا گلے مین اسکے گیند ٹھونس دیا اور زبان مین
سوزن کے بجائے نکلہ چڑھا دیا اُسکی شکل بنکر نکلے اپنی شکل پر اُسکو بنا دیا بھاگ کر نکل گئے
مگر سر سام بیٹھے بیٹھے گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ دل گھبرا رہا ہی ایسا نہ ہو کہ کچھ فتور
ساربان زادہ کرے ٹہلتا ہوا قریب قید خانے کے آیا دیکھا جلاجل دروازے پر نہین
ہی خادمون سے پوچھا تمھارا افسر کہان ہی اُن سب نے کہا قید خانے مین گئے ہین لیکن
پلٹ کر نہین آئے سر سام گھبرا کر قید خانے مین آیا دیکھا عمرو بیہوش پڑا ہی ایک لات
ماری کہ او ساربان زادے اُٹھ کیا چین سے سو رہا ہی کچھ خوف تجھکو نہین آتا جلاجل نے
آنکھ کھولی گلے مین گیند گھسا ہوا ہی زبان مین نکلا غین غین کرنے لگا سر سام نے زور
سے ایک تمانچہ مار کہا او ساربان زادے اب گونگا بہرا بنا ہی جون جون جلاجل منت
کرتا ہی سر سام جوتیان مار رہا ہی جب سر پر جوتیان پڑین تو جلاجل قدمون سے لپٹ گیا
ہاتھ باندھتا ہی اشارہ یہ ہی کہ گلے سے گیند نکالیے تو مین اپنا حال کہون سر سام نے
اُسکے اِشارے سے گیند گلے سے نکالا زبان سے نکلہ دور کیا تب جلاجل نے کہا اے
شہنشاہ مین ہون جلاجل جادو آپ نے مجھے ناحق مارا میرے سر مین درد ہونے لگا
ایسی زور زور سے جوتیان مارین کہ بھیجا ہلگیا عمرو مجھکو بیہوش کر کے ڈال گیا آپ بھاگ گیا
سر سام کو یقین نہ آیا اور لوگون نے کہا گرم پانی سے اِسکا مُنھ دُھلا ئیے جو رنگ و
روغن ہوگا چھوٹ جائیگا آخر سر سام نے گرم پانی سے جلاجل کا مُنھ دُھلایا جب
رنگ و روغن چھوٹا تو صورت اصلی نکل آئی اب سر سام گھبرایا کہتا ہی او یار و غضب
ہوا عمرو دھوکا دیکر نکلگیا اے جلاجل معاف کرنا مین نے تمھین جوتیان مارین یہ سُنکر
جلاجل نے کہا حضور میرے سر مین شدت سے درد ہو رہا ہی اب میرے معاف کرنے
سے کیا ہوتا ہی سرداروں نے جو یہ معرکہ دیکھا سب کے ہوش اُڑ گئے کتنے تھے کہ یہ
سخت مصیبت ساحرون پر پڑی حقیقت مین عمرو بلائے روزگار ہی کیا فقرہ دیکر نکلگیا
اُسکی جو نگہبانی کرے وہ جوتیان کھائے میان جلاجل کا قول تھا کہ ساربان زادے
کو نہ نکلنے دونگا خوب مزہ اُٹھایا سر سام نے کہا مین ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہون اور یا

طلسم کشا کو قتل کرونگا لشکر کو دیوانہ کردونگا میرے سحر سے ایک نہ بچیگا یہ کہکے اُڑا قریب
لشکر طلسم کشا کے ایک نخل تھا اُسپر آکے بیٹھا قضائے کار غراب جادو ایک ساحرہ
اِس جنگل مین رہتی ہی وہ آکر بہ شکل زاغ نخل پر بیٹھی کائون کائون کرنے لگی مگر سرسام
نہایت ہوشیار ہو اِسنے قریب آکر اشارہ کیا کہ ای غراب جادو مین نے تجھکو پہچان لیا
پہاڑ پر چل تو میرے تیرے باتین ہون غراب و سرسام پہاڑ پر آئے دونون بصورت
اصلی بنے غراب کو جو سرسام نے دیکھا ہنسکر کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
آج تو تمپر خوب جوبن ہی نکھار چڑھ گیا ہی تو کیا کسی اپنے چھوٹے ہوے معشوق سے ملنے جاتی
ہو غراب نے اُلٹے ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی مین کیا
تجھسے کسی بات مین باہر ہون تو اپنا مطلب بیان کر آخر سرسام و غراب مین راز و نیاز
ہوے جب دونون کے نشے اُترے تو غراب نے پوچھا کہ ای سرسام اِسوقت تم
کہان آئے تھے سرسام نے کہا کہ عمرو کو مین نے قید کیا تھا میری قید سے بھاگ آیا
ہی اُسی کی فکر مین آیا ہون غراب نے کہا تم اپنے باغ مین چلو مین لشکر تباہ کیے دیتی
ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اگر دس بیس لاکھ ہون تو دیوانے ہو جائین سر ٹکرانے
لگین سرسام نے کہا ای غراب یہ لشکر طلسم کشا ہی طلسم کشا صاحب لوح ہی جسوقت
لوح دیکھیگا اُسے معلوم ہو جائیگا ورنہ مین کسی بات مین رہجاتا مگر تم کد و کوشش نکرو
مین سمجھ لونگا میرے تمھارے رسم محبت ہوا جب طلب کروگی آؤنگا غراب نے
بہت سمجھایا مگر سرسام نے نہ مانا کہا صاحب تم سحر نکرو پہاڑ پر دونون بیٹھے ہوے باتین
کر رہے ہین مگر نہ وجہ سرسام زغن جادو بارگاہ مین آئی سرداروں نے سلام
کیا زغن نے پوچھا کہ صاحب کہان گئے سب نے کہا عمرو کی فکر مین گئے ہین عمرو کو
قید کیا تھا وہ جلاجل کی صورت بنکر نکلگیا جلاجل کو اُسکے شبہے مین جوتیان پڑین
اُسی غصے مین تشریف لیگئے ہین یقین ہی اُسے لیکر آئین زغن نے سر پیٹ لیا کہا
عجب شخص کی تلاش مین گئے ہین ایسا نہو عمرو میرے شوہر کو مار ڈالے یہ کہکے
اُڑی ہر جگہ دیکھتی چلی کہ آسمان پر سے اِسنے دیکھا سرسام ایک جادوگرنی سے باتین

کر رہا ہی دمبدم اُسکے بوسے لے رہا ہی وہ بھی رضامند ہی سینہ کھولے بیٹھی ہی بڑے اختلاط ہو رہے
ہین پیار اخلاص کی باتین دونون کر رہے ہین محبت کا جوش دین دونیا فراموش زغن نے جو دیکھا
آسمان پر آکے کڑکی کڑک کر جو گری غراب کے دو ٹکڑے کیے غراب کو مار کر سر سام کے
ایک تمانچہ مار اکہا او ناہنجار یہ تیری کون تھی جس سے یہ حرکتین کر رہا تھا تجھکو شرم نہ آئی اِسکے
ساتھ ایسی باتین کر رہا تھا سر سام کو کتا اُسکا بہت ناگوار ہوا کہا او زغن تو نے بڑا غضب
کیا کہ میری معشوقہ کو مار ڈالا اگر تو اُس سے مقابلہ کرتی تو وہ سزا دیتی زغن نے جھلا کر پھر ہاتھ
بڑھایا کہ بال سر سام کے پکڑ لون سر سام نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک تمانچہ مار اکہا او
فاحشہ مجھکو ذلیل کرتی ہو گیا مین تجھسے کمی کرونگا سب طرح موجود ہون مگر اِس زور سے تمانچہ
پڑا کہ زغن لڑکھڑا کر گری پھر اُٹھکر سر سام سے لپٹ گئی خوب آپس مین جوتی پیزار ہونے
لگی زغن نے بال سر کے نوچ ڈالے داڑھی پکڑ کے اٹک گئی سر سام نے چوٹیا پکڑ کے کئی تمانچے
مارے قضائے کار خواجہ عمرو بھاگے ہوے جو آئے دیکھا کہ پہاڑ پر سر سام و زغن سے
جوتی پیزار ہو رہی ہو ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے آئے آواز دی ارے تم کون ہو کہ اس
مقام پر لڑ رہے ہو یہ مقام عیش گاہ خداوند لقراط ثانی ہو اگر ابھی آجائین تو کیا ہو سر سام
نے کہا یہ میری زوجہ ہو میری معشوقہ کو اِسنے مارا مین اِسکو مار ڈالونگا بدلہ لونگا کہ پھر کبھی ایسی
حرکت کوئی نہ کرے یہ سُنکر زغن نے کہا اے ساحر تم کون ہو جو میان بی بی کے لڑنے مین دخل دیتے
ہو عمرو نے کہا مین کوتوال خداوند لقراط ہون مجھکو حکم ہو کہ جہان لڑائی ہو اُنکو گرفتار کرو
سر سام نے کہا اے کوتوال خداوند اِسنے بڑی بدعت کی کہ غراب کو مارا مجھپر شاق ہوا یہ
مجھسے بھڑتی ہو ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے جادوگر نے کہا کہ مین اپنا حال
مفصل بیان کرون مین بیشہ سنبلستان مین بیٹھا تھا کہ حکم خداوند آیا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ
فلان کوہ پر ہمارے دو بندے لڑ رہے ہین اُنمین جاکر اصلاح کراؤ غراب کی تو موت
آئی تھی اِس حیلے سے وہ قتل ہوئی ایسا نہ ہو کہ تم مین سے کسی کی موت آجائے تو باعث
خرابی ہو باغ عیش بہار جو ہو اُس مین قدرت نے ایک درخت سیب خاص اپنے ہاتھ سے
بویا اب اُسمین پھل پیدا ہوے ہین قدرت نے حکم دیا ہو کہ جو آدھا پھل کھائے یہ پھل پائے

کہ سو برس عمر کے بڑھ جائین مین ایک پھل لیتا آیا ہون آدھا تم دونون میان بی بی کھاؤ آدھا مین کھاؤن سر سام نے کہا ای حکاک تم تو اُس باغ مین جاتے ہو جب جاؤگے جب پھل لیلوگے ہمکو کہان میسر ہوگا پورا پھل ہمکو دو ہمسے جو کہو وہ دینے کو حاضر ہین زغن نے کڑے ہاتھ سے اُتارے کہا ای حکاک جاؤ تم یہ لیلو سر سام نے بھی جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ اشرفیان نکالین زن و شوہر نے قدم پر حکاک کے ڈالدین کہا ای حکاک اسکو خرچ کرو اور پھر آؤگے تو اور کچھ بھی حاضر کرینگے حکاک نے جو ذرا تامل کیا اور یہ کہا کہ لطف مین کھاؤنگا مجھپر ضعف طاری ہو لہذا طاقت آجائیگی زغن نے سب زیور اپنا اُتارا اور کہا ای حکاک اب ہمارا عذر قبول کرو اِسوقت ہم عاجز ہین اگر اپنے گھر پر ہوتے تو بہت کچھ دیتے یہان گھر سے اپنے باہر ہین جو کہتے ہین اِسکو قبول کرو ہم تمھارا احسان مانینگے حکاک نے آخر ناچار ہو کر وہ زیور اور اشرفیان لے لین سیب نکالکر دیدیا مگر کہا کہ مین اپنے ہاتھ سے کِھلاؤنگا ابھی تم دونون زن و شوہر راضی ہو جاؤگے اُس سیب کے دو ٹکڑے کیے زغن چاہتی ہو کہ ملے تو مین سب کھالون اور سر سام کو اشتیاق ہو کہ یہ نئی چیز سب مین کھاجاؤن مگر حکاک نے اُسکو تراشا ایک ٹکڑا منھ مین سر سام کے دیا وہ خوشبو آئی کہ سر سام قدم چومنے لگا دوسرا ٹکڑا زغن کے منھ مین دیا مگر جب کھلایا تو کہا کہ زہر مار ہو سر سام نے کہا ای حکاک یہ کیا کہا حکاک نے کہا اِسکے بہت سے معنی ہین ابھی تم دونون پر کھلجا وینگے دونون کو سیب کِھلا کر حکاک نے کہا مین تو اب جاتا ہون اب آپس مین نہ لڑنا ورنہ قدرت کے خلاف ہوگا زن و شوہر اپنے مقام سے اُٹھے کہتے ہوے کہ ای حکاک بڑا احسان کیا دو دو قدم چلے تھے کہ زن و شوہر لڑکھڑا کر گرے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہو جہان
تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم

اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ۔ نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون ۔ جہانگیر عالم کا عیار ہون

دونون کے سر کاٹ لیے کپڑے اُتارنے لگے قضائے کار گلنار جادو اُڑتی ہوئی آتی
تھی اِستے جو راہ مین آواز سُنی کہ کشتی مرا نام من سر سام جادو و زغن جادو بود حیران
تھی کہ زن و شوہر کو کسنے مارا آگے دیکھا کہ خواجہ دونون کے کپڑے اُتار رہے ہین خون
وغیرہ پونچھ رہے ہین زنبیل مین کپڑے رکھکر فرماتے ہین کہ بھائیو اِن کپڑون کو دھو ڈالنا
اور صبح کو گدڑی بازار مین لیجانا گلنار زمین پر آئی کہا خواجہ اِنکو کیونکر پایا عمرو نے سب
حال بیان کیا خواجہ و گلنار پہاڑ سے اُترے نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے اول پہاڑ
پر ہلڑ ہوا شبنم نے خبر دی کہ پہاڑ پر دو جادوگر مارے گئے دیکھیے ہنگامہ ہو رہا ہی یہ سنکر
نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے یاد مین گلنار زعفران پوش کی پریشان ہو رہے تھے
کہ دیکھا سامنے سے خواجہ و گلنار آتے ہین نور الدہر نے بڑھکر خواجہ کو سلام کیا اور
گلنار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حالات پوچھے خواجہ نے سب حال بیان کیا نور الدہر نے
کئی کشتیان جواہرات کی خواجہ کے سامنے پیش کین خواجہ نے دعاے جان و درازی
اب بارگاہ مین آکر بیٹھے گلنار نے کہا ای شہریار اب آگے مقام سخت و صعب ہی اسواسطے
کہ رفرف بلند پرواز جسکا لقب ہی وہ مجھپر جان دیتا ہی وہ ضرور خلل کریگا اب جلد کوچ کیجیے
کل لشکر ساتھ ہی یقین ہی کہ وہ سحر بھی کرے گا اگر حکم ہو تو جاؤن نگر رفرف اپنے مقام پر
بیٹھا ہی قلعے کی آراستگی کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای رفرف تمکو
کچھ خبر بھی ہی کہ سر سام مع زوجہ قتل ہوگیا اب طلسم کشا مع لشکر اِدھر آتا ہی رفرف نے کہا
کیا مجال ہی کہ میری سرحد سے گذر سکے وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا اپنی جان سے بیزار
ہو جائے چاہتا ہی کہ اُٹھون کہ سامنے سے ابر زعفرانی نمایان ہوا ابر نے آکر گرد قلعہ
چرخ مارا ابر پھٹا رفرف نے دیکھا کہ ملکہ گلنار زعفران پوش ایک طاؤس زرین
بال پر سوار آکر پہونچی رفرف نے جو معشوق کو دیکھا خوش ہوگیا بڑا اسے تعظیم اُٹھا اور
پوچھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کیا عنایت فرمائی کہ ہمکو سرفراز کیا تمنے خبر بھی

سنی کہ تمھارے مان باپ قتل ہو گئے گلنار رونے لگی کہا ای رفرف مین اسیواسطے آئی ہون
کہ اب میرا کوئی سرپرست نہ باقی رہا خیال مین آیا کہ اپنے وارث کے پاس جاؤن طلسم مین
ہنگامے پڑے ہوے ہین ساحران نامی قتل ہو رہے ہین مین تمھارے پاس پناہ لینے آئی
ہون کہ کیا تدبیر کرون مان باپ سحر کرنے گئے تھے عمرو نے اُنکو مار لیا اب کدھر جاؤن سوا ے
تمھارے کوئی سرپرست نہ معلوم ہوا لہذا ناچار ہو کر آئی ہون کہ تم سر پر ہاتھ رکھو اسوقت
مین واثق کرو رفرف نہایت خوش ہوا کہا ای ملکۂ عالم طلسم کشا میری سرحد سے نہ گذر سکیگا
وہ صحرا اسے ویران بنایا ہی اور ویرانہ صحرا نشین عہد کر کے گیا ہی کہ سب کو جلا دیگا یقین ہی
کہ آتا ہو گلنار نے کہا ای رفرف اپنی جان بچانے کی تدبیر کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجا ے
یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی ای شہنشاہ ساحران
طلسم کشا با فوج قاہرہ آپہونچا بالاے قلعہ سے دیکھیے لشکر کس زور و شور سے آتا ہو رفرف
یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای ملکۂ عالم چلکر ملاحظہ فرمایئے یہ جی مین کہنے لگی ای گلنار ایسا نہ
ہو کہ طلسم کشا کو کوئی صدمہ پہونچے مگر دیکھون تو یہ کیا کرتا ہو رفرف بالاے قلعہ آیا نگاہ اُٹھا کر
دیکھا کہ لشکر نور الدہر سامنے صحرا مین اتر رہا ہی قلعے سے کوئی دو کوس کا فاصلہ ہو رفرف
نے دستک دی نور الدہر اُتر رہے ہین بارگاہ وغیرہ استادہ ہوئی ہی سکندر ثانی بھی تخت
سے اُترے ہین کہ یکایک ایک جھونکا ہوا ے گرم کا چلا ایک دیوار آہن سامنے کھنچ گئی۔
نور الدہر نے حیران ہو کر سکندر سے کہا کہ ای شہنشاہ آپنے ملاحظہ فرمایا یا تو قلعہ معلوم
ہوتا تھا یا قلعہ نظرون سے مخفی ہوا یہ دیوار ظاہر ہوئی سکندر نے کہا اب اسوقت تو اُتریے
صبح کو تشریف لیجایئے گا اس دیوار کی تدبیر ہو جائیگی یہ نمودِ بے بود طلسم ہو اس صحرا کا حاکم
ویرانہ صحرا نشین کسی مقام پر ہوگا اور یار رفرف بلند پرواز سحر کر رہا ہوگا مگر جب
لوح لیکر جایئے گا تب آپ کو حال کھلے گا یہ ذکر تھا کہ درخت خشک ہونے لگے پتے بھی
درختون سے گرنے لگے غنچے کمھلائے پھول درختون سے گرے تھوڑے ہی عرصے
مین تمام صحرا نمونۂ صحراے محشر ہو گیا ہر درخت پر زاغ و زغن غلغلہ کر رہے ہین کہ اُنکی
صداؤن سے عبرت ہوتی ہی بونڈرے گرد کے پیچ و تاب کھا کر بلند ہوتے ہین اور پھر گرتے

ہین ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگین کچھ لوگ گریبان دریدہ خاک بر سر کنان نوحہ و زاری
کرتے پھرنے ہین ویرانہ دیکھکر اہل لشکر گھبرانے لگے مگر سکندر ثانی نے پڑھکر سحر کیا کہ ایک
ابر آسمان پر آیا اِسقدر برسا کہ تمام چشمے مملو ہوگئے گرد درختون کے پانی جوش مار رہا ہے پپیہے
کوئل آوازین دینے لگے پپیہہ پی پی پکار رہا ہے کوئل کی کوک دل کو برماتی ہے ہر طرف صحرا مین
عجب رنگ ہوا اُس ویرانے مین کہین تختل سر سبز و شاداب کہین چشمے لاجواب مگر خواجہ عمرو
یہ رنگ دیکھکر لشکر سے نکلے صحرا مین جو پہونچے دیکھا صدہا آہوان صحرائی چہار طرف سے دوڑے
ہوے آئے کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیکھین اب
کیا انجام ہوتا ہے کہ سکندر ثانی نور الدہر کو لیکر پلٹے بارگاہ مین آکر ٹھہرے مگر سکندر ہر
مرتبہ چاہتا ہے کہ مین صحرا مین جاؤن جاکر دیکھون کہ خواجہ کہان گئے ایسا نہ ہو کہ خواجہ پر کوئی
اُفتاد پڑے مگر خواجہ اُن آہوون کے بیچ مین کھڑے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا
ایک نازنین مہ جبین بقول شاعر بیت برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ مرادون کی راتین جوانی
کے دن ٭ جوڑا باندھا ہوا ایک آہو پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین طائر وہم و خیال کا شکار کھیلتی
ہوئی سامنے سے گذری خواجہ عمرو نے جو اُس محبوب پری طلعت کو دیکھا بیقرار ہوگئے
پکارنے لگے کہ ای محبوب پریچہرہ ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی تمہارے جمال سے مستفیض ہون مہ جبین
نے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ چلے آؤ بیہودہ نہ بکو ایسا نہ ہو کوئی اُفتاد پڑے خواجہ دوڑے آگے
آگے وہ آہو پر سوار جاتی ہے اور خواجہ چاہتے ہین کہ اُسکے قریب پہونچون مگر وہ نازنین اِسقدر
تیز جاتی ہے کہ ہوا کی بھی کچھ حقیقت نہین کہ سامنے دیکھا ایک تاجدار گھوڑے پر سوار تاج
سر پر کج رکھے ہوے سامنے سے نمایان ہوا اُس مہ جبین کو پکارا کہ ای غزال صحرا نشین ذرا
ٹھہر جاؤ اُس نازنین نے آہو روکا وہ تاجدار قریب آیا آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای جان عاشقان
اس صحرای ویران مین یون پھرنا تمہاری لیاقت کے خلاف ہے مین نے باغ جو آراستہ
کرایا ہے وہان تشریف لیچلو بہت راحت حاصل ہوگی وہ نازنین آہو پر سے کود پڑی رکاب
پر اُس تاجدار کی ہاتھ ڈالدیا دوڑی ہوئی ساتھ جاتی ہے خواجہ دوڑے کہ دیکھون یہ کس
مقام پر ٹھہرے کہ سامنے ایک باغ دکھائی دیا وہ تاجدار در باغ دیکھکر کود نازنین کا ہاتھ

تھام لیا خواجہ بھی عقب مین چلے آتے ہین کہ وہ تاجدار اُس نازنین کو لیے ہوے اُس باغ
مین داخل ہوا خواجہ پشت باغ سے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وہی تاجدار اُس نازنین
کا ہاتھ تھامے ہوے باغ مین ٹہل رہا ہی پھرتے پھرتے وسط باغ مین آیا چبوترے پر فرش تھا
اُسپر اُس معشوق کو لیکر بیٹھا تاجدار دم بدم بوسے لیتا ہی خواجہ دیکھ دیکھکر جل رہے ہین
جی مین کہتے ہین ای خواجہ یہ تاجدار اِس مہ جبین سے کیا واسطہ رکھتا ہی کہ یہ آپس مین بے
تکلف ہین چند کنیزین چمنستان مین ٹہل رہی تھین ایک کنیز کو خواجہ نے اشارے سے بلایا
کنیز نے دیکھا خیال کیا کہ یہ بندر بشکل انسان دیوار پر بیٹھا ہوا ہی مجھکو کیون بلاتا ہی یا باغ کا
مالی ہی غرض یہ سوچکر قریب دیوار آئی خواجہ نے کہا ای کنیز دیکھو تمھارے پیچھے اور کون
چلا آتا ہی جیسے کنیز پلٹی خواجہ نے حباب بیہوشی مارا کنیز بیہوش ہوکر گری اُسکو تو فوراً دیوار
سے کود کر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر مجمع مین آئے ٹہلتے ہوے سامنے چبوترے
کے پہونچے چاہتے ہین کہ اِس تاجدار کو مارون مگر حوصلہ نہین پڑتا اور تاجدار اُسی طرح
بیٹھا ہوا بوسہ بازی کر رہا ہی خواجہ نے بڑھکر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیک بجانے لگے
تاجدار نے پوچھا کیون او گلعذار تجھے کچھ گانے مین بھی دخل ہی کہا ہان واری سماعت
فرمائیے شاید آپ کو پسند ہو

نظم

گر نہین بعد فنا روشن سر مدفن چراغ — دل کے داغون سے ہی میری قبر مین روشن چراغ
میرے گھر مین ہی جو تیرے حسن کا روشن چراغ — میری قسمت سے بنا ہی صورت رہزن چراغ
بعد مردن بھی سیہ بختی نے دکھلایا اثر — میری تربت پر کوئی کرتا نہین روشن چراغ
ٹھنڈے دل سے زہر کھا کر جبکہ مر جاؤنگا مین — ہونگے خوش گھی کے جلائینگے مری دشمن چراغ
ہاے دل سوزونکے ملجاتے ہین روغن مین جو اشک — رات کو تربت پر کرتا ہی مری شیون چراغ
روے پرنور اسکا جب آیا نظر زیر نقاب — ہو گیا عاشق پہ روشن ہی تہ دامن چراغ
یون دل پرنور میرا ان سیہ زلفون مین ہی — جسطرح کر دے کوئی ظلمات مین روشن چراغ
تیرگی میری شب فرقت کی کچھ کچھ کم ہوئی — چرخ پر شب کو ہوا جب ماہ کا روشن چراغ
طرفہ ہی اندھیر میری قبر پر بھی یہ ستم — تیر سے آکر اڑاتا ہی وہ تیر افگن چراغ

آئے ای سطوت جو بہر سیر وہ رشک بہار رات کو گلزار مین لالے کے ہون روشن چراغ

خواجہ نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ وہ تاجدار تعریفین کرنے لگا مگر اُس نازنین نے ہنسکر کہا اوشہنشاہ اوج عیاری کیا مزے سے گاتے ہو دل کے ٹکڑے کردیے ہر مقام پہ موجود رہتے ہو تمھارے ہاتھ سے خداوند بقراط ثانی بچا وین حقیقت مین تم اپنا مثل نہین رکھتے مگر یہ سر حد رفرف بلند پرواز ہو یہان مکر و حیلہ نہ چلیگا خواجہ نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اور کہا حضور نے کسکو فرمایا مین تو آپ کی نیاز مند ہون ایسے کلمے میرے واسطے زیبندہ نہین اُس نازنین نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بناؤ ارے گیسو کشا اس ساربان زادے کو لیجا اور قیدخانے مین قید کر اُس تاجدار نے گلے مین اُس نازنین کے ہاتھ ڈالدیے کہا او جان جہان کیا کہنا خوب اس ظالم کو پہچانا صاحب مجھکو بالکل خیال نہ تھا اُس نازنین نے کہا مین سمجھ رہی تھی پہلے یہ صحرا مین کھڑا رہا پھر مجھکو دیکھا آخر پیچھا کیا اپنے کو یہان پہونچایا تمکو بھی سمجھاتی ہون کہ ہوشیار رہنا خواجہ نے چاہا کہ اُٹھکر بھاگون دیکھا کہ زمین نے پانؤن تھام لیے ابتو بیقرار ہوکر رونے لگے اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مجھکو چھوڑ دیجیے ورنہ حضور کو ملال ہوگا میرا تو اب یہ قول ہی

نظم

ملتی ہو صورت مقراض زبان واعظ تا کہ سمجھے کوئی رندون مین بیان واعظ

پرست آئے ہین سننے کو بیان واعظ آج سب خاک مین ملجائیگی شان واعظ

بادہ خوارون کے دکھین دل کہ برا مانے کوئی نہین مڑکتی کبھی ممبر پہ زبان واعظ

رکا ممبر پہ حقارت سے اگر لیگا نام نہین رندون سے بچیگی کبھی جان واعظ

دکتی خوب ہو جی بھر کے جلائین اسکو تیرے مستونکو جو ملجائے سکان واعظ

دل تمھارے یہ جلاتا ہو بہت ممبر پر پھونک دو بادہ کشو چل کے مکان واعظ

منع کرتا ہو مجھے عشق بتان سے ہر روز مین سنون خاک بھلا جا کے بیان واعظ

صورت قبہ عمامہ ہو عبا مثل کفن دیکھے ممبر پہ کوئی شوکت و شان واعظ

گرم رہتا ہو جو بازار ترے مستون کا ایک مدت ہوئی ہو بند دکان واعظ

دختر رز کی مذمت سے کیا دل ٹکڑے قطع ہو جائے کہین جلد زبان واعظ

مذہب بد ہو ریائی ہو عبادت ساری	خاک سطوت کو پسند آئے بیان واعظ

ہرچند خواجہ نے منت و خوشامد کی مگر ایک جنبش اٹھی اور اُسنے خواجہ کی مشکیں باندھیں
خواجہ نے ہرچند فریاد کی مگر اُس نازنین نے کچھ جواب باصواب نہ دیا کہا ای گیسو کشا اسکو
لیجا گیسو کشا نے خواجہ کو گرفتار کر کے مسلسل و مطوق کیا اور لیچلی لا کر ایک مکان مین قید
کیا خواجہ نے کہا ای گیسو کشا مین لاکھ روپیہ تجھکو دیتا ہون گیسو کشا سمجھی کہ اول تو غلط
کہتا ہو لاکھ روپیہ اسکو کہان ممکن اور اگر ہونگے تو کون پوچھیگا یہ سوچ کے کہا روپیہ کہان
ہو خواجہ نے زنبیل دکھائی کہ اسمین روپیہ ہو میری ہتھکڑی کھولدے تو تجھکو دکھادون گیسو کشا
نے کہا مجھکو خواجہ یقین نہین آتا خواجہ نے کہا اس زنبیل مین بہت کچھ ہو یہ کہکے گھنڈیان
کھولین اور فرمایا کہ ای گیسو کشا دیکھ لو روپیہ رکھا ہو گیسو کشا نے دیکھا جا بجا روپے کے
انبار ہین ہزارہا غلامان زرین کمر کنیزان حسین و جمیل چہلین کرتی پھرتی ہین ایک طرف
دریاے زخار ناؤ بجرے جہاز چلے آتے ہین کچھ شاہزادیان نواڑ اکھیل رہی ہین مکان
عمدہ عمدہ بنے ہین ہر مکان مین تاج متعدد رکھے ہین گیسو کشا حیران ہوگئی کہتی تھی کہ ای
عمرو یہ کیا طلسم دکھایا عمرو نے کہا ملکہ یہ نگاہ غور دیکھیے گیسو کشا دیکھنے لگی وہ باغات دیکھے
کہ ہوش پراگندہ ہوگئے گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون باغبانیان نہایت
حسین و جمیل پھر رہی ہین روشون کو صاف کرتی پھرتی ہین اس تماشے کو دیکھکر ایسی حیران
ہوئی کہ نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا خواجہ نے چونٹون مین ہاتھ دیکر گیسو کشا کو زنبیل
مین ڈالدیا جیسے ہی گیسو کشا زنبیل مین گری کنیزون نے دوڑ کر پکڑا ایک کہتی ہو کپڑے اُتار
دوسری نے کہا اِسے باورچی خانے مین لیچلو دیگچیان دھویا کریگی گیسو کشا چاہتی ہو کہ سحر
کر کے نکلون مگر سحر فراموش ہو ایک لفظ بھی یاد نہین آتا حیران ہو کہ یہ کیا ہوا کہ مین بالکل
سحر بھول گئی ملکہ کاکل کشا کے سامنے کیا کیا سحر کرتی تھی آخر ایک زنگن نے آکر لباس اُتارا
دوسری کشان کشان گیسو کشا کو باورچی خانے مین لائی دیکھا دیگین چڑھی ہین دیگچیان
آگ پر لگی ہین سیکڑون کنیزین کاروبار مین مصروف ہین ہر ایک کا قول یہ ہو کہ ہم کنیزان
خواجہ عمرو ہین ہرچند گیسو کشا چاہتی ہو کہ سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا آخر ناچار باورچی خانے

مین بیٹھی کنیزون نے چند دیگچیان سامنے رکھدین اُنکو بیٹھکر بانٹنے لگی یہان خواجہ گیسو کشا کو
زنبیل مین ڈالکر رنگ و روغن عیاری کا لگاکر گیسو کشا کی شکل بنکر غل مچاتے ہوئے باہر نکلے
وہان اُس نازنین نے پوچھا ارے کیا ہلڑ ہو کنیزون نے عرض کی حضور وہ قید خانے مین گئی
تھی وہان سے سٹرن ہو کر نکلی کچھ عجب باتین کہتی ہو اُس تاجدار نے کہا ارے سامنے لاؤ
خواجہ غل مچاتے ہوئے سامنے پہونچے اُس نازنین نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا خواجہ نے
کہا جب مین اُسکو قید خانے مین لیکر پہونچی اُسوقت چند فرشتے آسمان سے آئے کہتے تھے کہ
ہمکو قدرت نے بھیجا ہی یہ کہکر اُسکو چیر پھاڑ کر کھا گئے مین امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے پاس
بٹھا لیجیے ایسا نہو کہ وہ فرشتے یہان چلے آئین اور مجھکو لیجائین تو باعث خرابی ہو اُس نازنین
نے کہا او سارہ بان زادے کیون باتین بناتا ہی مین خیال کر رہی تھی کہ تو نے گیسو کشا کو ہی
زنبیل دکھائی اور پھر اُسکو اُسی زنبیل مین ڈال لیا میرے ہاتھ سے تو نہ بچیگا خواجہ کے سامنے
ایک کنیز کھڑی تھی اُسکو خنجر مار کر بھاگے وہ نازنین اُس تاجدار سے یہ کہکر اُٹھی کہ کہان جائیگا
مین اِسکو گرفتار کر کے لاتی ہون خواجہ جنگل مین آئے مگر حیران ایک نخل کے سائے مین
کھڑے ہین دل سے کہہ رہے ہین کہ بڑی ہوشیار ساحرہ سے مقابلہ پڑا کہ دیکھا اُسی نخل سے
ایک کنیز نے آواز دی کہ باش او سارہ بان زادے یہان آکر چھپا ہی کاکل کشا کے سحر سے
مہلت نہ پائیگا جہان جائیگا گرفتار ہوگا یہ سارا صحرا اُنھین کے سحر سے آراستہ ہی یہ کہکے نخل سے
اُتر کے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار عاشقانہ بعد ناز و ادا گانا شروع کیے **نظم**

دل رہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح — سینہ بجائے جو داغون سے گلستان کی طرح
چاندنی پھیل گئی سارے جہان مین شب کو — بام پر یار جو آیا مہ تابان کی طرح
چھوڑ کر مجھکو اکیلا وہ گیا غیر کے گھر — اب مکان میری نگاہونمین ہی زندانکی طرح
آمد فصل بہاری کی خبر سُن سُنکر — چہچہے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح
لاغر ایسا ہون کہ طاقت نے دیا مجھکو جواب — بستر خواب پہ ہون قالب بیجان کی طرح
دست رنگین سے بہت شانہ نہ زلفونمین کرو — شل نہ ہوجائے کہین پنجۂ مرجان کی طرح
آتش عشق جو سینے مین ہمارے بھڑکی — داغ دل جلنے لگے مہر درخشان کی طرح

دست نازک سے کیا ذبح جو اُسنے مجھکو — زخم خنجر کا لگا خط گریبان کی طرح
پاس غیرون کے شب و روز رہا کرتے ہو — میرے گھر مین کبھی آتے ہو تو مہانکی طرح
مدح مین چہرۂ روشن کو جو خورشید کہا — اُسنے منھ پھیر لیا مہر درخشان کی طرح
اُس پریرو کی جو لیتا ہی بلائین عاشق — ہنسکے کہتا ہو کہ بیٹھے رہو انسان کی طرح
جوش وحشت کا ہوا فصل بہار آپہونچی — تنگ ملبوس سے رہتا ہون گریبانکی طرح
قصد یہ ہو کہ رہون جا کے نجف مین سطوت — چند دن لکھنؤ مین اور رہون مہمان کی طرح

اُس کنیز نے جو یہ اشعار سامنے خواجہ کے پڑھے خواجہ کے ہوش اُڑ گئے دلمین کہتے ہین کہ اب بھاگنا کیا ضرور رہو جہان لے چلے اسی کے ساتھ چلو دیکھو تو کیا ہوتا ہو وہ کنیز عمرو کو لیکر چلی جب سرحد نخلستان مین سے نکلی تو ایک طائر نے آواز دی کہ ای گلعذار عمرو کو تو گرفتار کیا لیکن تا یہ باغ نہ پہونچو گی جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی اُس کنیز نے پلٹ کر جوابدیا او نگوڑے چپ رہ کیون چانون چانون کرتا ہو اب خواجہ اپنے ہوش مین آئے سوچے کہ کہان اِسکے ساتھ جاتے ہو یہ لیجا کر گرفتار کریگی کاکل کشا زندہ نہ چھوڑے گی یہ سوچکر کمر پہ ہاتھ ڈالا اور خنجر نکالا کہا ای نازنین وہ سامنے دیکھ نیولہ اور سانپ لڑ رہے ہین سانپ نے نیولے کو کاٹا مگر نیولہ بتی دافع زہر کھا آیا اب خوب دونون جنگ کر رہے ہین جیسے ہی وہ کنیز پلٹی خواجہ نے خنجر مارا آہ کر کے وہ گری خواجہ لباس اُتارنے لگے مگر لباس جسم سے نہین اُترتا آخر پھاڑ کر کپڑے اُتارے کہ ایک صدائے مہیب کان مین آئی کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میری کنیز کو مارا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی دیکھا سامنے سے وہی نازنین آتی ہو خواجہ نے چاہا بھاگون لیکن پانون زمین مین جم گئے قدم نہ اُٹھا سکے اُسنے قریب آکر کاکل سے ایک بال توڑا بہ شکل زنجیر بناکر خواجہ کو باندھ لیا اور لیکر چلی کہا او ناعیار ابھی تجھکو چلکر قتل کرتی ہون اب تجھکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر خواجہ کو ایک نخل کے نیچے بٹھایا اور پکار کر آواز دی ای مریخ خنجر زن جلد حاضر ہو کر اِسکو قتل کر خواجہ یہ آواز سنکر بیقرار ہو گئے دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو بڑا غفور و رحیم ہی اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائے

نظم

سفر طی کن بہ شہراہ طریقت
کہ تا فائز شوی اندر حقیقت

مطیع حکم شو کز بندۂ خویش
نمی خواہد خدا غیر از اطاعت

چو مردان کار کن ای صاحب کار
بجان مشغول در زہد و ریاضت

صدا کن ای گدا حلقہ بہ جنبان
کہ بکشاید خدا دابہ اجابت

مجرد شو مجرد شو مجرد +
کہ تا گردی خلاص از دام آفت

بزودی ہندیا رخت سفر بند
کہ دنیا نیست جاے استقامت

خواجہ دعائیں مانگ رہے ہین مگر اُس نازنین نے جو آواز دی کہ ای مریخ خنجر زن جلد آکر حاضر ہو اِسکو آکر قتل کر کہ گوشۂ صحرا سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے حاضر حاضر کہتا ہوا آیا آتے ہی عمرو کو اُسکے ہاتھ سے لے لیا کہا ای ملکہ تم تکلیف نہ کرو مین سمجھ لونگا عمرو کی گردن پر کوے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا اب عمرو کو یقین ہوا کہ جان نہ بچیگی بلک کر پکار اُٹھے کہ ای کریم کارساز یہ وقت مددگاری ہی بخوبی جانتا ہون کہ بزرگان خاص بھی تیرے اِس دنیاے ناپائدار کو چھوڑ گئے یہی ہمارے واسطے بھی ہونا ہی نظم

زاین دولت رود با تو نہ حشمت
بجز رنج و پشیمانی و حسرت

بہ اندک انقلاب دور گردون
نماند حسن و خوبی و نہ صورت

براے گنج سیم و زر مبر رنج
مکن سعی فراوان بے ضرورت

ز فقر و فاقہ و افلاس ماند
نہ جاہ و دولت و ملک و حکومت

ببین از روے صنعت شکل صناع
مصور را بکن حاصل ز صورت

کسے از دوستداران تو ہندی
نباشد ہمرہت ہنگام رخصت

وہ زنگی خنجر برہنہ سر پر کھڑا ہی مگر انتظار ہی کہ کاکل کشا اِشارہ کرے تو خنجر مارون خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک شیر سوار ساحر زبردست ایک نامہ ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای کاکل کشا خبردار اگر ایک موے جسم عمرو کا کم ہو گیا تو حساب دینا پڑیگا دیکھو قدرت نے کیا لکھا ہی ابتو کاکل کشا حیران ہو گئی کہ یہ بڑا ساحر زبردست ہی شیر صحرائی پر سوار ہو کر آیا ہی کیونکر اِسکو تسخیر کیا کہ وہ ساحر قریب آکر

کو دا زنگی کو جھڑک دیا کاغذ کاکل کشا کے ہاتھ مین دیا کاکل کشا نے جیسے ہی لفافہ کھولا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کاکل کشا کے دماغ مین تاثیر پہونچی اُسنے جھپٹ کر لغبدہ مارا کہ سر ملکہ کاکل کشا کا اُڑ گیا زنگی پانی ہوکر بہہ گیا شہسوار نے نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سر ہنگ در خنجر گزاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم	منم مہتر قران شمشیر ثریانم

خواجہ نے قران کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے نور نظر خوب وقت پر آئے ورنہ اِسنے خاتمہ کر دیا تھا اب کوئی صورت بچنے کی نہین تھی تمنے کیونکر دیکھا قران نے کہا مین عرصۂ دراز سے آپ کے تعاقب مین پھرتا تھا اب دیکھا کہ آپ گرفتار ہوے اور تدبیر قتل ہو رہی ہے یہی عیاری بن پڑی دوڑ پڑا الغرض جیسے ہی کاکل کشا مری لاشہ زمین مین غرق ہو گیا زنگی جو گرا تھا سب جسم تو اُسکا پانی ہوکر بہا مگر سر اسکا اچھل رہا تھا اُڑکر طرف آسمان کے چلا بال اُسکے سر کے مثل پرون کے ہو گئے رفرف جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہو تدبیر سے غافل نہین کہ سر سامنے آکر گرا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ اے رفرف جادو میرے مالک کو اُکر قران نے مارا اب ساربان زادہ اسی صحرا مین پھر رہا ہو گلنار زعفران پوش رفرف کے پاس موجود تھی کہا اے رفرف دیکھا تمنے کہ کیا تیز عیار ہو کہ کاکل کشا ایسی ساحرہ کو مارا رفرف نے کہا اے گلنار مین نے یہ تماشہ تجھکو دکھایا دیکھیے کیا گذرے اب طلسم کشا کا قصد ہو کہ قلعے مین آئے گلنار نے کہا تمھارے بعد کون ساحر ہو رفرف نے کہا میرے آگے فرفر جادو میرا اُستاد ہو اُسنے مجھسے کہلا بھیجا ہو کہ طلسم کشا نہ آنے پائے جسطرح بنے روکنا اب مین تدبیر کر رہا ہون گلنار نے کہا مین اب جاتی ہون پھر تمھاری ملاقات کو آؤنگی تمکو سامری وجمشید بچائین رفرف نے کہا اے ملکۂ عالم اب جان پر بنی ہو آج کی شب رہجاؤ شب کو جلسہ آراستہ ہو تم پہلو مین رہو تو دل کو تسکین ہو مدتین تمھارے اشتیاق مین گذرین آج کے روز یہ اتفاق ہوا کہ تم آگئین اب تمھارا جانا نہین گوارا ہو چاہتا ہون کہ ایک شب تو آرام اُٹھاؤن گلنار نے کہا اے رفرف اب زمانہ اختتام کا ہو فکر جان کی چاہیے ہمین جاکر طلسم کشا کو برباد کرون ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا داخل قلعہ ہو جائے رفرف نے کہا میری

زندگی مین کیا مجال ہی کہ طلسم کشا قلعے مین آسکے یہ کہکے آواز دی ای ہوشنگ مردار خوار طلسم کشا کو
جا کر روکو ایک ساحر عجیب وضع پہلوے قصر سے آیا سلام کرکے براے انتظام چلا لیکن حیران ہی
کہ کیا تدبیر کرون اُڑا ہوا جاتا تھا ایک صحرا مین دیکھا ایک پہلوان ہی کھڑا اکھڑا ہوا ہی شاگردونکو
زور دلا رہا ہو کئی سو پہلوان گرد و فوج بے حساب اُتری ہوئی ہی ہوشنگ اُترا اُس پہلوان سے
ملاقات کرکے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی پہلوان نے کہا مضبوق آدم در میرا نام ہی اِسی
صحرا مین رہتا ہون جسکے مقابلے مین گیا چیر پھاڑ کر کھا گیا میرے ہاتھ سے کوئی بچتا نہین یہ سنکر
ہوشنگ نے کہا براے مقابلہ طلسم کشا جاؤ اُنکو گرفتار کر لاؤ مضبوق نے کہا مین اگر جاونگا
تو چیر پھاڑ کر کھا جاونگا میرے ہاتھ سے زندہ بچنا دشوار ہی اُسیوقت مضبوق سوار ہوا سب
پہلوانون کو ساتھ لیا براے مقابلہ طلسم کشا چلا اگر گلنار رفرف سے رخصت ہوئی قریب
طلسم کشا آئی کہا ای شہریار ہوشنگ مردار خوار حضور کی فکر مین چلا ہی جہانتک بن پڑے اُسکی
فکر کیجیے نور الدہر نے کہا انشاء اللہ بعد ادا ے نماز ظہر مین لوح دیکھونگا جو حکم دے وہ بجالاؤن
گلنار خاموش ہو رہی کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو نامدار سامنے آئے احوال تنق کا کل کشا بیان کیا اور کہا کہ ای فرزند مین پہاڑ پر بیٹھا
تھا کہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال تمھارے مقابلہ
مین آتا ہی بڑا اُسکو اپنی جرأت کا دعویٰ ہی کئی سو پہلوان اُسکے ساتھ ہین مین دیکھکر بھاگا کہ جاکے
فرزند کو خبر کرون نور الدہر نے کہا مین ہوشیار ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا مضبوق
گینڈے پر سوار تین سو پہلوان ساتھ چہار جانب سے گھیرے ہوے بلبلاتا ہوا آیا مقابلہ
نور الدہر مین اُترا ساتھ والون سے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین جا کر دربار طلسم کشا کو دیکھون
معلوم ہو کہ کیسے پہلوان اُسکے دربار مین ہین ایک دو کو لیتا بھی آؤنگا شاید بھاگ جاے
اگر اُسکی موت ہی تو مجبوری سب نے کہا حضور آپ کا جانا بہتر نہین ہم لوگون کو حکم ہو جسکو آپ
فرمایئے وہ جائے جیسا فرمایئے ویسی جا کر بدعت کرے مضبوق نے کہا میرے جانے سے
طلسم کشا ڈر جائیگا یقین ہی کہ پلٹ جائے تم لوگون کے جانے سے نہ مانیگا میر اگینڈا تیار کرو
اُسیوقت گینڈا تیار کر لایا پشت پر گینڈے کی سوار ہوا ایک تلوار کمر مین دوسری کاندھے پر

بل کرتا ہوا جاتا ہی پہلوانون نے چاہا ساتھہ وین اسنے سب کو جھڑک دیا کہا میرے ساتھہ نہ آؤ
مین یکہ و تنہا جاؤنگا قضا ے کار طہماس بن عنقویل دیو پرور کنارے پر لشکر کے انتظام
کر رہے ہین دیکھا کہ ایک پہلوان آتا ہی پکارکر کہا ای پہلوان ادب سے آ نہین جانتا کہ یہ لشکر
طلسم کشا کا ہی تجھ ایسے بہت سے آئے اور مارے گئے کیون اسقدر گھمنڈ کرتا ہی گیند ے کو
اڑاتا ہوا آتا ہی میرا آقا ے نامدار دیو بند و دیوکش ہی مضبوق نے قریب آکر کہا سامنے سے
ہٹ جا طہماس نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور شرفا سے یون بات کرتا ہی بات
کرنا تو سیکھ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ تجھکو قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر طہماس نے ساطور اٹھایا مضبوق
نے دیکھا کہ سترہ سو من کا ساطور اگر یہ پڑیگا تو کیا حال ہوگا ساطور کو دیکھ گھبرایا چاہا گیندے کو
پھیرون طہماس نے للکارا کہ او بھگوڑے کہان بھاگا جاتا ہی مضبوق نے پلٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا تیغہ ٹوٹ گیا قبضہ جو ہاتھ مین باقی رہا وہ اسنے کھینچ مارا
جیسے ہی قبضہ مارا طہماس نے خالی دیا قبضے کا خالی جانا کہ مضبوق گھبرا گیا طہماس نے
ساطور مار النگر ساطور کا دیکھکر سوچا کہ اگر یہ پڑیگا تو دو ہی ٹکڑے ہونگے گیندے سے کود پڑا
ساطور گیندے پر پڑا گیندے کے دو ٹکڑے ہوے طہماس نے جو دیکھا کہ گینڈا مضبوق
کا مارا گیا او رہ یہ مغرور بچا للکارا کہ ایک ضرب لیتا جا مگر مضبوق نے کچھ جواب نہ دیا بھاگا ہوا
جاتا ہی لشکر مین اسکے پہلوان کھڑے تھے انھون نے دیکھا کہ مضبوق بھاگا ہوا آتا ہی آگے
بڑھکر پوچھا کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان آپ کیون بھاگ آئے مضبوق نے
کہا لشکر طلسم کشا کا نگہبان ایک دیو ہی اسنے میرا گینڈا مار ڈالا مجھکو یہی مناسب معلوم ہوا
کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین چلا آیا میدان مین سمجھ لونگا اور طلسم کشا پر بہت طعن و تشنیع کرونگا
کہ کیا سمجھے کہ ہم لوگون سے مقابلے مین آئے ہی دیو کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو یقین ہی
شرما جائے مگر مین اسکو گھیر گھار کر مار لونگا میرے ہاتھ سے کبھی کوئی بچا نہین جس سے مقابلہ
کیا اُسے چیر پھاڑ کر کھا گیا آج یہ جوان بچا مین سوچا کہ دیو کو میدان مین مارونگا یہ کہتا ہوا طرف
بارگاہ کے چلا ساتھ والے کہتے ہین کہ ہمارے آقا کیا کہتے ہین یہ مسلمان دیو کو ساتھ نہین
رکھتے خبر مشہور ہی کہ صاحبقران اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہے کیسے کیسے دیو مارے

مگر کسی دیو کو ساتھ نہین لیا یہ انھین کا پوتا ہی یہ بھلا کب دیو کو ساتھ رکھیگا مگر ہمارے آقا کیا کہتے
ہین کہ دیو کو دیکھا اور اُس سے مقابلہ بھی کیا مگر مضبوق آکر بیٹھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی
پر فوراً چوب پڑی ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی طہماس کا حال سنکر نور الدہر سکر ائے
اور خود بھی طبل جنگی کو حکم دیا تیاریان ہونے لگین لشکرون مین طبل جنگی بج رہے ہین سلاح
درست ہو رہے ہین چار پہر رات اسی تیاری مین گذری کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ادھر
نور الدہر سوار ہوے اُدھر سے مضبوق گینڈے پر سوار ہوا غرور مین بلبلاتا ہوا میدان
مین آیا دیکھا کہ وہی جوان ساطور کاندھے پر رکھے ہوے آگے لشکر طلسم کشا کے جھوم رہا
ہو صورت طہماس کی دیکھکر ڈرا اُسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل مرکب باد رفتار
پر سوار سب سردار گھیرے ہوے آیا لوگو نسے پوچھا یہ جوان کون ہی اِسکے سردارون نے کہا
یہی طلسم کشا ہین نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان ایک پہلوان کو مضبوق
نے اشارہ کیا کہ میدان مین جاکر طلسم کشا کو للکار اگر وہ تیرے مقابلے مین آئیگا تو مین اُسکو
دیکھونگا کہ کیا طریقۂ جنگ ہی بدقوق کرگدن سوار مضبوق کا بھائی گینڈا اچکا کر میدان
مین آیا دیر تک نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا میرے مقابلے مین آؤ مین تمھارا بڑا
مشتاق ہون نور الدہر نے مرکب طلسمی اُڑایا گھوڑا آہو چشم شیر خشم کوہ سرین کوہ کفل
گلے مین سونے کی ہیکل دُم سے چنور کرتا ہوا طرارے بھرتا ہوا میدان مین آیا نور الدہر
نے چمکار کر روکا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ زمین ہلگئی بدقوق چاہ چشم شاہزادے کا دیکھکر
جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا کہ اے طلسم کشا اگر میرے ساتھ چلو تو مین اپنے
بھائی صاحب سے صفائی کرا دون بہت رحم دل ہین فوراً مہربان ہونگے اپنے لشکر کا تمکو
سپہ سالار کرینگے نور الدہر نے کہا او بیوقوف کیا بیہودہ بکتا ہی کچھ جرأت دکھا یہ میدان
کارزار ہی زبان تیغ سے جواب دے یہ سُنکر بدقوق نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اُسنے گرز مارا نور الدہر نے تلوار سے قلم کیا گرز کا کٹنا کہ بدقوق گھبرایا چاہا کہ
سامنے سے چلا جاؤن مگر تیغۂ طلسمی نیام انتقام سے کھنچا خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ مارا
تیغۂ برق مثال جو چمکا بدقوق کی آنکھ مین اندھیرا آگیا چاہا کہ بھاگون مگر شیر کے پنجے سے

روباہ کا بچنا دشوار تھا چمک کے تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری برق جہندہ تھی کمر
گینڈے کے چار ٹکڑے کیے مدقوق کا مارے جانا کہ بڑے بڑے پہلوان تھرا گئے ایک ایک
کا قول تھا کہ وہ پہلوان آج مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا ہر چند پہلوانون نے کہا مگر مصنوق نے
کہا کہ طبل بازگشت بجوا دو فوراً طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا بارگاہ مین آکر اکیلا بیٹھا حکم دیا
کوئی ہمارے سامنے نہ آئے مگر عیار اسکا شہرت جہان پیما اسنے جو خبر سنی کہ آقا اکیلے بیٹھے
ہین پردہ اُٹھا کر سامنے آیا جھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مین
آپ کو بہت پریشان پاتا ہون امیدوار ہون کہ صاف صاف ارشاد فرمایئے تاکہ غلام اُسکا
انتظام کرے مصنوق نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے شہرت کیا بیان کرون بھائی
صاحب کے مارے جانے سے دل کانپ گیا ایسے زور شور سے طلسم کشا نے اُسے مارا کہ دل
خائف ہو گیا اگر ہو سکے تو عیاری سے گرفتار کرلاؤ اور دوسرا جو وہ دیو بچہ ہے اُسکو بھی گرفتار
کرلا مین اُن دونون کو قتل کرلون تو پھر کسی سے خوف نہین سارے لشکر کو تباہ کر دونگا
شہرت نے کہا غلام ابھی جا کر لاتا ہے غرض صورت بدلکر چلا لشکر نور الدہر مین آیا بارگاہ کا
حال دریافت کیا طرف بارگاہ نور الدہر کے چلا دیکھا بارگاہ استادہ ہے ایک گوشے مین آکر بیٹھا
نقب کھودتا ہوا چلا پہر رات رہے آکر بارگاہ مین پہونچا سر نکالکر دیکھا کہ شمع ہاے مومی اور
کافوری روشن ہین عطر کے شیشون کے منھ کھلے ہوے ایک جانب چھپر کھٹ بچھا ہوا
اُسپر شاہزادہ سو رہا ہے شہرت نے اول شمع ہاے کافوری و مومی گل کین دو شمع روشن رہنے
دین کہ ایسا نہ ہو اندھیرے مین کسی ظرف پر پانؤن پڑے تو کم ظرف کہلاؤن یہ انتظام کرکے
قریب چھپر کھٹ کے آیا بیہوشی نکالی کپچے مین رکھکر برابر دماغ کے لگا دی شاہزادہ چھینک مارکر
بیہوش ہوا شہرت نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نقب مین پھاند پڑا اسی طرح راہ طے کرکے
نقب سے نکلا خواجہ ایک دوکان پر شہد سے بنے ہوے سو رہے تھے آنکھ جو کھلی دیکھا
کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے للکار کر آواز دی او جانے والے کہان جاتا ہے میر طلایہ کو آواز
دی کہ ای میر طلایہ دیکھو یہ شخص پشتارہ بدوش چلتا ہے دیکھ لینا کہ پشتارے مین کیا ہے خواجہ
نے یہ آواز جو دی صدران ماہ منظر کہ طلاے پر تھا آواز خواجہ کی سنکر دوڑا جا کر دیکھا

حقیقت مین ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا مگر شہرت نے
جھپٹ کر نخل کی آڑ پکڑی پشتارہ گوشے مین رکھدیا آپ خالی ہاتھ سامنے آیا کہا یار مین راہ گیر ہون
آپ لوگون نے ناحق گھیرا چادرہ کاندھے پر رکھا تھا اُسکو آپ پشتارہ سمجھے اب لوگ حیران
ہوے کہ حقیقت مین یہ تو خالی ہاتھ ہی کہ خواجہ بھی آکر پہونچے دیکھا ایک عیار کو سوار گھیرے
ہوے ہین مگر پشتارہ نہین ہی خواجہ نے فرمایا یارو ہٹ جاؤ مجھے اِس سے بات کرنے دو
سوار ہٹے خواجہ قریب آئے فرمایا منتر صاحب تمھارا کیا نام ہی عیار نے کہا شہرت جہان پیما
میرا نام ہی مضبوق کا عیار ہون براے خبر لشکر آیا تھا آپ لوگون نے ناحق گھیرا خواجہ دھوکے
مین آگئے فرمایا اِسکو جانے دو سوار الگ ہوے شہرت پلٹا گوشے مین آکر پشتارہ اٹھایا
نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا چلا خواجہ پلٹے کہ جاکر سو رہون کہ چند خدمتگار روتے ہوے آئے
عرض کی کہ آقا کو کوئی چُرا لیگیا خواجہ یہ سُنکر جھپٹے دور سے دیکھا کہ وہی عیار پشتارہ بدوش جاتا
ہی خواجہ نے للکارا مگر وہ نکل گیا خواجہ صورت بدلکر بارگاہ مین پہونچے دیکھا مضبوق نے
نورالدہر کو سلسل کرکے ہوشیار کیا نورالدہر بل کرکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے سلام کیا
مضبوق نے جھلا کر کہا ای طلسم کشتا کیا دعوی ہی کہ اب بھی بل کرتے ہو نورالدہر نے جوابدیا
کہ او مکار عیارہ کے بھروسے پر یہ غرۃ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدا اے بازرگ است فرد
نمی پیچم ز شمشیر حبیب تا ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ مضبوق نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ جلاد نے
آکر کو گلے کا خط کھینچا خنجر پکڑ کے کھڑا ہوا کہ رہا ہی کہ ای شہریار حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا
یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی اِسکے خون کے دعویدار بہت ہین چہار طرف سے بلوہ کرینگے
باپ اُس جوان کا شاہزادہ بدیع الزمان سر فتنۂ ملک سنجان جسنے گنجاب کو شکست دی
ہا جوان اسکے سردار آئین گے کس کسکو جواب دیجیے گا مضبوق نے کہا مین سمجھ لونگا
تو سر کاٹ دے جلاد تیغہ کھینچکر قریب سر نورالدہر آیا نورالدہر نے دست دعا بدرگاہ قاضی
الحاجات بلند کیے پکارتے تھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز بندہ نواز ای کریم و رحیم
فضل کر رحم اپنا شریک کر

نظم

زصفحۂ دل و جان نقش غیر حق بتراش		زلوح خاطر خود حرف ما سوا بخراش

زوال دولت اہل کرم ہمی خواہد +
اگرچہ مہر فشاند ز اوج گردون سوز
بہ بزم دہر شود تازہ ہر زمان اجلاس
برائے نشو و نمائے چمن بہر موسم
بغیر ذکر الٰہی اگر شود گویا + +
نکوئی کن کہ بیابی جزائے نیکی نیک
بجوش غصہ مشو ہمچو برق در تب و تاب
ز انقلاب زمانہ مدار در دل رنج + +

گروہ اہل حسد تیرہ باطن و او باشش
کند غبار حسد کور دیدۂ خفاشش
ہمیشہ مسند تازہ بگستر و فراشش
بہ باغ دہر کند باغبان تراش و خراشش
بکام حضرت الشان زبان نہ بودی کاشش
مکن بدی کہ بدی را بدی بود پاداشش
ز حلم آب بر آتش چو ابر نیسان پاشش
بحال خویش بہر حال ہند یا خوش باشش

کہ جلاد نے چاہا خنجر مارون خواجہ کو تاب نہ باقی رہی گوشے سے آکر تیغ مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا وہ مارا کا ہلڑ ہوا **مصبوق** نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد تڑپ رہا ہو گنہگار بیٹھا ہو جھلا کر کہا کہ یہ جلاد دیوانہ تھا کہ خنجر پھر اکر اپنے سر پر مار لیا دوسرا جلاد لاؤ مجمع سے جلاد نکلا خنجر چمکاتا ہوا قریب آیا کہا او شاہ جسکا حکم دیجیے سر کاٹ لون **شہرت** بھی دیکھ رہا ہو کہ **خواجہ** بڑھکر **نور الدہر** کے قریب آئے اشارہ کیا کہ سنبھل کر بیٹھو مین خنجر مارتا ہون **شہرت** نے کہا ارے یہ جلاد کیسی چپکے چپکے باتین کر رہا ہو **شہرت** کے ایک شاگرد نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون خواجہ نے اُسکو خنجر مارا وہ عیار جو گرا ہلڑ ہو گیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلا سے روزگار ہے عمرو نے جلدی مین ہتھکڑی **نور الدہر** کی کاٹی نور الدہر نے قید کو توڑ کر پھینکدیا اپنے مقام سے اُٹھے ایک پہلوان قریب تھا اُس سے تلوار چھین لی لڑنے لگے ملحوظ رہے کہ لوح طلسمی گلے مین ہو **ہوشنگ** کو رفرف سے وعدہ کر کے چلا تھا اِس پہلوان کو بھیجکر آپ بھی آیا دیکھا تلوار چل رہی ہو جب بہت گھبرایا ایک دستک دی کہ پہلوے بارگاہ سے ایک مہ جبین با ناز و کرشمہ یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی

نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا　　دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پنہان رہگیا
بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یاد صنم　　توبہ کی ولیکن داغ دامان رہگیا
جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح　　جسم خاکی کی طرح سے میر ازندان رہگیا

ای صبا جا دے چمن میں تو تو کہیو یار سے
باغ میں جا کر تو ای سرو خراماں رہگیا

حسن میں بھی عزت و دولت خدا کے ہاتھ ہی
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

کرکے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہوگئین آئینہ حیران رہگیا

راہ وحشت مین نہین اندیشہ پست و بلند
گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہو فاقہ جو مہمان رہگیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل
شکر ہی گردن تک آتے آتے احسان رہگیا

کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سر و چراغان رہگیا

شام ہجران صبح بھی کرکے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو کچلا پر آتش گنج پنہان رہگیا

اس نازنین نے یہ اشعار اسطرح سے گائے کہ نور الدہر لڑتے لڑتے متوجہ ہوے ہاتھ روکا وار پڑنے لگے خواجہ نے دیکھا یہ کیا معرکہ ہوا پکار کر آواز دی ای فرزند لوح دیکھو ہوشنگ برابر سحر کر رہا ہو آخر اپنے کو ظاہر کیا قریب مضبوق کے پہونچا کہا ای پہلوان تجکو جرات پر بڑا ناز تھا مگر تجسے کچھ نہ ہوسکا اب ایسے مین طلسم کشا آگیا ہو پشت سے جا کر مارلے یہ سنتا تھا کہ مضبوق جھومتا ہوا چلا چاہا پشت پر سے آکر ہاتھ ماروں نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ سحر ہوشنگ ہو اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کرو نور الدہر نے اسم لوح کو پڑھا ہو کہ مضبوق نے آکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا یکایک جھناٹے کی صدا بلند ہوی مضبوق نے چاہا پلٹ جاؤن مگر سامنے سے ملک الموت کے زندہ پلٹنا دشوار تھا نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا مضبوق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود سرے مضبوق کے گرا مضبوق نے خود کا بھی خیال نہ کیا ننگے سر بھاگا اور پہلوان بیچ مین آگئے اُسنے تلوار چلنے لگی ہوشنگ نے دور سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ سحر کی تاثیر مٹی دوبارہ سحر کیا کئی نازنینان مہ جبین گاتی ہوئین سامنے آئین مگر اسم جو ورد زبان ہو اُسکی برکت سے قریب نہ آسکین ناچار ہو کر پلٹ گئین کہا ای ہوشنگ ہمارا فقرہ نہین چلتا طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہی اسم خداے نادیدہ ورد زبان ہو سحر تاثیر نہین کرتا مگر خواجہ نے ہوشنگ کو باتین کرتے ہوے دیکھا بشکل خدمتگار ہوشنگ کے

پاس آئے کہا اے افسر ساحران کیا خوب سحر کر رہے ہو اگر مجھکو حکم ہو تو مین جا کے گرفتار کر لون یہ سنکر ہوشنگ سے کہا تو کیونکر گرفتار کریگا خدمتگار نے کہا دیکھیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا کس رنگ سے کھڑا ہی یہان جا کر کمند مار دونگا ملاحظہ کر لیجیے ہوشنگ پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ہوشنگ پلٹا حباب بیہوشی مار دیا ہوشنگ بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مرنا اسکا کہ نور الدہر نے سب کو تلوار کے نیچے رکھ لیا ہزار ہا کافر مارے گئے طہماس نے جو خبر سنی کہ آقا وہان گھرے ہوے ہین طہماس فورًا سوار ہوا اسوقت آکے پہونچا کہ مصبوق بھاگ چکا تھا نور الدہر نے لڑائی فتح کی عمرو نے خوب حقہ ہاے آتش بازی ارے مرنے سے ہوشنگ کے لوگون کے جی چھوٹ گئے آپس مین کہتے تھے کہ بڑا مددگار مارا گیا اگر ہوشنگ زندہ رہتا تو طلسم کشا کو گرفتار کرا دیتا حقیقت مین اسنے کیا کیا سحر کیے مگر عمرو ایسا عیار موجود تھا وہ ہر مرتبہ طلسم کشا کو ہوشیار کرتا تھا شہرت نے بھی صلاح دی کہ حضور اسوقت ٹل چلیے پھر مین وعدہ کرتا ہون کہ ساربان زادے کو پکڑ لاؤنگا اور طلسم کشا کا گرفتار ہونا کوئی بات نہین ہی جب قصد کرونگا پکڑ لاؤنگا لیکن ساربان زادے سے جان بچانا دشوار ہی تدبیرین نے کی ہی ضرور نور الدہر کو گرفتار کر دیگا کیا میرے ہاتھ سے بچ سکیگا مگر اسوقت لڑائی بگڑ گئی ہی ٹھہرنا حضور کا مناسب نہین ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پہ کوئی چشم زخم پہونچے تو غضب ہو جائے ہمارا بھروسہ آپ ہی سے ہی آپ سر پر ہاتھ رکھے رہین مین سب تدبیرین کر لونگا مصبوق نے یہ باتین سنکر فرار برقرار کیا دس کوس پر آکر ٹھہرا وہان بارگاہ استادہ کرائی ہرچند کہ بارگاہین لٹین مگر ایک بارگاہ کہنہ کھینچ کھانچ کر لیگیا ہی مگر جب شہرت بھاگنے لگا تو عمرو کا سامنا ہوا عمرو نے للکارا شہرت نے کہا او ساربان زادے یہ وقت تو ہماری شکست کا ہی جہان جا کر اترونگا ضرور آکر تجھکو گرفتار کر لیجاؤنگا خواجہ نے کہا اے شہرت سر بارگاہ تمھارے کپڑے اتروا لون اور جوتیان مارون اور ایسا ذلیل کرون کہ اگر غیرت دار ہو تو پھر نہ منھ دکھاؤ او بے غیرت کی بلا دور ہی آج بھی سر دربار دیکھو تمھارے کیسا چونہ لگایا خیر اب تو بھاگ جاؤ مین آکے تمسے ضرور سمجھونگا شہرت تو بھاگ کر نکلگیا دس کوس پر جا کر اترا پانچ سو شاگرد اسکے موجود ہین

انکو بلایا اور کہا کہ یارو وقت مشقت ہی کنارے پر لشکر کے اہتمام کرو کہ کوئی بخبر نہ آنے پائے کیونکہ ساربان زادے نے اقرار کیا ہی شاگردون نے کہا ہم چہار جانب سے لشکر کو گھیرے لیتے ہین دن رات برابر چوکی پہرہ دینگے آپ خاطر جمع رکھیے پانچ سو شاگردون نے لشکر کو گھیر لیا اپنے بیگانے کو آنے نہین دیتے جو آتا ہی وہین سے پکار دیتے ہین کہ بھائی اسطرف نہ آؤ یہ خبر خواجہ نے سُنی کہ یہ انتظام ہوا ہی پانچ سو شاگرد لشکر کو گھیرے ہوئے حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہین یہ سُنکر طرف لشکر دشمن کے چلے راہ مین شبرنگ سے ملاقات ہوئی شبرنگ نے کہا قبلہ و کعبہ مین بھی چلون خواجہ نے کہا بیٹا انتہا کی روک ٹوک ہی پانچ سو پیک بچہ لشکر کو گھیرے ہوئے ہین کسی کے آنیکا حکم نہین پس تم چلکے کیا کرو گے مین بھی نہ جا سکونگا خواجہ یہ باتین کر کے یکہ و تنہا چلے دور سے دیکھا کہ عیاران کفار حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہین انتہا کا انتظام ہوا ہی تو خواجہ بہت پریشان ہوئے مگر پھر سوچے کہ جانا ضرور ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنے اور اُسی طرف چلے شاگردون نے بڑھکر روکا اور پکار کر کہا میان ساحر صاحب اِدھر نہ آؤ ساحر نے کہا ہمکو جانتے ہو کہ ہم کون ہین مسلمان کش ہمارا نام ہی ذرا اپنے اُستاد کو بلا لاؤ تو مین عمرو کو گرفتار کر لاؤن شاگردون نے جو یہ حال سُنا خوش ہو گئے دوڑے ہوئے پاس شہرت کے آئے کہا اُستاد چلیے ایک ساحر کہنہ رہنے والا غار افراسیاب کا بحکم خداوند آپ کی مدد کو آیا ہی آپ چلیے تو عمرو کو گرفتار کر لائے یہ سنکر شہرت خوش ہو گیا اور خوشی خوشی آیا آکے دیکھا کہ میان ساحر صاحب ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین اور سحر پڑھ رہے ہین کلوا بھیرون نارسنگھ لونا چماری گوگل داس مرچیا جن پیکے پل والا پیپل کے پیڑ والا ہنونت سنگھ مہابیر کوئل داس سیتا ستی گورا بارہتی دریا سنگھ حباب خان گورا کالا سانولا نیلا پیلا بھوت پلید پکڑے جانے والے کی عید خبردار نہ چھوڑیو دشمن کو گردن پکڑ کے لائیو اب دھوکا نہ کھائیو جہان پر ہو ڈھونڈھ کے لائیو طبقے زمین کے ہلائیو شہرت نے جو دور سے دیکھا کہ ساحر بیٹھا ہوا بکبلا رہا ہی جھپٹ کر قریب پہونچا جا کر سلام کیا ساحر نے گلے سے لگایا کہا ای فرزند مین غار افراسیاب مین بیٹھا عبادت کر رہا تھا یو نے دو سو خداوند جمع تھے سب کو سجدہ کر رہا تھا مگر جسوقت خداوند لقراط کا نام لیا وہ سامنے پیدا ہوئے مجھے کہا ای سمر ہنگ سمر ہنگان دہر

سرکوب مسلمانان کبتک عبادت کرو گے تمھاری عبادت قبول ہوئی فلان صحرا مین جاؤ اور
ہمارا بندۂ خاص شہرت جہان پیما عمرو کے ہاتھ سے حیران ہو رہا ہی عمرو کو گرفتار کر کے اُسکے
حوالے کرو خبردار تامل نہ کرنا لہذا مین تین منٹ مین یہان آیا ہون کجا سرحد ترکستان کجا
یہ مقام ہندوستان مگر خداوند بقراط کا کہنا بدل وجان قبول کیا ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت
چھوٹے تھے مگر تقدیرین رگ وپے مین بھری تھین اُس کھیل مین بھی قدرت نمائی تھی ہم لوگ
ساتھ کھیلتے تھے ایک دن قدرت نے کھیلتے کھیلتے مجھسے کچھ ہنسکر کہا اور کہا ذرا درخت کے
پیچھے چلو مین بھی بچپن سے تیز وطرار تھا جب درخت کے پیچھے گیا تو قدرت بھی ڈھونڈھنے
لگے مین نے پلٹ کر ایک چپت ماری اور ایک لات ماری قدرت تو منھ کے بھل گرے
رونے لگے مین بھاگ گیا جب قدرت میرے سامنے آئے تب مین نے قدرت کو پتہ دیا
کہ مین وہی ہون کہ بچپن مین بے ادبی ہوئی تھی مگر معاف فرمایئے قدرت نے گلے سے لگایا
اور کہا ای سرہنگ جادو قدرت کا کیا کچھ حرج ہو گیا تھا تمھارا اوہی تقرب ہی مین مدت
سے تمکو تلاش کرتا تھا اب خبر معلوم ہوئی کہ یار غار ہمارا غار افراسیاب مین ہی اور یہ بھی
خبر سُنی کہ پوچھ کر رہا ہی بس اب تم بہت جلد وہان جاؤ ای شہرت جہان پیما تم کسکے ساتھ ہو
شہرت نے جواب دیا کہ مضبوق آدم ورہ پہلوان جہان ہی اگر طلسم کشا سے دبتا ہی اگر
مقابلہ پڑے تو یہی غالب ہو مگر قصد ہی نہین کرتا ساحر نے کہا مین انکو تمکو دونون کو ردین تن
بناونگا میرا کمر باندھنا خالی نہ جائیگا یہ کہکر وہ ساحر پلٹا کہا تم اسی مقام پر کھڑے رہنا دیکھا
سب نے کہ وہ ساحر تھوڑی دور جا کر غائب ہو گیا شاگردون نے کہا اُستادو دیکھیے ایک تو
یہی کمال ہی کہ نظرون سے ہم سب کی غائب ہو گئے اب لشکر طلسم کشا پر پہونچے ہونگے ہنسکر
شہرت نے ہنسکر کہا صاحبو اُسکی کیا بات ہی صاحب کشف وکرامات ہی صورت نورانی تم
مین لاثانی یہ خالی نہ پلٹیگا شہرت سب شاگردون کو لیے کھڑا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ ساحر
پشتارہ بدوش آتا ہی عمرو پشتارے مین بندھا ہوا ہی خواجہ نے یہ کیا کہ راہ مین جا کر کھڑے
ہوئے قضاے کار ایک گنوار اُدھر سے نکلا اُسے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکے
اپنی صورت بنا کر لے بھاگے شہرت نے جو دیکھا کہ وہی ساحر پشتارہ بدوش آتا ہی سب

شاگردون مین غل ہوا کہ دیکھیے اُستاد کمال کرلائے زندہ باش خداوند تقبر اطی کی تقدیر کیا خالی
جائیگی کیا تقدیر برجستہ کی ہم لوگ بہت خوش ہوے کہ ساربان زادہ گرفتار ہوا اب اِسکو ہم
بذلت قتل کرینگے اِسطرح اِسکو مارین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اِسکے حال پر گریہ وزاری
کرین اور ہم لوگون کو ترس نہ آئے یہ صلاحین کر رہے ہین کہ ساحر پشتارہ عمرو کا لیے ہوے
قریب آیا کہا مہتر صاحب لیجیے اِسکو لیجائیے چاہیے قتل کیجیے چاہیے قتل کے بدلے بخشدیجیے
شہرت نے کہا دربار مین تشریف لیچلیے مضبوق بھی آپ کے مشتاق ہین عمرو نے کہا
مین جھبیٹا ہوا آگیا اور پھر جلدی آیا تھک گیا ہون اب قدم نہین اُٹھتا شہرت نے کہا تخت
منگواؤن ساحر نے کہا خوشی تمھاری دربار مین ایک مطلب ہوگا کہ تمکو رویین تن بناؤنگا
اور تمھارے آقا کو بھی رویین تن بناؤنگا جب دونون رویین تن ہو جاؤگے تو کوئی پھر قتل
نہ کرسکیگا اِسپر شہرت بہت خوش ہوا اور تخت منگوایا ساحر تخت پہ سوار ہوا اور عمرو کا
پشتارہ آگے رکھ لیا عیار اُچک اُچک کے دعوےٰ مین مارتے جاتے ہین اور ساحر صاحب
منع کرتے ہین کہ بھائیو کیون ذلیل کرتے ہو دربار مین چلکر بارتا بروقت قتل سب بدعتین
کرلینا کون تمھین روکیگا اتنو قبضے مین آیا ہی کبھی عمرو کو یہ ذلت نصیب نہین ہوئی جو عیار آیا
اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا شاگرد کہتے ہین اُستاد ساحر صاحب سچ کہتے ہین کہ اِس سرحد مین
مہمیز سبک رو کیسا عمدہ عیار تھا بیٹی اُسکی ملکہ نسیم سبک خیز اُن دونونکو اِسنے ذلیل
کیا مہمیز کو اُنھین کے ہاتھ سے قتل کرایا اور نسیم کو بیاہ کے لے گیا سبکو عمرو کی عیاری پر
حیرانی تھی سب کو یقین تھا کہ نسیم غالب آئیگی جب وقت پڑا تو کچھ نہو سکا یہی ساربان زادہ
گرفتار کرکے لیگیا مضبوق کو خبر پہونچی کہ عمرو گرفتار ہوا اثر ہی دعموم سے سینہ سپر حسد
آتے ہین بے اختیار بارگاہ سے اُٹھا دروازے پر بارگاہ کے آکر ٹہلنے لگا اب جو سر
اُٹھایا دیکھا ایک ساحر نہایت کہن سال تخت پر بیٹھا ہوا اور عمرو سامنے بندھا پڑا ہے
شہرت جہان پیچا پاے پر تخت کے ہاتھ رکھے ہوے سب عیار گھیرے ہوے نوبت
نقارہ بجتا ہوا سارے لشکر کے سپہ سالار دوڑ پڑے ہین تخت کے ساتھ آتے ہین اور
ہر ایک کا یہی قول ہو کہ قدرت نے کیا تقدیر کی اپنے رازدار کو بھیجا اُسنے آتے ہی عمرو کو

گرفتار کرلیا قدرت کا حکم کب خالی جاتا ہو فرمادیا تھا کہ تو ہی غائب آئیگا وہی ہوا قدرت کا
فرمانا کیون خالی جاتا یہ اتفاق ہو کہ طلسم شکست ہو رہا ہو قدرت چپکے بیٹھے ہین وہ تو فرما چکے
ہین کہ جو بندے ہمکو بھولے ہوے ہین انکی سرکوبی کو مسلمانون کو بلایا ہو جب وہ قتل ہو لینگے
ایک دن مین مسلمانون کو غارت کر دینگے یہ باتین کرتے ہوے دربار مین مضبوق کے
پہونچے مضبوق نے کرسی بچھوادی عمرو کو سامنے ڈالدیا ساحر کرسی پر بیٹھا کہ شہرت نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اے سرخیل ساحران آج تمنے بڑا کام کیا اگر آجتک قدرت پہلے سے تمکو
بلاتے تو یہ نوبت بہم نہ پہونچتی مگر قدرت نے خیال نہ فرمایا اب ہوش آیا ساحر نے کہا مجھ طلسم
بچائیگا کیا بات ہو قدرت مین کرامات ہو کہ شہرت نے پھر عرض کی آپ کو تکلیف تو ہوگی
مجھکو روئین تن بنانے کو فرمایا تھا ساحر نے اشارہ کیا کہ کپڑے اُتارو اور ایک عرقی باندھلو
شہرت نے کپڑے اُتارے ساحر نے وہ کپڑے اپنی کمر مین باندھ لیے کہا اے شہرت یہی
دستور ہو کہ روئین تن بننے والے کے کپڑے لے لیے جاتے ہین قدرت قاعدے مین لکھ
چکے ہین یہ کہکے جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُسمین سرخ عرق بھرا تھا وہ بدن پر شہرت
کے ملا سوا جو لگی شہرت نے چاہا کھجاؤن ساحر نے منع کیا کہ کھجانا نہین ورنہ کچے رہجاؤگے
جب شہرت بیقرار ہوا تو ساحر صاحب نے کہا ایک پُرانا جوتا لاؤ پشت پر اور سر پر شہرت
کے چند جوتے مارے شہرت نے کہا میان ساحر صاحب اِسکی چوٹ سے مجھکو راحت ملتی
ہو جب دس پانچ جوتیان مار چکے تو کہا اے شہرت مین جاتا ہون مگر یہ پرچہ کاغذ کا مین دیے
جاتا ہون اسمین قاعدہ لکھا ہو اسکو پڑھ لینا سب حال معلوم ہو جائیگا کاغذ دیکر ساحر صاحب
بیرون بارگاہ نکلے سب نے دیکھا کہ غائب ہو گئے جب شہرت بدن کی کھجلی سے بہت بیقرار
ہوا شاگردون سے کہنے لگا پُرانی جوتیان لاؤ پشت و پہلو پر لگاؤ پھر شہرت نے کہا کاغذ تو
دیکھو کیا قاعدہ لکھا ہو اب کپڑے پہنون یا نہ پہنون شاگردون نے کہا اُستاد ضرور ملاحظہ ہو
ابھی سکے دیکھنے پر حال کھلیگا کاغذ کو کھولا دیکھا بخط جلی لکھا تھا کہ اے شہرت تو بڑا بے غیرت
ہو کہ سر دربار جوتیان کھائین کپڑے تیرے اور کسوت عیاری مین لے آیا اور پھر مجھے دعویٰ
ہو شرم نہین کرتا اُسکے بعد لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری اگر جی چاہتا

تو تیرا سر کاٹ لیتا مگر دعا دے کہ صاحبقران کا حکم نہین ہو اب میرے مقابلے مین نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا میرے ہاتھہ سے مارا جائیگا تو نے سُنا ہوگا کہ مہمیز کا کیا حال کیا اُسی کے مالک کے ہاتھہ سے اُسکو قتل کرایا مضبوق نے شہرت کے منھہ پر تھوک دیا کہا او بیحیا اسی منھہ پر دعویٰ عیاری ہی عمرو سچ کہتا ہی اگر چاہتا تو تجھکو قتل کر ڈالتا جا کر اُسکا شاگرد ہو ورنہ تجھکو وہ قتل کریگا شہرت نے کہا اے شہنشاہ مین فوراً جاتا ہون یا تو عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا ہر چند شاگردون نے کہا کہ اُستاد ہم بھی ساتھہ چلیین لیکن نہ مانا شہرت کو بڑا قلق ہی کہتا ہو اب عمرو کو نہ چھوڑونگا مضبوق نے کہا اے شہرت اگر تجھسے کچھ نہ ہوسکے تو مین طبل جنگ بجواؤن سر میدان طلسم کشا سے مقابلہ کرون شہرت نے کہا تامل کیجیے کہ مین بڑی جستجو کرونگا یہ کہتا ہوا باہر نکلا لشکر مین خیمے اِستادہ ہین نازنینان مہجبین وجہر تمکین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین مجرا ہو رہا ہی چند نازنینین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ہجر مین جسکے ہوئی حیف یہ حالت میری
دوستو کیا کہون تغییر ہی حالت میری
بگڑے جاتے ہین صنم دیکھکے صورت میری
دل مین قاتل کے ابھی تک ہی عداوت میری
دم نکلجائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دل کو
چھو کے ہاتھو نسے مرے قلب کو وہ کہتے ہین
مہندی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے
وہ نزاکت کے سبب آ نہین سکتے مرے پاس
عشق مین مجھکو بھی ساتھہ اپنے کیا ہی برباد
اقربا دوست اگر ہونگے نہ گریان تو کیا
عشق صادق مین یہ تاثیر ہی آنسو ٹپکین
تیرا دیدار میسر نہ ہوا آگئی موت +
سنگ دل جو کہ زمانے مین بہت ہو مشہور

جانتا بھی نہین افسوس وہ صورت میری
عشق گیسو مین پریشان ہی طبیعت میری
کیا بنائی بُری اللہ نے قسمت میری
ٹھوکرون سے وہ مٹاتا ہی یہ تربت میری
ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری
سچ بتا دے اِسی دل مین ہی محبت میری
یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری
مجھکو اُٹھنے نہین دیتی ہی نقاہت میری
دل شیدا نہین سنتا ہی نصیحت میری
میری تربت پہ سدا روئیگی حسرت میری
دل لگا کر جو سُنین آپ حقیقت میری
دلکی دل ہی مین رہی ہائے یہ حسرت میری
آگئی اُس بُت کافر پہ طبیعت میری

قیس صحرا مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین	جوش سودا ہی سنے کون حکایت میری
ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی	ہاتھ پھیلاؤن نہین جا ہتی ہمت میری
قبر مین چھوڑ گئے مجھکو اکیلا احباب	محو دل سے ہوئی کیا ہاے محبت میری
سب نے چھوڑا مجھے تمپر جو ہوا مین عاشق	بس غم و درد نے کی آکے رفاقت میری
محبس دل مین مگر قید کیا ہو غم نے	کیا سبب ہی جو نکلتی نہین حسرت میری
مجھکو کیا ڈر ہی علی کا ہون غلام ای سطوت	بس کرینگے وہ مدد روز قیامت میری

شہرت نے دیکھا آخر وقت ہی جابجا مجرے ہو رہے ہین ایک خیمے مین ایک مہ جبین نازنین دوازدہ سالہ نہایت حسین وجمیل کہ چہرے کی ضو پڑ رہی ہو گرد سپید حلقہ پڑا ہوا ہی جس طرح چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہو کس لطف سے گا رہی ہو اور بنا رہی ہو اور گرد جو لوگ بیٹھے ہوے ہین سب بیل دے رہے ہین اہالی محفل کہہ رہے ہین بی گنا کیا کہنا اسپر وہ نازنین چمک چمک کے مشتاقون کے سامنے گا رہی ہو شہرت نے جو جمال جہان آرا دیکھا پسینے پسینے ہو گیا اُس مجمع مین آیا سب جانتے ہین کہ لشکر کا مہتر ہو اُس نازنین نے جُھک کر سلام کیا کہا میان مہتر صاحب آیئے نائکہ نے جھٹ پٹ پاندان کھولکر گلوری دی شہرت نے پانچ روپے پاندان مین ڈالدیے شہرت لگاوٹ کر رہا ہو وہ نازنین ہر مرتبہ طرف شہرت کے دیکھکر یہ اشعار بصد غمزہ و ناز بتا کر گا رہی ہو

نظم

حسن تو نکلا اسقدر مجمع ہو میرے دل کے ساتھ	سانس اب سینے مین آتی ہو بڑی مشکل کے ساتھ
ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان	یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ
ایسی مے نوشی کرین ساقی کے بھی اُڑ جائین ہوش	سوے میخانہ چلین ای یار ہم تم مل کے ساتھ
اسقدر فرط محبت ہی کہ بعد مرگ بھی ہا	روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ
پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین ہا	آہ مجنون اسطرح ہی بند ہین محمل کے ساتھ
ہین بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت سے پھرے	شعر گوئی کا مزا کچھ ہی تو اس کامل کے ساتھ

اسطرح سے سامنے شہرت کے یہ اشعار گائے کہ شہرت مائل ہوا جھک کر اسنے نائکہ سے پوچھا بی گنا نوکری کرینگی نائکہ نے کہا مہتر صاحب جانتے ہو کہ آج لشکر مین انتشار ہوا افسر ہمارا

شکست کھا کے آیا ہی جب وہان سے بھاگے تو مال ظاہری گھٹا آشنا ہمارے چند مسلمان بھی تھے اُن مین ایک رسالدار تھے وہ بہت کچھ دیتے تھے اور آٹھوین دن آکر مجرا اُسنکر چلے جاتے تھے وضعداری اُنپر ختم تھی ایسی شکست تھی کہ وہ سب چھوٹے مگر آپ مہتر لشکر مین آپ کے قول سے انکار نہین کرسکتی آپ کا کہنا بدل وجان قبول ہی جسوقت مزاج مین آئے تشریف لائیے گا خانۂ بے تکلف ہی لڑکی بھی آپ کو یاد کرتی ہی آپ کے آنے سے طبیعت خوش ہو گی بلکہ وہ ہر وقت کہا کرتی ہو کہ ہمارے لشکر کے مہتر صاحب بہت خوبصورت ہین ننھی ننھی آنکھین مثل جگنو کے چکتی ہین ناک بڑی جس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ مینڈک بیٹھا ہو اور ایک بھتنی اور چھوکری نے کہی ہی تمھارے گالون پر چند داغ چیچک کے ہین معلوم ہوتا ہو کہ گوبر پراولے پڑے ہین یا بے مونگھٹر کی جھجھری ہی قد ہی کہ تاڑ ہی یہ سب تقدیر کا بگاڑ ہی خلوت مین علیحدہ جاکر اُس سے باتین کرو وہ اپنا اشتیاق ظاہر کریگی جو دوگے وہ لے لیگی تمھارے حکم سے انکار نکریگی شہرت خوشی خوشی نکلا عیارون نے پوچھا اُستاد آج بہت خوش ہو گیا عمرو ملگیا شہرت نے کہا عمرو کے تو مقدمے کو مین نے ترک رکھا ہی مگر آج ایسی معشوق ملی ہی کہ میرا دل بحال ہو گیا پانچسو روپیہ کا مہینہ دونگا اور ای برادران اسکی نائکہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ خود مجھپر عاشق ہی یہ کہکے حمام مین آیا غسل کیا کپڑے بھاری پہنے عطر کا شیشہ اپنے اوپر اونڈیل لیا باینہمہ عیاری جسم پہ لگائے اسطرح بن ٹھن کے چلا آکے دیکھا کہ گنا دروازہ پر کھڑی ہین شہرت کو جو آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا مہتر صاحب آئیے ہین آپکی مشتاق تھی پلنگ پر جا کے لیٹی نیند نہ آئی انتظار کر رہی تھی آپ نے کہان دیر لگائی آپ کو ہمارا بالکل خیال نہین شہرت خوش ہو گیا یا نہ بین ہاتھ ڈالدیا خیمے مین آیا دیکھا چھپرکھٹ لگا ہی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین شہرت کو بٹھایا اختلاط کرنے لگی کبھی پٹے پکڑ لیتی ہی کبھی تمانچہ مار دیتی ہی شہرت خوش ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی بڑی بیچین ہی آخر اُس نازنین نے گلابی اُٹھائی کہا مہتر صاحب جام تو نوش کرو شہرت تو خوش ہو رہا تھا جام ہاتھ سے لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا او جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیسی شراب تھی کہ کلیجے مین آگ لگا دی نازنین نے ہنسکر کہا او بیوقوف

اسی منھ پر دعویِ عیاری نہ پہچانا اب کہ تیرا کیا حال کرون منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار نعرۂ عمرو

گزان اُستادِ عیاران عالم　　سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنگرشش آبیاری　　جہان سرہنگ و زخنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار　　عمرو آن شاہ عیاران عیار

شہرت کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہو رہا ہی عمرو نے جو نعرہ کیا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے ہی گرا گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے اُسکی مشکین باندھین کھڑے ہو کر سوچنے لگے خیال مین آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا آپ شہرت کی شکل بنے اور شہرت کو اپنی شکل بنایا بہ شہرت باہر نکلے نائکہ پیٹنے لگی کہتی تھی میری نوچی کہان گئی عمرو نے کہا اری نہ گھبرا یہین ہوگی خواجہ نے اُسے صندوق سے نکالا تب نائکہ خاموش ہوئی خواجہ نے شاگردون کو بلایا اور اشارہ کیا کہ گدھا لاؤ گدھے پر شہرت کو سوار کیا نرسنگھا منگوایا اسطرح شہرت کو تشہیر کرتے ہوے لے چلے جو شاگرد سامنے آیا شہرت شاگرد کو دیکھکر غین غین کرنے لگا وہ دھڑ سے جوتا منھ پر مار دیتا ہی کہتا ہی ارے گونگا بنا ہی غرض چند شاگردون نے جوتے اور تھپڑ مارے شہرت حیران ہی کہ شاگرد میرے مجھسے کیون باغی ہوگئے نرسنگھا پھونکتا ہوا اُبل زن ساتھ ہر مرتبہ چوب لگاتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ہمارا جو ہمسے عیاری کرے اُسکا یہ حال مضبوق کو خبر پہونچی کہ عمرو کو شہرت نے گرفتار کیا ہی تشہیر کراتا ہوا آتا ہی مضبوق نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکے شہرت سے کہو تمام لشکر مین پھرا چکے اب اُس ساربان زادے کو یہان لاؤ ہرکارے نے آکر خبر دی خواجہ یا تو بازار مین پھر رہے تھے یا حکم سُنکر پلٹے سامنے مضبوق کے آئے مضبوق نے بھی قریب آکر ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے تو نے میرے عیار کو ذلیل کیا دیکھ اُسکا انجام کیا ہوا پھر کہا اے شہرت اسکو دار پر کھینچ دے خواجہ نے کہا کہ اگر حضور کی یہی مرضی ہی تو مجھے کیا عذر ہی مین تو چاہتا تھا اسے قید کیجیے میرے شاگردون کی قید مین رہیگا ایسے لوگ مقرر کرونگا کہ کیا مجال ہو زبان ہلاسکے مضبوق نے کہا اے شہرت

ایسے شخص کا زندہ رہنا بہتر نہین شہرت نے قریب آکر کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان مجھکو یہ خوف ہی کہ اگر یہ قتل ہو جائیگا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچون کا یہ افسر ہی وہ سب آوینگے اور نائب اسکا مہتر قران کہ اُسکے بعد سے کی پناہ نہین ہی ایسا نہو کہ حضور کو مار ڈالے مین نے نسخہ حاصل کیا ہی چاہتا ہون کہ آپ کو روئین تن بنادون تب اسکو قتل کرون اگر مہتر قران آئے تو اُسکا بغدہ تاثیر نہ کرسے روئین تن پر ضرب آہنی تاثیر نہین کرتی یہ سُنکر مصنبوق بہت خوش ہو گیا کہا او شہرت کیا معقول بات تجویز کی ہی عمرو نے کہا اندر چلیے تو مین آپ کو روئین تن بناؤن یہ سُنکر مصنبوق اندر آیا عمرو نے کہا لباس اُتار دیجیے مین آپ کو باندھ دون روغن رگ رگ مین تاثیر کریگا آپ تڑپین گے مین اُسوقت خیال نہ کرونگا تھوڑی دیر کی تکلیف اُٹھائیے دروازے پر اگرچہ نگہبان بٹھائے اُسنے کہا کہ جب مین حکم دون تو برابر نوبت بجانا کوئی کسیکی نہ سُنتا غرض نقارہ نواز چوبین ہاتھ مین لیکر بیٹھے خواجہ نے مصنبوق کو چوبیجا باندھا برہنہ تو کر ہی چکے تھے آگ قریب موجود ہی نمک و مرچ بسیار رکھا ہی اب خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا کہ او مصنبوق ننم مہر سپہر عیاری تیر اجبار تشمیر ہو چکا مجھکو کیا اب بناؤنگا اُسترے سے جسم اُسکا فگار کیا اُسپر نمک مرچ ڈالا اسطرح مصنبوق کو کباب بنادیا مصنبوق غل مچاتا ہی کہ یارو دوڑو عمرو مجھکو مارے ڈالتا ہی باہر نوبت و نقارے بج رہے ہین بقول شخصے کہ طوطی کی آواز نقار خانے مین کون سُنتا ہی اگر کسی کے کان مین آواز گئی تو وہ کہتا ہی آقا روئین تن بن رہے ہین دیکھو غل مچاتے ہین خواجہ نے سب مال و اسباب بارگاہ کا لیا مصنبوق چیختے چیختے بیہوش ہو گیا سب اسباب لیکر باہر نکلے شاگردون سے کہا عمرو کو لیجا کر قید کرو مین آتا ہون ایک بٹی بھرا سے لے آؤن تو آقا کو کھلاؤن کر پکے روئین تن ہو جاوین شاگرد شہرت کو لیکر چلے خواجہ نکلکر طرف لشکر نور الدہر کے روانہ ہوئے راہ مین شاگردون نے شہرت کو تمانچے مارے جوتیان مارین وہ اشارہ منے بجز کرتا ہی ایک شاگرد نے کہا دیکھو صاحبو بات نہین کرتا ایک نے کہا گردن پھولی ہوئی ہی دوسرے نے کہا منھ مین تو ہاتھ ڈالو منھ مین ہاتھ ڈال کے گیند نکالا شہرت نے کہا یارو مین ہون شہرت وہ ساربان زادہ تھا چل کے آقا کی تو خبر لو دیکھین اُنکے ساتھ کیا کیا ہی شاگردون نے شہرت کا منھ دھلایا اب تمتین کرنے لگے کہ اُستاد بیٹے بھی جوتے مارے تھے

معاف کیجیے شہرت بارگاہ مین آیا اول نقارچیون کو منع کیا اُنھون نے نہ مانا آخر ناچار ہو کر
نقارچیون کو مار انقارچی کہنے لگے آپ ہی کہ گئے تھے کہ جسکے کان مین آقا کی آواز جائیگی وہ
دیوانہ ہو جائیگا اسوجہ سے ہم بجائے جاتے ہین شہرت نے بہ مشکل اندر آکر دیکھا کہ ہمارے
آقا مضبوق چوبیخانہ بندھے ہین اور تمام بدن شگافتہ ہو اور آگ زیر جسم رکھی ہو شہرت نے
سر پیٹ لیا مضبوق کو کھلایا نمک و مرچ زخمون سے چھڑایا تب مضبوق کو ہوش آیا کہا اے
شہرت عمرو غضب کر گیا میرا یہ حال کر گیا تجھکو تشہیر کیا شہرت نے کہا آپ قدرت کے پاس
چلیے وہان چلکر فریاد کیجیے شہرت و مضبوق اسی حال سے روتے پیٹتے قریب قصر عشرت پل
کے پہونچے بقراط کو ہرکارون نے خبر دی کہ مضبوق آدم دمڑہ و شہرت جہان پیما دونون
فریادی آتے ہین بقراط نے دونون کو سامنے بلوایا مضبوق کا حال دیکھکر بڑا افسوس کیا
کہا اے مضبوق تم نے بڑی تکلیف اُٹھائی مضبوق نے کہا اب غلام برسون مین صحت پائے گا
اسقدر خون جسم سے جاری ہوا کہ تھالے بھر گئے شہرت کو تشہیر کیا بقراط نے کہا کہ مین
فوج ساحران تمھارے ساتھ کرتا ہون مقابلۂ طلسم کشا مین جاؤ مضبوق نے کہا مین نام
طلسم کشا سے ڈرتا ہون وہ سار بان زادہ وہان موجود ہو ایسا نہ ہو اسکے مرتبہ مار ڈالے بقراط
نے کہا تم تک کوئی نہ آنے پائیگا اب لشکر ساحران لیکر جاؤ یہ کہکے آواز دی ای ساحران غدار
کون مضبوق کے ساتھ جائیگا کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو تباہ کرے ساحرون نے جو مضبوق
کا یہ حال دیکھا کانپ رہے ہین ایک ایک کا یہ قول ہو کہ ایسا نہ ہو عمرو ہمارے ساتھ عیاری
کرے کہ آسمان پر لکۂ ابر سفید آیا دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار کہ ساحرہ نہایت حسین و جمیل ہو اگر
پہونچی کہا یا خداوند کیا حکم ہوتا ہو یہ ساحر طلسم کشا سے ڈرتے ہین مین خوف نہ کرونگی فوراً
جاتے ہی لشکر پر آگ برساؤنگی بقراط نے حکم دیا پچیس تیس ہزار ساحر ہمراہ کیے شہرت
و مضبوق سیمین عذار کو ساتھ لیکر چلے منزل در منزل جاتے ہین ایک صحرا مین اگر اُترے
بارگاہ مین استادہ ہوئین سیمین عذار کرسی پر بیٹھی شہرت کہ رہا ہو اے ملکۂ عالم جان اپنی لگا دونگا
اور عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا سیمین عذار کہتی ہو اے شہرت تمکو تکلیف نہ دیگی مین جلکر دوں
آگ برساؤن کہ لشکر طلسم کشا کو امان نہ ملے آجتک جو ساحر گئے وہ جا کر طلسم کشا سے ملگئے

اپنی جان کا خوف کیا اور زمین جاتے ہی آگ لگا دونگی مضبوق بھی جنگل پر بیٹھا ہے سیمین عذار کا جمال دیکھ رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی سردار جادو بارہ ہزار ساحروں کی جمعیت سے برا ے شکار آیا تھا اُسنے سیمین عذار کی خبر سُنی مدت سے اسیر عاشق ہو کہتا ہوا چلا کہ آج معشوقہ کا نشان پایا چلکر قبضہ کرون یہ کہکے گینڈے سے اُترا سامنے سیمین عذار کے پہونچا جمال بے مثال دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

کس سے کہوں کٹی ہے تڑپ کر شب فراق
دکھلائے پھر نہ مجھکو مقدر شب فراق

اے ماہ رو جو تجھکو نہین دیکھتا ہون مین
واللہ کاٹتا ہے مجھے گھر شب فراق

یارو تڑپ تڑپ کے گذارا ہے روز ہجر
موت آئیگی جیونگا نہ دم بھر شب فراق

تو کیون ہے بیقرار گذر رہی ہے دل یہ کیا
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق

جنبش اُن ابروون کی جو یاد آگئی مجھے
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق

یاد آئیگا ترا قد موزون جو باغ مین
نالے کرونگا زیر صنوبر شب فراق

جب دیکھتا ہون ماہ شب چاردہ کو مین
آتا ہے یاد عارض دلبر شب فراق

رو یا لہو جو دست حنائی کی یاد مین
تر خون سے ہوگیا مرا بستر شب فراق

آئی نہ مجھکو نیند نہ چین ایک دم ملا
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق

ہر ساعت اِک مہینہ تھی ہر پل تھا اِک پہر
مجھکو تھی اِک برس کے برابر شب فراق

اُس ماہ وش کے دانت جو یاد آگئے مجھے
تا صبح مین گنا کیا اختر شب فراق

پہلوے نکلون مین جو مجھے رو کیے نہ آپ
کہتا ہے مجھسے یہ دل مضطر شب فراق

اُس شمع رو کی یاد مین سطوت بیان ہو کیا
کسطرح مین نے کاٹی ہے رو کر شب فراق

یہ اشعار پڑھکر منتین کرنے لگا کہ اے سیمین عذار ہمکو کئی سال گذرے تمھارا فراق جھیلا مگر اب ہمکو محروم نہ کرو یہان سے قلعہ ہمارا قریب ہے وہان چلو دو روز وہان رہو پھر ہم بھی ساتھ تمھارے چلین گے سیمین عذار نے شرما کر سر جھکا لیا مضبوق نے کہا اے سر والدنیا زہر ربا تو نہ ڈالو یہ براے مقابلۂ طلسم کشا جاتی ہین قدرت نے انکو بھیجا ہے تم ایسی باتین کہتے ہو ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف ہو بہت جادوگر گئے ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوے اب یہ

دعویٰ کر کے چلی ہین جاتے ہی آگ برسا دینگی چاہیے کہ اُنکے سحر سے کوئی بچ جائے غیر ممکن ہی
اس وقت مین نزرو کو اور رہم اُنکے ساتھ ہین آج کئی دن گذرے شب کو محفل عیش و جیش
رہتی ہی دن بھر منزل چلتے ہین اب لشکر طلسم کشا قریب ہی یہ بھی سحر کرینگی مین بھی مقابلہ کرونگا اور
شہرت عیار بھی بہت ذلیل ہوا ہی یہ بھی عیاری کریگا یقین ہی فتح ہو جائے یہ سنکر سردار جادو
بہت جھلایا کہا ای مصنبوق مین تو مدت سے عاشق ہون تم بھی دعویٰ عشق کرتے ہو مین نے
یہ اشعار نہین پڑھے سب حال ہجر سنا اپنے حال سے آگاہ کیا یقین ہی کہ ملکۂ عالم کو رحم آجائے
تم دخل نہ دو مصنبوق نے کہا ہم بحکم عذار ندجاتے ہین قدرت نے ہمارے ساتھ کیا ہی ہم
وہین جائینگے مقابلہ طلسم کشا مین پہونچینگے سردار نے کہا ہم تمکو منع کرتے ہین کہین
ایسا نہ ہو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ مصنبوق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سردار نے پیچھے
ہٹکر ایک گولہ مارا سینے پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا فوج والون نے چاہا کہ بدلہ لین ملکہ
سیمین عذار نے منع کیا کہ تم لوگ دخل نہ دو مگر سردار مصنبوق کو مار کر دنگل پر بیٹھ گیا کہتا ہی
ای سیمین عذار اُٹھو میرے ساتھ چلو مین تمھاری بڑی خاطر کرونگا ایک شب رہکر چلی آنا
بیچ مین کانٹا تھا اُسکو تو مین نے نکال دیا مصنبوق بھی دعوی عشق کرتا تھا وہ تو واصل
جہنم ہوا اب کیا عذر رہا مقام افسوس ہی کہ تم عذر کرتی ہو مین بہت بیقرار ہون اب مجھسے صبر
نہین ہو سکتا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل بضرب سنگ عشق سے
ٹوٹا جاتا ہی اب مجکو محروم نہ کرو سیمین عذار پریشان ہی کہ اب کیا کرون سردار بہت بگڑا ہوا
ہی ہر مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ ڈالتا ہی کہ ملکہ تشریف لے چلو سیمین عذار پریشان نہایت حیران ہی
کہ اسنے غضب کیا مصنبوق کو مار ڈالا اب بگڑا ہوا ہی کہ ضرور میرے ساتھ چلو اس حیرانی مین
سیمین عذار بیٹھی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی قضائے کار شفیق جادو اس صحرا کا حاکم ہوا اسنے
جو خبر سُنی کہ ملکہ سیمین عذار ہماری سرحد مین اُتری ہین چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر برائے
استقبال آیا ہی مدت سے شہرہ حسن کا سُنتا تھا نادیدہ مائل ہوا بے دیکھے تیغ ابرو کا گھائل ہوا
وقت پر آکر پہونچا سردار جادو نے دیکھا کہ شفیق قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے اکڑتا ہوا
آتا ہی آکر صاحب سلامت کی ایک دنگل پر آکر بیٹھا کہا ای ملکۂ عالم آپ کہان جاتی ہین جیرے

مہمان آپ کی دعوت ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے سردار بول اُٹھا کہا کہ ای شفیق جادو انکو فرصت نہین ہی یہ نہ جائینگی شفیق بہ قہر وغضب طرف سردار کے پلٹا کہا آپ کون صاحب ہین آپ کیون دخل دیتے ہین مین نے ملکہ سے کہا تم بول اُٹھے ہین مین نے جب سے جمال جہان آرا دیکھا ہی دل بیقرار ہی اور یہ حال ہی

نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحت عشق
فخر ہے میرے قدم چومنے مجنون آیا
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے
حسن کی دید کرون مین نہ کبھی آنکھ ہو بند
کیون پلاتا ہی مجھے جام شراب ای ساقی
تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر مین ہوا
رات دن مین جو حسینون مین رہا کرتا ہون
مدتون اِسنے پھرایا ہی بیابانون مین
کیا مزہ اسمین ہی ذلت کے سوا ای سطوت

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
لیگئی جیب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی ثروت عشق
ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہی طاقت عشق
مجھکو آئینہ بنا دے اگر ای حیرت عشق
مین نہین آپ مین طاری ہی بہت غفلت عشق
بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق
دیکھون اب لیکے کہان جائے مجھے شدت عشق
خواب مین بھی نظر آئے نہ مجھے صورت عشق

شفیق نے جو یہ اشعار اِسطور سے پڑھے اور اپنا عشق ظاہر کیا سردار نے جھلا کر کہا کہ ای شفیق بس اب خاموش رہو ایسا نہ ہو مجھکو غصہ آجائے شفیق نے کہا ای برادر قہر درویش بجان درویش اپنے اوپر غصہ کرو مجھپر غصہ کرکے کیا کروگے مین نے معشوق کی دعوت کی ہی مین ضرور لیجاؤنگا سردار نے کہا کیا مجال اگر ہاتھ لگاؤ تو ہاتھ کاٹ ڈالون مین نے تو مصنوق کو مار ڈالا شفیق نے کہا وہ سحر سے ناواقف تھا اُسکو مار لیا مجھپر اگر سحر کرو تو دیوانہ بنادون تنکے چنوادون شفیق اپنے مقام سے اُٹھا سردار نے گولہ مارا شفیق نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے سیمین عذار دیکھ رہی ہی کہ دونون مین سحر ہو رہا ہی مگر شفیق نے ایک دستک دی پہلوے صحرا سے ایک نازنین آئی اگر سردار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو دلفریب نے بلایا ہی یہ سُنکر سردار اُسکے ساتھ ہوا شفیق نے

ایک وحشتک دی وہ نازنین ہاتھ تھامے ہوے قریب صحرا کے لائی صحرا مین آکر کہا سامنے درہ
کوہ ہی اُسمین چلو مین آتی ہون سردار درہ کوہ مین گیا وہ نازنین پیچھے پیچھے پہونچی درہ کوہ سے
نکلکر ایک باغ ملا نازنین نے اشارہ کیا باغ مین چلیے سردار باغ مین آیا نازنین نے آکر ہاتھ تھام
لیا لیجا کر بارہ دری مین پہونچایا بارہ دری مین لاکر ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین ایک گوشے مین بٹھا دیا
ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر اُڑایا شفیق کے زانو پر وہ پرچہ آگرا شفیق نے جو پرچہ دیکھا اُسمین یہ
لکھا تھا کہ ای شفیق مین نے سردار کو قید کیا ہی کہو تو اُسکا سر کاٹ کر بھیجدون میرے قبضے
مین ہی شفیق نے جواب لکھا کہ اُسکا سر کاٹ کر بھیجدو سیمین عذار حیران دیکھ رہی ہی کہ یہ کیا
ہو رہا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہی نازنین ہنستی ہوئی آتی ہی بال بکھرے ہوے سردار
کا لٹکا ہوا لا کر سامنے شفیق کے ڈالدیا کہا ای شفیق مین نے اسکو قتل کیا اب شفیق طرف
سیمین عذار کے پلٹا کہا ای ملکۂ عالم اب تشریف لیچلو مین تمھارا بہت مشتاق ہون یہ سنکر
سیمین عذار اُٹھی کہا ای شفیق قدرت نے حکم دیا ہی کہ جا کر طلسم کشا سے مقابلہ کرو ایسا ہو
کہ قدرت کے خلاف ہو شفیق نے کہا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا سیمین عذار نے فوراً
اُسیوقت لشکر کو حکم دیا لشکر تیار ہوا شفیق و سیمین عذار بارادۂ مقابلۂ طلسم کشا چلے رات کو
ایک صحرا مین آکر اُترے شفیق نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا سیمین عذار کو مسند پر بٹھایا آپ
پہلو مین آکر بیٹھا چاہتا ہی اختلاط کرون سیمین عذار منع کرتی جاتی ہی کہ شہرت جہان پیما آیا
اُسنے کہا ای شفیق آقا میرا مارا گیا عمرو نے اُسکو بہت ذلیل کیا تھا اب ایک منزل طلسم کشا
کا لشکر باقی ہی اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور عمرو کو گرفتار کرون شفیق اور سیمین عذار نے کہا
ای شہرت ایسا نہو کسی بلا مین جا کر پھنس جاؤ عمرو کے حالات سُنے ہین کہ بلاے روزگار ہی
تمکو تشہیر کر اچکا شہرت نے کہا مین اپنی جان لگا دونگا جسطرح سے بنے گا عمرو کو لاؤنگا
سیمین عذار نے کہا ای شہرت جاؤ تم عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ ہم اور شفیق لشکر طلسم کشا کو
تباہ کر دینگے شفیق نے کہا ای ملکۂ عالم طلسم کشا کے لشکر مین وہ وہ ساحر جمع ہین کہ جنکا مثل نہین
سکندر ثانی ایسا بادشاہ نجم اختر شناس ایسا کاہن کہ آٹھ پہر گردش سیارگان کو دیکھتا رہتا
ہی نیک و بد طلسم کشا کو بتلاتا ہی اور چند شاہزادیان مثل ہماے مرصع پوش و مربع نشین

اب گانا زعفران پوش پہونچی ہین باپ کو قتل کرایا طلسم کشا کی شریک ہوئین کیونکر دل
تقویت کرے کہ ہم لوگ سحر کرینگے کیا وہ لوگ ہاتھہ مین مہندی لگائے ہین کہ دفع سحر نہ کرینگے اے ملکہ
سامنے لشکر طلسم کشا کے تھمنا مشکل ہوگا لیکن شہرت جو کچھ کام کرے اسکو غنیمت جانو آخر
بہمن عذار و شفیق نے یہی صلاح دی کہ ہم اسی مقام پر اُترے ہین اے شہرت تم جاکے
عیاری کرو اور عمرو کو گرفتار کرلاؤ شہرت اسی وقت باتمامے عیاری سے آراستہ ہوکے
طرف لشکر طلسم کشا کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ نورالدہر کا ارادہ ہے برائے فتاحی مرحلجات
جاؤن سکندر رنگانی آمادہ ہین کہ مین بھی ساتھہ چلونگا طلسم کشا منع کرتے ہین کہ اے سکندر لوح
ہر مرتبہ یہی خبر دیتی ہے کہ اکیلے جاؤ دوسرے کا دخل نہ ہو سکندر نے کہا اے آقائے نامدار غلام
کے دل کو تاب نہین آتی بڑے بڑے ساحرونکا مجمع ہے سکان عرش پروانہ و بہمن شعبدہ باز
یہ دونون ایک جگہ ہوئے ہین انکا ایک جگہ ہونا قیامت کا سامنا ہے یقین ہے جب حضور
جاوین اور غلام بھی ہمراہ ہو ہر مقام پر مقابلہ ہو مگر خواجہ عمرو بارگاہ مین بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے
گھبرائے باہر نکلے کہ شبرنگ نے خبر دی اے والد نامدار یہان سے بارہ کوس پر دو ساحر اُترے
ہوے ہین اور شہرت آپ کی فکر مین آیا ہے لشکر مین کہین ہوگا خواجہ نے کہا مین تلاش کرونگا
یہ کہکے خواجہ آگے بڑھے صحرا مین آکر ٹھہرے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ
شہرت آتا ہے خواجہ نے حلقہ ہائے کمند بچھا دیئے اور آپ چھپ کر بیٹھے شہرت جب قریب
پہونچا دل اِسکا دھڑکنے لگا رک کر آواز دی کہ او ساربان نژاد مین نے دیکھ لیا کیون
چھپا بیٹھا ہے نکلکر مقابلہ کر خواجہ سمجھے کہ اِسنے دیکھ لیا مگر پھر سوچے کہ شاید حیلہ نہ کرتا ہو
شہرت نے کئی آوازین دین پھر سوچا کہ دل جو دھڑکتا ہے ساربان نژاد کے ہاتھہ
سے ذلت اُٹھا چکا ہون وہی دلکو خوف ہے یہ سوچکر بڑھا بیچ حلقہ ہائے کمند مین آیا خواجہ
نے دھڑو کر شیر کی آواز دی شہرت رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا شہرت گرا خواجہ جست کرکے
قریب آئے حباب مار کر شہرت کو بیہوش کیا مشکین باندھکر ایک درخت سے باندھدیا
ہوشیار کرکے پوچھا اے شہرت نے مہر سپہر عیاری صورت دیکھکر شہرت کی جان نکل گئی سوچا
کہ عمرو زندہ نچھوڑیگا منتین کرنے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین آپ کا شاگرد ہوتا ہون

مجھکو اپنی خدمت مین رہنے دیجیے عیاری سکھائیے عمرو نے کہا او مکار ہمارے ساتھ یہ جعلسازی کرتا ہی تجھے زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے خنجر نکالا خنجر دیکھکر شہرت تڑپ گیا منتین کرنے لگا کہ مین مسلمان ہوتا ہون جو حکم فرمائیے وہ بجا لاؤن عمرو نے کہا یہ دو ساحر جو آئے ہین انکا کیا نام ہی شہرت نے کہا مرد شفیق جادو ہی اور عورت سیمین عذار یہ دونون دعوی کر کے آئے ہین کہ ہم لشکر طلسم کشا کو مٹا دینگے مین اُنسے وعدہ کر کے آیا تھا کہ مین عمرو کو لاتا ہون مین آکے گرفتار ہوا عمرو نے کہا مرد کو پکڑ لاؤ شہرت نے کہا خواجہ قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ شفیق کو پکڑ لاؤنگا مہلت نہ دونگا مجھکو تو اپنا دوست جانتا ہی فقرہ دیکر تنہائی مین لیجاؤنگا حباب مارکے گرفتار کرلونگا خواجہ نے دیکھا کہ تیور شہرت کے سیدھے معلوم ہوتے ہین خواجہ نے شہرت کو کھولا کھلتے ہی شہرت قدمون پر گر پڑا کہا اُستاد مین بڑے بڑے مقام پر جاکے لڑا عیارون کو زیر کیا مگر آپ کے ہاتھ سے وہ ذلت اُٹھائی کہ سب عیاری بھول گیا اب مین امیدوار ہون کہ کچھ تعلیم کیجیے خواجہ نے کہا بڑا کام یہ ہی کہ حواس ہر معرکے مین درست رکھو اور دشمن کو حقیر جانو جس تدبیر سے پہنے اُسکو گرفتار کرلو رنگ و روغن سے ہمیشہ ہوشیار رہو چند باتین خواجہ نے کلیہ کی تعلیم کین شہرت خوش ہوگیا کہا اُستاد اب جاتا ہون فوراً شفیق کو لیکر آتا ہون چند قدم شہرت بڑھا تھا خواجہ نے چاہا کہ طرف لشکر کے پلٹین کہ فوراً آسمان پر کڑاکا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے اب آگے نہ بڑھنا مین ہون شفیق جادو کڑک کر گرا خواجہ کو اُٹھا کر لیچلا ہر چند خواجہ نے فریاد کی اُسنے ایک نہ سُنی مگر شہرت نے دور سے دیکھا کہ اُستاد کو شفیق لیے جاتا ہی پکار کر آواز دی ای شفیق بڑا کام کیا شفیق کو اپنی شوکت دکھانا منظور ہی کہ اپنا زور سحر دکھاؤن سیمین عذار بیٹھی تھی شفیق اُس سے وعدہ کر گیا تھا کہ عمرو کو ابھی لاتا ہون لاکر سامنے ڈالدیا سیمین عذار تیغچہ کھینچکر اُٹھی کہ قتل کر ڈالون خواجہ بیقرار ہوسے دعائین مانگنے لگے اور پکارتے تھے کہ ای پروردگار ای خالق لیل و نہار وای مونس و مددگار رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ آستان فلک
بر آستان تو دارد تذلل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

شفیق منع کرتا ہی کہ صاحب اپنے ہاتھ سے قتل نہ کرو مین ابھی جلاد کو بلاتا ہون صاحب یہ بھی
مشہور ہو کہ مسلمان کے قتل کرنے والے کی عمر گھٹ جاتی ہو ہمیشہ سے ساحر قتل مسلمانان سے
ڈرتے ہین اپنے کو اُنکے قتل سے الگ کرتے ہین کہ شہرت آکر پہونچا شہرت نے دیکھا
کہ خواجہ بے حرکت پڑے ہین اور یہ مین عذار قتل کیا چاہتی ہو شہرت نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا ملکہ عالم آپ اِسکو میرے سپرد کیجیے مین اِسکو لیجا کر تشہیر کرون اِسطور سے قید کرون کہ
آب و دانہ بند کر کے اِسکو مارون تڑپ تڑپ کے مرے اور یہ کوئی بات نہین ہو کہ یون اِسکو
قتل کیا جاے اتنا بڑا عیار اِسطرح مارا جاے اِسکو بھی یاد رہے کہ ایسی ذلت اُٹھائی ہو
کبھی کسیکو ذلیل نہ کرون مین نے بڑا رنج و ملال اِسکی ذات سے اُٹھایا ہو شفیق نے کہا کہ
ای شہرت لیجاؤ شہرت نے کہا آپ اپنا سحر اُتار لیجیے کہ جو صدمہ اِسکو پہونچے اُسکا مزہ تو
اُٹھائے اپنے قتل سے گھبرائے شفیق نے سحر اُتار لیا شہرت نے مشکین باندھ لین
پشتارہ دوش پر لگایا باہر نکلا شاگردون نے پوچھا اُستاد کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ اِس
سار بان زادے کو درہ کوہ مین قید کرونگا کہ کوئی پتہ نہ پائے شاگرد ٹھہر گئے شہرت خواجہ
کو لیے ہوے صحرا مین آیا آکر مشکین کھولین کہا اُستاد خدا حافظ ہین آپ کا یہ علی شاگرد
ہوا اِسی وجہ سے وقت پر پہونچا آپ کو دشمنون سے نکال لایا خواجہ رہا ہو کر بھاگے
مگر شہرت سے کہ گئے کہ شفیق کو لیکر آنا شہرت نے کہا اگر میرا پنجہ قابض ہوا تو مین اُنکو
لاتا ہون یہان خواجہ پلٹ کر لشکر مین آئے نور الدہر سے ملاقات کی سب حال بیان کیا
نور الدہر نے کہا اب آپ تشریف رکھین مین کل خود جاؤنگا مین نے لوح کو دیکھا اُسمین
حکم نکلا ہو کہ سکان عرش پروانہ بہمن شعبدہ باز کا مرحلہ ملیگا لہذا آپ تشریف رکھین
اب کسیکی احتیاج نہین مین سمجھ لونگا دو پہر رات گئے تک دربار مین جلسہ رہا یہی صلاح
رہی سکندر ثانی بھی بیٹھے رہے مگر نجم اختر شناس خبر دے رہا ہو کہ لشکر پر کچھ آفت آیا
چاہتی ہو سکندر نے کہا ای نجم اختر شناس حقیقت مین تمھارے حکم مین فرق نہین پڑتا
مگر کسکی مجال ہو کہ اِس لشکر ظفر اثر پر نگاہ ڈالے دیوانہ کر کے مارون یہ فرما کر دربار برخاست
کیا سکندر اپنے مقام پر گئے نور الدہر اپنی خواب گاہ مین آئے خواجہ عمرو کا جو طریقہ ہو

ایک شہد سے کی شکل بنکر ایک خالی دوکان مین آپڑے تگر بک رہے ہین کہ آج تو ہٹایان ہرین گشن
وہ وہ وہ افزان ہری ہین کہ دوسر بد بنے کیے تھے تگر رات کا دن ہوگیا اور دن کی رات ہوگئی
عجب بات ہوگئی ہم تو اِس دانوٗن پر جان دیتے ہین لیکن یہ جو پریان ناچتی ہین اِنکا کچھ
اعتبار نہین یکایک ایک آندھی چلی اُسکے بعد آگ برسنے لگی نجم اختر شناس کو تو خیال
تھا کہ ضرور لشکر مین ہنگامہ ہوگا اور بہت سے بندگان خدا ضایع ہونگے جیسے ہی لشکر مین
ہلڑ ہوا یا رحیم و یا کریم کی صدا بلند ہوئی پکار اُٹھے کہ اے پرورد گار اِس آفت سے بچا قطعہ

شاہا زکرم برمن درویش نگر
بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بہ کرم خویش نگر

یہ ہلڑ جو ہوا سب سے پہلے نجم اختر شناس بارگاہ سے اپنی نکل آیا نکلکر دیکھا کہ آسمان سے
آگ برس رہی ہے ہوا کا وہ زور ہے کہ تحمل اُکھڑ اُکھڑ کر گر رہے ہین آپس مین بھائی سے بھائی
باپ سے بیٹا چھٹ گیا اسباب عیش و جیش لٹ گیا نجم نے بہ نگاہ غور جو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ ایک عورت اور ایک مرد کھڑے ہوے سحر کر رہے ہین ناگاہ طرف سے دست راست
کے بجلی چمکی نجم نے پہچانا مگر رفرف جادو جو اپنے مقام پر بیٹھا تھا اُسنے سُنا کہ عمرو نے شہرت
کو ذلیل کیا اور معشوق کو ایسا حقیر کیا کہ آخر اُسنے اپنی جان دی سوچا کہ بے اپنے جاے
کچھ نہ ہوگا اُسوقت آکر یہ سو بچا دور سے آکر دیکھا کہ شفیق جادو اور یاسمین عذار آسمان سے
آگ برسا رہی ہین یہ دیکھکر رفرف بہت گھبرایا کہ اِنکو کیونکر خبر ہوئی یہ کیون آئے غرض
سامنے آکر صاحب سلامت کی دونون نے جو اپنے افسر اعلیٰ کو دیکھا سلام کیا رفرف سے
شفیق نے سب حال بیان کیا کہ ملکہ کے ساتھ مین بھی چلا آیا ہم دونون ملکر تمام لشکر کو
تباہ کر دینگے رفرف نے کہا مین بھی شریک ہون یہ کہکے ہاتھ ہلایا ہوا تیز ہوئی آگ
برسنے لگی نجم اختر شناس نے اول ہوا کو روکا پھر ایک ابر بنایا کہ جسپر آگ کے شعلے گرتے
تھے اُسی ابر پر رہجاتے تھے زمین پر اہل فوج کو تسکین حاصل ہوئی لیکن ہوا کے جھونکے
چل رہے ہین کہ اُس ہوا کے زور سے خیمے گرے پڑتے ہین آپس مین ٹکرا رہے ہین اور
اہل فوج کا یہ حال ہو کہ جا بجا اُڑتے پھرتے ہین اور اِن تین شخصون نے سارے لشکر مین

کس بلی والدی ہی نجم ہر طرح سے تدبیر کرتا ہی آخر سوچا کہ طلسم کشا کو خبر کرون ورنہ تھوڑے عرصے
مین آفت برپا ہوگی آخر گھبرا کر خیمۂ نور الدہر مین آیا پانون پر ہاتھ رکھ کے شاہزادے کو جگایا جب
نور الدہر اُٹھے نجم نے سب کیفیت بیان کی کہ حضور رفرف خود آگیا ہرچند کہ مین انتظام کر آیا
ہون مگر حضور کے چلنے سے مطلب نکل آئیگا نور الدہر خیمے سے نکلے لوح گلے مین پہنے ہوے
لوح محفوظ بھی گلے مین تیغۂ طلسمی قبضے مین لباس طلسمی زیب جسم آکے دیکھا ایک ساحر تاجدار
آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہی ایک عورت اور ایک مرد پشت پر ہی نور الدہر نے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مرزی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمتش
زطفلی بہ جرأت ہنر داشتم +
ظفر بر یلان عرب یافتم +

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو ور رزم گاہش صد ہزار ان الامان خواندہ
لقارا بیک دست بر داشتم +
شہ نوجوانان لقب یافتم +

نعرۂ نور الدہر کی صدا جو بلند ہوئی زمین تھرائی مگر رفرف نے اشارہ کیا کئی ہزار طایر درختون
سے اُڑے اور پھر درختون پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز ہی **نظم**

دیکھتے غیر عداوت سے ہین قاتل کی طرح
یاد جانان مین تڑپتا ہون جو بسمل کی طرح

ہون وہ مجنون کہ غبار اُڑ کے مرا بعد فنا
گرد اُس غیرت لیلی کے ہو محمل کی طرح

خنجر عشق نے مجروح کیا ہے ایسا
بستر غم پہ تڑپتا ہون مین بسمل کی طرح

آبلے فرقت ساقی مین پڑے ہین ایسے
صاف ہی خوشۂ انگور مرے دل کی طرح

اپنی زلفین وہ بناتے ہین نہ کیون سودا ہو
کہ گلے پڑتی ہین عاشق کے سلاسل کی طرح

شب کو اُلٹی رخ جانان سے ہوا نے جو نقاب
صاف چہرہ نظر آیا مہ کامل کی طرح

آج وہ ترک ستمگر جو مجھے یاد آیا +
دل تڑپتا ہی مدہا رنج مین بسمل کی طرح

عاشقون کو جو گلستان مین وہ گل یاد آیا
دل میں ہے نالہ کنان غم سے عنادل کی طرح

ہجر کے رنج اُٹھانے سے جو واقف تو بھی
دل ترا بھی کہین آجاے مرے دل کی طرح

رخ پر نور سے اُسنے جو اُلٹ دی ہی نقاب
شب وصلت ہی مکان ماہ کی منزل کی طرح

مہ نو سے مجھے کیا قتل کرے گا گردون
اب تو خنجر لیے پھرتا ہی یہ قاتل کی طرح

شاید اُسکے رُخ رنگین سے ہو منظور سوال ۔۔۔ بلبلو شاخ پہ گل ہو کف سائل کی طرح
محتسب آیا ہو میخانے مین پھر ای سطوت ۔۔۔ ٹوٹ جائے کہین شیشہ نہ مرے دل کی طرح

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے نور الدہر نے کئی تیر مارے کہ طائرون کے دو سار ہوے طائر مر کر گرے ایک طائر کلان سب کا افسردہ بڑھ بڑھ کے زمزمہ سرائی کرتا تھا نور الدہر نے جب اُسکو تیر مارا تو سب طائر جل گئے ایک سناٹا ہوا رفرف نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ نور الدہر نے مجھکو تاکا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا تمسے سمجھ لونگا یہ کہکے پلٹنا چاہا نکلجاؤن کہ سکندر ثانی اپنی بارگاہ سے نکل آئے رفرف کو جو دیکھا کہا ای شہریار یہ دشمن بزرگ ہی بڑے فتور کریگا یہ کہکے سکندر نے للکارا کہ او رفرف خبردار آگے نہ بڑھنا جدھر رفرف جاتا ہو دیکھتا ہو دیوار آہن گھری ہو پلٹ آتا ہو سکندر نے آواز دی ای شہریار اب تیر مارئے یا لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہو لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پیکان تیر پر اسم حاشیہ لوح دم کر کے مارو نور الدہر نے اسم پڑھا پیکان پر دم کیا اب جو تیر جوڑ کر مارا کب خطا کرتا ہو سینہ پر کینہ رفرف پر پڑا اور کر پشت کے پار گذرا رفرف کا لاشہ زمین پر گرا بس دیکھتے ہی سیمین عذار و شفیق جادو بھاگے اور بھاگ کر نکل گئے اپنے لشکر مین پہونچے یہان کئی ہزار جوان جو لشکر نور الدہر کے جلے تھے لوح کا پانی اُنپر چھڑکا کہ سب کے سب زندہ ہوگئے بخیر و عافیت پلٹ کر بارگاہ مین آئے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ شفیق اور سیمین بھاگے خواجہ اُنکے تعاقب مین چلے راہ مین آگر رنگ و روغن عیاری کا لگایا رفرف کی شکل بنکر آواز دی کہ ای رفیقان ہمدم و ای انیسان باکرم ذرا ٹھہر جاؤ سیمین عذار نے دیکھکر کہا اور لطف دیکھو کہ رفرف تو مارا گیا تھا وہ تو ہمکو پکار رہا ہو دونون اُتر آئے خواجہ نے جیب سے ایک سیب نکالا اور کہا کہ ای سیمین عذار و شفیق اسکو نوش کرو زندگی جاوید ملیگی مجھکو لاکر خداوند نے کھِلایا تھا ایک سیب مین تمھارے واسطے چرا لایا کہ اپنے دوستون کو کھلاؤنگا شفیق و سیمین عذار نے نصف نصف کھایا کھانے کے بعد دونون ناچنے لگے شفیق نے کہا ای سیمین عذار مین تو پاس خداوند کے جاتا ہون اب ملاقات نہ ہوگی مین چاہتا ہون کہ آج کی شب اور رہجاؤن تو مراد ملے

سیمین عذار نے کہا کہ لنگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتین کرتا ہی خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا
شفیق نے ہاتھ بڑھایا سیمین عذار نے تمانچہ مارا میان رفرف کہتے جاتے ہین ہان ہان
لڑو نہین ای سیمین عذار کیا نقصان ہی کہنا اِسکا مان لو یہ اب طرف عدم کے جائیگا اِسکی
حسرت نہ باقی رہے سیمین عذار نے جواب دیا کہ تم قبول کرو مسافر عدم کا کیا اعتبار ہو آخر
دونون مین خوب جوتی پیزار چلی لڑ بھڑ کر دونون بیہوش ہوے خواجہ نے دونون کے سر
کاٹ لیے کپڑے اُتار لیے لاشہ ہاے برہنہ دونون کے جنگل مین پڑے رہے قضاے کار
شہرت جہان پیما کہ اِنکی فکر مین جنگل مین کھڑا تھا کہ کان مین اِسکے آواز آئی کشتی مرا نام
من ملکہ سیمین عذار جادو و شفیق جادو بود یہ آواز سُنکر شہرت چھپا جنگل مین آکر دیکھا
کہ دونون کے لاشے پڑے ہین حیران ہو گیا کہ اِنکو کسنے مارا سوچا کہ اب خدمتِ اُستاد
مین چلو آکر حاضر خدمت ہوا عرض کی اُستاد سیمین عذار و شفیق قتل ہو گئے خواجہ نے
کہا مین نے بھی سُنا تھا کہ رفرف کو طلسم کشا نے مارا وہ دونون جنگل مین مارے گئے اور
کپڑے اُنکے میرے پاس ہین شہرت سمجھا کہ یہ کام اُستاد کا ہی شہرت تو خدمت خواجہ مین
رہا خواجہ نے کہا ای شہرت تا فتح طلسم خدمت مین طلسم کشا کی رہو جب لشکر ایک مقام پر
قایم ہوگا اور صاحبقران بھی آوینگے تو تمکو عہدہ ملیگا شہرت نے کہا یہ تو مین سمجھا لیکن
امیدوار ہون کہ اگر حضور کے کیے تدبیر ہو سکے تو ہمیشہ خدمت مین نورالدہر کی رہون
مجھے خلق شاہزادے کا بہت پسند ہی خواجہ نے کہا انشاء اللہ یہی تدبیر کر دینگے یہ کہکر شہرت
کو شبرنگ سے ملوایا شبرنگ نے شہرت کو پسند کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان نے
شب کو تو آرام فرمایا صبح کو اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ صحراے پر آشوب داہنے پر ہی اسکو طی کر کے صحراے ویران مین پہونچو صحراے ویران
مین ایک نخل چنار ہو اُسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اُسکو تیر سے مارو وہ جہان پر
گرے اُس نخل کو اُکھیڑو وہنہ نقب کا ظاہر ہوگا اُس نقب سے سیدھا راستہ مرحلۂ سکان
عرش پروانہ و بہمن شعبدہ باز کا ملیگا مگر لوح سے غفلت نہ کرنا یہ وہ ساحر ہین کہ قدم
باقدم سحر کرتے ہین جملہ صحرا سحر سے معمور ہین نورالدہر اُٹھے سب سے رخصت ہوے مگر

سکندر ثانی مخفی شاہزادے کے ساتھ ہوے سحر کر کے آسمان پر اُڑ گئے طائر کی شکل بنکر
دیکھتے ہوے جاتے ہین نورالدہر اُس صحرا سے گذر کر ایک صحرا مین پہونچے کہ نہایت ویران
لق و دق میدان تھا اُسکو طے کرتے ہوے چلے بونڈلے گرد کے بر اسے تعظیم اُٹھ رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار دس بارہ ہزار جوان جلو مین
مرکب تازی کچھی یمنی عراقی ہمراہ گینڈے کو اُڑاے ہوے آتا ہے دور سے نورالدہر کو دیکھا
عیار سے کہا دریافت تو کرو یہ جوان کون ہے اس صحرا ے ویران مین کیونکر گذر ہوا عیار
نے بڑھکر نورالدہر سے نام پوچھا اُنھون نے نام اپنا مفصل بتایا اُس عیار نے جا کر اُس
پہلوان سے کہ جسکا نام سہیل ارہ کش ہے کہا کہ طلسم کشا اُس جوان کا نام ہے یہ سنکر سہیل نے
کہا اب طلسم کشا کی یہ مجال ہوئی کہ اِن جنگلون مین تنہا پھرتا ہے پکار کر آواز دی کہ اے شیر بیشۂ
صاحبقرانی اب آگے نہ بڑھنا سنم سہیل ارہ کش تلوار کھینچکر قریب آیا فوج سے آواز دی
کہ اِس جوان کو سب مِلکر گھیر لو سب فوج نے بلوہ کیا نورالدہر نے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران
بیحیا و اے نابکاران پر دغا سنم نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان ایک
سوار کو مار کر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوے عین گرمی جنگ ہے وہ لوگ نورالدہر کو گھیرے
ہوے ہین ہر طرح چاہتے ہین کہ شاہزادے کو گرفتار کر لین مگر کسکی مجال ہے کہ شیر پر ہاتھ ڈالے
نورالدہر نے جدھر گھوڑا بڑھایا لاشونکا انبار کر دیا سوار و پیدل لڑ رہے ہین بعضے نیزہ
مار کر بھاگتے ہین کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی نورالدہر سر اُٹھا کر دیکھنے لگے غضنفر بن
اسد کو دیکھا کہ اسپ باد پا پر سوار اسّی ہزار فوج ساتھ بوق ترکی پھُنک رہا ہے معلوم ہوتا ہے
کہ صور اسرافیل پھُنکا دور سے جو غضنفر نے دیکھا کہ نورالدہر گھرے ہوے ہین نعرہ کیا
کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا سنم شہنشاہ قزاقان غضنفر نامدار تلوار کھینچکر کے
گرا نورالدہر غضنفر کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ آج اِس سے ملاقات ہو گئی رات اِسکے
ساتھ بسر کرینگے صبح کو مرحلے پر جائین گے مگر غضنفر نے جو پٹری جمائی تیغہ روئین شگاف
کھینچا اِسکا تیغہ کھینچنا کہ اسّی ہزار تلوارین کھنچگئین دیوانون نے پھریری لی اب جو فوج سہیل پر
گرے چُن چُن کے افسرون کو مارا فوج کو پامال کر دیا دشمنون کا عجب حال کر دیا نورالدہر نے

پکارکر آواز دی کہ ای برادر ہمسے ملاقات کر کے جانا غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا علمدار فوج کو ترغیب دے رہا ہی علم کے پھریرے کھولدیے ہین آگے آگے نقیب یہ آوازین لگاتے ہین کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی جو کہتے ہین وہ کرو ایسی لڑائیان کبھی نہ دیکھی ہونگی کس دھوم دھام سے دونون شیر لڑ رہے ہین جسپر ہاتھ مار اُسکے دو ٹکڑے کیے نورالدہر ہرچند چاہتے ہین کہ اپنے کو قریب سہیل کے پہونچاؤن مگر فوج کے وہ ریلے ہین کہ ایک کو قتل کیا دس آگئے غضنفر مجمع کو منفرق کر دیتا ہی ہر طرفسے آواز آتی ہی کہ یارو ہم یہ جانتے تھے کہ طلسم کشا اکیلا ہی اسکا تو بڑا مددگار آیا جسنے ہمارا ستھراؤ کر دیا ہی لاشون سے میدان بھر دیا ہی نقیب پکارتے پھرتے ہین نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہوا سے بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو لیکے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر — خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ آوازین سنکر مردون کو جوش ہوا بے تکلف مصروف جنگ ہوے مگر حربہ ہاے نور الدہر
سے تبتنگ ہین چہار طرف سے حربے پڑ رہے ہین مگر نور الدہر سب کے حربے خالی دیتے
ہین کسی کو تلوار سے مار اکسی کو نیزہ مار دیا کسیکو گرز مارا کہ پیوند خاک کر دیا علمدار نے
جو غضنفر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کمسن کہ پشت مرکب پر اچھی طرح سے پٹری نہین جمتی باگ تھامے
ہوے گھوڑا اڑا رہا ہی جس غول پر جا پڑا افسر ہی کو تاک کر مارا علمدار نے ہاتھی بڑھایا
چھتر کو بغل مین دبائے ہوے پھیرا ہوا مین اڑ رہا ہی جسپر تعریف بقراط ثانی مرقوم
للکارا کہ او طفل بے ادب اِدھر تو آ ہمسے تو آنکھ ملا غضنفر فرزند اسد نامدار چست و چالاک
بیباک ٹوکتے ہی گھوڑا اپھیر دیا جیسے ہی سامنے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے
سپر پر روکا خیال کیا کہ اِسکا مار ڈالنا بہتر نہین ہاتھی کی سونڈ کاٹ دی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا
ہر چند علمدار روکتا ہی مگر سونڈ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا ہاتھی بھاگا جاتا ہی غضنفر نے
قزاقون کو اشارہ کر دیا قزاقون نے نیزے پشت پر مارے عیار نے بڑھکر جنگی بان
داغ کر پھینک مارا بان جو جاکر پھٹا ہاتھی اِسقدر تڑپا کہ علمدار گرا چھتر ٹکڑے ٹکڑے ہوا
پھریرے کی دھجیان اُڑ گئین آخر ہاتھی نے علمدار کو گرا کر پامال کیا روندتا ہوا طرف
صحرا کے نکلگیا کئی سو جوان ہاتھی کی وجہ سے قتل ہوے سوار جھڑپ سے گرے پیدل اور
سوار پامال ہوے نور الدہر نے جو دور سے دیکھا مسکرا کر فرمایا اے برادر ماشاء اللہ
مگر نور الدہر نے دیکھا کہ غضنفر اِس فکر مین ہین کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن نور الدہر گھوڑا اپنا
بڑھا کر قریب آئے غضنفر نے جھک کر سلام کیا نور الدہر نے کہا برخوردار اے فرزند
برسون کے بعد ملاقات ہوئی ہی مگر تم بھاگا چاہتے ہو ہم چاہتے ہین آج شب کو تمھارے
ساتھ رہین ہم تم ایک ہی بارگاہ مین بیٹھین غضنفر نے کہا ایسا ہی ہوگا کہ سہیل نے قریب
آکر نور الدہر کو للکارا غضنفر نے کہا مین مقابلہ کرون نور الدہر نے کہا تمھاری کیا
احتیاج ہی مین سمجھ لونگا نور الدہر گھوڑا اچمکا کر سامنے سہیل کے پہونچے سہیل نے ہاتھ
تلوار کا مارا غضنفر نیزہ لیے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے جو کوئی آیا اُسکو
نیزہ مار کر گرا دیا کئی جوان غضنفر نے اُسی مقام پر مارے لاشون کے انبار کر دیے

مگر سہیل نے جو ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چاہا چرخ دیکر مارون سہیل نے آواز دی کہ الامان فرمایا امان بشرط ایمان ہی سہیل نے کہا تا زندہ ہیم بندہ ہیم جبتک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا نور الدہر نے ہاتھ سے نہ رکھدیا سہیل قدمون سے لپٹ گیا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ اپنا نہ اٹھائے اہل فوج بھی رک کے تلوار روکی سہیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اہل فوج نے بھی کلمہ پڑھا سہیل نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی نور الدہر کو بہ اعزاز و اکرام بارگاہ مین لایا نور الدہر مسند پر بیٹھے غضنفر بھی آکر بیٹھا شبرنگ تعاقب مین نور الدہر کے آیا تھا داخل بارگاہ ہوا نور الدہر نے فرمایا آج میان غضنفر ٹھہر گئے ہین ای شبرنگ کچھ سامنے انکے گاؤ شبرنگ نے ساز بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند شروع کیے

نظم

دل لیا عشق نے دیوانہ بنایا افسوس — ہائے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
کیا خطا مجھسے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے — تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
دل دیا اسکو جو بیرحم بھی نا قدر بھی ہی — بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس
بھول کر یار مقدر سے مرے آیا تھا — حال دل کچھ اسے اپنا نہ سنایا افسوس
ہائے محفل مین تری آنے کے قابل نہ رہا — ایسا نظرون سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کسنی سے تو غش آیا اسے پچھتاتا ہون — ہائے کیون زخم جگر مین نے دکھایا افسوس
کبھی ہنس ہنسکے نہ کین آپ نے دو دو باتین — عمر بھر مجھکو محبت مین رلایا افسوس
ہائے الجھن ہی شب و روز پریشانی ہی — زلف مین اسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوے پچھتاتے ہین کیا ہوتا ہی — ان حسینون سے نہ کیون دلکو بچایا افسوس
استخوان کو بھی سگ یار کے قابل نہ رہا — آتش عشق نے اسدرجہ جلایا افسوس
قبر مین بھی ہی ارمان سدا ای سطوت — بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

دو پہر رات گئے تک جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا نور الدہر غضنفر سے حال پوچھا کیے غضنفر نے عرض کی بھائی صاحب قریات تو مین نے سب تباہ کر دیے سب قریون مین بادشاہ کے نام کا گز و سکہ جاری ہو جسروز حضور مقابلے مین بقراط کے پہونچین گے

گھارین ساتھ لیکر وہ آوینگے سب لڑینگے بھی سب سے وعدہ ہو آپ کے اس لشکر سے زیادہ وہ گنوار ہونگے کئی لاکھ تو پاسی آئیگا زمیندار اپنے اپنے تبر یون سے پہونچین گے بڑے بڑے تعلقدار راجہ بابو بھی آوینگے دو پہر رات گئے نور الدہر اُٹھے بارگاہ آرام مین غضنفر تنہا ہو نور الدہر کو پہوبچا کر پلٹے نور الدہر نے کہا بھائی کہان جاتے ہو چھپر کھٹ تو موجود ہی آرام کرو غضنفر نے کہا آج آپ کے تشریف لانے سے بڑا حرج واقع ہوا سب قزاق باہر فرودگاہ مین ہین اُنکا افسر ہون اُسی مقام پر جا کر آرام کرونگا نور الدہر خاموش ہو رہے مگر تماشا دیکھنے کو اُٹھے دیکھا غضنفر جا کر ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے دائرہ ہاتھ مین لیکر بجانے لگے سب قزاقون نے آنکھین کھولین چہار بیت ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ ہو کہ شہنشاہ قزاقان آگئے غضنفر ایک ایک سے ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین قزاق بھی خوش غضنفر بھی محظوظ نور الدہر کو بڑی حیرت ہوئی شبرنگ سے فرمایا کہ ہمارے بھائی صاحب اس مجمع مین بہت خوش رہتے ہین یہی حال اُنکے والد نامدار کا رہا جیسے نظر کردہ ہوے یہ حرکات ترک کین ایتو بڑے سلیس ہین خدا نے اُنکو یہ فخر عطا کیا تمام اقلیمون مین نام ہو گیا کہ اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا اب لشکر مین اُنکے مثل کون ہی شہرت بھی حاضر ہو کر بارگاہ نور الدہر مین سویا نور الدہر چھپر کھٹ پر لیٹے ہین کروٹین لے رہے ہین نیند نہین آتی یاد مین معشوقان پریچہرہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اُنکا خیال کر رہے ہین نظم

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک	آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری واہ وا	تجھسے عزیز مین نے نہ کی اپنی جان تلک
اسد رجہ آگ عشق کی دل مین بھڑک گئی	جل جلکے خاک ہو گئے سب استخوان تلک
آزردہ مجھسے کیا سگ دلدار بھی ہوا	آکر نہ کھائے اُسنے مرے اُستخوان تلک
بار گناہ سر یہ جو تھا تھک کے رہگیا	افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان تلک
رسوا ہیونکا آپ کی اسد رجہ تھا خیال	دل جلگیا یہ منھ سے نہ نکلا دھوان تلک
صیاد دیر کتر کے رہا کیون کیا مجھے	مین کسطرح سے جاؤن بھلا آشیان تلک
کھینچی جو ایک سینے سے آہ شرر فشان	چھالے ہزارون پڑ گئے ولسے زبان تلک

دفتر شکایتون کے ہین صد ہا بھرے ہوے | مین حال دلکا انکو سناؤن کہان تلک
ملجا مین گے یقین ہی سب قدسیون کے دل | نالہ پہونچگیا جو مرا آسمان تلک
سائل کو بے طلب کیے سطوت جہانمین دے | کیا لطف ہی سوال جو آیا زبان تلک

نور الدہر کبھی اُٹھہ بیٹھتے ہین کبھی اس سوچ مین کہ ایسا نہو کہ ان مرحلہ گے بڑے زور و شور سُنتے ہین خیال ہی کہ لشکر کی تباہی پر ہاتھہ ڈالین اس سے تو عاجز ہین کہ طلسم کشا پر قبضہ نہین ہوسکتا لشکر ہی اُنکا ستائین لیکن سکندر ثانی ایسا بادشاہ موجود ہی وہ ضرور حفاظت کریگا لشکر کو تباہ نہ ہونے دیگا اس فکر مین بیٹھے تھے کہ ایک صدائے دردناک کان مین آئی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کہانتک کجروی کریگا افسوس ہی کہ اسی حسرت مین جان گئی اب مستفیض بملاقات نہ ہونگے ہائے کیا کرون کہ کیا بے لطف زندگی کٹی یہ صدا ایسی دردناک آئی نور الدہر کا دل دُکھہ گیا شہرت نے جو دیکھا کہ آقا بیٹھے ہین تو یہ بھی اُٹھہ بیٹھا نور الدہر نے کہا اے شہرت ایک تکلیف تمکو دینگے عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن نور الدہر نے کہا یہ خبر تو لاؤ کہ یہ کون نعرے کر رہا ہی کون آفت کشیدہ ہجران دیدہ ہی شہرت روانہ ہوا باہر آکے دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک جوان تاجدار لباس پھٹا ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک جسم پر میل جما ہوا ملول و حزین بیٹھا ہی ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہی کہ اے فلک کجرفتار کہانتک ستائیگا شہرت نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تو کون ہی ہمارے آقا نور الدہر نے پوچھا ہی اُس جوان نے سر اُٹھایا آنکھون سے آنسو بہنے لگے کہا اے شخص کیون میرا حال پوچھتا ہی اور جس شخص نے مجکو پوچھوایا ہی وہ کون بزرگ ہی شہرت نے کہا نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بہادر جری فتاح طلسم خیال سکندری یہ سُنکر وہ جوان ہنس پڑا کہا اے شاطر میری جانب سے عرض کر کہ حضور تکلیف فرمائین اور تشریف لائین تو مجپر احسان ہوگا حال مفصل عرض کرون شہرت یہ سُنکر پلٹا خدمت نور الدہر مین آیا نور الدہر بیقرار ہو رہے تھے آوازین برابر آرہی ہین دلپر چوٹ پڑتی ہی حسرت و یاس دل سے اُڑتی ہی دردوانہ سے پر بارگاہ کے ٹہل رہے ہین کہ شہرت حاضر ہوا عرض کی کہ حضور ایک جوان تاجدار

نہایت مضطر و بیقرار ہی مگر حضور کو طلب کرتا ہی آپ کا نام سُنکر بحال ہو گیا نور الدہر فوراً
روانہ ہوئے شہرت پیچھے پیچھے جب صحرا مین آئے تو دیکھا کہ وہ جوان اُٹھا ہی وجد مین ہی
طرف آسمان کے دیکھکر پُکارتا ہی کہ ای پروردگار آج تو مسیحا کا نام سُنا مگر مجھتک آئے تو کیا
عجب ہی کہ علاج ہو جائے نور الدہر نے پکار کر آواز دی ای جوان مین آپہونچا امیدوار
ہون کہ اپنے حال مصیبت سے آگاہ کرو اُس جوان نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار مین نے عالم خواب مین دیکھا تھا کہ طلسم کشا تیری مدد کو آئیگا شکر ہی کہ
آپ مجھتک آ گئے مصباح تاجدار غلام کا نام ہی قلعۂ صبوح یہان سے قریب ہی وہان
رہتا ہون ملکون کا خراج آتا ہی ایک دن واسطے شکار کے نکلا شکارگاہ مین خود
شکار ہوا ایک ہرن کو شکار کیا تھا کہ سامنے سے بونڈلہ گرد کا اُٹھا پھر دیکھا کہ ایک
نقابدار مرصع پوش نے آکر مجھکو للکارا کہ کیون تو نے میرے صید پر ہاتھ ڈالا مین نے
جواب دیا کہ صحرا مین سب شکار کھیلتے ہین میرے سامنے شکار آیا مین نے بھی تیر مار دیا
اسمین کیا خطا ہوئی اُس نقابدار نے کہا تو نے بڑی خطا کی مین تجھکو قتل کرونگا مین نے
یہ سُنکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر مجھکو اُٹھا لیا ہر چند
کہ میرے چند رفیق کھڑے تھے مگر اُنکو ایسا للکارا کہ کوئی متعرض نہین ہوا نقابدار
چرخ دیتا ہوا مجھکو لے گیا صحرا مین بارگاہ اِستادہ تھی اُس بارگاہ مین لیگیا بارہ ہزار فوج
اُتری ہوئی اندر بارگاہ کے لیجا کر مجھکو بٹھایا آپ مسند پر بیٹھا حکم کیا کہ معشوق کو لاؤ یہ سُنکر
چند ملازم گئے ایک معشوق پریچہرہ موسوم بہ گوہر دندان بہ ناز و کرشمہ آئی پہلو مین اُس
کے بیٹھ گئی آپس مین باتین ہونے لگین مین نے جو اُس آفت جان کو دیکھا پسینے پسینے
ہو گیا اُس معشوق نے میری جانب دیکھکر نقابدار سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی نقابدار
نے بیان کیا کہ اِسنے میرا آہو صید کیا مین اِسکو گرفتار کر لایا ہون اُس مہ جبین نے ہنسکر
کہا ای نقابدار بہادر اِسکو رہا کرو خطا معاف کرو اب کبھی اِس صحرا مین نہ آئیگا اور
میرے قریب آکے ناز سے میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا ای گرفتار دام محبت
مین تجھسے وصیت کرتی ہون کہ اِس صحرا مین کبھی نہ آنا اور پھر نقابدار سے کہا کہ اِسکو آزاد

کر دو غریبون کو آزار نہ پہونچاؤ نقابدار نے مجھکو رہا کر دیا مگر عہد لے لیا مین جو بارگاہ نقابدار سے نکلا دل قابو مین نہ تھا گھر بار سب چھوڑا سلطنت سے منھ موڑا اسی نخل کے نیچے قیام کیا آٹھ پہر رویا کرتا ہون مگر حوصلہ نہین پڑتا کہ اُس نقابدار کے مقابلے مین جاؤن امیدوار ہون کہ وہ معشوق مجھکو دلوا دیجیے نور الدہر نے کہا چلو مین جا کر غضنفر سے رخصت ہو آؤن مرکب پر سوار ہو کر آتا ہون انشاء اللہ اُس نقابدار کو سزا دونگا یہ کہکر لشکر مین آئے غضنفر کو رخصت کیا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا نور الدہر مرکب پر سوار ہوے پاس مصباح تاجدار کے آئے دیکھا تمام صحرا فوج سے بھرا ہوا ہی مصباح تاجدار تخت پر متمکن ہی اہل فوج تخت کو گھیرے ہین نور الدہر کو جو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقاے نامدار آپ کے جانے کے بعد خدمتگزار حاضر ہوے مین نے اُن سب کو اِسی مقام پر جمع کیا تخت پر سوار ہو کر بیٹھا انتظار حضور کر رہا تھا بارے حضور تشریف لائے خیمہ بارگاہ سب حاضر ہی نور الدہر آگے آگے مصباح تاجدار تخت پر فوج پشت پر علمہاے زنگاری پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہی نور الدہر نے مصباح تاجدار سے پوچھا کہ ای برادر تم مسلمان ہو مصباح نے عرض کی ای شہریار یہ سرحد قلعۂ حلب ہی جو عبد الجبار و عبد القہار حلبی سردار قزاقان مسلمان ہوے ہین اُنکا پوتا ہون نور الدہر نے یہ سُنکر مصباح کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای مصباح تم تو ہمارے عزیز ہو تمھارے جد عالی تبار لشکر صاحبقران مین موجود ہین ہمکو بڑی خوشی حاصل ہوئی اِس کر و فر سے لشکر کو لیے ہوے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا بارگاہ نقابدار اِستادہ ہی لشکر اُترا ہوا ہی اہل لشکر نقابدار نے جا کر نقابدار کو خبر دی کہ طلسم کشا لشکر لیکر آپ کے مقابلے مین آئے ہین اور مصباح ساتھ ہی نقابدار صحبت مین بیٹھا تھا ہنسکر کہا کہ طلسم کشا کی قضا لائی ہی مصباح تاجدار کو گھسکر مارونگا اپنے نزدیک طلسم کشا کو یہ مدد لایا ہی وہ سزا دون کہ طلسم کشا ساری طلسم کشائی بھول جائین چند در بند جو فتح کیے اُسپر یہ غرور یہ صحراے ویران کہلاتا ہی کبھی کسی نے یہان فتح نہین پائی بہت تاجدارونکو مار ڈالا کہ اُنکا اب نشان نہین اُنکی اولاد اکثر مقابلے کو آئی مگر شکست کھا کے بھاگی مصباح کیا سمجھا ہی کہ طلسم کشا کو لیکر آیا ہی بڑی

سزا پائیگا آخر بھاگ جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے شہرت نے آکر نور الدہر کو خبر دی کہ
حضور نقابدار بہت مغرور ہو اُسنے طبل جنگی بجوایا ہو نور الدہر نے مصباح سے کہا تم بھی
طبل جنگی بجواؤ انشاء اللہ میدان مین سمجھا جائیگا سارا غرور نکلجائیگا کیون اے شہرت کچھ تمکو
معلوم ہوا کہ یہ نقابدار کون ہو شہرت نے عرض کی غلام نے دریافت کیا کہ یہ نقابدار ساحر
ہو اسی صحراے ویران کا مالک ہو جو قافلہ اِسطرف سے نکلا اُسکو لوٹ لیا پیشۂ قزاقی پر بسر
ہوتی ہو اسی صحرا مین رہا کرتا ہو نور الدہر نے کہا انشاء اللہ سمجھا جائیگا یہان بھی طبل جنگی بجا ہی
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر ایک طرف یہی ہنگامہ ہو کہ طلسم کشا براے
مقابلۂ نقابدار مرصع پوش آئے دیکھیے کیا گذرے چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جبکہ
نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش ملک مشرق سے نکلکر صحراے ملک زبرجدی مین آیا
فوج ضیا اور شعاع نے صفین باندھین اُدھر نور الدہر نماز سے فراغ حاصل کر کے پشت
مرکب طلسمی پر سوار ہوے مصباح تاجدار تخت پر چھ ہزار جوان مسلح ومکمل پس پشت ہین
دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ رہے تھے
ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے

نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
ہان نامورو وہ نام کرنا
رُستم ہو نہ اب نہ سام باقی

دل مردونکا بہر جنگ بھڑکا
رُستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
مردونکا فقط ہو نام باقی

کہ نقابدار نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر سلحشوری کی رگ کرکھڑا ہوا یکبینہ ٹیک رہا ہی
پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نگر مین طلسم کشا صاحب کے
انتظار مین ہون کیا سمجھکر آئے ہین اب میدان مین حال کھلجائیگا یہ سُنکر نور الدہر نے مرکب
اپنا بڑھایا سامنے مصباح تاجدار کے آئے عرض کی اے شہریار اجازت میدان کی ملے
مصباح نے عرض کی حضور کو پروردگار مظفر ومنصور کرے آپ کو خدا کے سپرد کیا اب
نور الدہر سلام کر کے طرف میدان کارزار کے چلے نقابدار نے جو نور الدہر کو آتے
ہوے دیکھا گرزو سپر کا لیکر براے تگادو بڑھا جب تگادو رچلی نقابدار کا گینڈا پانچ قدم ہٹا

اور مرکب نور الدہر تین قدم ہٹکر نقابدار سنبھلکر گینڈے پر بیٹھا کہا اے طلسم کشا تمنے کیون یہ
تکلیف فرمائی ایسا نہ ہو کہ آپ کو صدمہ پہونچے نور الدہر نے کہا اے نقابدار اصلاح کی یہ صورت
ہو کہ گوہر دندان کوئی معشوقہ ہو اُسکو حوالے مصباح کے کر دو یہ سنکر نقابدار بہت جھلایا کہا
اے طلسم کشا کس سے ہو سکیگا کہ اپنی معشوقہ کو اور کے حوالے کر دے یہ کہکے نیزہ مارا نور الدہر
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین ایک
مقام پر نور الدہر نے نیزہ روکا تھمکر تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا نقابدار نے
گرز پر ہاتھ ڈالدیا خبردار خبردار کہکر گرز مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا گرد کا غبار بلند ہوا
نقابدار نے آواز دی وہ مارا نور الدہر نے گھوڑا اُڑایا آواز دی ارے کیسے مارا مین تیرا
حریف موجود ہون گرز طلسمی کو جنبش دی خبردار خبردار کہکر گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز
پر روکا غبار بلند ہوا نقابدار نے جو گرز کو گرز پر روکا ہاتھ کانپے گرز گرز پر پڑا وہان سے جو
گرا سر پر گینڈے کے آیا گینڈا نقابدار کا مارا گیا نقابدار گینڈے سے کود تلوار کھینچکر چاہا
کہ گھوڑا نور الدہر کا پی کرون نور الدہر نے جھپٹ کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا وہ بھی لپٹ
پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہر چند کہ اول مین نور الدہر کو گرمی
معلوم ہوئی تھی مگر جب لوح پر ہاتھ پھیرا گرمی موقوف ہوئی بہ لطف لڑ رہے ہین نور الدہر
نے وہ وہ گھسّے مارے کہ نقابدار دنگ ہو رہا ہے کئی مقام پر پکڑ لائے گردن پر گھٹنا رکھکر
ایسا گھسّہ مارا کہ نقابدار کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرہ ٹکڑے ہو گئی گھبرا رہا ہے ہر مرتبہ
چاہتا ہے اپنی جان بچاؤن جان بچا کر نکلجاؤن مگر شیر کے قبضے سے نکلنا دشوار ہے غرض شام
تک اُلجھ اُلجھ کے لڑا شام کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے طلسم کشا اب جا کے آرام کرو رات کو ہم تم
جانبازی کرینگے کون دیکھے گا نور الدہر نے کہا ہمارا دستور ہے کہ بنے زیر و زبر کیے میدان
سے نہین پلٹتے اور بادشاہون کو کیا مشکل ہے رات کا دن ہو سکتا ہے روشنی کو حکم دیدو
سب دیکھین گے نقابدار نے دیکھا کہ طلسم کشا نہین چھوڑتے زبردستی ہاتھ چھڑا کر الگ کھڑا
ہوا کہا مین اب نہ لڑونگا نور الدہر نے بڑھکر ہاتھ پکڑا کہا مین نہ جانے دونگا ہر چند نور الدہر
نے چاہا نہ جانے دون مگر نقابدار ہتھیار اُٹھا کر یہ کہکر چلا کہ اب مین کل مقابلہ کرونگا نور الدہر

ناچار ہوے شہرت تریب کھڑا تھا اُسنے عرض کی ای شہریار پلٹیے مارے سے بھگایا بہتر ہی
آخر نور الدہر مجبور پلٹے یہ تو اپنی بارگاہ مین آئے مگر مرصع پوش جو بیٹھا بارگاہ مین اپنی آگے
بیٹھا گوہر دندان آئی کہا ای جان جہان اور بھی تمنے سُنا مصباح تاجدار تمپر عاشق ہوا ہی
طلسم کشا تمھاری نسبت سوال کرتا ہی مین نے جواب صاف دیا گوہر دندان نے کہا کہ ای
نہال جادو سالہا سال گذرے کہ تو نے مجھپر قبضہ کیا مگر آجتک مین تیرے قبضے مین نہ آئی
امر اصلی سے ہمیشہ انکار رہا اگر وہ تقاضا کرتا ہی اور مناسب ہو تو میری ذات کے واسطے فساد
نہ کرو مجھکو حوالے کردو مین تمسے وعدہ کرتی ہون کہ مین جاکر مصباح کو زہر دونگی اور پھر مین
تمھارے پاس چلی آؤنگی نقابدار نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای گوہر دندان تمھارے
عشق مین ہمیشہ رنج و ملال اُٹھائے تم ہمیشہ انکار ہی کرتی رہین کبھی وعدہ پورا نہین کیا
مین تو اپنی خوشی سے نہ دونگا آج جاکر لشکر طلسم کشا پر سحر کرتا ہون اگر دستیاب ہوتا ہی تو جاکر
مصباح کو لاتا ہون یہ کہکے اُٹھا گوہر دندان بیٹھی رہی نہال جادو اُڑتا ہوا لشکر مین
نور الدہر کے پہونچا زمین پر اُترا ٹہلتا ہوا سامنے بارگاہ مصباح کے پہونچا سحر کیا کہ نگہبان
سو گئے پردہ اُٹھا کر اندر آیا مصباح کو دیکھا سو رہا ہی سحر کرکے اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوا لیکن
شہرت ایک مقام پر پڑا سو رہا تھا اِسکی جو آنکھ کھلی دیکھا وہی ساحر مصباح کو لیے جاتا
ہی ارادہ ہوا کہ چلکر عیاری کرون مگر نہال جادو پر پرواز پیدا کرکے چلا شہرت ناچار ہوا کہ
اب یہ تو آسمان پر جاتا ہی مین کیا تدبیر کرون بارگاہ نور الدہر پر آیا جاکر قدمون پر ہاتھ رکھا
نور الدہر نے آنکھ کھولدی سامنے اپنے شہرت کو پایا پوچھا خیر تو ہی عرض کی حضور وہی
جادوگر آیا تھا مصباح کو اُٹھا کرلے گیا مین نے چاہا تھا کہ جاکر عیاری کرون مگر وہ سحر کرکے
بلند ہوا مین ناچار ہوکر پلٹ آیا آپ کو جگایا نور الدہر اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
طرف لشکر نقابدار کے چلے یہان نقابدار مصباح کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامنے معشوق
کے ڈالدیا کہا لو صاحب یہ تمھارا عاشق ہی یہ وہی شخص ہی کہ طلسم کشا کو لایا مین اِسکو ابھی
قتل کرونگا گوہر دندان نے مصباح کو جو اِس حال مین دیکھا سر جھکا لیا کہا ای نہال جادو
اِس بدعت سے کیا فائدہ اگر مناسب جانو اِسکو رہا کرو وا اِسکا قید رکھنا بہتر نہین ہی اگر

نہال جادو یقین ہو کہ طلسم کشا اسکی رہائی کو ضرور آئے جب وہ اسکے ساتھ آئے تو یقین ہو کہ ضرور یہان آکر اسکو رہا بھی کرین اور ہر حال مین اسکی مدد کرین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اور ساحر بھاگنے لگے نعرۂ شبیر کی آواز آئی با شید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا آگاہ ہو جاؤ منم نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے سے جو آئے نہال جادو اٹھا کہ نور الدہر پر سحر کرون مگر نور الدہر نے مصباح کو جو پڑے ہوئے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکارا کہ او ساحر مکار اس قید کرنے کو بڑی بات جانتا ہو بہتر یہ ہو کہ مصباح کو رہا کر دے اور معشوقہ اپنی اُسکے حوالے کر دے نہال کو تو اپنے سحر پر ناز ہی آگ برسا دی مگر نور الدہر پر آگ تاثیر نہین کرتی ہر طرف گر رہی ہو اسی کے ساحر جل رہے ہین ہر مرتبہ نہال سحر کرتا ہو کبھی تلوارین برسائین لیکن کوئی تلوار نور الدہر پہ نہ گری نور الدہر سحر کو دفع کرتے ہوے برابر نہال کے پہونچے جب نہال نے دیکھا کہ نور الدہر میرے قریب آگئے تلوار کھینچکر حربہ کیا اب جو نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا بہت سے شعلے سر پر گرے مگر کسی کی تاثیر نہ ہوئی اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ جھک کر تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری نہال کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من نہال جادو بود مارے جا تا نہال کا سب ساحر امان مانگنے لگے آکر قدمون پر گرے مسلمان ہوے ان سب کو تسخیر کرکے اب نور الدہر آگے بڑھے پردہ پڑا ہوا تھا پردہ اٹھایا گوہر دندان نے جو نور الدہر کو دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھی اُٹھکر سلام کیا قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا نور الدہر نے مصباح کو بلایا کہا یہ معشوقہ موجود ہو مصباح نے جو معشوقہ کو دیکھا چاہا جھپٹ کے معشوقہ کو مین لپٹ جاؤن کہ گوہر دندان نے کہا اے مصباح خیال تو کرو کہ کتنے دنون تمھارا ہجر جھیلا اس ساحر کو نہ قبول کیا ہر روز چاہتا تھا کہ عصمت کو بگاڑ دے مگر اپنے کو بچایا اب تو یہ کیفیت ہی قطعہ

سوز غم فرقت سے دل و جان مین لگی آگ — دامن سے جو بھڑکی تو گریبان مین لگی آگ
کیون دل نہ جلے ہجر مین گلگشت سے گلچین — ہین پھول کھلے یا ہو گلستان مین لگی آگ
لالی جو لگائی لب گلرنگ پہ تمنے — دھوکا یہ ہوا شہر بدخشان مین لگی آگ
مجھ سوختہ دل کو جو کیا قید جنون مین — آہین یہ اُٹھین خانۂ زندان مین لگی آگ

اُس شعلہ رخسار کا پھر عشق ہوا کب — یارب یہ کہان سے دل نالان مین لگی آگ
نکلا جو مرے پاؤن کے چھالون سے لہو گرم — خار ایک طرف دشت کے دامنین لگی آگ
تاثیر ہوئی سوز غم ہجر کی ایسی — آنسو جو بہے گرم تو مژگان مین لگی آگ
پوشاک جو پہنے ہوئے ہین سرخ پریزاد — عشاق مین غل ہی کہ پرستان مین لگی آگ
مین وہ ہون گنہگار کیے گرم جو نالے — کیا حشر کے دن دفتر عصیان مین لگی آگ
کیا معجزہ ہی شعلہ عارض سے نمایان — اِکدن نہ نقاب رخ جانان مین لگی آگ
بھڑکی جو ہی سینے مین مرے آتش فرقت — سطوت پس مردن تن بیجان مین لگی آگ

مصباح کے اسوقت مارے خوشی کے بند قبا ٹوٹ گئے دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان یہ امید نہ تھی کہ حیات مین تمکو پاؤنگا مگر طلسم کشا کے قربان کہ ایسی مشکل آسان کی ایسے دشمن کو مارا کہ جسنے ہزارہا بندگان خدا کو قتل کیا لوگون نے بیان کیا کہ حضور بڑے بڑے قافلے جو ادھر سے گذرے اُنکو اسنے لوٹ لیا کون گذر کرسکتا تھا اگر رئیس اسپر چڑھائی کرکے آئے تو یہ بھاگ کر پہاڑ پر جاتا تھا وہ لوگ پڑے پڑے چلے جاتے تھے مگر طلسم کشا کیا صاحب اقبال ہین کہ آتے ہی اُسکو مار لیا مہلت نہ دی کس لطف سے جنگ کی ہو سب فوج عاجز ہوگئی یہان تو یہ باتین تھین مگر یہ خبر سکندر ثانی نے کل لشکر کو پہونچائی اور نجم نے بھی کہا کہ آقاے نامدار صحراے ویران مین ہین شاہزادیان پریشان ہو رہی تھین مشتاق تھین کہ جمال دیکھین آخر سب نے کوچ کیا اور شبرنگ نے آکر خبر پہونچائی کہ صحراے ویران مین شاہزادہ پہونچا تھا مصباح تاجدار کی معشوق دلوائی نہال حیادو کو مارا سب لشکر نور الدہر کا اُسی صحرا مین آیا آقا کو اپنے دیکھا کہ مسند پر جلوہ فرما ہین مصباح پہلو مین بیٹھا ہو کہ سب سردار آکر ملے قدمبوس ہوے سکندر نے سب حال پوچھا نور الدہر نے سب کیفیت بیان کی اور کہا بڑا اقبال مجھکو غضنفر کا ہو کہ عجب بیباک ہو ہر مقام تک اُسکا اقبال اُسکو پہونچاتا ہو نور الدہر نے حال غضنفر سکندر سے بیان کیا سکندر نے عرض کی حضور اب عرصہ نہ کرین عرصہ ہونے مین مقام خوف ہو ایسا نہ ہو دشمنان حضور کسی بلا مین مبتلا ہو جائین نور الدہر نے کہا صبح کو جاؤنگا سکندر سے وعدہ فرما کے

بارگاہ مین آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان قوی تن قوی ہن موسوم بہ کلانگ نیزہ باز آکر پہونچا مقابلہ نور الدہر مین اُترا آتے ہی طبل جنگی بجوادیا ادھر ہرکارون نے خبر نور الدہر کو دی نور الدہر نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سکندر سے فرمایا کہ ای سکندر اب ہین یہ اسے طلسم کشائی کیونکر جاؤن سکندر نے کہا حضور تشریف لیجائین ہم لوگ پہلوان سے سمجھ لین گے نور الدہر نے کہا وہ جاتے وقت روکیگا اُسوقت کیا تدبیر ہو سکندر نے کہا غلام روک دیگا نور الدہر نے کہا یہ مجھکو گوارا نہین کہ غیر ساحر کو ساحر روکے بڑی بدنامی ہوگی اور مشکل یہ ہی کہ اس سرحد مین ہم شکل میرا موجود ہی برابر اُنکو خبر پہونچیگی وہ اپنے مقام پر مصاکر ینگے خاص دربار مین ذکر ہوگا کہ ساحرون کے بھروسے پر طلسم فتح کیا مجھے شرمندگی ہوگی لہذا کل جھٹ پٹ اس سے فیصلہ کرکے مین قریب درخت چنار جاؤنگا یہان سے وہ پیڑ معلوم نہین ہوتا مگر اسی حوالی مین وہ نخل ہی سکندر نے عرض کی حاکمان مرحلہ نے یہ پیچ ڈالے ہین چاہتے ہین کہ طلسم کشائی مین دیر ہو ورنہ بنیاد کر رہے ہین ہرچند کہ آپ فتاح ہین آپ کے آگے کسی کی حقیقت نہین مگر دیر ہوگی اُنکا مطلب بن پڑیگا یقین ہی کہ دربندون کے حاکم آکر سحر کرین ہرچند کہ جیسے غلام کا نام سُنا وہ رُک گیا اور یہی جابجا ذکر ہوتا ہی کہ لشکر طلسم کشا مین سکندر ثانی بادشاہ ہین نام حقیر کا سُنکر ساحر مقابلہ لشکر حضور مین نہین آتے رات بھر یہی صلاحین رہین چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا +	رونق تخت لاجورد ہوا +
ہوا میدان چرخ سے اکبار	مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

نور الدہر پشت مرکب پر سوار ہوے چار سو ساڑھے چار سو سردار نور الدہر کو گھیرے ہوے طہماس انتظام کرتے ہوے پشت پر لشکر گران ساحر و غیر ساحر آمادۂ حرب و پیکار سکندر ثانی تخت پر نجم اختر شناس وارسطوے ثانی ہمراہ رکاب سعادت انتساب اس جاہ و حشم سے میدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اُڑی آمد آمد لشکر

کلنگ نیزہ باز شروع ہوئی پلٹنیں رسالے سب کے آگے کلنگ نیزہ باز گینڈے کو
بڑھائے ہوئے پشت پہ فوج ظفر موج اس جاہ و حشم سے کلنگ نیزہ باز بھی مقابلے
مین آیا فوج کو جمایا بعد ترتیب لشکر نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے بڑھکر اشعار عبرت
آمیز پڑھے بڑھ بڑھ کے پکارتے تھے کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد
روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ کہان ہو رستم اور سام
کیا ہوا سہراب پر کیا گذری نریمان کا ذکر رہگیا گرز کے مقام پر ذکر آتا ہو ضحاک ماران
سکندر سا جلیل نوشیروان ایسا عادل حکومت مین کامل یہ سب شاہان جہان کیا ہوے
جس بانی نے انکو بنایا پھر بگاڑ دیا آخر پیوند خاک ہوے اب کسی قبر کا نشان بھی نہین
باقی بقول شاعر مصرعہ یہ سب سنے خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ٭ اب یہ میدان
کارزار ہو جس بہادر کو اپنا نام روشن کرنا ہو نکلکر جرأت دکھائے سامنے حریف کے
ابرو پر بل نہ آئے تا نام نامی اس صفحۂ عالم پر ثبت رہجائے جب کبھی ذکر آئے تو شمشیرزن
تعریف کرین یہ کہکر نقیب ہٹے کلنگ نیزہ باز کھڑا جھوم رہا ہو گینڈا اپنا بڑھایا میدان
مین آکر نیزہ ہلانے لگا جب خوب نیزہ ہلا چکا تو گینڈے کو بڑھا کے آواز دی کہ ای فرقۂ
خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور میرے مقابلے مین آئے مگر سوائے طلسم کشا کے
اور کسی کو نہین چاہتا نام جو نور الدہر کا لیا تھا اسکا ارادہ تھا کہ مین مقابلے مین جاکر
کلنگ نیزہ باز سے لڑون مگر جب اُسنے دوبارہ نور الدہر کا نام لیا تو اُسنے باگ کو روکا
نور الدہر نے مرکب بڑھایا سامنے سکندر کے آئے عرض کی ای شہریار اجازت میدان
ملے سکندر نے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھکر عرض کی خدا کے سپرد کیا نور الدہر مرکب کو
اُڑاتے ہوے چلے مرکب باد رفتار طرارہ و فراطرارے بھرتا ہوا ادہم سے چیونر کرتا ہوا
میدان کارزار مین آکر پہونچا جیسے ہی اس ملعون نے نور الدہر کو قریب پایا گینڈا اپنا
بڑھاکر تنگاور زن ہوا فرد عنان تنگاور بدولت سپرد ٭ نمودہ قوی دست را دست برد ٭
کلنگ نے پوچھا ای جوان تیرا نام نامی کیا ہو نام و نشان اپنا ظاہر کر فرد بگو نام خود را
در این انجمن ٭ کہ بسیار تنہا آمدی سوے من ٭ مین یہ چاہتا ہون کہ تجھکو قتل نکرون

گرفتار کر کے لیجاؤنگا مگر تو نے بے ادبی کی کہ سلام نہ کیا اگر سلام کرتا شاید مجھکو رحم آجاتا اب زندہ
نچھوڑونگا نور الدہر نے کہا او مغرور زبان بند کر یہ مقام میدان کارزار ہی کچھ جرأت دکھا اُسنے
کہا حربہ کر نور الدہر نے کہا ہمارا دستور نہین کہ پہلے حملہ کرین جب تیرے حربے سے مجھکو
پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حملہ کرینگے اور اگر تیری ضرب ہی نہ اُٹھا سکے تو پھر اختیار ہی کلانگ
نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چالیس طعین
ردوبدل ہوئی تھین کہ نور الدہر نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپیڑ امار دیا نیزہ ہاتھ سے کلانگ کے
نکلگیا کلانگ کو بہت ہی غصہ آیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر
نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر تلوار چھین لون مگر کلانگ لپٹ پڑا آپس مین
کشتی ہونے لگی کلانگ ہرچند چاہتا ہی کہ زیر کرون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا نور الدہر فرماتے
ہین کہ ای کلانگ میرا قبضے مین آنا بہت دشوار ہی کلانگ کہتا ہی مشکین باندھکر لیجاؤنگا پناہ
نہ دونگا دیکھو تو کیا حال کرتا ہون نور الدہر نے جواب دیا کہ تمھارے زور ہی سے معلوم ہوتا
ہی ریل پیل کے دونون جانب سے زور ہو رہے ہین لیکن ہرکارون نے جو دیکھا کہ لڑائی
اُلجھ گئی خبر لیکر بھاگے سکان عرش پرواز و بہمن شعبدہ باز اپنے قصر مین بیٹھے ہین یہی
ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کلانگ نے جا کر کیا کیا سکان کہتا ہی کلانگ بلائے روزگار ہی
طلسم کشا کا جی چھڑوا دیگا بہمن کہتا ہی طلسم کشا سے سربرنہ ہوگا بڑے بڑے پہلوان اُسکے
ہاتھ سے مارے گئے زیر بھی ہوے کیسے کیسے پہلوان اُسکے ساتھ ہین رفیق قدیم اُسکا
ہر بیٹا کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیوپرور تعجب
ہی جسکے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے جسکے زور و شور اور حالات ایرج نامہ
مین درج ہین ناظرین ملاحظ فرمائینگے یہ ذکر دربار مین ہو رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے کافرون کو کافرون نے بدو عادی قطعہ او سرت سنیز تاخران بہ چرندہ ٭
شکست طبل تاسگان بدرند ٭ گرزہ آتش ہزار رنگارنگ ٭ بر سر تو مو کلان بزنند ٭
سرکار کی عمر کوتاہ ہو طلسم جلد تباہ ہو کلانگ جا کر خوب لڑا اب اسوقت طلسم کشا سے کشتی
ہو رہی ہی بہمن نے کہا کوئی ساحر تیز پرواز جائے اور جا کر ایسا سحر کرے کہ طلسم کشا کا زور گھٹے

اور کلنگ کا زور بڑھے کلنگ زیر کریگا قطمیر جادو اپنے مقام سے یہ دیکھ رہا تھا کہ اسے سردار ان نامی غلام کو حکم ہو کہ یہی فعل جاکر کرون اسطرح کا سحر کر دون کہ طلسم کشا مغلوب ہو یہ کہکر بہمن وغیرہ سے رخصت ہوا زمین مین غرق ہو کر چلا اُس مقام پر آیا کہ جس مقام پر دونون جوان لڑ رہے ہین ہرچند سحر کرتا ہو مگر نور الدہر جب کلنگ کو پکڑ لاتے ہین تو ایسے گھستے مارتے ہین کہ کلنگ اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی قطمیر حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون باعث یہ ہی کہ لوح گلے مین طلسم کشا کے پڑی ہی ایک گوشے مین جاکر نکلا ایک نخل کے نیچے سرنگون کھڑا سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون قضا سے کار شہرت کی نگاہ پڑی کہ ایک نخل کے نیچے ایک ساحر کھڑا ہی کچھ بڑبڑا رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ کسی طور سے لوح لون شہرت نے شبرنگ سے کہا کہ مرشد زادے دیکھیے وہ سامنے ایک ساحر آیا ہی مگر دور کھڑا ہی اسکو کسی تدبیر سے مار یے شبرنگ نے ایک گویے کی شکل بنائی شہرت سے کہا ایک نوجوان کی شکل بنکر تیار ہو جاؤ شہرت ایک نوجوان گویے کی شکل بنا کان مین ایک چھلا پڑا ہوا مشروع کا پائجامہ پہنے ہوے انگرکھا بہت معقول جوتا بھاری پاؤن مین رنگین دوپٹہ گلے مین پڑا ہوا گلوری کلے مین یہ صورت بنکر سامنے شبرنگ کے آیا از سرتا پا شبرنگ نے دیکھا اور بہت تعریف کی شبرنگ ڈھول بجاتا ہوا چلا شہرت نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بیٹھا ہون مین حسینو نسے اپنا چھپائے دل ڈرتا ہون دام مکر مین انکے نہ آئے دل

ہین عاشقون کے خاک مین تو نے ملائے دل تجھپر خدا کرے کہ کسیکا نہ آئے دل

تشریف لائیے جو کسی روز بیر سے گھر آنکھین غلام پاؤن کے نیچے بچھائے دل

وہ گلبدن گلے سے ملے گر شب وصال اِسدرجہ ہو خوشی کہ نہ پھولون سمائے دل

افسوس قیس و وامق و فرہاد مر گئے اب داستان عشق کی کسکو سنائے دل

ہوش و قرار و صبر و خرد آپ لے چکے اب کچھ نہین ہی پاس ہمارے سوائے دل

پہلو کو چاک کرکے نکل آیا ہمدمو کبتک بھلا فراق کے صدمے اُٹھائے دل

نکلین گی آرزوئین تو ارمان آئین گے خالی کبھی رہیگی نہ مہمان سرائے دل

اے یار چھین لیتے ہین ناز و ادا سے آپ
مانند شیشہ ٹوٹتا ہے سنگ فراق سے
سطوت وہ ایکدم بھی نہ ٹھہرے ہمارے پاس

کسطرح آپ کو کوئی عاشق دکھائے دل
ہمنے سُنی ہے کانون سے اپنے صدائے دل
اُسنے بیان کرنے کو تھے ماجرائے دل

قطمیر نے جو دیکھا کہ ایک گویا گاتا ہوا آتا ہے اور بڈھا ڈھول بجا رہا ہے کہ ہر اک گونج رہا ہے اکثر طائر آشیانون سے سر نکالکر آوازین سُن رہے ہین قطمیر نے پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا اِدھر آؤ بڑے میان نے سلام کیا قطمیر نے کہا آپ کا مزاج کیسا ہے بڈھے نے کہا ہم تو آپ کے پُرانے میراثی ہین آپ چھوٹے سے تھے آپ کے گھر پر جایا کرتے تھے آپ اپنی مان کی گود مین ہوتے تھے آپ کی مان بڑی خوش مزاج تھین اُنکا پردے سے جھانکنا اور کہنا کہ ہان گویّے وہی شعر گاؤ جس مین ہجر کا ذکر ہو مین کھڑا یون کھڑا ہو کر گاتا تھا آپ اپنی مان کی گود مین پہرون ہنسا کرتے تھے ابتو یہ عنایت خداوند بقراط ہوئی کہ داڑھی مونچھ والے ہوئے ہو اب کیا پہچانیے گا ہم آپ کی مان کے دیکھنے والے ہین اکثر آپ کے باپ خفا بھی ہوتے تھے مگر ان نے آپ کی کبھی نہین مانا ضرور دروازے پر آتی تھین اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ وہ بڑھیا ہو گئی ہونگی قطمیر نے کہا ان نے ہماری انتقال کیا بڈھا رونے لگا کہا ہائے بڑا داغ دے گئین قطمیر نے کہا اب باتین نہ بناؤ وہی اشعار گاؤ مین ایک کام سے کھڑا ہون شبرنگ نے پوچھا کیا کام ہے قطمیر نے کہا طلسم کشا سے کلنگ لڑ رہا ہے مین حیران ہون کہ لوح کیونکر لون بڈھے نے کہا مین ابھی لوح لیے لیتا ہون آپ نہ گھبرائیے یہ گلوری کھائیے منھ مین تمام نہ ہونے پائیگی کہ مین لوح لیکر فوراً آتا ہون یہ کہکے ڈبیا سے گلوری نکالی ہاتھ بڑھا کر کہا لو بیٹا کھا لو قطمیر نے منھ کھولا منھ مین شبرنگ نے گلوری دی قطمیر نے کہا بڑے میان صاحب معلوم ہوتا ہے تمبا کو بہت پڑا تھا شبرنگ نے قریب آکر کہا تمباکو تو نہین مگر ذرا سی سنکھیا اِسمین پڑ گئی مین مجبور ہون اِدھر شہرت نے کہا اپنی مان کے یار وفادار کو نہین پہچانا قطمیر چیخا کہ گرفتار کرلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی قدم اُٹھاتے ہی گر کر بیہوش ہوا شبرنگ نے بڑھکر اُسکو قتل کیا اِدھر تو یہ قتل ہوا اُدھر نور الدہر کلنگ کو لے دوڑے دس قدم پر لاکر یکہ ماردونون

گھٹنے آشنا بزمین ہوئے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چار دن
شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے کہا او مغرور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی جب
کلنگ نے کچھ جواب نہ دیا نور الدہر نے چیر کر پھینک دیا ساتھ والے روتے پیٹتے بھاگے
وہان بہمن کہہ رہا تھا کہ یقین ہی قطمیر کا خاتمہ ہوا میرے بالے کا موتی ٹوٹ گیا کہ رونے
پیٹنے کی آواز آئی ہمراہیان قطمیر نے آکر فریاد کی کہ اے شاہان جلیل افسر بچارا مارا گیا ہم لوگ
بھاگ آئے ورنہ قتل ہوتے نور الدہر پلٹے بہمن نے کہا خیر اگر یہ فقرہ نہ چلا تو مین اور تدبیر
کرتا ہون پھر بہمن نے کہا مین تدبیر کرچکا اب طلسم کشا کو آنے دو آتے ہی انکو لونگا کیا میرے
ہاتھ سے بچ سکتے ہین یہان نور الدہر کلنگ کو مار کر جو پلٹے سکندر وغیرہ زرنثار کرتے
ہوے لے چلے بارگاہ مین آکر بیٹھے سکندر نے کہا اے شہریار آجکا دن بھی ناغہ گیا حضور
تا بہ درخت چنار نہ پہونچے نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ دیر ہونا باعث خرابی ہی
جس وقت قتل کلنگ سے فراغت پاؤ اسی وقت جاؤ نخل چنار کو جاکر اکھیڑو نقب مین
داخل کرو نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے جملہ سردار قدمون سے لپٹ گئے سکندر نے
کہا اے شہریار وقت شب ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے تو غلام بیکس و بے بس
ہو جائینگے اہل طلسم پھیر وبائو ڈالینگے ہر چند کہ غلام آپ کا سحر مین کسی سے کم نہین
ہی مگر طلسم کے عجائب وغرائب سے خوف آتا ہی نور الدہر نے کہا مجھکو لوح حکم دیتی ہی مین
خلاف حکم لوح نہ کرونگا انشاء اللہ تعالے لوح سے ہوشیار رہونگا سکندر مجبور ہو گیا
نور الدہر تنہا چلے مگر ہماے مرصع پوش نگاہ بچا کر اُٹھی کہتی ہی جو کچھ ہو مگر شاہزادے
کا ساتھ دونگی ہر چند کہ مقدمۂ طلسم بہت سخت وصعب ہی مگر پروردگار معین و مددگار ہی ایسا
نہ ہو وقت شب ہی شاہزادہ راستہ بھولے نور الدہر کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے
کر دیکھا ہماے مرصع پوش آتی ہی فرمایا اے ملکۂ عالم تمنے کیون تکلیف فرمائی ہما نے کہا
آپ تشریف لیچلیے مین ہمراہ چلونگی ہر چند نور الدہر نے منع کیا مگر ہماے مرصع پوش نے
نہ مانا ناظرین پر واضح رہے کہ نور الدہر وقت شب طرف مرحلے کے جاتے ہین اور ہما
ہمراہ ہی ذکر انکے پہونچنے کا تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ تفنگ قزاق کو مار کر مع قزاقون کے تیس ہزار فوج ہمراہ ہی پہونچنا بر سر قلعہ مینانگار و مقابلہ مینانگار جادو سے اور دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ای ساقی دلکش و دل آرام
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام

رنگین مزاج ہون شرابی
بھر دے کوئی پھول سی گلابی

چندے اسی جا پہ اب رہون گا
کیفیت عشق کچھ کہونگا ✤

ساقی کوئی جام بھر کے لانا
آسان نہین میکدے مین آنا

سلطان سریر دلبری ہی
باتون مین یہ کیفیت بھری ہی

مملو ہی شراب غم سے مینا
مشکل نہ ہو جام غم کا پینا

ای ساقی بادۂ جوانی ✤
ہو رنگ شراب ارغوانی

اس مے کو بہ عشق ڈھالتا ہون
مطلب دل کا نکالتا ہون

ہی جوش پہ فصل بادہ خواری
آج آئی نظر یہ تنگساری

رندون کو پیام یہ پہونچ جاے
ہر بادہ گسار رنگ کچھ لاے

مفتاح الم ہی بادہ خواری
نکلے کہین آرزو ہماری

ساقی سے جو ہو یہان ملاقات
ہو رنج مین پھر بسر نہ اوقات

وعدے کی وفا پہ مین تُلا ہون
ساقی تجھے بہت کُھلا ہون

گستاخ ہون دست و پا بڑھاؤن
شوخی تجھے ناز سے دکھاؤن

بہوت غریق عشق و لذت
ظاہر ساقی کی ہو گی ہمت

ہر رند کو جام غم کی خواہش
معلوم ہوئی نہ اُسکی کاہش

مینا ے قلم ہی بر سر جوشش
رندون کے بھی اُڑ گئے ہین اب غش

ای کلک مدار ہی تجھی پر ✤
اب عشق کی منزلون کو سر کر

لکھا جو قلم نے عشق کا حال	ظاہر ہوا پھریہ جان پہ جنجال
ہین حاکم ملک دلبری ہون	اور دولت نظم سے غنی ہون
ای بلبل کلک نغمہ پردازہ	کر قصہ حسن و عشق آغاز
سلطان سریر حسن و الفت	ہین راہ نورد دشت کلفت

پہ چہرہ بلاکشتان صحراے پربلاے صعوبت و مغتیان دار الفقضاے ہمت اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف و انقفان مذاق حسن بیان ہ مہ میں لیبیز قصۂ شاہان ہ تحریر کرچکا ہون کہ بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد قزاقون کو ساتھ لیکر چلے ہین اور ملکہ سرو دلکشا ہمراہ ہین یہ ظاہر ہو کہ بےغیر ساحرہ ہو منزلین طی کرتے ہوے سامنے ایک قلعے کے پہونچے ہین قلعۂ مینا نگار جسکا مینا نگار جادو مالک ہو اسی صحرا مین بادشاہ اُترپڑے جب بادشاہ اُترچکے مینا نگار جو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نوبت نقار کی آواز کان مین آئی بادشاہ لشکر کو جو دیکھا سامنے کھڑے ہین اسنے پلٹ کر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جو سامنے قلعۂ مابدولت کے آکر اُترے ہین جاکر منع کرو ایک ساحر یہان سے چلا سامنے بادشاہ کے آیا جاہ وجلال دیکھکر بر اے تسلیم خم ہوا عرض کی ای شہریار نامی حضور کا کیا ہو ہمارا بادشاہ پوچھتا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ جاکر کہدو کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام واسطے ایک شب کے اس مقام پر اُترے ہین صبح کو چلے جاوینگے تمہارا کچھ نقصان نہ کرینگے ساحر نے کہا ہمارے بادشاہ کا حکم ہو کہ ابھی لشکر اُٹھائیے ہم نہ اُترنے دینگے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا بادشاہ کا ہاتھ تھام کر جھٹکا دون بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک تمانچہ ماردیا وہ ساحر لڑکھڑا کر گرا بادشاہ نے ایک لات ماری کہ ہڈیان چور چور ہوئین مینا نگار نے بارگاہ سے اپنی دیکھا کہ میرے ساحر کو مارڈالا جھلا کر اُٹھا فورا آسمان پر بلند ہوا ایک سحر کیا کہ گرد لشکر بادشاہ آگ روشن ہوگئی اور لشکر سے دھوان نکلنے لگا بادشاہ اُسی مقام پر بیہوش ہوکر گرے ساتھ والے فریاد کرنے لگے مگر اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے فریاد فریاد کررہے ہین یہ سحر کرکے مینا نگار اپنی بارگاہ مین آبیٹھا ساتھ والون سے کہتا ہو یارو تمنے دیکھا بے ادبی کی مین نے سزادی اب تین دن مین

یہ سب تمام ہو جائینگے یہ جو آگ بیرون لشکر ہے یہ جلتے جلتے بیچ لشکر مین پہونچیگی سب کو
جلا دیگی کوئی زندہ نہ بچیگا سب جا کر خاک ہو جائینگے ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور
طلسم کشا کی بھی آمد ہی مینا نگار نے کہا میرے قلعے پر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا جو میرے
قلعے کے سامنے آئیگا فوراً مثادونگا وہ آگ جلاؤن کہ کسیکو مہلت نہ ملے طلسم کشا اکیلا ہی کیا
مقابلہ کرے اتنے ساحر بھیجون کہ اسکو گرفتار کر لین قلعے مین لا کر دار پر کھینچون اور بوح
وغیرہ چھین لون بھاگ کر نہ جانے دون باتین غرور کی کر رہا ہی کہ سامنے سے ایک ابر سیاہ
پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک ابر لہراتا ہوا سامنے آ کر پہونچا مینا نگار نے دیکھکر کہا
بی شورش آتی ہین بیٹی میری سحر مین خوب طاق ہی اور حسن مین بھی شہرۂ آفاق ہی کہ ابر آ کر
پھٹا شورش آسمان سے اتر کر سامنے آئی مینا نگار نے جو بیٹی کو دیکھا شورش نے سلام
کیا مینا نگار نے گلے سے لگا لیا محبت مین آ کر پیشانی پر بوسے دیے کہا کیون بیٹا کہان سے
آتی ہو اب تمھارا وقت شباب ہر گلی گلی نہ پھرا کرو اپنے باغ مین جا کر بیٹھو کنیزون کے ساتھ
مشغول عیش و نشاط ہو شورش نے کہا مین جو سو کر اٹھی تو مین نے حال سنا کہ ایک لشکر
سامنے قلعے کے آیا اسکو بادا جان نے آتش سحر مین پھنسایا ہی مجھکو بھی معلوم ہو کہ یہ لوگ
کون ہین ایسے گستاخ کہ سحر نہین جانتے اور سامنے قلعۂ ساحران کے اتر پڑے مینا نگار
نے کہا اے نور نظر یہ لوگ اہل اسلام ہین تمکو خبر نہین اس طلسم کے بڑے بڑے ساحر
مارے گئے لوح طلسمی طلسم کشا کو ملگئی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی مین اگر قصد کرون
تو ایک دن مین سب کو مٹا دون مگر مجھے فرصت نہین اپنے امورات مین مصروف رہتا
ہون مین کا ہیکو بیٹھے بیٹھے اپنے کو آفت مین پھنساؤن قدرت نے لکھا تھا کہ جو تمھارے
قلعے کے سامنے آئے اسکی فکر کرنا اے نور نظر مین نے وہی کیا اور یہ بھی ارادہ ہی کہ اپنے قلعے
سے باہر نہ جاؤنگا ہر طرف غدر ہین یہ قلعہ نایاب ہی ساحر لاجواب کسکی مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ
کرے یا ہمارے سحر اٹھا سکے شورش نے کہا بادا جان مین بھی جا کر دیکھون کہ انکا افسر
کون ہی مینا نگار نے زانو پر ہاتھ رکھکر کہا پیاری تم دیکھنے نہ جاؤ ایسا نہ ہو عشق سر کھینچے
یہ مسلمان حسن مین بے نظیر چہرے انکے رشک ماہ منیر ہین جو انکے سامنے گیا آفت مین

مبتلا ہو ا شورش نے کہا یاو اجان آپکو معلوم ہو کہ مین نے اپنے باغ مین مردانہ نام کا پھول بھی نہین رکھا مجھے اِن باتون سے نفرت ہو مین نہین چاہتی کہ اپنے کو بلا مین پھنساؤن فقط دیکھکر چلی آؤنگی یا اپنے باغ مین جاؤنگی کنیزین یاد کر رہی ہونگی آپ جانتے ہین کہ میرے باغ مین کیسی کیسی مصاحبان و مسار جمع ہین جب جاتی ہون انھین مین کھیلا کرتی ہون سب کو میری یاد ہوگی اب پریہی خبر یاد ہوگی کہ آج بی بی کہان چلی گئین کیون دیر لگائی مین دم بھر ٹھہر کے چلی جاؤنگی مینانگار نے کہا جاؤ دیکھ لو کنارے پر لشکر کے ستارہ دچمک رہا ہو وہی سب کا افسر سعد بن قباد والا نثراد ہو حقیقت یہ ہو کہ اپنے وقت کا یوسف ہو یہ باتین کہکر مینانگار خاموش ہوا شورش اپنے مقام سے اُٹھی اُسی طرح ابر پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی آسمان سے آکر دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہو تڑپ رہا ہو چاپتا ہو اُٹھون مگر جب اُٹھتے ہین پھر لڑکھڑا کر گرتے ہین رفقا چاہتے ہین ہاتھ تھام لین مگر وہ بھی سب مجبور و ناچار ہین جب ہاتھ تھامتے ہین خود بھی گر پڑتے ہین سب لشکر والے رو رہے ہین شعلے آگ کے بھڑک کر آتے ہین اُس آگ کی سوزش سے اور زیادہ پریشان ہین بھائی سے بھائی مل رہا ہو باپ بیٹے کو گلے لگا کر رو رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اب اِس آگ مین جل جاوینگے اب کیونکر بچین گے یہ حال دیکھکر شورش بیقرار ہوگئی بلند ی سے پکار اُٹھی کہ اے شہریار میرا دم لبون پر ہو اپنی تو یہ صورت ہو کہ کسی سے بیان کرنے کے لایق نہین

نظم

ہو غضب چاہنے والون پہ جفا کرتے ہین ۔۔۔ ہو نگے معشوقون مین بدنام بُرا کرتے ہین
اپنے عاشق پہ جو کم جور و جفا کرتے ہین ۔۔۔ رحم آتا ہو اُنھین خوف خدا کرتے ہین
جان جاتیکا نہین خوف ذرا کرتے ہین ۔۔۔ منھ سے جو کہتے ہین عاشق بخدا کرتے ہین
کیون نہ اشعار ہون اپنے صفت سلک گہر ۔۔۔ ورد و ندان حسینان کی ثنا کرتے ہین
غیر کے ساتھ وہ آتے ہین عیادت کے لیے ۔۔۔ درد دل کی وہ مرے خوب دوا کرتے ہین
قابل رحم جو ہو حال شب ہجر مرا ۔۔۔ دشمن جان بھی مرے حق مین دعا کرتے ہین
جان دینے کو کہا مین نے تو بولا وہ شوخ ۔۔۔ کبھی دیکھا نہین ہمنے پہ سُنا کرتے ہین
بیچنا ہو جسے منظور وہ بیچے جا کر ۔۔۔ ایک بوسے پہ وہ دل مول لیا کرتے ہین

جان تک مجھکو نہین ہی بخدا اُسنے عزیز ٭ وہ جو دل لیکے مکرتے ہین برا کرتے ہین
ظلم کی اُسنے نہین مجھکو شکایت ہرگز ٭ جو مرے حق مین وہ کرتے ہین بجا کرتے ہین
جز غم سبط نبی کوئی نہ غم ہو سطوت ٭ اپنے خالق سے یہی روز دعا کرتے ہین

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر شورش خوب روئی اشک جو آنکھون سے ٹپکے شعلۂ آتش بجھے آخر ناچار ہوکر اپنے ابر کو اونچا کیا اسقدر پانی برسایا کہ تمام آگ بجھ گئی بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے سردارون نے آکر نذرین دین مبارکباد کہی بادشاہ فرماتے ہین پروردگار نے عجب قدرت دکھائی خودبخود مینھ برسا آگ بجھ گئی یہ باتین جو شورش نے سنین دل مین آیا کہ اس شہریار کو آگاہ تو کردون تخت اپنا ابر سے نکالا بادشاہ فرما رہے ہین کہ بھائیو یہ پانی اصلی نہ تھا کسی مہربان نے سحر کیا اُسنے اِس سحر آتش کو دفع کیا کہ فیروزہ برابر کھڑا تھا اُسنے عرض کی کہ دیکھیے معین آتا ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ایک مہ جبین نہایت حسین کو دیکھا کہ تخت پر سوار ہی زلفین چہرے پر ہوا سے اُڑ رہی ہین اور آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو بشکل تیغۂ ہلال خوش مزاج وخوش جمال زلفین ہر اے عاشقان جنجال لبون پہ مسیحائی جب کبھی مسکرا دیتی ہی تو گوہر دندان کھلجاتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مروارید بے بہا درج مین چمک رہے ہین بادشاہ نے آہ کی اور بے اختیار پکار اُٹھے آئیے تشریف لائیے فرد

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭

شورش مسکرا کے تخت سے اُتری بادشاہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلے جب بارگاہ مین لائے جلسہ آراستہ ہوا فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

قمر نے داغ کھایا ہی مرے زہرہ شمائل پر ٭ تصدق ہین تمھارے چاند سے رخسار کے تل پر
نظارہ حسن کا ہر پل رہے صدمہ نہ ہو دل پر ٭ مری آنکھون کے پردے ہون جو اُس لیلی کی محمل پر
بنا مجنون ہوا عاشق جو اُس لیلی شمائل پر ٭ سنبھالون کسطرح ہرگز مرا قابو نہین دل پر
کرین تو ذبح وہ آئے نہ تھے پھرون ہی ہین برائے ٭ سُنا ہی یہ ہنسی آتی ہی اُنکو رقص بسمل پر
پھنسایا ہاے آنکھون نے نظارہ کرکے عارض گل ٭ ہوا کب حسن پر مائل یہ تہمت ہی مرے دل پر
مرا پیغام اے باد صبا اُس گل کو یہ دینا ٭ تری فرقت سے گر صدمہ ہو تمکو تو بتا کبتک سہون دل پر

بہے لختِ جگر آنکھونسے میری اشک بن بنکر
بنے گا حشر کو محضر ہمارے خون ناحق کا
ہوا اک داغ دل پر یاد آیا ساقی مہ وش
رقیبون کا ضرر اُس بزم مین کچھ بھی نہین ہوتا
نہ چونکا حشر تک اِسطرح عاشق چین سے سویا
غم فرقت مین مر مر کے بسر کی زندگی ہمنے
تلاطم بحر مین ہوتا ہی اشکون کی روانی سے
محبت دلکو تھی روز ازل سے اُسکی اے سطوت

یہانتک تو نری فرقت کا صدمہ ہی مرے دل پر
پڑی ہین اُڑ کے چھینٹین خون کی دامان قاتل پر
شب مہتاب مین کی سیکشی مین نے جو ساحل پر
نگہ کا تیر جو چلتا ہی پڑتا ہی مرے دل پر
تمھارا تھا راہ مین پہونچا لحد کی پہلی منزل پر
نہ پوچھا ایک دن اُسنے کہ گذری کیا ترے دل پر
تمھاری یاد مین روتا ہون جب مین جا کے ساحل پر
فدا کر دی جبین نے جان نقش پائے قاتل پر

شب بھر یہی ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو ملکہ شورش نے کہا کنیز رخصت ہوتی ہی مگر بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے کوچ کر جائیے بیناانگار جادو کو جو ظاہر ہوگا کہ یہ سحر دفع ہوا تو وہ فتور برپا کریگا بادشاہ نے فرمایا مین بدون فتح کیے اس قلعے کے نہ ٹلونگا شورش نے عرصہ دراز تک سمجھایا مگر بادشاہ اپنے قول کے پابند رہے واضح رہے کہ لشکر قلعے سے تین کوس پر ہی صبح کو جو بیناانگار اُٹھا تو بالاے قلعہ آیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا چارونطرف گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہتا ہی یا خداوند لقراط جو ابر کہ مین نے حائل کیا تھا وہ معلوم نہین ہوتا رفقا سے کہنے لگا کہ یارو وہ آگ وغیرہ کیا ہوئی لشکر مین دشمن کے چہل پہل ہو رہی ہی یہ دیکھ کے اُڑا طرف لشکر بادشاہ کے چلا وہان شورش بارگاہ سے بادشاہ کی نکلی طاؤس پر سوار ہوئی اِدھر سے یہ طرف قلعے کے جاتی تھی اُدھر سے بیناانگار آتا تھا باپ کو جو شورش نے آتے دیکھا تھر آگئی پسینے پسینے ہوگئی بیناانگار نے پاس آکر کہا ارے کہان گئی تھی شورش نے گھبرا کر کہا کہ کہین نہین بیناانگار نے کہا یہ جو سحر مین نے کیا تھا اُسکی علامت کیا ہوئی شورش نے کہا مین کیا جانون ہین تو اُس صحرا کی سیر کو گئی تھی گل بوٹے دیکھکر پلٹ آئی بیناانگار کا اور زیادہ شک بڑھا ہاتھ پکڑ کے کھینچتا ہوا لایا جس مقام پر آگ روشن تھی وہان پہونچا دیکھا دختر کوہ مین جو کر دیا ہوا ہی اسباب سحر جمع نہ جھلا کر کہا او شوخ دیدہ بتا یہ سحر کسنے کیا شورش نے پھر انکار کیا بیناانگار نے وہان کی خاک اُٹھائی اور پتلہ بناکر اُس سے پوچھا تو کسکا سحر ہی

تیلے نے صاف صاف کہدیا کہ بی شورش نے سحر کیا پانی برسا کر آگ بجھائی ہم مجبور تھے یہ سنکر بیناؔنگار نے شورش کو ایک تمانچہ مارا شورش رونے لگی سر جھکا کر کہا یا واجان آپ کامل و اکمل ہین جو چاہیے وہی ہو سکتا ہو آپ نے حکم دیا تیلے نے میرا نام لے لیا اب آپ کو اختیار ہو اسطرح مجبور ہو کر شورش نے کہا کہ بیناؔنگار کو رحم آگیا اتنی بڑی حکومت ہین بس یہی ایک بیٹی ہو کہا اِسی مقام پر کھڑی رہنا ہین ابھی بادشاہ کو پکڑے لاتا ہون شورش نے کہا آپ کو اختیار ہو مجھکو اُنکی گرفتاری سے کیا کام بیناؔنگار جھومتا ہوا چلا یہان بادشاہ یا دبین شورش کی دربارگاہ پر کھڑے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا اسنم بیناؔنگار جادو ای بادشاہ اب کیونکر بچوگے ایسے گستاخ ہو کہ کھڑے رہے چلے نہ گئے سحر اُترنا غنیمت نہ جانا اب ایسی آفت مین پھنساؤنگا کہ عمر بھر رہائی نہ ہوگی بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا بیناؔنگار نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑی بیناؔنگار نے جھپٹ کر کمر مین پنجہ دیا لشکر پر اشارہ کیا کہ لشکر والون کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے دریا ہو اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے بیٹھے ہوے سب دعائین مانگ رہے ہین کہ ای مالک کارساز و ای رب بے نیاز اِس بلاے آسمانی و آفت ناگہانی سے بچالے رحم اپنا شریک حال کر سوا تیرے اِس عالم یاس مین کون دستگیر ہو تو ہی فریادرس ہو اِس بحر متلاطم سے نجات دے

نظم

هرانکه دادبه دنیا و اہل دنیا دل | به غیر ذلت وے حاصلی نه شد حاصل
مشو به صورت زیباے این جہان مائل | که نیست نزو بجز از درد و رنج و غم حاصل
بزیب و زینت دنیاے دون مشو نازان | که ہست بہرد و سه روز گرم این محفل
چو ابر رحمت حق باش درمیان جہان | سخی و فیض رسان فیض بخش و دریا دل
بغیر یاد خداوند مگذران یکدم | به ذکر و فکر خدا باش ہر زمان شاغل
بکار و بار جہان شو نه آن چنان مشغول | که از جناب الٰہی شوی ازان غافل
ز لطف نظم تو ہندی شود به دل خرسند | بود ہر آنکه سخندان و عالم و فاضل

یہ رنگ لشکر کا کر کے بادشاہ کو لیے ہوے بیناؔنگار اُس طرف چلا کہ جہان شورش تھی لیکن حیران تھی کہ کیونکر جا کر بچاؤن اب جا کر نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا ای شورش

حال دل کس سے کہون اپنا تو یہ حال ہی نظم

جوش سودا ہی بیابان مین مجھے جانے دو	وحشیون سے دل دیوانہ کو بہلانے دو
عید کا چاند مجھے ماہ محرم ہوگا	اُس قمر کو تو سفر سے مرے گھر آنے دو
ہوگی صحت دل بیمار کو دم مین حاصل	میرے عیسیٰ کو تو بالین پہ مرے آنے دو
یہ بلا مجھکو ہی سرکار جنون سے خلعت	جسم مین جامۂ صد چاک کو پھر آنے دو
شعر پہ آنے سے اُلجھنا ہی مرا دل اے جان	زلف پُرخم کو فقط دوش پہ لہرانے دو
یار کو فصل بہاری مین ہی شوق گلگشت	داغ دل چیر کے سینہ مجھے دکھلانے دو
اُس مسیحا سے کہا مین نے کہ مرتا ہی شفا	ہنس کے بولا کہ جو مرتا ہی تو مر جانے دو

اِس خیال مین کھڑی تھی کہ دیکھا سامنے سے مینا نگار بادشاہ کو لیے ہوے آتا ہی مگر بادشاہ ملول و حزین تاج سر سے گر گیا چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین مینا نگار چلا کر کہتا ہی کہ کیون او سغر ور ہم سے جو چھوٹے تھے تو بھاگ گئے ہوتے ایسے مغرور ہوے کہ قلعے کی تسخیر مین پڑے یہ کہکے شورش سے کہا کہ اپنے باغ مین جاؤ خبردار اِس مقدمے مین اب دخل نہ دینا مین جاکے اِس شخص کو دریاے قلزم مین جو گنبد ہی اُسمین قید کرتا ہون شورش ناچار دیکھا کی کہ مینا نگار تخت اُڑاتا ہوا روانہ ہو گیا شورش کی آنکھون سے اشکون کی شورش دل بیقرار آنکھین اشک بار رونا اِسکا تھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ کو جاکر مار ڈالے اے پروردگار اُس شہریار کو بچالے تو حاکم و ناظم ہی ایسا نہ ہو یہ دشمن مسلمانان اُس شہریار کے ساتھ بدی پیش آئے اِس خیال مین اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا واری ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو نہ حال پوچھو میرے حال دل کو کون جانتا ہی وہ رب رحیم رحم اپنا شریک کرے اُنکو بچالے باواجان کی بدعت سے نجات دے نظم

اے خدا اے کریم و ایزد پاک	واسع ارض و رافع افلاک
آدمی را تو دادۂ اعزاز	خاک را کردی از نجاست پاک
تو وہ خاک را عطا کردی	عقل و فہم و لیاقت و ادراک

در چمن میر صد بر ابر فیض ۔۔۔ — از تو باہر گل و خس و خاشاک
در میان جہان ہمیشہ ارد — دوست تو ز جور دشمن باک
در خوشی خوش نمی شد و عاشق — نہ بوقت غم و الم غمناک
خاکساران عشق میدارند — زیب تن از برہنگی پوشاک
در غم ہجر ہست عاشق را — سینہ صد پارہ و جگر صد چاک
داغ الفت بہ دل نہان دارد — بر رخ از بندگی نشان دارد

کنیزین خاموش ہو رہین مگر شورش بیتاب و بیقرار ہوا دھر بیناؔ نگار بادشاہ کو لیے ہوے قریب ایک دریا کے پہونچا کہ دریاے تہار زخار لطمہ سنج آفت زا ہے موجین بلند ہو رہی ہین نہنگان خون آشام بہے ہوے جاتے ہین مچھلیان کلان منھ کھولے ہوے برابر شناوری کر رہی ہین کہ جو شے سامنے آئے اُسے کھا جائین وسط دریا مین ایک مقام پر ٹاپو ہے اُس ٹاپو مین گنبد بنا ہوا ہے دروازہ گنبد کا کھلا ہوا بیناؔ نگار بادشاہ کو لیکر قریب در گنبد آیا گنبد مین بادشاہ کو ڈالدیا اور دروازہ بند کر دیا گرد گنبد کے آگ جلا دی کچھ پہیرا اپنے مقرر کیے اور وہان سے پلٹا جا کے قلعے مین داخل ہوا یہ تو اس حال مین بادشاہ گنبد مین پڑے ہوے آہ آہ کر رہے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین ہر مرتبہ بیقرار ہو کے یکبار اُٹھتے ہین کہ اے رحیم فضل اپنا شریک کر یہ گنہگار نہایت بیقرار ہے

نظم

مینماید روے خود در وحدت و کثرت وحید — ظاہر از ہر فرد میگرد و خداوند فرید
شد از و اظہار ہر روز و شب و شام و صباح — شد از و اصلاح ہر نیک و بد و پاک و پلید
گاہ از ذرہ بہ بیند چہرہ گاہ از آفتاب — ہر کہ باشد طالب دیدار و خواہشمند دید
از وجودش آشکارا ابتدا و انتہا — ظاہر از ذات قدیمش ہر قدیم و ہر جدید
نکتۂ توحید ذاتش خارج از شرح و بیان — علم تشریح صفاتش زاید از گفت و شنید
قدرتش موجود در ہر ظاہر و ہر باطن است — صنعتش پیدا است اندر ہر قریب و ہر بعید
گم شد آن سالک کہ در راہ طریقت با نہاد — گشت بے نام و نشان ہر کسکہ در منزل رسید
چشم دل ہندی منور کن بنور معرفت — گر صفاے دل بچشمت روشنی آید پدید

حاضر و ناظر ہیں و بیشت خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر مینا نگار پلٹ کر قلعے مین آیا رفقا سے کہ رہا ہی کہ یارو مین نے بادشاہ کو ایسی بلا مین مبتلا کیا کہ جہان کوئی جا نہین سکتا زبان ہلا نہین سکتا رفقا نے پوچھا حضور وہ کون مقام ہی مینا نگار نے کہا مین مقام کا نام نہ لونگا مین نے کسی کے سامنے زبان سے نہین نکالا اسی رات کو تڑپ تڑپ کے تمام ہو جائیگا رفقا نے عرض کی حضور ان مسلمانون کو موت نہین ہی ہر مقام سے رہا ہو جاتے ہین ایسے ایسے مقام پر قید ہوے اور پھر رہا ہو گئے مینا نگار ان باتون کا جواب دیتا ہی یہ مقام ایسا نہین ہی کہ جہان سے رہائی پائین مگر وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پلنگ پر پڑی ہی لیکن بیقرار کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی کبھی پروانون پر نگاہ ہی اُنکا حال دیکھکر آہ آہ کرتی ہی بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکلجاتے ہین

نظم

گشتۂ اک عالم ہی چشم لعبت خودکام کا
استخوانون مین مزہ پاتے ہین سگ بادام کا

اہ تپ غم گور مین پیچل جوانی مین سے مجھے
دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج ہی
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہی پایان محمل آرام کا

اہ صنم عاشق سے ملتی ہی نہین آنکھین تری
نشہ دونا ہی شراب حسن کے دو جام کا

گیسوون نے کر دیا دہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا

عرصۂ روے زمین ہو جاے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی یہ بعد مرگ بھی ظاہر ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

ہی سبو مستی مین اپنی عالم دیو انگی
حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست
ٹوٹتا ہی نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

اُس بیقراری مین دوپہر رات گذری رہ رہ کے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی جی مین یہ کہتی ہی کہ اُس شہریار پر نہین معلوم کیا گذری جب رات کم رہی تو صبر نہ آیا اپنے مقام سے

اُٹھی جھولی اُٹھا کر بائین ہاتھہ پر ڈالی طاؤس نو برین بال پر سوار ہوئی اُس شب تیرہ و تار مین
اُڑی ہوئی جاتی ہی مگر کلیجہ دھڑک رہا ہی حیران ہی کہ کس طرف جاؤن آخر سوچی کہ اُس ملعون نے
دریا کا نام لیا تھا پس دریا پر چلو یہ خیال کر کے طرف دریا کے روانہ ہوئی اُس مقام پر جا کر
پہونچی کہ دریا سے قہار موج مار رہا ہی مچھلیان اُبھر رہی ہین اور وسط دریا مین ایک گنبد ہی
اُسکے گرد آگ جل رہی ہی سوچی کہ یہی مقام سحر ہی یہ سوچکر ٹاپو مین آئی چوکا دیا ایک سماری
نکالی آدھی باندھی آدھی اوڑھی سحر کرنے لگی ایک لکۂ ابر بنا یا اُسکو برسایا اِس زور سے پانی
برسا کہ تمام آگ پانی ہو گئی آگ کو بجھا کر قریب دروازۂ گنبد کے آئی آکر دروازہ کھولا دیکھا
شہریار بیہوش پڑے ہین قریب آکر خون اپنا کاٹ کر ڈالا ناف شہریار کو ہوش آیا قوت جسم
مین نہ تھی منھ پر ہاتھہ پھیرا بادشاہ کو نکالکر باہر لائی کہا حضور طرف لشکر کے چلیین آب دمیدہ
سحر دیدیا کہ یہ جا کر لشکر والون پر چھڑک دینا سب مین طاقت آجائیگی یہ سامان کر کے گھبرائی
ہوئی باہر نکلی چوکے کا تو خیال نہ کیا طاؤس پر سوار ہو کے چلی مگر بادشاہ جاتے ہین راہ
مین ایک مرکب ملا اُسپر سوار ہوے گھوڑے کو اُڑاے ہوے جاتے ہین صحرا سے نکلے
تھے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے تھے کہ آواز زنگ کی آئی خواجہ عمرو کو دیکھا کہ لپکے
ہوے آتے ہین بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا خواجہ نے پوچھا حضور کہان سے آتے ہین
بادشاہ نے فرمایا مین گنبد مین بند تھا شورش دختر بینا نگار نے مجھکو رہا کیا مگر ای عمرنامدار
واسطے شورش کے دل بیقرار ہی مین تو لشکر مین جاتا ہون آپ اُسکی خبر لائیے مین آپکی
خدمتگزاری کرونگا یہ سُنکر خواجہ خوش ہو گئے اُسی طرح بھاگا بھاگ چلے مگر بادشاہ بھی
تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی افسر لشکر کنارے پر ٹہل رہا تھا اُسنے
جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای پہلوان دوران
وای گرشاسپ جہان تیرا نام نامی کیا ہی اُس پہلوان نے عرض کی میرا نام کہرام بلند آواز
ہی مین براے مقابلۂ حضور چلا تھا رات مین خواب دیکھکر مسلمان ہوا حضور کو تلاش کر رہا
تھا یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر سُنایا کہا غلام بصدق دل مسلمان ہوا ہی کچھ خوف
نہ کیجیے بارگاہ مین تشریف لائیے کہرام بادشاہ کو بہ اعزاز و اکرام اپنی بارگاہ مین لایا رفیق

آکر جمع ہوے بادشاہ بیٹھے ہین مگر بیقرار ہین دمبدم رنگ بدل رہے ہین فرماتے ہین کہ نہین معلوم اُس ماہ تابان پر کیا گذری کہرام خاطر کرہا ہی کہتا ہی اے شہریار مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون بادشاہ نے فرمایا اے کہرام کیا حال پوچھتا ہی اپنا تو یہ حال ہی **نظم**

چہچہے ہین کر رہے مرغ خوش الحان آجکل
ہم بھی چلکر ہون گلستان مین غزلخوان آجکل

کیا جنون کے ہاتھ سے دل ہو پریشان آجکل
دیکھنے جائین گے ہم سیر بیابان آجکل

ذبح ہوتے ہین چھری سے روز عاشق بیگناہ
مسلخ قصاب ہو گیا کوے جانان آجکل

پھول کا کیا ذکر بلبل تک نہین اک باغ مین
ہی خزان کے ہاتھ سے ویران گلستان آجکل

وصل اک بلقیس وش کا ہو میسر رات دن
اوز رہے قسمت ملا تخت سلیمان آجکل

ہاے پیری ہین نہین دنیا کسیکا کوئی ساتھ
ساتھ میرا چھوڑتے ہین میرے دندان آجکل

ہی مرے دل کی تڑپ سے برق کو شرمندگی
اور رونے سے خجل ہی ابر باران آجکل

دیکھتے ہی دیکھتے عشق وجنون کے ہاتھ سے
سیکڑون گھر ہو گئے آباد ویران آجکل

اسقدر او شمع و فرقت مین تیری کھاے داغ
دیکھ لے دل ہو سراسر مو چراغان آجکل

او صنم ہی لطف اپنے اپنے معبد چھوڑ کر
تیرے زر کے بندے ہین گبر و مسلمان آجکل

شعلے میری آہ کے جاتے ہین سوے آسمان
کیون نہ حدت پر ہو خورشید درخشان آجکل

فصل گل آئی ہی نالا مال سب کو کر دیا
ہی زر گل سے بھرا گلچین کا دامان آجکل

اپنے جوبن پر اکڑتے ہین جوانان چمن
طرفہ کیفیت یہ ہو رنگ گلستان آجکل

کسکا روے صاف اے سطوت مجھے آتا ہی یاد
ہو مثال آئنہ رہتا ہون حیران آجکل

مگر شورش تو طاؤس پر سوار ہوکر اُدھر چلی گئی اِدھر بادشاہ بارگاہ کہرام مین گھبرا رہے ہین اُدھر مینا نگار بیٹھے بیٹھے اپنے قلعے مین گھبرا یار رفیقون سے کہا یارو دل گھبراتا ہی مین نے اُس گیسو بریدہ سے کہدیا کہ قیدی کو دریا پر لیے جاتا ہون خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو وہ جا پہونچے اور بادشاہ کو رہا کر دے سب نے کہا حضور آپ کا خیال خام ہی انکو کیا ضرورت ہی مینا نگار طاؤس پر سوار ہوا طرف دریا کے چلا اِدھر سے مینا نگار جادو جاتا تھا قضاے کار راہ مین ملکہ شورش کو آتے ہوے دیکھا پریشان حال دوپٹہ ڈھلکا ہوا

سحر جو کیا ہی تو پسینے پسینے ہو باپ کو جو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی جھک جھک کر سلام کرنے لگی یہ
حالت دیکھکر مینا نگار نے کہا اری کہاں سے آتی ہو گھبرا کر شورش نے کہا کہین سے نہین
برائے سیر گئی تھی اب پلٹ کر آئی ہون مینا نگار نے کہا تو طرف سے دریا کے آتی ہو برائے
رہائی بادشاہ گئی تھی شورش نے کہا مین بادشاہ کو کیا جانون مجھے اُن سے کیا مطلب یہ سُنکر
مینا نگار نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا اور کشان کشان طرف دریا کے لیچلا جب قریب
دریا کے پہونچا تو دور سے دیکھا کہ آگ گل ہو گئی ہو دروازہ گنبد کا کھلا ہو مینا نگار کے ہوش
اُڑ گئے کہا او گیسو بریدہ جو مین سمجھا تھا وہی ہوا آگ جو روشن تھی وہ کیا ہوئی دروازہ گنبد کا
کسنے کھولا جو جو مینا نگار یہ کہتا ہو رنگ روے شورش اُڑا جاتا ہو آنکھون مین حلقے پڑ گئے
چہرے پر زردی چھا گئی الغرض اس عالم یاس مین مینا نگار نے کنارے پر دریا کے اُسکو چھوڑا اگر
سحر کر دیا کہ پانون زمین نے تھام لیے خوف تھا کہ بھاگ نہ جائے آپ ٹاپو پر آیا اور دیکھا
کہ جو کا دیا ہوا ہو اسباب سحر پڑا ہوا ہو دروازے پر جھانک کر دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان پڑی
ہین بادشاہ کو نہ پایا پلٹ کر جو کے سے خاک اُٹھائی پتلہ بنا کر تیار کیا پوچھا تو کسکا سحر ہو فوراً
پتلے نے آواز دی ہین شورش آپ کی دختر کا سحر ہو ان اُنھون نے دریا مین نہا کر جو کر دیا
اور پانی برسا کر آگ بجھائی ہم دیکھتے تھے کہ بادشاہ کو نکال لیا اب تو مینا نگار پلٹ کر غصے
مین آیا بال پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہا او نالایق تجھے مسلمانون سے کیا کام تھا تو نے کیون
رہا کیا افسوس کہ مین تمام طلسم مین بدنام ہوا تمام طلسم مین مشہور ہو کہ فرزندان حمزہ سحر کا
ہین جو انکے دم مین پھنسا پھر نہ نکلا یہ کہکے ہاتھ پکڑ کے کھینچا طاؤس پہ شورش کو ڈال لیا
چاہا تھا کہ قلعے مین لیجا کر سزا دون اسی دھیان مین بکتا جھکتا قلعے تک آیا یہان رفقا بھی
مشتاق بیٹھے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ مینا نگار آتا ہو مگر بیٹی کو مضبوط پکڑے ہوے ہو
جس سے ثابت ہوتا ہو کہ غصے مین چہرہ سرخ ہو رہا ہو زمین سے اُترا اسنے ستون سے
شورش کو باندھ دیا کوڑا لیکر چلا کہ مارون شورش کانپ رہی ہو کہ اگر یہ کوڑا پڑا تو کیونکر
زندہ بچونگی رفقا ہان ہان کہکر لپٹ گئے مینا نگار نے سب کو جھڑکا کہا تم لوگ الگ رہو
تمکو خبر ہو کہ اسنے کیا کیا مین بادشاہ کو قید کر آیا تھا اسنے انکو رہا کر دیا یہ تو اس پیچیا سے

پوچھو کہ تو نے رہا کر کے انھین کیا کیا رفقا نے جو بڑھ کے پوچھا کہ کیون بی بی بادشاہ کو رہا کر کے کیا کیا شورش کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کچھ جواب نہین دیتی آخر مینا نگار نے ایک کوڑا مارا وہ جسم نازنین بہ قول شاعر فرد یہان تلک وہ نزاکت مین ایک یگانہ ہوا ہو جو پہنی پھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا ہو اُس جسم پر کوڑا پڑا خون کے سراٹے اُڑنے لگے سر ستون پر دوسرے مارا بیباک ہو کر کہا او جلاد خنجر مار کہ تیرا مطلب حاصل ہو یہان سب کے سامنے کیون ذلیل کرنے کو لایا صحرا مین کیون نہ قتل کر ڈالا مین شاہ کو کیا جانون مین انکو کیون رہا کرتی مجھپر ناحق کی تہمت ہو اگر اسی حیلے سے قتل کرنا منظور ہو تو کون منع کرتا ہو خود قتل کر ڈال مینا نگار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا تھا تلوار کا مارون کہ وزیر کلان اِسکا عقیل روشن راے ناگاہ دربارگاہ سے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مینا نگار یہ وا ای بادشاہ عالیمقدار یہ کیا حرکت ہو بیٹی سے تمھاری کیا کیا مینا نگار نے کہا ای عقیل روشن راے احوال تو سنو کہ اِس فتنہ انگیز نے کیا قیامت برپا کی بادشاہ لشکر اسلام کو مین نے قید کیا تھا پہلی مرتبہ سحر سبرا اِسنے اُنپر سے اُتارا مین خاموش ہو رہا دوبارہ دریا پر جا کر اِسنے قید سے رہا کر دیا عقیل بہت منھ لگا ہوا اور مینا نگار بھی اُسکو خوب مانتا ہو اُسنے ہاتھ سے تلوار چھین لی کہا ای شہنشاہ اُسکی صورت زیبا دیکھو ایسا نہ ہو کہ دم اُسکا نکل جاے یہ کہکے بادشاہ کو عقیل نے ڈھکیل دیا کہا او جلاد تو نے غضب کیا کہ اُسکو کوڑا مارا وہ حقیقت مین سچ کہتی ہو جھوٹھی نہین ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی ضرب شدید لگجاے نوجان سے جاے خبردار ایسی حرکت اب نہ کرنا یہ کہکے ملکہ شورش کو کھولا کنیزون سے کہا اِنکو باغ مین لیجاو کنیزون نے آکر گود مین اُٹھایا منکا ڈھلا ہوا ہچکیان لیتی ہوئی اِس حال سے کنیزین انکو لیگئین بعد جانے شورش کے مینا نگار سر جھکا کر بیٹھا وزرا نے کہا حضور غم غلط کیجیے کہنے لگا صاحبو بیٹی کو مار کر مجھکو بڑا اقلق ہو یہ کمبخت نازک مزاج و نازک اندام اُسپر یہ بدعت کہ کوڑا مارا اب مجھے خیال آیا کہ مین بادشاہ کو پھر پکڑ لاتا بس یہ کہکے ہرکارون کو حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ کیا کر رہے ہین ہرکارے جو بارگاہ مین آئے دیکھا کہ رفقا سب بیٹھے ہین تخت خالی پڑا ہی فیروزہ سے سب کہہ رہے ہین کہ ای عیار طرار بادشاہ کی خبر

نہ لائے کہ اُس شہریار پر کیا گذری فیروزہ نے کہا مین دور دور گیا مگر کہین نشان نہ پایا پر
تو خبر معلوم ہوئی کہ دریا کی قید سے رہائی پائی مگر نہین معلوم کہ کس طرف آوارہ ہو گئے
کہان جاکر ڈھونڈھون ہرکارون نے جو یہ خبر سنی حیران و پریشان پلٹے سامنے مینانگار
کے آئے کہا ای شہریار بادشاہ تو لشکر مین نہین ہین رفقا اُنکے خود گھبرا رہے ہین عیار
ڈھونڈھنے گیا ہو مینانگار نے کہا خیر جسوقت آوینگے اُسوقت گرفتار کر لاؤنگا مینانگار
تو اس فکر مین بیٹھا مگر بادشاہ نے جب خواجہ کو خبر دی تو خواجہ قلعے مین آئے وزیر کلان
کا نام دریافت کر کے اُسکے مکان پر پہونچے جاکر اُسکے مکان پر اُسے گرفتار کیا زنبیل مین
رکھ لیا اُسکی شکل بنکر آئے ملکہ کو طرف باغ کے روانہ کرایا بادشاہ سے کہا مین جاکے
اُس کمبخت کا علاج کرون ایسا نہ ہو تڑپ کر دم نکلجائے مینانگار نے کہا ای وزیر اعظم
تمنے اُسے کو دیون مین کھلایا ہو یہ سموئیت پوچھنا کہ بادشاہ سے تجھکو کیا واسطہ ہی حقیقت
مین میرے سحر نے بڑا کیا کہ اُسکا نام بتا دیا یہ بدعت ہوئی اور نام نہ بتایا یہ جو جھلا کر اُسنے کہا کہ
قتل کرڈالیے مجکو غصہ آگیا تم پوچھنا کہ عاشق ہی یا نہین مگر مجھے اُسپر گمان نہین ہوتا اسوجہ
سے کہ اُسکو تو مرد کے نام سے نفرت ہی اور مین نے بادشاہ کو دیکھا کچھ بہت خوبصورت
نہین ہین یہ خود اُسنے بہتر ہی مگر سحر نے اپنا اثر دکھایا خواجہ عمرو مینانگار سے رخصت ہوکر
باغ مین آئے دیکھا ملکہ چھپر کھٹ پر پڑی ہی کنیزون نے خون دھلایا پٹیان وغیرہ زخمون پر
چڑھاوین ملکہ یاد مین بادشاہ کی تڑپ رہی ہین کہ کنیزون نے خبر دی کہ وزیر اعظم تشریف
لاتے ہین آج تو وزیر نے بڑا کام کیا کہ آپ کے واسطے شاہ کو سخت باتین کہین اور
آپ کو رہا کیا اب تشریف لاتے ہین اُنسے ملاقات کیجیے کہ خواجہ بارہ دری مین آئے
شورش نے سلام کیا وزیر نے حکم دیا سب کنیزین باہر جائین کل کنیزین باہر گئین عمرو
نے کہا ای فرزند مجکو پہچانا شورش نے کہا آپ میرے عم نامدار ہین عمرو نے منھ پر ہاتھ
پھیر اصورت اصلی ظاہر ہوئی ملکہ ڈر گئی کہا آپ کون صاحب ہین کہلا ای نور نظر مین ہون
عمرو عیار وزیر اعظم میری زنبیل مین ہین یہ کہکے عمرو نے زنبیل سے عقیل کو نکالا اور
ستون سے باندھ دیا ملکہ اُٹھکر بیٹھی زبان مین خواجہ نے سوزن دیدی کوڑا لیکر کھڑے

ہوئے عقیل کو ہوشیار کیا یا نوز نبیل کی بدعنین اُٹھاریا تھا یا اب اپنے کو دیکھا کہ ہین بندھا ہون ملکہ پلنگ پر ایک شخص دبلا تا منیا کوڑا لیے کھڑا ہو کہ رہا ہو کہ اے عقیل تم مہر سپہر عیاری بہتر یہ ہو کہ اطاعت دین اسلام قبول کرو ورنہ تجھکو قتل کرونگا اگر حکم دینا تو ابتک ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہوتے بقراط ثانی وہ شخص ہو کہ نبیرۂ صاحبقران کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہو اب طلسم فتح ہوگا وہ قتل ہوگا اسی کو خداوند جانتے ہو خداوہ ہو جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا بہ قول شاعر

نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون	از عدم آوردہ دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون و مکان	سقف فرازندۂ نہ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او	نقش طرازی صور کار او
چہرہ کشائے صورِ کائنات	راہ نمائے ہمہ سوئے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین	پہن بگستر و لباط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد	گرم بجور معرکہ روز کرد

اُسی خدا کو سجدہ کر جسنے زمین و آسمان کو بنایا اسطرح عمرو نے جو اوصاف الٰہی و نعت رسالت پناہی بیان کیے عقیل نے اشارہ کیا کہ مین بدل و جان اطاعت کرتا ہون حقیقت مین تمھارا خداے تاویدہ خداے حقیقی ہو اور بقراط جعلساز شعبدہ باز سحر ساز ہو تمام کام سحر کے زور سے کرتا ہو خواجہ نے عقیل کو رہا کیا عقیل قدمون پر خواجہ کے گرا بصدق دل مسلمان ہوا اور اطاعت کی کہا اب آپ تامل فرمایئے مین بادشاہ کے ہاتھ سے اِس قلعے کو فتح کرادونگا اور ملکہ معین و مددگار ہونگا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ بینا نگار نے دریافت کرایا تھا بادشاہ لشکر مین نہین ہین ملکہ رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم پریشان نہ ہو یہ فرزندان صاحبقران ہین راہ مین کہین رک گئے ہونگے فوج و لشکر عکس کیا ہوگا انشاء اللہ ساتھ عظم و شان کے آوینگے مین جا کر تلاش کرتا ہون مگر اے عقیل یہ دشمن راہے یہ تو بتاؤ کہ مینا نگار کیونکر تسخیر ہو عقیل نے کہا اے ملکۂ عالم اب جو کچھ وہ ارادہ کریگا مین اُسکو روکونگا اور اُف اُسنے بنائے ہین اُنکو دیکھا کرتا ہو اب مین بالغ ہونگا اگر خواجہ وہان آئین اور

عیاری کرین تو مین ہر بات مین دخل دونگا خواجہ نے کہا ای عقیل تم دربار مین چلو مین بھی آتا ہونگا
بائین آنکھ کا تل تمکو دکھاؤنگا مین دربار مین اُسکے بشکل بقراط پہونچونگا اور یہ کہونگا کہ خدائے
نادیدہ کو سجدہ کرو مین بھی مطیع مذہب مسلمانان ہوگیا ہون آپس مین دیر تک صلاحین ہوا
کین خواجہ باغ سے شورش کے نکلے اول لشکر مین آئے اہل لشکر خواجہ کو دیکھکر بہت خوش
ہوگئے کہتے تھے ای شہنشاہ اوج عیاری تمھارے آنے سے دلکو قوت ہوئی مگر بادشاہ
کا پتہ لگاؤ ہم اپنے شہریار کو دیکھین تو آنکھین روشن ہون خواجہ سب کو مطمئن کر کے تلاش
مین بادشاہ کی نکلے ایک پہاڑ سے آکر دیکھا کہ ایک لشکر فروکش ہی جوان معقول معقول
ٹہل رہے ہین گھوڑے بندھے ہین خواجہ پہاڑ سے اُترے بصورت مبدل لشکر مین
آئے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی لوگون نے کہا بادشاہ لشکر اسلام یہان تشریف لائے
ہین ہمارے افسر نے اُنکی اطاعت کی بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خواجہ طرف بارگاہ
کے چلے ایک سوداگر کی شکل بنکر دربارگاہ پر آئے آکر درگہ سالار سے کہا اپنے افسر سے
کہدو کہ دروازے پر ایک تاجر حاضر ہی کہرام دست بستہ خدمت شاہ مین حاضر تھا درگہ
سالار نے آکر بیان کیا کہرام نے کہا بلاؤ خواجہ اندر آئے کہرام نے دیکھا کہ ایک تاجر
معقول ہی لباس بھاری پہنے ہوئے تختیان الماس کی گلے مین آکر کہرام کو سلام کیا کہرام
نے کہا ای خواجۂ بازرگان آئیے آپ کسکی تلاش مین ہین خواجہ نے کہا ای افسر میرا غلام
پرورش کردہ صندوقچہ جواہرات کا لیکر بھاگا ہی مین نے سُنا کہ اُسنے تمھاری بارگاہ مین
آکر بڑی آبرو پائی ہی کہرام نے کہا دیکھ لیجیے خواجہ چشمہ لگائے ہوئے دیکھتے پھرتے ہین
تخت پر بادشاہ بیٹھے ہین قریب آکے چشمہ لگایا جُھک جُھک کے سلام کرنے لگے صورت زیبا
دیکھکر بہ تعظیم سلام کیا کہا صاحبزادے بڑے اقبال مند ہو کہ یہان تمکو سلطنت ملی زوجہ
میری بڑھیا کئی دن سے اُسنے کھانا بھی نہین کھایا ہی کہتی ہی میرے بچے کو ڈھونڈھکر لاؤ
چلو اب اُٹھو سلطنت کر چکے بادشاہ حیران ہوگئے کہ یہ سوداگر کون ہی اور کیا کہتا ہی کہرام
اپنے مقام سے اُٹھا حیران ہی کہا ای خواجۂ بازرگان تمھاری نگاہ مین فرق ہی یہ بادشاہ
لشکر اسلام ہین بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا ارے سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی مین فرزند

صاحبقران ہون خواجہ قہقہہ مارکر ہنسے کہا بس اب باتین نہ بناؤ اور بائین آنکھ کا تل دکھا دیا تب تو بادشاہ اٹھکر لپٹ گئے کہرام نے رفقا سے کہا لو بھائیو مین نے بھی دھوکا کھایا حقیقت مین سو واگر سچ کہتا ہو دیکھو اٹھکر لپٹ گئے افسر بھی افسوس کرنے لگے کہرام نے کہا مین کیا یون جانے دونگا بہت ذلیل کرونگا کہ بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار صورت اصلی دکھایئے تب خواجہ نے کہا ای نور نظر رونمائی تو منگاؤ بادشاہ نے کہرام سے فرمایا کہ ای پہلوان دوران کیون منتشر ہوتے ہو میرے عم نامدار خواجہ عمرو عالیبو قار ہین آگے فقرون سے ابھی آگاہ نہین ہو کچھ نقدی منگاؤ کہرام نے دس توڑے روپیہ کے منگا کر سامنے رکھے خواجہ نے جست کی اور آواز دی کہ باوا آدم درویش از کل عالم پیش پری صورت اصلی عنایت فرمایئے دادا تو پوتے کے تابعدار ہین اب جو جست کر کے زمین پر آئے سب نے دیکھا کہ ایک شخص عجیب وغریب ناریل سا سر کلچہ سے گال مرواریدسے دانت چھ گز کا دھڑ تلے کا اور تین گز کا اوپر کا سامنے آکر کھڑے ہوئے کہرام حیران ہو گیا بادشاہ نے خواجہ کو کرسی پر بٹھایا حال پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ عقیل تو مسلمان ہوا اب لشکر کشی کر کے چلیے بادشاہ نے اسیوقت کہرام کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو کہرام نے لشکر تیار کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوئے لشکر کا انتظام کرتے ہوئے کہرام بھی ساتھ ہوئے اس دھوم سے لشکر روانہ ہوا خواجہ بھی پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے اس دھوم سے لشکر جا رہا ہی یہان میناانگار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ عقیل آکر حاضر ہوا عرض کی ای شہنشاہ انتظام سے کام کیجیے مین صاحبزادی کو آپکی باغ مین پہونچا آیا علاج اُنکا ہو رہا ہی مگر ایسی جلادی نہ کیجیے گا آپ نے مار ڈالنے مین اُسکے کوئی بات باقی نہین رکھی تھی مگر اُسکی حیات تھی کہ بچ گئی اب بادشاہ کو پتہ لگا کر گرفتار کیجیے ان سب مسلمانون کو ایک دن مین تباہ کر دینگے مگر صاحبزادی پر غصہ نہ کیجیے مین نے سب طرح دریافت کرلیا وہ سراسر بیخطا ہین جو آپ کا گمان ہی اُسکا بالکل سایہ بھی نہین عقیل یہ باتین بادشاہ سے کر رہا تھا اور بادشاہ بالائے قلعہ بیٹھا ہی کہ دیکھا اسنے صحرا سے گرد اُڑی میناانگار نے کہا دوربین لاؤ دوربین لگا کر دیکھنے لگا

دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار اہتمام لشکر کرتا
ہوا اور خواجہ عمرو کو دیکھا پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے قلعہ مینا نگار کو بغور دیکھ رہے
ہین مینا نگار جلگیا عقیل روشن رای کہ برابر کھڑا تھا کہا ای عقیل دیکھ کس دبدبہ سے
یہ سارہ بان زادہ آتا ہی اسی جانب دیکھ رہا ہی جی چاہتا ہی کہ جاکر اُٹھا لاؤن لاکر اسکو قید کرون
یا سر کھینچکر پھینکدون عقیل نے کہا مناسب نہین اگر آپ عمرو کو لائے تو ابھی بادشاہ بلوہ
کردینگے مقابلے مین چلکر اُتریے طبل جنگی بجوائیے ایک پہلوان سحر کا بنا کر بھیجیے وہ بادشاہ
کو پکڑ لائے بادشاہ کو یون گرفتار کیجیے پھر عمرو کو مین گرفتار کردونگا عمرو بلاے روزگار ہی
یون گرفتار کیجیے گا تو کچھ ایسا فتور برپا کریگا کہ جان آفت مین ہو جائیگی اور وہ رہا ہو جائیگا
لشکر کشتی کیجیے مقابلے مین جاکر اُتریے مینا نگار راے پر وزیر کی پابند ہوا اُسی وقت حکم
دیا کہ لشکر ساحران تیار ہو بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر مینا نگار مقابلے مین آکر اُترا ادھر
بادشاہ اپنے لشکر مین آئے افسران فوج استقبال کر کے لائے بادشاہ آکر بارگاہ
مین بیٹھے خواجہ عمرو پہلو مین بیٹھے ہین کہ صداے طبل جنگی لشکر کفار سے آئی بادشاہ
نے طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا ہی فیروزہ نے عرض کی
ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض
کی کہ مینا نگار نے طبل جنگی بجوایا ہی بادشاہ نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی
بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین پہر رات گزری تھی کہ
آسمان پر برق چمکی عقیل روشن رای آکر پہونچا بادشاہ سے ملاقات کی اور ایک
انگوٹھی بطور نذر پیش کی کہا حضور اسکو انگلی مین رکھین کسی کا سحر اسپر تاثیر نہ کریگا
جب میدان مین کوئی پہلوان مقابلے مین آئے تو اسکو چمکا دیجیے گا یقین ہی کہ سحر
اُتر جائیگا انگوٹھی دیکر عقیل تو رخصت ہو گیا بادشاہ نے آرام فرمایا فیروزہ طلایہ
پر رہا رات کو مینا نگار اپنی بارگاہ سے اُٹھا ٹہلتا ہوا طرف لشکر بادشاہ کے چلا
خواجہ عمرو کو کب نیند آتی تھی آگے بڑھکر دیکھا کہ مینا نگار آتا ہی خواجہ نے کنارے
آکر حلقہ ہاے کمند ڈالدیے چھپکر بیٹھے مینا نگار جسوقت بیچ حلقون کے آیا عمرو نے

شیر کے دھڑ وکر کی آواز دی مینا نگار رہ کا عمرو نے جھٹکا مارا مینا نگار گرا عمرو نے جھپٹ کر جیاب
مارا مینا نگار بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا اسکا پشتارہ باندھون کہ پہلو سے آواز آئی
کہ او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہی پہلو سے ایک پتلہ پیدا ہوا اُسنے آکر مینا نگار کو اٹھا
لیا خواجہ کود کر بھاگے مگر دیکھا کہ پتلہ مینا نگار کو لیے جاتا ہی خواجہ پلٹ آئے آکر فیروزہ
سے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہو غفلت نہ کرو مینا نگار فکر مین بادشاہ کی آتا تھا مگر مین نے
اُسکو پلٹا دیا فیروزہ نے کہا آپ جاکر آرام فرمائیے مین انتظام مین مصروف ہون عمرو
نے کہا تم کیا انتظام کروگے وہ اگر آجاتا تو بادشاہ کو لیجاتا مگر پتلے نے لاکر مینا نگار کو بارگاہ
ن پہونچایا خادم خدمتگار دوڑ پڑے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا مینا نگار کو
ہوشیار کیا پتلے نے پوچھا کہ کیون حضور یہ کون شخص تھا جو آپ کو گرفتار کرنا چاہتا تھا
مینا نگار نے کہا سوائے ساربان زادے کے اور کون ہوگا مگر تو خوب وقت پر
پہونچا پتلے نے کہا مین آپ کا نگہبان ہون جب آپ پر اُفتاد پڑیگی برابر پہونچونگا اور
آپ کو بچاؤنگا مینا نگار نے پھر قصد کیا کہ عقیل نے آکر کہا اے شہنشاہ اب ارادہ نہ
کیجیے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہوجائین تو پھر ہم لوگ کیا کرینگے ساربان زادے کے
پاس زنبیل ہی اُسمین بند کر دیتا ہی انسان کو نکلنا دشوار ہوتا ہی ایسا مینا نگار کو عقیل
نے ڈرایا کہ مینا نگار نے پھر ارادہ نہ کیا چار پہر رات انتظام مین گذری وہ وقت آیا
کہ جواہر پوش زرین گوش جواہر خانۂ مشرق سے نکلا تخت زبرجدی پر آکر ٹھہرا جواہرات
بیش قیمت جسم پر آراستہ سلیمان ضیا و شعاع کی گلے مین ڈالے ہوئے تماشا دیکھ رہا ہی
دو لشکر میدان کارزار مین آئے بادشاہ بھی سوار ہوئے خواجہ عمرو چست و چالاک
بادشاہ کے ہمراہ رکاب کہتے ہوئے کہ حضور کا اقبال پروردگار روشن کرے مین بھی
خدمت مین حاضر ہون رات کو مینا نگار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا تھا لیکن
نگہبان اُسکا موجود تھا اُٹھا لیگیا ورنہ مشکین باندھکر لاتا یقین ہی کہ مینا نگار مسلمان
ہو مگر مینا نگار نے جب دیکھا کہ صفین آراستہ ہو چکین نقیب بھی نقابت کر چکے کر کین
کڑکا کہکر ہٹے تو مینا نگار نے طرف صحرا کے دیکھا ایک دستک دی کہ صحرا سے گرد اُڑی

ایک پہلوان مسلح و مکمل گینڈے پر سوار سامنے بیناانگار کے آیا بیناانگار نے کہا ای قوی تن
بادشاہ کو ٹوک کے گرفتار کر لا قوی تن نامی پہلوان گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا ناظرین پر
واضح رہے کہ جب بیناانگار قصد کرتا ہو کہ سحر کرون لشکر پر آگ برسادون عقیل منع کرتا ہو کہ سحر
ابھی نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی پڑ جاے بیناانگار رک جاتا ہو عقیل اپنی عقل سے جو روک رہا ہی
کہ اُس پہلوان نے بڑھکر میدان مین آواز دی مین براے مقابلہ بادشاہ آیا ہون بادشاہ
میرے مقابلے مین آوین بادشاہ نے سُنا کہ میرا نام لیتا ہو اُنکو بھلا کیا تاب رہتی ہو فوراً حکم
دیگر گھوڑا طلب کیا تخت سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوے میدان کارزار مین آئے اُس
پہلوان نے بڑھکر چاہا کہ نیزہ مارون بادشاہ نے نیزے کو روکا مگر انگشتر کو چمکادیا نیزہ اُس
پہلوان کا ٹوٹ گیا جب نیزہ ٹوٹا تو پہلوان نے گرز پر ہاتھ ڈالا چاہا گرز مارون بادشاہ نے
انگشتر کو چمکادیا گرز بھی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا پہلوان نے تلوار کھینچی بادشاہ نے پھر
انگشتر کو چمکایا تلوار بھی پہلوان کے ہاتھ سے چھوٹی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا گینڈے کو
پھیر سامنے بیناانگار کے آیا کہا ای بادشاہ ساحران میرا حربہ بادشاہ پر نہین پڑتا تینون حربے
اُٹھاے تینون چھوٹ گئے اب مین کیا کرون مین نے چاہا لپٹ پڑون حوصلہ نہ پڑا ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آگیا بیناانگار نے کہا ای عقیل یہ کیا معرکہ ہوا کہ سحر میرا پلٹ آیا عقیل جانتا ہی
کہ میری انگشتر کا باعث تھا کہا ای شاہ ساحران معلوم ہوتا ہو کہ بادشاہ کے پاس کوئی تحفہ ہی
بیناانگار نے کہا مین ابھی دریافت کرتا ہون بس جھولی سے ایک چراغ نکالکر روشن کیا
عقیل نے خفیہ سحر کیا وہ ہر چند آواز دیتا ہو کہ ای چراغ جمشیدی احوال مجھپر روشن ہو کہ میرا سحر
کیون پلٹ آیا کچھ نہین معلوم ہوتا آخر ناچار ہو کر ایک لات ماری کہ چراغ گر گیا اور کہا ای
عقیل دیکھتے ہو سامری و جمشید کی تاثیر جاتی رہی مجھ ایسا ساحر انتظام کر رہا ہی اور یہ چراغ
آواز نہین دیتا کہ مجھپر روشن ہو کہ پہلوان پیرا کیون پلٹ آیا عقیل نے کہا ای شہنشاہ آپ
سر میدان سحر کرتے ہین اِسی وجہ سے سحر تاثیر نہین دکھاتا لشکر پلٹا کر پلٹ چلیے بارگاہ مین چلکر
انتظام کر لین گے اِن لوگون کی کیا حقیقت ہی جسوقت چاہیے گا گرفتار کر لیجیے گا مگر یہان
ٹھہرنا بہتر نہین اب سرکار کے لیے بدنامی ہو لوگ دیکھین گے کہ بیناانگار کا سحر باطل ہوا

ایسا عقیل نے سمجھایا کہ مینا نگار نے طبل بازگشت بجوایا عقیل نے بڑھکر بادشاہ کو بھی یہی
اِشارہ کیا کہ حضور پلٹ جائیں بادشاہ یہ کہکر پلٹے کہ اے مینا نگار تمنے سحر نہ کیا مقام افسوس ہی
ہم سمجھے تھے کہ مقابلہ ہوگا مگر ہم سے مقابلہ پلٹے اب دیکھیے کب مقابلہ ہو مینا نگار نے شرما کر
سر جھکا لیا کچھ جواب دینے کا موقع نہ تھا پلٹ کر اپنی بارگاہ میں پہونچا کہا اے وزیر اعظم ابتو
سحر تیار کر کے بھیجوں عقیل نے کہا ابھی مناسب نہیں ہی میں عرض کرونگا مینا نگار کو بہت
ناگوار ہوا جی میں کہتا ہی یہ وہ وزیر ہی کہ ہمیشہ راے نیک دیتا تھا آج کیا باعث ہی کہ جب
پوچھتا ہون تب منع کرتا ہی کہ سحر نہ کیجیے مسلمانون کو آفت سے بچاتا ہی اسکا کیا باعث مجھکو
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر میرا ملگیا گوشے میں آکر چراغ روشن کیا پکارکر آواز دی کہ اے چراغ
جمشیدی وزیر میرا کیون منع کرتا ہی مفصل حال ثابت ہو پردہ نہ رہے یکایک کو چراغ کی
بھڑکی مثل اِنسان کے آواز دی کہ اے مینا نگار تجھکو کچھ خبر ہی تیرا وزیر بادشاہ سے ملگیا
انگشتر جمشیدی دے آیا اے مینا نگار وزیر تمھارا اشریک مسلمانان ہو گیا جلد انتقام کرے
ورنہ سلطنت تباہ ہوگی عمرو ایسا عیار اُسطرف موجود ہی دم بھر میں گرفتار کر لیجائیگا جان
بچانا مشکل ہوگی یہ حال سنکر مینا نگار جھلایا جی میں کہتا ہی وزیر اعظم نے غضب کیا کہ مجھکو
بدنام کیا ادھر عقیل بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ مینا نگار اندر سے جھلاتا ہوا نکلا کہا کیون اے
وزیر اعظم تمنے ہمارے ساتھ نمکحرامی کی ہی شرط کہ پھونکدون جلا کر خاک کردون عقیل تو
گیا جی میں کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسیر حال کھلگیا اب کوئی عذر نہ چلے گا دیکھیے کیا کرے
عقیل تڑپ کے اُٹھا کہ نکلجاؤن مینا نگار نے کہا کہ او عقیل اب میں تجھکو جانے دونگا
اِسطور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئیں اور تجھکو ذرا
ترس نہ آئے یہ کہکے مینا نگار نے گولہ مارا عقیل نے گولہ کاٹا آپس میں سحر چلنے لگا عقیل
ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ میں تڑپ کے نکلجاؤن مگر مینا نگار نہیں نکلنے دیتا جدھر جاتا ہی معلوم
ہوتا ہی دیوار آہن لگی ہوئی ہی آخر مینا نگار نے ایک پتلی جھولی سے نکالی پتلی کو ہاتھ
سے چھوڑا عقیل نے دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار سامنے آئی اور
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی اور مسکراتی ہی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائے عندلیب
چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آئے عندلیب

کیا وہ دم بھر آکے بیٹھی تھی تری دیوار پر
چومتا ہر غنچۂ گل ہر جو پائے عندلیب

سامنے آنکھون کے گلچین نے اجاڑا آشیان
کسطرح غم سے نہ سر پر خاک اُڑائے عندلیب

سیر کرنے کو اگر جائے ہمارا نازنین
توڑ کر گل صحن گلشن مین بچھائے عندلیب

قید سے کر دے رہا صیاد کو آجائے رحم
داستان غم اگر دم بھر سنائے عندلیب

عارض گلرنگ پر تیرے کہین عاشق نہو
ہو مری تاکید گلشن مین نہ آئے عندلیب

ہو ہمارا یار ایدل کسقدر نازک مزاج
درد سر ہوتا ہو سنکر نغمہ ہائے عندلیب

فصل گل آئی ہو مجھکو اے ستمگر چھوڑ دے
روز ہو صیاد سے یہ التجائے عندلیب

مژدہ باد اے وحشت دل موسم گل آگیا
ہر طرف پھر باغ مین ہین نالہ ہائے عندلیب

دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا او شمع رو
بنکے پروانہ تری محفل مین آئے عندلیب

صحن گلشن مین وہ رشک گل ہو محو خواب ناز
کوئی یہ کہدے نہ اتنا غل مچائے عندلیب

روضۂ شبیر بھی سطوت ہو اک باغ بہشت
نالہ ہر نہ اثر کا ہو گویا صدائے عندلیب

اُس نازنین نے یہ اشعار اِسطرح گائے کہ عقیل جادو خاموش ہو گیا لڑتا ہوا بیرون قلعہ پہونچ چکا تھا ہنگامہ جو ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ وزیر و شاہ لڑ رہے ہین یہ شور و غل سنکر خواجہ عمرو اپنے خیمے سے نکل آئے دیکھا کہ عقیل و مینا نگار لڑ رہے ہین اور مینا نگار نے عقیل کو اپنے سحر مین مسحور کیا ہو خواجہ نے آنکھون سے دیکھا کہ مینا نگار نے عقیل کو پکڑ لیا کہنے لگے معلوم ہوتا ہو حال عقیل کا کھلا جب تو مینا نگار نے یہ حرکت کی مینا نگار نے عقیل کو قفس مین بند کیا سامنے لشکر اسلام کے آیا اور پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان یہ تمھارا معین گرفتار ہوا اب اِسکو قید سے چھڑا لو خواجہ عمرو کو یہ بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی کہ او مینا نگار کیون گھبراتا ہو آج ہی رات کو اِسکو ہم رہا کرلین گے مسلمانون کا دوست قید مین رہے کفار کی جفا سہے مینا نگار نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا او مینا نگار کیون غرور کرتا ہو آج ضرور اِسکو رہا کر لونگا مینا نگار قفس لیکر پلٹا جادوگرون کو حکم دیا کہ بہت ہوشیار رہنا قلعے مین کوئی غیر شخص نہ آنے پائے مین

تدبیر کرلونگا دیکھون تو یہ ساربان زادہ کیونکر آتا ہی اور کسطرح اس گنہگار کو چھڑاتا ہی میرا
وہ سحر ہی کہ زمین کو ہلائے طبقات زمین آسمان پر پہونچائے کیا مجال ہی ساربان زادے کی
کہ یہان تک آوے مگر تم لوگ ہوشیار رہنا جابجا پہرے مقرر کرکے قفس عقیل لاکر قصر مین
لٹکادیا یہان خواجہ جب دربار مین آئے اور ہرکارون نے بادشاہ سے عرض کی کہ ای شہریار
عقیل جادو قید ہوگیا اور خواجہ نے اُس سے تکرار کی بادشاہ نے فرمایا ای عمرو نامدار آپنے
سُنا کہ عقیل جادو قید ہوگیا عمرو نے کہا سُنا کیسا آنکھون سے دیکھا ابتک عقیل نے چھپایا
اب حال کھلگیا بادشاہ نے فرمایا مین نے سُنا ہی کہ آپ سے تکرار ہوئی آپ نے وعدہ کیا ہی
خواجہ نے کہا کہ ہان مین نے آپ کی بات رکھنے کیواسطے گفتگو کی اور باقی آپ میرا حال جانتے
ہین کہ یہان کے مہاجنون کا قرضدار ہون بارگاہ مین ہر وقت بیٹھا رہتا ہون باہر نہین
نکل سکتا بادشاہ نے دس توڑے منگواے سامنے خواجہ کے رکھدیے کہا یہ حاضر ہین
عمرو نے کہا یہ تو سود کو بھی اکتفا نہ کرینگے اور سردارون نے بھی روپیہ پیش کیا عمرو طرف
شورش کے متوجہ ہوے کہا بی شورش تم بھی کچھ دوگی شورش نے گہنا اپنا پیش کیا خواجہ
نے لیا بادشاہ نے فرمایا خواجہ مہمان کا گہنا لیتے ہو عمرو نے کہا سب صاحب قرضہ ادا
کرتے ہین مین کیون نہ لون بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجایئے خواجہ اُٹھے طرف
قلعے کے چلے راہ مین آتے تھے اور ایک چشمے پر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور
دیکھا کہ ایک ساحر چشمے پر اُترا خواجہ نے اپنے کو مخفی کیا وہ ساحر پانی پینے کو چلا خواجہ نے
ایک ساحر کی شکل بنکر للکارا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ ساحر رُک گیا کہا کہ او بھیا تو کون ہی ساحر
نے کہا آپ نے کیون منع کیا عمرو نے کہا مین طرف سے مینانگار کے مقرر ہون بندگان
خدا کو بچاتا رہتا ہون اِس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہی اگر تو پانی پیتا تو پانی ہوکر بہجاتا تم
کون ہو کہان سے آتے ہو اُس ساحر نے کہا مین قدرت کا نامہ دار ہون قدرت کو
معلوم ہوا کہ عقیل جادو کو مینانگار نے قید کیا ہی حکم ہی کہ ہمارے پاس بھیجدو ہم یہان
سزا دینگے اب جو نمک حرامی کریگا اُسکو قتل کرونگا کہ ساحرون کو عبرت ہو ہر شخص نے نمکحرامی
پر کمر باندھی ہی عمرو نے کہا تم پیاسے ہو تو پانی تمھارے واسطے لاؤن اسی لیے مین اِس

مقام پر مقرر رہتا ہون کہ جو کوئی آے اُسکو پانی پلاؤن اِس چشمے سے بچاؤن ساحر نے کہا
آپ کا نام کیا ہی عمرو نے کہا چشمہ نشین جادو میرا نام ہی اسیوجہ سے بینا نگارہ نے مجھکو یہان
مقرر کیا ہی یہ کہکے درہ کوہ مین گئے جام مین پانی بھر کر لائے کہا لو یہ پانی پیو ساحر نے
وہ پانی پیا مگر نام پوچھ لیا اُسنے کہا قاصد جادو میرا نام ہی پانی پی کر وہ ساحر بیہوش ہوا
خواجہ نے اُسکو لبِ کنارے ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنے نامہ لیکر طرف قلعے کے چلے
جیسے ہی سامنے قلعے کے آئے آواز آئی کون آتا ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر بیرون
قلعہ ٹہل رہا ہی آواز دی کہ بھائی مین ہون قاصد جادو قدرت نے نامہ بھیجا ہی براے
ملاقات بینا نگارہ آیا ہون امیدوار ہون کہ بینا نگارہ سے عرض کرو کہ قاصد جادو
فرستادۂ قدرت نامہ لیکر آیا ہی امیدوار ہی کہ اِسکو پڑھکر عقیل جادو کو مجھے دیدیجیے
وہ ساحر آگے آیا دروازے پر جو پہونچا دروازے پر چند ساحر مقرر تھے اُنھون
نے نام پوچھا عمرو نے اُنسے بھی نام بتایا دس بارہ ساحر عمرو کو گھیرے ہوے قصر
مین لائے بینا نگارہ کو جھکایا عمرو نے نامہ دیا بینا نگارہ نے نامہ پڑھا مضمون مذکورہ
اُسمین درج تھا بینا نگارہ نے پڑھکر حکم کیا کہ قفس لاؤ عمرو کے ہاتھ مین قفس دینے
لگا عمرو نے کہا مین اِسطرح نہ لیجاؤنگا قفس سے نکالکر مجھکو دیجیے اور سحر اپنا اِسپر سے
اُتار لیجیے تاکہ وہان جاتے ہی یہ قتل کیا جاے بینا نگارہ نے قفس سے عقیل کو نکالا
سحر اپنا اُتار لیا عمرو نے پشتارہ دوش سے لگایا اور کہا اے بینا نگارہ یہ دوسرا نامہ
قدرت نے دیا تھا کہ بروقت رخصت دیدینا اور عقیل کو لیکر آنا لہذا مین تو جاتا ہون
کیونکہ قدرت منتظر بیٹھے ہونگے مین اِسکو پہونچاؤن آپ نامہ پڑھ لیجیے گا نامہ ہاتھ مین
بینا نگارہ کے دیکر خواجہ عقیل کو لیے ہوے باہر نکلے بینا نگارہ نے نامہ کھولا اُس مین
بخط جلی مرقوم تھا کہ او بینا نگارہ بموجب وعدے کے مین آیا اور عقیل کو چھین لیا
اور نعرہ خواجہ کا یہ لکھا تھا نعرۂ عمرو بن امیہ ضمری ہی

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین ز نکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

گزران اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
او بینا نگارہ دیکھ یون آنکھ

ہین خاک ڈالکر بیجاتے ہین بیناانگار سے تامہ بڑھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا یار وغضب ہوا کہ
عمرو عقیل کو آکر لیگیا جھپٹ کے ذرا ادہر دیکھو تو اگر ملجاے تو پکڑ لاؤ سحر داب جادو ایک بڑا
ساحر یہ کہکر چلا کہ مین گھسکر بارگاہ سے لاؤنگا ہر چند بیناانگار نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا پرپرواز
پیدا کر کے چلا یہان خواجہ عقیل کو لیے ہوے جب صحرا مین آئے تو اسکو ہوشیار کیا اور بیان
کیا کہ مین تمکو لایا اب ذرا ہوشیار رہو کوئی تمھاری فکر مین آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ نعرہ ہوا منم
سحر داب جادو عمرو نے عقیل کو اشارہ کیا عقیل نے للکارا کہ او بیحیا کیون شامتین آئی
ہین سحر داب نے بڑھکر گولہ مارا عقیل نے کہا او بیحیا تیری قضا لیکر آئی ہی فوراً گولہ کاٹا
سحر داب نے کئی سحر کیے مگر عقیل جادو اسکے سحر کو کب مانتا ہوا اشارون مین دفع کردیے
عقیل نے تلوار کھینچی کہ پہلو سے نعرہ ہوا باش او تکمرام منم بیناانگار جادو کہان جائیگا
تجھکو کیا زندہ چھوڑونگا یہ کہکے جھولی سے پتلی نکالی کہا اے فریب جادو اس تکمرام کو لینا
وہ پتلی نکلتے ہی غائب ہوئی عقیل بڑھا تھا کہ مین بیناانگار سے ردوقدح کرون خواجہ
تو کودکر عجیب سکتے تھے کہ پہلو سے آواز آئی اے عاشق صادق واے یار موافق ذرا ادہر
متوجہ ہو عقیل نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مہجبین نہایت حسین وجمیل یہ اشعار گاتی ہوئی
مستانہ وار آتی ہی

نظم

ہجر مین جسکے ہوئی ہاے یہ حالت میری
جانتا بھی نہین افسوس وہ صورت میری

بگڑے جاتے ہین صنم دیکھکے صورت میری
کیا بنائی بری اللہ نے قسمت میری

دل مین قاتل کے ابھی تک ہی عداوت میری
ٹھوکرون سے وہ مٹاتا ہی یہ تربت میری

دم نکلجائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دلکو
ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری

دل کے ہاتھون سے مرے قلب کو وہ کھینچتے
سچ بتادے ابھی دل مین ہی محبت میری

منہ دہی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے
یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری

کیا سمجھتے ہین مجھے عاشق رفتار حسین
ناز سے آکے جو ٹھکراتے ہین تربت میری

عشق مین مجھکو بھی ساتھ اپنے کیا ہی برباد
دل شیدا نہین سنتا ہی نصیحت میری

اقربا دوست اگر ہونگے نہ گریان تو کیا
میری تربت پہ سدا رونیگی حسرت میری

غم فرقت مین ترقی و تنزل کے مزے — غم جو بڑھتا ہو گھٹتی جاتی ہو طاقت میری
جسکی اُلفت مین زمانہ ہو مرا دشمن جان — اُسکے دل مین نہین افسوس محبت میری
قیس صحرا مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین — جوش سودا ہو سنے کون حکایت میری
ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی — ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری
سینے چھوڑا مجھے تمپر جو ہوا مین عاشق — بس غم و درد نے کی آکے رفاقت میری
دوڑکر چوم لیے فخر سے مجنون نے قدم — نجد مین جب کہ مجھے لیگئی وحشت میری
مجھکو کیا ڈر ہو علی کا ہون غلام ای سطوت — بس کرینگے وہ مدد روز قیامت میری

جیسے ہی یہ اشعار عبرت آثار اُس نازنین سے گائے عقیل بیقرار ہو گیا ہاتھ باندھکر طرف مینا نگار کے چلا کہتا ہوا کہ ای شہنشاہ مین تابعدار ہون جو مناسب جانیے وہ میرے حق مین کیجیے یہ سُنکر مینا نگار نے ہاتھ بڑھایا کہ زبان مین سوزن دون اور وہ نازنین کھڑی ہنس رہی ہو خواجہ نے جو درۂ کوہ سے دیکھا کہ عقیل پھر گرفتار ہوا چاہتا ہو فورًا کلہ گوپھن مین پتھر دیا تاک کر اُس نازنین کو مارا اُس نازنین کا سر پھٹا وہ لڑکھڑا کر گر پڑی جیسے ہی وہ مری عقیل کو ہوش آگیا عقیل نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا مینا نگار گولے کو باطل کرنے لگا عقیل نے دونون پانؤن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگا خواجہ دوسری جانب سے نکل گئے مینا نگار کو بڑا قلق ہوا جی مین کہتا ہو کہ فریب جادوگری یہ سحر میرا پڑا تھا جب یہ سحر کیا کبھی خالی نہین گیا آج اُس ساربان زادے نے فریب کو مارا بڑا فریب دیا اور عقیل نکلگیا اب چلکر بارگاہ سے لاؤن پھر سوچا کہ وہان شورش ہوگی ضرور اُلجھ پڑیگی برابر کی ساحرہ ہو مشکل پڑیگی ایسا سوچکر مینا نگار پلٹا یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین کہ عقیل نے آکر سلام کیا عرض کی ای شہریار غلام مینا نگار سے باغی ہوا راہ مین مقابلہ پڑا عمرو نے فریب جادو کو مارا تب مجھکو ہوش آیا لڑ بھڑ کر نکل آیا کہ خواجہ بھی آکر پہونچے تمام کیفیت بادشاہ سے بیان کی یہان تو یہ کیفیت ہو مگر مینا نگار جو پلٹ کر گیا بارگاہ مین آکر سر جھکا کر بیٹھا نہایت متردد ہو کہ کیا کرون عقیل دست راست پر بیٹھتا تھا اُسکے سامنے کسی کا مرتبہ نہ تھا عقیل مردار خوار

کہ دست چپ پر بیٹھا تھا اُسنے جو سُنا کہ عقیل اُڑ بھڑ کر نکلگیا بہت خوش ہوا سامنے مینا نگار
کے آیا کہا اے بادشاہ عالیجاہ اگر حکم ہو تو عقیل کو پکڑ لاؤن اور بی شورش کو بھی ذلیل کرون
مینا نگار نے کہا عقیل جادو نہایت زبردست ساحر ہے وہ تمہارے بالو نہ آئیگا مجکو خوف
ہے کہ ایسا نہ ہو تمکو گرفتار کرلے یہ سنکر شقیل نے کہا اے شہنشاہ کسی مقام پر کمی نہ کرونگا
بی شورش و عقیل کو گرفتار کرلاؤنگا ایسا سحر کرون کہ سارا لشکر دیوانہ ہوجائے مگر ان
دونون کا دشمن ہو مینا نگار نے کہا اے شقیل دعویٰ تو کرتے ہو لیکن مجکو ڈر ہے کہ ایسا
نہ ہو تمپر کوئی اُفتاد پڑے تو مشکل ہو شقیل نے کہا مین سمجھ لونگا سحر اُسکا رد کرونگا یہ کہکر
شقیل چلا جب سامنے لشکر کے پہونچا تقاضائے کار گہرام طلایہ پھر کر آیا ہے کنارے پر
لشکر کے کھڑا ہے کہ شقیل نے پکار کر آواز دی اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان
بادشاہ اسلام سے لڑوگے گہرام نے کہا وہ ہمارے آقا ہے نامدار مولائے باوقار
ہین بس شقیل نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور گہرام پر پھینک مارے
گہرام کانپنے لگا چہرہ سرخ ہوگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اے ساحر مین بادشاہ سے لڑونگا
سر لاکے تجھکو دیتا ہون شقیل نے اور افسرون پر بھی ماش کے دانے پھینکے چالیس
افسر گہرام کے ساتھ ہوئے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ چلکر بادشاہ کو قتل کرو یہان
بادشاہ جمجاہ بیٹھے تھے بی شورش پہلو مین عقیل ایک طرف بیٹھا ہے کہ دربارگاہ پر آکر
ہوا فرمایا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے کہ درگہ سالار نے بڑھکر عرض کی اے شہریار چالیس
افسر بہ نسبت حضور کلمات سخت کہتے ہوئے آتے ہین غلامون نے انکو روکا ہے مگر وہ لوگ
نہین مانتے ہین بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ پر تشریف لائے شورش
ساتھ ساتھ بادشاہ نے آواز دی کہ اے گہرام کیا ہے گہرام نے پکار کر آواز دی اے شہریار
آپکا سر مینا نگار نے مانگا ہے سامنے ساحر کھڑا ہوا ہے سر حضور مانگ رہا ہے بادشاہ
نے فرمایا مین آیا شورش یہ سنکر باہر نکلی کہا اے شہریار مین بڑھکر اُسکو روکتی ہون انکے
مقابلے مین نہ جائیے یہ لوگ سحر مین ہین بادشاہ نے فرمایا اے شورش نہ گھبراؤ انکی کیا
مجال کہ مجھے قتل کرسکین شورش نے بڑھکر شقیل کو للکارا کہ او نابکار کہان آتا ہے

تو نے غضب کیا کہ بادشاہ کے قتل کا سامان کر رہا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا شقیل نے جو شورش
کو دیکھا بڑھا کہ اسکو اُٹھا لیجاؤن شورش نے پیچھے ہٹ کر گجرہ پھولونکا ہاتھون سے اُتارا اور
آواز دی کہ اے گل اندام دلفریب جلد آؤ یہ کہکے گجرہ پھینک مارا صحرا مین جاکر وہ گجرہ پھٹا شقیل
طرف شورش کے آتا ہی اور شورش نے دیکھا کہ اُن سردارون کے سامنے بادشاہ نکل آئے
کہ جو سحر مین شقیل جادو کے تھے چالیس سردار کمیدان رسالدار اکتالیسوان کہرام یہ سب
تلوارین کھینچکر بادشاہ پر گرے بادشاہ اُن سب کے وار روک رہے ہین انتہاے سپاہ گری
یہ ہے کہ اُنکے وار روکتے ہین لیکن اپنا وار کسی پر نہین کرتے مگر شورش کا گجرہ جو صحرا مین جاکر
پھٹا تھا ایک نازنین مہ جبین دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن مین رشک چمن یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی آپہونچی

نظم

کیا وجہ کیون ہوا آجکل اے مہربان اُداس — آزردگی ہے کس سے جو ہو جان جان اُداس
عاشق جو مر گیا تو ہے سارا جہان اُداس — خاک اُڑتی ہے زمین پہ ہے آسمان اُداس
آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی — پھر کسطرح رہے نہ دل باغبان اُداس
اُس نازنین کا ہاتھ نزاکت سے تھک گیا — کیونکر نہ وقت ذبح ہون مین نیم جان اُداس
گھر سے ہمارے رات کو جایا نہ کر کہین — تیرے بغیر رہتا ہے سارا مکان اُداس
مین نے تو تلخ بات بھی کوئی نہین کہی — کیا وجہ کیون ہوا ہے وہ شیرین زبان اُداس
دیوانہ مر گیا ہے ترا جب سے اے پری — زنجیرین ہین درونکی خموش اور مکان اُداس
آزردہ آجکل مرا رشک مہا رہی — دکھلائی دے نہ کیون مجھے باغ جہان اُداس
سطوت کو اپنے در سے نہ اے جان جان اُٹھا — پچھتائیگا جو ہوگا ترا آستان اُداس

شقیل نے جو آواز سُنی طرف نازنین کے پلٹا اُسنے پکار کر آواز دی اے شقیل ذرا تم میری
جانب متوجہ ہو شقیل پلٹا اُس نازنین نے آنکھون سے اِشارہ کیا شقیل کا چہرہ سرخ
ہوا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہو کر طرف اُس نازنین کے چلا وہ نازنین زیور مین پھولون
کے لدی ہوئی ہے گلے سے پھولونکا ہار اُتارا طرف اُن لوگون کے پھینکا جو بادشاہ پر حملہ
کر رہے تھے اُن پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ ہوش مین آگیا بادشاہ کے سامنے

عذر کرنے لگا کہرام قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا کہ ای شہریار غلام سے بڑی بے ادبی
ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای کہرام حقیقت یہ ہی کہ تم اپنے ہوش مین نہ تھے جو سرزد ہوا وہ ہوا
آسے معاف کیا پھر بادشاہ نے فرمایا تمنے اسوقت ہماری سپاہ گری بھی دیکھی کہ تم سب کے
وار مین نے روکے کسی پر ہمنے وار نہین کیا جانتے تھے کہ تم لوگ سحر مین ہو خدا نے سب کو
بچایا کوئی زخمی نہین ہونے پایا مین اسکا شکر کرتا ہون وہان شقیل بلبلا کر سامنے اُس
نازنین کے پہونچا اُس نازنین نے طرف شورش کے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ
حضور کیا خدمت اِنکے متعلق کرون شورش نے کہا سر مینانگار لادے اُس نازنین نے
شقیل کا ہاتھ تھام لیا اور کہا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار مین تیری کنیز ہون بڑی دور
سے تیرے اشتیاق مین آئی ہون مگر ای بہادر مینانگار جادو نہین چاہتا کہ میرے
تمھارے میل ہو مین دُلھن بنکر بیٹھتی ہون تم جاکر سر مینانگار لاؤ تو شادی ہماری تمھاری
ساتھ ہوجائے صحرا مین دیکھو سب مہمان جمع ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ گلپوش کی شادی
شقیل کے ساتھ ہوتی ہی مگر مینانگار بیچ مین حائل ہی اُس نازنین نے جو شقیل کے منھ پر
ہاتھ پھیرا چہرہ سرخ ہو گیا خوش ہو کر کہا ای جان جہان یہ کتنی بڑی بات ہی مین ابھی جاکر
اُسکا سر لاتا ہون اُسکی مجال ہی کہ میرے سامنے گردن تابی کرے مین جاتے ہی اُسکا سر
کاٹ لونگا اور اگر کچھ بگڑا تو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے اُس نازنین نے اور اُسکو پکا کیا
خوب غصہ دلوایا کہا ای شقیل اُسکو اپنی سلطنت پر ناز ہی وہ جانتا ہی میرا کوئی کیا کرسکتا ہی
تمام میرے عزیزون مین کہلا بھیجا کہ گلپوش کی شادی ساتھ شقیل کے نہ کرنا شقیل حرارت
جسمی نہین رکھتا کل شب کو جو یہ سب نے کہا تو مین نے اُنکو جواب دیا کہ وہ ایسا مرد دلیر ہی
کہ تم لوگ امتحان کرلو سب شاہزادیان شرما گئین ہر ایک نے یہی کہا ای گلپوش تمکو اختیار
ہی مگر شوہر کا نیک و بد سمجھ لینا کہ خوب چالاک و چست ہو ایسا نہ ہو کہ سست ہو تو باعث خرابی
ہو اب مین نے آکے تمکو دیکھ لیا اب مجھکو تسکین ہوئی اب جو کوئی تمکو برا کہے اُسکا منھ
توڑ ڈالون ان باتون کو سُنکر شقیل مست ہو گیا تیغ نیام سے کھینچا طرف لشکر مینانگار کے
چلا مینانگار کا لشکر تو بیرون قلعہ پڑا ہوا ہی مینانگار کسی کام کو بارگاہ مین آیا ہی بیٹھا ہوا

کہ رہا ہی کہ شقیل نے جاکر لشکر مسلمانان مین آفت برپا کی ہوگی اب تھوڑی دیر مین پلٹکر آئیگا
حقیقت مین اُسنے خوب فکر کی افسران فوج کہہ رہے ہین کہ حضور نے اپنی آنکھون سے
دیکھا کہ افسرون نے بادشاہ کو گھیر لیا ہی کس کس سے لڑینگے جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر
تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا مینا نگار نے کہا یارو دیکھو یہ کیا ہلڑ ہی ہرکارون نے آکر عرض کی
کہ حضور شقیل لڑ رہا ہی تمام لشکر پامال کر ڈالا کئی گولے ایسے مارے کہ کئی ہزار آدمی تباہ
ہوے دریاے خون بہ رہا ہی صدہا سر پڑے ہین یہ سنکر مینا نگار اُٹھا بیرون بارگاہ
آیا آکر للکارا کہ او شقیل یہ کیا حرکت ہی سارا لشکر تو نے تباہ کر دیا مین نے تجھکو کس کام کو
بھیجا تھا شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سُنی جھپٹ کر چلا مینا نگار نے للکارا کہ او بیحیا
میرے سامنے تو آ شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سُنی چاہا جا کر مینا نگار کو قتل کرون کہ
فوج والے روکنے لگے جسنے روکا شقیل نے گولہ مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا کئی سو جوانون کو
مار کر گرا دیا مینا نگار نے جو دیکھا کہ فوج پامال ہوئی جاتی ہی جھپٹ کر سامنے آیا دیکھا
کئی پھول کلاہ پیر پڑے ہین للکار کر شقیل پر جا پڑا کہا او شقیل یہ تجھکو کیا ہوگیا مین نے
تجھکو کس کام کو بھیجا تھا تو وہان سے دیوانہ ہوکر آیا شقیل نے جواب دیا کہ او مینا نگار
معشوق نے تیرا سر مانگا ہی بہتر یہ ہی کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر لیجاؤن معشوقہ کے پاس
پہونچاؤن مینا نگار نے کہا آؤ سر کاٹ لو شقیل بڑھا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مینا نگار نے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی نکالی اُسکو سامنے چھوڑ دیا کہا ہی سینہ شگاف اِسکو لینا
وہ سامنے شقیل کے کھڑی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ناز و انداز آئی نظم

عشق مین وہ لگے تڑپنے سے پریشان ہونگین — کیا کرون اسکا علاج آپ ہی حیران ہونگین
جوش وحشت ہی ترے ہجر مین نالان ہونگین — شام سے شکل سحر چاک گریبان ہونگین
کوئی یہ جاکے مرے رشک چمن سے کہدے — باغ عالم مین کوئی آن کا مہمان ہونگین
ظلم تھا اُسکا گوارا تو شکایت کیون کی — یہ سبب ہی جو بہت دل مین پشیمان ہونگین
نظر لطف و عنایت سے جو دیکھا تمنے — اب کسی چیز کا ہرگز نہین خواہان ہونگین
گالیان دے چکے بس اپنی زبان بند کرو — میرے منھ سے بھی نہ کچھ نکلے کہ انسان ہونگین

ایک ہی وار مین سر تن سے کیا تو نے جدا	ای ستمگر بہ خدا بندۂ احسان ہون مین
سرخ پوشاک جوانی مین جو پہنی اُسنے	ہنس کے بولا ہمہ تن لعل بدخشان ہون مین
آنکھ دشمن جو نہین مجھسے ملاتے سطوت	جانتے ہین کہ غلام شہ مردان ہون مین

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سامنے شقیل کے گائے یہ اُسکے سامنے ہاتھ جوڑنے لگا کہتا تھا
کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین تیرا تابعدار ہون جو حکم دے بجا لاؤن اُس
نازنین نے کہا بادشاہ کا جاکر سر لا تب تیری نیک نامی ہو یہان تو بدنام ہو گیا ایسا نہو
کسی بلا مین پھنس جائے شقیل نے کہا ای ملکۂ عالم آپ ٹھہرین مین جاتا ہون یہ کہکے اُس
نازنین نے پشت پہ ہاتھ پھیرا شقیل جھومتا ہوا لپٹا راہ مین جو لوگ ملے انھون نے
پوچھا کہ ای شقیل کہان جاتے ہو کہتا ہی معشوق پریچہرہ نے وعدہ کیا ہی مین سر بادشاہ
اسلام لینے جاتا ہون ہرکارون نے جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے یہان شورش و عقیل
آکر بیٹھے ہین بادشاہ جمجاہ شورش کی تعریفین کر رہے ہین عقیل کہتا ہی ای شہریار حقیقت
مین شقیل کی کیا لیاقت ہی آپ کے اقبال سے اب وہ جاکر ہاتھ سے میناانگار کے مارا
جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اٹھاکر بادشاہ کو دعا دی نظم

ای مہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد	وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یار تت ولم یولد ہمہ جا دستگیر	لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شقیل جو یہان سے گیا کئی ہزار آدمی قتل
کیے مگر میناانگار نے اسیر سحر کیا وہ پھر بہ ارادۂ فاسد آتا ہی یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا
شورش نے کہا وہ بھیا آگیا ای عقیل اب چلکر اُسے قتل کر ڈالو کہ اسکا بکبلانا مٹے یہان
میناانگار نے ہرکارے ساتھ کر دیے ہین اور کہدیا ہی کہ ہمکو خبر پہونچانا کہ شقیل پر کیا
گذری اُسنے جاکر کیا کیا یہان شورش و عقیل اپنے مقام سے اُٹھے باہر آکر دیکھا
شقیل مبہوت لشکر کو قتل کر رہا ہی لشکر مین صدائے فریاد بلند ہی کہ عقیل نے آکر للکارا
کہ او بھیا فورا ادھر متوجہ ہو عقیل نے اپنی جانب متوجہ کیا شورش نے آکر گجرہ پھونکا
ہاتھون سے کہ تمہ دیا ساحری کہکے مار دیا پھر اسے آواز آئی ای شقیل ادھر متوجہ ہو

شقیل نے دیکھا وہی مہ جبین دامنۂ صحرا مین کھڑی ہی بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

پر اثر ہی ترا حسن اے مہ کامل کیسا
ہی سدا مثل کتان چاک مرا دل کیسا

ہاے بے رحم ہی وہ حور شمائل کیسا
آگے غیرون سے جلایا ہی مرا دل کیسا

جبکہ مین یار سے کہتا ہون مرا دل دیدے
ہنس کے کہتا ہی ہمارا ہی ترا دل کیسا

دلفگار ہگیا منھ پاس سے کچھ بس نہ چلا
لے کے اٹھا ہی وہ پہلو سے مرا دل کیسا

ذبح کرکے مجھے تم آہ چلے جاتے ہو
دیکھتے جاؤ تڑپتا ہی یہ بسمل کیسا

اُنکو جسوقت محبت مری یاد آئے گی
بعد مرنے کے مجھے روئیگا قاتل کیسا

ہاے حسرت یہ رہی آکے کبھی وہ پوچھین
تیر مژگان سے ہوا دل ترا گھائل کیسا

باغ مین فصل گل آتے ہی ہوا حشر بپا
باغبان چیختے ہین شور عنادل کیسا

پھر نحیف کی ہی زیارت کا ارادہ سطوت
ہند مین رہکے تڑپتا ہی مرا دل کیسا

یہ اشعار جو اُس نازنین نے پڑھے شقیل نے کلیجہ تھام لیا اُس نازنین نے پکار کر آواز
دی ہمارے پاس نہ آؤ گے چلو باغ مین فصل گل کی بہار ہی بلبلونکی پکار ہی طائرونکی چہکار ہی
بہار کے دامن کی بار ہی ہم تم وہان چلکر چین کرین یہ سنکر شقیل موڑا شورش نے اُس نازنین
کو اشارہ کیا کہ اپنے ساتھ اسکو نہ لیجا یہین خاتمہ کرادے یہ سنکر اُس نازنین نے اشارہ کیا
اے شقیل تلوار کھینچو شقیل نے تلوار کھینچی اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ گلا اپنا کاٹ لو
شقیل نے فوراً تلوار گلے پر رکھی ہاے جان جہان کہکر گلا اپنا کاٹ ڈالا لاشہ اُسکا تڑپا
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من شقیل مردار خوار بود ہرکارے یہ خبر لیکر بھاگے
مینانگار بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ اب شقیل کی خیر نہین ہی شورش کو مین نے خوب
سکھایا ہی ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی اے شہنشاہ ساحران
جو آپ فرماتے ہین وہی ہوا مینانگار نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ جنگی گڑگڑایا کہ
ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین
طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین مینانگار نے حکم دیا آج طلایہ گشت ہم خود پھیرینگے
یہان عقیل نے بادشاہ سے عرض کی حضور نے خبر سُنی کہ مینانگار طلایے پر ہی غلام بھی

طلاے پر جائیگا ہرچند بادشاہ نے منع کیا مگر عقیل نے نہ قبول کیا اسباب سحر سے مسلح ہو کر
بر سر طلایہ آیا بازاروں کا انتظام کرکے کنارے پر ٹھہرا دو پہر رات گذر چکی تھی کہ سامنے سے
مینا نگار آیا عقیل کو دیکھکر جلگیا پکار کر آواز دی کہ او نمکحرام ہمارے دشمن کا ساتھ دیا اب
طلاے پر آیا ہی میرے ہاتھ سے اب کہاں جائیگا مینا نگار و عقیل سے سحر چلنے لگے اِدھر ملکہ
شورش پڑی ہوئی سو رہی تھیں کہ کنیزوں نے جگا کر خبر دی کہ واری غضب ہوا عقیل و
مینا نگار سے مقابلہ پڑ گیا یقین ہی کہ عقیل سامنے مینا نگار کے حقیر ہو مینا نگار کل لشکر پر
سحر کر رہا ہی یہ سنکر شورش اٹھی جھولی اٹھا کر گلے مین ڈالی بیقرار ہمہ مین بیکار تی چلی نظم

بیکار غم فراق کا کھایا غضب کیا ۔ دل اپنا اُس صنم سے لگایا غضب کیا
صدمے اٹھائے رنج بھی کھایا غضب کیا ۔ اُس بیخبر سے دل کو لگایا غضب کیا
افسوس دشمنوں کی نگاہوں مین چھپ گیا ۔ محفل مین اُسنے پاس بٹھایا غضب کیا
تو نے عجیب عاشق صادق کی قدر کی ۔ غیروں سے ملکے مجھکو جلایا غضب کیا
آئے ہمارے گھر مین وہ ہمراہ غیر کے ۔ دُکھتا ہوا دل اور دُکھایا غضب کیا
کیا کیا فراق مین نہ مرا حال ہوگیا ۔ وہ شوخ دیکھنے بھی نہ آیا غضب کیا
وہ قبر میری روند چکے اب کہے یہ کون ۔ تھمنے دبے ہوے کو دبایا غضب کیا
سطوت نجف مین جاکے پھر آئے سو ہند مین ۔ مسکن بہشت کو نہ بنایا غضب کیا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی اُسوقت پہونچی کہ مینا نگار نے خون اپنا نکالا چلو مین لیکر پھینک مارا
عقیل کے بدن مین آبلے پڑ گئے ہر آبلے سے شعلہ نکلا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا یہ معاملہ جو
شورش نے دیکھا سر پیٹنے لگی کہتی تھی بڑا غضب ہوا عقیل اب نہ بچیگا مگر عقیل نے جب
دیکھا کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے نکلنے لگے گھبرا کر دوڑا سامنے مینا نگار کے آیا لیکن
مینا نگار نے کہا اے عقیل بس اب تمھارا پاس نہ کرونگا جلا کے مارونگا دوسرا چلو خون
کا پھینک مارا تمام جسم عقیل کا جلکر خاک ہوا للکارا کہ او گیسو بریدہ تیرا ابھی یہی حال
کرونگا شورش نے کہا مین اپنی جان دینے پر خود آمادہ ہون کہ اپنی جان دون یا تجھکو
قتل کرون مینا نگار نے کہا او گیسو بریدہ اب مین تجھکو زندہ نہ جانے دونگا ہرکاروں نے

یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ ای شہریار غضب ہوا عقیل مارا گیا شورش سے سامنا ہی بادشاہ بیقرار ہوکر رو دئے مگر زبان پر یہ اشعار ہیں

نظم

جدائی مین بھی وصلت کا مزا مجنون کو حاصل تھا
خیال یاد لیلی تھا دل مشتاق محمل تھا

خوشی تھی وصل کی شب مجھکو لطف عید حاصل تھا
نہ تو بنکے دست یار گردن مین حمائل تھا

نگہ کی تیغ کیون دیکھ لگا کے ہمکو تڑپایا
تمھین کیا دیکھنا منظور دم بھر رقص بسمل تھا

چلا تھا وہ ستمگر قتل کرنے جب رقیبون کو
عجب حسرت سے مڑکر دیکھتا مین سوی قاتل تھا

سوال وصل اگر کرتا بھی تو آتی نہ شرم انکو
اکیلے آج وہ تھے ایک مین تھا اک مرا دل تھا

تڑپنے نے عجب احسان کیا جو چھوٹ کر آیا
مثال شمع خاموش آج ہر اک اہل محفل تھا

سواری دھوپ مین نکلی تھی جب اُس شک لیلی کی
مثال ابر آہونکا دھوان بالائے محمل تھا

ہر ہر بار کیا مین نذر دینا شرم آتی تھی
تری تیغ نگہ سے دل مرا ای یار گھائل تھا

نہ شیشے مین اُتارا اُس پری کو کیون ہوا عاجز
فن تسخیر مین میرا دل شیدا انوکا مل تھا

کسی پہلو نہ سطوت کو قرار آیا شب فرقت
تڑپتا بستر رنج والم پر مثل بسمل تھا

مگر بادشاہ اُسوقت پہونچے کہ مینا نگار کھڑا ہوا سحر کر رہا ہو کئی ہزار آدمی جلکر خاک ہوے اہل لشکر بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہے ہین پکارتے ہین کہ ای بے نیاز و ای کار ساز اس مشکل کو آسان کر

نظم

نہ عزت در جہان ماند نہ ذلت
نہ این کثرت بود باقی نہ قلت

بہ دنیا از مددگاران دنیا
مدار ای یار امید عنایت

بہ وقت رحلت از دنیاے فانی
نگردد حاصلت غیر از ندامت

بہ بالاخانۂ دولت مکن ناز
کہ گردد غارت آخر این عمارت

چو مہلت بگذرد از تو بگیرند
کہ ہست این جان بجسم تو امانت

نہ عسر و یسر دنیا برقرار است
بیک حالت نہ رنج است و نہ راحت

ہر طرف ہنگامہ ہی یہان شورش نے جو دیکھا کہ بادشاہ سے مقابلہ ہوا چاہتا ہی ایسا نہ ہو بادشاہ کا قلب اُلٹ جاے تو باعث خرابی ہی آگے بڑھکے للکارا کہ او دشمن خدا کہان آتا ہی

اُنکے مقابلے مین کسی پہلوان کو بھیج تو جرأت کا حال اُنکی کھلے یون کیا امتحان کرتا ہو تیرے
سحر سے مین مہلت دونگی یہ کہکے شورش نے موتیونکا ہار گلے سے اُتار اکچھ اسم سحر پڑھا
مینا نگار نے دیکھا کہ اگر یہ ہار چلگیا تو باعث خرابی ہوگا فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا شورش نے
جیسے ہی ہار پھینکا اُسنے پتلی نکالکر پھینکی صحرا مین جاکر ہار بیٹھا ایک مہ جبین دریا مین پھولونکے
غوطہ مارتے ہوے ہنستی ہوئی سامنے آئی چاہتی ہی مینا نگار کے سامنے جاؤن کہ درہ
کوہ سے ایک جوان پیدا ہوا دریا سے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل سپر و شمشیر
لگائے ہوے سامنے اُس نازنین کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل
ذرا ادھر متوجہ ہو ہم تمھارے مشتاق ہین اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا
غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال ہو جیسے ہی اُس نازنین کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر
پکار اُٹھی کہ ای خورشید صورت ماہ سطوت بلند بالا مین خود تیری مشتاق ہون اُس جوان
نے ہاتھ بڑھا دیا اُس مہ جبین نے ہاتھ مین ہاتھ دیا جوان ہاتھ پکڑے ہوے اُس جبین کا
درہ کوہ مین جاکر غائب ہوا مینا نگار نے پکارا کہ او شوخ دیدہ اور سحر کرنے جو تجھکو تعلیم
کیا ہو اُسکا توڑ بھی ہمارے پاس موجود ہی اب اور سحر کر تیرا کمال دیکھون شورش نے دیکھا
کہ میرا سحر اِسنے مٹا دیا اور بادشاہ پر آگ برسائی بادشاہ کے ہاتھ مین انگشتر جمشیدی عقیل
کی دی ہوئی موجود ہی بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ مین میرے جانور ہی ہاتھ کو جو بلند کیا
انگوٹھی بشکل طائر بنکر ہاتھ سے نکل گئی مگر شورش نے جو دیکھا کہ انگشتر جاتی ہی جھپٹ کر ایک
پنجہ سحر پھینکا پنجے نے جاکر انگشتر کو تھاما مگر پنجہ جلگیا کئی پنجے سحر سے شورش نے پھینکے مگر
جس پنجے نے انگشتر کو تھاما وہ جلکر گرا جب کئی پنجے جلے تب شورش ناچار ہوئی انگشتر
اُڑکر نکلگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طائر خُرد جاتا ہی دم بھر مین نظرون سے مخفی ہوئی
شورش نے اِشارہ کیا پکار کر آواز دی او عشرت خیز کہان جائیگا آج شب کو کھانا یہان
کھانا تیرا بھوگ تجھکو ملیگا مگر مینا نگار کو لینا کہ ایک پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا
مینا نگار نے جو اُسکو آتے ہوے دیکھا طرفِ صحرا منہ کرکے دستک دی ایک شیر صحرائی
پیدا ہوا اُس شیر نے آکر اُس جوان کو چیر پھاڑ ڈالا اور پھر صحرا مین جاکر غائب ہوا کوہ سے

شورش نے کیسے مگر مینا نگار نے بہ آسانی شتابے پھر خنجر کمر سے نکالا ران کو چاک کیا اور خون چلو مین لیکر طرف لشکر اسلام کے پھینک مارا کچھ قطرے بادشاہ پر گرے کچھ قطرے شورش پر اور ایک دھوان اُٹھا اُسنے لشکر کو گھیر لیا بادشاہ بیہوش ہوکر گرے شورش کھڑی ہی مگر اپنے ہوش مین نہین آہ آہ کر رہی ہی اہل لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم دھوئین مین گھرے ہوے ہین بادشاہ پا بہ گل مرکب رانون سے نکلگیا اس حیرانی مین بادشاہ کھڑے ہوے ہین ہاتھ پانؤن کو جنبش نہین شورش کی زبان بند ہوگئی اپنی زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران ہوکر کیا کرون کوئی سحر یاد نہین آتا مگر مینا نگار نے گرد لشکر حصار دود کر کے گویا قلعۂ دُخان بنادیا یہ رنگ کرکے پلٹا کہتا ہوا کہ آج کے تیسرے روز یہ لوگ سب ہلاک ہوجائینگے یا یہ لوگ خاک ہوکر بہجائین گے یا بالکل پانی ہوکر بہ جائینگے دیکھیے کیونکر نجات ہو اِن لوگونکا تو یہ حال ہی مینا نگار نے پلٹ کر اہل لشکر سے بہ فخر کہا کہ یارو تمنے دیکھا کہ مین نے کیا کیا سارے لشکر کا خاتمہ کردیا اب اِن کو کون بچائیگا یہ کہتا ہوا اپنے مکان کی طرف باغ لالہ زار کے چلا باغ مین آکر بیٹھا مصاحب وغیرہ سب حاضر ہین کچھ کنیزین نہایت تکلف سے موجود ہین جلسہ آراستہ کیا ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین یہ اشعار عاشقانہ ایک مہ جبین بیٹھی ہوئی بصد ناز و انداز بتا بتا کر گا رہی ہی نظم

کہون کیا ہمدمو ہی عشق اِک لیلی شمائل کا
عجب ہی اندنون کچھ حال اپنی وحشت دل کا

جو اُس بحر کرم کی یاد مین روتا ہون دریا پر
پتہ ملتا نہین اشکو نکے ملجانیسے ساحل کا

یقین ہی عمر بھر اُسکو کسی پہلو نہ چین آئے
تڑپنا دیکھ لے آکر اگر کوئی مرے دل کا

وہ میکش ہون رہیگی روح بھی خوش بعد مرنے کے
مرا ساقی اگر بنوائیگا ساغر مری گل کا

وہ دلبر آکے پہلو مین مرے بیٹھے یہ حسرت ہی
خداوندا کسی دن تو بر آئے مدعا دل کا

ہزارون عاشقون نے جان اپنی نذر دی لاکر
ہوا تمکو مبارک اے صنم لینا مرے دل کا

کبھی آیا نہ وہ عیسی لحد پر فاتحہ پڑھنے
ستم ہی بعد مرنے بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا

کیا تھا امتحان روز ازل جب تیر مژگان کا
بنایا اُس کمان ابرو نے تھا تودہ مرے دل کا

تڑپ کر دیکھنا اِک دن نکلجائیگا سینے سے
بہت مشکل ہی اُلفت مین عزیزو تھامنا دل کا

ہمیشہ سر بکف رہتے ہین بہ شوق شہادت ہی — پتہ ہم پوچھتے پھرتے ہین سب سے اپنے قاتل کا
کسی رشک چمن کی آمد آمد کا سُنا مژدہ — خوشی سے ہی شگفتہ آج کیا غنچہ مرے دل کا
غضب ہو جاے بجلی گر پڑے صیاد کے اوپر — فلک پر پیر اثر نالہ اگر پہونچے عنا دل کا
جنون بہ نجد مین کتنا تھا اُلفت اِسکو کہتے ہین — دل مجنون نہین نقشہ ہی یہ لیلی کی محمل کا
بلا ہی زلف اُسکی چشم آفت ہی زمانے مین — اِنھین دونون نے ملکے خوب لوٹا قافلہ دل کا
بہار آئی ہی پھر تقدیر مین صحرا نوردی ہی — بہت ہی بیطرح پھر رنگ وحشت مین مرے دل کا
ملون آنکھین مزار حیدر صفدر سے اے سطوت — الٰہی جلد بر آئے کہین یہ مدعا دل کا

ہرچند کہ وہ نازنین بڑے لطف سے گا رہی ہی مگر مینا نگار پریشان بیٹھا ہی دمبدم زانو بدلتا ہی جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی اکثر کنیزون نے عرض کی کہ اے شہریار آپ کیون پریشان ہین آج آپ کا عجیب حال دیکھ رہے ہین کیا کسیکا اشتیاق ہی مینا نگار نے جواب دیا کہ صاحبو تم لوگ کیا جانو جو میرے دل پر گذر رہی ہی تم لوگ میرے دل کے حال سے کیا واقف ہو اِس باغ مین کیون آکر بیٹھا ہون ہرچند باغ مین آنے سے دل شگفتہ ہوتا ہی مگر مین ملول و حزین ہو رہا ہون دل مثل غنچۂ ناشگفتہ بند ہو رہا ہی جب کنیزون نے بہت کہا کہ حضور ہم لوگ امیدوار ہین کہ اگر ہمپر حال کھلے تو ہم اُسکی فکر کرین مالک اگر انتشار مین ہو تو ملازمون کو مناسب ہی کہ شگفتگی مالک کی تدبیر کرین اسیوجہ سے دمبدم پوچھتے ہین اور حضور کو ہم بہت منتشر پاتے ہین مینا نگار نے کہا صاحبو ملکہ لالہ ترار صندلی پوش کہ مدت سے اُسکا خواہان ہون یہ باغ اُسیکے نام کا بنوایا کہ وہ آئے اور اِس باغ مین صحبت آرا ہو آج آنیکا وعدہ کیا ہی ایک ایک دم مجھپر زیر دم شمشیر گذر رہا ہی ایک کنیز نے عرض کی والا ہی یہین جو اکثر تحفہ حیات لیکر گئی قصر یاقوت نگار مین اُنکو پایا اگر حکم ہو تو جاؤن جاکر آپ کی بیقراری اُنسے بیان کرون مینا نگار نے کہا اے گلگونہ وہ نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہی ایسا نہو اِس بات پر رنجیدہ ہو کہ کنیز کو کیون بھیجا لہذا نہایت ادب سے جاؤ یہ نہ کہنا کہ آپ کو بلایا ہی صرف اِتنا کہنا کہ آپ کا مزاج پوچھا ہی ایسا نہو کہ وہ آزردہ ہون گلگونہ یہ پیغام لیکر چلی قصر یاقوت نگار مین آئی ملکہ لالہ ترار صندلی پوش مسند پر بیٹھی

ہوئی ہر گلگونہ نے آکر سلام کیا عرض کی حضور مینا نگار نے مزاج اقدس پوچھا ہو اور یہ
فرمایا ہو کہ آج سرفراز نہ فرمائیے گا لالہ زار نے جھلا کر جواب دیا کہ مین کیا اُنکی نوکر ہون
کسی کسی کو بلائین مجھے اگر فرصت ہوگی تو آؤنگی کنیز نے ہاتھ باندھکر کہا حضور مین نے اپنی
طرف سے عرض کیا اُنھون نے صرف مزاج پوچھا ہو بلایا نہین ایسا نہ ہو حضور اُنکے
سامنے ذکر کر دین تو مجھپر آزردہ ہونگے اگر مناسب ہو تو براے چند ساعت تشریف
لیچلیے بہت بیقرار ہو رہے ہین لالہ زار نے کہا تم چلو مین آتی ہون اپنے امورات
ضروری سے فرصت کرکے براے چند ساعت آؤنگی مگر سمجھا دینا کہ مجھکو زیادہ روکین نہین
سالہا سال گذرے کہ وہ اشتیاق اپنا ظاہر کرتے ہین اور مین اپنے کو کھینچتی ہون آج یہ
نئی بات ہوئی کہ کنیز کو بھیجا ہو خیر مین آکے سمجھ لونگی گلگونہ تو روانہ ہوئی لالہ زار نے
کنیزون سے اِشارہ کیا کہ صندوقچے جواہرات کے لاؤ کنیزون نے فوراً حکم کی ملکہ کے
تعمیل کی ملکہ نے زیور پہنا جوڑا ابھاری پہنکر کنیزون سے کہا کہ ہماری جھولی سحر کی بھی
لیتی آؤ زربفت کی جھولی کنیز نے لاکر دی اُسمین اسباب سحر رکھا تخت پر سوار ہوئی
طرف مینا نگار جادو کے چلی یہان مینا نگار جادو کو گلگونہ نے آکے پیغام دیا کہ حضور
مجھسے اُنھون نے وعدہ کیا ہو تشریف لایا چاہتی ہین مینا نگار مثل گل شگفتہ ہو گیا اور
دمبدم کہہ رہا ہو کہ تیاری کرو صاحبو خبردار ملکہ کے سامنے کوئی کلمہ خلاف نہ نکلنے پائے
آج برسون کے بعد وعدہ کیا ہو اگر تشریف لائین تو بڑا احسان ہو مینا نگار اشتیاق
مین بیٹھا زانو بدل رہا ہو کنیزون سے دمبدم تاکید کرتا ہو کہ محفل کو خوب آراستہ کرو
کوئی امر ملکہ کے خلاف نہ ہو آج اُس محبوب کا وعدہ ہو کہ جسکے لیے سالہا سال سے مین
تڑپ رہا ہون وہ معشوق خوبرو خوشخو کمان ابرو خال ہند وچشم جادو ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا
آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا صدہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین رعد کی گرج
برق کی چمک مینا نگار اُٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہو جاکر ابر سے لپٹ جاؤن کنیزون سے
کہتا ہو ادب سے رہو صف باندھکر کھڑی ہو ملکۂ عالم آگئین آج میرے طالع نے
رسائی کی کہ ابر بر سر باغ آکر پھٹا ایک معشوق پریچہرہ نازک اندام گلفام ابر سے پیدا ہوئی

مینا نگار نے بلند ہو کر ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ صاحب آج
ہمارے باغ مین کیون آ کر بیٹھے آج کیا باعث ہوا مینا نگار نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا غلام
بڑے کام مین مصروف تھا اپنے قلعے کو خالی کر دیا مین نے کہا چلکر باغ مین ملکہ کے بیٹھون
کہ راحت ملے جسوقت سے یہان آیا آپ کے اشتیاق مین تھا لالہ زار نے تیور پر بل
ڈالکر کہا صاحب مین یہ باتین کیا جانون آپ اپنے کار ضروری کو آئے آج کیا کام کیا جو
تمہارا چہرہ اترا ہوا ہی مینا نگار نے کہا اے ملکہ عالم آپ کو خدا سلامت رکھے کہ آپ ہماری
پریشانی کو دیکھتی ہین اور کون دیکھنے والا ہی بی شورش نے بڑا احسان کیا کہ بادشاہ پر
عاشق ہو کر نکل گئین مگر مین نے انکو بھی پھنسایا ہی کیا اب زندہ چھوڑونگا آپ کو خبر ہوگی
کہ بی شورش قتل ہو گئین نہین ورن خداوند آرام سے گذرنا دین آجتک مین نے یہی
سنا ہی کہ جب مسلمانون پر کوئی وقت پڑتا ہی تو انکا خدا اے نادیدہ انکی مدد کرتا ہی مین نے
ایسے سحر مین پھنسایا ہی کہ تا قید حیات رہا نہ ہون لالہ زار نے دوبارہ کہا کہ صاحب یہ تو
پہیلیان میری سمجھ مین نہین آتین صاف صاف بیان کرو مینا نگار نے کہا اے ملکہ عالم
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد میری سرحد مین آکر اترے مین نے اسی وقت تعرض کیا
کہ میری سرحد سے اٹھ جاؤ اور شورش کو بھیجا کہ جا کر ان سب کو تباہ کر دو وہ جا کے
جمال بادشاہ دیکھکر عاشق ہو گئین مین نے بڑی بڑی کد کی ساربان زادہ عیار آیا آکر
بشکل عقیل روشن رائے عقیل کو لیگیا بی شورش کو چھڑایا مین نے تو یہ چاہا تھا
کہ سارے کوڑون کے مارے ڈالون مگر ساربان زادے نے ایسا مکر کیا کہ کچھ نہ بن پڑا آخر
مین یہ ہوا کہ عقیل اور شورش جا کر ظاہر مین شریک ہوئے مجھسے مقابلہ کرنے لگے
مین جا پڑا عقیل کو تو جلا دیا شورش کو مع بادشاہ قید کیا اسی مین مجھکو تکلیف پہونچی
آپ جانتی ہین کہ جب ساحر سحر کرتا ہی تو خون اسکا گھٹتا ہی مین نے عمداً ان کو کاٹ کر
سحر کیا اور سب کو پھنسایا اسی انتشار مین یہان آ بیٹھا صاف صاف یہ معرکہ گذرا مگر
آپ کے آنے کی مجھکو بڑی خوشی تھی لالہ زار نے جھلا کر جواب دیا کہ مین اگر ایسا جھتی
تو کبھی نہ آتی تم بڑے جلاد ہو بیٹی کا یہ حال کیا اور کچھ افسوس نہ آیا مینا نگار نے کہا

اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمھارے اشتیاق مین سب کچھ بھولا اور وہ لوگ اسی قابل تھے جو انکے ساتھ کیا مجھسے مقابلہ کیا مجھکو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو شورش غالب آجاے تب مین نے سحر کیا آخر مین انکو گرفتار کیا لالہ زار نے سُنا اپنے مقام سے اُٹھی کہا لو صاحب مین تو جاتی ہون اتنو تمھارا وعدہ پورا ہوا مین بھی جا کر ان گنہگارون کو دیکھون کہ کس حال مین ہین مینا نگار بولا اے ملکۂ عالم براے خداوند لقمان ثانی تم اُس مقام پر نہ جاؤ اُن لوگون کا حال زار نہ دیکھو لالہ زار نے کہا مین سرسری جاؤنگی اُنکو بھی دیکھتی چلی جاؤنگی مین تو دیکھون کیونکر بلبلا رہے ہین تڑپ رہے ہین مینا نگار نے کہا آپ کو اختیار ہے اور دو چار گھڑی ٹھہریے تو میرے دلکو تسکین ہو آپ کے آنے سے روح کو راحت دل کو فرحت حاصل ہوئی لالہ زار نے کہا اب میرے ٹھہرنے کا موقع نہین ہے مین رخصت ہوتی ہون اول طرف صحراے مینا نگار کے جاؤنگی پھر مکان پر امورات ضروری سے فرصت کر کے کاروبار دنیا مین مصروف ہونگی کیون مینا نگار اپنے سحر کو تم کیا جانتے ہو ہم مین تم مین کیا فرق ہے مینا نگار نے کہا آپ منظور نظر خداوند ہین میری کیا حقیقت ہے مین کیا اور میرا سحر کیا جسوقت ارادہ کیجیے مثل نقش قدم مٹا دیجیے غرض لالہ زار رخصت ہوئی مگر حال بادشاہ لشکر بیقرار و مضطرب ہے تاسف آتا ہے جی مین کہتی ہے اس بھیا نے سخت سحر کیا ہوگا مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہونگے یہ سوچتی ہوئی طرف صحراے مینا نگار کے چلی جب صحرا مین پہونچی ایک پہاڑ پر ٹھہری سر اُٹھا کر دیکھا کہ اہل لشکر بیتاب و بیقرار ہین دھوان آنکھون مین لگ رہا ہے پکار رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز و اے چارہ گر عالم رحم اپنا شریک کر اس آفت سے نجات دے کس بلا مین پھنسے ہین کہ رہائی نہین پاتے ایک رات اور ایک دن کس مشکل مین گذرا ہے دن روز قیامت تھا شب شب آفت لالہ زار سب کو دیکھ رہی ہے ایک مقام پر جو نگاہ پڑی ملکہ شورش کو دیکھا ایک نخل سے لگی ہوئی کھڑی ہے مگر بیہوش و مدہوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا ہوا چلنے سے معذور عقل سے دور زبان پر یہ اشعار جاری ہین

نظم

دیتا نہین جو بات کا وہ مہ لقا جواب / کیونکر جواب دے دہن اُسکا ہی لاجواب

بھڑکانے سے رقیب کے ایسا ہی وہ خفا / دیتا نہین غضب ہی کسی بات کا جواب

اُنسے سوال وصل جو کرتا ہون جاکے مین / کہتے ہین مجھکو دے چکے ہم بارہا جواب

ابرو کا بوسہ مانگنے پر یہ خفا ہوے / مجھکو زبان تیغ سے خمنے دیا جواب

خط مین نے سیکڑون ہی روانہ کیے اُسے / ابتک نہ یار نے کسی خط کا لکھا جواب

پیغام وصل سُنکے عجب گھات بھبسے کی / بُت بنگیا نہ مدتون اُسنے دیا جواب

افسوس اُنکے ناز اب اُٹھینگے کسطرح / مجھکو تو ہاے تاب و توان نے دیا جواب

تقریر کرتے کرتے زبان اُسکی گھل گئی / دینے لگا مجھے وہ بُت مہ لقا جواب

اُنکے مریض ہجر کو کیا ہو امید زیست / دیجاتی ہی طبیب سے پہلے شفا جواب

کسطرح چاند سے اُسے تشبیہ دون بھلا / ای یار ہی ترا رُخ پر نور لاجواب

ڈرتا ہون ہوگی پرسش اعمال حشر مین / سطوت خدا کے سامنے دونگا مین کیا جواب

زار زار روتی ہی ٹھنڈھی سانس بھر کے کہتی ہی ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ مجھے امید نہ تھی کہ یون گرفتار دام مصیبت ہونگے نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری یہ حال شورش کا دیکھکر قلب تھرایا جی مین کہتی ہی کہ ای لالہ زار اسیر کیا گذرتی ہوگی حقیقت مین ایسی معشوق محبوب وہ اِس بلا مین مبتلا ہی خدا اسے نادیدہ اسیر اپنا رحم کرے خداوند بقراط کو تو یہ لوگ بُرا کہتے ہین اِسی وجہ سے یہ حال ہوا یہ باتین دلسے کرتی ہوئی نگاہ کو آگے بڑھایا دیکھا ایک بادشاہ جلیل تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین عین شباب عارض رشک آفتاب و مہتاب سطوت و صولت مین لاجواب سپر لپشت سے گری پڑی ہوئی ہی تلوار قبضے سے نکلگئی ہی بے حس و حرکت کھڑے ہین مگر خاموش مثل بید کانپ رہے ہین لالہ زار نے یہ جو حال بادشاہ جمجاہ کا دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا جی مین کہتی ہی ای لالہ زار ہینا نگار بڑا ظالم ہی خوب خداوند نے مجھے اُس سے بچایا جسدن بگڑتا تو میرا ابھی یہی حال کرتا گو مین اُس سے سحر مین کم نہین ہون مگر یہ فرق کیا کم ہی کہ وہ مرد اور مین عورت ای لالہ زار

جو کچھ ہو سو ہو ان قیدیان مصیبت کو رہا کرو اگر بگڑیگا تو کیا کر لیگا جب اُس سے بگڑی تو بگڑی سمجھا جائیگا اُسکا ملنا مجھکو کیا گوارا ہی زبردستی گلے پڑتا ہی جواب صاف دیدونگی ساتھ قدرت کے اگر معاملہ پڑیگا تو صاف صاف کہدونگی کہ میں تو اس سے کہکر آئی تھی کہ میں انکو دیکھنے جاتی ہون اُسنے بے ترکیب رنج کیا مجھکو بہت ملال ہوا ایسا ظلم کون کریگا کہ بیٹی کو بلامین پھنسایا ہی اور آپ چین سے بیٹھا ہی میرے وصل کی فکر کر رہا ہی اس کو سزا دینا چاہیے یہ سوچکر پہاڑ سے اُتری ٹہلتی ہوئی لشکر مین آئی جسطرف سے گذری دھوان موقوف ہوا اہل لشکر کو ہوش آنے لگے ٹہلتی ہوئی قریب شورش کے پہونچی کہا کیون اے حریق آتش اشتیاق وا اے غریق لجۂ فراق کیا گذر رہی ہی ہم بھی تو تیرا حال سنین مثل تیرے ہم بھی گرفتار دام گیسو ہوے کہ اس دام سے نکلنا دشوار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی جی چاہتا ہی کہ شہر یار کے پاس بیٹھین حال دل اپنا بیان کرین جسکا خوف ہی کہ اس جمال کو وہ خلاف نہ سمجھین یہ نہ دھن مین آجاے کہ یہ ساحرہ ہی اسکی صورت کا کیا اعتبار لہٰذا انکو معین و مددگار اپنا گردانتے ہین کہ اسوقت مددگاری کرنا یہ نہ سوچنا کہ ہماری ہمچشم ہین یہ سنکر شورش نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا اے نازنین مہ جبین میرا حال پر ملال کیا پوچھتی ہی یہ نوبت گذر رہی ہی نظم

غیر کے آگے جو مین اُسکو بلا کر رہگیا
ہم یہ سمجھے تھے قفس سے آج کر دیگا رہا
واہ ری قسمت سوال وصل جب مین نے کیا
ہاتھ مین جب یار کے شمشیر عریان دیکھلی
جب اشارہ وصل کا مین نے کیا اُس شوخ سے
آج شاید بے گناہی میری ثابت ہو گئی
کوچۂ دلدار کی جانب چلا جب مین نحیف
شرم آئی پیش صنم جب گیا بہر سوال
کربلا مین کیون نہ کی تو نے سکونت اختیار

شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر رہگیا
پر چمن صیاد بلبل کو دکھا کر رہگیا
شرم سے اقرار اُسکے لب تک آکر رہگیا
جس جگہ تھا مین وہین گردن جھکا کر رہگیا
شرم سے گردن جھکالی مسکرا کر رہگیا
وہ ستمگر قتل کا بیڑا اُٹھا کر رہگیا
ناتوانی کے سبب اک گام اُٹھا کر رہگیا
کچھ نہ بولا منھ سے ہاتھ اپنا بڑھا کر رہگیا
ہاے سطوت بندیوم بیکار آکر رہگیا

شورش نے جو یہ اشعار پڑھے لالہ زار چوٹ کھائے ہوئے تھی بیتاب ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے عرصے میں بوئے خوش آئی شورش کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سحر وغیرہ یاد آیا ساتھ لالہ زار کے قریب بادشاہ آئین دونوں نے ملکر سحر کیا بادشاہ نے دیکھا کہ سحر سے لالہ زار کے تمام درخت سرسبز و شاداب ہوئے ہزارہا طائر اُڑتے ہوئے آئے درختوں پر آکر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی صدا سے بادشاہ کا چہرہ سرخ ہوا جھومنے لگے نگاہ جو جمال جہان آرائے لالہ زار پر پڑی دیکھا ایک محبوب خوشرو خوشخو خال ہند و چشم جادو زلف عنبرین چہرے پر بل کھا رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان لہرا رہی ہین یا چشمۂ خورشید کے قریب مار ان سیاہ پیچ و تاب مین ہین قد موزون چہرہ گلگون عارض رشک قمر معشوق بیمبر بادشاہ نے بخوبی جمال بیمثال ملکہ دیکھکر ٹھنڈی سانس کھینچی بے اختیار فرمانے لگے اے محبوب مطلوب تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی تو نے صبر و طاقت چھین لیا کوئی ایسا ستم کرتا ہی یہ نہ خیال کیا کہ ہمپر کوئی شخص مرتا ہی ایسا نہ ہو کہ اُس غریب کی جان پر بنے لالہ زار نے شرماکر سر جھکا لیا کہا اے شہریار مین تابعدار ہون آپ کی سطوت و صولت پر نثار ہون اب ملازم بھی آئے آکر حاضر ہوئے کہتے تھے اے شہریار ان ملکہ نے بڑا احسان کیا جب یہ ہم لوگون کے قریب آئین تو دھوان غائب ہو گیا ہوش ہمارے درست ہوئے چالاک و چست ہوئے آپ سے بات کرنے کے لایق ہو گئے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرتے جان نہ بچتی یہ شکر بادشاہ نے شکر یہ ادا کرتے ہوئے ہاتھ لالہ زار کا تھام لیا مگر متردد ہو کر طرف ملکہ شورش کے دیکھا فرمایا اے شورش یہ تو صاف صاف بتاؤ کہ یہ جمال اصلی ہی یا نمونہ سحر ہی کیونکہ مجھکو شک ہوتا ہی شورش نے عرض کی اے شہریار اسکے حسن کی تمام طلسم مین دھوم ہی بڑے بڑے شاہان جہان اسکی نسبت کا پیغام دیتے ہین خود قدرت نے ایک دن فرمایا کہ اے لالہ زار ہماری صحبت مین رہا کرو ہم تمکو طرۂ پیغمبری عطا کرینگے وہ مرتبہ تمہارا ہو کہ تمام شاہان طلسم رشک کرین لیکن انھون نے قبول نہین کیا اُسدن سے خدمت قدرت مین جانا موقوف کر دیا اسکا یہ جمال اصلی ہی حضور کچھ گمان

نکرین بادشاہ یہ سُنکر مثل گل شگفتہ ہوے بڑے اعزاز و اکرام سے لالہ زار کو لیکر بارگاہ مین آئے خود مسند پر آکر بیٹھے دونون معشوقین پہلو مین جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوی ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ خوش آواز باکرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ای شہ حُسن اگر بوسۂ رُخ مل جاتا
کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا

ایک بوسہ گل عارض کا اگر ملجاتا
ای صنم دل مرا غنچے کی طرح کھل جاتا

قیس کہتا تھا جو لیلی کا پتہ مل جاتا
خاک اڑاتا ہوا مین بھی پس محمل جاتا

زندہ ہو جاتا ابھی غنچۂ دل کھل جاتا
جان آجاتی مسیحا جو ابھی مل جاتا

ای جنون توڑ کے اِسواسطے پھینکا مین نے
طوق بھاری تھا گلا اِس سے مرا چھلجاتا

بھیجتا اُسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ
چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا

عشق شیرین مین بتا تو نے مزہ کیا پایا
پوچھتے ہم بھی جو فرہاد کہین مل جاتا

آ کے تجھے کو کو لگا کے ترے در پہ ساقی
کیا دعا دیتے تجھے جام جو اک ملجاتا

پہلوے غیر مین کیون بیٹھنے کو جاتی تھے
کیا مرے دل کے پھپھولے دکھانے سے تمھین ملجاتا

لاکھ ڈھونڈھا مگر اُس بُت کا پتہ بھی نہ ملا
جستجو ایسی جو کرتے تو خدا مل جاتا

اپنے دیوانے پہ آتا اُسے کچھ رحم ضرور
کان تک اُسکے اگر شور سلاسل جاتا

آپ دیتے جو اگر غنچۂ لب کا بوسہ
ای صنم کیا ہی مرے دل کا کنول کھلجاتا

باغبان ہنستے پہ اِسکے ہی تعجب مجھکو
گوش گل تک نہین کیا شور عنادل جاتا

چاندنی رات مین کرتا جو وہ محبوب بناؤ
آئنہ سامنے سنکر مہ کامل جاتا

شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا سطوت
گر لطافت سا نہ اُستاد تجھے مل جاتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی یہان تو یہ کیفیت ہی مگر مینا نگار جو باغ لالہ زار سے اٹھا رفیقون سے کہا اب تم لوگ تو قلعۂ مینا نگار مین چلو آج طبیعت کو فرحت ہی خدمت خداوندی مین بھی ہو آؤن دیکھون قدرت کس رنگ مین ہین اور یہ بھی بیان کرون کہ مین نے

بیٹی کا پاس نہ کیا وزیر کو جلا کر مار ا بیٹی کو قید کر آیا ہون بارہ چودہ ہزار مسلمان مبتلاے آفت
ہین وہ وہن ہین تباہ ہو جائین گے امیدوار ہون کہ سواے طلسم کشا کے اور کسی مسلمان
کو بتایئے اُسکو جا کر تباہ کرون مین نے سُنا ہو کہ صاحبقران خود بھی آ ستے ہین مین جا کر
اُنکو بھی بوٹ لون وہ سحر کرون کہ سر نگر آ کر مرین جب افسر کو مار لیا تو پھر کتنی بڑی بات ہی سب
اُسکے مطیع و منقاد و جان دینگے یہ کہکے طرف قصر ہشت پہل کے چلا یہان لقراط بارگاہ مین
بیٹھا ہو نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین صداے عیش و نشاط بلند ہو افسران فوج
حاضر ہین خبر طلسم کشا پوچھ رہا ہو ایک ایک سے کہتا ہو کہ جا کر طلسم کشا کو ڈھونڈو اگر وہ
گرفتار ہو کر میرے سامنے آجاے تو اُسی وقت قتل کرون تحفہ جات چھین لون کیا مجال
ہو کہ میرے سامنے زبان ہلا سکے یہ ذکر تھا کہ مینا نگار آ کر پہونچا لقراط ثانی کو سجدہ کیا
کہا یا خداوند مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام کو مبتلاے بلا کیا کل سب کا خاتمہ ہوگا
یہ سُنکر لقراط بہت خوش ہوا کہا اے مینا نگار تمنے بڑا کارنمایان کیا آجتک مسلمانون نے
جا بجا سے خروج کیا ہر مقام پر دربند فتح کیے اکثر مقامات پر گرفتار بھی ہوے لیکن قتل
نہ ہوے اِنکا معین آسمان سے آجاتا ہو اے مینا نگار جا کر سحر کو زور دو قتل کر ڈالو تمہارے
نام یہ نیک نامی لکھی تھی کہ قتل بادشاہ اسلام تمہارے ہاتھ سے ہوا مینا نگار نے عرض
کی یا خداوند غلام نے بیٹی کا بھی پاس نہ کیا عقیل ایسے وزیر کو جلا دیا لقراط نے کہا قدرت
کے سامنے کہتا ہو کہ عقیل کو مٹا دیا عقیل میرے پاس قید ہو جسوقت رہائی پائیگا زمین
ہلا دیگا اِن باتون پر مینا نگار خوش ہو رہا ہو کہتا ہو یا خداوند آپ کو سب باتین معلوم
ہو جاتی ہین لقراط ثانی خوش ہو گیا کہا اے مینا نگار قدرت کے کارخانے قدرت ہی
پر موقوف ہین یہ ذکر تھا کہ ایک طائر سامنے سے آیا مگر آنکھون سے آنسو بہتے ہوے
سامنے آ کر گر پڑا ایک ساحر کی شکل بنگیا کہا یا خداوند عجب معرکہ درپیش ہوا بادشاہ نے
رہائی پائی شورش بھی چھوٹی سارا لشکر مصروف عیش و نشاط ہو لقراط نے جھلا کر
کہا آخر سبب کیا ہوا ساحر نے عرض کی غلام آپ کا بیٹھا دیکھ رہا تھا بر سر کوہ لاجورد مینے
مسکن بنایا ہو یکایک دیکھا کہ بی لالہ زار تشریف لائین بیٹے سب کا حال دیکھا آخرین

سحر کرنے لگین سب کور ہا کیا اب بادشاہ کے ساتھہ بارگاہ مین جاکر بیٹھی ہین ناچ گانا بھی
ہو رہا ہی بادشاہ پر عاشق ہوئی ہین یہ سُنکر بقراط نے سر پیٹ لیا کہا ای مینا نگار تو نے
اپنے سحر کا انجام دیکھا تو نے غضب کیا کہ باغ لالہ زار مین جاکر اوصاف بادشاہ بیان کیے
اُسنے جاکر اُنسے دل لگایا آخر رہا کیا اب کیا ارادہ ہی مینا نگار نے کہا ہر چند کہ قدرت جانتے
ہین اور مدت سے آگاہ ہین کہ لالہ زار پر میری جان جاتی ہی مگر مشکین باندھکر لاؤن گا
سر بارگاہ سزا دونگا کیا عشق و محبت صرف کرونگا یہ حال سُنکر میری محبت مٹگئی کہ وہ مکارہ
شوخ دیدہ بادشاہ پر عاشق ہوئی میرا سحر اُتارا اب مین اُسے زندہ نہ چھوڑونگا اسطرح سے
قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے دیکھیے
مین ابھی جاکر لاتا ہون بقراط نے کہا ای مینا نگار لالہ زار بلاے روزگار ہی ذرا سمجھ کے
جانا مین نے لالہ زار کو چند سحر ایسے بتا دیے ہین کہ وہ خالی نہین جاتے لہذا خوب تم
سمجھ لینا جاتے ہی اپنا وار کرنا ایسا نہ ہو اُسے دیکھکر محبت آجائے اور تم میرے قتل
کے درپے ہوکر آؤ مینا نگار بل کر کے اُٹھا طرف لشکر بادشاہ کے چلا بقراط نے کہا کہ
فوج اپنے ساتھ لیلو وقت پر کام آئیگی مینا نگار نے کہا یا خداوند سامنے میرا قلعہ
ہی چالیس ہزار ساحر ہر وقت تیار رہتے ہین وہ آپڑینگے بڑھکر لڑینگے ایک ایک انمین
بلاے روزگار ہی مجھکو فوج کی کیا احتیاج ہی بکتا جھکتا چلا کہتا ہو واہ ری معشوقہ ہمنے
برسون اُسکا انتظار کیا لاکھون روپے ہمنے مخفی اُسکو بھیجے اُسنے اُسکا بدلہ یہ کیا کہ بادشاہ
کے جمال ظاہری پر عاشق ہوئی ہمارا خیال نہ کیا یہان بادشاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین مگر
لالہ زار ہر مرتبہ چونک اُٹھتی ہی کہتی ہی ای شہریار کچھ بلا آیا چاہتی ہی یقین ہی کہ بقراط کو
بھی خبر ہو جاے میرا نکل آنا اُسپر بھی شاق ہوگا کیا عجب ہی کہ خود بقراط آوے یہ ذکر تھا
کہ لشکر مین ہلڑ ہوا لالہ زار اپنے مقام سے اُٹھی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مینا نگار جادو
لشکر پر آپڑا بادشاہ نے قبضے پر ہاتھہ ڈالا لالہ زار نے کہا حضور تماشہ دیکھین مین جاکر
اُسکو لپٹاسے دیتی ہون آپ کے اقبال سے دیوانہ ہو جائیگا جا کر بقراط کو حیران کریگا

لیکن میرے لیے بڑی خرابی ہی یقین ہی کہ بقراط خود آئے یہ کہکے باہر نکلی دیکھا کہ مینانگار دیوانہ وار وحشی مثال بکتا جھکتا لڑکھڑاتا ہوا یہ اشعار بہ آواز بلند پڑھتا ہوا آتا ہی نظم

یقین ہو در دل پہلو مین عاشق کے سوا ہوگا — نہ چین آئیگا پہلو سے جو تو ای بت جدا ہوگا
خدا جانے لحد مین بعد مردن حال کیا ہوگا — عزیز اپنا کوئی ہوگا نہ کوئی آشنا ہوگا
جہانمین مہربان معشوق کوئی دوسرا ہوگا — اگر وہ بت خفا ہو جائیگا مجھسے تو کیا ہوگا
جہانمین ہین بہت معشوق کچھ پروا نہین اسکی — جو تم ناحق خفا ہو جاؤ گے مجھسے تو کیا ہوگا
رہیگا تار بھی باقی نہ دامان و گریبان مین — بہار اب آگئی ہی پھر مرا سودا سوا ہوگا
کرو گے ذبح گر مجکو تم اپنے دست نازک سے — نہایت سخت جان ہو نمین نہ سر تن سے جدا ہوگا
خط اسکو مین نے تو بھیجا ہی لیکن یہ تردد ہی — خدا معلوم قاصد کس مصیبت مین پھنسا ہوگا
مین ہون عشاق مین فرد اور تم یکتا زمانے مین — مرا ثانی نہ کوئی ہوگا نہ تمسا دوسرا ہوگا
پرستش بت کی ہی بے فائدہ ای برہمن سنلے — بنایا جسکو ہندون نے بھلا وہ کیا خدا ہوگا
جہانمین رشک لیلا آپ تو ہم فخر مجنون ہین — ہماری آپ کی الفت کا چرچا جابجا ہوگا
کہا مین نے جو اسنے زہر کھا لونگا تو کہتی ہین — کہ ناحق جان جائیگی تمھاری میرا کیا ہوگا
کبھی اس زلف پر عاشق نہ ہونا ای دل نادان — کہے دیتے ہین ہم تجھسے بلا مین مبتلا ہوگا
بیان ہی ہر حباب بحر سے یہ بے ثباتی کا — جہانمین اسطرح جو سر اٹھائیگا فنا ہوگا
نہ سطوت لغزش پا ہوگی بالای صراط اصلا — ہمارے ہاتھ مین تو دامن مشکلکشا ہوگا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا ادھر کر رہا ہی لالہ زار نے للکارا کہ او مینانگار کیون تیری شامتین آئی ہین بس اب پلٹ جا جو ہمارے دل مین آیا وہ کیا مینانگار نے جھلا کر کہا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے بڑی آفت برپا کی ہماری مشقت کو بھولی ہر مہینے مین تحفے بھیجتا تھا اسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ بادشاہ کو قید سے چھڑایا پہلو مین لیکر بیٹھی ہی باندھ کر تجھکو لیجاؤنگا قدرت تیری بڑی شکایت کرتے ہین کہ ہمسے انکار بادشاہ سے یہ اقرار دیکھتے ہی بادشاہ کو عاشق ہوئی یہ تجھکو مناسب نہ تھا یہ کہکے گولہ مارا لالہ زار نے گولہ کاٹا آپس مین گولہ چلنے لگا مگر لالہ زار کسی مقام پر کمی نہین کرتی ہی

آخر لالہ زار نے جب دیکھا کہ مینا نگار نہین مانتا تو گلے سے پھولون کا ہار اُتارا اور کہا ای مینا نگار دیکھ ہوشیار ہو اب تیری شامت آئی ہی بہت پچھتائیگا روتا پیٹتا ہوا جائیگا یہ کہکے ہار پھینک مارا اور آواز دی کہ اری گل اندام جلد حاضر ہو یہ کہتا تھا کہ صحرا مین ایک ہنگامہ ہوا مینا نگار سر اُٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک مہ جبین آگے آگے دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے پشت پر کئی سو کنیزین آپس مین رنگ کھیلتی ہوئین جو سب کے آگے تھی وہ گنگنا کر یہ اشعار گاتی تھی

نظم

مقتل کو یون رواں ستمگر مرا ہوا
بل ابرو نپہ ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا

قاصد پیام غیر کا لیکر صنم کے پاس
جاتا ہی تو یہ تو پیمبر بنا ہوا

ای شاہ حسن شکل دکھا مجھ فقیر کو
مدت سے تیرے در پہ ہی بستر لگا ہوا

واعظ کو میکشی کا ہوا شوق لیجیے
رکھا ہی اک سبو تہ ممبر چھپا ہوا

کہتے ہین مست چودھوین کا چاند دیکھکر
رکھا ہی بام چرخ پہ ساغر بھرا ہوا

کعبے سے ہو کے آئے ہین کوی بتا نہین ہم
ای شیخ پاؤن تھک گئے چکر جدا ہوا

ای یار اپنے گھر مین بلا لیجیے مجھے
روتا ہون کب سے آپکے در پر کھڑا ہوا

نکلا تھا اپنے گھر سے جو شیخ آج میکشو
اک شیشہ ہی کا تھا تہ چادر چھپا ہوا

بیٹھے رہے وہ جبتلک اُٹھنے کا خوف تھا
اُٹھنے لگے تو دل مرا مضطر سوا ہوا

ہو کر رہا قفس سے یہ کہتی ہی عندلیب
کسطرح اُڑ سکون کہ ہی شہپر بندھا ہوا

آئینے کو وہ توڑ کے بولے یہ غیظ سے
بیٹھا تھا اپنی جا پہ سکندر بنا ہوا

سرطوت کھونگا حیدر صفدر سے خلد مین
دو جام آب ساقی کوثر بھرا ہوا

مینا نگار نے جو یہ معاملہ دیکھا آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا بلبلا کر پکار اُٹھا کہ ای رنگین پوش ہمارے ساتھ آکر رنگ کھیلو اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ ہمارے پاس تم خود آؤ یہ نیا رنگ ہی اور ساتھ والیان جسقدر تھین وہ سب ٹھٹھا مار کر ہنسین کہا ای مینا نگار ہم دور سے اسیواسطے آئے ہین کہ تمھارے ساتھ رنگ کھیلین ادھر شورش نے دیکھا کہ لالہ زار نے بڑا رنگ دکھایا اب مینا نگار کو دیوانہ کرو شورش نے موتیون کا

مالا گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا پکار کر آواز دی ای رنگ آمیز مینا نگار کو لینا یہ سنکر
لالہ زار قہقہہ مار کر ہنسی مینا نگار ہنسی کو دیکھکر بہت بیقرار ہوا معلوم ہوا کہ ایک بجلی گری
خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا پکار کر آواز دی کہ ای لالہ زار ہم مدت سے تمہارے مشتاق
ہین اگر ایسی ہزار آوین تو ہم کب توجہ کرتے ہین ہم تو تمہارے طالب ہین لالہ زار نے
ہنسکر کہا ذرا میرے قریب آؤ ابھی تو قتل پر کمر باندھی تھی اب اشتیاق بیان کرتے ہو بھلا
تمہاری بات کا کیا اعتبار کرین مینا نگار نے ہاتھ باندھکر کہا مین تو غلام زر خرید ہون
بقراط نے کہا تھا کہ جا کر اُسکا سر لاؤ مجھسے بے ادبی ہوئی اب اُسے معاف کرو لالہ زار نے
قریب بلا کر موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا مالا جو گلے مین مینا نگار کے پڑا رقص کرنے لگا اور
بقراط کو گالیان دینا تھا لالہ زار چاہتی ہی کہے کہ جا کر سر بقراط کا لاؤ کہ ایک آندھی سیاہ چلی
تمام صحرا پر آشوب ہو گیا درخت گرنے لگے اِسقدر خاک اُڑی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا
لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا ای شورش اپنے کو بچاؤ معلوم ہوتا ہی بقراط آتا ہی، تو
اُسی کی علامت ہی غرض ملکہ شورش نے یہ سُنتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ اسباب نکالون
کہ ایک نعرے کی آواز آئی پہلے مینا نگار پر برق گری برق گرتے ہی ہوش مین آگیا لالہ زار
نے دیکھا کہ بقراط آگیا دونون پانوُن زمین مین مارے اپنے کو غرق زمین کیا بقراط نے
دیکھا کہ لالہ زار جاتی ہی آواز دی کہ ای ارض جادو اِسکو لینا نصف زمین مین لالہ زار
غرق ہوئی تھی کہ کسی نے گلے پر ہاتھ ڈالا لالہ زار نے ایک تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی
آواز ہوئی بقراط نے دیکھا ایسا نہ ہو کہ ارض جادو قتل ہو خود لالہ زار پر ہاتھ ڈالدیا
گردن پکڑ کے لالہ زار کو کھینچا لالہ زار تڑپ کر بیہوش ہوئی دوسرا ہاتھ شورش پر مارا
دونون کو پنجے مین دبایا مینا نگار سے اِشارہ کیا کہ قلعے مین جاؤ بقراط لالہ زار و شورش
کو لیکر چلا کنیزون نے غل مچایا کہ ای شہریارو دوڑیے بقراط شورش و لالہ زار کو لیے جاتا ہی
بادشاہ بارگاہ سے تیغ کھینچکر نکلے بقراط نے جو بادشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای سعد
بن قباد اِن دونون کو تو مین لیے جاتا ہون تمہاری تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے بلند ہوا مگر
دونون معشوقان پریچہرہ پنجے مین دبی ہوئین بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر طرف

خواجہ کے دیکھا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو دیکھ رہے ہو کہ بقراط لالہ زار و شورش کو لیے جاتا ہی آپ کچھ تدبیر کیجیے جو مانگیے گا وہ دونگا خواجہ یہ سنکر ایک جانب چھپے بادشاہ بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کارساز و ای بے نیاز ان معشوقونکو بچائے

نظم

رنگ و بو از یک گل است اندر چمن گلزار را — میرسد فیضش برابر ہر گل و ہر خار را
دیدۂ بینندہ باید طالب دیدار را — تا ببیند چارسو روشن جمال یار را
جان فدا ہر اہل جان بر حسن آن جانان کند — دل دہد ہر کس کہ بیند روی آن دلدار را
رونمود از پردۂ وحدت چو آن پردہ نشین — گرد روشن از رخ انور در و دیوار را
در مقام یک زبانی اہل وحدت گو دہند — دخل در اقرار وحدانیتش اقرار را
یکزمان محروم نگذارد ز فیض عام خویش — جن و انسان بلکہ وحش و طیر و مور و مار را
میدہد ہر نیک و بد را روزی آن روزی رسان — میرساند حصہ زان ہر خفتہ و بیدار را
داد گل را در گلستان رنگ و بو آن گلبدن — شور و غوغا بلبلان را نالہ موسیقار را
گاہ خنداند بہ گلشن غنچۂ لب بستہ را — گاہ گریاند بہ صحرا عندلیب زار را
گاہ در محراب مسجد سر نہد اندر سجود — گاہ بر گردن بہ بند در رشتۂ زنار را
بر زمین پیش درش سایند مشتاقان جبین — سرمہ میسازند پاکان خاک این دربار را
قطرۂ از بحر فیضانش بہ ابر تر رسید — ذرۂ ز انوار رویش مہر پر انوار را
دردمندان محبت را غمش بخشد شفا — میدہد درد و دوا ہر عاشق بیمار را
از رہ فضل و کرم کن یا الہ العالمین — دولت عرفان عنایت ہندی نادار را

بادشاہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین مگر بقراط دونون کو بغل مین دبائے ہوئے کوہ و دشت و بیابان دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی بقراط نے جو رونے کی آواز سنی دیکھا ایک مہجبین چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب کپڑے پھٹے ہوئے بدن مین معلوم ہوتا ہی کہ چاند گہن مین ہو گیا رہی ہی کہ یا خداوند میری مدد کیجیے میرے شوہر نے مار کے نکالدیا اب مین کہان جاؤن امیدوار ہون کہ زیر سایۂ دامن دولت مجھکو پناہ دیجیے بقراط نے جو یہ سنا اور اس مہجبین کو اس حال مین دیکھا

رحم آگیا بیقرار ہوگیا ہوا سے اُتر آیا پکار کر آواز دی کہ اے مہ جبین دلفریب تو نے قدرت کو پکارا قدرت موجود ہوے جو کہو وہ کرین تجھکو ایسے مقام پر جگہ دین کہ تو ہمیشہ خوش رہے کبھی رنج و ملال نہ پہونچے وہ نازنین جھپٹ کر قریب آئی کہا یا خداوند یہ دونون کون ہین جنکو پنجے مین دبا کر لاے ہو بقراط نے کہا تم انکا خیال نہ کرو یہ دونون گنہگار ان قدرت ہین لالہ زار آنکھین کھولے دیکھ رہی ہی شورش نے بھی آنکھین کھولین دونون آنکھین کھولے ہوے دیکھ رہی ہین مگر حیران ہین کہ یہ عورت حسین کون ہی جسنے آکر قدرت کو روک لیا کس لطف سے باتین کر رہی ہی مگر بقراط پسا جاتا ہی دل سے کہتا ہی اسے قصر ہشت پہل مین لیجاؤن بڑی آسایش سے گذریگی حقیقت مین صاحب ناز و کرشمہ ہی کبھی ہنسکر کہتا ہی اے جان جہان تیرا شوہر کون ہی کہ تجھ ایسی معشوقہ پر بدعت کی اور اسکو رحم نہ آیا وہ نازنین رو رو کر کہنے لگی کہ یا خداوند ماں باپ نے یہ آفت برپا کی کہ ایسے جلاد کے ساتھ مجھکو بیاہ دیا کہ اُسنے میری حیثیت شادی تمام گرستی بیچ لی زیور وغیرہ جو کچھ سب جوے مین ہار دیا میری سرپرستی نہ کی چھ سات روپیہ روز ہارتا ہی کوڑی پاس نہین رکھتا ابھی تھوڑا اسباب باقی ہی وہ بھی ہر داؤن مانگتا ہی مگر مین نہین دیتی اسی پر مجھکو مارنے دوڑا مین گھر سے نکل آئی اُسوقت میری زبان پر یہ اشعار جاری تھے نظم

بے نقاب آیا جو وہ رشک قمر آجکی رات
ہوگیا نور سے روشن مرا گھر آجکی رات

کیا وہ دلدار گیا غیر کے گھر آجکی رات
بڑھگیا ہی جو مرا درد جگر آجکی رات

بام پر اپنے مرا ماہ جو بیٹھا جا کر
شرم سے چرخ پہ نکلا نہ قمر آجکی رات

شام سے تا بہ سحر شاد کیا اُس گل نے
ملگیا نخل محبت کا ثمر آجکی رات

ہو شب وصل چھری سے ترا کاٹونگا گلا
بول اُٹھے گا جو تو اے مرغ سحر آجکی رات

ہی یقین مجھکو نکلجائیگا دم گھٹ گھٹ کر
نہین ہوتی ہی جو فرقت کی سحر آجکی رات

در و دیوار سے ٹکرا کے سر اپنا پھوڑا
وہ جو آیا نہ مجھے گھر مین نظر آجکی رات

شام سے یار کی افشان کا تصور جو بندھا
تارے گن گن کے ہوئی مجھکو سحر آجکی رات

بستر غم پہ بسر مجھکو ہوئی اے سطوت
گھر مین آیا جو نہ وہ رشک قمر آجکی رات

یہ سُنکر بقراط ہنسنے لگا کہا ای جان جہان تخت سحر تیار کرو ن اُسپر بٹھا کر تمکو لے چلون نازنین نے کہا اختیار ہے مین اب آپ ہی کے ساتھ رہونگی بقراط نے شاخہا ے نخل توڑ کر تخت بنانے لگا اُس نازنین نے جھک کر کہا یا خداوند مین گوشے پر بیٹھونگی بقراط نے کہا بہتر ہی گوشے ہی پر بیٹھنا یہ باتین کرتے کرتے اُس نازنین نے کہا یا خداوند ذرا اِدھر دیکھیے میرا چہرہ اُداس ہوا جاتا ہی جیسے ہی بقراط نے آنکھ ملائی اُس نازنین نے حباب بیہوشی مارا منھ پر بقراط کے پڑا بیہوشی دماغ مین پہونچی بیہوش ہو کر گرا لالہ زار وشورش قہقہہ مار کے ہنسین کہا خواجہ سبحان اللہ اِسکی جھولی مین ایک تیلی ہی اُسکو نکالکر ہمارے جسم سے مس کرو تو ہمارے ہوش درست ہون اسکی گرفتاری کا ارادہ نہ کرنا اب اِسکا سعین آیا چاہتا ہی وہ لیجائیگا اِسنے بڑے انتظام کر رکھے ہین خواجہ نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا تیلی کو نکالکر جسم سے لالہ زار کے مس کیا لالہ زار کو ہر یاد آیا ہوش درست ہوے ملکہ شورش کو بھی اِسیطرح ہوشیار کیا دونون شاہزادیان اُٹھین چاہتی تھین کہ بقراط کو گرفتار کر لین کہ صحرا سے آواز آئی کہ خبردار اِسپر ہاتھ نہ ڈالنا یہ قدرت ہو ورنہ سب کو مار ڈالونگا لالہ زار نے دیکھا ایک پتلہ فولادی پکارتا ہوا آتا ہی جست کرکے برابر پہونچا لالہ زار نے چاہا اِسکو روکون مگر وہ پُتلہ برق جہندہ تھا تڑپ کے برابر پہونچا لالہ زار ہٹ گئی شورش نے گولہ مارا اُس پُتلے نے پلٹ کر کہا ای شورش جا تُو تمکو معاف کرتا ہون ورنہ تمکو بھی لیجاتا میرے ہاتھ سے جان بچا وشوار تھی مگر مین تو قدرت کا نگہبان ہون ہرچند کہ طلسم کشا کو لوح ملگئی اور کئی مرحلے بھی فتح ہوے مگر مجھپر زوال نہین آیا جسوقت طلسم کشا مرحلۂ آخر پر پہونچیگا تو مجھپر بھی زوال آئیگا تڑپ تڑپ کر جان دونگا تب قدرت گرفتار ہو جائینگے یہ کہکے بقراط کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑا مثل ستارۂ سحری کے بلند ہو گیا ملکہ شورش ولالہ زار وخواجہ عمرو ایک طرف روانہ ہوے لیکن بقراط ثانی کو پُتلا لیے ہوے قصر ہشت پہل مین آیا تمام شاہزادیان دوڑ پڑین اور بیقرار ہو ہو کر پکارنے لگین کہ ارے قدرت کو کیا ہوا کسنے ہاتھ لگایا کہ قدرت ایسے بیہوش ہوے سب شاہزادیون نے دوڑ کو بقراط کو گود مین لیا گلاب کیوڑہ چھڑکنے

لگین بقراط نے آنکھیں کھولکر قصر ہشت پہل کو دیکھا شاہزادیان ترتیب پائین سب نے پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ گذرا بقراط نے کہا برا ے مددیبتا لگا رہ گیا تھا شورپش و ملکہ لالہ زار کو گرفتار کیا مگر راہ مین ساربان زادے نے ایسی عیاری کی کہ قدرت پھنس گئے مگر بنیاد فولادی اُٹھا لایا شاہزادیان پیٹنے لگین کہتی تھین ہاے خداوند پر یہ آفت ہوئی مگر قدرت مقام تعجب ہی کہ آپ نے ساربان زادے کو ہمراہ نہ دیا بقراط نے کہا سب اختیار اُسی کے ہاتھ مین دیدیے جو چاہے سو کرے جسدن قدرت برہم ہونگے دم بھر مین اُسکو مٹا دینگے ایکے جسدن گرفتار ہوا اُسیوقت قتل کرڈالونگا یہ کہکے بقراط ثانی اُٹھا کہا قدرت اب خود جاتے ہین شاہزادیان لپٹ گئین کہا یا خداوند آپ نہ جائیے ایسا نہ ہو ساربان زادے کا ہاتھ قدرت پر پڑجاے تو ہم لوگ کسکے ہوکے رہینگے بقراط نے کہا لالہ زار کے واسطے بہت دل بیقرار ہی مقام افسوس ہی کہ ایسی معشوقہ پریچہرہ مسلمان ہو کر مسلمان کے قبضے مین جاے اور بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہو اُٹھ پہر اُسی کی یاد ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہاے اُس بیدادگر سے ہی محبت آجکل
ظلم کی جسکے زمانے مین ہی شہرت آجکل

عاشقون سے اپنے تو کرتا نہین بیجا غرور
پاس تیرے حُسن و خوبی کی ہی دولت آجکل

مجھسے آزردہ جو ہی وہ ساقی مہوش مرا
ہی شراب ارغوانی سے بھی نفرت آجکل

سامنے جلتی تھی جسکے شمع کافوری مدام
بے چراغ اُسکی پڑی رہتی ہی تُربت آجکل

ترک کردی ہی اطاعت اُس بُتِ مغرور کی
ہم کیا کرتے ہین خالق کی عبادت آجکل

دل ہی دل مین جل رہے ہین کسقدر سارے رقیب
ہی جو مجھپر کچھ تری چشم عنایت آجکل

مین نہ مانون مجھسے وہ باتین صفائی کی نہین
دل مین اُسکے کچھ نہ کچھ تو ہی کدورت آجکل

کینہ و بغض و حسد سے خلق مین ملتے ہین دوست
مثل عنقا کے ہی دنیا مین محبت آجکل

ہو گا سطوت کیا کسیکی زلف کا سودا ہمین
بڑھتی جاتی ہی ہمارے دل کی وحشت آجکل

جب شاہزادیون نے دیکھا کہ بقراط براے لالہ زار بہت بیقرار ہی تو دامن چھوڑدیا کہا قدرت ساربان زادے سے اپنے کو بچائیے گا بقراط ثانی پھر چلا یہان وہ وقت ہی

کہ بادشاہ جمجاہ پلٹ کر بارگاہ مین آئے لالہ زار و شورش پہلوون مین بیٹھی ہین فیروزہ
بن عمرو سامنے حاضر ہی کہ گھبرا کر لالہ زار اُٹھی کہتی ہوئی کہ دل گھبراتا ہی مین ذرا باہر ٹہلون
کہ طبیعت کو فرحت حاصل ہو یہ کہتی ہوئی باہر آئی بادشاہ نے چاہا کہ لالہ زار کو بلا لین
پکار کر آواز دی کہ ای لالہ زار آؤ بیٹھو لالہ زار نے کہا ای شہریار دل بہت گھبرا رہا ہی یہ کہکر
دربارگاہ پر آئی ٹہلنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای لالہ زار کہان جاؤگی اس زور سے
کڑک کر گرا کہ لالہ زار کی پلک جھپک گئی پنجہ کمر مین دیکر لیچلا بادشاہ نے گھبرا کر خواجہ سے
کہا لو خواجہ غضب ہوا کہ لالہ زار کو پھر کوئی لیگیا خواجہ گھبرا کر چلے بقراط لیے ہوے
جاتا ہی مگر جمال جہان آرا سے لالہ زار دیکھکر بیقرار ہو رہا ہی قریب قصر ہشت پہل کے
ایک کوہ پر آکر ٹھہرا لالہ زار کی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا کہتا ہی کیون ای جمال
جہان اب مناسب یہ ہی کہ چلکر قصر ہشت پہل مین رہو گئی ہو شاہزادیون پر افسر کرونگا
سب تمھارے اختیار مین رہینگی خدائی کہلاؤگی تمام اپنے اختیارات تمکو دونگا لالہ زار
کی زبان مین سوزن ہی اشارے سے جواب دیا یا خداوند آپ میری فکر نہ کیجیے مین نکل گئی
بیمانگار آپ سے زیادہ بیقرار ہی کل سلطنت دیتا تھا غلامی کا دعوی رکھتا تھا مجھسے جو
حرکت ہو گئی وہ ہو گئی سعد بن قباد کی کنیزی کرونگی انکا قدم اقدس نہ چھوڑونگی مقام تعجب
ہی کہ آپ کو معشوق کی فکر ہی اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے طلسم کشا بڑی دھوم سے آتا
ہی بقراط نے کہا ای لالہ زار جسدن سحر کرونگا طبقے زمین کے ہلادونگا مجھکو کوئی ہرگز قتل
نہین کرسکتا ہوا سے زیادہ چالاک ہون سحر مین بیباک ہون ابتو میرا پردہ کھل گیا ہی
تمام طلسم مین مشہور ہو گیا کہ بقراط ثانی ساحر ہی ہر شخص ماہر ہی پھر مین کیون تامل
کرون سحر کا دعوی رکھتا ہون وہ سحر کرون کہ طلسم کشا کو پھنساؤن میرا قتل بہت
دشوار ہی تم لوگونکا خیال بیکار ہی جسروز قصر ہشت پہل پر آئیگا سزا پائیگا ہر چند کہ لشکر
اُسکے ساتھ بہت ہی مگر ایک سحر مین سب کو مٹاؤنگا لالہ زار سے یہ باتین کر رہا ہی اور
دم بدم منتین کرتا ہی کہ ای لالہ زار اب میرا کہنا مان لو اب مجھکو نہ جلاؤ میرے دل مین
طاقت نہین ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

آیا نہ جب وہ یار ستمگر تمام رات
آیا نہ جبکہ وہ مہ لور تمام رات
مژگان یار کا جو شب ہجر تھا خیال
سوتا لیٹ لیٹ کے جو یاد آیا آپ کا
ہین بوسہ مانگتا ہون تو وہ مانگتے ہین دل
پہلو سے اُٹھگیا جو وہ جان جہان کبھی
پوچھا نہ ایک روز بھی اُس بیوفا نے ہاے
راضی وصال پر نہین ہوتے کسیطرح
ہم لذت وصال سے سوجائینگے جو صبر
کرتے رہے وہ زلف مین کنگھی شب وصال
شانے کے بدلے یہ دل صد چاک لیکے تم
سطوت شب فراق کا کیا ماجرا لکھون

تڑپا کیا مین بستر غم پر تمام رات
تاریک مثل قبر رہا گھر تمام رات
نشتر لگا کیے مرے دل پہ تمام رات
عاشق کو نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
طرفہ لڑائی رہتی ہی دم بھر تمام رات
بیچین ہی رہا دل مضطر تمام رات
کاٹی ہمارے ہجر مین کیونکر تمام رات
رہتا ہی اُنکے پانوٗن پہ یہ سر تمام رات
دیکھین گے اُنکو پاس بٹھا کر تمام رات
آرے چلا کیے مرے سر پر تمام رات
سلجھاؤ اپنی زلف معنبر تمام رات
رہتی ہی نیند آنکھو نکے باہر تمام رات

لالہ زار ہر مرتبہ غصہ کرتی ہی کہ اے بقراط کیون دیوانہ ہوا ہی مین مطیع اسلام ہوئی اب
ہین خدمت شاہ مین رہونگی کہ بقراط نے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا آتا ہی اُس تخت پر
ایک شخص بیٹھا ہی کہ اُس شخص کے سات سر ہین جو سر بیچ مین ہی وہ انسان کا ہی اور چھ سر
داہنی و بائین جانب وہ شیر و پلنگ کے ہین سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ او بقراط کیون
دیوانہ ہوا ہی معشوق ناراض کو چاہتا ہی کہ تجھسے زیر ہو لیکن دیکھ قدرت نے کیا کارخانہ
دکھایا منم خداوند سامری بجائی جمشید بھی آسئے ہین دیکھ زیر کوہ باغ آراستہ ہی اگر تو
یہی چاہتا ہی کہ یہ معشوق راضی ہو اور تجھکو قبول کرے تو اِس باغ مین جا جب اِس
باغ کی ہوا لگے گی تو لالہ زار تجھسے راضی ہوگی بقراط نے سر اُٹھا کر دیکھا زیر کوہ مختصر سا
باغ ہی مگر خوب آراستہ ہی چہار دیواری عمدہ اُسپر گلکاری جواہرات اعلیٰ بیش قیمت کی
ثبت ہی دروازے پر بجائے کیلون کے مروارید نصب ہین کیسا سر سبز و شاداب باغ
ہی سامری نے تخت جاکر باغ مین اُتار ایکبار گر آواز دی او بقراط یہان آ لالہ زار تجھپر

خود عاشق ہی جو تو کہیگا وہی قبول کریگی اور اگر یہان نہ آئیگا تو معشوق پر قبضہ نہ ہوگا یہ معشوق بیچہرہ تیرے ہی واسطے سفر رہتی ہی جلد یہان آ معشوق پر قبضہ کرکے لیجا اگر تامل کریگا تو پھر معشوق پر قبضہ نہ پائیگا **بقراط** نے کہا اے **لالہ زار** سُن رہی ہی کہ اب خداوند سامری تشریف لاے ہین تجھے اور مجھے بلا رہے ہین **لالہ زار** نے جواب دیا کہ مین تو سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہون یہ بھی کوئی مکار ہی کہ اپنا مکر دکھا رہا ہی تو جاکر قدمبوسی کر یہ سُنکر **بقراط لالہ زار** کا ہاتھ تھام کر کوہ سے اُتر اُپکار کر کہا یا خداوند مین آؤن آواز آئی کہ آنا کیون نہین اب کیون تامل کرتا ہی آج ہی طلسم کشا کو بھی گرفتار کرکے کل طلسم پر قبضہ کر یہ مژدہ سُنکر **بقراط** نہال ہوگیا باغ مین آیا ہواے سرد چل رہی ہی گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران نغمہ سرا تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین اور ایک شخص بڑے قد کا باغ مین ٹہل رہا ہی ہر طرح کی **بقراط** کو آواز دیتا ہی **بقراط** نے جو اُس جوان کو دیکھا جھک کر سلام کیا کہا بھائی جمشید اچھے رہے جواب دیا کہ اے **بقراط** تیرے تباہ ہونے پر پونے دو سو خداوندون مین کھلبلی پڑی ہی البیانہ ہو کہ طلسم کشا آجاے اور تجھکو قتل کرے **بقراط** نے کہا اے برادر جمشید کوئی تدبیر تو ایسی کرو کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلین مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسی وقت دار پر کھینچ دونگا اب مہلت نہ دونگا جمشید نے جواب دیا کہ اے **بقراط** تیرا قصر ہشت پہل قریب ہی معشوق کو یہان چھوڑ جا چند گلابی شراب کی لا ہم اور تو بیٹھکر پیین سب بھائی آوینگے طلسم کشا کو تو لیگا یہ عہد کرکے قتل کرنا یہ کہکر زنبیل مین ہاتھ ڈالا نور الدہر کو نکالا دکھایا کہ گلے مین طوق ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان ہین کہا طلسم کشا کو لے مین جب چلا تھا تو سوچا کہ خالی کیا جاؤن طلسم کشا کو لیتا جاؤن لوح چھینکر دریاے قلزم مین پھینکدی لوح محفوظ کو توڑ ڈالا اسباب طلسمی کو بھی دریا مین غرق کردیا اُنکو اُٹھا لایا مگر سب خداوندون سے راے لینا ضرور ہی اُن سب سے صلاح کیجائیگی **بقراط** نے جو نور الدہر کو گرفتار دیکھا خوش ہوگیا کہتا تھا کیون بھائی اب یہ طلسم بے لوح کا رہیگا جمشید نے جواب دیا اب اِس طلسم کو کوئی فتح نہ کرسکیگا لوح اِسکی معدوم ہوگئی

ایسے مقام پر گئی کہ جہان انسان کا گذر نہین لقراط لالہ زار کو چھوڑ کر طرف قصر ہشت پہل کے گیا گھبرایا ہوا اندر پہونچا شاہزادیون نے پوچھا کیون خداوند کیون گھبرائے ہوئے ہو لقراط نے کہا اسوقت نہ بولو میرے چھوٹے بھائی آئے ہین سامری وجمشید کا گذر ہوا ایک دو گلابیان شراب کی دو کنیزون نے گلابیان شراب کی لا کردین لقراط لیکر آیا اُسی باغ مین آکر دیکھا کہ سامری وجمشید کھڑے ہین لیکن جمشید سمجھا رہے ہین فرماتے ہین کہ اے لالہ زار لقراط کو قبول کر ورنہ تجھکو جہنم مین پھینکدونگا عمر بھر جلا کریگی پھر تیرا کوئی حال بھی نہ پوچھے گا لالہ زار سر جھکائے بیٹھی ہے آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین کہتی ہے کس بلا مین پھنسی ہون یہ نگوڑا جمشید کون ہے کیا سمجھا رہا ہے اپنی عجب صورت ہے اصل مین یہ کیفیت ہے

نظم

گھر مین جب اُسکو نہین پاتے ہین ہم — ہوش مین پھرون نہین آتے ہین ہم
قدر کچھ تو نے نہ کی او بے وفا — دیکھے دل کیا تجھکو پچھتاتے ہین ہم
ہجر مین اُس شعلہ رو کے دوستو — آتش غم سے جلے جاتے ہین ہم
کیون بٹھایا پاس تو نے غیر کو — بزم سے تیری اُٹھے جاتے ہین ہم
اے مسیحا تو کبھی آتا نہین + — ہجر مین تیرے مرے جاتے ہین ہم
ڈھونڈھنے تیری کمر کو اے صنم — جانب ملک عدم جاتے ہین ہم
آسیاے چرخ کی گردش ہے قہر — صورت دانہ پسے جاتے ہین ہم
دوسرے سے دل لگائین کیا بھلا — ابتو عاشق تیرے کہلاتے ہین ہم
چھوڑ آتے ہین دل بیتاب کو — کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم
کوئی بھی کرتا نہین تمکو خبر — در پہ تیرے جاکے پھر آتے ہین ہم
دم جو گھٹتا ہے شب فرقت بہت — سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم
ہنسکے وہ کہتے ہین ملکر غیر سے — دیکھ کیسا تجھکو تڑپاتے ہین ہم
آئیگا وہ کل شب وعدہ ضرور — بلبل دل کو یہ سمجھاتے ہین ہم
اسقدر سطوت سہے ہین رنج وغم — نام سے فرقت کے تھراتے ہین ہم

جمشید ہنس رہے ہین کہتے ہین ای لالہ زار تجھکو بادشاہ کی بڑی یاد ہے دیکھ تیرے دل سے یہ نقش مٹاتے ہین بقراط پر تجھکو مائل کیے دیتے ہین بقراط کے عشق مین دیوانی رہیگی بڑی جفائین سہیگی بقراط تیری بڑی خاطر کریگا وہ مرتبہ دیگا کہ تمام عالم مین مشہو ہو جاوگی بقراط نے جو یہ باتین جمشید کی سنین نہال ہو گیا جی مین کہتا ہی میری جانب سے بھائی صاحب معشوق کو سمجھا رہے ہین مگر وہ معشوق سرکش کچھ خیال نہین کرتی قریب لا کے گلابیان رکھدین کہا لو بھائی صاحب شراب پیو جمشید نے جام شراب سے بھرا قریب منھ کے لگا کر اس خوبصورتی سے گریبان مین گرایا کہ بقراط سمجھا بھائی صاحب پی گئے دوسرا جام بھر کر کہا کہ ای بقراط لے تو بھی پی لے سو برس تیری عمر بڑھ جائیگی اس کے نشے مین جس سے کلام کریگا وہ تجھپر مائل ہوگا ہمیشہ شباب قائم رہیگا طلسم کی رعنائی بڑھیگی اس جام مین بڑی بڑی تاثیرین ہین کبھی ایسی شراب نہ پی ہوگی مین نے اپنا نام اسپر پڑھ دیا ہو نے دوستی بھائی سب ملکر کرامت کرینگے تیرا دل محبت سے طلسم کی بھرینگے بقراط نے خوش ہو کر جام لیا ہر چند کہ دل دھڑکا مگر بقراط نے کچھ خیال نہ کیا یہی سوچا کہ ہونے دوستی بھائی اسوقت موجود ہین جمشید اپنے ہاتھ سے شراب پلاتا ہی اس جام کو پی جاؤ تامل نہ کرو ورنہ پھر ایسی شراب نہ ملیگی یہ سوچکر بے اندیشہ انجام جام شراب پی گیا پیتے ہی بہکی بہکی باتین کرنے لگا کبھی کہتا ہی ای لالہ زار مین تیرا غلام ہون لالہ زار دہی جواب دیتی ہو اسنے چاہا لالہ زار کو لپٹ جاؤن جمشید نے منع کیا کہ او بیحیا خبردار یہ کیا کرتا ہی معشوق کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ سب تاثیر شراب کی جاتی رہیگی طبیعت تیری مصیبت سہیگی او بیحیا تو نے مجھکو نہین پہچانا کہ مین کون ہون یہ کہکے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد وطرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

بقراط نے جو نعرہ عمرو کی صدا سُنی بیقرار ہو گیا جھپٹا کہ عمرو کو گرفتار کرلون بیہوشی
تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا خواجہ نے چاہا خنجر مارون کہ بقراط ثانی کے
دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی وہی پتلہ فولادی پیدا ہوا ایکبارگی مین بقراط کی دبا لیکر
بھاگا بعد جانے بقراط کے خواجہ ٹہلتے ہوے قریب لالہ زار کے آئے زبان سے
اُسکی سوزن نکالی لالہ زار ہاتھون کو خواجہ کے بوسے دینے لگی کہتی تھی کہ اے شہنشاہ
اوج عیاری یہ باغ کہان سے آیا آپ نے تو ساحرون کے کان کاٹے جو بہ شکل سامری
آیا تھا وہ کون تھا خواجہ نے کہا یہ سب طریقے عیاری کے ہین تھکو رہا کر لیا بس اب نکلچلو
لالہ زار نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر بادشاہ کے چلی مگر بقراط ثانی جو قصر
ہشت پہل مین آیا شاہزادیان پیٹنے لگین گلاب کیوڑہ چھڑک کر بقراط کو ہوشیار کیا
بقراط سر پیٹنے لگا کہتا ہو صاحبو سارہ بان نزادہ بلاے روزگار ہو کس قیامت کی عیاری
کی ہو شاہزادیان افسوس کر رہی ہین کہتی ہین یا خداوند آپ ہاتھ سے اُس ظالم کے
بچگئے ورنہ ہم لوگ کہان جاتے کیسے گھبراتے بقراط نے کہا مجھکو قتل نہین کرسکتا جب
مین بیہوش ہونگا فوراً یہ پتلہ فولادی پہونچیگا مجھکو اُٹھا لائیگا شاہزادیون نے کہا اے
خداوند اپنی حفاظت ضرور رہے اِسیوجہ سے ہم آپ کو جانے نہین دیتے تھے بقراط
نے کہا کچھ بیٹھکر گاؤ کہ دل بہلے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر
سوار مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا سامنے بقراط کے آیا تیس ہزار فوج پشت پر آتے ہی
قدرت کو سجدہ کیا کہا یا خداوند منم قہرمان فیل دربین نے خبر سُنی ہو کہ بادشاہ مقابلے
مین قلعۂ مینا نگار کے فروکش ہین اگر حکم ہو تو مین اُنکو باندھکر لاؤن بقراط نے کہا اے
قہرمان بڑے بڑے پہلوان ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے مجھکو خوف ہو کہ ایسا
نہ ہو تو بھی ہاتھ سے بادشاہ کے مارا جاے قہرمان نے کہا یا خداوند مین جس لڑائی پر
گیا اُسے فتح کیا مجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہی جاتے ہی چیر پھاڑ کر پھینکدونگا یہ کہکے بہت
کچھ غرور کیا تیس ہزار فوج ساتھ ہو یہ اسے مقابلۂ بادشاہ چلا یہان بادشاہ پریشان بیٹھے
تھے کہ خواجہ لالہ زار کو لیکر آئے لالہ زار نے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار عجب بات

ہی عیاری خواجہ عمرو کی کرامات ہی کس رنگ مین بقراط کو پھنسایا تھا کہ بغیر بیہوش کیے
نہ چھوڑا بادشاہ نے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے جلسہ آراستہ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
قہرمان فیل در مقابلے مین آکر اُترا طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین گذری اب
وہ وقت آکر پہونچا کہ

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پہ آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

بادشاہ جمجاہ سوار ہوئے اُدھر سے قہرمان لشکر اپنا لیکر چلا مینا نگار نے جو خبر سُنی
کہ ایک پہلوان پایۂ تخت خداوند سے آیا ہی مقابلہ ہوا چاہتا ہی یہ بھی تماشہ دیکھنے کو
آیا ہی ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہوئین اور
نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ قہرمان میدان مین آیا پکار کر آواز
دی ای فرقۂ خداپرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کہرام تیغ زن
گھوڑا بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے
فرمایا بخدا سپردم کہرام سامنے قہرمان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلنے لگا گرز بھی
چلے مگر مطلب حاصل نہ ہوا آخر قہرمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا
مارا کہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کو کاٹ کر کہرام کے سر پر
گری کہرام کا سر زخمی ہوا کہرام نے زخمی ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا قہرمان نے دیکھا کہ یہ
جوان زبردست ہی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہرام بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر
آئے آپس مین کشتی ہونے لگی تین چار داؤ پیچ آپس مین ہوے تھے کہ ایک دفعہ
قہرمان نے جھک کر کہرام کے پیچ کا توڑ جو کیا گولا کہرام کا اُتر گیا بیہوش ہوگیا اب
قہرمان نے کہرام کو باندھ لیا ہرچند پہلوانون نے آواز دی کہ او قابو پرست یہ کیا

کرتا ہی مگر قہرمان نے کچھ خیال نہ کیا کہرام کو گرفتار کرکے لیگیا زخمونمین ٹانکے دلوا کے کولہ دست
کرایا قید خانے بھیجا اور حکم دیا کہ کل اسکا دربار سمجھونگا صبح کو لباس گلنار پہنکر بارگاہ مین
آکر بیٹھا کہا اُس پہلوان کو لاؤ کہرام زنجیرین ہلاتا ہوا آیا قہرمان نے کہا ای رفیق و
ملازم بادشاہ ہین نے تجھکو سر میدان زیر کیا میری اطاعت کر ورنہ سر دربار قتل کرونگا
کہرام نے کہا او نامرد کیا جھک مارتا ہی میرا کولہ اُتر گیا تو گرفتار کر لایا ورنہ تیری کیا مجال
تھی کہ مجھکو گرفتار کرتا اب قید سے رہا کرکے دیکھ لے مجھسے مقابلہ کرلے تیری مشکین
باندھکر لیجاؤنگا مین رفیق شہریار لشکر اسلام ہون تیری اطاعت نہ کرونگا یہ سُنکر
قہرمان بہت جھلایا جلاد کو بلایا کہا اِس پہلوان کو قتل کر جلاد خنجر لیکر سر پر کہرام
کے آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا شلنگین لگانے لگا اُسوقت کہرام کی بیقراری
اور اشکباری دعائین کرنے لگا کہ ای خالق کارساز وای بندہ نواز اِس نامرد کے ہاتھ
سے مجھے بچالے ہرکارے جو لشکر اسلام کے برائے خبر موجود تھے اُنھون نے جو
دیکھا کہ رفیق ہمارے آقا کا قتل ہوتا ہی خبرین لیکر بھاگے چند ہرکارون نے جاکر
بیناؔ نگار کو یہ خبر دی کہ کہرام تیغ زن قتل ہوتا ہی بیناؔ نگار بھی بارگاہ قہرمان مین آیا
کہا ای قہرمان اِسکو قتل کر دیہ سُنکر جلاد قریب قہرمان کے آیا مگر بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے
تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کہرام قتل ہوتا ہی بادشاہ یہ سُنکر بیقرار ہو گئے فرمایا
فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ لالہ زار نے عرض کی کہ وہان بارگاہ مین بیناؔ نگار بھی موجود ہی
یقین ہی کہ حضور پر سحر کرے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مرکب پر سوار ہو کر چلے
رفیقون کو منع کر دیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر لالہ زار کوکب آرام آتا ہی پہنچی
ساتھ ہوئی اِس خیال سے کہ اگر بیناؔ نگار سحر کریگا تو مین روکونگی اگر مقدمہ زور کا
ہوگا تو بادشاہ سمجھ لینگے یہان وہ وقت ہی کہ جلاد قریب سر کہرام خنجر بکف
کھڑا ہی کہ دربار گاہ پر بلڑ ہوا باعث یہ تھا کہ جب بادشاہ دربارگاہ پر آئے درگہ سالار
نے روکا بادشاہ نے گھوڑے سے اُتر کر فرمایا کہ ہم جاتے ہین تو روک تو سہی یہ کہکر
بڑھے درگہ سالار نے چاہا ہاتھ تھام لون بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار

کا اُتر گیا۔ ڈھلکتا ہوا سامنے قہرمان کے آیا پردہ بارگاہ کا اُٹھا آواز آئی کہ او بجیا منم بادشاہ جمجاہ قہرمان اپنے۔ مقام سے اُٹھا کہ بادشاہ کو روکون بادشاہ نے جھپٹ کر کہرام کی خورا ہتھکڑی کاٹ دی کہرام نے قید توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوا بادشاہ نے آتے ہی اپنا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ لشکر اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + داو قہرمان کیا سمجھا ہی مردان عالم کے ساتھ ٹکر کرتا ہی غضب کیا کل سر میدان کہرام کا کولہ اُتر گیا اور تو اُسی حال مین پکڑا یا اسیر نار کرتا ہی قہرمان نے جو بادشاہ کو دیکھا للکار کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر قہرمان کا زخمی ہوا کہرام کو ساتھ لیکر لڑتے ہوے باہر نکلے قہرمان نے جب دیکھا کہ بادشاہ باہر نکلگئے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا بادشاہ کہرام کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئے چیند تیر خود بھی کھاے تھے یہی حال کہرام کا تھا دونون کی زخمد وزی ہوئی پٹیان ہم کی چڑھ گئین مگر قہرمان جو پلٹا ساتھ والون سے کہا یاروتمنے کدوکاوش نہ کی بادشاہ لڑتے بھڑتے نکل گئے سب نے کہا آپ نے طبل بازگشت کیون بجوادیا قہرمان نے کہا وہ لڑتے بھڑتے باہر جاچکے تھے مین نے دیکھا کہ اب یہی مناسب ہی اسوجہ سے مین نے طبل بازگشت بجوادیا مگر قہرمان نے پھر طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے جواب مین حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجنے لگے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا بادشاہ نے نماز صبح پڑھی جب طائر زرین بال قفس مشرق سے نکلکر نخل فلک پر آکے بیٹھا بڑی تیزی سے چیکارنے لگا ٹہنیان ضیا و شعاع کی جھومنے لگین بادشاہ میدان کارزار مین آئے صفین درست ہونے لگین طرف سے قلعے کے میناتنگارہ مع بارہ ہزار جادوگرون کے میدان کارزار مین آکر ٹھہرا ظاہر ہی کہ تماشہ دیکھنے آیا ہی حقیقت مین ایک جانب کھڑا ہی دونون سمت لشکرون کو دیکھ رہا ہی کہ قہرمان نے گینڈا اُنکالا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی آج بادشاہ جمجاہ کا مشتاق ہون سمجھا تھا کہ بادشاہ میرے مقابلے مین نہ آوینگے لیکن بادشاہ گھوڑے کو اُڑا کر شیرانہ سامنے پہونچے جیسے ہی قہرمان نے

بادشاہ کو دیکھا کہا اے بادشاہ تمنے کچھ خوف نہ کیا کہ ایسے زبردست شخص کے مقابلہ مین نجاؤن
بادشاہ بولے جب تلوار باندھی تو سپاہی کو روز یہی سامنا ہی مرنا بھرنا اپنی بات پر جان نثار
کرنا اسکا خوف کیا قہرمان نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے گا بادشاہ نے فرمایا جس حربے پر بڑا
ناز ہو وہی حربہ کر یہ سُنکر قہرمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار آپس مین چلے تھے کہ بادشاہ نے ایک مقام پر کمر کو
بتا کر سر پر ہاتھ مار دیا قہرمان بخوبی زخمی ہوا بادشاہ نے دوسرا ہاتھ اُٹھایا اب تو قہرمان
گھبرایا یقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا گھبرا گیا طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا جب دن تمام
ہو کر رات ہوئی تب اندر بارگاہ کے آیا چہار جانب دیکھنے لگا اس حیرانی سے معلوم
ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار کر رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ بینا نگار آتا ہی قہرمان نے آگے
بڑھکر استقبال کیا بہ اعزاز و اکرام بارگاہ مین لایا کہا اے بینا نگار آج بادشاہ سے مقابلہ
ہوا تھا جو گذرا وہ تمنے دیکھا مین تو بہت پریشان ہو رہا ہون لہذا چاہتا ہون کہ
اگر تم مدد کرو تو مین پھر مقابلہ کرون بینا نگار نے کہا مین سحر کرونگا کہ بادشاہ کا زور
گھٹے اور تمھارا زور بڑھے یقین ہی کہ ضرور غالب آؤ گے قہرمان نے کہا کہ مین نے
قبول کیا اگر بادشاہ کو پکڑ لاؤن تو اُسی وقت دار پر کھینچون میرا حکم ایسا ہی کہ اُسمین تامل
نہوگا اگر بادشاہ کو مٹا دیا تو پھر کوئی میرے مقابلے کے لایق نہین ہی یہ کہکے بینا نگار
اپنے قصر مین آیا صبح کے انتظار مین بیٹھا ہی کہ سامنے صحرا مین دیکھا ایک مار سیاہ بیٹھا
ہوا پھنکارے مار رہا ہی بینا نگار کے مُنھ سے نکلا کہ اِس مار کو پکڑ لاؤ چند ساحرون
نے جھپٹکر اُسپر سحر کیا مار نے سر ڈالدیا ساحر اُسکو پکڑ لاے بینا نگار نے اُسکو بند کر دیا
صبح جو ہوئی میدان کارزار مین آیا اُدھر سے قہرمان جوشان و خروشان میدان مین
پہونچا جب صفین جم چکین تو گینڈا اپنا نکالا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے مقابلے مین آئے بادشاہ نے مرکب نکالا بینا نگار نے سحر کیا مرکب بادشاہ کا
بدلگامی کرنے لگا چاہتے ہین کہ مقابلۂ قہرمان مین پہونچون لیکن گھوڑا الگ الگ
پھرتا ہی بادشاہ کو طرف صحرا کے لیے جاتا ہی لالہ زار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ کو

مرکب طرف صحرا کے لیے جاتا ہی تھی کہ بہ تاثیر سحر مینانگار ہی وہین سے سحر کیا کہ گھوڑا بادشاہ کو
لیکر پلٹا میناانگار نے گولہ مارا لالہ زار نے گولہ کاٹا میناانگار نے کل فوج کو اشارہ کر دیا
لالہ زار نے دیکھا کہ کل فوج بادشاہ پر آتی ہو لالہ زار نے بڑھکر موتیون کا مالا اپنے گلے
سے اُتارا اور بادشاہ کے گلے مین پہنا دیا اور آواز دی کہ ای شہریار ساحرون پر آپ
جا لیے مین سحر میناانگار ستاتی ہون اب بادشاہ گھوڑا اڑا کر چلے کہ ساحرون پر جا پڑون
قہرمان نے جو دیکھا کہ بادشاہ ساحرون پر جاتے ہین گینڈا بڑھا کر بادشاہ کو روکا یہ
دیکھکر لالہ زار نے بڑھکر پھولون کا گجرہ پھینکا ساحر جھومنے لگے ایک ایک کا قول تھا
کہ ہم عاشق جمال لالہ زار ہین اسی کے تابعدار ہین کیا حال بیان کرین بادشاہ پر جو
قہرمان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ قہرمان کا شانہ جھول پڑا اسنے
قہرمان نے چاہا بھاگون کہ میناانگار جھپٹ کر آیا اسنے بادشاہ پر سحر کیا خون اپنا ٹکر
پھینکا بادشاہ خاموش ہوے قہرمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا بادشاہ ایسے بیہوش
تھے کہ سپر بھی چہرے کی پناہ نہ کی ایسی تلوار پڑی کہ سر زخمی ہوا عجب بادشاہ کا سر زخمی
ہوا میناانگار نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر دون لالہ زار نے بڑھکر آواز دی کہ او میناانگار
دیکھ تیری پشت پر کون ہی میناانگار نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین گلعذار کبک
رفتار شیرین گفتار اشارے کر رہی ہو میناانگار تو اُسکے پیچھے چلا وہ نازنین بھاگی
مگر بادشاہ زخمی ہو کر سست ہوے خیال مین گذرا کہ انتہا کا مجمع ہی ایسا نہ ہو گرفتار
ہو جاؤن تلوار نیام مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کر دیے مرکب بادشاہ کو لیکر
نکلا پشتکین مارتا ہوا دولتیان اُچھالتا ہوا نکل گیا یہان میناانگار جب صحرا مین
آیا دیکھا وہ نازنین غائب ہو گئی بہت شرمندہ ہوا سمجھ گیا کہ یہ سحر لالہ زار تھا صدہا
ساحر سر ٹکرا کر مرے بہت سے جھیلون مین پھاند پڑے غرق دریا ہوے لعنت ہوے
میناانگار نے دیکھا کہ بادشاہ کا نشان نہین معلوم ہوتا قہرمان کا شانہ جھولا ہوا
ایک گوشے مین کھڑا ہی فوج کو کھڑا ترغیب دے رہا ہی کہ ہان یارو مارو لوگر فوج سحر
مین لالہ زار کے ہو دل ہی نہین کرتی سب لوگ سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض اُن مین

دیوانہ وار سیکار سے پھرتے ہین **نظم**

نقشہ وحشت دکھاتی ہی جو تصویر فراق	پانوٗن مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق
دیکھ اے ناصح اِسے کہتے ہین تقدیر فراق	خواب وصلت مین جو دیکھون پاؤن تعبیر فراق
رسم و راہ شہر فرقت سے کہین سب کوچے الگ	خضر کو رستہ بنا دیتے ہین رہگیر فراق
اے جنون تیری بدولت ہی یہ حالت قیس کی	ہی وہ دیوانہ پہن لیتا ہی زنجیر فراق
ملک غم کی اُسنے کل تحصیل مجھکو بخشدی	اے قمر ملتی ہی کس کو ایسی جاگیر فراق

اِسطرح کے اشعار پڑھتے پھرتے تھے مینا نگار سے قریب **قہرمان** کے آکر کہا اب بادشاہ لشکر اسلام کا نشان نہین معلوم ہوتا لہذا اب طبل بازگشت بجوا کر پلٹو کل مین اور تدبیر کرونگا اُسی وقت طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر پلٹے کہرام سب کو ساتھ لیے ہوے جب بارگاہ مین آیا اور بادشاہ کا نشان نہ ملا تو فیروزہ سے کہا بادشاہ جمجاہ غائب ہوے لہذا جاکر تلاش کرو دیکھو تو بادشاہ پر کیا گذری **فیروزہ** بن عمرو بانہاے عیاری لگا کر تلاش مین بادشاہ کی چلا اگر بادشاہ پشت مرکب پر تھے گلے مین مرکب کے ہاتھ ڈالے ہوے خون بہتا ہوا ایک صحرا مین گھوڑا پھر رہا ہی چاہتا ہی بادشاہ کو پشت سے اپنی گراؤن مگر بادشاہ گردن مین ہاتھ ڈالے ہوے ہین قضاے کار مہتاب نامدار نامے قزاق کہ پہاڑ پر قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی ایک قافلہ لوٹ کر بیٹھا ہی دس ہزار جوان ساتھ گھوڑون پر لدے پھندے ہوے چلے آتے ہین ایک قزاق کی نگاہ پڑی کہ ایک مرکب ایک جوان زخمی کو لیے ہوے پھر رہا ہی اُس قزاق نے **مہتاب** سے پکار کر آواز دی کہ اے افسر اعلیٰ دیکھو یہ گھوڑا کس زخمی کو لیے ہوے پھر رہا ہی **مہتاب** نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جوان زخمدار مگر حُسن مین لاجواب معلوم ہوتا ہی آفتاب تابان بر سر مرکب ہی مہتاب نے اِشارہ کیا کہ اِس گھوڑے کو ہمارے پاس لاؤ چند قزاق گئے گھوڑے کو گھیر کر لاے مہتاب نے جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا عاشق ہوگیا خود بھی خوبصورت جوان ہی خوبصورت کو دیکھکر خوش ہوا آگر بادشاہ کو گود مین اُتارا گود مین لیکر اپنے گھوڑے پر ڈال لیا ہرچند کہ خون کے قطرے جسم مین مہتاب کے بھر گئے مگر نا رحم

ہوا اُسی طرح بادشاہ کو لیے ہوسے پہاڑ پر آیا مرکب کو بادشاہ کے ملازم لیکر آسئے غرضکہ
بادشاہ کو چھپر کھٹ پر لٹایا خود پاس بیٹھکر زخمون مین ٹانکے دیئے پٹی مرہم کی چڑھائی بیٹھکر
رومال جھلنے لگا آرام جو پہونچا بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک جوان حسین سرھانے
بیٹھا ہوا رومال جھل رہا ہو اُٹھ بیٹھے فرمایا اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی اُسنے عرض کی کہ مجھے سب
مہتاب نامدار کہتے ہین اسی قلعے پہ میرا مقام ہو مگر آپ کا نام نامی کیا ہی بادشاہ نے صاف
صاف بتادیا مہتاب کو جو معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین حیران ہو گیا جی مین کہنے
لگا کہ زہے میرے نصیب کہ مین نے بادشاہ کا علاج کیا قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار
مین مدت سے آپ کی جنگ و جدل کا حال سُنا کرتا تھا حضور یہ کیونکر یہانتک پہونچے
بادشاہ نے فرمایا قہرمان نامے پہلوان چڑھ آیا تھا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اب جلد
تدبیر کرو کہ مین وہان پہونچون اسپر مہتاب نے کہا اے شہریار حضور صحت پالین تو ایک
مشکل ہو اُسکو پیش کرون یقین ہو کہ حضور کے دست حق پرست سے فتح ہو میرے حوالی
مین ایک قلعہ ہو کہ قلعۂ گردانیہ اُس قلعہ کا نام ہو سیماب گر واُس قلعے کا حاکم و ناظم ہو اور
سُنتا ہون کہ اُس قلعے مین بڑا مال ہو کوئی حکیم تھے مجنون بن لقراط اُنھون نے بہت سا
خزانہ وہان جمع کیا ہو مین جب قصد کر کے گیا تو اُس سیماب گر سے مقابلہ پڑا مین زخمی
ہو کر پلٹ آیا لہذا امیدوار ہون کہ حضور کو ہمراہ لیکر چلون اگر حضور نے سیماب گر کو
زیر کیا اور خزانہ وہانکا دستیاب ہوا تو مین تمام عمر ممنون ہونگا بادشاہ نے فرمایا مین
ضرور برائے مقابلۂ سیماب گر چلونگا کئی دن مہتاب قزاق نے علاج کیا جب کہ
بادشاہ نے صحت پائی مہتاب قزاق نے بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا آپ فوج لے کر
ہمراہ ہوا نوبت نقارے بجتے ہوسے جب سامنے قلعۂ گردانیہ کے پہونچے سیماب کو
ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ لشکر اسلام لشکر کشی کر کے آئے ہین لشکر تیار کر کے باہر
نکلا اور پکار کر آواز دی اے بادشاہ لشکر اسلام یہ قلعۂ گردانیہ ہو میرے ہاتھ سے بڑے
بڑے پہلوان مارے گئے جس قزاق کو ساتھ لیکر آئے ہو یہ میرے ہاتھ سے شکست
کھا چکا ہو تمکو دم دیکر لایا ہو وہ آفت پر پا کرونگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا بہتر یہ ہو کہ پلٹ جاؤ

بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کر جواب دیا کہ ای سیماب اِسقدر بیقرار ہی نہ کر سر میدان حال کھلیگا
تجھ ایسے بہت مین نے زیر کیے ہین سیماب گرد پلٹ گیا اپنے مقام پر آکر بیٹھا رفقا سے
کہا صبح میرا اِرادہ ہی کہ بادشاہ سے سر میدان مقابلہ کرون اور اُنکو زیر کرون یہ تو
معلوم ہو کہ کیا رنگ ہوتا ہی یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے
بھی طبل جنگی بجوایا مگر رات کو مہتاب نے عرض کی ای شہریار غلام برای انتظام
طلایہ جاتا ہی بادشاہ نے فرمایا کچھ یہ خبر معلوم ہوئی کہ اُسطرف طلایے پر کون ہی مہتاب
نے عرض کی خود سیماب گرد طلایے پر ہی بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تمھارے ساتھ
بدی پیش آئے تم پر غالب ہو چکا ہی مہتاب نے کہا جہانتک ہو سکیگا اُس سے
غلام مقابلہ نہ کریگا اپنے لشکر کی سرحد مین رہیگا بادشاہ نے فرمایا بہت سمجھ بوجھ کے
انتظام کرنا ورنہ مین خود طلایے پر جاؤن مہتاب نے کہا حضور کو تکلیف ہوگی
بادشاہ نے فرمایا سپاہیون کو تکلیف نہین ہوتی انشاء اللہ محل موقع سے سمجھا جائیگا
مگر مہتاب نے قبول نہ کیا اور طلایے پر آکے انتظام کرنے لگا پہر رات باقی تھی
کہ سیماب گرد پھرتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مہتاب تو کیا سمجھ کے بادشاہ
کو لایا ہی اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگا یہ کہکے سیماب نے گینڈا بڑھایا مہتاب
بھی پہلوان منچلا ہی گھوڑا اُڑا کر سامنے سیماب گرد کے پہونچا نیزہ آپس مین چلنے لگا
مگر سیماب گرد بہت چست و چالاک ہی اُسنے نیزہ مہتاب کا توڑ ڈالا مہتاب نے ہاتھ
تلوار کا مارا سیماب نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیتا
ہوا لیچلا مہتاب کے جو ساتھ تھے وہ غل مچانے لگے کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی
بادشاہ کی آنکھ کھلگئی بادشاہ نے اُٹھکر خادم سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی خادم نے
عرض کی کہ مہتاب قزاق کو سیماب گرد گرفتار کرکے لیے جاتا ہی یہ سُنکر بادشاہ نے
فرمایا مرکب لاؤ مرکب پر سوار ہو کے چلے باہر آکر دیکھا کہ ہمراہیان مہتاب فریاد
کر رہے ہین بادشاہ نے فرمایا کیا معرکہ ہوا ساتھ والون نے سب حال بیان کیا کہ
وہ سامنے لیے جاتا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او مغرور اِس پہلوان کو کہان لیے جاتا ہی

بہتر یہ ہی کہ اِسکو چھوڑ دے سیماب کب مانتا ہی یہ نہ رکا بادشاہ نے مرکب مہمیز کیا اور یہ نعرہ کیا
نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس وجم + ہر چند کہ سیماب گروہ نے
آواز مستی مگر اپنی بارگاہ مین داخل ہو گیا بادشاہ مرکب اڑاتے ہوئے دربارگاہ پر آئے
ہمراہیان سیماب روکنے لگے بادشاہ نے کئی جوانون کو مارا جب کئی جوان مارے گئے
تو ہمراہیان سیماب ہٹے بادشاہ دربارگاہ پر آ کے گھوڑے سے اُترے درگہ سالار کھڑا
ہو گیا کہا ای شہریار اندر نہ جانیدونگا بادشاہ نے فرمایا ضرور جاؤنگا درگہ سالار نے ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا درگہ سالار کے دو ٹکڑے ہوئے درگہ سالار
کو مار کر بادشاہ اندر تشریف لائے دیکھا مہتاب بیٹھا ہی سیماب گرد سوال کر رہا ہی کہ ای
مہتاب میرا مذہب اختیار کر مہتاب نے جواب دیا کہ مین تو بدل وجان بادشاہ لشکر
اسلام کی اطاعت کر چکا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سیماب نے پکار کر کہا کہ جلاد حاضر
ہو بادشاہ پردہ اُٹھا کر اندر آئے للکارے کہ او سیماب تو خود اِسکو قتل کر جلاد کو تو کیون
بلاتا ہی جلاد جو باہر تھا اُسکو مین نے قتل کیا اب طرف مہتاب کے چلے سیماب کو تاب
نہ آئی تخت سے کود پڑا بادشاہ پر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی
سیماب لپٹ پڑا بادشاہ اور سیماب سے کشتی ہونے لگی اہل بارگاہ دیکھ رہے ہین
کہ بادشاہ جہان پکڑ لاتے ہین دبا کر ایسے گھسّے مارتے ہین کہ سیماب پریشان ہو جاتا
ہی اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی ایک بار جو بادشاہ پکڑ لائے تو نکلنے نہین دیتے سیماب نے
گھبرا کر عرض کی کہ ای شہریار مین آپ سے میدان کارزار کا وعدہ کرتا ہون یہ وقت
میری کثرت کا ہی اگر آپ مجھے زیر کرینگے تو مین عذر کرونگا بادشاہ نے چھوڑ دیا مہتاب
کو اپنے ساتھ لیا سیماب بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو تمنے
دیکھا کہ بادشاہ نے کیا حرکت کی اپنے پہلوان کو لیگئے مہتاب جو اُنکو لایا ہی کچھ تو
سمجھ لیا ہی میرا اِرادہ یہ ہی کہ اُسکے اصلاح کرون کیونکہ لڑائی مین اُنپر غالب نہ ہونگا
اصلاح کر کے درۂ کوہ پر جو ایک طلسم بندھا ہی جہان مال حکیم مجنون نے رکھا ہی اُس
طلسم پر اُنکو ڈالدون آجتک تو یہی ہوا کہ جو مال کی خواہش مین گیا وہ دیوانہ ہو گیا

جب یہ دیوانے ہوجائین گے تب مین انکے لشکر سے سمجھ لونگا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا
دیکھیے کیا کیفیت ہو سب نے کہا حضور یہی مناسب ہو اُسیوقت اپنے مقام سے اُٹھا
رومال سے ہاتھ باندھے چند کشتیان جواہرات کی ساتھ لیکر برائے اصلاح چلا یہان
بادشاہ مہتاب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آئے ہین ستارۂ سحری چمک چکا ہی کہ
خبر پہونچی سیماب گرد آتا ہو ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ بارادۂ اصلاح وہ آتا ہی بادشاہ نے
مہتاب کو حکم دیا کہ استقبال کر کے سیماب کو لاؤ مہتاب روانہ ہوا راہ مین آکے
سیماب سے ملاقات کی پوچھا اے سیماب کیا ارادہ ہو سیماب نے عرض کی کہ مین نے
اپنا امتحان کرلیا مین انکو زیر نہ کرسکونگا وہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین
مہتاب سیماب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا سیماب نے آکر قدمونکو شاہ
کے بوسہ دیا کشتیان پیش کش کین کہا اے شہریار چاہتا ہون کہ حلقۂ اطاعت گوش
جان مین ڈالون مگر ایک مشکل درپیش ہو اُسکا لیس وپیش ہی درۂ کوہ پر ایک دروازہ
ہی جسپر قفل مار سیاہ لگا ہو جب کوئی ارادہ کرتا ہو کہ دروازہ کھولون وہ مار سیاہ کفچہ
اُٹھاکر فرآٹے بھرنے لگتا ہو کئی سو حکیم وفہیم اگر دیوانے ہوے حضور یہی چاہین تو
نصیب آزمائی کرین اُسکے اندر بڑا خزانہ ہو اگر حضور نے اُس مار کو مارا اور دروازہ
کھول لیا تو وہ خزانہ حضور کو ملیگا کئی برس سے خاندان غلام کے قبضے مین ہو مگر
آجتک آگاہ نہین ہوا کہ وہان کیا خزانہ ہو لیکن ایک کتاب ہو ہمارے خاندان مین
چلی آتی ہو اُسمین حال لکھا ہو اُسکو اکثر قصد کیا کہ پڑھین جب ارادہ کیا آندھی سیاہ
چلی زمین کانپنے لگی ناچار تامل کرتے ہین اگر حضور مناسب جانین تو اقبال آزمائی
فرمائین بادشاہ نے فرمایا اے سیماب تمھارا مسلمان ہونا موقوف بشرط ہو انشاءاللہ
اِس شرط کو پورا کرینگے دیکھین گے کہ اُس خزانے مین کیا ہو اگر اقبال ہمارا یاور رہا اور
طالع ہمارے مددگار رہین تو اُس مار سیاہ کو مارینگے اور کیون اے سیماب اگر سانپ
نہ مارا گیا تو کیا ہونا ہو سیماب چپ ہوا جب بادشاہ نے بہت پوچھا تو کہا اے شہریار
کئی سو جوان سڑی ہوگئے مین کیا گذارش کرون مجھکو بڑا افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ

بندگان عالی کو صدمہ پہونچے بادشاہ نے سیماب کو ایک بارگاہ عنایت فرمائی اور وعدہ
فرمایا کہ کل چلکر اُس درۂ کوہ مین دیکھین گے مگر وہ کتاب منگواؤ وہ کتاب جو آئی اور بادشاہ
نے کھولی صفحۂ اول مین یہ مضمون پایا کہ اے سعد بن قباد جب مار سیاہ کا سامنا ہو تو اسم
یا ودود دو سو مرتبہ پڑھکر مار سیاہ پر دم کرنا بادشاہ پڑھکر خاموش ہو رہے سیماب گرد نہایت
حیران ہے کہ جب مین پڑھنے کا ارادہ کرتا تھا تو آندھی چلتی تھی مگر بادشاہ نے پڑھ لیا آندھی
وغیرہ نہ چلی بیشک یہ صاحب اقبال ہین ظاہر انکے جاہ و جلال ہین مگر بادشاہ نے تمام
شب آرام فرمایا صبح کو نماز پڑھکر فرمایا کہ اے سیماب گرد چلو تمھارا وعدہ پورا کرین یہ سنکر
سیماب گرد ساتھ ہوا قریب درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ بند ہے مار سیاہ
اُسمین لپٹا ہے بادشاہ نے اسم مذکور بہ تعداد مسطور ورد زبان کیا اور پڑھکر اُسپر دم کیا
وہ مار سیاہ جلگیا اب تو سیماب بہت پریشان ہوا جی مین کہنے لگا اے سیماب گرد اِس
دروازے کا کھلنا اِنھین کی ذات پر موقوف تھا جب دروازہ کھلگیا تو بادشاہ نے
پھر کتاب کو دیکھا دوسرے ورق مین مرقوم پایا کہ اگر مار سیاہ مرے اور دروازہ
کھُلے تو بہت سمجھ کے اندر قدم رکھنا اِسم مذکور ورد زبان رہے داخلہ دروازے مین
مشکل ہے بادشاہ نے کتاب کو پڑھکر بند کیا طرف دروازے کے چلے جیسے ہی اندر قدم
رکھا شیر کے دھڑوکے کی آواز آئی کہ ایک شیر ببر پہلو سے نکلا اُسنے بادشاہ پر حملہ کیا
بادشاہ نے تلوار کا ہاتھ مارا تلوار اُچٹ گئی اب وہ شیر سدِ راہ ہے بادشاہ کو جانے
نہین دیتا راہ روکے ہوئے کھڑا ہے بادشاہ نے پھر کتاب کو دیکھا تیسرا ورق ہر چند
کہ صاف و شفاف تھا مگر نوشتہ پایا کہ اے سعد بن قباد وہی اِسم مذکور اِسپر بھی دم کرو
تسخیر ہو جائیگا بادشاہ نے اِسم پڑھا وہ شیر قدموں پر لوٹنے لگا مثل اِنسان کے بولا
کہ اے شہریار مین تابعدار ہون ظہیر جنتی میرا نام ہے اُمیدوار ہون کہ قید سے غلام کو
رہا فرمایئے بادشاہ نے چوتھا ورق کتاب کا دیکھا مرقوم تھا کہ ظہیر جنتی کی پیٹھ پر
ہاتھ پھیرو اُسی اِسم کو پڑھو بادشاہ نے جیسے ہی اِسم پڑھا وہ شیر غلطک مارکے مثل
اِنسان کے بنگیا دیکھا بادشاہ نے کہ ایک جوان خوشرو کنجیان بہت سی ہاتھ مین

پادشاہ کو لیکر اپنے ہمراہ چلا اندر جا کے پہونچا بادشاہ نے دیکھا بڑے بڑے صندوق رکھے
ہین جن نے بڑھکر صندوق کلان کھولا بادشاہ نے دیکھا تختیان جواہرات کی یاقوت احمر
و الماس کی تمام اشیاء بھری ہوئی ہین ایک تختی مثل ستارے کے چمک رہی تھی ریشم مین
گندھی ہوئی بادشاہ نے اُسکو اُٹھایا اُسپر نقش کندہ تھا اور صاف صاف اُسپر رقوم تھے
کہ جسکے پاس یہ تختی ہو اُسپر سحر کبھی تاثیر نہ کرے بادشاہ نے اُسکو اُٹھا کر گلے مین ڈال لیا
کہ سیماب گرد آکر پہونچا اُسنے دیکھا صندوق خزانے سے نکل رہے ہین آکر قدمون کو
بادشاہ کے بوسہ دیا اور کہا کہ یہ خزانہ حضور کی تقدیر کا تھا بادشاہ نے فرمایا اے سیماب
ایک تحفہ معقول پایا کہ ایک تختی پر نقش کندہ ہے اور لکھا ہے جسکے پاس تختی رہے اُسپر کبھی سحر
تاثیر نہ کریگا اُسکو تو مین نے اپنے گلے مین پہن لیا اور یہ خزانہ نکل رہا ہے اِس سب کو تم
دیکھو جو تمہین خواہش ہو وہ لیلو سیماب گرد نے کئی صندوق لیے اور کئی چھکڑے
منگوائے خزانہ بے حساب نکلا بادشاہ اُس خزانے کو لیکر درہ کوہ سے نکلے اہل فوج
نے آکر گھیر لیا مہتاب نامدار قزاق بھی حاضر ہوا عرض کی اے شہریار سیماب گرد نے
حضور کے ساتھ مکر کیا تھا کہ بندگان عالی دیوانے ہو جائین مگر آپ صاحب اقبال
ہین اِس مشکل کو بھی آسان کیا یہ خزانہ بے حساب ملا سیماب نے قدمون کو بوسہ دیا
عرض کی اے شہریار اصل مین یہی چاہتا تھا کہ حضور کسی آفت مین مبتلا ہون مگر پروردگار
نے آپکی مدد کی یہ خزانہ حضور کو ملا اب بدل و جان تابعدار ہون کیا مجال جو آپسے
گردن تابی کرون نہ ورنہ حضور مجھپر غالب آئے اِس مشکل کو آسان کیا اب کوئی عذر
نہین مین حضور کے ساتھ ہون بادشاہ نے قلعے کو اسلام آباد کیا ظہیر جنگی بھی ساتھ
ہو مہتاب قزاق و سیماب گرد اپنی فوجین لیکر ہمراہ ہوے بادشاہ نے طرف قلعہ مینانگار
کے کوچ کیا یہان مینانگار نے قہرمان کو صلاح دی ہے کہ طبل جنگی بجواؤ ملک لالہ زار
و شورش کو مین پکڑ لونگا تم لشکر تباہ کرو قہرمان نے طبل جنگی بجوا دیا لالہ زار نے کہا
ہم سمجھ گئے کہ میناںگار کی یہ صلاح ہے سر میدان سمجھا جائیگا اے کہرام تم بھی اپنے لشکر
مین طبل جنگی بجواؤ پروردگار معین و مددگار ہے مینانگار رات بھر سحر خوانی مین مصروف

رہا چند سحر عمدہ تیار کرکے لایا ہی دونون لشکر میدان مین آئے میناؔ نگار سب کے آگے بڑھا ہوا اُدھر سے لشکر کو لیکر کہرام آیا جب لشکر جم چکے تو میناؔ نگار میدان مین نکلا اور پُکار کر آوازدی کہ ای لالہ زار آج میدان مین آؤ تو احوال معلوم ہو شورش نے چاہا کہ مین نکلون مگر لالہ زار نے منع کیا کہا بوا آج میناؔ نگار کی اور صورت ہی ہرکارون نے خبر دی تھی کہ یہ ملعون رات بھر سحر خوانی مین مصروف رہا مگر مین اِسکے سحر کو روکونگی بس یہ کہکے طاؤس بڑھایا جیسے ہی میناؔ نگار نے دیکھا کہ لالہ زار سامنے آئی سحر کرنے لگا آگ برسادی مگر لالہ زار ہاتھ ہلا دیتی ہی آگ بجھ جاتی ہی جب دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے تو میناؔ نگار نے ایک دستک دی صحرا سے گرد اُٹھی ایک جوان خوشرو سلاح جنگ سے آراستہ اشعار رندکو رنگاتا ہوا آیا نظم

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ
دامن چھُڑا کے جیسے گیا ہی وہ بے وفا
دو کو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا
دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر
دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے
رخسارۂ صنم سے اُلٹ کر نقاب کو
صید افگنی کا لطف دکھاتا ہی دام فکر
کہتا ہون دست قاتل بے رحم چوم کر
نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہی بیحساب
زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
مُنھ بھی لگا کے قتل جو مجھکو نہین کیا
چاہیے جو ہمنشین کے حق کو ادا کرے

رتبہ بلند ہی ترے قدکا ہزار ہاتھ
دانتون سے کاٹتا ہو نہین بے اختیار ہاتھ
دیتا جو ای صنم مجھے اللہ چار ہاتھ
رازجنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ
کپڑون کے پھاڑنے کے ہین امیدوار ہاتھ
دکھلا رہے ہین قدرت پروردگار ہاتھ
مضمون کو جانتے ہین ہم آیا شکار ہاتھ
وقت عطا ہی رحمت پروردگار ہاتھ
خالی نہ کر سکین جسے ہجدہ ہزار ہاتھ
گردن سے اور پانون سے ہی شرمسار ہاتھ
غیرت کے مارے ملتا ہی حسرت سے یار ہاتھ
آتش ہو یار توڑ کے گلچین کا خار ہاتھ

اُس جوان نے آکر ملکہ لالہ زار کا ہاتھ تھام لیا کہا آپ صحرا ے ویران مین کیون کھڑی ہین میرے ساتھ تشریف لے چلیے باغ مرادین گلہاے رنگا رنگ کھلے

نیے وہان چلکر سیر کیجیے لالہ زار اُس جوان کے ساتھ ہولین وہ جوان لیکر لالہ زار کو غائب ہو گیا مینا نگار نے وہی سحر کیا کہ دوسرا جوان خوشرو آیا وہ شورش کو لے گیا جب دونون شاہزادیان غائب ہوئین تو مینا نگار نے پکارنا شروع کیا قہرمان بھی میدان مین ہو پکار کر آواز دی کہ اے کہرام میرے مقابلے مین آؤ کہرام گھوڑا بڑھا کر جا پڑا جیسے ہی میدان مین پہونچا مینا نگار نے سحر کیا کہ کہرام گھوڑے سے گرا پہلوانون نے جی واری کر کے ارادہ کیا جو میدان مین پہونچا گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا جب چالیس پہلوان میدان مین آ کر بیہوش ہوے قہرمان ہر چند پکارتا ہی مگر کوئی مقابلہ مین نہین آتا اہل لشکر بیتاب و بیقرار خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق جزو کل و اے کریم کارساز و اے بندہ نواز مشکل کو ہماری آسان کر اپنا رحم شریک کر نظم

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است | روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است | شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر | صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است | بیگمان لاریب و بیشک خالق اکبر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا | بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سر خط عالم صاحب لوح و قلم | اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بیمثال و بے نظیر و لاشریک | طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
نجم مخمور ہند ہی کہ در ہر کار تو صبح و مسا | حامی و مشکل کشا و ناصر و سرور یکے است

بلک بلک کے سب دعائین مانگ رہے ہین مینا نگار پکار رہا ہی کہ اے مسلمانو جلد اؤ آج تمھارے معین و مددگار کہان ہین مین آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا چالیس جوان تو میدان مین بیہوش پڑے ہین آخر سب نے قصد کیا ہی کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دو سب کو قتل کرے افسوس نہین معلوم کہ ہمارے بادشاہ پر کیا گذری سر پرست نہونیسے یہ جفائین ہمپر پڑی ہین مینا نگار آج درپے آزار ہو دیکھیے اِس بیحیا کے ہاتھ سے کیونکر جان بچے اے خالق ارض و سما و اے مشکل کشا رحم اپنا شریک کر مگر مینا نگار چاہتا ہی

کو لشکر اسلام پر جا پڑون ایسا سحر کرون کہ سب غرق زمین ہو جائین یہ سوچکر بڑھا اِس طرف
اہل اسلام نے بیقرار ہو کر دعا کی صدا اے بار بادہ یا مستغیثاہ بلند ہوئی کوئی آمین کہتا ہی اور
کوئی پکارتا ہی کہ اے پروردگار مدد کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے کہ سحر اسے گرد اڑی فرد
از دامن دشت کوہ اورنگ + گردی برخاست توتیا رنگ + سب دیکھنے لگے کہ تخت پر
بادشاہ جمجاہ دو سپہ سالار ساتھ مہتاب نامدار و سیماب گردم مرکب ہاے پری پیکر پر
سوار تخت شاہی پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار فوج گلے ہین وہ تختی جسپر نقش
کندہ ہی کہ نقش سحر کش اُسکا نام ہی بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ چالیس سردار میدان
مین بیہوش پڑے ہین لالہ زار و شورش کا پتہ نہین مینا نگار میدان مین کھڑا ہوا
للکار رہا ہی فیروزہ نے بڑھکر بادشاہ کو خبر دی کہ مینا نگار نے آج صبح سے قیامت برپا
کی ہی ملکہ شورش و لالہ زار غائب ہو گئین اب وہ مبارز طلبی کر رہا ہی یہ سُنکر بادشاہ
مرکب پر سوار ہوے مرکب باد رفتار باساز و یراق مرصع کار کندھا مثل ماہ نو کیے
ہوے دُم سے چنور کرتا ہوا بادشاہ مرکب اُڑا کر چلے مینا نگار سوچا کہ اِنکو بھی بیہوش
کر دونگا جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا مینا نگار نے گولہ مارا بادشاہ نے نقش
سحر کش سامنے کر دیا گولہ پھٹکر گرا کئی سحر مینا نگار نے کیے حیران ہی کہ آج یہ کیا معرکہ ہی کہ
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر تلوار کھینچکر چلا بادشاہ نے بھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
مینا نگار قریب آکر برس پڑا ہاتھ تلوار کے مارنے لگا بادشاہ تلوار پر روک رہے ہین
شعلہ ہاے آتش گرتے ہین مگر بادشاہ پر تاثیر نہین ہوتی جب دو چار وار مینا نگار کر چکا
تو بادشاہ نے تلوار کو روکا اور فرمایا کہ اے مینا نگار خوب شعبدے کیے اب کیا باقی ہی
ہمارا ابھی وار قبول کر یہ فرما کر ہاتھ تلوار کا مارا مینا نگار نے سحر کیا کہ کئی سپرین فولادی
سر پر قایم ہوئین مگر تیغۂ برق تاب جو تڑپ کر گرا سپرون کو کاٹا مینا نگار ہر چند کلوا
بھیرون نار سنگھ کو پکارتا ہی مگر تلوار کاٹتی چلی آتی ہی سپرون کو کاٹ کر سر کو تراشتی
تا جگر گاہ پہونچی مینا نگار کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک
ہو گیا ہواے تند چل رہی ہی مگر شورش و لالہ زار ایک باغ مین بیٹھی ہیکتی کر رہی ہین

سامنے گائن حاضر ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

کیجیے ثابت دہان روے رشک ماہ کو
کان مدت سے سُنا کرتے ہین اِس افواہ کو

کوچۂ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو

ہم فقیرون کو تمنا ہی یہی ای شاہ حُسن
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو

باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط
جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اُس دلخواہ کو

اِسقدر رہی سر کو سوداے زنخدان حبیب
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو

بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روے یار
کسطرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو

موسم گل مین یہی ساقی سے کہتا ہون مین مست
جام مالامال دلوا اپنے دولت خواہ کو

دیکھیے دونون مین کسکا ہو بخیر انجام کار
بُت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو

سبزۂ خط نے کیا ہی جب سے اُس رُخ پر اُبھار
کوہ پر بھاری سمجھتا ہون مین برگ کاہ کو

زلف حائل ہی نگہ رخسار جانان پر نہ ڈال
ہی شگون بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

پست کر دے سرو کو ای طفل بڑھکر قد ترا
طول دے جوش جوانی جامۂ کوتاہ کو

مہر کی صورت نہ فرتے آنکھ اُٹھا کر دیکھتے
دلفریبی یار کے رُخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے تحقین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہی نوشاہ کو

گا تا سُن رہی ہین کہ یکایک باغ مین آگ لگ گئی ایک شعلے نے گائن کو جلا دیا ایک شعلہ ساز پر گرا ساز کو جلایا ایک طائر نے گر کر چرخ مارا چرخ مارکر جلا جلتے ہی طائر کے دونون کو ہوش آیا اپنے مقام سے اُٹھین کہتی تھین یہان ہمکو کون لایا لالہ زار نے کہا سحر مین مینا نگار کے تھے معلوم ہوتا ہی مینا نگار مارا گیا دونون پر پرواز پیدا کر کے چلین اُسوقت قریب قلعۂ مینا نگار کے پہونچین کہ دیکھا آندھی چل رہی ہی آواز آ رہی ہی کشتی مرا نام من مینا نگار جادو بود بادشاہ مینا نگار کو مار کر فوج پر جا پڑے تلوار چل رہی ہی بادشاہ جسپر جا پڑے اُسکو قتل کیا شورش نے کہا ای لالہ زار مینا نگار تو مارا گیا آواز آ رہی ہی مگر بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین لالہ زار نے بڑھکر سحر کیا کہ ساحر دیوانے ہوے صحرا مین جا کر سر ٹکرانے لگے بعض جو زیادہ دیوانے ہوے

لالہ زار کو وکیم دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھینچے دور آفتاب	روبروے یار ہی اِک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ	دیدۂ خفاش کو کرتا ہی بےنور آفتاب
منھ نہین دیکھا ترا اس رشک سے جلتا ہمین	ای صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب
نیش سے لگتے ہین پھر یار مین تار شعاع	آسمان نیلگون چھتہ ہی زنبور آفتاب
داغ پہلو ہی جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہو	چشم حربا مین پری بنجاے یا حور آفتاب
حُسن غارتگر سے نسبت کون دیتا ہی اُسے	تابۂ آہن ہی پیش روے انور آفتاب
بام پر وہ مہروش آتا ہی صبح عید ہی	پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب
سربلندونکے لیے ہی عیب بھی آتش ہنر	آسمان کا داغ پیشانی ہی مشہور آفتاب

سب ساحر سر ٹکرا کے رہگئے لاشۂ مینا نگار اُٹھایا پانچ ہزار جادوگر طرف صحرا کے بھاگے لالہ زار نے چاہا اُن فراریونکا پیچھا کرے بادشاہ نے منع کیا کہ بھاگے ہوون کے پیچھے نہ جاؤ تب لالہ زار پلٹی بادشاہ بہ فتح و فیروزی واپس ہوے بیہوش سردارون کو ہوش آیا قلعے مین آکر سجدین ہوائین جو مقامات خلاف تھے وہ کُھدوا ڈالے اب جمعیت معقول بادشاہ کے ساتھ ہو گئی لالہ زار نے عرض کی ہرچند کہ سختی ہی اور وہانکی فتح ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہی لیکن حضور بھی چلین یہ لوح سحر کش حضور کو خوب ملگئی کیا عجب ہی کہ بقراط ثانی بھی گھبرا اُٹھے یہ کنیز بھی اُس سے مقابلہ کریگی ہرچند کہ بقراط وہ شخص ہی کہ عا افراسیاب کہ مقام امتحان ساحران ہی وہان اِسنے کامل سند پائی جسدن سے سند پائی اُسی دن سے مغرور ہو گیا قصر سکندری مین آکر دعویِ خدائی کیا اب اُس پیچھا پر وہ اُفتاد پڑی ہی کہ بھاگتے راستہ نہین ملتا اور طلسم کشا نے طرف مرحلۂ نجومیون کے رُخ کیا ہی بڑے بڑے وہان ستارہ شناس ہین دمبدم ساعت کا نیک و بد دیکھینگے دیکھیے وہان کیا گذرے لیکن طلسم کشا کے ساتھ بھی نجم اختر شناس ایسا نجومی موجود ہی کہ آسمان و زمین کا حال آیندہ و گذشتہ ورد زبان رکھتا ہی علاوہ نجم کے سکندر ثانی جو بادشاہ لشکر ہی ہمہ دان و ہمہ گیر ہی یہ سب لوگ ساتھ طلسم کشا کے بلوہ کرینگے قصر ہشت پہل پر

جا کر مقابلہ پڑیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساحرون کا افسر لالہ زارہ کو کیا غیر
ساحر و نکا سیماب گرد سپہ سالار ہوا ارادہ ہی کہ کل کوچ ہو شب کو دربار مین بیٹھے ہین
معشوقان پری چہرہ پہلو مین گائن سامنے گا رہی ہین جام ارغوانی گردش مین صدا ے
نوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی مگر وہ فراری جو لاشۂ مینا نگار لیکر بھاگے تھے صبح ہوتے
سامنے قلعۂ مرجان کے پہونچے مرجان سرخ پوش کہ قلعے کا حاکم ہی مینا نگار سے
کچھ رشتہ رکھتا ہو مرجان سرخ پوش بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا چند ساحر ایک
لاش لیے ہوے آئے ارتھی وغیرہ بنانے لگے دو بانس باندھے اسپر تھوڑا بچھولس
بچھا دیا چند لکڑیان پہلو مین لگا کر اسپر ناریل لگاے ناریلون پر پتی چسپان کی اب
لاشۂ مینا نگار کو ارتھی پر لٹایا اوپر سے ایک لال تافتہ اُڑھایا چار ساحرون نے ارتھی
کو کاندھے پر رکھا ایک ساحر ہمراہ اسطور سے کہ سر منڈا ہوا ہاتھ مین ایک ہانڈی اُسپر
ایک کنڈے کا ٹکڑا جلتا ہوا دوسرے ساحر کے ہاتھ مین کچھ کوڑیان کچھ تال مکھانے
لے ہوے لاش پر سے لٹاتے ہوے بجّ ساحری کی بولتے ہوے اس دھوم سے لاشہ
لیکر چلے مرجان نے جو یہ ہلڑ ہنگامہ سنا ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون
لوگ ہین اور کسکی لاش ارتھی بنا کر لیے جاتے ہین ہرکارے گئے خبر لیکر آئے آکے
عرض کی کہ حضور مینا نگار مارا گیا اُسکی لاش لیکر جاتے ہین مرجان یہ سنکر رونے لگا
اور کہا مینا نگار ایسا ساحر مارا گیا وہ تو بڑا ساحر تھا کسکے دام مین پھنسا کہ جان نہ بچا سکا
قلعے سے اُتر آیا قلعے سے تھوڑی دور پر ایک صحرا تھا اُس صحرا مین لاشہ لیے ہوے جا رہے
ہین مرجان پیچھے پیچھے اسطور سے کہ لباس بادشاہی تو اُتار ڈالا ایک دھوتی میلی
باندھے ہوے ساتھ ساتھ ہی غرض صحرا مین پہونچے لکڑیون کا انبار لگا کر لاشہ جلا دیا
جب لاشہ اُسکا جل چکا تو ساتھ والون سے کہتا ہوا پلٹا کہ مجھکو چلکر وہ مقام بتاؤ کہ
جہان مینا نگار مارا گیا سب نے عرض کی کہ حضور قلعۂ مینا نگار پر لشکر بادشاہ اسلام
فروکش ہی بادشاہ نے اُسکو قتل کیا مرجان نے فوراً اپنے قلعے مین آکر تیاری کی دس
ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیکر چلا منزلین طے کرتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ بادشاہ تیاری

کررہے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور مرجان سامنے آکر اُترا اُسنے دیکھا کہ لشکر کا انتظام لالہ زار کررہی ہی لوگون سے پوچھا کہ یہ ساحرہ کون ہی سب نے بیان کیا کہ عاشق بادشاہ جمجاہ بیناانگارہ نے اِن سب کو سحر مین پھنسا لیا تھا بادشاہ نے آکر بیناانگارہ کو مارا بیناانگارہ کا مارے جانا کہ اِن سب کا ہوشیار ہونا پھر ہم سب لوگون نے شکست کھائی آخر کار مجبور و ناچار ہو کر لاشہ اپنے افسر کا لیکر بھاگے مرجان یہ سُنکر چُپکا ہو رہا طبل جنگی تو بجوا دیا رات کو اُٹھا طرف لشکر اسلام کے چلا قضاے کار ملکہ لالہ زار طلاے پر تھی مرجان سنے جو لالہ زار کو دیکھا گوشے مین آکر سحر کیا کہ لالہ زار خاموش ہوگئی مرجان جادو نے لالہ زار کو اُٹھا لیا مگر صورت زیبا دیکھکر حیران ہوگیا کہتا تھا کیا معشوق ہی یہ تو اِس لایق ہی کہ صحبت آراستہ ہو اور یہ معشوق پہلو مین ہو تب زندگی کی کیفیت ہی لاتے لاتے اپنی بارگاہ مین پہونچا بارگاہ مین لاکر مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر خوشامد کرنے لگا کہتا تھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

تنگ دنیا کی خرابی سے ہون نازک خو سے
ماہ نو دیکھ کے دیکھا کیے ہم صورت یار
سیر گلشن مین ہوا یار برابر جو کھڑا
لب جان بخش سے ہی چشم فسونگر کا سوال
نہین معلوم اُن آنکھونکا ارادہ کیا ہو
صورت جام و سبو ہجر کی شب گھبرا کر
دیکھکر چشم سیہ کو تری کہتے ہین عرب
حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
رحم کرو واسطے اللہ کے خاموش آتش

درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے
زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے
کچھ اشارے مین تو مژگان نے کہا ابرو سے
خم گردن کو مین توڑونگا دم یاہو سے
شتر مست کو اندیشہ ہی اِس آہو سے
مرد ہون عشق مین رکھتا ہون زن خو شمشیر سے
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

لالہ زار نے تیور پر بل ڈال کے کہا او بیحیا کیا سوال کرتا ہی خبردار ایسی باتین نہ کرنا مین بادشاہ جمجاہ پر عاشق ہون کل تو خود قتل ہوجائیگا اگر بادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ

ضرور تشریف لاوینگے ہرچند مرجان نے منتین کین مگر لالہ زار عاشق جمال بادشاہ ہر جواب ہاے سخت دے رہی ہی مرجان کہتا ہی ای معشوق خوبرو تیرا غصہ کرنا مجھکو بھلا معلوم ہوتا ہی اگر اپنے ہاتھ سے قتل کر تو مین نہال ہوجاؤن لالہ زار نے منھ پھیر کر کچھ جواب نہ دیا آخر مرجان نے حکم دیا اِسکو لیجاکر قید کرو صبح کو پھر دربار مین بھیجونگا اگر مجھکو نہ قبول کیا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا چند ساحر لالہ زار کو قید خانے مین لے گئے خیمے مین بٹھا کر بہ عہدہ نگہبانی بیٹھے مگر صبح کو بادشاہ جمجاہ جو بارگاہ مین آئے کنیزین لالہ زار کی روتی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار غضب ہوا رات کو مرجان جادو آکر بلکہ لالہ زار کو اُٹھا لیگیا یقین ہی کہ بر سر فساد ہو اور لالہ زار عاشق جمال حضور ہی کبھی اُسکو قبول نہ کریگی بادشاہ نے فرمایا فیروزہ جاکر خبر تو لاؤ کہ لالہ زار پر کیا گذری فیروزہ روانہ ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا لشکر مرجان مین آیا وہ وقت ہی کہ مرجان نے لالہ زار کو سامنے بلوایا بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون لالہ زار مجھکو نہ قبول کریگی لالہ زار نے کہا کہ او سیاہ رو بدخو حلوا خوردن را روے باید اپنی صورت تو دیکھو مرجان نے جھلا کر حکم دیا کہ اِس گیسو بریدہ کو قتل کرو جلاد حاضر ہی لالہ زار کو بٹھارہا ہی کہتا ہی ای لالہ زار مرجان جادو بادشاہ قلعۂ مرجان ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کرکے لشکر اسلام پر جا پڑے لالہ زار کو بڑا افسوس ہی دعائین مانگ رہی ہین کہ ای کارساز و بے نیاز اِس ظالم کی بدعت سے بچالے اپنا رحم شریک حال کر اِس مشکل کو آسان کر نظم

محض بے سود است ہر سوداے بازار ہوس	نفع کو حاصل کنند زانجا خریدار ہوس
رشتۂ خود از خدا بگسست در دنیا و دین	ہر کہ او بر گردن خود بست زنار ہوس
ہست بنیاد طمع در عاقبت ناپائدار	منہدم گردد ز پاے خویش دیوار ہوس
کی بود ما خو ز در بند طمع اہل صفا	دوستدار حضرت حق کی شود یار ہوس
طالب دنیاست مستغرق بکار حرص و آز	نیست کار آمد بکار اہل دین کار ہوس
کی شود بلبل بہ بستان ہوا نغمہ سرا	می خلد در پاے جانش زین چمن خار ہوس
ہند یا ہرگز مشو ہرگز مشو ہرگز مشو	تا توانی اندرین عالم گرفتار ہوس

مرجان نے قصد کیا کہ اٹھکر لالہ زار کے لپٹ جاؤن کہ بارگاہ پر ہلڑ ہوا سرورگہ سالار سامنے
آیا اور پردہ بارگاہ کا اٹھا مرجان نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز
جہانداری یعنی بادشاہ جمجاہ تیغ برہنہ ہاتھ مین نمایان ہوے اور آواز دی کہ او جلاد
خبردار اگر ہاتھ پڑگیا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگا جلاد ورکا بادشاہ نے بڑھکر جلاد کو ایک قبضہ
تلوار مار دیا جلاد کانپتا ہوا بھاگا مرجان ہان ہان کرتا رہگیا بادشاہ نے جھپٹ کر زبان
سے لالہ زار کی سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی لالہ زار فورًا تڑپ کر اٹھی اٹھتے
اٹھتے سحر کیا آگ برسنے لگی کئی سو ساحر جلے بارگاہ مین آگ لگ گئی مرجان چاہتا ہی
کہ آگ بجھاؤن مگر آگ کو دم بدم ترقی ہوتی جاتی ہی بارگاہ جلکر گری مرجان باہر نکلا
بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر آئے مرجان نے طبل امان بجوادیا بادشاہ لالہ زار کو ساتھ
لیکر پلٹے مرجان نے بعد جانے بادشاہ کے سرداروں سے کہا کہ یارو یہ بڑا غضب ہی کہ
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا بادشاہ نے اسیوقت لالہ زار کو لاکر بارگاہ مین پہونچایا
مرجان جادو حیران ہورہا ہی کہتا ہی بادشاہ بڑے سرکش ہین میری بارگاہ سے آکے
لالہ زار کو لے گئے اور مین کچھ نہ کرسکا کئی سحر کیے انپر تاثیر نہ ہوئی ملازمون نے کہا
حضور بادشاہ کا مقابلہ نہ کیجیے گا مرجان نے کہا آج شب کو بادشاہ کو لے آؤنگا اگر
بادشاہ لشکر مین نہ ہون تو سب کو پامال کرڈالون شورش و لالہ زار کی کیا حقیقت
ہی مگر ہاے فراق لالہ زار نے مارا اجتبک لالہ زار کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے جان
دونگا اسکی سرکشی نے پریشان کیا ایسی ظالم نے باتین کہین کہ دل میرا بیقرار ہوگیا
مگر معشوق طرحدار ہی دن بھر تو اسنے تڑپ تڑپ کے کاٹا رات کو اپنے مقام سے
اٹھا یہان رات کو بادشاہ سے لالہ زار نے براے طلایہ عرض کی بادشاہ نے فرمایا
فرد لاؤ جسکا دن پڑیگا وہ طلایہ پرجائیگا فرد منتظم نے پیش کی بادشاہ نے جو ملاحظ کیا
اپنا نام پایا فرمایا ہم خود جاوینگے بادشاہ خاصہ نوش کرکے بیرون بارگاہ تشریف
لاے طلاے کا انتظام کیا ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے مرجان نے جو
دور سے دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہین فیروزہ کسی کام کو گیا سحر سے اپنے صورت

لالہ زار کی بنائی ٹہلتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا عرض کی ای شہریار آج مرجان نے کیا کیا سحر کیے مگر حضور پر تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے فرمایا نقش سحر کش میرے گلے مین ہو یہ اُسی کا باعث ہی کہ سحر نے تاثیر نہ کی مرجان نے عرض کی ذرا وہ تختی مین دیکھون بادشاہ نے تختی اُتار کر دی مرجان نے تختی لیکر سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوے مرجان بادشاہ کو بغل مین دبا کر لے بھاگا فیروزہ جو پلٹ کر آیا اُسنے بادشاہ کو نہ پایا سمجھا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ مرجان گرفتار کر لے گیا بدحواس ہو کر خیمۂ لالہ زار مین آیا چلّا کر رونے لگا لالہ زار نے پوچھا خیر تو ہی فیروزہ نے بیان کیا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لے گیا لالہ زار نے کہا ابھی جاتی ہون اور بادشاہ کو لیکر آتی ہون مرجان کی کیا حقیقت ہی یہ کہکے چلی فیروزہ بھی ہمراہ ہوا مگر مرجان جو لشکر مین پہونچا ساحرون نے پوچھا ای شہریار کیا کیا کہا لو یارو حال کھلا بادشاہ کے قبضے مین نقش سحر کش تھا وہ چھینکر مین نے گرفتار کیا دیکھو گرفتار کر لایا ساحر ساتھ ہوتے جاتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم لالہ زار اوسکار و محیل اب کہان جائیگا یہ سُنتے ہی مرجان پلٹا تختی ایک مصاحب کو دی پشتارہ بادشاہ کا رکھدیا لالہ زار پر گولہ مارا لالہ زار نے گولے کو کاٹ کر موتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتار ایا سامری کہکر پھینک مارا وہ ہار بلند ہوا ہوا سے سر دچلی لالہ زار کے سحر سے مرجان جھومنے لگا بیقرار ہو کر جمال جہان آرا کو دیکھتا تھا کہتا تھا ای شہنشاہ خوبی وای سر و باغ محبوبی میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی چاہتا ہون قدم بوسی کرون خاک پا لیکر توتیا سے چشم بناؤن گرد پھرون نظم

اک جا کہین یہ مثل ریگ روان نہ ٹھہرا	گردش سے دو گھڑی تو ای آسمان نہ ٹھہرا
المدد رے جذب اُلفت یوسف کو چاہ مین سے	باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا
ای زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین	قیمت مین مشک عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا
پوشاک سرخ پہنی جب روز سے کہ تو نے	مریخ تیرے آگے ای نوجوان نہ ٹھہرا
تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے	تو صید گاہ مین ای ابروکمان نہ ٹھہرا
ای چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی	خوش تیرے گھر مین دو دن اک میہمان ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق اے باد صرصر اُسکو — بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا
غزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ — کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا
پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل — رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا
پھرتی ہے خاک پر کی منھہ زوری آتشے آتش — پھرون سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

یہ اشعار محبت آمیز پڑھتا ہوا سامنے لالہ زار کے آیا لالہ زار نے پوچھا کہ وہ تختی کہاں ہے مرجان نے جواب دیا کہ میرے مصاحب ریحان جادو کے پاس موجود ہے لالہ زار نے کہا اُسکو بُلاؤ جیسے ہی وہ ساحر آیا لالہ زار نے اُس سے تختی مانگ لی بادشاہ کے گلے مین پہنائی بادشاہ کو رہا کر لیا مگر مرجان جادو اُسی طرح رقص کرتا ہوا سامنے ملکہ لالہ زار کے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن لالہ زار کے مُنہ سے نکلا کہ بقراط کا سر لاؤ خیال مین گذرا کہ ذرا وہان جاکر تماشہ ہو مرجان جھومتا ہوا طرف بقراط کے چلا لالہ زار نے بادشاہ کو ساتھ لیا پلٹ کر بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہوئی مگر مرجان جادو قریب قصر ہشت پہل کے پہونچا لشکر کو پامال کرنے لگا ہنگامہ جو ہوا بقراط نے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مرجان دیوانہ وار وحشی مثال لشکر کو قتل کر رہا ہے ہزارہ ساحر مار ڈالے حضور کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے بقراط اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکے دیکھا کہ مرجان لشکر پر بدعت کر رہا ہے کئی سو سر ا تار کر ڈالدیے بقراط نے للکارا بقراط کو دیکھکر مرجان جا پڑا للکارا کہ او بیحیا خداوند بنکر بیٹھا ہے تجھکو ابھی بھی کچھ خبر ہے ملکہ لالہ زار نے تیرا سر مانگا ہے یہ کہتا ہوا تیغہ کھینچکر جا پڑا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ اسکا سر اُڑ جائے بقراط نے کلائی پکڑ لی پیشانی کے اوپر ہاتھ پھیرا مرجان کو ہوش آگیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا یا خداوند معاف فرمایئے مین سر لالہ زار لاتا ہون بقراط نے جو لالہ زار کا نام سُنا پسینہ آگیا قلب تھر آگیا کہتا تھا اے مرجان اگر تو لالہ زار کو لایا تو تجھکو طرۂ پیغمبری عطا کرونگا وہ مرتبہ دون کہ سارا طلسم رشک کرے مرجان نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکے پلٹا مگر جی مین کہتا ہے اے مرجان خداوند نے جو کہا ہے تو کہنے دو میری خود اُسپر جان جاتی ہے مین اسکو پاؤنگا

تو قبضہ کرونگا یہان کا ہیکو لاؤنگا لیکن جوش و خروش مین چلا تصویر خیالی لالہ زار کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو لشکر والے پریشان تھے کہ مرجان آکر پہونچا بارگاہ مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہنے لگا کہ یارو کسی سے ہو سکتا ہو کہ لالہ زار کو یہان لائے کہ مین زبردستی وصل حاصل کرون ایک ساحر سے نیلم نیل پوش ہمسر وارہ و ہم عیار ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ مین جاکر اُسکو لاتا ہون یہ کہکے بارگاہ سے نکلا صورت بدل کے لشکر بادشاہ مین آیا ٹہلتا ہوا پشت بارگاہ لالہ زار پر پہونچا اور جوڑی خنجر کی پکڑ کے نقب کھودنے لگا جہرہ نقب کا بارگاہ لالہ زار مین توڑا دیکھا لالہ زار سو رہی ہو کھڑے ہو کر سحر کیا لالہ زار سوتی تھی بیہوش ہو گئی نیلم نے پشتارہ باندھا لالہ زار کو لے نکلا لیے ہوے جاتا ہو قضائے کار طلائے پر ملکہ شورش بھی اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر پشتارہ بدوش جاتا ہو پکار کر آواز دی ارے جانے والے ٹھہر جا نیلم بھاگا شورش نے پیچھا کیا جب کنارے پر لشکر کے نیلم پہونچا تو اُسنے پکار کر آواز دی کہ یارو مجھے بچاؤ مین لالہ زار کو لایا ہون شورش نے میرا پیچھا کیا ہی چند ساحر دوڑے شورش نے جو دیکھا کہ اور بھی ساحر آتے ہین گلے سے ہار اُتار کر پھینک مارا سب ساحر گھبرا گئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

بند نقاب عارض دلدار توڑیے	باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے
دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے	بت کو سلام کیجیے زنار توڑیے
سینے پر مجھے فلک نے کیا تو بچا کباب	لازم ہی بال مرغ گرفتار توڑیے
مرغ ترانہ سنج ہون اُس بوستان کا مین	خون جگر بہاؤن اگر خار توڑیے
اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب	پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑیے
فتراک صید زندہ ہی زلف سیاہ یار	ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑیے
عاشق کی بیقراری سے ای بت پناہ مانگ	ٹکرائے وہ جو سر کو تو کہسار توڑیے
بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے	اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے
انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے	شیشہ شراب کا تو نہ زنہار توڑیے

یوسف کے دیکھنے کا ہی آنکھوں کو اشتیاق	بند نقاب کو سر بازار توڑیے
سودا ے دل نہ کیجیے گو لاکھ سر کا ہو	جبتک نہ خوب پاے خریدار توڑیے
نامرد آسمان سے گوارا ہی کسکو جنگ	آتش سپر کو چیرے تلوار توڑیے

یہ اشعار پڑھتے ہوے سامنے شورش کے آئے شورش نے اُن سب سے کہا نیلم کو پکڑ لاؤ نیلم نے جو پشتارہ زمین پر رکھا برقع چہرے سے ہٹا جمال جہان آرا جیکا شورش بیقرار ہوگئی کہتی تھی او بیحیا غضب کیا تھا کہ ملکہ لالہ زار کو لے نکلا نیلم مقابلہ شورش مین آیا آکر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار گولے چلے کہ شورش نے جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا ای ذوالفقار نیلم کو لینا پہلو سے ایک نازنین پیدا ہوئی نیلم کے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای نیلم باغ مراد مین چلیگا نیلم نے مسکرا کر کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تیرا تابعدار ہون جہان کہو وہان چلون مین تو خود مشتاق تھا کہ کچھ حکم دو تو بجا لاؤن اُس نازنین نے نیلم کا ہاتھ تھام لیا طرف صحرا کے لیگئی شورش نے لالہ زار کو ہوشیار کیا لالہ زار نے اُٹھتے ہی دو تین گولے لشکر پر مارے کہ کئی ہزار ساحر مرے لشکر مین ہنگامہ ہوا مرجان پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کُھلی باہر نکل آیا دیکھا دونون معشوقان پریچہرہ کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین لالہ زار کو دیکھکر پکارا ای جان جہان جی چاہتا ہی تیرے گرد پھرون خاک پا تیری لیکر توتیاے چشم بناؤن لالہ زار کو بہت ناگوار ہوا خنجر کمر مین لگا تھا نکالکر پھینک مارا خنجر سر پر پڑا کہ سر مرجان کا زخمی ہوگیا لالہ زار نے چاہا دوسرا سحر کرون مرجان بھاگ کر بارگاہ مین گھس گیا ساحرون سے کہا پلٹ آؤ ساحر پلٹ آئے ملکہ شورش لالہ زار کو ہمراہ لیکر لشکر مین آئی بادشاہ بیدار ہوے تھے خبر سُنکر ارادہ تھا کہ سوار ہون کہ شورش حاضر ہوئی عرض کی آپ کے اقبال سے لالہ زار کو رہا کیا لالہ زار نے بھی شکریہ شورش ادا کیا تمام ساحرون مین غُل تھا کہ آج شورش نے بڑا کمال کیا لالہ زار کو لشکر مین سے رہا کر کے لائی ورنہ نیلم بارگاہ مین مرجان کی پہونچ ہی چکا تھا بادشاہ نے فرمایا ای شورش حقیقت مین تمنے بڑی جرأت کی مگر نیلم کو کہان بھیجدیا شورش نے کہا اسی صحرا مین باغ مراد ہی ذوالفقار اسکو

وہان لیگئی اب تو قید ہو گیا ہوگا اُسکی رہائی غیر ممکن ہو جب اس کنیز کو کوئی قتل کرے تب
اُسکی رہائی ہو یا خود کنیز رہا کرے بادشاہ نے فرمایا ای شورش وہ ساحر بیگناہ ہو مرجان
کے حکم سے آیا تھا تمسے ہو سکے تو اُسکو رہا کردو شورش نے اُسیوقت دوسری پُتلی جھولی
سے نکالی اُس سے کہا ولفگار کو بُلا لا وہ پُتلی گئی باغ مراد مین آکر دیکھا کہ نیلم جادو
پاس اُسی معشوقہ کے بیٹھا ہو شراب خواری کر رہا ہو اُس پُتلی نے جا کر پیغام دیا کہ تمکو
ملکہ شورش نے بلایا ہو یہ سُنکر نیلم اُٹھا وہ پُتلی بھی ہمراہ ہوئی ولفگار بھی ساتھ ساتھ ہو
مگر نیلم اُسکے شمع رُخ پر پروانہ ہو جمال جہان آرا دیکھ رہا ہو آکے دربار مین شورش کے
پہونچا اُس معشوقہ نے دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم اسکو عمر بھر دام فریب سے
نہ نکلنے دیتی آپ کا حکم نہ تھا ورنہ ابتک قتل کر ڈالتی شورش نے کہا اب رخصت ہو
وہ نازنین زمین پر گر پڑی وہی فولاد کی پُتلی بنی شورش نے اُٹھا کر جھولی مین رکھ لیا
اب نیلم کو ہوش آیا دربار کو دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت شاہی پر ہین ایک طرف ملکہ
لالہ زار دوسری جانب سیماب گرو تیسری سمت مہتاب نامدار چوتھی طرف کہرام
مرقع دربار تصاویر سرداران سے معمور ہو کمیدان رسالدار خوش بیٹھے ہین اور جام
ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہو نیلم جاہ وجلال بادشاہی
دیکھکر قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار مین مطیع ہون بادشاہ نے پشت پر اُسکی ہاتھ رکھا
نیلم نے دست بستہ عرض کی مین چاہتا ہون کہ حاضر خدمت رہون اور فیض خدمت
حاصل کرون بادشاہ نے قاعدۂ اسلام اُسکو تعلیم کیے اب نیلم بادشاہ کی خدمت مین
رہکر اطاعت کرنے لگا سرداران نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو بقراط کو ایک نامہ
لکھیے اگر وہ آپ کی اطاعت کرے تو طلسم پر آپ کا قبضہ ہو بادشاہ نے سب سردارون
کی صلاح سے بقراط کو ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بقراط ثانی بعنایت پروردگار
ہمنے یہ شان وشوکت پیدا کی ساحرون مین لالہ زار وشورش اور غیر ساحرون مین
سیماب گرو مالک طلسم مجنون کہ حکیم زبردست تھا اُس طلسم کو توڑا خزانہ بے حساب
حاصل ہوا اور نقش سحر کش میرے پاس موجود ہو جسوقت لشکر کشی کرونگا اُسوقت

قصر ہشت پہل کو آکر فتح کرلونگا یہ نامہ نیلم جادو کو دیا کہ جاکر بقراط کے ہاتھ مین دینا نیلم نامہ لیکر روانہ ہوا لشکر مین بقراط کے جو پہونچا ہر ایک ساحر پوچھنے لگا کہ اے نیلم کیونکر آنیکا اتفاق ہوا نیلم جادو نے جواب دیا کہ مین مطیع بادشاہ اسلام ہوا آج وہ سامان اُنکے پاس موجود ہی کہ ہر ایک کے پاس ہونا غیر ممکن ہو جسوقت لشکر کشی کرینگے بقراط کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا مین نامہ لیکر آیا ہون سرداروں نے جاکر بقراط سے عرض کی کہ نیلم جادو نامہ سعد بن قباد کا لیکر آیا ہو امیدوار باریابی ہو بقراط ثانی شراب کے نشے مین کہست بیٹھا ہو حکم دیا بلالو نیلم سامنے آیا بقراط کو سلام نہ کیا بقراط نے برہم ہوکر کہا اے نیلم تو میرا بندہ رہا بادشاہ کی اطاعت کرکے ایسا مغرور ہوا کہ ہمکو سلام نہین کرتا نیلم نے کہا اے بقراط مین براے مناظرہ نہین آیا ہون نامہ لایا ہون وہ پڑھکر جواب دیجیے یہ کہکے نامہ پیش کیا بقراط نے سنا مضمون سے آگاہ ہو کر بہت جھلایا اور لکھدیا کہ جواب نامہ جنگ نیلم سے کہا تم جاؤ ہم فوج روانہ کرتے ہین۔ نیلم جادو رخصت ہوکر طرف بادشاہ کے چلا بقراط نے پکار کر آواز دی اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ براے مقابلہ بادشاہ اسلام جاے نقش سحر کش اُن سے چھین لے اور سب کو گرفتار کرکے لاے سلطان تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اِس رنگ سے جاؤن کہ لشکر تباہ کردون اکیلے کو بھگاکر گرفتار کرلون نقش سحر کش اُنسے لیلون بہ ذلت گرفتار کرکے لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا کہ جسقدر فوج چاہو ہمراہ لو ستر ہزار فوج سلطان کے ساتھ کی اب سلطان شکار کھیلتا ہوا چلا سلطان کے جانے کے بعد بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہو شاہزادیان یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہین نظم

قدرت حق ہو صباحت سے تماشا ہی وہ رُخ	خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہو وہ رُخ
پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اُسے	آئنے سے دل عارف کے مصفا ہو وہ رُخ
سامری چشم فسونگر کی فسون سازی سے	لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہو وہ رُخ
سایہ کرتے ہین ہما اُڑ کے پہ ورلنے اپنے	ترے رُخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہو وہ رُخ

کو لسا اُس مین تکلف نہین پاتے ہر چند — نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہو وہ رخ
کو لسا دل ہی جو دیوانہ نہین ہی اُسکا — خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہو وہ رخ
تا کجا شرح کرون حُسن کی اُسکے آتش — مہر ہی ماہ ہی جو کچھ ہی تماشا ہو وہ رخ

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بقراط نشے مین مست بیٹھا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا بقراط نے دیکھکر کہا کہ ملکہ لیلاے وشت نشین آتی ہین کہ ابر آکر پھٹا اُس مین سے ایک ساحرہ نہایت حسین پیدا ہوئی بقراط کو آکر سجدہ کیا بقراط نے پوچھا اے ملکہ لیلاے وشت نشین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا لیلا نے کہا یا خداوند مین نے سُنا کہ چہار جانب سے آپ پر چڑھائی ہی جسکو حکم ہوا اُسکو جاکر تباہ کرون بقراط ثانی نے کہا فی الحال بادشاہ لشکر اسلام کی بڑی شورش ہی ابھی نامہ آیا تھا مجھسے وہ اطاعت کے خواہان ہین مین نے جواب جنگ دیا سلطان تاجدار گیا ہی تم بھی اُسکی مدد کو جاؤ لیلا اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزین ساتھ ہین اِس دھوم سے روانہ ہوئی مگر اسباب شکار بھی سب ہمراہ درست ہی یہ بھی شکار کھیلتی ہوئی جاتی ہی گر لشکر کو حکم دیدیا ہی کہ فلان منزل پر آنا شام کو اُس مقام پر آکر اُترتی ہی مصروف عیش و نشاط رہتی ہی صبح کو پھر روانۂ منزل مقصود ہوتی ہی سلطان تاجدار ایک منزل پر پہونچا لشکر کو اُس مقام پر اُتارا اور آپ گھوڑے پر سوار ہوکر براے شکار چلا اِدھر سے لیلا شکار کھیلتی ہوئی جاتی تھی اُدھر سے سلطان جاتا تھا سلطان نے ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو تیر کھاکر چوکڑی بھرتا ہوا جاتا تھا پیچھے پیچھے سلطان گھوڑا اُڑاے ہوے تیر بچر کمان مین جوڑے ہوے جاتا ہی اتفاقاً وہ آہو سامنے لیلا کے پہونچا لیلا نے اُسکو شکار کرلیا سلطان آکر جھلایا کہا میرے شکار کو کیون شکار کیا ملکہ لیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان نے کلائی تھام کے اُٹھا لیا بند نقاب جو ٹوٹا جمال جہان آرا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا ہاتھ جو کانپا لیلا چھوٹ کر زمین پر گری بند نقاب درست کرکے پھر گھوڑے پر سوار ہوئی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوگئی مگر سلطان جو بیہوشی حُسن لیلا سونگھکر گرا تھا اِسکو بعد تھوڑے عرصے کے ہوش آیا

اب جو اُٹھا بیقرار و اشکبار نعرہ ہاے آہ کھینچتا ہوا ساتھ والے آئے اُنھون نے جو بیقرار دیکھا سلطان کو ہوادار پر سوار کر کے لشکر مین لاے لیکن سلطان کو قرار نہین ٹھنڈی سانسین کھینچ رہا ہی مصاحب سمجھا رہے ہین کہ کیون اے بادشاہ کچھ حال تو کہیے کیا رنج اُٹھا یا کیا معرکہ گذرا سلطان کہتا ہی یارو کیا بیان کرون فلک مجھپر ٹوٹ پڑا ہین کیا بتاؤن ساتھ والے سمجھا کر دربارگاہ پہ لاے کرسی پر لا کر بٹھا یا ہر چند کہ سامنے صحراے سبزہ زار ہی مگر اِسکی آنکھون مین خار ہی ہر نخل کو دیکھکر قد محبوب یاد کرتا ہی یاد مین عارض رنگین کی فریاد کرتا ہی بیقرار و اشکبار نہایت بیچین ہی کہتا ہی یارو کیا کرون کیا کہئے دل کو صبر دون دم بدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہاے کیا غضب ہو گیا میرے بیہوش ہونے سے یہ پریشان کیا رات تڑپ تڑپ کے کٹی ہی اتنو یہ کیفیت ہی نظم

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا — مطلق جو نہیں و پیش ہو ارزان و گران کا
دل سے یہ دم فکر ہی قول اپنی زبان کا — بے خون جگر کھاے نہین لطف بیان کا
منھ تمنے شب وصل مین کسواسطے ڈھانکا — بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہی کہان کا
تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو — اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا
فرقت مین تری صبر نہین ہونیکا مجھسے — بوجھ اُٹھیگا سینے سے نہ اِس سنگ گران کا
پُرسان جو ترے حسن کا عالم مین ہی تجھسے — مشتاق ہی موسیٰ سے تجلی کے بیان کا
ہر وقت کی بک بک سے خموشی ہی ہوئی ہی — کیا شعر کہون قافیہ ہی تنگ زبان کا
غنچہ نہ دہن ہی نہ رگ گل وہ کمر ہے — اندیشۂ باطل ہی ترے وہم و گمان کا
پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت — گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے — کیا حوصلہ ہی تنگ ترے تنگ دہان کا
کھودی گئی کوچے مین ترے قبر ہماری — دروازہ کھلا اپنے لیے باغ جنان کا
بے مثل ہی یکتا ہی عجب تصویر ہی اُسکی — کھینچا ہوا یہ کسکا مرقع ہی جہان کا
دنیا کے خرابے مین نہ گھر جسنے بنایا — جنت مین نہ نکلے گا جواب اُسکے مکان کا
لطف دو جہان ہی رُخ پر نور مین تیرے — چہرہ ہی پری کا تو بدن حور جنان کا

جانبر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر | آخر مین دق اول مین مرض ہے خفقان کا

بنیاد فسادون کی ہے آغاز مین اُسکے | انجام قیامت ہے جہانِ گذران کا

پیری مین جوانی کے کہان چھپے آتش | اب اپنی غزلخوانی ہے غل برگ خزان کا

مصاحبون نے عرض کی حضور نہ گھبرائین معشوقہ کو آپ کی تلاش کرینگے اور حضور سے ملاوینگے اِس سوچ مین سلطان بیٹھا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر لیلا کو دیکھا کہ بڑے ساز و سامان سے آتا ہے کہ خود تخت پر سوار زلفین چہرے پر آراستہ گرد کنیزین گھیرے ہوے سلطان نے جو جمال جہان آرا ے ملکہ دیکھا مصاحبون سے کہا کہ یارو یہ وہی معشوق پری چہرہ ہے ذرا نگاہ اُٹھا کے دیکھو تو فرد این است کہ دل بردہ و گشت ست لیبی راہا بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ہا کیون صاحبو کیونکر بے قرار نہ ہون صورت زیبا دیکھو کس جاہ و جلال سے آتی ہے کیا رعنائی و زیبائی ہے سب نے عرض کی دیکھیے لشکر کا وہ بھی اِسی صحرا مین اُترتی ہے جو معلوم ہوا کہ لشکر سلطان اِسی مقام پر اُترا ہے اُتر کے بارگاہ درست کرائی اندر بارگاہ کے داخل ہوئی سلطان تو اسکا بیقرار ہو رہا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پشت مرکب پر سوار ہوا مرکب کو ٹہلاتا ہوا لشکر معشوقہ مین لایا کنیزان لیلا کو جُھک جُھک کے سلام کرنے لگا اور پوچھنے لگا کہ ملکۂ عالم کہان ہین سب نے کہا دربار مین تشریف رکھتی ہین سلطان گھوڑے سے اُترکر بارگاہ لیلا مین آیا لیلا کو تخت پر پایا جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی آپ کو معلوم ہوگا کہ صحرا مین مجھسے بے ادبی ہوئی تھی معاف کرانے آیا ہون امیدوار ہون کہ معاف فرما کر میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے سامان عیش و جیش مہیا ہے آپ کے شریک ہونے سے اور رونق ہو گی لیلا ایک بدمزاج معشوقہ ہے اِسنے دیکھکر کہا اے سلطان اپنے ہوش مین آؤ مین برا ے تباہی بادشاہ اسلام چلی ہون وہین تم بھی آنا جو تمسے ہو سکے وہ تم کرنا جو مجھسے ہو سکیگا وہ مین کد و کوشش کرونگی خداوند نے ایسا حکم دیا کہ مین جاتے ہی لشکر شاہ تباہ کر دونگی سلطان ہاتھ باندھنے لگا منتین کرتا ہے کہتا ہے کہ اے ملکۂ عالم یہ رات مجھپر تڑپ تڑپ کے کٹی ہے کسیطرح سحر نہ ہوتی تھی آٹھ پہر یہ اشعار

قمر ورو زبان رہے نظم

انکھین وہ پھوٹ جائین نہ دیکھین جو روے یار / گر ہون وہ گوش جو نہ سنین گفتگوے یار
گھر بار ہمنے چھوڑ کے کی جستجوے یار / ابتک مگر ہمین نہ ملی راہ کوے یار
برباد مین نے اپنی جوانی کو کر دیا / اسکی گواہ رہیو تو اے خاک کوے یار
رگ رگ مین ہو محبت دلبر بھری ہوئی / کس طرح میرے جسم سے آے نہ بوے یار
آگاہ اِس بہار سے ہین رہروان عشق / ہی جادۂ بہشت برین راہ کوے یار
جیتے جی یہ لباس رہا ہی جسم زار کا / مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار
آئینۂ خیال مین دیکھا جو اے قمر / اِس آئینہ مین صاف نظر آیا روے یار

یہ اشعار جو سلطان نے پڑھے لیلا نے بگڑ کے جواب دیا کہ کیون دیوانے ہوئے ہو اپنے ہوش مین آؤ کیا خانگی کسبی بنایا ہی یہ کہکے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسکو نکالدو فورا کنیزون نے ہاتھ پکڑ کے سلطان کو نکالدیا سلطان سر جھکائے ہوئے اپنی بارگاہ مین آیا بیٹھکر رونے لگا کہتا تھا یار معشوق نے نہ قبول کیا اب مین کیا تدبیر کرون مصاحبون نے کہا حضور آپ نے تو غضب کیا کہ جاتے ہی سارا حال کہدیا انھون نے درست فرمایا کہ کیا خانگی کسبی بنایا ہی پہلے رسم پیدا کیجیے جب تسخیر ہوجاے تب حال دل کہیے سلطان نے کہا مین کیا کرون دل میرا قابو مین نہین ہی اپنی تو یہ نوبت ہی کہ راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کیونکر صبر کرون دن بھر اِسی حال مین سلطان کو گذرا کہ کھانا بھی اِسنے نہ کھایا رات کو لیٹے لیٹے اِسنے سوچا کہ چلکر اُٹھا لاؤن اپنی بارگاہ مین لاکر راضی کر لونگا یہ سوچکر اُٹھا طرف لشکر لیلا کے چلا چھپا ہوا جاتا ہی لشکر مین آیا سحر کر کے بارگاہ مین پہونچا لیلا پڑی سو رہی تھی اِسنے سحر کر کے بیہوش کیا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اپنی بارگاہ مین لاکر مسند پر بٹھایا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا لیلا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اِس حال نزار مین پایا سلطان سامنے بیٹھا ہی ہاتھ باندھے ہوے کہ رہا ہی مین تابعدار ہون اے لیلا مجھے قبول کرو مجنون نہ بناؤ لیلا یہ سُنکر دل مین سوچی کہ اگر سرکشی کرتی ہون تو ایسا نہ ہو کہ یہ بیحیا بدی پیش آئے یا عصمت پر ہاتھ ڈالے

تو باعث خرابی ہو یہ سوچکر کہا ای سلطان اگر معشوق قرار دینا ہی تو اِس حال سے کیون رکھا
کہ زبان مین سوزن ہاتھ پانوُن سحر سے بیکار کر دیے چاہیے کہ زبان سے ہماری سوزن
نکال سحر اُتار جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی یہ سُنکر سلطان نہال ہو گیا جی مین کہتا ہی اب
معشوق راضی ہوئی راہ پر آئی بہ تعجیل زبان سے سوزن نکالی ہاتھ پانوُن کا جو سحر تھا وہ
اُتارا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی لیلا تڑپ کر اُٹھی کہا او ناہنجار بدکردار چاہتا ہی کہ
عصمت پر ہاتھ ڈالون اب جو ہو سکے وہ کر یہ کہکے سحر کیا کہ زمین ہلنے لگی اہل لشکر مین ہلّڑ
ہوا کہ ای شہنشاہ ساحران زمین کانپ رہی ہی کچھ نکلکر تدبیر کیجیے یہ سُنکر سلطان باہر نکلا
دیکھا کئی ہزار ساحر سرنگون پڑے ہین اور کئی سو مر گئے اور کئی سو تڑپ رہے ہین سلطان
نے آکر سحر اُتارا مگر لیلا جسپر گرتی ہی اُسکے دو ٹکڑے کر دیتی ہی ہر چند سلطان روکتا ہی مگر
نہین رُک سکتی مثل برق تڑپ رہی ہی ہنگامہ ڈالدیا ساحر بھاگتے پھرتے ہین لیکن
سلطان حتی المقدور روک رہا ہی بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی مگر یہ خیال ہی کہ ایسا نہ ہو معشوق
کے ہاتھ پانوُن مین رعشہ پڑے یکایک صحرا سے گرد اُڑی قبقاب تاجدار جوان
حسین وجمیل بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اِسنے دور سے دیکھکر لیلا کو پہچانا کہ ایک
لشکر گران لیلا کو گھیرے ہوے ہی سلطان کو نہین جانتا آتے ہی للکارا کہ او بیحیا یہ تونے
کیا غضب کیا ایک شاہزادی کو کل لشکر نے گھیرا ہی تجھکو شرم نہین آتی ایسا نہ ہو باعث
خرابی ہو پلٹ کر سلطان دیکھنے لگا حیران تھا کہ یہ کہان سے آیا اِسکی مشکین باندھکر
سامنے خداوند کے لیجاؤنگا یہ سنتے ہی ملکہ لیلا نے گجرہ پھولونکا ہاتھ سے اُتارا خبردا
خبردار کہکے پھینک مارا کئی سو جوان جھومنے لگے گریبان پھاڑے خاک منھ پر ملی
بصد جوش وخروش پکارتے پھرتے تھے

نظم

ای محتسب ظروف مے ارغوان نہ لوٹ	جر بانہ لے لے پیر مغان کی دکان نہ لوٹ
آنکھین لڑا نہ یون لب و دندان یار سے	ای جوہری یہ لعل و گہر کی دکان نہ لوٹ
آوارہ فصل گل مین نہ کر عندلیب کو	ای باغبان براے خدا آشیان نہ لوٹ
پھولون کے توڑنے کا نہ گلچین کو حکم دے	للہ یہ بہار چمن باغبان نہ لوٹ

رو رو کے اب خزان سے یہ کہتی ہین بلبلین
شکوہ زبان سے نکلے نہ ظالم ترا کبھین
بلبل کے حال زار پہ لازم ہی تجھکو رحم
جوبن دکھا دکھا کے نہ بے صبر کر مجھے
دینا پڑیگا روز قیامت تجھے حساب
اے زلف یار ہوش و قرار و خرد نہ لے

للہ تو بہار گل بوستان نہ لوٹ
مجھکو ستا کے صبر دل ناتوان نہ لوٹ
کیا فائدہ بہار چمن اے خزان نہ لوٹ
میرے متاع دل کو تو اے جان جان نہ لوٹ
لغمت کے دونون وقت مزے اے زبان نہ لوٹ
سطوت کا دل ہوا ہی ترا میہمان نہ لوٹ

کچھ لوگ بھاگے قیقاب تاجدار نے قریب لیلا کے آکر کہا اے ملکۂ عالم باعث فساد کیا ہی لیلا نے کہا اے قیقاب تاجدار مین کیا بیان کرون اِس ہیجیا نے ناحق کا جبر کیا ہی مجھپر عاشق ہوا ہی لشکر سے گرفتار کرلایا تھا مگر مین نے اپنے کو رہا کرایا اور منظور تھا کہ ڈبھر کر مر جاؤن تم عین وقت پر آگئے تمھارے آنے سے تسکین حاصل ہوئی تقویت دل ہوئی قیقاب نے بہت محبت سے کہا اے ملکۂ عالم یہ ہیجیا جھک مارتا ہی کوئی زبردستی کرتا ہی یہ کہکے دونون نے ملکر حمر کیا سلطان تاجدار زخمی ہوا زخمی ہو کر بھاگا لیلا نے ایسے حمر کیے کہ سلطان تاجدار طرف صحرا کے بھاگ گیا بارگاہین خیمے اِسکے لوٹ لیے ہرچند کہ قیقاب تاجدار دل مین بہت بیقرار ہی صورت زیبا بہ حسرت دیکھ رہا ہی مگر کچھ کہتا نہین جب لڑائی فتح ہوچکی تو اِستقبال کر کے ملکہ کو بارگاہ مین لایا تخت اپنا خالی کردیا کہا اِسپر آکے بیٹھیے لیلا آکر تخت پر بیٹھی قیقاب خدمت کرنے لگا جام اپنے ہاتھ سے دیتا ہی خاک پا لیکر آنکھون سے لگا لیتا ہی لیلا کو خدمتگزاری قیقاب کی بہت لپسند آئی جی مین کہتی ہی کہ یہ جوان بھی حسین ہی بہت تکلف سے پیش آرہا ہی کنیزون سے اِشارہ کرتا ہی کہ باعزاز خدمت کرو کسی طرح کی ملکہ کو تکلیف نہ پہونچے پاے کنیزین ہر مرتبہ سامنے آتی ہین خدمتگزاری کر رہی ہین گلابیان شراب کی لاکے آگے رکھی ہین کشتیان کباب کی سامنے حاضر ہین گائنین خوش آواز با کرشمہ و ناز رقص کر رہی ہین ملکہ خوش بیٹھی ہی جی مین کہتی ہی حقیقت مین قیقاب بڑے لطف سے پیش آیا جبر و ظلم کا نام نہین لیلا کو بھی تسکین ہی کہ یہ ہماری رائے پر رہیگا لیکن

سلطان جو بھاگا دربار مین بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا قبقاب تاجدار
نے میری معشوقہ کو چھین لیا بقراط یہ سُنکر بہت جھلا یا پکار کر آواز دی پیروانہ جادو کہان
ہی ایک طائر اُڑتا ہوا آیا سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا بقراط نے کہا اوپیروانہ جاؤ
اور جا کر لیلا کو لاؤ خبردار چھوڑنا نہین یہ سُنکر طائر اُڑتا ہوا چلا مگر قبقاب کئی دن سے
لیلا کی خدمت کر رہا ہی لیلا بھی آمادہ ہی کہ اگر یہ بعجز سوال کریگا تو اِسکو قبول کرونگی
تین دن گذرے اُسی جنگل مین لشکر اُترا ہوا ہی چوتھے دن بیٹھا تھا کہ ہا ہو کی صدائین
کان مین آئین آسمان پر شعلۂ آتش چمکے اِسنے ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو ہرکارے
گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی اے شہریار بادشاہ اسلام مقابلۂ مرجان مین اُترے ہوئے
تھے مرجان نے کئی مرتبہ شکستین کھائین مگر مقابلے سے نہین ہٹا آج بادشاہ نے
قصد کیا مرجان نے بڑھکر روکا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی مرجان بھاگا ہوا
آتا ہی بادشاہ تعاقب نہین چھوڑتے وہی ہنگامہ بلند ہی سحر چل رہا ہی کس زور و شور سے
ساحر لڑ رہے ہین مگر بادشاہ کے ساتھ جادوگرنیان بلاے روزگار ہین ملکہ لالہ زار
و شورش ایسے سحر کر رہی ہین کہ ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا مگر لڑ رہے ہین
قبقاب نے کہا اے ملکہ لیلا اگر تمھاری خوشی ہو تو چلکر مرجان کی مدد کرین لیلا نے کہا
چلو ہم بھی اِسیواسطے آئے ہین کہ لشکر بادشاہ تباہ کرین یہ کہکر قبقاب سوار ہوا لیلا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی ساٹھ ہزار کا لشکر سب کے ساتھ حربہ ہاے سحر موجود
بجر تک بجر تک کرتے ہوئے چلے یہان سحر و لشکر لڑ رہے ہین مرجان کیسے کیسے سحر کرتا
ہی مگر بادشاہ پر تاثیر نہین ہوتی لالہ زار و شورش نے جب بڑھکر گولہ مارا اوس بین کے
سر اُڑ گئے بعض بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہی انسانکو	لحد مین پاس رکھدیتے ہین دو افتادہ دندانکو
جلا دیتی ہی اپنی گرم رفتاری بیابان کو	کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خار مغیلانکو
بہار آئی ہی دیوانو چلو سیر بیابان کو	گریبان پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دامانکو
روا ہی عاشقونکو اپنے معشوقونکی دلداری	محبت سے محبت ہوتی ہی انسانسے انسانکو

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھڈی مین ڈالا ہی ۔ کہا ہو توڑ تو لوگے نہ تم سیب زنخدان کو
ترا مُنھ دیکھکر پڑھتا ہون سورہ قل ہو اللہ کا ۔ مسلمان ہون بجا لاتا ہون مین تعظیم قرآن کو
نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی ۔ سکندر تشنہ رہجا سے پئے خضر آب حیوان کو
تری درگاہ کے ذرونسے ہو جب سامنا ہوتا ۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو
فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہی ۔ دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہو زندان کو
فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر ۔ بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

یہ ہنگامہ تھا کہ قبقاب آکر پہونچا ایک طرف سے لیلا دوسری جانب سے قبقاب دونون نے آکر لشکر اسلام پر سحر کیے مرجان سے قبقاب نے آواز دیکر کہا ای مرجان نگھبرانا مین آپہونچا دم بھر مین لشکر تباہ کردونگا مرجان یا تو بھاگا ہوا آتا تھا لیکن قبقاب نے اِسکو مضبوط کیا پھر ٹھہر کر لڑنے لگا لیلا نے چاہا بڑھون بادشاہ اسلام پر جا پڑون اُدھر سے شورش آتی تھی اُسنے پکار کر پوچھا ارے خیر تو ہی ہرکارون نے خبر دی کہ قبقاب و لیلا سے دشت نشین برائے مدد آگئین یہ سُنکر شورش نے چاہا کہ پلٹون خدمت مین بادشاہ کی جاؤن اور عرض کرون کہ حضور سنبھلکر لڑین ملکہ لیلا نے للکارا کہ بی شورش کہان جاتی ہو خوب اپنے بزرگونکا نام روشن کیا سب جگہ یہی مشہور ہی کہ بی شورش مسلمان ہوگئین تمھارے بزرگون کے نام پر سب ساحر طعنہ دیتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ بادشاہ اِسلام ایسے خوبصورت ہین کہ بی شورش جوش عشق مین مسلمان ہوگئین یہ حالات سُنکر شورش پلٹی کہ سامنے سے لیلا چلی آتی تھی لیلا نے شورش پر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس مین ردو قدح ہونے لگی ساحرون نے جو دیکھا کہ شورش و لیلا سے مقابلہ پڑ گیا دور سے تماشہ دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ شورش بلائے روزگار ہی وہ لیلا کے سحر کو کب مانیگی لیلا کو قتل کرڈالیگی یا سحر مین پھنسا کر کہین بھیجدیگی مگر لیلا نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر کا پڑھکر پھینک ماری شورش نے اُنگلی کو چاک کرکے خون اپنا ہتیلی پر لے لیا جیسے ہی وہ کارد سامنے آئی ہاتھ بڑھا کر کہا لے یہ بھوگ اپنا کھالے کارد ہاتھ پر گری

خون کا قطرہ پی کر طرف لیلا کے پلٹی لیلا ہرچند دستکیں دیتی ہی اور چاہتی ہی کارد کو پلٹاؤن مگر ممکن نہین ہوتا آخر کارد اکر گری نشانہ لیلا کا نشانہ ہوا ادھر قبقاب رد سحر کر رہا ہی جب شوروش سحر کرتی ہی تو قبقاب اُس سحر کو دفع کر دیتا ہی ایک مقام پر لیلا نے کچھ سحر کیا ملکہ شوروش نے دستک دی کہ درخت جنبش مین آئے تھے کہ ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا اُس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے لیلا چلو تمکو خداوند نے بلایا ہی کئی مرتبہ اُس طائر نے آواز دی لیلا کچھ متوجہ نہ ہوئی آخر طائر نے پر پھیلاے منقار کھولی اور پکار اُٹھا اے لیلاے دشت نشین یہ اشعار آتش کے ہین انکو سُن لو ایسا نہو کہ تمکو یقین نہ آئے سب کا یہی قول ہی نظم

آرزو ہی مجھے سجدے سحر و شام کرین　　ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

مرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین　　خود بھی رسوا نہ ہون مجھکو بھی نہ بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہی ظاہر ہوتا　　حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پانوٗن ارادہ رکھتے　　کعبۃ اللہ کے چلنے کا سر انجام کرین

مُنھ لیپارے ہوے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو　　پختگی تو کہین پیدا اثمر خام کرین

مست رکھتی ہی تری گردش مست اے ساقی　　وہ نہین ہم کہ جو تجھسے طلب جام کرین

دل مین جز یاد خدا کفر بتون کا ہی خیال　　خلوت خاص کو کیا بار گہ عام کرین

اے نظر حسن رُخ و زلف و جبین کو دکھلاے　　پھر مہ و مہر سے گشتی سحر و شام کرین

شب کو جاتا ہون تو مُنھ پھیر کے وہ کہتے ہین　　نیند آئی ہی ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ　　قصد بھیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

لیلا طرف طائر کے متوجہ ہوگئی اِن اشعار کو بگوش ہوش سننے لگی طائر نے یہ اشعار پڑھے لیلا سے آنکھین ملائین تڑپ کر گرا اور پنجے مین لیلا کو دبا لیا لیکر بلند ہوا آواز دی منم فرستادۂ خداوند بقراط ثانی یہ آواز دیکر طائر تو غائب ہوا لیلاے دشت نشین کو لیگیا مگر مرجان کے قریب قبقاب کھڑا تھا قبقاب نے جو دیکھا کہ لیلا کو طائر لے گیا بے اختیار رونے لگا مرجان نے پوچھا اے قبقاب کیا ہوا کہا اے مرجان تمہاری

جوبند کی قدرت کو ناگوار ہوا طائر آکر ہیرے سے ہوش اُڑ اگیا لیلا کو اُٹھا کر لیگیا مرجان نے کہا خدمت خداوند مین تمکو لے چلینگے معشوق دلوادینگے کوئی جبر اُسپر نہ ہونے پائیگا یہ سُنکر قبقاب نے کہا مین نے سُنا ہی کہ تو نے شکست کھائی پھر بادشاہ سے کیون لڑتا ہی اور کسواسطے مقابلہ کرتا ہی مرجان نے کہا اگر تمکو ناگوار ہو تو چلے جاؤ مجھسے تکرار نہ کرو ورنہ ایک ہاتھ تلوار کا مارونگا قبقاب نے کہا کیا مجال اگر تلوار مارو تو ہاتھ کاٹ ڈالون مین بادشاہ کی خدمت مین جاؤنگا وہ معین و مددگار ہر ایک شخص کے ہین یقین ہی کہ میری بھی مدد کرین اور معشوق دلوادین تو کس شمار مین ہو اور کس قطار مین ہو مرجان نے ہاتھ تلوار کا مارا قبقاب نے روک کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ مرجان زخمی ہوا قبقاب نے چاہا سر کاٹ لون ہمراہیان مرجان ٹوٹ پڑے قبقاب مجمع مین لڑنے لگا مرجان تو نکلگیا مگر اہل فوج مرجان چاہتے ہین کہ قبقاب کو مار لین سامنے لڑتی ہوئی ملکہ لالہ زار آتی تھی قبقاب پکار اُٹھا اے ملکۂ عالم مجھکو بچائیے مین نے مرجان کو شکست دی وہ تو بھاگ کر نکلگیا مگر افسرون نے مجھے گھیرا ہی یہ سُنکر لالہ زار نے بڑھکر موتیون کا مالہ مارا اور یہ آواز دی کہ دیوانے ہو جاؤ کئی سو ساحرون کے سر پر موتی گرے جسکے سر پر موتی گرا وہ پکار اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم ہم تو تابعدار ہین اپنا تو یہ حال ہی

نظم

گو یہ غم ہی کہ وہ حبیب نہین — پھر خوشی ہی کوئی رقیب نہین
کیون نہ ہو طفل اشک آوارہ — کہ معلم نہین ادیب نہین
کل تصور مین آئی جو شب گور — شب فرقت سے وہ مہیب نہین
ہی سواری کے ساتھ فریادی — کوئی اور آپ کا رقیب نہین
مدتوں سے یہ جانتا ہون مین — دشت غربت مین مین غریب نہین
مجھسے اے دل خدا تو ہی اقرب — غم نہین وہ اگر قریب نہین
جان کیونکر بچیگی فرقت مین — ہین عدو سیکڑون حبیب نہین
زندگانی مرض ہی موت شفا — جز اجل کوئی اب طبیب نہین
جیتے جی پاؤن دوست کا دیدار — ناسخ ایسے مرے نصیب نہین

یہ اشعار پڑھتے ہوئے ساحر تو الگ ہوئے قبقاب ہمراہ لالہ زار کے ہو گیا کہتا ہی کہ مجھکو
قدمون پر بادشاہ کے گرا دیجیے تھوڑے ہی عرصے مین ملازمان مرجان بھاگ گئے
بادشاہ بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے لباس فاخرہ تبدیل کیا کہ فریاد فریاد کی
صدا آئی قبقاب آکر پہونچا قدمون سے بادشاہ کے لیٹ گیا کہا ای شہریار اقرار کرتا
ہون کہ بدل اطاعتِ حضور کرونگا مگر میری معشوق کو بقراط نے بلوا لیا چاہتا ہون
کہ معشوق میری مجھکو ملے یہ کہکے زار زار رونے لگا بادشاہ نے اشک اُسکے پاک کیے
فرمایا ای لالہ زار و شورش اِسکی فکر کرو کہ لیلا اِسکو ملے لالہ زار فوراً اُٹھی کہا کہ کنیز
جاتی ہی اگر راہ مین کہین پا گئی تو فوراً لاتی ہون اگر پروانہ نکلگیا تو قصر ہشت پہل مین
اپنے کو پہونچاؤنگی وہانسے لیلا کو لاؤنگی بادشاہ نے فرمایا ای لالہ زار ایسا نہ کرو مناسب
یہ ہی کہ ہم فیروزہ کو روانہ کرتے ہین یہ خبر مفصل لائیگا اگر مناسب ہوگا تو تمکو روانہ
کرینگے لالہ زار تو سر جھکا کے بیٹھ گئی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ جاکر مفصل خبر لاؤ
کہ لیلا پر کیا گذری فیروزہ بن عمرو اُسی وقت اسباب عیاری ذات پر آراستہ کرکے
روانہ ہوا یہ تو پھرتا ہوا جاتا ہی مگر پروانہ جادو جو لیلاے دشت نشین کو لیکر چلا
راہ مین جمال بیمثال ملکہ جو دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا چاہتا ہی اِس سے وصل
حاصل کرون آخر کوہ دخان پر آکر اُتر پڑا لیلا کو ہوشیار کیا مگر زبان مین سوزن
دے دی ہی منتین کر رہا ہی کہ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای غنچۂ نو دمیدہ ریاض محبوبی ہر چند
کہ خداوند نے حکم دیا ہی کہ لیلا کو لاکر قتل کرو مگر مین یہ نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہون کہ
تمکو بچاؤن خاتون محل قرار دون ہمیشہ خدمتگزاری مین رہون یہ سُنکر لیلا نے تیور
بدلے اِشارے سے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی پروانہ رونے لگا کہا ای شہنشاہ
حسن و جمال و ای ماہ آسمان کمال مقام افسوس ہی نظم

قہر ہی ہمتو یہان نالہ و فریاد کرین
ہاے وہ بزم مین اغیار کا دل شاد کرین
ڈھونڈھکر ہم کوئی معشوق پریزاد کرین
اِسطرح سے دل ناشاد کو اب شاد کرین
ضعف ہی اُٹھ بھی تو سکتا نہین مین دیوانہ
طوق و زنجیر کو تیار نہ حداد کرین

فرد عشاق کو وہ دیکھ رہے ہین یارب
قفسون مین جو کرین نالۂ پر درد اسیر
ہون وہ بلبل جو بچھڑ کر ہون رہا دام سے مین
شعر مین نے کوئی بیتابی دل کا جو پڑھا
حسرتین آرزوئین دل مین ہمارے ہون مقیم
سیکڑون دوست گئے ملک عدم ای سطوت

کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صاد کرین
پھر یہ ممکن ہی کہ صیاد نہ آزاد کرین
قید پھندے مین مجھے گیسوِ صیاد کرین
بولے وہ آپ ذرا پھر اِسے اِرشاد کرین
گھر ہی مدت سے یہ اُجڑا ہوا آباد کرین
کسکا افسوس کرین کسکو بھلا یاد کرین

لیلا نے منھ پھیر کر کہا ای پروانہ جو قدرت نے حکم دیا ہی اُسکو بجا لا ایسا نہو کہ تجھپر تیرے خداوند کا غضب نازل ہو پروانہ رونے لگا منتین کرتا ہی کہ ای لیلا مجھکو قبول کرو ورنہ اپنی جان دونگا یہ کہکے قدمون پر گر پڑا اگر لیلا جھڑکیان دے رہی ہی کہ صحرا سے گانیکی آواز آئی سر اُٹھا کر پروانہ نے دیکھا کہ ایک گوَیّے کا لڑکا بانکے کپڑے پہنے ہوے زرو رو بنا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈفلی ہاتھ مین سر ہلاتا ہوا اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی پروانہ نے جو لڑکے کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی میان صاحبزادے ذرا یہان تشریف لاؤ لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا جب پروانہ نے کئی بار کہا اور لڑکے نے نہ سُنا آخر خود پہاڑ سے اُتر آیا آکر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر پہاڑ پر لایا لڑکے نے کہا مجھکو جانے دیجیے میری مزدوری کا وقت ہی باپ میرے بلند خان کوٹھے سے گر پڑے اُنکا کولہ اُتر گیا اب گھر کا خرچ کھانے پینے کا میرے ذمے ہی روز بھٹی پر جاتا ہون چار آنے ملجاتے ہین ماں میری دروازے پر انتظار کرتی ہوگی کپڑے رنگین جب وہ پہنتی ہین بہت اچھی معلوم ہوتی ہین اور یہ صاحب کون ہین کہ جنکو قید کیا ہی پروانہ نے کہا یہ میری معشوقہ ہی تم ایسا گاؤ کہ یہ راضی ہو جاے لڑکے نے کہا ایسا گاؤن کہ دل آپ کا بہلاؤن اور خوب آپ کو بھی راضی کرون جب پروانہ نے بہت کہا تو لڑکے نے گنگنا کر ڈفلی بجائی اور یہ اشعار گائے نظم

بعد مرون دفن کر دینا وہین مجھ زار کو
بند اُسنے کر دیا کیون روزن دیوار کو

غیرت جنت سمجھتا ہون مین کوے یار کو
جھانکتے دیکھا ہو شاید طالب دیدار کو

اب تو اہو یے رحم جلوہ اک نظر دکھلا مجھے　کب سے مین عاشق تڑپتا ہون ترے دیدار کو
کہ رہی ہین یہ خزان مین آہ کر کے بلبلین　بد نظر گلچین کی آخر کھا گئی گلزار کو
تو نہ آیا ایک دن بہر عیادت او مسیح　لوگ آکر دیکھ جاتے ہین ترے بیمار کو
او ستمگر کیا ہمارے خون کا پیاسا ہی تو　دیکھتے ہین ہم جو لب کھولے ہوے سوفار کو
تیرے سمجھانے سے واعظ ترک کرنیکا نہین　ہی نہایت عشق بنت رز سے مجھ میخوار کو
اُس سے جا کر کوئی کہہ آئے خدا کیواسطے　ای مسیحا جا کے دم بھر دیکھ آ بیمار کو
ہاے قد بوٹا سا پھر جاتا ہی انکھونمین مری　ہجر مین جب یاد کرتا ہون خرام یار کو
عشق مین میری پریشانی اسی سے بڑھگئی　چھو لیا تھا مین نے اِکدن گیسوی دلدار کو
قہر ہی سطوت کہ اعدا کربلا سے شام تک　پا پیادہ لیگئے ہین عابد بیمار کو

لڑکے نے اسطرح یہ اشعار گاے کہ پروانہ خوش ہو گیا روپیہ نکالکر دیا کہا میان صاحبزادے اور گاؤ لڑکے نے روپیہ پھینکدیا کہا یہ چینی کا ٹکڑا مین نہ لونگا امان نے سمجھا دیا ہی مین پیسہ یا چیز لیتا ہون اسوقت تک دو چار کو زبان شراب کی پی چکا ہوتا آپ نے مجھکو ناحق ٹھہرالیا پروانہ نے کہا مین شراب تمھارے واسطے لاتاہون یہ کہکے دوڑتا ہوا گیا لوٹے مین شراب لایا لڑکے نے جام بھرا کہا حضور نوش فرمایے پروانہ بے اندیشۂ انجام جام پیگیا جانتا ہی کہ یہ لڑکا بھولا ہی ایسا نہو آزردہ ہو جاے جام پیتے ہی انکھون مین سرور آیا کہا صاحبزادے دیکھتے ہو قدرت آئے ہین لڑکے نے کہا قدرت کو بھی بلائیے پروانہ اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اب فیروزہ نے نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ سر پروانہ کا اڑ گیا زبان سے لیلا کی سوزن نکالی لیلا نے ہاتھ فیروزہ کے چوم لیے کہا ای فیروزہ بڑا کام کیا ہمنے بدل وجان اطاعت دین اسلام قبول کی فیروزہ لیلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا راہ مین ذکر کرتا ہوا کہ قبقاب بھی مطیع اسلام ہوا ایمان قبقاب پریشان ہو رہا تھا بادشاہ سمجھاتے تھے کہ ای قبقاب نہ گھبراؤ انشاء اللہ اگر لیلا کو قصر ہشت پہل مین بھی لیگیا ہی تو وہان سے رہا کرکے لائونگا کہ ہرکارون نے

خبر دی کہ لیلا اور فیروزہ آتے ہین قبقاب برائے استقبال دوڑا استقبال کرکے لیلا کو لایا لیلا آتے ہی قدمون پر بادشاہ کے گری کہا کنیز حضور کے ساتھ ہی طرف قصر ہشت پہل کے چلیے بادشاہ نے سردارون کو حکم دیا تیاری ہونے لگی بادشاہ کا ارادہ ہے کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین خزانہ بے حساب ساتھ ہے وردیان نئی تقسیم کراہین بادشاہ تیاری مین مصروف ہین کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان ملاقات ہونا حکیم آغاز مصری سے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ صرف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق

گلابی اٹھا ساقی سیمبر
نہ ہو حال الفت سے دل بیخبر

اٹھو اے ساقی سیمبر لاجواب
کہ آتا ہو بستر پہ ہر وقت خواب

یہ سن کے ساقی ہوا خوش مزاج
رکھا سر پہ جوش محبت کا تاج

رخ صاف پر تھی جو اسکے نقاب
اٹھائی تو رخ ہوگیا بے حجاب

وہ عارض صفائی مین ہین آئنہ
کہ روح سکندر کو سمجھا سے رہ

وہ گیسوے مشکین معنبر سواد
کہ سنبل کرے اسکو ہر وقت یاد

وہ زلف سیہ ہو کہ دام بلا
جسے دیکھکر دل پریشان ہوا

نگاہین جو اک بار باہم ہوئین
دل غمزدہ پر سنا تین چلین

اشارون سے عاشق کو پہچان کیا
کہ مقتول عاشق ہوا بر ملا

نگہ ہو کہ ہو خنجر آبدار
لکھون ابرو صاف کو ذوالفقار

سراپا مین اُس یار محبوب کے
یہ لکھے ہین معشوق مطلوب کے

شکم ہو کہ تختی ہو بلور کی +
تو یا شمع موی ہو کافور کی +

کمر ہو عدم سحل ہیم عدم
پشیمان و مضطر ہو میرا قلم

وہ ساق بلورین مصفا ہوئی ۔ بنا حسن کی جس سے قایم ہوئی
ترا نقش پا تاج سر ہو رقم ✤ ترے پاے نازک کی مجھکو قسم ✤
یہ کہتا ہو کلک جلالت شعار ۔ کہ ہو تاج فرق وسر افتخار
لکھو اے کلک شیرین رقم صاف صاف ۔ کرین ناظرین اب قمر کو معاف

✤ چہرہ غازیان غزوات وشیرین بیان وطی کنندگان مراحل امتحان اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت رقم ✤ چنان کلک را مینماید بہم ✤ صاحبقران زمان کا قصد ہو کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین کہ خوبین صاحبقران کی آکر پہونچین صاحبقران نے سب کو ساتھ لیا طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کیا خواجہ عمرو بھی عین وقت پر آگئے یہ بھی ہمراہ ہوے حال نور الدہر وسعد شہریار بیان کیا کہ دونون جوان بہ شوکت تمام طرف قصر ہشت پہل کے آتے ہین صاحبقران نے کوچ کیا تیسری منزل پر آکر اُترے ہین صحراے سبزہ زار و نواح دلکش طائرون کی اُچھل کود ہو سامان قدرت معبود ہو صاحبقران شب کو اُس صحرا مین رہے صبح کو جو اُٹھے خواجہ سے فرمایا آفتابہ پانی کا لاؤ مین طاعت پروردگار بجا لاؤن خواجہ نے آفتابہ پانی کا لاکر موجود کیا امیر نے وضو کیا روبہ قبلہ ہوکر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوے براے فرحت چہار جانب ٹہلنے لگے نظر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک کوہ فلک شکوہ سر راہ حائل ہو صاحبقران زمان نے بہ صلاح سرداران تہمتن قریب کوہ آکر اسم اعظم پڑھکر ہاتھ رکھا پہاڑ شق ہوا دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ سامان حرب سے آراستہ ہو صاحبقران نے فرمایا کیون اے ملکہ گلگلو نہ اِس قلعے کا کون حاکم ہو گلگلو نہ نے عرض کی حضور یہ قلعہ حکیم آغا زمصری کا ہو عجائب و غرائب سے معمور ہو امیر نے فرمایا اے ملکہ اِس قلعے کا فتح کرنا مجھکو ضرور ہو گلگلو نہ نے پھر عرض کی کہ حضور یہ مقام عجیب ہین بے نظیر ہو اس قلعے تک نہ پہونچ سکیے گا صاحبقران نے نہ مانا فرمایا مین ابھی جاکر فتح کرتا ہون صاحبقران زمان فوراً ابلیثت اشقر پر سوار ہوے طرف قلعے کے چلے جون جون صاحبقران آگے جانب قلعہ بڑھتے جاتے ہیں قلعہ پیچھے ہٹتا جاتا

گلگونہ نے کیسے کیسے سحر کیے آگ بھی برسائی دریا بھی بنایا مگر صاحبقران قریب قلعے کے نہ پہونچ سکے امیر نے اسم اعظم الٰہی وردزبان کیا ایک دنا ٹا ہوا قلعہ دور ہٹ گیا ہر چند امیر نے تا بہ قلعہ جانا چاہا مگر نہ جا سکے آغاز مصری نے جو قلعے سے یہ سب معرکہ دیکھا ایک مشت خاک لیکر اُڑا دی غبار نے قلعے کو گھیر لیا صاحبقران شام کو تھک کر اپنے مقام پر واپس آئے پشت مرکب سے اُترے آغاز مصری قلعے سے اُتر کر اپنے قصر مین آئے دختر بلند اختر انکی ملکہ سلماے گوہر پوش ہو اُسنے پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج امیر نے ارادہ کیا تھا کہ قلعہ لیلین قلعے تک آئے یا نہین حکیم نے جواب دیا بڑی کوشش کی اور دن بھر رہروی ہوئی آخر تھک کر اُتر پڑے دس برس تک بھی قلعے تک نہ آسکین گے سلما نے کہا ای والد تا مدار اس دق کرنے سے کیا نفع ہوگا حکیم نے جواب دیا منظور یہ ہو کہ اپنے عجائب و غرائب اُنپر ظاہر کرون جب جی چاہیگا اُنکو جا کر لے آؤنگا قلعے مین آنکر جشن کرین مصروف عیش و نشاط ہون یہ تو گمان دل سے نکلجاے کہ جب چاہونگا فتح کر لونگا سلما نے کہا اگر آپ حکم دیجیے تو مین جاؤن اور اُنکو قریب قلعے کے لے آؤن حکیم نے کہا ای نور نظر مین یہ چاہتا ہون کہ تمھارا اعزاز و اکرام اُنپر ظاہر ہو سلما نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا مگر جسوقت سے کہ صاحبقران سامنے قلعے کے آکر اُترے ہین دل یہی چاہتا ہو کہ جا کر شریک جلسہ ہون خواجہ عمرو الیسا علم موسیقی کا کامل و اکمل دربار مین موجود ہو اُسکو بھی سنون حکیم نے کہا ای نور نظر مین قصر عجائب مین جاتا ہون تم اسی قصر مین رہنا خبر دار جنبش نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ صاحبقران زمان قریب قلعے کے آجائین یہ کہکے حکیم تو قصر عجائب مین گئے سامان عجائب و غرائب ملاحظہ فرما رہے ہین چند طائر چند تصویرین گلی سامنے رکھی ہین اُنمین سے ایک تصویر دل پذیر بصورت سلماے گوہر پوش تمقمہ مار کر ہنسی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

دکھا جو سیر چمن ہو کے مہربان صیاد	سناؤن تجھکو نئی روز داستان صیاد
قفس مین بند نکر خود ہون ناتوان صیاد	پہنا دے مجھکو رگ گل کی بیڑیان صیاد
جو تو رہا بھی کرے اُڑ کے جا نہین سکتا	یہ ہجر گل مین ہوا ہون مین ناتوان صیاد

وہ خفتہ بخت ہون جیسے قفس مین بند ہوا
کبھی نہ خواب مین کی سیر بوستان صیاد

قفس مین بدھیان بچھونکی رکھین لالاکر
ہوا جو مجھپہ کبھی روز مہربان صیاد

اسی کی فکر ہو صحبت برار ہو کیونکر پہ
بُرہ امزاج مرا اور بہ بدزبان صیاد

پھنسا با دام مین نقد بہ نے مری لاکر
وگرنہ تو مجھے پاتا بھلا کہان صیاد

تجھے بھی ایسا ہی بے خانمان خدا کردے
چُھڑا دیا جیسے مرا تو نے آشیان صیاد

گل عذار پہ عاشق ہون دام زلف مین قید
مین تیرے پاس سے جاؤنگا اب کہان صیاد

کبھی نہ ہوا ل کے گلشن کی سیر دکھلائی
نہ ایک روز ہوا مجھپہ مہربان صیاد

یقین ہی سنتے ہی فوراً ٹپک پڑین آنسو
بیان جو تجھسے کرون غم کی داستان صیاد

چمن مین لے نہین چلتا تو گل ہی لاکے سنگھا
قفس مین اور کوئی دم ہون میہمان صیاد

وہ عندلیب ہین بہار چمن بہار رہین ہم
کہ قدردان ہوے گلچین نگاہبان صیاد

چمن دکھا دیا فصل بہار مین سطوت
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

یہ اشعار سُنکر حکیم کو خیال ہوا کہ سلماے گوہرپوش ضرور جائیگی کہا اے تصویر سلما تجھسے ہوسکتا ہو کہ جاکر سلما کو روکے وہ تصویر مثل انسان کے گویا ہوئی کہ حضور کی لاڈلی صاحبزادی ہین میرے روکے سے نہ رکین گی اُنھین کی ذات سے آفت برپا ہوگی مگر چونکہ حکیم صاحب خوب سمجھا گئے تھے دو پہر رات گئے تک سلما نے اپنے کو روکا مگر جب آدھی رات ہوگئی تو وہ بیقرار ہوئی کہ مجمع سے کنیزون کے اُٹھی سب نے پوچھا کہ حضور کیا ارادہ ہو سلما نے کہا کچھ حال نہ پوچھو میرے کان مین خواجہ عمرو کے گانے کی آواز آتی ہو طبیعت خود بخود گھبراتی ہی ہر چند کہ قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہو مگر مین کیا کرون کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اور طرف لشکر صاحبقران کے چلی یہان وہ وقت ہو کہ صاحبقران زمان دربار مین تشریف رکھتے ہین خواجہ عمرو سامنے بیٹھے گا رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو مگر صاحبقران ملول و حزین بیٹھے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ کیون اے گلگونہ اس قلعے تک کیونکر پہونچین گے گلگونہ نے عرض کی اے شہریار یہ مقام شعبدہ ہو اسکی شکست

دشوار ہی یقین ہو کہ حکیم آغاز مصری خود برائے استقبال آئین اور حضور کو لیجائین یا مدد
غیبی ہو تب حضور کا قلعے مین داخلہ ہو سلما نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گلگونہ کو دیکھکر
بہت رشک ہوا زلف عنبرین پر ہاتھ ڈالا ایک بال توڑ کر اُسکو جنبش دی وہ موے
زلف بشکل زنجیر طلائی ہو گیا اُس زنجیر کو لٹکایا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زنجیر
آسمان سے اُتری گلگونہ کی مشکین بندھ گئین زنجیر طرف آسمان کے لے چلی امیر نے
اُٹھکر ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا کہ زنجیر کٹی ایک قہقہے کی آواز کان مین آئی امیر نے سر اُٹھاکر
دیکھا ایک نازنین قمر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بالاے ہوا ایک طاؤس
زرین بال پر سوار رہنس رہی ہی درج دہان جو کھلتا ہی برق دندان خرمن ہوش وحواس
کو جلا دیتی ہی صاحبقران بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے اور پکارکر آواز دی فرد
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ سلما نے جو
یہ سُنا فوراً طاؤس سے اُتر آئی قریب صاحبقران کے آکر بیٹھی عرض کی اے شہریار آپ
کیون منتشر ہین صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم آج مین نے دن بھر بہروی کی مگر
قلعے تک نہ پہونچ سکا یہی انتشار ہی کہ یہان کے حکیم کو بڑا غرور ہی سلما نے کہا کل آپ خود
تکلیف فرمایئے مین زیادہ نہین ٹھہر سکتی باغ نسترن اس صحراے آگے ہی وہان آپ
تشریف لایئے تو مین گل مراد آپ کو دون اُسکو ہاتھ مین لیکر تشریف لیجایئے قلعے مین
یقین ہی کہ پہونچیے گا اور حکیم صاحب خود استقبال کرینگے صاحبقران سے یہ وعدہ کرکے
سلما تو روانہ ہوگئین مگر صبح کو صاحبقران نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب
پہ سوار ہوے طرف باغ نسترن کے چلے راہ مین صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ایسے
ملے کہ صاحبقران اُسکی سیر مین مصروف رہے جب آفتاب غروب ہو گیا تو اُن جنگلون
سے نکلے سامنے باغ دکھائی دیا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی کئی سو کنیزین
دروازے پہ کھڑی ہین جیسے ہی صاحبقران سامنے آئے وہ کنیزین براے استقبال
بڑھین صاحبقران کو گھوڑے سے اُتارا جب صاحبقران قریب در باغ پہونچے تو
اُن کنیزون نے عرض کی کہ حضور آہستہ آہستہ آوین ہملوگ جاکر ملکہ سے اطلاع کرین

یقین ہی ہمارے استقبال حضور آئین یہ کہکے خواصین اندر گئین صاحبقران در باغ پر
ٹھہرے جب عرصہ گذرا اور کوئی استقبال کو نہ آیا تو صاحبقران اندر باغ کے داخل
ہوے دیکھا باغ پُر بہار ہی طائر ونکی پکار گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین
سلسبیل آسا چمن ہاے طولانی شگفتہ سبزہ بیدار تہفتہ امیر تماشا دیکھتے ہوے وسط
باغ مین پہونچے دیکھا ملکہ سلما مسند پر بیٹھی ہین کنیزین کچھ عرض کر رہی ہین سلما نے جو
صاحبقران کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھین امیر کا استقبال کیا لا کے مسند پر بٹھایا اور
آپ پہلو مین بیٹھین پوچھا ای شہریار آج آپ دن بھر آوارہ رہے بڑی تکلیف اٹھائی
صاحبقران نے فرمایا ایسا صحرا ے سبزہ زار ملا کہ اُسکے تماشے مین تمام دن گذرا
ملکہ نے کہا انشاء اللہ عنقریب نخل مراد آپ کو پھلو نگی گل مراد آپ توڑ لیجیے گا وہی
آپ کے کام آئیگا صاحبقران فرمارہے ہین کہ کیون ملکۂ عالم وہ نخل کہان ہی سلما نے
عرض کی پہلو مین اِس باغ کے دوسرا باغ ہی اُسمین وہ نخل ہی بعد سال بھر کے ایک
گل شگفتہ پیدا ہوتا ہی سات دن قایم رہتا ہی پھر مرجھا کر گرجاتا ہی لہذا ایک شب
اور باقی ہی کہ وہان حضور کو پہونچنا چاہیے امیر وعدہ فرمارہے ہین کہ پہلوے باغ
سے ایک آواز مہیب کان مین آئی کہ کیون او گیسو بریدہ تو نے اپنا کہنا کیا ہمارا کہنا
نہ مانا اب یہ بھی مجال ہی کہ گل مراد دلوا وے اگر عمر بھر صاحبقران کوشش کرینگے تو بھی
گل مراد تک نہ پہونچین گے امیر نے حیران ہو کر نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ وہی حکیم کہ جو
بالاے قلعہ کھڑا تھا وہ نعرے کرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے کہا غضب ہوا ای شہریار میرے
قبلہ وکعبہ آگئے کسی دراندازنے خبر پہونچادی یہ کہکے پہلوے صاحبقران سے
اُٹھنے لگی کنیزین طرف گوشۂ باغ کے بھاگین مگر وہ حکیم للکارتا ہوا قریب امیر کے
آیا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ناموس مین ہمارے رخنہ اندازی کی اِس گیسو
بریدہ نے غضب کیا کہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوا ہم تو خود جانتے تھے کہ فتح
تمھاری تقدیر مین ہی مگر اسکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا قاعدے کے خلاف کیا اسی مین
بہتر ہی کہ اپنے لشکر مین جائیے آپ کو باغ مراد سے کیا کام ہی یہ جو پکار کر اُس

حکیم نے کہا امیر تلوار ٹیک کر اُٹھے حکیم نے ہنسکر کہا یہ جرأت آپ کی مجھپر یہ چلبلی امیر نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس حکیم کے دو ٹکڑے ہوئے امیر نے للکار کر اپنا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار ✤ بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام ✤ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد ✤ سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے سب سردار چونک پڑے **صاحبقران** نے جب آنکھیں کھولیں دیکھا کہ مین اپنے لشکر مین کھڑا ہون تمام سردار گرد ہین **عمرو** نے آکر پوچھا کیون شہریار آپ نے نعرہ کیون کیا **امیر** نے فرمایا **خواجہ** مین تو باغ سلما مین تھا حکیم میرے ہاتھ سے مارا گیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو لشکر مین پایا سب سردارون نے عرض کی سامنے قلعہ ہی بلوہ کر دیجیے پھاٹک توڑ ڈالیے گے قلعے مین چلکر اُس حکیم سے سمجھ لیجیے وہ شمشیرزنی ہو کہ زبان تیر و کلاہ ثمود سے صدا اے احسنت و آفرین بلند ہو وہ حکیم بھی جانتے کہ امیر سے مقابلہ کر کے کیا نفع حاصل ہوا یہ ذکر تھا کہ قلعے پر ایک طائر اُڑتا ہوا آیا ایک نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُسکے زمزمے سے یہ آواز آتی تھی **نظم**

پاس وہ طفل نوسوار نہین ✤ نور آنکھون مین جز غبار نہین
اُسنے لکھا ہی اپنے ہاتھ سے خط ✤ قاصدا مجھکو اعتبار نہین
کیا ہی قاصد نے کی ہو خاطر جمع ✤ کیون دلا آج انتشار نہین
آمد آمد ہو خود مسافر کی ✤ مجھکو اب خط کا انتظار نہین
ہی شرارت نشان سختی دل ✤ زم تیھر مین بھی شرار نہین
گرچہ جبری نہین ہو نہین لیکن ✤ کچھ محبت پہ اختیار نہین
گویا قید حکم ہے لیکن ✤ خلوت دل مین مجھکو بار نہین
غیر رگ ہاے جسم زار یہان ✤ اے جنون پیرہن کا تار نہین
حد سے کیون بڑھکے کرتے ہین زخمی ✤ تیرے ابرو ہین ذوالفقار نہین
مثل شبنم جو آگیا ہو عرق ✤ بارے اُس گل کو اب بخار نہین

خوش جو آئے تری ترش روئی — ایسا اپنا مزاج حار نہین
دل مین کرتا ضرور کوئی خلش — یہ وہ گل ہی کہ جسمین خار نہین
عاشق زلف تھا سو میرے لیے — گور مین بھی عذاب مار نہین
دو شبون مین ہی جلوہ گر اک روز — دونون زلفون مین روی یار نہین
ہوے یے نور دیدۂ ناسخ + — ہاے وہ گرد رہگذار نہین

جیسے ہی اُس طائر نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران لپشت مرکب پر سوار ہوے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مرکب پر سوار ہوے لندھور نے ہاتھی کو ہولا مالک نے مادیان کو بڑھایا عرب اور ہندی آلپس مین تکرارین کرتے ہوے ہندی چاہتے ہین کہ ہم بڑھجائین عرب کہتے ہین ہمارے سامنے اِن تیلی دال کھانے والون کی کیا حقیقت ہی کہ جو آگے بڑھین گے الیاس ہندی عیار لندھور آتا تھا طرف مالک کے اور عرب ورازعیارِ مالک آتا تھا طرف لندھور کے عرب وراز نے الیاس کو جھڑک دیا کہ او عیار ہندوستانی آگے نہ بڑھنا الیاس نے کہا کیون تیری شامتین آئی ہین عرب دراز نے نیمچہ مارا الیاس کا سر زخمی ہوا سب ہندی بگڑ گئے تلوارین کھینچکر عربون پر جا پڑے مالک نے مادیان کو بڑھایا لندھور پر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے گرز اُٹھایا اور نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + نعرۂ لندھور کی صدا صاحبقران نے سُنی پلٹ کے دیکھا کہ لندھور نے دودستی گرز اُٹھایا نعرہ کیا کہ اے لندھور خبردار دودستی گرز نہ مارنا اور مالک قریب لندھور کھڑے ہین فرماتے ہین اے لندھور قسم ہی تجھکو سر صاحبقران کی کہ دودستی گرز لگا دیکھ کسطرح روکتا ہون تجھکو یہ دعوی ہی کہ گرز خوردی و مُردی اِسکا نام ہی ہر چند کہ صاحبقران نے منع کیا مگر لندھور قسم سر صاحبقران سُنکر ایسا غصے مین تھا کہ امیر کی بات کا کچھ جواب نہ دیا گرز مار دیا مالک نے گرز کو گرز پر روکا امیر نے دور سے دیکھا کہ مالک کے ہاتھ سے گرز چھوٹا سر پر پڑا کہ مالک گھوڑے سے گرا زمین پر

تڑپنے لگا صاحبقران اشقر کو مہمیز کر کے پلٹے گھوڑے سے اُترے مالک کو اٹھایا تو دیکھا
سر مالک کا پھوٹ گیا بھیجا الگ پڑا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے لندھور یہ کیا ستم کیا
بابان ہاتھ ہیرا تو توڑ ڈالا مالک ایسا شخص مارا گیا مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار
کھینچی لندھور نے عرض کی مین کیا حضور سے باہر ہون یہ کہکے گرز اُٹھایا صاحبقران نے
فرمایا او ہندی پہتی خور مجھکو کیا سمجھا ہی لندھور نے گرز مار دیا صاحبقران نے گرز کو
گرز سام بن نریمان پر روکا تڑاقے کی آواز ہوئی امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر
دو دستی گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا مگر لندھور کا ہاتھ کانپا گرز ہاتھ سے
چھوٹ کر گرہ اسر پر پڑا کہ لندھور مثل مالک کے گرا بھیجا نکلگیا ہاتھی طرف صحرا کے بھاگا
ہندیون نے شور گریہ و زاری بلند کیا کہ یا صاحبقران آپ نے غضب کیا کہ ہمارے
سردار کو مار ڈالا ہم سب بدلہ لینگے آپ کو قتل کرینگے ہم بے سردار کے ہوگئے تمام
ہندیون پر عرب بگڑ گئے کہ ہم اپنے افسر کا بدلہ لینگے کیا زندہ چھوڑینگے اب امیر
حیران کھڑے ہین لاشہ لندھور و مالک پڑا ہی ہندی و عرب آپس مین لڑ رہے ہین
لاشے گرنے لگے دریاے خون جاری ہوا صاحبقران ہرچند منع کرتے ہین مگر کوئی
نہین مانتا آپس مین لڑ رہے ہین اُدھر فرامرز عاد مغربی مرکب کو مہمیز کیے ہوے آتا
تھا دوسری طرف سے جمہور آتا تھا کہ جمہور نے کہا او مغربی پیچھے مرکب کو آہستہ سے
دوڑا ہیر گرد پڑتی ہی فرامرز نے جواب دیا تم اپنا گھوڑا ہٹا کر چلو جمہور تبرزین کھینچکر
جا پڑا فرامرز نے ہاتھ تلوار کا مارا جمہور نے روک کر تبر مارا ہرکارون نے بڑھکر
امیر کو خبر دی کہ سارے لشکر مین بلوہ ہوگیا لندھور و مالک کا مارے جانا ایسا
نہین ہی وہ دیکھیے فرامرز و جمہور لڑ رہے ہین امیر گھوڑا بڑھا کر قریب جمہور کے
آئے فرامرز کو للکارا کہ او فرامرز یہ کیا کرتا ہی فرامرز نے کچھ نہ سُنا اس کن سے تیغہ
مارا کہ جمہور کا سر زخمی ہوا جمہور نے تبر مار دیا فرامرز بھی زخمی ہوا اب جو امیر نے
سر اُٹھایا دیکھا کہ کل دست راستی و چپی آپس مین لڑ رہے ہین امیر گھوڑا اُٹھا کر انکے قریب
جاتے ہین ہرچند منع کرتے ہین کوئی نہین سُنتا مختصر یہ کہ دن سارا اسی معرکہ مین گذرا

جب افسر اعلیٰ آفتاب عالمتاب مع نیزہ ہاے ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی سے قلعۂ مغرب مین گیا تب یہ لوگ اُٹھے صاحبقران نے دیکھا کہ اہل فوج اپنے اپنے افسرون کا لاشہ اٹھاے ہے ہین صاحبقران سب کے ساتھ ہوے ایک صحرا مین آکر قبرین کھُدنے لگین سب نے اپنے اپنے افسرون کو دفن کیا صاحبقران زمان ہر ایک کی قبر پر جاتے ہین اور بیقرار ہوکر فرماتے ہین کہ یارو تم سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا اب ایسے سردار مجھکو کہان ملین گے کیونکر غنچۂ آرزو کھلین گے تم وہ لوگ ہو کہ ہمیشہ عیش و راحت مین بسر کی آج اس گوشۂ تنہائی مین آرام کروگے مین کیا کہکے تمکو روؤن عمر بھر میرا ساتھ دیا اِس ضعیفی مین ساتھ چھوڑا آگر ساتھ والون نے صاحبقران کو منت کرکے قبرون سے اُٹھوایا کہا اے شہریار چلیے انجام یہی ہونا تھا صاحبقران روتے ہوے پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے یاد ملکہ سلمیٰ کی جو آئی بیقرار ہوکر یہ اشعار فرمانے لگے

نظم

دل کو لگا چکے ہین جو اُس سیمتن سے ہم
واقف ہوے ہین عشق و محبت کے فن سے ہم

اُس بت کا وصل ہوگا ہمین بھی کبھی نصیب
پوچھینگے آج جا کے کسی برہمن سے ہم

وہ رشک گل ہی پاس نہ ساقی نہ جام ہی
مانند غنچہ تنگ ہین سیر چمن سے ہم

ملجاے ہمکو جامۂ یوسفؑ اگر کہین
یو سونگھکر بلائین ترے پیرہن سے ہم

پایا وہان یار کا اے جوہری اُگال
لاے ہین اِس عقیق کو ملک یمن سے ہم

آئی بہار خوب جوانی کا جوش ہی
دل کو لگائین جا کے کسی گلبدن سے ہم

گلچین کا ظلم دیکھ کے کہتی ہی عندلیب
یا رب کدھر کو جائین نکلکے چمن سے ہم

اے شوخ بھولکر بھی نہ اب دینگے تجھکو دل
واقف ہوے ہین آج ترے مکر و فن سے ہم

میرے سوال وصل کا دیتا نہین جواب
اے کم سخن بتنگ ہین تیرے دہن سے ہم

خوشبوے زلف یار ہین دن رات سونگھتے
بہتر کہین سمجھتے ہین مشک ختن سے ہم

کیا خار کھا رہی ہی گلستان مین عندلیب
خوش ہین جو وصل دلبر گل پیرہن سے ہم

سطوت نجف مین ابکی جو پہونچائیگی خدا
آئین گے پھر نہ مرقد شاہ زمن سے ہم

عمرو نے آکر امیر کو سمجھایا عرض کی اے شہریار کیون آپ اسقدر بیقرار ہین صاحبقران نے
فرمایا کہ اول تو مجھپر یہ معرکہ گذرا کہ جملہ سردار میرے آپس مین لڑ بھڑ کر قتل ہوے اب مین
ایسے سردار کہان پاؤنگا دوسرے یاد ملکہ سلماے گوہرپوش عمرو نے کہا اے شہریار
آپ ناحق ملول و حزین ہین لندھور کو مین نے ابھی دیکھا کہ بارگاہ سے نکلے تھے براے
رفع حاجت گئے ہین دوسری طرف سے مالک نکلے آپس مین دونون یہ محبت باتین
کر رہے تھے کہتے تھے صاحبقران نے کیون دیر کی قلعے پر بلوہ نہین کرتے امیر نے
فرمایا خواجہ براے خدا میرے رفیقون کو بلاؤ میرے دلپر چھری چل رہی ہے عمرو نے
جاکر مالک و لندھور سے کہا کہ آقا بہت بیقرار ہین چلو تم سب صاحبون کو بلایا ہے
لندھور و مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ سب سردار صاحبقران کے آئے امیر نے
فرمایا یارو تمھارے واسطے مین بہت بیقرار تھا یہ کیا جہالت تھی کہ آپس مین لڑے
سب سردار ہنسنے لگے کہا اے شہریار ایسا نہ فرمائیے ہم لوگ تو اپنے اپنے خیمون مین
سوتے تھے ایسی بے ادبی ہمسے نہین ہوئی صاحبقران نے فرمایا مین نے سب کے
لاشے صحرا مین جاکر دفن کیے تم لوگ بالکل انکار کرتے ہو عمرو نے عرض کی کہ اے
شہریار یہ بھی شعبدہ حکیم آغاز مصری کا تھا کہ دن بھر آپ کو ملول و حزین رکھا یہ
سنکر امیر نے فرمایا ایسی سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے سردارون نے عرض کی ایسے بزرگ
کے بارے مین کچھ نہ فرمائیے صاحبقران فرماتے ہین دیکھو تو یارو کیا شعبدہ اُسنے
دکھلایا ہے مین کل سے پریشان ہو رہا ہون غم و الم کا سامنا ہے دیکھیے اب کیا ہو
جملہ سردار بیٹھے صاحبقران نے دربار برخاست کیا سردار رخصت ہو ہو کر امیر سے
اپنی اپنی بارگاہ مین گئے آپس مین جابجا یہی ذکر ہے کہ یارو دیکھو کیا معرکہ گذرا امیر
ہم سب کو متہم کرتے ہین ہم لوگ اپنی بارگاہ سے نہین نکلے ناحق کی تہمت ہے لیکن
صاحبقران چھپرکھٹ پر آکر بیٹھے دن بھر کے تھکے ہوے تھے آنکھ بند ہو گئی جب
صاحبقران سو گئے کسی نے جگا دیا امیر نے آنکھ کھولدی دیکھا ملکہ سلما سامنے
کھڑی ہوئی عرض کر رہی ہین کہ اے شہریار کیا بیان کرون اپنا تو یہ حال ہے نظم

سونگھے کبھی جو آ کے مرے گلبدن کی بو / پھر عندلیب کو نہ خوش آئے چمن کی بو
آتی ہی مجھکو یاد جو اُس گلبدن کی بو / گلشن مین سونگھتا ہون گل یاسمن کی بو
مہکی جو باغ مین مرے غنچہ دہن کی بو / شرما گئی چمن مین گل نسترن کی بو
پھولون سے کام ہی نہ غرض عطر سے مجھے / مین روز سونگھتا ہون ترے پیرہن کی بو
کوچے مین اُسکے آ کے ابھی آشیان بنائے / بلبل جو سونگھ لے مرے رشک چمن کی بو
بوسہ لیا جو مین نے معطر ہوا دماغ / بہتر ہی بوئے گل سے تمہارے دہن کی بو
اے یار آ گئی تن بیجان مین میرے جان / آئی دماغ مین جو ترے پیرہن کی بو
سرطوت خدا سے مانگتا ہون روز یہ دعا / پھر سونگھون جا کے مرقد شاہ زمن کی بو

یہ اشعار پڑھکر سلما نے کہا اے شہریار اُٹھیے یہ وقت ہی کہ گل مراد کھلا ہی بو سے اُسکی تمام باغ معطر ہو رہا ہی صاحبقران اُٹھے بارگاہ سے نکلے آگے آگے سلما پیچھے پیچھے امیر دونون لشکر سے نکلکر صحرا مین جب پہونچے امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ سلما ٹھہر گئین امیر نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے غنچۂ ریاض محبوبی ہم اب بہت بیقرار ہین حکیم صاحب نے بہت شعبدے ہمارے ساتھ کیے سلما ہنسنے لگی کہا اے شہریار آپ مجھے نہ چھوئیے ورنہ بہت پچھتائیے گا امیر نے جو بہ نگاہ غور دیکھا ایک حبشن سامنے کھڑی ہنس رہی ہی امیر نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا تو کون ہی وہ زنگن غرق زمین ہو گئی امیر لاحول پڑھتے ہوے بیٹھے بارگاہ مین آئے دیکھا عمرو رو رہا ہی امیر نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا اے شہریار مین نے ابھی خواب دیکھا کہ نورالدہر آئے ہین مگر سر سے پا تک زخمی ہین مین نے پوچھا کیون فرزند خیر تو ہی جواب دیا اے عم نامدار مین باغ مراد مین گیا تھا وہان تلوار چلی بڑے بڑے پہلوان نگہبانان گل مراد ہین اگر آپ کچھ مدد کرین تو شاید وہ پھول لے مین چاہتا تھا کچھ تدبیر بتاؤن کہ آنکھ کھل گئی آپ کو دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ عجب شعبدے ہین مجھکو ملکہ سلما اپنے ساتھ لیگئی تھین راہ مین جا کر جو بہ نگاہ غور دیکھا تو ایک حبشن نہایت سیاہ فام بدانجام غرق زمین ہو کر غائب ہو گئی مین پلٹ آیا

تمکو اس حال مین دیکھا اب مین کہو کیا کرون عمرو نے کہا نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالی ان حکیم
کی فکر ہوگی ایسے پریشان ہون کہ سارے شعبدے کرنا بھول جائین ایک آواز آئی
کہ او ساربان نہ اوسے تیری کیا مجال ہو کہ ہمپر عیاری کرے عمرو خاموش ہو رہا اور کہا اے
شہریار آپ سنتے ہین یہ حکیم بہت ہوشیار رہتا ہو دیکھیے کیا جواب دیتا ہو مگر اب مین انکی
تلاش مین نکلتا ہون امیر نے فرمایا خواجہ بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے خواجہ
بہانے عیاری لگا کر بارگاہ سے نکلے طرف قلعے کے چلے میدان مین جاتے ہین کہ قلعہ
سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا خواجہ ایک درخت کے نیچے چھپ گئے وہ طائر صحرا مین ہر
طرف دوڑتا پھرتا ہو اور بشکل انسان کے آواز دیتا ہو کہ خواجہ عمرو کہان گئے خواجہ
گلیم اوڑھکر قریب اس طائر کے آئے وہ طائر اپنے پرون کو تول کر اڑ گیا حکیم آغاز مصری
قصر عجائب مین بیٹھے تھے طائر کو بھیجا تھا کہ عمرو کو پکڑ لاے وہ طائر پلٹ کر آیا مگر ہانپتا ہوا
کانپتا ہوا کہا جناب حکیم صاحب عمرو مجھکو نہین ملا خواجہ نے یہان تدبیر کی کہ آپ تو
گوشے مین ہو گئے ایک شخص کو زنبیل سے نکالا اسکو اپنی صورت بنایا کہا میدان قلعہ
مین جا قلعے کو چوم کر چلا آ وہ جوان چلا یہان حکیم نے جو طائر کو مایوس پایا تصویرین
کاغذ کی سامنے موجود تھین ایک تصویر سے اشارہ کیا کہ عمرو قریب قلعے کے پہونچ
چکا ہو اسکو جا کر اٹھا لا وہ تصویر چلی بالاے قلعہ سے دیکھا کہ میدان مین ایک شخص چلا آتا ہو
تصویر تڑپ کر گری ہم صورت عمرو کو اٹھالیگئی خواجہ نے گوشے سے دیکھا کہ میرے
ہم شبیہ کو ایک تصویر اٹھالیگئی خواجہ عمرو بقراط ثانی کی شکل بنے تخت زبرجدی پر
سوار ہوے تخت اڑاتے ہوے چلے یہان حکیم نے دیکھا کہ عمرو گرفتار ہو آیا ہنسکر
کہا اسی منھ پر دعوی عیاری کرتا تھا پکارکر آواز دی کہ اے نگہبان عمرو کو لیجا کر قصر تصویر
مین قید کرو اب مجھے اطمینان ہوا یہ کہکر قصر عجائب مین بیٹھا ہو اور اق شعبدہ دیکھ
رہا ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا بقراط ثانی تخت اڑاے ہوے آتا ہو آغاز مصری
اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے عمرو نے تخت اتارا حکیم نے
بڑھکر ہاتھون کو بوسہ دیا کہا اسوقت قدرت کیونکر تشریف لاے غلام نے انتظام

کر لیا کہ عمرو کو قصر تصویر مین بھیجا اب ارادہ ہی کہ عمرو کی صورت بنکر صاحبقران کو لاؤن
اسم اعظم سے کچھ نہ ہوگا سر کاٹ کر آپ کی خدمت مین بھیجونگا عمرو نے کہا اے حکیم صاحب
مجھکو خیال ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو قید سے چھوٹ جاے تو باعث خرابی ہو مین نے بھی جستجو
کی ہی حکیم نے کہا یا خداوند آپ تردد نہ فرمائیے اب رفتہ رفتہ طلسم کشا کی بھی تدبیر ہوگی
افسوس ہی کہ امیر کو ابتک میرا خوف نہین اپنے اسم اعظم پر بڑا گھمنڈ ہی چاہتے ہین کہ
قلعے مین داخل ہو جائین تمام عمر قلعے مین نہ آسکین گے علاوہ اِن شعبدات کے کسی
ایسے عجائب مین پھنساؤنگا کہ عمر بھر یاد کرین بقراط نقلی نے کہا مین خوب جانتا ہون
کہ تم جو تدبیر کروگے وہ ٹھیک پڑیگی لیکن مین تمھارے واسطے شراب شباب
لایا ہون ایک دو قطرے پیو جوان ہو جاؤگے شراب شباب کا نام سُنکر حکیم نے
کہا مناسب ہی کہ مجھکو دیجیے عمرو نے زنبیل سے ایک شیشی نکالی کہا اے آغا زمصری
یہ وہ شراب ہی کہ جسکو سامری و جمشید نے قصد کیا کہ ہم پیین اور اُنکو ممکن نہ ہوا مین
آج اُٹھا لایا کہ اپنے دوست صادق و حکیم موافق کو پلاؤن ہمیشہ جوان رہوگے
کبھی زوال نہ آئیگا نصف مین پیونگا نصف تمکو دیتا ہون یہ سُنکر حکیم بہت خوش ہوا
خواجہ نے نصف شراب تو آپ پی اور ہنسکر کہا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل
ہوئی رگین بڑھ رہی ہین آمد شباب کا تقاضا ہی حکیم نے کہا مجھکو بھی دیجیے خواجہ نے
شیشی منھ سے لگا دی حکیم پی گیا جب پی چکا تو زانو پر ہاتھ مارنے لگا کہتا تھا کہ اے
عمرو تو نے غضب کیا کہ مجھکو شراب پلا دی اب میرا عجیب حال ہی مگر جسواسطے تو نے
یہ مشقت اُٹھائی وہ آرزو پوری نہ ہوگی عمرو نے جھلا کر کہا او بے وقوف نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے نکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پاے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرّار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

جیسے ہی عمرو نے نعرہ کیا حکیم نے آواز دی کہ ای سریع السیر مجھکو بچانا آسمان سے ایک طائر تڑپ کر گرا عمرو نے چاہا جال الیاسی مار کر طائر کو بھی پکڑ لون مگر طائر نے اِس جلدی مین اٹھایا کہ خواجہ جال نکالتے رہگئے تڑپ کے گرا اور حکیم کو اُٹھا لیگیا خواجہ عمرو ناچار ہوکر رہگئے اُسی تخت پر سوار ہوے قصر عجائب سے نکلے راہ مین آواز آئی کہ او سارہ بان زادے تو نے غضب کیا کہ حکیم ایسے ہوشیار کو دھوکا دیا عمرو کے جو کان مین یہ آواز آئی تخت تو عمرو نے زنبیل مین رکھا آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوا دیکھا کہ آسمان سے آکر ایک طائر اُترا اور درخت پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز آتی تھی

نظم

پریشان ہین بلا مین پھنس گئی ہین ہاتھ ملتے ہین
گرفتار ان دام زلف جانان کب نکلتے ہین

انھین دل کیون دیا اسپر کف افسوس ملتے ہین
رقیبو نکو میسر وصل ہم فرقت مین جلتے ہین

صدا دیتے یہ ہم بازار الفت مین نکلتے ہین
کوئی معشوق لے بوسے سے دل اپنا بدلتے ہین

حسینان جہان افسوس دل عشاق کو لیکر
بڑے بیدرد ہین کس کس طرح تلوؤن سے ملتے ہین

دکھے دل کو مرے اُس ترک نے ایسا دکھایا ہے
کہ بیتابانہ ہر ہر بات پر آنسو نکلتے ہین

عدم کا شوق ہو اِک دن گلا رکھ دینگے ہم جا کر
کمر سے وہ لگا کر نیمچہ اکثر نکلتے ہین

گلے سے وہ لپٹ کر دیکھیے دیتے ہین کب تو کو
مرے دل کے خدا جانے یہ ارمان کب نکلتے ہین

کسی کمسن حسین کی آنکھ کی پتلی جو دیکھی ہی
مری آنکھون سے طفل اشک کیا گر گر نکلتے ہین

جفائین انکی وان حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہین
کہان تک ضبط اب یان بھی گلے منھ تک نکلتے ہین

ہمارے دل کی بیتابی بھی اِک طرفہ قیامت ہی
اُلٹتا ہی زمانہ جب کبھی کروٹ بدلتے ہین

تمھاری چاند سی صورت جو ہمکو یاد آتی ہی
نہین پھر نیند آتی کروٹین شب بھر بدلتے ہین

غبار اُڑ اُڑ کے میرا اُنکے دامن سے لپٹتا ہی
جو وہ گور غریبان کی طرف ہو کر نکلتے ہین

وہ افشان اپنی زلفون پر چھڑکتے ہین تماشا ہی
ہوا ثابت اندھیری رات مین تارے نکلتے ہین

ٹھہر جاؤ کوئی کہدے عدم کے جانیوالو سے
چلین گے ساتھ ہی ہم بھی ذرا کپڑے بدلتے ہین

زیارت کو حسینؑ ابن علیؑ کی جا کے ای سطوت
پھر آئے لکھنؤ مین کیون کف افسوس ملتے ہین

اُس طائر نے ہر چند آوازین دین مگر خواجہ نے گلیم نہ اُتاری اوڑھے ہوے ایک گوشے
مین کھڑے رہے آخر طائر نے شاخ نخل سے پرواز کی اُڑ کر قلعے مین جا کر غائب ہوا
خواجہ نے اب گلیم اُتاری طرف لشکر کے چلے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک
آہو دوڑا ہوا آتا ہی خواجہ نے آہو کو دیکھکر حلقہ ہاے کمند زمین مین لگا دیے اور آپ
گوشے مین چھپکر بیٹھے وہ آہو دوڑا ہوا آیا حلقہ ہاے کمند مین پہونچا خواجہ نے جھٹکا
مارا وہ آہو گرا عمرو نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ سر آہو کا اُڑ گیا آہو کے مرتے ہی اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من آہوان جادو بود مار کر آہوان کو خواجہ آگے بڑھے حکیم
قصر عجائب مین بیٹھا ہی کہ ایک تصویر نے ہنسکر کہا کہ حکیم صاحب مبارک ہو آہوان
مارا گیا حکیم نے یہ سُنکر ایک نعرہ آہ کیا منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا طرف آسمان کے
وہ شعلہ چلا خواجہ جاتے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان نرگاو پر
سوار آتا ہی آدھا جسم ڈھلکا ہوا زمین پر آدھا بر سر پشت نرگاو خواجہ سمجھ گئے کہ میری
فکر مین آتا ہی خواجہ نے زنبیل سے ایک آدمی نکالا اپنی صورت بنا کر ایک مقام پر
بٹھا دیا وہ نرگاو سوار آیا اُس مقام پر آکر اُترا عمرو نقلی کو اُٹھا لیا کمر سے خنجر نکالا اُسکا
سر کاٹ کر ڈالدیا اور پھر پشت نرگاو پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا
یہان حکیم تو قصر عجائب مین بیٹھا ہی کہ ایک تصویر قہقہہ مار کر ہنسی کہا جناب حکیم صاحب
آپ کو کیا معلوم ہوا عمرو نے ایک گنہگار کو قتل کرایا خود صحراے عجائب سے نکل گیا
اب لشکر مین اپنے پہونچا چاہتا ہی نرگاو سوار آیا اُسنے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا جناب
حکیم صاحب مین نے عمرو کو قتل کیا حکیم نے کہا او بیوقوف وہ عمرو نہ تھا عمرو قریب
لشکر کے پہونچا ہی اب داخل لشکر ہوا چاہتا ہی ایک گنہگار کو اُسنے قتل کرایا نرگاو سوار
نے کہا مین ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے پھر بھاگا یہان خواجہ نے دیکھا کہ صحرا
سے گرد اُڑی وہی نرگاو سوار آتا ہی خواجہ سمجھ گئے کہ پھر میری فکر مین آتا ہی جھٹ پٹ
خواجہ نے ایک شیر مقتول کا زنبیل سے نکالا ایک نخل کے نیچے بٹھا دیا آپ فورًا
جا کر ایک گوشے مین چھپ گئے اُس نرگاو سوار نے قریب آکر دیکھا کہ ایک شیر

بیٹھا ہو دونون سینگھ اپنے نرگاؤ نے شبیر پر مارے سر شیر کا کاغذ کا تھا سینگ پڑنے سے
پھٹ گیا جیسے ہی سر پھٹا سر سے شیر کے ایک دھوان نکلا نرگاؤ اور سوار کے دماغ
مین پہونچا دونون بیہوش ہوکر گرے خواجہ نے دونون کے سر کاٹ لیے ایک
آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من گاؤ سوار جادو بود خواجہ انکو مار کر
طرف لشکر کے چلے قضائے کار صاحبقران زمان کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے
خواجہ کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار اٹھے فرد اے پیک راستان خبر یار مانگو بہ احوال
گل بہ بلبل بستان سرا بگو خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی کہ اے شہریار یہ حکیم بڑا ہوشیار
ہے بہ عنایت پروردگار یہین پہونچا اسکو بیہوش بھی کیا مگر وہ غائب ہوگیا کنارے تک
لشکر کے اسنے برابر ساحر بھیجے سب میرے ہاتھ سے مارے گئے ابھی نرگاؤ سوار
کو مین نے مارا مگر اے شہریار خدا اس سے محفوظ رکھے دیکھیے کیا شعبدہ دکھایا تھا
کہ سردار آپ کے مارے گئے انکو خبر بھی نہین ہوئی مگر خیر شکر ہے کہ ابھی تک کوئی
نقصان نہین ہوا لیکن درپئے آزار ہے صاحبقران اس فکر مین کھڑے تھے کہ
دیکھا سامنے صحرا مین ایک قصر ظاہر ہوا سر قصر پر ایک مرغ بیٹھا ہوا بانگ دیتا ہے
جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کبھی صدائے ہیہات ہے اور کبھی صدائے افسوس ہے
صاحبقران نے فرمایا خواجہ دیکھو یہ قصر کیسا ظاہر ہوا اور یہ مرغ کیسی بانگ دیتا
ہے مین اس مرغ کو مارتا ہون یہ کہکر صاحبقران نے کمان کیانی دوش سے اتاری
تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر اس مرغ کو مارا تیر جاکر مرغ کے سینے پر پڑا توڑ کر
پشت کو پار گذرا طائر بلک کر اپنے مقام سے اڑا آواز دی یا صاحبقران آپنے
غضب کیا کہ طیران جادو کو مارا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک غبار بلند ہوا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین غول باندھے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتی ہوئی آتی ہین

نظم

جو تجھسے عشق ہم اے گلعذار رکھتے ہین	رقیب دل مین عداوت سے خار رکھتے ہین
شراب پینے سے ہمکو نہ منع کر زاہد	ازل سے شوق مے خوشگوار رکھتے ہین

مہ صیام میں نہ ہاد کے جلانے کو
کبھی نہ چھوڑینگے وہ میرے طائر دل کو
مکان عمر ڈولڈو نہ میں کیون کرین تعمیر
تمھاری تیغ نگہ سے ہوے ہین ہم مجروح
رفو کرینگے گریبان قمیص مین جا کر
اگر تمھین نہ یقین ہو تو دیکھ لو منھ کو
ہزار درد جدائی ہو منھ سے اُف نکرین
عجیب کرتے ہین احسان ہماری روح پر وہ
شراب کی ہمین ساقی کچھ احتیاج نہین
تصور اُس رُخ رنگین کا ہو سدا اسطونت

بغل مین شیشۂ مو بادہ خوار رکھتے ہین
سُنا ہو مین نے کہ شوق شکار رکھتے ہین
کہ ہم تو زندگیِ مستعار رکھتے ہین
جگر بھی سینہ بھی دل بھی فگار رکھتے ہین
ہم اپنی جیب مین دو چار تار رکھتے ہین
مثال آئنہ دل خاکسار رکھتے ہین
ہم اپنے دل پہ ابھی اختیار رکھتے ہین
جو آکے پھول بروے مزار رکھتے ہین
مو ولاے شہ ذوالفقار رکھتے ہین
نئے چمن کی نظر مین بہار رکھتے ہین

اِس لطف سے اُن نازنینان مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران اُنکے بیچ مین ہو گئے ہر چند عمرو نے پکارا کہ یا امیر آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اُن نازنینون کے ساتھ قصر مین داخل ہو گئے امیر نے جا کر دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین غائب ہو گئین قصر نہایت تکلف سے آراستہ ہو کھانا وغیرہ رکھا ہی جابجا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی موجود ہین چند ساقی بیچے بھی حاضر ہوے جام ارغوانی لبریز کیا صاحبقران نے جام پیا اُسکا یہ انجام ہوا کہ دوسرا دروازہ قصر کا کھلا دیکھا سب کے پہلے ملکہ سلماے گوہر پوش آکر تخت پر بیٹھین بعد تھوڑی دیر کے ملکہ گلگونہ آئین آکر سلما کو سلام کیا پہلو مین آکر بیٹھ گئین دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ہم آپ کی کنیز ہین عنایت فرمائیے گا پھر گلگونہ نے اُٹھکر جام لبریز کیا ملکہ سلما کو دیا سلما نے وہ جام پیا مسکرا کر صاحبقران سے پوچھا اے شہریار آپ نے مرتبہ میرا دیکھا ہم لوگ جو آپ کے ساتھ ہونگے تو لقراط کو خوف پیدا ہوگا لقراط وہ شخص ہو کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دے طبقات زمین ہلا دے جسدن اُس سے معرکہ پڑیگا حکیم آغاز مصری والد اِس حقیرہ کے براے مدد حضور آوینگے

کمال حکمت دکھائینگے تب بقراط شکست کھائیگا بھاگ کر قصر مروارید مین جائے گا
وہان جاکر خوب لڑیگا اہل فوج حضور کے پامال ہونگے تب آپ طلسم کشا ہوگی جب
وہ آکر لوح چمکائینگے تب اُسکے سحر سے مہلت ملیگی امیر نے یہ سُنکر ہاتھ بڑھایا قصد
کیا کہ ہاتھ ملکہ سلما کا تھام لون سلما اُٹھین طرف دروازے کے چلین صاحبقران
بھی ساتھ ہی اُٹھے کہ دامن سلما تھام لون گلگونہ نے دوڑ کر امیر کو روکا کہا دیکھیے
گستاخی نہ کیجیے امیر پلٹے کہ گلگونہ کو مارون دامن اپنا چھڑا لون حرز ہیکل جو چمکی
سلما تو نکل گئین صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا کہ دروازے اُس مکان کے بند
ہو گئے امیر نے ایک دروازے پر ہاتھ رکھا اور اسم اعظم الٰہی پڑھا ایک دھماکا ہوا
اور دروازہ کھل گیا امیر باہر نکلے قصر گرد پڑا صحرا ے ویران معلوم ہونے لگا دیکھا
بونڈلے گرد کے بلند ہین خاک اُڑ رہی ہو لشکر اپنا اُسی صحرا مین اُترا پایا سرداروں نے
جو صاحبقران کو دیکھا برائے استقبال دوڑے صاحبقران کو ہمراہ لیکر بارگاہ
مین آئے مگر حکیم آغازہ مصری قصر عجائب مین بیٹھا ہو کہ احوال معلوم ہوا کہ امیر قصر
رنگا رنگ مین گئے اور بخیر و خوبی نکل آئے مگر اعزازہ و اکرام سلما اُنپر ظاہر ہوا حکیم
قصر عجائب سے اُٹھا باغ مین ملکہ سلما کے آیا بیٹی کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر یہ
مقام فخر ہو کہ صاحبقران جد طلسم کشا ہین وہ تمپر مائل ہوے تو تمکو چاہیے ہو کہ
یکا یک نہ ملو اعزازہ اپنا بڑھنے دو باغ گلفشان کا راستہ اُنکو بتاؤ آخر مین تمھارے
اُنکے مقابلہ ہوگا چار پہر لڑنا پھر چھوڑ کے چلی آنا مگر اسطور سے جانا کہ اُنکو ثابت
ہو جائے کہ یہ ملکہ سلما ے گو یہ بہوش ہین پھر مین سمجھ لونگا مین اُنکی تکلیف نہین
چاہتا قواعد طلسم صرف کر رہا ہون آخر مین مجھسے زیادہ اُنکا کون خدمتگزار رہی
بقراط کو ایسا حیران کرون کہ قصر ہشت پہل سے بھاگے اور قصر مروارید مین
پہونچے کسی طور سے قصر مروارید بھی فتح کراؤنگا اِس ملعون نے دعوی خدائی کیا
دل مین آبلے پڑے ہوے ہین ہمیشہ مجھسے کہا کرتا تھا کہ مجھکو سجدہ کرو مین نے حیلہ
کر کے ٹالا آجتک اُسکو سجدہ نہین کیا اب جاؤ باغ گلفشان مین اپنے کو پہونچاؤ

یہ سُنکر ملکہ سلما گھوڑے پر سوار ہوئین اور نقاب چہرے پر ڈال لی مرکب اُڑا کر چلین
یہان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ کنارے پر لشکر کے
ایک نقابدار کھڑا ہوا حضور کو پکار رہا ہی صاحبقران نکلے نقابدار نے گھوڑا اپنا
بڑھایا امیر تعاقب مین چلے تھوڑی دور جاکر وہ نقابدار غائب ہوگیا امیر صحرا مین
پھر رہے ہین کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پہ باغ کے کئی سو نازنینان مہجبین
آپس مین چہلین کر رہی ہین سلمائے گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہین بعد نازگلفشانی
کر رہی ہین صاحبقران نے جو ملکہ سلما کو دیکھا چاہا کر گلے لگا لون ملکہ سلما کرسی سے
اُٹھین بادیان تیار کھڑی تھی فوراً پشت بادیان پر سوار ہو کر روانہ ہوگئین امیر
نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر سامنے ہی لشکر مین آکر بارگاہ مین بیٹھے خواجہ عمرو نے پوچھا
کہ ابو شہریار کہان تشریف لیگئے تھے امیر نے فرمایا خواجہ عجب معرکے گذر رہے
ہین سلما ملاقات نہین کرتین دھوکا دیکر چلی جاتی ہین ابتک اُنکا مشتاق ہون
یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے نقابدار مرصع پوش پشت پر دو
لاکھ نیزہ دار گھوڑے عربی نے پران نقابدار آکر اُترا طبل جنگی بجوایا ہرکارون
نے امیر کو خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش برسر حرب وپیکار ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی
امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرونمین طبل جنگی بجے
تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا امیر نے
نماز صبح پڑھی اب وہ وقت آیا کہ نیر اعظم آفتاب عالمتاب مع نیزہ ہائے ضیا وشعاع
میدان چرخ زبرجدی مین آیا اپنی تیزی دکھانے لگا فوج سیارگان بھاگی امیر
باتوقیر بھی لشکر لیکر میدان مین آئے ایک طرف سے نقابدار مع لشکر کثیر آیا
جب دونون لشکر میدان کارزار مین آچکے جانبین کی صفین جمین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے نقابدار نے مرکب میدان مین نکالا پکار کر
آواز دی کہ صاحبقران زمان کہان ہین مقابلے مین نہین آتے صاحبقران
نے مرکب صف سے نکالا جیسے ہی سامنے پہونچے نقابدار نے بڑھکر نیزہ مارا

آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی برابر نیزہ چلا صاحبقران نے نیزہ نقابدار کا نکالا اب
نقابدار نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار
کو تلوار پر روکا نقابدار نے جھپٹ کر گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون گھوڑے سے
اُترے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون کس زور و شور سے لڑ رہے ہین جانبین کے
لشکر والے تعریفین کر رہے ہین شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی صاحبقران نے
ہرچند چاہا کہ زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا جب دن کم باقی رہا تو نقابدار امیر کو روک کر کھڑا
ہوا کہا یا صاحبقران ہمارا دستور نہین کہ شب کو مقابلہ کرین اب مین رخصت ہوتا
ہون ہرچند کہ امیر ستیز ندہ ناگریز ندہ ہین مگر سوچے کہ اگر شب کو مقابلہ ہوگا تو خرابی
پڑیگی کچھ جواب ندیا نقابدار امیر با توقیر کو چھوڑ کر پشت مرکب پر سوار ہوا با دپان جو
تڑپی گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹ گیا امیر نے دیکھا کہ ملکہ سلماے گوہر پوش بادپان
کو اُڑاتی ہوئی روانہ ہوگئین بارگاہین بھی سب لدین ہمراہیان لشکر بھی روانہ ہوگئے
صاحبقران رنجیدہ بیٹھے مگر بڑا انتشار ہے سرنگون ہین کسی سے کلام نہین کرتے
عمرو نے پوچھا کیون شہریار باعث انتشار کیا ہی امیر نے فرمایا خواجہ مقام انتشار
یہ ہی کہ یہ نقابدار ملکہ سلماے گوہر پوش تھین چار پہر برابر کشتی ہوئی اور مین زیر
نہ کرسکا معلوم ہوتا ہی کہ میری صاحبقرانی کا خاتمہ ہوا مین اب آج سے سپاہ گری ترک
کرونگا عمرو نے کہا اِسمین کچھ بھید تھا ورنہ کسکی مجال ہی کہ آپ سے لڑسکے صاحبقران نے
فرمایا کیونکر معلوم ہوگا کہ کیا بھید تھا یہ کہکر صاحبقران چاہتے ہین کہ ہتھیار کھول ڈالون
آج سے پہلوانی ترک کرون کہ دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا وہ حکیم پشت پر بارہ چودہ ہزار
سفید پوش بخورات سب کے ہاتھون مین روشن ہین ایک تخت کو کاندھا دیے ہوے
آئے اُس تخت پر تاج رکھا ہی نوبت نقارے بجتے ہوے اس عظم وشان سے آکر
حکیم نے صاحبقران کو سلام کیا اور ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر یہ عرض کی ای شہریار آپ
کیون ملول وحزین ہین امیر نے فرمایا میرا ارادہ ہی کہ پہلوانی ترک کرون کہ عورت
سے چار پہر مقابلہ ہوا اور مین اُسے زیر نہ کرسکا حکیم نے کہا ای شہریار اسکا افسوس

نہ کیجیے ملکہ سلما سے گوہر پوش تختی کی حفاظت مین تھین اسوجہ سے آپ غالب نہین
ہوے آپ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین مین شکر پروردگار کرتا ہون کہ ہمیشہ
سے مسلمان ہون مین یہ چاہتا کہ آپ کو صدمہ پہونچے انشاء اللہ تعالی آپ کے ہمراہ
چلونگا قصر ہشت پہل پر مقابلہ پڑے کہ یہ ملعون دعوی خدائی کیے ہوے بیٹھا ہوا
ہو اسکو سزا ملے کہ یہ قصر ہشت پہل سے بھاگے اور قصر مرواریدین پہونچے
وہان چلکر گھیریے جو کچھ ہوگا وہ ملاحظہ فرمائیے گا مگر اب قلعے مین تشریف لے چلیے
آج حضور کی دعوت ہو صاحبقران زمان ہمراہ حکیم کے مع سرداران نامی باتین
کرتے ہوے چلے مگر حکیم عمرو کو دیکھکر کہتا ہو کہ یا صاحبقران زمان عیار آپ کا بلا
ہو رنگا رہی مجھکو جا کر بیہوش کیا تھا مگر مین نے حفاظت اپنی کر رکھی تھی مین نکل گیا
ورنہ خواجہ کی عیاری مین آگیا تھا خواجہ عمرو خاموش باتین حکیم کی سنتے ہوے
آتے ہین کہتے ہین جناب حکیم صاحب حقیقت مین آپ بہت ہوشیار ہین کہین ایسی
تکلیف نہین پڑی آپ کے واسطے بڑی فکرین کین حکیم صاحب صاحبقران کو لیے
ہوے بہ عظم وشان تمام بہ کیفیت مالا کلام قلعے مین آئے امیر نے دیکھا شہر آباد ہی بہت
پاکیزہ ہر دکاندار مرفہ حال تاجر صاحبان جاہ وجلال جس راہ سے سواری صاحبقران
کی گذری دکاندار براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے ہاتھ اٹھا کر دعائین دیتے تھے
کہ پروردگار اس شہریار کو سلامت رکھے یہ وہ شہریار ہین کہ انکے عہد سخاوت مہد
مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتا ہو قواعد مذہب کے پابند بڑے ہوشمند امیر سب کا
سلام لیتے ہوے قصر رفعت مین آئے تخت یاقوت احمر وہان بچھا تھا حکیم نے عرض
کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین امیر نے فرمایا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے
مین سپہ سالار لشکر ہون مین تخت پر نہین بیٹھتا آپ تخت پر تشریف رکھیے حکیم نے
کہا مین صاحب خانہ ہون مین خدمتگزاری کرونگا یہ کہکے پلٹ کر خدمتگار سے کہا
ملکہ سلما کو بلا لا کہنا ابو نور نظر آؤ صاحبقران تشریف لائے ہین خدمتگار نے جاکر
ملکہ سے اطلاع کی ملکہ خوش ہو گئین کنیزون کو ساتھ لیکر چلین صاحبقران بیٹھے تھے

کہ ملکہ سلما کی آمد ہوئی چند نازنینان مہ جبین آکر کرسیون پر بیٹھین ملکہ سلما بھی آکر بیٹھین امیر نے دیکھا ملکہ دریاے جواہر مین غوطہ زن ہین لباس فاخرہ پہنے ہوے چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب ملکہ نے آکر امیر کو سلام کیا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ جو آکر تخت پر بیٹھین ہمراہ گائنین بھی موجود تھین ساز درست کیے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

آے جب کپڑے پہنکر باغ مین وہ یار سرخ ۔ کیون نہ ہو فرط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ
ہو جو منظور نظر ای یار تمکو ہار سرخ ۔ لخت دل کے لعل اشک خونکے دونمین ہار سرخ
پوچھیے میرے جنونکو قیس اور فرہاد سے ۔ پانون سے ہو لال صحرا سر سے ہو کہسار سرخ
ذبح جب مجھ سوختہ تن کو کیا اُس ترک نے ۔ ہو گیا حدت سے فورًا خنجر خونخوار سرخ
روند تو آکر ہماری لاش کو ای شہسوار ۔ دفعتہً ہو جائینگے چارون سم رہوار سرخ
موتیونکا ہار پہنے ہو جو وہ رنگین ادا ۔ عکس لعل لب سے ہو ہر گوہر شہوار سرخ
زخم دل دست حنائی سے جو دیکھا یار نے ۔ ہو گیا پھاہے کا میرے مرہم زنگار سرخ
حشر کو پیش خدا کہدونگا ہو قاتل وہی ۔ خون سے عاشق کے ہو جس ترک کی تلوار سرخ
بلبلو کیسا تمھین ہو عشق صادق باغ مین ۔ صحبت گل سے نہ برسون مین ہوئی منقار سرخ
لعل میرے لخت دل کے ایسے ارزان ہو گئے ۔ آجکل رہتا ہو سارا جوہری بازار سرخ
دیکھنے کو باغ مین آئے جو وہ رشک مسیح ۔ ہو خوشی سے رنگ روے نرگس بیمار سرخ
دیکھیے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو ۔ کپڑے پہنے ہو ہمارا قاتل خونخوار سرخ

خوب محفل مین رنگ جما ہوا ہو ملکہ سلما تخت پر حکیم صاحب مصروف خدمتگزاری کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او حکیم تو نے غضب کیا اپنے مکان مین ہمارے دشمن کو جگہ دی اور بٹھایا کہ جسپر ہماری نگاہ پڑتی تھی اُسکو سامنے کر دیا اب تیرا کیا حال کرون دیکھا بقراط دربارگاہ سے پیدا ہوا حکیم صاحب تو ایک گوشے مین چھپے صاحبقران تیغ کھینچکر اُٹھے فرمایا او بھیا خبردار حکیم کو نہ ستانا بقراط نے کہا حمزہ بیٹھو مین تمسے کب خوف کرتا ہون یہ کہکے جھپٹ کر ملکہ سلما پر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا حکیم روتا ہوا سامنے

آیا کہا اے شہر یار غضب ہوا کہ سلما کو ابقراط لیگیا خواجہ عمرو اپنے مقام سے اُٹھے کہا حکیم صاحب مین تلاش مین اُس معشوق کی جاتا ہون مگر خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قرضدار ملجائین اور مجھکو روکین تو کچھ روپیہ دلوائیے کہ مین سود تو ادا کردون حکیم صاحب نے ایک کوٹھا کھولکر دکھلایا کہ ہزار طاؤسان یاقوت احمر اُسمین بھرے ہوے تھے کہا خواجہ یہ سب آپ کا حق ہی خواجہ نے کہا مین دو چار لون حکیم نے کہا بس اِنکو ہاتھ نہ لگائیے جب سلما کو رہا کر کے لائیے گا تو کل کوٹھے پر اختیار رہی قبضہ کیجیے گا اور قصر مروارید نگار مین ایک کوٹھا ہی کہ اُسمین سب موتی بھرے ہین سواے میرے اُسکو کوئی دوسرا نہین جانتا وہ خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ عمرو خوش ہوگئے بانہاے عیاری لگا کر اُٹھے مگر ابقراط جو سلما کو لیکر چلا سامنے کوہ احتشام کے پہونچا ملکہ احتشام جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی کئی سو کنیزین گرد اُسکے جو آمد ابقراط دیکھی کئی سو طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے سمجھی کہ اب ابقراط آتا ہی مسند سے اُٹھی کنیزون کو ساتھ لیکر صف باندھکر کھڑی ہوئی بس جیسے ہی ابقراط سامنے پہونچا احتشام نے جھک کر سلام کیا ابقراط نے جمال جہان آراے احتشام دیکھا کہ چہرہ چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ گرد ماہتاب ہالہ پڑا ہی چہار جانب کنیزین مثل سیارگان ہیچ مین وہ ماہ تابان ملکہ نے کہا کہ یا خداوند آئیے آج کہان تکلیف فرمائی ابقراط نے کہا سلماے گوہر پوش کو لیے جاتا ہون احتشام نے کہا مقام تاسف ہی کہ ہمارے کوہ کے سامنے سے جائیے اور یہان تشریف نہ لائیے ابقراط یہ سنکر اُتر پڑا مسند پر آکے بیٹھا سلما کو سامنے رکھدیا ابج سلما کی آنکھ کھلی اپنے کو کوہ احتشام پر پایا ابقراط سامنے بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھر آے بیساختہ پکار اُٹھی اور یہ اشعار بآواز بلند پڑھنے لگی نظم

نکالے خوب بعد ذبح مین نے حوصلے دل کے
زبان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے

غضب ہو کر جو دیکھا آج اُس سفاک نے مجکو
ہوے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے

اچھا لو تم نہ اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہی
مجھے ڈر ہو نہ ہو جائین کہین ٹکڑے مرے دل کے

نہایت ناز ہے صاحب کو اپنی خوش بیانی پر
ذرا گلشن مین چلکے چہچہے سنیے عنادل کے

لگایا ہاتھ گردن پر جو ہین تلوار کا اُسنے
مرے سر نے لیے کیا گر کے بوسے پای قاتل کے

غش آیا حسن لیلی دیکھکر مجنون کو صحرا مین
قیامت ہی ہوا سے اُڑ گئے پردے جو محمل کے

زبان حال سے یہ مہر کا ہی قول گردون پر
بہت مدت سے ہین ہم سر بکف مشتاق قاتل کے

شریک بزم ہون اک لحظہ پر یونکی یہ حسرت ہے
ہوے ہین قاف سے تا قاف شہرے اُنکی محفل کے

ترے دیوانے کا جب خانۂ زندان مین دم نکلا
فغان کرنے لگے کس درد سے حلقے سلاسل کے

خدا دست طلب کو تاہ گر رکھے تو بہتر ہے
عجب ہوتا ہے اک رنگ خجالت مُنھ پہ سائل کے

روان رہتا ہے دریا آنسوؤنکا چشم گریان سے
گمان ہین آشناؤنکو مری مژگان پہ ساحل کے

مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سطوت
گئے گھر اپنے احباب اقربا سارے گلے ملکے

قضاے کار گائن گاتے گاتے کسی کام کو اُٹھی زیر کوہ آئی اُودھر سے خواجہ آئے تنہے خواجہ نے گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر بالاے کوہ آئے مقام پر گائن کے بیٹھے کچھ اشعار گاے بقراط بہت خوش ہوا عمرو نے کہا یا خداوند مجھکو آپ نے کمال دیا ہے اگر حکم ہو تو ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے بقراط نے احتشام سے اِشارہ کیا کہ کلید میخانہ اِسکو دیدو احتشام نے کنجی میخانے کی نکالکر حوالے کی خواجہ کنجی لیکر میخانے مین آئے پکارکر آواز دی ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین دوڑین اور گلابیان اُٹھا کر لیگئین کسی نے کُپّلے اُٹھا لیے تھوڑے عرصے مین سب ملازم ملکہ احتشام جادو کے شراب اُٹھا کر لیگئے خواجہ نے چالیس گلابیان بہ تکلف آراستہ کین اُسکو لیکر محفل مین آئے بقراط نے ہنسکر کہا کہ اے احتشام گائن تمہاری بڑی سلیقہ دار ہے کس تکلف سے شراب لائی ہے جی چاہتا ہے کہ بلا تامل پیجیے خواجہ نے لاکر شراب رکھی گھنگرو پانون مین باندھے گت ناچنا شروع کی آنکھ ملاکر بقراط سے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

چہرہ اُس شوخ نے جسدن نہ دکھایا مجھکو
دل بیچین رہا چین نہ آیا مجھکو

مثل موسی کے نظر کی تو غش آیا مجھکو
یار نے حسن کا جلوہ جو دکھایا مجھکو

تیرے ہاتھون مین رقیبون نے لگائی مہندی
مین تو واقف بھی نہ تھا عشق و محبت کی کبھی
کچھ خبر تجھکو نہین ای صنم پردہ نشین
واہ رے شوق ہوا سنتے ہی مین شادی گرگ
ای فلک اِس سے ہوا تجھکو بھلا کیا حاصل
استخوان تک سگ دلدار کے قابل نہ رہے
خوف سے زرد ہوا رنگ مرے چہرے کا
خیر میخانے کی تقسیم کیے خم کے خم
پھر رقیبون مین کسینے نہ اُٹھایا سر طوت

میری تقدیر نے یہ رنگ دکھایا مجھکو
بیٹھے بٹھلائے دلا تو نے ستایا مجھکو
دربدر تیری محبت نے پھرایا مجھکو
مژدۂ وصل جو قاصد نے سنایا مجھکو
میرے محبوب سے کیون تو نے چھڑایا مجھکو
آتش عشق نے اِسدرجہ جلایا مجھکو
شب فرقت نے جو مین آکے ڈرایا مجھکو
تو نے اِک جام بھی ساقی نہ پلایا مجھکو
رات کو بزم مین اُنکی جو غش آیا مجھکو

اِس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گاے کہ لقراط بیہوش ہوگیا خبر آئندہ و گذشتہ کی فکر نہ رہی خواجہ نے سر پر رکھکے جام دیا لقراط نے دونون ہاتھ بڑھاے جام لے لیا لبون سے لگا کر پی گیا اب عمرو نے پلٹ کر احتشام کو جام دیا احتشام حیران ہی کہ آج گلنار نے یہ کمال کہان سے پیدا کیا کس لطف سے راگ گارہی ہی اور سرسے شراب پلارہی ہی اب تو خواجہ نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے خواجہ نے اول سلما کو رہا کیا زبان سے جو سلما کی سوزن نکلی سلما اُٹھی چاہا لقراط پر کڑک کر گرون خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا سلما نے کہا خواجہ اِس مرتد کو چھوڑتے ہو اگر یہ قتل ہوجاے تو بڑا مطلب حاصل ہووے سارا طلسم یون ہی پڑا رہجاے جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ سلما کا پکڑا زمین شق ہوئی ایک پنجۂ فولادی پیدا ہوا لقراط کو اُٹھا لیگیا اب عمرو نے کنیزون کے کپڑے اُتارے زیور سبھون کا اُتار لیا بعضون کو قتل کیا اب طرف احتشام کے چلے کہ اِسکو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی او جلاد خبردار احتشام کو قتل نہ کرنا عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام پہلوے کوہ سے پیدا ہوا کہتا تھا کہ واہ بی سلما تمنے غضب کیا تھا خداوند کو قتل کراتی تھین مگر دیکھا کہ قدرت

کیسے نکل گئے بہکے گولہ مارا چاہا عمرو کو گرفتار کرلون کہ سلما آگے بڑھ گئیں گولے کو کاٹا ساحر نے آگ برسائی شعلے جو چمکے تو منھ بھی برسنے لگا احتشام پر دو چار قطرے جو گرے احتشام کی آنکھ کھلی دیکھا محفل مین دریاے خون بہ رہا ہی کئی کنیزون کے لاشے تڑپ رہے ہین للکارا کہ او سلما تو نے میرے پہاڑ پر یہ آفت برپا کی اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگی احتشام نے اشارہ کیا کہ اے سنگ بار جادو اسکو زندہ نہ چھوڑنا اُس ساحر نے ایک دو پتھر زمین پر مارا پتھر برسنے لگے سلما نے آنکھ سے اشارہ کیا جو پتھر گرا کنیزان احتشام پہ گرا کئی سر کے سر پھٹے جب دیکھا احتشام نے کہ میرے سحر نے میری کنیزون کو قتل کیا چاہا سامنے سے نکلجاؤن سنگ بار جادو سے کہا یہ دختر حکیم آغاز مصری ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا حکیم صاحب نے اسکو سب کچھ تعلیم کیا ہی احتشام سے یہ سُنکر اُس ساحر نے چاہا غرق زمین ہو جاؤن سلما نے سحر کیا زمین سخت ہو گئی وہ ساحر غرق زمین نہ ہو سکا احتشام آگ برسا رہی ہی کبھی خاک اُڑاتی ہی مگر سلما ہر ایک سحر کو دفع کر دیتی ہی آخر سلما نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اُسپر اسم سحر پڑھا سنگ بار پر پھینک مارا جیسے وہ مالا ٹوٹا فوراً سنگ بار جادو جھومنے لگا اور پکارا اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون اور میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

کب مین رویا پھر شکوہ کیون بلایا آپنے
پاس اک لحظہ نہ محفل مین بٹھایا آپنے

جانب صحرا چلا مین بھی گریبان پھاڑ کر
بیٹھے بٹھلائے نیا طوفان اُٹھایا آپنے

عاشقون مین ناتوان مجھکو سمجھکر اے صنم
اپنے عاشق پر نہ اکدن رحم کھایا آپنے

گرد اگر عندلیبون نے کیا ہی کیون ہجوم
مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپنے

کیا ہوا برسون جگایا جو حنا نے اپنا رنگ
جانکر کوہ غم فرقت گرایا آپنے

بعد مرنے کے تو دل ہوتا شگفتہ قبر مین
عطر گل پوشاک مین شاید لگایا آپنے

فاتحہ کا ذکر کیا مر کر کبھی آیا نہ یار
خون ہاتھون مین مرا آخر لگایا آپنے

پھول اک آکر نہ تربت پر چڑھایا آپنے
حیف ہی ایسا مجھے دل سے بھلایا آپنے

آنسوؤن کے ساتھ دل بھی خون ہوکر گیا	رنج دے دیکر مجھے ایسا رلایا آپنے
یاحسینؑ ابن علیؑ شاید ہوئی کوئی خطا	کربلا مین پھر نہ سطوت کو بلایا آپنے

سنگ بار یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے سلما کے آیا سلما نے کہا اے سنگ بار دعوی عشق کرتا ہوا ور دیکھ رہا ہے کہ احتشام ہمکو تنگ کررہی ہے کیسے کیسے سحر کیے ہمنے اپنے کو بمشکل بچایا یہ سُنکر سنگ بار طرف احتشام کے چلا جو کنیز راہ مین ملی اُسے قتل کیا احتشام نے دیکھا کہ سنگ بار اپنے ہوش مین نہین ہے کلمات سخت وسست کہتا ہوا آتا ہے کارد سحر جھولی سے نکالی سلما نے پلٹ کر کہا خواجہ نکل چلو آپس مین گوشت خود دندان سگ ہوتے دو یہ کہکر سلما نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا ہر چند خواجہ چیخے مگر سلما نے کچھ جواب نہ دیا لے اڑی یہان جب احتشام نے دیکھا کہ سنگ بار قریب آیا چاہتا ہے کارد سحر جھولی سے نکالکر سنگ بار پر کھینچ ماری کہ سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سنگ بار کو مار کر احتشام نے کنیزون کو ہوشیار کیا مگر ملکہ سلما نے جب دیکھا کہ قلعہ قریب رہگیا صحرا مین آکر خواجہ کو چھوڑ دیا کہا خواجہ اب جاؤ مین وقت پر آؤنگی خواجہ طرف لشکر کے چلے سلما غائب ہوگئین صبح کو صاحبقران قلعے سے نکلکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سب سردار بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج سب مسلح ومکمل مقابلے مین صاحبقران کے آکر اُترا ایلچی پاس صاحبقران کے بھیجا اور ایک نامہ بھی دیا مضمون یہ تھا کہ منم سفاک کرگدن سوار یا صاحبقران قلعہ چھوڑ دیجیے آپ چلے جائیے مین حلیم کو سزا سے معقول دونگا صاحبقران نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا ایلچی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھینکر ایلچی کو اُٹھا لیا جب وہ منتین کرنے لگا تب صاحبقران نے چھوڑ ا ایلچی رنجیدہ روانہ ہوا سفاک سے آکر کہا نامہ صاحبقران نے آپکا پھاڑ ڈالا مجھکو چند آدمی لپٹ گئے مین اپنی جان بچا کر نکل آیا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون

لشکروں مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری وقت سحر آیا نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا ۔ لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ۔ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان ۔ اٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

صاحبقران زمان سوار ہوے سرداروں کو لیکر میدان مین آئے اودھر سے دیکھا
سفاک سوار ہوکر میدان کارزار مین آکر پہونچا جا بجا صفین آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کرکے ہٹے سفاک نے گھنیڈ اپنا نکالا میدان مین آیا پکار کر آواز دی
اے فرقہ خدا پرستان مین سواے صاحبقران کے اور کسیکو نہین چاہتا امیر با توقیر
نے اشقر اپنا بڑھایا کہ لندھور و مالک وغیرہ گھوڑوں سے کود پڑے منتین کرنے
لگے کہ اے شہریار اس ملعون کے مقابلے مین ہم جاوینگے صاحبقران فرمانے لگے
اے سرداران نامی تم قانون سے میرے واقف ہو اسنے میرا نام لیکر پکارا ہے تم لوگ
تامل کرو حکیم صاحب بھی سرداروں کو منع کر رہے ہین کہ آپ لوگ قصد نہ کرین مگر
سردار نہین مانتے ضد کر رہے ہین کہ ہمین جاوینگے آقا کو نہ جانے دینگے اسوجہ مین
دیر جو ہوئی سفاک نے بلبلا کر آواز دی یا صاحبقران آپ نے ایلچی کو ذلیل کیا
اب میرے مقابلے مین آئیے تو بدلہ لون صاحبقران نے جھلا کر چاہا کہ اشقر نکالون
کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا نقابدار مرصع پوش صحرا سے پیدا ہوا مرکب بادرفتار
زیر ران نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچکاتا ہوا سامنے سفاک کے پہونچا اور پکار کر
آواز دی کہ یا صاحبقران ٹھہر جائیے یہ میرا شکار ہے نقابدار جو سامنے سفاک
کے آیا سفاک نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کاٹا سفاک نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکالکے ہاتھ مارا دیا برق شمشیر جو چمک کر گری سفاک نے سپر چہرے کی پناہ
کی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر اسر کلے جبڑے کو کاٹ کر
جگرگاہ تک تلوار پہونچی سفاک دو ٹکڑے ہو کر گرا ہمراہیان سفاک نے جو

اپنے افسر کو کشتہ پایا کل فوج نقابدار پر آپڑی نقابدار نے صاحبقران کو منع کیا کہ آپ میری شرکت نہ کیجیے مگر صاحبقران نے کہنا نقابدار کا نہ مانا گھوڑا اڑا کر جا پڑے سرداران صاحبقران بھی آپڑے مگر نقابدار صاحبقران سے آگے بڑھا ہوا جاتا ہے جسنے سامنا کیا نقابدار نے ہاتھ مار دیا بڑھ بڑھ کے افسروں کو قتل کیا ایک مقام پر ایک افسر نے بڑھکر سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کے شانے پر وہ تلوار پڑی کہ شانہ لشانہ ہوا نقابدار کے گھوڑے نے بدلگامی کی گھوڑے نے طرارہ بھرا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا شانے سے نقابدار کے خون جاری ہوا مگر نقاب جو چہرہ پے نظیر سے ہٹی روشنی اُس مقام پر ہوگئی امیر نے جو بہ نگاہ غور دیکھا تو ملکہ سلماے گوہر پوش کو پایا حیران جمال محو دیدار ہوے خواجہ تو ہمراہ رکاب صاحبقران تھے فرمایا ای خواجہ نئی بات دیکھو کہ ملکہ جنگ کر رہی ہین خواجہ نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی حکیم نے اپنی بیٹی کی شوکت بڑھانے کو یہ شعبدے کیے ہین امیر نے چاہا اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن مگر ملکہ اِس جوش وخروش مین جاتی ہین کہ صاحبقران قریب ملکہ کے نہین پہونچ سکتے ملکہ لڑتے لڑتے کونے پر لشکر کے آئین وہان پر آکے بادبان کو مہمیز کیا زخم شانے کا باندھ لیا گھوڑا اُڑا کر طرف صحرا کے روانہ ہوگئین امیر نے لشکر کفار کو شکست دی اسباب لوٹ لیا بارگاہین اُکھڑوالین خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا امیر نے جو پوچھا کہ کیون خواجہ خزانے مین کتنا مال تھا خواجہ نے جواب دیا خزانے مین کچھ نہ تھا امیر خاموش ہو رہے فرمایا جہان تمھارا قدم گیا پھر خزانہ کہان مل سکتا ہی عمرو نے کہا ای شہریار مین تو قرضے کے بار سے حیران ہون آج ایک حبہ نہین پایا امیر خاموش ہو رہے فرمایا ایسے لالچی سے کون کلام کرے امیر با توقیر بہ فتح وفیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے حکیم نے پوچھا باعث انتشار کیا ہی امیر نے فرمایا کہ ای حکیم صاحب حقیقت مین آپ نے اپنی دختر کو خوب تعلیم کیا کس زور وشور سے آج لڑی ہین کیسے کیسے سردار مارے حکیم نے سر جھکا لیا مگر حکیم کو بڑا خیال ہوا کہ امیر کے

دل مین سلما کی طرف سے بڑی جگہ ہو صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار حاضر خدمت ہین مگر حکیم اپنی بارگاہ سے اُٹھے باغ مراد مین آئے دیکھا کہ نخل مراد مین گل مراد کھلا ہوا ہوا اور خوشبو سے اُسکی سارا باغ مہک رہا ہو حکیم نے آکر بیٹی سے اپنی ملاقات کی کہا ای نور نظر اگر ہو سکے تو صاحبقران کو اطلاع کرو آج کی شب پھول اور رہیگا اور کل غائب ہو جائیگا سلما اپنے مقام سے اُٹھین ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جا کر صاحبقران سے اطلاع کرو کہ باغ مراد مین تشریف لائیے کنیز نے آکر صاحبقران سے اطلاع کی اور کہا کہ تنہا تشریف لائیے گا کسیکو اطلاع نہ کیجیے گا صاحبقران سب کی نگاہ بچا کر اُٹھے اشقر کو خود کسا سوار ہو کر چلے جب صحرا مین پہونچے تو دیکھا کہ ایک زنگی راہ مین کھڑا ہوا للکار رہا ہو کہ یا صاحبقران آپ کہان جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا ہم اپنے دل کے مختار ہین جہان مزاج مین آیا وہان جاتے ہین تو روکنے والا کون ہو زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگی کا کہ صحرا مین تلاطم ہوا کئی ہزار زنگیان آدم خوار اژدہا ہاے پشت نہنگ ہاتھ مین کلہاڑے چمکاتے ہوے بعضون کے ہاتھ مین دارہاے آہنی انکو ہلاتے ہوے بعض نیزے چمکاتے ہوے صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے نعرہ کیا اُن زنگیون سے لڑنے لگے جس کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر زنگیون نے چہار جانب سے گھیرا ہو صاحبقران کو سنبھلنے نہین دیتے چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش دوسو جوان پشت پر نیزے ہلاتے ہوے تلوارین چمکاتے ہوے آیا نقابدار نے وہین سے نعرہ کیا کہ او زنگیان آدم خوار کب تمکو چھوڑتا ہون اور آواز دی کہ یا صاحبقران آپ نہ گھبرائیے گا یہ کہکے نقابدار اژدر گر نقابدار مع دوسو جوانون کے شیرانہ لڑ رہا ہو لاش پر لاش گرا دی جس افسر کو دیکھا کہ ترغیب جنگ کر رہا ہو اُسی پر جا پڑا تلوار مار کر اُسکے دو ٹکڑے کیے اس زور و شور سے نقابدار لڑا کہ دوسو جوانون سے اُن سب کو قتل کیا باقی جو بچے وہ زنگی بھاگے بھاگ کر نکل گئے نقابدار نے صاحبقران کو رخصت کیا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار

بہادر تو نے عین وقت پر آکر مدد کی اپنے نام نامی سے مجھکو آگاہ کر نقابدار نے ہنسکر
کہا نام ہمارا آپ کو ظاہر ہو جائیگا آپ تشریف لیجائیے اگر اسوقت ہم نہ آتے تو یہ لوگ
آپ کو نہ جانے دیتے اس سرحد سے کوئی گذر نہیں سکتا بڑے بڑے بہادر آئے ان
زنگیون کے ہاتھ سے مارے گئے مین جانتا تھا کہ آپ اس صحرا مین آوینگے ضرور آپکو
یہ زنگی روکینگے آپ سے اور انسے فساد ہوگا لہذا مین نے ہرکارے مقرر کیے تھے
کہ جب صاحبقران یہان آوین اور مجمع مین زنگیون کے گھرین تو ہمکو خبر کرنا شکر ہے
کہ مین وقت پر پہونچا انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار
بہادر مجھکو نام کے دریافت کرنے کی بڑی آرزو ہے اگر اپنے نام نامی سے اسوقت ہمین
آگاہ کرو تو گویا ہمپر تمنے احسان کیا ایک یہ بھی احسان تمنے کیا کہ وقت جنگ میری
مدد کو آکر پہونچے نقابدار نے کہا یہ کوئی وجہ احسان کی نہیں ہے بہادر کا شریک بہادر
ہوتا ہے اب جائیے شام قریب ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کے اعزاز و اکرام مین فرق ہو امیر
فوراً اُسطرف متوجہ راہ ہوے نقابدار الٹ آیا اُدھر سے ایک شیر سامنے امیر کے ظاہر ہوا
وہ دھڑ دکہ مار کر امیر پر آپڑا صاحبقران نے ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا مرنا
شیر کا کہ صحرا مین ہنگامہ برپا ہوا صدہا شیر گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے امیر کو گھیر لیا
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا صاحبقران شیرون سے مصروف جنگ ہین گھوڑے کو بھی
سنبھالتے جاتے ہین کہ پھر صحرا سے گرد اُٹھی وہی نقابدار آکر شیرون پر گرا قتل کرنے
لگا تھوڑے عرصے مین سب شیر قتل ہوے صاحبقران قریب نقابدار کے آئے اور
فرمایا اے نقابدار بہادر یہ بھی تمنے احسان کیا کہ پھر تم آکر موجود ہوے نقابدار نے
کہا اے شہریار احسان کیسا مین نے تو خدمتگزاری کی شکر ہے کہ آپ نے مہلت پائی اب
مین رخصت ہوتا ہون امیر نے ہرچند پوچھا مگر نقابدار نے اپنا نام پھر نہ بتایا اور آپ
چلا گیا صاحبقران آگے بڑھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے جانے والے ذرا ٹھہر
جاؤ صاحبقران زمان نے دیکھا کہ کوئی سو نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئی دلوں کو
لبھاتی ہوئی آتی ہین نظم

وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کرین
فرشتے تھام کے دل اپنا آہ آہ کرین

وہ عشق بازہین جس سے کہ رسم و راہ کرین
کبھی نہ ترک کرین عمر بھر نباہ کرین

نحیف ہمکو کیا ہی یہ ہجر جانان نے
محال کیا ہی جو کروٹ بدل کے آہ کرین

خدا گواہ نہین اُنکے عشق مین راحت
کبھی نہ بھولے سے ہمتو بتون کی چاہ کرین

یقین ہی زلزلہ آئے زمین شق ہوجائے
جو تیرے عاشق مضطر لحد مین آہ کرین

خدا نے حسن دیا ہی وہ ای صنم تجھکو
جو دیکھین حضرت یوسفؑ تو تیری چاہ کرین

بتون کا عشق جنون مین جو لائے جانب کوہ
تو سنگسار ہمین اُڑکے سنگ راہ کرین

فراق یار مین گر امتحان ہو منظور
ابھی ہلادین فلک کو جو دل سے آہ کرین

مزہ شراب کا ہرگز نہ ہوگا پیری مین
بھلا خضاب سے بال اپنے کیون سیاہ کرین

کیا فراق نے تیرے یہ ناتوان ہمکو
جو چند گام چلین بھی تو آہ آہ کرین

ہوے ہین بسمل تیغ نگاہ خوب ہوا
جو مکرین بھی وہ تو آنکھون کو ہم گواہ کرین

قسم خدا کی سمایا ہی وہ حسین دل مین
جو حور ہو تو نہ اُسکی طرف نگاہ کرین

کبھی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اُلٹے
تو دل کو تھام کے عشاق آہ آہ کرین

اگر ہماری نقاہت مین شک کسی کو ہو
تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کرین

حسینؑ ابن علیؑ کا رہے غم ای سطوت
سنین جب اُنکے مصائب تو وسے آہ کرین

امیر نے جو یہ اشعار سُنے گھوڑے سے اُتر پڑے اُن نازنینون کے ساتھ چلے لیکن وہ نازنینان مہ جبین صاحبقران کو لگائے ہوئے لیے جاتی ہین کہ ہوا سے گرد اُڑی وہی نقابدار آکر اُن عورتون پر گرا جو سب کی افسر تھی پہلے اُسکو قتل کیا پھر کنیزون پر دست درازی کی دم بھر مین سب کو قتل کر ڈالا امیر نے دیکھکر فرمایا ای نقابدار بہادر عورتون پر اِسقدر بدعت نہ چاہیے نقابدار ہنسا کہا ای شہریار اگر مین نہ آجاتا تو یہ کل عورتین آپ کو لگا کر لیجاتین باغ ویران مین پہونچاتین یہ سب راہ مین نگہبان تھے جنکو کہ آپ نے قتل کیا غرض اِس فصاحت سے نقابدار نے کلام کیا کہ امیر باتوقیر نے مبہوت ہوکر فرمایا ای نقابدار بہادر اب اپنا نام نامی مجھکو بتاؤ صورت ذرا دکھاؤ یکنگر

نقابدار نے بند نقاب چہرے سے اُلٹا امیر نے ملکہ سلما سے گوہر پوش کو دیکھا ملکہ نے
کہا ای شہریار اگر مین فکر مین مصروف نہ رہتی تو آپ کو یہانتک پہونچنا دشوار تھا امیر
سلما سے ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی سلما نے کہا کہ ای
شہریار حکیم صاحب آتے ہین مین تو رخصت ہوتی ہون وہ آپ کو باغ مراد مین ضرور
لیجائینگے انشاء اللہ گل مراد دستیاب ہوگا ملکہ سلما بند نقاب چہرے پر آراستہ
کر کے روانہ ہوگئین سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا امیر نے دیکھا کہ آگے آگے
حکیم آغاز مصری ایک تخت ہمراہ لیے ہوے کئی سو جوانان سفید پوش اُس تخت کو کاندھا
دیے ہوے آتے ہین پشت پر کئی ہزار جوانان سفید پوش بخورات سب کے ہاتھ مین روشن امیر
کو آکر گھیر لیا حکیم صاحب نے عرض کی تخت پر سوار ہو جیے امیر نے فرمایا خدا میرے
تخت نشین کو سلامت رکھے مین تخت پر نہین بیٹھ سکتا حکیم نے عرض کی ای شہریار
آپ کو تخت پر سوار ہو کے باغ مراد مین چلنا ہوگا سوا اس تخت کے ممکن نہین
کہ گل مراد دستیاب ہو ناچار ہو کر صاحبقران تخت پر سوار ہوے کہ ایک طرف سے
فرآتا ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا گرد سر صاحبقران چرخ
مارنے لگا اور بہ فصاحت آواز دی کہ ای ساکنان طلسم خیال سکندری آگاہ ہو جو
طلسم کشا یعنی صاحبقران زمان قریب باغ مراد آپہونچے جسکو روکنا ہو وہ آکے
روکے یہ وہ دلیر ہین کہ لاکھون سے اکیلے لڑین مگر بموجب قاعدے کے مین نے اطلاع
کر دی حکیم صاحب منع کرتے ہین کہ ای طاؤس جنتی زیادہ غل نہ مچاؤ لڑائی تخت پڑیگی مگر
یہ صاحبقران زمان ہین مالک تیغہ عقرب سلیمانی نیمچہ سہراب یل بھی انکے قبضے مین
ہی سپر گرشاسپ نوجوان انکی پشت پر اگر ساحر جمع ہونگے تو کیا کرینگے یہ تخت
سکندری پر سوار ہین یہ تخت انکو برابر گل مراد کے پہونچائیگا ای طاؤس جنتی انکے
خیر خواہ رہو تمنے جو آواز دی شوکت و حشم بڑھایا بس اب خاموش رہو وہ طاؤس
اور زیادہ بلند ہوا اور کہا جناب حکیم صاحب اب آپ تو رخصت ہو جائیے امیر کو جانے
دیجیے آپ کی صاحبزادی نے نگہبانون کو مٹایا صاحبقران کو یہانتک پہونچایا اب آپ

زیادہ جستجو نہ کرین ورنہ بدنام ہو جیےگا ایسا نہ ہو کہ لقراط ثانی کو خبر ہو جاے فوجین قفر ہشت پہل پہ جمع ہین اس پھول کے ملنے سے طلسم کشا کو قوت ہو گی عجب کیفیت ہو گی یہ سُنکر حکیم صاحب نے پایۂ تخت سے ہاتھ ہٹایا پلٹ کر ساتھ والون سے کہا یارو تم لوگ نکل چلو وقت پر براے مدد آوینگے وہ فوجین آتی ہین کہ جنکی برداشت کوئی نکرسکیگا مگر اِسفین جلیل کا کام ہی فرزند اِنکے آتے ہین جو آئیگا وہ قیامت برپا کریگا بادشاہ اسلام کہ مالک نقش سحرکش ہین وہ تشریف لائینگے آج ساحرون کا خاتمہ ہی سب ساتھ والے غائب ہوے حکیم صاحب نے صاحبقران سے کہا اے شہریار جب تخت آپ کا باغ مراد مین پہونچے اور گل مراد نظر آئے فوراً اُسپر ہاتھ ڈالدیجیےگا مگر اسم اعظم الٰہی ورد زبان رہے تب پھول ہاتھ لگےگا مین تو رخصت ہوتا ہون یہ کہکر حکیم صاحب نے پایۂ تخت سے ہاتھ ہٹایا مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دور سے یہ معرکہ دیکھا آکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا باد مُہرے پانؤن مین باندھ لیے گلیم عیاری ایک کاندھے پر دوسرے کاندھے پر جال الیاسی جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین تخت یہانتک بلند ہوا کہ امیر جانتے تھے مین آسمان کو چھو لون گا دور سے روشنی معلوم ہوئی تمام باغ گلہاے رنگارنگ سے بھرا ہوا ہی یہانتک عظیم الشان اُسپر بیلین بنی ہوئی ہین نقش ونگار بے حد وبے شمار امیر نے جو اُس باغ کو دیکھا پلٹ کر کہا خواجہ اگر یہی باغ مراد ہی تو حقیقت مین بے مثل و بے نظیر ہی نہین معلوم گل مراد کیا چیز ہی کیونکر دستیاب ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کی اے شہریار آپ قصد کرین کہ باغ مین داخلہ ہو امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا تخت طرف تخت کے متوجہ ہوا جیسے ہی باغ کی سرحد مین پہونچے ہزارہا طائر جو درختون پہ باغ کے بیٹھے تھے شاخون سے اُڑے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی زمزمہ سرائی سے یہ آواز معلوم ہوتی تھی نظم

جان اپنی نثار کرتے ہین جب کسی بت کو پیار کرتے ہین	ہم تجھے دل سے پیار کرتے ہین شکر پروردگار کرتے ہین

ہنسکے وہ شوخ مجھسے کہتا ہی — آپ کیا مجھکو پیار کرتے ہین
آپ کے گیسوون کی خوشبو پر — مشک و عنبر نثار کرتے ہین
ضد ہی ہمسے ہوا کے جھونکون کو — گل جو شمع مزار کرتے ہین
غیر سے کھیلتے نہین گیندا — وہ مجھے سنگسار کرتے ہین
دل چرایا ہی جب سے عاشق کا — نہین آنکھین وہ چار کرتے ہین
روز ہم تجھکو او شہ خوبی — یاد بے اختیار کرتے ہین
غمزہ و ناز پر ترے او جان — جگر و دل نثار کرتے ہین
دل مین رہ رہ کے کیا ہو درد اُٹھتا — آہ جو بار بار کرتے ہین
تیرے عارض پہ باغ مین بلبل — گل تر کو نثار کرتے ہین
توڑ کر پھول باغ مین گلچین — دل بلبل فگار کرتے ہین
جب تجھے دیکھتے ہین او ساقی — یاد فصل بہار کرتے ہین
تیر مژگان سے اب وہ در پردہ — طائر دل شکار کرتے ہین
دیکے خط اُس سے نامہ بر کہتا — ہم ترا انتظار کرتے ہین
باتین کیا غیر سے ہین در پردہ — کیون وہ شغل ستار کرتے ہین
قہر ہی اپنے عاشقون مین وہ — نہین مجھکو شمار کرتے ہین
نعمتین اُسنے دی ہین او سلطان — شکر لیل و نہار کرتے ہین

صدا سے طائرون کی سر پھرنے لگا مگر خواجہ عمرو پایۂ تخت سے لپٹے ہوے ہین یک جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھا گوشۂ باغ مین وہ روشنی ہی معلوم ہوتا ہی کہ نیر اعظم خروج کر رہا ہی ویسی ہی شعاعین وہی روشنی عمرو نے کہا یا صاحبقران طرف گوشۂ باغ کے نگاہ اُٹھا کر دیکھیے امیر نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین انتہا کی روشنی ہی کہا خواجہ کسطرف آگذرے نیر اعظم خروج کر رہا ہی یہ اُسی کی روشنی ہی طائرون نے جب دیکھا کہ ہمارے ہی زمزمہ سرائی سے کچھ نہ ہوا اور صاحبقران نے تخت اپنا طرف روشنی کے بڑھایا تخت سن سن جاتا ہی جب اسم اعظم پڑھکر اشارہ کرتے ہین تخت بڑھ جاتا ہی امیر

جب قریب پہونچے تو بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک پھول مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہے کان مین آواز آئی کہ یا صاحبقران دھوکا نہ کھائیے گا یہی گل مراد ہے ہماری نصیحت آپ کو یاد ہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اشارہ کیا تخت اُڑتا ہوا قریب اُس نخل کے پہونچا مگر تخت کا جو عکس پڑا روشنی نخل کی کم ہوئی پہلے مثل برق چمک رہی تھی اب بہ نگاہ غور دیکھا کہ اُس پھول کی خوشبو سے تمام باغ معطر و معنبر ہو رہا ہے امیر نے چاہا ہاتھ بڑھا کے پھول توڑ لون کہ نقارے پر چوب پڑی آواز آئی کہ ہم سلمان زرین علم دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج تخت اُڑائے ہوئے آتا ہے اور ساتھ والون سے کہ رہا ہے کہ یارو غضب ہوا جد طلسم کشا قریب گل مراد پہونچ چکا اب ہاتھ بڑھانیکی دیر ہے مگر اسطرح گھیرو کہ پھول نہ پا سکین فوج نے بلوہ کیا حربے صاحبقران پر پڑنے لگے صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچا اور نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بگن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ عمرو نے بھی بجوش و خروش اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

صاحبقران تیغۂ عقرب سے لڑنے لگے کہ دوسری طرف سے ڈنکے کی آواز آئی دوسرا بادشاہ سیکسار اختر فوج پشت مرکب پر سوار چھ لاکھ فوج پشت پر آ کے کہا ہی حکم ہے کہ صاحبقران کو مار لو امیر تخت سے کود پڑے اب گل مراد سے الگ ہوے عمرو نے حقہ ہائے آتش بازی مارے کہ تیسری طرف سے گرد اُٹھی ایک بادشاہ سوم

بہ نعمان زرین علم چار لاکھ فوج سے پیدا ہوا چوتھی طرف سے گرد اُٹھی جو تھا بادشاہ موسوم بہ جمشید زران زرین پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچا آتے ہی حکم دیا کہ امیر کو مار لو چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہی اُس مجمع مین صاحبقران لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی صاحبقران نے دیکھا کہ شاہزادہ سعد بن قباد آکر پہونچے صاحبقران کو جو گھرے ہوے دیکھا فوج کو اشارہ کیا جادوگرنیون نے بڑھکر سحر آغاز کیا غیر ساحر بھی تلواریں کھینچکر جا پڑے بادشاہ بھی چاہتے ہین کہ ٹر بھڑ کر اپنے کو تا بہ صاحبقران زمان پہونچاؤن مگر فوج کا وہ بلوہ ہی کہ لڑ رہے ہین ایک ایک اِنکے پہلوان پر دس دس اہل فوج چھائے ہوے ہین مگر ہمراہیان بادشاہ وہ دلیر ہین کہ جان پر کھیل رہے ہین اور لڑائی کو جھیل رہے ہین مگر خواجہ عمرو حقہ ہاے آتش بازی مار رہے ہین فوج کو للکار رہے ہین اُس مجمع عام مین عمرو نے سرود نکالا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

سر بکف ندت سے ہون کچھ زور چلتا ہی نہین
اپنے گھر سے ہاے وہ قاتل نکلتا ہی نہین

کر دیا ہو عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ
اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہین

ہجر کی شب گرچہ آہین ہین ہماری پر اثر
دل ترا او بُت وہ پتھر ہی پگھلتا ہی نہین

لاکھ سمجھایا اُسے تو پاس غیرون کے نہ جا
رنگ اُس گل کی طبیعت کا بدلتا ہی نہین

بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنسکے کہتا ہو وہ شوخ
کیسا سائل ہو کہ دروازے سے ٹلتا ہی نہین

دوستو فرقت سے بہتر ہو جو آے مجکو موت
سخت جان ایسا ہون دم میرا نکلتا ہی نہین

ناتوانی نے یہ اے قاتل دکھایا ہو اثر
کُند خنجر ہو گیا گردن پہ چلتا ہی نہین

وصل کی امید ہو کسطرح اُس بے رحم سے
جو فقط بوسے سے دل میرا بدلتا ہی نہین

وحشت دل سوے صحرا کیون نہ لیجاے مجھے
کیا کہون دل سیر گلشن سے بہلتا ہی نہین

کربلا جانیکا اے سطوت اِرادہ ہو ضرور
ہند مین اب دل کسی صورت بہلتا ہی نہین

عمرو کے گانے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ ہزارون جوان گانے پر متوجہ ہوے عمرو نے جو دیکھا کہ میرے گانے پر سب متوجہ ہین اور زیادہ نغمہ سرائی کرنے لگا اب تو لاکھون جادوگر بھی مبہوت و بآخر ہو رہے ہین صاحبقران قتل کر رہے ہین عمرو گا رہا ہو امیر پر انتہا کا بلوہ ہو کر

صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پر ور دس لاکھ فوج سے پیدا ہوا طہماس آ کے فوج پر گرا نجم اختر شناس وغیرہ مصروف سحر خوانی ہوے اسطرح کے سحر کیے کہ اہل فوج متفرق ہونے لگے امیر حیران ہیں کہ طہماس آیا مگر نور الدہر ہمراہ نہیں ہیں یہ کیا معرکہ ہو کہ یکایک طہماس نے بیقرار ہو کر دست دعا بلند کیے پکار اٹھا کہ ای خالق ارض وسما صاحبقران کو اس آفت سے بچالے اور ای کریم و رحیم تو مالک و مختار ہو اب اپنا رحم شریک کر نظم بطور مسدس

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون روز و شب گردد بہ فرمان تو این گردون دون		صانع عالم توئی ای خالق چیون وچگون بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
	صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی	
جلوۂ قدرت بنمودی در گلستان بار بار گاہ از روے خزان وگاہ از رنگ بہار		گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از داماں خارہ گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار
	گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی	
سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون		بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر درون در دل ہر سوختہ دلسوز تخم کردی فزون
	گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی	
وہ چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ		تحفۂ مرقوم بہر حمد جانان کردہ در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ
	مسلک ہندی بہ نظم این سلک گوہر ساختی شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی	

طہماس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ساتھ والون نے آمین کہی آسمان پر سناٹا ہوا

دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جن کی گردن پر سوار چلے آتے ہین اُس جن نے نور الدہر کو قریب نخل مراد پہونچایا نور الدہر نے قریب پہونچتے ہی پھول پر ہاتھ ڈالا اہل فوج نے تعاقب صاحبقران چھوڑا نور الدہر پر آ گرے نور الدہر نے تیغۂ طلسمی کھینچا گل مراد ہاتھ مین لیکر گردن سے سیمران جنی کی اُتر ے اپنے نام کا نعرہ کیا باشیر ای کافران بیحیا و ای نابکاران پردغا ہر کہ ندانند و اند و بشناسند منم نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران عالیشان فتاح طلسم خیال سکندری بہادر رہ وجری مہر سپہر برتری نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہیانہ عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو و ررزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — نقارۂ ایک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرۂ نور الدہر کی صدا بلند ہوئی ہمائے مرصع پوش و ملکہ شعلۂ جوالہ و ملکہ زعفران زعفران پوش و حکیم ارسطوے ثانی و سکندر ثانی و جمشید زرین ترکش وغیرہ بڑھکر مصروف سحر خوانی ہوے سکندر نے بڑھکر اُن بادشاہون پر سحر کیا آگ برسنے لگی ایک دریاے قہار نے موج ماری آگ برسنے لگی ہر طرف سکندر دوڑتا پھرتا ہی جس طرف زیادہ بلوہ دیکھا اُسی طرف جاکر دریا جاری کیا لاکھون کو ڈبوکر مارا لیکن ہمائے مرصع پوش نے جوڑا کھولکر جو سحر کیا نو ہزار ساحر بیقرار ہو کر یہ اشعار بآواز بلند پڑھنے لگے

نظم

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دل کو — بیٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دل کو
اکسیر سے بہتر ہی در یار کی مٹی — منظور نہ چاندی ہی نہ سونا مرے دل کو
تا صبح یہ تجھے یاد کیا مجھکو جگا کر — بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دل کو
بیوجہ رُلانا نہین دکھلا کے رُخ یار — آنکھون کو ہی ساتھ اپنے ڈبونا مرے دل کو
بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکل جاے — رکھتا ہی بہت تنگ یہ کونا مرے دل کو

یوسف سے حسین ہو کے کوئی طفل تو چاہون — کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دل کو
بازیچہ ہستی ہین وہ مجنون پری ہون — اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دل کو
پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لالہ — داغ اوڑھنا ہی داغ بچھونا مرے دل کو
نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا — رسوائی ہو اُس دُکھڑے کا رونا مرے دل کو
نظارہ کیا تھا پہ وہ دیدار کو ترسا — دن رات رہا آنکھون کا رونا مرے دل کو
خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہی — اچھا نہین اِس تخم کا بونا مرے دل کو
تر گریۂ شادی سے رہونگا مین شب وصل — ہے وصل کے منھ مین ہی بھگونا مرے دل کو
گل سے جو کبھی قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے — یاد آتا ہی منھ کا ترے دھونا مرے دل کو
کچھ خاک اُڑانے سے نہین بلنے کا آتش — بیکار ہے مٹی کا ہی ڈھونا مرے دل کو

ہزارہا جادوگر اور غیر ساحر اشعار پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے ایک طرف سے ملکہ
زعفران زعفران پوش نے بھی یہی سحر کیا مگر سکندر ثانی نے صفین اُلٹ دین اِدھر
کیوان زرین علم جو لڑ رہا تھا تیغہ ہاتھ مین چاہتا ہی کہ جا کر نور الدہر کو مارے ون سکندر
نے بڑھکر زلفین ہلائین کاکل کو جو جنبش ہوئی صدہا مار ان سیاہ آسمان سے گرنے لگے
جس پر مار سیاہ گرا اُسکو ڈس لیا سیکڑون گرے ہزارون تڑپ رہے ہین ہزارون پانی
ہو کر بہ گئے ایک طرف سے جمشید زرین ترکش سحر کر رہا ہی ایک بادشاہ کو بڑھکر مارا
فوج کو بے سروار کیا مگر نور الدہر نے جب سے پھول پایا جب سے آفت برپا کر دی ہی
جب پھول چمکاتے ہین ساحرون کے بدن مین آگ لگی جاتی ہی جل جلکر گر رہے ہین
بعض دیوانہ وار پھر رہے ہین عجب ہنگامہ ہی بارہ کوس کے گرد سے مین وہ باغ ہی سارا
باغ فوجون سے بھرا ہی کہ ایک طرف سے بوق ترکی کی آواز آئی دیکھا شاہزادہ غضنفر
بن اسد اپنے قزاقون کو لیکر پہونچا ایک طرف سے فوج مین داخل ہوا دوسری طرف سے
لڑتا بھڑتا نکل گیا پھر اُدھر سے پلٹا نور الدہر نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ
اے برادر بجان برابر ہمسے ملاقات کر کے جانا غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا بوق ترکی کو بجایا
جسمین یہ آواز تھی کہ اے قزاقان بزنید و بہ بندید و بکشید قزاقون نے پھر سری لی مال

لوٹ لوٹ کر گھوڑون پر لادرہے ہین جنگ مین بھی مصروف ہین جو سامنے آیا اُسے ٹوکا اور
مارا کسی پر تیر مارا دیا کسی کو بڑھکر نیزہ مارا ہزارہا کافر گرے پامال کرتے ہوے نکل گئے دور
جاکر تیرون کی بوچھار کردی سرجنید نورالدہر نے پکارا اگر غضنفر لڑتا بھڑتا ہوا نکل گیا
کسی کے پکارنے کا غضنفر نے جواب نہ دیا بوق ترکی نکالکر بجایا جس مین یہ صدا نکلی کہ ای
قزاقان بدر رہ وید سکندر ثانی نے چاہا بڑھکر نورالدہر کو تخت پر سوار کرون اِدھر
سیران جنی جنگ طلسم کشا دیکھ رہا تھا کہ جو قریب پہونچا وہ مارا گیا ایک طرف امیر جنگ
کررہے ہین ایک ہاتھ مین تیغۂ عقرب سلیمانی دوسرے ہاتھ مین تیچہ سہراب یل عمرو نے
قریب آکر کہا ای شہریار اب زیادہ کدوکاوش نہ کیجیے ملاحظہ فرمائیے طلسم کشا نے گل مراد
لے لیا دیکھیے چیکار رہے ہین ہزارہا ساحر نابینا ہوگئے اُسی کے آنے سے بھگدر پڑی
ہوئی ہی فوج کافران جنگ سے عاجز ہی دیکھیے مجبور ہو رہے ہین ایکطرف سے گرد اُڑی
ہمراہیان صاحبقران بھی آکر پہونچے مصروف جنگ ہوے کفار اِن فوجون کو دیکھکر
کہتے ہین اِن مسلمانون نے آپس مین وعدہ کرلیا تھا دیکھو کیسے وقت پر پہونچے ہین
بادشاہ اسلام بھی کیسے وقت پر آگئے نقش سحر کش گلے مین کسی ساحر کا سحر تاثیر نہین
کرتا صاحبقران زمان کا یہ حال ہی کہ اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو سحر کسی نے کیا اُلٹا پلٹکر
اُسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاکھون جادوگر کا کشت وخون ہوا آخر
چارون بادشاہ ہاتھ سے سکندر ثانی کے مارے گئے بادشاہون کا مارے جانا اور
فوجون کا بیدل ہونا علمداران لشکر اشعار پڑھتے ہوے بڑھتے ہین ساتھ والون کو
پکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید ایک علمدار پر صاحبقران زمان
جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم علمدار کو قلم کیا ایک علمدار کو بادشاہ اسلام نے
بڑھکر مارا دو علم جو سرنگون ہوے فوجون مین بھگدر پڑی دو علمدار نورالدہر نے
مارے ایک طرف سے نازنینان مہ جبین نے ایسا سحر کیا کہ ہر طرف لوگ چیختے پھرتے
ہین کوئی غل مچاتا ہی کوئی گریبان چاک منھ پر خاک سر ٹکرا رہا ہی کوئی فریاد کر رہا ہی کوئی
سامری وجمشید کو پکارتا ہی کوئی پکار رہا ہی کہ یا خداوند بقراط ثانی اِسوقت مدد کو آیئے

ہاتھ سے اہل اسلام کے بچائیے ایک طرف سکندر نے کشتون کے انبار کر دیے لیکن
سیران جنی نے جب دیکھا کہ فوجین بھاگنے لگین نور الدہر دریاے خون مین ڈوبے
ہوے تیغہ طلسمی ہاتھ مین ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین سیران جنی ایک طرف
کھڑا دیکھ رہا تھا آخر کو جھپٹا قریب نور الدہر کے آیا عرض کی آقاے نامدار نکل چلیے آپ کو
مرحلے پر جانا ہی نور الدہر جست کر کے بموجب حکم لوح گردن پر سیران جنی کی سوار
ہوے سیران جنی نور الدہر کو لے اُڑا طہماس نے جو دیکھا کہ آقا نکل گئے فوج کو
لیکر ایک طرف روانہ ہوا جب طہماس بھی نکلگیا اور صاحبقران نے دیکھا کہ میدان
صاف ہوا اُس باغ کا وہ اعزاز و اکرام نہ رہا درخت جل گئے پتون سے آگ نکل رہی ہی
خواجہ عمرو برابر کھڑے عرض کر رہے ہین کہ ای شہر یار شکر پروردگار کیجیے کہ گل مراد
نور الدہر نے پایا اب وہ کامل طلسم کشا ہوے لقراط پر جفا پڑیگی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ ہماری فوج نے لڑائی فتح کی اب اِن صاحبون کو لیکر کہان چلین کہ طرف سے صحرا
کے گرد اُڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی امیر کو آکر خبر دی
کہ حضور مبارک ہو طلسم کشا نے گل مراد پایا اب وہ تو مرحلے پر جاتے ہین آپ قلعے پر
تشریف لے چلیے صاحبقران نے چاہا پلٹون فوج سب ساتھ ہی جادوگرنیان ابرہاے
آتش فشان پر سوار ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی صاحبقران نے دیکھا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
حکیم آغاز مصری کئی ہزار سفید پوش ساتھ بخورات سب کے ہاتھ مین روشن بہ اعزاز
آکر پہونچے صاحبقران کو نذر دی کہا حضور مبارک ہو کہ آپ کے پوتے کو گل مراد
پہونچا اب جو جفائین ہین وہ آپ کی ذات کے واسطے موجود ہین کئی پہلوان آپکے
مقابلے کے مشتاق ہین یہ کہکے صاحبقران کو پشت اشقر پر سوار کیا امیر مع کل فوج
و جادوگرنیون کے بہ اعزاز و اکرام تمام بہ شوکت مالاکلام قریب قلعہ آکر اُترے بارگاہ
سلیمانی استادہ ہوئی امیر آکر بیٹھے سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد آکر بیٹھے مگر جتنے
دست راستی ہین جرأت نور الدہر کی تعریف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حقیقت
مین صاحب اقبال ایسے ہوتے ہین کہ وقت پر آپہونچے کس زور و شور سے گل مراد لیا

اور لیکر روانہ ہو گئے سیمران جنّی اپنی پشت پر لیکر آیا اور پھر اُسی طرح لیگیا یہ دن بھلا کسکو نصیب ہوا خدا نے یہ فخر نورالدہر کو دیا دست چپی خاموش بیٹھے ہین بلکہ ملول و حزین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس نہین معلوم کس فکر مین ہین صاحبقران سب کی سُن رہے ہین فرماتے ہین اِس طلسم کی فتاحی خواجہ نرادون نے بنام نورالدہر بیان کی ہی وہی طلسم کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی آپ سب صاحبون نے دیکھا کہ سمقدمۂ گل کمراد کیا گذرا حکیم صاحب کا قول تھا کہ پھول آپ کو ملیگا عین وقت پر کیسے آکے پہونچے پھول لے گئے خدا اُسکو فتح و ظفر نصیب کرے حقیقت مین یہ طلسم بڑا سخت ہی عجب عجب قاعدے نکلتے ہین یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر صاحبقران کو دعائین دینے لگے قطعہ

اے بہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد
لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر
وے نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو یہان سے بارہ کوس پر نقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان بالشکر و فوج آتے تھے بیشہ مین ایک پہلوان رہتا تھا اُسنے آکے روکا اُس سے مقابلہ پڑا اُس شیر نے اُسکو زخمی کیا فوج بے حساب اُسکے ساتھ تھی یلغز کر دیا آٹھ پہر گذرے کہ وہ اُس مجمع مین گھرے ہوے ہین غلام اپنی آنکھون سے دیکھ آئے کہ زخمون مین چور چور لڑ رہے ہین یقین ہی کہ اب گرفتار ہو جائین یہ سُنکر امیر اُٹھے تیغۂ عقرب پر ہاتھ ڈالا نگر مالک نے سب سے پہلے اُٹھکر عرض کی حضور کیون تکلیف فرماتے ہین غلام جا کر اُنکو لیے آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے مالک تم ایسے ہی ہو جو کہتے ہو وہی کرو گے مگر میرا دل کیونکر قرار پکڑے یہ خبر سُنکر ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے ہرچند کہ مین اس فکر مین تھا کہ طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کرون بقراط ثانی سے جنگ آغاز ہو مگر اب یہ خبر وحشت اثر سُنی مگر کیون یارو قاسم ساتھ ہین تو غنی کی اُنکا نشان نہین ہمنے اُنکو نہین دیکھا اور سرداران ایرج ہین امیر نے اشقر طلب کیا پشت اشقر پر سوار ہوے سرداران دست راستی و دست چپی اُٹھے امیر کے

ہمراہ ہوے صبا سے سحر خیز و گلگونہ جادو امیر کے ہمراہ ہی یہ فوراً اپنے مقام سے اُٹھین
ابر بہار پہ سوار ہوکے چلین امیر نے منع کیا کہ تمھارا جانا بہتر نہین جادوگرنیون نے
عرض کی کنیزین جاکر ایک سحر مین آفت برپا کردینگی امیر نے فرمایا تمھارا پہونچنا اُس کے
خلاف ہوگا ہرچند کہ وہ زنہدار ہی مگر قاعدے کا پابند ہی یہ فرماکر روانہ ہوے جادوگرنیون
نے اپنے اپنے ابر روکے امیر سردارون کو ساتھ لیکر چلے یہان وہ وقت ہی کہ ایرج
نوجوان تمر وخون آشام سے مصروف جنگ ہین سردارون نے جو ایرج کو زخمی
دیکھا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے پکار رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

منتقل شد از گلستان چون مکان عندلیب	بر زبان ہا ماند باقی داستان عندلیب
شد بہار آخر شد آخر شور بلبل در چمن	موسم گل رفت رفت از جسم جان عندلیب
خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چمن	مسکن زاغ و زغن شد آشیان عندلیب
گل نمیدارد ز سوز باطن بلبل خبر	گرچہ تا گردون رود شور و فغان عندلیب
از گہر پر کرد دامان گل اندر بوستان	مثل شبنم دیدۂ گوہر فشان عندلیب
ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان	نالہ و شور و فغان برپا بسان عندلیب

جب تمر وخون آشام طرف ایرج نوجوان کے بڑھتا ہی ہر سردار آگے بڑھکر سینہ اپنا
سپر کرتا ہی اپنے کو زخمی کراتے ہین مگر اپنے آقا کو بچاتے ہین آٹھ پہر گذر چکے ہین کہ ایرج
نوجوان تین لاکھ کافرون مین گھرے کٹتے ہین کہ دیکھیے اِس بلا سے کیونکر نجات
ہو مگر نوج تمر وخون آشام کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی تمر وخون آشام ایک پہلوان ہی
دیو خصال عفریت مثال مصروف جنگ ہی یہی چاہتا ہی کہ ایرج کو گرفتار کرلون ساتھ
والون سے کہتا ہی اِن مسلمانون نے تمام طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا مگر کہین آجتک
شکست نہ کھائی تھی مین ہمیشہ امیدوار تھا کہ میرے بیٹے کی طرف رُخ کرین تو مین
خدمت کرون ایرج نے کرہ بن اشتر کو بڑھایا ہر مرتبہ یہی چاہتے ہین کہ تمر کو مارلون
مگر تمر وسپر فولادی سر پر کھینچے ہوے اپنے کو بچاتا ہی ایرج نے جب سامنا کیا زخم کاری

کھایا تمرد ہر مرتبہ وار کرتا ہی اور ہٹ جاتا ہی جھومتا پھرتا ہی عیار اِسکا کاؤس دوندہ برابر
گینڈے کے تھا اُس سے کہا کہ نہین ہو سکتا کہ ایرج کو گرفتار کرلے کاؤس نے کہا کہ ابھی
ممکن ہی یہ کہکے چارسو عیار ساتھ لیے سامنے آکر سیاہہ دکھایا ایرج جیتے جیسے ہی نخلستان
مین آئے چارسو عیارون نے حلقہ ہاے کمند مارے ایرج نے کئی سو حلقے کاٹے مگر چند حلقے
گردن مین پڑے کہ گھوڑے سے گرے تمرد نے سردارون کو اِشارہ کیا اتر رے بلوے
کے ایرج کو گرفتار کرلیا فوراً آہنگر حاضر ہوا ایرج کو مسلسل و مطوق کیا اور اپنے پر
سوار کرلیا سرداران ایرج جانباز سرفروش تلوارین کھینچکر گرے چاہتے ہین قید چھین
لین مگر تمرد خون آشام اپنے سردارون کو ساتھ لیے ہوے لڑ رہا ہی قیدی پر قبضہ ہو گئی
ہزار نیزہ دار گرد سقر رکیے ہین وہ کسی کو قریب نہین آنے دیتے نیزے چمکا رہے ہین
گھوڑے دوڑا رہے ہین سرداران ایرج زخمدار ہوے مگر پیچھا نہین چھوڑتے
نیلم زنگی و فیلم زنگی مردانہ وار لڑ رہے ہین کیا مجال کہ ایک کافر کو جینے دین ہر مرتبہ
جا پڑتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اپنی جان دین ایرج کو چھڑائین مگر تمرد خون آشام
گینڈا بڑھا کر جا پڑتا ہی نیلم کو زخمی کیا فیلم کو بھی زخمی کیا تمرد نے کاؤس کو اِشارہ کیا
کہ اِنکو بھی گرفتار کرلے کاؤس چلا آکر نیلم و فیلم کو گرفتار کرلیا جملہ سردار ساتھ ایرج
کے گرفتار ہوے اب تمرد خون آشام بلبلا رہا ہی کہتا ہو صاحبو تمنے دیکھا میرے بیٹے
کی طرف آنیکا لطف اُٹھایا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون آجتک کوئی میرے
بیٹے سے صحیح و سالم نہین گذرا جو آیا زیر و زبر ہوا اب سب کو خدمت خداوندین
لیے چلتا ہون شاپور نے جو دیکھا کہ آقا کے ساتھ سب سردار گرفتار ہوے حیران
ہو کہ کیا تدبیر کرون سوچا کہ نور الدہر کو جا کر اطلاع کرون وہ فوراً آوینگے مگر آقا کے
خلاف ہو گا خیر جو کچھ ہو تمرد نے اُسی وقت کوچ کیا طرف قصر ہشت پہل کے چلا مگر
شاپور بھی نکلکر بھاگا سوچتا ہوا چلا کہ نور الدہر کس مقام پر ہین قضاے کار شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان گل مراد لیکر آئے ہین لوح کو ملاحظہ کیا ہی لوح نے خبر دی
کہ بعد ایک دن کے مرحلے پر جانا چاہیے نور الدہر رک گئے نجم اختر شناس نے پوچھا

کیون آقاے نامدار کیون تامل فرمایا نور الدہر نے کہا لوح مین نوشتہ پایا کہ ایک شب تامل کرو کل انشاء اللہ جاؤنگا یہ فرماکر بارگاہ مین آ بیٹھے تمام شاہزادیان گرد بیٹھی ہین اور صحبت عیش آراستہ ہی شبرنگ بن عمرو یہ اشعار گا رہا ہی نظم

خضر بھی اُنکے خط سبز پہ شیدا ہوتے
ہمکو معلوم جو ہوتا کہ ہی تو ہرجائی
اُنکو منظور رہی حوروں سے لڑائین آنکھین
وعدۂ وصل جو لینا تھا تو اُسنے یہ کہا
بن سنور کے جو کبھی گھر سے نکلتا وہ شوخ
تو جو آیا ہی مرے ساتھ تو کر سیر چمین
تن بیجان مین ابھی جان مرے آجاتی
تجھسا معشوق حسین اور بھی پیدا کرتے
نوجوان کو مرے ای چرخ کہن چھیڑ دیا
لب جان بخش کی جنبش سے جلا لیتے ہمین
ہاے بدنام جہان مین ہوے دلکے باعث
شمع فانوس مین ہی گرد ہین پروانے جمع
کربلا جاکے قضا آتی اگر ای سطوت

لب جان بخش پہ مرتے جو مسیحا ہوتے
تجھکو دل دیکے زمانے مین نہ رسوا ہوتے
ہین اشارے طرف عالم بالا ہوتے
بات کچھ کہتے ذرا آپ جو تنہا ہوتے
دیکھکر لوگ اُسے محو تماشا ہوتے
دیکھ اشارے گل و بلبل مین ہین کیا کیا ہوتے
لب جان بخش سے کچھ آپ جو گویا ہوتے
دل ہی جاتا جو ہم اِس بات کے جویا ہوتے
رنج ہر روز نئے تجھسے ہین پیدا ہوتے
جان کیون جاتی اگر آپ مسیحا ہوتے
اُسپے اُلفت جو نہ کرتے تو نہ رسوا ہوتے
دیکھ لو عاشق و معشوق مین پیدا ہوتے
دفن پائین مزار شہ والا ہوتے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ شاپور آکر پہونچا درگہ سالار نے اُٹھکر عرض کی ای شہریار شاپور در دولت پر حاضر ہی مگر بہت منتشر ہی نور الدہر نے نام شاپور سنکر کہا اُسے کیون روکا ہی اندر بلالو شاپور اندر آیا سامنے نور الدہر کے کھڑا ہوکر رونے لگا نور الدہر نے پوچھا ای شاپور خیر تو ہی کہا ای شہریار غضب ہوا ایرج نوجوان ایک بیشے مین جاکر اُترے تمر دخوان آشام وہانکا حاکم ہی تین لاکھ فوج سے آپڑا آٹھ پہر تلوار چلی آخر عیاروں کو اُسنے مقرر کیا عیاروں نے آقا کو گرفتار کر لیا سولہ سردار گرفتار ہوے اب سب کو لیکر طرف قصر ہشت پہل کے جاتا ہی یقین ہی راہ مین ہو۔

یہ سنکر نور الدہر اُٹھے طہماس سے اشارہ کیا اے ہنر بر جستہ کلنگان تم اپنے کو قبل پہونچاؤ
مین بھی عقب مین آتا ہون طہماس نے جو رہائی ایرج کا معاملہ سُنا خوش ہو گئے گیندے
پر سوار ہوے فوج کو ساتھ لیے ہوے چلے یہان تمرد خون آشام اُن قیدیون کو
لیے ہوے کئی کوس پر آیا ایک مقام پر آ کے اُترا قیدیون کو قید خانے مین بھیجدیا آپ
بارگاہ مین داخل ہوا رات بھر اُسی مقام پر لبسر کی صبح کو بارگاہ مین بیٹھا ہی حکم دیا کہ لشکر
تیار رہو لشکر مین کمر بندی ہونے لگی کہ نعرہ طہماس کی صدا آئی طہماس آکر گرا جنگ کرنے
لگا کہ ایک طرف سے گرد اڑی نعرہ صاحبقران زمان کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران بھی آپڑے تلوار چل رہی ہی مگر فوج مین صاحبقران زمان بھی
گھرے ہوے ہین تمرد خون آشام ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ صاحبقران سے مقابلہ کرون
بیچ مین سردار آجاتے ہین جو سردار سامنے پہونچا تمرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا لندھور
و مالک و بہرام وغیرہ تیرہ سردار ہاتھ سے تمرد کے زخمی ہین اور صاحبقران آواز
دیکر کہ رہے ہین کہ ہاے میرے سردار کشتہ ہو رہے ہین اور ہین اِسکے مقابلے مین
نہین پہونچتا جب صاحبقران نے زیادہ بلوہ دیکھا تو نیمچہ سہراب یل نیام انتقام سے
کھینچا دست زبردست صاحبقران مین نیمچہ سہراب یل نے صفون کو درہم و برہم کردیا ہر
طرف سے صداے الامان بلند ہی یہ سب کچھ کیا مگر افسر اعلیٰ تک نہین پہونچتے جب
اشقر کو بڑھاتے ہین اور نیمچہ چمکاتے ہین اور سردار مقابلے مین آجاتا ہی صاحبقران
پر اُسنے ہاتھ مارا امیر نے روک کر نیمچہ مار دیا دو ٹکڑے کیے کئی سو سردار تمرد کے ہاتھ
سے صاحبقران کے مارے گئے مگر تمرد برابر قید خانے کے کھڑا لڑ رہا ہی بڑے غضب کی
تلوار چل رہی ہی دریاے خون جاری ہی بقول شاعر اسقدر گرد اڑی ہی کہ چھ طبقے زمین
کے رہ گئے اور آٹھ آسمان کے ہو گئے فرد زسم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و

آسمان گشت ہشت + گرد وغبار بلند ہر کافر در دمند طہماس بھی زخمی جھوم رہا ہی کہ صحرا سے گرد
اڑی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا قریب پہونچ کے نعرہ ہوا النعرہ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم	دیگر	نقارا بیک دست برداشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم
نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر		شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر

نعرہ کر کے آگر گرے تمرد نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا نور الدہر پر جا پڑا
کنارے پر لشکر کے مقابلہ پڑا تمرد نے ہاتھ تلوار کا مارا اگر ایرج نوجوان قید خانے
مین بیقرار بیٹھا ہی نعرۂ صاحبقران تک تو خبر تھی نعرہ نور الدہر کی جو صدا سُنی رنگ رو
متغیر ہوا گھبرا کر زنجیرین ہلانے لگا پیکان خون آشام بھائی تمرد کا صاحب اختیار
قیدبان ہو دیکھا اِسنے کہ ایرج زنجیرین ہلا رہا ہو للکارا کہ او قیدی کیون زنجیرین ہلاتا ہی
یہ کہتا ہوا بڑھا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دونون
ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتھکڑی پیکان خون آشام پر کھینچ ماری
پیکان کا سر پھٹا ایرج نے نعرہ کر کے قید کو توڑ ڈالا سرداروں کو اپنے رہا کیا غصے
مین بھرا ہوا قید خانے سے نکلا آتے ہی شمشیر زنی کرنے لگا ادھر نور الدہر اور تمرد سے
مقابلہ تھا تمرد نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار پر کاٹا اور تیغہ طلسمی چمکا کے
للکارے کہ او بیحیا ایک وار تو مردان عالم کا قبول کر اِدھر نور الدہر نے تیغہ چمکایا اُدھر
ایرج نے جب چمکتی ہوئی تلوار نور الدہر کی دیکھی سمجھے کہ یہ وار کشتی گیر زادے کا
خالی نہ جائیگا وہین سے للکارا کہ دیکھیے بھائی صاحب خبردار ہاتھ نہ ماریے گا شاہزادہ
نور الدہر گرم جنگ ہین ہاتھ تلوار کا مار ہی دیا تیغہ طلسمی دست زبردست طلسم کشا سے
جو گرا سپر کو کاٹا تلوار کھینچتی ہوئی چلی سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند
قطرۂ آب صندوق سینے سے مانند سیماب گذر کر جگر گاہ تک پہونچ چکی ہی کہ ایرج نوجوان

گھوڑا اڑا کر قریب پہونچا کمر پر ہاتھ مار دیا نور الدہر نے پلٹ کر کہا ای برادر مردہ گُستی تمھارے خاندان سے ہوتی چلی آتی ہی کیا کار نمایان کیا ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نور الدہر نے کہا ہمارے جاہ وجلال پر رشک کرتے ہو طلسم کشائی پر مرتے ہو آجتک کسی مرحلے پر بھی پہونچے مجھکو تو بفضلہ گل مراد دستیاب ہوچکا اب قصر شش پہل پر آؤ ایرج نے تیغہ چمکایا چاہا کہ ہاتھ ماردون دورسے یاقوت جنی نے جو یہ معرکہ دیکھا سوچا کہ قبضہ نور الدہر مین تیغہ طلسمی ہی جب وہ وار کرینگے آقاے نامدار زخمی ہونگے جھپٹ کر بیچ مین آگیا سینہ سپر کردیا نور الدہر کو منع کیا کہا ای شہریار آپ طلسم کشا ہین مہر وجبر بھی آپ کو مناسب ہی نور الدہر تمرد کو مار کر پلٹے راستہ صحرا کا لیا صاحبقرانی زمان بھی پلٹ گئے طہماس نے جو دیکھا کہ آقا تمرد کو مار کر گئے ساتھ والون سے کہا یارو پلٹ چلو سب ساتھ والے طہماس کے ساتھ ہوے گینڈے گھوڑے اڑاتے ہوے نکل گئے اِنکے جانے کے بعد ایرج نے فوج کو شکست دی خیمے بارگاہین لوٹ لین شام کو اسی صحرا مین اُترے شاپور شیر دل سامنے آکر بیٹھا ایرج نے پوچھا ای برادر یہ بتاؤ کہ اِس کشتی گیر زادے کو کیونکر خبر ہوئی شاپور نے کہا غلام کو خبر نہین ایرج نے فرمایا ای شاپور کچھ گاؤ شاپور نے اسی وقت چنگ مرصع نکالا یہ اشعار عاشقانہ بصد جوش وخروش گانے لگا

نظم

راتِ آئی تری فرقت مین جو ای یار گھٹا — سیر ہی آنکھون کی طرح ہوگئی خونبار گھٹا
چاہیے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا — دودِ آہِ دل سوزان ہی دھواندھار گھٹا
جاے شبنم یہ بہے اشک مری حالت پر — بن گئی ہی شب فرقت کی شب تار گھٹا
ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہی مجھے — آج مانند فلک ہوگئی خونخوار گھٹا
جانب رحمت حق دھیان ہی بس رندونکا — شاد ہوجاتے ہین کیا دیکھ کے میخوار گھٹا
ہوش بدمستون کے جاتے ہین پئے استقبال — جاتی ہی لو طرف خانۂ خمار گھٹا
اوپری روہی ترے کان کی بجلی بجلی — نظر آتے ہین ترے گیسوئے خمدار گھٹا
روے روشن ہی وہی ہوگئی گو زلف دراز — بڑھ گئی رات مگر دن نہین زنہار گھٹا

بیٹھکر سایۂ دیوار مین رویا ہون جو مین ۔۔۔ بنگیا آج تر اسایۂ دیوار گھٹا
چلکے چلکے ہمین رو رو کے بہاتے ہین اشک ۔۔۔ بُت پرستی سے جو جلاتی ہی سو بار گھٹا
کل گھٹا دیکھ کے فرقت مین جو مین رونے لگا ۔۔۔ روئی اور بھاگنے پر ہوگئی تیار گھٹا
قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہی ۔۔۔ کیا بھلا گلشن تصویر کو درکار گھٹا
اپنی زلف اُسنے چھپائی جو مین گریان پہونچا ۔۔۔ جیسے چھپ جاتے ہین جب دیکھتے ہین مار گھٹا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی عین وقت پر ایرج نے دیکھکر آواز دی کہ ای یاقوت جنّی نور الدہر کو گل مراد ملگیا دن بدن عظم وشان بڑھتا جاتا ہی اب یہان سے کوچ کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا ایرج نوجوان کوچ کر کے چلے اِدھر نور الدہر بن بدیع الزمان نے بعد قتل تمرو خون آشام طہماس کو بُلا کر حکم دیا کہ لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا طرف قصر ہشت پہل کے چلے ایرج نوجوان ایک صحرا مین پہونچے قضاے کار وہ صحرا قبضے مین انصار جادو کے تھا انصار نے رات کو آکر ابر سحر بنایا لشکر اسلام پر ابر کو بھیجا آگ برسنے لگی قضاے کار طلاے پر لشکر نور الدہر کے نجم اختر شناس تھا اسنے دور سے دیکھا کہ سامنے ایک صحرا ہی وہان کوئی کسی پر سحر کر رہا ہی نجم بلند ہوا دیکھا پہاڑ پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی نجم نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا لشکر ایرج نوجوان مین بلقیس زعفران پوش طلایہ دے رہی تھی اِسنے دیکھا کہ ایک ابر سے آگ برس رہی تھی یا یکایک ابر پھٹا بلقیس زعفران پوش نے دوبارہ بلند ہوکر دیکھا کہ ایک ساحر پہاڑ سے سحر کر رہا ہی اور نجم اختر شناس سحر کو روک رہا ہی بلقیس نے جو یہ معرکہ دیکھا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر جھولی سے نکالا اُسکو طرف ہوا کے چھوڑا اب وہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ ظاہر تھا

نظم

حُسن ہوگا کسی خوش چشم حسین کا مجھکو ۔۔۔ ہی جو مطبوع گل نرگس شہلا مجھکو
ہوئی زنجیر پہننے کی تمنا مجھکو ۔۔۔ ہوگیا اُلفت گیسو مین یہ سودا مجھکو
قاصدا اُسکو یہ پیغام زبانی دینا ۔۔۔ لب پہ دم ہی غم دوری نے ہی مارا مجھکو
ہی یقین دیکھ کے مجنونکا جگر شق ہوجاے ۔۔۔ وحشت دل نے دکھایا ہی یہ صحرا مجھکو

مرض عشق سے فورًا ابھی ہو جائے شفا
وصل کے شوق مین مرتا ہون کبھی جیتا ہون
ہائے اِس بات کی امید نہ تھی قاتل سے
کوئی اُس غیرت لیلیٰ سے یہ جا کر کہدے
ہر گھڑی ساتھ رہا زیست مین جنکا افسوس
باغ جنت مین نہ حورون سے مخاطب ہونگا
فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کام

شکل دم بھر جو دکھائے وہ مسیحا مجھکو
ہی قیامت سے سوا وعدۂ فردا مجھکو
جائیگا چھوڑ کے مقتل سے تڑپتا مجھکو
اب جنون لیکے چلا جانب صحرا مجھکو
وہ چلے چھوڑ کے اب قبر مین تنہا مجھکو
وان بھی ہوگی ترے ملنے کی تمنا مجھکو
غم ہی دنیا مین حسینؑ ابن علیؑ کا مجھکو

اُس طائر نے اِس طور سے یہ اشعار گائے کہ الضار جادو اپنے مقام سے اُٹھا دیکھا کہ ایک جادوگر سحر کرتا ہوا آتا ہی وہین سے للکارا کہ او ساحر تو کون ہی نجم اختر شناس نے کار دسحر نکالی بلقیس نے موتیون کا مالہ مارا دونون طرف سے سحر جو پڑا الضار کا سر اُڑ گیا ابر پھٹ کر گرا صبح کو ایرج کو معلوم ہوا بلقیس نے آکر خبر دی کہ رات کو لشکر حضور کا تباہ ہو گیا ہوتا مگر نجم اختر شناس ملازم نور الدہر سحر کرتا ہوا آیا کنیز نے بھی اُسکی شرکت کی الضار جادو کو مارا اب قلعۂ الضار یہ پر چلیے ایرج خوشی خوشی سوار ہوے جادوگرنیان داہنے بائین بیٹی الضار جادو کی ملکہ گلفام شوریدہ سر اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران قلعے مین آتے ہین اور رات کو آپ کے باپ مارے گئے گلفام یہ سُنکر بہت روئی قلعے سے نکلکر باہر آئی سر راہ ایک قصر تھا اُسمین آکر بیٹھی کئی سو کنیزین پشت پر آپ چلمن کے پاس کھڑی ہی کہ دیکھا کئی سو سانڈنی سوار اہتمام کرتے ہوے نکل گئے بعد اُسکے دیکھا کہ کئی مرکب تازی کچھی یمنی عراقی موتیون کی پاکھرین پشت پر دو دو سائیس نگس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے اِسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان لباس زرنگار جسم مین ہی اور مرکب برق وش پر سوار کئی سو سردار ان تہمتن صف شکن گرد اُس شیر کے ہین اِس شان و شوکت سے جو گلفام نے ایرج نوجوان کو دیکھا بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی پیشانی پر پسینہ آگیا جسم مین رعشہ پڑا قصد ہوا کہ اپنے کو گرا دون خاک پا اُسکی

لیکر آنکھون سے لگاؤن کنیزون نے گھبرا کر پوچھا کہ واری آپ کیون یکایک متغیر ہو گئین
گلفام نے آہ بھر کے کہا کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو نظم

ترے مجنون کا گلشن مین نہین جب دل بہلتا ہی
گریبان چاک کر کے جانب صحرا نکلتا ہی

جو اُس کمسن کا قد بوٹا سا پھر جاتا ہی نظرون مین
زمین پر طفل اشک آنکھون سے گر گر کر مچلتا ہی

سواری جب در گلشن پہ اُس گل کی ٹھہرتی ہی
چمن سے بہر استقبال ہر بلبل نکلتا ہی

تڑپ کر تیری فرقت مین نکل جائیگا پہلو سے
بہت مین نے سنبھالا دل نہین لیکن سنبھلتا ہی

ہوا سے اڑ کے دامن مین لپٹتا ہی غبار اپنا
اگر گور غریبان کی طرف سے وہ نکلتا ہی

عداوت بعد مردن بھی کچھ ایسی مجھسے باقی ہی
مری تربت کو ٹھکراتا ہوا وہ شوخ چلتا ہی

خوشی سے نذر اپنے اپنے سر دیتے ہین سب عاشق
سر وہی باندھکے جب وہ بت قاتل نکلتا ہی

صدا ہم روز دیتے ہین یہ بازار محبت مین
کوئی معشوق بوسے سے ہمارا دل بدلتا ہی

تمھارے وصل کی حسرت ہمیشہ دل مین رہتی ہی
الٰہی دیکھیے کس روز یہ ارمان نکلتا ہی

اثر پیدا کیا کیا سنگ مقناطیس کا دل نے
نہین سینے سے میرے تیر کا پیکان نکلتا ہی

تمھارے عشق مین ہی وجہ کیا عشاق روتے ہین
جو دل پر چوٹ پڑ جاتی ہی تب آنسو نکلتا ہی

گلے تمکو لگائین وصل کی شب خوب بوسے لین
ہمارے دل کا یہ ارمان دیکھین کب نکلتا ہی

جو دیکھین نبض تو پڑ جائین چھالے دست عیسیٰ مین
بدن ایسا ہمارا اب تپ فرقت سے جلتا ہی

گلی مین اُنکی جب کرتا ہون مین نالے تو کہتے ہین
صدا کسکی ہی یہ پُر درد دل میرا دہلتا ہی

ادائین دیکھتے ہین جب قضا آتی ہی ادا سطوت
ہمیشہ ناز جانان پر ہمارا دم نکلتا ہی

کنیزون نے عرض کی اگر ہمکو حکم ہو تو جا کر اُس شہر یار کو لائین جمال جہان آرا سے حضور وہ بھی دیکھین یقین ہی کہ اپنے ہوش مین نہ رہین حضور کا جمال عابد کش زاہد فریب ہی جو دیکھ لے وہ دیوانہ ہو جائے پہاڑ سے سر ٹکرائے گلفام نے جواب دیا صاحبو یہ خیال خام تمھارا ہی ذرہ آفتاب عالمتاب کے سامنے کیا چمک سکتا ہی اُنکا جمال جہان آرا دیکھکر دل گو سکتہ ہوتا ہی ہوش درست نہین رہتے آنکھین چاہتی ہین ہر وقت جمال جہان آرا دیکھین چشم اشک بار ہی دل بیقرار کنیزون نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو ہم لوگ جائین

اُس جوان کو بُلا لائین یا آپ تشریف لے چلیے گلفام نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا
کہ صاحبو غیرت دامن نہین چھوڑتی اسپنے جانے مین شرم ہو بلانے مین دل مانع ہو لہذا اب
جو فلک دکھاے وہ دیکھونگی اب سواے صبر کے کوئی چارہ نہین ہرچند کنیزون نے ملکہ
کو سمجھایا کہ حضور بہت بیقرار ہین ہم لوگ بُلا لائین مگر گلفام نے نہ قبول کیا دل پر ہاتھ
رکھے ہوے اُس قصر سے اُٹھی اپنے باغ مین آئی آکر ملول و حزین بیٹھی ناچ گانا سب موقوف
کیا کھانے کو بھی حکم نہین دیا ادھر ایرج نوجوان قلعے مین آکر اُترپڑے مسجدون کی بنا
کرائی اہل شہر آکر شریک ہوے انتظام کر کے شام کو بارگاہ مین آکر بیٹھے شاپور سے کہا
کیون اے منروالاگہر اب قصر ہشت پہل کتنی دور رہی اب جو یہان سے کوچ کرین تو سامنے
قصر ہشت پہل کے اُترین جنگ تو بقراط سے آغاز ہو جاے اگر اُسکو مارا تو فتاحی طلسم
ہمارے نام رہے شاپور نے عرض کی حضور آپ کے نام سے بھاگے گا کیا آپ کے
مقابلے مین آئیگا اور اگر نکل آیا تو بیشک آپ مار لین گے سردار بھی بلبلا رہے ہین اور
آپس مین کہتے ہین جو عظم و شان ہمارے آقا نے پیدا کیا وہ طلسم کشا کو کہان ممکن برآ
نام طلسم کشا ہین تحفہ جات مل گئے اُسی کے بھروسے پر لڑتے پھرتے ہین ہمارے آقا تے
نامدار پروردگار پر تکیہ رکھتے ہین ایرج ان باتون کو سُنکر خوش ہو رہے ہین فرماتے
ہین یارو انجام بخیر ہو کہ بقراط کو قتل کرون یہ تبغہ دودمۂ سکندری اُسکے سر پر پڑے
شکست کھا کر بھاگے گے ہم تعاقب مین جائین اُسکو بھگا کر پھر طلسم کشا سے جھڑپ کرینگے
شام تک یہی باتین رہین دربار آراستہ رہا سردار تدبیرین عرض کرتے ہین کہ کل حضور
کوچ کرین قصر ہشت پہل پر چلکر ٹھہرین ایرج نے فرمایا اب کسی مقام پر نہ رُکین گے
جادوگرنیان رخصت ہو کر اپنی اپنی بارگاہ مین آئین سب نے آرام کیا سردار اپنے اپنے
مقام پر گئے ایرج شاپور کا ہاتھ تھام کے اپنی بارگاہ مین آئے فرماتے تھے کہ اے یار
وفادار جس وقت سے اِس مقام پر آئے ہین خود بخود دل گھبراتا ہو لوگون نے بیان کیا
تھا کہ دختر القصار جادو نہایت حسین و جمیل ہو کچھ احوال نہ معلوم ہوا شاپور نے کہا
اب شب کو آرام فرمائیے کل غلام پتہ لگاے گا حال کھل جائیگا ایرج نے کہا مین پریشانی

طبیعت کو کیا کرون ہر چند چاہتا ہون کہ ضبط کرون قلب تھرا رہا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی مگر سبب نہین ظاہر ہوتا کہ اِس پریشانی کا کیا باعث ہی یہ باتین کرتے کرتے ایرج نے آرام کیا شاپور بھی اُسی مقام پر سو رہا مگر بارے جانے انصار کی جو خبر مشہور ہوئی زوجہ اِسکی ابریق جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین رو رو کر عرض کرنے لگین کہ حضور بڑا غضب ہوا آپ کے سر کا تاج اُتر گیا انصار جادو مارا گیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر ابریق نے پچھاڑ کھائی ہاے صاحب کہکے رونے لگی بال اپنے سر کے نوچ ڈالے کنیزین بھی اِسکی جادوگرنیان ہین سب نے کہا واری اِس رونے سے کیا فائدہ ہی چلکے دشمن کو ہلاک کرین دشمنون کا قصہ پاک کرین پھر خدمت خداوندین چلکر دامن اُنکا پکڑیے کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے یقین ہی کہ قدرت زندہ کر دین قدرت تو صاحب کشف و کرامات ہین اُنکے نزدیک ایک بندے کا زندہ کرنا کتنی بڑی بات ہی ہم سب ملکے قدرت کے قدمون پر گرینگے کہ اِس بندے کو زندہ کر دیجیے قدرت فورًا زندہ کر دینگے مگر دشمنون کو قتل کر کے چلیے کہ قدرت کو خوشی حاصل ہو کہ ہمارے دشمن مرے کہیے اِسکا انعام یہ ہی کہ شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے یہ راے ابریق کو بہت پسند آئی کہا صاحبو خوب صلاح بتائی یہ کہکے جھولی سحر کی اُٹھائی اُسمین اسباب سحر رکھا کنیزون اسباب سحر لیکر سو جو د ہوئین ابریق جادو ایک تخت پر سوار ہو کر چلی گرد کنیزین جوشان و خروشان بالاے آسمان آئی دیکھا کہ بارگاہین استادہ ہین لشکر آباد اہل لشکر دلشاد اپنے اپنے خیمون مین سو رہے ہین ابریق نے جو اہل لشکر کو غافل پایا سحر کرنے لگی جسکی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی جو اُٹھا وہ بلا مین مبتلا ہو گیا بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگتے تھے یا رباہ یا مستغیثاہ کی صدائین بلند تھین جادوگرنیان جو ایرج کے ساتھ ہین اُنکی جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہو گئین آگ برس رہی ہی اور ایک طرف سے دریا موج مار رہا ہی اہل لشکر پکار رہے ہین کہ اے کریم کارسانہ واے مالک بے نیاز تو رحیم ہی تیری امداد اِسوقت کافی ہی تو اپنا رحم شریک کر یہ کیا آفت ہی جو ہمپر نازل ہوئی اِس سے بچائے نظم بطور مخمسہ

سجدہ کن ای بندہ تا دارہ بر خاک نیاز
گردن صدق و صفا خم دارہ بر خاک نیاز

ساجبین عاجزی ہر بارہ بر خاک نیاز
سر بنہ چون بندگان زارہ بر خاک نیاز

سر بلند و سرفراز و سرور و سردار باش

روشنی بخشند ز ہر سو آفتاب دل ترا
دیدہ را سازد منور ماہتاب دل ترا

رہنما گردد سوے جانان جناب دل ترا
حق نماید روے روشن از حجاب دل ترا

ہر زمان امیدوار ای طالب دیدار باش

دم بھر میں ابریق نے سب لشکر کو اپنے سحر میں مبتلا کیا یہ سامان کر کے پلٹی کہ جا کر قدرت سے گذارش کرون کہ دشمنون کو مٹا آئی شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے تخت کو اڑاتی ہوئی کنیزین ساتھ گریان و نالان قصر ہشت پہل میں آئی بقراط ثانی بیٹھا ہوا ہے نازنینان مہ جبین سامنے اِسکے گا رہی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین نظم

کبھی جنون میں جو صحرا کی سمت جاتا ہون
تو قیس کو سبق عشق میں پڑھاتا ہون

میں خوش بیان جو پئے سیر باغ جاتا ہون
گلون کے سامنے بلبل کے ہوش اڑاتا ہون

میں اپنے عشق کا جب حال اُسے سناتا ہون
کچھ آپ روتا ہون کچھ قیس کو رلاتا ہون

یہ شوق قتل ہے خنجر بکف جو پاتا ہون
خوشی سے سامنے قاتل کے سر جھکاتا ہون

جنون میں جبکہ گریبان گھونٹتا ہے گلا
ہزارون دھجیان دامن کی میں اڑاتا ہون

ہیں تنگ اشک ندامت سے کاتب اعمال
گنہ وہ لکھتے ہین تحریر میں مٹاتا ہون

خوشی یہ آمد فصل بہار کی ہے مجھے
کہ پیرہن میں نہیں آجکل سماتا ہون

وہ ہنسکے کہتے ہین قلب و جگر سنبھالیے آپ
نقاب اُلٹ کے میں صورت ابھی دکھاتا ہون

نہ ہوگا وادی اُلفت میں رہنما مجھسا
جناب خضر کو بھی راہ میں بتاتا ہون

ہزارون ملتے ہین جب بوسۂ گل رُخسار
شب وصال میں پھولا نہیں سماتا ہون

خیال کرکے ہین اُس شمع رو کا ہجر کی شب
بجھا ہوا ہے جو دل کا کنول کھلاتا ہون

دل و جگر نہ سہی عقل و ہوش و صبر سہی
میں کچھ نہ کچھ ترے کوچے میں کھوکے آتا ہون

میں اپنے دل سے ہون ناچار ہو گیا مطلوت
ہزارون جور و ستم یار کے اُٹھاتا ہون

بقراط ثانی مست بیٹھا ہی کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی سر اُٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہی کہ ابریق جادو سر برہنہ گریبان چاک مُنھ پر خاک روتی پیٹتی سامنے آئی دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہا یا خداوند مسلمانون نے میرے شوہر کو مار امین نے سب کو مٹا دیا امیدوار ہون کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے مجھے بے شوہر کے آرام نہ آئیگا آجکل زمانہ سردی کا ہی جب اکیلی سوؤنگی تو نیند نہ آئیگی میرا کہنا قبول کیجیے بقراط نے حال پوچھا ابریق نے سب کیفیت بیان کی کہا شوہر نے میرے جا کر سحر کیا کسی نے اُسکو مار ڈالا کنیز نے جا کے ایسا سحر کیا کہ گرد دریا کر دیا لشکر مین دھوان چھایا ہوا ہی سب تڑپ رہے ہین چار پہر مین سب تمام ہو جائینگے یہ سُنکر بقراط ہنسا کہا ای ابریق تو نے سب کچھ کیا مگر جا کر خبر تو لے یقین ہی کہ مسلمانون کو اُس حال مین نہ پائیگی اب وہ لوگ آرام مین ہین یہ سُنکر ابریق پلٹی معرکہ یہ گذرا کہ گلفام پڑی تڑپ رہی ہی زبان پہ ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہانتک کجروی کریگا اب تو برداشت نہین ہو سکتی ہے نظم

ای جان جان بس اب یہی آرزو مجھے
دل مین فدا اگر کرون جو نظر آئے تو مجھے

دکھلا دے خواب مین کبھی شکل اپنی تو مجھے
ہون ناتوان بہت نہ پھرا کو بکو مجھے

تاثیر ہی یہ عشق حقیقی کی ای صنم
دیکھا جدھر کو مین نے نظر آیا تو مجھے

ہوتا ہی دل کو چین جگر کو مرے قرار
پہلو مین ای صنم جو بٹھاتا ہی تو مجھے

تیغ نگہ سے تیرے پڑے ہین جو دل مین زخم
کرنا پڑا ہی تار نظر سے رفو مجھے

چھپ چھپ کے مجھسے رات کو جاتا ہی وہ کہان
رہتی ہی اُنکو روز یہی جستجو مجھے

سینہ اگر ہو چاک نکالکر یہ دل سے کہے
ای جان تیرے وصل کی ہی آرزو مجھے

نالان ہون دل کے ہاتھ سے دیدو نگاہین اسے
آجائیگا نظر جو کوئی خوبرو مجھے

کعبے سے دیر دیر سے آیا کنشت مین
کیا کیا پھرا رہی ہی تری جستجو مجھے

گلشن سے کچھ غرض نہین وہ عندلیب ہون
دل سے پسند ہی گل عارض کی بو مجھے

افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم
تھی اُسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے

پھر مجھکو کربلا کی زیارت نصیب ہو
سطوت دوبارہ جاؤن یہ ہی آرزو مجھے

تڑپتے تڑپتے اٹھی باہر محل کے دیکھا آسمان پر ابر چھایا ہوا ہی آگ برس رہی ہی گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی کسنے آگ برسائی سحر کرکے بلند ہوئی دیکھا سارا لشکر آفت مین ہی قضائے کار جس بارگاہ مین ایرج نوجوان تھے وہ بارگاہ گر پڑی ہی ایرج نوجوان عجب مصیبت مین ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین اور لڑکھڑا کر گرتے ہین بیقرار ہوکر پکارتے ہین

ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ۔۔۔ دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا ۔۔۔ درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و مارا توئی بسے ۔۔۔ من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

ای خالق ارض وسما صدقہ بزرگان دین کا اس مصیبت کو جلد آسان کر یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح آکے قبض کرے اب مجھسے یہ سختی نہین اٹھتی ایرج کا یہ حال زار دیکھکر گلفام بیقرار ہوگئی جھولی پر ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا پہلے سحر کیا کہ ایرج کے گرد جو آگ تھی وہ آگ بجھی مگر سارا لشکر اسی آفت مین ہی شاپور نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بیتاب وبیقرار سحر کرتی پھرتی ہی جس مقام پر دریا جوش مار رہا ہی وہان پر وہ آکر اتری مگر بہت بیقرار ہی شاپور نے ایرج سے کہا دیکھیے حضور پروردگار نے سامان پیدا کیا کہ ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ سحر کو ہر طرف کرتی پھرتی ہی ایرج نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ کنارے دریا کے وہ نازنین آکر ٹھہری ایک ساری نصف باندھی اور نصف اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی مچھلیان چاہتی ہین کہ اس نازنین کو کھینچ لین مگر وہ نازنین مچھلیون کو مار رہی ہی کبھی دریا مین اپنے تئین گرا دیتی ہی کبھی چمک کر نکلتی ہی ایسی گرمی دکھاتی ہی کہ مچھلیان تڑپنے لگتی ہین پانی دریا کا کھولنے لگتا ہی ہزارون ہی مچھلیان جلگئین نہنگان خون آشام جو دریا سے نکلے انکو بھی مارا ایرج نوجوان دیکھ رہے ہین کہ اس نازنین نے تھوڑے ہی عرصے مین دریا کو مٹایا سب کو خاک مین ملاکر آپ ٹہلتی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی کہا ای شاہزادۂ والاقدر اب جاکر چین کیجیے میری مان نے سحر کیا تھا شکر کرتی ہون کہ مین نے اسکو مٹایا اگر تھوڑی دیر

اور غافل رہتی تو آپ لوگ ہلاک ہوجاتے مگر نہین معلوم سحر کرنے والا کہان گیا ایرج
نے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمنے جان بخشی کی سب کو بچالیا ورنہ سب
ہلاک ہوجاتے اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے شہریار آپ کا خدا اے نادیدہ
کام آیا اُسنے مدد کی مجھکو بھی خیال آگیا کہ آکر سحر کو دفع کیا ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا مگر سحر کا
کرنے والا بڑا سخت تھا کہ جلا دی سحر کر گیا کہ کوئی باقی نہ رہے یہ ذکر ہو رہا ہی ایرج بھی
شکریہ ادا کر رہے ہین اور گلفام عذر کرتی ہو کہتی ہو آپ صاحب اقبال ہین آپ کے
اقبال کی خوبی ہو کہ یہ مشکل آسان ہوئی ورنہ تھوڑی دیر مین آفت برپا ہوجاتی
اب مین رخصت ہوتی ہون ایرج نے کہا جانا تمھارا بہت شاق ہی چلکر بارگاہ مین
بیٹھو لمحہ بھر صحبت ہو گلفام ایرج کے ساتھ چلی بارگاہ مین آکر بیٹھی اب عاشق و
معشوق خوش بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین مگر ابریق جادو جو بقراط
سے سُنکر چلی تھی سامنے آکر پہونچی دور سے دیکھا کہ نہ دریا ہی نہ آتش سحر کنیزون سے
کہا صاحبو غضب ہوگیا کسی نے میرا سحر دفع کیا یہ سوچکر پہاڑ پر اُتری دیکھا ایک طرف
چوکہ دیا ہوا ہی اُس چوکے کے قریب آئی وہان کی خاک جو اُٹھائی تو بوے سحر گلفام
آئی حیران ہوئی کہ یہ سحر گلفام کہان وہ باپ کے غم مین بیقرار ہی لیکن یہ جگہ یہی کہتی ہی
کہ یہان بیٹھکر سحر کیا یہ سوچ رہی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ اشعار بہ
آواز دردناک گا رہا ہی

نظم

سر بکف مدت سے ہون کچھ زور چلتا ہی نہین	اپنے گھر سے ہاے وہ غافل نکلتا ہی نہین
اے صنم بہر خدا مجھکو دکھادے اپنی شکل	اینو میرا دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین
کر دیا ہی عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ	اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہین
قتل پر اُس ترک نے باندھی ہی اب ایسی کمر	زندہ کوچے سے کوئی عاشق نکلتا ہی نہین
ایک لمحہ آنکھ سے اوجھل تجھے ہونے نہ دون	کیا کرون مجبور ہون بس میرا چلتا ہی نہین
بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنسکے کہتا ہی وہ شوخ	کیسا سائل ہی کہ دروازے سے ٹلتا ہی نہین
جسطرح مین اُسکا عاشق ہون وہ عاشق ہی مرا	اُس سے دل کو مین بدلتا ہون بدلتا ہی نہین

ہین وہ کمسن شام ہی سے نیند آتی ہو انھین	وصل کی شب بھی کوئی ارمان نکلتا ہی نہین
وحشت دل سوے صحرا کیون نہ لیجاے مجھے	کیا کہون دل سیر گلشن سے بہلتا ہی نہین
کربلا جانیکا ای سطوت ارادہ ہی ضرور	ہند مین اب دل کسی صورت بہلتا ہی نہین

اِس رنگ سے یہ آواز آئی کہ ابریق بیقرار ہو گئی خیال کرکے جو دیکھا تو بارگاہ ایرج نوجوان سے یہ آواز آتی ہی جی مین کہتی ہی کہ یہ لوگ یا تو اِس آفت مین تھے یا ایسے شگفتہ ہوے کہ رقص و سرود ہو رہا ہی یہ لوگ بڑے بیخوف ہین کہ مہلت پاتے ہی ایسے مغرور ہوے مین اب چلکر اُسکو پکڑے لیتی ہون مگر ای ابریق مقام تعجب ہی کہ گلفام نے جو روسحر کیا اُسکو کچھ خوف نہ آیا یہ سوچتی ہوئی طرف بارگاہ ایرج کے چلی جب دربارگاہ پر پہونچی تو درگہ سالار نے روکا کہا ہم تمھین نہ جانے دینگے ابریق نے جھلا کر جواب دیا تمھاری کیا مجال ہی کہ ہمکو روک سکو یہ کہکے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ درگہ سالار اُسی طرح بیٹھے کا بیٹھا رہگیا چاہتا ہو کہ تلوار کھینچون مگر ہاتھ قبضے تک نہین جاتا ابریق جادو نے درگہ سالار کو بیکار کرکے پردہ اُٹھایا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آگیا بیٹی کو دیکھا بہ صد فرحت پہلوے ایرج مین بیٹھی ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی دیکھتے ہی آگ جلگئی للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ وا و شوخ دیدہ اب مین سمجھی کہ تونے اِسوجہ سے روقع کیا یہ کہکے جھپٹی چاہا گلفام کو پکڑ لون گلفام سحر کرکے بلند ہوئی منظور یہ ہوا کہ نکلجاوٗن ابریق بھی سحر کرکے بلند ہوئی ہوا پر دونون مین سحر ہونے لگے ابریق نے بال اپنے کھولدیے جیسے ہی بال کھلے گلفام لہرائی ابریق نے جھپٹ کر بال تھامے گرفتار کرلیا لیکر چلی اِدھر ابریق گلفام کو لے چلی اُدھر ایرج نوجوان آہ کا نعرہ کرکے فرش خاک پر گرے فرمایا ای شاپور لینا شاپور تعاقب مین چلا مگر ابریق گلفام کو لیے ہوے ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہری بیٹی کی محبت ناچار سمجھانے لگی کہ ای گلفام یہ تونے کیا حرکت کی بہتر یہ ہی کہ توبہ کرمین قدرت کے سامنے تجھکو لے چلون خطا معاف کرادون گلفام نے کہا ای مادر مہربان مین تو اب لقراط کو پرکھ چکی اب مجھسے نہ ہوسکیگا کہ مین اُنکے سامنے عذر کرون قضاے کار مہر سپہر عیاری لشکر سے براے بالادوی

نکلے تھے دور سے دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہو ایک شاہزادی پر بدعت کر رہی ہو خواجہ ایک فقیرنی کی شکل بنکر سامنے آئے سوال کیا بی بی آرزوے دلی پوری ہو یہ آپ کے قبضے مین آجائے کیون شاہزادی یہ بڑی بی سمجھاتی ہین تم کیون تمردی کرتی ہو کیون حضور یہ کیا معرکہ ہو ابریق نے کہا بوا اس گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا نبیرۂ حمزہ سے نہین ملتا کیا مین اسکو سمجھا رہی ہون مین نے اپنے سحر مین اُن سب کو پھنسایا تھا مگر اسنے اُن سب کو رہا کیا اور پھر زبان درازی کرتی ہو مین سمجھا رہی ہون خداوند بقراط ایسا جاگتی جوت کا خداوند اُس سے برگشتہ ہوئی فقیرنی نے کہا بی بی آپ ذرا ہٹجایئے تو مین انکو سمجھاؤن ابریق تو چاہتی ہو کہ گلفام عذر کرے تو مین خطا معاف کرون کہا اے بوا فقیرنی مین ہٹی جاتی ہون یہ کہکے الگ ہوئی خواجہ نے قریب آکر کہا اے شاہزادی والا قدر یہ کیا معرکہ ہو گلفام رونے لگی کہا بڑی بی صاحب میرا دل دام گیسو پُرپیچ مین پھنسا ہو کیا بیان کرون اپنے ہوش مین نہین ہون میرا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو طبیعت نڈھال ہو

نظم

گر اُسے ناسخ مہجور سے کچھ کام نہین
مرغ دل لطہو ے داغ جنون پیتا ہون
نان خورشید تو ہر صبح دکھاتا ہو کسے
اُس پریزاد سے ہم خواب مین کہ آتے ہین
بوسہ ہاے لب شیرین ہین شراب عناب
ہر جگہ کام تصور ہی سے لے لیتے ہین
سوز خورشید ہو کافور سحر سے کیا کم
داغ فرقت سے جلین گے نہ ملین گے اُس سے
یار کے دست حنائی کی ہو مچھلی کیا کم
اہل تزویر سے اِسدرجہ ہو مجھکو نفرت
شعلہ رویون کو نہین اپنے مربی کا پاس

یہ خدا اُس بُت مغرور سے کچھ کام نہین
شیشہ و ساغر بلور سے کچھ کام نہین
مجھکو گردون ترے تنور سے کچھ کام نہین
ہین تو جنت مین مگر حور سے کچھ کام نہین
میکشو بادۂ انگور سے کچھ کام نہین
ہمکو نزدیک سے اور دور سے کچھ کام نہین
داغ کو مرہم کافور سے کچھ کام نہین
نار سے کام ہو یان نور سے کچھ کام نہین
مجھکو ماہی سقنقور سے کچھ کام نہین
کہ مجھے قافیۂ زور سے کچھ کام نہین
شمع کو خانۂ زنبور سے کچھ کام نہین

رات دن نور خدا کوہ نجف سے ہی عیان		مجھکو تا ہیچ جبل طور سے کچھ کام نہین

فقیرنی نے کہا بی بی نہ گھبراؤ منم مہر سپہر عیاری تم میرے فرزند کی معشوقہ ہو مین اِس
ملعونہ کو ابھی قتل کرتا ہون اب یہ کیا میرے ہاتھ سے بچ سکتی ہی خدا کی قدرت کہ مین
پہونچ گیا ایرج نوجوان سے ذکر کر دینا کہ خواجہ نے مجھکو رہا کیا یہ کہکے پکارے اِو ملکہ
آؤ وہ تو نگوڑی روتی ہی کہتی ہی کہ مین اماّن سے پھر سکتی ہون میری مادر مہربان ہین
جسطرح چاہین رکھین جسکے آگے عذر کرائین مین عذر کرونگی ابریق خوشی خوشی آئی کہا
بڑی بی تمنے بڑا احسان کیا کیا کہدیا کہ یہ راضی ہوگئی بڑھیا نے کہا مین نے مرتبہ ماں کا
سمجھایا کہ زیر قدم والدین بہشت عنبر سرشت ہی اگر خلاف حکم کروگی تو قدرت جہنم مین
داخل کریگی اب تو یہ کہتی ہی کہ ماں جس حال مین رکھین مجھے قبول ہی لیکن میرا وقت
بھٹی پر جانے کا تھا اب دیکھو آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین ایک جام شراب پلوادیجے
ابریق نے گلفام کو رہا کیا کہا بی بی بھٹی سے جاکر شراب لاؤ گلفام جاکر شراب لائی عمرو
نے جام بھرا چاہا پی جاؤن پھر توبہ کرکے سامنے ابریق کے پیش کیا کہا حضور نوش
فرمائین مین آپ کے بعد پیونگی تب میرے دل کو آرام ہوگا ابریق وہ جام پی گئی پی کر
گھبرائی کہا بڑی بی صاحب کلیجے مین آگ لگ گئی خواجہ نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کہ ہوا لگے
ابریق اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوش ہوکر گری خواجہ نے خنجر مارا کہ ابریق کے دو ٹکڑے
ہوے کپڑے اُسکے اُتار لیے مگر شاپور جنگل مین دوڑتا پھرتا تھا کہ اسکے کان مین آواز
آئی کشتی مرا نام من ابریق جادو بود حیران ہوا کہ کسنے ابریق کو مارا دوڑکر درۂ کوہ
مین آیا دیکھا خواجہ کپڑے اُتار رہے ہین شاپور نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے
شاپور کو گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند کہو ایرج کا کیا حال ہی شاپور نے کہا بڑی تباہیان
اُٹھائین عمرو نے کہا اے شاپور مفتاح طلسم نور الدہر بن بدیع الزمان ہی تحفہ جات
اُسکو دستیاب ہوے جنھین صاحبقران نے اُٹھائین گل مراد مفتاح طلسم لے گئے
جہانتک بنے ایرج کو روکو ایسا نہ ہو کسی آفت مین پھنس جائین تو رہائی نور الدہر
کے ہاتھ سے ہوگی خواجہ زادے کہ پہلے اِنکی کد و کاوش بیکار ہی شاپور نے کہا کہ اے

والد نامدار یاقوت جنی بڑی کوشش کر رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ انکو تا بہ قصر ہشت پہل پہونچاؤن مگر ناممکن ہی ہر مقام پر اُفتادین پڑتی ہین عمرو نے خوب شاپور کو سمجھایا فرمایا ای نور نظر وای پارہ جگر ایرج کو روکے رہو شاپور گلفام کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو غضب ہوا ابریق قتل ہوگئی یارو کوئی تم مین ایسا ہی کہ جاکر گلفام کو گرفتار کرلے سیراب جادو اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ غلام جاتا ہی ابھی گرفتار کرکے گلفام کو لاتا ہی مجھکو صحرا کا پتہ دیجیے کہ فلان مقام پر ہین مین دریا سے سحر جاری کرونگا وہ تدبیر کرینگی کہ اِس دریا کو جھیلون اور رہین انکو گرفتار کرلونگا بقراط نے جو پتہ بتایا اُس پتہ پر سیراب جادو چلا اِدھر گلفام شاپور کا ہاتھ پکڑے ہوے باتین کرتی ہوئی آتی ہی کہ غراٹے کی آواز کان مین آئی سامنے دیکھا کہ ایک دریا سے تہار وزخار موج مار رہا ہی کہ کسی طرف راستہ نہین کہا ای معتروالا گھر ہم تو گھر گئے کسی ساحر نے سحر کیا کہ ہوا کو روک لیا دیکھو دریا گھیرے ہوے ہی مگر سیراب جادو دریا سحر کا بناکر بالاے کوہ آیا وہان دیکھنے لگا نگاہ جو جمال بے مثال گلفام پر پڑی بیتاب ہوگیا جی مین کہتا ہی مان باپ اِسکے قتل ہوے اگر اِسکے مقدمے مین قدرت سے عرض کرونگا تو یقین ہی کہ میرے ساتھ منسوب کردینگے مگر کیا تدبیر کرون کیونکر اِس آہوے وحشی کو قبضے مین لاؤن کنارے آیا ایک آہو کی شکل بنا گلفام حیران کھڑی ہی دیکھا کنارے کنارے دریا کے ایک آہو چلا آتا ہی گلفام نے کہا ای شاپور شیر دل اِس آہو کو گرفتار کرین کیا تعجب ہی کہ کوئی مطلب حاصل ہو شاپور کمندین درست کرکے پیچھے اُس آہو کے چلا آہو نے جو صیاد کو کمین مین دیکھا جست کرنے لگا شاپور نے دیکھا مین اِس آہو کے قریب نہین پہونچتا پتھر گوپھن مین رکھکر مارا آہو بیقرار ہوکر بھاگا گلفام نے جو دیکھا کہ آہو میری جانب آتا ہی جھولی سے کچھ اسباب سحر نکالا چاہا سحر کرون آہو قریب آیا گلفام کو منھ مین دبالیا ہر چند گلفام تڑپتی ہی پھڑکتی ہی مگر رہا نہین ہوسکتی شاپور نے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے مگر حلقون سے آہو نکلگیا اور گلفام کو لیکر

بھاگا شاپور نے چاہا پیچھا کرون آہو غائب ہو گیا مگر دریا اسی طرح قائم ہی ہر طرف موج مار رہا ہی مچھلیان اُبھر کر نکلتی ہین ہر مرتبہ قصد کرتی ہین کہ شاپور کو کھینچ لین آخر شاپور بھاگ کر ایک غار مین چھپا مگر سیر اب گلفام کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا صورت زیبا پر نگاہ ڈالتا ہی بیتاب ہوتا ہی آخر زبان مین سوزن دی ایک نخل کے نیچے آکر گلفام کو ہوشیار کیا آپ بہ صورت اصلی بنا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین بحکم خداوند تیری گرفتاری کو آیا تھا مگر تیرے دام گیسو مین پھنسا امیدوار ہون کہ مجھکو قبول کر گلفام نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کہ او سیاہ رو تیرہ درون یہ کیا خیال خام اور تصور ناتمام ہی تو نے مجھکو گرفتار کیا چاہے قتل کر ڈال مگر عصمت کا نام نہ لے مین جان دینے پر آمادہ ہون سیر اب قدمون پر گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مین اپنی جان نثار کرونگا مگر مجھکو قبول کر و سیر اب حیران ہو کر سنتین کر رہا ہی کہ ایک طرف سے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

خط سے جو بن پہ عذار یار ہی ۔ واہ کیا آئینہ جوہر دار ہی
سنتعد جان بخشیون پر یار ہی ۔ گر یہ سچ ہی تو اجل بیکار ہی
تازہ سے وہ گل جو ٹھکراتا نہین ۔ کیا ہمارا جسم لاغر خار ہی
شکل نرگس مین ہمہ تن چشم ہون ۔ ہد مو کیا حسرت دیدار ہی
طو کرون روے زمین اک گام مین ۔ پانوٗن مین خاصیت پرکار ہی
دانت پر قاتل لگایا کیا اِسے ۔ تیغ تیری ابر گوہر بار ہی
جھانکنا چھوڑا ہی کس بیدرد نے ۔ چشم گریان روزن دیوار ہی
جا کے سطوت کربلا مین موت آے ۔ اب دعا خالق سے یہ ہر بار ہی

سیر اب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن ڈفلی ہاتھ مین تانین مارتا ہوا آتا ہی سیر اب نے پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا اِسطرف آؤ لڑکے نے منھ پھیر کر کہا ہمارا وقت بھٹی پر جانے کا ہی وہان چار آنے ملجاتے ہین ہمین ٹھہرا کر تم حرج کرو گے سیر اب نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا صاحبزادے جو مانگو گے وہ تمکو دونگا

ساز خوب بجاتے ہو لڑکے نے سامنے سیراب کے ناچنا شروع کیا سیراب بہت
خوش ہوا کہا صاحبزادے تم تو ناچنا بھی خوب جانتے ہو لڑکے نے کہا اب گانا بھی سنیے
مگر فی چیز ایک پیسا لونگا سیراب نے کہا مین روپیہ دینے کو موجود ہون یہ کہکے
کمرے روپیہ نکالے لڑکے نے کہا مین یہ نہ لونگا پیسہ دیجیے سیراب نے کہا مین جاکر
پیسے لاتا ہون یہ کہکے جھپٹا بھٹی پر آکر اس خیال سے شراب خریدی کہ لڑکا پی کر خوب
گائیگا تھوڑی دیر مین شراب لیکے آیا کہا لو صاحبزادے ایک جام شراب کا تو پیو
لڑکے نے اس خوبصورتی سے شراب کو گریبان مین گرایا کہ سیراب نے جانا پی گیا
جیسے ہی شراب حلق سے اتری لڑکا شعر کہنے لگا اس لطف سے گت ناچتا ہو اپنے کو
زمین پر گرا دیتا ہی اور لوٹ مارتا ہی کہ معلوم ہوتا ہو نشہ زیادہ ہو گیا لوٹا شراب کا
اٹھایا کہا تمنے مجھکو شراب پلائی مین تمکو پلاؤنگا سیراب نے منھ کھولدیا لڑکے نے
سارا لوٹا دہن مین ڈالدیا شراب پیتے ہی سیراب گھبرایا کہا میان لڑکے سب مجھے
کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی لڑکے نے کہا ذرا اٹھکر ٹہلو سیراب جھپٹ کر اٹھا چند
قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے گرتے گرتے خنجر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک مارکر سیراب کو گلفام کو رہا کیا کہا تم عمرو یہان شاپور دریا
کو دیکھ رہا تھا کہ غراتا ہوا دریا غائب ہونے لگا تھوڑے عرصے مین سب دریا
خشک ہو گیا شاپور سمجھا کہ سیراب مارا گیا طرف صحرا کے دوڑا دیکھا سامنے
سے گلفام آتی ہو شاپور نے دوڑکر پوچھا ای ملکۂ عالم کیونکر رہائی پائی گلفام
نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا ہمارے قبلہ وکعبہ کرامت دکھاتے ہین
ہر مقام پر عیاری کرتے ہین ای ملکہ گلفام اب نکلیلو یہان ایرج نوجوان مشتاق
بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شاپور و گلفام آتے ہین ایرج نے آکر
استقبال کیا گلفام شریک ایرج ہوئی یاقوت جنی نے عرض کی اب طرف قصر
ہشت پہل کے کوچ کیجیے ایرج نے لشکر تیار کیا کئی جادوگرنیان عاشق جمال
ابرہا سے سرخ و سبز تیار کر کے اسیر سوار ہوئین غیر ساحرون کا لشکر چند سرداران

ناموزہ کے ہمراہ ہوا طرف قصر ہشت پہل کے چلے گذارش کرونگا کہ ایرج کس مقام
و مہو پہنچین گے مگر حال صاحبقران ذکر کرنا ضرور ہی کہ صاحبقران زمان دربار مین حکیم
آغاز مصری کے موجود ہین آغاز مصری نے صاحبقران سے عرض کی کہ آپ سلما
سے عقد کیجیے یہ آپ کی زوجہ ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ باغ مراد مین یہ چلین مین
آؤنگا ملکہ سلما باغ مراد مین آئین دلھن بنکر مسند پر بیٹھین دل سے کہتی ہین کہ یقین ہی
اب صاحبقران بھی آتے ہونگے مگر صاحبقران جو دربار سے اُٹھے خواجہ عمرو کو
ساتھ نہ لیا سمجھے کہ عاقلہ بالغہ سے عقد ہی ہم دونون ایجاب و قبول کر لینگے کہ راہ مین دیکھا
فرزند خواجہ بزرجمہر ایک نخل کے سایے مین بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر سلام کیا عرض کی
اے شہریار غلام کو معلوم ہوا کہ آج حضور اپنا عقد کرینگے اِس خیال سے غلام پیشتر سے
آکر بیٹھ رہا امیر کو بزرگ امید کا پاس ہی کہا تشریف لے چلیے مین آپ کو ضرور یاد
کرتا بزرگ امید نے کہا ایک گلوری تو نوش فرمائیے یہ کہکر جیب سے ڈبیا نکالی ایک
گلوری امیر با توقیر کو دی صاحبقران نے جیسے ہی گلوری کھائی ہاتھ پانوٗن مین
رعشہ آیا چند قدم چلے تھے کہ لہرا کر گرے عمرو نے چاہا پشتارہ باندھون صاحبقران
کو لیجاؤن باغ مراد مین چلکر ہوشیار کرونگا پانوٗن پھیلا کر کچھ لونگا پھر خیال مین یہ
گذرا کہ جواہرات بہت پہنے ہین کچھ اُتار لون سپر پشت سے صاحبقران کی اُتاری
چاہتے ہین کہ اِکہ کھولون کہ زمین کانپی زمین سے دھوان نکلا ایک ساحر مہیب
بشکل عجیب و غریب زمین سے پیدا ہوا للکارا کہ او ساربان زادے دیکھیو ن
لیجاتے ہین اب مین کیا صاحبقران کو چھوڑونگا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا عمرو حیران
ہو کہ یہ کیا سحر کہ تھا تعاقب مین چلا مگر سیران جادو صاحبقران کو لیے ہوے اپنے
باغ مین آیا اُسی عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا اب صاحبقران کو ہوشیار کر دیا
امیر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار طوق و زنجیر پایا اشتیاق عقد مین تھے بہت برہم
ہوے فرمایا او بیحیا تو کون ہی مجھے کیونکر لایا سیران نے کہا منم سیران جادو قدرت
نے مجھکو نشان بتایا کہ فلان صحرا مین عمرو نے امیر کو بیہوش کیا جاکر گرفتار کر لے مین

وقت پر پہونچا اب سر کاٹ کر سامنے قدرت کے لیجاؤنگا صاحبقران نے غصہ مین قید کو توڑ ڈالا اسم اعظم پڑھنے لگے ساحر سامنے سے بھاگا ایک گوشے مین آگر کہا اے مفتاح بلند رکاب صاحبقران کو لینا امیر نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ہے پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزے ہاتھ مین آتے ہی اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم مفتاح بلند رکاب سب فوج نے صاحبقران پر بلوہ کیا امیر تیغہ عقرب کھینچکر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر بیقرار ہو کر دعا مین خالق سے مانگتے ہین کہ اے معین الضعفا اے رب دوسرا تیری کیا صفت بیان کرون نظم

حق جواہر میکند پیدا ز سنگ　　قطرہ را بخشد چو گوہر آب و رنگ
گربہ را سازد ضعیف و ناتوان　　زور سر پنجہ بہ بخشد با پلنگ
تازہ تازہ مید ہد ہر دم شکار　　رازق روزی بہ شیر تیز چنگ
بر د الِنسان را بران عالی مکان　　مرکب اندیشہ بد جائے کہ لنگ
گہ کند با صلح اصلاح جہان　　انتظام خلق گہ سازد بہ جنگ
میشود تعمیل احکام خدا　　در زمانہ بے توقف بے درنگ
صاحب بینش چو بیند قدرتش　　صاف مانند صورت آئینہ و نگ
بے نوا را سلطنت بخشد خدا　　او بہ گمنامان بہ بخشد نام و ننگ
مید ہد از ابر رحمت کردگار　　سبزہ و گل را بہ گلشن آب و رنگ
رنگ تازہ روز و شب شام و سحر　　میشود ظاہر ازین کارخ دو رنگ
اہل دولت را فراخی داد حق　　تنگ دستان را بہ تنگی کرد تنگ
جن و الِنسان جملہ وحش و طیر را　　روزیِ ہر روزہ بخشد بیدرنگ
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب　　گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
ہندی آن صورت کجا آید نظر　　تا نہ گردد دور از آئینہ زنگ

مگر جنگ مین مصروف ہین مفتاح بلند رکاب دور سے لینا لینا کر رہا ہے امیر چاہتے ہین مفتاح پر جا پڑون افسر کو قتل کرون یا گرفتار کرلون مگر مفتاح

قریب نہین آتا ہر مرتبہ فوج کو اشارہ کرتا ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کرلو فوج سمٹ کر آتی ہو صاحبقران تیغۂ عقرب کھینچے ہوے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ جا پڑون مفتاح فوراً ہٹ جاتا ہو شام تک تلوار چلی شام کو یکایک دیکھا کہ وہ سب بھاگے باغ مین سناٹا ہو گیا یکایک ایک شعلہ چمکا خود بخود روشنی ہونے لگی پتے پتے نخلستان کے مثل جگنو چمکنے لگے ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

بہار مین جو ہوا ہو مرا گریبان چاک — ہوے ہین لالہ و گل کیطرح سے خندان چاک
صدا یہ غنچۂ گل کی ہو کھِلتے ہی آئی — کرے جو تنگ گریبان ہو اسکی شایان چاک
بنا سے ساغرِ مے جو کمہار نے تیرے — پیالے ہین مہ و خورشید چرخ گردان چاک
کھِلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا — کیے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھائیگی اپنے جوہر روح — کھلیگا مطلب خط جبکہ ہوگا عنوان چاک
جنونکا جوش اُتاریگا پھاڑ کر کپڑے — بہار مین بدن اپنے کرینگے عریان چاک
کرونگا زلف کے سودے مین تار تار الیبا — دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک
ملاؤن پیرہن گل سے کیا لباس اپنا — ہوا نہین ابھی دستِ جنون سے چندان چاک
دکھاسے عالمِ صبح بہار اگر رکھوا سے — نقاب کے وہ رُخ غیرتِ گلستان چاک
کیا ہو عشق نے اِک مہروش کا دیوانہ — سحر کی طرح سے رہتا ہو نہین گریبان چاک
یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو — کیا جو کھینچ کے یوسف کا اُسنے دامان چاک
اثر جنون کا رکھتی ہو دل کی بیتابی — قبائے صبر کو کرتا ہو آتش اِلنسان چاک

صاحبقران اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے دیکھا وسط باغ مین جو چبوترہ ہو اُسپر فرش مشجر بچھا ہو اُسپر مسند زرتار اُسپر ایک نازنین ماہ رخسار کمال ناز و ادا سے بیٹھی ہو ایک گائن شوخ و شنگ مچل مچل کے گا رہی ہو کہ کنیزون نے عرض کی حضور صاحبقران آتے ہین امیر کو آتے ہوے دیکھکر وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی اول برائے تسلیم خم ہوئی صاحبقران نے جواب سلام دیا مگر اس تکلف سے اُٹھنے

آنکھ ملائی کہ صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا پسینے پسینے ہو گئے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے امیر کو لاکر مسند پر بٹھایا گائن سے اشارہ کیا گائن پھر بہ زور و شور گانے لگی وہ نازنین بہ محبت پوچھنے لگی اے شہریار اِس باغ مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا امیر نے فرمایا مین تو ایسے وقت مین یہان آیا تھا کہ ایک ساحر میہان تھا ایک پہلوان آیا اُس سے دن بھر لڑا نہین معلوم اُسپر کیا گذری بعد اُسکے جانے کے چند ساعت یہان سناٹا رہا بعد اُسکے تمھارا اسما سنا ہوا مین تو برائے ملاقات ملکہ سلمائے گوہر پوش جاتا تھا نام ملکہ سلما کا سنکر وہ نازنین رونے لگی کہتی تھی اے شہریار آپ نے بڑا غضب کیا کہ مجھے سرفراز فرمایا ملکۂ عالم دیکھکر بہت رنجیدہ ہونگی صاحبقران نے فرمایا مین کیا ملکہ کا نوکر ہون اپنا تو یہ دستور ہے کہ جو بہ محبت ملے یک نظرے خوش گذرے لمحہ بھر بیٹھ گئے لہذا اگر تمھاری رائے ہو تو مین چلا جاؤن تمھارے نام نامی سے آگاہ ہون کہ تمھارا اسم مبارک کیا ہے اُس نازنین نے نام کے ذکر پر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا حضور نام میرا بتانے کے لایق نہین صاحبقران ایسی باتین اُس نازنین سے کر رہے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین گھبرا کر عرض کی اے شہریار غضب ہوا ملکہ سلمائے گوہر پوش تشریف لاتی ہین صاحبقران نام ملکہ کا سُنکر گھبرائے کہ پہلوے نخل سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ملکہ سلما بے نقاب آتی ہین وہ نازنین اُٹھکر بھاگی تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ کنیزین بھی بھاگ گئین سناٹا ہوا صاحبقران اُٹھے منظور ہے کہ سلما سے عذر کرون کہ ملکہ گھبرا کر پلٹین کہا اے شہریار مین آپ سے بات نہ کرونگی امیر عذر کرتے ہوے بڑھے کبھی فرمایا کہ ملکہ معاف کرو مگر ملکہ نے جواب نہ دیا ایک نخل کے پہلو مین جاکر غائب ہو گئین صاحبقران حیران تھے کہ اِس یوسف گم گشتہ کا کیونکر پتہ لگے کبھی پکارتے ہین کبھی رو رو کے نعرے مارتے ہین کہ اے محبوب جانی وائے یار جادو دانی **نظم**

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو	کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو
بروے دنیا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو	دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہ ہو

یار تو بھولا کرے غماز ہو کاش یاد
نیم بسمل کیطرح سے زندگانی ہو خراب
ای صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا
ای بُت بے رحم عزرائیل کا عاشق نہین
اپنے اشکون کی جو غلطانی دکھاؤن مین آگے
کنج تنہائی مین مین نے زندگانی کی بسر
دام مین صیاد نے کھینچا انکھین اچھا کیا
حشر تک زیر زمین تڑپا کریگا گور مین

دوست تو غافل ہو دشمن بھی کہین غافل
اسقدر بھی آدمی کو حسرت قاتل
سخت کافر ہو جو وحدت کا نہی قائل
رشتہ بیمار اُلفت کے لیے تو سل
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف ساحل
گور بھی میری کسی کی گور کے شامل
باغ ہی کچھ بلبلو قمری کی یہ محفل
کشتۂ ابرو ہی آتش تیغ کا بسمل

صاحبقران اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے اُس باغ مین پھرے رات
وہین گذری جب گریبان سحر چاک ہوا صدا اے موذن کان مین آئی تو امیر
دیکھا کہ ایک باغ ویران ہی روش پٹریان ٹوٹی ہوئین گلے سڑے پھل جابجا
ہوے ہین امیر کو بڑی نفرت ہوئی حیران ہوے کہ شب کہان بسر کی مگر باغ کا در
سامنے معلوم ہوتا تھا جیسے ہی دروازے سے باہر نکلے دیکھا کہ لشکر سامنے
باغ کے اُترا ہوا ہی لندھور و مالک وغیرہ امیر کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین
کو جو آتے ہوے دیکھا سب دوڑ پڑے دامن پکڑ کر سرداروں نے عرض کی
شہریار آپ کہان تشریف لے گئے تھے صاحبقران نے فرمایا ای برادران کیا
پوچھتے ہو آوارۂ دشت ادبار ہو رہا ہون کہ پہلو سے طرفوا کی آواز آئی دیکھا کہ
آغا زہری ہوا دار پر سوار کئی سو جوانان سفید پوش ہمراہ بخورات بکے ہاتھ
روشن سینے صاحبقران کو سلام کیا حکیم ہوا دار سے اُترے صاحبقران
کا دامن تھام لیا عرض کی تشریف لے چلیے آپ کیون اسقدر ملول و حزین
ہین اب دفع ملال کا زمانہ آتا ہی ہر چند کہ اب تک مجھسے کوئی گستاخی نہین ہوئی
چاہا کہ آپ کے دشمنون کو ملال ہو پہنچے صاحبقران نے فرمایا آپ کی نظر
ہی تو سب تکلیفین دفع ہو جائین گی لیکن اب تو مجھکو خیال محال مین یہ تردد

وہ کہان تشریف لے گئین حکیم نے کہا اے شہریار اور کسی کا خیال دل مین نہ لایئے کیونکہ
سلیمانے گوہر پوش منظور نظر حکیم مشتاق مصری ہین ایسا نہ ہو کہ قاعدے مین فرق پڑے
امیر نے فرمایا یہان کے عجائب و غرائب میری سمجھ مین نہین آتے آغاز مصری امیر کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو حکیم صاحب یہ کہکے اٹھے
کہ مین تو رخصت ہوتا ہون حضور لشکر ہی مین تشریف رکھین ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑ جائے
صاحبقران اچھا اچھا کہکے بیٹھے حکیم تو گئے امیر نے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیئے
صحرا کا تماشہ دیکھ رہے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان آمادہ حرب و پیکار مسلح و مکمل موسوم بہ قیروان مصری
صاحبقران کے مقابلے مین آکر اترا کہلا بھیجا کہ یا صاحبقران آپ اس قلعے سے ابھی
چلے جایئے ورنہ بہت پریشان کرونگا کہ جان بچانا دشوار ہوگی امیر نے ایلچی کو نکلوا دیا
قیروان نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار یان
رہین صبح کو امیر لشکر لیکر چلے کہ دیکھا لشکر مین ایک طرف ہلڑ ہے فرمایا خواجہ دریافت
تو کرو یہ کیا معرکہ ہے خواجہ گئے اور دیکھکر آئے کہا اے شہریار یہ جو پہلوان آیا ہے نسل مین
سکندر کی ہے مرکب اسکی سواری کا کہ اسکو ابرش سکندری کہتے ہین رات کو تھان سے
چھوٹا آپ کے لشکر مین آگیا کئی سو جوان اسنے مار ڈالے لوگ چاہتے ہین گرفتار کرلین
مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ہرچند زیر ران صاحبقران وہ مرکب ہے کہ جسکا نظیر ممکن نہین
مگر نام مرکب سنکر منھ مین پانی بھر آیا فوراً گھوڑے سے کود پڑے ٹہلتے ہوے چلے دور
سے دیکھا کہ ایک مرکب ہے کوہ سرین کوہ کفل دونون آنکھین رشک دیدۂ غزال تھوتھنی
غنچۂ گل کھیت کو سمین سے توسل دم کو اٹھائے ہوے جسکو ستارہ دنبالہ دار کہنا چاہیے
کمر نازک بگڑا ہوا کھڑا ہے جسنے قصد کیا شیہہ پھر کر اسپر جا پڑا کسی کا سر چبا لیا کسی کو دولتی
ماروی کسی پر ٹاپتک چل گئی گرد لاشے پڑے ہوے ہین تیور بدلے ہوے کھڑا ہے
صاحبقران مرکب کو دیکھا عاشق ہوگئے سب کو پکار کر منع کیا کہ گھوڑے پر حملہ نہ کرو
لوگ رکے بلکہ قریب سے ہٹے صاحبقران نے اپنی صورت مرکب کو دکھائی جیسے ہی مرکب

مرکب نے صاحبقران کو دیکھا مثل غنچۂ گل شگفتہ ہوا صاحبقران میٹھے گھالس کے ہاتھ
مین لیکر چمکارتے ہوے سامنے پہونچے گھوڑے نے مٹھے پر گھالس کے منھ ڈالدیا
امیر نے پشت پر ہاتھ رکھا مرکب نے سینے پر منھ رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا
امیر نے اور اشیاء منگوا کر کھلاے اور اپنے ہاتھ سے مرکب کو کسا بسم اللہ کہکر سوار
ہوے اب جو امیر نے پٹری جمائی گھوڑا چاہتا ہی سبزہ فلک کو پامال کرون طرارے
بھرون ٹاپ مارتا ہی کہ زمین ہلجاتی ہی اسطور سے صاحبقران ابرش سکندری پر سوار
ہو کر میدان کارزار مین تشریف لاے مگر اشقر دیوزاد نے جو صاحبقران کو ادہم کب
پر دیکھا بس ایک شبہہ مارا کہ زمین تھرا گئی سامنے دریا تھا ایک بلندی پر چڑھ گیا اور
آواز دی کہ یا صاحبقران مجھسے بہتر کوئی اور مرکب بھی دنیا مین ہی آپ نے غضب کیا کہ
میری زندگی مین اور مرکب پر سوار ہوے اب مین زندہ نہ رہونگا ابھی اپنی جان دیتا
ہون یہ کہکے جھم سے دریا مین پھاند پڑا امیر نے دام دارون کو بھیجا دامداروں نے
کئی کوس تک دام پھینکے مگر اشقر کا پتہ نہ پایا امیر کو نہایت قلق ہی مگر ایسا مرکب پایا ہی
کہ اشقر کو بھولے جاتے ہین میدان کارزار مین آکر ٹھہرے مگر آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے فرماتے ہین میرے رفیق و شفیق پر نہین معلوم کیا گذری مین یہ نہ
جانتا تھا کہ اشقر یون برہم ہو جائیگا مین نے عہد کے خلاف کیا مین نے اُس سے
کوہ نورستان پر عہد کیا تھا کہ دوسرے مرکب کی پشت پر نہ سوار ہونگا مگر یہ ایسا مرکب
دلچسپ تھا کہ اسپر سوار ہو بیٹھا مین نے بڑی خطا کی خدا اُسکو زندہ مجھسے ملاے
یہ فرما کر ابرش سکندری پر سوار مقابلے مین حریف کے تشریف لاے قیرواں نے
گینڈا بڑھایا مگر اپنے مرکب پر جو صاحبقران کو سوار دیکھا ساتھ والون سے کہتا تھا
بڑے تعجب کی بات ہی کہ یہ وہی خونی مرکب ہی کہ جسنے سیکڑون سائیس مار ڈالے اور
چابک سوارون کو قتل کیا جسکو دولتی ماری وہ بخشش ہو گیا مگر حمزہ کیا ساحر ہی کہ
ایسے مرکب پر بیخوف سوار ہوا لوگون نے کہا حضور امیر کی صورت دیکھکر رام ہو گیا
امیر بسہولیت سوار ہوے گویا اُسکے اشتیاق مین تھا قیرواں جھلاتا ہوا میدان مین

آیا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے صاحبقران نے ابرش کو اشارہ کیا وہ مرکب باد پیما فوراً اطراے بھرتا ہوا چلا بموجب قول حضرت قمر نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
ملا ہی عجب رنگ مشکین اُسے
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
ہراک نعل ہی نیمچہ بے مثال
قدم کی روانی کو دریا لکھون
نکاوے کا محتاج ہو کس طرح
جبّذا رخش قمر طلعت و خورشید ضیا

دیگر

کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی
اِسی سے لقب اُسکا شبرنگ ہی
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم با قدم مائل جنگ ہی
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
کہ وُسعت جہان کی بہت تنگ ہی
آنکہ چون فکر منجم بدود فوق سما

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلۂ قیروان مین پہونچا قیروان نے جھلا کر کہا اے امیر آپ اِس مرکب پر کیونکر سوار ہوے آپ کے پاس کوئی نسخۂ تسخیر ہی امیر نے فرمایا یہ مرکب خاندان عالی سے ہی مجھکو دیکھکر تسخیر ہو گیا میرے ساتھ بد لگامی نہین کی بلکہ مجھکو دیکھکر اِشارے کرتا تھا کہ مجھپر سوار ہو جیسے مین بہ کیفیت سوار ہوا اُٹھکر قیروان نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی ستان پر لیا چند طعنون مین امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قیروان نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی اِس کن سے ہاتھ مارا کہ مرکب مارا جاے تو مین خوش ہون مقام افسوس ہی کہ میرے مرکب پر سوار ہو کے مجھی سے مقابلہ کرین صاحبقران نے جو دیکھا کہ مرکب قتل ہو جائیگا مرکب سے کود پڑے تلوار کو سر پر لیا سر امیر کا زخمی ہوا اب صاحبقران زیر مرکب کھڑے ہین قیروان چاہتا ہی کہ دوسرا ہاتھ مارون کہ امیر کا سر اُڑ جاے مگر حال اشقر عرض کرنا ضرور ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر سے نکلکر چلے پر چلے ہین مگر اشقر دیو نژاد جو دریا مین کودا بہکر اُسی سرحد مین نکلا جہان کہ لشکر نور الدہر تھا کنارے دریا کے ٹہل رہا ہی کہ ایک مادیان دریائی پیدا ہوئی اشقر شیہہ بھر کر اُسکی جانب چلا مادیان دریا مین کود پڑی تین دن اشقر اُسی مقام پر کھڑا رہا

تیسرے دن مادیان پھر نکلی اشقر اُس سے موصول ہوا مادیان بحری حاملہ ہوکر دریا مین پھاند گئی اشقر نے دور سے لشکر دیکھا سمجھا کہ یہ میرے آقا کے دشمن ہین لشکر پر جا پڑا اصد ہا جوان مار ڈالے نور الدہر کنارے پر لشکر کے تھے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا الوح کو ملاحظہ کیا حکم ہوا کہ اِس ہنگامے کا دیکھنا ضرور ہی نور الدہر نے قریب آکے ملاحظہ کیا کہ اشقر دیوزاد جنگ کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ ای مرکب جد قیوقار یہ لشکر تو میرا ہی زبان دیوان مین جو کلام کیا اشقر نے پلٹ کر نور الدہر کو دیکھا زبان جنّی مین جواب دیا کہ مین نہ سمجھا تھا کہ یہ لشکر حضور کا ہی مین چار دن سے اپنے آقا سے جدا ہون جدائی اُنکی مجھپر شاق ہی لہذا سوار ہو جیے نور الدہر فورًا پشت مرکب پر سوار ہوے اشقر لیکر چلا اُسوقت پہونچے کہ قیروان تلوار کھینچے ہوے صاحبقران پر ہاتھ مارا چاہتا ہی اشقر نے جو امیر کو اِس حال سے دیکھا کہ پیدل دیکھا جوش محبت مین دوڑ پڑا نور الدہر اشقر سے کود پڑے اشقر نے جھپٹ کر قیروان کے گینڈے کے منھ پر اِسطرح کی دولتّی ماری کہ گینڈے کا سر پھٹ گیا قیروان گینڈے سے گرا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے اور گلے مین ہاتھ ڈالدیے فرمایا ای یار وفادار کہان تھے اشقر قدمون پر منھ ملنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے زبان جنّی مین کہتا تھا ای آقا میری خطا معاف کیجیے جہالت مین یہ حرکت ہوئی مگر نور الدہر نے جو ابرش سکندری کو کوتل دیکھا فورًا اُسپر سوار ہوے وہ مرکب نور الدہر کو لے بھاگا کہ ذکر اِنکا وقت پر ہوگا مگر صاحبقران نے قیروان کو مارا قیروان کی فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا لینا لینا کہکے آ پڑے ہر چند کہ امیر زخمی تھے مگر مرکب بڑھا کر نعرہ کیا فرماتے تھے کہ باشید ای کافران بھیا و ای نابکاران بدرغا کہان جا سکتے ہو نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم رو زگار | بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام | یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد | سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے اُدھر سے سرداران تہمتن پہونچے جنگ ہونے لگی مگر امیر خدا
تھے دیکھا کہ ایسا نہ ہو پشت مرکب سے گر پڑون ہاتھ گلے مین ڈالدیے فرمایا ای مرکب اصیل
مجھکو لے نکل ایسا نہ ہو کہ تیری پشت سے گر پڑون مرکب نے جو صاحبقران کو بیہوش
دیکھا امیر کو لے نکلا الندھور وغیرہ نے لڑائی کو فتح کیا فوج کو بھگا دیا سب ملازمان
قیروان بھاگے مگر صاحبقران کو جو اشقر لیکر نکلا ایک صحرا مین پہونچا صاحبقران
کو لیے لیے پھر رہا ہی خون ٹپک رہا ہی قضائے کار کاؤس تاجدار کہ اس سرحد کا
مالک ہی جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہی ایک پہلوان کہ چڑھ آیا تھا اُسکو بھگا کر پلٹا ہی ورسے
جو اُس نے دیکھا کہ ایک شخص زخمدار گھوڑے پر سوار مرکب لیے لیے اُسکو پھر رہا ہی
ساتھ والون سے اشارہ کیا اِس مرکب کو گھیر لو لوگون نے آکر اشقر کو گھیرا مگر اُس
تاجدار نے پکار کر کہا کہ ای مرکب اصیل تو نہ گھبرا ہم تیرے آقا کے دشمن نہین ہین
اشقر ٹھہر گیا اُس تاجدار نے آکر امیر کو پشت سے مرکب کی اُتارا جمال جہان آرا
دیکھکر حیران ہو گیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ یارو یہ جوان کون ہی مرکب بھی
بے عدیل و بے نظیر سہ چشمی ہی جوان بھی حسین و جمیل ہی کس ظالم کے ہاتھ سے زخمی
ہوا کہ گھوڑا نکال لایا ہی مرکب وہی ہی کہ راکب کا اپنے خیر خواہ ہو اگر زخمی ہو تو فورًا
لے نکلے اگر گرے تو گرنے نہ دے دیکھو کس احتیاط سے نکال لایا ہی اپنے راکب کی
جان بچائی صاحبقران کو ہوادار پر ڈال لیا اپنے قلعے مین لیکر آیا وزیر اِس تاجدار
کا کہ برائے انتظام امور سلطنت قلعے مین رہگیا تھا جیسے ہی اُسنے امیر کو دیکھا تاجدار
سے کہا ای شہریار آپ اِنکو پہچانتے ہین لقب اصلی اِنکا نہ لرزہ قاف ثانی سلیمان ہی
آپ کا اقبال ہی کہ آپ کے گھر مین آئے اُس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ یہ صاحبقران
زمان ہین امیر کو چھپر کھٹ پر لٹایا جراح کو بلایا ٹانکے دلوائے امیر کو ہوش آیا کاؤس
تاجدار نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شہریار ناز کرتا ہون کہ آپ نے آج مجھکو
سرفراز کیا ہی یہان سے بیس بائیس کوس پر ایک قلعہ ہی سرفرازہ تاجدار وہان کا حکم
ہی اُسنے ایک پہلوان کو بھیجا تھا اُس پہلوان کو مین نے قتل کیا اب یقین ہی کہ وہ مجھپر

لشکر کشی کرکے آئے غلام کو حضور نے نہین پہچانا یہ سرحد ملک کاؤسیہ ہی آپ کے فرزند کا یہان گذر ہوا تھا یعنی جب ملک سنجان کو شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن جانے تھے تو مین اُنسے لڑکر زیر ہوا حلقہ اطاعت کان مین ڈالا آج خدا نے فضل کیا کہ حضور میرے گھر مین آئے مین خدمتگزاری کرونگا اپنا فخر جانونگا صاحبقران نے دست شفقت کاؤس تاجدار کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ ای کاؤس تم ہمارے معین جان بخش ہو اگر تم نہ آتے تو اشقر نہ معلوم کس مقام پر گرا دیتا تاجدار نے کہا بیشک حضور ضرور ہلاک ہوتے صاحبقران نے فرمایا اِسی سے تمھارا نام جان بخش رکھا ہم تمکو ہدایت کرتے ہین کہ مُہر مین اپنی یہی کھدوانا کہ جان بخش صاحبقران یقین ہی کہ وہ تاجدار پھر تم پر قصد کرے مین جان لڑاؤنگا اُس سے مقابلہ کرونگا انشاءاللہ تمھاری وہانتک عملداری کرا دونگا اور اگر موت لیکر آئی ہی تو مجبوری ہی کاؤس تاجدار بہ کیفیت تمام خدمت کر رہا ہی بھنی مرغ کی حاضر کی اشقر دیوزاد کو ملیدہ وغیرہ بھجوایا شب کو صاحبقران اکیلے پڑے ہوے ہین کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی پلنگ کے رو رہا ہی یہ صدا اسے دردناک دیتا ہی کہ ای فلک کجرفتار واہ گردون غدار یہ کیا کجروی میرے ساتھ کی اور یہ اشعار دردناک پڑھکر رو رہا ہی نظم

تبونکے عشق کو اب ترک کردین پیری آئی ہی — کرین اپنے خدا کی یاد اب دل مین سمائی ہی
لب رنگین پہ اپنے تمنے کیون لالی جمائی ہی — کروگے عاشقون کا خون کیا دل مین سمائی ہی
بتاؤ مجکو بھی صاحب کبھی دکھلاؤگے جوبن — ہوے آراستہ کیون کس لیے مستی لگائی ہی
نکلیگی جان اب کیونکر اسی کی فکر ہی مجھکو — غم و رنج والم کی آجکل مجھپر چڑھائی ہی
کہان نالے کی طاقت ہجر مین ہون ناتوان ایسا — بڑی مشکل سے وقت سے لبونتک آہ آئی ہی
ہوا اِک وار مین گردن سے میرا سر جدا قاتل — غضب کی ہاتھ مین تیری ہی آفت کی صفائی ہی
نہ گھبرا تیرے گھر مین اُس گل خوبی کی ہی آمد — خبر یک صبا نے آکے یہ طرفہ سُنائی ہی
تغافل سے ترے عاجز ہین اِکدن زہر کھا لینگے — تجھی پہ جان دینگے اب یہی دل مین سمائی ہی
نہین ہین بے سبب نالے یہ رونا اور یہ بیتابی — کسے دیکھا ہی اے سطوت طبیعت کسپر آئی ہی

یہ صداے دردناک سنکر صاحبقران بیتاب ہوگئے دل سے کہتے ہین یہ کون دردرسیدہ
آفت دیدہ ہی کہ بلک بلک کے رو رہا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہی بیقرار ہوکے
اُٹھے صدا پر چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک جوان تاجدار دیوانہ وار
اور وحشی مثال سر جھکاے رو رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی امیر نے قریب آکر فرمایا
اے جوان تاجدار براے خدا اپنی مصیبت بیان کر تیرے رونے پر کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی
وہ جوان کھڑا ہو گیا لڑکھڑا کر گرا چاہتا تھا امیر نے ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ اے برادر
جلد بیان کرو کہ کس مصیبت مین ہو مین اُسکی فکر کرون یہ سنکر وہ تاجدار خوب رویا کہا اے
دردخواہ واے مہربان سامنے کوہ لالانیہ ہی لالان قزاق اُس پہاڑ پر رہتا ہی ایک روز
اُسکی دختر ملکہ سوسن گل پیرہن براے شکار صحرا مین آئی تھی مین نے اتفاق سے اُسکو
دیکھ لیا جب سے عاشق ہون مین نے اُسے پیغام دیا لالان قزاق نے کہا جو مجھکو
زیر کرے مین اُسکو داماد اپنا قرار دون مین نے جاکر اُس سے مقابلہ کیا آخر زخمی ہوا
لوگ لے بھاگے مین اپنے قصر سے نکلکر دیوانہ وار وحشی مثال اِس صحراے ویران
مین آبیٹھا یہان کے بیٹھنے سے یہ تسکین ہی کہ وہ محبوب مطلوب اپنے قصر پر کھڑی ہوتی
ہی مین جمال دیکھ لیتا ہون اِسی امید پر جیتا ہون ورنہ ابتک خاتمہ ہو گیا ہوتا امیر نے
فرمایا تا بہ کوہ لالانیہ چلو مین اُس قزاق سے پیغام کرون تمام رات صاحبقران کو
اُسی مقام پر گذری اُس سوختہ آتش مجبوری کو سمجھاتے رہے کہ گریبان سحر غم مین اُس
تاجدار کے چاک ہوا اب صحراے گرد اُڑی کئی ہزار ملازم فاروق تاجدار کے تاج و
تخت لیے ہوے ڈھونڈھتے پھرتے تھے اپنے آقا کو دیکھکر سامنے حاضر ہوے
امیر نے فاروق کو تخت پر سوار کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوے طرف کوہ
لالانیہ کے چلے یہان لالان قزاق سالوس تاجدار کا مال لوٹ کر لایا تھا سالوس
نے آکر گھیرا ہی لالان زخمی ہوا سالوس گینڈے پر سوار میدان مین کھڑا پکارتا ہی
کہ اے لالان قزاق مال کے واسطے اپنی جان دیگا جسقدر مال لایا ہی وہ میرے حوالے
کردے ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا لالان پریشان ہو رہا ہی بہ افوج کا بند ہی کوئی

مقابلے مین سالوس کے نہین نکلتا لالان بیتاب ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی کہ صحرا
سے گرد اڑتی امیر ہمراہ فاروق تاجدار کے آکر پہونچے لالان قزاق کی شکست دیکھکر
گھوڑے کو چمکایا مقابلۂ سالوس مین آئے سالوس نے پوچھا ای جوان تو کون ہی
اس قزاق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا ار سال کا روپیہ جاتا تھا وہ لوٹ لایا مین کیا کوئی
بنیا بقال ہون خبر سنتے ہی چڑھ آیا امیر نے فرمایا اب جو تجھسے ہو سکے قصور نکر مین ملازم
لالان قزاق کا ہون سالوس نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ شکست کیا سالوس نے
ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تیغۂ عقرب پر رد کا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر اس
کن سے ہاتھ مارا کہ سالوس کے دو ٹکڑے ہوے فوج کو اسکی شکست دی لالان
قزاق نے جو یہ مہربانی دیکھی آکر قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرنے لگا کہتا تھا آپنے میری
جان بخشی کی یہ تاجدار کیونکر آپ کے ساتھ آیا امیر نے فرمایا ای لالان قزاق بدلہ اس
خیرخواہی کا یہ ہی کہ فاروق تاجدار کو یہ فرزندی قبول کرو لالان نے عرض کی کہ میری
شرط یہ تھی کہ جو مجھکو زیر کرے اسکو بیٹی دون مگر حضور نے ایسا احسان کیا کہ آپ سے
انکار نہین کرسکتا دختر کیا چیز ہی اگر جان تک کام آئے تو قدمون پر نثار کر دون
امیر نے لالان کو مسلمان کیا فاروق تاجدار کا عقد کرایا اب وہان سے ان سبکو
ساتھ لیکر طرف کاؤسیہ کے پلٹے یہان سرفراز تاجدار کاؤس تاجدار پر چڑھ آیا ہی
کاؤس کو زخمی کیا ہی اور یہی قول ہی کہ ای کاؤس تو نے غضب کیا کہ میرے پہلوان کو
مارا مین سلطنت کو تیری برباد کرونگا کاؤس تاجدار زخمدار دعائین مانگ رہا ہی
کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

بر من مسکین خدایا کن کرم — کن کرم ای شاہ والا کن کرم
سائلم بر درگہ والا ے تو — اندرین حالت کریما کن کرم
لطف کن ای بادشاہ دوجہان — ای شہنشاہ معلے کن کرم
کن کرم ای صاحب جود و سخا — فیض بخش دین و دنیا کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش — بر دعاگویان رحیما کن کرم

ده دوا ای چاره ساز درد دل
بر مریض خود مسیحا کن کرم

کن نظر بر حالت ما بیکسان
بر ہمہ حال تمنا کن کرم

مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز
خود بر این قطرہ چو دریا کن کرم

بندۂ ہندی غلام زار تست
بادشاہ کار فرما کن کرم

ہست این ناچیز عاجز خاکسار
بر کمال فضل تو امیدوار

کاؤس تاجدار اس پریشانی مین تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آگے آگے تخت پر ایک تاجدار اور ایک قزاق فوج کو ساتھ لیے ہوے اس جاہ و جلال سے نمایان ہوے دیکھا کہ کاؤس بیقراری کر رہا ہی صاحبقران زمان نے جو کاؤس کو بدحواس پایا وہین سے للکارے کہ او سرفراز تاجدار مین آپہونچا کاؤس نے اشقر بھجوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے طرف میدان کے چلے للکارے کہ او بچیا کیون اسپر دباؤ ڈالتا ہی مجھسے مقابلہ کر مین جواب دونگا یہ فرماکر مقابلے مین سرفراز تاجدار کے آئے سرفراز نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنون مین امیر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اس نے چاہا تلوار مار کر پلٹون امیر نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا سرفراز تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے اب تو کاؤس نے فوج کو گھیر لیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا جہانتک ممکن ہوا لڑے آخر شکست کھا کر بھاگے امیر بہ فتح و فیروزی قصر مین کاؤس تاجدار کے آئے کاؤس نے بڑی دھوم سے دعوت کی ہسامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے تھے

نظم

دشنام بوسہ دیکے نہ منھ سے نکالیے
بس بس حضور اپنی زبان کو سنبھالیے

وعدہ ہی آج وصل کا کل پر نہ ٹالیے
یہ بات اپنے ذہن سے صاحب نکالیے

بیٹھے ہین گر رقیب نہ با تو تمہین ٹالیے
آہین مین کر رہا ہون دل اپنا سنبھالیے

اقرار وصل کر لو تو دون اپنا دل ابھی
جیسا ہمیشہ جلاتے ہین ویسا ہی وہ جلین
ساقی نہین تو جام ہین خالی پڑے ہوے
ہوتا خرام ناز یہ اُنکے نہ شیفتہ
برسون گذر گئے ہین اسی اشتیاق مین
بوسہ لیا ہی چشم کا سوتے مین غیر نے
پامال کیجیے اِسے ترچھی نگاہ سے
حیران ہون یار سوتا ہی اور ہی شب وصال
شیفتہ گرا تو مستون سے ساقی نے یہ کہا
ڈرتا ہون دلکو میرے وہ لیکر نکر نہ جائین

دیکھے ہین ورنہ یار بہت تمسے چاہیے
معشوق کوئی ڈھونڈ ھکے ایسا لکا لیے
اب آنسو وں سے چشم کے ساغر کھنگالیے
اے دل یہ سب حسین ہین زمانے کے چاہیے
للہ آج وصل کا وعدہ نہ ٹالیے
غصے سے آپ مجھپہ نہ آنکھین نکالیے
کیبنددرے کیطرح دل کو نہ میرے اچھالیے
دل مین جو حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
جب جانین ہم نگاہ ہو تپہ اپنی سنبھالیے
سطلوت وہ ہین زمانے مین مشہور چاہیے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صاحبقران جلوہ فرما ہین قضائے کار دختر کاؤس تاجدار ملکہ شیرین ادا قصر سے اُس صحبت کو دیکھ رہی تھی اُسکی نگاہ حسن جہان آرائے صاحبقران پر پڑی جمال خورشید مثال دیکھکر حیران وار محو دیدار ہوئی قلب کو بہت بیقراری آنکھون سے اشکباری پانؤن چاہتے ہین راہ کوے محبوب چلین ہاتھ گریبان کے جویا ہین کہ تار تار کرین دو پہر رات گئے صاحبقران دربار سے اُٹھے ملکہ شیرین ادا نے جو دیکھا کہ صاحبقران سامنے سے اُٹھ گئے دل کی بیتابی بڑھی کسی پہلو آرام نہین آتا آخر کنیزون سے کہا کہ لباس شب روی لاؤ کنیزون نے حیران ہوکر پوچھا کیون حضور لباس شب روی کیا ہوگا جھلا کر جواب دیا کہ تم لوگون کو اس مقدمے مین کیا دخل ہی مین کہین جاؤنگی یہ کہکے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا کمندین بھی لے لین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی چلی کوٹھے پر آکر کمند ماری اُتر کر اُس قصر مین آئی کہ جہان صاحبقران آرام فرما رہے ہین امیر غافل سو رہے تھے انگوٹھی مُہر کی صاحبقران کی اُتار لی اور اپنی انگشتر میعادی ہر چند کہ دل تر دو منزل کو زیادہ ہوس تھی مگر ضبط کو کام فرمایا اسی طرح پلٹ آئی بستر پر آکر

گری تڑپ دل کی زیادہ پائی اُسی انگوٹھی کو کلیجے سے لگائے ہوے تھی ہر مرتبہ یہی خیال تھا کہ صاحبقران بیدار ہونگے تو لقین ہو انگوٹھی دیکھین یہان امیر جو صبح کو بیدار ہوے منھ دھونے کو جو ہاتھ اُٹھایا انگوٹھی پر نگاہ پڑی دیکھا یاقوت سرخ کی انگوٹھی اُسپر نام شیرین ادا کندہ ہو اپنی مُہر کی انگوٹھی ہاتھ مین نہ پائی انگوٹھی کو بہ نگاہ حسرت دیکھا فرمانے لگے یہ انگشتری کس محبوب جادو دانی کی ہو بیتاب ہو کر فرمانے لگے **نظم**

زمانہ ہو بتنگ اُسکی جفا سے
نہین ڈرتا ذرا وہ بُت خدا سے

کرو پھر قتل کیون تیغ ادا سے
اُٹھایا ہاتھ گر تمنے جفا سے

نقاب اُس رُخ کی غیرو نہین اُلٹ کی
نہ تھی امید یہ باد صبا سے

زمانے بھر مین ہین معشوق جتنے
کوئی بہتر نہین اُس دلربا سے

کہا جب مین نے مرتا ہون مین تمپر
وہ بولے ہنسکے پھر میری بلا سے

خبر لے جلد اب مرتا ہو عاشق
یہ کہہ آئے کوئی اُس بے وفا سے

بلینگے ہاتھ مین کیا خون عاشق
اُنھین نفرت ہو کیون رنگ حنا سے

مریض عشق ہون بچنا ہو مشکل
نہ ہوگا فائدہ کچھ بھی دوا سے

زمین کربلا مدفن ہو سطوت
دعا یہ مانگتا ہون مین خدا سے

اِس بیقراری مین صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سردار آکر جمع ہوے عمرو نے جو امیر کو متغیر دیکھا گھبرا کر پوچھا کیون شہریار خیر تو ہو امیر نے گوشے مین لیجا کر فرمایا خواجہ عجب معاملہ گذرا کہ کوئی انگشتر اپنی عالم خواب مین پنہا گیا اور میری انگوٹھی لے گیا خواجہ نے کہا اِسکی تلاش کرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ جلدی کرو مجھے اپنے لشکر کا خیال ہو کہ نہین معلوم اُنپر کیا گذری آج مین نے خواب پریشان دیکھا تھا معلوم ہوتا ہو وہ لوگ مصروف جنگ ہین خواجہ عمرو اُسی وقت باتمامے عیاری لگا کر تلاش مین چلے جب قصر سے نکلے تو کاؤس سامنے آیا عمرو نے پوچھا اے بادشاہ عالیجاہ کہان سے آتے ہو کاؤس نے کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا مین اِسوقت باغ گلرنگ سے آتا ہون شیرین ادا نامے میری دختر ہو شب سے اُسکا عجیب حال ہو

انکھین بھر گئی ہین خاموش پڑی ہی کچھ حال دل نہین کہتی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ اُسی کا
کام ہی خواجہ عمرو کاؤس سے رخصت ہو کر قریب باغ آئے دیکھا چند کنیزین حیران
کھڑی ہین عمرو نے ایک کنیز کو اشارے سے بلایا اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر
در باغ پر آئے مگر حیران تھے کہ خواجہ اِس کنیز کو تو بیہوش کیا مگر اِسکا نام نہین
جانتے کہ ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیون شعلہ کہان سے آتی ہو عمرو نے اُسکو جوابدیا
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کنیز کا نام شعلہ تھا اب اندر باغ کے آئے دیکھا باغ سارا
رنگا رنگ ہی گلہاے نادر شگفتہ ہین طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین
خواجہ ٹہلتے ہوے بارہ دری مین آئے دیکھا شیرین ادا خاموش پڑی ہی دل
دھڑک رہا ہی خواجہ نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم صاحبقران زمان تمھارے لیے
بہت بیقرار ہین یہ سنکر شیرین ادا نے آنکھ کھولدی کہا کیون بوا شعلہ تمھین انکی
بیقراری کا حال کیونکر معلوم ہوا کیا اُنکے پاس گئی تھین عمرو نے کہا اُٹھکر بیٹھیے منھ ہاتھ
دھوئیے تو مین حال بیان کرون شیرین ادا اُٹھ بیٹھی عمرو سمجھ گیا کہ بیشک یہ آقا پر
عاشق ہوئی ملکہ نے جلدی سے منھ ہاتھ دھویا پکار کر کہا شعلہ ہمارے پاس آؤ جب
عمرو قریب آئے تو ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شعلہ سچ بتاؤ کہ تمکو کیونکر حال معلوم ہوا یہ
سُنکر شعلہ نے کہا مین کسی کام کو خدمت صاحبقران مین گئی تھی ایک انگوٹھی ہاتھ مین
لیے رو رہے تھے مین نے جو پوچھا تو فرمایا فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ۔ مین نے جو انگوٹھی کو دیکھا تو وہ انگشتر آپ کی
تھی اِسوجہ سے مین نے آپ سے ذکر کیا کہ آپ کی انگشتر امیر کے پاس ہی ملکہ نے کہا
شعلہ تم امیر کے پاس جاؤ اگر لا سکو تو اُنکو یہان تک لاؤ شعلہ نے عرض کی مین ابھی
جا کر لاتی ہون یہ کہکے عمرو نکلا خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار چلیے
مین بتہ لگا آیا دختر کاؤس تاجدار ہی نام اُسکا شیرین ادا ہی وہ آپ سے زیادہ بیقرار
ہی صاحبقران ساتھ خواجہ کے اُٹھے طرف باغ کے چلے در باغ پر آکر دیکھا کہ ایک
لشکر گران اُترا ہوا ہی امیر نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سیلان سرخ پوش نامے

ایک پہلوان ہی وہ براے ملاقات کاؤس آیا ہی کل اُنکی ملاقات کو جائیگا آج یہان اُتر پڑا عمرو نے جاکر ملکہ سے اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لاے ہین ملکہ براے استقبال آئین امیر کو لاکر بہ اعزاز باغ مین پہونچایا آپ پہلو مین بیٹھین کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی آپ کے والد آپ کو بلاتے ہین ملکہ نے کہا آپ تشریف رکھیے مین ابھی آتی ہون کاؤس نے بُلاکر بیٹی سے کہا اے نور نظر منسوب تمھارا آیا ہی جنے سال بھر کا وعدہ کیا تھا لہذا اب باغ مین نہ جاؤ اُسکا لشکر وہین اُترا ہی ایسا نہ ہو کہ قصد کرے اور باغ مین چلا آئے تو سامنا ہو جائے ملکہ نے کہا مین ابھی باغ مین جاتی ہون وہان سے سامان اُٹھوا لاتی ہون مگر کلیجے پر چوٹ لگی جی مین کہتی ہی کہ اے شیرین ادا انجام اِسکا کیا ہوگا مین تو اِس دیو سیاہ رو کے ساتھ نہ جاؤنگی تھراتی ہوئی رنگ اُڑا ہوا باغ مین آئی امیر نے جو نہایت پریشان دیکھا کہا کیون ملکہ خیر تو ہی مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار کیا بیان کرون فلک نے گردش دکھائی سیلان سرخ پوش ایک پہلوان ہی کہ اُسنے میری نسبت کا والد نامدار سے پیغام دیا تھا والد نے قبول کر کے سال بھر کا وعدہ کیا تھا وہ اب فوج لیکر آیا ہی اور آمادۂ جنگ و جدال ہی آج والد سے کہتا تھا کہ اگر ملکہ کو نہ دوگے تو جنگ کر کے لونگا صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کے برابر بٹھالیا فرمایا کیون گھبراتی ہو اُسکی کیا مجال ہی مین آج شب کو جاکر اُسکو سمجھا دونگا ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار مجھکو بڑا افسوس ہی کہ اُسکے ساتھ فوج ہی خود بھی پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی دیکھیے کیا ہو ایسا نہ ہو آپ کے دشمنون کو صدمہ پہونچے صاحبقران نے فرمایا تم مطمئن رہو یہ کہکر صاحبقران اُٹھے ہرچند ملکہ نے روکا مگر صاحبقران نے نہ مانا باہر نکلکر ٹہلتے ہوے دربارگاہ سیلان پر آئے درگہ سالار بیٹھا تھا اُس سے کہا اپنے پہلوان سے اطلاع کرو کہ تمھاری ملاقات کو ایک مرد سپاہی آیا ہی درگہ سالار نے کہا یہان ٹھہرو جب کوئی مصاحب آئے گا تو ہم اطلاع کرینگے صاحبقران نے فرمایا ہم کیا اُسکے نوکر ہین ہم جاتے ہین بھلا رو کو تو

یہ فرما کر بڑھے درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سیلان جو بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا سامنے آیا پوچھا کسنے یہ بے ادبی کی ہے میرے درگہ سالار کو کس اجل گرفتہ نے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نمایان ہوے فرمایا ای سیلان کاؤس پر کیون جبر کرتا ہی سیلان نے کہا آپ کون ہین مین اپنی معشوقہ لونگا کیونکہ ایک سال کا زمانہ گذرا اُسکے ہجر مین تڑپتا ہون میری تو یہ نوبت ہو رہی ہی نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے
چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے

ہرگز ہوا نہ اُنکی نصیحت سے فائدہ
ناصح بھی آکے محفل رندان مین بک گئے

آما ز بھی نہ تو نے سُنائی ہزار حیف
ہم در پہ تیرے آئے بھی سر بھی پٹک گئے

ایک لمحہ ہاے آنکھو نسے جب تو نہان ہوا
ای یار میرے دل مین ہزارون ہی شک گئے

پہلو مین میرے آکے جو بیٹھا وہ گلعذار
خار الم رقیب کے دل مین کھٹک گئے

رو دیا جو اپنے ساقی فیاض کے لیے
لبریز ہو کے چشم کے ساغر چھلک گئے

گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی
پھرنے لگا سر اپنا اگر پاؤن تھک گئے

نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے

تھی بھیڑ عاشقون کی نہ ملتا تھا راستہ
مشکل سے آج ہم در دلدار تک گئے

مین زار و زرد جبکہ بنا کشت زعفران
وہ دیکھتے ہی مارے ہنسی کے پھڑک گئے

جام شراب اُسنے دیا جب رقیب کو
اشکو نسے میری چشم کے ساغر چھلک گئے

آیا جو دل مین رہنے کی خاطر شب فراق
سینے کو میری آہ کے شعلے لپک گئے

خط دیکے بدگمان ہوے سطوت ہم اِتقد
قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

صاحبقران نے فرمایا او بیہودہ کیا بکتا ہی وہ معشوق تجھکو نہ ملیگی یہ سُنکر سیلان اپنے مقام سے اُٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سیلان لپٹ پڑا امیر نے کولے پر لاد کے مارا دھم سے لٹنے کا لٹھا گرا امیر کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا سیلان نے انکار کیا کہا

او جوان مین خداوند بقراط کو برانہ کہونگا امیر نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا دوسرا ہاتھ
ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دیا سر سیلان کا کھینچ لیا سر کو رومال مین باندھا ہر چند کہ اور
پہلوان بھی بیٹھے تھے مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ صاحبقران کو روکتا صاحبقران نے
چلتے وقت فرمایا بھی کہ تمھارے افسر کو مین نے مارا جسکو دعوی ہو وہ ہمسے سمجھ لے
سب پہلوان کانپنے لگے کسی نے جواب نہ دیا صاحبقران سر لیے ہوے نکلے باغ
مین آئے سامنے شیرین ادا کے سر ڈالدیا فرمایا یہ اسکا سر ہی جسکو غرور تھا کہ تمکو
لیجانے کو کہتا تھا بہ عنایت پروردگار اسکا سر لایا یقین ہی کہ اہل لشکر چلے جاوینگے
شیرین ادا تھرا گئی جی مین کہتی ہی صاحبقران بہادر بے نظیر ہین حقیقت مین بڑے
جری ہین مگر اہل لشکر آپس مین صلاح کرتے تھے کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب یہان پر
ٹھہر کر کیا کرینگے یہ سوچکر لاشہ سیلان کا اٹھا لیا رات ہی رات کوچ کیا راہ مین ایک
قلعہ ہی کہ بتران تیغ زن بھائی اسکا رہتا تھا لاشہ لیکر اُس قلعے مین آئے اُسنے جو
سُنا کہ بھائی میرا مارا گیا سرداروں سے پوچھا کہ تمنے بدلہ نہ لیا اُن سب نے کہا کہ سر
دربار صاحبقران نے آکر مارا سر اُسکا کھینچ لیا ہم لوگ مجبور ہو کر چلے آئے وہان
کیا کرتے کاؤس تاجدار بلوہ کرتا بتران تیغ زن نے سب کو ساتھ لیا کوچ کر کے
چلا راہ مین لشکر صاحبقران ملا کہا پہلے اِس لشکر کو تباہ کر لون تب آگے بڑھونگا
لندھور وغیرہ کو خبر پہونچی کہ بتران تیغ زن نامے پہلوان برائے مقابلہ آیا ہی
جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو لشکر میدان مین آئے بتران تیغ زن نکلا لندھور
مقابلے مین گئے مگر گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ سے اُسکے زخمی ہوے مالک نے
مقابلہ کیا اتفاق سے یہ بھی زخمی ہوے کئی میدان داریان کر کے چھ سات پہلوان
اِسنے زخمی کیے ساتوین دن میدان مین نکلا ہی اہل اِسلام کا پرا بند ہی وہان امیر
نے بعد قتل سیلان سرخ پوش کے کاؤس سے سوال کیا کہ ہمارے ساتھ اپنی
دختر کی شادی کر دے کاؤس یہ سُنکر بہ خوشی عقد پر آمادہ ہوا صاحبقران زمان نے
وعدہ کیا کہ بعد فتح طلسم انشاء اللہ عقد کرینگے یہ کہکر شیرین ادا سے رخصت ہوے

شیر بن اوسکا رونا اور بلکنا کیا تحریر کرون کہ بیقرار ہو کر دامن تھام لیا اور یہ عرض کرتی تھی
اے شہریار کیونکر صبر کرونگی میرا تو عجیب حال ہے ربط و ضبط محال ہے کیا کہون **نظم**

ساقی کی چشم مست جو دیکھی مچل گئے
شیشون کے ساتھ دل بھی بغل سے نکل گئے

دیکھا نگاہ تیز سے ابرو کمان نے جب
مژگان کے تیر سینۂ عاشق پہ چل گئے

نالے مہیب جبکہ ہمارے ہوے بلند
کمسن حسین جتنے تھے سُنکر دہل گئے

کی مین نے سینہ تھام کے جب آہِ دردناک
دل سب فرشتگان فلک کے دہل گئے

رویا جو اپنے دلبرِ کمسن کے ہجر مین
کیا طفل اشک آنکھ سے گر کر مچل گئے

نکلا سمند ناز پہ جب ہو کے وہ سوار
دل عاشقون کے سینے کے اندر اُچھل گئے

گلشن مین جاکے تمنے خوش الحانیان جو کین
بلبل خجل ہوے تو چمن سے نکل گئے

بوس و کنار وصل کا کیا آگیا خیال
شرما کے سامنے سے مرے تم جو ٹل گئے

مستون کی بزم مین یہ ہوا وعظ کا عروج
جب آئے واعظون کے عمامے اُچھل گئے

مین نے سوال وصل کیا کیا ہوا گناہ
بیفائدہ حضور کے تیور بدل گئے

دیکھا نگاہ لطف و کرم سے جو یار نے
ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے

اچھی طرح ابھی نہ ملائی تھی اُسنے آنکھ
تیغ نگہ کے دل پہ کئی وار چل گئے

کیا خاک رکھون مین سگ دلدار کیلیے
سب میرے اُستخوان تپ فرقت سے جل گئے

دنیا کو ہم سرا جو سمجھتے تھے عنا فلو
مثل مسافر آج یہان آئے کل گئے

گم کردہ ہوش ہم ہین چمن مین وہ عندلیب
ہوش آیا اب بہار کے جب دن نکل گئے

کوچے مین اُنکے زہر ہزارون نے کھالیا
تھی لاش پر جو لاش تو مُردے بدل گئے

ہم کربلا مین جاکے نہ اے سطوت آئینگے
گھبرا کے لکھنؤ سے جو اب کے نکل گئے

صاحبقران نے ملکہ کو سمجھایا کہ ملکہ انشاء اللہ اِسی سال مین طلسم فتح ہوگا تب ہم اگر عقد کرینگے ملکہ نے ناچار ہو کر سر جھکا لیا امیر نے مع کاؤس تاجدار کوچ کیا طرف لشکر کے چلے اُسوقت پہونچے کہ بُران شمشیر زن میدان مین للکار رہا ہے تمام لشکر اِسلام کا بند ہے اہل اِسلام دعا کر رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم

اپنا شریک کر اس آفت سے بچائے نظم

ابر گریان یافتیم و برق خندان یافتیم
نقد جان از دست خود دادیم جانان یافتیم
در دل تاریک مدفون گنج عرفان یافتیم
قطرہ از فیضان جوش ابر نیسان یافتیم
گنج گوہر از فیوض چشم گریان یافتیم
مسکن محبوب نزدیک از رگ جان یافتیم
علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یافتیم
یافتیم اندر عبادت مشتغل وحش و طیور
شکر حق ہندی کہ در حمد خداوند کریم
در دو رنگی رنگ آن یکرنگ پنہان یافتیم
جنس مطلوب در ین بازار ارزان یافتیم
ما درین ظلمت نشان آب حیوان یافتیم
ذرہ از انوار رخش مہر درخشان یافتیم
سینہ وا روشن ز نور آہ سوزان یافتیم
در میان جسم و جان انوار جانان یافتیم
آنچہ حق بخشید در دنیا فراوان یافتیم
خم بمحراب اطاعت جن و انسان یافتیم
در زبان پارسی این عمدہ دیوان یافتیم

سب دعائیں مانگ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا سب نے امیر آتے ہیں تخت پر ایک تاجدار ہے اُدھر صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان میں جھوم رہا ہی کئی پہلوان ہمارے لشکر کے زخمی ہیں وہ پہلوان للکارہ رہا ہی کوئی مقابلے میں نہیں نکلتا صاحبقران یہ دیکھکر بہت بیقرار ہوے خواجہ سے فرمایا یہ پہلوان کون ہی کہ میدان میں للکارہ رہا ہی یہ کہکے اشارہ کیا مرکب طرارہ بھر کے چلا مقابلے میں بتران تیغ زن کے پہونچے بتران نے جو جمال جہان آرا اے صاحبقران دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی امیر نے فرمایا تمام عالم میں نام ہمارا امثل آفتاب کے روشن ہی ذکر سنا ہوگا ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بتران تیغ زن نام سنکر بہت جھلایا دیکھکر آواز دی کہ تمھارے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا صاحبقران نے فرمایا مقابلے کا یہی انجام ہی کہ ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا مغلوب ہوتا ہی اُسنے مقابلہ کیا وہ مارا گیا اب جو تجھسے ہوسکے وہ تو کر بتران نے جھپٹ کر نیزہ مارا امیر نے چند طعنوں میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو

تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اُبتران نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا تلوار جو تڑپ کر دست زبردست صاحبقران سے گری سپر کے مع اُبتران چار ٹکڑے
ہوئے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آپڑے تلوار چلنے لگی
اُدھر سے لندھور و مالک وغیرہ مدد کو پہونچے فوج کفار نے شکست کھائی فریاد
کرتے ہوئے بھاگے امیر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے امیر داخل
لشکر ہوئے لیکن حکیم آغاز مصری یہ تکلیفین صاحبقران کی سُنکر فرماتے تھے کہ ابھی
چند سے صاحبقران کو تکلیف ہی صاحبقران زمان نے لشکر مین مقام کیا حکیم سے
کہا ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہی حکیم نے ایک نوشتہ ہاتھ مین دیا کہا اسیر خیال کیجیے گا
اِسکے خلاف نہ کیجیے گا اور ملکۂ عالم نے آپ کو بُلایا ہی باغ مراد مین ہین امیر اشقر پر سوار
ہوئے جیسے ہی لشکر سے نکلے دیکھا کہ صحرا سے ایک آہو آتا ہی امیر نے اُس آہو پر
گھوڑا اڑالا ایک درۂ کوہ مین آہو جاکر غائب ہوا امیر گھوڑے سے اُترکر درۂ
کوہ مین گھسے تلاش کرتے ہوئے آہو کو درے سے باہر نکلے دیکھا ایک صحرا سے
سبزہ زار و نواح دلکشا ہی تھوڑی دور بڑھے تھے کہ دروازہ ایک شہر کا معلوم ہوا
چند کاہ فروش ہیزم فروش طرف شہر کے جاتے تھے صاحبقران تھکے ہوئے تھے
اُن کاہ فروشون کے ساتھ داخل شہر ہوئے دیکھا شہر آباد و رونق پاکیزہ کٹورہ
کھنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی ایک طرف دیکھا ایک چشمۂ آب ہی اُسمین نازنینان
مہ جبین نہا رہی ہین ایک معشوق پریچہرہ جو نہاکر نکلی صاحبقران نے اُسکے جمال
کو دیکھا اُسنے بھی اشارہ کیا آپس مین چشمک ہونے لگی مگر صاحبقران نے دیکھا اور
بہت سی عورتین بیچ مین آگئین صاحبقران وہان سے پلٹے شہر مین آئے جا بجا
دوکانین آراستہ ہین شیرینی وغیرہ رکھی ہی امیر نے جیب مین ہاتھ ڈالا روپیہ نکالکر
ایک حلوائی کو دیا کہ شیرینی ہمکو دو حلوائی نے روپیہ پھیر دیا اور کہا کہ یہ تو کنکر نہین
سکۂ رائج الوقت دیجیے اور اپنے غلّے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا ایک پرچہ کاغذ تھا
اُسپر تصویر آغاز مصری تھی کہا اِسکو سجدہ کیجیے امیر نے فرمایا مین کبھی سجدہ نہ کرونگا

حلوائی نے کہا چاہیئے جب مزدوری کیجیے گا تب سکہ رائج الوقت ممکن ہوگا امیر واپس آئے
سارے شہر مین پھرے کسی نے روپیہ نہ لیا امیر نے یہ بھی فرمایا کہ جواہر لیلو لوگون نے کہا
یہ کنکر پتھر ہین ہم کیا کرین جب امیر انتہا کے بھوکے پیاسے ہوے تو اُسی حلوائی کی دوکان
کے سامنے آکر پہونچے حلوائی نے جو دیکھا حلوائی کو ترس آیا کہا اے جوان اگر تیرے مزاج
مین آئے تو میرے یہان مزدوری کرین وجہ معاش دیا کرونگا امیر نے قبول کیا ہتھیار
کھولکر کوٹھری مین رکھے خوانچہ لیکر بیٹھے مٹھائی لگانے لگے شام کو سب حساب حلوائی
کو سمجھا دیتے ہین کئی مہینے اِسی حال مین گذرے ایک دن صاحبقران نے کہا اگر تمھاری
خوشی ہو تو مین سیر کر آؤن حلوائی نے کہا میرے وقت پر آجانا صاحبقران حلوائی سے
رخصت ہو کر ایک طرف چلے قریب اُس چشمے کے پہونچے وہی معشوقہ نہا کر چشمے سے
نکلی ہے حیران حیران اِسطرف دیکھ رہی ہے آنکھین نرگس شہلا حسن و جمال مین یکتا عارض
النور رشک مہر و قمر غنچہ دہن سیمبر امیر کو دیکھکر پکار اُٹھی اے جوان فردیا بیا کہ ترا تنگ
در کنار کشم ٭ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ٭ اور جو شاہزادیان وہان کھڑی تھین
وہ طعن و تشنیع کرنے لگین کہ اوبے وقوف ایک غریب الوطن کا ساتھ دیتی ہے اُس
نازنین نے کہا بوالنصاف سے جمال جہان آرا کو دیکھو گرد چہرے کے ریش النور ہے
کہ سورج کے گرد کرن ہے حسین و جمیل غنچہ دہن ہے بڑے لطف سے گذرے گی میری
جان کو تو چین ہوگا سب عورتین خاموش ہو رہین اُس نازنین نے آکر امیر کا ہاتھ
تھام لیا کہا اے شخص مین تیرے ساتھ رہونگی جو جفا ہوگی وہ سہونگی تین چار کنیزون
نے بھی ساتھ دیا اور باقی چلی گئین صاحبقران اُس محبوب کو لیکر مع کنیزون کے حلوائی
کی دوکان پر آئے جس کوٹھری مین آپ رہتے تھے اُسی کوٹھری مین نازنین کو لاکر
بٹھایا حلوائی نے جو یہ معاملہ دیکھا کہا اے شخص یہ تو نے کیا کیا تیری وجہ معاش تو یہ
مشکل ہوتی تھی اب اور بھی زیادہ تکلیف مین بسر ہوگی صاحبقران نے کہا مین نے
ہرچند دل کو سمجھایا مگر دل نے نہ مانا حلوائی خاموش ہو رہا وہی خوانچہ لگا کر امیر کو دیا
صاحبقران مونڈھے پر بیٹھے مٹھائی فروخت کر رہے ہین وہ کنیزین بھی دوکان کا کل

کام کرتی ہین کسی نے کڑھاؤ دھویا کوئی مٹھائی اٹھادیتی ہی پہر رات گئے صاحبقران نے
خوانچہ برخاست کیا کوٹھری مین آکر اُس نازنین کے ساتھ سوئے نخل شباب سے گل
مراد حاصل کیے وہ نازنین حاملہ ہوئی بعد نو مہینے کے نازنین کو درد زہ لگے امیر نے
حلوائی سے کہا حلوائی نے دائی کو بُلوا دیا لڑکا آفتاب جمال پیدا ہوا مگر بروقت پیدا
ہونے لڑکے کے صاحبقران کو افسوس ہوا اور بہت روئے اپنا عظم وشان یاد
کرتے تھے کہ یا صاحبقران کس شہر مین آوارہ ہوکر آئے کیسی مصیبت مین پھنسے آج
اگر اپنا شہر ہوتا تو لڑکا ہونے کی کیا خوشی ہوتی ہمارا یار وفادار عمرو نامدار ابھی ہم تک
نہ پہونچا نہین معلوم اُسپر کیا گذری غرض جب لڑکا ایک سال کا ہوا تو نازنین کو دوسرا
حمل رہا بعد نو مہینے کے دوسرا لڑکا پیدا ہوا امیر با توقیر پہلے لڑکے کو گود مین لیے رہتے
تھے جب دوسرا لڑکا بھی قریب سال بھر کے ہوا تب دونون لڑکے سامنے امیر کے
کھیلنے لگے امیر اپنی دوکانداری مین مصروف رہا کرتے تھے بعد عرصۂ درازکے جب
ایک لڑکا آٹھ برس کا اور دوسرا چھ برس کا ہوا اور دونون لڑکے دوڑنے پھرنے
لگے تو حلوائی سے اور امیر سے بڑا یارانہ ہوگیا حلوائی امیر کا بڑا اعتبار کرنے لگا تھا
کہ ایک روز حلوائی نے کہا اے نوجوان غریب الوطن تجھکو سات آٹھ برس سے زیادہ
یہان گذرے کل حکیم صاحب کے یہان جشن ہوگا سب اپنے اپنے اسباب لگائینگے
مین نے عمدہ عمدہ مٹھائی بنائی ہی تم ہی لیکر جانا جو انعام ملیگا وہ تمھارا حق ہی کیونکہ
تم صاحب عیال ہو صاحبقران بہت خوش ہوے اُس میدان مین تیاری ہونے
لگی دوکاندار آکر لیسے ایک جانب گلفروش دوسری جانب نانبائی مگر جہان امیر تھے
اِس حلوائی نے کئی گلدستے بنائے تین دن مین نہایت عمدہ عمدہ اسباب تیار کیا
چوتھے دن سویرے چوبدار نے آکر کہا آج تیسرے پہر کو حکیم آغازہ سحری جلوس
کرینگے سب اپنا اسباب لیکر حاضر ہو حلوائی نے گلدستے ساتھ کیے صاحبقران سے
کہا یہ سب لیکر جائیے جو انعام آج ملیگا وہ سب تمھین کو دیا جائیگا صاحبقران اِس
خوشی مین مزدور کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلے دربارگاہ پہ آکر ٹھہرے سب

کاروبار والے آکر ٹھہرنے جاتے ہین صاحبقران ہتھیار لگائے کھڑے ہین کہ اندر سے
چوبدار آیا اُسنے کہا سب صاحب اندر چلین سب کے آگے صاحبقران مزور انکے ساتھ
اندر بارگاہ کے آئے دیکھا حکیم آغاز مصری بہ تکلف تمام تخت پر بیٹھا ہی تاج شہریاری
برسر و چار قب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین امیر کی
نگاہ جو آغاز مصری پر پڑی امیر کو اپنی مصیبت پر نہایت افسوس آیا نعرہ کیا کہ او
حکیم قارورے کے دیکھنے والے تونے مجھکو خوب پریشان کیا آٹھ برس کا زمانہ گذرا
کہ مین اس ملک مین پریشان ہوں یہ سنکر حکیم اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر
صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا عجز کرنے لگا کہ معاف فرمائیے مجھسے خطا ہوئی یہ کہکے امیر
کو ساتھ لیا ایک باغ مین لیکر آیا امیر کو تخت پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھا ہی مگر اپنے
شعبدے پر مسکرا رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا حکیم نے دیکھا کہ بقراط اصلی ایک
تخت پر سوار اور ایک شاگرد پہلو مین بیٹھا ہی اور ایک انگیٹھی روشن شاگرد ہاتھ
باندھ رہا ہی کہ جناب حکیم صاحب برائے خدا نسخہ کیمیا تعلیم فرما دیجیے مین اس علم سے
عاجز ہون حکیم صاحب فرماتے ہین ای نور نظر آج تجھکا چلکر تپی دکھا دون اُسے خوب
پہچان لے ایک رتی سے باون تولے تانبے کا سونا بنتا ہی چاہتا تو سارا مکان سونیکا بنا لیتا
آغاز مصری نے جو بقراط اصلی کو دیکھا اور شاگرد کی باتین سنین طریقے سے معلوم
ہوا کہ نسخہ کیمیا تعلیم کرنے جاتے ہین بیقرار ہوگیا صاحبقران سے یہ کہکر اُٹھا کہ آج
اُستاد کو بعد مدت کے دیکھا نسخہ اکسیر مین بھی سیکھ لون یہ کہکے بلند ہوا تخت آگے
جاتا ہی پیچھے پیچھے آغاز مصری پکارتا ہوا کہ اُستاد ذرا ٹھہر جائیے مین بھی آلون تو تپی
بنائیے گا بقراط نے تخت لاکر ایک صحرا مین اُتارا اُس مقام پر جھاڑی تھی اُس جھاڑی
کے سایے مین ایک بیل پھیلی ہوئی ہی شاخین اُسکی سرخ ثابت ہوتا ہی کہ شاخ مرجان
ہی پتی چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتا ہی کہ اُس مقام پر کسی نے کھی بہت سا ڈالدیا ہی ہزارہا
چونٹیاں اُس مقام پر رینگ رہی ہین بقراط نے شاگرد سے کہا اندھے اِسے پہچان
لے شاگرد پہچان رہا ہی مزہ بھی چکھ رہا ہی کہ آغاز مصری پہونچا کہا اُستاد حقیقت مین

اِس بیخ کے اوصاف کتاب مین دیکھے تھے آج اسکو دیکھا پھر آغا زہ مصری نے کہا اُستاد سبحان اللہ اب آپ کی ذات پردہ دنیا مین بہت غنیمت ہی آج وہ شی دیکھی کہ جسکا ہمیشہ سے مشتاق تھا بقراط نے ایک شاخ توڑی کہا ای آغازہ مصری خیر اب تو تو آگیا مزہ تو اسکا چکھہ لے آغازہ مصری کہ اس نسخے کا بہت مشتاق تھا شاخ کو لیکر جلدی سے کھا گیا جیسے ہی بیخ حلق سے اتری آنکھون مین سرخی آئی گھبرا کر کہا کہ خواجہ بڑا غضب کیا چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون مگر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرہ

گران اُستاد عیارہ ان عالم — سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین ز نکرش آبیاری — جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفارہ — عمرو آن شاہ عیارہ ان عیارہ

امیر جو باغ مین بیٹھے تھے نعرہ عمرو کی صدا کان مین آئی اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا کہ حکیم آغازہ مصری بیہوش پڑے ہین اور خواجہ خنجر مارا چاہتے ہین امیر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا فرمایا ہان خواجہ یہ کیا کرتے ہو یہ حکیم معتقد وحدانیت ہی ایسا نہ ہو قتل ہو جاے تو باعث بد نامی ہو عمرو کے ہاتھ سے خنجر لے لیا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار مین بھی ایک معشوق کے عشق مین مبتلا تھا کہ خبر سنی حکیم نے جشن کیا ہی مین بیقرار ہو کر نکلا اور یہ بھی خبر سُنی کہ صاحبقران اِس حال زار مین ہین کلیجہ منھہ کو آگیا امیر نے حکیم کو بیدار کیا حکیم قدمون پر عمرو کے گر پڑا امیر کے گرد پھرتا تھا عرض کرتا تھا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے مجھسے بڑی خطا ہوئی مگر مین یہی چاہتا تھا کہ بعد ان شعبدون کے آپ کا عقد ہمراہ ملکہ سلما کر دونگا امیر نے فرمایا اس شہر مین مجھسے ایک بے وقوفی ہوئی ہی میرے دو فرزند ہین ایک معشوقہ آفتاب جمال حور تمثال سے حکیم نے سر جھکا کر کہا اب اسکا خیال نہ فرمائیے یہ سب رنگ شعبدہ تھا اب تشریف لے چلیے سب حال آپ پر کھل جائیگا صاحبقران حکیم اور خواجہ کو ساتھہ لیکر چند قدم چلے تھے کہ وہی زردکوہ ملا اشقر کو وہین پر کھڑا دیکھا اشقر نے زبان جنی مین عرض کی کہ حضور اب تشریف لائیے امیر حیران

تھے کہ مین آٹھ برس کے بعد پلٹا اور اشتفر یہین کھڑا رہا حکیم قدم با قدم خواجہ عمرو کی تعریفین کرتا ہو اور کہتا ہو کہ ای شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آج وہ شعبدہ کیا ہو کہ میرے ہوش درست نہ رہے اگر خواجہ تم صاحبقران کے ساتھ نہ ہوتے تو یہ اوج اسلام نہ ہوتا تمنے کافرون کے سر توڑے خواجہ ہنستے ہوے ساتھ ہین سرداران صاحبقران نے جو سُنا کہ آقاے نامدار آتے ہین سب نے آکر استقبال کیا صاحبقران کو بارگاہ مین لاے امیر مقام صدر پر بیٹھے پہلو مین آغا زمصری آکر متمکن ہوے امیر نے بعد مدت کے جو اپنا غلام پایا نہایت خوشی ہوئی فرمایا خواجہ آج روز جشن ہو اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ خواجہ نے زنبیل سے نکالی بموجب حکم صاحبقران زبان پہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

رات کو خالی مکان پاتا ہون جب بن یار کے — سر کو ٹکراتا ہون اٹھ اٹھکر در و دیوار سے
ہو دل پر داغ انکی زلف پیچان پر نثار — ہو گئی طاؤس کو کیسی محبت مار سے
حُسن کے نظارے کو کوچے مین آئے کس طرح — دو قدم چلنا نہین ممکن تمھارے زار سے
حضرت فرہاد و مجنون نے بھی پایا وہ نہین — عاشقو ہمکو ملا جو عشق کی سرکار سے
جیسے وہ شیرین اور انکھوں سے پنہان ہو گیا — صورت فرہاد ٹکراتا ہون سر کہسار سے
زندگی سے اُلفت ابرو مین ہون بیزار مین — کیون ڈراتا ہو مجھے تو خنجر خونخوار سے
باغ ہو ساقی ہو مے ہو یار گل اندام ہو — بس جوانی مین محبت ہو انھین دو چار سے
ہو وصیت بعد مردن دفن کر دینا وہین — ہو بہت مجھکو محبت کوچۂ دلدار سے
آکے ملجاے گلے سے ہو نہایت آرزو — ہو محبت مجھکو ای قاتل تری تلوار سے
نزع کا ہو وقت اکدم حال آکر دیکھ لے — چاہیے پرہیز ای عیسیٰ نہ مجھ بیمار سے
بے محل اُسکا تبسم دلفریب اُسکی ہنسی — غنچہ و گل کو ہو کیا نسبت دہان یار سے
گو کہ ای سطوت زمانے مین ہزارون ہین حسین — کچھ غرض ہمکو نہین مطلب ہو اپنے یار سے

خواجہ گارہے ہین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے سامنے آئے عرض کی ایک نقابدار رنگین پوش در دولت پر حاضر ہو چاہتا ہو مین بھی صحبت مین آؤن صاحبقران نے

حکم دیا نقابدار پردہ اُٹھا کر اندر آیا قریب صاحبقران کے آکر بیٹھ گیا طرف حکیم کے متوجہ ہوکر کہا کیون جناب حکیم صاحب قبلہ و کعبہ آپ نے علوم شعبدہ سے مہلت پائی امیر کو خوب تکلیف پہونچائی اب ترنج خوشبوئی کا حکم دیجیے حکیم نے شرما کر سر جھکا لیا اور خود اپنے مقام سے اُٹھے ترنج خوشبوئی طلب کیا سینے پر صاحبقران کے لگایا کہا سب صاحب آگاہ ہون کہ مین نے سلما ے گوہرپوش کو صاحبقران کے ساتھ منسوب کیا امیر بہت خوش ہوے دوسرے دن باغ مراد مین جلسہ ہوا امیر کا عقد ساتھ ملکہ سلما کے پڑھا گیا مگر وصل موقوف رہا صاحبقران نے وعدہ کیا کہ انشاءاللہ بعد فتح طلسم و فیصلہ ابقراط ثانی یہ امر واقع ہوگا سلما نے بدل قبول کیا وزیرزادی ملکہ سلما کی گہراے روشن چہر تھی اُسکے ساتھ عمرو کا عقد ہوا ان دونون شاہزادیونکا ذکر علٰحدہ طلسم مین بیان کیا جائیگا عجب طرح کا معرکہ درپیش ہوگا کہ سلما کے بطن سے شاہزادہ والاقدر نہنگ بحر جرأت یکہ تاز میدان جلالت پیدا ہوگا اور گہراے روشن چہر کے بطن سے عیار طرار خنجر گزار پیدا ہوگا صاحبقران نے بعد اس معاملہ کے کوچ کا حکم دیا مع لشکر نیار ہوا صاحبقران طرف قصر ہشت پہل کے چلے راہ مین ایک بیشہ ہی دیوانہ سہراب اژدر پوش وہان رہتا ہی ساٹھ ہزار دیوانے اُسکے ملازم ہین اور کئی سو کوس تک اُسکی عملداری ہی کیا مجال ہی کہ اسکی سرحد سے کوئی گذر سکے اپنے مقام پر بیٹھا چنگھاڑ رہا تھا کہ نوبت نقارے کی آوازہ کان مین آئی سر اُٹھا کر پوچھا یہ نوبت نقارہ کیسا بجتا ہی ملازمون نے عرض کی صاحبقران طرف قصر ہشت پہل کے جاتے ہین انھین کے ساتھ اسقدر رجاؤ ہی کہ تمام بیشہ معمور ہو گیا بس دیوانہ سنکر چوبدست پکڑ کے اُٹھا کہا صاحبقران کون شخص ہین ہمارا کچھ خوف نہ کیا اور ہمارے بیشے مین چلے آئے ابھی جا کر سب کو بھگا دونگا یہ کہکے سہراب چوبدست ہلاتا ہوا چلا ساٹھ ہزار جوان مع چوبدست آہنی کے شلنگین لگاتے ہوے آتے ہین یہان صاحبقران بعد اُترنے لشکر کے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے صحرا کا تماشہ دیکھ رہے ہین کہ زنجیرون کی آوازہ کان مین آئی فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسی آواز

آتی ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ دیوانہ سہراب
آپ کے لشکر کا حال سُنکر آتا ہی صاحبقران نے فرمایا آنے دو لندھور نے عرض کی
غلام جاکر روکے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لندھور مسلح ہو کر شبرنگ تازی پر
سوار ہوے براے مقابلہ سہراب چلے جب سامنے پہونچے اور دیوانے سے
لندھور کو دیکھا کہ بڑے قد و قامت کا جوان گرز آہنی کاندھے پر گھوڑے کو
اڑاے ہوے آتا ہی وہین سے للکارا او دیو کے بچے مین نے تجھے پہچانا ایک
چوبدست مین پامال کرونگا میرے مقابلے کو آتا ہی نام میرا نہین سُنا سہراب
دیوانہ مجھکو کہتے ہین بڑے بڑے پہلوان میرے مقابلے مین نہین آتے ہین تمام
دشت و جبل تھراتے ہین مگر لندھور اُسکی یا وہ گوئی کو کب مانتے ہین فوراً مقابلے
مین جا پڑے ہندیون نے تلوارین کھینچین جا پڑے جس دیوانے نے ہاتھ مارا
خم ہو کر خالی دیا کمر پر ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے کئی سو دیوانون کو
مار کر گرا دیا ہندیون کی تلوار جوہر دار فنون سپاہ گری سے واقف چمک چمک کے
لڑ رہے ہین سہراب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چوبدست کو چرخ دیتا ہوا سامنے
لندھور کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اب دیوانے بھی پھریان لیکر سنبھلے
اور یکبارگی غلغلہ کر کے چلے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دیوانے جان توڑ کر لڑ رہے ہین اور
چوبدستین مار رہے ہین اکثر کم طاقت ہندیون کو دیوانون نے بھی مارا چھینین مار رہے
ہین مگر جب تلوار چمکتی ہی تو آنکھین بند کر لیتے ہین اُسی مین ہندی مار لیتے ہین سامنے
دیوانہ کھڑا ہی مگر آنکھین بند تلوار کو کہتا ہی یہ نہ چمکاؤ ہمکو ناگوار معلوم ہوتا ہی ہماری
آنکھین جھپکتی ہین یہ آئینہ تم خود دیکھو آئینہ لیکر لڑنے آئے ہو ہندی ہنس دیتے
ہین اور فرماتے ہین کہ یارو یہ آئینۂ شمشیر ہی جلوہ عروس مرگ دکھائی دیگا مگر سہراب
نے چوبدست کو چرخ دیکر جو بہ سر لندھور لگایا لندھور نے گرز اُٹھا دیا چوبدست
آکر گرز پر پڑی لندھور کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سہراب نے ایک چیخ
ماری لندھور کا ہاتھ کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹا اگر سر پر پڑے تو پرا اٹھا ہو جائین

مگر لندھور نے گرز کو ٹالا خم ہو گئے گرز شانے پر پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا لندھور گھوڑے سے گرے دیوانے نے چاہا چوبدست مارون کہ ہڈیان بھی ٹوٹ جائین مگر فرہاد خان بن غوری فرزند لندھور لڑتا ہوا سامنے آگیا چوبدست کو چرخ دیا اور نعرہ کیا کہ باش او دیوانے خبردار ہاتھ نہ مارنا اسطرح فرہاد خان نے للکارا کہ سہراب پیچھے ہٹا لیکن فرہاد خان آگے بڑھکر اپنے گینڈے سے کود پڑے اور چاہا کہ باپ کو اُٹھا لون دیوانے نے للکارا کہ او جوان خبردار میرے شکار کو ہاتھ نہ لگانا دوسری چوبدست فرہاد خان پر لگائی فرہاد خان اپنی چوبدست پھینک چکا تھا دونون ہاتھ بڑھا دیئے اور کلا چوبدست تھاما کئی جھٹکے فرہاد خان نے مارے مگر دیوانے نے چوبدست نہ چھوڑی سہراب کا بھائی سیلاب دیوانہ پشت سے آیا اُسنے فرہاد خان پر چوبدست ماری فرہاد خان کے ہاتھ سے کلا چوبدست چھوٹا الکا بھی شانہ نشانہ ہوا باپ پر لڑکھڑا کر گرے سہراب نے چاہا دونون پر چوبدست مارون کہ پہلو سے نعرہ ہوا خبردار ہم ارشیون پری نژاد تلوار کا ہاتھ چمکا کر سیلاب پر مارا سیلاب نے چمک تلوار کی دیکھکر آنکھین بند کر لین ارشیون نے ہاتھ مارا کہ سر سیلاب کا زخمی ہوا سیلاب سامنے سے بھاگا ارشیون نے پیچھا کیا دیوانے بھاگے چمک تلوار کی دیکھکر ڈرے اور ڈر کر بھاگے ارشیون نے لڑائی کو سنبھالا باپ بھائی کو اُٹھایا اور ہوادار پر ڈال لیا سہراب پھر پلٹا اب ہندیون پر شکست واقع ہوئی جان دیتے ہین اور بھاگتے نہین صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ ہندیون پر شکست ہوئی صرف ارشیون لڑتا ہوا آتا ہی دیوانہ چاہتا ہی ہوادار چھین لون مگر ارشیون زخمی ہی باپ کا ہوادار نہین چھوڑتا صاحبقران نے وہین سے للکارا کہ او دیوانے مجہول زخمیون پر یہ بلوہ خبردار آگے نہ بڑھنا اے دیوانگان دست خود نگہ دارید کہ اینک رسید یم تلوار کھینچکر جا پڑے سہراب نے جو صاحبقران کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہی پکارا اُٹھا اے آقا سے سرخ تم میرے مقابلے مین نہ آؤ ورنہ ایک چوبدست مارونگا یہ چاندسی صورت خاک مین مل جائیگی صاحبقران سامنے سہراب کے پہونچے

دیواسنے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا چرخ دیکر چوبدست ماری صاحبقران نے کلاے
چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا سہراب کی چوبدست چھین کر پھینکدی دیوانے نے جھلا کے
چنگل مارا کہ زرہ نوچ لیگیا امیر لپٹ پڑے دیوانہ جکت مار کر بوٹی نوچ لیگیا امیر نے
ایک تھپڑ مارا کہ دیوانے کو چرخ آگیا منھ سے بوٹی نکل پڑی جب دیوانہ منھ پھیلاتا ہی
تب صاحبقران تمانچہ مارنے کا ارادہ کرتے ہین دیوانہ رک جاتا ہی صاحبقران
شیرانہ لڑرہے ہین شانے سے خون جاری ہی مگر خیال نہین کرتے جب ریلکر دیواسنے
کو دوڑتے ہین دیوانہ عاجز ہو جاتا ہی بمشکل پلٹتا ہی کیسے کیسے زور کر رہا ہی مگر امیر پر
زور نہین چلتا امیر نے دو چار مرتبہ ریلکر دیوانے کو کولے پر لاد لاد کر زمین پر مارا
کہ دیوانہ چت لیٹ گیا امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او سہراب مار ڈالونگا زندہ
نچھوڑونگا بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر دیوانے نے کہا ای آقا سے سر خود سر سے
ہٹائیے امیر نے جو خود سر سے ہٹایا دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقاے سرخ
مین نے آپ کو خواب مین دیکھا تھا مین مسلمان ہوتا ہون صاحبقران زبان نے
چھوڑ دیا دیوانہ اٹھا سراپا صاحبقران کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہی کہ مین اسلیے
کیونکر گرا معلوم ہوتا ہی کہ میرا پانون پھسل گیا تھا اسیوجہ سے مین گرا پھر لپٹ پڑا
صاحبقران نے پھر دے مارا دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقاے نامدار اب مین زیر ہوا
اب اطاعت کرونگا صاحبقران نے پھر چھوڑ دیا پھر دیوانہ سوچا کہ مین زیر نہین
ہوا سہ بارہ لپٹ پڑا اب کے مرتبہ امیر نے دے مار کر دیوانے کی گردن پر خنجر رکھ دیا
فرمایا سر کاٹ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقاے نامدار خنجر گردن سے ہٹائیے
میرا خون خشک ہوتا ہی اب کبھی نہ آپ سے لڑونگا اب جو اٹھا قدمون سے لپٹ گیا
کہا آقا اب آپ ہی کے ساتھ رہونگا آپ کے دشمنون کو مارونگا آپ کا دشمن کون ہی
مین نے سنا ہی کہ بقراط ثانی آپ سے دشمنی کرتا ہی اسکے قصر ہشت پہل مین گھس جاؤنگا
گردن تھام کے کھینچ لاؤنگا صاحبقران دیوانے کو ساتھ لیکر پلٹے سب دیواسنے امیر
کو دیکھکر کانپتے ہین کہتے ہین ہمارے آقا کو زیر کر لیا ہم سب تابعدار ہین امیر لیکر

دیوانے کو پلٹے چونکہ لندھور زخمی تھے امیر تو اُنکے علاج کی فکر مین بارگاہ مین گئے دیوانہ کھڑا
جھوم رہا ہی سوچا کہ طرف قصر ہشت پہل کے چلون بقراط کو پکڑ لاؤن یہ سوچکر چپکا چلا راہ
مین جسنے پوچھا کہا آقا کے دشمن کو پکڑنے جاتا ہون منزلون کو طی کر کے سامنے لشکر بقراط
کے پہونچا چوبدستین مارنے لگا لشکر مین غریو ہوا بقراط نے جو خبر سُنی کہ ایک دیوانہ لشکر
مین گھس آیا ہی لشکر کو تباہ کر رہا ہی لاکھون ساحر بھاگے جاتے ہین قصر سے نکل آیا آکر دیکھا
اکیلے دیوانے نے لاکھون کو بھگا دیا ہی دیوانہ کی جو نگاہ بقراط پر پڑی للکارا کہ او بقراط میرے
ساتھ چل آقا خطا معاف کرینگے ورنہ پکڑ کے لیجاؤنگا بقراط نے پُکارا کیون شامتین آئی
ہین وہ سحر کرون کہ آگے نہ بڑھ سکے دیوانہ جھپٹا کہ بقراط پر جا پڑون بقراط نے آنکھ سے
اِشارہ کیا کہ دیوانے کے پانوٗن زمین مین دھنس گئے آپ اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی اور
چاہتا ہی آگے بڑھون مگر پانوٗن نہین اُٹھتے غل مچا رہا ہی کہ آقاے سرخ کو خبر کرو امیر
لندھور کا علاج کر کے جو باہر نکلے پوچھا دیوانہ کہان گیا دیوانون نے کہا وہ براے
گرفتاری بقراط گیا ہی صاحبقران گھبرا کر لپشت اشقر پر سوار ہوے گھوڑا اُڑاتے
ہوے چلے اُسوقت پہونچے کہ دیوانہ کھڑا ہوا ہی اور غل مچا رہا ہی صاحبقران نے
قریب آکر اسم اعظم پڑھکر ہاتھ دیوانے کا تھام لیا کہا او دیوانے لشکر مین چل دیوانے
نے سر جھکا لیا صاحبقران کے ساتھ ہوا مگر کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے
قدرشناس میرے پانوٗن بیکار ہوگئے تھے رات کو جا کر بقراط کو مارونگا صاحبقران زبان
فرماتے ہین ایسا اِرادہ نہ کرنا ورنہ پھر گرفتار ہو جاؤگے وہ ساحر زبردست ہی کہا ای
آقا گر دن اگر پکڑ لون تو تڑپ کر رہجائےگا مین فقط آپ سے دبا ہون اُسکی کیا حقیقت
سمجھتا ہون صاحبقران دیوانے کو لیکر لشکر مین آئے ایک مقام پر بٹھایا خیمہ اِستاد
کرا دیا دیوانہ اندر خیمے کے نہین بیٹھتا ہی باہر نکل آتا ہی غل مچاتا ہی کہتا ہی مین خیمے مین ہرگز
نہ بیٹھونگا جب صاحبقران خبر سُنتے ہین پھر آکر اُسکو خیمے مین بٹھاتے ہین دیوانہ برابر
غل مچا رہا ہی کہتا ہی آقا نے مجھپر ستم کیا مین نہ بیٹھونگا صاحبقران پلٹ کر بارگاہ مین گئے
دیوانہ جو خیمے کے باہر آیا دھوپ مین کھڑا ہوا اپنی پرچھائین دیکھکر چوبدستین مارنے لگا

غل کرتا تھا کہ یہ دشمن میرا پیچھا نہین چھوڑتا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ دیوانہ اپنی جان
دے رہا ہی صاحبقران باہر نکل آئے ہاتھ تھام کر سامنے مین لائے دیوانہ خوش ہوگیا
امیر نے فرمایا تیرے دشمن کو مین نے مارا دیوانہ قدمون کو بوسے دیتا تھا کہ آقا آپ نے
بڑے دشمن کو مارا ہمیشہ میرا پیچھا لیتا تھا صاحبقران خوب سمجھا کر بارگاہ مین لائے
فرمایا اب یہان سے نہ اٹھنا مگر بیر دے بارگاہ کے اٹھتے ہوے ہین کہ دیکھا صحرا سے
گرد اڑی ایک پہلوان پشت کرگدن پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر دیوانے نے جو آتے
ہوے دیکھا کہا کیون آقا یہ پہلوان ادھر سے کیون گذرا جاکر اسکو سزا دون امیر
ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب سنتا ہی چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا اس پہلوان کو
للکارا اسنے چاہا بھاگ جاؤن مگر دیوانہ کب پیچھا چھوڑتا ہی آگے بڑھکر ہاتھ مارا اس
پہلوان نے گھبرا کر سپر کو اٹھا دیا مگر دیوانے کی چوبدست جو پڑی ہاتھ اس پہلوان
کا کانپا سپر گری سر گردن مین گردن سینے مین مع گینڈے دونون ایک ہوگئے دیوانہ
غل مچاتا ہی کہ ارے پہلوان کہان گیا اٹھکر مجھسے مقابلہ کر جب وہ نہ اٹھا تو فوج پر
چوبدستین مارنے لگا سب لوگ بھاگے کہتے تھے کہ یہ دیوانہ بلا ہے روزگار ہی بڑا
زبردست ہی اس کے مقابلے مین کون ٹھہر سکتا ہی اسکی چوبدست جان کو ملک الموت
ہی کون مقابلہ کرے سب کو بھگا کے دیوانہ جھومتا ہوا پلٹا جو راہ مین ملا اسکو مارا
صاحبقران یہ حال سنکر باہر نکل آئے دیکھا دیوانہ پھر رہا ہی کان پکڑ لیا فرمایا سیدھے
اس خیمے مین رہو قضا سے کار دختر سہراب تمکین شیرین کلام اسنے خبر سنی کہ باپ
میرا ہاتھ سے صاحبقران کے زیر ہوا اب اطاعت مین ہی نقاب چہرے پر ڈال لی
لباس چرمی پہنا گھوڑے پر سوار ہوئی چار ہزار کنیزون کو ساتھ لیا مقابلے مین لشکر
صاحبقران کے آتری امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ ایک نقابدار چرم پوش آپکے
مقابلے مین آیا ہی دیوانے نے کہا آقا مین جاؤن نقابدار کو پکڑ لاؤن صاحبقران
مانع ہوے نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب مین نوازش طبل کا حکم دیا
اسیوقت تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کے اب وہ وقت آیا کہ نظم

علم آفتاب نکلا جب + نوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار + مہ انجم سیاہ روبہ فرار

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے نقیبان خوش گلو بصد سوز وگداز یہ آواز میدان مین دیتے تھے نظم

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا + نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے + کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے + گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال + جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا + ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم + کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار + جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین + اہی مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری + کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
اہی کنج لحد کے رہنے والو افسوس + کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

نقیبون نے وہ اشعار پڑھے کہ سب بہادر جھومنے لگے یہی چاہتے ہین کہ دشمن پر جا پڑین بڑھکر لڑین حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی نقابدار چرم پوش نے مرکب اپنا میدان کارزار مین بڑھایا جیسے ہی نقابدار میدان مین پہونچا دیوانے نے بیقرار ہوکر کہا اہی آقاے سرخ مین جاکر نقابدار پر وہ چوبدست مارون کہ پیوند زمین کردون کہ نقابدار نے پکارا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا چوبدست نقابدار پر لگائی نقابدار نے تلوار سے چوبدست کو قلم کیا دیوانے نے ڈنڈو کہ کھینچ مارا نقابدار نے خالی دیکر تلوار کو چمکایا دیوانے نے چمک تلوار کی دیکھکر آنکھین بند کرلین نقابدار نے باطمینان ہاتھ مارا کہ سر دیوانکا بھی

زخمی ہوا خون کی چادر منھ پر آئی خون سے لیکر دیوانہ اپنا چاٹنے لگا نقابدار نے دوسرا
ہاتھ اٹھایا دیوانہ خاموش کھڑا ہی صاحبقران بیقرار ہو گئے وہین سے نعرہ کیا کہ پاش او
نقابدار وہ خاموش کھڑا ہی اور تو اُسپر ہاتھ مارتا ہی زخمی پر ہاتھ نہ اٹھانا منم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان سرکوب دشمنان نعرۂ صاحبقران

امیر عرب منیغم روزگار بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و تمقام نام یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد سر سرکشان جملہ در خاک کرد

اس ہیبت سے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ نقابدار جھجک کر ٹھہر گیا امیر گھوڑا اڑاکر
مقابلے مین آئے دیوانے کو ہٹایا نقابدار نے نیزہ مارا مگر جمال جہان آرا سے
صاحبقران دیکھکر نقابدار دنگ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی نیزہ آپس مین
چلنے لگا صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ نقابدار کا نتھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا نقابدار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بڑے زور و شور
سے ہاتھ مارا مگر صاحبقران نے بار ٹھہر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی نقابدار
نے کہا اپنے زور پر ناز نہ کیجیے گھوڑے سے اترئیے کشتی مین امتحان ہو صاحبقران نے
جو یہ سُنا فوراً گھوڑے سے کودے نقابدار بھی کود پڑا امیر کو لپٹ گیا مگر امیر جسم
نقابدار سے وہ لذت پا رہے ہین کہ ہر مرتبہ زور مین کمی کرتے ہین نقابدار تڑپ
تڑپ کے لڑ رہا ہی ایک مقام پر نقابدار صاحبقران کو ریلکر لے چلا صاحبقران بھی
ہنستے ہوے چلے آتے ہین پانچ سات قدم آکر صاحبقران پلٹے ہکہ جو بار اہند نقاب
چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا چہرۂ خورشید مثال ظاہر ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک
نازنین رشک قمر نوجوان حسین و جمیل ہی امیر نے جو جمال جہان آرا دیکھا ہر چند اپنے کو
روکا مگر منبط نہ ہو سکا لہرا کر گرے اور بیہوش ہو گئے نقابدار نے بند نقاب چہرے
پر اپنے درست کیا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا عمرو نے جو امیر کو بے ہوش
دیکھا آکر گلاب چھڑکا امیر ہوشیار ہوے مگر رنگ رو متغیر مترددو متحیر عمرو نے پوچھا

کلامو آقائے نامدار خبیر تو ہی امیر نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا ای یار وفادار مین کیا حال بیان کرون انتو یہ کیفیت ہی نظم

حسرتونکا اسقدر مجمع ہی میرے دل کے ساتھ
سانس اب سینے مین آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ

خنجر ابرو سے دل زخمی ہوا اُس شمشیر سے
دیکھیے بسمل تڑپتا ہی پڑا بسمل کے ساتھ

ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان
یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ

ایسی محو نوشی کرین ساقی کے بھی اُٹھجائین ہوش
سوے میخانہ چلین ای یار ہم تم مل کے ساتھ

اسقدر فرط محبت ہو کہ بعد مرگ بھی
روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ

پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین
آہ مجنون اسطرح ہی نجد مین محمل کے ساتھ

ہو گیا اس عشق کا اُس بُت کا مین بندہ بنا
مذہب حق تھا جو بدلا مذہب باطل کے ساتھ

کوئی اوحالم خطا ثابت مری تو نے نہ کی
حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ

زلف کے کوچے مین لیجا کر کیا اُسکو تباہ
عشق کو تھی دشمنی ایسی ہمارے دل کے ساتھ

روز رہتی ہی شہادت کی مرے دل کو امید
ایک مدت سے پڑا پھرتا ہون مین قاتل کے ساتھ

ہین بڑے جاہل وہ سطوت جو لڑا کرتے ہے بچھڑ کے
شعر گوئی کا مزہ کچھ ہو تو اِس کامل کے ساتھ

خواجہ عمرو نے کہا ای شہریار اپنے کو سنبھالیے مفصل احوال فرمایئے میرے ذہن نشین ہو تو مین تدبیر کرون صاحبقران نے فرمایا ای شہنشاہ اوج عیاری جو نقابدار چرم پوش براے مقابلہ آیا تھا دل لے گیا بڑا ملال دیگیا اتنا دریافت کرو کہ یہ نقابدار کون تھا اور کہان سے آیا تھا مین تو جمال بیمثال دیکھکر بیہوش ہوا وہ نیم بسمل چھوڑ کر چلا گیا عمرو نے یہ حال سنکر کہا حضور مین سمجھ گیا اگر میری رائے کے موافق ہو تو جا کر پتہ لگا کر آتا ہون لیکن اکیلے خوف ہو کہ مین لشکر سے نکلون شاید کوئی مہاجن ملجاے تو مشکل ہو کچھ زر نقد مرحمت فرمایئے کہ سود تو مہاجن کو دیدون کہ قید سے بچون امیر با توقیر نے اُس بیقراری مین انگوٹھی مُہر کی اُنگلی سے اُتاری فرمایا جو جی چاہے لکھا لو عمرو نے رقعہ طرف سے امیر کے لکھا کہ لاکھ روپیہ مین نے عمرو سے قرض لیا اگر کل نہ ادا کرون تو مجھکو آب و دانہ حرام ہی امیر سے کہا اپنے دست حق پرست سے مُہر کیجیے امیر نے رقم کو بھی نہ دیکھا

اور مُہر کردی عمرو نے وہ رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا جستجو مین نقابدار چرم پوش کی چلے
قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازے پر ایک سائیس نقابدار کے مرکب
کو ٹہلا رہا ہی عمرو نے کنارے آکر ایک کنیز کو اشارے سے بُلایا اُسکو دم دیکر بیہوش
کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر خواجہ چلے اندر باغ کے آئے دیکھا کنیزین ٹہل رہی ہین عمرو نے
ایک کنیز سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا جب سے میدان کارزار سے
پلٹ کر آئی ہین چھپر کھٹ پر پڑی ہین آہ آہ کر رہی ہین خواجہ ٹہلتے ہوے بارہ دری
مین آئے سر زانو پر رکھ لیا کہا ای ملکۂ عالم صاحبقران نے پیغام دیا ہی فرد تیر نگاہ
مست تو دانی کجا نشست ❊ بر دل نشست وخوب نشست وبجا نشست ❊ ملکہ
نے آنکھین کھولدین کہا کیون شگوفہ تو اُن تک کیونکر پہونچی جو یہ پیغام پایا عمرو
نے عرض کی اُٹھیے تو مین مفصل عرض کرون ملکہ خوشی مین اُٹھ بیٹھین خواجہ عمرو نے
کہا مین آپ کا غلام ہون عمرو عیار فرستادہ صاحبقران عالیمقدار جسوقت سے
آپ پلٹ کر آئی ہین صاحبقران کا عجیب حال ہی آنکھین بند دل دردمند چلتے وقت
فرمایا تھا کہ ملکہ سے جاکر کہدینا نظم قمر

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثناخوان محبت	مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلادو ہمین سرو گلستان محبت
اِک دام مین صیاد کے اِک طوق بگردن	قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
یاد ابروِ خمدار کی رہتی ہی قمر کو	ہی ورد زبان مصرع دیوان محبت

ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا خواجہ دُکھے ہوے دل کو تم کیون
دُکھاتے ہو خواجہ اگر خوشی ہماری منظور ہو تو جاکر صاحبقران کو جلد لاؤ ورنہ
چند ساعت مین ہمکو زندہ نہ پاؤ گے اشعار میان قمر یاد آگئے خواجہ ہماری جانب
سے ایک مطلع اور تین شعر سامنے امیر کے پڑھدینا نظم

مین پاؤن بے سر و پا کسطرح وہان کی خبر	پیمبرونکو نہ اے دل ملی جہان کی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پر در دل سے کام نہین | یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد نہین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا | مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پر اب رحم یا علیؑ کیجے | ضرور لیجیے اس اپنے مدح خوان کی خبر

خواجہ ملکہ سے وعدہ کرکے اُٹھے بیرون باغ آئے شگوفہ کو ہوشیار کر دیا بصورت اصلی خدمت صاحبقران مین آئے کہا ای شہریار چلیے طرت ثانی کا حال آپ سے بدتر ہی امیر اُٹھے سلاح آراستہ کرکے ساتھ خواجہ کے چلے خواجہ امیر کو لیے ہوے در باغ پر پہونچے ملکہ براے استقبال کھڑی تھین امیر کو دیکھکر بیچارہ اُٹھین فرد بیا کہ تنگ در کنار کشم ٭ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ٭ امیر نے ہاتھ پھیلا کر کہا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ ای ملکۂ عالم تمنے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا امیر کو لیکر باغ مین چلین امیر نے فرمایا نام نامی و اسم گرامی تمھارا کیا ہی کہا اس کنیز کو نمکین شیرین کلام کہتے ہین آپکے سردار کی دختر ہون سہراب دیوانہ جو آپ سے زیر ہوا مین نے خبر سنی آئی تھی کہ جاکر اپنے باپ کا بدلہ لونگی مگر آپ کو دیکھکر گرفتار طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی لیکن آپ نے کمال کیا کہ سہراب ایسے دیوانے کو زیر کیا آجتک جو پہلوان اُسکے مقابلے مین آیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا ضرب چوبدست اُسکی خالی نہین جاتی اس حوالی مین کون ایسا بادشاہ ہی جو سہراب کو تحفہ نہین بھیجتا کئی کوس کی زمین اُسکے قبضے مین ہی اُنھین شاہو نکی زمین و بالی ہو ملکہ امیر سے باتین کر رہی ہین پھر ملکہ نے جام بھر کر پیش کیا امیر نے سوال اسلام کیا ملکہ نمکین کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئی زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہی خواجہ بیٹھے اشعار عاشقانہ نگار رہے ہین نظم

بیماری غم ہو مرض سل کے برابر | سختی کہین پیدا نہ کرے دل کے برابر
ای بلبل و پروانہ و قمری و سمندر | تڑپو تو مری فاختۂ دل کے برابر
آئینہ ہو یا پھول ہو یا شیشۂ می ہو | جو چیز کہ نازک ہو وہ ہو دل کے برابر
کر دے جو کرم ای یم خوبی تو وہین ہو | جلسہ یہ جمیگا لب ساحل کے برابر

تم عارض پر نور مین اپنے جو جگہ دو	گھٹ کر شب دیجور بنے تل کے برابر
پردہ نہ اُٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا	جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر

صاحبقران و ملکہ گانے پر خواجہ کے تعریفین کر رہے ہین تھوڑی بھی دل کھولکر گا رہا ہو کہ چند کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے ملکہ عالم غضب ہوا شیران صفدر دیوانہ بارہ ہزار دیوانون
سے آیا ہی بیرون باغ اُتر پڑا ہی کہتا ہی کہ صبح کو پیغام دونگا سہراب سے کہلا بھیجونگا کہ اپنی بیٹی
کی شادی میرے ساتھ کر دے ورنہ بیٹھہ ویران کر دونگا ملکہ دیوانے کا نام سُنکر کانپنے لگی
کہا اے شہریار شیران صفدر وہ شخص ہی کہ جسنے کئی سو پہلوانون کو مارا ہر ملک پر چڑھ گیا اور
شاہون سے خراج لیا کئی سال کا زمانہ گذرا کہ شکار کھیلتا ہوا اِسطرف آیا تھا مین اپنے
کوٹھے پر کھڑی بال سُکھا رہی تھی مجھ سوختہ بخت کو اُسنے دیکھہ لیا غرض صبح کو شیران صفدر
نے سہراب کو پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو سہراب نے اِنکار کیا اُسنے
طبل جنگی بجوایا اِدھر سے سہراب چلا دونون میدان مین نکلے آپس مین خوب زور ہوے
مگر شیران غالب آیا سہراب مجبور ہوا شیران سے اقرار کیا کہ بعد سال بھر کے شادی
کر دونگا وہ اپنے وعدے پر آیا ہی اب آفت برپا کریگا صاحبقران نے فرمایا مین ابھی اُسکے
مقابلے مین جاتا ہون یا جان دونگا یا مشکین باندھکر لاؤنگا ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار مین نے
بھی اِس فن مین کمال حاصل کیا ہی مگر شیران ایسا پچیت ہی کہ سہراب ایسے کو دنگ کر دیا
مین کیونکر عرض کرون کہ آپ اُسکے مقابلے مین جائیے مجھپر جو گذریگی وہ جھیلونگی اپنی جان پر
کھیلونگی آپ دوسرے جنگل سے ہو کر طرف اپنے لشکر کے جائیے بلکہ بن پڑے تو سہراب
ہی کو مقابلے مین بھیجیے وہ بھی دیوانہ یہ بھی دیوانہ آپس مین ٹکرائین گے آپ تماشہ دیکھیے گا
بقول شاعر خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو + صاحبقران نے فرمایا کہ مین
بھروسہ پروردگار کا رکھتا ہون انشاء اللہ اگر بن پڑا تو شیران کو لاتا ہون نہین تو ابھی
جان دونگا اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان پر آنا فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا بقول
شاعر فرد چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما بہ استقبال او مستانہ برخیزد غبار ما + بلکہ
کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آئے فرد اے شہسوار گور غریبان پر آنکل + اپنی بھی مشت خاک ہی تیری رکاب مین +

ملکہ ان کلمات پر رونے لگی کہا ای شہریار برا سے خدا ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے امیر نے
فرمایا جنگ دو سردار ہے جب ایسا زبردست ہو تو غالب آئیگا کیا عجب ہو کہ خاتمہ میرا اسیکے
ہاتھ سے ہو غرضکہ وہ باقی دو پہر رات انھین کلمات حسرت مین گذری مگر وہان شیران
جو سو کر اٹھا ایک دیوانے سے کہا کہ بیشے مین جا اور سہراب کو بلا لا کہ ہرکارے سامنے
سے دوڑے ہوے آئے بعد بد دعا کے عرض کی حضور سہراب بیشے مین نہین ہی امیر
نے اسکو زیر کیا وہ مسلمان ہو گیا انھین کے لشکر مین ہی مگر اسی مقام پر دیکھیے باغ مین
ملکۂ عالم موجود ہین انپر قبضہ کیجیے یہ سنکر شیران نے چوبدست سنبھالی جھومتا ہوا طرف
باغ کے چلا اور دروازے پر ملکہ کی طرف سے جو نگہبان مقرر تھے وہ تیر مارنے لگے لیکن
شیران انکے تیرون کو کب مانتا ہو لباس چرمی پہنے ہوے چوبدست ہلاتا ہوا طرف باغ
جھپٹا نگہبان غل مچانے لگے ان سب کی آواز ملکہ نے سنی کنیزون سے کہا ذرا دریافت
تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہو کنیزین گئین اور خبر لائین عرض کی کہ ای ملکۂ عالم شیران صفدر آپکے
لینے کو آتا ہو بس صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ نے
دامن تھام لیا کہ ای شہریار آپ کیا کرتے ہین آپ پشت باغ سے نکل جائیے مین لڑبھڑ کر
مرجاؤنگی کیا مجھکو زندہ لیجائیگا اسکو بھی معلوم ہو کسی معشوق کے لینے کو گیا تھا وہ
وہ پیچھے پڑین کہ ہمیشہ یاد رہے امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم دامن چھوڑ دو مین زندہ بیٹھا ہون
اور سنون کہ وہ بیمیا آتا ہی یہ جو غصہ کر کے صاحبقران نے کہا ملکہ ڈر گئی صاحبقران تیغ
تولتے ہوے چلے شیران قریب دروازے کے پہونچا تھا کہ آواز آئی او نامرد ازلی
وابدی آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز پیشم فراری شدہ — زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی شیران کے جسم مین رعشہ آگیا سر اٹھا کر دیکھا کہ اندر سے

باغ کے آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری صاحبقران زمان
تیغ ہاتھ مین للکارتے ہوے آتے ہین شیران نے جو صاحبقران کو اِس جاہ وجلال
سے دیکھا قہقہہ مارکر ہنسا پکارکر آواز دی ای آقاے سرخ ایک چوبدست مین پیوند
زمین کرونگا میرے مقابلے مین نہ آؤ مگر صاحبقران جست کرکے قریب دیوانے کے
پہونچے دیوانے نے پیچھے ہٹ کر چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشتن پہلو بعجلت
دودستی اُٹھائی مہمان ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا دیوانہ ضرب لگاتا ہی خدا
صاحبقران کو بچالے دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
صاحبقران کو اِس آفت سے بچالے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے
من بیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

ای رحیم کارساز اِس دشمن تخت کے ہاتھ سے بچالے مگر دیوانے نے چیخ مارکر چوبدست
دودستی لگائی صاحبقران نے پہلو تہی کرکے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا امیر نے
دوتین جھٹکے مارے مگر دیوانے نے چوبدست نہ چھوڑی جب ہاتھ پر صدمہ پہونچا فورًا
چوبدست کو چھوڑکر کہا ای آقاے سرخ چوبدست تو ہی لیلے مین ہاتھون سے جنگ
کرونگا یہ کہکے چنگل مارا اور ہ نوچ لیگیا امیر کے جسم سے خون بہا ملکہ کی بیقراری بڑھی
کہتی ہی صاحبو تم لوگ دیکھتے ہو کہ اِس دیوانے نے کیسا چنگل مارا اگر امیر نے چنگل کھاکر
ایک گھونسہ مارا سر پر دیوانے کے پڑا کہ دیوانے نے منھ کھولدیا اسکو معلوم ہوا کہ
سر اُڑ گیا بعد دیر کے ہوشیار ہوا منھ بڑھایا مطلب یہ تھا کہ دانتون سے جنگ کرون
صاحبقران نے گھونسہ دکھایا گھونسہ دیکھکر کانپنے لگا کہتا تھا ای آقاے سرخ اب
گھونسہ نہ ماریے گا مجھکو بڑا صدمہ پہونچا ہی امیر نے فرمایا او دیوانے مجہول تو نے تمام
بدن نوچ ڈالا ہمکو نہین صدمہ پہونچا تجھکو اپنے صدمے کا خیال ہی اگر کاٹے گا تو ایسا
گھونسہ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا دیوانہ لپٹ پڑا اور ریل پیل کے زور ہو رہے ہین ملازمان

شیران نے جو دیکھا کہ ہمارا آقا پست معلوم ہوتا ہی یقین ہی کہ یہ جوان سرخ رو ہمارے
آقا کو پست کرے چوبدستین اُٹھا کر دوڑے صاحبقران نے دیوانے کو ڈھکیل دیا
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا دیوانون نے جو جو بدستین لگائین امیر نے جسکو ہاتھ مار دیا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو لاشے پڑے پھڑک رہے ہین مگر ہرکارے لشکر اسلام کے
جو بہرا بے خبر موجود تھے خبرین لیکر بھاگے کنارے پر لشکر کے جو پہونچے دیوانہ سہراب
شلنگین لگا رہا تھا ہرکارون کو دیکھکر دوڑا کہا ارے کیا خبرین لائے ہرکارون نے
بیان کیا آقاے نامدار دیوانون مین گھرے ہوے ہین یقین ہی دیوانے گھیر کر زخمی کرین
یہ سنکر سہراب دوڑا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران دیوانون سے جنگ کر رہے ہین
شیران الگ کھڑا دیکھ رہا ہی سہراب نے للکارا کہ او نامنصف ساتھ والون کے بھروسے
پر جنگ کرتا ہی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا ایک چوبدست شیران کو لگائی شیران نے
کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا سہراب سے چوبدست چھینکر پھینکدی
دوڑ کر لپٹ پڑا سہراب نے آواز دی ای آقاے نامدار مجھکو بچائیے گا اس ظالم کے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ ظالم بلاے روزگار ہی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ
سہراب پست ہوا چاہتا ہی للکار کر جا پڑے شیران کو لپٹ گئے اب سہراب چوبدست
لیے کھڑا ہی کسیکو قریب نہین آنے دیتا جو کوئی آیا اُسکو چوبدست دکھائی وہ پیچھے ہٹا مگر
پکار رہا ہی کہ ہان آقاے نامدار اس دیوانے کو خوب سمجھا دیجیے یہ بڑا مغرور ہی شیران
نے جواب دیا کہ او سہراب مین اسلئے مہلت پالون تو تجھسے سمجھونگا سہراب نے کہا
او دیوانے یہ میرے آقاے نامدار ہین انپر کیا غالب ہوگا مین نے کیا کوئی طریقہ اُٹھا
رکھا تھا صاحبقران نے شیران کے دونون مونڈھے تھامے ریلکر لے دوڑے
دس بارہ قدم پر لاکر ٹکر مارا دونون گھٹنے دیوانے کے آشناے زمین ہوے امیر نے
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا ہر چند دیوانہ چاہتا ہی کہ زمین سے نہ اُٹھون مگر امیر نے نعرہ کرکے
زور دیکر اُٹھا لیا کہ دیوانے سے زمین چھڑائی دوسرے زور زمین تا بہ زانو تیسرے زور زمین کے
بلند کیا ایسا چرخ دیا کہ دیوانے نے آنکھین بند کرلین پکارتا ہی کہ ای آفتاب سرخ معاف

کیسے امیر نے ہاتھہ سے رکھدیا دیوانہ جھاڑ پونچھکر پھر لپٹ پڑا امیر نے پھر اُٹھالیا دیوانہ عجز کرتا ہی کہ آقا مین تابعدار ہون صورت زیبا دکھایئے خود سر سے ہٹایئے امیر نے جو خود کو ہٹایا شیران قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا ای آقاے نامدار ایک آقاے سرخ میرے خواب مین آئے تھے اُنھون نے خبر دی تھی کہ تو صاحبقران کے ہاتھہ سے زیر ہوگا کچھ کلمے بھی کہے تھے وہ تو مین بھول گیا مگر تابعداری مین موجود ہون امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا دیوانہ بہت ہنسا کہا ای شہریار یہی لفظین اُن بزرگ نے بھی فرمائی تھین مین بھول گیا تھا آپ کے کہنے سے یاد آیا مین اِس کلمے کو پڑھونگا بہ مشکل دیوانے نے کلمہ پڑھا بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا ای آقاے نامدار اب باغ مین نرزک کے جائن عمرو نے بڑھکر کہا وہ نرزک تیرے آقا کی ہی سہراب کو بھی معلوم ہوا کہ امیر بھی باغ مین میری دختر کے آئے تھے وہین آکر شیران نے گھبرا ہنسکر کہا کہ ای آقاے نامدار کیا وہ نرزک پسند آئی ہین آپ کے پہلو مین سلاؤنگا یہ کہکے دوڑا باغ مین جا کے بیٹی کو اُٹھا لیا سمجھاتا ہوا کہ ای نرزک خبردار جو آقا کہین وہ منظور کرنا ملکہ غل مچاتی ہی کہ ای شہریار مجھکو بچایئے امیر نے جا کر سہراب سے ملکہ کو چھڑایا سہراب بہت خفا ہوا اب امیر و دیوانہ سہراب و شیران کو ساتھہ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے لشکر مین آئے ملکہ سے وعدہ کیا کہ ای ملکۂ عالم گھبرانا نہین انشاءاللہ بعد فتح طلسم تمسے عقد کرونگا ملکہ بہت روئی کہا ای شہریار اتنی مدت کیونکر ہجر جھیلونگی امیر نے فرمایا اب فتح طلسم قریب ہی ایک مرتبہ لشکر بقراط مین ہو آیا ہون حقیقت مین بقراط نے بڑی فوجین جمع کی ہین معرکۂ عظیم پڑیگا لیکن بقراط ثانی کہ قصر ہشت پہل مین داخل ہی ہر وقت مصروف عیش رہتا ہی نشے مین شراب کے بیٹھا ہی بلبلا رہا ہی نازنینان مہ جبین پہلو مین ہین کسی کا بوسہ لیتا ہی کسی کے ساتھہ ہنسی دل لگی کرتا ہی خوش فعلیان کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کافرون نے کافر کو بددعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خران بچرند + شکمت طبل تا سگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگا رنگ + بر سر تو موکلان بزنند + قدرت کی عمر کوتاہ ہی طلسم کہین جلد تباہ ہو کہ مسلمانون کی عملداری ہو مگر قدرت کو

کچھ معلوم ہی صاحبقران نے آکر دیوانہ سہراب کو زیر کیا شبران بھی مسلمان ہوا ہی اب صاحبقران آپ پر لشکر کشی کر کے آیا چاہتے ہین دختر سہراب پر قبضہ کیا نام دختر سہراب سُنکر بقراط کو سناٹا آگیا کئی سو ساحر گرد اِسکے بیٹھے ہین ایک ایک کو اپنے اپنے سحر پر ناز ہی بقراط نے پُکار کر آواز دی یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ دختر سہراب کو لاسے قدرت اُسکے وصل حاصل کرین ایسی نازنین مہ جبین قبضۂ مسلمانان مین جاے اگر تم مین کسی کو حوصلہ نہ ہو تو قدرت خود جائینگے کئی سو جادوگر جو گرد بیٹھے تھے اُنمین ایک ساحر نہایت ہی مغرور و متکبر تھا کہ اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا صبیا دبلند پرواز نام اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند ہم لوگ موجود ہین آپ کیون تکلیف فرماتے ابھی جا کر تمکین کو لاتا ہون آپکی معشوقہ کو آپسے ملاتا ہون بقراط نے حکم دیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لیلو جیسے بارگاہین جتنی مناسب جانو وہ اپنے ہمراہ لے لو صبیا وسازوسامان لیکر فکر ملکہ تمکین مین چلا یہان ملکہ تمکین شہر مین کلام خبرین سُن رہی ہی کہ صاحبقران تیاری کر رہے ہین جانیکا ارادہ ہی ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہی ساتھ والیون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو مین حیران ہون کہ فراق صاحبقران مین کیونکر زندہ رہونگی اور کیونکر جدائی کی جفا سہونگی میرا تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی نظم

اپنے دل مین تو کرو غور یہ تم کیا سمجھے ۔ غیر سمجھے مجھے اور غیر کو اپنا سمجھے
کتنے کج فہم ہو نادان ہو یہ تم کیا سمجھے ۔ عرض حال دل بیتاب کو شکوا سمجھے
دل بہلنے کے لیے بیٹھ گئے پاس آکر ۔ میری بیتابی دل کو وہ تماشا سمجھے
ایک عاشق کا بھی مُردہ نہ جِلایا صاحب ۔ کیا زمانے مین تمھین کوئی مسیحا سمجھے
راز دل تمنے کہا غیر سے جاکر کیا خوب ۔ ہاے افسوس مجھے دوست نہ اپنا سمجھے
اُسکی رحمت ہی بڑی بخش ہی دیگا غفار ۔ مین گنہگار ہون ہر وقت وہ بندا سمجھے
مار ڈالا مجھے آنکھو نسے جِلایا لب سے ۔ آپ جو سمجھے مرے حق مین وہ اچھا سمجھے
جبکہ ماتھے پہ سنہری نظر آئی افشان ۔ مصحف چہرۂ جانان کو مطلا سمجھے
دیکھا جلوہ ترا سجدا وہین سجد کیو جھکے ۔ ہم نہ مسجد نہ شنوالا نہ کلیسا سمجھے

ہاتھ سینے پہ جو دم دیکھنے کو تمنے رکھا		اپنے داغ دل بیتاب کا پھاہا سمجھے	
کیون رقیبون پہ نہ مین فخر کرون اے سطوت		عاشقون مین وہ مجھے چاہنے والا سمجھے	

کنیزین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین صاحبقران زمان سے عرض کیا جائیگا ملول و حزین
صحن خانہ مین آکے بیٹھی ہین مگر رو رہی ہین ادھر صیاد جادو ایک صحرا مین آکر اترا ہی
سب ساحر اسی مقام پر اتر پڑے یہ بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ایسا نہ ہو مقابلے مین جاؤن اور
صاحبقران مقابلے مین نکلین انپر سحر تاثیر نہین کرتا بڑی مشکل پڑیگی جا کے ملکہ کو اٹھا
لاؤن یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھا اڑتا ہوا چلا باغ پر آکر ٹھہرا دیکھا ملکہ بیٹھی ہین
مگر ذکر صاحبقران ہو رہا ہی صیاد جل گیا جی مین کہتا ہی صاحبقران پر دل و جان سے
عاشق ہی قدرت کو کیونکر قبول کریگی مگر مین اسکو بہلا کے اپنی طرف رجوع کرونگا
حقیقت مین نہایت حسین و جمیل ہی بڑے لطف سے گذریگی مجھکو قبول بھی کرلے گی
یہ سوچکر تڑپ کر گرا ملکہ کو اٹھا لیا اور لیکر چلا پنجے مین دبائے ہوئے گلچینی گلشن جمال
کی کر رہا ہی دل مین کہتا ہی عجب معشوق خوبرو ہی دام بلا اسکا گیسو ہی اسیطرح اڑتا ہوا
اپنی بارگاہ مین لایا آپ مسند پر بیٹھا لباس عمدہ پہنا تاج سر پر رکھا کہ رہا ہی اے ملکہ عالم
تمنے غضب کیا کہ قدرت کو برا کہا قدرت بہت تمسے بیزار ہین مجھکو بھیجا کہ جا کر پکڑ لاؤ
ملکہ یہ سنکر رونے لگین کہا او سیاہ رو تیرہ درون کیا بیہودہ بکتا ہی اب ہم تیرے قیدی
ہوئے ہین جو چاہے سزا دے مگر عصمت کا نام نہ لے انشاء اللہ تعالی جسوقت امیر کو
خبر ہوجاویگی یقین ہی تشریف لائین مجھکو چھڑائین صیاد نے کہا اب یہ کسکی مجال ہی کہ
تمھارے تعاقب مین آئے اگر مجھکو نہ قبول کروگی تو قتل کرونگا ملکہ نے کہا تجھکو اختیار
ہی چاہے قتل کر چاہے بخشدے صیاد جھلا رہا ہی ادھر کنیزین روتی پیٹتی خدمت
صاحبقران مین آئین وہ وقت ہی کہ صاحبقران دربار مین جلوہ فرما ہین دونون
دیوانے سامنے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو بھی سامنے حاضر ہین کہ کنیزون نے آکر
عرض کی اے شہریار ایک ساحر آکر ملکہ کو اٹھا لیگیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم
جاکر دریافت تو کرو کہ کسنے یہ بے ادبی کی مگر دونون دیوانے صاحبقران کے سامنا

عرض پیرا ہوے کہ اے شہر یار غلامان جانباز جائین قصر ہشت پہل مین تہلکہ ڈالدین اور
نزنک کو آپ کی لائین صاحبقران نے جھڑک دیا فرمایا کہ اگر سامنے بقراط کے جاؤ گے
تو وہ ایسا سحر کریگا کہ تمھارے پانؤن زمین تھام لیگی شیران نے سہراب کو اشارہ کیا
کہ آغا کی بات کا جواب نہ دو ہم تم چلین یہان تو امیر نے خواجہ کو سمجھایا خواجہ نے
امیر سے کچھ روپیہ لیا طرف قصر ہشت پہل کے چلے مگر سہراب اور شیران باہر نکلے
جو بدست ہانتے ہوے چلے یہان صیاد نے ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا کنیزین
مقرر کین کہ میرے وصل پر اسکو آمادہ کرو اور یہ کہو کہ اگر نہ مانوگی تو صیاد قتل کریگا ملکو
زندہ نچھوڑیگا کنیزین سمجھا رہی ہین ملکہ زار زار روتی ہی کنیزون کو جواب دیتی ہی
کہ صاحبو مین اس بیحیا سیاہ رو کو نہ قبول کرونگی اُس سے جا کر کہو کیون دیوانہ ہوا ہی
ذرا اپنے کو خیال تو کر میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کس سے کہون نظم

ہمنے ترے فراق مین ایسے اُٹھاے رنج ... نزدیک اب خوشی نہین آتی سواے رنج
گر ہجر کا مرض ہو نہ انسان کھاے رنج ... ہوگی خوشی وصال صنم کی دواے رنج
مر جاؤن مین کہ برسون رہون مبتلاے رنج ... اِسکی خوشی ہی دل سے کہین اُٹھکے جاے رنج
جسطرح اُسکے ہجر مین ہمنے اُٹھاے رنج ... دشمن بھی اسطرح سے نہو مبتلاے رنج
اُس بیوفا سے جا کے یہ کہنا تو اے صبا ... کینتک ترے فراق مین عاشق اُٹھاے رنج
ملک عدم مین خوش تھے نہ تھا غم کا ہم بھی ... دنیا مین آکے ہوگئے ہم مبتلاے رنج
افسوس وقت بد مین کسی نے دیا نہ ساتھ ... کوئی نہین فراق مین ہمدم سواے رنج
طاقت نہین ہی مجھ مین کہ سطوت بیان کرون ... مین نے فراق یار مین جو جو اُٹھاے رنج

دونون دیوانے طرف قصر ہشت پہل کے چلے تھے کہ راہ مین لشکر صیاد کا ملا اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ ملکہ مہجبین شیرین کلام اُسکے پاس قید مین ہی یہ سنکر دونون دیوانے لشکر پر گرے
لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا صیاد نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہی کہا حضور سہراب دیوانہ و شیران
دیوانہ آپ کے لشکر پر آپڑے ہین ہزارون کو قتل کر ڈالا لڑتے ہوے آتے ہین صیاد
باہر نکلا دیکھا دونون دیوانے لڑ رہے ہین اور نعرے کر رہے ہین کہ صیاد سے کہو کہ

ملکہ کو رہا کر دے صیاد نے سحر کیا کہ دونوں کے پانوں زمین نے تھام لیے سامنے درخت
تھا اُسمین دونوں کو بندھوا دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہتا ہی کیوں او دیوا لو تمنے ہزارونکو
قتل کیا دیوا نے جھلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین مگر قید نہین ٹوٹتی کہ صیاد نے
سحر سخت کر دیا ہی دونوں تڑپ رہے ہین قضائے کار خواجہ پھرتے ہوے ایک پہاڑ پر
آئے دیکھا زیر کوہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی بارگاہ عالی استادہ ہی پہاڑ سے اُترے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ صیاد بلند پرواز ملکہ کو گرفتار کر کے لایا ہی دونوں دیوانوں کو بندھے
ہوے دیکھا کہ چیخ رہے ہین غل مچاتے ہین کہ ہمارے آقائے نامدار کو خبر کرو کہ جو حضور
منع کرتے تھے وہی معرکہ درپیش ہوا خواجہ نے دیکھا کہ صیاد کرسی پر بیٹھا ہی کنیزین اندر سے
پلٹ کر آتی ہین خبر دیتی ہین کہ وہ ظالم نہین قبول کرتی ہرچند سمجھایا مگر وہ مبہوت ہو رہی ہی
وہ ہرگز نہ مانیگی صیاد نے جھلا کر جواب دیا کہ اب میرا پتہ بھی ملگیا دونوں دیوانے آ کے
انھون نے لشکر کو تباہ کیا ہزارہا جوان مارے گئے اب مین نے انکو قید کیا ہی لیکن
بے قتل کیے نچھوڑونگا خواجہ نے یہ سب معاملہ سُنا آخر خیال مین آیا کہ کوئی عیاری
کرون جنگل مین آئے ایک نخل کے سایے مین بیٹھکر سوچنے لگے کہ دیکھا ایک ساحر
بھاگا ہوا آتا ہی خواجہ نے ساحر بنکر اُسکو پکارا کہا بھائی دھوپ مین کہان جاتے ہو
دم بھر یہان سایے مین ٹھہر جاؤ اُس ساحر نے کہا قدرت نے مجھکو پاس صیاد کے
بھیجا ہی حکم دیا ہی کہ ملکہ کو لاؤ مین یہ نامہ لیکر جاتا ہون خواجہ نے بانوں مین لگا کر اُس
ساحر کو بیہوش کیا اُسکو لو کنارے ڈالدیا جھولی سے اُسکی نامہ نکال لیا اُس مین لکھدیا
کہ یہ ساحر جو آتا ہی ایسا سحر تعلیم کریگا کہ جو آرزو ہی وہ پوری ہوگی اُسکو یاد کر لینا یہ نامہ لیکر
چلے لشکر مین آئے دیکھا دیوانے بندھے ہین صیاد دمبدم اُنپر بدعت کرتا ہی کہتا ہی
تمنے بڑے ستم کیے اسطرح پیش آؤن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر
روئین اور مجھکو ترس نہ آئے دیوانے گالیان دے رہے ہین کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے
وہ کر لیکن اگر آقائے سرخ کو خبر پہونچیگی تو وہ ضرور برائے رہائی آوینگے صیاد کہتا ہی
کیا مجال کہ نامہ وار نے آکر نامہ دیا صیاد نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا کہا ای ساحر تیرا نام

کیا ہی ساحر نے کہا میرا نام رنگار رنگ جادو ہی مقرب قدرت ہر وقت خدمت مین رہتا ہون قدرت سرفراز فرماتے ہین مگر ایک کمال مجھکو دیا ہی جاہتا ہون اُسے سُنیے یقین ہی کہ بہت خوش ہو جیے گا یہ کہکے بایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے صیاد بلند پرواز کے گانے لگا نظم

جسکا کہ حسن قدرت پروردگار رہی — اُسپیر ہزار جان سے مرا دل نثار رہی
اے دل تڑپ نہ تو اگر آزردہ یار رہی — اِس مین بھی کچھ مشیت پروردگار رہی
کوئی دو نیم سینہ کسی کا فگار رہی — دونون بھوین ہین آپ کی یا ذوالفقار رہی
رشک جنان ہی قابل جاے مزار رہی — دل سے مجھے پسند بہت کوے یار رہی
سنگ لحد پہ میری یہ کندہ ہو دوستو — یہ اِک شہید ناز و ادا کا مزار رہی
آراستہ ہوے ہین زمانے کے میکدے — شاید کہ آمد آمد فصل بہار رہی
بجلی چمک رہی ہی وہ یا دل مین جسطرح — صاحب اِسی طرح مرا دل بیقرار رہی
کہدے کوئی یہ جا کے ہمارے مسیح سے — دم ہی لبونپہ اور ترا اِنتظار رہی
مدنظر ہوا ہی کسی بے گنہ کا خون + — غصے سے آج سرخ جو روے نگار رہی
او بے خبر خدا کے لیے اب تو جلد آ — ہنگام نزع مجھکو ترا انتظار رہی
دم بھر تو سیر کرنے کو تشریف لائیے — داغون سے دل مرا صفتِ لالہ زار رہی
دل عاشقونکے دیکھتے ہی ہو گئے دو نیم — تیغ نگہ مین کیا برش ذوالفقار رہی
کہتا ہی میری قبر پہ دل تھام کے وہ یار — حسرت برس رہی ہی یہ کسکا مزار رہی
زائر ہوا مزار حسین شہید کا — سطوت یہ کیا عنایت پروردگار رہی

صیاد گانا سُنکے بہت خوش ہوا کہا اے رنگار رنگ خوب گاتے ہو عمرو نے کہا یہ سب کمال قدرت نے دیے ہین ایک کمال مین اور کامل ہون ایسا تمکو راضی کرون کہ تم خوش ہو جاؤ صیاد نے پوچھا وہ کمال کیا ہی عمرو نے کہا ساقی گری ایسی کرون کہ منہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پیر سے ناچون سر سے شراب پلاؤن صیاد نے کہا یہ تو بہت دشوار ہی عمرو نے کہا ابھی ملاحظہ فرمائیے یہان تو خواجہ رنگ جمارہے ہین لیکن ایم

خاصہ کہا کے جو سوے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ مالکہ تمکین شیرین کلام قفس مین بند ہی اور دونون دیوا نے نخل سے بندھے ہین لشکر صیاد اُترا ہی صیاد دمبدم دیوانون پر بدعت کرتا ہی اور دیوانے پکار رہے ہین کہ ہمارے آقا کو خبر کرو صاحبقران یہ خواب دیکھکر بیدار ہوے مقبل سے فرمایا اشقر کو تیار کرو فوراً اشقر تیار ہوا نکلکر پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اڑاتے ہوے چلے ایک مقام پر آکر دیکھا لشکر ساحران فروکش ہی اور دونون دیوانے نخل مین بندھے ہوے ہین یہان عمرو نے چاہا ہی کہ صیاد سے کلید بیخانہ لون ساقی گری آغاز کرون کہ

صاحبقران کا نعرہ ہوا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب صیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صیاد نے جو نعرہ صاحبقران کی آواز سُنی گھبرا کر کہا او رنگار نگ غضب ہوا امیر آگئے پہلے نکلکر اُنکو گرفتار کرلون پھر تمھاری ساقی گری دیکھونگا عمرو ناچار ہوا جی مین کہتا ہی آقا نے جلدی کی افسوس ہی مین اپنا کام نہ کرنے پایا صیاد اسباب سحر لیکر باہر نکلا دیکھا کہ صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب اُس نخل کے پہونچے اسم اعظم ورد زبان کیا دیوانون نے قید سحر سے رہائی پائی قید ظاہر توڑ کر پھینکدی چوبدستین لیکر صاحبقران کے ساتھ ہوے صاحبقران دیوانون کو رہا کرکے طرف بارگاہ صیاد کے چلے ہین کہ صیاد قریب آیا دیکھا کہ صاحبقران نے دیوانون کو رہا کرلیا صیاد نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالکر پھینکا آسمان پر آکر گولہ پھٹا اِسقدر دھوان نکلا کہ ابر تیار ہوا اُس ابر سے تلوارین برسنے لگین مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین دونون دیوانے محفوظ ہین اور خواجہ بھی بچ رہے ہین ہرچند تلوارین برسائین مگر کسی تلوار نے تاثیر نہ کی صیاد گھبرایا بلکہ یہ دیکھا کہ اسی کے ہزارون آدمی مارے گئے ہزارون لاشے لوٹنے لگے آخر اپنے سحر کو آپ دفع کیا دوسرا ابر پیدا کیا اُس ابر سے

آگ برسائی مگر صاحبقران پر آگ نے تاثیر نہ کی دو چار سحر اسطرح کے کیے لیکن کسی سحر نے
تاثیر نہ کی اب سوچا کہ نکلجاؤن اپنے کو زمین پر گرایا غلطک ماری شانون پر پر پرواز پیدا
ہوے اُڑتا ہوا چلا عمرو نے قریب آکر صاحبقران کو خبر دی کہ ای شہریار صیاد جاتا ہی
اگر نکلگیا تو آفت برپا کریگا آپ کا تو کیا کر سکیگا مگر ملکہ کو باغ مین رہنا مشکل پڑیگا امیر نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر سینۂ پر کینۂ
صیاد وکاناکا صیاد دام اجل مین پھنسا سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر ابجائے خون
جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے صیاد کا لاشہ جلکر خاک ہوا ساحر ایک جانب بھاگے کچھ
پہلے قتل ہو گئے کچھ اِس خیال مین آئے کہ تاج اِسکے سر کا زمین پر گرا ہی یقین ہی کچھ فتور
برپا ہو حقیقت مین تاج جو زمین پر گرا تھا اُس تاج سے شعلۂ آتش نکلنے لگے صحرا مین آگ
لگ گئی ساحرون نے چاہا بھاگین نہ بھاگ سکے جل جلکر خاک ہوے تھوڑے عرصے
مین ایک آواز آئی جس سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ کوئی غل مچا کر کہہ رہا ہی کہ کشتی مرا نام من صیاد
بلند پرواز بود اب صاحبقرانؑ کی فتح ہوئی بارگاہ مین آکر ملکہ کو قفس سے نکالا محافے
مین سوار کر کے ساتھ لیا دونون دیوانے گرد محافے کے چوبدستین ہلاتے ہوے
آگے صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار اِس شان وشوکت سے ملکہ کو لیکر آئے
لشکر والون نے پوچھا حضور کہان گئے تھے صاحبقران نے فرمایا ملکہ کو صیاد جادو
اُٹھا لیگیا تھا جا کر اُسکو مار املکہ اور دیوانون کو رہا کیا ملکہ کو داخل قصر کیا حکم دیا کہ لشکر
تیار ہو ہم طرف قصر ہشت پہل کے جائینگے لشکر تیار ہوا دونون دیوانے ساتھ ہوے
ہر مقام پر بے اعتند البیان کرتے ہین مگر صاحبقران اُنکی گوشمالی کر دیتے ہین جب ماتے
ہین ایک مقام پر جو آکر پہونچے سامنے دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہی مگر قلعے مین
سناٹا ہی اتنا بڑا لشکر صاحبقران کا آکر اُترا مگر کوئی تماشہ دیکھنے نہین آیا امیر نے اپنے
ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ قلعہ کسکا ہی ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی
اخفاے روئین تن اِس قلعے کا حاکم ہی اپنے زور وطاقت پر نہایت ناز رکھتا ہی
مگر فی الحال برائے شکار گیا تھا وہان سے جو پلٹ کر آیا بیمار پڑا ہوا ہی یہی باعث سناٹے کا

ہو سب رفقا اُسکی خدمت مین حاضر ہین دونون دیوانون نے صاحبقران سے پوچھا کہ
کیون آقا سے نامدار اس قلعے کا حاکم ہر اسے خدمتگزاری نہین حاضر ہوا غلام جائین اُسکی
گردن پکڑ کے لائین صاحبقران نے فرمایا کیا ضرورت ہی جسطرح ہو اُسی طرح رہنے دو
مگر یہ دونون بڑی رات گئے لشکر سے نکلکر طرف قلعے کے چلے لالان قزاق برسر طلایہ
تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون جاتا ہی سہراب دیوانہ چوبدست پکڑ کے جا پڑا کہا کہ او
قزاق ہمکو ٹوکتا ہی یہ کہکے چوبدست ماردی لالان قزاق نے چاہا بچون مگر نہ بچ سکا شانہ
نشانہ ہوا لالان قزاق نے دیکھا کہ یہ دیوانہ بیباک ہی اسکی فریاد کون سے گا ساتھ والون
سے کہا اسکو جانے دو تعرض نہ کرو دونون دیوانے جھومتے ہوے چلے آپس مین کہتے
ہوے کہ چلکر اخفا سے روئین تن کو پکڑ لائین قدمون پر اپنے آقا کے گرائین مقام
افسوس ہی کہ جس راستے سے ہمارا آقا گذرے اور نہ قلعہ تسخیر سے رہجاے اور ہم ایسے
رفیق ساتھ ہون اور کوشش نہ کرین غرض دونون دیوانے در قلعہ پر پہونچے ہین
ساسان تیغ زن کہ در قلعہ پر بہ طور نگہبانون کے تھا اُسنے للکارا کہ کون آتا ہی مگر یہ
دیوانے کب جواب دیتے ہین جب پھاٹک مین گھسنے لگے ساسان نے ہاتھ تلوار کا
مارا سامنے سے سہراب نے روکا پشت پر آکر شیران نے چوبدست ماردی کہ ساسان
پر اٹھا ہو کر رہگیا اور جو چند سپاہی تھے آپس مین کہنے لگے یارو اِن دیوانون کو نہ روکو
جب دربار مین جاوینگے سزا پاوینگے سپاہیون نے اپنے کو چھپایا یہ دونون قلعے مین
آئے پہر رات پچھلی باقی تھی کوو برزن مین سناٹا یہ دونون پھرتے پھراتے صبح ہوتے
دربارگاہ پر پہونچے درگہ سالار دیوانون کو دیکھکر بھاگا آکر اخفا سے اطلاع کی
کہ دونون دیوانے ملازم صاحبقران سارے قلعے کو طی کرکے دربارگاہ پر آئے
ہین چاہتے ہین اندر آوین اخفا نے کہا خبردار آنے نہ پائین یہ سُنکر درگہ سالار پلٹا
دربارگاہ پر آکر کہا خبردار اندر نہ آنا افسر ہمارا منع کرتا ہی یہ دیوانے کب سنتے ہین کہ
سہراب نے بڑھکر چوبدست لگائی درگہ سالار نے سپر اُٹھائی مگر چوبدست جو پڑی ہاتھ
درگہ سالار کا کانپا سر گردن مین گردن سینے مین تھلتھلہ خون کا ہو کر رہگیا درگہ سالار کو

مار کر دونون دیوانے اندر گھُسے اخفا ے روئین تن مقام صدر پر بیٹھا تھا کئی ہو افسر گرد بیٹھے ہین اخفا کہ رہا ہی یار واب زندگی دشوار ہی موت کا مجھکو انتظار ہی نظم

اُس بیوفا کو اب نہ کبھی یاد کیجیے
معشوق اور کوئی پری زاد کیجیے

دل میرا اپنے وصل سے اب شاد کیجیے
للہ قید رنج سے آزاد کیجیے

کیا قہر ہی کہ ہمپہ تو بیداد کیجیے
دیدیکے بوسے غیر کا دل شاد کیجیے

اُس رشک گل کے ہجر مین مانند عندلیب
گلشن مین جاکے نالہ و فریاد کیجیے

دل لے چکے تو کہتے ہین مل ملکے غیر سے
وہ رنج دون کہ آپ بہت یاد کیجیے

عاشق پہ ظلم کرکے یہ کہتا ہی وہ صنم
جاکر خدا سے اب مری فریاد کیجیے

کچھ بھی اثر نہ ہوگا کہ پتھر ہی اُسکا دل
کیا فائدہ جو نالہ و فریاد کیجیے

تقدیر ہو جو کچھ بھی موافق شباب مین
ہر دم وصال یار سے دل شاد کیجیے

اپنی گلی مین قبر بھی رہنے دیجیے
للہ میری خاک نہ برباد کیجیے

ذکر بتان سے فائدہ دنیا مین کچھ نہین
سطوت خدا کو اپنے نہ کیون یاد کیجیے

مصاحب لوگ حیران ہین کہ آقا کو کیا کہکے سمجھائین اخفا چپ بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُترا اس عالم یاس کہ دونون دیوانے اندر آئے للکارے کہ او اخفاے روئین تن ہمارے آقا تیری سرحد مین آئے اور تو سامان دعوت لیکر حاضر نہ ہوا اخفا نے جواب دیا مین تمھارے آقا کو کیا مانتا ہون یہ کہتا تھا کہ دیوانون نے چاہا اخفا پر جا پڑین اخفا اپنے مقام سے اُٹھا مصاحبون سے کہا اِنکو گرفتار کرلو یہ سنکر دیوانے غصّے مین لڑنے لگے اخفا نے لپشت سے آکر دونون کو زخمی کیا اِسقدر خون سر سے بہا کہ دونون لڑکھڑا کے گرے اخفا نے حکم دیا کہ اب اِنکو گرفتار کرلو آہنگر حاضر ہوے دونونکو عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا اور دونون کو قید خانے مین بھیجدیا آپ اپنے مقام پر آبیٹھا وہان صاحبقران جو صبح کو اُٹھے سردارون سے پوچھا دیوانے کہان گئے سب نے کہا حضور ہمکو نہین معلوم کہ لالان تزاق نے آکر خبر دی کہ غلام کو مجروح کیا دونون قلعے مین گئے جب سے پلٹ کر نہین آئے ہرکارون سے کہا دریافت

نوکرد ان دونون پر کیا گذری ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی ای شہریار دیوالون
نے قلعے مین جاکر بڑی بدعت کی مگر اخفاے روئین تن نے اُنکو قید کیا ہی وہ دیوانے
مسلسل و مطوق قید خانے مین بیٹھے ہین یہ سُنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا اشہب
اشقر پر سوار ہوے سردارون نے چاہا کہ ہمراہ چلین امیر نے سب کو منع کیا کہ خبردار
میرے ساتھ کوئی نہ آئے مین اکیلا جاکر اُس سے سمجھ لونگا گھوڑا اڑاتے ہوے چلے
قبضۂ تیغۂ عقرب پر ہاتھ پڑا ہوا ور قلعہ پر پہونچے نگہبان مانع ہوے صاحبقران کے
تیور پر بل پڑے ہوے فرمایا سامنے سے ہٹ جاؤ نگہبان ہٹے اگر کسی نے روکا تو
وہ ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا صاحبقران اُسی حال مین دربارگاہ اخفا پر
پہونچے گھوڑے سے کود پڑے پیلے سے تلوار کے پردہ اُٹھایا اخفا اُسی حال مین
بیٹھا تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا صاحبقران اندر آئے اخفا سے آنکھ ملاکر کہا او نامرد
تو نے میرے رفیقون کو قید کیا ہی جلد اُنکو منگوا دے ورنہ خون کا دریا بہا دونگا
اس دبدبے سے صاحبقران نے فرمایا کہ اخفا اپنے مقام سے اُٹھا امیر کو سلام
کیا کہا تشریف لائیے آپ کے رفقا نے ایسی بدعت کی کہ غلام سے صبر نہ ہوسکا آخر
وہ قید ہوے ہین ابھی منگوائے دیتا ہون یہ کہکے رفقا سے اشارہ کیا کہ دونون
دیوالون کو لاؤ اور صاحبقران کو مقام صدر پر بٹھایا رفقا گئے اور دیوالون کو
قید خانے سے لائے دونون چوبدستین پکڑ کے داہنے بائین کھڑے ہوے امیر نے
کہا ای اخفاے روئین تن مذہب وحدہٗ لاشریک قبول کر اِس سوال پر اخفا
اُٹھا گر دصاحبقران کے پھرنے لگا عرض کی ای شہریار ایک درد لادوا رکھتا ہون
امیدوار ہون کہ اُسکا علاج کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملک و مال حاضر ہی اُسکو
لیکر قبضے مین کیجیے صاحبقران نے پوچھا وہ کیا مصیبت ہی اخفا چیمنین مارکر رونے
لگا کہا ای شہریار مین ہمیشہ شکار دوست ہون کئی ہفتے گذرے بر اے شکار صحرا
مین گیا تھا ایک نقابدار سے دوچار ہوا اُسنے مجھپر ہاتھ تلوار کا مارا مین روئین تن
ہون تلوار و خنجر سے نہین ڈرتا ہے خوف ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر نقابدار کو اُٹھا لیا بہ

نقاب ٹوٹا صورت زیبا دیکھکر ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا ہاتھ کانپا نقابدار چھوٹا مین غش کھا کے گرا نقابدار مجھکو غش مین چھوڑ کر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا مین جو اُٹھا تو بلک بلک کے رویا اُسی حال مین اپنے قلعے مین آیا عیار بیرا او ہامو وندہ واسطے خبر کے گیا معلوم ہوا کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم سلیمان تاجدار ہی اُسکی دختر بلند اختر ملکہ شیرین زبان ہی مین نے پیام عقد دیا سلیمان نے جواب دیا کہ میرے قلعے کے سامنے ایک کوہ ہی درہ کوہ مین ایک شیر رہتا ہی بعد ہفتے کے اُس شیر کی پشت پر سوار ہوکر ایک نازنین نکلتی ہی تمام طائران صحرا گرد اُسکے جمع ہوتے ہین چند ساعت صحرا مین پھرتی ہی پھر اُسی شیر کی پشت پر سوار ہوکر درہ کوہ مین چلی جاتی ہی مگر وہ شیر بطور نگہبانون کے درہ کوہ پر بیٹھا رہتا ہی اس راز سے مجھے آگاہ کرو کہ وہ نازنین کون ہی وہ طائران صحرا کیون تسخیر ہوتے ہین مین ان شرطون کے ادا کرنے سے عاجز ہون صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ ضرور اس راز کو تم پہ ظاہر کرینگے اور تمھاری شادی ساتھ اُس مہ جبین کے ہوگی اخفا ے روئین تن کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کا سامان دعوت کیا لشکر بھی امیر کا قلعے مین آیا دو دن تک سامان دعوت رہا دو دن کے بعد صاحبقران نے فرمایا ای اخفا ہمکو لیچلو وہ پہاڑ وغیرہ دکھاؤ اخفا نے کہا دو دن کے بعد بروز پنجشنبہ چلیے گا وہ نازنین اُسیدن نکلتی ہی ملاحظہ فرمایئے گا صاحبقران نے تامل فرمایا بعد دو دن کے جب روز مذکور آیا تو بعد نماز سحر صاحبقران سوار ہوے اخفا ے روئین تن کو ہمراہ لیا راہ طی کرکے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا فرش معقول بچھا ہی ایک نازنین نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی شیر سامنے بیٹھا دُم ہلا رہا ہی ہزارہا طائر گرد بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ اُنکی زمزمہ سرائی سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے ہین

نظم

عجب شوق شہادت ہی عجب جرأت مرے دل کی
نچھوڑی آمد و رفت ایکدم بھی کوے قاتل کی

مرا سر کاٹ کر یہ گفتگو ہی میرے قاتل کی
کہ تجھسے چاہنے والے کی آسان ہین نے مشکل کی

اُٹھا کر مجھکو حیلے سے بلائیگا رقیبون کو
ارے ناداں میرے ناخنون مین ہی رنگ لعل کی

نگاڑین میری میت کو احیا و ہم آتا ہی
چمن کا رنگ بدلا کس گل یکتا کی آمد ہی
بگڑ کر خود رہا کر دینگے اپنی زلف کے قیدی
وہ اپنے عاشقونکو ذبح کرکے ناز سے بولے
اطاعت سے مسخر اُس پری کو کرلیا ہمنے
بیہوش شوق شہادت غش سے فوراً چونک جاتا ہون
محبت گلرخونکی ختم کردے گی جو نکراہی سطوت

کہ میرے دل کے آئینے مین ہو تصویر قاتل کی
گلستان مین ہوئی ہو آج کیون کثرت عنادل کی
صدا آسے تو آنکے کان مین اِکدن سلاسل کی
بہت ہمکو پسند آتی ہو محفل رقص بسمل کی
نہ اب حاجت ہو عامل کی نہ خواہش نقش عامل کی
ہوا آتی ہو جبدم دامن شمشیر قاتل کی
نہین قابو مین دل فریاد سنکر عنادل کی

امیر نے جو یہ آواز طائرون کی سُنی بیہوش ہونے لگے مگر فوراً اسی اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا جیسے ہی اسم اعظم پکار کر پڑھا طائر اُڑ کر شاخون پر درختونکی جا بیٹھے کوئی زمزمہ سرائی نہین کرتا اُس نازنین سنے امیر کو بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے للکارا کہ او نازنین تو ساحرہ معلوم ہوتی ہی طبیعت کو یقین ہوا یہ طائر کیون اُڑ گئے نازنین سنے کہا ای شخص معلوم ہوتا ہی تیرا گریبان اجل سنے پکڑا ہی جو میری جستجو مین آیا ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی پشت پر شیر کی سوار ہوئی شیر لیکر اُسکو بھاگا درہ کوہ پر وہ نازنین پشت شیر سے اُتری اندر جا کر وہ نازنین تو غائب ہوگئی مگر وہ شیر درہ کوہ پر مثل نگہبانون کے بیٹھ گیا امیر نے قریب درہ کوہ آکر بہ فصاحت فرمایا ای شہنشاہ درندگان کیا سبب ہی کہ جو تو اس نازنین کو پشت پر سوار کرتا ہی اُس شیر نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے شیر نے جو آواز اسم اعظم کی سُنی دُم کو ہلاتا ہوا قدمون سے لپٹ گیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے مثل انسان گویا ہوا کہ ای شہریار شاید آپ ثانی سلیمان ہین شوہر آسمان پری پدر قمر لیشہ کہ آپ کو دیکھکر دل کو فرحت ہوئی یقین ہوا کہ وقت میری رہائی کا قریب آیا حرز ہیکل جو گلے مین ہی حضور کے اِسکا عکس مجھپر ڈالیے کہ مین بصورت اصلی ہوجاؤن تو کل کیفیت بیان کردون امیر نے فوراً حرز ہیکل کو گلے سے اُتار اعکس کیسا گردن مین شیر کی ڈالدی شیر زمین پر گرا دو چار غلطکین مار کر زمین سے اُٹھا امیر نے دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیف مگر نہایت حسین وجمیل ہی

ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہریار راشد و ارشد جنی جو پردۂ قاف مین آپکے
معین رہے ہین مین راشد جنی کا فرزند ہون لغمان جنی میرا نام ہی برائے سیر اس صحرا
مین آیا اس ساحرہ نے کہ جسکا حسین جادو نام ہی مجھکو گرفتار کرلیا اور شیر بنادیا مجھپر
سوار ہو کر اس صحرا مین آتی ہی چند ساعت بیٹھتی ہی اندر درۂ کوہ کے ایک قلعہ ہی کہ
جسکو طلسم حسینان کہتے ہین اب جو حضور تشریف لیجائینگے سحر تو آپ پر تاثیر نہ کریگا
یہ جسقدر رطائر اس صحرا مین ہین سب ساحران غدار ہین اُسکی اطاعت مین رہتے ہین مگر
آپ نے جو اسم اعظم پڑھا خوف سے جان کے بھاگ گئے پہلو مین اس درے کے ایک
نخل چنار ملیگا اُسکو بہ قوت صاحبقرانی اُکھیڑ لیجے وہین نقب کا پیدا ہوگا اُس نقب مین
جب جائیے گا تو ایک قصر عالی مین پہونچیے گا اُسی قصر مین لوح طلسم ہی آپ بڑے
صاحب اقبال ہین مین بہ شکل کبوتر آؤنگا آپ کو اشارہ کرونگا کہ فلان مقام پر لوح
ہی اُسکو حاصل کر کے بموجب تحریر کام کیجیے گا امیر نے سب قبول کیا اور لغمان جنی کو
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تو ہمارا فرزند ہی اس طلسم کو فتح کر کے تجھکو نامہ دینگے اپنے
باپ سے جاکر ملنا اور ہمارا اسلام کہنا انشاء اللہ آسمان پر بھی تجھکو عہدۂ جلیل عطا کرینگی
لغمان جنی نے کہا خدا حضور کو مظفر و منصور کرے صاحبقران لغمان سے رخصت ہو کر
اُس جانب چلے لغمان جنی بہ شکل کبوتر سفید اُڑ کر غائب ہوا صاحبقران درۂ کوہ پر
آئے دیکھا ایک دیوار حائل ہی امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ رکھا وہ دیوار گری امیر
درے کے اُس پار نکلے دیکھا پہلوے درہ مین نخل ہی امیر نے اُسکو اُکھیڑا ایک نقب
ظاہر ہوئی نقب کو طی کر کے قصر مین پہونچے دیکھا قصر نہایت لطف سے آراستہ ہی سامنے
ایک قصر عالی ہی اُسمین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر وہی ساحرہ بیٹھی ہی امیر نے للکارا وہ
ساحرہ اُٹھکر غائب ہوئی اب امیر حیران ہین کہ لوح کہان تلاش کرون اس حیرانی مین
کھڑے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک کبوتر برنگ سفید اُڑتا ہوا آیا اُسی تخت پر
بیٹھ گیا آنکھون سے اشارہ کیا کہ اس تخت کو اُٹھائیے امیر نے بڑھکر تخت اُٹھایا نیچے
تخت ایک صندوق طلائی پایا کبوتر گونجنے لگا اشارہ تھا کہ اسکو کھولیے امیر نے

صندوق کھولا ایک برق چمک گئی دیکھا ایک تختی الماس کی رکھی ہی ریشم مین گندھی ہی
سرپر اُسکے لکھا ہی کہ لوح طلسم حسینان امیر نے تختی کو اُٹھا کر گلے مین ڈالا کبوتر سفید
خوش نغلیان کرتا ہوا اُڑ گیا امیر نے باہر آکر لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پہلو مین
اِسی قصر کے ایک حوض کلان ہی اُس مین آب صاف و شفاف مثل آب گوہر موج مار رہا
ہی اپنے کو اُس چشمے مین گرا دو پھر قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھو امیر قریب چشمے
کے آئے حوض مین پھاند پڑے غلطان و پیچان چلے آخر پانون زمین سے آشنا ہوے دیکھا
صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی
امیر طرف باغ کے چلے قریب در باغ کے نہ پہونچے تھے کہ اندر سے باغ کے کچھ عورتون
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو آگے آگے سلماے گوہر پوش پشت پر کئی سو کنیزین ملول و
حزین سر جھکاے ہوے در باغ پر آکر ٹھہرین امیر کو سلام کیا امیر نے جو ملکہ سلما کو
دیکھا کہ ملول و حزین ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیقرار ہو گئے فرمایا کیون ملکۂ عالم
تم یہان کہان ملکہ سلما رونے لگی کہا ای شہریار آپ کے جانے کے بعد ایک ساحر
مجھکو گرفتار کر کے لقراط کے پاس لیگیا تھا اُسنے سوال وصل کیا مین نے انکار کیا
تب اُسنے حکم دیا کہ اِسکو لیجا کر طلسم حسینان مین ڈالدو کنیز قید تھی کہ اسوقت حسین جادو
آئی اُسنے کہا ای ملکۂ عالم تم بڑی صاحب اقبال ہو عاشق تمھارا آگیا براے استقبال
جاؤ مگر وہ کہتی تھی کہ مین نے لوح بدل لی اب گرفتار بھی کر لونگی تو حضور مفصل فرمائیے
کہ لوح ہی یا نہین امیر نے فرمایا لوح میرے پاس موجود ہی نعمان جنی نے پتہ دیکے
دلوائی ملکہ نے کہا فدا مین لوح دیکھون امیر نے سلما کے جوش محبت مین لوح گلے سے
اُتاری فرمایا یہ دیکھو لوح موجود ہی ملکہ نے ہاتھ مین لیکر فرمایا دیکھیے وہ حسین جادو
آتی ہی اپنے کو بچایئے امیر دیکھنے کو پلٹے تھے کہ ایک صداے مہیب آئی کہ باش او
جد طلسم کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین اِسطرح دھوکا دیتے ہین صاحبقران نے پلٹکر
دیکھا کہ ایک ساحرہ مہیب ... وضع کھڑی للکار رہی ہی امیر نے غصے مین چاہا اُسپر جا پڑون
اُسنے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی اب صاحبقران

حیران و پریشان کھڑے ہین سوچ رہے ہین کہ یا امیر یہ کیا ہوا کیا موت لیکر اس طلسم
مین آئی ہی اے خالق ارض و سما و اے مالک یکتا لوح پھر دلوا اِدھر اُدھر دھوکا مین نے کھا یا کہ
دیکھا سامنے سے نعمان جنّی آتا ہی مگر زار زار گریان و نالان آکر قدمون سے لپٹ گیا
کہا اے شہریار مین چند ساعت کو صحرا مین ٹھہر گیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آپ پر آفت آجائیگی
سبک خیز جادو اس مرحلے کی مالک ہی اُسی نے یہ فتور کیا مگر حضور کسی مقام پر ٹھہرین
مین شب کو آپ کو لیچلونگا کیا عجب ہی کہ لوح طلسمی پھر دستیاب ہو اور اگر خدانخواستہ
لوح نہ ملی تو اِس غلام کی بھی قضا ہی میری شرکت ظاہر ہو گئی حسین جادو میری تلاش
مین ہی آج جان پر کھیلونگا اب تدبیر مین جاتا ہون یہ کہکے نعمان تو غائب ہوا امیر اُسی
صحرا مین ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے مگر وہ مقام خوف ہی کسی طرف شیر معلوم
ہوتا ہی کسی طرف بھیڑیا آتا ہی مگر صاحبقران جب اسم اعظم پڑھتے ہین تو وہ شیر اور بھیڑیے
بھاگ جاتے ہین کئی اژدر منھ سے فلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے آئے امیر نے حرز ہیکل
کو جنبش دی اژدہے بھی بھاگ گئے جب کہ صاحبقران فلک چہارم لباس زرین زیب
جسم کیے کاشانہ مغرب مین جاکر چھپا تھوڑے عرصے مین صاحبقران نے دیکھا کہ
نعمان جنّی آتا ہی مگر ایک دست بقچہ بغل مین دبایے ہوے امیر کے سامنے لاکر دست بقچہ
رکھدیا نعمان جنّی نے پوچھا کہ اے شہریار اِس مقام پر کیا گذری صاحبقران نے فرمایا شیر
و گرگ و اژدر آئے مگر عنایت پروردگار سے دور رہے نعمان نے قدمون کو بوسہ
دیا کہا اے شہریار آپ ہی کا کام تھا کہ اِس صحرا مین بسر کی اگر اپنے وقت کا رستم ہوتا تو
وہ بھی بھاگ جاتا مگر آپ نے قدم مردی نہ ہٹایا مین جانتا تھا آپ اِس صحرا مین نہ بلنیگے
صاحبقران نے فرمایا تمسے وعدہ تھا تو وعدے کے پابند رہے اِس مقام سے نہ ہٹتے
اگر آگ بھی برستی تو یہان سے نہ ہٹتے نعمان جنّی نے وہ دست بقچہ پیش کیا کہا یہ لباس
شب روی ہی اِسکو زیب جسم فرمائیے ایسے مقام پر آپ کو لے چلون کہ آپ بہت خوش
ہون مگر اپنے کو ظاہر نہ کیجیے گا صاحبقران نے لباس سیاہ پہنا نعمان جنّی کے ساتھ
چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ نمایان ہوا صدہا کنیزین در باغ پر کھڑی ہین نعمان

صاحبقران کو پشت باغ پر لایا کمند مار کر چڑھے صاحبقران دیوار پر چڑھے لغمان جنی بھی برابر آیا مگر دیکھا باغ مین روشنی کی کثرت ہی صاحبقران دیوار سے اُترے نخلستان کی آڑ پکڑتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک چبوترہ مدور بنا ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی ایک مسند آراستہ ہی صدہا کنیزین گرد مسند کے کھڑی ہین امیر نے لغمان سے فرمایا مسند نشین کوئی نہین ہی لغمان نے عرض کی اب تھوڑے عرصے مین مسند نشین بھی آیا چاہتی ہی صاحبقران نخل کی آڑ مین کھڑے ہین اگر کوئی کنیز اُس طرف سے نکلتی ہی تو اپنے کو مخفی کرتے ہین لغمان صاحبقران کو سمجھاتا جاتا ہی کہ اے شہریار اپنے کو مخفی رکھیے یکایک وہ سب کنیزین آوازین ملا کر یہ اشعار گانے لگین نظم

رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے
قاتل کا سیر سے کوئی بتادے نشان مجھے
ان مہوشون کے عشق مین کسدن ہوا تھا شاد
اُس گل سے وعدہ وصل کا ہی کیفیت ہو آج
ہاتھ اِک لگادے اور کہ قصہ تمام ہو
دل کو بڑی خوشی ہو کہ ہی آج روز عید
ذکر وصال بھی نہین آتا زبان پر
دنیا مین آکے رنج اٹھائے ہزار ہا
عشق بتان مین بخیرت ناقوس ہوگیا
قصہ ہر اک خوشی کا فراموش ہوگیا
جوش جنون مین چاک گریبان تو کرچکا
قبلے سے مجھ مریض کا منھ پھیر دے کوئی
کیا جلد شعر کہنے مین مضبوط ہوا ہی دخل

ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے پیر و جوان مجھے
اب سر ہوا ہی جسم پہ بارِ گران مجھے
ہر دم رُلا رہا ہی جو ای آسمان مجھے
ساقی پلادے جام مئے ارغوان مجھے
قاتل چلا ہی چھوڑ کے کیون نیمجان مجھے
اپنے گلے لگاؤ جو ای مہربان مجھے
رنج فراق نے یہ کیا ناتوان مجھے
لایا کہان سے میرا مقدر کہان مجھے
دن رات کوئی کام نہین جز فغان مجھے
ہی یاد تیرے غم کی فقط داستان مجھے
دامن کی ہین اُڑانی فقط دھجیان مجھے
آئیگا دیکھنے وہ بُت بدگمان مجھے
اُستاد کہنے لگے ہین عجب مہربان مجھے

صاحبقران زبان سُن رہے ہین کہ کنیزین خوشی کر رہی ہین اُچھلتی ہین اور کودتی ہین کہ رہی ہین کہ آج ہماری مالک کے آنے کا دن ہی خداوند لغراط مہربانی کرین کہ

ہماری مالک آجائین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی روشنی اور تیز ہوئی ماہ تابان کامل
ہوگیا ایک تخت آسمان سے اُترا ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ بے مثل و بے نظیر چہرہ
ماہ منیر لباس عمدہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک غنچۂ یاسمن آکے اُتری
کنیزون سے کہا ارے کیا گا رہی ہو یہ بھی تمکو خبر ہی کہ آج کون دن ہی سب نے کہا واری
لونڈیان نہین جانتین موافق قاعدۂ قدیم کے ہم گا رہے ہین وہ نازنین مہ جبین موسوم
بہ شہلا سے ورا از گیسو ہی چوٹی باندھا ہوا چند لٹین کھلی ہوئین کمر سے نیچی معلوم ہوتا ہی کہ
ناگنیان لہرا رہی ہین اسنے مسکرا کر کہا آج وہ دن ہی کہ طلسم کشا اس باغ مین آوینگے امیر نے
جو اُس مہ جبین کو دیکھا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آگیا لقمان نے امیر کو سنبھالا لایقین تھا
کہ گر پڑین لقمان کہتا ہوا ای شہریار اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ حال کھلجاے کنیزین ہر
طرف دیکھتی پھرتی ہین جب کوئی نظر نہ آیا تب کنیزون نے عرض کی حضور اس باغ مین
کسی غیر کا گذر نہین ہی تب وہ نازنین مسند پر بیٹھی کہا صاحبو ذرا مادر مہربان کو خبر کرو
مجھکو خوشی تو سُنائین مین نے سُنا ہی کہ لوح طلسم لے لی آخر وہ اب کہان رکھی جاے گی
یہ جو شہلا نے کہا چند کنیزین کچھ اسم سحر پڑھنے لگین بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا کہ پہلوے
باغ سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے آکر شہلا کو سلام کیا کہا واری یہ لوح طلسم موجود
ہی مگر بہت بہت تاکید کی ہی کہ جمال طلسم کشا عابد کش و زاہد فریب ہی کئی شاہزادیون نے
عاشق ہوکر اس طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا یہ طلسم اسواسطے بنایا گیا تھا کہ قصر ہشت پہل
پر نہ جاسکین اسی مقام پر تھک جائین مادر مہربان نے آپ کی بڑا کار نمایان کیا کہ لوح
طلسم طلسم کشا سے لے لی اور پھر نکل آئین لہذا لوح طلسم با احتیاط رکھنا اور طلسم کشا
کے دیکھنے کی خواہش نکرنا یہ کہکے لوح جھولی سے نکالی کہا میرا ایسا ہی اعتبار تھا کہ آگئی
مادر مہربان نے لوح بھیجی اور فرما دیا تھا کہ اندر سے زمین کے جانا مین نے وہی کیا
کہ آپ کے باغ مین آکر نکلی اب آپ جانین اور آپ کا کام جانے مین نے لاکر لوح
پہونچا دی شہلا نے لوح کو لیکر مسند پر رکھ لیا وہ ساحرہ چلی گئی جب کنیزین عیش و
عشرت کرنے لگین شہلا نے کہا صاحبو مجھے اشتیاق ہی کہ طلسم کشا کو دیکھون طلسم کشا

مین کیا خوبی ہی اگر مین جمال جہان آرا دیکھکر لوح دیدون اور اپنے ہوش مین نہ رہون تب امان کا فنون پورا ہو لقمان نے عرض کی ای شہریار اب اپنے کو ظاہر کیجیے صاحبقران پشت تحمل سے بیتاب و بیقرار جھومتے ہوے نکلے مگر نشۂ شراب عشق سے مبہوت ہو رہے ہین کلیجے پر ہاتھ یہ اشعار زبان پر ہین نظم

دانہ کیا ہی تو نے جو ای آسمان مجھے
پیسین گی دانت دیکھکے سب چکیان مجھے
در پردہ قہر ہی ستم آسمان مجھے
معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان مجھے
سودا ہی زلف یار کے حلقونکا خود ہون قید
حداد ہین پہناتے عبث بیڑیان مجھے
جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند
سم ہی ترے بغیر مے ارغوان مجھے
تقدیر مین لکھی تھین اٹھائین یہ سختیان
بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے
بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گذر گئے
تھا کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے
ای یار اپنی آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین
اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے
زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار
رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے
سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین
آ کر بچایئے گا شہ انس و جان مجھے

ملکہ نے نگاہ اٹھا کے صاحبقران کو دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم ہی بہ قول شاعر نظم

جمالی دید از حد بشر دور +
ندیدہ از پری نشنیدہ از حور
زباغ نوجوانی سر بسر حسن
جمالی بر جمالی حسن بر حسن +
مکحل نرگسش از سرمۂ ناز
نہ مژگان بر جگر ہا ناوک انداز
مقوس ابروش محراب پاکان
معنبر سائبان بر خوابناکان

رباعی

کہتے ہین کہ حسن کا تھا بانی یوسف
رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
سب کہنے کی باتین ہین کہ یون تھا وون تھا
ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف

شہلا کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا دریاے عرق مین غرق صبر و تحمل مین فرق ہر چند چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اٹھی عرض کی کہ ای شہریار تشریف لائیے

فرد بیا بیا کہ نزا تنگ در کنار کشم ✤ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ✤ بالکہ فرد رواق
منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ✤ مالکہ نے مسند سے اُٹھکر ہاتھ
بڑھا دیا امیر نے ہاتھ مین ہاتھ دیا معلوم ہوا کہ دولت کونین ہاتھ مین آگئی ملکہ نے
امیر کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی لوح طلسمی سامنے رکھی ہی عرض کی اے شہریار مکارہ نے
آپ کے ساتھ مکر کیا آپ نے بڑا دھوکا کھایا ایسی نایاب شی کسیکو کوئی دیتا ہی یہ نہ آپ
سوچے کہ دختر حکیم آغازہ مصری اِس مقام پر کیونکر آئی کہ آپ نے لوح اُتارکر دیدی امیر
نے شرما کر سر جھکا لیا مگر شہلا نے لوح اُٹھاکر صاحبقران کے آگے رکھدی کہا اے شہریار
مین جانتی تھی کہ آپ آج یہان تشریف لاوینگے اے لغمان جنّی تم اپنے کو بچانا ساحرہ رہبان
نے کمی سی ساحر تمھاری تلاش مین چھوڑے ہین لغمان نے عرض کی اے ملکۂ عالم مین غلام
قدیم ہون صاحبقران کا میرے باپ اور چچا راشد و ارشد ابتدا مین صاحبقران
کے ساتھ رہے ہے میرا کوئی کیا کر سکتا ہی مین ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہون جو کچھ
خیرخواہی مجھسے ہو سکے گی وہ کرونگا قتل مین حسبنہ جادو کے کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھونگا
اب آپ سے رسم ہوا امید ہی کہ ہر مقام پر آپ مدد کرین اُسکے مکر سے صاحبقران کو بچائین
مجھکو کچھ خوف نہین میرے بزرگ اِنکے خدمتگزار رہین یہ کہکے صاحبقران سے کہا
مین کہا لوح اُٹھا لیجیے پروردگار نے اپنا فضل کیا یہ دختر بادشاہ طلسم ہی اِسکے تسخیر
ہونے سے مطلب نکلین گے امیر نے جو لوح کو اُٹھایا ملکہ نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا اے شہریار لوح کی بہت حفاظت رہے میری بھی فکر ہو گی ساحر آوینگے یہ ذکر
تھا کہ وہی ساحرہ جو لوح دیگئی تھی موسوم بہ کمیل جادو پہلوے باغ سے پیدا ہوئی
للکار کر آواز دی کہ کیون شہلا تمنے وصیت کو مان کی بھلا دیا اور طلسم کشا سے
دل لگایا اب کہو کیا ہو گا ہم لوگون کے قتل کا سامان ہی دیکھین کیونکر جان بچے
شہلا نے کہا اے شہریار یہ ساحرہ جانے نہ پاوے صاحبقران لوح لیکر اُٹھے نعرہ کیا
کہ او کمیل کہان جاتی ہی کمیل نے گولہ مارا صاحبقران نے لوح کو سامنے کیا گولہ
اُلٹا پلٹا کمیل نے اپنے کو بچایا فورًا اپنے کو زمین مین گرایا غلطک مار کر شانون پر

پر پروانہ پیدا کرکے اُڑتی ہوئی چلی **نعمان** نے کہا ای شہریار اگر یہ نکلجائیگی تو بڑی آفت برپا کریگی ابھی صدہا ساحر آدینگے ہرچند کہ آپ کا کچھ نہ کرسکین گے مگر لڑائی پڑیگی امیر بانو غیرت نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینۂ پر کینۂ **کمیل** پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشہ **کمیل** کا زمین پر گرا **شہلا** نے ہاتھ **صاحبقران** زمان کے چوم لیے کہا ای شہریار آپ نے بڑا کار نمایان کیا لیکن **صاحبقران** نے فرمایا اب مین برائے طلسم کشائی جاتا ہون ملکہ نے کہا ای شہریار آپ کو بڑی جفائین در پیش ہین اور مجکو بھی بڑے پس و پیش ہین **نظم**

ابھی جہان مین مستو بہار باقی ہی
لب شراب کا کچھ دن شکار باقی ہی

کھلی ہین آنکھین وہی اضطرار باقی ہی
پس فنا بھی ترا انتظار باقی ہی

مزار پر مرے پھولی ہی نرگس شہلا
ضرور حسرت دیدار یار باقی ہی

عجیب طرح کی اسکے چلی ہوا ے خزان
چمن مین گل ہی نہ باقی نہ خار باقی ہی

ابھی مٹا نہ مجھے ای اجل خدا کے لیے
کہ دل مین آرزوِ وصل یار باقی ہی

رفو کرون مین گریبان کو کیونکر ای وحشت
بتا کوئی مرے دامن مین تار باقی ہی

پھڑک کے کہتی ہی بلبل نہ قید کر صیاد
چمن مین رہنے دے جبتک بہار باقی ہی

ہزار شکر ہی سب کچھ مجھے دیا تو نے
اب اور کیا مرے پروردگار باقی ہی

نگاہ لطف سے دل سبکے تو نے شاد کیے
مگر ہمارا دل بیقرار باقی ہی

تم اپنو خوب لٹاتے ہو دولت دیدار ق
ادھر بھی کچھ کہ یہ امیدوار باقی ہی

پھرا کے آنکھ کہا اُسنے تیری قسمت مین
ابھی یہ گردش لیل و نہار باقی ہی

گلے لگا کے شب وصل خوب لین بوسے
یہ آرزو ترے عاشق کی بار بار باقی ہی

عدم گئے مجھے سب چھوڑ کے یہان سطوت
نہ یار ہی نہ کوئی غمگسار باقی ہی

صاحبقران نے آنسو ملکہ کے پونچھے فرمایا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین اب ہوشیار رہون انتہا یہ کہ اگر تم بھی سامنے آوگی تو لوح دیکھکر کام کرونگا اب بدون ملاحظہ لوح کے قدم نہ بڑھاؤنگا ملکہ ہنس پڑین کہا ای شہریار اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ ہی کے واسطے بہتر ہی

ابھی بڑے بڑے جھگڑے آپ کے واسطے باقی ہین جب مین مادر مہربان کی ملاقات کو
گئی تھی تو میرے سامنے کئی سو ساحرون کو یہ کہکے روانہ کیا کہ صاحب طلسم تو مین نے بچا لیا
اب تمھارا یہ کام ہی کہ جسطرح بنے امیر حمزہ کو گرفتار کرو وہ صاحب اسم اعظم ہین محترم
اور محتشم ہین کئی سو ساحر آپ کی تلاش مین نکلا ہی ایک ایک مکارہ وحیلہ ساز شعبدہ باز
اُن سب سے آپ کو بچنا چاہیے جسوقت آپ لوح ملاحظہ کرتے رہین گے تو کسی کا مکر
نہ چلیگا ہر ساحر شرمندہ ہوگا لوح وہ شی ہی کہ عجائب وغرائب طلسم کو حل کرتی ہی امیر نے
فرمایا ای ملکۂ عالم بچپن سے اور آجتک صدہا طلسم فتح کیے دھوکا کھانا کچھ بات نہین
ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ ہماری وصیت کا خوب پاس
کیا سب حال طلسم بتا رہی ہی اُس دام مین گرفتار کرون کہ جس سے حمزہ نکل نہ سکے
جہانتک تیرے اختیار مین ہی سمجھا دے منم حسینۂ تندخرام صاحبقران نے سر اُٹھا کر
دیکھا وہی جادوگرنی جو شیر پر سوار ہوتی تھی بالاے آسمان اُڑ رہی ہی اور نعرے کرتی ہی
کہ با شید او طلسم کشا و شہلا تم سب سے بدلہ لونگی ایک کو زندہ نچھوڑونگی صاحبقران نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جب تیر بکمان مین پیوست کرنے لگے تو حسینہ نے
آواز دی او حمزہ کیون دیوانہ ہوا ہی تیر مجھپر خطا کریگا بلکہ اُلٹا پلٹ جائیگا لے اب مین
جاتی ہون مجھکو کبھو نکر پائیگا یہ کہکے حسینہ اُڑتی ہوئی آسمان مین ڈوب گئی شہلا نے
کہا ای شہریار آپ نے اِسکی چالاکی دیکھی مجھکو ڈرانے آئی تھی خیر جو تقدیر مین ہوگا وہی
ہوگا مجھے کچھ خوف نہین مجھے سارا خیال آپ کا ہی جسوقت سے آپ یہان آئے اُسکے
کلیجے مین درد ہوگا اور یہی خیال ہوگا کہ لوح مین نے کیون بھیجی یہ نہ سمجھی کہ طلسم کشا صاحب
اقبال ہی مگر قدرت خدا کی تھی کہ لوح پھر صاحبقران کو ملی بسم اللہ اب آپ تشریف
لیجائیے دیر نہ لگائیے مجھکو بڑے بڑے خیال ہین امیر ملکہ سے رخصت ہوے ملکہ کا
بلک بلک کے رونا اور عرض کرنا کہ حضور ہوشیار رہیےگا امیر نے سمجھایا ای ملکۂ عالم
خیال رکھو جو میرے مقدر مین ہونے والا ہی وہ ضرور ہوگا کسیکی مجال نہین کہ احکام
رب العالمین کو روکے یا تحریر تقدیر مین دخل دے جو خرابی درپیش ہی اُسکا کیا پس وپیش ہی

بخوبی بجھاکر ملکہ کو رخصت ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا شہنشاہ اوج عیاری سامنے سے آکے امیر کو سلام کیا
کہا ای شہریار تمام طلسم مین ہنگامہ ہی کہ لوح طلسم طلسم کشا نے نہین پائی مین نوزراٰس
لوح کو دیکھون صاحبقران کو وصیت شہملا یاد آئی امیر نے لوح کو اٹھایا نوشتہ پایا
کہ یہ عمرو نہین ہی بلکہ مکار جادو ہی لوح اسکے جسم سے مس کرو امیر نے جو لوح اُٹھائی
اور عکس پڑا عمرو چیخ مارکر بھاگا امیر نے تیر مارکر مکار کو قتل کیا اور آگے بڑھے تھے
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا لندھور بن سعدان فیل سفید پر سوار دو نون فرزند مین ع
لیا ر پشت پر جوانان ہندی صاحبقران کو دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے امیر نے ہاتھ
پھیلاے لندھور سلام کرتے ہوے بڑھے جب قریب پہونچے تو امیر نے لوح کو
ملاحظہ کیا یہ نوشتہ پایا کہ سوفار جادو کو کا ملکہ شہملا کا ہی اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کرو
امیر نے جو اسم پڑھکر دم کیا لندھور کے جسم سے آگ نکلی بدن جلنے لگا شعلے اہل فوج
پر گرے تھوڑے عرصے مین سب جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مارا نام من سوفار جادو
بود مارکر سوفار کو آگے بڑھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام
سعد بن قباد تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار سوار پشت پر وہین سے صاحبقران کو
دیکھکر براے تسلیم خم ہوے عرض کی دادا جان آپ نے بڑی مشقت اُٹھائی بادشاہ کو
دیکھکر امیر کو بڑی خوشی ہوئی جی مین کہتے ہین پروردگار نے بڑا افضل کیا کہ فرزند ارجمند
کو صحیح و سالم پایا مجھے امید نہ تھی بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ والون سے کہا
بارگاہ استادہ کرو بارگاہ استادہ ہوئی ساتھ والون نے کمر بن کھولین جا بجا خیمے نصب ہوے
بادشاہ صاحبقران کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے امیر دنگل آصفی
پر اور سرداران بادشاہ جا بجا آکر بیٹھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای شہریار بادشاہ نے
بڑی مشقتین اُٹھائین کیسے کیسے پہلوان انکے ہاتھ سے مارے گئے ہر مقام پر انکی
پروردگار نے مدد کی ہی کبھی کسی مقام پر ایسا نہین ہوا کہ بادشاہ ہمارے رہ گئے امیر
سنکر خاموش ہو رہتے ہین کہ بادشاہ نے ارشاد فرمایا یار و نگائیون کو بلاؤ چند ساعت کے

بعد وادا جان تشریف لیجائین گے چند نازنین مہ جبین آکر بیٹھین یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و انداز تنا تنا کر گانے لگین

نظم

دل یہ کہتا ہی حسینون کا گنہگار ہون مین
یہی باعث ہی جو زلفون مین گرفتار ہون مین

عشق مین غیر سے کہتا ہون اگر زار ہون مین
تیری آنکھون مین کھٹکنے کے لیے خار ہون مین

تو عیادت کو نہ آیا کبھی اے رشک مسیح
ایک مدت سے ترے ہجر مین بیمار ہون مین

جان حاضر ہی جو کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
ہان اگر بیچیے دلکو تو خریدار ہون مین

دونون عالم ہین فراموش مجھے اے ساقی
نشۂ بادۂ اُلفت سے یہ سرشار ہون مین

قتل کیجے مجھے یا دیجیے تعزیر اے یار
آپ کے دام محبت مین گرفتار ہون مین

عشق اک طفل برہمن سے ہوا ہی مجھکو
ناصحا اِس لیے پہنے ہوے زنار ہون مین

بوسہ بے حکم لیا اُنکے گل عارض کا
اِسکی جو چاہین سزا دین کہ گنہگار ہون مین

قبر مین شانہ ہلا کر وہ مرا کہتے ہین
ہی نئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہون مین

سر جو گردن سے کٹا ہی تو کھلی ہین آنکھین
ذبح کے بعد بھی یہ محوِ رُخ یار ہون مین

گر جراحت کوئی دیکھے تو کرے اُسکا علاج
کیا کہون زخمیِ تیغِ نگہِ یار ہون مین

یار آئینے سے کہتا ہی جو کرتا ہی بناؤ
ہیچ تھا حُسن مین معشوقونکا سردار ہون مین

مین نے اے دل جسے معشوق بنایا صد حیف
اب وہ کہتا ہی تری شکل سے بیزار ہون مین

بخش ہی دیگا گنہ میرے خدا اے سطوت
دل سے احمدؐ کے نواسے کا عزادار ہون مین

جب گانے کا رنگ بندھا شراب چلنے لگی تو بادشاہ نے ساقی بچے کو اِشارہ کیا ساقی نے جام لبریز کر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ جام شراب لیکر ہاتھ پر رکھکر تخت سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے آئے عرض کی یہ جام نوش فرمائیے اور سب حال اپنا بادشاہ بیان کر رہے ہین امیر کو بادشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہی عرض کی حضور کیون تکلیف فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا یا صاحبقران زمان مین دل وجان سے مشتاق تھا کہ آپ سے ملون آپ کے ملنے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہو آپ نے پرورش فرمائی کہ مجھکو بادشاہ لشکر قرار دیا آج چاہتا ہون کہ بدل وجان خدمت کرون اور امیدوار ہون کہ لوح طلسم

حسینان مجھکو مرحمت فرمایئے فرماتے میں اُسے دیکھوں صاحبقران نے ایک ہاتھ طرف جام
کے بڑھایا دوسرا ہاتھ گلے پر ڈالا کہ لوح اُتاروں کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا چند کنیزیں دوڑی
ہوئی آئیں عرض کی ای شہریار ابھی لوح نہ اُتاریے ملکۂ عالم تشریف لاتی ہیں امیر نے دیکھا
ملکہ شہلا سامنے سے آئیں اور آواز دی او حسینہ تونے بُرا کیا جیسے ہی شہلا نے
آواز دی بادشاہ کی صورت تبدیل ہوگئی صاحبقران نے جام پر ہاتھ مار دیا اور لوح
کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا یا صاحبقران زمان یہ حسینہ جادو ہی بادشاہ کی شکل بنکر آئی ہی
مناسب یہ ہی کہ لوح اِسپر پھینک ماریے امیر نے جیسے ہی لوح اُٹھائی حسینہ جادو فوراً
جھپٹ کر بلند ہوئی اور آواز دی او شہلا تو نے غضب کیا کہ عین وقت پر اسنے کو پہونچایا
میرا شعبدہ خالی گیا مگر تجھسے سمجھونگی جبتک امیر ہوشیار ہوں حسینہ بلند ہوگئی آواز میں
رہتی ہوئی غائب ہوئی امیر نے اپنے کو ایک نخل کے سایے میں پایا ملکہ شہلا برابر کھڑی
ہیں امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم عین وقت پر پہونچیں اِسنے اپنے شعبدے میں مجھکو پھنسا
لیا تھا مگر خدا نے محفوظ رکھا اب تم رخصت ہو میں جاکر حکم لوح پورا کروں ملکہ چند
قدم بڑھی تھیں کہ آسمان سے شعلہ گرا ملکہ کے جسم میں لپٹ گیا آواز دی کہ او طلسم کشا
اب جاکر ایسے مقام پر قید کرونگی کہ جہاں ہوا بھی نہ پہونچ سکے صاحبقران ملکہ کے
غائب ہونے سے نہایت متردد ہوے اُسی وقت سامنے سے گرد اُڑی دیکھا خواجہ
جھپٹے ہوے آتے ہیں عرض کی ای شہریار میں نے سُنا ہی کہ آپ نے طلسم حسینہ میں
داخلہ کیا لہذا لوح دیکھوں امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ بھی مکار ہی اِسکا
نام طرطوس جادو ہی لوح اِسکو دکھا دیجیے امیر نے فوراً لوح گلے سے اُتاری کہا
خواجہ لو عمرو نقلی نے ہاتھ بڑھایا امیر نے عکس لوح ڈالدیا طرطوس جادو جلنے لگا
تھوڑی دیر میں جلکر خاک ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام من طرطوس جادو بود امیر
طرطوس کو مار کر بحکم لوح آگے بڑھے سامنے دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہی چند شیران
صحرائی راستہ درہ کوہ کا روکے کھڑے ہیں امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح
اِنکے سامنے ڈالدو امیر نے لوح ڈالدی شیر آپس میں لڑنے لگے تھوڑے عرصے

ہین سب آپس ہین لڑکر مارے گئے ایک شیر کلان باقی رہا امیر نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ اسکی پشت پر سوار ہو جیسے امیر جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے وہ شیر بھاگا ایک شہر مین صاحبقران کو لایا مثل اِلنسان کے غل مچاتا تھا کہ یارو دوڑو مین طلسم کشا کو لایا ہون کہ ڈنکے پر چوب پڑی ایک بادشاہ تخت پر سوار ہزارہا ساحران غدار اُسکی پشت پر آیا آتے ہی حکم دیا کہ ببران جادو کی پشت سے طلسم کشا کو اُتار لو صاحبقران نے لوح کو گریبان مین رکھا ہو سب کی نگاہ سے مخفی ہین آخر سب نے یہ تجویز کیا کہ ببران جادو کو قتل کرو طلسم کشا مارا جائیگا سب ساحرون نے تلوارین کھینچا ببران جادو کہ رہا ہی یارو میری پشت پہ طلسم کشا موجود ہی سب نے تلوارین مارین صاحبقران پشت شیر سے کود کر الگ ہوے ببران جادو مارا گیا ببران کا مرنا اندھیرا ہو گیا امیر نے اپنے کو ایک قصر آہن مین پایا اور آواز دردناک سُنی کہ کوئی دردرسیدہ یہ کہکے رو رہا ہی نظم

دور سے آتے تر سے در پہ ہین آنے والے
پاس آجا ند سہی صورت کے دکھانے والے

ہمکو افسوس نقاہت نہین اُٹھنے دیتی
اُسکی محفل مین چلے جاتے ہین جانے والے

ہاے اِن شعلہ عذارونے محبت کیون کی
ہمنے پیدا کیے خود دل کے جلانے والے

منزل قبر مین آخر مین اکیلا پہونچا
راہ مین بیٹھ رہے ساتھ کے جانے والے

مرگئے طالب دیدار تو رو کر بولے
کیا ہوے وہ مجھے آنکھونپہ بٹھانے والے

خاک پر بعد فنا کنج لحد مین افسوس
سو رہے پھولونکی چادر کے چڑھانے والے

ہی یقین مجھکو کہ ہمراہ لیے غیرون کو
آتے ہونگے وہ مرے دل کے دُکھانے والے

ابتدا آپ مرے عشق کی پوچھین اُنسے
ابھی دو چار جو ہین اگلے زمانے والے

چھپ کے جاتا ہی کہان مین نے تجھے دیکھ لیا
اِدھر آمنھ کو دوپٹے سے چھپانے والے

صورت مور ومل حشر کو ہونگے پامال
دار دنیا مین ہین جتنے سر اُٹھانے والے

لاکھ تو گھات کرے آکے چمن مین صیاد
ہم وہ بلبل ہین نہین دام مین آنے والے

ملے میرا دل گم گشتہ تو لیتے آنا
سُن لے او کوچۂ دلدار کے جانے والے

بے ثباتی نے کہا توڑکے دریا کے حباب
یون فنا ہوتے ہین دیکھو سر اُٹھانے والے

شاعر و یار کی رفتار سے نسبت انھین کیا	کبک کہسار ہین ٹھوکرین کھانے والے
ضد یہ اچھی نہین غیر دنکو نہ پہلو مین بٹھا	ادھر سے رُکتے ہوئے دل کے دُکھانے والے
ان حسینون سے محبت نہ کرو ای سطوت	جانتے ہین کہ یہ ہین دل کے دُکھانے والے

امیر نے جو یہ صدا سے دردناک سُنی بیقرار ہو گئے لوح کو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ یہ صدا ہے دردناک شہلا ہی تلاش کیجیے امیر مکانون مین گھسنے لگے ایک کمرہ جو کھولا ایک جوان زنگی تیغ بکف نکلا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے امیر نے نعرۂ تکبیر کیا کہ دو زنگی تیار ہوئے دونون نے امیر پر حملہ کیا امیر نے اُن دونون کو قتل کیا چار ہو گئے جون جون صاحبقران زنگیون کو قتل کرتے ہین وہ زنگی دونے ہوتے جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سارا مکان زنگیون سے بھر گیا امیر پر حملہ کرتے ہین امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بیچ مین سب زنگیو نکے ایک زنگی کلان سب کو ترغیب دے رہا ہی اول اُسکو قتل کرو تو یہ لوگ غائب ہون امیر لڑتے ہوئے قریب اُس زنگی کے پہونچے سب زنگی بیتاب ہو گئے چاہتے ہین اُستک صاحبقران کو نہ جانے دین مگر صاحبقران نے قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا وہ زنگی مر کر گرا قطرات خون زنگیون پر گرے سب زنگی جلکر خاک ہوئے دوسرے کمرے مین پہونچے بہت سے گرگ پیدا ہوئے ایک جوان گرگ سوار کو دیکھا کہ ترغیب جنگ کر رہا ہی امیر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اس گرگ سوار کو قتل کرو امیر لڑتے بھڑتے قریب اُس گرگ سوار کے پہونچے اُسنے حربہ کیا امیر نے روک کر ہاتھ مارا مع گرگ چار ٹکڑے ہوئے سب گرگ جلکر خاک ہو گئے اب ایک طرف سے آواز آتی ہی ای فلک کجرفتار دو گروہ ون غدار مسیحا ے زمان کو پہونچا امیر جو تیسرے کمرے مین پہونچے دیکھا ملکہ شہلا رسی سے بندھی ہوئی قصر مین لٹک رہی ہین امیر کو دیکھکر آواز دی کہ ای مسیحاے زمان مجھکو بچائیے امیر نے ہاتھ تلوار کا مار کر رسن کو قلم کیا شہلا کو سنبھالا تمام جسم مین ماران سیاہ لپٹے تھے لوح دکھا کر اُن ماران سیاہ کو ہلاک کیا جب ماران سیاہ دور ہوئے تو ملکہ نے عرض کی اہ شہریار اپنے کو بچائیے گا حسینے

بڑے بڑے مکر کیے مگر آپ صاحب لوح تھے خدا نے آپ کو بچا لیا اب اُسنے لشکر جمع کیا ہی
جنگ پر آمادہ ہی اب آپ آگے جائیے شہر ملیگا اُس شہر کا بادشاہ اہل اسلام سے ہی وہی فوج
کمک کریگا اُسکی فوج لیکر مقابلہ حسینہ مین جائیے کنیز بھی وقت پر آئیگی اور اختفاے
روئین تن ایک لاکھ فوج سے درہ کوہ پر منتظر ہی وہ بھی آپ کا شریک ہوگا اب مین تو
رخصت ہوتی ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا کوئی مکر حسینہ اُٹھا نہ رکھے گی بڑے بڑے
ارسطو فطرت لقمان حکمت وہان جمع ہین ہر شخص کو یہی خیال ہی کہ ہم لوح لے لین
طلسم کشا کو قتل کرین بہت کچھ سمجھا کر ملکہ تو رخصت ہوئین صاحبقران ایک جانب چلے
مگر لوح کو دیکھ لیا بموجب ہدایت لوح جاتے ہین قریب ایک شہر کے پہونچے تو دیکھا
ہزار ہا کاہ فروش ہیزم فروش شہر مین جاتے ہین امیر اُنکے ساتھ شہر مین داخل ہوے
دیکھا بازار کھلا ہی تمام دوکاندار مرفہ حال ہر دوکان پر سجادہ بچھا ہی دعائین مانگ
رہے ہین کہ ای خالق کارساز ہمکو جمال طلسم کشا دکھا دے اپنی زندگی مین زیارت سے
مشرف ہون اسی امید مین ساری عمر گذری امیر نے دوکانداروں سے ملاقات کی
فرمایا یارو مین ہی طلسم کشا ہون تمھاری ملاقات کو آیا ہون دوکاندار کہتے تھے کہ ہمکو
کیونکر یقین آئے کہ آپ طلسم کشا ہین البتہ سفاک نقارہ نواز کے مکان پر جائیے
اُس سے مقابلہ کیجیے جب اُسکو زیر کیجیے گا تب ہملوگ سمجھین گے کہ آپ طلسم کشا ہین یہ
سنکر صاحبقران نے فرمایا مین اُس پہلوان کا مکان نہین جانتا کہ دوکاندار نوبت
نقارے بجانے لگے دیکھا ایک پہلوان بہ زور و خروش آکر پہونچا نعرے کرتا ہوا کہ
منم سفاک نقارہ نواز ای طلسم کشا اس دعوے سے کیا ہوتا ہی مجھسے مقابلہ کیجیے یہ کہکے
قریب پہونچا امیر کو نیزہ مارا سب اہل بازار دیکھ رہے ہین کہ امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی
کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی وہ پہلوان
گھینڈے سے کودا کہا فنون سپاہ گری سے تو ماہر ہوا اب زور کا مشتاق ہون امیر بھی
دامن گردانکر موجود ہوے اُس پہلوان نے لپٹ کر بڑے بڑے زور کیے مگر امیر
کے لنگر کو جنبش نہ ہوئی سفاک بیقرار ہو کر دعائین مانگتا تھا کہ ای خالق ارض و سما اور

ای رب یکتا مشکل میری آسان کر قطعہ

پیش کن سے عذر گر خواہد زتو دلدار دل / تا نماند در وجود خاکیت بیکار دل
خدمت لایق نباید از تن بیجان ظہور / گر بود جان و جگر نا طاقت و بیمار دل
روشن از نور غنیمت کن کہ در برج تنت / شکل مہر و ماہ گردد مطلع انوار دل
دیدہ در خواب تغافل گر بہ بندد مرد حق / باشدش اندر خیال دلربا بیدار دل
وقت مشکل اہل دل را دل بود مشکل کشا / دوست دل دلدار دل ہمراز دل غمخوار دل

امیر نے دونون مونڈھے تھامے رہا کر لے دوڑے کہ ایک طرف سے ڈنکے کی آواز
آئی دیکھا ایک بادشاہ جلیل تخت پر سوار فوج بے انتہا پشت پر پکارتا آتا ہی کہ ارے
سفاک عذر کر یہ بیشک طلسم کشا ہین ای اہل شہر فخر کرو کہ طلسم کشا نے تمھارے شہر
مین داخلہ کیا آج آرزو ہماری پوری ہوئی ای سفاک زیادہ گستاخی بہتر نہین یہ وہ
بہادر ہین کہ جنھون نے پردۂ قاف مین جا کر دیوزادون کو مارا عفریت الیاد یو انکے
ہاتھ سے قتل ہوا تیری کیا حقیقت ہی مناسب یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دے بس وہ پہلوان
قدمون پر گر پڑا عرض کرتا تھا کہ ای شہریار مین نے اپنا امتحان کیا اب مجھکو یقین ہوا
وہ بادشاہ تخت سے کود اعرض کی ای شہریار بارگاہ مین تشریف لے چلیے تاج و تخت
حاضر ہی امیر نے تاج و تخت کا نام سنکر فرمایا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے بعد
فتح طلسم وہ تخت پر بیٹھین گے میرے واسطے مرکب کافی ہی ہرچند اُس بادشاہ نے
چاہا کہ صاحبقران کو تخت پر سوار کرے مگر امیر نے نہ قبول کیا اشقر پر سوار ہو کر
اُس بادشاہ کے ساتھ ہوے وہ بادشاہ پیدل ساتھ ہی چوب و چماق ہاتھ مین نقیبان
بلند آواز آوازین دیتے ہین کہ ای اہل شہر الماسیہ آج روز عید اسلام قائم ہوتا ہی
بانی بناے اِسلام آج شہر مین تشریف لاے ہین الماس تاجدار نے جشن کیا ہی
جسکو شرکت منظور ہو آکر شریک ہو ایک طرف سے دیکھا کہ ہزارہا نازنینان مہجبین
بُرقعے اوڑھے ہوے چہرون کو چھپاے ہوے پکارتی ہوئی آتی ہین کہ مقام شکر
ہو صاحبقران زمان کا داخلہ ہوا اب کفر معدوم ہوگا اہل اسلام کا زور ہوگا اور

قامت تک بہی مذہب ہوگا ایک نازنین سبکی افسر آگے بڑھی ہوئی چنگ مرصع بجاکر یہ اشعار گاتی ہی و دلکو لبھاتی ہی نظم

آئی بہار پھر وہی وحشت کا ڈھنگ ہی | بدلا ہوا ہماری طبیعت کا رنگ ہی
جوبن پہ آجکل وہ بُت شوخ و شنگ ہی | نام خدا شباب کے دن مین اُمنگ ہی
پیری مین بھی شباب کی بالکل اُمنگ ہی | سب سے جدا ہماری طبیعت کا رنگ ہی
دل توڑکر جگر کو بھی مجروح کر دیا | تیر نگاہ یار بلا کا خدنگ ہی
عاشق ہوا ہون جیسے ترا ہی یہ بیخودی | کچھ دھیان آبرو کا نہ کچھ پاس ننگ ہی
اُلٹی جو تمنے چہرہ پر نور سے نقاب | دیکھو فلک پہ آئینۂ مہر و نگ ہی
مطلق ہماری آہ کا ہوتا نہین اثر | فولاد ہی کہ دل ترا ای یار سنگ ہی
کاہیکو دل بچیگا کہ ہر وقت اُسکے پاس | ابرو کی ہی کمان مژہ کا خدنگ ہی
اُس سے لپٹ لپٹ کے شب وصل سوئینگے | کم عرض اس غرض سے ہمارا پلنگ ہی
دیکھو صفائے قلب کی اک یہ بھی ہی دلیل | نصب آئینہ لحد پہ مرے جائے سنگ ہی
عاشق جناب خضر ہین جیسے جمال کے | مغرور حسن پر وہ بُت سبزہ رنگ ہی
سطوت کلام کو نہ ترقی ہو کسطرح | اُستاد مہربان ہین نیا رنگ ڈھنگ ہی

اس عظم و شان سے صاحبقران کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا امیر کو مقام صدر پر بٹھایا عرض کی ای شہریار اس شہر والے آپ سے فریادی ہین سامنے شہر کے ایک کوہ آہن رہا ہی آہن ربائے خونخوار ایک پہلوان ظالم اُسپر رہتا ہی ہمیشہ آکر اہل شہر کو دق کرتا ہی قتل کرکے مال لوٹ لیتا ہی آپ اُسکو منع کیجیے امیر نے فرمایا مجھکو لے چلو اگر نہ مانیگا تو مین اُس سے جنگ کرونگا آپ لوگون کے واسطے اُسے تنگ کرونگا الماس دعوت و ضیافت مین معروف ہوا بڑی دھوم سے دعوت کی جو سردار آتا ہی وہ آہن ربائے خونخوار کا شاکی ہوتا ہی الماس تاجدار اُن لوگون سے کہتا ہی کہ یارو کیون گھبراتے ہو آقائے نامدار فرما چکے ہین کہ مین اُسکو سزائے معقول دونگا کل صبح کو تشریف لے چلین گے سب رئیسان شہر جمع ہین اور سب کا یہی قول ہی کہ ہم مردِ

حضور کے ساتھ چلین گے ایسی ایسی تکلیفین ہم لوگونکو پہونچائی ہین کہ بیان نہین کرسکتے صاحبقران فرماتے ہین جہان اتنا زمانہ جفا مین تمپر گذرا ایک شب کی اور مہلت دو صاحبقران نے بروقت سونے کے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ آہن ربا ے خونخوار ایک پہلوان ہی صاحبقران نے لوح کو اس وجہ سے دیکھا یہ خیال تھا کہ ایسا نہو کوئی ساحر ہو یا شعبدہ باز ہو اگر زور و طاقت مین زبردست ہی تو دیکھا جائیگا شب اسی خیال مین گذری جب گریبان سحر چاک ہوا **نظم**

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

صاحبقران زمان اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کی کہ الماس تاجدار نے آکر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا اشقر تیار کرو ہمکو طرف آہن ربا ے خونخوار کے بیجلو ای الماس تاجدار رعایا کے کہنے اور رانکی بیقراریون کا مجھکو بڑا خیال ہی افسوس ہی کہ اہل اسلام پر یہ بدعت کرتا ہی الماس نے عرض کی او شہریار وقت بے وقت فوج کو ساتھ لیکر قلعے مین گھس آتا ہی مال و اسباب رعایا کا اُٹھا لیجاتا ہی کل رعایا نے پریشان ہوکر یہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ آیا مکانون کو خالی چھوڑ دیا اُسنے مال و اسباب وغیرہ لوٹ لیا اور ہنستا ہوا چلا گیا آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے نئی بات کی کہ خزانۂ سلطنت پر پہونچا تمام خزانہ لوٹ لیگیا اب یہ نوبت ہی حیران ہون کہ تنخواہ کیونکر تقسیم کرونگا خزانہ دار کو مار ڈالا اُسنے فقط اتنا کہا تھا کہ یہ خزانہ واسطے فوج کے ہی اسپر دست انداز نہو نا بس اُس خونخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ خزانہ دار کے دو ٹکڑے ہوے توڑے روپیون کے لیکر گھوڑون پر رکھ لیے اور سب اُسکی فوج والے ہنستے ہوے چلے گئے غلام بہت عاجز ہی صاحبقران یہ سب حال سنکر سوار ہوے الماس تاجدار کانپتا ہوا تخت پر سوار ہوا افسرون سے کہا لشکر تیار کرو افسرون نے کہا ہم ساتھ

نہ جائینگے اگر صاحبقران زیر ہوے تو وہ ہم سب کو مار ڈالیگا صاحبقران نے فرمایا
اے الماس تم چلو تو اسقدر نہ گھبراو انشاء اللہ تعالیٰ اسکو سزاے معقول دونگا امیر
سوار ہوے صرف الماس تاجدار تخت پر سوار ہو کر ہمراہ ہی نوبت و نقارہ بھی ساتھ
نہین ہی کہ سامنے کوہ آہن ربا کے جاکر پہونچے صاحبقران نے دامنے مین جاکے
نعرہ کیا کہ او خونخوار میرے مقابلے مین تو آ دیکھا اندر سے درے کے ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار نکلا الماس تاجدار کو للکارا کہ او الماس
تو ساتھ آیا تو نے میرا کچھ خوف نہ کیا آخر یہ طلسم کشا کبتک رہینگے بعد انکے جانیکے
سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگا میرے مقابلے مین طلسم کشا کو لایا ہی
الماس تاجدار ہاتھ باندھنے لگا کہتا تھا ای خونخوار مین مجبور ہون طلسم کشا خود
تشریف لاے ہین مین تو منع کرتا تھا غرض خونخوار میدان مین آیا صاحبقران پر
نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا امیر نے بعد
چند طعنون کے نیزہ خونخوار کا ٹھکر تھپیڑا مارا اگر آہن رباے خونخوار ایسا صاحب
طاقت ہی کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلا فوراً ٹوٹ گیا خونخوار نے قبضے پر تیغے کے ہاتھ ڈالا
کہا او حمزہ یہ وہ تیغہ بے دریغ ہی کہ برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتا ہی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا دوسرے ہاتھ سے ہتھکڑی
کا ہاتھ مارا تلوار چھوٹ کر گری خونخوار لپٹ پڑا دونون بیٹھے ہوے اپنے گینڈے
اور گھوڑے سے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی صاحبقران نے فوراً
اتنے ہی زور صاحبقرانی صرف کیا آہن رباے خونخوار عاجز ہو رہا ہی امیر جب
پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے لگاتے ہین کہ آہن رباے خونخوار گھبرا جاتا ہی زرہ
بھی پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہی ہر مرتبہ الجھ الجھ کے نکلتا ہی لیکن
صاحبقران نے تار باندھ دیا ہر مرتبہ پکڑ لاتے ہین سہ بارہ جو پکڑ لاے اور دو چار
گھسے مارے گردن پر گھٹنہ جو رکھا آہن ربا نے ایک چیخ ماری اور پکار کر کہا ای
عفریتہ خونخوار جلد آ ورنہ حمزہ مجھکو مار ڈالے گا مین زندہ نہ بچونگا اندر سے کوہ کے

ایک دیونی غربو کرتی ہوئی نکلی یہی نعرہ تھا کہ باش ای آدم زاد تجھکو کھا جاؤنگی میرے معشوق
کو تو نے کیسا آزار دیا کہ غل مچا رہا ہی چوبدست آہن ہاتھ مین قریب صاحبقران کے آئی
ضرب چوبدست لگائی امیر نے آہن رُبا کو چھوڑکر چوبدست کو پکڑ لیا ایک جھٹکا مارا
چوبدست کو چھینکر پھینک دیا دیونی لپٹ پڑی امیر نے اُکھیڑکر مارا اور عفریتہ کو چیرکر
پھینک دیا آہن رُبا قدمون پر گر پڑا کہتا تھا ای شہریار اب کبھی ایسی بدعت نہ کرونگا
اِسی عفریتہ کے بھروسے پر مین نکلتا تھا صاحبقران نے آہن رُبا کو گلے سے لگایا
آہن رُبا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا کوہ آہن ربا پر تشریف لے چلیے خزانہ
بے حساب جمع ہی جو تاجر اِسطرف آیا مین نے اُسے لوٹ لیا صاحبقران نے فرمایا یہ
مال غصبی ہی مین اِسکو نہ لونگا جنکا مال ہی اُنکو واپس دیا جائیگا کہ کئی سو تاجر حاضر ہوے
آکر صاحبقران سے عرض کی ہم لوگ تباہ ہو گئے تمام مال ہمارا اِسی کوہ آہن رُبا
مین ہی صاحبقران سب تاجرون کو ساتھ لیکر اندر درے کے آئے فرمایا اپنا اپنا
مال پہچانکر لے لو ایک بارہ دری بنی تھی اُسمین تمام مال انبار تھا سب تاجرون نے
اپنا اپنا مال پہچانکر لیا مگر ایک تاجر اُسنے ایک صندوقچہ اُٹھا لیا کنارے لیجاکر بیٹھا اُسکو
دیکھکر خوش ہوتا تھا صاحبقران ٹہلتے ہوے اُسکے قریب آئے فرمایا ای برادر مال عالم
جمع ہی تمنے اِس صندوقچے پر اکتفا کی اِسقدر خوش ہو رہے ہو کہ معلوم ہوتا ہی مال
عالم اِسی مین ہی اُس تاجر نے صندوقچہ بند کر دیا کہا آپ کو میرے فعل سے کیا مطلب ہی
آپ نے ہماری دادرسی کی ہم سب آپ سے راضی ہوے امیر نے فرمایا مین تو اِس
صندوقچے مین دیکھون کہ کیا جائداد ہی تاجر نے صندوقچہ پیش کیا اور در دکر یہ شعر پڑھا فرد
این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ✝ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ✝ اِس
ظالم نے متاع صبر لوٹ لی کل روپیہ صرف کیا آخر فقیر ہو گیا یہی صندوقچہ جان و ایمان ہی
اب آپ کی قدردانی پر موقوف ہی امیر نے جو اُس صندوقچے کو کھولا ایک پرچہ کاغذ کا
نکلا امیر نے اُس پرچے کو کھولا ایک پریزاد کی تصویر کھینچی ہوئی دیکھی کبھی ایسی صورت
نگاہ سے نہ گذری تھی مصور نے جا بجا اُسپر عذر لکھا ہی بموجب قول شاعر فرد

نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ✤ نوبت بہ زلف او چو رسد آہ میکشد ✤ دیگر بانی
چو نقش آن بت بدمست میکشد ✤ چون میرسد بہ ساعد او دست میکشد ✤ امیر تصویر
کو دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوئے فرمایا ای تاجر جلیل یہ کس ظالم کی تصویر ہی کہ دل پر
تاثیر کی بتاؤ کہ یہ کہان ہی تاجر نے کہا ای شہریار یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک
کوہ مقناطیس ہی مقناطیس جنی وہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکی دختر بلند اختر مسمے بہ
مقناطیس شعبدہ باز اُس کوہ پر رہتی ہی بعد سال بھر کے اپنے عاشقون کو جمال
دکھاتی ہی جسنے اُسے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہزارہا تاجدار و تاجران جلیل اُسکا جمال بیمثال
دیکھکر دیوانے ہو گئے کوہ سے سر ٹکراتے تھے اگر کوئی اُس سے سوال کرتا ہی تو وہ
جواب دیتی ہی کہ سامنے کوہ ہیہات ہی اُسکی خبر لا دو تو مین عقد کرون جو وہان گیا دو
پھر پلٹ کر نہ آیا میرے سامنے کئی تاجر اور تاجدار جا کر آفت مین پھنسے ہین نہین معلوم
اندر کوہ ہیہات کے راحت فراوان ہی یا مصیبت گران ہی کہ جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا
غلام نے ناچار ہو کر تصویر کھینچ لی اور اِس صندوقچے مین رکھی اِسیکو لیے لیے پھرتا
ہون مین اپنے دل سے کہتا تھا اگر کبھی کوئی قدردان ملیگا تو اُسکے ہاتھ یہ تصویر بیچونگا
صاحبقران نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا تاجر جہانگرد میرا نام ہی امیر نے
سب تاجرون سے کہا یارو اِسکو تھوڑا تھوڑا مال دو کہ یہ تجارت مین تمھارا شریک
ہو بہ عیش و عشرت اپنی بسر کرے مین تو اب طرف کوہ مقناطیس کے جاؤنگا جا کر
جمال اُس ظالم کا دیکھون جہانگرد نے کہا یہی زمانہ ہی کہ پردے سے باہر آتی ہی
صاحبقران نے الماس تاجدار و آہن ربائے خونخوار کو آپس مین ملوایا اور
آپ جہانگرد کے ساتھ ہوئے فرمایا کہ ای برادر چلو ہمکو صرف مقام دکھا کر چلے آؤ
ہر چند کہ پریشانی مین تھے مگر لوح کو ملاحظہ کیا لوح نے خبر دی کہ یہ معشوقہ آپ کی
تقدیر مین ہی یہ بھی جزو طلسم ہی یقین ہی کہ اِس معشوقہ کی وجہ سے طلسم پہ قبضہ ہو ہمراہ
ہمراہ تاجر جہانگرد کے بیقرار و بیتاب روانہ ہوئے ایک دن اور ایک شب مین
راہ صحرائے پُر خار طے کر کے سامنے کوہ مقناطیس کے پہونچے دیکھا صحرائے بہاری

تاجر چلے آتے ہین بڑے بڑے تاجدار آکر اُترے بارگاہین اُس صحرا مین استادہ ہوئین تاجدار لوگ بارگاہون مین داخل ہوے تاجر بھی جابجا اُتر پڑے دوکاندارون نے دوکانین آراستہ کین مگر صاحبقران حیران ایک جانب بیٹھے ہین تاجر جہانگر دساتھ ہی فرماتے ہین اوبرادر اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

جو دل مین ہی کسی صورت سُنا نہین سکتے
اکیلا اُنکو کسی وقت پا نہین سکتے

غم فراق بھلا اُٹھ سکیگا کب ہمسے
یہ ضعف ہی کہ ترے ناز اُٹھا نہین سکتے

یہی ہی خوف وہ کمسن ہین غش نہ آجاے
جگر کا زخم بھی اُنکو دکھا نہین سکتے

خیال ہی یہ ہمین ہو نہ اُنکی رسوائی
اسی سے آہ و فغان لب پہ لا نہین سکتے

گیا عدم کی طرف قافلہ احبا کا
ہزار جلد چلین اُنکو پا نہین سکتے

کہین سگے بدشگنی میرے گھر مین ہوتی ہی
ہم اُنکی بزم مین آنسو بہا نہین سکتے

کرینگے ذبح مجھے کسطرح وہ کمسن ہین
ابھی تو ہاتھ مین خنجر اُٹھا نہین سکتے

صنم خدا کی قسم آپ کی محبت مین
مزہ ملا جو ہمین لب پہ لا نہین سکتے

کچھ ایسا مین نہین نادان کہ مفت دل دیدون
فریب حسن مین وہ مجھکو لا نہین سکتے

تمھارے کوچے مین یہ بھیڑ عاشقون کی ہی
کہ سیر کیسی قدم تک اُٹھا نہین سکتے

ہمارے سامنے ہی سہل جان دیدینا
پر اُنکے ہجر کا صدمہ اُٹھا نہین سکتے

دلا وہ اُٹھکے گئے ہین جو میرے پہلو سے
حواس کھو گئے ایسے کہ آ نہین سکتے

غزل دکھائین لطافت کو کیون نہ اے سطوت
جہان مین اُنسا ہم اُستاد پا نہین سکتے

صاحبقران زمان یہ سب تماشہ دیکھا کیے چار پہر رات اسی تردد مین گذری جسوقت کہ محبوبۂ زرین پوش نے نقاب شعاع چہرے سے اُلٹی تمام عالم روشن ہوا صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے اور مناسنے کرکے آکر ٹھہرے دیکھا ایک قصر عالی بنا ہی اُسمین پردہ ہاے زنبوری کھنچے مین یکایک چند کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے پردے باندھے ایک کرسی جواہر نگار لاکر بچھائی صاحبقران بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کئی سو تاجدار بھی کھڑے ہین ایک جانب تاجر صف باندھے ہوے ہین

یکایک وہ مکان روشن ہوا دیکھا ایک مہ جبین قمر طلعت برج قصر سے نکلی کرسی پر آکر بیٹھی حسن وجمال دکھایا کسی نے گریبان چاک کیا کوئی فقیر ہوکے بیٹھ گیا دعوئی رہائی ناگاہ کوہ سے ایک بادشاہ جلیل اترا تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی دربر ہوا اور پر سوار ہ پکار کر آواز دی یارو کیون گریبان چاک کرتے ہو اور کیون اسقدر ہنگامہ ڈالا ہی ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ جسکو میرے وصل کی تمنا ہو وہ کوہ ہیہات کی خبر لاسے تب میرے وصل سے کامیاب ہو میرا نام مقناطیس جنّی ہی مین تمکو خبر دیتا ہون کہ یہ نیر معوان جلسہ ہی ہماری کتاب مین لکھا ہی کہ ایکے مجمع مین طلسم کشا بھی آئیگا اور وہ کوہ ہیہات کی خبر لائیگا لہذا اُنکو مناسب ہی کہ اپنے کو ظاہر کرین اور کوہ ہیہات کی خبر لائین تاجر جہانگرد نے پکار کر آواز دی ای مقناطیس جنّی صاحبقران یہ موجود ہین تمھاری کتاب مین ٹھیک ٹھیک لکھا ہی جو تمنے حکم نکالا وہی ٹھیک ہی کسکو تمھارے حکم مین تشکیک ہی جب صاحبقران نے اپنے کو ظاہر کیا مقناطیس نے پکار کر آواز دی ای دختر بلند اختر طلسم کشا تشریف لاسے ہین اُس معشوقہ نے جمال جہان آراسے صاحبقران کو سر اُٹھا کر دیکھا لوح طلسمی گلے مین ضو سے اُسکی چہرہ روشن ہو رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ اُس مقام پر آفتاب نکلا ہی ملکہ نے جو جمال صاحبقران دیکھا کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آپ کیون اسقدر بیقرار ہین اپنی خود یہ کیفیت ہی

نظم

ہمین خود ایسے پریزادسے محبت ہی — کہ جسکے حسن کی سارے جہان مین شہرت ہی
بغیر اُسکی اجازت کے لے لیے بوسے — نہ ہم دکھائین گے منھ یار کو شکایت ہی
وہ مہربان ہوسے ہین ہوا ہی وصل نصیب — نہ آسے غیر کوئی کہدو آج خلوت ہی
وہ بے سوال کے دیتا ہی رزق گھر بیٹھے — کریم کی یہ مرے حال پر عنایت ہی
لفافہ خط کا عداوت سے پھاڑ کر پھینکا — ہمارے نام سے اسدرجہ انکو نفرت ہی
چمن مین ساتھ مرے کھیلتے ہین وہ گیندا — کلائی اُنکی لچکتی ہی یہ نزاکت ہی
ہماری خاک اُڑاتا ہی کھیل سے وہ شوخ — فنا کے بعد بھی عاشق سے یہ کدورت ہی

یہی سبب ہی جو آنکھون سے دم نکلتا ہی / کہ مرتے وقت ترے دیکھنے کی حسرت ہی

امید عفو ہی قائل ہون اُسکی رحمت کا / نہین ہی غم جو گناہون کی میرے کثرت ہی

کرگئی دل مرا پامال یہ تمھاری چال / ستم ہی قہر و غضب ہی بلا ہی آفت ہی

یقین ہی غیر کے گھر آج وہ گئے ہونگے / ہمارے دل مین جو ای درد بیتری شدت ہی

غضب کا تیر مرے دل کے پار ہوتا ہی / تمھاری شرم کی ترچھی نظر قیامت ہی

خراب آپ ہوے مجھکو بھی کیا رُسوا / بڑی یہ حضرت دل آپ سے شکایت ہی

وہ عاشقون سے یہ آئینہ دیکھ کے بولے / کوئی جہان مین ہمسا بھی خوبصورت ہی

شگفتہ کیون نہ ہون دل زائرونکے ای سطوت / نجف جہان مین مانند باغ جنت ہی

ملکہ نے یہ اشعار پڑھکے کہا ای شہریار اب بہتر اسی مین ہی کہ آپ طرف کوہ ہیہات کے
جائیے کیا باعث ہی کہ وہان سے کوئی پلٹ کے نہین آتا صدہا عاشق گئے مگر کسی کا پتہ
نہ معلوم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای محبوب کرسی نشین مین جاکر کوہ ہیہات
کی خبر لاتا ہون بلکہ اُسے درہم و برہم کردونگا یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوے
طرف کوہ ہیہات کے چلے کہ صحرا سے گرد اُڑی الماس تاجدار و آہن ربا آکر پہونچے
امیر کو بیچ مین لے لیا مقناطیس نے قصر سے دیکھا کہ کئی ہزار ملازم صاحبقران
کے گرد آ گئے کنیزون سے پوچھا دریافت نوکرو یہ کون لوگ ہین کنیزون نے خبر دی
کہ آہن ربا ے خونخوار کے مقام پر امیر نے ایک دیو کو مارا آہن ربا مطیع
ہوا الماس تاجدار مالک قلعۂ الماسیہ ہمیشہ سے مسلمان تھا اب اپنے آقا کی تلاش
مین آئے ہین ساتھ اُنکے جاتے ہین امیر جانب کوہ جا رہے ہین کہ راہ مین ایک
قلعہ ہی فولاد زرین ترکش اُس قلعے کا حاکم و ناظم ہی مگر خواب دیکھکر مسلمان ہوا ہی
حیران ہی کہ صاحبقران تک کیونکر پہونچونگا بزرگون نے خواب مین بشارت
دی ہی دیکھیے کیونکر دیکھون اسی تصور مین اور اسی خیال مین قلعے سے باہر آیا
دوسرا دن تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار
فوج ساتھ مقابلے مین فولاد زرین ترکش گے وہ پہلوان آکر اُترا اور کہلا بھیجا

کہ کیا سبب ہو جو تم مسلمان ہوے بقراط ثانی نے حکم دیا ہی کہ فولاد زرین نمر کش کو جاکر معزول کرو فولاد نے بھی جواب سخت دیا جانبین مین طبل جنگی بجے دونون لشکر مقابلے مین آئے پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم لولاک مردم در جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے فولاد نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین لولاک کے پہونچا نیزہ بازی ہونے لگی بعد نیزہ بازی نوبت تلوار کی پہونچی شستی طالع سے زخمی ہوا لولاک نے چاہا سر کاٹ لون فوج فولاد جا پڑی تھوڑی دیر مغلوبہ ہوئی مگر لولاک غالب آیا اسم زخمی ہو چکا تھا آخر سب بھاگ کر قلعے مین آئے دروازہ بند کر لیا خندق پر آب کر لی لولاک نے جو یہ معرکہ دیکھا قلعے کو گھیر لیا طبل یورش بجوایا دوسرے دن یلغر کرکے چلا فولاد نے دیکھا لولاک نہین رکتا چلا ہی آتا ہی بیقرار ہو کر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھاے عرض کر رہا ہی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر تیری کیا صفت بیان کرون تو رب بے نیاز ہی بندے کے واسطے کبھی سوز کبھی ساز ہی نظم

گہے پردہ نشین گنج وحدت ۔۔۔ گہے بے پردہ در بازار کثرت

گہے عابد بہ سجدہ سر نہادہ ۔۔۔ گہے معبد و محراب عبادت

گہے مفلس گدا سے زار محتاج ۔۔۔ گہے سلطان بہ تاج مالک و دولت

گہے سرگرم بزم عشرت و عیش ۔۔۔ گہے پابند زندان مصیبت

گہے عارف بہ عرفان الٰہی ۔۔۔ گہے قاضی بہ احکام شریعت

گہے در رنج و غم مغموم و محزون ۔۔۔ گہے خرسند در جشن مسرت

گہے در لبستہ بہ خلق از چپ و راست ۔۔۔ گہے بکشادہ ابواب سعادت

گہے در حالت غم سینہ صد چاک ۔۔۔ گہے سر در گریبان از ندامت

گہے در بزم خلوت جلوہ دادہ ۔۔۔ گہے رو پوش اندر کنج خلوت

ز ہر صورت خدا صورت نماید ۔۔۔ نقاب از چہرۂ انور کشاید

فولاد بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی لولاک جنگ کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا چاہتا ہی کہ خندق فراخ کہ صحرا سے گرد اڑی نعرۂ تکبیر کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

فولاد نے دیکھا کہ صاحبقران زمان بہ شوکت آ پہونچے الماس تاجدار تخت پر ہی اور
آہن ربا ے خونخوار پہلو مین سپر کا سایہ امیر پر کیے ہوے گینڈے کو بڑھاے ہوے
آتا ہی پشت پر پلٹنین رسالے امیر نے جو لولاک کو دیکھا کہ لولاک خندق فرا یا چاہتا ہی
وہین سے نعرہ کیا کہ او پہلوان خبردار آگے نہ بڑھنا گھوڑا اڑا کر مقابلہ لولاک مین آئے
لولاک نے جو جمال جہان آرا دیکھا کہ یا دہین اُس پریزاد کی چہرہ اُداس عالم یاس ہی پوچھا
اے شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی مین تو بحکم خداوند آیا ہون فولاد کو معزول کرکے جاؤنگا
صاحبقران نے فرمایا وہ حکم دینے والا کون ہی اُسکو پرا ے گھر مین کیا دخل ہی بہتر یہ ہی
کہ پلٹ جا لولاک نے کہا آپکا دامن پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کشان کشان یہان لایا ہی اب
پلٹ جائیے مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرا کوئی حریف بچا نہین جس سے لڑا اُسکو مارا بڑے بڑے
پہلوانون کو للکارا صاحبقران نے فرمایا جو ہو سکے وہ قصور نکر لولاک نے نیزہ
مارا امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا خیر دار خبردار کہکے ہاتھ مارا
امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر جو تلوار کو چمکایا لولاک گینڈا
پھیر کر بھاگا امیر نے پیچھا کیا جب وہ قریب اپنے لشکر کے پہونچا افسرون نے پکار کر
کہا اے افسر اعلی ہم تیری مدد کو آوین صاحبقران کے ہاتھ سے بچائین لولاک کو
غیرت آئی پلٹ کے پھر ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا لولاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغۂ عقرب سلیمانی ہی برش
مین لاثانی ہی چمک کے جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا لولاک کے
دو ٹکڑے کیے صاحبقران نے فوج کو اُسکی شکست دی وہ لوگ لاشہ لیکر بھاگے
آپس مین کہتے تھے کہ صاحبقران جب طلسم کشا ہین اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہی غرض
فولاد زرین تنر کش نے مال و اسباب لولاک کا لوٹ لیا صاحبقران کے قدمونسے

لپٹا عرض کرتا تھا کہ غلام کو بڑی خوشی تھی کہ مشرف ہون زر نثار کرتا ہوا امیر کو بارگاہ مین لایا سامان عیش و جشن مہیا کیا ساقی بیچے عمدہ نازنینان مہ جبین گائنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

ابر گھر آیا ہوا ہے خوشگوار آنے کو ہی — اب خزان گلشن سے جاتی ہی بہار آنے کو ہی

جائین ہم بھی طائر دل لیکے سوے صیدگاہ — آج وہ ابرو کمان پھر تشکار آنے کو ہی

ای فلک تو بھی جلیگا ایک دن مثل زمین — اسطرف بھی میری آہِ شعلہ بار آنے کو ہی

ہاے اِس صدمے سے ہوگا روح پر میری فشار — غیر کے ہمراہ وہ سوے مزار آنے کو ہی

شاد کیون ہو پوچھتا ہی جو کوئی کہتے ہین ہم — بعد مدت کے ہمارے گھر مین یار آنے کو ہی

کس خوشی سے میکدے کو ہم رہے ہین کھینچے — ہو مبارک میکشو فصل بہار آنے کو ہی

باغ مین جو پھول اچھا ہو وہ لانا بلبلو — آج پھر سیر سیر گلعذار آنے کو ہی

ای اجل للہ تھوڑی دیر مہلت دے ہمین — سُنتے ہین پھر عیادت آج یار آنے کو ہی

چلتی ہین ٹھنڈی ہوائین جام چھلکا ساقیا — آسمان پر جھوم کر ابر بہار آنے کو ہی

ای جنون سوے گریبان جو کھنچا جاتا ہی ہاتھ — دل کو ہی کیون جوش وحشت کیا بہار آنے کو ہی

آج دیکھون کسقدر ساقی پلاتا ہی شراب — پی چکے کچھ بادہ خوار اب میری بار آنے کو ہی

انکہ سطوت سے جو اُس بت نے پھرائی ایک ایک — موت کیا اب ای مرے پروردگار آنے کو ہی

شب بھر امیر دعوت مین رہے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری تو امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ فولاد رو رہا ہی صاحبقران نے پوچھا کیون ای بادشاہ عالیجاہ رونے کا کیا باعث ہی فولاد نے کہا ای شہریار اِس حال پرملال کو نہ پوچھیے ایک بیٹا پروردگار نے دیا تھا کہ رستم صولت سہراب ہیبت جری بہادر صف شکن تیغ زن تھا اتفاق سے کوہ مغناطیس پر گیا وہان سے خبر آئی کہ کوہ ہیہات کی خبر لاؤ وہ دیوانہ وار یہان آیا مین نے ہرچند سمجھایا مگر کچھ نہ مانا کوہ ہیہات پر جاکر غائب ہوا اُسی کے فراق مین آٹھ پہر روتا ہون اسوقت اگر وہ ہوتا تو آپ کی خدمت مین مصروف ہوتا اس پہلوان کی کیا مجال تھی کہ لشکر کشی کرتا یا مجھسے سرکشی کرتا اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مگر پروردگار نے آپ کو

پہونچایا امیر نے فرمایا ای فولاد زرین ترکش کوہ ہیہات کہان ہی عرض کی ای شہریار کوہ ہیہات میری عملداری مین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے کی بھی رہائی کا وقت قریب آگیا کل مجھکو تا بہ کوہ ہیہات پہونچادو تمہارے بیٹے کو رہا کر کے لاؤنگا وہان کی خبر سب کو سناؤنگا فولاد نے عرض کی ای شہریار فراق فرزند مین مجھکو ایک سال کا زمانہ گذرا اب کچھ کچھ صبر ہوتا جاتا ہی آپ قصد نہ کیجیے بڑے بڑے عقیل گئے کوئی پلٹ کر نہ آیا جو جاتا ہی وہین کا ہو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا ای فولاد اُس ظالم سے مین نے شرط کی ہی خبر لانا کوہ ہیہات کی ضرور ہی ساری رات اِنھین باتون مین گذری وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہاں
اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیاں

صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے فولاد زرین ترکش بھی روتا ہوا ساتھ ہوا ہر قدم پر دامن تھام لیتا تھا کہ آقا برا ے خدا آپ نہ جائیے ایسا نہ ہو کسی آفت مین پھنس جائیے جب فولاد نے بہت حیران کیا تو صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ کوہ ہیہات مین طلسم کشا کا جانا ضرور ہی یہ بھی جزو طلسم حسینان ہی فتاحی اِسکی ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہی دو دن رہروی کر کے صاحبقران سامنے کوہ کے پہونچے دیکھا سر کوہ پر ایک مینار بنا ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا ہیہات وافسوس کر رہا ہی امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اِس طائر کو تیر سے مارو جہان یہ مر گر کرے اُسی راہ سے تم بھی جاؤ اگر ہیہات جادو کو مارا تو کوہ ہیہات کا راستہ کھلجائیگا یہ وہی کوہ ہی کہ جسکے پہلو مین آپ کے ملازم فروکش ہین صاحبقران نے حکم لوح دیکھکر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کر کے تاکا وہ طائر جیسے ہی ہیہات کہکے اُڑا عقاب تیر نے جاکر اُسکو شکار کیا وہ طائر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گرا اندھیرا ہوا آندھی سیاہ چلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من ہیہات جادو دربان کوہ ہیہاتیہ بود یکایک کوہ پھٹ گیا راستہ وسیع ظاہر ہوا امیر فولاد سے رخصت ہو کر اُسی رخنہ مین

داخل ہوے اشقر دیو زاد الیاس مرکب زیر ران ہی اُس راہ سنگ لاخ کو طی کر رہا ہی ہر مقام پر ٹھوکرین کھاتا ہی مگر رہروی کر رہا ہی جب اُس درے کو امیر نے طی کیا تو صحراے سبزہ زار ولواح دلکشا ملا پھولون سے تمام جنگل بھرا ہوا نخل ہاے خودرو کی کیفیت نہرون کی عجب صورت کہ آب صاف و شفاف موج مار رہا ہی مچھلیان بڑی بڑی اُبھر کر بلند ہوتی ہین کہ برق چمک جاتی ہی صاحبقران اُس تماشے کو دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار یاقوت پوش صحرا مین آکر شہرالاف وگزاف کرنے لگا صاحبقران کا ارادہ ہوا کہ اِسکے مقابلے مین جاؤن کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی ایک نقابدار زعفران پوش پیدا ہوا یاقوت پوش سے آکر ہم نبرد ہوا ہاتھ سے یاقوت پوش کے زعفران پوش مارا گیا اہل فوج نے اُسکے جنازے کو اُٹھایا نقاب جو چہرے سے ہٹی امیر نے دیکھا کہ یہ تو ایک نازنین مہ جبین تھی نہایت ناگوار ہوا للکارے کہ او ظالم تو نے اِسکو کیون مارا یاقوت پوش نے آواز دی کہ مین تیرا ابھی متلاشی ہون صاحبقران مقابلے مین جا پڑے یاقوت پوش نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ یاقوت پوش کا ہوائی کیا یاقوت پوش نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح کو سامنے کر دیا جیسے ہی نقابدار نے لوح کو دیکھا گھوڑا پھیرا چاہا بھاگ جاؤن مگر صاحبقران کب جانے دیتے ہین چمک کر ہاتھ تلوار کا مارا یاقوت پوش کے دو ٹکڑے ہوے یاقوت پوش کا مارے جانا کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت پوش جادو بود بعد اِسکے سامنے سے ایک مرد نحیف وضعیف کنجیان ہاتھ مین سامنے صاحبقران کے آیا کہا اے شہریار مبارک ہو کہ آپ نے سہیات جادو کو پہلے مارا اب یاقوت پوش آپ کے ہاتھ سے مارا گیا زندان کوہ سہیاتیہ مین جلیے سب قیدی آپ کے مشتاق ہین صاحبقران اُس مرد ضعیف کے ساتھ چلے اُسی صحرا مین ایک قصر سیاہ ملا امیر اُس قصر مین آئے دیکھا صدہا بندگان خدا قید بیٹھے ہین امیر نے آکر سب کو رہا کیا اُنھین قیدیون مین بیٹا فولادزرین ترکش کا بھی تھا مگر ایک

نوجوان کو دیکھا کہ ایک گوشے مین بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز پر درد پڑھ رہا ہی

نظم

پہونچا دے کوے یار تلک آسرا تو ہی — ای ضعف تار اشک بچا [illegible] تو ہی
نادم ہون وصف گیسوئے جانان کیا تو ہی — وہی ہو مثال مشک ختن سے خطا تو ہی
سینے پہ میرے آکے رکھا تمنے جیسے ہاتھ — ای جان درد دل مرا کچھ کم ہوا تو ہی
برگشتہ ہوگئے جو بتان جہان تو کیا — مجھ بیکس و غریب کے سر پر خدا تو ہی
رکھے گا اپنے پاس حفاظت سے ای صنم — مکر و دغا سے تونے مرا دل لیا تو ہی
اُسکی گلی کا گو مجھے ملتا نہین پتہ — جاؤنگا مین کہ عشق مرا رہنما تو ہی
وہ دل چرا کے بولے کہ ہمنے نہین لیا — ہم سر جھکا کے چپکے سے بولے لیا تو ہی
فرقت مین ہائے حال نہ کیا کیا ہوا مرا — تم دیکھنے نہ آئے کبھی یہ گلا تو ہی
مرنے کا میرے اُنسے کسی نے کیا جو ذکر — وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہان سنا تو ہی
ہم آج قسمین دیکے اُسے گھر مین لائینگے — جائیگا کس طرف سے یہی راستا تو ہی
لاتی ہی زاہدون کو یہ مکر و فریب مین — دنیا ہے پیر زال بھی اک بیسوا تو ہی
گر ہی مسیح ہونے کا دعوی حضور کو — آکر جلائیے مرا مُردہ پڑا تو ہی
شکر خدا لبشر کو بہر حال چاہیے — قالین اگر نصیب نہین بوریا تو ہی
سمجھین گے ایک دن فلک کج مدار سے — گر آہین کارگر نہین تیر دعا تو ہی
گو اسقدر مفید نہین حسن کا خیال — درد فراق یار کی لیکن دوا تو ہی
سطوت عدو سہا ہی جو الفت مین ہر صنم — ہمکو نہین ہی خوف نگہبان خدا تو ہی

صاحبقران اُس جوان کے قریب آئے ہاتھ تھام کر بہ محبت فرمایا ای برادر ہوش مین آؤ اپنی کیفیت ہمکو سناؤ تمھارا ابھی علاج کرینگے وہ جوان یہ سنکر اٹھا آنسو پونچھے عرض کرتا تھا قربان اِس وقت و ساعت کے کہ آپ مشکل کشائی فرماتے ہین آج یہ مژدہ سنا کئی برس اِسی آفت مین گذرے کہ مبتلا ہون یاد مین اُس محبوب کی رو رہا ہون صاحبقران نے اُس جوان کو قید سے رہا کیا بیرون قصر لیکر آئے فرمایا ای برادر حال بیان کرو اور اپنے نام سے آگاہ کرو اُس جوان نے کہا ای شہریار تمکین تاجدار یہ احقر

یہان سے بارہ کوس پر ایک کوہ تمکین ہی مین وہانکا حاکم و ناظم ہون برائے شکار نکلا مجھ(۱) ایک معشوق پریچہرہ سے مقابل ہوا اُسنے چاہا نکل جاؤن مگر مین نے اُسکے گھبرا باگ مرکب کی تھام لی تب اُسنے کہا اے تمکین تاجدار مین دختر شمشاد گرد ہون کہ جو پہلوان یگانہ ہی پہلے آکر اُس سے مقابلہ کرو اگر اُسپر غالب ہونا تو مجھسے پیغام وصل کرنا مین اُسی جوش و خروش مین برائے مقابلہ شمشاد گرد گیا جانبین سے طبل جنگی بجے مگر اُسنے میدان مین آکر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی گینڈے کو اُٹھا کر میرے لشکر پر آپڑا جسطرف نکلا پہلوانون کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر مین نے مقابلہ کیا زخمی ہوا ساتھ والے لیکر بھاگے اُسی اثنا مین طرف سے اِس پہاڑ کے گذر ہوا ہیہات جادو نے مجھکو بھی قید کر لیا مین اپنی معشوقہ کی رو رو یاد کرتا ہون مگر ہیہات جادو رات کو آتی تھی اِنھین قیدیون سے مانوس ہوتی تھی جب کبھی میرے پاس آئی تو مین مانوس نہ ہوا اِسوجہ سے مجھپر بد عنتین کرتی تھی اگرچہ حضور شمشاد گرد سے لڑسکین تو بڑا احسان ہی صاحبقران نے فرمایا اے تمکین تاجدار مین ضرور چلونگا اگر نہ غالب ہونگا تو جان دونگا اُن سب قیدیون کو ساتھ لیکر مع تمکین تاجدار صاحبقران طرف شمشاد گرد کے چلے کئی صحرا طی کر کے ایک صحرائے ویران مین پہونچے تمکین نے عرض کی یہی صحرا ہی کہ وہ ظالم بصد جوش و خروش نکلتا ہی آپ لشکر اُتار دیے وہ خبر سنکر آئیگا صاحبقران نے اُسی مقام پر لشکر اُتار دا آکر داخل بارگاہ ہوے الماس تاجدار و آہن ربائے خونخوار و تمکین تاجدار خدمت مین حاضر ہین نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

شب وصلت جو ہمین پچھلے پہر تکبیر ہوتی ہی	موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی
جو پوچھا اُسنے کیون ہر روز مشق تیر ہوتی ہی	کہا اِک یہ بھی تیرے قتل کی تدبیر ہوتی ہی
اِشارہ ہی کرینگے قتل اپنے ہاتھ سے مجھکو	جو قبضہ چوم کر زیب کمر شمشیر ہوتی ہی
تصور مین ترے اِسطرح چپکا بیٹھا رہتا ہون	مکان مین جسطرح ساکت لگی تصویر ہوتی ہی
خدا محفوظ رکھے شر سے ظالم نے بلایا ہی	ہمارے اُسکے دیکھین آج کیا تقریر ہوتی ہی

جنون کا زور رہا ایسا اگر دیتا ہون مین جھٹکا
تو ٹکڑے ٹکڑے ہیں سب پانوُن کی زنجیر ہوتی ہی
مرے پیر و دیوانے سنکے تجھیر تک پگھلتے ہین
نگر دلبر بتون کے کچھ نہین تاثیر ہوتی ہی
مین یون حیرت زدہ ہون سامنے اُس بت کی محفل مین
کہ جیسے سامنے تصویر کے تصویر ہوتی ہی
بناتے ہین اِدھر اِک میکدہ ہم رندای سطوت
اُدھر زاہد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

جام ارغوانی گردش مین ہی صدا اے ہوشنا ہوش و نوشا نوش جو بلند ہوئی شمشاد اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اُسنے جو یہ ہنگامہ سُنا آواز دی ارے یہ کون بے ادب ہی جو ہمارے صحرا مین جشن کر رہا ہی ہرکارون کو اِشارہ کیا مفصل خبر لاؤ کہ یہ کون لوگ ہین ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی اے شہریار تمکین تاجدار طلسم کشا کو ساتھ لیکر آپ کے مقابلے کو آیا ہی انھین کی بارگاہ مین یہ جلسہ آراستہ ہی یہ سُنکر شمشاد گرد اپنے مقام سے اُٹھا سلاح جسم پہ آراستہ کیے گینڈے پر سوار ہوکر چلا لشکر مین امیر کے سیر کرتا ہوا آیا دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین کوئی سپاہی ڈنڈ پیل رہا ہی کوئی مگدر ہلا رہا ہی کہین پٹا ہلایا جاتا ہی کہین لکڑی کی کسرت ہو رہی ہی کسبیان اپنے اپنے خیمون مین بیٹھی ہین مجرا ہو رہا ہی تماشہ بین بھی بیٹھے ہین گانا سُن رہے ہین کسی نے روپیہ دیا کسی نے دو روپے دیے سازندے خوشی مین پھولے ساتون سُر بھولے ساز رکھکر روپے اُٹھانے لگے نائکہ جی پاندان کھولے ہوے بیٹھی ہین سبکو پان لگا کر دے رہی ہین سب سے سُرخ رو بن رہی ہین پوچھتی ہین کیون صاحب آپ کا مزاج کیسا ہی کسی سے کہا اجی کمیدان صاحب آپ دو دن سے کہان تھے جو نہین آئے اُن لوگون نے جواب دیا خانم صاحب بوجہ نوکری کے چھٹی نہ ملی مگر یہ تمھارے یہان کے آئے چین نہین پڑتا دوسری جانب شمشاد گرد نے دیکھا دوکاندار اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین بزازون کی دوکانین کھلی ہین دلالون کی بول چال لشکر آباد رعایا دل شاد شمشاد گرد دیکھتا ہوا دربار گاہ امیر پر پہونچا دیکھا در گہ سالار بیٹھا ہی اُسنے روکا کہ ٹھہر جائیے جو کہیے وہ خبر کرین شمشاد نے کہا صاحبقران سے کہدو کہ آپ کے مقابلے کو شمشاد گرد آیا ہی در گہ سالار نے

جا کر کہا صاحبقران نے فرمایا آنے دو شمشاد گرد اندر پہونچا صاحبقران کو سلام کرکے
بیٹھا کہا اے شہریار آپ میرے مقابلے مین آئے ہین تمکین تاجدار آپ کو لایا ہے امیر نے
فرمایا منظور تو یہی ہے کہ تجھسے مقابلہ کرین جسکو پروردگار فتح دے تمکین شمشاد گرد کو دیکھکر
کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا اے تمکین تاجدار کیون اسقدر خائف ہوتا ہے اُس نے
بڑھکر عرض کی اِسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خوف دل مین سمایا ہوا ہے شمشاد گرد نے
ہاتھ بڑھایا کہا یا صاحبقران پہلے مجھسے پنجہ کیجیے امیر نے بخوف ہاتھ بڑھا دیا شمشاد گرد
نے پنجہ گانٹھا کیسے کیسے زور کیے کہ چہرہ سرخ ہو گیا تھک کر کہا اب آپ کے زور کا
مشتاق ہون صاحبقران نے ایک جھجی ماردی کہ اُنگلی شمشاد گرد کی ٹوٹ گئی قریب تھا
کہ شمشاد گرد کو غش آجاے اپنے کو بمشکل روکا صاحبقران نے فرمایا اے شمشاد گرد
اب کیا ارادہ ہے شمشاد نے کہا سر میدان سمجھونگا پنجے کا زور عادت پر موقوف ہے اسکو
عادت ہے مجھکو عادت نہین یہ کہکے شمشاد گرد اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا طبل جنگی بجوا دیا
مگر دختر شمشاد گرد سوسن نغز زبان محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے خبر دی آپ کا عاشق
تمکین تاجدار کوہ ہیہات سے چھوٹا صاحبقران کو لیکر آیا ہے آپ کے والد گئے
تھے پنجے مین مغلوب ہوے اب طبل جنگی بجوایا ہے سر میدان مقابلہ ہوگا سوسن نے
جو یہ معاملہ سُنا کنیزون سے پوچھا صاحبقران کون شخص ہین کنیزون نے کہا کہ شوہر
گردیہ بانو بدر زبیدہ شیر گیر یہ وہ عورتین ہین جنھون نے ایرج نوجوان پر شبخون
مارا اور زخمی کرکے پکڑ لیا اپنے پر ڈال لیا لیکر طرف قلعے کے چلی تھین کہ طرماس
پہونچا اُسنے جا کر وہ شمشیر زنی کی کہ شاہزادیان متفرق ہو گئین طرماس نے ایرج کو
رہا کیا مگر شاہزادیان جو چلین شب کا وقت تھا راستہ بھول کر کوہ دو شاخ پر پہونچین
پہاڑ کو دیکھکر اُسی درے مین داخل ہوئین مگر ایرج جو پلٹ کر آیا شاپور کو حکم دیا
کہ دریافت تو کرو کہ یہ نقابدار کون تھے شاپور بلاے روزگار تھا عیاری کرکے درہ
کوہ مین پہونچا سب شاہزادیون کو دیکھا آکر ایرج کو خبر دی کہ کل زوجات امیر نے
آپ پر شبخون مارا ہے اب وہ کوہ دو شاخ مین چھپی ہین ایرج یہ سُنکر سوار ہوا سامنے کوہ کے

آیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادیو اب تم سب کو اختیار ہی چلی جاؤ مگر گیتی افروز کو میرے حوالے کرو اب مجھے تاب فراق نہین ہی وہان سے تیر پڑنے لگے کئی ہزار جوان ایرج کے کام آئے ایرج نے خود مرکب بڑھایا طرف پہاڑ کے چلا تیر پڑنے لگے مگر ایرج اُن تیرون کو کب مانتا ہی قلم کرتا ہوا چلا قریب درۂ کوہ کے پہونچا ملکہ گردیہ بانو کو چند کنیزون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان آپہونچا سپر شمشیر لیکر اُٹھین ہر چند شاہزادیون نے روکا مگر یہ کب مانتی ہین فوراً ہی جا بڑین اول ایرج سے نیزہ چلا نیزہ ایرج نوجوان کا توڑ ڈالا مگر جب ہاتھ تلوار کا مارا تو گھوڑے نے سکندری کھائی ایرج نے ہاتھ مارکر زخمی کیا بعد اِسکے ملکہ زبیدہ نکلین یہ بھی زخمی ہوئین اب ایرج نوجوان نے چاہا کہ درے مین گھس جاؤن کہ لشکر سے ایرج کے فریاد و فریاد کی آواز آئی پلٹ کر ایرج نے دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش لشکر پر گراہی میری فوج کو قتل کر رہا ہی ایرج کو بہت غصہ آیا للکار کر آواز دی او نقابدار تو اکثر آیا مگر میرے ہاتھ سے بچ گیا آج بے قتل کیے نہ چھوڑونگا نقابدار نے تلوار کا ہاتھ چمکا کر مار دیا ایرج زخمی ہوکر پلٹا نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب درۂ کوہ کے آیا شاہزادیون سے عرض کی آپ لوگ قلعے مین جائین آپ لوگون نے آج نام ہی مٹایا آج کل ایرج کا زمانہ ہی زورون پر چڑھا ہوا ہی سب شاہزادیون کو نقابدار نے سوار کرایا ایرج نے اپنے لشکر سے دیکھا کہ نقابدار نے سب بی بیون کو قلعے مین پہونچا دیا جب سب قلعے مین داخل ہوگئین تب نقابدار روانہ ہوا یہ حکایت سنکر سوسن نے آہ کی کہا اگر وہ صاحبقران ہین تو باپ میرا مغلوب ہوگا کنارے آکر لباس شب روی ذات پر آراستہ کیا نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی بادبان پر سوار ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلی یہان طلایۂ لشکر صاحبقران تمکین تاجدار دے رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہی گھوڑے کو بڑھا کر آواز دی اِس شب تیرہ و تار مین کون آتا ہی ملکہ نے آواز دی کہ ای تمکین تاجدار ذرا میرے قریب آؤ جب تمکین قریب پہونچا تو ملکہ نے نقاب چہرے سے اُٹھا دی قریب تھا کہ تمکین بیہوش ہوکر گرے مگر اپنے کو سنبھالکر پوچھا کہ ای جان جہان دای

آرام دل مشتاقان اس شب تیرہ و تار میں تم کہاں آئیں کہا اے تمکین تاجدار مجھکو معلوم
ہوا تھا تو صاحبقران کا رفیق ہوا اللہ امین نکل آئی میں سمجھ گئی کہ اب میرے باپ کا کوئی
زور نہ چلیگا صاحبقران جو کہتے ہیں وہی کرینگے کنارے پر لشکر کے تمکین تاجدار کی
بارگاہ تھی اسمیں لاکر بٹھایا چار پہر رات خدمتگزاری میں مصروف رہا جب صبح ہوئی
تو صاحبقران کے پاس آکر عرض کی اے شہریار اب آپ برائے مقابلہ نہ جائیں میں اپنی
معشوقہ کو پاگیا شب کو آپ کا نام سنکر وہ نکل آئی وہ بھی مجھپر عاشق ہے میں نے اپنی بارگاہ
میں جگہ دی صاحبقران یہ سنکر خاموش ہورہے فرمایا بھئی مبارک ہو کہ معشوقہ تمھاری
تمکو ملگئی مگر شمشاد گرد جو سوار ہوا چند کنیزیں روتی ہوئی آئیں کہا اے شہریار ملکہ کا
پتہ نہیں شمشاد گرد نے جھلاکر اپنے عیار صبا رفتار سے حکم دیا دریافت کرو کہ ملکہ
کہاں ہے عیار پھرتا پھرتا تلاش ملکہ میں چلا قریب خیمہ تمکین تاجدار کے پہونچا آنکھوں سے
اپنی دیکھا کہ ملکہ بہ اطمینان خیمہ تمکین تاجدار میں بیٹھی ہیں عیار آیا شمشاد گرد غصے
میں بیٹھا کانپ رہا ہے کھانا بھی صبح سے نہیں کھایا کہ عیار نے آکر خبر دی کہ ملکۂ عالم پاس
تمکین تاجدار کے پہونچ گئیں شمشاد گرد اپنے مقام سے اٹھا کہا دونوں کا سر
لاتا ہوں گینڈا اڑاتا ہوا چلا در بارگاہ تمکین پر پہونچا گینڈے سے کود کر اندر آیا ادھر
تمکین تاجدار نے جو شمشاد گرد کو دیکھا تلوار کھینچکر دوڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
مگر شمشاد گرد حقیقت میں بڑا سپاہی ہے وار اسکے روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سر تمکین
کا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ بھی زخمی ہوا تمکین تو زمین پر گر کر بیہوش
ہوگیا شمشاد گرد سمجھا کہ یہ مارا گیا طرف بیٹی کے جھپٹا وہ بے دست و پا سر جھکا کے
بیٹھ گئی شمشاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا دو چار تمانچے مارے کھینچتا ہوا باہر لایا گینڈے پر
ڈالکر لے چلا ملازموں نے چاہا روکیں مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا شمشاد تیغ برہنہ
ہاتھ میں لیے بیٹی کو گینڈے پر ڈالے ہوئے باغ میں آیا ملکہ کو نخل سے باندھا
کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہتا تھا کیوں او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے میرے نام میں
فرق ڈالا مجھکو بدنام کیا میں حمزہ سے لڑتا اگر زیر ہو جاتا تو تیری شادی تمکین کے

سانحہ کرتا اب مارے کوڑون کے مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا سوسن نے کہا اے پدر عالی مقدار مین خالی بات کرنے کی گنہگار ہون دامن عصمت مین دھبہ نہین آنے دیا ہی آپ نے اُس بیگناہ کو مارا بہت برا کیا شمشاد نے ایک کوڑا مارا استرا اُٹھے خون کے اڑنے لگے تمام جسم گلنار ہوگیا جب تو سوسن بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر امیر کو پہونچا **نظم**

از وجود بے وجودی گشت اظہار وجود
شد عیان از پردۂ اسرار اسرار وجود

جلوۂ جانان ہم بچشم باطنش جلوہ دہد
ہر کسے کاز دیدۂ دل دید دیدار وجود

مہر و مہ بر اوج موجودات شد پر تو فگن
شد چو از نور الٰہی روشن انوار وجود

بلبلان نالان شد بہ باغ دہر عطر آگین دماغ
چون شد از گلہاے رنگین تازہ گلزار وجود

ہمچو دل در سینہ میدارد مکان آن دلربا
خانہ داری میکند دلدار در دار وجود

مگر صاحبقران زمان جو سوکر اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کرکے باہر نکلے فرماتے ہوے کہ تمکین تاجدار نے کچھ خبر نہین دی کہ طلباے پر کیا گذری کہ چند خدمتگار تمکین کے روتے ہوے آئے عرض کی اے شہریار شمشاد گرد بارگاہ مین تمکین کی گھس آیا بیٹی کو پکڑ لیگیا تمکین کو مار ڈالا صاحبقران روتے ہوے بارگاہ تمکین مین آئے دیکھا تمکین کا سر اور شانہ زخمی بیہوش پڑا ہی صاحبقران نے تمکین کو اُٹھایا زخمون مین ٹانکے دیے تمکین نے آنکھ کھولکر کہا آقاے نامدار مین تو زندہ ہون مگر آپ کی کنیز کو لیگیا نہین معلوم اُسکے ساتھ کیا کرے صاحبقران روتے ہوے باہر نکلے لپٹ اشقر پر سوار ہوے خدمتگارون سے پوچھا کہ شمشاد گرد اپنی بیٹی کو لیکر کس جانب گیا خدمتگارون نے عرض کی حضور باغ لالہ زار کے راستے پر گیا ہی صاحبقران زمان گھوڑا دوڑا کر اُسی طرف چلے یہان وہ وقت ہی کہ شمشاد گرد باغ مین پہونچ چکا ہی بیٹی کو اپنی نخل بستہ کرکے کوڑون سے تعزیر دے چکا ہی ملکہ کالیان دے رہی ہی کہ او بے حیا جسطرح میرے عاشق کو مار ڈالا مجھکو بھی مار ڈال شمشاد نے خنجر کھینچا ہی ہر مرتبہ بڑھتا ہی کہ سر کاٹ لون ملکہ تڑپ تڑپ کے پکار رہی ہی کہتی ہی

رباعی تو آن رفیع مکانی که ساکنان فلک + بر آستان تو وارندمیل دربانی + چه احتیاج
بہ پیش تو حال دل گفتن + که حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + ملکہ چنین بار رہی ہی
صاحبقران در باغ پر پہونچ چکے ہین ملکہ کے پکارنے کی جو آواز سُنی اندر باغ کے
گھسے شمشاد گردنے پلٹ کر دیکھا کہ کڑاکے کی سہم مرکب کے آواز آئی دیکھا سامنے
سے صاحبقران زمان نعرے کرتے ہوئے آتے ہین ملکہ نے جو امیر کو دیکھا پکار کر
آواز دی ای شہریار اِس کنیز کا اِس ظالم نے یہ حال کیا ہی امیر نے جو سوسن کو دریاے
خون مین نہاے ہوے دیکھا آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا للکارے
کہ او نامرد عورت پر کیا غصہ کرتا ہی میرے پاس تو آ اور آواز دی ای فرزند تم نہ گھبرانا
اِسکی قضا لیکر آئی ہی مین کیا اِسکو زندہ چھوڑونگا اِدھر سے شمشاد گرد چلا دروازے
پر اہالی فوج نے دیکھا تھا کہ صاحبقران باغ مین گئے ہین وہ بھی ہنگامہ سُنکر اندر
گھس آئے شمشاد نے اِشارہ کیا ہان صاحبو گھیر کر حمزہ کو مار لو اِنکو اپنی جُرأت کا
بڑا دعویٰ ہی سب بلوہ کر کے صاحبقران پر چلے امیر نعرہ کر کے اُن سب سے لڑنے
لگے شمشاد گرد نے دور سے دیکھا کہ امیر کو بڑا غصہ ہی کئی سو جوان مار کر ڈالدیے
چاہتے ہین اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن مگر اہل فوج روکے ہوے ہین آگے
نہین بڑھنے دیتے کئی پلٹنین رسالے باغ مین آگئے ہر طرف سے صاحبقران پر حربے
پڑ رہے ہین مگر صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے زور و شور سے لڑ رہے ہین دریاے
خون جاری ہی صد ہا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین مگر تمکین تاجدار کو ہرکارون نے
جا یہ خبر دی کہ صاحبقران اکیلے طرف باغ لالہ زار کے گئے عرصہ ہوا پلٹ کر نہین
آئے معلوم ہوتا ہی کہ شمشاد گرد سے لڑائی پڑی فوراً ننھ خمداری مین اُٹھا پشت مرکب
پر سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ملکہ بے نگاہ یاس امیر
کو دیکھ رہی ہی ہر وار پر عرض کرتی جاتی ہی ای شہریار اپنے کو بچائیے پشت سے اُس
گیر نے نیزہ مارا پہلو سے تلوار چلی تمکین نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا نعرہ کر کے
لگا کر لڑنے لگا نعرے کی جو تمکین کے آواز بلند ہوئی اور ملکہ نے تمکین کو جو لڑتے

ہوے دیکھا تمام زرد جسم کا بھول گئی عرض کرتی تھی اے کریم و رحیم تو نے اپنا فضل شریک
کیا کہ مین نے اپنے شوہر کو زندہ دیکھا مگر امیر بانو قیبر کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے
تمکین لڑتا ہوا قریب تخل کے پہونچا تلوار سے کمندین کاٹین ملکہ کو اپنے گھوڑے پر ڈالا
لڑتا بھڑتا چلا لوگون نے غل مچا کر شمشاد سے کہا شمشاد پلٹا کہ بڑھکر تمکین کو روکون
تمکین نے پکار کر آواز دی اے شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچائیے امیر نے
پلٹ کر دیکھا کہ تمکین تاجدار نے معشوقہ کو رہا کر لیا ہو گھوڑے پر سوار کیے جاتا
ہو شمشاد للکارتا ہوا آتا ہو چاہتا ہو بڑھکر بیٹی کو چھین لون اور تمکین کو قتل کرون
ساتھ والون سے کہتا ہو بڑے افسوس کی بات ہو اگر جانتا کہ یہ زندہ ہو تو ایک ہاتھ
اور مار دیتا مقام افسوس ہو کہ یہ ظالم زندہ رہے اور میری بیٹی کو لیجائے امیر اشقر
اڑاکر اسطور سے سامنے آئے کہ تمکین تاجدار کو پشت پر لیا آپ مقابلے مین
شمشاد کے پہونچے شمشاد نے نیزہ مارا امیر نے فرمایا اے شمشاد سب حسرتین تو
نکال لے کوئی حربہ نہ باقی رہے کہ دل مین تیرے حوصلہ باقی رہجائے نیزہ شمشاد کا
نیزے پر روکا اتنے عرصے مین الماس تاجدار بھی فوج کو لیکر آگیا فوج سے فوج
لڑ رہی ہو گھمسان کی تلوار چل رہی ہو شمشاد و صاحبقران سے نیزہ چل رہا ہو چالیس
طعن آپس مین رد و بدل ہوے امیر نے اکتالیسوین طعن پر نیزہ شمشاد گرد کا
گانٹھا گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ شمشاد کا ہوائی ہو اشمشاد نے تلوار کھینچی امیر نے
فرمایا اے شمشاد گرز زنی رہی جاتی ہو شمشاد نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا
قربوس زین سے گرز اٹھایا خبردار خبردار کہکے گرز مارا امیر نے تھپکی ماردی
کہ گرز اسکا زمین پر گر کے پیوند خاک ہوا تب اسنے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ
مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ ماردیا
کہ شمشاد گرد کے دو ٹکڑے ہوے شمشاد کا مارے جانا کہ فوج بیدل ہوئی اور
بھاگنے لگی بعض نے چادر ہلائی صاحبقران نے تلوار روکی اہل فوج شمشاد
مسلمان ہوے امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے تمکین کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سوسن کے

جسم پر پٹیان چڑھائین تمکین تاجدار کا علاج کیا ملکہ سوسن برائے رفع حاجت جو اُٹھی کنیزین ہمرہ دروازے پر خیمے کے موجود تھین ملکہ بیت الخلا مین آئی کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا سوسن کو اُٹھا لیگیا سوسن نے تڑپ کے آواز دی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے صاحبقران نے جو آواز سوسن کی سُنی بیقرار ہو کر دوڑے آکر دیکھا ایک ساحر سوسن کو لیے جاتا ہی صاحبقران نے جبتک تیر و کمان کو اُٹھایا وہ ساحر ملکہ کو لیکر غائب ہو گیا تمکین تاجدار جو اِس مضمون سے آگاہ ہوا بیقرار ہو کر گر پڑا اور غش آگیا صاحبقران نے سر تمکین کا زانو پر رکھا فرمایا اے فرزند آنکھین کھولو مین تمھاری معشوقہ کو تلاش کرونگا صاحبقران یہ فرما رہے ہین تمکین تاجدار بیہوشی مین آنکھین کھولتا ہی پھر بند کر لیتا ہی کبھی کہتا ہی اے شہریار معشوقہ نے میری محبت مین بڑے صدمے اُٹھائے باپ اِسکا گرفتار کر لیگیا کوڑے مارا مگر کیا ثابت قدم کوسے محبت تھی کہ ایسے جلاد کے سامنے بھی اپنی کہے گئی نہین معلوم یہ ساحر کہان سے آیا کہ اُسکو اُٹھا کر لیگیا کاشکے مجھکو لیجاتا میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

کیا جنون مین چاہیے ہی مجھ پریشان کے لیے
گرد کی چادر ہی کافی جسم عریان کے لیے

خوشنما اُسکے رُخ رنگین مین ہی چاہ ذقن
چاہیے ایسا کنوان ایسے گلستان کے لیے

جیسے اگر آپ کے کوچے کی دیکھی ہی بہار
بلبلین جاتی نہین سیر گلستان کے لیے

روز آتا ہی مرے دل مین خیال روے یار
خوب یہ مہمان سرا ہی ایسے مہمان کے لیے

دشت گردی کے لیے ہین پانؤن میرے اے جنون
ہاتھ ہین یہ چاکِ دامان و گریبان کے لیے

لیجیے میرا دل صد چاک حاضر ہی حضور
چاہیے شانہ اگر زلف پریشان کے لیے

اب مری یون روز ہوتی ہی رسائی آستان تک
اِک نہ اِک تحفہ مین لیجاتا ہون دربان کے لیے

جان ہم حاضر کرین آیا ہی دل مین عشق یار
کچھ ضیافت چاہیے ہی ایسے مہمان کے لیے

فصل گل مین قید سے لڑکے چھڑائینگے مجھے
ہاتھ مین خنجر لیے ہین قفل زندان کے لیے

عشق بازی مین مجھے وہ دل عطا کر یا خدا
ایک حسرت کے لیے ہو ایک ارمان کے لیے

کربلا کے شوق مین سطوت تڑپتا ہون کمال
دل ہی مضطر روضۂ شاہ شہیدان کے لیے

یہ ذکر ہو رہا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ جست وخیز کرتے ہوئے آتے
ہین صاحبقران کو جابجا تلاش کیا یہان پتہ ملا آکر امیر کو سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر
کہا اے آقائے نامدار اہل لشکر آپ کے لیئے تڑپ رہے ہین مین تلاش کرتا ہوا یہان پہونچا
امیر نے فرمایا خواجہ ایک مشکل درپیش ہے جو مانگو گے وہ ملیگا ملکہ سوسن تر زبان معشوقہ
تمکین تاجدار کو ایک ساحر لے گیا ہے اُسکی تلاش کرو عمرو نے اُسیوقت بانہا سے عیاری
ذات پر لگائے تلاش مین ملکہ کی چلے صحرا و کوہ و دشت و بیابان کو چھانتے ہوئے جاتے
ہین معرکہ یہ گذرا کہ افریق جادو مالک کوہ افریقیہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اِسکو خبر
ملی کہ ملکہ سوسن تر زبان کی شادی تمکین تاجدار کے ساتھ ہوگئی اِسکو سنکر بڑا صدمہ ہوا
جھلاکر ایک ساحر سے کہا کہ جاکر سوسن تر زبان کو لے آؤ مین اُس سے وصل حاصل
کرونگا شتاب جادو آیا ملکہ کو اُٹھا لیگیا راہ مین جو جمال دیکھا خود عاشق ہوگیا ایک
پہاڑ پر آکر ملکہ کو ہوشیار کیا کہا اے ملکۂ عالم تمکو افریق جادو نے طلب کیا ہے مین نے
جو تمکو دیکھا دل سے عاشق ہون مجھکو قبول کرو مین تمکو طلسم سے نکال لیچلونگا ملکہ نے
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے شتاب جادو کیون دیوانہ ہوا ہے میری شادی تمکین سے
ہو چکی جو تقدیر مین تھا وہ ہوا صاحبقران زمان کہ بڑی بڑی شاہزادیان اُنپر عاشق
ہین مگر مین نے تمکین ہی کا خیال رکھا تیرا جہان چاہے لیچل تیرے بس مین ہون
جو چاہے کر مگر عصمت کا نام نہ لے ورنہ اپنی جان دونگی تیرے کیا ہاتھ آئیگا آخر مین
پچھتائیگا شتاب جادو سوچنے لگا کہ کیا کرون اگر افریق کے پاس لیجاؤنگا وہ قبضہ کریگا
لیکر اِسکو نکل چلون کسی بادشاہ کی نوکری کرونگا جس بادشاہ کے پاس جاؤنگا وہ قدر کریگا
وہین اِس معشوقہ کو رکھونگا یہ سوچکر پھر لے اُڑا گھڑی بھر کامل اُڑا کیا جب بازوون
مین طاقت نہ رہی تو ایک صحرا مین اُترا کہنے لگا اے سوسن ذرا منھ سے بولو اپنی زبان
شگفتہ سے کلام کرو ملکہ کچھ جواب نہین دیتی خاموش اپنے حال پر روتی ہے شتاب
تسکین کر رہا ہے کہتا ہے مین اب تمکو غیر اقلیم مین لیے چلتا ہون کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی
ایک ساحر مہیب بہ شکل عجیب و غریب پیدا ہوا آتے دیکھا کہ ایک ساحر ایک معشوقہ سے

کلام کر رہا ہی خیال یہین گذرا کہ اِس ساحر کو مار ڈالون اور اِس معشوقہ کو چھین لون قریب آکر للکارا کہ او بیحیا یہ معشوقہ حور مثال تیرے لایق ہی اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو مجھے حوالے کر دے تو صرا کار اسنے ششتاب نے کہا او کریہ منظر یہ معشوقہ کیا تیرے لایق ہی آپس مین تکرار ہونے لگی اُس ساحر کا محال جادو نام تھا گولہ نکالکر ششتاب پر مارا ششتاب نے گولہ کاٹا ملکہ دیکھکر ڈر رہی ہی کہتی ہی کہ دیکھون اب یا تقدیر مجھکو دکھاتی ہی اور کیا صورت نظر آتی ہی محال جادو نے دو چار سحر کیے آخر کارد چھوٹا سے نکالی خون اپنا لگاکر کھینچ ماری ششتاب نے ہرچند چاہا بچون مگر اُس کارد سے کب بچتا ہی سینے پہ پڑی کر توڑ کر پشت کو پار گذری جب ششتاب مرا تو محال قریب آیا کہا کہ اے جان جہان واے آرام دل عاشقان مین نے تمھارے واسطے یہ کام کیا اب مجھکو قبول کرو ورنہ جبر کرونگا سحر کرونگا کہ تمھارا دل اُلٹ جاے اور بجبر وصل قبول کرو مین مثل اِس بیحیا کے نہین ہون مجھکو سب طرح کا اختیار ہی ملکہ رونے لگی کہتی ہی کہ اے محال اگر جان لینا منظور ہی تو ایک کارد مجھے بھی مار دے مگر عصمت کا نام نہ لے جو مجھکو منظور تھا وہ ہوگیا اب صرف جان دینا ہی وہ تجھے اختیار ہی یہ ساحر بیحیا مجھپر بدعت کرتا تھا اُسکا انجام پایا اب تم عصمت بگاڑنے پر آمادہ ہو پروردگار حاکم و ناظم ہی شاید کوئی صورت پیدا کرے کہ وہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی ہی

نظم

رو نماید آفتاب و ماہتاب ۔ پیش لمعان رخ خوبت چہ تاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو ۔ میشود پیدا بہ عالم انقلاب
باد و آتش جلوہ ذات تو اند ۔ مظہر انوار تو آب و تراب
تو ز ہر خاطر کنی اندوہ دور ۔ می بری از دل تو رنج و اضطراب
حامی و ہمدم بہ خیر و شر توئی ۔ حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب
بار دیگر بر در دیگر نہ رفت ۔ شد بہ دربار تو ہر کس فیضیاب
نیکی حاصل از تو نیکوکار را ۔ بہر بدکاران غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو ۔ یا بہ تندی دم زند وقت خطاب

ہندی نادان بہ پیری و شباب	ماند مداح جناب کبریا

ملکہ دعائین مانگ رہی ہو لیکن محال جادو نے کچھ پھول توڑے گلدستہ بنا رہا ہو کہتا ہو او ملکۂ عالم یہی سونگھا دونگا مثل ہیرے مجھپر مائل ہو جاؤگی ملکہ بیقرار ہو خدا سے دعائین کر رہی ہو کہ اے رب دوسرا اے خالق یکتا اس ظالم کی بدعت سے بچائے کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی محال نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک گویا پیر زمین گیر کمر مین خم ڈھول گلے مین پڑا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا ناتوان لگاتا ہوا چلا آتا ہو

نظم

کہتی ہو باد صبا آکے یہ مےخوارون سے
لاکھ پوچھے کوئی لیکن نہ کہون عشق کا راز
مین ضرور ابر و خمدار کا بوسہ لونگا
گل تر شاخ سے مرجھا کے چمن مین جو گرے
مجھکو خالق نے قناعت کی وہ دولت دی ہو
اقربا جتنے ہین رکھتے ہین یہ عقرب کا خواص
ناز کیون کرتے ہو معلوم ہوئی قیمت حسن
جگر و دل تو ہین کیا جان تصدق کرتے
ناحق اے برہمنو بت کو خدا کہتے ہو
تیری مسجد مین یہ کثرت نہین دیکھی واعظ
تند رستو نکا بھلا کا ہیکو پوچھیگے مزاج
غل مچائین نہ گلستان مین عنادل اتنا
منفعل ہو کے جو روئے تو بھی ساری آگ
بالون پھیلا دیا اور کھینچ لیا سطوت ہاتھ
مژدہ موسم گل لائی ہون گلزارون سے
ہون وہ دیوانہ کہ بہتر ہو نہین ہشیارون سے
گو مجھے آج وہ ٹکڑے کرے تلوارون سے
بلبلین جھک کے اٹھانے لگین منقارون سے
ہون غنی کام نہین ہو مجھے زردارون سے
ہان کچھ امید بھلائی کی ہو تو یارون سے
پوچھ آیا ہون مین یوسف کے خریدارون سے
تم ذرا بھی جو وفا کرتے وفادارون سے
مشکین محشر مین کسی جائینگی زنارون سے
سجدہ روز بھرا رہتا ہو مےخوارون سے
ہو مسیحا تمھین مہلت نہین بیمارون سے
گل آئین نہ کلیجے کہین منقارون سے
سہریا نار جہنم ہو گنہگارون سے
ہو نہین فارغ مجھے مطلب نہین زردارون سے

محال جادو نے جو اس گویے کو دیکھا حیران ہو گیا کہ ایسا نحیف وضعیف مگر کیا خوش آواز ہو آواز مین سوز و گداز ہو پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب ادھر آؤ بڑے میان قریب آئے کہا گیتان یہ عورت کون ہو اور کیون رو رہی ہو محال نے

کہا بڑے میان صاحب مین نے ایک جادوگر کو مار کر اسکو لیا ہی یہ مجھکو نہین قبول کرتی
مین گلدستہ بنا رہا ہون کہ اسکو سنگھا دون یہ مجھپر عاشق ہو جائیگی بڈھے نے کہا یہ کام
ہمارا ہی کہ ناراض کو راضی کردین سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا جو خواہان ہوا
اُسکے پاس پہونچا یا آپ ایسا جوان اور عورت نہ قبول کرے یہ بڑے بڑے ہاتھ
پانوٗن اور یہ کالی کالی صورت اسپر کون نہ مائل ہوگا آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسکو
راضی کیے دیتا ہون محال جادو ہٹا خواجہ نے پوچھا ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی
کیا ہی ملکہ نے رو کر کہا مجھکو سوسن تنر زبان کہتے ہین اول مین مجھکو شتاب جادو
اُٹھا کر لایا تھا اِسنے اُسکو مارا زبردستی وصل کا خواہان ہی اور مین معشوقۂ تمکین
تاجدار ہون یقین ہی کہ صاحبقران زمان میرے واسطے کوشش کرین کسکی مجال ہی
کہ مجھپر دست انداز ہو سکے خواجہ نے اپنا نام بتایا کہا ای ملکۂ عالم اس ساحر سے کہدو
کہ مین خود تجھپر مرتی ہون بڑے میان نے ٹھیک ٹھیک سمجھا دیا تیری بدعت سے
مجھکو انکار تھا اب تو راہ پر آیا تجھکو کیونکر نہ قبول کرونگی مین ابھی اسکو مار لونگا ملکہ نے
کہا خواجہ یہ میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ نے کہا میرے کہنے پر تو تم اسکا پاس
کرو مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون شاید صاحبقران سے ذکر سنا ہو مین عمرو ہون
تمھاری فکر مین نکلا ہون اب کیا یہ بچ سکتا ہی ملکہ سر جھکا کر خاموش ہوئین خواجہ نے
آواز دی کہ ای محال جادو عجب بے وقوف ہو وہ تو خود تمپر جان دیتی ہی تمھاری
بدعت سے بیزار تھی لیکن شراب لاؤ نشے مین لطف ہوگا محال جادو یہ سنکر دوڑا
بھٹی سے شراب لایا کہا لو بڑے میان یہ شراب حاضر ہی مجھکو بھی پلانا عمرو نے کہا
تمکو نہ پلاؤنگا تو کسے پلاؤنگا عمرو نے جام بھر کر لبریز کیا چند اشعار پڑھکر پکارا اُٹھے
یہ جام موجود ہی اسکا انجام بُرا ہی ای محال جادو اسکو پی جاؤ تمکو یہ معلوم ہوگا کہ
صحبت خداوند مین بیٹھے ہو محال نے خوشی خوشی وہ جام لیا کہتا ہی اس معشوقہ کو تو
پلاؤ عمرو نے کہا تم مشقت کروگے اِسوجہ سے پینا ضرور ہی دیکھتا ہون کہ آنکھون
مین سرور ہی محال جادو نے وہ جام لیکر پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہتا ہی میان گویے صاحب

اس شراب سے بڑا نشہ کیا حقیقت مین خداوند آئے ہین اور مجھے بلاتے ہین عمرو نے
کہا تم بھی بلا لو ذرا اُٹھکر استقبال کرو محال جادو گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ نے ہاتھ خواجہ کے چوم لیے
کہا او شہنشاہ اوج عیاری تمنے کیا کارنمایان کیا عمرو نے کہا مر بندہ جادوگران
و ریش تراشندہ کافران میرا لقب ہی عمرو نے چاہا ملکہ کو ساتھ لون اور نکل چلون
مرنے کی محال کے جو آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من محال جادو بود پہلو سے آواز
آئی کہ ارے تو کون ہی کہ محال کو مارا دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا آتے ہی اُسنے
سحر کیا عمرو کے پانوٗن زمین نے پکڑ لیے لاشہ جو محال کا دیکھا آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آگیا کمال جادو اسکا نام ہی محال کا چھوٹا بھائی ہی کہنے لگا او ظالم تو نے
میرے بھائی کو مارا اب مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑون گا
عمرو نے کہا کمال تمھارا نام ہی تم اپنے کمال مین یکتا ہو کچھ اپنا کمال دکھاؤ ورنہ ابھی
ہمارا کمال دیکھو ہمتو تمھارے کمال کے مشتاق ہین ابھی یہ بٹوا جو ہمارے گلے مین
پڑا ہی اسمین بہت سا مال رکھا ہی جسقدر چاہو مجھسے لے لو مگر مجھکو معاف کرو مین نے
تمھارے بھائی کو نہین مارا اس عورت نے تمھارے بھائی کو مارا ہی تم اسکو بھی
لیجاؤ جا کر عیش کرو ملکہ یہ سنکر رونے لگی عمرو نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو کمال قریب
عمرو کے آیا کہا یہ بٹوا مختصر ہی عمرو نے کہا میرے پانوٗن رہا کر دیجیے پھر بٹوے کو ملاحظہ
کیجیے کمال نے عمرو کے پانوٗن کھولے عمرو نے زنبیل کو کھولا کمال نے جھک کر دیکھا
تو ایک مجمع عظیم نظر آیا مال جابجا انبار ہی عمرو نے منڈھی نکالی اپنے اوپر اوڑھ لی اب
کمال نے دیکھا کہ وہ بڈھا اور عورت دونون ایک خیمے مین بیٹھے ہین کمال نے کہا
او بڈھے یہ خیمہ کہان سے لایا عمرو نے گالیان دینا شروع کین کمال بڑھا کہ ٹانگ
پکڑ کے کھینچ لون جیسے ہی طناب پر ہاتھ رکھا ڈھی مین لٹک گیا عمرو نے سوا اسکا لکر
پیشانی پر مارا اور نیچے آگ روشن کر دی بھیجا کمال کا نکلنے لگا تڑپنے لگا مگر خواجہ
کب مانتے ہین کہا میرا کمال دیکھا یہ کہکر ایک گرگا زنبیل سے نکالا گرگا جو گھبرا کر نکلا

عمرو کو دیکھکر کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا اِسکی موسیائی نکال لو کارخانے مین
اب نہین ہی اور اِسکا علاج کرو اُس گر نے سے تڑپا تڑپا کر کمال کو مارا عمرو نے گرگ
کو کہا زنبیل مین جاؤ گرگا کانپتا ہوا زنبیل مین گیا عمرو نے ڈاڑھی رکھی ملکہ کو ساتھ لیکر
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار پشت مرکب پر
سوار اور پشت پر چند سوار پیدل شکار کھیلتا ہوا آتا ہی اُسنے جو اِس مہ جبین کو دیکھا
پکار کر کہا او بڈھے اِس عورت کو کہان لیے جاتا ہی گھوڑا اُڑا کر قریب آیا عمرو نے
کہا مین اِسے بیچتا ہون خرید لیجیے اقلیم تاجدار نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار
کہا لو بڑے میان یہ کئی لاکھ روپے کا ہی ہمیشہ آباد رہو گے عمرو نے مالہ لیکر زنبیل مین
رکھا ملکہ سوسن سے کہا لو بی بی خدا حافظ اب تم اِنکے ساتھ جاؤ سوسن رونے لگی
کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو مین اِنکے ساتھ نجاؤنگی عمرو نے خفیہ کہا بھلا مین تمھین جانے دونگا
تم اِسکا ہاتھ پکڑ لو مین اِسکو مارے لیتا ہون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا اقلیم تاجدار
خوش ہو گیا عمرو نے کہا ذرا کنارے چلیے اِس عورت کے جو عیب و ہنر ہین وہ کہدون
کہ آپ آگاہ رہین یہ عورت بڑی بد مزاج ہی ہر وقت وصل اِسکی خوشامد کرنا اقلیم تاجدار
کو کنارے لا کر جباب مار کر بیہوش کیا تاج وغیرہ اُسکا لیا اُسیکی شکل بنکر باہر نکلے اور
سوارون سے کہا جلد جاؤ ایک محافہ زرین لیکر آؤ مگر دیر نہ لگانا تم سبکو نہال کر دونگا
آج مین نے صحرا مین دولت لونڈی پائی سوار گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے کہ جا کر
محافہ لائین عمرو ملکہ کو لیکر بیٹھا گا پھر سوچا کہ اِسکو زنبیل مین رکھ لون ملکہ سے کہا
ذرا تم تو اِس بٹوے کی سیر کرو ملکہ جھک کر بٹوے کی سیر کرنے لگی عمرو نے ملکہ کو
زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی ملکہ زنبیل مین گری چہار طرف سے کنیزین دوڑین کہ
اِسکو ستائین عمرو نے آواز دی خبردار اِسکو بہ اعزاز و اکرام رکھنا یہ ہمارے
آقا کے سردار کی معشوقہ ہی کنیزون نے ہاتھون ہاتھ سوسن کو لا کر ایک تخت
مین بٹھایا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئین کہنے لگین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سوسن
حیران ہی کہ مین کہان پہونچ گئی خاموش بیٹھی ہی کسیکی بات کا جواب نہین دیتی

اور خواجہ جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین یہان صاحبقران نے جو تمکین کو
بہت بیقرار پایا فرمارہے ہین کہ ای تمکین نگھبرا اُو خواجہ عمرو لیکر آتے ہونگے کہ
سامنے سے زنگ کی آواز بلند ہوئی تمکین بیقرار ہوکر دوڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
معشوقہ میری ملی عمرو نے کہا مین تو لا یا مگر راہ مین مہاجنون نے چھین لیا کچھ روپیہ
دو تو مین اُسکو طلب کرون تمکین تاجدار نے اپنے خزانے کا پرچہ دیدیا خواجہ نے
زنبیل سے ملکہ کو نکالا عاشق و معشوق ایک جگہ ہوے صاحبقران نے لوح کو
ملاحظہ فرمایا لوح نے خبر دی کہ قتل ملکہ حسینہ جادو ابھی باقی ہے امیر سب سے رخصت
ہوے صحرا مین آئے ہزارہا زاغ و زغن نے آکر امیر کو گھیر لیا امیر نے لوح کو دیکھا
اُسمین نوشتہ پایا کہ بیچ مین زاغون کے جو زغن کلان ہے اُسکو تیر سے مار و تب یہ سب
غائب ہونگے امیر نے جیسے ہی کمان کاندھے سے اُتاری وہ زغن کلان چیخ مار کر
بلند ہوئی امیر نے تیر مارا اڑا جاتا تھا مگر قضا و قدر نے اُسکے سینے پر پہونچایا
زغن مر کر گری تمام زاغ جلنے لگے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مسن زغن
جادو بود امیر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پہاڑ حائل ہے امیر نے لوح کو پہاڑ سے
مس کیا پہاڑ بین دوناٹا ہوا ایک ساحر قوی ہیکل جوف کوہ سے نکلا للکارتا ہوا کہ
او طلسم کشا مجھکو سوتے مین بیدار کیا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا صاحبقران نے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے دو جادوگر ویسے ہی بنکے
تیار ہوے تھوڑے عرصے مین کئی سو ساحر ایک وضع اور ایک قد و قامت کے بنکر
تیار ہوے کلھاڑے سب کے ہاتھ مین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ کنارے
پر جو ساحر کھڑا ہے جسکی پیشانی پہ خال سفید ہے اگر قادر انداز ہے بدل ہو تو اُس
سفیدی پہ تیر مارو صاحبقران نے کمان کاندھے سے اُتاری اُس ساحر نے چاہا
تڑپکر نکل جاؤن امیر نے عکس لوح ڈالا وہ ساحر چپکا کھڑا رہا تیر آکر خال پر پڑا کہ
اندھیرا ہوگیا سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے سب جلکر خاک ہوے آواز آئی
کشتی مرا نام مسن کوہان جادو بود وہ کوہ کلان ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کئی ہزار بندے

خدا کے پہاڑ مین قید تھے امیر نے آکر اُن سب کو رہا کیا رہا کر کے آگے بڑھے دیکھا وہی قلعہ ہی جسمین پہلے سابق مین آیا تھا مگر ہزار ہا زنگی برجون مین کھڑے ہین امیر کو جو سب نے آتے ہوے دیکھا قرناؤن کو دم دیا اندر سے قلعے کے فوج پیدا ہوئی حسینہ جادو تخت پر سوار کئی لاکھ ساحر ساتھ لیکر قلعے سے باہر آئی امیر کو دیکھکر آواز دی ہان یارو اسکو مارلو کل فوج نے امیر پر بلوہ کیا امیر لوح کو گروش دے رہے ہین جسپر عکس پڑا وہ نابینا ہوگیا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی الماس تاجدار و تمکین تاجدار و کوہ آہن ربا ے خونخوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچے آکر شریک جنگ ہوے جب فوج ساحران کا زیادہ بلوہ ہوتا ہی تو صاحبقران لوح کو گروش دیتے ہین ساحر عاجز ہوکر بھاگتے ہین مگر الماس تاجدار پہلو پر صاحبقران کے چڑھا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی یکایک لڑتے لڑتے کانپا گھوڑے سے گرا فوراً غائب ہوگیا تمکین تاجدار نے امیر کو خبر دی کہ اے شہریار الماس غائب ہوا امیر نے لوح کو اُٹھایا مگر وہ جنگ عظیم ہی کہ لوح بمشکل بھی نہ دیکھ سکے ساحر مہلت نہین دیتے مگر صاحبقران لڑ بھڑ کر کنارے آئے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ پہلو پر گنبد سیاہ ہی گنبد جادو الماس تاجدار کو پکڑ لیگیا لوح گنبد سے مس کرو ایک راستہ پیدا ہوگا امیر نے جاکر لوح کو گنبد سے مس کیا دروازہ گنبد کا ظاہر ہوا دیکھا الماس تاجدار ایک ستون سے بندھا ہی بیقرار و اشکبار دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز امیر کو پہونچا **نظم**

خدا نمود بہر یک طریق صلح و صلاح	خدا رساند جہان را بمنزل اصلاح
پے کشایش باب امید مخلوق است	بدست حضرت فتاح ہر زمان مفتاح
مطیع حکم خداوند مالک الملک است	ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح
بدل قرار و بہ تن قوت و بجان آرام	رسد بہ فضل کمالش بہ روح فرحت و راح
خدا بہر دل تاریک میکند روشن	ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح
ز نور روز نماید خدا شب تاریک	کند ز شام ہویدا ظہور نور صباح
بہ شرق و غرب بگردد فلک بفرمانش	بحکم اوست مہ و مہر بر فلک سیاح

به بارگاه مقدس سران ملک کنند — همیشه سجدهٔ تسلیم و زاری و الحاح
خدا به آئنهٔ سینه روشنی بخشد — همیشه حالت بد را خدا کند اصلاح
به ذکر اوست همه خلق در جهان مشغول — زمانه هست ثنا خوان و واصف و مداح
خدا بکشتی مخلوق ناخدا باشد — درین جهان نه باشد کسے دگر ملاح
به اوج معرفت حق رسید در یکدم — گشاده هر که میان هوائے شوق جناح
جهاد بر سر میدان به نفس شیطان کرد — ز صبر و شکر و ریاضت به بست هر که سلاح
چو هست سایهٔ درگاه پاک بر هندی — گشاده دار بر و باب فضل یا فتاح

امیر نے جو الماس تاجدار کی یہ کیفیت دیکھی بڑھکر لوح کو مس کیا الماس نے قید سے رہائی پائی جتنی دیر میں امیر باہر نکلے اُتنے عرصے میں حسینہ جادو نے سارے لشکر کو سحر میں پھنسا دیا امیر نے نکلکر دیکھا کہ کل لشکر مبتلائے سحر ہی صاحبقران نے آتے ہی عکس لوح کا ڈالا کل سرداروں کو عکس ڈال کر ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے تو پھر جنگ میں مصروف ہوے مگر صاحبقران لوح کو ملاحظہ فرما چکے ہین لوح مین نوشتہ پایا کہ جبتک حسینہ جادو نہ قتل ہوگی لشکر پر یہی آفت رہیگی حسینہ جادو بلاے روزگار ہی مگر لوح سے ہوشیار رہیگا عین گرمی جنگ مین صاحبقران نے کئی مرتبہ خواجہ کو پکارا مگر خواجہ کا پتہ نہ ملا آخر ناچار ہو کر صاحبقران نے لوح کو گلے سے اُتارا لوح کو ہاتھ مین لیا اِس خیال سے کہ لوح کو ملاحظہ کرون کہ ایک مقام پر دیکھا خواجہ شعلۂ آتش مین گھرے ہین کل اعضاے بدن جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی صاحبقران کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس غلام کو بچائیے صاحبقران نے بڑھکر لوح پھینکی فرمایا خواجہ لوح لو اِسکو جسم سے مس کرو خواجہ نے لوح کو رومال مین لپیٹا پکار کر آواز دی کہ ای صاحبقران دیکھیے لوح یون لیتے ہین منم حسینہ حسن ساز اب اُس گمبھو بریدہ کو بھی گرفتار کرونگی جسکے عشق مین طلسم توڑا یہ کہکے بھاگی اُچک کر تخت پر سوار ہوئی اُسی صورت پر تھی جس صورت پر لڑنے آئی تھی نعرے کر رہی ہی یارو مین نے لوح طلسم

لے لی اب طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح میرے پاس موجود ہی یہ کہکے لوح ہتھیلی پر رکھی
کل لشکر کو دکھائی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ پہلو مین اسکے وزیراعظم
عقبیل جادو جو کھڑا تھا اسنے حلقہ ہاے کمند مارے اور لوح ہاتھ سے حسینہ جادو کے
لے لی اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کر کے طرف امیر کے لوح پھینکی امیر نے جست کر کے لوح کو لیا لوح کو لیتے ہی
وہی جنگ وجدل تھی وہی ساحرون کی پریشانی لیکن خواجہ عمرو حلقہ ہاے کمند مار کر
بھاگے حسینہ جادو نے چاہا عمرو کو گرفتار کرون عمرو نے گلیم اوڑھ لی حسینہ غل مچانے لگی
ارے ساربان زادہ سامنے سے غائب ہو گیا ارے صاحبو کس ہاتھ سے لوح کو مجھے
لیا مین نے ایسی تدبیر سے لوح لی تھی کہ جانتی تھی اب لوح مجھسے جدا نہ ہو گی اب جدھر امیر
حملہ کر کے جا پڑتے ہین مجمع ساحرون کے متفرق ہو جاتے ہین ہر طرف سے صدائین بلند
ہین کہ اے ملکۂ عالم ہم چلے جاتے ہین عکس لوح نے آگ لگا دی دیکھین کیونکر بچین گر
صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے تخت کے پہونچے حسینہ نے دیکھا کہ طلسم کشا بہت
قریب آتا ہے تخت کو ہٹایا ساحرون سے کہا تخت کو بلند کرو تخت کو ساحر بلند کرنے لگے
امیر نے جو دیکھا کہ حسینہ جادو کا تخت بلند ہوتا جاتا ہے کمان طلسمی کاندھے سے اُتاری تیر
بھر کمان مین پیوست کیا حسینہ جادو کو تاک کر تیر مارا حسینہ جادو نے تیر چلا دیا امیر نے
بوچھار کر دی آخر ایک تیر آنکھ پر آ کے پڑا کہ آنکھ حسینہ جادو کی نکل پڑی غل مچانے لگی
کہ اے طلسم کشا غضب کیا آنکھ میری بیکار ہو گئی ڈھیل آنکھ کا لٹکا ہوا آنکھ سے خون
جاری تڑپ رہی ہے عمرو نے قریب آ کر کہا اے شہریار آپ کیون رک گئے تیر سینے پر
مارئیے حسینہ نے وہی خون آنکھ کا لشکر امیر پر پھینکا جس پر قطرہ پڑا وہ جلگیا امیر نے
ابکے جو کمان کیانی روش سے اُتاری تین بھال کا تیر اُس مین پیوست کیا سینہ حسینہ
کا تاک کر مارا ہر چند حسینہ جادو نے چاہا بچون مگر وہ تیر قضا کئی ساحرون کے کلیجون کو برما کے

سینۂ حسینہ کو توڑ کر پشت کے پار گذر احسینہ جادو کا مرنا کہ سامنے جو کوہ حائل تھے وہ گر پڑے جب پہاڑ گرے مقناطیس وغیرہ پہاڑ کے اسپار انتظار مین تھے نعرۂ صاحبقران کی صدا سنکر آئے آکر شریک جنگ ہوے ساحرون نے چادر ہلائی امیر نے امان دی کہ ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آئے کنجیان لاکر صاحبقران کے سامنے پیش کین کہا یہ کنجیان خزانے کی حاضر ہین امیر نے آ کے کوٹھے خزانے کے کھلوائے مال بیحساب نکلا مقناطیس جنی بھی آکر ملا رنقائے روئین تن نے آکر امیر کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی مبارک ہو کہ حضور نے طلسم فتح کیا مگر غلام کی آرزو نہ پوری ہوئی صاحبقران نے مقناطیس سے اقرار کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری تمھاری دختر سے عقد کرینگے اور اخفائے روئین تن کی معشوقہ دلوا دی عقد شرعی ہو گیا خزانہ لدوا کر اول صاحبقران اُس مقام پر آئے جہان لشکر ظفر اثر ہولند ھور وغیرہ نے دیکھا کہ صاحبقران بڑی شان وشوکت سے آئے سینے آکر استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا ای دارائے ہند لشکر تیار کرو کہ ہمکو قصر ہشت پہل پر جانا ہے ہولند ھور مالک نے اُسیوقت لشکر مین حکم پکروا دیا کہ کل صاحبقران کا طرف قصر ہشت پہل کے کوچ ہے تمام لشکر تیار ہوا کل فوج امیر کے ساتھ بارہ لاکھ ہے افسران نامی وتاجداران گرامی تختون پر سوار دیو اپنے چیخین مارتے ہوے زنجیرین ہلاتے ہوے صاحبقران کے ساتھ ہوے امیر نے اِس شان وشوکت سے طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کیا کہ ذکر اِنکا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان طلسم کشا نور الدہر بن بدیع الزمان کے ذکر کرتا ہون۔ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ‌‌‌‌ کہ پھر رنگ پر آگئی داستان
گلابی اُٹھا ساقی بیمبر ‌‌‌‌ کہ عاشق کے دل کی ہے تجھکو خبر
شراب مضامین کا ہو یا رہا ‌‌‌‌ ترے ہجر مین یہ ستم بھی سہا

ہر اک وقت عاشق کو یہ دھیان ہے / کہ میخانے مین آج سامان ہے
چلین رند میخوار با صد خوشی / کہ پیر مغان کو نہ ہو سرکشی
ہر اک مغبچے کو تو خواہش ہوئی / مگر دختر رز کو کاہش ہوئی
کہ رندون کا مجمع نہ ہو دہر مین / پھرین اسطرح سے نہ وہ شہر مین
اٹھا ساقی بیخبر لاجواب / رخ صاف سے جلد اپنے نقاب
وہ ضو تھی کہ میخانہ روشن ہوا / وہ گرمی کہ ہر ذرہ گلشن ہوا
اٹھے مے پرستان فرخندہ خو / کہ کرتے ہین بیہوش کی آبرو
دکھا وصف تحریر اے خوش مقال / کہ ساقی کو ہے شوق مین انفعال
لکھو داستان مرصع قمر + / کہ محظوظ ہون ناظرین سربسر

چہرہ سیاحان دشت پرہول اور ساحران ساحری قبول اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج و دانائے شیرین زبان + چنین ہنگارد زکلک بیان + سابق مین عرض کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گل مراد و ابرش طلسمی کو لیکر دشت لالہ زار مین پہونچے جسوقت سے پھول گلے مین پڑا ہے اسطرح کی خوشبو آتی ہے کہ تمام جسم مشک و عنبر کا معلوم ہوتا ہے جسطرف سے گذرتے ہین راستہ معطر و معنبر ہوجاتا ہے بوے جسم اقدس جو پھیلی اُس دشت لالہ زار مین ایک قصر دکھائی دیا دروازہ قصر کا کھلا چند کنیزون نے کرسی بچھائی نور الدہر زیر قصر پہونچے کہ ایک نازنین آکے کرسی پر بیٹھ گئی زلفین چہرے پر آراستہ معلوم ہوتا ہے کہ ناگنیان پڑی اسکو ڈس رہی ہین عارض النورین ضو ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے دونون طرف نصب ہین بقول میرحسن مرحوم اشعار جہان راستی چاہیے راستی + کجی جس جگہ چاہیے وان کجی + تبسم حیا ناز شوخی غرور + ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور + نور الدہر نے جو جمال جہان آرا اُس نازنین کا دیکھا بے اختیار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اور کئی سو جوان کہ زیر قصر جمع تھے ہو حق کرنے لگے کوئی چیختا ہے کوئی کہتا ہے فقیر ہو کر بیٹھون کوئی گریبان کو

چاک کرکے سر ٹکرانے لگا کوئی سر جیوان بیقرار ہو رہے ہین بعض اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے

نظم

آج وہ حمام جاتے ہین نہانے کے لیے
ہم چلین زیر قدم آنکھین بچھانے کے لیے

اوسگ دلدار آتا ہو اگر تو جلد آ
ہڈیان میری ہما آیا ہو کھانے کے لیے

چونک او غافل نہین دنیا ہو رہنے کا مقام
خوش یہان بیٹھا ہو کیا آیا ہو جانے کے لیے

بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پر
آئے ہین وہ پھول تربت پر چڑھانے کے لیے

اس سرائے دہر سے ملک عدم کا قصد ہو
ہم کمر باندھے ہوے بیٹھے ہین جانے کے لیے

آج سہندی ملکے اپنے ہاتھ پاؤن مین وہ شوخ
مستعد بیٹھا ہو میرا خون بہانے کے لیے

میری تربت پر نہین کچھ حاجت شمع و چراغ
دوست آپنے اپنے آئے دل جلانے کے لیے

کام آئیگی نہ کر برباد او ناوک فگن
خاک میری رہنے دے تودہ بنانے کے لیے

اس زبان سے شکر خالق کیا ہوا ے سطوت بھلا
نعمتین دنیا کی ہین موجود کھانے کے لیے

ان عاشقون نے جو یہ اشعار پڑھے نورالدہر کو بھی اُس نازنین پر توجہ ہوئی اُس مہ جبین نے اشارہ کیا کہ بالاے قصر آئیے نورالدہر سیڑھیان طے کرکے چلے مگر جیسے ہی دو سیڑھیان طے کین کہ پہلو سے آواز آئی کہ او اجل گرفتہ کہان آتا ہو خبردار یہان نہ آنا ان عاشق تنون کو منع کردو کہ بالاے قصر نہ آئین نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغ برہنہ کھینچے ہوے اسقدر جلدی مین آیا کہ نورالدہر کی پلک جھپک گئی اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے پھول کو جنبش دی وہ زنگی چیخ مار کر بھاگا وہ زن قصر مین مخفی ہوا نورالدہر حیران تھے کہ ایسا وہ زن اسمین یہ زنگی کیونکر داخل ہوا اِس حیرانی مین لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا کیون حیران ہو یہ مقدمہ طلسم ہو یہ مقام سکان بلند پرواز ہو ایسے ایسے شعبدے بہت دیکھو گے گل مراد کو سونگھو دیکھو کیسی خوشبو آتی ہو جیسے ہی نورالدہر نے پھول کو سونگھا وہ بوے بد آئی کہ دماغ اُلٹ گیا نورالدہر حیران ہوے کہ بوے بد کا کیا باعث یا تو وہ خوشبو تھی کہ راستے مہکتے تھے

پایہ بوسے بدکہ غرفے سے اُس نازنین نے سر نکالا ایکبارگی آواز دی کہ ای طلسم کشا اِس پھول کو پھینکدو مرجھا گیا نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ پھینکدین لوح طلسمی یاد آئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کر دو وہی خوشبو پاؤ گے نور الدہر نے جو لوح کو دیکھا اُس نازنین نے پکارکر آواز دی ای شہریار لوح کو ملاحظہ کیا اب تسکین ہوئی اتنو تشریف لائیے اسم حاشیہ لوح پڑھیے آپنے مجھکو کیا دشمن جانا ہی مین آپ کی مشتاق تھی خبرین رو رہا تی تھی حیران تھی کہ اِس مرحلے پر کب توجہ فرمائین گے نور الدہر حیران حیران اُسکی صورت دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا کہتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ ای شہریار لوح طلسمی مجھے دیجیے لوح مین دیکھ لیجیے یقین ہی کہ لوح بھی خبر دے کہ لوح اِسکو دیدو یہ تو آپکو ثابت ہوگا کہ یہ مرحلۂ سکان بلند پرواز ہی شعبدے کا یہان آغاز ہی نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اِسکو دیدو دیکھو کیا انجام ہوتا ہی وہ نازنین غرفے سے باہر نکل آئی ہاتھ بڑھایا نور الدہر لوح اُتار کر دینے لگے جیسے ہی عکس لوح پڑا ایک شعلہ چمکا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک زنگن نحیف وضعیف جھریان گالون پر پڑی ہوئین ہاتھ بڑھاے کھڑی ہی لیکن رو رہی ہی کہتی ہی ای شہریار آپ نے میرا کمال کھویا پھول نے جو خوشبو دی تو میرا رنگ تبدیل ہوا لوح مین بھی تاثیر ہی مٹانے کی ہمارے اب تدبیر ہی نور الدہر نے ہاتھ روک لیا اُسنے بھی ہاتھ نہ بڑھایا دامن نور الدہر کا تھام لیا کہا بالاے قصر آئیے اگر میری یہ صورت ہوئی تو دختر میری حسینان عالم سے ہی کہ تمام اہل طلسم اُسپر جان دیتے ہین نور الدہر ساتھ اُسکے چلے سیڑھیان طی کرکے جب بالاے قصر آئے تو دیکھا مسند پر ایک زن حسین بیٹھی ہی نور الدہر کو دیکھکر اُٹھی ہنسکر کہا آپ نصیب دشمنان مادر مہربان نے چاہا تھا کہ اپنے دام مین آپکو لین مگر جو اصلیت تھی وہ ظاہر ہو گئی ای شہریار آپ کو بڑی تکلیفین پڑینگی یہ مرحلے بہت سخت ہین مین آپ کو صحبت مین بادشاہ طلسم کی لیچلون پہلو مین لے چلکے بٹھاؤن پھر آپ کو اختیار ہی جسطرح چاہیے قتل کیجیے اول تو نور الدہر اُسکے جمال بے مثال پر مائل ہوے اور یہ کہنا اُسکا خیال

مین آیا کہ ای نور الدہر حقیقت مین سالہا سال گذرے عجائب وغرائب سنے پریشان کر رکھا ہی اسکے ساتھ چلو بادشاہ طلسم کو دیکھو کہ انجام اس طلسم کا کیا ہی فرمایا کہ ای مہ جبین اول مجھکو صحبت بادشاہ طلسم مین لیچل مین اسے قتل کرلون تب میری تیری محبت ہو جو تو کہیگی وہ قبول کرونگا وہ نازنین مہنس ہنس کہتی جاتی ہی اُس قصر سے نکلکر دوسرے قصر کے قریب جو آئی آواز سنی کہ کئی نازنینان مہ جبین بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین اُس نازنین نے پلٹ کر کہا دیکھیے صحبت بادشاہ طلسم مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی معلوم ہوتا ہی انکو حال معلوم ہوگیا کہ طلسم کشا آتے ہین صحبت کو بچا یا گلزار خوش آواز گا رہی ہی

نظم

ور بار مجھکو پھراتی ہی محبت تیری ۔۔۔ آرزو ہی نظر آوے کہین صورت تیری

کیا کہون حد سے سوا ہو گئی فرقت تیری ۔۔۔ خواب مین بھی نظر آتی نہین صورت تیری

گر جگہ مجھسے گنہگار کو دی جنت مین ۔۔۔ ہی عنایت تری بخشش تری رحمت تیری

سامنے تجھکو شب و روز بٹھا کر ای یار ۔۔۔ دل مین آتا ہی کہ دیکھا کرون صورت تیری

عمر بھر بھول کے بھی گل کو نہ وہ یاد کرے ۔۔۔ دیکھ لے بلبل شیدا جو نزاکت تیری

ظلم تو لاکھ اگر مجھ پہ کرے گا ظالم ۔۔۔ نہ زبان سے کبھی نکلے گی شکایت تیری

بوسہ اک مانگا جو مین نے تو دیے دو تو نے ۔۔۔ بڑھ کے حاتم سے جہان مین ہی سخاوت تیری

کیا خطا تھی مری جو آنکھ پھرائی تو نے ۔۔۔ دیکھ لی دیکھ لی ای یار مروت تیری

توبہ اس منھ سے بھلا شکوہ کا کرنا کیسا ۔۔۔ نہ سنی اور کسی سے بھی شکایت تیری

قتل کیا تجھکو کرون مجھسے کہا قاتل نے ۔۔۔ رحم آتا ہی مجھے دیکھ کے صورت تیری

عالم نزع مین عاشق سے اجل کہتی ہی ۔۔۔ حیف صد حیف نہ نکلی کوئی حسرت تیری

ہڈیان بعد فنا میری ہما نے کھائین ۔۔۔ رہ گئی ای سگ دلدار ضیافت تیری

جا کے دوزخ مین نکل آؤنگا مین بہشت ۔۔۔ میرے معبود بچا لیگی جو رحمت تیری

ظلم ایجاد ہوا کرتے ہین عاشق کے لیے ۔۔۔ ستم و جور پہ مائل ہی طبیعت تیری

دیکھتا ہون مین جدھر تو ہی نظر آتا ہی ۔۔۔ بس گئی جب سے مرے دل مین محبت تیری

تو اگر غیرت لیلی ہی تو مین ہون مجنون — میرے باعث سے جہان مین ہوئی شہرت تیری
عمر بھر جان حفاظت مین رکھی تھی یارب — ملک الموت کو سونپی ہی امانت تیری
تھا غضب صبح شب وصل گجر کا بجنا — جھلملا نا وہ چراغون کا وہ رخصت تیری
دور ساغر مین کوئی جام جو مجھکو نہ ملا — ہنس کے ساقی نے کہا گردش قسمت تیری
یار کہتا ہی گلے میرے لپٹ کر سطوت — اب تو باقی نہین کچھ مجھ سے شکایت تیری

نور الدہر نے جب یہ صدا سنی مبہوت ہو کر آگے بڑھے اُس نازنین نے عرض کی کہ جلد تشریف لائیے بادشاہ طلسم آپ کی مشتاق ہی بعد ملاقات جو مناسب ہو وہ کیجیے نور الدہر نے پردہ اُٹھایا قصر کو دیکھا مثل عروس شب اول کے آراستہ ہی جھاڑ کنول مردنگیان کس لطف سے آراستہ ہین شمع ہاے مومی و کافوری دوشاخے کنول کے مثل دست دعا بلند ہین اور بیچ مین تخت زمردین ہی اُسپر ایک پریزاد تاج شہریاری بر سر و چار قب شہنشاہی در بر بہ صد شوکت و حشمت جلوہ فرما ہی اور گرد صدہا نازنینان مہ جبین ایک ایک شعلۂ جوالہ آفت کا پرکالہ ناز و کرشمے مین مصروف ہین وہ نازنین جو نور الدہر کو ساتھ لیکر آئی ہی پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ طلسم لقراط ثانی اب طلسم کشا موجود ہین مین نے یہانتک پہونچا دیا اب آپ کو جو منظور ہو وہ کیجیے ایسے ہوشیار رہین کہ دم بدم لوح ملاحظہ فرماتے ہین وہ نازنین تخت نشین ہاتھ اُٹھا کر بڑھی تخت سے اُٹھکر آواز دی کہ تشریف لائیے مین آپ کے جمال جہان آرا کی مشتاق تھی مگر پھول اور لوح مجھکو دیجیے خداوند نے طلب فرمایا ہی نور الدہر نے لوح پر ہاتھ ڈالا پھول کو بغل سے نکالا چاہا کہ اُس نازنین کو دیدون کل نازنینان مہ جبین مبارک مبارک کہہ رہی ہین کہ زمین شق ہوئی ملکہ ہماے مرصع پوش نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ آپ کیا ستم کرتے ہین یہ مکارہ بادشاہ طلسم نہین ہی سکان بلند پرواز اسی کا نام ہی پھول پھینک مارییے جیسے ہی ہما نے یہ کہا وہ نازنین تخت نشین قہقہہ مار کر ہنسی ایک سناٹا ہوا قصر مین جنبش ہوئی وہ جو نازنین نور الدہر کے ساتھ آئی تھی اُسنے دستک دی نور الدہر کی آنکھون کے

نیچے اندھیرا آگیا آنکھیں بند کرلین مگر پھول کو کلیجے سے لگائے ہوے ہین لوح واپنے ہاتھ مین اب جو آنکھیں کھولکر دیکھا نہ وہ جلسہ تھا نہ وہ نازنینان مہ جبین تھین اپنے کو ایک صحرائے سبزہ زار مین پایا دیکھا نواح دلکشا سبزۂ خوابیدہ بیدار ہی ہر سمت طائرون کی پکار ہی بلبلین چہچہہ زن ہین نور الدہر حیران ہوے کہ یہ کیا مقام ہی یا تو اُس جلسۂ پاک دیکھ مین تھے یا اِس صحرائے سبزہ زار مین پہونچے مگر اُس نازنین کی یاد ہو فرماتے ہین کیا ستم ہوا کہ وہ ظالم آنکھون سے نہان ہوگئی اِس خیال مین کھڑے تھے کہ ایک طرف سے وہی نازنین دلفریب آئی آکر ہنسی پکار کر کہا اے شہریار آپ نے غضب کیا ایسے جلسے کو مٹایا نور الدہر نے جو اُسکو آتے ہوے دیکھا دل مین دھڑکن پیدا ہوئی لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا اگر یہ نازنین قریب آئے تو گل مرادا سپر پھینک مارو سکان بلند پروازہ کی وزیرزادی ہی مگر وہ نازنین منتین کرتی ہوئی آتی ہی کہ اے شہریار مجھکو قریب آنے دیجیے جب مین قریب پہونچ لونگی تو کچھ عرض کرونگی جیسے ہی وہ قریب آئی نور الدہر نے پھول پھینک مارا جیسے ہی پھول اُسپر پڑا جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکر خاک ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان بلند پرواز بود مارکر اُسکو لوح ملاحظہ کی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم وہ اے سیارہ این عجائبات بعد قتل ارکان خیال کرکے دیکھو کہ اسی درخت پر ایک طائر سبز رنگ بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اُسکو تیر سے مارو جب وہ مارا جائے تو اُسکا شکم چاک کرو دل اُسکا نکال کر اپنے پاس رکھو بر وقت قتل سکان کام آئیگا نور الدہر نے یہ تدبیر ند کورہ اُس طائر کو مارا جب وہ نخل سے گرا تو اُسکا شکم چاک کرکے دل نکال لیا بموجب ہدایت لوح ایک جانب چلے دیکھا لشکر اپنا سامنے اُترا ہی سرداروں نے آکر استقبال کیا اور نور الدہر نے نجم کاہن سے سب عجائبات بیان کیے نجم نے کہا حضور نے بڑی کمی کی جیسے ہی وہ نازنین تخت سے اُٹھی تھی آپ نے پھول پھینک مارا ہوتا اب جل بگڑ گیا سکان نے اور مضبوطیان کرلین نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا بعد دعا کے عرض کی ایک پہلوان زبردست ایک لشکر گران لیکر آیا ہی

کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی حضور کا نام لیکر پکار رہا ہو نور الدہر نکلکر ابرش پر سوار ہو کر
سامنے اُس پہلوان کے آئے اُس پہلوان نے کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم
کیئے جب تیر بیکار گئے تو اُس پہلوان نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نور الدہر نے جھٹکا دیکر نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ
تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر کا نٹھا گا ٹھکر جیسے ہی تلوار چمکائی نور الدہر
پہلوان سامنے سے بھاگا فوج اُس پہلوان کی نور الدہر پر ٹوٹ پڑی نور الدہر نے
نعرہ کیا مصروف جنگ ہوے سرداران نور الدہر آکر شریک ہوے نور الدہر نے
اُس پہلوان کا پیچھا کیا سرداران نور الدہر نے فوج کو شکست دی وہ پہلوان
بھاگ کر قریب ایک چشمے کے پہونچا گھوڑے سے کود کر چشمے مین پھاند پڑا جیسے ہی
وہ پہلوان چشمے مین پھاندا پانی اُس چشمے کا جوش مارنے لگا نور الدہر نے لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اپنے کو اِس چشمے مین گرا دو نور الدہر ابرش سے اُتر کر چشمے
مین پھاند پڑے غلطان پیچان چلے پاؤن زمین پر جو قایم ہوے دیکھا وہی پہلوان
ایک زنگن سے مصروف عیش و نشاط ہو نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا آواز دی کہ
او بےحیا یہ کیا حرکت ہو کیون شامتین آئی ہین اُس پہلوان نے کہا میرا یہی کام ہو گر
نور الدہر نے لوح کو ملاحظ کیا نوشتہ پایا کہ دونون کو قتل کرو نور الدہر تلوار کھینچکر
بڑھے اُس پہلوان نے چاہا بھاگ جاؤن نور الدہر نے پھول پھینک مارا زنگن
کے سینے پر پڑا اُسکو پسینہ آگیا جلنے لگی یہ پہلوان اُس سے لپٹ گیا دونون جلکر
خاک ہوے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے نور الدہر نے جو دیکھا سامنے باغ کا
دروازہ ہو چند زنگی دروازے پر باغ کے کھڑے ہین نور الدہر نے جو اُن زنگیونکو
دیکھا لوح پر نگاہ ڈالی تسکین طبیعت کر کے آگے بڑھے وہ زنگی نور الدہر کو دیکھکر
بھاگے نور الدہر باغ مین داخل ہوے ہزارہا طائر طلسم کشا کو دیکھکر زمزمہ سرائی
کرنے لگے کنج باغ سے نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین اُن سب کی ایک افسر جو
سب کے آگے تھی اُسنے مسکرا کر اشارہ کیا ساتھ والیون سے پلٹ کر کہا صاحبو جاتی

ہو کہ مین نے اِس شخص کے واسطے کیا کیا جفائین اُٹھائین اور یہ ظالم بہ نگاہ دشمنی مجھکو بغور دیکھتا ہی اور رہبری یہ کیفیت ہی نظم

نہین ہون مجھسے دل اُسکا پھرا ہی — نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہی
یہ تیرا چھیڑنا اے گل بجا ہی — مرے رونے پہ بیٹھا ہنس رہا ہی
وہ نکلے ہین جو گھر سے بن سنور کر — نہین معلوم کس کسکی قضا ہی
رخ رنگین دکھایا ہی یہ کسنے — چمن مین زرد ہر گل ہو گیا ہی
بڑھے کیونکر نہ میرے دل کی الجھن — اسیر حلقۂ زلف دوتا ہی
پسند آئی ہی کسکی جامہ زیبی — کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہی
تم اپنے حسن پر ناحق ہو نازان — سدا جوبن کسیکا بھی رہا ہی
نہ اتنا غل مچاؤ عندلیبو — مرا گلرو چمن مین سو گیا ہی
نہ اُس زلف پریشان پر ہو مائل — ارے دل کیون تجھے سودا ہوا ہی
جو یکتائی کا دعوی ہی برہمن — معاذ اللہ ترا بت کیا خدا ہی
زمانے مین ہی ارمان ہر مرض کا — مگر اک درد فرقت لا دوا ہی
جو ہی اُنکو مسیحائی کا دعوی — اِدھر آئین مرا مُردہ پڑا ہی
وفا کرتا نہین بھولے سے ظالم — ارے تو انتہا کا بے وفا ہی
نہین کچھ نزع کا اندیشہ سطوت — مرا حامی علیؑ مرتضیٰؑ ہی

اُس نازنین نے اِسطرح یہ اشعار پڑھے کہ نورالدہر نے ہاتھ اُس نازنین کا تھام لیا اُس نازنین نے پلٹ کر ساتھ والیون سے اِشارہ کیا ایک بارگاہ اِستادہ کرو ایک خیمہ اِستادہ ہوا نورالدہر اُس خیمے مین آئے جب مسند پر آکر بیٹھے پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اُسنے للکارا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان طلسم کشا کو لاکر تونے یہان بٹھایا ہی تجھکو کچھ خداوند کا خوف نہین یہ کہکے جھپٹ کر چاہا کہ اُس نازنین پر ہاتھ مارون نورالدہر نے سینہ سپر کر دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تیغ طلسمی کھینچا اُسکی تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے

اُس نازنین نے پہ نے نور الدہر کا دامن تھام لیا کہا اے شہریار آپ نے غضب کیا کہ میرے
شوہر کو مار ڈالا اب مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ اپنی کنیزون مین مجھکو منسوب
کیجیے نور الدہر نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہین کہ ایسی عورت کو اپنے قبضے مین کرین سب
کنیزین سمجھانے لگین کہ اے شہریار اِسکا کہین ٹھکانا نہین شوہر اسکا مارا گیا اب یہ
کہان جائے نور الدہر سمجھا رہے ہین کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم تمکو کوئی عہدۂ جلیل
دیا جائیگا نہ گھبراؤ کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار جس پہلوان
کو آپ نے مار ڈالا اُسکا بھائی بہ دعوی خونخواہی برابر آیا ہے نور الدہر تلوار
پکڑ کر باہر نکلے دیکھا ایک پہلوان گنبد سے اُترا روتا ہوا سامنے نور الدہر
کے آیا کہا اے شہریار آپ طلسم کشا ہین انصاف فرمائیے کہ آپ نے میرے بھائی کو
مارا اُسنے کیا خطا کی تھی نور الدہر نے کہا اُسنے ارادہ عورت کے قتل کا کیا تھا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اُس پہلوان نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا نور الدہر پر
مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا
مارا وہ پہلوان زخمی ہوکر بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا وہ نازنین غل مچاتی تھی کہ اے
شہریار اِسکے تعاقب مین نہ جائیے مگر نور الدہر نے نہ قبول کیا کہ لوح نے خبر دی
تھی تھوڑی دور پر جاکر اُس پہلوان نے غل مچایا کہ یارو مجھکو طلسم کشا کے ہاتھ
سے بچاؤ کئی ہزار جوان گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے نور الدہر کو گھیر لیا مگر
نور الدہر نے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لڑتے بھڑتے قریب اُس پہلوان
کے پہونچے اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا ہرچند کہ زخمی ہو مگر دل مضبوط کرکے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مار دیا
تڑپ کر جو تلوار گری اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے خون نکلا جسپر
قطرہ پڑا وہ جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوا اُس پہلوان کا مارے جانا
کہ سب ساتھ والے جلگئے بعد چند ساعت کے یہ دیکھا کہ صدہا دوکاندار آنے لگے
دوکانین اپنی اپنی آراستہ کرنے لگے تھوڑی ہی دیر مین سارا اسامان میلے کا جم گیا

تماشے ہونے لگے ایک طرف دو کانین بھنگیرنون کی کپڑے زرد و سرخ پہنے زیور سے آراستہ اپنے اپنے تختون پر جمی ہوئی بیٹھی ہین ایک تپائی پر چلمین و چند حقے مدار بیے رکھے ہوئے ساقنون کی گوری گوری صورتین جوڑے ترچھے بندھے ہوئے جوانان شوقین سے ہنس رہی ہین کوئی پکارتا ہی کہ بی ساقن صاحب ہم بھی تمھارے دم سے آئے ہین کشمیر کی خراب نہ پلانا امید وار ہین پیڑو پر سے کوئی تُرہ سا لجھان کا اپنے ہوے سنتے نکالکر پلاؤ اُسی کے مشتاق ہین ساقن نے چلم بھر کر دی جوان نے کہا پیاری ذرا منھ تو لگا دو ساقن نے دم لگایا دوسرا جوان پکار اُٹھا کہ بی ساقن ہمکو دم ہی دم مین رکھو گی ہمتو تمھارے پُرانے خریدار ہین ہمکو بھی ایک دم لگانے دو ساقن نے چلم بھر کر دی جوان نے خوش ہو کر حقہ لیا اور پکار اُٹھے نظم

نہ زاہد کے دم مین کھینچ دم چرس بکار زندگی مین
نہ زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہی
پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردے و زندے مین
بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی درگاہ ہی

میلے مین عجب ہنگامہ ہی ایک جانب دوکانین تنبولنون کی لباس سرخ اور سبز پہنے ہوے تماشہ بین بھی آڑے ترچھے دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوے تنبولنون سے سرخ رو ہو رہے ہین پان کھا رہے ہین تنبولنون کا رنگ شباب دیکھ رہے ہین داہنی بائین جانب کھلونے والے اپنی صناعی دکھا رہے ہین ایک سمت کھنڈ ہو رہے ہین دوسری جانب کبت ہو رہے ہین کسی مقام پر مداری تماشہ دکھا رہے ہین جا بجا ناچ ہو رہے ہین کہین پر کہاڑ مرک جھانجھ بجا رہے ہین میلے مین گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار گجرے ہاتھون پر پڑے ہوے کثرت جاؤ سے جا بجا لوگ اُڑے ہوے شانے سے شانہ چھلتا ہوا ہر شخص ٹہلتا ہوا کسی طرف ہنڈولے اپنی جھون چرا کر رہے ہین **نور الدہر** یہ تماشہ دیکھ رہے تھے کہ تھوڑی دیر مین آنا بڑا میلہ کیونکر آراستہ ہوا کہ دیکھا چند تبر دار آکے موجود ہوے صحرا کے نخل کاٹنے لگے تھوڑے عرصے مین نخل کاٹ کر لکڑیون کا انبار لگایا رال اُسپر چھڑک دی تیل ڈالا آگ روشن کی کہ ایک طرف سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا چند مزدور تخت اُٹھائے اُسپر ایک

نازنین ایک مرد کا جنازہ زانو پر رکھے ہوے سخت پکارتی ہوئی آتی ہو نورالدہر نے
جو اُس نازنین کو دیکھا تو بہت ناگوار ہوا چاہا کہ بڑھکر منع کرین مگر تخت کے ساتھ کئی سو
جوان تلوارین کھینچے ہوے اہتمام کررہے ہین کہ کوئی قریب نہ آنے پائے نورالدہر
نے دور سے منع کیا مگر وہ لوگ تخت کو قریب آگ کے لائے وہ نازنین لاش کو لیکر آگ
پر چڑھ گئی لاش سے لپٹی ہوئی جل رہی ہو اور پکار رہی ہو کہ یارو آگاہ رہو مین نے
اپنے شوہر کے ساتھ جان دی مگر زنا ؎ اختتام ہو طلسم کشا نے میری ثابت قدمی کو
دیکھا اب مین تم سب صاحبون سے رخصت ہوتی ہون طلسم کشا کو سب طرح کا اختیار
ہو یہ کہکر جل جلکر خاک ہوئی جو لوگ ساتھ تھے اُنھون نے خاک کو اُسکی سمیٹا اُسی مقام
پر ایک گنبد بنایا خاک کو گنبد مین رکھدیا سب پوجہ پاٹ کرنے لگے غل مچارہے ہین
کوئی کہتا ہو کہ بی ستی صاحب میرے یہان اولاد نہین ہوتی کوئی پکارتا ہو ستی صاحب
ہماری آرزو پوری کیجیے ہم بیکار ہین گنبد سے آواز آتی ہو تمھاری کسی کی آرزو نہ
پوری ہوگی ساحرون کا وقت اختتام ہو نورالدہر حیران یہ عجائب وغرائب
دیکھ رہے ہین کہ یہ کون لوگ ہین جو عورت کہ اپنے شوہر کے عشق مین جل گئی ہو
اُسکو مقام پوجہ بنایا ہو کہ ایک شخص نے سامنے آکر کہا او جوان تو دعا نہین مانگتا ہو
نورالدہر نے کہا ہم ایسے افعال پر لعنت کرتے ہین ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین
ہو اُس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے مرنا تھا اُسکا کہ اندھیرا ہو گیا آوازین ہو حق کی آنے لگین بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کشتی مرا نام من طومار جادو بود بعد تھوڑے عرصے کے نورالدہر نے
دیکھا کہ نہ وہ میلہ ہو اور نہ وہ دوکاندار نہ وہ مٹھ ستی کا حیران ہو گئے کہ ای نورالدہر
یہ کیا سحر کہ ہو دیکھیے سکان نے کیا کیا شعبدے دکھائے اِس فکر مین تھے کہ رات
ہو گئی نورالدہر نے اُسی نخل کے نیچے آرام کیا سکان اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ
چند طائر آکر چہکنے لگے سکان نے ہنسکر کہا کہ مین سمجھی صاحبو تم مین کوئی ایسا ہو کہ
طلسم کشا زیر نخل سو گیا ہو اُسکو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا سکان خود

اپنے مقام سے اُٹھی کنتی ہوئی کہ کیا مین تم لوگون کے بھروسے پر ہون پر پروانہ پیدا
کر کے چلی اُس صحرا مین آکر اُتری قریب پہونچی دیکھا کہ نورالدہر غافل سو رہے ہین
سکان قریب آئی اول اُسنے لوح آتاری گل مراد لیا تیغۂ طلسم اُٹھا لیا لوح محفوظ بھی
گلے سے لی جب یہ سب چیزین لے لین تو للکاری کہ او خفتہ بخت بیدار ہو کہ وقت نزدیکی
قضا کا قریب آیا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی اِس زور سے آواز دی کہ تمام صحرا ہلگیا
نورالدہر بیدار ہوے دیکھا سکان بلند پروانہ سر پہ کھڑی ہو چاہا قبضے پر ہاتھ
ڈالون تلوار نہ پائی لوح کو ٹٹولا وہ بھی نہ ملی گل مراد کے خواہان ہوے اُسکو بھی
نہ پایا جب تو گھبرا کر اُٹھنے لگے سکان نے سحر کیا اور پنجہ کمر مین دیکر سے اُڑی قصر مین
لیکر آئی کئی سو ساحر بارگاہ مین جمع تھے اور آپس مین کہ رہے تھے کہ طلسم کشا کے
پاس تحفہ جات کا اجماع ہے دیکھیے ملکہ زندہ بچین یا مرنے کی خبر پائین کہ سکان آکے
پہونچی سامنے نورالدہر کو ڈالدیا ہاتھ پانوٗن بیکار دونون لوحین و گل مراد
و تیغہ تخت پر رکھا نازکر رہی ہے کہ صاحبو بیرا ہی ایسا کلیجہ تھا کہ مین نے یہ تحفہ جات
لیے ورنہ کسکی مجال تھی کہ اِسکے پاس جاسکتا مین نے وہ سحر کیے کہ نیند کا زیادہ غلبہ
ہوا اُسی حال مین مین نے تحفہ جات لیے ہر ایک کہ رہا ہے کہ اے ملکۂ عالم اب کیا منظور
ہے سکان کہہ رہی ہے ابھی اِسکو قتل کرونگی یہ کہکے حکم کیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد دیا خنجر برہنہ
آیا آکر نورالدہر کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا آواز دیتا تھا
فرد سلطنت سلطان کند قربا و بر جلاد چیست ✤ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ✤
اے ملکۂ عالم تیغہ بآڑ دھار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا
کرونگا مگر مقدمۂ قتل طلسم کشا ہے جو جرأت مین یکتا ہے حکم اول ہے سمجھ بوجھ کے دیجیے گا
سکان نے جواب دیا کہ اِس شخص کے قتل ہونے سے قدرت خوش ہونگے کل
اہل طلسم کی جان بچیگی اپنے اپنے گھرون مین گھی کے چراغ جلائینگے سب کو نفع
ہوگا اِسکا قتل سب کو گوارا ہے اِسنے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا ہے میری وزیر اعظم
بموجب قاعدے کے اُسکے سامنے پہونچی آخر قتل ہو گئی میری سلطنت کمزور ہو گئی

وہ موجود ہوتی تو میرا جانا کا ہیکو گوارا کرتی یہی جواب دیتی کہ اول مین جاؤن جب
مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو آپ جائیے گا اِتنے ساحر بیٹھے تھے کسیکا حوصلہ نہ پڑا آخر مین نے جاکر
کارنمایان کیا خود جاکر طلسم کشا کو لائی اب قتل مین کیا دیر ہی جلاد آمادہ ہوا کہ ایک ابر
گلنار اُٹھا سکان نے ہنسکر کہا لو صاحبو صاحبزادی آتی ہین ملکہ میخوار گلگون پوش
ابر مین مخفی سب سرداران ابر کو دیکھنے لگے کہ ابر آکر پھٹا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین
گلفام نازک اندام میخوار گلگون پوش نام دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک
چمن عارض دونون رشک گل نسرین ولستان حور پیکر سمن بر رخسار رشک قمر کبک
رفتار شیرین گفتار ہر نورالدہر دیکھکر بیقرار ہوے مگر میخوار تخت سے اُتری اول اگر
مان کو سلام کیا سکان نے ہاتھ پھیلا دیے میخوار سکان کی گود مین آبیٹھی سکان
نے کہا بی بی دیکھو طلسم کشا کو گرفتار کرلائی میخوار نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نورالدہر پر
نگاہ پڑی آنکھین چار ہوئین برچھیان جگر کے پار ہوئین نورالدہر جوان حسین و جمیل
ہین رشک یوسف کنعان شکیل و نوجوان غزال چشم شیر خشم ہرچند کہ ماران سیاہ
لپٹے ہین مگر سینہ تانے بیٹھے ہین میخوار کی جو آنکھ جمال نورالدہر پر پڑی بے اختیار آہ
کرکے گر پڑی مان کی گود مین بیہوش ہوگئی آنکھین گردش کرنے لگین چہرہ اُداس
عالم یاس سکان رونے لگی منھ پر منھ رکھ دیا پکارتی تھی ای نور نظر و ای راحت
جان یہ کیا سحر کہ ہوا گلاب کیوڑہ منگا کر چھڑکا میخوار کو ہوش آیا سکان نے پوچھا
کیون ای نور نظر کیا ہی یہ کیا سامان ہوا میخوار حیران تھی کہ کیا کہون مگر بات بنانے
کو جواب دیا کہ ای مادر مہربان مین نے کبھی کسی انسان کو اِس حال خراب مین نہین
دیکھا اِس جوان کا حال دیکھکر کلیجہ تھرا گیا غش آگیا مگر مین آپ سے پوچھتی ہون کہ یہ
کون شخص ہی جسکا یہ حال کیا سکان نے کہا یہ وہ شخص ہی جسکے ہاتھ سے قدرت بھاگے
بھاگے پھرتے ہین ساحران طلسم چھپتے ہین بس میرا مرحلہ اور بھائی صاحب کا مقام
باقی ہی قصر ہشت پہل کا راستہ کھل جائیگا میخوار نے پھر سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال خورشید مثال مگر پریشان حال کرتہ شبخوابی کا جسم مین پریشان و حیران

مجبور بیٹھا ہی اپنے مقام سے ہل نہین سکتا میجوار نے کہا اے مادر مہربان یہ جوان دشمن
خداوند ہی اسکو یون نہ قتل کیجیے قید کیجیے تمام رعایا جمع ہو قدرت بھی تشریف لائین اُس
مجمع عام مین اسکو قتل کیجیے اور سزا اسکو عجب طرح سے دیجیے پہلے ہاتھ قلم کیجیے پھر پانون
قلم کیجیے اسطرح تڑپائیے کہ یہ اپنے کیے کو یاد کرے اور کل طلسم والے بھی دیکھ لین کہ
ایسا گنہگار یون قتل ہوتا ہی تب قدرت خوش ہونگے سکان نے کہا اے نور نظر خوف
ہی کہ یہ رہا نہ ہو جائے قدرت نے سوانحات مین جو کتاب لکھی ہی اُسمین یہ بھی لکھدیا
ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین ہی مجھکو اپنی جان کا خوف ہی میجوار رونے لگی دل تو بھرا
ہوا ہی خیال یہ ہی کہ کسی طور سے یہ شخص بچے شاید کوئی تدبیر بن پڑے پوچھا یہ تو فرمائیے
کہ یہ تحفہ جات کہان رکھیے گا ایسا کون معتبر ہی جو اِن چیزون کی حفاظت کرے جو
معتبر اِس خاندان کی تھی عقیل جادو وہ ماری گئی یا تو تحفہ جات اپنے پاس رکھیے
یا مجھکو دیجیے سکان نے کہا تمھارے پاس اِسوجہ سے نہین رکھتی کہ اِسکے بڑے بڑے
ہوا دار ہین نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی و چند شاہزادیان سحر مین بے مثل و
بے نظیر وہ سب بلوہ کرینگی جسکے پاس تحفہ جات ہونگے اُسکی برائی ہوگی اِسی قصر
مین تحفہ جات مین رکھتی ہون آج کی شب قید کرتی ہون کل صبح کو قتل کرونگی اِسی
قصر مین قید رہے تم اپنا سحر کرو مین اپنا سحر کرون کہ سوا تمھارے اور میرے
کوئی نہ آسکے میجوار اسپر راضی ہوئی دل تڑپ رہا ہی کہ ہاے یہ شہریار قتل ہو جائیگا
کیونکر دل تسکین پائیگا مین کیونکر زندہ بچونگی اِسکی حفاظت گویا اپنی حفاظت ہی اب
سکان نے اُسی وقت نور الدہر کو ایک طرف بٹھایا اور سحر کیا کہ گرد آگ روشن
ہوگئی اژدرہان آتش فشان گرد آگئے تحفہ جات ایک گوشے مین رکھے اُسپر
یہ سحر کیا کہ عقرب و اژدر گرد بیٹھے ہین منھ سے قلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین
گرد قصر کے بھی آگ روشن کردی مان بیٹیون نے خوب سحر کیے کہ تمام قصر کرہ آتش
ہوگیا سامان مذکور کرکے سکان نے کہا بیٹیا اب اپنے باغ مین جاؤ مین قصر زمردین
مین جاتی ہون شب بھر جاگ کر بسر کرونگی حکم دیا کہ اشتہار چسپان ہو جائین ڈھنڈھورا

بیٹ جاے قدرت کو عرضی لکھی کہ طلسم کشا کو قید کیا ہو کل صبح کو آپ بھی تشریف لائیے
قتل طلسم کشا ملاحظہ فرمائیے کل طلسم کو مین نے بچا لیا طلسم کشا قصر عجائب مین قید ہو
یہ عرضی ایک ساحر لیکر طرف لبقراط ثانی کے چلا ادہر میخوار جو پلٹ کر آئی اپنے باغ مین
پہونچی بیقرار و بیچین رنگ رو اُڑا ہوا کنیزون نے پوچھا واری خیر تو ہو آپ کو
عجب حال مین پاتے ہین کیا کچھ مادر مہربان سے تکرار ہوئی ہم تو عرض کرتے ہین
کہ آپ کا مزاج خلاف ہو آپ نہ تشریف لے جایا کیجیے آجکل مادر مہربان کو آپ کی
بڑی بڑی فکرین ہین یہ جو کنیزون سے کہا میخوار رونے لگی کہا صاحبو غضب ہو گیا
مجھ بد نصیب کی زندگی کی کون صورت ہو طلسم کشا کو مادر مہربان نے گرفتار کر لیا اور
قصر عجائب مین قید کیا ہو تحفہ جات اُنکے سب قبضے مین آگئے اسقدر رات باقی ہو
جو تم لوگون سے ہو سکے وہ تدبیر کرو صبح کو مین جان دونگی لڑ پڑونگی میرے سامنے
وہ شہریار قتل ہو اِن آنکھون سے دیکھون مجھسے نہ ہو سکیگا سب نے کہا واری بڑا
خوشی کا مقام ہو کہ ایسا شخص قید ہوا جسکا گرفتار ہونا ممکن نہ تھا اب چین کیجیے
طلسم پر عملداری آپ کی ہوگی قدرت طرۂ پیغمبری عطا کرینگے بدون آپ کے حکم کے
کوئی قدم نہ اُٹھائیگا میخوار نے کہا ایسی عملداری پر آگ لگے کہ ایسا شیر قتل ہو جاے
جسکا عدیل و نظیر نہین ہین کیا زندہ رہونگی مادر مہربان کو مبارک ہو کہ اُنھون
نے جلادی پر کمر باندھی ہو سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ عاشق ہو کر آئین کوئی کہتی ہو کہ
واری جب آپ بگڑینگی تو ہم لوگ زمین ہلا دینگے طبقات زمین آسمان پر پہونچا دینگے
کیا کوئی سحر اُٹھا رکھین گے جب آپ اپنی جان دینگی تو ہم لوگ زندہ رہکے کیا کرینگے
جسطرح بنے گا طلسم کشا کو نکالین گے اور تحفہ جات پر قبضہ کرینگے میخوار نے سبکو
گلے سے لگا لیا کہا صاحبو تمسے یہی امید ہو کہ ہمارے واسطے جان دوگی مادر مہربان
کو بھی معلوم ہو کہ کوئی بگڑا ہین کیا کوئی سحر اُٹھا رکھونگی اور یقین کامل ہو کہ اُنکے
سردار بھی آوین نجم کاہن کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گا ارسطوے ثانی آئیگا سکندر
ثانی بادشاہ اُنکے لشکر کا ہو جسکے سامنے سے قدرت بھی بھاگتے ہین اُسکے سحر کی

کون برداشت کریگا سب بھربھی ذکر رہا لیکن آب و دانہ میخوار نے نہ کھایا ہر چند کنیزون نے کہا کہ واری کچھ تو نوش کیجیے میخوار نے جواب دیا خاک میرے کھانے پر کہ وہ شہریار تو اس مصیبت مین ہو کہ آب و دانہ بند گرو آگ روشن ہو اتہ در بھی بیٹھے ہین اور مین کھانا کھاؤن مگر ذکر لشکر کیا جاتا ہو کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھا ہو سب سردار جمع ہین کہ یکایک شبرنگ بن عمرو دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار ابھی دو جادوگر باتین کرتے ہوے جاتے تھے اُنکی زبانی سُنا کہ آقاے نامدار گرفتار ہو گئے سب شاہزادیان رونے لگین سکندر نے کہا یارو نہ گھبراؤ میدان قصر عجائب مین یہ معاملہ درپیش ہوگا ہم تم سب چلین گے اور چلکر ٹوٹ پڑینگے کیا کوئی بات اُٹھ رہیگی وہ سحر کرین کہ بقراط گھبرا جاے اور سکان کی کیا حقیقت ہو اُسکو تو ایک اشارے مین قتل کرونگا مگر ای شبرنگ خبر مفصل لاؤ اس خبر کا اعتبار نہین شبرنگ گھبرا کر نکلا صحرا مین بہ شکل جادوگر پھرنے لگا دوپہر رات گئے دیکھا کہ ایک جادوگر اڑا ہوا آتا ہو شبرنگ نے بہ شکل ساحر اُس سے ملاقات کی پوچھا ای برادر کہان جاتے ہو اُس نے کہا زمزمہ جادو میرا نام ہو ملکہ سکان کا نامہ لیکر بخدمت خداوند جاتا ہون کل صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا تمام اہل طلسم کو خبر پہونچیگی شبرنگ نے باتون مین لگا کر زمزمہ کو بیہوش کیا اور نامہ نکال لیا ساحر کو گوشے مین ڈالدیا نامہ لیکر خدمت سکندر مین آیا وہ نامہ پیش کیا کہ سب حال اُسمین لکھا تھا کہ اسطرح مین نے طلسم کشا کو قید کیا تحفہ جات لیے وقت پر آپ تشریف لائیے یہ یقین ہو وہ فرصت ہو کہ کبھی ایسی ممکن نہین ہوئی ہو بعد قتل طلسم کشا طلسم کو بنا لیجیے گا مرحلے پھر از سر نو درست ہو جائینگے سکندر نے یہ نامہ پڑھکر تاج دے مارا سب شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین ہما نے عرض کی ای شہریار وزیر سکان لگا کر طلسم کشا کو لیگئی تھی وہان مین نے آگاہ کیا لیکن نہین معلوم کیا غفلت ہوئی کہ گرفتار ہو گئے تحفہ جات لے لیے جب ہما نے یہ کلمات کہے سکندر نے کہا شبرنگ نے وہ کار نمایان کیا کہ اب کوئی محل کلام نہین ہو آقاے نامدار قید ہو گئے اب تدبیر کرو مین تو جاتا ہون یہ کہکے سکندر اُٹھا اسباب سحر مجھولی

مین رکھ کے روانہ ہوا بعد جانے سکندرہ کے نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی بھی چلے
ملکہ ہماے مرصع پوش و شعلۂ جوالہ و گرداب دریا نشین و ملکہ مربع نشین وغیرہ سب
شاہزادیان دریاے سحر مین غوطہ مارکر بلند ہوئین شبرنگ فوج لیکر چلا سب کے
آگے طہماس گینڈے پر سوار ساطورہ ہفت صد منی کاندھے پر پشت پر فوج بیشمار یہان
سکان بلند پرواز رات بھر قصر زمردین مین جاگا کی اور قصر عجائب کو دیکھا کی وہی
جو علامتین بنا کر آئی ہو شعلے بھڑک رہے ہین فلک ابر کڑک رہے ہین صداے ہا ہو
بلند صبح ہوتے ہی سوار ہوئی جیسے ہی میدان قصر عجائب مین آئی تاجداران جلیل
سب طرف سے آنے لگے جو آیا اُسنے سکان کو مبارکباد دی کہ اے ملکۂ عالم کار نمایان
کیا سکان نے کہا کہ اب بعد قتل طلسم کشا مبارکباد دینا کہ ابر گلنار اُٹھا سکان نے
کہا صاحبزادی آتی ہین انھین کا حکم پورا کرنا ہے کہ میخوار آکر پہونچی دریاے سحر مین غوطہ
مارے ہوے موتیون کے مالے اور گُتھنے یاقوت احمر کے زیب گلو ہین ساتھ ہی کنیزین
گرد گھیرے ہوے ایک ایک بلاے روزگار آکر سکان کو سلام کیا میخوار نے
پوچھا کیون مادر مہربان ابھی قدرت تشریف نہین لائے بقراط کی یہ کیفیت ہوئی
کہ نامہ دار تو ابتک نہین پہونچا قصر ہشت پہل مین داخل ہو شاہزادیان پوچھ
رہی ہین کیون خداوند سکان پر کیا گذری ہر مرتبہ بقراط ثانی ہنستا ہے کہتا ہے کیا
کیا کارہاے نمایان سکان کر رہی ہے مگر زمزمہ جادو جو صحرا مین بیہوش پڑا تھا اُسکو
صبح کو کاہ فروشون نے آکر بیدار کیا جھولی مین ہاتھ ڈالا نامہ نہ پایا روتا ہوا طرف
بقراط کے روانہ ہوا بقراط قصر ہشت پہل مین داخل ہو بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ سکان
نے طلسم کشا کو گرفتار کر کے قصر عجائب مین قید کیا ہے اب اُسکو قتل کیا چاہتی ہے قدرت
بھی جائینگے کہ نگہبان در نے بڑھکر عرض کی یا خداوند فرستادہ سکان زمزمہ
جادو در دولت پر حاضر ہے بقراط نے کہا بلاؤ زمزمہ جادو روتا ہوا سامنے آیا
بقراط نے پوچھا کیون خیر تو ہے زمزمہ نے عرض کی یا خداوند مین نامہ سکان کا لیے
ہوے آتا تھا راہ مین کسی نے بیہوش کر کے ڈالدیا نامہ لے لیا یہ سُنکر بقراط جھلّایا

کہا یہ کام ساربان نہ دے کے جیو کرے کا یہ زمزمہ نے کہا مین رخصت ہوتا ہون اب سامان قتل طلسم کشا ہوگا سکان نے حکم دیا تھا کہ کل صبح کو قتل کرونگی ساحران نامدار و سرداران مکار و غدار سب جمع ہونگے بقراط یہ سُنکر اُٹھا تخت پر اپنے سوار ہوا تخت کو حکم دیا کہ مجھکو صحرا سے قلعۂ سکان مین لیچل تخت بلند ہوا شاہزادیون نے عرض کی کہ یا خداوند ہم لوگ بھی ساتھ چلین آپ کا قصر مین نہ ہونا باعث پریشانی ہوگا ہم لوگ گھبرا جائینگے کنیزون کا یہ حال ہوگا

نظم

ہمارے ذبح کا غم کوئی پوچھے اُنکے خنجر سے
بہائے ہین لہو کے اشک برسون چشم جوہر سے

کہا ہون تشنۂ دیدار جب تو ہنسکے وہ بولے
ہمیشہ ہم بجھایا کرتے ہین پیاس آب خنجر سے

فلک پر برق بالاے زمین سیماب عالم مین
تڑپنا دونون یہ سیکھے ہین میرے قلب مضطر سے

ضیافت اے ہما تیری کرونگا بعد مرنے کے
بچا گر استخوان کوئی سگان کوے دلبر سے

مسیحا اور وہ ہین ایک لیکن فرق اِتنا ہی
جِلاتا ہی کوئی تم کہکے مردے کوئی ٹھوکر سے

مرے سنگ لحد پر آکے عاشق سجدہ کرتے ہین
کیا ہی نصب کیا احباب نے مس کرکے اُس در سے

وہ دریا نوش ہون ساقی کہ خم کے خم چڑھاتا ہون
بھریگی میری نیت کیا بھلا دو چار ساغر سے

دُرِ دندان جانان کی محبت مین ہی موت آئی
مرے لاشے کو دینا دوستو غسل آب گوہر سے

بھلا پہلے فلک کو گردشین ایسی کب آتی تھین
تمھاری چشم سے سیکھی ہین یا میرے مقدر سے

اگر جاتا ہوا سکے کربلا کی سمت اے سطوت
نہ آتا لکھنؤ مین روضۂ سبط پیمبر سے

بقراط نے جھڑک دیا کہ تم لوگون کا جانا غیر ممکن ہی جب سب نے بہت کہا تو چار شاہزادیون کو چھانٹ کر ساتھ لیا رنگین ادا و شیرین ادا و وحید و بینظیر اِن سب کو ساتھ لیکر تخت اُڑاتا ہوا چلا ہی یہان سکان نے سب طرح کا سامان کیا ہی خود بھی موجود ہی میدان خونی تیار جلاد موجود ہین دار بن استادہ ہین جلاد شلنگین لگا رہے ہین بگہ میخوار جان دینے پر آمادہ ہو سات سی کنیزین پشت پر ہر ایک کا قول ہی کہ داری آپ نے اشارہ کیا اور ہم لوگ جا پڑے زمین ہلا دینگے کیا کنیزین کسی مقام پر رکین گی لیکن حضور تحفہ جات کا خیال کرین میخوار نے بڑھکر کہا اے مادر مہربان تحفہ جات بھی سبد ان مین

لے آئیے یہ شخص دیکھکر تڑپے سکان نے پلٹ کر حکم دیا کہ ہان صاحبو طلسم کشا کو لاؤ اور تحفہ جات بھی لیتے آؤ کنیزین گئین نور الدہر کو اڑا بے پر سوار کیا گرد کنیزین گھیرے ہوے نور الدہر نے جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا کہ سامان ہمارے قتل کا ہو رہا ہی جلاد ہنگامے کر رہے ہین نور الدہر نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے آنکھون سے آنسو جاری عرض کر رہے ہین اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز تو مالک ہی اس مشکل کو آسان کر

نظم

رسد بہ منزل مقصود خود کجا گستاخ	کہ ہست راندہ درگاہ کبریا گستاخ
بہ بند درد و الم بندہ بے ادب ماند	بود بدام غم و رنج مبتلا گستاخ
خراب و خستہ و رسوا بہ ابتدا باشد	ذلیل و عاجز و مضطر بہ انتہا گستاخ
خدا بہ رحم و تفقد بروِ نظر نہ کند	بود کسے کہ شر انگیز و شوخ یا گستاخ
کند بہ عادت خود شوخ بے ادب شوخی	خطا نمیکند از جرم و از خطا گستاخ
بود ہمیشہ پریشان و نادم و مغموم	بحال خویش گرفتار در بلا گستاخ
نگاہ دار بہ وقت سخن ادب ہندی	کہ اہل خلق نہ گویند مر ترا گستاخ

نور الدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا سب سجدے کرنے لگے دیکھا سب نے کہ بقراط ثانی تخت پر سوار چار شاہزادیان یمین و یسار بڑے رعب و دبدبے سے آکر پہونچا سکان بلند ہوکر قریب تخت کے آئی کہا یا خداوند اس کنیز نے جان اپنی لگا دی یہ کمال کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا اب اسکو قتل کیجیے نامہ آپ تک نہین پہونچا معلوم ہوتا ہی راہ مین کسی نے زمزمہ جادو کو گرفتار کیا نامہ لے لیا مگر قدرت کو خبر پہونچ گئی بقراط نے کہا مین سب مقدمات دیکھ رہا تھا مجھکو معلوم ہو گیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو گیا تحفہ جات لا کر سکان نے بقراط کے پاس رکھے کہا یا خداوند یہ تحفہ جات طلسم کشا ہین اپنے پاس رکھیے مجھکو ابتک خوف ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا کا کوئی مددگار پیدا ہو جائے بقراط نے سکان سے کہا کہ کیا مجال ہی کسیکی جو زبان ہلا سکے ہنگامہ ہو رہا ہی نور الدہر اڑا بے پر بیٹھے ہین اور

آنکھون سے آنسو جاری بیقراری کر رہے ہین مگر میخوار گلگون پوش کنیزون سے صلاح کرتی ہی کہ کیون تم سب کی کیا راے ہی اب مین سحر کرتی ہون کنیزین کہتی ہین کہ واری ٹھہر جائیے ابھی سکان نے حکم قتل نہین دیا ہی مگر میخوار طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی اور ساتھ والیون سے کہتی ہی کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ سرداران طلسم کشا کو خبر نہین ہوئی سکان پایۂ تخت بقراط پکڑے کھڑی ہی ہر طرف دیکھ رہی ہی شاہزادیان بقراط کے ساتھ تخت پر بیٹھی ہین اور تحفہ جات سامنے رکھے ہین جمال بے مثال نور الدہر دیکھکر سب افسوس کر رہی ہین کہتی ہین صاحبو مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر مفت مین قتل ہوتا ہی ہمنے سُنا تھا کہ اِنکے لشکر مین بڑے بڑے سردار ہین چند شاہزادیان سحر و شعبدے مین کامل اِسپر عاشق ہین افسوس ہی وہ لوگ اپنی جان کو ڈر گئے اور ایسے وقت پر مدد کو نہ آئے کیسے عاشق صادق ہین یہ ضرور ہی کہ اُنکو خبر پہونچی ہوگی جابجا ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہوگیا اگر اُنکو خبر ہوتی تو عاشق جمال مدت سے ہمراہ تھے ایسا بھی تھا کہ سنتے اور نہ آتے یہ ذکر تھا کہ سکان نے جلاد کو اِشارہ کیا کہ ارے طلسم کشا کا سر کاٹ لے جلاد نے جھپٹ کے نور الدہر کو اراب سے اُتارا اِدھر شاہزادیون نے بہ نگاہ یاس چہار طرف دیکھا میخوار تو ذبح ہوگئی پکار اُٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنا رحم کر **نظم**

در گلستان جہان ہر ماہ و سال — چارسو روشن از و نور جمال
خامہ در تحریر و صفش سینہ چاک — در ثنا نوک زبان گردید لال
چارسو از فیض ابر رحمتش — گشتہ جاری چشمۂ آب زلال
گاہ از خود می نماید روے خویش — گاہ از بدر و گہ از روے ہلال
میرسد اِنسان بہ اوج معرفت — گر بہ بخشد حضرت حق پر و بال
میکند تقسیم گنج سیم و زر — حضرت قاسم بہر اہل سوال
تنگ دستان را فراخی میدہد — چون کشاید آن سخی دست نوال
مالک ملک و خداوند جہان — صانع اکبر خداے لایزال

رہ و کند حکمتش کہ دارد این طمع	دم زند پیشش کرا باشد مجال
نسبت ہندسی را بدنیا فکر و غم	حامی اش باشد اگر ایزد تعال

اُسوقت ایک عجب ہنگامہ برپا ہی دوست و دُشمن کفِ افسوس مل رہے ہین ہرایک کا یہی قول ہی کہ صاحبو مقام افسوس ہی کہ عجب صاحب حُسن و جمال قتل ہوتا ہی جلاّد نے طرف سکان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم قدرت بھی سامنے موجود ہین حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا اِسکے خون کے دعویدار بہت ہین سکان نے پکار کر آواز دی او بیجیا تو کیون خوف کرتا ہی جب مین نے ایسے شخص کو گرفتار کرلیا تو کسکی مجال ہی کہ دعویِ خون کرسکے لشکرون کو مٹا دونگی اِسکے عزیزون کو خاک مین ملا دونگی کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچین گے جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا اور خنجر برہنہ پکڑ کر شلنگین لگانے لگا میخوار نے کہا لو صاحبو وقت خاتمہ آگیا کنیزون نے کہا بسم اللہ میخوار نے اِشارہ کیا کنیزون کو کہ اوّل جلاّد کو تو مار لو یہ بیجیا مہلت نہ پائے اِسکا سر اُڑ جائے ایک کنیز نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ جلاد کا سر اُڑ گیا سکان نے پلٹ کر دیکھا کہا ارے یہ کسنے سحر کیا اور جادوگرون پر خفا ہونے لگی ساحرون نے جواب دیا کہ حضور ہمنے نہین دیکھا کہ یہ کسکا سحر ہی سکان نے دوسرے جلاد کو اِشارہ کیا دوسرا جلاد کانپتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا خنجر پکڑ کر چاہا وار کرون ایک کنیز نے پھر ہاتھ ہلا دیا اب تو سکان نے دیکھ لیا پکار کر آواز دی کیون او میخوار تیری کنیز نے دو جلاد مارے اِسکا کیا سبب کیا یہ لوگ طلسم کشا سے ملے ہین یہ کہکے جھپٹی کہ اُس کنیز کو پکڑ کے کھینچ لون میخوار نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار اخبردار خبردار کہکے پھینک مارا جیسے ہی موتی ٹوٹے سکان پر آگ برسنے لگی تھوڑے عرصے مین آگ کا انبار ہو گیا کئی ہزار جادوگر جل گئے بقراط نے کہا کیون سکان تیری بیٹی کو کیا ہوا ہی سکان نے کہا مین تعجب کرتی ہون کہ یہ کیا سحر کہ ہی میخوار نے کیون سحر کیا للکار کر آواز دی کہ او گیسو بُریدہ تیرے سحر سے کئی ہزار جوان مارے گئے اب بھی راہ پر آ کیون شامتین آئی ہین میخوار نے

للکار کر کہا ای مادر نا مہربان مجھکو اب دشمن جانو بیٹی نہ سمجھو مین طلسم کشا کو نہ قتل ہونے دونگی سکان نے چاہا کہ بیٹی پر جا پڑون بقراط نے ہاتھ پکڑ لیا کہا دیکھو مین اُسے بیکار کیے دیتا ہون کیا مجال کہ زبان ہلا سکے یہ کہکے ہاتھ ہلایا کہ میخوار خاموش ہو گئی مگر کنیزین سحر کر رہی ہین تخت سے بچھاندین چاہتی ہین کہ طلسم کشا پر قبضہ کرین مگر میخوار سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے خاموش کھڑی ہی کنیزون نے جو دیکھا کہ مالک ہماری بیکار ہوئین بلوہ کر کے چلین کہ طلسم کشا پر قبضہ کرین بقراط نے دوسرا ہاتھ ہلا دیا کہ سب کنیزین ایک مقام پر ٹھہر گئین آگے نہ بڑھ سکین اِنکا ٹھہرنا کہ سکان نے تیسرے جلاد کو اشارہ کیا کہ تیسرا جلاد خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے طرف نور الدہر کے چلا جاتا تھا کہ قریب پہونچون اور ہاتھ مارون کہ زمین سے دھوان نکلا جلاد دیوانہ ہو گیا پہاڑون مین جا کر سر ٹکرانے لگا سکان نے کہا یا خداوند اب یہ کسکی آمد ہوی کہ جلاد دیوانہ ہو گیا بقراط نے کہا ای سکان ہوشیار ہو جاؤ یہ آمد سکندر ثانی ہی وہ بلاے روزگار ہو سکان نے طرف دھوئین کے گولہ مارا وہ گولہ اُلٹا پلٹا کئی ساحرونکو مار اکئی جادوگرون کو جلایا بقراط نے کہا ای سکان یہ اُس ظالم کی آمد ہی کہ جس نے ہمیشہ اِس طلسم مین سلطنت کی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد ہوا کہ سحر کرون کہ زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ سکندر ثانی تاج پہنے ہوے نعرہ کرتا ہوا زمین سے نکلا بقراط نے سکان سے کہا میخوار کا تو سر کاٹ لے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنم نجم اختر شناس نجم نے آتے ہی میخوار پر سے سحر اُتارا میخوار لڑنے لگی کئی ہزار جادوگر بلوہ کر کے بڑھے تھے لیکن میخوار نے گلے سے گجرہ پھولون کا اُتار کر پھینک مارا بس کئی ہزار جادوگر جھومنے لگے بیقرار ہو کر پکارتے تھے کہ ای ملکۂ عالم ہم تو آپ کے غلام ہین جو چاہے کیجیے

نظم

زینتِ ظاہر سے کب اُس بُت کی زیبائی ہوئی	سر بسر کانِ ملاحت شان مرزائی ہوئی
زلف کے سودے سے پیدا فکر بالائی ہوئی	سر سے یہ آفت بھی ٹلتی ہی کبھی آئی ہوئی
پھر بہار آئی جنونکا جوش ہی سر مین مرے	اندنون پھر دل کو فکر دشت پیمائی ہوئی

قطع خالق نے کیا قد پر ترے پوشاک ناز — ختم تجھپر اے صنم بس جامہ زیبائی ہوئی
جب مین سودائی چلا صحرا کو اول گام پر — جھٹ قدمبوس آکے اپنے آبلہ پائی ہوئی
گر گیا نظرون سے نقشہ صاف مہر و ماہ کا — صورت اُس مہ کی ہوا اپنے دل کو بھائی ہوئی

اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے کوہستان مین پہونچے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے غل مچاتے تھے کہ اے ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجا لائین کنیزان میخوار نے اشارہ کر دیا کہ فوج سکان کو قتل کرو سکان نے جھلا کر آواز دی کہ او میخوارہ تیری کنیزونکو کیا ہو گیا یہ کیسے اشارے کر رہی ہین مین سمجھی کہ یہ سب طلسم کشا پر مائل ہوئی ہین یہ تو ایک ایک کو للکارتی ہے کنیزین طرف سکان کے دیکھکر ہنستی ہین سکان پایۂ تخت بقراط چھوڑ کر گڑگی منظور یہ ہوا کہ طلسم کشا کو اُٹھا لیجاؤن چارون شاہزادیان جو قریب بقراط کے بیٹھی ہین اُنکو بہت ناگوار ہوا نور الدہر یہ عاشق تو ہو ہی چکی ہین تحفہ جات آگے سے بقراط کے اُٹھا لیے اپنے کو تخت سے گرا دیا بقراط نے اُن چارون پر سحر کیا کہ پانؤن انکے زمین نے تھام لیے سکان کو اشارہ کیا کہ ان چارون کے سر کاٹ لے کہ تحفہ جات لیے جاتی ہین کہ زمین شق ہوئی اب ارسطوے ثانی پیدا ہوے اُسنے شاہزادیون کو اشارہ کیا کہ لوح چمکا دو پھر تمھارے پاس کوئی نہ آسکیگا شاہزادیون نے لوح چمکائی سکان پیچھے ہٹی میخوار نے جو دیکھا کہ سکان و نجم سے سحر ہونے لگا تڑپ کر گری قریب نور الدہر کے پہونچی قید کاٹی کہا اے شہریار اُٹھیے نور الدہر نعرہ کر کے اُٹھ کھڑے ہوے نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده
دیگر
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کر کے لڑنے لگے چارون شاہزادیان لڑتی بھڑتی قریب میخوار کے پہونچین میخوار نے اُنسے تحفہ جات لیے نور الدہر کو پہنائے اب نور الدہر شیرانہ لڑنے لگے

تیغہ طلسمی کھینچا ادھر سکان چاہتی ہو کہ انکو قتل کر ڈالون آپس مین سحر ہو رہے ہین
سکان نے قریب بقراط کے آکر فریاد کی کہ یا خداوند ان چارون کو سزا دیجیے انھون نے
بڑی بغاوت کی اگر یہ نہ لیجاتین تو تحفہ جات طلسم کشا کو نہ ملتے بقراط نے سحر کیا کہ
چارون شاہزادیون کے چہرے سرخ ہوے جھومنے لگین مگر قضاے کار ملکہ
ہماے مرصع پوش وغیرہ جو چلی تھین اُسیوقت پر آکر پہونچین وہ بھی سحر کرنے
لگین مہجوارہ نے جو اِن سب کو دیکھا کہ سحر کرنے پر آمادہ ہین آواز دی اے شاہزادیو
اِن چارون کو بچائے رہنا یہ تمھاری شریک ہین سب نے ملکر سحر کیا یہ چارون
شاہزادیان رُکین ورنہ اِرادہ تھا کہ اپنے کو قریب سکان کے پہونچائین اور
سر جھکا دین کہ سر کاٹ لے سکان نے جو دیکھا کہ یہ وہ شاہزادیان ہین کہ جو
ارکان طلسم خیال سکندری ہین اگر اِنسے اُلجھونگی تو جان بچنا دشوار ہوگی ایکطرف
شعلہ جوالہ نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف سے مربع نشین دوسری طرف سے گرداب
دریا نشین تیسری جانب سے ملکہ ہماے مرصع پوش اِن شاہزادیون نے جو
اِسطرح کے سحر کیے سکان گھبرائی ہرچند کہ کسی کے سحر نے اسپر تاثیر نہین کی مگر
گھبرا گئی ہماے مرصع پوش کے سحر نے اُسکے پانوُن روکے تھے مگر زمین سے
دھوان نکلا کہ پانوُن اُسکے زمین نے چھوڑ دیے ایک طرف سے سکندر ثانی
کا نعرہ ہوا سکندر ثانی نے آتے ہی سحر کیا کہ تخت بقراط تھرایا بقراط نے للکارا
کہ او سکندر کیون شامتین آئی ہین دیوانہ کر کے مارونگا طلسم کشا کو دعا دے
کہ پھر تجھکو سلطنت نصیب ہوئی مین نے بڑی خطا کی کہ تجھکو قتل نہ کر ڈالا اگر قتل
کر ڈالتا تو یہ دن کاہیکو نصیب ہوتا سکندر نے للکارا کہ او بقراط زمین پر آ آج
میرے تیرے امتحان ہو تصر ہشت پہل مین کہانتک چھپے گا یقین ہو کہ ایکدن
تو اُسی صحرا مین مارا جاے کیونکہ تو اپنے ہاتھ سے کتاب مین لکھ چکا ہو کہ صحراے
مرواربد مین میری قضا ہو وہ زمانہ قریب آتا ہو یہ کہکے گولہ مارا معلوم ہوا کہ توپ
کے منھ سے گولہ چلا اِس دناٹے سے جا کر تخت پر پڑا کہ تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا

یقین ہوا کہ بقراط تخت سے گرے مگر بقراط نے اپنے کو سنبھالا اُسوقت اس میدان
مین عجب ہنگامہ ہو کہ ایک طرف طلسم کشنا لڑرہے ہین جو ساحر سامنے آیا وہ مارا گیا
اِدھر ہمارے مرصع پوش وغیرہ صفون مین لڑرہی ہین جس صف پر جبکا سحر چلا وہانکی
زمین تک تھرآ گئی جادوگر آپس مین لڑنے لگے مگر سکندر ثانی خوب جمکر آج سحر کررہا
ہو بقراط پر تلوارین برس رہی ہین مگر بقراط اُن تلوارون کو کب مانتا ہو اِشارون
مین سحر دفع کرتا ہو جو سحر سکندر کا آیا بقراط نے ہاتھ ہلادیا سکندر ثانی و بقراط
دونون ہوا پر تھرا رہے ہین اسقدر منھ سے آگ چھوڑتی ہو کہ دو برج آتشین بنکر
تیار ہوے ہین جب سحر پڑتا ہو برج شق ہوتے ہین کبھی سکندر ثانی مثل برق چمکا
کبھی بقراط ثانی مثل فیل دمان برج سے ظاہر ہوا سکان جادو نے جو دیکھا کہ
ہمارا بادشاہ عاجز ہورہا ہو سکان بھی جست کرکے ہوا پر پہونچی بقراط کے ساتھ
سحر کرنے لگی جب سحر کرتی ہو سکندر ہاتھ مار دیتا ہو سحر اُسکا پلٹ کر باطل ہوتا ہو مگر بلکہ
ہمارے مرصع پوش و گرداب دریا لشین و شعلۂ جوالہ اِن تینون شاہزادیون
نے ایک طرف سے سحر کیا ایک نے موتیون کا مالا اُتارا دوسری نے گجرہ اُتارا
سکان پر کھینچ مارا سکان لہرا کر جھومنے لگی آنکھین سرخ ہوئین اور یہ اشعار
عاشقانہ پڑھتی ہوئی چلی

نظم

تِرے کوچے سے کس ناشاد کی یہ لاش جاتی ہو
وہ ارمان رورہے ہین او حسرت خاک اُڑاتی ہو

محبت کرکے ہم رسوا ہوے سارے زمانے مین
نہین پروا کچھ اُسکو ہاے جسپر جان جاتی ہو

نہ رویا گر کوئی آکر تو مجھکو غم نہین اصلا
مری تربت پہ شب بھر شمع خود آنسو بہاتی ہو

تڑپ کر مین بسر کرتا ہون او بیرحم فرقت مین
نہ دن کو چین آتا ہو نہ شب کو نیند آتی ہو

ملی ہو کاسۂ سائل مین بعد مرگ خاک اپنی
محبت اے صنم تیری ہمین دردر پھراتی ہو

خفا ہو کر نکلوایا تو ہو اُس یار نے گھر سے
اب آگے دیکھیے تقدیر کیا مجھکو دِکھاتی ہو

دو اسکی وصالِ یار ہو کیونکر میسر ہو
نہ دل کا درد جاتا ہو نہ مجھکو موت آتی ہو

ابھی تو رنج ہین صدمے ہین تنہائی ہو ابتدا ہو
جدائی اُنکی آگے دیکھیے کیا کیا دکھاتی ہو

شب وصلت کا مین نے ذکر جب چھیڑا تو وہ بولے
زبان کو روکو بس چپ بھی رہو اب شرم آتی ہی
رُخِ شفاف جانان سے ہو کیونکر ہمسر آئینہ
صفائی حسن ہی اسکا تو اُسکا حسن ذاتی ہی
نہایت بیقراری سے گذرتی ہی شب فرقت
نہ وہ دلدار آتا ہی نہ سطوت نیند آتی ہی

نجم اختر شناس نے دیکھا کہ تینون شاہزادیون نے اپنے شعبدے مین سکان کو پھنسایا سکان لہراتی ہوئی آتی ہی نجم اختر شناس نے بھی سحر کیا کہ سکان اور زیادہ جوش مین آئی مگر بقراط چاہتا ہی کہ سکان کو روکون پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ سحر و ساحری وای ثانی سامری اُسطرف نہ جانا یہ کہکے ہاتھ اُٹھایا موتیون کا مالا جو ہما مرصع پوش نے مارا تھا وہ سر پر سکان کے لہرا رہا تھا بقراط نے آواز دی کہ ای عقاب بلند پرواز تو یہ موتیون کا مالا لینا ایک عقاب تڑپ کر گرا اُسنے موتیون کا مالا دہن مین لیا شعلۂ جوالہ کا پھولون کا ہار مثل برق چمک رہا تھا اُسی عقاب کے پرون کی ہوا سے ایک برق گری کہ ہار کو جلا دیا گرداب دریا نشین نے جو گجرا مارا تھا وہ بچا نہ جلا نہ کسی نے اُسے اُٹھایا نجم نے جو دیکھا کہ دو سحر بقراط نے باطل کیے جھولی پر ہاتھ ڈالکر سحر کیا کہ سکان یا تو رُکی تھی یا پھر لہرائی اُدھر سے لڑتے ہوے نور الدہر آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ ہمارے ساحرون نے سکان کو گھیرا ہی سکان چاہتی ہی کہ سحر کر کے نکلجاؤن لیکن گجرہ جو سر پر لہرا رہا ہی اسوجہ سے رُکی ہی کف افسوس مل رہی ہی ہر مرتبہ طرف بقراط کے دیکھتی ہی اور پکارتی ہی کہ یا خداوند مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا دل بیچین ہی جی چاہتا ہی دم شمشیر پہ گلا رکھدون مجھکو بچائیے کہ پہلو سے نور الدہر کا نعرہ ہوا للکارے کہ او مکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگی ای نجم اب سحر کرو مین سمجھ لونگا نجم نے پلٹ کر دیکھا کہ طلسم کشا شیرانہ جنگ کرتے ہوے آتے ہین لوح طلسمی گلے مین اور لوح محفوظ بازو پر تیغ طلسمی کھینچے ہوے جو ساحر راہ مین ملا اُسکو قتل کیا ساحرون نے چہار جانب سے گھیرا ہی سحر کی بوچھار کر دی مگر یہ لوح کو چمکاتے ہین سب کے سحر پلٹ جاتے ہین نور الدہر برابر سکان کے پہونچے سکان نے جو دیکھا کہ ملک الموت قریب آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا تیغہ سحر نیام انتقام سے کھینچا

آوازدی که او طلسم کشا قضا نے تجھکو گھیرا ہی منم سکان بلند پروانہ یہ کہکے نیچہ مارا صد ہا تلواریں نور الدہر پر گرین مگر لوح طلسمی نگہبان ہی وہ تلواریں الگ گرین نور الدہر نے تیغہ طلسمی چمکایا اُسکی چمک جو آنکھون مین پہونچی سکان کے ہاتھہ سے نیچے چھوٹ پڑا چاہا بھاگون مگر نہ بغیر موت پانون مین پڑگئی سر آگے کردیا منھہ سے یہ نکلا کہ ای طلسم کشا تجھے اختیار ہی یہ سر حاضر ہی اِس سر سے کون ماہر ہی نور الدہر نے لوح کو نہ دیکھا اور تیغہ ماردیا سکان کے دو ٹکڑے ہوے بقراط اُچھل پڑا پکارتا تھا کہ ای سکان کیا کہنا ایک غبار بلند ہوا آوازین مہیب آنے لگین سب ساحرون نے ملکر بقراط پر سحر کیے بقراط زمین پر آیا سب ساحرون کے سحر کا جواب دے رہا ہی کہ پہلو سے نور الدہر نے آکے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیشں
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
عدو در رزم گاہش صد ہزار ان الامان خوانند
لقا را بہ یک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

بقراط کا رنگ رو اُڑ گیا نور الدہر کو دیکھکر کانپنے لگا تیغہ کمر سے کھینچا نور الدہر پر ہاتھہ مارا نور الدہر پر صد ہا خنجر گرے مگر نور الدہر نے لوح کو چمکایا اور تیغہ طلسمی کا ہاتھہ چمکا کر مارا بقراط نے ہاتھہ سے اِشارہ کیا سپر ہاے فولادی سر پہ لہرائین مگر تیغۂ طلسمی جو چمک کر گرا سپرون کے پرکالے اُڑا دیے تاج بقراط کا کٹا سر پر اوچھا زخم بقراط کے آیا نور الدہر نے چاہا دبالون زمین شق ہوئی بقراط زمین مین سما گیا لاشۂ سکان جو ساحرون نے دیکھا اور بقراط کو بھی دیکھا کہ غائب ہوا چادر ہلانے لگے کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ دائرہ اسلام مین آئے نور الدہر نے ہاتھہ روکا سب لشکر نور الدہر کا آگیا تھا مگر نجم نے عرض کی کہ حضور بقراط نکل گیا نور الدہر بہ فتح و فیروزی قلعۂ سکان مین داخل ہوے جشن عالی ترتیب ہوا سب سردار جمع ہین شبرنگ بن عمرو محفل مین بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گا رہا ہی نظم

مہربانی سے جو وہ جلوہ کنان ہوتا ہی
سبزہ اُس عارض رنگین پہ عیان ہوتا ہی
چشم گریان مین تصور رہی تری زلفونکا
بلبلین ہوتی ہین گلزار مین بے تیغ حلال
دل سوزان سے وم گریہ نہ کیون نکلے آہ
نکلے آتے ہین تری بزم مین آنسو میرے
ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھ کے مضطر مجھکو
کوچۂ یار کی اوڑی سی ہی یہ اک تاثیر
بزم عشاق مین گو تم نہین لیتے صاحب
بام پر منھ سے جب اپنے وہ اُلٹتے ہین نقاب
دوستو ہجر مین کیا حال کہون آنکھونکا
اسطرح ہی دل پہ داغ مین اپنے ناسور
تیر سے ٹوٹ کے رہتا ہی جو پیکان تیرا
جب خیال آتا ہی اُس پردہ نشین کا سطوت

غیرت برج قمر اپنا مکان ہوتا ہی
چمن حسن گل اندام خزان ہوتا ہی
قدرت حق ہی کہ پانی مین دھوان ہوتا ہی
محو تقریر جو وہ سیف زبان ہوتا ہی
آگ پانی سے جو بجھتی ہی دھوان ہوتا ہی
ہی غضب راز اب اُلفت کا عیان ہوتا ہی
کیون تڑپتے ہو بہت درد کہان ہوتا ہی
پیر آتا ہی جو کوئی تو جوان ہوتا ہی
دل کے لینے کا مگر تمپہ گمان ہوتا ہی
شب کو چاند ابر کے پردے مین نہان ہوتا ہی
اشک بہ چکتے ہین تو خون روان ہوتا ہی
باغ کے بیچ مین جسطرح کنوان ہوتا ہی
وہین زخم مین مانند زبان ہوتا ہی
راز کی طرح مرے دل مین نہان ہوتا ہی

میخوار بھی اگر صحبت مین شریک ہوئی ہی وہ چارون شاہزادیان بھی داخل صحبت ہین ملکہ رنگین ادا و ملکہ شیرین ادا و وحید نغمہ پیرا و بے نظیر یکتا نور الدہر نے اِن چارون کو مقام صدر پر جگہ دی ہی کہ نجم اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ اے شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا سکان قتل نہین ہوئی آپ نے بے لوح دیکھے ہوے ہاتھ مار دیا نور الدہر نے کہا اے نجم مقام انصاف ہی کہ سب طرف سے ساحر سحر کر رہے ہین حربے جسم پر پڑ رہے ہین بھلا ایسے وقت مین لوح کیونکر دیکھتا نجم نے کہا وہ تو نکل گیئی اِن سب کا قتل وقت پر موقوف ہی یہ لوگ نامی گرامی ہین کہان جاکے چھپین گے آخر مقابلے مین آوینگے اب حضور فکر کرین کہ اپنے کو قلعۂ بہمن شعبدہ باز پر پہونچائین ہم سب بھی بلوہ کر کے اُسکے قلعے مین گھس پڑین وہ بھی قتل ہو تو پھر

حضور کا تا بہ قصر ہشت پہل جانا ہو یہان تو یہ ذکر ہی چارون شاہزادیان عرض کر رہی
ہین کہ کچھ کنیزون کے نام حکم ہو ہم بجا لائین نجم نے کہا جب طلسم کشا کا داخلہ ہوگا تب
ہم لوگ پہونچین گے سب تدبیرین ہو جائینگی مگر اِس حکایت کو یون تحریر کرتا ہون کہ
بہمن شعبدہ باز اپنے قلعے مین بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہہ رہا ہی صاحبو خداوند
لقا اطاسکان کو بچائین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی بہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ
سکان بلند پرواز خستہ و شکستہ حیران و پریشان سر سے خون بہ رہا ہی آکر سامنے
بہمن کے گر پڑی کہا ای برادر بڑا غضب ہوا مین نے تو خاتمہ کر دیا تھا لیکن طلسم کشا
صاحب اقبال ہی مہجوار گلگون پوش نے عاشق ہو کر قیامت برپا کی چارون شاہزادیان
سطیعان خداوند عین وقت پر بگڑ گئین تحفہ جات سامنے سے قدرت کے اُٹھا لیے
اور طلسم کشا کو پہونچائے مجھکو سوا سے جنگ کے کیا چارہ تھا مین مصروف جنگ
ہوئی آخر لڑ بھڑ کر نکل آئی قدرت بھی زخمی ہو کر گئے یہ سُنکر بہمن بہت پریشان ہوا
کہ چند ساحر آکر پہونچے وہ ہمراہیان سکان تھے سکان کو جو اِس مقام پر صحیح و سالم
دیکھا بہت خوش ہوے عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کا لاشہ میدان کارزار مین جو دیکھا
فرار پر قرار کیا اور یہی تدبیر سوچی کہ ملکہ کے بھائی کے پاس جائین اور باقی سب
مسلمان ہو گئے سکان نے کہا اب یہان سے وہ تدبیر کرون کہ پھر طلسم کشا کو گرفتار
کرون اور اُسی وقت قتل کر ڈالون اب ہم لوگون کے لیے وہ زمانہ ہی کہ کسی کا
اعتبار نہ کرین ای برادر سوچو تو کہ قدرت کے پاس تحفہ جات رکھے تھے چارون
شاہزادیان اُنکے ساتھ آئی تھین اُنھون نے تحفہ جات لیکر طلسم کشا کو دیے اِسی
وجہ سے شکست حاصل ہوئی مین نے وقت پر ایسی تیزی صرف کی کہ اپنی ہم شبیہ
کو قتل کرایا تب وہان سے نکلی یقین تو ہی کہ اُن سب کو دھوکا ہوا ہو کہ سکان
قتل ہو گئی بہمن نے کہا ہمشیرہ وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا کو جان اپنی بچانا
مشکل ہو صحبت بہمن شعبدہ باز مین بڑے بڑے ساحر بیٹھے تھے اُن مین ایک
ساحر کہ نام اُسکا شبدیز شعبدہ باز تھا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ای شہنشاہ ساحران

دیکھا کہ ایک تخت پر ایک ساحرہ آئی نہایت حسین وجمیل گلرخسار کی بہن مہ پارہ اُسکا نام ہے
آتے ہی گلرخسار کے پاس بیٹھ گئی مگر ایرج نے جو مہ پارہ کو دیکھا ٹھنڈی سانسین بھرنے
لگے شاپور سے اشارہ کیا کہ یہ معشوق پری پیکر ہو دیکھو کیسی حسین وجمیل گلرخسار قمر عذار
ناز و ادا حسن مین یکتا ہو میرا دل اسپر لپٹا ہو شاپور نے مہ پارہ سے بڑھکر کہا کیون
ملکۂ عالم اس جوان کی سراسر حماقت ہو کہ ملکہ گلرخسار کو نہین قبول کرتا تمھارا امزاج
کیسا ہو مہ پارہ نے اشارہ کیا کہ اگر مجھکو قبول کرے تو مین اسکو ابھی مار لون میرے
ہاتھ سے کیا بچ سکتی ہو شاپور نے اشارہ کیا کہ سوال کیجیے مہ پارہ نے گلرخسار سے
کہا کیون بوا یہ جوان تمکو نہین قبول کرتا ہمین دیدو کہ ہم اسکو لیجائین شاید قبول
کرے گلرخسار نے کہا بوا ایسی بات نہ کہو تین دن برابر گذرے اسکو سمجھاتے ہوئے
مگر یہ مغرور نہین مانتا مین تمھین کیونکر دوان اسلیے کہ دون مہ پارہ نے کہا بوا غصہ نہ کرو
مین اسکو لیجاؤنگی علاوہ اسکے بڑا مقدمہ مذہب ہو مین اسکا حکم قبول کرونگی طلسم کشائی
مین ساتھ دونگی مگر گلرخسار نے کہا تمھاری کیا مجال ہو کہ میرے معشوق کو ہاتھ لگاؤ
دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی شاپور آتش افروزی کر رہا ہو کبھی گلرخسار
کو بھڑکاتا ہو کبھی مہ پارہ کو سمجھاتا ہو آخر گلرخسار نے مہ پارہ پر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
مہ پارہ نے زلف عنبرین کو ہلا دیا تمام آگ باطل ہوئی اب مہ پارہ نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا ایک نشتر نکالا وہ نشتر اپنی پیشانی پر مارا خون پیشانی سے لیکر کاردپر ڈالا وہ کارد
خون آلود گلرخسار پر کھینچ ماری گلرخسار نے ہر چند چاہا بچون مگر اُس کارد سے نہ بچ سکی
سینے پر پڑی کہ پشت کو توڑکر پار گذری اسنے ہنسکر کہا نہ مارا مر سنے سے گلرخسار کے
وہ باغ تمام جلگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلرخسار
جادو بود مارکر گلرخسار کو مہ پارہ قریب آئی کہا او شہریار مین نے آپ کے واسطے
بہن کو مارا ایرج نے کہا اول تو اطاعت اسلام کرو جسطرح اور جادوگرنیان ہین
اُسی طرح تم بھی رہو انشاء اللہ اگر لقراط ثانی کو مین نے قتل کیا تو عقد کرونگا اور اگر
طلسم ہاتھ سے نور الدہر کے فتح ہوا تو مجبور و ناچار ہون مہ پارہ نے عرض کی مین

یا تو قضا لیے جاتی ہی یا انشاء اللہ جا کر دیو اسنے کو سزا دونگا اور طہماس کو چھڑا کر لاؤنگا
یہ کہکے مرکب چمکایا تعاقب مین دیوانے کے چلے دیوانہ کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی
طہماس کو مسلسل و مطوق کرا رہا ہی آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان پہنا رہے ہین کہ نعرۂ شیر
کی آواز آئی کہ او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول اسطرح دیوانے کو للکارے کر
دیوانہ پلٹ پڑا چوبدست کو چرخ دیتا ہوا قریب نور الدہر کے پہونچا آتے ہی فوراً
چوبدست لگائی نور الدہر گھوڑے سے پھاند پڑے چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانہ
لپٹ پڑا چنگل مارا کہ بدن نور الدہر کا فگار ہو گیا مگر نور الدہر نے چنگل کھا کر ایک
تماچہ مارا نور الدہر دیوانے سے لڑ رہے ہین کہ شبرنگ روتا ہوا سامنے آیا
عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا وہ جادون شاہزادیان جو آئی تھین اُن مین سے
وحید نغمہ پیرا کو کوئی اٹھا لیگیا نور الدہر نے دیوانے کو ڈھکیل دیا شبرنگ کے
کہنے پر پلٹے چاہا کہ لشکر مین جائین دیکھون کہ وحید کو کون لیے جاتا ہی اسوقت پہونچے
کہ پنجہ لیکر بلند ہو چکا تھا لشکر مین غُل ہو رہا ہی وہ تینون شاہزادیان رو رہی ہین
کہ ہماری بہن غائب ہوئی نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم مجھے خبر کرنے دوڑے
آئے تعاقب مین نہ گئے شبرنگ نے عرض کی غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکے شبرنگ روانہ
ہوا جسطرف پنجہ لیگیا تھا اُسی طرف چلا صحرا مین جو آیا تو دیکھا کہ صحراے پر بہار ہی عروسان
چمن کا نکھار خلعت سبز پہنے ہوئے جمال اپنا دکھا رہی ہین کہ ایک طرف سے گانیکی
آواز آئی کہ کوئی بصد لطف یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

اُس رُخ کے آگے ماہ کی تنویر اور ہی
ذرہ ہی اور مہر کی تنویر اور ہی

طالب جفا کا عاشق دلگیر اور ہی
باقی کوئی ستم بُت بے پیر اور ہی

تڑپا چکا فراق مین برباد کر چکا
اب کونسی جفا فلک پیر اور ہی

خاک در صنم کی ہوس ہی جہان مین
ای کیمیا گرو مری اکسیر اور ہی

تصویر اپنی دیکھے مرے آگے غیر کو
کہتے ہین وہ اک ایسی ہی تصویر اور ہی

کہتے ہین مجھسے ابرو و مژگان دکھا کے وہ
یہ تیر اور رہی ہین یہ شمشیر اور ہی

جواب دیا اوشہریار اب کنیز نے دیکھا کہ جو سامان طلسم کشا کے پاس ہو اِسوقت مین کسی کو یہ سامان ممکن نہین ہوا اور وہ جادوگرنیان ہمراہ ہین کہ جنکا سحر مین مثل نہین یہان نیلم گردو فیلم گرد وغیرہ جانے سے ایرج نوجوان کے پریشان ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی فاقولۂ صحرا نشین مقابلے مین آکر اُترا جب فاقولہ میدان کارزار مین نکلکر للکارا سرداران ایرج بھی سُنکر میدان مین آئے جنگ ہونے لگی سرداران ایرج ہاتھ سے فاقولہ کے زخمی ہوے متواتر سات میدان واریان سات دن تک فاقولہ نے کین آٹھوین دن میدان مین کھڑا جھوم رہا ہی پر الشکر ایرج کا بند ہی جب وہ آواز دیتا ہی تو سردار قصد کرتے ہین مگر بسبب زخمداری کے نکل نہین سکتے بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ او رب کارساز و او مالک بے نیاز اِس مصیبت کو آسان کر للکارنا اِسکا ہمپر بہت شاق ہی تو رحم شریک کر

نظم

زاتِ تو گر نہ درمیان باشد نہ مکان و نہ لامکان باشد
نہ مہ و مہر جلوہ گر گردد نہ زمین و نہ آسمان باشد
نہ بہ ظاہر وجود جسم بود نہ بہ باطن ظہور جان باشد
گاہ پوشیدہ باشد اندر دل گاہ مذکور بر زبان باشد
گاہ در زمرۂ شہنشاہان گاہ در سلک بندگان باشد
گاہ موجود در بہار چمن گاہ در موسم خزان باشد
گل بہ گلزار گو دہد جلوہ تا نہ در باغ باغبان باشد
روشن از فیض نام تو ہر نام از تو اظہار ہر نشان باشد
نور ذاتت بہ دیدۂ مردم گہ عیان و گہے نہان باشد
گاہ اندر وجود موجود است گاہ حاضر بہ بود نابود است

سب سرداران ایرج دعائین مانگ رہے ہین فاقولہ کا قصد ہی کہ گینڈا اُٹھا کر جا پڑون مغلوبہ مین سب کو گرفتار کرون اہل لشکر گھبرا رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی خبردار او بیحیا آگے نہ بڑھنا مہ پارہ نے عرض بھی کی کہ مین سحر کرکے اِسکو قتل کرون

حقیقت مین تمنے بڑا انتظام کیا لیکن یہ عیار کل خدمت مین بہمن شعبدہ باز کی بھیجا جائیگا
اور بارہ دری مین وحید نغمہ پیرا قید ہی وہ ہمارے آقا کی منسوبہ ہی وہ اس سے وصل
حاصل کرینگے اسیوجہ سے اُسکو اُٹھا لائے اب قید کیا ہی شاپور نے باتون مین لگا کے
اُس ساحر کو بیہوش کیا کونے مین ڈالدیا اسی کی صورت بنکر بارہ دری مین آیا دیکھا
کہ شدیز شعبدہ باز بیٹھا ہوا ہے اسنے آکر سلام کیا شدیز شعبدہ باز نے پوچھا ای جفاکش
اسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا شاپور نے جواب دیا ہر وقت مالک کے دیکھنے کے
مشتاق رہتے ہین سرکار کے سلام کو آیا ہون شدیز نے کہا آج تم خلاف وقت آئے
اور خلاف وقت سلام کیا اسوجہ سے مجھکو کھٹکا ہوا ہر وقت خوف لگا رہتا ہی کہ ایسا
نہ ہو کیسی شکل پر عیار چلا آئے شاپور نے کہا حضور یہ وہ مقام نہین ہی کہ جہان عیار
آسکے جو عیار آئیگا وہ خود گرفتار ہو جائیگا شدیز نے کہا جاؤ جاکر حفاظت کرو شاپور
نے کہا ذرا باہر چلیے آج ایک نیا معرکہ گذرا ہی دو تین بڑھیان بیرون باغ پھر رہی
ہین حضور ذرا انکو پہچان لین کہ وہ کون ہین ابھی ایک بڑھیا آئی تھی جھانک کر
بھاگ گئی مین پیچھے دوڑا جنگل مین جاکر گھبرا اٹھی عیار رونے لگی کہا مین راہ گیر ہون مین نے
جھانک کر دیکھا کہ اس باغ مین کون رہتا ہی مین نے اُسکو چھوڑ دیا یہ مجھکو لیاقت نتھی
کہ مین پہچانتا یہ عیار ہی یا کون ہی آپ چلکر پہچان لیجیے اور عیار گرفتار کو بھی ساتھ لیجیے
وہان اُسکے قتل کا سامان کرینگے اگر وہ عیار ہی تو ضرور دوڑ کر آئیگا اُسکو بھی گرفتار کیجیے
یہ حال سُنکر شدیز ساتھ ہوا راہ مین کہتا ہوا چلا کہ جو آکے باغ مین جھانکے اُسکو فورًا
گرفتار کرلو یہ حرکتین تمنے عیارہ کی بیان کین بیرون بارہ دری آکر شبرنگ کو پکارا
کہ میان عیار صاحب ذرا ایہان آئیے شاپور نے شبرنگ کو دیکھکر ایک دھکا دیا
اور کہا کہ اونا عیار چل تجھکو قتل کرینگے شبرنگ کو بھی ساتھ لیا بیرون باغ آئے
شاپور پیچھے پکڑ کر جھپٹا پکار کر کہا کہ شبرنگ قتل ہوتا ہی کوئی عیار سامنے نہ آیا پھر
شاپور نے کہا ای شدیز شعبدہ باز وہ عورت کوئی راہ گیر تھی نگر دیکھو وہ جاتی
ہو جیسے ہی شدیز پلٹا شاپور نے حلقہ ہائے کمند ڈارے شبرنگ پکارنے لگا کہ ای

خلل پذیر ہمیشہ ہی کارخانۂ عقل — کبھی نہ خانۂ زنجیریان خراب ہوا
یہ حسن و عشق ہین ہر حال مین شریک ہم — نہ آیا غش مجھے اُسکا جو وقت خواب ہوا
یہ رنگ موج ہما میری آہ گرم سے ہو — ہر ایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا
جہان نظر مین یہ تاریک تھا کہ ای تانخ — سواد گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

صدا طائرون کی سُنکر نور الدہر کو پسینہ آگیا قلب تھرّا گیا نور الدہر نے فوراً لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ طائران طلسم ہین انکی صدا سے پریشانی ہوتی ہی لوح کو سینے سے مس کرو اور آگے بڑھ جاؤ نور الدہر لوح کو سینے سے مس کرتے ہوے آگے بڑھے گرمی قلب و جگر کی کم ہوئی دوسرے صحرا مین پہونچے تھے کہ بائین پر سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک کرگدن مست صحرا مین آکر جھومنے لگا کہ دوسری طرف سے بھی گرد اُڑی ایک شیر ببر چیخین مارتا ہوا قریب کرگدن کے آیا کرگدن کو چیر پھاڑ کر کھا گیا کئی کرگدن آئے ہاتھ سے شیر کے مارے گئے کہ ایک طرف سے ایک زنگی آیا پشت شیر پر سوار ہو نور الدہر پر آپڑا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے لوح جھکا کر عکس ڈالا جیسے ہی عکس لوح زنگی پر پڑا پشت شیر سے کود کر بھاگا کہ پہلو سے آواز آئی ای سیاہ رو سے جادو کہان جاتا ہی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا ایک تاجدار دریا سے سلاح مین غوطہ زن آتے ہی شیر پر سوار ہوا مقابل نور الدہر مین آیا نور الدہر نے للکارا تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے لوح محفوظ جھکائی عکس لوح سے وہ تاجدار کود پڑا نور الدہر کو لپٹ پڑا لیکن نور الدہر نے دے مارا شیر چیخین مارتا ہوا بھاگا نور الدہر نے چھاتی پہ بیٹھکر کہا ای تاجدار شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی تاجدار نے ہاتھ باندھکر کہا مین تابعدار ہون میرے ساتھ چلیے مین آپ کو باغ رنگین مین پہونچا دونگا آیندہ آپ کو اختیار ہی وہ تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا نور الدہر کو ساتھ لیکر چلا قریب ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا تھا نور الدہر ساتھ اُس تاجدار کے باغ مین داخل ہوے دیکھا باغ پر بہار ہی نخل گل

مذہب عشق مین زاہد یہی واجب ہی نماز
اپنے محبوب کو ہم شام و سحر دیکھین گے

کاجل آنکھون مین لگا کر ہین وہ گھر سے نکلے
قتل ہو جائین گے عشاق جدھر دیکھین گے

اُنکے دربار مین ہین آس لگا کر آئے
نذر دل اپنا کرینگے جو اِدھر دیکھین گے

عشق بازی سے نہ ہم ہاتھ اُٹھائینگے کبھی
ناصحا اس مین اگر لاکھ ضرر دیکھین گے

مجمع عام ہو کس سمت کھڑے ہون جا کر
ہاے یہ بھی نہین معلوم کدھر دیکھین گے

حُسن کے رعب سے آنکھین جو مری بند ہوئین
ہنس کے وہ بولے کہ پھر آپ ادھر دیکھین گے

دونون معدوم ہین دنیا سے مثال عنقا
نہ دہن آپ کا دیکھا نہ کمر دیکھین گے

دل کے آئینہ پہ کھنچوائی ہی اُنکی تصویر
اب مزے لوٹین گے ہم آٹھ پہر دیکھین گے

ایک تازہ چمن آئیگا نظر اے سطوت
آج رنگینیِ اشعار قمر دیکھین گے

شاپور جو لطف سے گایا کئی ساحر کہ شاخون پر درختون کی طائر بنے بیٹھے تھے وہ سب شاخون سے اُتر کر ساحر بنے شاپور نے گھبرا کر کہا کیون بھائیو اور بھی بھائی ہمارے ہین ایک اُن مین سے بول اُٹھا کہ بیس جادوگر ہین ہم سب کے ساتھ نگہبان ہین شاپور نے پکار کر سبھون کو ایک مقام پر جمع کیا گانا اپنا سب کو سنانا چاہا اور سب تعریفین کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ قدرت نے آپکو بڑا شرف دیا شاپور نے کہا بھائیو اب مجھے یاد آیا ہر چند کہ تمھارا افسر ہون مگر تمھارا ساقی بنتا ہون چاہتا ہون میرے ہاتھ سے شراب پیو سب کی عمر بڑھیگی رونق ہو گی یقین ہی کہ قدرت نظر آوین یہ مضمون سنکر سب ساحر خوش ہوے کنجی میخانے کی نکالکر شاپور کو دی شاپور نے میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملا کر آواز دی کہ یارو مین ساقی ہوا کوئی باقی نہ رہے تنیس طائر اور شاخون سے اُترے سب پچاس جادوگر تھے سب نے آپس مین شراب تقسیم کی اب شاپور چند گلابیان لیکر محفل مین آیا شراب سر پر رکھی سب کو شراب پلانا شروع کی پچاس جادوگر جو گلابیان اُٹھا کر لیگئے تھے وہ تو الگ جا کر بیٹھے شراب پینے لگے باقی جو محفل مین تھے اُنکو شاپور نے پلائی جو ساحر الگ بیٹھے تھے آپس مین دست و درازیان کر رہے ہین کوئی گر کر بیہوش

تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے
وہ زنگن اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ اے شخص تو نے بڑا غضب کیا میرے معشوق
کو مارا یہ کہکے پیٹنے لگی کہتی تھی تو مجھکو قبول کر میرا ہمراہی تو عدم کو گیا اُسنے کیا تیری خطا کی
تھی نور الدہر نے کہا اِس سے بڑھ کے کیا خطا ہوگی کہ ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکا یہ
بدلہ ہوا کہ مارا گیا زنگن نہین مانتی لپٹی جاتی ہی نور الدہر نے ایک جھڑکی دی یہ سُنکر
زنگن بہت بیقرار ہوئی کہا آپ مجھکو گھر کتے ہین میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

ہو ستم کی مشق مجھپر بار بار اُٹھتے بیٹھتے — ہون قرہ کے تیر دل سے پار اُٹھتے بیٹھتے
قبول اُس ظالم سے ہی میرا وہ ہون ایذا پسند — دل دُکھانا جا مرا ہر بار اُٹھتے بیٹھتے
خون بہانا کسکا او جلاد ہی مد نظر — اُبلی پڑتی ہی تری تلوار اُٹھتے بیٹھتے
دل جگر دونون لیے جاتا ہون پیش شاہ حُسن — نذر دونگا مین سر بازار اُٹھتے بیٹھتے
اب مرا آنا مناسب تیری محفل مین نہین — ورنہ پئے آزار ہین اغیار اُٹھتے بیٹھتے
کہتے ہین وہ دل مجھے دیدے مین کہتا ہون نہین — روز رہتی ہی یہی تکرار اُٹھتے بیٹھتے
شربت دیدار کے مشتاق ہو کر اے مسیح — تیرے پاس آئے ہین ہم بیمار اُٹھتے بیٹھتے
ہی طلب عشاق کی گر ناتوانی ہی تو ہو — جائینگے ہم بھی حضور یار اُٹھتے بیٹھتے
ناتوانی نے بنایا تھا ہمین نقش قدم — تھی کہان طاقت جو ہم اے یار اُٹھتے بیٹھتے
غیر کو تو نے بٹھایا بزم مین اے رشک گل — کیون نہ کھٹکے دل مین میرے خار اُٹھتے بیٹھتے
گھر مین وہ آئینہ رو آتا تو پھر تعظیم کو — گردسان ہم ناتوان و زار اُٹھتے بیٹھتے
خاک ہو جاتے جو کوے یار مین اک لطف تھا — کِس مزے سے صورت دیوار اُٹھتے بیٹھتے
فصل گل مین تھا مزہ میخانے مین آنا اگر — کیا اُچھلتی شیخ کی دستار اُٹھتے بیٹھتے
دل مین تیر آکر جو اُس ناوک فگن کا رہگیا — چُٹکیان لینے لگا سوفار اُٹھتے بیٹھتے
ڈھونڈھنے یوسف کو اپنے ضعف مین سطوت مصر کو — جائینگے ہم مصر کے بازار اُٹھتے بیٹھتے

اُس زنگن نے جو اِسطرح کے اشعار پڑھے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچکر
کہا مجھے تجھپر رحم آتا ہی ورنہ ایک ہاتھ مارونگا زنگن نے دوڑ کر چاہا لپٹ جاؤن کہ

در جہان باشد ہمیشہ سرنگون
اہل دل داند برابر عیش و غم
بندہ را حق سوے خود خواند مدام
کی رسد لیکن بگوشش این صدا
اہل غفلت ہست غافل از خدا
ہست حق غفار و ستار العیوب
بندہ را آموخت طرز بندگی
داد از روے عنایت بندہ را
آسمان در پیش حکمش سرنگون
ہست در اظہار وحدانیتش
شرح توحید خداے لایزال

بار دنیا ہر کہ بردارد بدوش
مرد حق یکسان شمارد نیش و نوش
میدہد آواز از ہر سو سروش
ہر کہ دارد پنبۂ غفلت بگوش
میگزارد عمر خود در ناؤ نوش
عاصیان را پردہ دار و پردہ پوش
مرحمت فرمود عقل و فہم و ہوش
جسم و جان و دست و پا و چشم و گوش
مہر و مہ شام و سحر حلقہ بگوش
خلق در جوش و زمانہ در خروش
کو توانی کردن ای ہندی خموش

نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہی مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آیا اُسنے اپنا رنگ جمایا شبرنگ جو جھپٹ کر آیا دیکھا ایک نخل پر ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی شبرنگ کنارے ہٹا ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم یہ نامہ قدرت نے بھیجا ہی سکان ساحر کو دیکھکر شاخ نخل سے اُتر آئی نامہ شبرنگ سے لیا سر جھکا کر پڑھنے لگی شبرنگ نے دیکھا کہ سکان نامہ پڑھنے لگی پہلو سے آکر حلقے کمند کے مارے جھٹکا دیکر گرایا گرا کر سکان کو خنجر مار دیا مگر سکان تڑپ کر نکلی حلقے جلا دیے شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی ہوا کا وہی جوش و خروش ہی سارے لشکر مین ہنگامہ ہو مگر سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ سکان شبرنگ کو لیے جاتی ہی ہاتھ ہلایا کہ سکان کے پنجے سے شبرنگ چھوٹا سکان نے چاہا تڑپ کر گرون اور شبرنگ کو اُٹھا لیجاؤن نجم اختر شناس نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ سکان کے دو ٹکڑے ہوے لشکر مین اب اطمینان ہوا ایک پنجہ تڑپ کر گرا لاشۂ سکان اُٹھا لیگیا یہان نور الدہر اور دیونے

میری تو عجب نوبت ہی کنیز کی یہ کیفیت ہی **نظم**

پھیر کر منھ کو دوپٹے سے چھپاتے ہو عبث ‌ ‌ ‌ حسن رخ دیکھ لیا ڈر کے جاتے ہو عبث
مین نے خود آنکھ سے دیکھا تمھین لیتے دل غیر ‌ ‌ ‌ قسمین تم جھوٹھی مری جان کی کھاتے ہو عبث
کیا ہوا آنکھ سے ای جان جو نکلے آنسو ‌ ‌ ‌ تہمت عشق مرے دل کو لگاتے ہو عبث
ایکدن پھر یہ کہو گے کہ مرے گھر سے نکل ‌ ‌ ‌ قسمین دیدے کے مجھے اب تو بلاتے ہو عبث
سرمہ ہی غیر نے آنکھون مین لگایا بیشک ‌ ‌ ‌ نیچی نظرین کیے دیتی ہین چھپاتے ہو عبث
آتش عشق سے خود سینہ پھکا جاتا ہی ‌ ‌ ‌ دل کے غیرون سے مجھے یار جلاتے ہو عبث
حسن بے دیکھے ہوا ہون مین تمھارا عاشق ‌ ‌ ‌ ناز و انداز مجھے اپنا دکھاتے ہو عبث
حال دل سنکے عجب ناز سے کہتا ہی وہ شوخ ‌ ‌ ‌ سن چکا ہون یہ کہانی مین سناتے ہو عبث
ایک مدت سے حسینون پہ ہون مین خود مرتا ‌ ‌ ‌ واعظو موت سے تم مجھکو ڈراتے ہو عبث
کربلا جاؤ گے قسمت مین جو ہی ای سطوت ‌ ‌ ‌ بخت برگشتہ ہی کیون رنج اٹھاتے ہو عبث

اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھ کے آواز دی منم غواص غوطہ زن ای طلسم کشا تیرے اشتیاق مین گھر بار چھوٹا عزیز و اقارب دشمن ہوے راہ بہ راہ حیران ہوے کہ ناتنک بیوفائی کریگا یہ کہکے رونے لگی نور الدہر کو اُسکے رونے پر رحم آگیا بڑھکر کہا کہ کیا چاہتی ہو غواص نے کہا اِسی چشمے مین آیئے تو مین اپنے باغ مین لیچلون نور الدہر اُس شعبدہ باز کی باتون پر قریب چشمے کے آئے دامن گردانتے لگے قصد کیا کہ پھاند پڑون کہ لوح یاد آئی اور کسی نے آواز بھی دی کہ ہوشیار ہو جائیے دیکھا کہ ایک درخت پر ایک طائر یہی کہ رہا ہی کہ ہوشیار رہنا نور الدہر کو ہرچند کہ اُس نازنین کی ناز و ادا بہت پسند آئی ہی مگر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اُسکو نذر دو نور الدہر نے لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی وہ نازنین جھجکی کہ اُٹھا لون لوح سے ایک شعلہ چمکا کہ اُسکے ہاتھ مین آگ لگ گئی آواز دیتی تھی کہ او جلاد صاحب بیداد یہ کیا ستم کیا مین جلتی ہون تم ٹھنڈے رہو خیر وقت پہ ہمین کام آئینگے غوطہ مار کر جلتی ہوئی غائب ہوئی نور الدہر اِس عجائب و غرائب کو دیکھکر بہت حیران ہین کہ نوبت

آیا تو ایرج نے پوچھا کیا سبب ہوا تجھکو کیونکر قبضے مین کیا شاپور نے سب حال بیان
کیا کہ اسطرح مین نے شبرنگ کو رہا کیا اور وحید شاہزادی قید تھی اُسکو رہا کیا مگر
مین نے اثنا آکر کہا کہ وست جیپی ہمیشہ غالب رہتے ہین اُسپر مجھکو قید کیا ایرج نوجوان
نے دیکھکر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے اسنے کہا خلاف کہا سچ کہتا ہی نورالدہر نے کہا
اس طلسم مین بڑی کد و کوشش کی مگر کیا انجام ہوا ابتک مارے مارے پھرتے ہو
ایرج نے یہ سُنکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار چلنے لگی ہر مرتبہ گمان ہوتا ہی
کہ ایرج نوجوان کی تلوار پڑی اور نورالدہر کا خاتمہ ہوا مگر شاہزادہ نورالدہر تلوار
روک لیتے ہین جب یہ ہاتھ مارتے ہین تو بھی لوگون کو گمان ہوتا ہی کہ ایرج کا خاتمہ ہوا
مگر ایرج شاگرد خواجہ عمرو ہی پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی ایک مقام پہ شاہزادہ
نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایرج نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون
گھوڑون سے کود کے آپس مین کشتی ہونے لگی اہل لشکر نورالدہر کے دیکھ رہے
ہین مگر کسی کی یہ مجال نہین کہ دخل دے سکے طہماس بن عنقویل دیو پرور دیکھ دیکھکر
بہت جلا ساطور ہلا کر کہا جی چاہتا ہی ایک ہاتھ مار دون کہ ایرج کے دو ٹکڑے ہون
یہ کلمہ جو ایرج نے سُنا بیقرار ہو گیا نورالدہر کو ڈھکیل کر للکارا کہ او گُنڈے کیون
تیری شامت آئی ہی ابھی آکر تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکے طرف طہماس کے چلے طہماس
کو خیال ہوا کہ اگر مقابلہ کرونگا تو آقا کے خلاف ہوگا ساطور پھینک کر بھاگا ایرج پیچھے
چلے چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق چمک کر گری اور
ایک پنجہ اُس مین سے پیدا ہوا ایرج کو اُٹھا کر لیگیا نورالدہر نے اپنے کو گرا دیا
ہاے بھائی کہکر رونے لگے شبرنگ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام ابھی جاتا ہی
پتہ لگا کر آتا ہی یہ کہکے تفنتور ہاے نذر بقتی آراستہ کیے یا نہاے عیاری درست کیے
شبرنگ تو تلاش مین چلا مگر شاپور جست کرکے ایرج کے گھوڑے پر سوار ہوا
طرف لشکر ایرج کے بھاگا ہرچند نورالدہر نے چاہا اسکا تعاقب کرون کہ فسادی
نہ جانے پائے مگر کرہ بن اشقر طرار سے بھرتا ہوا شاپور کو لشکر مین لایا گھوڑے کو

چھاق اُٹھاکر چلین نور الدہر نے تلوار چمکائی وہ زنگنین غل مچاتی تھین اور کہتی تھین
کہ بڑے افسوس کا مقام ہے اس ظالم کو کوئی سزا نہین دیتا کہ ایک طرف سے ایک جوان
نورانی ہیکل لسیم و شمیم پیدا ہوا اُس نازنین نے جو اُس جوان کو دیکھا پکار کر آواز دی
اے تن و توش جادو مین تیرا انتظار کر رہی تھی دیکھ مجھپر کیا بدعتین ہوتی ہین مگر تیرے
واسطے جفائین اُٹھائین مین تیری مشتاق ہون وہ جوان دوڑ کر اُسکو لپٹ گیا اُس
نازنین نے بھی گلے مین ہاتھ ڈالدیے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا زنگنون کو مار کر
قریب اُس جوان کے پہونچے اُس جوان نے اُس نازنین کو چھوڑ کر قصد کیا کہ مین
نور الدہر کو لپیٹ جاؤن نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا وہ نازنین تو بھاگی مگر
اُس جوان کا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پہ گرا وہ نازنین سر اُسکا دیکھکر بہت روئی
اور کہا خیر اے طلسم کشا مین جاتی ہون تو نے میری قدر نہ کی مین اس جوان سے
اسواسطے ملی تھی کہ تجھکو رشک ہو مگر معلوم ہوا تیرا مزاج اور طرح کا ہے میرے
تیرے نہ بنے گی ماں باپ کو اختیار ہے اے حشام جادو اب تم آؤ کہ صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا ایک جادوگر گینڈے پہ سوار کئی ہزار جادوگر پشت پر آکر نور الدہر پر
سحر کرنے لگا لیکن جو سحر کیا وہ باطل ہوا نور الدہر لوح چمکا رہے ہین جسپر لوح کا
عکس پڑتا ہے وہ جل جاتا ہے نور الدہر لڑتے ہوے قریب حشام جادو کے پہونچے
حشام نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے اپنے کو بچا کر ہاتھ مارا کہ حشام کے
دو ٹکڑے ہوے حشام کا مرنا کہ سناٹا ہو گیا وہ نازنین بھی گئی زنگنین بھی بھاگین
حشام کے ساتھ والے فریاد کرتے ہوے لاشۂ حشام لیکر طرف صحرا کے
بھاگے زیر قلعۂ ابہام آئے لاشہ رکھکر شور و غل مچانے لگے ابہام جادو اپنے
قلعے مین بیٹھا مصروف عیش و نشاط تھا جلسہ آراستہ تھا اُسنے جو شور و غل کی
آواز سُنی خدمتگاروں سے کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہے چند خدمتگار بیرون قلعہ
آئے آکر لاشۂ حشام جو دیکھا وہ بھی رونے لگے ہمراہیان حشام نے کہا بھائیو
جا کر ابہام جادو کو خبر کرو کہ آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا ہم لوگ اُنکا لاشہ

کر بو شبرنگ جھپٹ کر قصر مین آیا عرض کی اے آقاے نامدار مین ہون شبرنگ بن عمرو اُنکی
رہائی کو آیا ہون صرف اِتنا کہدیجیے کہ مین خود تجھپر عاشق ہون مین اسکو مار لونگا ایرج
نے جھلا کر کہا جا دور ہو مین تیرا رہا کرنا نہین قبول کرتا شبرنگ ناچار رہوا اور سامنے
گلرخسار کے آیا کہا واری حقیقت مین بڑا سخت مزاج ہی گالیان دیتا ہو کہتا ہو مجھکو قتل
کرین گلرخسار رونے لگی کہا ای شعلہ کیونکر دل گوارا کرے کہ معشوق کو قتل کرین جو
وہ کہتا ہو ٹھیک کہتا ہو جانتا ہو کہ یہ مجھپر عاشق ہو قتل نہ کریگی اور حقیقت مین کسی طرح
میرا دل قبول نہین کرتا دربار مین بہمن کے حاضر تھی کہ اُسوقت سب کو حکم ملا کہ جسطرح
بنے مسلمانون کو قید کر کے لاؤ مین بھی اِسی فکر مین نکلی تو اِسکو اُٹھا لائی یہ نہ جانتی تھی کر
یہ آفت برپا ہوگی قضاے کار شعلہ رخسار کو شبرنگ نے بیہوش کر کے جو ایک
گوشے مین ڈالدیا تھا کچھ کنیزین جو اُدھر گئین شعلہ رخسار کو دیکھا ہوشیار کیا
شعلہ رخسار روتی ہوئی سامنے گلرخسار کے آئی یہان وہ وقت ہو کہ شبرنگ
باتین کر رہا ہو مالک آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ رہی ہو کہ اب حسرت و یاس کا
سامنا ہو دیکھیے کیونکر زندگی ہو حقیقت مین ایسا خوش جمال نگاہ سے نہین گذرا تھا
کہ شعلہ رخسار اصلی سامنے آئی کہا واری ایک اجنبی شخص نے مجھے اِشارے
بلایا پوچھنے لگا کہ یہ کون شاہزادی ہو مین آپ کو بتانے نہ پائی تھی کہ مجھکو بیہوش کیا
ساتھ والیون نے ہوشیار کیا اب جو مجھکو ہوش آیا مین نے اپنے کو ایک گوشۂ قصر
مین پایا شبرنگ نے جو یہ سُنا کہتا ہوا بھاگا کہ مین خبر لاتی ہون دریافت کرون کہ
اِسکو کسنے بیہوش کیا تھا ایک کنیز پیچھے دوڑی شبرنگ اُسکو خنجر مار کر بھاگ گیا
گلرخسار نے حیران ہو کر کہا کیون صاحبو یہ کیا معرکہ تھا مین قصر اسرار مین جاؤن
تو دریافت کرون یہ کہکے اُٹھی ایک قصر مین آئی اُس قصر مین آکر ایک چیخ ماری
ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آواز دی کہ اے گلرخسار یہ عیار تھا جو کنیز کو مار کر بھاگا
گلرخسار نے نکلکر سب کنیزون سے بیان کیا کہ عیارون سے بچنا کنیزون نے کہا کہ
واری ہم تو باہر نہین نکلتے آپ ہوشیار رہیے شبرنگ تو جنگل مین بیٹھا سوچ رہا ہی

نور الدہر کے جھپٹا نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا ابہام اُسی مقام پر مُرکا عکس لوح جو
پڑا جھومنے لگا مگر ساتھ والے ابہام کے سحر کر رہے ہین کسی نے آگ برسائی کسی نے
برقین گرائین چہار سمت سے سحر کی بوچھار ہو ساحرون مین پکارہ ہو کہ یارو طلسم کشا کو گھیر کر
مار لو شاہزادہ نور الدہر نے جو یہ صدا ساحرون کی سُنی جھپٹ کر ابہام پر ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا مرتا ابہام کا کہ ایک دھوان گردن سے اسکی نکلا کل
ساحرون پر چھایا نور الدہر نے لوح کو چمکایا کہ وہ دھوان نور الدہر کے قریب نہ آیا
تمام ساحر سحر کرنا بھولے سب کے سحر باطل ہوے مگر وہ دھوان جو ساحرون کو لگا اُس
دھوئین سے تمام ساحر جلنے لگے فریاد فریاد کرنے لگے تھوڑے عرصے مین سب جلکر
خاک ہوے لاشۂ ابہام جلا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام ہن ابہام جاہ و
برادر حشام بو دمارہ کر ابہام کو نور الدہر بہ حکم لوح آگے بڑھے ایک قصر سامنے
دکھائی دیا اُس قصر سے رونے کی آواز آتی تھی کہ کوئی دردرسیدہ بلک بلک کے
یہ اشعار پڑھ رہا ہو

نظم

خفا جب وہ لیلی ادا ہو گیا	تو مجنون سے سودا سوا ہو گیا
مجھے عشق زلف دوتا ہو گیا	عبث مبتلا ئے بلا ہو گیا
حسینون پہ کیون ہائے عاشق ہوا	مجھے بیٹھے بٹھلائے کیا ہو گیا
نہین بھولتا ان بتون کا خیال	مرے دل کو یارب یہ کیا ہو گیا
عجب تفرقہ تو نے ڈالا فلک	مرا ماہ مجھسے جدا ہو گیا
جو برباد کی خاک میری صبا	نہ کچھ اسمین تیرا بھلا ہو گیا
مرے خط کا لایا نہ ابتک جواب	خدا جانے قاصد کو کیا ہو گیا
ترے وحشیون کا عجب حال ہو	بہار آئی سودا سوا ہو گیا
یقین ہو گیا پاس وہ غیر کے	جو پھر درد دل مین سوا ہو گیا
چرا لیگیا آئینہ روکوئی ✣ ✣	مین حیران ہون دل میرا کیا ہو گیا
ارے غمزہ و ناز تو اک طرف	ادا پر تری دل فدا ہو گیا

ہو گلرخسارہ نے اُسی وقت جلسہ آراستہ کیا قفس ایرج منگایا شاپورہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعارہ عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

مجھسے اب ضامت بھی ہو جا کہین یار آپسے آپ — جسطرح ہو تری خاطر مین غبار آپ سے آپ
کہا کب آتش فرقت سے جلایا تو نے — ہین مرے نالۂ دل صاعقہ بار آپ سے آپ
خار تدبیر ہو پیش گل تقدیر عبث — وقت پر باغ مین آتی ہو بہار آپ سے آپ
دونون عالم مین اگر ایک نہین شعبدہ باز — جمع کیونکر ہوے اضداد یہ چار آپ سے آپ
نہین آتا جو وہ خورشید مرے گھر مین نہ آے — صبح ہو جائیگی آخر شب تار آپ سے آپ
کچھ شکایت نہین عشق کمر نازک کی — ہو گیا ہون مین صنم زار و نزار آپ سے آپ
سرخ پوشاک پہین کر وہ سہی قد جو گیا — جل اُٹھے سرو چمن مثل چنار آپ سے آپ
کچھ تری تیغ جفا کی نہین تقصیر اے گل — صورت غنچہ مرا دل ہو فگار آپ سے آپ
غیر کا منھ ہو کہ لے بوسے ترے او ظالم — نیلگون ہو گئے ہونگے یہ عذار آپ سے آپ
نالہ کش مثل جرس کیون ہو عبث اے مجنون — صبر کر آئیگا جمازہ سوار آپ سے آپ

شاپورہ نے جو یہ اشعار درد آمیز گائے گلرخسارہ تو رونے لگی مگر ایرج نوجوان بالکل خاموش اُسی طرح بیٹھے ہین کہ شاپورہ جست کر کے قریب قفس کے آیا چلا کر کہا کہ اے شہریارہ آپ اِس معشوقہ کو کیون نہین قبول کرتے اور چپکے سے کہا کہ ہم شاپور شہرول اب ذرا حضور کہدین کہ مین خود تجھپر عاشق ہون مین اِسکو مارلون ایرج نے برہم ہو کر کہا مین اِس فاحشہ کی جانب مُنھ کر کے نہ سوؤنگا جو بدعت اُسکے مزاج مین آئے وہ کرے شاپورہ حیران ہوا کہ اب کیا کرون یہ تو ضدی ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے یہ میرا کہنا نہ مانینگے مگر قریب آکر گلرخسارہ سے کہا اے ملکۂ عالم وہ کہتا ہو کہ مین خود عاشق ہون مجھپر کیون جبر کیا اب جو چاہے کرے مین نہ قبول کرونگا قفس کھولکر اِسکو نکال لیجے پہلو مین بٹھائیے یقین ہو رضامند ہو جائے گلرخسارہ تو لیسی ہوئی ہو شاپور سے جو یہ سنا فورًا قفس کھولا ایرج کو نکالا گلرخسارہ پہلو مین بیٹھی اِس امید پر کہ اب یہ مجھکو قبول کریگا شاپورہ نے چاہا کہ ساقی گری کا ذکر کرون کہ ایک برق چمک کر گری

وہ مجھپر عاشق ہی اکثر اُسنے درخواست کی کہ اُس قیدی کو رہا کر دیجیے مگر اُس ظالم
نے نہ مانا قید سے نہین رہا کیا اگر حضور کا گذر کسی وجہ سے دربار مین بہمن کے
ہو تو یقین ہی کہ میکو نہ ضرور مدد کرے نور الدہر نے کہا ای برادر دربار مین
بہمن کے پہونچنا بہت دشوار ہی لوح خبر دے چکی ہی کہ دربار مین بہمن کے بجنتی
گذر ہوگا پشت پر نور الدہر کی خوش مزاج باتین کرتا ہوا آتا ہی نور الدہر جواب
دیرہے ہین کہ خوش مزاج نے پکار کر آواز دی ای شہریار مجکو بچائیے دیکھیے
کرگدن مجھکو لیے جاتا ہی پلٹ کر نور الدہر نے دیکھا کہ ایک کرگدن مست نے
خوش مزاج کو منھ مین دبایا ہی نور الدہر نے چاہا کہ خوش مزاج کو رہا کرون مگر وہ
کرگدن خوش مزاج کو لیکر غائب ہوگیا نور الدہر کو بڑا افسوس ہوا کہ ایک مونس
تنہائی مین ملا تھا اُسپر بھی یہ سانحہ گذرا کہ سامنے سے دیکھا چند نازنینان مہ جبین آئین
اور عرض کی ای شہریار قصر حمام مین آپ کی طلب ہی نور الدہر اُنکے کہنے پر ایسے مبہوت
ہوے کہ لوح کو نہ دیکھا اُنکے ساتھ چلے گئے جا کے دیکھا تخت پر ایک مہ جبین
بیٹھی ہی کہ شعلۂ رخسار سے اُسکے تمام مکان روشن ہی نور الدہر کی اُسنے تعظیم کی اور
مسکرا کر کہا فرود رواق منظر چشم من آشیانۂ لتست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ لتست ٭
نور الدہر اُسکے کہنے پر اُسکی طرف چلے کہ اُسنے ہنسکر کہا کہ حوض موجود ہی غسل تو کر لیجیے
آپ کے سایے سے مین بھی طیب و طاہر ہو جاؤن مدتون سے آپ کا انتظار ہی تب
یہ دن نصیب ہوا آج آپ نے سرفراز فرمایا نور الدہر قریب حوض کے آئے اُس
نازنین نے دست نگارین سے لنگی اُٹھا کر دی نور الدہر نے لوح محفوظ اور لوح
طلسمی گلے سے اُتاری اور زرہ طلسمی و لباس طلسمی بھی بدن سے دور کیا کنارے
پر حوض کے سب اشیا رکھتے جاتے ہین چند کنیزین لنگ باندھکر حوض مین کود ی
ہین اور اشارے کر رہی ہین کہ آئیے غوطہ لگا لیجے جیسے ہی نور الدہر حوض مین
کودے سب تحفہ جات تو اُسنے اُٹھا لیے ایک آواز مہیب دی کہ او طلسم کشا منم
کلنگ ابلق سوار دیکھ یون تیرے تحفہ جات لیتے ہین نور الدہر نے غوطے

آپ کو تا بہ قصر ہشت پہل پہونچا دونگی آیندہ آپ کو اختیار ہی مغلوب ہین جسکا وار پڑجاے
ایرج نے کہا تمہارا کام یہی ہی کہ مجھکو تا بہ قصر ہشت پہل پہونچا دو مین سمجھ لونگا انشاء اللہ
اُسکو سر میدان مارون مہ پارہ نے کہا اے شہریار تحفہ جات تو اُنکے پاس ہین ایرج نے
کہا وہ تحفہ جات چاٹا کرین تحفہ جات کی مجھے کیا ضرورت ہی مہ پارہ نے کہا میرا وعدہ یہ ہی
کہ آپ کو سامنے قصر ہشت پہل کے پہونچا دون میدان مین نکلون سحر کرون مقابلہ
پڑ جاے آیندہ پروردگار کو اختیار ہی اطاعت اسلام بدل وجان قبول کرتی ہون الغرض
مہ پارہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی ایرج نے گلے سے لگا لیا عارض انور کا بوسہ لیا
مہ پارہ نے تخت تیار کیا شاپور و ایرج کو اُسپر بٹھالیا سحر کرتی ہوئی چلی یہان وہ
وقت ہی کہ نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر کی نگہداشت کر رہے ہین کہ تخت ایرج
گذرا ایرج نے جو دیکھا کہ پندرہ بیس شاہزادیان کمر اطاعت باندھے ہوے مشغول
انتظام ہین نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی افسرون کو سحر تعلیم کر رہے ہین سکندر ثانی
ہر مرتبہ ابر بناتے ہین اور اُسکو مٹاتے ہین اب جیسے ہی ابر تیار ہوا ایرج نے کہا اِس
ابر کو نہ چھنے دینا مہ پارہ تڑپ کر ابر پر گری سکندر نے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خیال جو کیا تو دیکھا کہ ایک ساحرہ ابر کو توڑ رہی ہی سحر چھنے نہین
دیتی سکندر نے آواز دی کہ او ساحرہ یہ کیا بے ادبی ہی جو تو کر رہی ہی مہ پارہ نے
جواب ندیا سکندر ثانی نے آواز دی کہ ایک ابر محیط آسمان پر آیا سکندر نے کہا اِس
ساحرہ کو لینا چند لکے ابر کے جسم مین مہ پارہ کے لپٹ گئے کشان کشان لیچلے ایرج
نے جو دیکھا کہ مہ پارہ ابر مین پھنسی وہین سے نعرہ کیا کہ او کشتی گیر نہ ادے کیون تیری
شامت آئی ہی اپنے بادشاہ کو منع کر کہ لکہ ہاے ابر ہٹاے نور الدہر نے جو ایرج کو
دیکھا کہ بالاے تخت بیٹھے ہین تلوار چمکا رہے ہین سکندر ثانی کو منع کیا کہا اے بادشاہ
عالیجاہ اِس ساحرہ کو چھوڑ دو سکندر ثانی نے اِشارہ کیا لکہ ہاے ابر سے مہ پارہ چھوٹی
بدحواس ہو کر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا لیکر بھاگی ہر چند ایرج کہتے ہین کہ مجھکو اُترنے
دے مین کشتی گیر نہ ادے سے سمجھ لونگا سارے لشکر کو شکست دونگا یہ سنکر مہ پارہ نے

مقام عشرت نظم بطور مسدس

چو فرمان قضا آید درین ایوان نماند کس
بدیوان خانۂ عالم زارکانان نماند کس
بدار الملک دنیا از شہنشاہان نماند کس
ہم از وحش و ہم از طیر و ہم از انسان نماند کس
درین دنیا ے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

نہ غم را استقامت در جہان باشد نہ راحت را
نہ استحکام کثرت را بود آخر نہ قلت را
نہ استقلال حاصل تنگ دستی را نہ وسعت را
قیام دائمی باشد نہ مذہب را نہ ملت را
درین دنیا ے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

بناے قصر این عالم شود زیر و زبر روزی
شود مسمار در یک لحظہ ہر دیوار و در روزی
شود پوشیدہ پستی و بلندی از نظر روزی
کند ہر خانہ داران خانۂ عالم سفر روزی
درین دنیا ے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

انکھوں مین آنسو بھرے ہوے اپنے پروردگار سے دل کو رجوع کر رہے ہین مگر جملہ ساحر و غیر ساحر کلاہین اُچھال رہے ہین ہر طرف یہی ہُلڑ ہو کہ قید طلسم کشا آگئی میگونۂ گلگون پوش عاشق خوش مزاج پریشان پریشان طرف طلسم کشا کے دیکھ رہی ہی اور دعائین کر رہی ہی کہ ای کریم کارساز نہین معلوم اُس مصیبت زدہ پر کیا گذری جسوقت یہ حالات سُنے گا کہ طلسم کشا قید ہوگئے اور تحفہ جات چھن گئے یقین ہو کہ تڑپ کر اپنی جان دیگا جب مین کبھی قید خانے مین جاتی تھی تو یہ مژدہ سناتا تھا کہ ہماری رہائی کا وقت قریب آتا ہی وہ سارا حوصلہ نکلگیا اب کون صورت اُسکی رہائی کی ہی ہاے کیونکر قید خانے مین جاؤن گرگدن جادو اُسکی قید یہان لے آیا کیا منھ لیکر جاؤن کیا روے سیاہ دکھاؤن کیونکر ملاقات کرون مین نہ جانتی تھی کہ خاتمے کا وقت قریب آیا یون فلک گردش دکھائیگا بہمن نور الدہر کو

مگر ایرج نے اِسے قبول نہ کیا صحرا مین تخت سے اُترے مہ پارہ نے ایک مرکب بنا دیا
اُسپر سوار ہوکر مقابلہ فاقولہ مین پہونچے فاقولہ جمال بے مثال دیکھکر حیران ہوگیا مگر
باتون سے یہ معلوم ہوا کہ یہ برادر طلسم کشا ہی فاقولہ نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ توڑ ڈالا
فاقولہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے بازو بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا فاقولہ لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی ایرج سے داؤ پیچ ہونے لگے
ایک مقام پر فاقولہ ایرج کو ریلکر لے دوڑا ایرج نے اُسکا زور روک کر ایک گھونسہ
منھ پر مارا کہ فاقولہ چوندھیا گیا منھ پھیر کر جیسے ہی پلٹا ایرج نوجوان نے زبردستی ہکہ
مارکر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون فاقولہ نے آواز دی اے ایرج نوجوان مین مسلمان
ہوتا ہون اب میری جان کے آپ ہی نگہبان ہین یہ جو ایرج نے سُنا بہ سہولت زمین پر
اُسکو رکھدیا فاقولہ کلمۂ طیبہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کل لشکر نے اُسکے اطاعت کی
اب مہ پارہ بھی تخت سے اُتری ایرج سبکو ہمراہ لیکر لشکر مین آئے سردارون کا حال دیکھکر
بڑا تاسف کیا مگر شاہزادہ نور الدہر سب سردارون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہین کہ
نجم نے عرض کی اے شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے برائے فتاحی مرحلہ جایئے نور الدہر نے
لوح کو دیکھا سب سے رخصت ہوے بیرون لشکر آئے دیکھا ایک درخت پر ہزارہا
طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُنکے زمزمون سے جو صدا نکلتی ہی اُسکا مفہوم یہ ہی **نظم**

معطر اُسکے نہانے سے بس کہ آب ہوا
حباب سحر ہر اِک شیشۂ گلاب ہوا

دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول
ہمارے رونے سے جسدم وفور آب ہوا

ترے بدن پہ اگر ایک بوند منھ کی پڑی
برنگ برق مرے دل کو اضطراب ہوا

جو آنکھین نشہ سے رنگی تھین سرخ پُرخون تھین
فراق یار مین گیا ہائے انقلاب ہوا

جو یاد بزم مین آئی وہ نرگس میگون
نظر مین ساغر دیدۂ پُر آب ہوا

نجات ہوگی عذاب حساب سے سب کو
جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا

یہ رنگ عارض گلرنگ ہی کہ نام خدا
پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا

نگہ ٹھہرتی نہین اپنے عکس پہ اُسکی
شعاع حسن سے آئینہ آفتاب ہوا

ہونٹھ اپنے پہرون دانتون سے چباتا ہون مین آہ — یاد جب آجاتے ہین اُسکے لب و دندان سے مجھے
ہوش آتا ہی جو سودا مین تو کرتا ہون خیال — کیا مین کانٹا ہون ملا جو وحشت کا دامان مجھے
مردم دنیا مرے حق مین سگ دیوانہ ہین — کاٹنے کو دوڑتے ہین صورت انسان مجھے
کیون ملامت کرتے ہین ناصح بہ چاک جیب تر — چاک کرنا ہو ابھی تو وحشت کا دامان مجھے

کنیزین پوچھتی ہین کیون واری خیر تو ہی میگونہ رو دیتی ہی کہتی ہی صاحبو کوئی بات بیان کرنے کے لائق نہین ہی آج یہ گھر برباد ہوتا ہی ہم زندہ نہ رہین گے اپنی جان دینگے افسوس ہی کہ جو آرزو تھی وہ نہ پوری ہوئی فلک نے عجب سامان دکھایا جسکا افسوس کرتی ہون کہ جسوقت یہ خبر وحشت اثر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کو پہونچیگی تو وہ کیسا تڑپیگا جان دینے کا ارادہ کریگا دیکھیے اُسکی جان کیونکر بچے جب وہ زندہ نہ رہیگا تو مین بھی اپنی جان دونگی کنیزون نے کہا واری مفصل بتائیے کہ کیا سحر کہ گذرا میگونہ نے کہا طلسم کشا گرفتار ہوا کلنگ ابلق سوار کی قید مین ہی اُس مکارہ نے آفت برپا کی بہمن نے بدست عقاب جادو لوح محفوظ و لوح طلسمی کو طرف قصر البحرین بھیجا ہی وہ روانہ ہو گیا آج ہی پلٹ کے آنیکا وعدہ کر گیا ہی وہ اُڑتا ہوا جاتا ہوگا صرف آنے اور جانے کی اُسکو تکلیف ہی اور حقیقت مین بہمن نے خوب راے سوچی یہ مجال نہ تھی کہ اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو قتل کر کے آرام سے بیٹھتا کہ اُسکے عزیز دار خود صاحبقران عالیوقار طلسم کو اُلٹ پلٹ کر دیتے جہان کہین لوح ملتی وہان سے پیدا کرتے مگر اب لوح کا ملنا غیر ممکن ہی ایسے مقام پر گئی کہ جہانتک پہنچنا نہ ملیگا کون وہان جائے اور دریا مین غوطہ مارے وہانکا طبقہ ٹوٹا ہوا ہی اگر کوئی قصد بھی کرے تو کیا فائدہ ہی جب حضرت سلیمان نے قصر بنوایا تو دیوزادون سے کہکر طبقہ تڑوا دیا کون وہان پہونچ سکتا ہی انسان حیوان سب بیکار ہین مگر اے صاحبو مین تم سب کو آگاہ کرتی ہون کہ مین مجبور و ناچار ہون اپنی جان دونگی اور میرا کیا اختیار ہی یہ کنیز بے تمیز مجبور و ناچار ہی افسوس ہی حسرت لیکر دنیا سے چلی یہ کہکے چلا چلا کر رونے لگی کنیزون نے کہا واری عقل مین ہماری ایک بات آتی ہی جو آپ بھی مناسب

قطار در قطار باغبان و گلچین باغبان قضا و قدر کے شکر گزار گلہاے رنگا رنگ کی
بہار بیلے کا زور سور کا شور داؤدی کا سوز و گداز سوسن زبان دراز موگرے کی
چمک جوہی کی مہک نہرین سلسبیل آسا جاری مچھلیون کی بیقراری ہر مرتبہ تڑپ کر
بلند ہوتی ہین اُنکے تڑپنے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ بجلی چمک گئی نہر مین گر کر غوطے
مارتی ہین مثل انسان کے آواز دیتی ہین کہ یا خداوند لقراط ثانی طلسم کشا کو ہم مین
ملا دیجیے تو ہمکو چین پڑے نورالدہر کو کلمات مچھلیون کے بہت ناگوار ہوے
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کو نہر مین ڈال دو نورالدہر نے لوح کو نہر مین ڈالا
سب مچھلیان لوح سے لپٹنے لگین جو مچھلی لپٹی وہ جل گئی تھوڑے عرصے مین سب
مچھلیان جلکر خاک سیاہ ہوئین ایک نہنگ قوی تن نے نکلکر منھ پھیلایا لوح پر تی
ہوئی سامنے آئی چند طائر جو درختون پر بیٹھے زمزمہ سرائی مین مصروف تھے سب
جھکارین مارتے ہوے کنارے پر نہر کے آکر بیٹھے منقارون سے پانی پینے لگے
جنھنے پانی پیا وہ زمین پر لوٹنے لگا چند ساعت کے بعد سب غلطکین مارکر بہ رنگ
باغبانیان تنکر تیار ہوے نورالدہر نے باغبانیون کو دیکھا کہ گھریان ہاتھون
مین تھامے ہی لنگے پہنے چندریان رنگ برنگ کی اوڑھے کالی کالی صورتین حبشیون
کیسا مری و حبشیکی مورتین نورالدہر کو دیکھکر جھپٹین نورالدہر نے فورا لوح کو
پانی سے ہاتھ مین اُٹھا لیا باغبانیان اُسی مقام ٹھہر گئین اب جو لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ یہ نہنگ جو منھ کھولے ہوے ہی اسکے دہن مین پھاند پڑو ادھر سب
باغبانیان اپنے کاروبار مین مشغول ہوئین پتے وغیرہ کل چمنون سے صاف کرنے
لگین اُدھر نورالدہر وہان نہنگ مین پھاند پڑے غلطان و پیچان مثل زلف پریشان
عرصۂ دراز تک اسی حال مین رہے جب زمین پر پانؤن قایم ہوے تو دیکھا کہ
ایک صحراے ویران ہی کہ دشت میدان سامنے ایک پہاڑ ہی دامنے مین اُس
پہاڑ کے ایک زنگی قوی ہیکل ایک پری زنگن سے مصروف عیش و نشاط ہی
نورالدہر نے دیکھکر للکارا وہ زنگی ہتھیار لیکر اُٹھا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے

نایاب ہی بلندی سے اُترا پہاڑ پر آیا جھولی الگ رکھی کہ یہ الگ رہے آپ چشمے پر آیا آ کے
منقار پانی مین ڈالی میگونہ نے اُسیوقت موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اُسپر اپنا خون
ڈالا خوب سحر کو سخت کر کے نعرہ کیا کہ ای عقاب جادو منم ملک الموت جیسے ہی عقاب نے
سر اُٹھایا میگونہ نے وہ موتیون کا مالا کھینچ مارا معًا آ کر عقاب کے سر پر گرے جیسے ہی
آ کے وہ موتی بدن سے مس ہوے جھوم کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

حیرت سے اشک چشم کے باہر نہ ہو سکے	دریا بھرے رہے یہ مژہ تر نہ ہو سکے
باہر قدم نکالین جو ہم گھر سے کیا مجال	یہ ضعف ہی کہ آپ سے باہر نہ ہو سکے
بھولے نہ تیرا مصحف رخسار دیکھکر	جس سے کہ ایک حرف بھی ازبر نہ ہو سکے
تقلید سے ہوا شرف ذات کب حصول	آئینہ ساز مثل سکندر نہ ہو سکے
رکھو کسی طرح تو سروکار مہربان	کرتے رہو جفا ہی وفا گر نہ ہو سکے
شامل نہ ہو جو ناسخ برگشتہ کا غبار	صحرا مین گردباد سے چکر نہ ہو سکے

دیوانہ وار وحشی مثال پہاڑ پر دوڑنے لگا میگونہ دوسری طرف سے کترا کر سامنے
آئی پکار کر پوچھا کہ میان عقاب مزاج کیسا ہی عقاب نے ہاتھ باندھکر عرض کی
مین تابعدار حضور کا غلام ہون آٹھ پہر دعاے سلامتی کرتا ہون چاہتا ہون کہ اب
خدمت حضور مین رہون میگونہ نے کہا جا کر کلنگ کا سر کاٹو سامنے قلعے کے جو
میدان ہی اُس میدان مین حجرہ ہی اُس مین وہ خوش بیٹھی ہی سامنے قید طلسم کشا ہی
کئی ہزار کنیزین خدمت کر رہی ہین بہمن نے اُسکی بڑی خاطر کی حقیقت مین اُسنے
ایسا ہی کارنمایان کیا تھا پھر میگونہ نے کہا ای عقاب اِس شب تیرہ و تاریک مین
کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو عقاب نے ہاتھ باندھکر کہا حضور بہمن
نے واسطے ایک کام کے مجھکو روانہ کیا ہی میگونہ نے کہا وہ کام بھی ظاہر کرو ہمین بھی
اُس سے ماہر کرو عقاب نے کہا حضور یہ لوح محفوظ و لوح طلسمی لیکر جاتا ہون
قصر البحرین مین لیجا کر پھینکونگا میگونہ نے کہا ای عقاب وہ تختیان ہم دیکھین
شاید ہمارے پہننے کے لایق ہون یا جب پھینکنا منظور ہی تو اسی جنگل مین پھینکدو

نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا کہ یکایک دو
زنگنین اُسی صورت کی بنکر تیار ہوئین گرد نور الدہر کے پھرنے لگین کہتی ہین کہ لوح
ہمین دیجیے نور الدہر جس کو قتل کرتے ہین وہ دونی پھر ہو جاتی ہی تھوڑے عرصے
مین کئی ہزار زنگنین گرد نور الدہر کے جمع ہوگئین اور سب کا یہی قول ہی کہ ہمکو لوح
دیجیے نور الدہر قتل کر رہے ہین جب کئی ہزار زنگنین جمع ہوگئین تو نور الدہر کو خیال
گذرا کہ ہمنے بے لوح دیکھے اِسکو قتل کیا اُسی کا یہ انجام ہوا یہ سوچکر لوح پر نگاہ ڈالی
نوشتہ پایا کہ جو زنگن سب کے آگے ہی اُسکو تیغۂ طلسمی سے قتل کرو نور الدہر نے تلوار
کھینچکر چاہا اُس زنگن پر حملہ کرون وہ زنگن چیخ مارکر بھاگی لوح پر جو نگاہ ڈالی تو یہ تحریر
پائی کہ اگر یہ نکلجائیگی تو بڑی آفت برپا کریگی وہ زنگن بھاگی ہوئی جاتی ہی اور نور الدہر
اُسکے تعاقب مین کہ سامنے باغ دکھلائی دیا اندر سے ایک زنگی آیا اُسنے زنگن کا ہاتھ
تھام لیا کہا کیون بھاگتی ہی طلسم کشا کو آنے دے مین سمجھ لونگا جیسے ہی طلسم کشا قریب
پہونچے اُس زنگی نے وار کیا نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے
ہوے وہ زنگن بھاگ کر باغ مین گھسی نور الدہر اُسکے پیچھے جیسے ہی اندر پہونچے
دیکھا وہی زنگن مسلسل و مطوق ایک نخل مین لٹکی ہی کئی ہزار طائر اُس نخل پر زمزمہ
سرائی کر رہے ہین نور الدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اِس زنگن کو قتل کرو
نور الدہر جیسے ہی تلوار کھینچکر قریب آئے زنگن منتین کرنے لگی کہتی تھی اے جوان مین
تیرے واسطے آوارہ ہوئی مجھکو رہا کر دے تیرے ساتھ مثل کنیزون کے رہونگی
جفاے اہل طلسم سہونگی نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو
ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا کہ اندھیرا ہوگیا اب نور الدہر نے اپنے کو ایک کوہ پر پایا
سامنے دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آب گوہر صاف و شفاف ہی چند شخص مثل حمامیون کے
لنگیان ہاتھ مین لیے ہوے عرض کر رہے ہین کہ یہ چشمہ آپ کے واسطے ہی بیخوف
نہائیے آگے نہ جائیے کہ پانی نے چشمے کے جوش مارا ایک مہ جبین چشمے سے پیدا
ہوئی دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل اُسنے آواز دی کہ اے شہریار

لگا کے ایک ہی خنجر ہمین کیا بے دم	امید وار ہو پھر شور مرحبا کے تم
جواب دید کے طالب کو بت یہ دیتے ہین	دکھا تو دو اُسے بندے ہو جس خدا کے تم
تلاش منزل مقصود کی ہوا ہی نا لو	عصا بنو مرے شوق شکستہ پا کے تم
دو چار وصل مین تو دو گھڑی بہم رہتے	حجاب اُٹھا نے جو جیرت کے ہم حیا کے تم
جلال سب سے رہے میل سب سے یا اتنے	کہ آشنا ہو بت عالم آشنا کے تم

عقاب یہ اشعار پڑھتا ہوا جاتا ہی یہان دم وقت ہی کہ کلنگ ابلق سوار حجرے مین بیٹھی ہی سامنے ایک چبوترہ خشتی بنا ہی اُسپر طلسم کشا کو بٹھا دیا گرد بہر سے آگ روشن کی ہی عقرب و اژدر بٹھا دیے ہین وہ ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ نور الدہر کو لپٹین نور الدہر اپنے کو بچاتے ہین مگر اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہین چاہتے ہین کہ دہن اژدر مین پھاند پڑون کسی طور سے اپنی جان دون کہ اِس کشاکش سے مہلت پاؤن کلنگ ابلق سوار طعن و تشنیع کر رہی ہی ہر مرتبہ پکار کر کہتی ہی کہ کیون طلسم کشا صاحب کس حال مین ہو دیکھا تحفے کیونکر تحفہ جات لیے نور الدہر حیران و پریشان آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیتے ہین کہ اے کلنگ ابلق سوار تو اِسقدر غرور نہ کر وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہمارے سر پر موجود ہی کبھی پکار اُٹھتے ہین کہ اے کریم کارساز و اے سامع الدعوات و اے رفیع الدرجات اِس مغرور کے ہاتھ سے بچا لے مگر جون جون رات بڑھتی ہی خون جسم کا گھٹ رہا ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہو کہتے ہین اے رحیم اپنا رحم شریک کر **نظم**

خداوندا شبم دارو نہ گردان	چو روزہ اندر جہان فیروزہ گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب روسپیدم کن چو خورشید
تو ئی یاری دہ فریاد ہر کس	بہ فریاد من فریاد کن رس

بیتاب ہو کر جو نور الدہر نے دعا کی ظاہر امعلوم ہوتا ہی کہ اُسکی بدعت کرنا پروردگار کو ناگوار ہوا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل وعز یزے بدل صحرا سے گرد اڑی اور اشعار عاشقانہ کی آواز آئی کلنگ ابلق سوار نے بغور دیکھا

نقارے کی آواز آئی چند کنیزین ایک بارگاہ لیکر پہونچین اُسی کوہ پر وہ بارگاہ اِستاد
کی کہ ایک تخت آسمان سے آیا اُسپر غواص سوار تھی بارگاہ مین آکر اُتری چند کنیزون
نے آکر نور الدہر سے کہا چلیے آپ کو غواص بُلاتی ہین نور الدہر اُسکے ساتھ بارگاہ
مین آئے وہ نازنین مسند سے اُٹھی اِستقبال کیا کہتی تھی آیئے تشریف لایئے مین تو
آپ کی مشتاق تھی گھر بار چھوڑ کر آئی ہون کہ آسمان سے ایک تخت آیا اُسپر چند زنگنین
سوار تھین آکر اُس نازنین کی مشکین باندھ لین کہتی تھین او شوخ دیدہ بدعت طلسم کشا
بھول گئی تجھکو جلایا مان نے تیری تجھکو بچایا اور پھر تو یہان آئی وہ نازنین روتی
تھی اور آواز دیتی تھی کہ ای شہریار مجھکو بچایئے یہ لوگ جو لیجائین گے تو ہرگز زندہ
نہ چھوڑینگے مفت میری جان جائیگی سواے مصیبت کے راحت نہ ہاتھ آئیگی میری
زبان پر اب تو یہ اشعار ہین **نظم**

سچ سچ کہین دروغ خدا کی قسم غلط
ای بُت ترے سخن کو سمجھتے ہین ہم غلط

غیرون نے آکے اُسکو دیے اِسقدر فریب
قسمین صحیح کھاؤن تو سمجھے صنم غلط

حال فراق اُسکو رقم کر رہا ہون مین
لکھتا نہ کوئی حرف ذرا ای قلم غلط

مین عشق خط سبز مین کرتا ہون سیر باغ
دیکھے سے سبزہ زار کے ہوتا ہی غم غلط

ای جان مجھکو تجھسے امید وفا نہین
تیرا دروغ قول ہی تیری قسم غلط

کہتے ہین ہجر مین مجھے سب دیکھکر عزیز
ذکر وصال چھیڑیے ہو جاے غم غلط

سوتے مین مین نے کیا ترا بوسہ لیا صنم
تجھسے کہا کسی نے خدا کی قسم غلط

مین نے کبھی حضور کا شکوہ نہین کیا
ای توبہ توبہ آپ کے سر کی قسم غلط

سطوت نہ اُسنے وصل کا وعدہ وفا کیا
کسطرح اُسکے قول کو سمجھین نہ ہم غلط

ہرچند وہ نازنین غل مچایا کی مگر نور الدہر نے بموجب حکم لوح کچھ خیال بھی نہ کیا وہ
زنگنین باندھکر اُسکو لے چلین اور مارتی تھین منع کرتی تھین کہ طلسم کشا کا نام
نہ لے نور الدہر نے آخر اُن زنگنون کو للکارا اُن زنگنون نے اُس نازنین کو
چھوڑ دیا اور کہا دیکھ ہم ابھی تیرے دھگڑے سے سمجھے لیتے ہین نور الدہر پرچوب

اہل فوج بہت گھبراتے ہین بعض بھاگ بھاگ کر چھپتے ہین بعض کا قول ہی یارو یہ کیا
غضب ہوا ابھی تو کارسرکار کو گیا تھا تھوڑے ہی عرصے مین دیوانہ ہو کر آیا سب
ساحر جو جھرمٹ کر کے چلے عقاب کڑک کڑک کر گرنے لگا گولے آہن کے جھولی سے
نکالے خون اپنا ڈالکر وہ گولے پھینک مارے دس بارہ ہزار ساحر قتل کیے کبھی ایسا
للکارتا ہی کہ ساحر دہل جاتے ہین مگر صفین ساحرون کی جمگئی ہین کلنگ تک کیونکر پہونچتا
کلنگ نے ایک چیخ ماری کہ ای شہنشاہ بہمن باہر تو آئیے نیا معاملہ ملاحظ فرمائیے
بہمن نے جو غلغلہ سُنایا تو بارگاہ مین بیٹھا شراب پی رہا تھا مست ہو رہا تھا کان
مین جو آوازہ کلنگ کی آئی لوگون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی لشکر مین کیسا ہنگامہ ہی
بعض نے تو یہ غل مچایا کہ عقاب مخالف ہو گیا سب کو مارتا پھرتا ہی ساحر بھاگے جاتے
پھرتے ہین بعض کہتے ہین یہ میگونہ کے عشق مین دیوانہ ہو کر آیا ہی آپ سے باہر ہی
بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا یارو واسطے تختیان کیا کین میگونہ
کو سامنے بلاؤ اُسی کا عاشق ہو کر آیا ہی یارو تمنے یہ بھی سُنا کہ اعتقاد مسلمانان نے
اشعار پڑھے خداوند بقراط ثانی کا نام نہین لینا سب نے کہا حضور یہ تو مبہوت
ہو رہا ہی بہمن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالی اُسپر سحر کر کے عقاب سے کہا
ای عقاب ایسا گولہ مارون کہ تیرا ابھی کام تمام ہو ہر چند ڈرایا دھمکایا مگر عقاب
گالیان دیتا ہی کہتا ہی او نامرد میری شادی ہونے کو ہی مین دولھا بنونگا میگونہ کو
بیاہ لاؤنگا وہ دُلھن بنی بیٹھی ہی بہمن نے یہ سُنکر کارد کھینچ ماری سینے پر عقاب کے
پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری عقاب تو گر کر جہنم مین پہونچا بہمن نے قریب آکر
جھولی ٹٹولی تختی اور لوح نہ پائی گھبرا کر کہا ای کلنگ جاؤ یہ اطمینان بیٹھو تختیان تو
یہ پھینک آیا راہ مین کسی کے سحر مین پھنسا اسوجہ سے مبہوت ہو گیا رفیق تو مارا گیا
بلا سے مگر لوح تو معدوم ہوئی یہ کہکر بارگاہ مین آیا بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن
میگونہ کہ ایک گوشے سے دیکھ رہی تھی طرف طلسم کشا کے چلی کلنگ نے جو
میگونہ کو آتے ہوئے دیکھا پکارکر آواز دی ای میگونہ عقاب تمپر نثار ہوا اب

لیکر بھاگے ورنہ ہم بھی سب مارے جاتے خدمتگار یہ سنکر اندر قلعے کے روتے ہوئے
گئے جا کر ابھی آئے سے حالات بیان کیے کہا کیا آپ جلسہ آراستہ کیے ہین یہ وقت
سر پر خاک اڑانے کا ہو آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا اُسکا عوض ضرور لیجیے
ابہام یہ سنکر اُٹھا جلسہ برخاست کیا گریان و نالان بیرون قلعہ آیا آکر اپنے بھائی
کی تلاش دیکھکر اور زیادہ بلبلانے لگا خدمتگارون سے کہا لاش کو جلا دو فورًا
سب نے لاش کو جلا دیا ابہام مع ہمراہیون کے اپنے قلعے مین آیا ہمراہیان
حشام سے کہا چلنے کی تیاری کرو مجھکو وہ مقام چلکر بتاؤ کہ جہان میرے بھائی کو
طلسم کشا نے مارا ہو فورًا سب تیار ہوے ابہام گینڈے پر سوار ہوا کل ساحر
ہمراہ ہوے سارا قلعہ خالی ہو گیا روارَوی کرتا ہوا چلا اِدھر شاہزادہ نور الدہر
حشام کو مار کر آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک درخت ہو اُسپر ہزارہا طائر بیٹھے
ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین نور الدہر کو دیکھکر اُڑے سر پر نور الدہر کے
سایہ ڈالا نور الدہر کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا نور الدہر نے لوح کو دیکھا
لوح نے خبر دی کہ بیچ مین طائرون کے ایک زاغ سیاہ ہو اُس زاغ کی پیشانی
پر خال سفید ہو اُسپر تیر مارو نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اُس
زاغ نے قصد کیا کہ سب طائرون کے بیچ سے نکلجاؤن مگر طائرون نے ایسا گھیرا
کہ وہ زاغ بیچ مین رہا تیر جو بجر کمان سے رہا ہوا خال سفید پر آکر پڑا توڑ کر سر کے
کے پار گذر گیا اُس زاغ کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے بعد
دم بھر کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ جادو بود نور الدہر نے لوح کو دیکھا
لوح نے خبر دی کہ ابھی آگے نہ بڑھنا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست
براے مقابلہ آتا ہو کئی ہزار ساحر ساتھ ہین خود گینڈے پر سوار ہو کہ یکایک صحرا
سے گرد اُڑی نور الدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کئی ہزار ساحر پشت
پر آکر پہونچا ہمراہیان حشام نے کہا اے ابہام وہ مقام پیچھے رہگیا جہان تمھارے
بھائی مارے گئے یہی طلسم کشا ہین اُس مقام کو چھوڑ کر یہان چلے آئے یہ سنکر ابہام طرف

یہ کیا سحر کہ ہی ہرکارے گئے بعد تھوڑے عرصے کے آئے آکر بہمن کو خبر دی کہ حضور بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی کئی ہزار ساحر مارے گئے جسوقت وہ لڑتے ہوئے یہان پہونچے تھے تو بڑا ہنگامہ ہوا تھا اب نکلکر دیکھیے کہ وہ طرف دار الامارہ شاہی کے آتے ہین خداوند لقراط ثانی بچائین یہ سنکر بہمن باہر نکلا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا تھرانے لگا دیکھا کہ نعرہ الدہر لڑتے ہوئے مثل شیر گرسنہ کے آتے ہین میگونہ پہلو پر ایک طرف سے دیکھا بارہ ان جادو لڑتا ہوا آتا ہو میگونہ نے ایسے ایسے سحر کیے ہین کہ بڑے بڑے ساحر گھبراتے پھرتے ہین راہ مین چلتے ہین دو دو قدم پر گرتے ہین جیسے ہی اُس ساحر نے میگونہ کو دیکھا للکارا کہ اونمک حرام کہان جاتی ہی تو نے غضب کیا کہ لوح لاکر طلسم کشا کو دیدی جسوقت گرفتار ہو گے سامنے خداوند کے جائیگی وہ قتل کا حکم دینگے یا جہنم مین بھجوادینگے میگونہ نے ہنسکر جواب دیا کہ نمک حرام تجھ ایسے ہوتے ہین کہ بادشاہ طلسم مقید ہو گیا صد ہا سردارون نے اُس روز لڑکر اپنی جان دی اُسوقت تم کہان تھے بادشاہ کو آکر نہ رہا کیا اب خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا طلسم کشا نے آکر بجرأت تمام بادشاہ کو رہا کیا وہ ایسی کدوکاوش نہ کرتے تو رہائی بادشاہ کی غیر ممکن تھی کس لطف سے طلسم کشا نے رہا کیا اُس جادوگر نے چاہا گولہ مار کر اس بے ادب کا سر کاٹ لون میگونہ نے جو دیکھا کہ گولہ سامنے آیا اور کوئی گولے کو روک نہ سکیگا جب دیکھا کہ گولہ اُسکا قریب آیا تو میگونہ نے مونہہ نکالا اچھینکا سر پر اُس ساحر کے جاکر بیٹھا وہ ساحر جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

کوئی اُڑتا کسی طائر کا اگر پر آیا	ہو گیا مجھکو یقین نامۂ دلبر آیا
یار کا لیکے جو مکتوب کبوتر آیا	طائر رنگ پریدہ بھی برابر آیا
مہ سے وہ چند نظر چہرۂ دلبر آیا	شب مہتاب جو مہتابی کے اوپر آیا
غم غلط ضعف کے باعث سے ہوا غفلت مین	ہجر مین خواب کی جا غش مجھے اکثر آیا
کشور فقر مین برہنہ سر شاہ ہوا	سلطنت کا مرے سر پر جو نہ افسر آیا

کہین لوگ سطوت کو پھر ای خدا		روانہ سوے کربلا ہو گیا	

نور الدہر وہ آواز دردناک سنکر قصر مین آئے دیکھا ایک جوان حسین نوجوان نہایت
خوبصورت ہاتھ پاؤن زنجیرون مین بندھے پڑا ہو اور کراہ رہا ہو نور الدہر نے قریب
آکر کہا ای گرفتار زنجیر محنت وای مقید سلسلہ رنج وحسرت یہ کیا معرکہ ہو وہ جوان رونے
لگا کہا ای شہریار آپ طلسم کشا ہین لوح میرے جسم سے مس کیجیے مین قید سے رہائی
پاؤن تو سب حال اپنا بیان کرون نور الدہر نے لوح کو اُسکے جسم سے مس کیا تمام
زنجیرین کٹ کر گر گئین وہ جوان قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا ای شہریار میرا نام
خوش مزاج جادو ہو لیکن سال بھر کا زمانہ گذرا کہ دربار مین بہمن شعبدہ باز کے
حاضر تھا کہ طلسم کشائی کا ذکر نکلا میرے منھ سے نکلگیا کہ ہم طلسم کشا کا ساتھ دین گے
کتاب مین آپ کے اوصاف لکھے تھے بہمن میری یہ باتین سنکر بگڑ گیا کہا کیون
خوش مزاج ہم لوگون کے ساتھ دشمنی کروگے مین نے کہا جو کچھ ہو بس اُسنے حکم
دیا ساحرون نے مجھکو گرفتار کرلیا لاکر اِس مقام پر قید کیا جب مین رویا اور تڑپا
تو ایک بزرگ خواب مین آئے فرما گئے کہ ای خوش مزاج کیون گھبراتا ہو طلسم کشا
آیا چاہتا ہو تیری رہائی کا وقت قریب ہو ایک ساحرہ ہو مسماۃ سمنسان جادو وہ
ملعونہ مجھپر عاشق ہو رات کو آکر بدعتین کرتی ہو آپ اپنے کو بچائیے یہ کہکر خوش مزاج
ساتھ ہوا اُس قصر سے نکلے کہ جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ ایک ساحرہ ہنس پر سوار للکارتی
ہوئی آتی ہو کہ او طلسم کشا میرے معشوق پر کیون ہاتھ ڈالا کیا مین لیجانے دونگی
لوح کی بھی فکر ہو گئی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ خوش مزاج کانپ رہا ہو کہا کہ
ای شہریار یہی سمنسان جادو ہو سمنسان نے چاہا تڑپ کر گرون اور خوش مزاج
کو اُٹھا لیجاؤن نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا وہ تیر
قضا سمنسان کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خوش مزاج نے قریب آکے
ہاتھ چوم لیے نور الدہر خوش مزاج کو لیکر آگے بڑھے اور خوش مزاج نے کہا
تھا کہ ای شہریار بہمن شعبدہ باز کی دختر زادی کہ اُسکا نام شگوفہ گلگون پوش ہو

جواب دیا کہ ای کلنگ لباس طلسمی و تیغۂ طلسمی تخت پر رکھکر آیا ہون اُسپر کوئی نگاہ نہین
ڈال سکتا کہ چند ساحر دوڑے ہوے آئے اُنھون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران بی
میگونہ دریاے خون مین غوطہ مارے ہوے دربار مین پہونچین اور تخت پر سے تیغہ
ولباس اُٹھالیا ہم لوگون نے جو روکا تو کئی سو ساحرون کو قتل کیا بہمن نے کہا ارے
دیکھو کدھر گئی ہین اُسے روکو ن پاس طلسم کشا کے نہ جانے دون ساحرون نے جواب دیا
کہ زمین مین سے نکلی اور زمین ہی مین غرق ہو گئی ہم کہان ڈھونڈھین بہمن چہار طرف
دیکھ رہا ہی کبھی طرف آسمان کے دیکھتا ہو کبھی کہتا ہی یارو کیا غضب ہوا کہ میگونہ کا
پتہ نہین ملتا کہ یکایک زمین شق ہوئی دیکھا سب نے کہ ملکہ میگونہ گلگون پوش
دریاے خون مین نہاے ہوے زمین سے نکلین پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ
تیغۂ طلسمی موجود ہی اِسکو لیجیے طلسم کشا نے بڑھکر تیغہ لیا میگونہ نے لباس طلسمی کو
بھی پہنا دیا گل مراد ہاتھہ مین دیا جب لباس طلسمی طلسم کشا نے گلے مین پہنا اور تیغہ
طلسمی ہاتھہ مین آیا نور دیدہ بڑھا لڑتے ہوے بڑھے بہمن نے دیکھا اور کلنگ
سے کہا لو غضب ہوا تمام تحفہ جات پاس طلسم کشا کے پہونچ گئے اب تیغۂ طلسمی ہاتھہ
مین ہی کون لڑ سکتا ہی یہ کہکے بہمن الگ ہوا کلنگ ابلق سوار نے جو دیکھا کہ
بہمن بھاگا چاہتا ہی یہ بھی گھبرا گئی چاہا نکل جاؤن پر پروانہ پیدا کر کے اُڑی جیسے ہی
بلند ہوئی میگونہ نے کہا ای شہریار غضب ہوا کلنگ ابلق سوار نکلی جاتی ہی
اگر یہ نکل گئی تو بڑا فتور برپا کریگی نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ کلنگ ہوا پر
تھرا رہی ہی نور الدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بھر کمان
مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ کلنگ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت
کو پار گذرا کلنگ زمین پر گری اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین اور آواز
آئی کشتی مرا نام من کلنگ ابلق سوار بود یہ آواز جو بہمن نے سنی بد حواس ہو گیا
لگر سامر جادو منتظم اِسکے لشکر کا اُسنے جو لاشہ کلنگ کا دیکھا سر دھنکر رہ گیا یہ
کلنگ پر عاشق تھا چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا افسوس ایسی نامی ساحرہ قتل ہوئی

سے سر نکالا تو دیکھا ایک جادوگرنی مہیب وضع تحفہ جات لیے کھڑی ہو نور الدہر نے قصد
کیا کہ اِسپر جا پڑون اُسنے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ نور الدہر گرے اُسنے ایک آواز دی کر
کئی ہزار کنیزین گوشہ ہاے قصر سے ظاہر ہوئین نور الدہر کو مسلسل و مطوق کیا ایک
ارابہ منگوایا اُس ارابے پر شاہزادے کو سوار کیا کلنگ ابلق سوار تحفہ جات لیے
ہوے ایک تخت پر سوار ہوئی جو راہ مین ملتا ہو کہتی ہو صاحبو مین نے اپنی جان لگا
یہ تحفہ جات لیے اِتنے تحفہ جات کا لانا میرا ہی کام تھا کہ مین نے کیا دھوکا دیا اور وہ
صورت بنائی تھی کہ میری باتون مین آ گئے بہمن سے جا کر خبر کرو کہ مین نے کل طلسم کی جان
بچائی طلسم کشا کو فوراً قتل کرے یقین ہو کہ قدرت بہمن کو نائب طلسم کرینگے اور مین
بہمن کی پیشکار ہونگی اِسی سال بھر مین سارے طلسم کو آباد کرونگی اور اُس کے
عزیز دار جو جابجا ہین اُن سب کو گرفتار کرونگی اب مجھکو کیا بیٹھنا ملیگا آٹھ پہر فکر رہیگی
کہ چند کنیزین دوڑین سامنے بہمن کے حاضر ہوئین بیان کیا کہ قید طلسم کشا لیے ہوے
کلنگ ابلق سوار آتی ہو حضور تیاری کرین قلعے مین جابجا سامان عیش و نشاط مہیا
ہوا اِس سے بڑھکر کوئی دن خوشی کا نہین ہو بہمن نے یہ سُنکر تاج کو کج کیا کہا صاحبو میرا
اقبال دیکھا مین جانتا تھا کہ شعبدہ کلنگ ابلق سوار کا خالی نہ جائیگا وہ بلاے
روزگار ہو ہماری صحبت مین رہی ہو مکر کرنا تو اُسکا کام ہو وہ مکر کرے کہ اگر ارسطو ہو تو بھی
پھنس جاے کسکی مجال ہو کہ اُسکے دام مکر سے نکلے رفقا پاس سے اُٹھے گلی کوچون مین
غل مچاتے پھرتے تھے کہ صاحبو خوشی کرو قید طلسم کشا آتی ہو گلی کوچون مین اہالی شہر کا
ہجوم ہو ہر طرف یہی دھوم ہو کہ بڑی مشکل آسان ہوئی طلسم کشا گرفتار ہو کر آتا ہو سب
منتظر کھڑے تھے کہ ارابہ نور الدہر کا داخل شہر ہوا ہر طرف سے ساحر و غیر ساحر غلغلہ
کرتے تھے کہ او جوان تجھکو حال پر ساحرون کے رحم نہ آیا ہزارہا ساحر تیرے ہاتھ
سے مارا گیا نور الدہر خاموش ارابے پر بیٹھے ہین سر جھکاے ہوے اپنی حماقت پر
محجوب کہ آج نور الدہر افسوس سارا طلسم فتح کیا جب مقدمہ قلیل باقی رہا تو فلک نے
گردش دکھائی مگر اے رحیم و کریم اپنا رحم شریک کریہ تو بخوبی ظاہر ہو کہ دنیا نمونۂ عبرت ہو نہ

میرے ہاتھ سے مارا گیا مگر مجھکو قلق ہی کہ افسوس ایسا ساحر مارا گیا ہر بات مین سبقت پر
ہوتا تھا اول اُسکا سحر اُتارنا چاہیے تھا اور پوچھنا چاہیے تھا کہ کیا معرکہ گذرا لو مجھا بھی
مین تو رخصت ہوتا ہون قلعۂ زرنگار پر جاتا ہون زرنگار زعفران پوش ساحرہ
زبردست ہی شاید کوئی تدبیر کرے لیکن کلنگ بلند ہو کر چلی تھی جو طلسم کشا نے اُسے
تیر سے مارا اگر مین غرق زمین ہو کر جاتا ہون کہ زندہ نکلجاؤن کیونکہ خوف ہی ایسا نہ ہو
طلسم کشا مجھپر بھی حملہ کرے یہ سُنکر سب ساحرون نے اقرار کیا کہ ہم اُسی قلعۂ زرنگار پر
آوینگے آپ کے جاتے ہی بھاگنے کی تدبیر کرینگے اب انقلاب کا حال ہوا اخیر جو تقدیر
مین ہم لوگون کی ہو وہین چلکر پانون جمائین گے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے نورالدہر
کا نعرہ ہوا بہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طرف سے طلسم کشا لڑتے ہوے آتے
ہین اور ایک طرف میگونہ سحر کر رہی ہی قید خانے مین جا کر خوش مزاج کو رہا کیا
خوش مزاج نے جو نورالدہر کو دیکھا تلوار کھینچکر لڑنے لگا ہر مرتبہ بڑھ جاتا ہی اور
ساحرون کو رول رہا ہی جس ساحر پر جا پڑا اُسکو قتل کیا جو ساحر طلسم کشا پر آتا ہی
بڑھکر سینہ سپر کر دیتا ہی بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ساتھ والون سے کہا اب یارو
طلسم کشا پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی دو دو مددگار موجود ہین کس کسکو رو کون ساحر
دونون زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست یہ کہکے بہمن شعبدہ باز غرق زمین
ہوا کئی ہزار ساحر اُسکی پشت پر آخر بہمن بھاگ گیا نورالدہر نے لڑائی کو فتح
کیا میگونہ کا انتظام ہی کئی ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے سب کو لیکر قلعے مین
آئے صحبت عیش و جیش آراستہ ہوئی میگونہ بھی آکر پہلو مین بیٹھی خوش مزاج
قریب نورالدہر کے بیٹھا میگونہ نے جو اپنے عاشق کو قریب طلسم کشا کے پایا شل
گل شگفتہ ہوئی کہتی تھی کہ اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کنیزون نے کار نمایان کیا
کہ مجھکو صلاح دی کہ عقاب کا تعاقب کیجیے شاید راہ مین ملجاے تو اُسکو قتل کیجیے
عقاب کو موت گھیرے ہوے تھی پہاڑ پر جو اُترا جھولی الگ رکھدی کہ اُس مین
لوح طلسمی تھی کنیز نے آسمان سے سحر کیا سب حال پوچھا دیوانہ ہو چکا تھا سب حال

لیے ہوے اپنے دربار مین آیا کلنگ نے عرض کی فوراً طلسم کشا کو قتل کیجیے اور راے
یہ خداوند کی حوالہ نہ کیجیے بہمن نے کہا اے کلنگ دعویدار خوان طلسم کشا بہت ہین ہر
سب طرف سے طلسم پر بلوہ ہوگا اور اگر لوح باقی رہی تو لوح کو حاصل کرینگے اور دادا
اسکے صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین انکو اگر لوح ملی تو کون مقابلہ کرسکیگا
اول لوح کی فکر کرو قتل طلسم کشا لمحہ بھر کی بات ہے جسوقت چاہنا قتل کر ڈالنا بہمن نے
کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ دونون لوحون کو معدوم کرون ایک ساحر تیز پر لوحون کو لیکر
جاے قصر البحرین سلیمانی درمیان چار دریاؤن کے ہے اُس مقام پر زمین کا طبقہ
ٹوٹا ہوا ہے وہان لوح پھینک دی جاے نہ دنیا مین لوح ہوگی اور نہ کوئی ارادہ
طلسم کشائی کریگا یہ راے سب کو پسند آئی ہر ایک نے آفرین کہی اور کہا کہ آپ افسر
اعلیٰ ہین جو آپ نے تجویز کیا وہی مناسب ہے حقیقت مین لوح کو معدوم کردیجیے اگر
لوح کسی کے پاس رکھی جائیگی اُسی کے سب دشمن ہونگے لوح کی تدبیر ہو جائیگی یہ راے
قایم ہو کر بہمن نے تحفہ جات لیے لوح طلسمی و لوح محفوظ نکال لی اور پکار کر آواز
دی یارو تم مین سے کون ساحر تیز پر ہے کہ اِن دونون تختیون کو لیجا کر قصر البحرین مین
پھینک دے عقاب جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا خداوند نعمت آج ہی جاؤنگا
آج ہی پلٹ آؤنگا اور باقی تحفہ جات بہمن نے تخت پر رکھدیے کہا بدون لوح یہ
بیکار ہین انکو مین اپنے پاس رکھونگا کہ میرے خاندان مین اسکا شرف رہے اسکو
خزانے مین رکھو عقاب جادو نے دونون تختیان لین رومال مین لپیٹ کے
جھولی مین رکھ لین اور بہ شکل عقاب اُڑتا ہوا چلا مگر میگونہ گلگون پوش یہ معرکہ
دیکھکر گھبرائی اُٹھکر اپنے مکان پر آئی رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

پھر وحشت لامکان کا چاہیے میدان مجھے	گوشۂ زندان ہوا ہے عالم امکان مجھے
واقعی انسان ہے اشرف ساری مخلوقات سے	لاکھ پریون کو بھلا دیتا ہے اک انسان مجھے
میرے بستر سے جو وہ صبح شب وصل اُٹھ گیا	صورت تصویر تو شک کر گیا بیجان مجھے
جانتا گر یہ شرارت دل نہ دیتا اے صنم	سنگ آتی ہے نظر کیا آتش پنہان مجھے

دہن کو اور زبان کو تیری اے دلبر سمجھتے ہین
اسے کوثر تو اسکو ماہی کوثر سمجھتے ہین

دل عشاق پر کیسا بتون نے کر لیا قبضہ
خدا کے گھر کو توبہ توبہ اپنا گھر سمجھتے ہین

اشارہ ہی یہ خال کعبۂ ابروے جانان کا
مرا اُرتبہ بلال و حضرت قمبر سمجھتے ہین

خضر کا دل نہ گھبرایا حیات جاودانی سے
یہان ہم چند دن کی عمر کو دو بھر سمجھتے ہین

نہین مطلب سے خالی ان حسینونکی محبت ہی
اسی کو چاہتے ہین جسکو اہل زر سمجھتے ہین

رہے ہین آج کیون فرہاد و مجنون جاکے صحرا مین
احاطے سے انھین اے عشق ہم باہر سمجھتے ہین

محبت سے اُچھالا ہی پکڑنا کیون ہی اے واعظ
ترے عمامے کو ہم رند بار سر سمجھتے ہین

اُٹھا کرتے ہین یہ ہر شب شرارے میری آہونسے
منجم جنکو بالاے فلک اختر سمجھتے ہین

نہین کرتا گلہ ہرگز مین اُنکے ظلم کرنے کا
وہ ہی کرتے ہین میرے حق مین جو بہتر سمجھتے ہین

محبت بھی ہماری ہوشیاری سے نہین خالی
اُسے دیتے ہین دل جسکو کہ ہم دلبر سمجھتے ہین

شنیدہ حسن یوسف ہی تمھارا حسن دیدہ ہی
جہان کے خوبرو بولتے تمھین بہتر سمجھتے ہین

کہین گے سفلہ پرور ہم نہ چرخ پیر کو ہرگز
کمینے ہین جو عالی ظرف کو کمتر سمجھتے ہین

دم رفتار گویا مردہ زندہ کرتے ہو صاحب
تمھاری چال کو ہم فتنۂ محشر سمجھتے ہین

لب و دندان جانان کی کرین تعریف کیا سطوت
انھین لعل بدخشان انکو ہم گوہر سمجھتے ہین

گنبد حصار و اسرار الدہ دونون سازندے گائن کو یہ غزل گوار ہے ہین اور کہتے ہین کہ اہالی محفل کی عمر دراز ہو دشمنون کو سوز و گداز ہو ہمارے بھی شکم تنبورہ کو پُر کیجیے یہ جو سازندون نے کہا سب اہل محفل روپے دینے لگے شہنا ساتون سُر بھولی خوشی مین بھولی دوڑ دوڑ کر روپے لینے لگی سازندون نے آواز دی کہ حضور سات پردہ دیا پر ایسی گائن نہ ہوگی دیکھیے کیسا گاتی ہو سب کے دلون کو لبھاتی ہو جو کچھ انعام و اکرام باقی ہو سب نائکہ کے پاس لیجاتی ہو ہملوگون کو راگ بتاتی ہو غرض رات بھر جلسہ آراستہ رہا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا جب ستارۂ سحری آسمان پہ چمکا نیر اعظم قلعۂ مشرق سے نکلکر آسمان پر آیا تب جلسہ برخاست ہوا گائن کو رخصت کیا لیکن نور الدہر نے ہرکارون سے فرمایا کہ خبر تو لاؤ کہ بہمن شعبدہ باز کہان گیا ساحرات

جانین وہ یہ بات ہی کہ آپ بھی تیز رو ہین اور ہوشیار ہین تعاقب مین عقاب جادوگر
جایئے جس مقام پر وہ ٹھہرے وہین مار لیجیے اگر یہ معاملہ بن پڑا تو لوح پاس طلسم کشا
کے پہونچایئے اور بہمن کو قتل کرائیے یا مارا جائیگا یا بھاگ جائیگا اگر یہ بات چل گئی
تو طلسم کشا پر بھی احسان ہوگا وہ آپ کی تعریفین آپ کے عاشق سے کرینگے اور کہینگے
کہ میگونہ نے جان بچائی طلسم کشا ہمیشہ ممنون رہین گے اور اگر وہ نکل گیا اور آپنے
اُسکو نہ پایا تو مجبوری و ناچاری ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ لڑکر جان دیجیے گا تو اور زیادہ
نام ہوگا اگر یون گھر مین بیٹھکر جان دی تو کیا نفع تمام عالم دیکھ لے کہ میگونہ نے
وہ کام کیا کہ جو کسی بشر سے نہین ہوسکتا یہ سُنکر میگونہ خوش ہوگئی کہا صاحبو تمنے
خوب صلاح بتائی اگر عقاب نکل بھی گیا تو اُڑتا ہوا جاتا ہوگا راہ مین اُسکو مارونگی
سحر مین اُسکی کیا لیاقت ہی ایک سحر مین دیوانہ کردونگی یقین ہی کہ خاک چھانتا پھرے
لوحین لے لونگی یا اُسی سے لڑکر اپنی جان دونگی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ایک
گوشے مین آکر سحر کیا ایک کبوتر تیز رو کی شکل بنکر تیار ہوئی اور کنیزون سے کہا صاحبو
دعا مانگنا کہ پروردگار میرا ارادہ پورا کرے سب نے کہا واری یہ لونڈیان جان و
دل سے دعائین کرینگی خدا آپ کو مظفر و منصور کرے میگونہ اُسی وقت غلطک مارکر
بلند ہوئی اُڑتی ہوئی چلی یہان عقاب جادو کہ اُڑا ہوا جاتا ہی دل سے باتین کرتا
ہوا کہ ہمارے افسر کو طرۂ پیغمبری ملیگا ہمارا ابھی غنچۂ آرزو کھلیگا عہدہ ہاے جلیل
پاوینگے دربار خداوندی مین ہمارا وہ مرتبہ ہوگا کہ سب ساحر رشک کرین بے ہمارے
کوئی کام نہ ہوسکے قدرت بھی ہر وقت یہی فرمائین گے کہ عقاب نے کار نمایان کیا
کسی ساحر کی مجال نہ تھی کہ لوح لیکر جاتا عقاب بڑا خیر خواہ ہی ہر وقت دربار مین
خیر خواہ کہلائین گے مگر میگونہ نے دور سے دیکھا کہ عقاب جادو جاتا ہی اسنے بلند
ہوئی برابر عقاب کے پہونچ گئی مگر سوچتی ہی کہ ایسے مقام پر لون کہ وار میرا خالی
نہ جاے کچھ دلون کو تو یاد کرے قضاے کار عقاب جادو پیاسا ہوا تیز پری جو کی
تو پیاس معلوم ہوئی نگاہ اُٹھاکر چہار جانب دیکھنے لگا ایک پہاڑ پر دیکھا کہ ایک چشمۂ آب

کہ اب حضور برائے طلسم کشائی جائین کہ مقہور جادو آسمان پر آکر ٹھیرا یا نجم کو جو کھڑے
دیکھا تڑپ کر بلندی سے گرا ایسا سحر کیا کہ نجم کی آنکھین بند ہو گئین خاموش کھڑا رہا مقہور
ساحر نجم کو اُٹھا لیگیا تموج ہوا سے نجم بیہوش ہو رہا راہ مین مقہور سمجھا کہ اِسکو لیے چلکر
باغ زنگار رنگ مین اُتارون تھوڑی دیر مین دم لیکر پہلو نکالا یہ سوچتا ہوا چلا باغ
زنگار رنگ مین آیا دیکھا کہ چبوترے پر فرش بچھا ہی مسند آراستہ ہی سمجھا کہ زنگار رنگ
کسی مقام پر برائے سیر و شکار گئی ہین یہ سوچکر قریب مسند بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
کہ ملکہ زنگار رنگ جادو لباس فاخرہ پہنے ہوئے دریا سے جواہر مین غوطہ زن تخت
سے اُترین مسند پر آکر بیٹھین لیکن مقہور نے جو زنگار رنگ کو دیکھا بیقرار ہو گیا اور
ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا مگر زنگار رنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ مقہور بیقرار ہو رہا ہی
پوچھا کہ میان ساحر صاحب تمھارا کیا نام ہی مقہور نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ مجھکو
زنگار زعفران پوش نے لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو آوارہ کرون مگر وہان
یہ معرکہ دیکھا کہ طلسم کشا کے پاس تحفہ جات بہت ہین کسی ساحر کی مجال نہین ہی کہ
کسی طرح طلسم کشا پر دست انداز ہو اُنکے رفیق کو اُٹھا لایا پاس بہمن کے لیے جاتا
ہون ہماری ملکہ زنگار جادو نے بہمن شعبدہ باز کو دامن مین پناہ دی ہی مگر
زنگار رنگ نے کہا یہان سے نکلجاؤ مقہور نے گولہ مارا گولہ پھٹا زنگار رنگ نے سحر کرکے
گولے کو دفع کیا ناظرین سمجھ گئے ہونگے اصل باعث یہ ہی کہ جسوقت طلسم کشا آتا ہی
ساحرون کو وحشت ہوتی ہی زنگار رنگ جادو نجم کو دیکھکر مائل ہوئی ہی مقہور کو
ناگوار ہوا اِسوجہ سے اِسنے گولہ مارا زنگار رنگ نے دیکھا کہ مقہور جادو ساحر
زبردست ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو جلسہ آراستہ ہو
مقہور ہمارا مہمان عزیز ہی کنیزون نے اُسیوقت سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوئے بصد سوز و گداز یہ اشعار
عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

یار کے ہجر مین نامون کی یہ تحریر رہے	پھر وہ دن ہون کہ ہم راتونکو تقریر رہے

کا سر کو اتنی دور جاؤ عقاب یہ سُنکر جھپٹا قریب جھولی کے آیا میگونہ کو خیال ہو
کہ ایسا نہ ہو یہ لوحین لیکر بھاگ جائے ہاتھ تانے ہوے کھڑی ہو کہ ذرا ابھی اسکے تیور
پر بل دیکھون تو گولہ مار دون عقاب نے جھک کر دونون تختیان نکالین ہاتھ پر
رکھکر بطور نذر سامنے میگونہ کے لایا کہا یہ حاضر ہین اسکو لیکر اپنے پاس رکھیے ذرا
آپ ہین لیجیے مین بھی دیکھ لون میگونہ نے بسم اللہ کہکے وہ تختیان گلے مین ڈالین
ہنسکر کہا صاحب یہ ہمکو بہت پسند آئین ہم اسکو پہنے رہین گے تم کلنگ ابلق سوار
کا سر لاؤ ہم دُلھن بنکر بیٹھتے ہین جب تم پلٹ کر آؤ گے تو بھونری پھر جائیگی تم بہت
خوش رہو گے جاتے ہی آفت برپا کر دینا عقاب بہت خوب بہت خوب کر رہا ہو
کہتا ہو جو ارشاد ہوگا وہی بجا لاؤنگا حضور اپنے کو دُلھن بناوین مین فورًا جا کر
کلنگ ابلق سوار کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکے حیران و پریشان جھومتا ہوا اور
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بالاے آسمان اُڑتا ہوا چلا جاتا ہو **نظم**

جب اے بتو نہ ہوے مجھسے باوفا کے تم
شریک ہوگئے کیونکر مرے خدا کے تم

دعاے بد بھی تو کرتے نہین مرے حق مین
کچھ ایسے بیٹھ رہے مجھسے ہاتھ اُٹھا کے تم

کبھی بُرا نہ کہا ہوگا ہمکو غیرون مین
سُنا ہو صاحب غیرت ہو انتہا کے تم

کسی کی پھرتی نگاہون مین ہلتے گیسو ہین
اشارے ہوتے ہین آفت کے ہم بلا کے تم

نہ جانتے تھے جو وہ جرم عشق کی تعزیر
ہمین سے پوچھنے لایق ہو کس سزا کے تم

وہ کہتے ہین جو ہماری ادا پہ مرتے ہو
تو پھر خدا سے یہ طالب ہو کیون قضا کے تم

ہین کیا سمجھ کے طلبگار وصل دوست کا ہون
کہ سُتنے والے ہو دشمن کی بھی دعا کے تم

تڑپ فراق کی کہتی ہو بیقرارون سے
دکھاؤ بل نہ بھروسے پہ دست و پا کے تم

کبھی نہ کام یہ رنگین اداؤن کے آتی
جو ہاتھ پانؤن نہ ہون شوخی حنا کے تم

یہ جانتا ہون لگاوٹ تمام بزم سے کی
خبر نہین کہ کسے لے گئے لگا کے تم

کچھ آگے نالونکے سنّے کا تھا نہ شوق ایسا
ضرور ہوگئے عاشق مری صدا کے تم

چھپے گی آنکھونکی چوری نہ ہمسے اسپر بھی
جو ساتھ پہ دون مین رکھوگے دل چھپا کے تم

ساقی گری کرون زنگار رنگ نے اشارہ کیا کہ گلابیان سامنے رکھدے جسکو پینا
منظور ہوگا وہ پی لیگا شبرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم نئے طور سے شراب پلاؤن سب
شوقین جمع ہین کیون ملکۂ عالم بعد مدت کے یہ جلسہ جما ہے زنگار رنگ حیران ہے کہ آج
گائن بڑی خوشی کر رہی ہے اشارہ کیا کہ بوا تمھارا کمال دیکھین شبرنگ نے گھنگرو
پانوٗن مین باندھے جام سر پر رکھا چند اشعار گاتی ہوئی چلی لفظ لفظ کو تکرار کرتی ہے
ہاتھ اٹھا کر بتاتی ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھتی ہے اور ٹھنڈی سانس کھینچتی ہے ناظرین
پامال ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ کیا بلا ہے رونگٹا رہے گا نا تو اسکا سحر سے بڑھکر
ہے کہ جو لفظ منھ سے نکالتی ہے اسکی صورت بنا کر دکھا دیتی ہے دیکھنے والے کہ رہے ہین
کہ صاحب گانے والی کی کیا بات ہے بتانا کیا ہے کہ کرامات ہے بعض کلیجے تھامے بیٹھے ہین بعض
پسینے پسینے اور بعضے حسن وجمال کی تعریفین کرتے ہین بعض کا قول ہے کہ حقیقت مین یہ
بتانے مین کامل واکمل ہے اور بعض کہتے ہین کہ سن بھی تو کم ہے صورت زیبا تو دیکھو حقیقت
مین عارض انور ہین کہ ماہ آسمان کمال ابرو خنجر بُرّان ہین یہی قتل عشاق کے سامان
ہین زلف دراز غراج خطا وختن اُبھار سینے کا دیکھکر سنا نین دل کے پار ہوتی ہین
جانین نثار ہوتی ہین موزونی قد صنوبر گلزار یا کلک قدرت اسکی ادا اوٗن کی مثال
نہین دے سکتے خوش جمال ماہ آسمان کمال ابرو ہلال ان تعریفون پر گانے والی
میان مقہور سے اشارے کر رہی ہے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر بتاتی ہے نتیجۂ وصل آنکھون سے
دکھاتی ہے آخر آکر سامنے مقہور کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی اہالی محفل ناز وکرشمہ
گائن کا دیکھ رہے ہین آپس مین کہ رہے ہین کہ یہ گائن مقہور پر جان دیتی ہے دیکھو
زیادہ تر مقہور ہی کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہے پہلے اُسی طرف گاتی ہوئی پہونچی
اور کسی کی جانب نہین آئی مقہور نے جو گائن کو اپنے قریب دیکھا سمجھا کہ یہ مجھسے لگاوٹ کرتی
ہے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اتنے مین شبرنگ نے دورہ باندھا تھوڑے
عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی مقہور بیٹھے بیٹھے گھبرایا پکار کر آواز دیتا ہے کہ یا
خداوند آ گئے زنگار رنگ بھی خاموش بیٹھی ہے مگر جمال نجم دیکھ رہی ہے پہلو مین کنیز

کہ عقاب جادو جھومتا ہوا آتا ہی آنکھین سرخ وہین سے پکارتا ہوا کہ کیون کلنگ ابلق سوار تو نے غضب کیا کہ ملکۂ عالم کو ناراض کیا ملکہ نے تیرا سر مانگا ہی اب بہتر اسی مین ہی کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تجھے قتل کرون ورنہ قیامت برپا کرونگا اگر اِسکے خلاف کریگی تو لشکر کو پامال کرونگا کلنگ ابلق سوار نے دیکھا کہ عقاب بہوت ہو رہا ہی اور نام میگونہ زبان پر بیقرار ہو کر چلاتا ہی کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی وای ملکہ میگونہ گلگون پوش تیری یاد نے بیقرار کیا ہی جلد مجھکو اپنے پاس بلا اپنی صورت زیبا دکھا نظم

اقرار نبوت مین ہی اقرار خدا کا — اِنکار امامت مین ہی اِنکار خدا کا
وہ توسہ کنعان ہی خریدار ہی عالم — ہی گرم ابد تک یونہین بازار خدا کا
معدوم تھے کونین یہ دو بھائی تھے جو — پہلے ہی ازل سے کہین اقرار خدا کا
اعجاز سے برہان الٰہی ہی محمدؐ — تلوار سے حیدرؑ رہی مددگار خدا کا
دونون کی زیارت جیسے ہو جاے میسر — ہرگز نہ ہو پھر طالب دیدار خدا کا
اِن دونون کو بس ایک کہو ایک ہی جانو — لازم ہی موحد ہو طلبگار خدا کا
ہم بزم الٰہی ہی اگر احمدؐ مختار — ہم نام ہوا حیدرؑ کرار خدا کا
ہین احمدؐ و حیدرؑ کے وہ منکر تو عجب کیا — کرتے نہین جو قلب سے اقرار خدا کا
گر ابر کرم احمدؐ مختار ہی لاریب — بیشک ہی علیؑ برق شرربار خدا کا
کرتے نہین یاد احمدؐ و حیدرؑ کو جو اِکبار — کیون نام لیا کرتے ہو سوبار خدا کا
دل مین یونہین سب احمدؐ و حیدرؑ کے معتقد ہین — جسطرح کسی کو نہین اِنکار خدا کا
معشوق ہین پر عاشق اللہ محمدؐ — بندہ ہی علیؑ پر ہی خریدار خدا کا
محشر مین کہے گا یہی ناسخ کہ بچا لو — یا احمدؐ و حیدرؑ رہون گنہگار خدا کا

کلنگ ابلق سوار نے اہل فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو اسے گرفتار کر لو مگر عقاب ساحر زبردست ہی تلوار کھینچکر فوج پر گرا جو سامنے آیا اُسے قتل کیا مٹھی بھر ماش کے دانے پھینک رہا ہی ہاتھ چمکاتا ہی برق گراتا ہی سیکڑون کے سر اُڑ جاتے ہین

یہی حال ہو کر ایک ایک پانوں ہزار ہزار من کا ہو گیا نجم نے کہا کہ کوئی ساحر آیا ہو اُسنے یہ شعبدہ اپنا پھیلایا ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا چند طائر جو نخل پر بیٹھے تھے اُنپر نجم نے جو سحر کرنے کا ارادہ کیا طائر چانوں چانوں کرنے لگے نجم نے ایک طائر پر گولہ مارا وہ طائر زمین پر گرا غلطکین مار کر ایک ساحر کی شکل بنکر نیار رہوا اُٹھکر نجم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا نجم نے کہا تو کس کے ساتھ آیا ہو اُس ساحر نے کہا بہمن نے بعد قتل مقہور جادو کے حکاک جادو کو بھیجا ہو اُسنے جو آکے دیکھا کہ تم لوگ جاتے ہو سحر کیا ہم چند ساحرونکو طائر بنا کر اِس نخل پر چھوڑا آپ جاکر پہاڑ پر بیٹھا ہی نجم نے اُس ساحر کو نخل سے باندھدیا آپ طرف پہاڑ کے چلا حکاک نے جو بالاے کوہ سے دیکھا کہ نجم اِسطرف آتا ہی ایک دستک دی کہ پہلوے صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین و جمیل یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی **نظم**

الجنون و صبیان رُخ زلف گرہ گیر مین ہی
شعلۂ طور مرے نالۂ زنجیر مین ہی
لاکھ نغمون سے زیادا اپنے قلم کی ہو صریر
کب یہ آواز خوش آیند مزامیر مین ہی
عرق آلودہ نہین ابروے خمدار ترے
شکل گوہر کی یہ ہر جوہر شمشیر مین ہی
حُسن کی لاف زنی کرتے ہین وہ چاٹ کے کیا
کیا بھلا حُسن قبول اِسقدر اِکسیر مین ہی
محو نظّارۂ جانان نہین کچھ داغ جنون
چشم بینا ہو جو حلقہ مری زنجیر مین ہی
کیا ہی شیرین ہو دلا عالم پیری کا کلام
ایسی کا ہیکو حلاوت شکر و شیر مین ہی
نہین مقراض مین ہرگز مرے داغونکا گُھرنڈ
شعلۂ شمع یہ جرّاح کی گلگیر مین ہی
غم نہین ہجر کی شب کا ہو اگر رنگ سیاہ
برق اِسیو اسطے یان نالۂ شبگیر مین ہی
یا رسول عربی جلد کرو میری مدد
ورنہ آخر یہ غلام آپ کی تاخیر مین ہی
گر بُری ہو مری قسمت تو بھلی ہو جاوے
دخل کل آپ کو تو دفتر تقدیر مین ہی
تن واحد ہون مین اے میرے خداے واحد
رات دن لشکر اعدا مری تدبیر مین ہی
مٹ گئے میرے گنہ عفو ہوے میرے گناہ
چھٹتے ہی تیر دعا تو وہ تاثیر مین ہی
لطف مرنے کا یہی ہو کہ ملے باغ بہشت
اور جینے کا مزہ نسخۂ اکسیر مین ہی
تو ہی دے دونون کو ہو کون بھلا تیرے سوا
نہ وہ تقریر مین ہو اور نہ وہ تحریر مین ہی

ادھر کہان جاتی ہو شہنشاہ ابھی بارگاہ مین گئے ہین میگونہ نے کچھ جواب نہ دیا
جھپٹ کر طرف طلسم کشا کے چلی کلانگ نے آواز دی اے میگونہ اُس طرف نہ جاؤ
وہان طلسم کشا بیٹھا ہی تمکو آزار پہونچیگا میگونہ نے کہا او فاحشہ کیا بکتی ہی مین اپنے
آقا کی قدمبوسی کو جاتی ہون کلانگ ابلق سوار اپنے مقام سے اُٹھی اور چاہا کہ
جھپٹ کر اسکو روکون مگر میگونہ جھپٹ کر قریب طلسم کشا کے پہونچی آتے ہی فوراً
لوح طلسمی گلے مین ڈالدی پھر لوح محفوظ کو جھولی سے نکالا کہا اے شہریار اسکو ہین
لیجیے لونڈی کو آپ نہین پہچانتے کہ یہ کنیز قدیم ہی مدت سے مین حضور کی یاد مین
تھی خوش مزاج سے شاید کسی مقام پر ملاقات ہوئی ہو نام خوش مزاج کا
جو میگونہ نے لیا نور الدہر ہنس پڑے فرمایا اے شاہزادی والاقدر وہ ہمارا
دوست صادق محب واثق ہی اُسکا گرفتار ہونا ہمارے دل پر داغ ہی پھر شاہزادہ
خاموش ہو رہا میگونہ نے عرض کی مین اُسی جوان کی عاشق زار ہون اسی کے
جوش عشق مین جوبن پڑا وہ کیا شکر ہی کہ آپ تک پہونچ گئی نور الدہر نے جو
دونون تختیان پہنکر ارادہ کیا کہ اُٹھون سب قید ٹوٹ کر گر گری یقین کامل تھا
کہ لوح مل چکی ہی قید جسم سے دور ہوئی چند باتین میگونہ نور الدہر سے کرنے
پائی تھی کہ کلانگ ابلق سوار مع پچاس ہزار ساحرون کے آپڑی چہار طرف سے
ساحرون نے نور الدہر کو گھیر لیا ہر طرف سے سحر پڑنے لگا جسنے سحر کیا میگونہ نے
بڑھکر روک لیا کہا اے شہریار لڑتے ہوے اپنے کو تا بدار الامارۂ شاہی پہونچائیے
غلام آپ کا وہان مقید ہی چلکر اُسکو رہا کیجیے نور الدہر لڑتے ہوے طرف دار الامارۂ
شاہی کے چلے کل فوج روک رہی ہی ہر ایک کا قول ہی کہ کیون صاحب میگونہ کو
کیون محبت ہوئی بعض کہتے ہین اسی کے عشق مین میگونہ نے یہ کار نمایان کیا
جادوگر جو بہت سے مارے گئے مرنے کی اُنکے آواز کان مین بہمن شعبدہ باز
کے پہونچی اُسنے گھبرا کر کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی ابھی جاکر عقاب کو مار چکا ہون بلکہ
دس ہزار جادوگر اُسکے سبب سے مارے گئے ابھی مین نے اطمینان پایا ہی جلد خبر لاؤ کہ

بے اختیار ہو کر پکارا اٹھا کہ ای رب کارساز و ای مالک بے نیاز تیری صفت کیا کرون نظم

خداست واحد و یکتا و بے مثال و وحید — خداست ذات احد لاشریک و لاثانی
خداست حامی و مشکلکشا و راحت بخش — بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
خدا بروح عطا کرد طاقت روحی — خدا بجسم عطا کرد زور جسمانی
خدا بہ پشۂ کم زور زور می بخشد — دہد بہ مور خدا پایۂ سلیمانی
خدا بہ بندۂ نادار سلطنت بخشد — کند بخاک عنایت کمال انسانی
خداست حافظ و ناصر بہ صورت و معنی — خدا بہ ظاہر و باطن کند نگہبانی
تفضلات الٰہی بہ خاص و عام رسد — رسد بہ خلق بد و نیک فیض رحمانی
غلام بارگہ ذات کبریا باید — جبین صدق و ارادت بہ باب سبحانی
خدا بہ خانۂ دوران بروز و شب کردست — ز مہر و ماہ منور و شمع نورانی
اگر تو بندۂ خلاق کبریا ہستی — بخاک عجز بنہ صبح و شام پیشانی
غلام بارگہ شاہ دین و دنیا شو — کہ حق کند بہ تو بخشش مقام سلطانی
بود ہمیشہ گنہگار روز جہان ہندی — امید وار عنایات ذات ربانی

جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارے کہ سامنے سے نجم اختر شناس للکارتا ہوا پیدا ہوا کہ او بیحیا خبردار اسکو قتل نہ کرنا اگر قتل کریگا تو مٹا دونگا سزا اسے معقول دونگا اُس زنگن نے للکارا کہ ای نجم حکاک کو قتل کر کے میرے باغ مین بھی آئے اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے نجم نے کہا او شفتل تیری بھی یہ مجال ہو کہ تو مجھکو مار سکے یہ کہکر نجم نے ایک گولہ آتے ہی جلاد پر مارا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا شیر رنگ نے جو دیکھا کہ ہاتھ پانون مین طاقت آئی کود کر ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا زنگن غل مچانے لگی کہ ای نجم بڑا غضب ہوا کہ تو نے اُس عیار کو رہا کر دیا مین تجھکو قتل کرونگی یہ کہکر ایک آواز دی کہ ای ساکنان باغ جلد آؤ آ کر نجم کو مار لو کئی ہزار ساحر گوشہ ہای باغ سے پیدا ہوے نجم پر سحر کرنے لگے مگر نجم اختر شناس اُن سب کے بیچ مین شیرانہ سحر کرتا ہی جسپر گولہ مار دیا اُسکا سر پھٹ گیا تھوڑے عرصے مین نجم نے اُن سب ساحرون کو قتل کیا وہ

درد سر مجھکو جو غربت مین ہوا وای نصیب — بدلے صندل کے * یہان چرخ سے پتھر آیا
اپنے جامے سے وہین ہو گئے باہر لاکھون — گھر سے پوشاک بدلکر جو وہ باہر آیا
جرم مستی پہ ہوا سر جو قلم ناصح کا — دیر مین صورت مینا تن بے سر آیا

اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا وہ ساحر قریب آیا ملکہ نے حکم دیا کہ اپنے کو سامنے بہمن کے
پہونچا اگر ہو سکے تو اُسکا سر کاٹ لا یہ سنکر وہ ساحر جھومنے لگا ہاتھ باندھے کھڑا تھا
عرض کر رہا تھا کہ ای ملکۂ عالم جو مجھسے اِرشاد ہو وہ بجا لاؤن مگر بہمن ساحر زبردست
ہی میرے سحر کو نہ مانیگا مین اُسکے سامنے کیا منھ لیکر جاؤن فلان کمیدان پہلو مین
جو بہمن کے کھڑا ہی اگر حکم ہو تو اُسکا سر لاؤن میگونہ نے کہا اچھا اُسی کا سر لاؤ اُس
ساحر نے دور سے للکارا کہ او کمیدان بے ایمان سامنے تو آ مجھسے تو مقابلہ کرکہ
ایک سحر مین تیرا خاتمہ کرونگا کمیدان نے جو سُنا وہین سے اسباب سحر اُٹھایا چاہا
کہ سحر کرون جسپر میگونہ نے سحر کیا تھا وہ جا پڑا آپس مین تلوار چلی بہمن نے جو
پلٹ کے دیکھا کہ دو ساحر آپس مین لڑ رہے ہین جسکو میگونہ نے بھیجا وہ غالب
آیا بہمن نے جھنجھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر گری ساحر کے دو ٹکڑے ہوے
اِسطرح پر جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر بہمن کے سحر کا کوئی روکنے والا نہین اگر ہاتھ
نہین ہلاتا ہی تو آگ برساتا ہی ایک طرف سے کلنگ ابلق سوار سحر کر رہی ہی
اور پکار کر کہتی ہی کہ ای بہمن جسطرح بنے بی بی میگونہ کو روکو اور قتل کرو اِسنے لوح
محفوظ و لوح طلسمی کیونکر پائی کہ پاس طلسم کشا کے پہونچائی کیا داغ دیا ہی افسوس
صد ہزار افسوس مگر میگونہ لڑتے لڑتے غرق زمین ہوئی جا کر بارگاہ بہمن مین
نکلی تخت پر بہمن کے تیغۂ طلسمی و لباس رکھا تھا وہ اُٹھا لیا اور پھر اُسی طرح سے
غرق زمین ہوئی کلنگ ابلق سوار پکار پکار کر بہمن شعبدہ باز سے کہ رہی ہی
کہ تو ساحر کہنہ ہو نشیب و فراز عالم دیکھے ہین دو چیزین جو قبضے مین ہین اُنکو غنیمت
جانو اور انکی حفاظت کرو لوحین تو پاس طلسم کشا کے پہونچ گئین اُس دلبر کا
کون سامنا کر سکتا ہی لاکھون کو شکست دے رہا ہی دیکھو کیسا لڑ رہا ہی بہمن نے

اُس نازنین نے پٹے پکڑ کے ایک تمانچہ مارا کہا لنگوڑے میری آبرو لیتا ہی تڑاقے کی جو آواز ہوئی سیماب بیقرار ہو گیا گال سہلا کر رہگیا اُس نازنین کو لیکر چلا اُسنے ہنسکر کہا ارے لنگوڑے وہ عیار بھاگ کر قصر مین گیا ہی اُسکو تو گرفتار کرے ایسا نہو کچھ عیاری کرے سیماب نے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان مین تو عیار کی فکر مین ہون اگر عیار بھی ملجاے تو مہلت ہو قدرت نے یہ کہکر مجھکو روانہ کیا تھا کہ عیار و نجم کو گرفتار کر لانا عیار کا کہین نشان نہین ملتا مجھکو بڑی حیرت ہی کہ کیا کرون اُس نازنین نے کہا وہ لنگوڑا مجھپر عاشق ہوا تھا میرا بوسہ لیکر بھاگا قصر مین جا کر چھپا ہی سیماب اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف قصر کے چلا شبرنگ نے جو دیکھا کہ یہ مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہی تھوڑی دور جا کر کہا دیکھ وہ سامنے عیار بیٹھا ہی سیماب نے کہا مجھکو تو نہین معلوم ہوتا شبرنگ نے کہا تو اندھا ہی تجھکو کیا معلوم ہوگا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک سیماب اِس ظرافت پر ہنس پڑا کہا صاحب مجھے دکھا دو کہ مین اُسکو گرفتار کرون نازنین نے کہا وہ گوشے مین بیٹھا ہی سیماب جیسے ہی پلٹا شبرنگ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نجم حیران دیکھ رہا ہی ایسا مبہوت ہی کہ کچھ بول نہین سکتا شبرنگ نے جھٹکا مارا کہ سیماب گرا گر کر تڑپا حلقہ ہاے کمند جلا دیے ایک ہاتھ سے شبرنگ کو لیا دوسرے ہاتھ سے پنجہ کمر مین نجم کی دیا دونون کو لیکر اُڑتا ہوا چلا راہ مین شبرنگ نجم سے اِشارے کرتا ہی کہ اے نجم میری عیاری تو خالی گئی اب تم کوئی سحر کرو نجم نے جواب دیا اے شبرنگ سحر سب فراموش ہوے اب مجھے کوئی سحر یاد نہین مین جان دینے پر آمادہ ہون سیماب دونون کو پنجے مین دبائے ہوے اپنے سحر کے جوش مین طرف سے لشکر طلسم کشا کے چلا نورالدہر صحرا مین شکار کھیل رہے تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی کہ اے شہریار ذرا ملاحظہ فرمائیے نجم و شبرنگ کو سیماب گرفتار کیے لیے جاتا ہی نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ حقیقت مین ایک ساحر زبردست نجم و شبرنگ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا اِسطرح تاک کر سیماب کو مارا کہ سینہ

اُدھر سے میگونہ آئی تھی دیکھا کہ سمرسام کھڑا رو رہا ہی پوچھا کہ کیون ای سمرسام کیا صدمہ پہونچا سمرسام نے بیقرار ہوکر کہا ای ماما کہ کیا حال اپنا بتاؤن وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ جسکا مثل نہ تھا بہمن نے قدر نہ کی چاہیے تھا کہ اُسکو چھپا کر رکھتا ہاتھ سے دشمنون کے بچاتا میگونہ نے باتین کرتے کرتے سمرسام پر سحر کیا چند قطرے پانی کے جو سمرسام پر چھینکے وہ بلبلا کر پکارا اُٹھا نظم

جو نہین نفس رسول دوسرا سے واقف　میرے نزدیک نہین ہین وہ خدا سے واقف

ایسے بیرحم سے دل ہین نے لگایا افسوس　کہ ذرا بھی جو نہین مہر و وفا سے واقف

جانتے کب ہین محبت کا طریقہ لیکن　کوئی جز میرے نہین رسم وفا سے واقف

حُسن کیونکر ہو مرے بُت کا پسند ای زاہد　وہ نہین غمزہ و انداز و ادا سے واقف

زلف دلدار مین آنکھون نے پھنسایا افسوس　دل مرا ہائے نہ تھا دام بلا سے واقف

خون عشاق ہی ملتے ہین عوض مہندی کے　آجتک وہ نہ ہوے رنگ حنا سے واقف

ساتھ غیرون کے نہین اب وہ نکلتے گھر سے　ہوتے جاتے ہین ذرا شرم و حیا سے واقف

پھیر لی آنکھ ہمارا دل شیدا لیکر　او دغا باز نہ تھے تیری دغا سے واقف

کمسن اک ایسے حسین پر مرا دل آیا ہی　نہ تو آگاہ وفا سے نہ جفا سے واقف

آنکھین پتھرا گئین ای جان قریب آگئی موت　کان میرے نہ ہوے تیری صدا سے واقف

کیا کھلے بھید دہان و کمر جانان کا　کوئی ہوتا نہین اسرار خدا سے واقف

معرفت حیدر صفدر کی ہی واجب ای دل　جو نہ جانے انھین وہ کیا ہو خدا سے واقف

باغ عالم مین نہ پھولے نہ پھلے ای سطوت　نہ ہوے ہم کبھی دنیا کی ہوا سے واقف

میگونہ نے سمرسام کو دیوانہ کر کے قتل کیا صدا جو بلند ہوئی کہ افسوس کشتی مرا نام من سمرسام جادو بود بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ بھائی صاحب بھی قتل ہوے میگونہ تو آج شیر بنی ہوئی ہی جسنے اُس سے مقابلہ کیا وہ مارا گیا یہ اُسکو بڑا خیال ہی کہ طلسم کشا میرا معین و مددگار ہی مگر صاحبو نہ ثابت ہوا کہ لوح طلسمی عقاب جادو سے کیونکر لی وہ دیوانہ ہوکر آیا کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا آخر

پانوُن پر پڑا کہ توڑ کر تلوے کے پار گذر ا لقراطا کا جو پانوُن زخمی ہوا چلا کر بھاگا
سکندر ثانی نے للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی نور الدہر نے دوسرا تیر مارا یہ بایا
دوسرا پانوُن بھی لقراطا کا زخمی ہوا دونون پانوُن سے خون ٹپکتا ہوا چہرہ اُداس
عالم یاس لڑکھڑاتا ہوا طرف قصر ہشت پہل کے بھاگا یہان تمام شاہزادیان جمع
ہین کہ دیکھا خدا وند لنگڑاتے ہوئے آتے ہین پکارتے ہوئے کہ یارو مجھکو سنبھالو مین
طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا وہ کلان باغی بھی موجود تھا ہائے مین نے کیا کیا
کہ سکندر ثانی کو قتل نہ کیا دشمن سخت ہو اُسی نے مجھے روکا شاہزادیون نے دوڑکر
لقراطا کو گود مین لیا لاکر تخت پر بٹھایا رفقا بھی آکر بیٹھے سب نے حال پوچھا لقراطا
نے حال بیان کیا کہ آج کئی ساحر مارے گئے حکاک و مقہور قتل ہوئے ہین
اُنکی مدد کو گیا تھا چاہتا تھا نجم اختر شناس کو لے آوُن کہ سکند رسد راہ ہوا
خوب سحر چلے مگر طلسم کشا نے ایسا تیر مارا کہ پانوُن قدرت کا زخمی ہوا اِدھر تو
رفیقون سے یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر قطرات خون جو پانوُن سے لقراطا کے
گرے تھے اُسکے طائر بنے ہوئے صحرا مین اُڑتے پھرتے تھے آخر ایک نخل پر سب
آکر جمع ہونے لگے چہکارین مارتے تھے اور یہی صدائین دیتے تھے کہ آوُ بھائیو
خون مین خون ملا اب چلکر لشکر طلسم کشا سے اِس خون کا عوض لین یہ راے
کرکے سب چیکا رتے مار مار کر اُڑے آکر لشکر نور الدہر پہ سایہ ڈالا سارا لشکر
جھومنے لگا قضاے کار ملکہ شعلۂ جوالہ بیرون لشکر گھومتی تھی اِس نے جو یہ معرکہ
دیکھا سمجھ گئی کہ یہ سحر لقراطا کا ہو فوراً کنکریان زمین سے اُٹھا کر کچھ اسم سحر پڑھکر
کھینچ مارین کہ سب طائر جلکر خاک ہوئے اہل لشکر ہوشیار ہو ہو کر اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے طائرون کا جلنا کہ لقراطا نے شور مچایا رفیقون سے کہا یارو مین جلا
جاتا ہون شاہزادیون نے جو یہ حالت دیکھی دوڑ کر شراب لائین لاکر لقراطا
کو پلائی جب شراب حلق سے اُتری تو تسکین ہوئی سامنے شاہزادیون نے
بیٹھکر لقراطا کو بہلانا شروع کیا کوئی پشت پر ہاتھ رکھتی ہی کوئی تلوے سہلاتی ہی

بیان کیا مین سنے لوح لیکر **عقاب** کو اُدھر روانہ کیا مین کنارے کنارے آئی جب
عقاب مارا جاچکا ہو تب مین سنے اپنے کو ظاہر کیا بی **کلنگ** رو کتی تھین ہر مرتبہ
یہی قول تھا کہ آگے نہ بڑھنا وہ ملعونہ بھی واصل جہنم ہوئی تبہ ایزد پروردگار نے فضل کیا
کہ تحفہ جات ملگئے **نورالدہر** نے میگونہ کی تعریفین کین فرمایا اے میگونہ جلسہ آراستہ
کرو کسی گائن کو بُلاؤ ناچ رنگ کی تیاری کرو تحفہ جات ملنے کی خوشی کرو میگونہ نے
اُسیوقت ہرکارے دوڑادیئے کہ جاکر کسی طائفے سے آج شب کے مجرے کا وعدہ لو
ہرکارے گئے اتفاقاً قلعے سے تھوڑے فاصلے پر ایک ڈیرہ رنڈی کا اُترا ہوا تھا کہ
ہرکارون نے جاکر کہا کہ آج شب کو ہمارے آقاے نامدار کے یہان آپ کا مجرا ہو نائکہ
پڑی سو رہی تھی اُسنے جو غفلت مین مجرے کا نام سُنا اُٹھ بیٹھی کہا آئیے تشریف لائیے
ہرکارون نے جواب دیا کہ ہمکو ابھی سامان جلسہ مہیا کرنا ہی یہ روپیہ کچھ تھوڑی کا موجود ہی
نائکہ نے خوشی خوشی روپیہ لے لیا ہرکارون نے کہا آپ کی صاحبزادی کا نام کیا ہو نائکہ
نے کہا شہہنا سے خوش آواز اُسکا نام ہی ایسا گائیگی کہ جلسہ بھر جھومنے لگے گا ہرکارے روپیہ
دیکر واپس آئے یہان میگونہ وغیرہ انتظام مین مصروف ہین تمام در و دیوارہاے
قلعہ کو شیشہ آلات سے آراستہ کرایا جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب گیا اور لیلی
شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی چہار طرف روشنی ہونے لگی تمام شیشہ آلات وغیرہ
شمع ہاے مومی و کافوری سے روشن ہوے قلعے بھر مین روشنی ہوئی نورالدہر
وغیرہ بیٹھے ہین کہ ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ حضور شہہنا سے خوش آواز در قلعہ پر
حاضر ہو مجرا کرنے آئی ہو نورالدہر نے فرمایا بُلالو رنڈی آئی محفل مین آکر اول نورالدہر
کو سلام کیا میگونہ نے کہا بی شہہنا بیٹھ جاؤ رنڈی بیٹھ گئی ایک جانب نائکہ جی آکے
بیٹھین نورالدہر نے فرمایا گانے کا چرچا ہو سازندون نے جو سُنا ساز ملانا شروع
کیے رنڈی نے پوشاک جسم پر آراستہ کی داہنے بائین گندھار سارنگ ساز
و اسرار ستار بانز آکر کھڑے ہوے اول شہہنا سے خوش آواز نے کھڑے ہوکے
گت ناچنا شروع کی تھوڑی دیر تک گت ناچی پھر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

نجم اختر شناس و شبرنگ کو ساتھ لیکے بارگاہ مین آکر بیٹھے سکندر نے عرض کی کل حضور
تکلیف فرمائین براے طلسم کشائی جائین نور الدہر نے قبول کیا مگر زرنگار نے
بہمن شعبدہ باز کی بڑی خاطر کی ہر ناچ گانا ہو رہا ہی جام ارغوانی گردش مین صدائے
ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کہ اول مقہور کا لاشہ آیا بعد تھوڑی دیر کے بیرون
نے لاشۂ حکاک پہونچایا حکاک کا لاشہ دیکھکر زرنگار نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ
یارو بڑا ساحر مارا گیا بڑے لطف سے جا کر اُسنے مقابلہ کیا تھا کہ پھر رونے کی صدا بلند
ہوئی لاشۂ سیماب سیمتن آکر پہونچا سیماب کا نو کشتہ ہونا بڑا غضب تھا زرنگار جادو
رونے لگی کہا یارو خیر خواہ سلطنت مٹ گیا ایسا خیر خواہ جادوگر کوئی نہین ہی مگر مین حیران
ہون کہ سیماب کو کسنے کشتہ کیا سواے طلسم کشا کے اور کسی سے نہ وہ دنیا ساحرون
نے عرض کی حضور سکندر ثانی کیا کم ہی بادشاہ سابق طلسم اور ساحر زبردست لیکن
طلسم کشا کے ہونیسے اُن لوگونکے دل مضبوط ہین آج قدرت زخمی ہو کر گئے قصر ہشت پہل
مین ہونگے شاہزادیان علاج مین معروف ہونگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
کہ نامہ وار طرف سے قدرت کے آیا ہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی کا ہی
زرنگار نے سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا قاصد کو خلعت دیا کہا جا کر قدرت سے عرض
کرنا کیا مجال طلسم کشا کی کہ ہماری زندگی مین تا بہ قصر ہشت پہل پہونچے ہزار طرح سے
روکونگی وہانتک نہ جانے دونگی قنتور نے کہا اگر حکم ہو تو مین لشکر طلسم کشا کو دیکھتا
ہوا جاؤن زرنگار نے کہا بھائی کئی جادوگر روانہ کر چکی ہون تم اُس طرف نہ جاؤ
قنتور نے کہا مین جا کر سکندر ثانی کی فکر کرتا ہون اگر لے آیا تو بہتر ہی ورنہ چلا جاؤنگا
زرنگار نے کہا اختیار ہی قنتور اُٹھتا ہوا چلا یہان شام کو نور الدہر نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ سکندر ثانی کا طلایہ گشت ہی فرمایا کہ ہم طلاے پر جائینگے سکندر
کو معلوم ہوا کہ بموجب حساب کے میرا دن پڑتا ہی آغاے نامدار میری تکلیف نہین
گوارا کرتے تاج اُتار کر قدمون پر رکھدیا رفقا سے کہا طلاے کی تیاری کرو اور کہا
حضور غلام اس خدمت کو سعادت جانتا ہی اہل لشکر کی خدمت سے زیادہ کون سی

تیز پر برائے خبر گئے نور الدہر اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بہمن شعبدہ باز جو بھاگا
تھا قلعۂ زرنگار پر آیا زرنگار جادو کو جو خبر ہوئی قلعے سے نکل آئی بہمن کا اِستقبال
کیا اپنے قلعے مین لائی بہمن کو تخت پر بٹھایا سب حال پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا
اتفاق ہوا بہمن نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا اے زرنگار مین کسی سحر مین
عاجز نہین ہون مگر پاس طلسم کشا کے وہ تحفہ جات موجود ہین کہ جن پر کوئی نگاہ نہین
ڈال سکتا اگرچہ کلنگ ابلق سوار نے وہ شعبدہ کیا کہ کل تحفہ جات لے آئی تھی
سب میرے قبضے مین تھے مگر لوح طلسمی و لوح محفوظ کی یہ صلاح ہوئی کہ اِسکو دریا
مین پھنکوا دین عقاب جادو لیکر گیا میگونہ نے جاکر عقاب کو دیوانہ کیا اور
تختیان لے لین عقاب نے آکر کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا آخر میرے ہاتھ سے
مارا گیا اُسکو مار کر وہ سخت جنگ پڑی کہ ہمارے پانٔون اُٹھ گئے بھاگے میگونہ کو
وہ کدوکاوش تھی کہ کل تحفہ جات وغیرہ طلسم کشا کو پہونچائے قید سے رہا کیا بعد
اِسکے خوش مزاج اپنے عاشق کو رہا کر لیا کلنگ ابلق سوار کو طلسم کشا کے
ہاتھ سے قتل کرایا اے ملکۂ عالم اب مین بہ امید کفالت تمھارے پاس آیا ہون کہ تم
اِسوقت مین میری مدد کرو زرنگار نے کہا وہ حال کرون کہ طلسم کشا اپنی جان
سے عاجز ہو جائے تمھارا تشریف لانا میرے واسطے باعث شرف ہوا یہ کہکے
آواز دی یارو تم لوگون نے سُنا کہ طلسم کشا آتا ہی سبکو اپنی جان کی پڑے گی کوئی
تم مین سے ایسا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاوے یا آوارہ کرے کہ وہ اپنی
جان سے بیزار ہو یہ سُنکر ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست مسمے
بمقہور جادو بقہر و غضب اپنے مقام سے نام خداوند لیکر اُٹھا کہا اے پشت و پناہ
ساحران جاکر راستہ بند کرون طلسم کشا کا سامنا نہ ہو اور مبہوت ہو جاوے
دوڑا ہوا آپ کے پاس آئے آپ گرفتار کر لین ایسے ایسے غرور کر کے مقہور فکر مین
طلسم کشا کی چلا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین داخل ہین اور کل
لشکر بھی اسی مقام پر آگیا ہی نجم اختر شناس شاہزادے سے کہکر بیرون بارگاہ نکلا

نجم اختر شناس کے آیا نجم نے تھوڑی خاک اڑا دی خاک جو اڑی اس غبار سے وہ بہت بیقرار ہو کر چلانے لگا نظم

نہین بھاتی ہی سیر باغ چھوٹا ہون جو اس گل سے
کہین بیتابی دل اب بڑھ گئی ہی میری بلبل سے

کہا میرا نہ مانا دل نے آخر پھنس گیا جا کر
بہت دشوار ہی اب چھوٹنا اس بت کی کاکل سے

جو بیدادی سے تو نے پھول توڑے سامنے اسکے
عوض اشکونکے گلچین خون ٹپکا چشم بلبل سے

محبت مین نظر پڑتی ہی جب دل پر تو کہتا ہون
خدا تجھکو بچائے یار کی افعی کاکل سے

تمہارے عارض گلرنگ پر ہون اسطرح عاشق
کسی بلبل کو ہوتا ہی تعشق جسطرح گل سے

محبت مین جو اس گل کی ہوسے ہر رنگ کے صدمے
کلیجہ منھ کو آتا ہی مرا فریاد بلبل سے

جو وہ ساقی مہوش بعد مدت میرے گھر آیا
صدا آئی مبارکباد کی شیشے کی قلقل سے

اسی سے مین کسیکو بعد مردن بھی نہ یاد آیا
مجھے کشتہ کیا تھا یار نے تیغ تغافل سے

حسینون مین مرا معشوق ہی نازک دماغ ایسا
کہ سطوت درد سر ہوتا ہی جسکو نکہت گل سے

قنتور یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے نجم کے آیا نجم نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا ای برادر کس ارادے سے آئے تھے اسنے کہا مین براے گرفتاری سکندر ثانی آیا تھا نجم نے ایک سحر کیا کہ ایک نازنین ہنستی ہوئی سامنے آئی اسکو دیکھکر قنتور زیادہ بیقرار ہوا نجم نے کہا ای قنتور ہم اسکو دلھن بناتے ہین تم زرنگار کا سر لاؤ قنتور بہت خوب کہکر بھاگا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قلعہ زرنگار کے چلا نظم

خون دل اپنا پیا کرتے ہین
درد فرقت کو سہا کرتے ہین

اپنی لیلی کے تجسس مین سدا
قیس بن بنکے پھرا کرتے ہین

عطر ملنے کے بہانے ہم تو
کف افسوس ملا کرتے ہین

شمع وسیکڑون اب گرد ترے
مثل پروانہ پھرا کرتے ہین

خاک کوچے کی ترے لیکے صنم
اپنے ہم منھ پہ ملا کرتے ہین

بہ خدا کام بتون کا ہی یہی
فتنے ہر روز بپا کرتے ہین

یاد مین لالہ رخون کی اکثر
زخم دل داغ بنا کرتے ہین

ہاتھہ مین گر نہ سر زلف گرہ گیر رہے — پانؤن مین تو بڑی آہنی زنجیر رہے

نامۂ یار کے مضمون ہین اثر بر مجھکو — جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہے

کوے قاتل سے نکلجاؤن نہ مدفن کیے بین — بعد مرن بھی مرے پانؤمین زنجیر رہے

نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے — کیون نہ مشہور زمانے مین وہ بے پیر رہے

بے شراب آہین کیا کرتے ہین ہم ای ساقی — نعرہ زن جیسے کوئی کودک بے شیر رہے

فصل گل مین نہ گل داغ جنون تک بھی کھلے — لب غنچہ سے ہم اِس باغ مین دلگیر رہے

ایجنون خواب مین محبوب ہو لازم ہی لحاظ — پابہ زنجیر مرا نالۂ زنجیر رہے

ہون وہ دیوانہ کہ ای جان تمنا ہی مجھے — ہاتھہ مین زلف رہے پانؤن مین زنجیر رہے

وہی عاشق ہی جو عالم کو مرقع سمجھے — ہر طرف پیش نظر یار کی تصویر رہے

ہاتھہ مین نامۂ محبوب جو لے آ قاصد — ید بیضا کی ترے آگے نہ تنویر رہے

شعلہ رو سے جو کہا مین نے یہ رونق ہی عجیب — ق — تیری محفل مین نہ وہ کافر بے پیر رہے

گھنگے کیا اُسنے شرارت سے دیا گرم جواب — شمع کے پاس نہ کیون بزم مین گلگیر رہے

تیرے ابرو نہین محراب حرم ہین قاتل — کیون نہ خم آٹھ پہر صورت شمشیر رہے

ظلم کر کر کے وہ بے رحم یہی کہتا ہی — اب نہ عشاق کہین صاحب تاثیر رہے

التجا ہی یہی اللہ سے ہر دم ناسخ — جان جبتک کہ رہے ہاتھ مین تبشیر رہے

مقہور نے گانا سنکر آواز دی کہ حقیقت مین ای ملکۂ عالم تمھاری گائنین خوب گاتی ہین باعث گانے کی رونق کا یہ ہوا کہ شبرنگ بن عمرو جو تلاش مین چلا تھا آکے گائنون مین شریک ہوا ایسی تانین لگائین کہ سب اہل محفل خوش ہوگئے مگر ملکہ رنگار رنگ نے جب دیکھا کہ مقہور خوش بیٹھا ہی اور ایک گائن ہر مرتبہ جھک جھک کے سامنے آتی ہی رنگار رنگ سے کہتی ہی کہ شراب کا چرچا کیجیے رنگار رنگ حیران ہی کہ اِس گائن کو کیا فکر ہی کہ شراب خواری کی کوشش کر رہی ہی آخر رنگار رنگ نے اِشارہ کیا کہ او گائن تو ہی جا کر شراب لا شبرنگ دوڑ کر میخانے مین پہونچا شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لایا رنگار رنگ سے کہتا ہی مین

منع کیا تھا کنیز نے بھولے سے اُسی پھول کو اُٹھایا جیسے ہی وہ پھول اُٹھایا قنتور بالکل
خاموش ہوا کہا ای نازنین یہ پھول میرے ہاتھ مین دیدے کنیز نے کچھ خیال نہ کیا پھول
ہاتھ مین قنتور کے دیدیا پھول لیتے ہی ہاتھ مین وہ قید جسم سے کٹ کر گری قنتور نے
اُٹھکر کنیز کو ایک تمانچہ مارا کہ کنیز گر کر بیہوش ہوئی قنتور اُسی جوش وخروش مین باہر نکلا
اب زرنگار جادو یاد آئی افسوس کرنے لگا کہ ہاے معشوق سے وعدہ کر کے آیا تھا
بہت عرصہ ہوگیا یہ سوچکر اُڑا راہ مین قلعۂ بہلول جادو واقع ہی بھائی اِسکا ملول
جادو اُسپر لشکرکشی کر کے آیا ہی دونون لشکر میدان کارزار مین جمے ہین ملول نے
للکارا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست لشکر بہلول سے نکلا میدان
مین آکر آواز دی ای ملول مجھکو تیرے بھائی نے افسر لشکر کیا ہی افسر ساحران میرا
لقب ہی شبتاب تیرہ وتار میرا نام ہی روز بروز میری ترقی ہوتی ہی اقبال چمکتا جاتا
ہی ہزارون کو مین نے اندھیری گور مین سُلا دیا جس نے تیرے بھائی سے مقابلے کا
ارادہ کیا اُسکو مین نے روانۂ ملک عدم کیا اب تو لشکرکشی کر کے آیا ہی اول مجھسے
مقابلہ کر ملول نے جو یہ کلمات تکبر کے زبان شبتاب سے سنے ملول وحزین ہوکر
جھپٹا جاتے ہی نیزے کا وار کیا شبتاب نے چمک کر نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا ملول نے فورًا جھٹکا دیکر نیزہ شبتاب کا توڑ ڈالا شبتاب نے قبضۂ تلوار پر
ہاتھ ڈالا نکالکر ہاتھ مارا ملول نے کلائی پکڑ کر تلوار کو چھین لیا اور ایک ہاتھ مارا
کہ شبتاب کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز دی کہ او شبتاب تیری چمک جاتی رہی
بہلول نے جو دیکھا کہ اِتنا بڑا افسر لشکر مارا گیا ساحرون سے کہنے لگا کہ یارو اب
میرے لشکر مین اندھیرا ہوگیا شبتاب کے دم سے روشنی تھی اب جسکے مزاج مین
آئے وہ جاکر مقابلہ کرے مگر کوئی ملول سے سر بر نہ ہوگا اب جب ملول للکارتا ہی
بہلول ایک ساحر کو بھیجدیتا ہی وہ ملول کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی صدہا ساحر
مار ڈالے لاشے ساحرون کے میدان مین پھڑک رہے ہین ملول نعرے کر رہا ہی
کہ یکایک آسمان سے نعرہ ساحر کی آواز آئی ملول نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک

بیٹھی ہو اُس سے باتین کر رہی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسا طرحدار جوان اِس بلا مین مبتلا ہو
کنیز بول اُٹھی کہ دیکھیے خداوند آتے ہین رنگار نگ اپنے مقام سے اُٹھی مقہور نے
پکار کر پوچھا کیون ملکۂ عالم کہان چلین رنگار نگ نے اِشارے سے کہا خاموش
رہو قدرت آتے ہین وہ دیکھو ہوا پہ تھرا رہے ہین مقہور بھی جھومتا ہوا اُٹھا مگر
مقہور و رنگار نگ دونون گر کر بیہوش ہوے کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی
وہ گر کر بیہوش ہوئی شبر نگ نے نجم کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی نجم رہا ہوا ہی
کہ اِسنے ہاتھ چمکایا ایک برق تڑپ کر گری کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے شبر نگ نے کہا
ای نجم مقہور تو دشمن ہو مگر رنگار نگ تمھاری دوستی کا دم بھرتی ہی نجم نے کہا مجھکو
بھی خیال ہو کہ مقہور سے میری رہائی کی بابت تکرار کی تھی انشاء اللہ یہ مطیع اِسلام
ہوگی یہ کہکے رنگار نگ کو ہوشیار کیا رنگار نگ کی جو آنکھ کھلی مقہور کو بیہوش
پایا کہا ای کاہن زبردست یہ کیا باعث ہوا کسنے اِسکو بیہوش کیا نجم نے کہا جتنا لو کہ تم
کائن بھی ہو یہ ہمارے مقتر والا گہر ہین اگر تمکو ہمسے محبت ہو تو مقہور کو قتل کر کے
ہمارے ساتھ چلو ای ملکۂ عالم اب طلسم کا خاتمہ ہو بہمن بھی اب اسی معرکے مین قتل
ہوگا دو چار روز اور جی چاہے بلوہ کر لے طلسم کشا تشریف لاتے ہین رنگار نگ
نے کہا مین جان و مال سے حاضر ہون ای نجم مین نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ
فرما رہے ہین ای رنگار نگ طلسم کشا کی اطاعت کر مین نے پوچھا کس حیلے سے
جاؤن اِرشاد ہوا تھا کہ کل تجھپر ظاہر ہو جائیگا اُسکا اظہار ہوا یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا کہ
برق گری مقہور کے دو ٹکڑے ہوے اپنی کنیزون کو ہوشیار کر کے ساتھ لیا نجم
و کنیزین و رنگار نگ جادو باغ کو چھوڑ کر اُسی طرح ساتھ چلے مگر شبر نگ جلدی
کر رہا ہو کہ ای نجم جلد نکل چلو رنگار نگ کہتی ہو مقتر صاحب نہ گھبراؤ یہ سب جھرا میری
عملداری کے ہین یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے نیچے پہونچی تھی کہ چند طائر اُس درخت پر
بیٹھے تھے زقیل مار کر اُڑے اُن جانورون کے اُڑتے ہی کنیزین غل مچانے لگین
کہ واری ہمارا پانؤن نہین اُٹھتا رنگار نگ نے کہا ای کاہن نجم اختر شناس ہیرا جی

زنجیرین ہلانے لگا چاہتا ہو اپنے کو قید سے نکالون ملول طرف لشکر بہلول کے آیا
بہلول نے آواز دی اے برادر کیا اب پھر کسی فکر مین آئے ہو تمنے بڑا غضب کیا کہ میرے
افسر نامی وگرامی کو مار اسارا لشکر ایک افسر کے مرنے سے برباد ہوا ملول نے جو
یہ کلمات حسرت آمیز سُنے ترس آگیا کہنے لگا اے برادر دوالا گہر میرا لشکر بھی آپ ہی کا
لشکر ہے مین خطاوار ہون جو چاہے سزا دیجیے غرض یہ باتین ہوکر ملول اور بہلول مین
مصالحہ ہو گیا دونون بھائی آکر بیٹھے آپس مین صلاح ہوئی کہ سحر کرکے دریافت تو کرو
کہ یہ ساحر کون ہے جسکو ہمنے گرفتار کیا اور کسکا فرستادہ ہے کہان جاتا تھا دونون نے
ملکر سحر کیا قنتور کو بارگاہ مین بلوایا قنتور جو مکان سحر مین آیا ہوش مین آگیا ملول
کے آگے ہاتھ باندھنے لگا کہا اے شاہان قلعہ مین یہ چاہتا ہون کہ مجھکو اپنی خدمت
مین رکھو مین بڑا ساحر ہون لشکر اسلام مین گیا تھا چاہا تھا کہ سکندر ثانی کو گرفتار
کرلاؤن وہان مین خود گرفتار ہو گیا اس آفت مین مبتلا ہوا اب آپ لوگ اگر حکم
دین تو جاکر سکندر ثانی کو گرفتار کرون آپ لوگون کی خدمت مین لاؤن بہلول
اور ملول نے پوچھا سکندر ثانی کون شخص ہے قنتور نے ظاہر کیا کہ بادشاہ لشکر اسلام
ہے اگر سکندر ثانی آپ کے پاس قید ہوجائے تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہو ملول اور
بہلول نے قنتور کو خلعت دیا اور اسباب سحر اُسکی جھولی مین بھرا قنتور پھر قلعہ
بہلول سے براے گرفتاری سکندر ثانی چلا یہان وہ زمانہ ہے کہ نورالدہر کا قصد ہے
کہ براے طلسم کشائی جاؤن سکندر ثانی نے نورالدہر کو روکا ہے کہ اے شہریار ابھی
دوچار روز تامل فرمائیے غلام شکار کھیل آئے تب حضور کو اختیار ہے یہ کہکر سکندر
براے شکار سوار ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے قنتور نے جو صحرا مین آکر دیکھا کہ
سکندر ثانی شکار کھیل رہے ہین آہوے وحشی کی شکل بنکر سامنے آیا سکندر نے
پیچھا کیا جب کوس دو کوس دوڑا راہ مین قنتور نے ایک نخل کی آڑ مین آکر پاش
کے آسے کا آہو بنا کر پاس سے سکندر کے چھوڑا سکندر نے تیر مارا ادھر آہو گرا سکندر
نے قصد کیا کہ جاکر اسکو بہ قربانی پہونچاؤن گوشے سے قنتور نے سحر کیا سکندر جیونکہ

مطمئن رکھہ دل ناسخ کو خداوند اب | محو اِمسو فنت یہ دل سے تری تکبیر مین ہر

نجم نے جو اُس نازنین کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی او زنگن سیاہ رو میرے
قریب نہ آنا یہ کہکے چند دانے ماش کے نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر اُسپر کھینچ مارے وہ نازنین
یا طرف نجم کے آتی تھی یا طرف کوہ کے چلی حکاک نے جو دیکھا کہ وہ نازنین پلٹ پڑی
فوراً اپنا خون کاٹ کر اُس نازنین پر پھینکا قطرہ خون کا جو اُسپر پڑا پھر طرف نجم کے
پلٹی پکار کر آواز دی ای عاشق صادق مین تیری فکر مین آئی ہون سب نے مجھکو نکالا
آوارہ پھر رہی ہون تو میری دستگیری کر نجم نے چھنگلیہ اپنی تراش کر خون اُسکا اُسپر
پھینکا جیسے ہی قطرہ خون کا پڑا اُسکا رنگ روا اُڑ گیا حکاک نے کوہ سے دیکھا کہ وہ زنگن
سیاہ رو صحرا مین ٹہل رہی ہی نجم نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ اپنی صورت تو دیکھ
ہاتھہ تیرا بجاے آئینہ ہی اُسمین معلوم ہو جائیگا اُس نازنین نے اپنی ہتیلی اُٹھا کر مثل
آئینہ دیکھی جو صورت تھی وہ نظر آئی نجم نے پکار کر کہا کہ ای حکاک مجھے تیرا حال بخوبی
معلوم ہوا مجھپر تیرا سحر تاثیر نہ کریگا رنگار رنگ وغیرہ کو ساتھہ لیکر جاؤنگا یہ سنکر حکاک
اپنے مقام سے اُٹھا سامنے آکر نجم پر سحر کیا نجم ہنس دیا سحر دفع ہوا او وچار سحر آپس مین
چلے تھے کہ نجم نے ہاتھہ ہلایا کہ ایک برق گری حکاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنا حکاک
کا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من حکاک جادو بود نجم نے
آکر رنگارنگ وغیرہ کو ساتھہ لیا مگر شبرنگ بن عمرو یہ سب معرکہ دیکھا کیا جب حکاک
مرا تو تڑپ کر ایک پنجہ گرا شبرنگ کو اُٹھا لیچلا نجم نے آکر شبرنگ کو نہ پایا نہایت
حیران ہوا کہ یہ شبرنگ پر کیا گذری شبرنگ نے بلندی سے آواز دی کہ ای نجم مجھکو
پنجہ لیے جاتا ہی نجم نے کئی گولے مارے مگر پنجہ نہ مرا شبرنگ کو لیکر ایک باغ مین آیا
دیکھا کہ ایک زنگن مسند پر بیٹھی ہی اُسنے جو شبرنگ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای
جلاد جادو اسکو جلد قتل کر یہ وہ شخص ہی کہ جسکی وجہ سے حکاک مارا گیا پھر جا کر نجم
سے سمجھونگی پہلوے باغ سے ایک زنگی با خنجر برہنہ آیا اُسنے آکر شبرنگ کو گرفتار
کیا سامنے بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا شبرنگ نے ہر چند عذر کیا جلاد نے نہ مانا آخر

رہائی پائین سیمین عذار آنکھون مین آنسو بھر کر کلام حسرت انجام سکندر پر رونے لگی بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے نظم

آمد ہی باغ دہر مین شاید بہار کی / وحشت بڑھی جو میرے دل داغدار کی
آئی ہوا جہان مین رند و بہار کی / اب فصل آئی ہی بط مے کے شکار کی
کیا فائدہ ہوا تجھے اس ضد سے اے صبا / گل کی جو تو نے شمع ہمارے مزار کی
خوش خوش ہین باغبان تو گلچین ہین شاد شاد / آمد ہوئی ہی باغ مین جب سے بہار کی
نام خدا ہی حسن مین یکتا وہ گلعذار / پڑتی ہی جسپہ آنکھ چمن مین ہزار کی
احسان مجھپہ ہوگا یہ باد صبا ترا / خوشبو سنگھا دے لاکے اگر زلف یار کی
بیشک تمھارے ہجر مین ہوجائیگا جنون / ہی کیفیت کچھ اور دل بیقرار کی
آنکھین بچھائین نرگس شہلا نے ہر طرف / آمد ہوئی جو باغ مین اُس گلعذار کی
رنج فراق مین بھی اُٹھاتا ہی دل مزے / لذت ہی یاد وصل کے بوس و کنار کی
نکلا نہ مر کے بھی کوئی عاشق یہ وجہ ہی / بہتر بہشت سے ہی فضا کوے یار کی
گذری شب فراق مین کیا رنج کیا ہوے / پوچھی خبر نہ آپ نے مجھ دلفگار کی
بخت سیاہ سے مرے وہ چیز ہوگئی / کیا تیرگی کہون مین شب انتظار کی
سطوت نجف مین مر کے جو سوتا ہی کوئی غنی / ابد اکبھی اُسے نہین ہوتی فشار کی

سکندر نے جو یہ اشعار عاشقانہ اُس نازنین سے سنے ایک توجہ ہوئی اِشارہ کیا کہ اگر ہو سکے تو میرے قریب آکر زبان سے سوزن نکال لے تو مین قید کو توڑ ڈالون سیمین عذار نے قریب آکر سوزن جو زبان سے نکالی سکندر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا اور قصد ہوا کہ دربار مین شاہون کے گھس جاؤن سیمین عذار قدمون پر گر پڑی کہا اے شہر یار میرے باغ مین تشریف لے چلیے جیسا مناسب وقت جانیے گا ویسا کیجیے گا سکندر کہنے سے اُس نازنین کے اُسکے باغ مین آئے سیمین عذار نے اُسی وقت کنیزون کو حکم دیا کہ اسباب عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے تعمیل حکم کی بلکہ آکر شہین سکندر کو پہلو مین بٹھایا صحبت عیش و عشرت آراستہ

زنگن ہزار طرح پر سحر کرتی ہو مگر زور نہین چلتا نجم لڑتا بھڑتا سامنے زنگن کے پہونچا زنگن
نے گولہ نار ابال اپنے سر کے کھولدیئے ہزار ہا شعلے نجم پر گرے مگر نجم شعلۂ آتش کو بجھاتا
ہو تلوارین بھی برسین خنجر بھی گرے مگر نجم پر تاثیر نہ ہوئی جب تو اُس زنگن نے چادر
سر سے اُتاری پکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ثانی اس ظالم پر سحر تاثیر نہین کرتا
آکر مدد کیجیے دیکھا ایک لکۂ ابر سیمابی آسمان پر آیا اُس ابر سے آواز آئی کہ او گنہگار
تو بڑی سرکشی کرتا ہو ایک شعلہ آسمان سے گرا سر پر نجم کے لہرایا نجم کی زبان بند ہوئی
سحر فراموش ہو گیا سے حیرت کا جوش ہوا حیران ہو کر کھڑا ہو گیا چہار جانب دیکھتا ہو سحر
نہین یاد آتا وہ زنگن کھڑی دشنکین دے رہی ہو جون جون دستک دیتی ہو وہ شعلہ
گرد نجم پھر رہا ہو تھوڑے عرصے مین شعلہ غائب ہوا ابر سیمابی پھٹا ایک ساحر زبردست
نعرے کرتا ہوا ابر سے نکلا آواز دی منم سیماب سیمین بدن او نجم تجھکو بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ زنگن سے بے خطر مقابلہ کرتا ہو لے غور سے دیکھ زنگن تو جاتی ہو اب مین تجھکو
لیچلونگا خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا یہ کہکے زنگن سے آکر کہا تم تو دیر قطران
مین جاؤ ایسا نہ ہو قدرت کو صدمہ پہونچے وہ زنگن جھومتی ہوئی گوشۂ باغ مین
جا کر غائب ہوئی مگر سیماب سیمین بدن نے آکر ہاتھ نجم کا تھام لیا شبرنگ نے جو
گوشے سے دیکھا کہ یہ نجم کو لے چلا ایک نازنین کی شکل بنکر دوڑ ا پکار کر آواز دی ای
سیماب مجھکو بھی ساتھ لے لے مین ہمشیرہ زنگار رنگ ہون یہ ظالم مجھکو گرفتار کر لایا
سیماب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین کمسن غنچہ دہن سیمین بدن عارض رشک
نسرین و نسترن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا ای سیماب اصل کیفیت یہ ہو کہ بی زنگار رنگ
نجم پر عاشق ہوئین اطاعت اسلام قبول کی ہین ناچار ساتھ چلی آئی راہ مین مجھکو
کلمات سخت کہے مگر تمکو جب سے دیکھا ہو بیقرار ہو رہی ہون ایسا مرد میری نگاہ سے
نہین گذرا اور سحر بھی ایسا کیا کہ ایسا ساحر ہوشیار تمہارے سحر مین پھنسا اب مجکو
بھی اپنے ساتھ لیچلو کہ میرا یہان کون ہو سیماب نے اُس نازنین کو جو دیکھا ہنسنا
مسکرانا ناز و کرشمہ خوش مزاج معشوقون کے سر کی تاج بہت پسند کیا سینے پر ہاتھ رکھا

کہ گذرا جب قریب باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی آسمان سے آگے دیکھا
کہ سیمین عذار سکندر کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی قنتورہ یہ دیکھکر بھاگا سامنے بہلول اور
ملول کے آیا کہا حضور آپ کی دختر باغ مین سکندر کو لیے بیٹھی ہین سکندر کہ رہا تھا
کہ جاکر دونون کو قتل کرونگا مگر سیمین عذار منتین کر رہی ہی کہ ای شہریار معاف فرمایئے
سراسر خطا قنتورہ کی ہی اگر حکم ہو تو مین نکل جاؤن بہلول و ملول نے قنتور جادو
کو مطمئن کیا اور کہا ای قنتورہ نہ گھبراؤ ہم گرفتار کر لین گے قنتورہ خاموش ہوا
اب بہلول و ملول نے اسّی ہزار ساحر تیار کیے اِن سب کو ساتھ لیکر براے
گرفتاری سکندر چلے قنتور ساتھ نہ جاتا تھا مگر بہلول نے کہا ای قنتور تم کیون
گھبراتے ہو جب اسّی ہزار ساحر ایک شخص پہ سحر کرینگے تو اُسکے ہوش درست رہینگے
قنتور نے کہا ای بہلول و ملول تم مرتبے سے سکندر کے نہین آگاہ ہو بادشاہ
سابق طلسم ہو کئی مرتبہ بقراط سے مقابلہ پڑچکا لیکن کسی مقام پر سکندر نہین دبا
اِس گرفتاری پر نازنہ کرو مگر سکندر بیٹھے ہین سیمین عذار خاطر کر رہی ہی چند گانین
واسطے خوش کرنے مزاج سکندر ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین **نظم**

درپے قتل یار جانی ہی — ہمکو پہلے سے سرگرانی ہی
لوگ کیونکر نہ ہون نثرے عاشق — حسن یہ مثل ہی جوانی ہی
زخم دل عاشقونکے ہونگے ہرے — پہنی پوشاک اُسنے دھانی ہی
زلیست مین اپنے ناز اُٹھوا لو — تمکو میت مری اُٹھانی ہی
اُنکے دندان سے خاک ہو ہمسر — کہ گہر ایک بوند پانی ہی
کیون تمھین پر نہ زہر کھاکے مرین — آخر اک روز موت آنی ہی
دیکے قاصد کو خط پتہ نہ دیا — یہ نئی میری بدگمانی ہی
پیار کرلین گے بے اجازت اُنھین — ہمنے یہ دل مین اپنے ٹھانی ہی
کسی لیلی وش کی اُلفت مین — مثل مجنون کے خاک چھانی ہی
دیکھکر میری چشم کی بارش — آسے خجالت سے پانی پانی ہو

کو توڑ کر پارگنہ انجم و شبر رنگ چھوٹے سکندر ثانی کو نور الدہر کے ساتھ بیٹھے یہ
ہاتھ پھیلا کر دوڑے مگر نجم تو سحر کر کے بلند ہوا شبر رنگ کو سکندر نے روک لیا
نور الدہر نے آ کر شبر رنگ سے سبب حال دریافت کیا شبر رنگ نے سب حال بیان
کیا کہ دوسرے پہلو سے گرد اڑی دیکھا رنگار رنگ مع کنیزون کے آ کر پہونچی اول
سکندر ثانی کو سلام کیا پھر نور الدہر کے قدمون کو بوسہ دیا شبر رنگ نے بیان کیا
کہ یہ نازنین عاشق جمال نجم اختر شناس ہو نور الدہر نے بہ محبت رنگار رنگ کو گلے
سے لگایا نجم آسمان سے دیکھ رہا ہو کہ رنگار رنگ کا نور الدہر نے بڑا اعزاز کیا چاہا کہ
اُتر کر زمین پر آؤن قدمون کو آقا کے بوسہ دون کہ آندھی سیاہ چلی جھونکون سے
ہوا کے نجم گھبرایا چاہا کہ زمین پر جاؤن کہ پہلو سے آواز آئی او نمک حرام بد انجام تیغ
ظلمون نے کھینچے کے ٹکڑے کر دیے قسم خداوند لقراط ثانی نجم نے جو لقراط کو آتے ہوئے
دیکھا گولہ جھولی سے نکال کر مارا قریب لقراط کے جا کر پھٹا لقراط ان سحرون کو کب
مانتا ہو اشارے مین دفع کیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا جھپٹ کر لقراط نے نجم کا ہاتھ
تھام لیا اور ایک تمانچہ مارا کہ نجم بیہوش ہوا چاہا نجم کی کمر مین پنجہ دون سکندر نے
جو دیکھا کہ نجم گرفتار ہوتا ہو فوراً کئی سحر لقراط پر کیے لقراط نے اشارون مین دفع کیے
لقراط چاہتا ہو سکندر کو بھی گرفتار کرون مگر دیکھا کہ سامنے طلسم کشا کھڑا ہو ایسا نہو
مجھپر تیر مارے یا سکندر مجھکو زمین پر کھینچے چاہا نجم کو لیجاؤن سکندر نے بڑھکے
روکا جب کڑک کر لقراط گرتا ہو سکندر تھرا جاتے ہین مگر جرأت اپنی دکھاتے ہین
چاہتے ہین لپٹ جاؤن لقراط کو کھینچکر زمین پر لاؤن مگر لقراط بلاے روزگار ہو
جانتا ہو کہ اگر زمین پر پہونچونگا تو طلسم کشا کے ہاتھ مین تیغ طلسمی ہو اسی تیغ سے
میری قضا ہو ہر چند سکندر نے سحر کیے برقین گرائین لکہ ہاے ابر پیدا ہوے اور
لقراط پر گرے مگر لقراط بہ خوف نور الدہر زمین پر نہ آیا اسطرح کا سحر کیا کہ جھونکون
نے ہوا کے سکندر کو سامنے سے ہٹایا لقراط نے چاہا نکل جاؤن نور الدہر نے
کمان کیانی کاندھے سے آتاری تین بھال کا تیر مارا لقراط نے اپنے کو بچایا مگر تیر آ کر

دریافت کرو تو ہم بھی چلین سکندر کو چلکر بچائین سب شاہزادیان نام سکندر سنکر اپنے اپنے مقام سے اُٹھین کہا حضور یہ کنیزین جائین مقام دریافت کر کے آئین کہ ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا کاندھے پر نور الدہر کے بیٹھ گیا نجم نے کہا اِسکی گردن مین نامہ بندھا ہوا اِسے کھول لیجیے ملاحظہ فرمائیے نور الدہر نے جو نامہ کھولا اور تحریر سکندر ثانی کو پڑھا اول سب کے لکھا تھا کہ قلعۂ بہلول پر مقابلہ پڑا ہی سب کے پہلے ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش اپنے مقام سے اُٹھے بدون حکم نور الدہر طرف قلعۂ بہلول کے چلے نور الدہر نے جب سب نامہ پڑھا حکم دیا کہ مرکب لاؤ مرکب طلسمی تیار ہو کر آیا اُسپر نور الدہر سوار ہوے شبرنگ نے رکاب کو تھاما سب کے آگے نجم اختر شناس رہبری کرتا ہوا اول قلعے کے قریب آکر پہونچے دیکھا قلعہ سب خالی پڑا ہی تمام شہر نے جاکر باغ کو گھیرا ہی بہلول و ملول در باغ پر پہونچے ہین تہلکہ ڈالدیا ہی چاہتے ہین کہ اندر گھسین کہ ارسطوے ثانی نے آسمان سے نعرہ کیا ہمانے جو دیکھا کہ ملول سب کے آگے بڑھا ہوا چاہتا ہی کہ باغ مین آگ لگادون کہ سب باغ مع سکندر ثانی جلکر خاک ہو فوراً ہماے مرصع پوش نے آتے ہی موتیونکا مالا کھینچ مارا اور آواز دی کہ اَی گلبدن یہ باغ مین نہ جانے پاے موتیون کا مالا آکر ٹوٹا چند مروارید ٹوٹ کر ملول پر گرے اور زیادہ ملول و حزین ہوا ہجوم کے آواز دی ارے یارو بہلول کو روکو نہین جانتا کہ بادشاہ لشکر اسلام اندر داخل ہین ساتھ والے پلٹے تھے کہ پہلوے باغ سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے سامنے ملول کے آئی یہ اشعار عاشقانہ گنگنا کر سُنانے لگی نظم

براے امتحان حاجت نہین کچھ غیر کے سر کی	گلے پر میرے رکھکر دیکھ لیجیے باڑھ خنجر کی
نہ حاجت سلطنت کی ہی نہ خواہش لعل و گوہر کی	ہمین اکسیر سے بہتر ہی مٹی یار کے در کی
بُرا ہو ضعف کا کیونکر ہم اُسکو دیکھنے جائین	گھٹی جاتی ہی طاقت فرط غم سے جسم لاغر کی
بھلا تشبیہ دون کسطرح تجھسے اَی قد جانان	نہین کچھ بھی حقیقت سامنے تیرے صنوبر کی
یہان آنکھ نہ دیکھا مجمع عشاق کے باعث	وہان بھی نا فرغ و بیداد ہو گی بھیڑ محشر کی

کوئی کہتی ہو یا خداوند آپ اپنے کو مقابلۂ طلسم کشا سے بچائیے ایسا نہ ہو کسی دن وار تیغ طلسمی کا پڑ جاے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگین

نظم

وہ ہو پاس جسکو دلا چاہتا ہو ۔ تڑپتا ہو کیون اور کیا چاہتا ہو

خیال اُسکے ہتّون کا شہپر ہوا ہو ۔ مرا طائر جان اُڑا چاہتا ہو

بتون سے محبت نہین مجھکو از خود ۔ کہ ہوتا ہو وہ جو خدا چاہتا ہو

ہوا مشتعل بے طرح عکس تیرا ۔ اب آئینے کا گھر جلا چاہتا ہو

کرین بے خطر کیون نہ بندے خطائین ۔ خدا باپ مان سے سوا چاہتا ہو

یہو قتل تم تو کیا چاہتے ہو ۔ نہ جانے خدا کیا کیا چاہتا ہو

وہ بگڑا ہوا منھ بناتے نہین اب ۔ مرا کام بگڑا بنا چاہتا ہو

کمان چاہنے والونکا غم ہو تجھکو ۔ تو کرتا ہو جو دل ترا چاہتا ہو

بہت غم فلک مجھکو دینے لگا ہو ۔ اب اپنے عمل کی سزا چاہتا ہو

اگر جان جاؤن تو بھر کاؤن اُسکو ۔ جسے وہ بت بے وفا چاہتا ہو

غزل سُنکے اِک بوسہ دیدال پیارے ۔ یہی تجھسے ناسخ صلا چاہتا ہو

بقراط نے اُسیوقت ایک نامہ ملکہ زرنگار کو لکھا کہ اے قوت بازوو اے زینت پہلو ہمکو معلوم ہوا کہ تمنے بہمن شعبدہ باز کو دامن مین پناہ دی ہو آج کی خبر تمکو تو معلوم ہوئی ہوگی طلسم کشا کا سامنا ہو گیا تھا مگر بھائیون نے میرے مجھکو بچا لیا جو یونے دو سو خداوندونکا بھائی ہو اور سب مین بڑا ہو وہ کیونکر قتل ہوسکتا ہو سب بھائی آئے تھے سامری و جمشید نے یہ بھی کہا تھا کہ دعوی خدائی موقوف کر دین نے جواب دیا کہ جو کیا وہ کیا اب یہ دعویٰ تو جان کے ساتھ ہو کسکی مجال ہو کہ مجھ پر ہاتھ ڈالے اور اے زرنگار طرۂ پیغمبری مرحمت فرماؤنگا کتاب تیرے واسطے تصنیف کر رہا ہون جابجا تیری تعریفین لکھونگا سب اہل طلسم تیرے مطیع رہین گے وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کو رشک ہو یہ نامہ لکھکر قنطور آہن کلاہ نامے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو دیا کہا اے قنطور یہ نامہ لیکر جاؤ اور زرنگار کے ہاتھ مین دینا یہان نورالدہر تو بعد جانے بقراط کے

سکندر نے جو بیتاب و بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک طرف سے نعرہ

نور الدہر کی آواز آئی نعرہ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی … کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ

پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش … عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم … لقارا بیک دست بر داشتم

ظفر بر یلان عرب یافتم … شہ نوجوانان لقب یافتم

ایک طرف سے گرداب دریا نشین وہمای مرصع پوش وملکہ شعلۂ جوالہ اس نعرہ وشور سے آکر گرین کہ لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کر دیا لشکر مین بہلول کے تہلکہ پڑ گیا مگر سکندر ثانی نے جو صدای نعرۂ نور الدہر سنی کہا لو ملکۂ عالم مبارک ہو کہ ہمارے آقای نامدار آ گئے نگاہ اٹھا کے جو سیمین عذار نے دیکھا کہ شاہزادیان حسین و جمیل طاؤسان زرین بال پر سوار مصروف سحر خوانی ہین جدھر جا پڑین کسی کو تو دیوانہ کر دیا کسی کو جان سے ہلاک کر دیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا اب تو ملکہ سیمین عذار بھی شاہزادیون کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھی سحر کرنے لگی جب سحر کیا زمین ہلا دی کسیکا سر اڑا دیا کوئی زخمدار کوئی بیقرار مگر بلول نامدار لڑتا ہوا سامنے اپنے بھائی کے پہونچا للکارا کہ ای بہلول میرے مقابلے مین تو آ تجھکو بھی معلوم ہو کہ مردان عالم ایسے ہوتے ہین مین سکندر ثانی کا ہوا خواہ ہون بہلول سمجھ گیا کہ بھائی میرا ہوش مین نہین ہی پھول برسائے کئی طائر بلائے طائرون نے آکر سامنے بلول کے زمزمہ سرائی کی اور یہ اشعار بھی چہکار کر پڑھنے لگے نظم

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا … پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھوسے ہوگے … مکان یار مین دیوار درمیان نکلا

وہ زلف ہوگئی زنجیر اپنے سودے کو … کہان سے جا کے یہ اب سلسلہ کہان نکلا

ملاحت وقت یار کا ہی ہر سو شور … عجیب لطف کا کھاری یہ اب کنوان نکلا

بندھے دہان و کمر کے ہزارہا مضمون … زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

سعادت ہو یہ کہکے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کھانے وغیرہ سے فراغت کرکے سوار ہوے
رفقا ساتھ ہوے نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی وغیرہ چند سردار بازارون مین لاکر
چھوڑے جابجا انتظام کرتے ہوے کنارے پر آکر ٹھہرے مگر قنتور آہن کلاہ اُڑتا
ہوا آتا تھا ایک نخل پر آکر بیٹھا و بے پائون نخل سے اُتر کر لوگون سے پوچھتا ہوا چلا کہ
سکندر ثانی بادشاہ لشکر اسلام کس بارگاہ مین رہتے ہین کسی نے بتادیا کسی نے کہا
ہم نہین جانتے دور سے قنتور نے دیکھا کہ ایک جگہ چند ساحر جمع ہین اُسی مجمع کی طرف
چلا ارسطوے ثانی وہان کھڑے تھے اُسنے آکر پوچھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کی کون سی
بارگاہ ہے ارسطو دیکھکر سمجھے کہ یہ کوئی دشمن ہے فکر مین آیا ہے کہا اے برادر تمھارا کیا کام
ہے کہا مین نے یون ہی پوچھا ارسطو نے بتادیا کہ وہ پشت پر بارگاہ کلان اِستادہ ہے
اُسی مین سکندر رہتے ہین قنتور اُسی طرف چلا اور ارسطو نے پیچھا کیا قریب بارگاہ
سکندر پہونچکر قنتور ایک گوشے مین آیا آڑ پکڑ کر نقب دینے لگا ارسطو نے دیکھا
کہ اب نصف مقام پر پہونچ گیا ہوگا ایک سحر کیا کہ زمین سے آگ نکلنے لگی قنتور چیخ
مار کر بھاگا نقب سے نکلا آبلے بدن مین پڑ گئے تھے ارسطو نے پیچھا کیا اب تو بخوبی
ثابت ہوا کہ بارگاہ شاہ مین جاتا تھا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا تھا ٹھہر جا مین
تجھکو سزا دونگا پکار کر جو ارسطو نے کہا نجم اختر شناس نے جو آواز ارسطو کی
سُنی جھپٹ کر آئے پکار کر پوچھا اے ارسطو خیر تو ہے ارسطو نے کہا یہ سامنے جو ساحر
جاتا ہے بارگاہ شاہ مین جاتا تھا مین نے سحر کرکے اِسکو روکا اب یہ بھاگا ہوا جاتا ہے
ہیر سے سحر سے نہین رُکتا نجم نے آواز دی او جانے والے ٹھہر جا آگے نہ جانا قنتور
کو معلوم ہوا کہ آگے پہاڑ ہے پہاڑ کو دیکھکر پلٹنا چاہا اور طرف سے جاؤن نجم نے
سب طرف سحر کردیا کسی طرف نہ جاسکا آخر مجبور ہوکر طرف نجم کے آیا نجم نے پیلے
پھولون کا ہار گلے سے اُتارا کہا اے برادر یہ پہن لو قنتور کو کچھ بن نہ پڑا ہار پہن لیا
ہار پہنتے ہی جھومنے لگا قنتور کو معلوم ہوا کہ چارون طرف سے آواز گانے کی
آرہی ہے ناچار ہوکر ٹھہر گیا نجم نے اِشارہ کیا کہ اے برادر اِدھر آؤ قنتور جھومتا ہوا اسطرف

بڑا ستم کیا کہ شہریار کو ہمارے یہان لایا اِس آفت مین پھنسایا دیکھ تو اِسکا کیا مین بدلہ
کرتا ہون قنتورہ نے چاہا سامنے سے بھاگون شاہزادیون نے جو سحر کیئے قنتورہ کا چہرہ
سرخ ہوگیا آنکھین نیلی پیلی کرتا ہوا سامنے شعلۂ جوالہ کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم میری آپ پر جان جاتی ہے شعلۂ جوالہ نے ایک دستک دی کہ پہلو سے ایک
شیر ببر پیدا ہوا اُسنے آکر قنتورہ پر حملہ کیا قنتورہ نے تلوار کھینچکر شیر پر حملہ کیا شیر نے
آکر ایک تمانچہ مارا کہ تلوار ہاتھ سے قنتورہ کے چھوٹی قنتورہ نے چاہا اِسکے سامنے
سے بھاگون مگر شیر کے پنجے سے کب جا سکتا ہے آخر شیر نے قنتورہ کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا
جب قنتورہ کا یہ حال ہوا کہ مارا گیا سکندرہ نے پکار کر آواز دی کہ اے شعلۂ جوالہ تمنے کیا
کارنمایان کیا یہ بے حیا اِسی لایق تھا کہ لقمۂ شیر ہوا اب یہ ملعون خاک سیاہ ہوا بہلول
وملول نے جو لاشہ قنتورہ کا دیکھا خوف سے کانپنے لگے کہ نورالدہر سامنے ملول کے
پہونچے ملول نے للکارا کہ او طلسم کشا تیری ذات سے ساحرون کو چین نہین ملتا بڑے
بڑے ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے مگر اِس وار کو تو روک یقین ہے کہ اِس وار کا
رد نہ ہو سکے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا ملول نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری
سپر کو کاٹ سپر کو کاٹ کرتا بہ جگر گاہ پہونچی لاشہ ملول کا گرا بہلول نے جو تخت سے
لاشہ اپنے بھائی کا دیکھا قلب کانپ گیا یقین کامل ہوا کہ اب آج جان نہ بچیگی تخت سے
کود پڑا رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے سکندرہ کے آیا کہا اے شہریار میری خطا معاف
کیجیے جو خطاوار تھے وہ مارے گئے سکندرہ نے چاہا ہاتھ ماردون نورالدہر نے
آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے بادشاہ جمجاہ عذر کو عذر کرنے والے کے قبول کرنا چاہیے
ہمنے اِسکی خطا معاف کی اصل مین خطاوار قنتورہ تھا وہ مارا گیا بھائی نے بھی اِسکے
سرکشی کی وہ بھی واصل جہنم ہوا اِسکو مرتبۂ رفاقت حاصل ہوا بہلول نے سب کو
ساتھ لیا مگر دل مین یہ ہے کہ جس طرح بنے کسی سردار کو لیکر نکلجاؤن قلعۂ زرنگار پر
آجکل بڑی چہل پہل ہے یہ سوچتا ہوا سب کو دربار مین لایا سکندرہ تخت پر بیٹھے اُسوقت

کہین آجاے وہ گل ہمکو نظر ۔۔۔ اس تمنا مین پھرا کرتے ہین
یا وجب آتا ہی وہ شعلہ خو ۔۔۔ ہم دم سرد بھرا کرتے ہین
یا رنگ اپنی رسائی ہی محال ۔۔۔ آنکھ جیو کھٹ سے ملا کرتے ہین
ہاتھ سے کھو کے اب اُس گل کو شفا ۔۔۔ رات دن ہاتھ ملا کرتے ہین

قنتور رہ وار دی کرتا ہوا جاتا ہی راہ مین باغ شماؔس کر گدن سوار کا پڑتا ہی شماس کے کان مین جو آواز اشعار کی آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر جھومتا ہوا جاتا ہی شماس نے پکارا کہ اوبرادر ذرا یہان ٹھہر جاؤ قنتور نے جواب دیا کہ ہماری شادی ہونے کو ہی ہم نہین ٹھہر سکتے اب جاکر دولہا بنین گے شماس نے جو دیکھا کہ میرا کہنا نہین مانتا اور چاہتا ہی کہ دریافت کرون کہ یہ کون ہی کہان جاتا ہی اسکو جو دل لگی سوجھی چھڑی پھولون کی جو آگے رکھی تھی وہ اُٹھا کر زمین پر ماردی قنتور نے ہرچند کہ اپنے کو سنبھالا لیکن نہ سنبھل سکا زمین پر آیا شماس نے دریافت کیا ای برادر تم کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے قنتور نے کہا ایک زہرہ جمال کی محبت مین مبتلا ہین زرنگار کا سر اُسنے مانگا ہی مین سر لینے جاتا ہون اب ہماری شادی اُسی نازنین مہ جبین کے ساتھ ہوگی وہ دُلھن بن رہی ہوگی شماس کو یہ سنکر بڑا افسوس ہوا کہ زرنگار ہماری مہربان ہی یہ وہان جاکر بڑی آفت برپا کریگا ایسا نہو کہ زرنگار کو کوئی صدمہ پہونچے پس اسکو نہ جانے دون یہ سوچکر کمند ہاے سحر مین گرفتار کیا قنتور نے غل مچانا شروع کیا کہا کہ اے شماس مین نے تیری کیا خطا کی مگر شماس نے کچھ جواب نہ دیا اور مسلسل و مطوق کر کے قنتور کو ایک مکان مین قید کیا مکان مین قفل لگایا شماس چونکہ زرنگار دوست ہی قنتور کو قید کر کے واسطے شکار کے روانہ ہوا ایک کنیز سے کہ گیا کہ اِس مکان کا قفل کھولنا اور ایک شخص قید ہی وہ کرسیون پر دو پھول رکھے ہین فلان پھول سنگھانا دوسرے پھول کو ہرگز ہاتھ نہ لگانا جب وہ ہوش مین آئے تو اُسکو کھانا کھلا دینا پھر اُسی طرح قفل لگا دینا کنیز نے جو بعد جانے شماس کے قفل کو کھولا قنتور زنجیرین ہلا رہا تھا جس پھول کو شماس نے

شہنشاہ قنتورہ گیا تھا مگر پلٹ کر نہ آیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ بہلول جادو ایک نازنین کو بغل میں دبائے ہوئے بارگاہ مین آکر پہونچا اول
بہمن کو سلام کیا پھر بہمن سے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ قنتورہ مارا گیا اور بھائی
بھی قتل ہوا آخر کو جب بادشاہ لشکر اسلام و طلسم کشا نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ
کیا تب مین نے اُسکے ہاتھ باندھ کے چیلی عذر کیا کہ میری خطا معاف فرمائیے بعد اِسکے جلسہ
آراستہ ہوا مین ناچار ہو کر ہما کو لے آیا ہون اب اِسکو قتل کیجیے میرے بھائی کا اور
قنتورہ کا عوض لیجیے تو صدمہ طلسم کشا کو پہونچے یہ بھی دیکھ رہا ہون کہ جو کوئی
مطیع اسلام ہوا پھر اُسپر زوال نہین آیا مسلمان کو قتل کیجیے بہمن نے جو جمال
ہمائے مرصع پوش کا دیکھا کہا او بہلول ایسی شاہزادی زہرہ جمال کو قتل کرنا
شیوۂ جلادان ہی یہ کہکے طرف ہمائے مرصع پوش کے چلا ہمائے مرصع پوش
نے روئے زیبا اپنا چھپا لیا بہمن نے کنیزون کو حکم دیا کہ میرے وصل پر اِسکو
رضامند کرو کنیزون نے آکر ہمائے مرصع پوش کو سمجھانا شروع کیا ہما نے جواب دیا
کہ اُس بیحیا سے کہدو کہ ہم تیرے گنہگار ہین قتل کرنیکا تجھکو اختیار ہی مگر عصمت کا
نام نہ لینا مین عاشق جمال طلسم کشا ہون مجھکو بے وارث نہ سمجھنا یہان نور الدہر
جب لڑائی فتح کر کے پلٹے نجم نے آکر عرض کی کہ ہمائے مرصع پوش کو کوئی لے گیا
نور الدہر نے شبرنگ کو بلا کر حکم دیا کہ اے شبرنگ ہمائے مرصع پوش کو
بہلول دربار سے اُٹھا کر لیگیا بہلول نے وقت جنگ مجھسے پناہ مانگی تھی
رفیق بنکر میرے ہمراہ آیا تھا لیکن مین نہ جانتا تھا کہ یہ مکّار ہی اب تم تلاش کرو
شبرنگ با تمامے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا خیال مین گذرا کہ یقین ہی ملکہ
ہمائے مرصع پوش کو بہمن شعبدہ باز نے قلعۂ زرنگار پر منگوا لیا پھرتا پھراتا
ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک ضعیفہ جاتی ہی اُس ضعیفہ نے پکارا کہ او عیار تو
کہان جاتا ہی شبرنگ نے چاہا کہ اِسکو کمندون مین گرفتار کر لون یہ سوچتا ہوا
قریب آیا پوچھا بڑی بی صاحب کہان جاتی ہو بڑھیا نے کمر مین شبرنگ کی پنجہ دیا

ساحر زبردست دیوانہ وار یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہی نظم

محفل مین جھلملاتی ہی جو بار بار شمع
کس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار شمع

تربت پہ بعد دفن ہی اِک غمگسار شمع
روتی ہی زار زار قریب مزار شمع

کرتا ہی گرمیان جو وہ محفل مین غیر سے
جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار شمع

روشن نہ ہوگا نام مرے مرغ دل کیطرح
محفل مین تو فروغ دکھائے ہزار شمع

اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جل کے تا سحر
آخر نثار ہو گئی پروانہ وار شمع

تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
تُربت مین ہوگا میرا دل داغدار شمع

جل جل کے کہہ رہے ہین یہ پروانے بزم مین
ہم شمع پر نثار ہین ہمپر نثار شمع

بے نور ہوگی صبح کو اِتنا نہ کر غرور
بس رات بھر ہی بزم مین تیری بہار شمع

آخر جو خاک ہو گئی جل جلکے بزم مین
رکھتی تھی اپنے دل مین کسی سے غبار شمع

سر کاٹ لے قصاص مین گلگیر سے ہو حکم
پروانون کو جلا رہی ہی او نگار شمع

تاثیر اِسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع

سطوت دیا ہو راہ خدا کا لحد مین ساتھ
کچھ غم نہین نہ ہو جو قریب مزار شمع

ملول نے جو یہ آواز سُنی گولہ ہاتھ مین تھا وہی گولہ مار دیا قنتور نے وہ گولہ ہاتھ مین روک لیا ملول کو برا معلوم ہوا چاہا دوسرا گولہ مارون قنتور نے وہی گولہ ملول پر کھینچ مارا ملازمان ملول نے دیکھا کہ یہ کون ساحر ہی کہ ہمارے مالک سے آکر لڑنے لگا کئی سَو ساحرون نے ملکر سحر کیا کہ قنتور زمین پر گرا چہار طرف سے ساحرون نے چاہا کہ قنتور کو گرفتار کرین مگر قنتور بھی ساحر زبردست ہی لڑبھڑ کر نکلا دوسرا لشکر جو بہلول کا جما ہوا تھا اُسپر جا کر گرا ملازمان بہلول نے زخم کھا کر قنتور کو گرفتار کر لیا سامنے بہلول کے لائے بہلول نے کہا ارے تو کون ہی کہان جاتا تھا قنتور کہ اُس نازنین کے جوش عشق مین مبہوت ہو رہا تھا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا بہلول نے کہا یارو یہ تو کسی پر عاشق ہی دیوانہ ہو رہا ہی اِسکو بیجا کے قید کرو کئی ساحر گشتان کشان قنتور کو لیکر قید خانے مین آئے لاکر اُسکو قید کیا قنتور

معروف تھے نانا ہمارے جب کبھی جنگل مین گاتے تھے تو سانپ آکر جمع ہوتے تھے اور
ایک ایک روپیہ دیتے تھے یہی اُنکی برت تھی لیکن مین جو گیا وہ سانپ تسخیر نہوے
صحرالنورد نے کہا بہمن شعبدہ باز کا مین ملازم ہون اُنکے پاس لیچلونگا آجکل ایک
آفت مین مبتلا ہین ایک شاہزادی کو بہلول گرفتار کرکے لایا ہی بہمن اسیر عاشق
ہوا ہی اُس سے سوال وصل کا کیا وہ انکار کرتی ہی کہتی ہی مین عاشق جمال طلسم کشا
ہون میان گویّے صاحب مین تمکو لیے چلتا ہون اگر تمنے اُسکو رضامند کر دیا تو بہمن
بہت کچھ دیگا شبرنگ نے جو نام طلسم کشا کا سُنا سمجھ گیا کہ ہمارے مرصع پوش کا ذکر
ہی کہا مجھکو لیچلیے یہ تو خاص ہمارا کام ہی سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا گھر والے
نکل گئیں دربدر کی ٹھوکرین کھانے لگین اُنکو تو مین آنکھ ملتے ہی راضی کر دونگا یہ
سُنکر صحرالنورد اُٹھا ایک تخت تیار کیا اُسپر شبرنگ کو بٹھایا اور آپ بھی اُسی پر بیٹھا
تخت اُڑتا ہوا چلا یہان بہمن اپنے دربار مین ہی زرنگار سے کہ رہا ہی او زرنگار
آج اُس نازنین سے اور کلام کر اگر نہ مانیگی تو قتل کرونگا زرنگار نے کہا مین
بہت اچھی طرح سے سمجھاونگی اور رُفقا بھی وعدہ کر رہے ہین کہ حضور ہم بھی سمجھائینگے
یہ ذکر تھا کہ صحرالنورد شبرنگ کو لیے ہوے آکر پہونچا کہا اے شہنشاہ یہ گویّا کہتا ہی
کہ آپ جلسہ آراستہ کیجیے قفس منگا کر اُسکا رکھیے مین کچھ اشعار عاشقانہ گاکر راضی کر دونگا
بہمن یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا باغ نگارین مین چلو وہان چلکر جلسہ آراستہ ہو باغ
نگارین پہلوے قصر مین تھا بہمن سب کو ساتھ لیکر باغ مین آیا آکر بیٹھا قفس ہما کا
منگوا کر رکھا شبرنگ نے اول بیٹھکر چند اشعار عاشقانہ گاے جنکا مضمون یہ تھا نظم

پہلو سے میرے اُٹھ کے جو وہ سیمبر گیا
مین کیا کہون کہ دلپہ جو صدمہ گذر گیا
باد صبا جو ہو گذر اُس شوخ تک ترا
کہنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا
نکلے گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو
دیوانہ تیرا ڈھونڈھتے تمکو جدھر گیا
شرما کے رُخ سے ابر مین ماہ فلک چھپا
سونے کو بام پر جو وہ رشک قمر گیا
آیا عجیب دور کہ نشئے ہرن ہوے
میخانہ وہ کہان ہی وہ ساقی کدھر گیا

غافل تھے لڑکھڑا کر گرے سمجھے پانوٗن پھسل گیا قمقنور نے جو سکندر کو دیکھا کہ گرے سحر کرکے بیہوش کیا بچے مین دبا یا لیکر چلا خیال مین گذرا کہ بہلول و ملول دونون بھائی مجھپر مہربان ہین قلعۂ ملول پر چلون اپنی بہتری سوچتا ہوا قلعۂ ملول مین آیا ملول نے جو سکندر ثانی کو دیکھا زبان مین سوزن دی بہت خوش ہوا دونون بھائیون نے آپس مین صلاح کی کہ جب طلسم کشا ہمسے اپنے بادشاہ کو مانگے گا ہم کئی ملک طلب کرینگے یہ سوچکر سکندر کو قید کیا قمقنور کا مرتبہ اعلیٰ کر دیا مہ نہ بر قرار دیا مگر سکندر جو آکر قید خانے مین قید ہوے دختر بہلول جادو ملکہ سیمین عذار اپنے محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر دی کہ بادشاہ سابق طلسم شہریار سکندر ثانی آپ کے باپ کے یہان آکر قید ہوا ہی مگر واری اصل یہ ہی کہ آپ کے والد و چچا بھی بادشاہ ہین رعب و دبدبہ ذات پر سکندر کی موقوف ہی سیمین عذار یہ حال سنکر مشتاق جمال بے مثال سکندر ہوئی کنیزون سے کہا مین چاہتی ہون کہ اُس شہریار کو دیکھون کنیزون نے عرض کی شب کو چلیے قید خانے مین چلکر جمال دیکھیے تمام دن ملکہ کو اشتیاق مین گذرا جب طائر زرین بال نخل فلک سے چہکار مار کر اُڑا صحرائے مغرب مین جاکر چھپا صیاد ماہ تابان نے مع فوج سیارگان پیچھا کیا تب ملکہ بستر خواب پر آکر لیٹی مگر اشتیاق دیدار جمال سکندر مین نیند کہان آتی ہی جب نصف شب گذری ملکہ بستر خواب سے اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی قید خانے پر آکر تھرائی دیکھا نگہبان در قید خانہ پر بیٹھے ہین سحر کر کے نگہبانون کو بیہوش کیا آکر قفل کو کاٹا جیسے ہی اندر آکر قدم رکھا تو دیکھا وہ کوٹھری جمال سکندر سے روشن ہو رہی ہی جمال پر جو نگاہ پڑی واسطے سلام کے جھکی سکندر نے جو اُس نازنین کو دیکھا فوراً قریب اپنے بلایا سیمین عذار نے قریب آکر پوچھا اے شہریار کس حال مین گذرتی ہی سکندر نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ قید کے ہمیشہ سے ہم عادی ہین کئی سال قید خانے مین رہے خدا ہمارے آقا کو سلامت رکھے اُنکی ذات سے ہمنے رہائی پائی تھی پھر تقدیر مین قید لکھی تھی بیوجہ مبتلاے بلا ہوے اب دیکھیے کہ کب

شبرنگ کو گرفتار کرون برابر شبرنگ کے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو مار کر بھاگا قمقام
نے پلٹ کر دیکھا شبرنگ کو اُس مقام پر نہ پایا حیران ہو گیا کہتا تھا ای بہمن جو مین
سمجھا تھا وہی ہوا یہ کوئی مکار تھا تمھین گرفتار کرنے آیا تھا بہمن گھبرایا ساحرون سے
اِشارہ کیا دیکھو یہ بھاگ کر کہان گیا ایک ساحر موسوم بہ سماے جادو یہ کہکر نکلا کہ
مین ابھی اُسکو تلاش کر کے لاتا ہون یہ کہکر سماے جادو چلا دروازے پر جو آیا
شبرنگ ایک خدمتگار کی شکل بنا کھڑا تھا اُسنے پوچھا ای سماے جادو کس فکر مین تم
نکلے ہو سماے جادو نے کہا وہ عیار جو بھاگ گیا ہی حکم ہی کہ اُسے گرفتار کر کے لاؤ
یہ سنتے ہی شبرنگ نے سماے سے کہا میرے ساتھ چلیے مین بتلا دون اِسی جنگل مین وہ
چھپا ہی شبرنگ سماے جادو کو ساتھ لیکر چلا ہر مقام پر بتاتا ہوا کہ دیکھیے یہ نشان
نقش پا ہین اِسی راستے سے بھاگ کر گیا ہی جب جنگل مین لیکر آیا گھبرا کر کہا ای سماے وہ
سامنے عیار بیٹھا ہی سماے نے کہا مجھکو تو نہین معلوم ہوتا شبرنگ نے ہاتھ تھام کر
کہا وہ سامنے دیکھو نخل کی آڑ مین بیٹھا ہی سماے جادو نے جیسے ہی منھ پھیر کر دیکھا
شبرنگ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا کہ سما منھ کے بھل
گرا چاہا کہ تڑپ کر نکلون مگر شبرنگ کب مہلت دیتا ہی فورًا خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ
پاک اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من سماے جادو بود
قمقام نے جو یہ آواز سُنی غصے مین کانپنے لگا کہتا تھا یہ عیار بڑا زبردست ہی جھٹ پٹ
سماے جادو کو مار لیا بہمن نے کہا ای قمقام تم اِس سودے مین نہ پڑو یہ عیار
بلاے روزگار ہین اِنکا جسنے پیچھا کیا وہ آخر کو مارا گیا لہذا تم زیادہ کد و کوشش نہ کرو
قمقام نے کہا مین جاتا ہون گرفتار کر کے اُسکو لاتا ہون یہ کہکے قمقام تلاش مین
شبرنگ کی چلا شبرنگ سماے جادو کو مار کر پھر در باغ پر پہونچا ساحر بنکر ٹہلنے لگا
قمقام باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کیون او ساحر ایک عیار دبلا پتلا اِدھر سے گیا
تھا جسنے سماے جادو کو مارا ساحر نقلی نے عرض کی حضور مین دیکھ رہا تھا اُسکو
طیار لگا کر لے گیا صحرا مین جا کر قتل کیا جب اُسکے مرنے کا ہنگامہ ہوا تب مین نے جا کر

ہوئی کنیزون نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گانا شروع کیے نظم

دو اپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا — پردہ اٹھاؤ بیچ سے شرم و حجاب کا

لیجا کے دام زلف مین مجھکو پھنسا دیا — یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

میخانے پر وہ جھوم کے آئی ہی ابھر گھٹا — ساقی پلا دے مجھکو پیالہ شراب کا

رو رو کے مین نے دفتر اعمال دھو دیے — دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا

اب کیا کسی حسین سے دل اپنا لگاؤنگی — افسوس ہو گذر گیا عالم شباب کا

آئی جو بے ثباتی دنیا برا ے سیر — استاد موج نے کیا خیمہ حباب کا

بے دام بلبلون کو کریگا اسیر کیا — صیاد نے جو عطر ملا ہی گلاب کا

زلفون نے بڑھکے ڈھانپ لیا رویِ یار کو — ٹوٹا جو بند رات کو اسکی نقاب کا

دریا پہ میکشی جو کریگا وہ بحر حسن — حاضر کریگی موج پیالہ حباب کا

ای خضر مین نہ خواہش آب بقا کرون — مجھکو مزہ ہی یار کی جھوٹی شراب کا

روئین نہین تصور گل مین یہ بلبلین — چھڑکاؤ ہر روش پہ کیا ہی گلاب کا

آیا نہین ہی پھر کے ابھی تک وہ نامہ بر — اس سے سوال کرنا ہی خط کے جواب کا

کانٹے پڑے ہوے ہین ہماری زبان مین — مشتاق ہی گلا ترے خنجر کی آب کا

کیونکر منائین سب نہ مری چشم تر کی خیر — عالم کی زندگی ہی برسنا سحاب کا

پایا شرف جہان کے ہر اک بادشاہ پر — سطوت بنا گدا جو در بو تراب کا

یہان تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب قلعۂ مشرق سے نکلکر چرخ زبرجدی پر آیا اودھر بہلول وغیرہ جو سوکر اُٹھے نگہبانون نے آکر خبر دی کہ شب کو سکندر قید خانے سے غائب ہو گیا دونون نے ہرکارون کو بلایا حکم دیا کہ تلاش کرو مگر قنتور سنکر کانپ گیا کہنے لگا ای شہریار بڑا غضب ہوا سکندر وہ ساحر ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین اب جس مقام پر ملیگا کیا آپ گرفتار کر سکین گے بہلول اور بلول نے کہا ہمارے پاس فوج بہت ہی گھیر کر اسکو گرفتار کرلین گے قنتور خود بھی تلاش مین چلا قضا ے کار طرف سے باغ سیمین عذار

تو کہان کی رہنے والی ہو اس صحرا مین آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین رونے لگی اور کہا
کہ اے شہنشاہ ساحران میرا شوہر جواری ڈھنڈھاری ہو سارا مال و اسباب لیجا کر ہار دیا
اب چاہتا ہو کہ مجھکو بھی ہار دے مین اپنی آبرو کی وجہ سے نکل آئی ہر چند کہ مین کسی کام کی
نہین ہون مگر شاید کوئی بندۂ ساحری پسند کر لے گھر لیے تو بیٹھی رہو نگی جفائین سہونگی
قمقام ان بھولی بھولی باتون پر بیقرار ہو گیا کہتا ہو اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان
تجھے سب پسند کرینگے مین ہر چند کہ ایک غریب فقیر آدمی ہون مگر تیری خدمتگزاری مین
بدل و جان کرونگا اُس نازنین نے کہا صاحب ایک مرد سے تو یہ گذری دوسرے
مرد سے نہین معلوم کیا گذرے مین اس لایق نہین ہون کہ مجھے خدمت مین رکھیے
میرا شوہر جب شب کو پاس بلاتا تھا تب مین بھاگ کر دوسرے مکان مین چلی جاتی
تھی اسی حیلے مین کئی سال گذرے اب آخر کو وہ ہماری صورت سے بیزار ہو گیا اب
یہ خواہش رکھتا ہو کہ اسکو بیچ ڈالون اسی خوف سے مین بھاگ نکلی دیکھون تقدیر کہان
لیجاے مین تو صرف اس لایق ہون کہ مرد کے پانؤن دباؤن اگر قبول کر لے تو بڑی
بات قمقام ہنس رہا ہو پوچھتا ہو صاحب تمھارا نام کیا ہو اور تمھارے باپ کا نام کیا
ہو نازنین نے جواب دیا کہ صاحب مین پڑھی لکھی ہون مجھے اپنے باپ کا نام نہین یاد رہا
ایک رو ہون تو بتاؤن مگر اتنا جانتی ہون کہ مین تین سو چھبیس ۳۲۶ سے پیدا ہون روز
شمار رکھتی تھی یہی میرے نام کے بھی عدد ہین جنکے حروف مین بتاتی ہون اول دال ہی
پھر لام ہو اسکے بعد فے ہو اور رے ہو اسکے آگے یے ہو اور بے ہو اسکو ملا لو شاید کہ
کوئی بات نکل آئے قمقام نے کہا یہ تو دلفریب ہوا نازنین ٹھٹھا مار کر ہنسی کہا لو
صاحب تمنے جوڑ لیا مین حرفون کو ملا نہین سکتی ابتک آخون جی نے ایسی ترکیب
نہین بتائی کہ حرفون کو ملا کر لفظ بنا لون ان باتون پر قمقام اور زیادہ خوش ہوا
جی مین کہتا ہو بڑی بھولی عورت ہو بڑے لطف سے اسکے ساتھ بسر ہو گی کیا مزے
کی باتین ہین نازنین تو تتلا تتلا کر یہ باتین کر رہی ہو قمقام اور زیادہ مہر جتاتا ہو کہتا
ہو اے دلفریب مین جان و دل سے تیری خدمت کرونگا تکلیف نہ ہونے پاؤنگا لیکن

داغ الفت نہ کیون رہے دلپر ۔ کسی محبوب کی نشانی ہی
غیر جلتے ہین صورت خورشید ۔ مجھپہ اُنکی جو مہربانی ہی
سُنکے مجنون کا حال وہ بولے ۔ نہین دیکھا یہ سب کہانی ہی
چشم بد سے خدا بچائے انھین ۔ خوب جوبن پہ اب جوانی ہی
دم ہی آنکھون مین انتو آئی یار ۔ مجھکو صورت اگر دکھانی ہی
اپنے عشاق سے وہ پوچھتے ہین ۔ کوئی دنیا مین میرا ثانی ہی
شعر سطوت کے دل سے سنتے ہین ۔ شعرا کی یہ قدردانی ہی

سکندر ربھی پہلو مین سیمین عذار کے بیٹھے ہین اختلاط ظاہری کر رہے ہین ملکہ سیمین عذار سے کہدیا کہ ہمارے آقا کی یہ شریعت ہی کہ جب سحر سے توبہ کروگی تب عقد ہوکر وصل ہوگا مگر اب تم محروم نہ رہوگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ چند کنیزین فوراً دوڑی ہوئی آئین مگر نہایت بدحواس سکندر نے پوچھا ارے کیون گھبراتی ہو کہا حضور بہلول و ملول دونون بھائی اسی ہزار فوج لیکر آپہونچے چہارطرف سے باغ گھیر لیا ہو اب یقین ہی کہ اندر گھس آئین سکندر نے کہا کیون گھبراتی ہو ملکہ رونے لگین سکندر نے آنسو پونچھے کہا کہ ای آرام جان نہ گھبراؤ یہ جمعیت میرا کیا کرلیگی مین ابھی اپنے آقا کو خبر دیتا ہون وہ فوراً تشریف لاوینگے اپنے ملازم کو آکر بچائینگے یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک مشت پر نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک طائر بنایا اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار باغ بہلول پر غلام گھر گیا ہی ہرچند کہ اُن سب کو شکست دے سکتا ہون لیکن آپ سے امید ہی کہ سرفراز فرمایئے اس بلوے کو آکر ہٹایئے یہ نامہ لکھکر طائر کی گردن مین باندھا طائر چہکار مارکر اڑتا ہوا چلا بہلول و ملول لشکر کو لیے ہوے آمادۂ فساد ہو رہے ہین اِدھر نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین فروکش ہین کل رفقا گرد و نجم اختر شناس عرض کر رہا ہی حضور کو معلوم ہو کہ سکندر ثانی شکارگاہ سے غائب ہوے علم ستارہ شناسی سے معلوم ہوا ہی کہ اسوقت کسی بلا مین مبتلا ہین نور الدہر نے فرمایا کہ ای نجم وہ مقام

شوہر کو ہر جگہ اختیار ہی قمقام نے کہا ایسے مقام پر رکھوں کہ جہان ہوا نہ جا سکے اسپر وہ
نازنین ہنسنی ہر کہتی ہی صاحب میرا شوہر بڑا اچھکیت ہی مکان مین پھاند پڑتا ہی اُسکے
نزدیک کیا بات ہی وہ دیکھو سامنے گنوارہ بیٹھا ہی نگوٹہ اینٹھ رہا ہی اِسطرح سے وہ
نازنین پھسلاتی بہلاتی لے چلی ایک مقام پر آکر نازنین نے کہا وہ سامنے بیٹھا ہوا
لٹھ کو صاف کر رہا ہی اِس لٹھ سے کیونکر بچیگا قمقام نے جھک کر کہا صاحب مجھے تو
نہین معلوم ہوتا نازنین نے تالی بجا کر کہا اوہی آنکھون کے آگے ناک سو جھے کیا
خاک لنگوٹرے وہ سامنے دیکھ قمقام نے جو انکھیلیون کی باتین نازنین سے سُنین
قہقہہ مار کر ہنسا نازنین نے بھی ہنسکر کہا صاحب خواہ تمھین سوجھے یا نہ سوجھے
ایسا سحر کرو کہ زمین اُسکے پانوٴن تھام لے مجھکو بڑا خیال ہی تم سحر کرو مگر یہ پکار کر
کہدو کہ پانوٴن اُسکے زمین تھام لے یہ سُنکر قمقام نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے
دانے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا طرف درختون کے پھینکے اور یہ آواز دی کہ او زمین
گنوار کو گرفتار کر لینا جیسے ہی یہ کہکر ماش کے دانے پھینکے اور منھ اُدھر پھیرا فوراً
شبرنگ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ایک جھٹکا مارا حلقہ کمند پھی ہوا
قمقام گرا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی سیاہ اُٹھی وہ نیرنگ
ہوا چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من قمقام جادو بود بہمن نے زمین پر سر
دے مارا اور آواز دی کہ یارو تمنے سنا قمقام جادو میرا دوست بھی مارا گیا اب کیا
تدبیر کرون اور چند ساحر جو بیٹھے تھے بازو لیط و قرقرے و طاوٴس بن بنکر تلاش مین
شبرنگ کی چلے یہان شبرنگ بن عمرو قمقام کو مار کر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا
سوچ رہا ہی کہ اے شبرنگ اب کیا کرون آخر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اور
قمقام کی شکل بنکر تیار ہوا اب حیران کھڑا ہی کہ کیونکر باغ مین جاوٴن کون سی
تدبیر کرون کہ آسمان سے آواز آئی اے قمقام جادو تجکو زندہ و صحیح و سالم دیکھا
قدرت کا شکر ادا کرتا ہون مجھکو تو یہ یقین تھا کہ عیارون نے تمھارے دشمنون کو
مار لیا شبرنگ نے پکار کر آواز دی کہ اے برادر مجھے کون مار سکتا ہی میرے قتل پیچ

نہایت خوشنما ہین لعل لب ایجان جان تیرے
کرون تدبیر کیا اسکی کہ ہو تقدیر گردش مین
ہزار افسوس جو ہو بیوفا مشہور عالم مین
شب وصل صنم دل تھام کر پچھلے پہر تڑپا
یہ باعث تھا جو ہو پہنچے بعد مدت کے ہم اُس پر
علیؑ ابن ابی طالب کے جو ہین دوست او سطوت

حقیقت کیا ہی انکے سامنے یاقوت احمر کی
نگہ مجھسے پھری ہی یے سبب اُس مہر انور کی
محبت میرے دل کو ہو گئی ہی اُس ستمگر کی
صدا آئی جو میرے کان مین اللہ اکبر کی
کہ تھا کچھ راستے کا پھیر کچھ گردش مقدر کی
کبھی ہر گز نہ سختی ہو گی اُنپر روز محشر کی

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سنائے ملول دیوانہ ہو گیا کئی ہزار جوانون کو ساتھ لیکر پلٹا للکارا کہ او بہلول مین نے اسیوجہ سے تجھپر لشکر کشی کی تھی تو یہان فوج لیکر کیون آیا نہین جانتا کہ یہان بادشاہ عالیجاہ داخل ہین تیری بیٹی پر عاشق ہوے میری بھتیجی کا مرتبہ بڑھگیا یہ کہکر لڑنے لگا کئی ہزار جوان مار کر گرا دیے اب لوگون نے یہ دیکھا کہ ملول فوج کو لیے ہوے لڑ رہا ہو بہلول نے کئی سحر کیے لیکن ملول سیدھا نہ ہوا ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش در باغ پر آکر رک گئے سکندر ثانی نے جو زیادہ ہنگامہ سنا دونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز اسوقت پر نور الدہر کو پہونچا دے **نظم**

بندہ گر باشد بہ بند حرص بند
ہر کہ بر خاک تفرع سر نہاد
بندہ صرف از بندگی حاصل کند
این مسافر است در دنیا قیام
پس چرا اندر تلاش مال و زر
نیست جز صبر و قناعت در جہان
حق در امید بر درویش کشاد
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون
ہمہ را یا چند بہر دیگران

کی کند حاصل رہائی زین کمند
در سران سر زمین شد سر بلند
پایۂ عالی مقام ارجمند
چند لحظہ چند ساعت روز چند
ہست سرگردان بہر پست و بلند
چارۂ درد دل این دردمند
شد بہ کار بندگی ہر کس کہ بند
تا شوی مانند گردون سر بلند
انچہ بہر خود نمی داری پسند

دنیا مین آکے رنج اُٹھائے ہزار ہا
عشق بتان مین غیرتِ ناقوس ہوگیا
طفلی سے مجھکو اِک گُلِ تر کا جو عشق تھا
مثلِ جرس ہون نالہ کنان ساتھ مین رہان
برسون تڑ لایا اُسکے عوض تونے اے فلک
قصہ ہر اِک خوشی کا فراموش ہوگیا
شرمندگی نہ ہو سگِ دلدار سے کہین
جوشِ جنون مین چاک گریبان تو کرچکا
قبلے سے مجھ مریض کا مُنھ پھیر دے کوئی
کیا جلد شعر کہنے مین سطوت ہوا ہی دخل

لایا کہان سے میرا مقدر کہان مجھے
دن رات کوئی کام نہین جز فغان مجھے
اُستاد نے دیا سبق بوستان مجھے
ملجاے گر عدم کا کوئی کاروان مجھے
اِک روز وصل سے جو کیا شادمان مجھے
ہی یاد تیرے غم کی فقط داستان مجھے
تجھسے ہما چھپانے پڑے اُستخوان مجھے
دامن کی ہین اُڑانی ابھی دھجیان مجھے
آئیگا دیکھنے وہ بُتِ بدگمان مجھے
اُستاد مل گئے ہین عجب مہربان مجھے

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو شبرنگ نے شراب مین بیہوشی ملائی مگر بہمن بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اِسکو سحر سے معلوم ہوا کہ یہ قمقام نقلی ہی حقیقت مین قمقام مارا گیا شبرنگ جام ہاتھ مین لیکر بڑے ناز و کرشمہ سے سامنے بہمن کے آیا جام پیش کیا بہمن نے جام پر سحر کیا شراب نے جوش مارا چند قطرے چہرے پر شبرنگ کے پڑے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بہمن نے دیکھکر کہا او مکار منم بہمن شعبدہ باز دیکھ تیرا حال کمعول لیا شبرنگ نے چاہا کسی جادوگر کو مار کر بھاگون مگر زمین نے پانون تھام لیے تھے جست کی پھر اُسی مقام پر گرا محفل مین تلاطم ہوا کہ اے شہنشاہ ساحران کیا کہنا بہمن تیغ کھینچکر اُٹھا کہ شبرنگ کو قتل کرون سب ساحر ہاتھ پانون مین لپٹ گئے کہتے تھے اے شہریار آپ اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے کتاب سوانحات مین صاف صاف لکھا ہی کہ جس زمین پر اِنکا خون گریگا وہ زمین ویران ہوجائیگی اگر یہ باغ ویران ہوگا تو کوئی نقصان نہین ہی مگر یہ بھی لکھا ہی کہ قاتل اِنکا زندہ نہ بچیگا اور ملازم بہت سے موجود ہین جسکو حکم دیجیے گا وہ قتل کریگا اب یہ جلسہ اِسی طرح آراستہ رہنے دیجیے لیکن ملازمون کو حکم دیجیے کہ بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرین صبح کو اسکو

کھلا نہ آتش سوداے عشق کا پردہ
وہ دھوا ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا

تلاش ہجنے ہزارون ہی لشکر وتمکین کی
قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا

سنین گے قصۂ یوسف زبان سے اسکی
کوئی ہماری طرفسے جو کاروان نکلا

کہا جو شاعرون نے اسکو چشمۂ شیرین
کھلا ہمین کہ اب اسنے ترا دہان نکلا

سنا ہو شور سگ کوے یار جب ہجنے
خوشی سے پوست کے باہر یہ استخوان نکلا

دکھائی دیتی ہین آنکھونکو صورتین ہر سو
یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا

شب فراق مین یے چہرۂ منور یار
ہوا ہی داغ مجھے چاند ہو جہان نکلا

کریگا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہو جھک کر کے آسمان نکلا

اِسطرح سے چہکار چہکار کر طائر اشعار پڑھ رہے تھے ایک طائر کلان انمین سے اڑکر سامنے بہلول کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے بہلول مین تیرا ہوا خواہ ہون وا ے ملول نامدار یہ چند اشعار اور سن لے میان قمر مصنف کتاب ہذا ارشاد فرماتے ہین نظم

مین پاؤن بےسر و پا کسطرح وہان کی خبر
پیمبرون کو نہ ہو دل ملی جہان کی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پر درد دل سے کام نہین
یہ کیا غضب ہو مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

یہ اشعار سنکر ملول تھرایا اب پکار کر آواز دی کہ اے بیر اور ریحان برابر مین آپ کا تو تابعدار ہون مگر یہ نہین چاہتا کہ شہنشاہ سکندر کے واسطے کسی طرح کی حقارت ہو کہ اندر سے باغ کے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا سب نے کہ سکندر ثانی تاج زرین سر پر بہ قہر وغضب تمام باغ سے نکلا للکارتا ہوا کہ او ملول وبہلول کیا مجھکو بے وارث سمجھا تھا دیکھا تو نے کہ آقاے نامدار آپہونچے کیسی کیسی شاہزادیان مصروف جنگ ہین لقراط ملعون کیسا بھاگا بھاگا پھر رہا ہو نعرۂ سکندر سے بہلول وملول گھبراے پشت پر سے آکر نجم نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی قمقتور جو پہلو مین بہلول کے بیٹھا تھا اِسطرح کا جھونکا ہوا کا چلا کہ اسکا منہ جھلس گیا گھبراکر تخت سے کودا جب نجم نے دیکھا کہ قمقتور تخت سے کود پڑا آواز دی کہ او قمقتور فریا اِسطرف آتھ

تماشہ دیکھنے جاتے ہین یہ خبر وحشت اثر سُنکر نور الدہر نے حکم دیا کہ مرکب ہوا تیار
کر کے لاؤ سکندر اپنی کرسی سے اُٹھے کہا ای شہریار یہ غلام آپ کا کافی ہی نجم نے کہا
مین بھی جاؤنگا ارسطوے ثانی نے کہا مین چھوڑونگا شعلۂ جوالہ بھڑک کر اُٹھی
کہا ای شہریار بڑا قلق یہ ہی کہ ہمارے مرصع پوش گرفتار ہوا اور ہم یہان بیٹھے رہین
سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک
کا قول تھا کہ ہم ہمارے مرصع پوش کے واسطے اپنی جان دینگے سب سے زیادہ
یہ قلق ہی کہ ہم لوگون کا معین و مددگار شبرنگ نامدار اگر خدانخواستہ قتل ہوگیا
تو ہم لوگ کیا کرینگے کہین کی خبر نہ پاوینگے نور الدہر فوراً سوار ہوے سکندر
ہنس پر سوار ہو کر چلے نجم اختر شناس ایک عقاب سحر پر سوار ہوا ارسطو ایک
باز بلند پرواز پر سوار ہوے سب شاہزادیان اسباب سحر سے آراستہ ہو کر باز و بط
و قرقرے پر سوار ہوئین سب سے زیادہ شعلۂ جوالہ کو قلق ہی آنکھون سے آنسو
بہ رہے ہین کہتی ہی صاحبو مین اپنی جان دونگی اگر خدانخواستہ ہمارے مرصع پوش کا
موے جسم میلا ہوا تو ہم اپنی جان دینگے اِس ساز و سامان سے یہ سب لوگ چلے
بعد اِن سب کے جانے کے کل لشکر تیار رہا طہماس سب کو لیکر چلا یہان کافرون
مین رات بھر محفل عیش و جیش رہی جب صداے مرغ سحر بلند ہوئی اور ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا جلاّد سیارگان قلعۂ مشرق سے تیزی دکھاتا ہوا شمشیر ضیا و
شعاع کو چمکاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا تو ملکہ زرنگار نے آکر بہمن سے
اطلاع کی کہ حضور میدان خونی تیار ہی جلادان خرس طینت میمون خصلت غول ہاے
بادیۂ ضلالت تیار ہین وارین اِستادہ ہین بہمن نے کہا یارو یہ بتاؤ کہ ہمارے مرصع پوش
مجھسے راضی ہوئی یا نہین مین چاہتا ہون عیار کو قتل کرون معشوق کو بچا رکھون
اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤن اگر ایسا نہ ہوتا تو مین یہ سامان کاہے کو کرتا
زرنگار نے کہا کنیز نے رات بھر ہمارے مرصع پوش کو سمجھایا مگر وہ نہین مانتی
اُسکا یہی قول ہی کہ مجھکو شبرنگ سے پہلے قتل کرو بہمن نے کہا اُسکو میرے سامنے

دربار آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے کل سرداران
نور الدہر آکر کرسیون پر بیٹھے ایک جانب بہلول دوسری طرف ہماے مرصع پوش
آکے بیٹھے جب اس لطف سے دربار آراستہ ہوچکا تو مطربان خوش آواز نے بصد سوز و
گداز یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

رات آئی تری فرقت مین جو ای یار گھٹا ——— میری آنکھون کی طرح ہوگئی خونبار گھٹا
چاہیے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا ——— دود آہ دل سوزان ہی دھوان دھار گھٹا
جاے شبنم یہ ہے اشک مری حالت پر ——— بن گئی ہے شب فرقت کی شب تار گھٹا
ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہے مجھے ——— آج مانند فلک ہوگئی خونخوار گھٹا
جانب رحمت حق دھیان ہے لیس رندونکا ——— شاد ہوجاتے ہین کیا دیکھکے میخوار گھٹا
ہوش بدمستونکے جاتے ہین پئے استقبال ——— جاتی ہے لو طرف خانۂ خمار گھٹا
اوپری روہے ترے کان کی بجلی بجلی ——— نظر آتے ہین ترے گیسوے خمدار گھٹا
روے روشن ہے وہی ہوگئی گو زلف دراز ——— بڑھ گئی رات مگر دن نہین زنہار گھٹا
بیٹھکر سایۂ دیوار مین رو دیا ہون جو مین ——— بنگیا آج ترا سایۂ دیوار گھٹا
چپکے چپکے ہمین رو رو کے بہاتے ہین اشک ——— کب برستی ہے جو چلاتی ہے سو بار گھٹا
کل گھٹا دیکھ کے فرقت مین جو مین رونے لگا ——— رو دی اور بھاگنے پر ہوگئی تیار گھٹا
قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہے ——— کیا بھلا گلشن تصویر کو درکار گھٹا
اپنی زلف اسنے چھپائی جو مین گریان ہوچکا ——— چھپے چھپ جاتے ہین جب دیکھتے ہین یار گھٹا

بہلول نے جو گانا سُنا بیٹھے بیٹھے مبہوت ہوگیا ملکہ ہماے مرصع پوش کو تاکا اُٹھکے
قریب آیا کہا ای ملکۂ عالم ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگا ملکہ ہماے مرصع پوش
صاف باطن ساتھ بہلول کے چلی ایک گوشے مین لاکر بہلول نے خاصدان نکالا
کہا گلوری نوش فرمائیے ہما نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوکر گری بہلول نے
ہماے مرصع پوش کو بغل مین دبایا پر پرواز پیدا کرکے طرف قلعۂ زرنگار کے چلا
یہان ملکہ زرنگار خاطر بہمن شعبدہ باز کی مصروف ہی کہ [illegible]ان ہوکہ ای

جہان آرا جری بہادر صف شکن تیغ زن جس ملک مین پہونچے اُسے اسلام آباد کیا اِن شاہزادیون نے اسوجہ سے طلسم کشا سے محبت کی ہی کہ بعد فتح طلسم ہم سب حاکم ہونگے اور حقیقت مین اِن شاہزادیون نے بڑے کارہاے نمایان کیے لقا اطرافی اُنیر کیسے کیسے دباؤ ڈالے مگر کسی کا آجتک قدم نہین ہٹا جو زبان سے کہا وہی کیے گئین مگر اب اِسوقت دیکھو کہ قفس مین بند ہی مگر واسطے طلسم کشا کے دردمند ہی مگر یار وبہی یقین جانو کہ اگر طلسم کشا سنے گا تو فوراً آویگا وہ خونریزی ہوگی کہ ہم لوگون کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا بہمن نے کہا ای زرنگار یہ خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور کرو ایسا راستہ بند کرون کہ طلسم کشا کو قدم بڑھانا مشکل پڑے مین کیا کسی سحر و شعبدے مین عاجز ہون جتنے عجائب و غرائب اِس طلسم مین تھے وہ سب میری ذات سے بنے جس ساحر نے ارادہ کیا کہ اِن شعبدون کو درہم و برہم کرے صحرا مین آیا اور پانون پھنسا یہ کہکے حکم دیا کہ ہمارے مرصع پوش کو دار پر لٹکا دو ہاے افسوس کرتا ہون کہ ایسی معشوقہ قتل ہوتی ہی میرے کلیجے پر چھری چلتی ہی نظم

جگر مین ٹیس تپش دل مین درد سر بھی ہی
ہمارے حال کی ای جان کچھ خبر بھی ہی

قدم رکھے نہ کوئی کوچۂ محبت مین +
غضب ہی دل کے سوا جان کا ضرر بھی ہی

میان دہر تو سمجھا کیا مین ناپیدا
عدم مین جاکے کھلا یار کے کمر بھی ہی

وہ مجھسے پوچھتے ہین کیا کسی پہ عاشق ہو
جو رنگ زرد ہی چہرے کا چشم تر بھی ہی

جمال آپ کا دل سے نہ ہو پسند جسے
مجھے بتائیے ایسا کوئی بشر بھی ہی

تپ فراق نے یہ حال کر دیا میرا
کہ ہونٹھ خشک ہین گرمی سے درد سر بھی ہی

خدا کے واسطے گھر سے نہ میرے جاؤ ابھی
کہ خاک اُڑتی ہی لو بھی ہی دوپہر بھی ہی

تمھارے گیسو و رخ بھی طلسم ہین کوئی
کہ ایک جا پہ عیان شام بھی سحر بھی ہی

جو دیکھنا ہو مجھے آکے دیکھ جا ای یار
کہ دم لبون پہ ہی دنیا سے اب سفر بھی ہی

جو حسن انکی طرف ہی تو عشق میری طرف
رفیق ایک اُدھر ہی تو ایک اِدھر بھی ہی

ضرور دیر سے ہو کر حرم مین جاتا ہون
اگر بتون کا خطر ہی خدا کا ڈر بھی ہی

شبرنگ کو لے اُڑی شبرنگ حیران ہو کہ کس آفت مین پھنسا بلندی پر جا کر اُس ضعیفہ نے آواز دی کہ منم فرتوت جادو شبرنگ کو لیے ہوے جاتی ہو راہ مین ایک ساحر مہیب بالاے کوہ بیٹھا تھا کہ صحرانورد اُسکا نام ہو اُسنے بالاے کوہ سے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگرنی ایک ساحر کو لیے جاتی ہو وجہ یہ ہو کہ شبرنگ ساحر کی صورت بنا تھا اُسی صورت پر گرفتار ہوا ساحر نے اُٹھا کر ایک گولہ مار دیا کہ فرتوت قتل ہوئی اندھیرا ہو گیا شبرنگ سامنے صحرانورد کے گرا صحرانورد نے چاہا پوچھون کہ کون ہو شبرنگ نے اُٹھتے ہی آواز دی ؎ ہمیشہ دل برے سجان مبارک باشد + صحرانورد سمجھا کہ یہ گویا ہو اِسنے کچھ خطا کی ہو گی اُسی پر ساحرہ لیے جاتی تھی پوچھا کیون او گویے یہ تجھکو کہان لیے جاتی تھی شبرنگ نے کہا رات بھر مجرا کیا صبح کو ایک چوٹی دیتی تھی مین نے اِنکار کیا مجھکو یہ کہکر لے چلی تھی کہ تجھکو قتل کرونگی آپ نے بچا لیا مگر ہم لوگ تو دعا کرتے ہین کہ شادی کا سامان ہو تو ہم لوگ بُلاے جائین رنج و ملال کے جویا نہین ہمکو آزار پہونچا یا خداوند نے کیسی سزا دی کہ تمھارے ہاتھ سے قتل ہوئی صحرانورد نے حکم دیا کچھ گانا ہمکو سُناؤ شبرنگ نے کہا ساز تو کہین گر گئے لیکن کچھ چند اشعار زبانی سناتا ہون آپ واقف کار معلوم ہوتے ہین آپ کو زیادہ لطف ملیگا یہ کہکر شبرنگ نے بہ آواز بلند یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے نظم

بیماری غم ہو مرض سل کے برابر
سختی کہین پیدا نہ کرے دل کے برابر

پروانہ ہو یا پھول ہو یا شیشۂ مو ہو
جو چیز کہ نازک ہو وہ ہو دل کے برابر

مستی ہو تری ای یم خوبی تو وہین ہو
جلسہ یہ جمے گا لب ساحل کے برابر

پردہ نہ اُٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا
جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر

ای بلبل و پروانہ و قمری و سمندر
تڑپو تو مری فاختۂ دل کے برابر

شبرنگ نے اِس لطف سے یہ اشعار گائے کہ صحرانورد بہت خوش ہوا کہا او میان گویے صاحب تمھارا نام کیا ہو شبرنگ نے کہا تان و رازخان میرا نام ہو اور مین تان توڑ خان کا نواسہ ہون جس مقام پر گاؤن زمین ہلا دون میرے نانا مشہور

تھا کہ سینے پر اُن دونون کے پڑین ہماے مرصع پوش نے آنکھین بند کرلین مگو تیر جو پہونچے تھے وہ جاکر پلٹے جن لوگون نے تیر پھینکے تھے اُنکے سینون پر آکر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذر ے بہمن نے اپنے کو بچایا مگر چلاتا تھا کہ یارو یہ کیا شعبدہ ہوا کسنے خطا کی کہ تیر اُلٹے پلٹے یہ تو کسی بڑے کامل کا سحر ہو چلا ہا دوسرا تیر پیوست کرون کہ نعرے کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم سکندر ثانی سب نے دیکھا سکندر بالاے ہوا سے اُترا بہمن نے کئی سحر کیے کہ سکندر کو قریب دار کے نہ جانے دون مگر سکندر جھومتا ہوا قریب دار کے پہونچا ہماے جو سکندر کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئی پکار کر کہا اے شہنشاہ ساحران خوب وقت پر پہونچے سکندر نے زبان سے سوزن نکالی ہماے مرصع پوش تو آمادہ بیٹھی تھی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی قفس تڑپ کر توڑ ڈالا قفس سے نکلتے ہی بلند ہوئی موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر پھینک مارا کئی ہزار جادوگر بیقرار ہو کر غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے

نظم

ہوے ہین عشق پہ پیر و مین بے اثر تعویذ
بجاے فائدہ کرنے لگے ضرر تعویذ

مرض ہو عشق کا بیفائدہ ہو ہر تعویذ
کبھی نہ کھوئیگا عاشق کا درد سر تعویذ

سوا نہ خاک اثر دل مین اُس پریرو کے
ہزارون نقش لکھے حُب کے بیشتر تعویذ

ہماری آتش دل سے ہوے نہ وہ آگاہ
جلاے ہمنے ہزارون ہی آگ پر تعویذ

نصیب وصل ہو مطلب مرا نکل آ ئے
جو ایک دن بھی دکھائے کہین اثر تعویذ

فلک کی آنکھون سے گر جاے تو زنار و نکا
جڑاؤ دیکھ لے سر پر ترے اگر تعویذ

نظر لگے گی نہ ان انکھڑیون پہ نرگس کی
چمن مین جاؤ تو بازو پہ باندھکر تعویذ

تم اپنے بازوؤن پر باندھ لو ہمارے خط
کہ دفع کرتے ہین ہر ایک کی نظر تعویذ

فلک ضرور تصدق کرے ستارون کو
جو دیکھ پاے ترے سر کا اے قمر تعویذ

مرض ہو عشق کا ہرگز نہ ہوگی مجھکو شفا
مفید ہوگا نہ گنڈا نہ کارگر تعویذ

جواب نامہ پہ اسماے پنجتن ہون رقم
ضرور چاہیے سطوت وقت سفر تعویذ

آئی بہار باغ مین ہین مست بلبلین
طاقت نہین زبان مین بیان اُسکو کیا کرین
مانند صبح اپنا گریبان کرون گا چاک
اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم رہے
بعد فنا بھی اُسنے شگفتہ کیا نہ دل
قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے
آیا نہ پھر کے کوچۂ دلدار سے کبھی
آئیگا قدسیون کی عبادت مین بھی خلل
لا کر قفس مین قید جو صیاد نے کیا
سطوت ہین اِس زمانے کے معشوق بیوفا

جام شراب دے مجھے ساقی کدھر گیا
جو ہمیہ تیرے ہجر مین صدمہ گذر گیا
تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا
وہ صحبتین گئین وہ زمانہ گذر گیا
دو چار پھول آ کے نہ تربت پہ دھر گیا
خون گلوے دامن شمشیر بھر گیا
خط لیکے میرے پاس سے جو نامہ بر گیا
میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا
آخر پھڑک کے بلبل ناشاد مر گیا
دل میرا وہ فریب سے لیکر مکر گیا

شبرنگ نے اِس لطف سے یہ اشعار گائے کہ بہمن خوش ہو گیا شبرنگ نے عرض کی کہ حضور شراب منگائین ایک دور مین یہ نازنین مست ہو جائیگی بہمن نے حکم دیا کہ شراب لاؤ گلابیان لا کر سامنے رکھی گئین شبرنگ نے اُلٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملائی ارادہ کیا کہ بہمن کو پلاؤن کل محفل کو بھی پلا کر بیہوش کرون ہمارے مرصع پوش کو لے نکلون کہ آسمان پر سناٹا ہوا ساحرون کو خبر پہونچی ہو کہ بہمن قلعۂ زرنگار پر آیا ہو تو ساحر براے ملاقات آتے ہین کہ قمقام جادو تخت پر سوار آکر پہونچا بہمن سے ملاقات کی پوچھا کہ یہ گویا کون ہو کہ انتظام شراب کر رہا ہو بہمن نے کہا اے قمقام ایک ساحرہ اِسکو لیے جاتی تھی صحرا نورد نے اُس سے چھینا ہو یہ سُنکر قمقام نے قریب بلایا کہا ارے نیر اکیا نام ہو تیری صورت سے مکاری برستی ہو شبرنگ نے کہا اے شہنشاہ ساحران میرا کیا ظاہر ہو دیپیے ہمکو دیجیے ہم دعائین دینے لگین گے اور ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے قمقام نے کہا لا جام پلا شبرنگ نے جام بھر کر بلا تکلف قمقام کو دیا جیسے ہی جام ہاتھ مین قمقام کے آیا قمقام نے کچھ پڑھکر جام پر پھونکا شراب نے جوش مارا اور شعلہ بنکر اُڑ گئی قمقام نے چاہا کہ مین

مگر نورالدہر تعاقب بہمن کا نہین چھوڑتے زر نگار جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا پیچھا بہمن کا نہین چھوڑتے بڑھکر اسنے سحر کیا کہ طلسم کشا پر آگ برسنے لگی طلسم کشا نے لوح کو چمکایا سب آگ برطرف ہو گئی بہمن نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے زر نگار کس پر سحر کرتا ہی اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی دیکھیے انجام کیا ہوا اپنی جان بچا قریب طلسم کشا کے نہ جا ورنہ جان نہ بچیگی دیکھ برق شمشیر چمک رہی ہی کیسے کیسے ساحرون نے قصد کیا لیکن اُس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ اُسکا اقبال ہی کہ کیسی کیسی شاہزادیان اُسپر عاشق ہوئین اور سب اُسکی ہمراہی مین سحر کر رہی ہین زر نگار نے کہا ای برادر آخر اس جنگ کو کیونکر روکون افسردہ ہوکر خاموش کھڑا رہون بہمن نے کہا جو ہمارا کام ہی وہ کرتے ہین مگر طلسم کشا سے دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی وہ شیر دلیر لڑ رہا ہی کیسے کیسے پہلوان مقابلہ مین گئے مگر کوئی کچھ نہ کرسکا یہ دونون آپسمین باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ سکندر ثانی نے زر نگار کو ٹوکا اور للکارا کہ او بیحیا تو نے کیا سمجھ کے بہمن کو دامن مین پناہ دی چاہتا ہی کہ طلسم کشا کو روکون ارے بڑے بڑے پہلوانون کو بلا بقراط ثانی جسکے بھروسے پر تم سب ہو اُسکو طلب کر وہ آکے کچھ کمال دکھائے گئی مرتبہ آیا مگر بھاگا بھاگا پھرتا ہی اب قصر ہشت پہل پہونچنے کے سامان ہو رہے ہین ساحر اپنے اپنے اعمال پر رو رہے ہین زر نگار نے پلٹ کر سکندر پر سحر کیا سکندر نے شعلہ جوالہ کو اشارہ کیا شعلہ جوالہ نے بڑھکر پھولون کا ہار گلے سے اُتار اطرف زر نگار کے پھینک مارا سکندر نے بھی اس سحر مین مدد کی کچھ ہونٹھ ہلائے کہ زر نگار جھومنے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دیوانہ وار اور وحشی مثال طرف پہاڑ کے بھاگا

نظم

رتبہ گھٹا ہلال کا سارے جہان مین — اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین
جام شراب جلد پلا بھر کے ساقیا — کانٹے پڑے ہوئے ہین ہماری زبان مین
مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم — مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین
خون پی کے غیر رشک سے رہجائین جان جان — بھیجو گلوریان جو مجھے خاصدان مین
اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشہ ہوا — بجتا ہی کیا خدا نے اثر آستان مین
کیا چرخ پر عیان شب اول ہی ماہ نو — بجلی عروس شام نے پہنی ہی کان مین

دیکھا لاشہ دیکھکر معلوم ہوا کہ ہمارے جادو مارا گیا اگر آپ فرمائیے تو مین تلاش کرون قمقام نے کہا مین یہ فکر کرونگا کہ جو راہ سے نکلے اُسے گرفتار کرکے قید کرون وہ بھی آخر گرفتار ہو ہی جائیگا ساحر نے کہا اگرچہ آپ کو تکلیف تو ہوگی میرے ساتھ چلیے مین تلاش کردون قمقام ساتھ ہوا جنگل مین آکر ایک کھیت پر دیکھا کہ ایک گنوار پانی بھر رہا تھا شبرنگ نے کہا وہ دیکھیے سامنے ایک شخص کھڑا پانی بھر رہا ہی اُسکو جاکر گرفتار کرو شاید وہی عیار ہو قمقام نے سحر کیا وہ بے گناہ منھ کے بھل گرا قمقام نے گرفتار کرکے اُسکا منھ ہاتھ دھلایا جب ثابت ہوا کہ یہ شخص گنوار ہی تب اُسکو چھوڑا اسی طرح کئی آدمیون کو گرفتار کیا ایک دو کو بے خطا مار بھی ڈالا شبرنگ بتاتا پھرتا ہی قمقام گرفتار کرلیتا ہی جب دو گھڑی کامل گذری تو قمقام نے گھبرا کر کہا ارے عیار کا پتہ نہ ملیگا وہ بھاگ کر نکلگیا شبرنگ نے کہا آپ زیر درخت ٹھہریے مین تلاش کرون قمقام ایک نخل کے سایہ مین بیٹھا شبرنگ ایک گوشے مین جاکر ایک نازنین کی شکل بنا اور یہ اشعار گاتا ہوا سامنے قمقام کے آیا نظم

عالم بالا بھی تجھپر مبتلا ہو جائے گا
دھوپ تو کیا چاندنی پڑجائیگی تجھپر اگر
ذبح کرنے کو اگر تم مستعد ہو جاؤ گے
تو وہ یوسف ہی کہ تجھپر کیا بشر دیوانے ہین
موتیے کا ہار کردے گا پسینہ آپ کا
ہو یون ہی ترک ہوا ہمکو اگر اے فلسفی
گرمی رخسار سے بیمار ہوگی چشم یار
وصل کی شب ہو چکی بس میری خاطر تا کجا
کیسی تخفیف اے طبیبو فصل گل آنے تو دو
فکر کرے اپنی تاریخ کا نہ غم کھا واعظا

رفتہ رفتہ وہ سہی بالا بلا ہو جائے گا
گورا گورا جسم نازک سانولا ہو جائے گا
جو مزاج و بدن ہی وہ گلا ہو جائے گا
گرگ دیکھے گا تو کُتا باؤلا ہو جائے گا
یہ معطر موتیون کا پرتلا ہو جائے گا
ثابت اپنے عالم دل مین خلا ہو جائے گا
دھوپ کی شدت سے آہو سانولا ہو جائے گا
تنگ مرغان سحر کا حوصلا ہو جائے گا
پھر وہی میرے جنون کا ولولا ہو جائے گا
شافع اُسکا بادشاہ کربلا ہو جائے گا

اسطرح کے اشعار جو سامنے قمقام کے گائے قمقام متوجہ ہوا پوچھا اے نازنین

جو پہلوان سامنے آیا علت شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو سامنے بہمن کے قتل کیا بہمن ناچار ہوکر سامنے نورالدہر کے پہونچا خوب آگ برسائی مگر نورالدہر نے لوح کو چمکایا سب سحر برطرف ہوے اُن سحرون کا برطرف ہونا تھا کہ بہمن تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر نورالدہر لوح چمکا رہے ہین ہرچند کہ آگ برس رہی ہی مگر نورالدہر پہ تاثیر نہین ہوتی بخوبی حفاظت مین ہین لوح طلسمی گلے مین ہی اور لوح محفوظ ایک جانب چمک رہی ہی زرہ طلسمی زیب جسم پشت مرکب طلسمی پر سوار ہین تیغہ طلسمی ہاتھ مین ہی کیونکر سحر تاثیر کرے سب چیزین حفاظت کر رہی ہین بہمن سحر کرکے ناچار ہوا نورالدہر قریب بہمن کے پہونچے بہمن نے چاہا کہ اپنے کو گرادون پرپرواز پیدا کرکے نکل جاؤن گرتے ہی شانون پر دو پر پیدا ہوے تڑپ کر بلند ہوا اسکندر نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جانے نہ پائے اگر یہ بچیا نکل جائیگا تو آفت برپا کریگا نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تین پھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ بہمن پر تیر ماردیا ہرچند بہمن نے چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر وہ تیر قضا تھا کب خطا کرتا ہی بہمن کے سینہ پر پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ بہمن کا چیخ مار کے زمین پر گرا ساحرون نے دیکھا کہ افسر اعلے مارا گیا فریاد کرنے لگے ہر ایک کی زبان پر صداے الامان تھی افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سکندر نے سب کی خطا معاف کی لکھا ہی کہ تین لاکھ ساحر ساکنان قلعۂ زرنگار دائرۂ اسلام مین آئے نورالدہر لڑائی فتح کرکے قلعۂ زرنگار مین آئے کل فوج بیرون قلعہ اُتری جشن ہونے لگا شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھین اور ہماے مرصع پوش سب سے ملی سب مبارکباد دیتے تھے کہ ای ملکۂ عالم قید مین بڑے صدمے اُٹھائے ہماے مرصع پوش نے سب کیفیتین بیان کین کہ بہمن مجہپر عاشق تھا طالب وصل ہوا گر مین نے جان دینا قبول کیا خدا نے اُس ظالم کے ہاتھ سے عصمت کو بچایا سب شاہزادیان تعریفین کر رہی ہین کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا مقام صدر پر آکر بیٹھے نازنینان مہ جبین جو جو مشتاق طلسم کشا تھین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

قتل کرکے مجھے نادم مرے دلبر کیون ہو
غیر کے ساتھ تم آتے مرے گھر پر کیون ہو

قتل شمشیر جھکائے ہوے تم سر کیون ہو
خود ہی کشتہ ہون لگاتے مجھے خنجر کیون ہو

میرے محلے کی عورتین بدکار ہین اُنسے نہ ملنا جو اُنسے ملا وہ بدنام ہوا لہذا مین اب
یہ چاہتا ہون کہ تجھکو باحتیاط اپنے گھر مین رکھون ہمارا محلہ بہت آباد ہی مگر عورتین خراب
مرد کا جواب نازنین نے کہا صاحب مین مردون سے تو ضرور ملونگی عورتون سے بات
نہ کرونگی لیکن ایک مصیبت گذری ہی کہ ایک لنگوٹا گنوار موٹا مسٹنڈا لنگاڑھے کی
دھوتی باندھے ہوے سامنے سے آیا مجھکو دیکھکر اُف اُف کرنے لگا مین نے کہا
کیون صاحب تمکو کیا ہوا تب اُسنے کہا ذرا کنارے جنگل مین چلو جب مجھکو کنارے
لے گیا ہاتھ بڑھاکر سینے پر رکھنے لگا مین نے کہا اِہر کیون ہاتھ بڑھاتے ہو اِن مین
دودھ نہین ہی مگر اُس لنگوٹے نے نہ مانا اِس زور سے ہاتھ رکھا کہ نیل پڑگیا جب
تمکو آتے ہوے دیکھا تو بھاگ کر درختون مین چھپا ہی پہلے چلکر اُسکو قتل کرلو تب
مجھکو آرام آئے قمقام نے کہا میرے سامنے ایک شخص کی کیا حقیقت ہی ایک سحر
مین دیوانہ کردون اگر ہزار دو ہزار سے مقابلہ کرون تو لاشون سے میدان بھردون
مین نے آکر بہمن کو بچایا ورنہ عیار نے چاہا تھا کہ دھوکا دیکر اُنکو شراب پلائے
نازنین نے گھبراکر کہا صاحب عیار کسے کہتے ہین قمقام سوچا کہ یہ عورت بے وقوف
ہی یہ عیار کو کیا جانے کہا صاحب مکار و غدار کو عیار کہتے ہین اُنکا شیوہ یہی ہی کہ ہر
مکان مین جا نابندگان سامری و جمشید کو دھوکا دیتا صدہا ساحر اُنکے ہاتھ سے
مارا گیا مین نے اپنے کو بچایا نازنین نے کہا صاحب ایسا نہ ہو کہ مجھکو مار ڈالے
پھر ہم کیونکر زندہ بچین گے قمقام نے کہا تمھارے پاس نہین آسکتا چلو مین چلکر
تلاش کرکے اُس گنوار کو مارلون کہ جسنے تمکو ستایا شبرنگ بصورت نازنین اپنے
ساتھ قمقام کو لیچلا جا بجا بتاتا جاتا ہی اِس درخت سے اُس گنوار نے لٹھ توڑا تھا
مجھے دکھاکر ڈراتا تھا مگر سامری و جمشید نے مجھکو بچالیا ورنہ میری آبرو مین فرق
آتا قمقام کہتا ہی اب ہم تمھارے ساتھ ہین کیا مجال ہو کہ جو تمکو کوئی تکلیف پہونچے
نازنین نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر مجھے اُس جواری سے بچانا محلہ والیان کہتی ہین شوہر
تمھارا جسکے گھر مین سن پاسے گا اُسکے گھر مین گھس جائیگا تمکو اُسکو وہ تو تمکو سزا دیگا

سب جل گئے اب جو ہم لوگون نے دیکھا تو وہ صحرا سنسان ہو کا مکان ہی اور قصر ہشت پہل سامنے
دکھائی دیتا ہی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ بقراط ثانی قصر سے نکلا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب جمع ہوکر
آئین سب تاجدارون کو نامے لکھو کہ بہمن شعبدہ باز مارا گیا اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی وہ لشکر
آئے کہ طلسم کشا بھی کانپ جائے بائیس لاکھ فوج جمع ہو چکی ہی اور فوجین چلی آتی ہین یہ خبرین لیکر
غلام بھاگے جب لشکر مین آئے تو دیکھا چہار طرف آپ کے لشکر کے بڑے بڑے پہاڑ قائم ہو گئے
ہین افسران فوج گھبرا رہے ہین اور چہار طرف سے پہاڑ بڑھتے آتے ہین یہ سنکر سکندر رتخت سے
اُٹھے اور کہا یہ حضور کا کام نہین ہی غلام سمجھ لیگا نورالدہر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ سکندر ر
سے رجوع کرو نورالدہر نے کہا ای سکندر ر جو تمنے کہا وہی لوح مین بھی نکلا سکندر ر اُٹھ کر باہر
آئے تیس پینتیس شاہزادیان پشت پر نجم وارسطو پہلوون مین سکندر ر نے نورالدہر سے
کہا اسوقت سحر کا تماشہ دیکھیے یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ ای سنگبار آفت خیز تجکو اسی واسطے اس
قصر کا مالک کیا تھا کہ ہمارے مقابلہ مین آئے اور مین ہی نے تجکو مقرر کیا تھا اب مٹا دونگا جمنے نہ
دونگا مقابلے پر تھمنے نہ دونگا یہ جو سکندر ر نے پکار کر کہا چارون پہاڑون سے آواز آئی کہ ای
شہنشاہ طلسم خیال سکندری تمھاری بہتری و برتری اُسوقت تک تھی کہ بقراط کے معتقد تھے
تمنے غضب کیا کہ مذہب بدلا اب یہ پہاڑ نہ ہٹینگے انھین پہاڑون کے بعد قصر ہشت پہل ہی مگر سالہا سال
جب راستہ طی کروگے تب قصر خداوند تک پہونچوگے سکندر ر نے کہا او نمک حرام زیادہ غرور
نہ کر دیکھ پہاڑون کو لڑاتا ہون یہ کہکے سکندر ر نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چار تپلے فولادی نکالے
پتلون کو زمین پر چھوڑ دیا اور کہا کہ ای ہمتنان طلسم سکندری تمھاری قوت وطاقت دیکھنے کا اب
وقت آگیا بارہ لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے بھی ساتھ ہی سب اسوقت تماشہ دیکھ رہے ہین ہر چند کہ
بقراط نے پہاڑون کو بہت پختہ کیا ہی مگر یہ پہاڑ کسی طرح مٹا دو یہ کہکے سکندر ر نے پتلون
کی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن پتلہ ہای فولادی کے قد بڑھنے لگے سب اہل لشکر نے دیکھا کہ چار دیو
بڑے بڑے قد کے سامنے کھڑے ہین سکندر ر نے اپنی ران کو چیرا چار چلو خون لیا ایک ایک
چلو ایک ایک دیو کو پلایا خون پیتے ہی وہ دیو عزیدکرنے لگے کہتے تھے کہ ای شہنشاہ جو حکم ہو وہ
بجا لائین سکندر ر نے کہا بڑا کام یہ ہی کہ ان چارون پہاڑون کو سرون پر اُٹھا کر طرف کوہستان

بڑے فتنور ہین ہمشبیہ ایسے ایسے جانباز ہین کہ جا ہتے ہین اپنی جان دیدین اور ہم کو بچائین یہ بات سُنکر فوراً مشفق جادو آسمان سے اُترا کہتا ہوا کہ ای قمقام تمھارے مرنے کی آواز سُنکر ہمارے آقا بہت گھبرائے لہذا مجکو روانہ کیا شکر کرتا ہون کہ وقت پر آیا مگر اب چلو تمکو پاس بہمن کے لیچلون سامنے بہمن کے مشفق و شبرنگ آئے بہمن نے پوچھا ای قمقام یہ کیا معرکہ گذرا شبرنگ نے کہا جب میرے دل کو بیقراری ہوئی تو مین نے اپنے ہمشبیہ کو بلایا عیار اِس سحر کو کیا سمجھ سکتا تھا اُسنے قمقام جان کر مار لیا مین نے چاہا اُسکو مار لون مگر یہ عیار چھلاوہ ہین اِسقدر جلدی بھاگ گیا کہ مین سحر نہ کرنے پایا بہمن نے گلے سے لگا لیا کہا ای قمقام بڑا کام کیا خوب اپنی جان بچائی قمقام نقلی نے عرض کی غلام کی دوبارہ زندگی ہوئی چاہتا ہون کہ صحبت عیش آراستہ کیجیے اور فکر رہے کہ اگر اِس ہنگامے مین وہ عیار بھی آجاے تو اُسکو گرفتار کرین بہمن نے کہا تمکو اختیار ہو جسطرح چاہو جلسہ آراستہ کرو خوشی کرو شبرنگ نے اُسی وقت گلابیان شراب کی لاکر رکھین گانے والیون کو اشارہ کیا کہ ہان صاحبو مبارکباد دو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگین

نظم

ہو خوش قدونکا عشق جو ای آسمان مجھے
رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے
قاتل کا میرے کوئی بتادے نشان مجھے
اِن مہوشون کے عشق مین کسدن ہو انتھا شام
ہاتھ اِک لگا دے اور کہ قصہ تمام ہو
دل کو بڑی خوشی ہو کہ ہو آج روز عید
ذکر وصال بھی نہین آتا زبان پہ
مین نے دعائین آپکو دی تھین خطا تھی کیا
آواز میرے نالونکی وہ شب کو کیا سنے

اِکدن یہ تیر غم سے کریگا کمان مجھے
ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے پیر و جوان مجھے
اب سر ہوا ہو جسم پہ بار گران مجھے
ہر دم رُلا رہا ہو جو ای آسمان مجھے
قاتل چلا ہو چھوڑ کے کیون نیمجان مجھے
اپنے گلے لگاؤ جو ای مہربان مجھے
رنج فراق نے یہ کیا ناتوان مجھے
ناحق ہزارون آپ نے دین گالیان مجھے
در پر ٹھہرنے دیتے نہین پاسبان مجھے

باد آدم زاد آئی تھی یاسب نے دیکھا کہ درہ ہائے کوہ سے چار پریزادین یاقوت احمر کے پر اُنکے شانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوئے دریائے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن گیسوئے مشکبار مانند مار سیاہ کے رخسارون پر بل کھا رہے ہین جیسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان چشمۂ خورشید مین لہرا رہی ہین سینہ پر نارپستان صاف ظاہر ہی کہ نخل صنوبر مین پھل لگے ہین وہ چارون شاہزادیان اس سج دھج سے سامنے سکندر کے آئین اور کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ علامہ نسرین عذار نے بلایا ہی سکندر بیسکر طرف اُن پریزادون کے چلا تھا کہ نجم اختر شناس نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا ارسطو نے اپنے شانے سے خون نکالا منھ سکندر کا دُھلا دیا اب یاد سکندر لہرا کر چلے تھے یا خون ارسطو سے چہرہ سرخ ہوا سکندر نے کہا ای ارسطو کیا کار نمایان کیا اب مین علامہ کی فکر مین جاتا ہون وہ جوجوش نشے کا تھا وہ اُتر گیا یہ کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا نورالدہر وغیرہ نے دیکھا کہ ایک قصر زر نگار سامنے ہوا اور ایک شاہزادی حسین وجمیل تخت پر بیٹھی ہی یہ چارون پریزادین جو سامنے سکندر کے آئی تھین وہ پشت پر شاہزادی کے کھڑی ہین اور سکندر کو بلا رہی ہین سکندر جست کرکے اُس قصر پر پہونچے وہ تخت نشین اُٹھی آغوش تمنا کو پھیلایا اور کہا کہ ای شہنشاہ مدت سے زمانہ فراق ہوا ابتو گلے سے لگ جاؤ سرکشی موقوف کرو اور سب شاہزادیان عاشقان جمال طلسم کشا اسمائے سحر پڑھ رہی ہین نجم وارسطو دل وجان سے مصروف سحر خوانی ہین چند شاہزادیون نے موتیون کے مالے گلے سے اُتار کر پھینکے سر پر سکندر کے وہ موتی گر کر پھٹے جیسے ہی اُس نازنین نے آغوش کو پھیلایا سکندر نے ہاتھ اُس نازنین کا تھام کر بقوت تمام ایک تمانچہ مارا کل لشکر نے ایک تڑاقے کی آواز سنی ہر ایک کو عبرت ہوئی کہ ایسی معشوقہ کو تمانچہ مارا سکندر بڑا سنگدل ہی ساحرہ نے توکس محبت سے آغوش کھولی اور سکندر نے تمانچہ ماردیا مگر نجم نے بڑھکر آوازدی کہ ای شہنشاہ یہی وقت ہوشیاری ہی سکندر نے کہا ای نجم مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اس علامہ ملعونہ کا سات سو برس کا سن ہی یہ حسن وجمال میرے بہوت کرنے کو بنایا ہی مین ان شعبدون کو کب مانتا ہون اسکے سحر کو ناچیز جانتا ہون نجم وارسطو سکندر کی تعریفین کر رہے ہین نورالدہر حیران ہوکر اس تماشے کو دیکھ رہے ہین کہ وہ نازنین تخت نشین تمانچہ کھا کر پکار اُٹھی کہ ای شہنشاہ معشوق کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہین

قتل کرین اس عذاب سے اسکو مارین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر رو ئین اور اسکے قتل ہونے سے طلسم کشا کمزور ہو جائیگا بہمن نے اس بات کو قبول کیا ملازمون کو حکم دیا کہ بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرو رات ہی سے بیرون قلعہ زرنگار دار بن استادہ ہونے لگین جلادون کے جماؤ ہین تمام قلعہ زرنگار مین ہلڑ ہی کہ عیار طلسم کشا گرفتار ہوا صبح کو قتل کیا جائیگا شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ ہر ایک ساحر میرے خون کا پیاسا ہو رہا ہی شراب چل رہی ہی سب ساحر خوش ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اب طلسم کشا کو کہین کی خبر نہ ملیگی یہ مخبرون کا سردار ہی بڑے بڑے کام اسنے کیے قمقام ایسا ساحر اسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر ہمارے افسر نے کیا ہوشیاری کی کہ ایسے مکار کو گرفتار کیا ساحر دوڑے دوڑے پھر رہے ہین مگر قضائے کار شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شام کا وقت ہی شب ماہ کا تماشا دیکھنے کو کنارے پر لشکر کے کرسیان بچھی ہین جملہ سردار پس و پیش بیٹھے ہین مگر نور الدہر فرمارہے ہین کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری جو اسوقت تک پلٹ کر نہین آیا سکندر ثانی نے ہاتھ اپنا اپنی ران پر پھیر آہ کر کے کہا او شہریار بڑا غضب ہوا شبرنگ کسی مصیبت مین ہی کہ سامنے صحرا مین دیکھا دو جادوگر دوڑے ہوے جاتے ہین نور الدہر نے پلٹ کے جو دیکھا نجم اختر شناس کو اپنے قریب پایا فرمایا اے نجم سنا تمنے کہ شہنشاہ نے ہمارے کیا فرمایا یہ دو جادوگر جو جاتے ہین انکو بلاؤ اور اسنے حال پوچھو کہ کہان دوڑے ہوے جاتے ہو نجم وارسطوے ثانی نے سحر کیا کہ وہ دونون جادوگر خود بخود اسی طرف آئے نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو کسطرف کو جاتے ہو اُن دونون نے کہا سامنے جو قریہ ہی وہان کے ہم رہنے والے ہین ابھی ایک خبر پائی ہی کہ طلسم کشا کا عیار قلعہ زرنگار پر گرفتار ہوا بہمن کا حکم ہی کہ سب ساحر آکر دیکھین صبح کو وہ قتل ہوگا بہمن کو بڑا قلق ہی کہ قمقام جادو و اُنکا مددگار رفیق تھا اُسکو عیار نے مارا یہی منظور ہی کہ خون قمقام کے بدلے مین عیار کو قتل کرین ہم بھی یہ خبر سُنکر

تڑپ کر دیکھنا اکدن نکل جائیگا سینہ سے — بہت مشکل عزیزون کو ہوا ہی تھامنا دل کا
ہمیشہ سرکبت رہتے ہین یہ شوق شہادت ہی — پتہ ہم پوچھتے پھرتے ہین سب سے اپنے قاتل کا
کسی رشک چمن کی آمد آمد کا سُنا مژدہ — خوشی سے ہی شگفتہ آج کیا غنچہ مرے دل کا
رہا محروم نظارے سے مجنون ہائے غش آیا — ہوا اسے جبکہ پردہ اُڑ گیا لیلی کی محمل کا
جنون یہ نجد مین کہتا تھا اُلفت اسکو کہتے ہین — دل مجنون نہین نقشہ ہی یہ لیلی کی محمل کا
بہار آئی ہی پھر تقدیر مین صحرا نوردی ہی — بہت ہی بطرح ہی رنگ وحشت مین کے مرے دل کا
ملون آنکھین مزار حیدر صفدر سے یہ حسرت ہی — الٰہی جلد بر آئے کہین یہ مدعا دل کا

اس سازندے نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ سکندر جھومنے لگے اور جھوم کے زمین پر جھکے ایک سنگریزہ اُٹھا کر کھینچ مارا کہ ساز کے تارون سے آگ نکلی وہ سازندہ بھی جلنے لگا چارون دیوزاد غرق زمین ہوے چارون پہاڑون کو سر پر اُٹھایا چارون پہاڑ سر ٹکرانے لگے صبح ہوتے ہوتے ایک ساحر مہیب قوی ترکیب درۂ کوہ سے نکلا للکارتا ہوا کہ ای سکندر تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر جھپٹا کہ پہاڑون کو رو کون سکندر للکار کر اُسکے مقابلے مین آئے اُس ساحر نے نعرہ کیا منم سنگبار آفت خیز سکندر تو ہٹ گئے چارون دیوزادون نے پہاڑ چھوڑ دیے وہ چارون پہاڑ سر پر سنگبار کے گرے کہ استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے ایک غبار بلند ہوا اس غبار سے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سنگبار آفت خیز بود اب وہ وقت آگیا تھا کہ

نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند — ہوا بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

سارا لشکر نور الدہر کا شب بھر کمر باندھے کھڑا رہا نور الدہر پشت مرکب طلسمی پر سوار رہے وہ پہاڑ وغیرہ غائب ہوگئے کہین پتھر کا نشان بھی نہ تھا سامنے قصر ہشت پہل معلوم ہوتا ہی برج بارے اسکے مثل سورج کے چمک رہے ہین ہزار ہا پریزادین دُر در گوش مرصع پوش قصر پر کھڑی ہوئی کو رہی ہین یا خداوند بقراط ثانی قصر سے نکلے سنگبار آفت خیز مارا گیا بقراط اندر سے نکلا تخت

لاؤ جب نفس ہمارے مرصع پوش کا سامنے بہمن کے آیا دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہے

نظم

طرفہ مستی میں نظر آیا جہان دختر رز ۔ ہے زمین دور شیشہ آسمان دختر رز

بزم میں باتیں رہیں دریہ وہ ہر میخوار سے ۔ موج ساغر بنگئی گویا زبان دختر رز

عاشقوں کا دل نشانہ میکدے میں کیوں نہ ہو ۔ تیر ہیں موجیں لب ساغر کمان دختر رز

کیوں نہ اے پیر مغان مستی میں ہم سجدے کریں ۔ خشت خم گویا ہے سنگ آستان دختر رز

خم میں ڈالے محتسب نے جبکہ شیشے توڑ کر ۔ نشے میں ہم مست سمجھے استخوان دختر رز

لے لیے شیشے کے منھ کے ہمنے بوسے شوق میں ۔ ملگیا مجھ مست کو گویا دہان دختر رز

کام کیا دیر و حرم سے ہے جوانی میں انھیں ۔ مست رہتے ہیں گدائے آستان دختر رز

جب سے پیری آئی میں نے ترک کردی میکشی ۔ اب نہیں گھر میں مرے ملتا نشان دختر رز

کسقدر فصل بہاری نے دکھایا ہے اثر ۔ واعظوں کی ہے زبانوں پر بیان دختر رز

کلیاں کرتا ہے موسے جب ہمارا مست ناز ۔ صاف بجاتے ہیں دندان استخوان دختر رز

قطرہ قطرہ ٹپکتے دیکھکر وقت کشش ۔ یوسف دل نے کہا ہے کاروان دختر رز

عاشق و معشوق دونوں فصل گل میں ہیں عجب ۔ رتبہ دان میری وہ ہے میں قدردان دختر رز

دل تڑپتا ہے ملے کیونکر جوانی میں مجھے ۔ طرفہ اے سطوت نظر آئی ہے شان دختر رز

جوش و خروش ہمارے مرصع پوش کا دیکھکر بہمن شعبدہ باز غصے ہوا کہا یار دیدہ نہ مانیگی اسکو بھی قتل کرو جو لوگ ملکہ کے حسن پر مست تھے وہ کف افسوس ملتے تھے کہتے تھے صاحبو طلسم کشا کیا خوش نصیب ہے کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ملی ہیں اپنے اپنے گھروں کو ویران کرکے لشکر طلسم کشا کو آباد کیا ہے دل ترد منزل طلسم کشا کو شاد کیا ہے اب دیکھو بہمن ایسا ساحر اتنی بڑی سلطنت رکھتا ہے اور کیسی خوشامد کر رہا ہے مگر وہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتی ہے جان دینا گوارا ہے یہ نہیں منظور کہ عصمت میں فرق آئے وہ جو سنتے چلے آتے تھے وہ آنکھوں سے دیکھا کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید زرنگار نے کہا یارو انصاف سے بولو کہ طلسم کشا کا مثل بھی ہے صورت زیبا اور طلعت

گرد قصر چیخ مار رہا ہو ایک طائر زعفرانی رنگ نے نکلکر شعلۂ جوالہ کے سر پر سایہ ڈالا دوسرے نے
آکر ایک منقار اُسکے سر پر ماری کہ طائر زعفرانی جل گیا وہ خاک سر شعلۂ جوالہ کے گری سکندر وغیرہ
نے کچھ اسکا خیال نہ کیا مگر جسوقت سے خاک گری شعلۂ جوالہ یا تو تڑپ رہی تھی بقراط پر طعن و تشنیع
کر رہی تھی یا خاموش ہوگئی ساتھ والیوں سے کہتی ہو صاحبو حقیقت مین بقراط ثانی نے بڑا لشکر جمع کیا
خدا ہم سب کو بچائے پروردگار روز سیاہ نہ دکھائے ساتھ والیان کہتی ہین واری طلسم کشا صاحب
تختہ جات مالک لوح ہی لباس طلسمی زیب جسم مرکب طلسمی زیر ران شعلۂ جوالہ نے کہا صاحبو اگر یہ چیزین
بقراط کو پہونچ جائین تو کیا ہو سب نے کہا حضور یہ نا ممکن ہی شعلۂ جوالہ نے کسی کو کچھ جواب
نہ دیا پوچھا ہماری بارگاہ استاد ہوئی کنیزون نے کہا وہ سامنے بارگاہ گلنار آپ کی استاد ہی تشریف
لیچلیے شعلۂ جوالہ ٹہلتی ہوئی پاس طلسم کشا کے آئی کہا اے شہریار براہ خیر خواہی عرض کرتی ہون کہ
اگر مناسب ہو تو بقراط ثانی سے اصلاح کر لیجیے نور الدہر نے کہا اے ملکۂ عالم تم ایسی بات کہتی ہو
یہ ملعون دشمن خدا ہی اسکا قتل ہی کرنا بہتر ہی انشاء اللہ جسدن طبل جنگی بجے گا اُسدن تماشہ دیکھنا
انشاء اللہ تعالے اگر صف مین نہ جا کے اُسکو قتل کیا تو نام اپنا نور الدہر نہ پایا اگر لشکر گران ہی
تو کیا کریگا شعلۂ جوالہ خاموش ہو رہی کہا حضور کو اختیار ہی براہ خیر خواہی عرض کیا آیندہ حضور
مالک ہین سکندر نے قریب آکر نور الدہر سے پوچھا کیون حضور شعلۂ جوالہ کیا کہتی ہی نور الدہر نے
کہا سب طرح خیر و عافیت ہو آپس کے کچھ ذکر تھے سکندر نے کہا اے شہریار اگر بقراط اصلاح کا ارادہ
کرے تو قبول نہ فرمایئے گا نور الدہر نے کہا اے سکندر تم خاطر جمع رکھو مین بے مسلمان کیے اُسکو
نہ چھوڑونگا اگر مسلمان ہوگا تو اسکی اصلاح قبول کرونگا سکندر بھی خاموش ہو رہے بقراط ثانی
جو بیٹھا دربار مین اسکے سترہ سو ساحران نامی جمع ہین بقراط نے پکار کر کہا یارو ایک ساحر چاہتا
ہون کہ نامہ میرا لیکر پاس طلسم کشا کے جائے تحریر جادو کر تاجدار ہو اپنے مقام سے اُٹھا واضح
ہو کر اسکو اپنی زبان درازی پر بڑا ناز ہو کہا یا خداوند جو فرمایئے طلسم کشا سے کلام کر آؤن بقراط
نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے طلسم کشا مناسب یہ ہو کہ کل طلسم پر تمہارا قبضہ ہوگیا اب قصر ہشت پہل
میرے قبضہ مین ہو اور جو اس قصر کے متعلق کے مالک ہین لہذا مجھ سے تعرض نہ کرو کوچ کر کے چلے جاؤ
مین بھی تمہارے ساتھ بُرائی نہ کرونگا ورنہ وہ جنگ پڑیگی کہ عمر بھر یاد کروگے اتنے مین نے

تیر کے ساتھ مری آہ بھی ہی لخت جگر
کہ پھول ہی نہیں اس نخل میں ثمر بھی ہی
وہ مستعد ہو مرے قتل پر مبارک ہو
کھنچی ہو تیغ تو باندھے ہوے کمر بھی ہی
چھپاؤں دل کو کہاں اُنکی ترچھی نظروں سے
خدا بچاے کہ تیروں کا رُخ ادھر بھی ہی
جو اپنے واسطے سامان عیش میں کرتا
بھلا بتاؤ قضا سے مجھے مفر بھی ہی
جہان میں ایسے حسین پر ہی شیفتہ سطوت
کہ رشک مہر بھی ہی غیرت قمر بھی ہی

بہمن نے تیر و کمان ہاتھ میں لیا ہماے مرصع پوش کو دار پر لٹکایا شبرنگ بن عمرو کو بھی دار پر لٹکایا بارہ ہزار تیر انداز پہلو میں بہمن کے آکر کھڑے ہوے بہمن نے تیر بجر کمان میں پیوست کیا بارہ ہزار تیر انداز آمادہ ہو گئے شبرنگ دعائیں مانگ رہا ہو کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہمارے آقاے نامدار کی ہمکو صورت دکھا دے یقین ہو کہ موت ہمکو لیکر آئی ہی ہماری جان بچنا دشوار ہی مگر ہماے مرصع پوش کو جو دیکھا کہ دار پر لٹکی ہی شبرنگ کا کلیجہ منھ کو آگیا تڑپنے لگا اور دونوں ہاتھ سوے آسمان بلند کیے کہ ای خالق کارساز و ای مالک بے نیاز ہماے مرصع پوش کو بچالے اِس آفت سے نجات دے اِسوقت میں مدد کر نظم

می کند کلک قدرت تقدیر
ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
آدمی را اشرف تو بخشیدی
خاک را لطف کردی نور منیر
مرحمت کردۂ تو انسان را
دولت علم و دانش و تدبیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت
سجدۂ عجز می کند ہر پیر
ذات پاک تو ہست عالم غیب
واقف و محرم و علیم و خبیر
عرش و فرش و بلندی و پستی
یافتہ از تو صورت ہستی

شبرنگ بلک بلک کر دعا کر رہا ہی بہمن بھی کمان کو کھینچ رہا ہی بلکہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے طرف صحرا کے دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہی ای ہماے مرصع پوش اب زندگی میں جمال جہان آرا شاہزادے کا دیکھنا نصیب ہوگا یا نہیں لیکن بہمن نے کمان کھینچی بارہ ہزار کمانیں کھنچ گئیں اور تیر رہا ہوے عقاب تیر پر کھول کر چلے قریب

سوار ہو کے میدان کارزار مین آئے بہمن بن دودہ کئی دن سے میدانداری کر رہا تھا اور
بہت سے سردار اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے سر میدان آکر اُسکو مارا تو ای تحریر اپنے
قدرت سے کہنا کہ اسکو غنیمت جانے کہ ہم پناہ دیتے ہین ورنہ سب مرحلہ جات ہم طے کر گئے آ پہنچے
ہین اب سر میدان مقابلہ ہو سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر جھلا کر بول اُٹھا کہ ای تحریر جا کر
قدرت سے اپنے کہدینا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سر میدان سمجھا جائیگا مین وہی ہون جسکو تو نے
کئی سال قید رکھا انشاء اللہ سر میدان اسکا معاوضہ کرونگا تحریر یہ سنکر بہت حیران ہوا وہ جو نامہ
پھٹا پڑا تھا وہ اُٹھا لیا اور کانپتا ہوا باہر آیا درگہ سالار نے پوچھا ای نامہ دار کیا کیفیت گذری
نامہ دار نے کہا افسوس کا مقام یہ ہی کہ مین نے بہت کچھ سمجھایا مگر طلسم کشا نے نہین قبول کیا
یقین ہی کہ لڑائی پڑے سر میدان سمجھا جائے طلسم کشا جنگ پر آمادہ ہین کہ سر میدان مقابلہ ہوگا
درگہ سالار نے کہا کہ جس امر کے لیے ہم آئے تھے افسوس ہی کہ وہ مراد نہ پوری ہوئی یہ کہ سنکر
تحریر روانہ ہوا دربار مین بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی بقراط نے کہا خیر ہمنے حل
مشکل کر لی اب طلسم کشا گرفتار ہو کر آیا چاہتے ہین مین تدبیر کر چکا ہون مجکو منظور یہ ہوا تھا
کہ اگر وہ اصلاح قبول کرین تو مین سحر اُتار لون جو انتظام سوچا ہی وہ نہ کرون اب وہ انتظام
کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جوامر جاسوسی پر لگے ہوے
تھے بخدمت نور الدہر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہی
کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرای نبرد ہو نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی
بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کہ اب
وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

نور الدہر سو کر اُٹھے سلاح جسم پہ آراستہ کیے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی در دولت

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سامنے ہمارے مرصع پوش کے آئے دست بستہ آکر کھڑے ہوئے کہنے لگے اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو کچھ حکم ہو وہ بجا لائیں آپ کی اطاعت سے سر نہ اٹھائیں ملکہ نے اشارہ کیا کہ ان بیحیاؤں کو قتل کرو آپس میں لڑو بھڑو یہ سنکر ساحر بہ جوش و خروش لڑنے لگے بھائی کو بھائی باپ کو بیٹے قتل کرنے لگے ایکطرف سے سکندر ثانی بھی سحر کر رہے ہیں ساحر دیوانہ وار وحشی مثال لڑ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ نجم اختر شناس کاہن زبردست اڑا ہوا آتا ہے کہ دوسرے پہاڑ سے حکیم ارسطوئے ثانی کا نعرہ ہوا ان دونوں نے جو آکر دیکھا کہ بادشاہ ہمارا لڑ رہا ہے اور ہمارے مرصع پوش مجمع میں ساحروں کے گھری ہیں آتے ہی دونوں نے سحر کیے کئی ہزار جادوگر مار کر گرا دیے ہمارے مرصع پوش نے جو ساحروں میں گھری تھی آواز دی اے سرداران طلسم کشا کیا کہنا تمھارے ہی آنے کی دیر تھی خوب وقت پر آئے مگر اسوقت پروردگار ہمارے آقائے نامدار کو بھی پہونچا دے ملکہ یہ دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہمن وغیرہ نے دیکھا کہ ایک طرف سے صحرا کے گرد عظیم بلند ہوئی **نظم** از دامن دشت کوہ اور نگ ✤ گردے برخاست تو تیارنگ ✤ از دامن دشت آن غباری ✤ رخسارہ نمود شہریاری ✤ دیکھا سب نے کہ نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار فوج بے حساب پشت پر نعرے کرتے ہوئے آتے ہیں سکندر نے دیکھکر آواز دی اے ملکۂ عالم آقائے نامدار بھی آپہونچے ہمارے مرصع پوش نے جو دیکھا خوش ہوگئی شکر پروردگار کرنے لگی نور الدہر نے آتے ہی کمان کیانی کاندھے سے اتاری دس لاکھ کمانیں کاندھوں سے اتریں دس لاکھ تیر کمانوں سے رہا ہوئے سینوں پر کافروں کے جاجا کر پڑے توڑ کر پشتوں کو پار گذرے ساحر مر کر گرے لاشوں کے انبار ہوئے ساحروں کو مار کر شاہزادہ نور الدہر طرف بہمن شعبدہ باز کے چلے بہمن نے جو دیکھا کہ نور الدہر میری طرف آتے ہیں گھبرا گیا اور اپنے بھائی سے جو افسر فوج تھا اور اسکا بھی نام زرنگار تھا کہا بھائی بھاگو

تلوار گری سپر کو کاٹ کر جو گری مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے دوسرا پہلوان نکلا ساران دو دکش
پھر کامل لڑا نورالدہر نے اسکو بھی مارا سات پہلوان مقابلہ نورالدہر مین آئے اور ہاتھ
سے اُس شیر بیشہ جرأت کے مارے گئے بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا تاجدارون سے کہتا تھا
کہ آج وہ معرکہ ہوا کہ میرا قلب کانپ گیا ان پہلوانون کے نام فتح لکھی تھی مگر معلوم ہوتا ہی ابھی سحر
پختہ نہین ہوا جسدن سحر پختہ ہوجائیگا اُسدن شعلہ جوالہ کام کریگی کہ دیکھنے والے حیران ہوجائینگے
مگر مین نے یہ معاملہ ملکہ پیکان کمان کش کے سپرد کیا ہی یہ کہتا ہوا طبل امان بجوا کر پلٹا سردار
رنگ جنگ نورالدہر دیکھکر دنگ ہو گئے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ قدرت
نے کیا تجویز کیا ہی کونسی صورت فتح کی نکلے گی بقراط کچھ جواب نہین دیتا کہتا ہی یارو جو کچھ ہوگا
دیکھ لینا پیکان کمان کش وہ ساحرہ ہی کہ سحر کو اُسکے دیکھنا سحر اُسکا کلیجہ مین اُتر جاتا ہی وہ
کارنمایان کرے کہ ہر ایک کو حیرانی ہو طلسم کشا کو مثل زلف پریشانی ہو وہ معرکہ پڑے کہ سکندر
ثانی حیران ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند معیار چوب گردان
تین لاکھ فوج سے آیا ہی کہتا ہی میرے نام پر طبل جنگی بجے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگا چیر پھاڑ کر اُنکو
پھینک دونگا کہ معیار خود حاضر ہوا سجدہ کرکے عرض کی یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی
بجوائیے بقراط نے نام پر معیار کے فوراً طبل جنگی بجوایا شبرنگ دوڑا ہوا سامنے شاہزادہ
نورالدہر کے آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل چرخ تابد چو
روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن
کو سوز و گداز ہو بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہی معیار چوب گردان نامے پہلوان آیا ہی اُسکے
نام پر طبل جنگی بجا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دوبالا کرے
نورالدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان
کارزار مین بہ قاعدۂ قدیم آئے صفین آراستہ ہوئین معیار چوب گردان نے گینڈا اپنا
بڑھایا بقراط سے اجازت لیکر میدان مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان واے
زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مین وہ شخص ہون کہ جس معرکہ مین گیا فتحیاب رہا کبھی کسی سے

عاشق کا دل وہ کرتے ہین غربال ہر گھڑی	تیر نظرہ چلا کے بھوون کی کمان مین
کالی گھٹا مین منھ کا ہین ہو گیا گمان	جھالے جو پہنے زلف کے پاس اُسنے کا ثمین
سطوت ہر ایک مصرع تر اجو ہے آب ہر	دیکھی نہین ہی ایسی طراوت زبان مین

زرنگار جنگل مین پہونچا درۂ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُسنے ہاتھ زرنگار کا پکڑ لیا کشان کشان درۂ
کوہ مین لیگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگار جادو بود بہمن نے سر اپنا
پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا میرا معین مارا گیا مین یہ سمجھا تھا کہ زرنگار کو واسطے قتل کے لیے جاتا ہی
ورنہ روک لیتا کیا مجال تھی جو لیجاتا ساحرون نے کہا حضور بدا قبالی ہمکو اور آپکو گھیرے ہوے ہی
فوج طلسم کشا کس زور و شور سے لڑ رہی ہی لاکھون کا کھیت ہوا دیکھیے سب بڑھتے چلے آتے ہین
یہ لوگ کسی کے روکے سے نہ رکین گے عتیس شاہزادیان کس زور و شور سے لڑ رہی ہین لاکھون
ساحر دیوانے ہوگئے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپ ان سحرون کو توڑ دیجے
بہمن نے دیکھا سامنے سے کئی ہزار ساحر بلبلاتے ہوے آتے ہین کسی کی زبان پر نام شعلۂ جوالہ
کا ہی کوئی نام ہمارے مرصع پوش کا لیتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کا قول ہی کہ گرداب کشتی نشین
پر ہماری جان جاتی ہی بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ابر سحر برسایا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوش مین آگیا سکندر
نے دیکھا کہ کئی ہزار ساحر یا تو بدحواس ہو رہے تھے یا ہوش مین آگئے پشت پر بہمن کی جمع ہوگئے
کتنے تھے اپنے افسر کو بچائین بہمن سحر کرنے لگا جب سحر کرتا ہی ہزار دو ہزار پر سے سحر اُتار دیتا ہی
تھوڑے ہی عرصے مین سب ساحر راہ پر آگئے سکندر نے للکارا کہ او بہیا آہن سر درا کو فتن چہ
فائدہ دارد یہ کہکے کچھ روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُنکو اُڑا کے سحر کیا کل لشکر پر منھ برسنے لگا
جسپر قطرہ پڑا وہ پھر دیوانہ ہو گیا لاکھون جادوگر خاک اُڑانے لگے غل مچاتے پھرتے ہین ہر ایک کا
قول ہی کہ یارو بہمن کو قتل کرو کہ مہلت پاؤ ایسا نہو کہ یہ بہیا لڑوا کر قتل کرائے اب بہمن اپنے ساتھ
والون سے بھاگا سکندر نے للکارا کہ او بہیا کہان جاتا ہی ہم تیری فکر مین ہین بہمن نے چاہا کہ
نکل جاؤن جسطرف بھاگا تھا دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے ہی دوسری طرف بھاگا دیکھا اسقدر درخت
جنگل مین ہین کہ راستہ بند ہی تیسری طرف دیکھا کہ شیر و گرگ چلے آتے ہین ابتو گھبرا گیا
چوتھی طرف پلٹا دیکھا طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین تیغۂ طلسمی ہاتھ مین جرأت بات بات مین

رکھے ہین ہمارے مرصع پوش خاموش ہورہی شب کو جو سوئی وہان بقراط نے ایک دستک دی
ایک طائر سبز رنگ آیا کہا جاکر شعلۂ جوالہ کو بلا لا وہ طائر اُڑتا ہوا خیمہ شعلۂ جوالہ مین آیا سرہانے
بیٹھکر کچھ آواز دی شعلہ نے سر اُٹھاکر طائر کو دیکھا طائر نے مُنھ پر مُنھ رکھد یا مثل انسان کے کہا
کہ آپ کو خداوند نے بلایا ہی شعلۂ جوالہ اُٹھی اور اُسی طائر کی پشت پر سوار ہوئی وہ طائر لے اُڑا
بارگاہ مین بقراط کے لایا بقراط نے جو شعلہ کو دیکھا اپنے تخت سے اُٹھا کہا ای ملکۂ عالم آئیے
مین آپ کا مشتاق تھا شعلہ نے کہا یا خداوند سب کام کرلیا ہی اب حکم کی دیر ہی بقراط نے پوچھا
تحفہ جات کہان ہین شعلہ نے کہا میری بارگاہ مین صندوق مین بند ہین مین نے سب چیزین
قبضے مین کرلین بی ہمارے مرصع پوش نے پوچھا تھا مین نے کہدیا کہ میرے پاس ہین بقراط
نے کہا مین طلسم کشا کو بلاتا ہون تم اُن تحفہ جات کو لے آؤ شعلہ اُسی طرح طائر پر سوار ہوکر گئی
اشیاے مذکورہ لاکر بقراط کو دیے بقراط نے پکار کر آواز دی ای علامۂ نسرین عذار جلد
آکر حاضر ہو یہی وقت ہی یہ ذکر تھا کہ سب نے دیکھا ایک تخت ہوا سے اُڑتا ہوا آیا علامہ بصد شوکت
بیٹھی ہی پہلو مین ایک مہ پارہ سیمین عذار برق رخسار کبک رفتار شیرین گفتار ہی بقراط نے گھبراکے
پوچھا ای علامہ یہ مہ جبین کون ہی علامہ نے ہنسکر کہا قدرت نہین پہچانتے شمیمہ لالہ عذار آپکی کنیز ہی
عمر بھر مین یہی تو ایک بیٹی نصیب ہوئی تمام شعبدے اپنے اسکو تعلیم کیے اسطرح کا سحر کرتی ہی کہ تارے
آسمان کے توڑلائے آفتاب و مہتاب زمین پر کھینچ لائے اسکے دام زلف سے رہائی غیر ممکن ہی جسنے
دیکھا دیوانہ ہوا لاکھون کو اسنے مارا سب کا خون اُسکے سر پر ہی دیکھیے آنکھین سرخ ہو رہی ہین اگر
مرتبہ میدان مین یہی جائیگی یہ شاہزادیان جو شریک طلسم کشا ہین جب پر نگاہ ڈالیگی وہ دیوانی ہوجائیگی
اسی حال مین یہ گرفتار کریگی پھر نہ سنبھلنے دیگی بقراط بہت خوش ہوا دل مین تھا کہ اپنے واسطے کہون
کہ ای علامہ اسکو بخدمت قدرت چھوڑ دو ہم اسکے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے مگر پھر خیال کیا کہ
ابھی اس سے مطلب ہی شاید آزردہ ہوجائے بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر خاموش ہورہا
کہا ای علامہ تحفہ جات تو میرے پاس پہونچ گئے اب نور الدہر کو اُٹھا لاؤ یہ کہکر علامہ تڑپ کر
بلند ہوئی آسمان پر جاکر زمین پر آئی دو نون پانون مار کر غرق زمین ہوئی یہان وہ وقت ہی
کہ طماس سر نور الدہر آغوش مین لیے بیٹھا ہی جب دو پہر شب گذری تو سکندر نے کہا ای طماس

کج ادائی سے کیا کرتے ہو عشاق کو قتل — عارضی حسن پہ تم آپ سے باہر کیون ہو
غیر ہمراہ ہین آئے ہو عیادت کے لیے — تم لگاتے دل بیمار پہ نشتر کیون ہو
قد موزون پہ نہ قمری کہین عاشق ہوجائے — تم خرامان تہ شمشاد و صنوبر کیون ہو
رحم لازم ہے تمہین یار کہ ہون زار و نحیف — شکل دکھلاؤ پھراتے مجھے دربدر کیون ہو
کیا مری آہ رسا نے ہو دکھائی تاثیر — ہاتھ کو دیر سے رکھے ہوے دلپر کیون ہو
غیر کے کہنے سے کیا آگیا ہے دل مین غبار — بے سبب مجھسے مری جان مکدر کیون ہو
نہ خطا مین نے کوئی کی نہ کیا مین نے گناہ — خود بخود مجھسے خفا اے مرے دلبر کیون ہو
تمنے تو کھائی تھی اغیار سے ملنے کی قسم — سامنے میرے بلاتے انھین دلبر کیون ہو
مین فقیر آپ کا ہون کام نہین شاہی سے — تاج کیا چیز ہے ممنون مرا سر کیون ہو
فرقت ساقی مہرو مین ہے نفرت دل کو — آشنا لب سے ہمارے لب ساغر کیون ہو
روز کہتے ہو یہ مجھسے کہ مرے گھر سے نکل — جان جان تجسے جدا عاشق مضطر کیون ہو
میرے کہنے سے نقاب الٹو جہان ہو روشن — منھ چھپائے ہوے تم اے مہ انور کیون ہو
کیا کسی عاشق گیسو کے ہے مرنے کا ملال — تم پریشان کیے زلف معنبر کیون ہو
زندگی بھر تو جنون نے مجھے عریان رکھا — قبر پر بعد فنا پھولون کی چادر کیون ہو
جسکو دل مین نے دیا جان بھی دی خوش ہوکر — پھر عزیز اُس سے محبت مین مجھے سر کیون ہو
اُسکی فرقت مین زمین چاہیے پڑ رہنے کو — چین سے کام نہین حاجت بستر کیون ہو
ظلم جو مجھپہ وہ کرتا ہے اُٹھاتا ہون مین — پھر خفا مجھسے مرا یار ستمگر کیون ہو
یار تک خود خط شوق اُڑکے پہونچ جائیگا — دل بیتاب پہ احسان کبوتر کیون ہو
شکر کرتا ہون توکل مین سدا اے سطوت — گو گنہگار رہون کم رزق مقدر کیون ہو

شب بھر یہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کا وقت ہے صدائے مرغ سحر آرہی ہے کل شاہزادیان بیٹھی ہین چہرے آفتاب عالمتاب ایک ایک حور وش لاجواب نجم اختر شناس نعمان گوہر پوش کو دیکھ رہا ہے کہ چہرہ خجلت دہ مہتاب دونون عارض گل گلاب کہ یکایک افسران فوج باہر سے چیختے ہوے آئے اور کہا اے شہریار عجب معرکہ گذرا یہ صحرا جو سامنے ہے اُسمین نخل بہت تھے رات بھر مین

اپنا کام کر لیا ارسطوے ثانی نے کہا ای شہنشاہ مین روز اول سمجھ گیا تھا کہ شعلہ جوالہ پر کوئی اُفتاد پڑی ہی وہ اب ظاہر ہوا سارے لشکر کو خبر ہو گئی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے سب افسران فوج اپنے اپنے مقام پر گئے تھے یارو غضب ہوا یہ بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ شعلہ جوالہ ہوش مین نہین ہی سحر مین مبتلا ہی جب تو اُسنے تحفہ جات دیدیے سکندر نے جو یہ ذکر سُنا سردارون کو منع کیا کہ یہ ذکر نہ کرو ایسا نہو کہ وہ اور زیادہ کچھ فساد کرے اور خفا ہو کر چلی جائے تو زیادہ مشکل ہو گی سب لشکر مین تہلکہ پڑا ہوا ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے اسکندر نے سب کو تسکین دی کہ یارو نہ گھبراؤ پروردگار مالک ہی وہ معین مدد کریگا انجام بخیر ہو گا یہ کہکے سب کو سمجھایا کل سردار خاموش ہوے لیکن سب کو تردد ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہو وہان بقراط بیٹھا تھا کہ علامہ آکر پہونچی نورالدہر کو پیش کیا بقراط نے حکم دے کر آہنگرون کو بلایا جسم پر نورالدہر کے قید آہن و قید سحر آراستہ کی قیدخانہ مین نورالدہر کو بھیجا سب تحفہ جات اپنے ہی پاس رکھے لیتا ہی کہ اب مجکو کسی کا اعتبار نہین ہی مگر دختر علامہ جمال نورالدہر دیکھکر بہت بیقرار ہوئی اور مان سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی تمام باغ خار خار معلوم ہوتا ہی سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے کہا واری ہم حضور کو بہت متردد پاتے ہین ہمسے تو حال بیان کیجیے کہ اسوقت مزاج کیسا ہی شمیمہ لالہ عذار رونے لگی کہا صاحبو کیا حال پوچھتے ہو میرا یہ حال ہی کہ دل بیقرار ہی **نظم**

ابر آیا تو عجب عید ہی میخوارون مین ... تو مبارک ہو بہار آئی ہی گلزارون مین

اسقدر ظلم و ستم خوب نہین عاشق پر ... آپ ہو جائینگے مشہور ستمگارون مین

اس زمانے کے عزیزون مین نہین ہی اُلفت ... ہی اگر کچھ تو محبت کا مزہ یارون مین

ہین رقیبون پہ سدا لطف و عنایات و کرم ... اک ہمین ہین فقط ای جان گنہگارون مین

کھوٹے دامون بھی کوئی تمکو نہ پوچھیگا یار ... رشک یوسف ہو پھرو روز نہ بازارون مین

محفل وعظ سے کیا کام ہمین ای واعظ ... زندگی اپنی بسر کرتے ہین میخوارون مین

بلبلین ہر ورق گل پہ رقم کرتی ہین عشق ... شکل خامہ ہی اسیوجہ سے منقارون مین

گر ابھی تو نگہ لطف و کرم سے دیکھے ... جان آجائے مسیحا ترے بیمارون مین

مثل فرہاد ترے عشق مین سر کو پھوڑا ... دل کی وحشت جو کبھی لگئی کہسارون مین

کے پھینک دو ایک ایک دیو ایک ایک پہاڑ کی جانب چلا قصد کیا تھا کہ غرق زمین ہو کر چارون پہاڑون کو سر پہ اُٹھا لین کہ یکایک اُنھین پہاڑون سے چار جوان خوشرو تیغہ ہاے برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے نکلے اور آواز آئی کہ ای شہنشاہ ہمکو شرم آتی ہے کہ آپ کا سحر باطل کرین مگر آپ نہین مانتے ہم مجبور ہین لیکن یہ چارون دیو اُن چارون جوانون پر جا پڑے اور چاہا کہ چنگل مار کر چارون کو کھا لین کہ اُن چارون نے نام بقراط ثانی کا لیکر تلوارین چمکائین عکس جو تلوارون کا اِن دیوزادون پر پڑا اُنکے چھوٹے ہونے لگے تھوڑے عرصے مین وہی دو دو ہاتھ کے پتلے تھے اُن چارون جوانون نے اِن چارون کو چورنگ کیا کہ اندر سے درہ ہاے کوہ کے ایک آواز خوشنما ایسی آئی کہ جس سے یہ اشعار عاشقانہ پیدا تھے نظم

بے سمجھے عاشق غمزہ یار ہو گیا
یہ تیر ہاے دل سے مرے پار ہو گیا

مُنھ رکھکے چشم یار پہ غش آگیا مجھے
نرگس کا پھول سونگھ کے بیمار ہو گیا

صحت ابھی مجھے ہو دکھا شکل ای مسیح
فرقت مین تیری صاحب آزار ہو گیا

اِن گلرخون کے عشق مین کھائے ہین اتنے داغ
سینہ ہمارا غیرت گلزار ہو گیا

عاجز ہوے طبیب نہ سوجھی کوئی دوا
ایسا مین تیرے ہجر مین بیمار ہو گیا

بے اذن ہر جو مصحف عارض کو چھو لیا
گیسو لٹک رہا ہے گنہگار ہو گیا

دیکھے جو پھول سے ترے رخسار باغ مین
بلبل کی آنکھ مین گل تر خار ہو گیا

قاتل نے بہر قتل جو تلوار کھینچ لی
عاشق بھی جان دینے کو تیار ہو گیا

سودا اگیا فساد مٹا درد سر گئیا
قاتل کو دے کے سر مین سبکبار ہو گیا

وہ مہروش جو ہو کے خفا اپنے گھر چلا
دن ہجر کا نظر مین شب تار ہو گیا

اُلجھن بڑھی قرار نہ آیا کسی طرح
زلفون مین اُسکی دل جو گرفتار ہو گیا

دعوی بے مثالی صورت جو مٹ گیا
وہ آئنہ کی شکل سے بیزار ہو گیا

روئے مرے جنازے پہ اتنا جو آئے وہ
چلنا بھی دو قدم اُنھین دشوار ہو گیا

حسن بتان کو دیکھ کے یاد آگیا خدا
غفلت بڑھی جو عشق کی ہشیار ہو گیا

آخر کو زہر کھا لیا سطوت نے ہجر مین
اس درجہ اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

اور یہ بھی سب جانتی تھین کہ علامہ بلاے روزگار ہی یہ اونا سا اُسکا سحر تھا کہ شعلۂ جوالہ کا دل
اُلٹ دیا ہر چند کہ وہ عاشق جمال طلسم کشا ہی حسن مین بھی یکتا ہو مگر ایسی بدحواس ہوئی کہ تحفہ جات
لاکر دیدیئے اور اب آمادہ ہو کہ لشکر طلسم کشا کو برباد کرے دون یقین ہو کہ اب کوئی سحر لشکر پر کیگی مگر
سکندر ثانی ایسا کامل واکمل اُنکے لشکر کا بادشاہ ہی کہ وہ سحر کو روک لیگا تو صاحبو بتاؤ مین کیا
کرون سب نے کہا کہ واری ہماری صلاح یہ ہو کہ لقراط سے محبت کیجیے اور کسی تدبیر سے تحفہ جات
لیکر طلسم کشا کو پہونچایئے شمیمہ نے کہا پہلے اسکی تدبیر بتاؤ کہ شعلۂ جوالہ کو روکو ن ایسا نہو وہ لشکر
تباہ کردے تو باعث خرابی ہو ایسے عظم و شان سے لشکر طلسم کشا آیا کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے
بقراط کو بھی خوف پیدا ہوا اگر یہ لشکر تباہ ہو گیا تو پھر یہ سامان طلسم کشا کو ممکن نہو گا سب نے
کہا ہم جاکر خبر لالین شمیمہ نے کہا بوا مین تم سب کی کنیز ہون اس مقدمہ مین کوشش کرو جو کہو مین دینے کو
موجود ہون سب نے کہا واری ہماری جان آپ کے ساتھ حاضر ہی روپیہ کا ہمکو لالچ نہین ہی
گلنار نامے کنیز اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین جاکر لشکر کی خبر لاتی ہون ملکہ نے موتیون کا مالہ
گلے سے اُتار کر گلنار کو پنہا دیا اور کہا کہ اے گلنار جلدی جاؤ خبر لیکر آؤ دیکھو لشکر پر کیا گذری گلنار
پرپرواز پیدا کرکے چلی یہان لشکر طلسم کشا مین ہنگامہ ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی مگر سکندر ثانی
نے سب کو تسکین دی ہی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا ہو مگر نجم سے کہہ رہا ہو کہ بی شعلۂ جوالہ کی خبر لو نجم
نے کہا حضور جو حال ہو گا وہ کھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ وہان شعلۂ جوالہ اپنی بارگاہ سے نکلی ایک نخل
پر آکر بیٹھی سحر کرنے لگی سامنے ایک پہاڑ تھا سحر کرکے اُسکو اُڑایا وہ پہاڑ آسمان پر آیا ہوا اور
سے چلی سنگ ہاے کلان گرنے لگے جب ہزار دو ہزار کے سر پھٹے تو لشکر مین فریاد کی صدا
بلند ہوئی گلنار اسی وقت آئی تھی یہ ماجرا دیکھکر پلٹی آکر شمیمہ سے کہا کہ واری لشکر پہ پتھر برس
رہے ہین شمیمہ اپنے مقام سے اُٹھی ایک کوٹھری کھولکر چند تپلے فولادی نکالے جھولی مین ڈالکر
چلی مگر شعلۂ جوالہ سحر کرکے اپنی بارگاہ مین آبیٹھی اپنے دل سے یہ باتین کر رہی ہو کہ رات بھر مین
لشکر تباہ ہو جائیگا کوئی خرد و کلان امان نہ پائیگا جب لشکر مین غلغلہ ہوا چند ہرکارون نے سکندر
کو خبر دی کہ حضور لشکر پہ پتھر برس رہے ہین سکندر نے کہا اے نجم تمنے دیکھا جو مین کہتا تھا وہی
پیش ہوا مگر ابھی نکلکر اس سحر کو مٹاتا ہون یہ کہکے سکندر باہر نکلا سر اُٹھا کر دیکھا پہاڑ وسط آسمان پر

سکندر نے جواب دیا تو اسی لائق ہی یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے تھام لون کہ وہ چارون پریزادین ہان ہان کر کے لپٹنے لگین سکندر کے ہاتھ مین کڑا آہن کا تھا وہ کڑا ہاتھ سے نکالکر ایک پریزاد پر کھینچ مارا اُس پریزاد کا سر پھٹا دوسری نے بڑھکر چاہا کہ سکندر کا ہاتھ تھام لون سکندر نے ایک لات ماری اُسکی ہڈیان ٹوٹ گئین تیسری نے زلفون کا کوڑا بناکر چاہا کہ سکندر پر مارے سکندر نے زلفین تھام کر ایک جھٹکا مارا اور اُسکا سر کھینچ لیا چوتھی چیخ مارکر بھاگی وہ معشوقہ تخت نشین ہاتھ باندھکر اُٹھی کہا ای شہنشاہ مین وہی کنیز ہون ان شقیون نے جیسا کیا ویسا پایا سکندر نے کہا تخت سے اُٹھ یہ کہکے بال پکڑے ہوے کشان کشان اُس قصر سے لیکر نکلے تھے کہ پہلوے قصر سے ایک زنگی نکلا اُسنے سکندر پر ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے اُس نازنین کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیا اور زنگی پر کھینچ مارا دونون کے استخوان چور چور ہوگئے وہ قصر گرا زمین کانپنے لگی سکندر نے ہڈیان اُس نازنین کی لیکر ان چارون پتلون کے عضوہاے پارہ پارہ پر مارین کہ وہ چارون پتلے پھر زندہ ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصے مین بڑے بڑے دیو بنکر تیار ہوے وہ چارون سکندر کو دعائین دیتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ نے ہم مُردون کو زندہ کیا ہم ممنون احسان ہونے جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سکندر نے وہی حکم دیا کہ ان پہاڑون کو اُٹھاؤ چارون تلپے غرق زمین ہوے چاہتے ہین کہ پہاڑون کو اُٹھالین کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای عفریتان خونخوار دیکھو تو کون آتا ہی اُن چارون نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ پہلوے کوہ سے ایک سازندہ سارنگی بجاتا ہوا اور یہ اشعار گاتا ہوا پیدا ہوا **النظم**

کہون کیا ہمدمو ہی عشق اک لیلی شمائل کا
عجب ہی اندلون کچھ حال اپنی وحشت دل کا

چلا سینہ سے اُنکے گیسوون مین جب کہا دل نے
بہت ہون ناتوان دشوار طی کرنا ہی منزل کا

وہ بیکس ہمنشین رہیگی روح بھی حسرت بعد مرنے کے
مرا ساقی اگر ہوئیگا ساغر مری گل کا

ہدف تیر نگہ سے کر کے مُنھ پھیرا ستمگر نے
نہین دیکھا گیا اُس سے تڑپنا جب مرے دل کا

ہزارون عاشقون نے جان اپنی نذر دی لاکہ
ہو اُنکو مبارک ای صنم لینا مرے دل کا

کبھی آیا نہ وہ عیسی لحد پر فاتحہ پڑھنے
ستم ہی بعد مردن بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا

کیا تھا امتحان یون نازل جب تیر مژگان کا
بنایا اُس کمان ابرو نے تھا تودہ مرے دل کا

جا کر آفت برپا کرتا ہون وہ رنگ جماؤن کہ طلسم کشا کو یہان تک آنا دشوار ہو اسی رنگ
مین سب کو پکڑ لاؤن گا اور ان چاروں شاہزادیوں مین جسکا نام وحید نغمہ پیرا ہی
اور وہ سب مین زیادہ حسین ہو ای ملکۂ عالم وہ تو میری منسوبہ ہی اُسکو ضرور لاؤنگا یہ
کہکے اُٹھا برابر اے اننظام طلسم طلسم کشا چلا راہ مین آکر ایک قلعہ بنایا اسرار دیوانہ
کہ نہایت زبردست ہی اُسکو طلب کیا بلا کر کہا ای اسرار دیوانہ مقابلہ طلسم کشا مین
جائیگا اسرار نے کہا ای افسر جا کر چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا یہ کہکے چیخ ماری کئی ہزار دیوانے
بھرا اے آکر موجود ہوے اُنکو ساتھ لیکر زنجیر مین ہلاتا ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلا
یہان طلسم کشا فروکش ہین اور ارادہ ہی کہ مرحلے پر جاؤن کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا اور
عرض کی کہ ای شہریار ایک دیوانہ حضور کے مقابلے مین آیا ہی نور الدہر نے فرمایا کہ
دریافت کرو اُسکا نام کیا ہی شبرنگ تو برائے دریافت چلا مگر اسرار دیوانہ ادھر
اُتر رہا تھا یکایک وحشت ہوئی چوبدست تولی دیوانون کو آواز دی دیوانے سامنے
آئے سب کو لیکر چلا کہتا ہوا کہ سامنے لشکر دشمن اُترا ہوا ہی اور مین چین کردن یہ
کہتا ہوا چلا لشکر پر نور الدہر کے آپڑا اُسوقت لشکر نور الدہر تیار نہ تھا اہل لشکر
اپنی اپنی جگہ پر تھے قتل ہونے لگے طہماس کہ اپنے خیمے مین بیٹھا تھا اپنے مقام سے
اُٹھا ساطور اُٹھالیا اُسوقت پہونچا کہ دیوانہ لڑرہا ہی جو سامنے آیا اُسے قتل کیا
اور چوبدست اِسکی جسپر پڑی وہ برابر اُٹھا ہو کر رہگیا طہماس نے للکارا کہ او دیوانہ
بھول کہان جاتا ہی دیوانے کو جو للکارا دیوانہ پلٹ پڑا طہماس کو سنبھلنے نہ دیا ایک
چوبدست لگادی طہماس پر جو چوبدست پڑی طہماس لڑکھڑا کر گرا دیوانے نے
دوڑ کر چنگل مارا طہماس کو اُٹھالیا اور لے بھاگا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ طہماس کو دیوانہ
لیے جاتا ہی نور الدہر تیغۂ طلسمی پکڑ کر اُٹھے سب سردار ساتھ اُٹھے مگر نور الدہر کو خبر
اُسوقت ہوئی کہ جب دیوانہ نکلگیا لشکر مین آکر دیکھا کہ کئی ہزار لاشے پھڑک رہے
ہین نور الدہر کو بڑا قلق ہوا فرمایا مرکب لاؤ سردار سب کھڑے ہین نور الدہر کو
بہلا رہے ہین مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت بگڑے ہوے ہین کہتے ہین

پر سوار ہوا اوسط لشکر مین ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی گرد اس بارگاہ کے بائیس لاکھ ساحر
فروکش ہوے نورالدہر نے اسی طرح لشکر کو لیکر سکندر کو تخت پر سوار کر لیا بخم و ارسطو وغیرہ
ہنس و مرغہاے زرین و اژدہاے فیل سر پر سوار ہو کر چلے لکہ ہاے ابر آسمان پر بہ رنگ ہاے
مختلف یعنے سرخ و سبز و زعفرانی و سیاہی و طلائی چھائے ہوئے ہین رعد کی گرج برق کی چمک کسی پر
سے مینہ برس رہا ہو کسی سے بارش آتش اژدہاے کلان تلا بہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین پہلوان
نامی و پہلوانان گرامی پشت ہاے مرکب پر سوار عقب طلسم کشا سات سو نقارہ گڑگڑاتا ہو تعقیب
کئی سو زربفتی جوڑے پہنے ہوے آگے آگے لشکر کے اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہوے چلے
آتے ہین بقراط دربار گاہ پر کھڑا ہوا آمد لشکر طلسم کشا دیکھ رہا ہو کہ رہا ہو اس لشکر کو آنے
تو دو یون مٹا دون کہ کسی کا نام نہ باقی رہے نورالدہر بن بدیع الزمان کرد فرزند کو رے
مقابلہ بقراط مین آکر اُترے نازنینان مہ جبین مین شعلۂ جوالہ سب کے آگے بڑھی ہوئی
تھی اہتمام کرتی ہوئی اور پکارتی ہوئی کہ او بقراط اس فوج کثیر پر گھمنڈ نہ کرنا طلسم کشا ایسا
شیر دلیر ہو کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بڑے بڑے ساحران نامی کو للکارا
سوچ اور خیال تو کر کہ جو شاہان مغرور تھے وہ کیا ہوے جو اپنے نزدیک صاحب تخت و
تاج تھے وہ دو گز کفن کو محتاج رہے ذرا بہ نگاہ غور ان اشعار کو سن لے پھر سمجھے اطاعت
و غیر اطاعت کا اختیار ہو سوچ تو سہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان کیا ہوے مجبور و ناچار
عیش دنیا کو چھوڑ کر مرے پیوند خاک ہو گئے **نظم**

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہو
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہمنے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا

شعلۂ جوالہ نے بڑھ بڑھ کے یہ اشعار پڑھے بقراط ثانی نے خود سحر کیا ہو کہ ہزار ہا طائر

اُس حور کا وصال میسر ہو گیا مجھے
مجھکو بھی بعد غیر نشانہ بنائیے
اِس تیغ سے تو قتل نہ ہونگا مین نیمجان
بولے سوال وصل پہ مجھکو لگا کے تیغ
سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکلے کسطرح

تدبیر اور یہ چیز ہی تقدیر اور ہی
ترکش مین آپ کے ابھی اک تیر اور ہی
ہمراہ آپ کے کوئی شمشیر اور ہی
یہ تو فقط جواب تھا تعزیر اور ہی
دام اور ہی وہ زلف گرہ گیر اور ہی

شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین آواز مزاج اشعار مذکورہ گاتی ہوئی آتی ہی شبرنگ نے جو اُسکی صورت زیبا دیکھی بیقرار ہو گیا بیقرار ہو کر دوڑا قریب اُس نازنین کے آیا اُس نازنین نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی شبرنگ نے اپنا اصلی نام بتایا نام سُنتے ہی اُس نازنین نے کہا میرے ساتھ چلو شبرنگ اُس نازنین کے ساتھ ہوا تھوڑی دور جا کر ایک باغ ملا اُس باغ مین شبرنگ داخل ہوا پھولون کی بوجو دماغ مین آئی اور زیادہ ہوش اُڑے ایک نخل کے نیچے جو شبرنگ پہونچا ایک طائر نے آواز دی کہ وہ آپہونچا اُسی نخل کی بیخ سے ایک زنگی نکلا اُسنے شبرنگ کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین شبرنگ ہتھکڑیان بیڑیان پہنے پھر رہا ہی کہ شبدیز ٹہلتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے ساکنان باغ اسکی حفاظت کرنا شبرنگ تو اِس بلا مین مبتلا ہوا مگر ایرج نوجوان کہ صحرائے پر خار مین فرو کش ہین لشکر گران ساتھ ہی کہا اے شاپور خبر تو لاؤ کہ اب قصر ہشت پہل کتنی دور ہی شاپور تلاش مین قصر ہشت پہل کی نکلا اُسی صحرا مین پہونچا پھرتا ہوا اُس باغ مین آیا دیکھا نئی بات ہی کہ شبرنگ سفید باغ مین پھر رہا ہی ہر چند کہ قید ہی مگر خوش و خرم گل و غنچے کو دیکھکر ہنس رہا ہی شاپور سوچا کہ کسی کے شعبدے مین پھنسا ہی اگر اِسکو رہا کیا تو میرے آقا کا نور الدہر پہ احسان ہوگا یہ سوچکر ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کہ نخل سے ایک طائر اُترا زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک ساحر کی شکل بنکر ٹہلنے لگا شاپور نے ایک جادوگر کی شکل بنکر اُس سے ملاقات کی کہا کیون بھائی اِس عیار کا کیا انجام ہوگا ابتو یہ قید ہی اُس ساحر نے کہا اے بلاکش

سحر نہین کیا اب سحر کرونگا سکندر کی کیا مجال ہی کہ میرے سحر کا جواب دے سکے ایک شعبدے مین
دیوانہ کردونگا مذہب کی فکر نکرو جو جسکا مذہب ہی وہی رہیگا تحریر جادو یہ نامہ لیکر چلا یہان وہ
وقت ہی کہ طلسم کشا دنگل طلسمی پر جلوہ فرما ہین سکندر تخت پر کل سردار کرسیون پر بیٹھے ہین دورہ
سردارون کا بندھا ہی کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی تحریر جادو طرف سے بقراط ثانی کے
نامہ لیکر آیا ہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نورالدہر نے نجم کو اشارہ کیا کہ استقبال
کرکے لاؤ نجم گئے اور تحریر کو لیکر اندر آئے تحریر نے جو دربار دُربار طلسم کشا دیکھا کہ آٹھ سات
سو پہلوان دنگل نشین و ساحران کرسی نشین اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی صحبت عیش
وعشرت آراستہ ہی تحریر نے آکر سلام کیا نورالدہر نے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تحریر
آکر بیٹھا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا نورالدہر نے وہ نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا کہا ای تحریر اس نامے
کا جواب زبان شمشیر پر ہی سر میدان اُسکو جواب ملیگا مگر زبانی یہ جواب دینا کہ غاشیہ حکم کو دوش ہوش
پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر حاضر ہو دعوی یکتائی سے دست بردار ہو وحدہ لاشریک
کے سجدے مین جھکے تو مین اُسکو سرفراز کرون اگر دعوی یکتائی کریگا تو سر میدان مقابلہ ہوگا اور
سمجھا جائیگا ای تحریر جادو اُسکو بہت سمجھانا اور کہدینا کہ ہمنے کئی سال مین تحفہ جات حاصل کیے ہین
انشاءاللہ تمپر صرف کرینگے اور سب سردارون کا لشکر آتا ہی زیادتی فوج پر ناز نہ کرنا تحریر جادو
نے بالحاح تمام نورالدہر سے عرض کی کہ ای شہریار اسکو غنیمت جانیے کہ قدرت اسقدر عذر
کرتے ہین زمانہ کثیر گذرا کہ دعوی الوہیت کیا اب یکایک کیونکر اُس سے باز آئین جب حضور
سے صحبت ہوگی تب یقین ہی کہ اُنکو عبرت ہو نورالدہر نے کہا ای تحریر جادو شکل تو یہی ہی کہ ہم ایک
مقام پر نہین رہتے تھوڑا زمانہ گذرا کہ لشکر ہمارا غرو بیہ باختر پر فروکش تھا دودہ زنگی کہ چالیس
لاکھ فوج رکھتا ہی اور چار سو بیٹے کیسے کیسے بہادر صف شکن تیغزن کئی بیٹے اُسکے ہم لوگون کے ہاتھ
سے مارے گئے ہمارا ہم چشم شاہزادہ ایرج نوجوان یکہ و تنہا دربار مین دودہ زنگی کے
گھس گیا اور لقا کو اُٹھا لیا مگر اسقدر مجمع ہوا کہ زخمی ہوکر گرے ملازمون نے اُسکے چاہا کہ اُس
شیر کو قتل کرین دختر دودہ زنگی ساحرہ تھی وہ ایرج کو اُٹھا کر لیگئی اُسکے یہان ایک مرکب
نایاب تھا چونکہ ایرج پر عاشق ہوئی تھی ایرج نے دھوکہ دیکر اُسکو مارا وہ مرکب لیا اُسی پر

شبدیز بچو مگر شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے حلقے کمند کے گلے مین پڑے ہوے شاپور نے
حباب مارا شبرنگ نے منع کیا کہ بھائی اِسے نہ قتل کرنا مگر شاپور کب مانتا ہی خنجر مارا
کہ شبدیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اِسکے مرتے ہی شبرنگ گر کر بیہوش ہو گیا شاپور نے
بمشکل ہوشیار کیا کہا بھائی اب نکل چلو شبرنگ و شاپور ساتھ ملکر بھاگے باغ مین
بہت غلغلہ ہوا طائر آوازین دینے لگے کہ ارے عیار نے شبدیز کو مارا اب بھاگا ہوا
جاتا ہی مگر اِن دونون نے پلٹ کر نہ دیکھا راہ مین شبرنگ نے کہا او برادر تمنے مجکو
تو رہا کیا مگر اصل جسکی رہائی منظور تھی اُسپر دست انداز نہ ہوے اب پلٹ کر چلو شاپور
نے کہا مین تمھین گرفتار کرلون شبدیز کی شکل بنکر چلون وہان چلکر عیاری کرین شاپور
بشکل شبدیز تیار ہوا شبرنگ کی مشکین باندھ لین کشان کشان لیکر چلا شبرنگ
غل مچاتا ہوا کہ او شبدیز مین نے کیا خطا کی ہی جب در باغ پر پہونچے کئی ساحر نکل آئے
انھون نے پوچھا او شبدیز خیر تو ہی ہمنے تمھارے مرنے کی آواز سنی تھی شبدیز نقلی
نے جواب دیا بھائیو عجب معرکہ گذرا جسمین اِسکو لیکر باہر نکلا تو یہ غل مچاتا تھا مین
نے اپنے ہمشبیہ کو قتل کرایا جب ہمشبیہ میرا قتل ہوا وہ عیار تو بھاگا یہ میرے سحر مین
تھا بیہوش ہوا مین نے اِسے گرفتار کرلیا اب یہ ہوشیار ہی مگر غل مچاتا ہی بعد اِسکے مین نے
ایک نیا کارخانہ دیکھا کہ باغ مین چار آدمی سیاہ رو کریہ منظر آئے کہتے تھے ہم اِسکو کھا
جائینگے ہم فرشتگان عذاب ہین جب مین نے منت کی کہ یہ بغیر حکم خداوند قتل نہ ہوگا
تب انھون نے چھوڑا ہی ایک اُن مین کہ حسین وجمیل تھا اُسنے نعرہ کیا کہ منم فرشتۂ رحمت
میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو مرتبۂ لولی فلک عطا ہوا مین حیران ہون کہ مجھکو
گانے مین کیا دخل ہی بہ آوازکبھی گانے کا خیال نہین کیا بھائیو چلکر سنو کہ مجھکو کیا فخر
عطا ہوا سب ساحر شاپور کو ساتھ لیے ہوے اندر باغ کے آئے کہا ہان حضور
آپکا گانا سنین بڑی خوشی کی بات ہی کہ ہمارا افسر نظر کردہ ہوا شاپور نے اُن سب کو
بٹھایا باجا بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

ہی یقین پہلو مین قلب وجگر دیکھین گے ۔۔۔ اپنے عاشق کو جو وہ ایک نظر دیکھین گے

پر حاضر ہین نور الدہر جب برآمد ہوے تو شبرنگ نے خبر کہی کہ مرکب طلسمی بیمار رہی نور الدہر
دوسرے مرکب پر سوار ہوے مگر بڑا افسوس کیا آخر مرکب اسپ پریوش پر سوار ہو کر میدان
مین آئے بقراط تخت پر سوار بائیس لاکھ کا لشکر چہار طرف سے گھیرے ہوے سب افسر
گرد ہین اس کروفر سے میدان مین آیا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر
ڈیڑھ لاکھ فوج دریاے آہن مین غرق آیا اور بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ اے ہومان
تاجدار آنے مین کیون دیر ہوئی ہومان نے عرض کی کہ جابجا مسلمان فروکش ہین اور سب کا اسی طرف
رخ ہے سب آیا چاہتے ہین اُن سب سے بچتا ہوا آیا جب کوہستان کا راستہ لیا تب اُن لوگون سے
بچا کل دربند سحر تسخیر ہو گئے ہر جگہ انھین کی عملداری ہے راہ چلنا دشوار ہے جو جس طرف سے نکلا وہ
مارا گیا ساحرون نے بڑے بڑے شعبدے کیے مگر کچھ پیش رفت نہ گئی سب ساحر ہاتھ سے اُن
لوگون کے مارے گئے غلام نے اپنے کو اُن کانٹون سے بچایا ہر چند کہ جانتا تھا کہ مجکو کوئی نہین
روک سکتا مگر ایسے معرکے پڑتے ہین کہ وہی لوگ غالب آتے ہین بقراط خاموش ہو رہا اور
ہومان تاجدار ایک طرف آ کر ٹھہرا کہ دوسری گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار دو لاکھ
فوج پشت پر بصد کروفر آ کر پہونچا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ اے کیوان بلاکش
کیون دیر ہوئی پہلوان نے عرض کی یا خداوند مین یہ چاہتا تھا کہ آپ تک پہونچون راہ مین
فرزندان صاحبقران اُترے ہین اُن سب سے بچتا ہوا آیا ہون ہر چند کہ جس کسی سے مقابلہ
پڑتا چیر پھاڑ کر پھینک دیتا لیکن آپ نے نامے مین لکھا تھا کہ میرے پاس آؤ اس وجہ سے بچتا
ہوا آیا اب حکم دیجیے کہ میدان مین جاؤن طلسم کشا سے مقابلہ کرون بقراط نے کہا اچھا جاؤ
اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر کیوان بلاکش نے گینڈا بڑھایا اور میدان مین آ کر نعرہ کیا کہ
مین طلسم کشا کا مشتاق ہون یہ سنکر نور الدہر بن بدیع الزمان نے مرکب بڑھایا ہر چند سردارون
نے منع کیا کہ غلام جا کر مقابلہ کرین نور الدہر نے قبول نہ کیا مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار
مین آئے بلاکش نے نیزہ مارا ہر چند کہ نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مگر اُلجھ
اُلجھ گئے نیزہ بازی کرنے لگے نور الدہر نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
بلاکش کے نکل گیا اسنے تلوار ماری نور الدہر نے سپر پر تلوار کو گانٹھا گانٹھ کر ہاتھ مارا اتر بکر

ہوا کوئی ناچ رہا ہی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے مشاپور تخفر کینچکر سب کو
قتل کیا بارہ دری مین آیا وحید نغمہ پیرا کو قفس سے نکالا شبرنگ نے کہا ملکہ تم نوچلو
ہم لوگ آتے ہین شبرنگ ومشاپور نے سب کو قتل کرکے سارا باغ لوٹ لیا لیکن
وحید پریپرواز پیدا کرکے چلی قضائے کار بہمن شعبدہ باز کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی
سکان سے کہہ رہا ہی کہ شبدیز شعبدہ باز جو گیا ہو اُسنے قیامت برپا کی ہوگی چند ساحر
جائین اُسکی خبر لائین کہ اُسنے کیا کیا چند ساحر گئے جنگل مین لاشہ شبدیز کا پایا سب رونے
لگے باغ مین آئے وہان سب کے لاشے پڑے ہوے پائے باغ مین خاک اُڑ رہی ہو ویران
پڑا ہی ساحرون نے آکر بہمن سے اطلاع کی کہا وہ سب مارے گئے صرف اُسنے اِتنا کام
کیا تھا کہ اسرار دیوانے کو مقابلہ طلسم کشا مین بھیجا وحید کو اُٹھا لایا عیارون نے
آکر سب کو مار ڈالا اب سب کے لاشے پڑے ہین باغ ویران ہوا یہ سُنکر بہمن بہت
جھلایا کہا یارو سنتے ہو اب اے سکان تم وہان جاؤ دیوانہ مقابلہ طلسم کشا مین اُترا ہوا
ہو وہان جاکر اُسکو زور دو سکان نے کہا مین جاکر آفت برپا کرونگی یہ کہکر روانہ ہوئی
یہان دیوانے نے لاکر طہماس کو قید کیا ہی غصے مین طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے جواب
مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین دونون لشکر میدان مین آئے دیوانہ
بھی میدان مین نکلا نورالدہر کو پکار اگر کہتا ہی کہ اے آقا ے سرخ تیرے زور سے
مین عاجز ہون مگر تجھسے مقابلہ کرونگا نورالدہر مقابلے مین پہونچے جیسے ہی دیوانے
کے سامنے آکر کھڑے ہوے دیوانہ باتین کرنے لگا کہ آندھی اُٹھی لشکر سے فریاد فریاد
کی صدا آئی پلٹ کر دیکھا کہ سب اہل لشکر تباہ ہو رہے ہین بیقرار ہوکر دعائین مانگ
رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اِس آندھی سے جان نہ بچیگی سوار و پیدل سر ٹکرا کر کہتے
ہین کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اِس آفت سے ہم لوگون کو بچاے **نظم**

شو بہ شکل خاک اے خاکی خموش	ہر زمان چون آب در آتش مجوش
نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی	بہر نیکی اے نکوکردار کوشش
بار کی با بد بدرگاہ الہ	فاسق و گندم نمائے جو فروش

نہین دبا مگر مین سوائے طلسم کشا کے اور کسی کا طالب نہین ہون نورالدہر نے مرکب بڑھایا مگر
طہماس کہ عاشق جمال ہے آکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہے اے آقائے نامدار کل آپ نے دن بھر
جنگ کی ہے سات پہلوان مارے آج تو غلام جا کر مقابلہ کرے نورالدہر نے طہماس کو روکا
فرمایا کہ اے برادر سنتے ہو کہ وہ میرا نام لیتا ہے اپنے مقام پر طعن و تشنیع کریگا کہے گا کہ اس پہلوان کے
بھروسے پر لڑتے ہین مین بعنایت پروردگار ابھی اسکا سر لاکر دیتا ہون یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا
جب اسپ پریوش چلا تو بدلگامی کرنے لگا نورالدہر نے ایک کوڑا مارا مرکب میدان مین
آیا معیار نے نیزہ مارا چند طعنون مین نورالدہر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے جھلا کر ہاتھ تلوار
کا مارا نورالدہر نے بار خود بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون
آپس مین لپٹے ہوئے گینڈے اور مرکب سے کود پڑے باہم کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین
کہ آج نورالدہر اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین ایک مقام پر نورالدہر ریل کر لے دوڑے معیار
نے چاہا پیچھے نہ ہٹون آپسمین آگے چلنے لگے نورالدہر نے قدم بڑھا کر جو رکھا وہان پر موشخانہ
تھا دونون پاؤن نورالدہر کے موشخانے مین جا رہے معیار نے ہکہ مارا کہ کولہ نورالدہر
کا اُتر گیا طہماس نے جو دیکھا کہ کولہ شاہزادے کا اُتر گیا اور معیار چاہتا ہے باندھلون بس
طہماس نے وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار او قابو پرست اس حال مین آقا پر ہاتھ نہ ڈالنا ہرچند
معیار نے چاہا کہ نورالدہر کو باندھلون مگر طہماس بہت جلد پہونچا آکر ساطور مارا کہ معیار
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا ساطور کب رکتا ہے پڑا اور کام کیا معیار کو مارکر نورالدہر کو گود
مین اُٹھا لیا لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جب آئے شعلۂ جوالہ نے لوحین گلے سے اُتارین
زرہ طلسمی اور تیغۂ طلسمی بھی لیا طہماس سمجھا کہ شعلۂ جوالہ خیرخواہ ہے ان تحفہ جات کو احتیاط سے
رکھے گی کولہ بٹھانے مین معروف رہا کولہ بٹھا کے پٹیان باندھین نورالدہر نے ہوشیار ہوکر
پوچھا کہ اے قوت بازو و اے زینت پہلو تحفہ جات کہان ہین کہا کہ حضور پاس شعلۂ جوالہ کے ہین
شعلۂ جوالہ نے جو سب کو غافل پایا تحفہ جات اپنی بارگاہ مین لے آئی اور لاکر صندوق مین بند
کردیے ہمارے مرصع پوش نے شعلۂ جوالہ کو بلا بھیجا جب شعلۂ جوالہ آئی تو ہمارے
مرصع پوش نے پوچھا کہ بوا تحفہ جات کہان ہین شعلۂ جوالہ نے کہا صندوق مین بند کر کے

سے مقابلہ پڑا دیوانے نے بڑے بڑے زور کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے چاہتا تھا اُٹھا لون
مگر لنگر نور الدہر کا نہ اُٹھا نور الدہر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا دیوانہ بصدق مسلمان
ہوا مگر وہی حرکات دیوانے پن کے کر رہا ہی کبھی سنبھلتا ہی کبھی سوچتا ہو کہ مین زیر ہوا
اور پھر کبھی سوچتا ہو کہ مین زیر نہین ہوا اور پھر لیٹ پڑتا ہی نور الدہر پھر زیر کرتے
ہین آخر کل دیوانون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیوانون کی غل پکار مگر نور الدہر نے
سب کو اُتارہ آپ داخل بارگاہ ہوے کہ خبر پہونچی شبرنگ نے آکر عرض کی کہ خواجہ
آتے ہین نام خواجہ سُنکر نور الدہر شگفتہ ہوے کہ خواجہ آکر پہونچے نور الدہر نے
پوچھا کہ کیون عمو نامدار کہان تھے خواجہ نے سب حال بیان کیا کہ وہ شاہزادی یعنی
وحید نغمہ پیرا قید سخت مین تھی اُسکو شاپور نے رہا کیا اُسنے کار نمایان کیا یہ ذکر تھا
کہ شاپور بھی حاضر ہوا عرض کی ای شہریار ستم عیار ایرج نوجوان دیکھیے دست چپیونکا
یون احسان ہوتا ہی نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا شبرنگ سے اِشارہ کیا اِسکو
گرفتار کرلے چند خدمتگارون نے شاپور کو گرفتار کیا شاپور غل مچاتا ہی کہ آقائے
نامدار مین آپ کا تابعدار ہون اگر شاہزادہ والاقدر کو خبر ہوگی تو وہ آپ سے
فساد کرینگے نور الدہر نے حکم دیا کہ اِسکو قید خانے مین لیجاؤ شاپور قید ہوا مگر
ایک شاگرد شاپور برائے خبر آیا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ شاپور کو نور الدہر نے
قید کیا ہی اُسی وقت پلٹا جاکر ایرج کو خبر کی ایرج شعلہ مزاج یہ خبر سنتے ہی فوراً اُٹھے
سرداروں نے چاہا ساتھ چلین سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آوے
جو ساتھ آئیگا اُسکو دشمن جانونگا کوئی سردار نہ ساتھ چلا ایرج کو بڑا غصہ ہی گھوڑا
اُڑاتے ہوے چلے نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ای
شہریار ایرج نوجوان آتے ہین نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے ایرج نوجوان
دیکھتے ہی للکارے کہ او کشتی گیر نرادے تجھکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ میرے عیار
کو قید کیا ہی اِسی مین خیر ہی کہ اُسکو بلوا دے نور الدہر نے حکم دیا کہ شاپور کو لاؤ غرض
خدمتگار شاپور کو قید خانے سے لائے نور الدہر نے کہا لو لیجاؤ جب شاپور سامنے

اب ہم رخصت ہوتے ہین طہماس نے کہا آپ جائیے مین تو بیٹھا ہون مین شاہزادے کو نہ چھوڑونگا
گودمین لیے بیٹھا رہونگا یہ سنکر سکندر رہ گئے نجم بھی بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہنے لگا اے طہماس تم تو بیدار
ہو ہم بھی رخصت ہوتے ہین جسنے ارادہ کیا طہماس نے اسکو رخصت دی تھوڑی دیر مین یہ سب
رخصت ہوکر گئے شاہزادیان بھی جمائیان لینے لگین طہماس نے خود کہا کہ اب آپ لوگ بھی جاکے
آرام کرین سب شاہزادیان بھی رخصت ہوکر گئین اب اکیلا طہماس گودمین نورالدہر کو لیے
بیٹھا ہی تلوے سہلا رہا ہی کہ زمین شق ہوئی علامہ نسرین غدار نے سر نکالا بارگاہ طلسم کشا مین
سناٹا پڑا ہی دیکھا ایک جوان طلسم کشا کو گودمین لیے بیٹھا ہی علامہ نے کہا اے جوان تو کون ہی طہماس
نے کہا غلام شہریار طہماس جان نثار علامہ نے کہا اے طہماس ہٹ جاؤ مین طلسم کشا کو لینے
آئی ہون طہماس نے قبضے پر ساطور کے ہاتھ ڈالا کہا او ملعونہ تیری کیا مجال ہی کہ آقاے نامدار
کو ہاتھ لگائے ایک ضرب مین دو ٹکڑے کرونگا لیجانے نہ دونگا یہ کہکے طہماس نے چاہا اٹھون
علامہ نے سحر کیا کہ طہماس کے ہاتھ سے ساطور نکل گیا طہماس اٹھا کہ ساطور اٹھالون قضاے کار
نعرۂ طہماس سے شاہزادیان دوڑین سب کے آگے شعلۂ جوالہ تھی اسوقت اندر آئی کہ دیکھا
علامۂ نسرین غدار کھڑی ہنس رہی ہی طہماس چاہتا ہی ساطور اٹھاؤن مگر قبضے پر ہاتھ نہین
پڑتا جب ساطور اٹھاتا ہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہی کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر ساطور نہ اٹھا
شعلۂ جوالہ نے آتے ہی سحر کیا کہ طہماس گرکر نورالدہر سے الگ ہوا علامہ نے جھپٹ کے بغل
مین دبا نورالدہر کو اٹھالیا اور شاہزادیان تعجب سے دیکھنے لگین کہ شعلۂ جوالہ ایسی خیرخواہ
نے شاہزادے کی دشمنی پر کمر باندھی اور ایسا سحر کیا کہ طہماس نورالدہر سے جدا ہوا اب شاہزادیون
نے علامہ پر سحر کیے مگر علامہ انکے سحر کو کب مانتی ہی لیکر بلند ہوگئی ہر چند شاہزادیون نے سحر کیا
مگر علامہ نے سب کا سحر دفع کردیا غلغلہ جو ہوا سکندر ثانی بارگاہ سے نکل آئے دیکھا علامہ
نورالدہر کو لیے جاتی ہی سکندر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو دشمنون نے اپنا کام کرلیا اب
سحر کامل ہوچکا اب کیا ہوتا ہی کیون بی شعلۂ جوالہ تحفہ جات کہان ہین شعلۂ جوالہ نے صاف
جواب دیا کہ مین کیا جانون کیا مین تحفہ جات کی نگہبان ہون سکندر خاموش ہو رہے سمجھے کہ اب
کہنا بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہوچکا سر جھکا لیا مگر نجم کو بلوایا کہا کیون نجم تم آگاہ ہوے دشمنون نے

چھوڑا آپ تلاش مین چلا اول حال شبرنگ بن عمرو عرض کرتا ہون کہ شبرنگ جو تلاش مین چلا قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک شاہزادی بیٹھی ہی چند کنیزین گرد جمع ہین شبرنگ نے ایک کنیز کو اشارے سے بلایا پوچھنے لگا یہ کون شاہزادی ہی جو باتین کرتے کنیز کو فوراً بیہوش کیا اسکو تو گوشۂ قصر مین ڈالدیا آپ اسکی صورت بنکر سامنے ملکہ کے آیا ملکہ نے پوچھا کیون شعلہ رخسار کہان گئی تھی عرض کی وادی جنگل کی بہار دیکھ رہی تھی ہوا سے سر چل رہی ہی نخلستان صحرا جھوم رہے ہین برگ سبز جھونکو نسے ہوا کے زمین چوم رہے ہین طائران خوش الحان اپنی زمزمہ سرائی مین مصروف ہین مگر کیا باعث ہی کہ حضور کو کل سے بہت متردد پاتی ہون اُس نازنین کا گلرخسار نام ہی بلک بلک کر رونے لگی کہا اے شعلہ اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا ذکر محال ہی **قطعہ**

یارکیون آئین نہ موئے کمر یار کے بیچ ایسے دیکھے نہ کسی گیسوے خمدار کے بیچ
تیرے آگے نہ چلے جان سیہ مار کے بیچ زلف پیچان سے جسے مار رہے کھا مار کے بیچ
باندھے ہین کاکل پیچان کے جو اکثر مضمون ایسے رکھتے ہین معنی مرے اشعار کے بیچ
واہ کیا حسن سے بال اسنے پیٹے سر سے خوشنما ایسے نہ دیکھے کسی دستار کے بیچ
تیرے پھندے سے نکلنا ہو محال اے قاتل زلف سے بھی ہین سوا رشتۂ زنار کے بیچ
آئیگا پیچ مین ہو خواہش رفعت جسکو دیتے ہین سخت اذیت رہِ کہسار کے بیچ
کج و واکج جو ملا وادیِ غربت تاریخ آگئے یاد مجھے کوچۂ دلدار کے بیچ

شعلہ رخسار نقلی نے پوچھا اے ملکۂ عالم خیر تو ہی کہا تو نے دیکھا کل مین نبیرۂ حمزہ کو جاکر اٹھالائی مین سمجھی تھی کہ طلسم کشا ہی مگر طلسم کشا پر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا وہ بھائی ہی طلسم کشا کا مگر راہ مین جو مین نے دیکھا حلقہ ہاے زلف پیچان مین دل پھنسا ارشٔ کو کیسا کیسا سمجھایا مگر وہ ایسا مغرور ہی کہ اُسنے جواب سخت دیے مین نے عذر بھی کیا کہ تیرا ساتھ دونگی یہ مرحلۂ آخر تیرے ہاتھ سے فتح کراؤنگی مگر اُسنے نہ مانا انکار ہی کرتا ہی شبرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم شب کو تو مین نے دخل نہ دیا اب مجھکو حکم دیجیے کہ اُسکو سمجھاؤن راہ پر لاؤن شاید میرا کہنا مان لے اُس نازنین نے کہا سامنے قصر مین قفس لٹکا ہی تم بھی اپنی عقل لڑاؤ

گو نقاہت تھی مگر مصر مین جا ہی پہونچے | تھے جو اس غیرت یوسف کے خریدارون مین
منفعل اپنے گناہون سے بہت ہون غفار | بخشدینا مجھے ہون تیرے گنہگارون مین
حشر مین آکے بچائینگے ائمہ سطوت | کون ہو انکے سوا میرے مددگارون مین

کنیزون نے منھ پیٹ لیا عرض کی واری صاف ظاہر ہوتا ہو کہ کسی کے دام گیسو مین آپ کا دل اُلجھا اور بڑا جوش وخروش ہو خدا آپ کو صبر عطا کرے مگر مفصل ارشاد فرمائیے کہ شاید کچھ تدبیر ہمسے بن پڑے ہم لوگ خیرخواہان دولت اسی دن کیواسطے ہین، کہ جب مالک پر کوئی رنج والم ہو تو اُسکو برطرف کرین شمیمہ نے کہا صاحبو مقدمہ ایسا نازک ہو کہ اُسکو زبان سے نہین نکال سکتی مگر تم سب میری خیرخواہ ہو جانتی ہون کہ صلاح نیک بتاؤگی کوئی تم مین درانداز نہین ہو کنیزین قسمین کھانے لگین کہ واری اگر ہماری کوئی جان لیلے تب بھی کوئی کلمہ بدخواہی کا زبان سے نہ نکلے ہماری عزت وآبرو سب آپکی ذات سے ہو جسطرح آپ ہماری قدر کرتی ہین ہم لوگ بھی بدل وجان چاہتے ہین کہ آپ کے واسطے جان اپنی لگادین اور آپ کو اس رنج والم سے چھڑائین شمیمہ نے کہا صاحبو عجب معاملہ گذرا قدرت نے شعلۂ جوالہ پر سحر کیا کہ اُسکا قلب اُلٹ گیا اُس سحر کو میری مان کے سپرد فرمایا عین وقت پر میری مان کو بلا بھیجا امان نے کہا بیٹا تم بھی چلو شاید تم سے بھی کوئی کام بن پڑے جب دربار مین پہونچی تو امان کو قدرت نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم کشا کے پاس سے آگئے تم جاکر طلسم کشا کو لاؤ امان اُس طرف گئین مین قریب بقراط کے بیٹھی رہی جبتک بیٹھی رہی وہ نگوڑا کالا کلوٹا الو کا پٹھا ساکھو کا لٹھا بنگاہ محبت مجکو دیکھا کیا مین بدمزاج بیٹھی رہی کہ مادرمہربان طلسم کشا کو لیکر آئین میری جو اُس ظالم پر نگاہ پڑی تیر مژگان نے کلیجہ مشبک کیا خنجر ابروے خمدار نے ذبح کرڈالا دل چاہتا تھا کہ اُسکے اوپر نثار ہون اس قید سے چھڑاؤن مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہوکر چلی آئی مگر افسوس میرے سامنے اُس یوسف کنعان جرأت کو بدبختی قید کیا تحفہ جات اپنے پاس رکھے مین جب سے آئی ہون وہی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو شہزادیو نمین بی شعلۂ جوالہ مطیع خداوند ہوئی ہین مادر مہربان بیان کرتی ہین کہ سردار اُنکا طماس نامے اپنے آقا کو گود مین لیے بیٹھا تھا بی شعلۂ جوالہ نے آکر سحر کیا کہ وہ جوان ہٹ گیا اور سب شاہزادیان دوڑ کر آئین مگر مادر مہربان بلند ہوچکی تھین

کہ کیا تدبیر کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی
پاس شیر نگ کے آکر پوچھا کیون بھائی خیر تو ہی کچھ پتہ ملا شیر نگ نے سب حال کہا
اور کہا کہ سامنے ایک باغ ہی گلرخسارہ وہان کی حاکم ہی وہ عاشق ہوئی ہی مین گیا تھا
مگر بے حصول مطلب بھاگ آیا شاپور نے سب حال سنکر کہا بھائی تم یہان بیٹھو ہم
تم ملکر عیاری کرینگے ہم تمکو ضرور ساتھہ لیچلین گے شیر نگ تو اُسی مقام پر بیٹھا رہا
مگر شاپور شیر دل جنگل مین دوڑا دوڑا اسپر رہا ہی ایک چشمے کے قریب آکر ٹھہرا
دیکھا کہ ایک جادوگر سامنے سے آتا ہی جیسے ہی چشمے کے قریب پہونچا چاہا کہ پانی پیوین
شاپور نے ساحر کی صورت بنکر للکارا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ جادوگر رکا شاپور قریب
آیا کہا اے بھائی مین نے کل سے سونا جاگنا موقوف کیا ہی آٹھ پہر اسی مقام پر موجود
رہتا ہون کہ کوئی بندہ سامری آفت مین نہ مبتلا ہو اے بھائی ایک مار سیاہ آکر اسمین
پانی پیتا ہی اسوجہ سے منع کرتا ہون کہ پانی ہوکر بہ جاؤگے اِن باتون مین لگا کر شاپور
نے اُس ساحر کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کے کنارے ڈالدیا مگر جھولی جو اُس ساحر کی
ٹٹولی تو ایک نامہ نکلا نامے کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اِس ساحر کا گلفروش جادو
نام ہی فرستادہ بہمن شعبدہ باز ہی اُسنے گلرخسارہ کو نامہ لکھا ہی مضمون یہ تھا کہ ہمکو
معلوم ہوا کہ برادر طلسم کشا تمھارے پاس قید ہی اسی ساحر کے ہاتھ روانہ کرو ورنہ
غضب خداوندی مین مبتلا ہوگی شاپور نے وہ نامہ نکال لیا اُسکو پڑھکر گلفروش کی
شکل بنا نامہ لیکر چلا قصر مین گلرخسارہ کے آیا بلا خوف نامہ ہاتھ مین گلرخسارہ کے دیا
گلرخسارہ نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر بہت مایوس ہوئی کنیزون سے کہنے
لگی صاحبو مجھکو بڑی مشکل ہی اگر قید روانہ کرون تو دل نہین مانتا اگر نہ روانہ کرون
تو برائی ہوتی ہی شاپور نے عرض کی اے ملکۂ عالم مجھسے تو مفصل حال بیان کیجیے مین
اُسکا انتظام کرون یہ سنکر گلرخسارہ نے تمام کیفیت اپنے عشق کی بیان کی کہ اُس ظالم
پر میری جان جاتی ہی مین کیونکر قید حوالے کرون شاپور نے کہا آپ جلسہ آراستہ
کیجیے مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسکو راضی کر دونگا آپ نے جو جبر کیا ہی اسی جبر سے وہ خائف

لرار ہا ہی سنگ ہاے کلان گر رہے ہین جس مقام پہ پتھر گرا اُس خیمے کو مٹا دیا ہر طرف ہنگامہ ہی
سکندر نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ سحر کو مٹاؤن کہ پہلوے صحرا سے برق چمکی سکندر و نجم وغیرہ
دیکھ رہے ہین کہ ایک مہ پارہ نے آکر پتلے فولادی جھولی سے نکالے اُن پتلون کو چھوڑا اُن پتلون نے
آکر پہاڑ کو ریلا جس مقام پر تھا وہین آکے قائم ہو گیا سکندر نے کہا ای نجم دیکھو مدد غیبی پیدا ہوئی
تمنے پہچانا کہ یہ شاہزادی کون ہی نجم نے کہا حضور مین نہین پہچانتا مگر ارسطوے ثانی بولا کہ ای
شہریار مین اسے پہچانتا ہون یہ شاہزادی دختر علامۃ النسرین غدار ہی شمیمہ لالہ عذار اسکا نام ہی
سکندر نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہمارے آقاے نامدار پر مائل ہوئی تیغ ابروے اُس
جری کی گھائل ہوئی سب لوگ آمادہ ہو ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجو کہ دمبدم کی خبر ملے غنچۂ آرزو
کھلے یقین ہی کہ یہی شاہزادی شاہزادہ کو رہا کرے ہم بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ بقراط کا قاتل ہمارا
آقاے نامدار ہی جو منشی قدرت نے کلک تقدیر سے صفحۂ قدرت پر تحریر کیا وہ تبدیل نہین ہو سکتا
نجم نے شبرنگ سے کہا کہ ای مہتر والا گہر خبر منگواؤ اور تم اپنے کو پاس شاہزادی کے باغ گلفشان
مین پہونچاؤ اُس سے وعدہ کرو کہ امیدوار وصل رہو وہ ضرور کوشش کریگی دیکھو کس طرح آئی اور پھر
جھٹ پٹ سحر مٹا کے چلی گئی ورنہ یہ ابر رات بھر برستا رہتا اتنے ہی عرصے مین کئی ہزار بندگان ندا
ہلاک ہوے شبرنگ اُسی وقت بانہاے عیاری جسم پر لگا کر طرف باغ گلفشان کے چلا پتہ
سکندر سے پوچھ لیا شاگردون کو حکم دیا کہ بارگاہ مین بقراط کی حاضر رہو ہرکارون کی ڈاک
بٹھا دو جو سانحہ گذرے اُسکی خبر پہونچاؤ ہرکارے طرف لشکر بقراط کے گئے مگر اب اول اول
شبرنگ بن عمرو ڈھونڈھتا ہوا سامنے باغ گلفشان کے پہونچا دروازے پر چند کنیزین
پھر رہی تھین ایک مرد نوجوان کی شکل بنکر شعلہ نامے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر باغ کے
آیا دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ ہی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین پُر آب پانی
لاجواب شبرنگ سب تماشہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے آیا دیکھا کہ ایک شاہزادی حسین و
جمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک نسرین و نسترن مبتلاے غم و محن سر خم کیے بیٹھی ہی
شبرنگ نے آکر سلام کیا کہا کیون واری آپ ملول و حزین کیون ہین اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرکار
کو شگفتہ کرون شمیمہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا کہ ای بوا شعلہ اب ہم کیا شگفتہ ہونگے اسی رنج و الم

مین تڑپ تڑپ کر جان دینگے شبرنگ نے کہا واری مین اسوقت ایک مژدہ لیکر آئی ہون اسکو سماعت فرمائیے یقین ہو کہ دل کو ڈھارس ہو خدا نہ کرے آپ ایسا کوئی بے بس ہو مین پڑی سوئی تھی کہ خواب مین دیکھا نورالدہر یعنے طلسم کشا اس باغ مین آئے ہین اور آپ سے عذر کرتے ہین کہ اے ملکۂ عالم معاف کرو ہم حاضر نہوسکے آپ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ وہ پلٹے اور قصر ہشت پہل مین داخل ہوئے پھر دیکھا کہ یکایک صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی ہین مین نے بڑھکر لوگون سے پوچھا کہ وہ قید تھے کسنے رہا کیا لوگون نے کہا بی شمیمہ نے رہا کیا یہ خواب دیکھکر مین چونک پڑی ملکہ نے کہا ای شعلہ تیرے منہ مین گھی شکر خدا ایسا کرے ایک تو کام مین نے شب کو کیا کہ لشکر کو انکے بربادی سے بچایا بی شعلہ جوالہ نے مسحور ہوکے وہ سحر کیا تھا کہ سب لشکر تباہ ہوجاتا مگر مین وقت پر پہونچی اس پہاڑ کو ہٹایا لشکر کو انکے آفت سے بچایا ورنہ ایک نہ بچتا کسی کو خبر نہ تھی بی شعلہ جوالہ سحر کرکے اپنی بارگاہ مین بیٹھ رہین انکو یہ یقین تھا کہ رات بھر پتھر برسین گے لشکر والے تباہ ہوجاینگے مگر انکے خدا نے مجھکو پہونچایا مین نے اس ابر کو ہٹایا اب خدا ایسا بھی کرے کہ تیرا خواب سچا ہو کہ مین طلسم کشا کو بھی رہا کردون مگر ابھی تک کوئی بات عقل مین نہین آئی کہ کیونکر رہا کرونگی بقراط ایسا ساحر زبردست موجود ہو اور مادہ بیری علامہ کہ جسکے سحر سے لوگ امان مانگتے ہین وہ طلسم کشا کی جانی دشمن ہو رہی ہو یہ سنکر شبرنگ قدمون پر گر پڑا کہا آپ نے غلام کو نہین پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ اری غلام کیسا کنیز ہوکر غلام بنتی ہے شبرنگ نے کہا مین شاہزادے کا عیار ہون براے خبر نکلا تھا آپ تک پہونچا ملکہ نے کہا صورت اصلی دکھاؤ شبرنگ نے رنگ وروغن چھڑایا جب صورت اصلی دیکھی تب ملکہ نے پوچھا ای شبرنگ تمکو ہمارا حال کیونکر معلوم ہوا شبرنگ نے کہا جب آپ سحر کو مٹانے گئین تو سکندر ثانی بیرون بارگاہ آئے تھے آپ کو دیکھکر ارسطوے ثانی نے پہچانا تمام واقف کاران طلسم شاہزادے کے ہمراہ ہین سکندر نے مجھسے کہا کہ اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچاؤ تدبیر پختہ ملکہ کو بتاؤ ملکہ نے کہا بھیا اب مجھے زیادہ تسکین ہوئی کہ تم بھی آگئے جو کہو وہ کرون شبرنگ نے کہا دربار بقراط مین چلیے اُس سے باتین محبت کی کیجیے مجکو وزیر زادی بناکر لیچلیے مین رنگ جمالونگا تحفہ جات طلسم کشا تک پہونچ جائین پھر اور سردار بھی سب آجاوینگے قصر ہشت پہل سے لڑائی شروع ہو جائیگی

لوح مین لکھا ہی کہ بقراط یہانسے بھاگ کر قصر مروارید نگار مین جائیگا قصر مروارید کا نام سنکر شمیمہ
متفکر ہو گئی کہا ای شبرنگ بن عمرو دمامہ جادو جو بادشاہ چاہ الماس تھی یہ مروارید آسمان سیر
اُسکی پوتی ہی اگر اُسنے بقراط کو دامن مین پناہ دی تو اُسپر فتح پانا بہت دشوار ہی شبرنگ نے
کہا مین خبر پاچکا ہون کہ مروارید سے بقراط نے نامہ و پیام کیا مروارید نے جواب کہلا
بھیجا کہ یا خداوند آپ آئیے یہان وہ سامان ہی کہ کیا مجال کسی کی جو آپ پہ دست انداز ہوسکے
اگر سامری و جمشید بھی ہوتے تو وہ بھی نگاہ نہ اُٹھا سکتے شمیمہ نے کہا بڑی وجہ یہ ہی کہ وہ قلعہ
سرحد طلسم سے باہر ہی لوح وہان کام نہ آئیگی یہ جو ساحر ہمراہ ہین اِن سب کو وہ بیکار کردے گی
شبرنگ نے کہا ای ملکۂ عالم نور الدہر آقاے نامدار اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
و غرائب کے سیاح ہین مروارید کی بھی آبرو مٹے گی اُسکی بھی ساتھ بقراط کے قضا ہی تم اپنی
تدبیر کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی انشاء اللہ قلعۂ مروارید کو بھی ہلا دینگے مروارید
جادو کی بھی آبرو لین گے یہ باتین تھین کہ زور و شور سے ہوا چلی درختون کے پتے گرنے لگے
ایک ابر سیاہ زور و شور سے اُٹھا شمیمہ نے گھبرا کر کہا ای شبرنگ تم چھپ جاؤ مادر مہربان
آتی ہین یہ اُنھین کی آمد کی علامت ہی شبرنگ نے صورت کنیز کی بنکر کہا آپنے دیجیے میرے خدمت
مین حاضر رہنے سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ پھٹا علامۂ نسرین عذار تخت پر
سوار کئی سو کنیزین ساتھ تخت اُڑتا ہوا آیا شمیمہ نے اُٹھکر استقبال کیا تخت علامہ زمین پہ آیا
علامہ نے آتے ہی گھبرا کر پوچھا ای نور نظر آج شب کو عجب معرکہ گذرا مین اپنے مکان مین تھی
وہان شعلۂ جوالہ نے سحر کیا کہ لشکر طلسم کشا کو تباہ کرون مجکو بیرون نے خبر دی کہ تمنے جا کر اُس
سحر کو برطرف کیا بیر صاف صاف بیان کرتے تھے کہ بی شمیمہ تھین شمیمہ نے کہا ای مادر مہربان
آپکو دھوکہ ہوا مجھے کیا ضرورت تھی کہ اُنکے سحر کو برطرف کرتی علامہ خاموش ہو رہی اب
شبرنگ نے گلا بیان لا کر رکھین کہا حضور آپ کی صاحبزادی کے برابر کوئی صاحب عصمت و
عفت نہین ہی سارے باغ کی سیر کیجیے مردانے نام کا کوئی پھول نہین رکھا میرے ہاتھ سے
شراب پیجیے سب شکوک نکل جاوینگے علامہ کچھ نہ کہہ سکی شبرنگ نے بایان کھینچا سید ھا سید ھا
ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

پہلو سے میرے اُٹھ کے جو وہ سیمبر گیا — مین کیا کہون کہ دلپہ جو صدمہ گذر گیا
باد صبا جو ہو گذر اُس شوخ تک ترا — کہنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا
نکلے گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو — دیوانہ تیرا ڈھونڈھنے تجکو جدھر گیا
شرما کے رخ سے ابر مین ماہ فلک چھپا — سونے کو بام پر جو وہ رشک قمر گیا
آیا عجیب دور کہ نشئے ہرن ہوے — میخانہ وہ کہان ہی وہ ساقی کدھر گیا
آئی بہار باغ مین ہین مست بلبلین — جام شراب دے مجھے ساقی کدھر گیا
طاقت نہین زبان مین بیان اُسکو کیا کرین — جو ہمپہ تیرے ہجر مین صدمہ گذر گیا
مانند صبح اپنا گریبان کرونگا چاک — تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا
اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم رہے — وہ صحبتین گئین وہ زمانہ گذر گیا
بعد فنا بھی اُسنے شگفتہ کیا نہ دل — دو چار پھول آکے نہ تربت پہ دھر گیا
قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے — خون گلو سے دامن شمشیر بھر گیا
آیا نہ پھر کے کوچۂ دلدار سے کبھی — خط لیکے میرے پاس سے جو نامہ بر گیا
آئیگا قدسیون کی عبادت مین بھی خلل — میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا
لاکر قفس مین قید جو صیاد نے کیا — آخر پھڑک کے بلبل ناشاد مر گیا
سطوت ہین اس زمانہ کے معشوق بیوفا — دل میرا وہ فریب سے لیکر مکر گیا

شبرنگ نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ علامہ بہت خوش ہوئی کہا اے شعلہ تو نے بڑا کمال پیدا کیا شبرنگ نے عرض کی مالک کا روپیہ صرف ہوتا ہی مجھے بھی کچھ آئین بائین شائین آگیا یہ کہکے جام لبریز کیا سامنے علامہ کے لایا علامہ نے بیخوف ہاتھ بڑھا دیے جام لیا چاہا پی جاوئن مگر نگاہ تند جو شراب پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی علامہ نے کہا ای شعلہ یہ کیا ہوا شبرنگ نے عرض کی کہ عکس اسپر کسی کا پڑ گیا ورنہ آپ ملاحظہ کرتین کہ کیا مزا ملتا علامہ نے کہا ای شعلہ شکوک بڑھتے جاتے ہین تیری باتون سے دل کانپتا ہی شبرنگ نے کہا حضور ایک جام پی لین پھر مجکو قتل کرین شک کیون دل مین رہے علامہ نے کہا کیا کہون جو خیال ہوتا ہی مگر نور نظر کا پاس ہی اور کیا عجب ہی کہ میرے بیرون نے دھوکہ کھایا ہو لشکر مین طلسم کشا کے کیسی

کیسی شاہزادیان حسین وجمیل اور سحر مین کامل واکمل ہین اُنمین سے کوئی ہمشکل شمیمہ کی ہوگی جسنے سحر شعلۂ جوالہ کا مٹایا ہمارے پیر یہ سمجھے کہ شمیمہ ہی شبرنگ نے اور باتین نکالین کہا حضور شعلۂ جوالہ کو بلا لیجیے کہ آپ کا ساتھ دے جم کر میدان مین لڑے علامہ نے کہا اب ایسا ہی سحر کرونگی اب شبرنگ نے اِدھر اُدھر کی باتین کرنا شروع کین کبھی بقراط کی تعریفین کرتا ہی کبھی طلسم کشا کو بُرا کہتا ہو ایسی باتین بنائین کہ آخر باتون مین لگا کر جام شراب دھوکہ دے کے دوسری کنیز کے ہاتھ سے علامہ کو پلوادیا وہ قاتل بیہوشی ڈالدی تھی کہ اگر قدرے دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان بلبلا کر نکل آوین پیتے ہی علامہ گھبرائی کہا کیون شعلہ اس شراب مین کیا تھا کہ سینہ جلا جاتا ہی قلب تھرا رہا ہی شبرنگ نے کہا حضور یہ شراب لوکشید تھی اسنے گرمی کی ذرا اُٹھ کے ٹہلیے تو مطلب حاصل ہو یہ کہکے چند کلمے سخت کہے کہ علامہ اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی چند قدم چل کے لڑکھڑا کے گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شبرنگ نے زبان مین سوزن دی اور دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی علامہ کو تو ایک صندوق مین بند کیا شمیمہ سے کہا مین علامہ کی شکل بنتا ہون دربار بقراط مین چلیے جو باتین مین کرون آپ بھی ہان ہان کرتی جایئے گا آج ہی آقا کو رہا کیے لیتے ہین مگر آپ بھی کچھ بیان کیجیے گا جس سے بقراط کو یقین ہو کہ مجھپر شمیمہ عاشق ہوئی تحفہ جات سامنے رکھا دیجیے گا شاہزادے کو بلائیے گا فرمائیے گا کہ مین اپنے ہاتھ سے اُسے قتل کرونگی تب بقراط رضامند ہوگا شمیمہ نے کہا علامہ کی صورت بنو مین دیکھ تو لون شبرنگ اُسی وقت گوشے مین گیا وہان جاکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا علامہ کی شکل بنکر تیار ہوا سامنے جو شمیمہ کے آیا شمیمہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور خوف سے کانپنے لگی شبرنگ نے کہا کیون حضور صورت مشابہ ہی شمیمہ نے کہا ای شبرنگ کیا کہنا مین تو اسوقت ڈر گئی کہ مادر مہربان کیونکر آئین بقراط نہ پہچان سکے گا اور مین بھی اُسکو حیلون مین لونگی تحفہ جات منگوا کے رکھوالونگی مگر لشکر مین خبر کردو شبرنگ نے کہا مین جاؤن سکندر سے کہ آؤن شمیمہ نے کہا مین نامہ روانہ کرتی ہون یہ کہکے بنام سکندر ثانی عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ گیتی ستان شبرنگ میرے پاس پہونچا علامہ کو پکڑ لیا اب دربار بقراط مین جاتی ہون سکندر دربار مین بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ کچھ حال معلوم ہوا کہ شبرنگ پہونچا یا نہین پہونچا نجم نے کہا ای شہنشاہ یہ فرزندان خواجہ عمرو

ہین جو ارادہ کرینگے وہ کر کے دکھا دینگے نشان سب مین نے سمجھا دیا ہی یہ ذکر تھا کہ ایک طائر
اڑتا ہوا آیا ارسطوے ثانی نے دیکھ لیا کہ گلے مین طائر کے کاغذ بندھا ہی کہا ای شہنشاہ اس
طائر کو بلائیے آپ ہی کی جانب دیکھ رہا ہی سکندر نے اشارہ کیا وہ طائر کاندھے پر آبیٹھا
سکندر نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون مذکور لکھا تھا ہنسکر کہا لو صاحبو تیاری کرو صورت رہائی
طلسم کشا نکل آئی یہان سب کمر بندی کرنے لگے مگر شبرنگ بہ صورت علامہ بنا ہوا اور شمیمہ
بصورت اصلی چلے چند کنیزین جو سحر مین کامل تھین انکو ساتھ لے لیا تخت پر سوار ہوکر تخت اڑایا
یہان دربار مین بقراط بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ لشکر طلسم کشا کو خبر نہونے پائے کہ طلسم کشا کو قتل کرون سب
سردار کہ رہے ہین کہ حضور اب کیا دیر ہی آپ نے خوب انتظام کیا سب کی جان بچالی بقراط
کہ رہا ہی اب تھوڑی دیر مین شعلۂ جوالہ بھی آتی ہوگی یہان شعلۂ جوالہ جو سوکر اٹھی بیرون بارگاہ
آکر دیکھا کہ لشکر مین کمر بندی ہو رہی ہی کسی سے پوچھا رات کو صاحبو لشکر مین پتھر برسے تھے کسی نے کہا
تھوڑی دیر برسے پھر وہ پہاڑ اپنے مقام پر جاکر قائم ہو گیا ہمارے شہنشاہ بھی حیران ہین آپ کو
شہنشاہ نے بلایا ہی شعلۂ جوالہ سمجھی کہ اب جو جاؤنگی تو حال کھل جائیگا اور یہ جو سنا کہ سب لشکر جا پڑیگا
سکندر آمادہ ہین کہ چلکر طلسم کشا کو رہا کرین شعلۂ جوالہ نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا پر پرواز
پیدا کر کے اڑتی ہوئی چلی دربار مین بقراط کے پہونچی بقراط خوش ہو گیا کہا لو صاحبو سحر کامل
ہوا شعلۂ جوالہ نے آکر سجدہ کیا کہا یا خداوند لشکر طلسم کشا آتا ہی وہ جنگ پڑیگی کہ آپ کو قیام مشکل ہوگا
سب شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین سکندر نے بھی خوب تیاری کی ہی نہین معلوم کسنے خبر پہونچادی
ہین تو نکل آئی کہ ایسا نہو مجھپر سب مل کے بلوہ کرین وہ وہ شاہزادیان موجود ہین کہ جن سے بچنا
دشوار ہوگا سکندر نے وہ سحر تیار کیے ہین کہ کل لشکر پر آگ برسے گی بقراط نے کہا طلسم کشا کو بلاؤ
مگر علامہ کا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ اسنے کیا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی بقراط نے دیکھا کہ علامہ
اور شمیمہ آتی ہین انکو دیکھکر کلیجہ دھڑکنے لگا سرداروں سے کہا عجب معرکہ ہی دل کچھ اور خبر دیتا ہی
معرکہ اور کچھ ہی کہ تخت شمیمہ کا زمین پر آیا بقراط نے کہا ای علامہ ایک تو تمھارے سحر کی تاثیر دیکھی
کہ شعلۂ جوالہ آگئی مگر نہین معلوم کسنے خبر پہونچادی کہ لشکر طلسم کشا کا تیار ہو رہا ہی شعلۂ جوالہ نے
خبر دی ہی کہ لشکر تیار ہو رہا ہی شمیمہ نے کہا یا خداوند مین نے رات کو عجب خواب دیکھا کہ میرے

باغ مین آپ تشریف لائے ہین مین نے سلام کیا آپ نے فرمایا کہ عرش اعلی پر چلو مین آپ کے ساتھ عرش اعلے پر گئی آپ پہلے پردے مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے نکلے لاکھون فرشتے جمع تھے حوران جنان نے آکر مجھے دُلھن بنایا مین آپ کے پہلو مین بیٹھی حورین مبارکباد دینے لگین یا خداوند یہ خواب کیا دیکھا اُسوقت سے دل آپ پر مائل ہی جی چاہتا ہی کہ آپ کے پاس سے نہ ہٹون علامہ نقلی نے کہا یا خداوند مین نے ہر چند سمجھایا کہ بیٹیا تامل کر دمین طلسم کشتا کا خاتمہ کرلون تب چلو اسنے کہا مجکو چین نہین پڑتا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

دو اپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا — پردہ اُٹھاؤ بیچ سے شرم و حجاب کا

لیجا کے دام زلف مین مجکو پھنسا دیا — یارب بُرا ہو اُس دلِ خانہ خراب کا

میخانہ پر وہ جھوم کے آئی ہی پھر گھٹا — ساقی پلا دے مجکو پیالہ شراب کا

رو رو کے مین نے دفتر اعمال دھو دیے — دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا

اب کیا کسی حسین سے دل اپنا لگاؤن مین — افسوس ہی گذر گیا عالم شباب کا

آئی جو بے ثباتی دنیا بر اے سیر — استاد موج نے کیا خیمہ حباب کا

بے دام بلبلون کو کریگا اسیر کیا — صبا دے نے جو عطر ملا ہی گلاب کا

زلفون نے بڑھکے ڈھانپ لیا روے یار کو — لوٹا جو بند رات کو اُسکی نقاب کا

دریا پہ میکشی جو کریگا وہ بحر حسن — حاضر کریگی موج پیالہ حباب کا

اے خضر مین نہ خواہش آب بقا کرون — مجکو مزہ ہی یار کی جھوٹی شراب کا

روئین نہین تصور گل مین یہ بلبلین — چھڑکاؤ ہر روش یہ کیا ہی گلاب کا

آیا نہین ہی پھر کے ابھی تک وہ نامہ بر — اُس سے سوال کرنا ہی خط کے جواب کا

کانٹے پڑے ہوے ہین ہمار زبان مین — مشتاق ہی گلا ترے خنجر کی آب کا

کیونکر منائین سب نہ مری چشم تر کی خیر — عالم کی زندگی ہی برسنا سحاب کا

پایا شرف جہان کے ہر اک بادشاہ پر — سطوت بنا گدا جو در بو تراب کا

جب مین نے اسکو بہت بیقرار دیکھا تو مین نے کہا چلو قدرت کی قدمبوسی کر لو تو یا خداوند یہ مشتاق جمال ہو کر آئی ہی اب اسکے حال پر نظر مرحمت فرمائیے ایسا نہو کہ دیوانی ہو کر نکل جائے بقراط بہت خوش ہوا

شاہزادیان جو گرد بیٹھی تھین اُنکی طرف ہنس کے دیکھا کہا تم سب نے دیکھ لیا ہماری محبت کی یہ تاثیر ہی اب طلسم کشا کو بلاؤ شمیمہ نے کہا یاخداوند مین اپنے ہاتھ سے طلسم کشا کو قتل کرونگی علامہ النقلی نے کہا تحفہ جات تو منگا کر رکھ لیجیے کہ طلسم کشا دیکھکر بیقرار ہو بقراط اُٹھ کے دوڑا گیا سب تحفہ جات اُٹھا لایا لاکر تخت پہ رکھے شمیمہ اُن تحفہ جات سے کھیلنے لگی بقراط نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان لوح طلسمی دمبدم نہ چمکاؤ سحر مین فرق آتا ہی شمیمہ نے لوح کو رکھدیا لوح محفوظ اُٹھالی کہا یاخداوند یہ کیا چیز ہی بقراط نے کہا یہ وہ تحفہ ہی کہ حکماے سابق نے بنایا ہی اسماے خداے نادیدہ اسمین لکھے ہین جسکے پاس ہو اسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور انھین تحفہ جات سے طلسم کشا کو شرف حاصل ہوا کہ بڑے بڑے ساحر عاجز رہے شمیمہ نے زرہ اُٹھائی پوچھا یاخداوند یہ کیا ہی بقراط نے کہا بانیان طلسم نے یہ زرہ بنائی ہی کہ طلسم کشا اِسکو پہنے کل عجائب وغرائب سے محفوظ رہے مگر بی بی ان چیزون کو گھڑی گھڑی نہ اُٹھاؤ یہ کہکر پکار کے آواز دی کہ طلسم کشا کو لاؤ بقراط بھولا بیٹھا ہوا ہی کہ شمیمہ میرے قبضے مین آئی مین جانتا تھا کہ اس سے جب سوال نکرونگا تو یہ انکار کریگی لیکن کس آسانی سے مشتاق ہوئی ہی مگر مین نے رات کو کوئی سحر نہین کیا اِسنے خواب کیونکر دیکھا شاید یہ میری کرامات کی تاثیر ہی چند ساحر گئے طلسم کشا کو لیکر آئے طلسم کشا مسلسل ومطوق زنجیرین ہلاتے ہوے دربار مین بقراط کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب کسلامت کی اور پکار کر کہا کہ او بقراط مین تجھپر لعنت کرتا ہون بقراط نے جھلا کر کہا جو چاہو کہو اب دم بھر کے مہمان ہو بقول شیخ سعدی مثل ہی کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آرد بگوید- جلادون کو بلاؤ پہلوے قصر سے ایک جلاد قوم کا زنگی خنجر برہنہ ہاتھ مین لیکر آیا شمیمہ نے کہا یاخداوند جلاد کی کوئی ضرورت نہین مین اپنے ہاتھ سے اِسکو قتل کرونگی عمر بھر یاد کرے کہ بدعت کا انجام یہ ہوتا ہی کیسے کیسے ساحر اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور یہ سب شاہزادیان جو طلسم کشا کے ساتھ ہین جسوقت آوین تو آکر اِسکا لاشہ دیکھین یاخداوند یہ سب کہان جائینگی بقراط نے کہا یہ سب اطاعت کرینگی عمدہ ہاے جلیل پر سب کو ممتاز کرونگا کیا اِسکی قبر پر فقیر ہوکے بیٹھین گی اِسکی زندگی تک سارا جوش وخروش ہی بعد مرنے کے کون کسی کا ہوتا ہی مگر باتون پر شمیمہ کے بہت خوش ہی کہ کیا بھولی باتین کرری ہی کہتا ہی ای

علامہ تمنے سب طرح کے سحر اسکو سکھائے یہ کیونکہ سمجھی یہ تو بالکل نادان ہو دیکھو کن کن چیزون
کو پوچھ رہی ہو علامہ نے کہا یا خداوند مجھے تو اسپر ناز ہو کہ یہ آپ پر عاشق ہوئی مگر بعد فتح
اسکو نائب کیجیے گا بقراط نے کہا وہ مرتبہ اسکا کرون کہ عالم عالم رشک کرے کل حکم و احکام
اسی کی ذات پر موقوف رہیگا سالہا سال مین طلسم تیار ہوگا ساحران نامی یہ جابجا مقرر کمین
ان ہی کے سب احکام جاری ہون انکو ہر طرح کا اختیار ہو جو چاہین کرین شمیمہ نے کہا یا خداوند
مین اپنا سحر جابجا قائم کرونگی بقراط نے کہا مین تمھین سحر نہ کرنے دونگا ورنہ عزیزداران طلسم کشا
سب طرف سے بلوہ کرینگے تمھارے دشمن ہو جائینگے ہر شخص تمکو تلاش کریگا جن ساحرون کے
پاس یہ تحفہ جات تھے جب وہ مارے گئے تو یہ اشیا طلسم کشا کو ملین تحفہ چیز کا پاس رکھنا اچھا
نہین شمیمہ نے دونون لوحین اٹھالین کہا یا خداوندیہ تو مین گلے مین پہنونگی بقراط نے کہا
بیوی تم سب کی مالک ہو مین تمھاری جان کی حفاظت کرونگا ابھی بڑا بلوہ ہوگا سکندر کو آج
مٹا کر سب رستے بند کرونگا داداس طلسم کشا کے صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین
اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا شمیمہ نے کہا یا خداوند مجھے اسم اعظم کا بند کرنا آتا ہو صاحبقران سے ٹکرا
کے مرین غرضکہ لوح سے کھیلتے کھیلتے خنجر کھینچا کہا او طلسم کشا خاموش نہین رہتا مین تجکو قتل کرونگی
بقراط نے غل مچا کر کہا ارے صاحب یہ چیزین لیکر پاس طلسم کشا کے نہ جاؤ شبرنگ لینا لینا
کہکے اُٹھا کہتا ہوا کہ بی بی دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین یہ کہتا ہوا قریب شمیمہ کے آیا تیغہ خود اُٹھا لیا
کہتا ہوا کہ اس تیغہ سے قتل کرو تیغہ لیے ہوے شبرنگ نے جست جو کی قریب طلسم کشا کے
پہونچا شمیمہ نے لوح طلسمی گلے مین ڈالدی علامہ نقلی نے تیغہ ہاتھ مین دیا نورالدہر کے گلے
مین جو لوح آئی سب قید کٹ کر گری نورالدہر تیغہ ہاتھ مین لیکر اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ
نورالدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ✤ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش ✤ عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند ✤ دیگر زطفلی
بجرأت ہنر داشتم ✤ ظفر بر یلان عرب یافتم ✤ شہ نوجوانان لقب یافتم ✤ ساحر جو گرد تھے نورالدہر
نے لوح کو گردش دی لوح جو چمکی ساحر بھاگنے لگے نعرہ نورالدہر کی جو صدا بلند ہوئی بیرون
بارگاہ بلوہ ہوا سکندر لشکر کو لیکر آ پڑے سکندر نے آتے ہی سحر کیا کہ زمین کانپنے لگی بقراط

بلند ہوا کل لشکر نے بقراط کو دیکھا بقراط نے آواز دی ہان یارو ان سب کو قتل کرو ایک
طرف سے آکر ہمارے مرصع پوش نے سحر کیا کئی ہزار ساحر بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

یار نے جب کہ مجھکو بھیجا خط — مین نے آنکھون پہ رکھا اُسکا خط
میرے معشوق کا جو آیا خط — زندگی کا ہوا سہارا خط
نامہ بر کو وہ قتل کرتا ہی — تو ہی لیجا صبا ہمارا خط
قدر گھٹ جائیگی غرور نہ کر — عارض صاف پر جو نکلا خط
سر قلم نامہ بر کا اُسنے کیا — پرزے غصہ سے کرکے میرا خط
خوش بہت ہوگا قاصد اوہ گل — مین نے پھولون سے ہی بسایا خط
ہاے کب دل کا حال یاد آیا — لکھ چکا جب مین اُسکو سارا خط
وصل کے لفظ پہ پڑی جو نگاہ — چاک اُسنے کیا ہمارا خط
اُسنے لکھے رقیب کو نامے — ہاے مجکو کوئی نہ بھیجا خط
کوئی مطلب نہ رہگیا ہو کہین — بیخودی مین ہی اُسکو لکھا خط
ایک گل کو جو بھیجنا ہی مجھے — خط گلزار مین ہی لکھا خط
قاصد آیا جو اُسکا ای سطوت — زندگی کا ہوا سہارا خط

کئی ہزار ساحر سحر سے ہمارے مرصع پوش کے اپنے لشکر پر جا پڑے لڑنے لگے
سکندر لڑتا بھڑتا آتا ہی سب شاہزادیان پشت پر نجم اختر شناس ایک طرف ارسطوے
ثانی ایک طرف جب یہ لوگ سحر کرتے ہین تو آسمان سے آگ برستی ہی کبھی جھونکے ہوا کے
چلتے ہین ایک طرف سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ
صاحبقران بفوج کثیر آکر پہونچے سکندر نے آکر نور الدہر کو گھوڑے پر سوار کیا
صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ نور الدہر مجمع ساحران مین گھرا ہوا ہی قریب آگئے
بدیع الزمان و قاسم یا تو چھپے ہوئے آتے تھے یا فوج کفار پر جا پڑے لڑ بھڑ کر
نور الدہر کو اپنے مجمع مین لیا اب نور الدہر لڑتے ہوے بڑھے مگر فوج اسقدر ہی کہ
مجمع سے گھوڑا بڑھانا دشوار ہی ایک طرف بدیع الزمان پشت پر کئی سو سردار ایک

طرف سے قاسم نوجوان نعرے کرتے ہوئے جس طرف جا گرے پرے کے پرے درہم
وبرہم کر دیے بدیع الزمان سے آنکھ مل رہی ہے اور ایک طرف مالک و لندھور
صف شکن تیغ زن اس لطف سے لڑ رہے ہیں کہ خون کے دریا بہا دیے ہیں کہ دوسری
گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان آکر شریک
جنگ ہوئے نورالدہر کو جو دیکھا کہ پرے درہم وبرہم کر رہے ہیں بیچ فوج پر جا پڑا
جس طرف ہنگامہ دیکھا اسی طرف رخ کیا امیر نے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان بھی آگیا اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار + یکے
تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد +
سر سرکشان جملہ در خاک کرد + ایک طرف سے لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور
جزیرہ ہائے دریا را اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم شنیدی منم لندھور بن سعدان +
مالک اژدر نے نعرۂ لندھور کی جو صدا سنی نیزہ اٹھا کہ نعرہ کیا نعرۂ مالک منم مالک
اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین + اگر تیغ کین برکشم از غلاف + تزلزل فتد درمیان
مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم + کہ تیسری گرد اڑی
سب نے دیکھا رستم پیل تن و پیل کن کشندۂ فویل ہندی و دو پیل ہندی علم شاہ نوجوان
بھی آگئے رستم نے دور سے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے وہیں سے نعرہ کیا نعرۂ رستم
علم شاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ارشد اولاد امیر عرب +
کیست علم شاہ چو رستم لقب + نعرہ کرکے شریک جنگ ہوئے پھر گرد بلند ہوئی صاحبقران
حیران میران دیکھ رہے ہیں کہ دیکھا بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد بصد صولت و شوکت
آکر پہونچے شریک جنگ ہوئے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم +
بہار گلستان کاؤس و جم + آکر شریک جنگ ہوئے ہر ایک طرف تلوار چل رہی ہے ہنگامہ
گیر و دار بلند ہے مگر ملکہ شمیمہ بلند ہو کر آسمان پر آئی سحر کر رہی ہے جب سحر کیا ہزار دو ہزار
کے سر کٹ کے گرے بحسرت تمام نورالدہر کو دیکھ رہی ہے چہار طرف تلوار چل رہی ہے بادشاہ
جمجاہ کو جو سرداروں نے دیکھا بشوکت تمام پایا ہر چند ساحر سحر کرتے ہیں مگر بادشاہ پر

سحر تاثیر نہین کرتا علم شاہ بھی شیرانہ لڑ رہے ہین بقراط ثانی تخت پر سوار ہی کل افسران فوج
اسکو گھیرے ہوے ہین بقراط نے دیکھا کہ فوج اسلام بھی بیحد ہو گئی جہانگیر بھی آکر پہونچے
گھبرا گیا ہر چند اپنی فوج کو اشارہ کرتا ہی مگر فوج بیدل ہو رہی ہی شعلۂ جوالہ ایک جانب کھڑی
کانپ رہی ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی کیون صاحبو مین کیا کرون کنیزین کہتی ہین واری
آپ شریک طلسم کشا ہین لہذا شاہزادیون کی شریک ہو جایئے شعلۂ جوالہ کی آنکھون سے
آنسو ٹپک پڑتے ہین بقراط نے جب دیکھا کہ فوج دل دہی نہین کرتی گھبرایا قلعہ مروارید کا
یاد آیا مگر دیکھتا ہی کہ ہر طرف سے سردار جنگ کرتے ہوے آتے ہین حیران ہی کہ کدھر سے نکلون اگر
بلند ہو کر جاتا ہون تو طلسم کشا قادر انداز ہی اسکا تیر خطا نہین کرتا مین قتل ہو جاؤنگا اہل فوج
دنگ ہین اپنی جان سے تنگ ہین شبرنگ بن عمرو نے جو دیکھا کہ شعلۂ جوالہ ہاتھ سے
جاتی ہی شمیمہ سے کہا مین جا کر علامہ کو قتل کرتا ہون کہ شعلۂ جوالہ ہوش مین آئے شمیمہ نے کہا
ای شبرنگ ابھی تامل کرو یہ تو دیکھو کہ انجام کار کیا ہوتا ہی غرضکہ ہر طرف سے فرزندان صاحبقران
نے دباؤ ڈالا اور بڑھ بڑھکر شمشیر زنی کی کہ افسران فوج بقراط بھاگنے لگے سامنے آکر سکندر
و نجم و ارسطو نے سحر کیا کہ زمین کانپی ہوا سے سرد چلی دس ہزار ساحر مبہوت ہو گئے پہاڑون
سے سر ٹکراتے تھے دیوانہ وار و وحشی مثال غل مچاتے تھے اس غل مین یہ مضمون تھا نظم

تم اگر باغ مین دکھلاؤ بہار عارض — بلبلین گل کو کرین آکے نثار عارض
عاشقو بوسہ پہ بوسہ وہ عطا کرتے ہین — ہم نہ کسطرح کرین دلکو نثار عارض
وہ مکدر رہتے مری خاک کا دھوکہ جو ہوا — اپنے دامن سے کیا پاک غبار عارض
سیر گلشن کو جو وہ رشک چمن جاتا ہی — بلبلین ہوتی ہین آ آکے نثار عارض
کوچۂ زلف مین افسوس بھٹک کر آیا — جبکہ دل بھول گیا راہ دیار عارض
گورے گالون پہ تمھارے یہ نہین خط سیاہ — سایۂ زلف ہوا ہی شب تار عارض
دیکھکر حسن ترا جب سے ہوا ہی سکتہ — اب نہین آئنہ ہوتا ہی دوچار عارض
تیری پیشانی پر نور ہی روز روشن — زلف شبرنگ نہین ہی شب تار عارض
خلد سے دیکھنے کو حسن ترا آتا ہی — دل سے رضوان کے کوئی پوچھے بہار عارض

	سرخ رو حشر کو فردوس مین ہون آبسلطوت		قبر مین خاک شفا ہو جو غبار عارض	

بقراط نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ تمام لشکر مین ہنگامہ ہی ساحر دیوانہ وار دوحشی مثال پھرتے
ہین نہ سحر کرتے ہین نہ لڑنے پر آمادہ ہین ہر ایک کا قصد ہو کہ جان بچا مین بھاگ جائین بقراط
بہت گھبرایا چاہا سامنے سے نکل جاؤن دیکھا صاحبقران زمان لڑتے ہوے آتے ہین لاکھون
ساحرون کا اُمیر پر بلوہ ہی مگر دودستی تلوار مار رہے ہین اُدھر سے پلٹا چاہا پشت کیطرف
سے نکل جاؤن دیکھا بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد لڑتے ہوے آتے ہین نقش دفع سحر گلے مین
اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ایک پہلو کی جانب چلا دیکھا طلسم کشا بہ ذات خود رستمانہ جنگ کرتے
ہوے آتے ہین اور بقراط پر نگاہ ہی سکندر ثانی نے لاکھون ساحر مارے دریاے
سحر بنایا لاکھون کو ڈبو کے مار اسب خیمے خالی پڑے ہوے ہین دوسرے پہلو کی طرف چلا
دیکھا رستم لڑتے ہوے آتے ہین ہر فرزند صاحبقران کے ساتھ جادوگرنیان سحر مین کامل
ہین وہ جادوگرنیان طبقے زمین کے ہلا رہی ہین جہانگیر بھی شیرانہ لڑتے ہوے آتے ہین
اب بقراط گھبرایا کہ کس طرف سے جاؤن کہان جا کر چھپون اگر اُڑ کر جاتا ہون تو سکندر ثانی
وغیرہ روکین گے طلسم کشا کا تیر خطا نہین کرتا اس سوچ مین حیران و پریشان کھڑا ہی ایسا
متردد ہوا کہ سحر بھی فراموش ہو گیا کہ دیکھا طرف سے کوہستان کے ایک ابر مروارید نگار
اُٹھا موتی برستے ہوے ہزار ہا طائر گرد ابر کے مصروف زمزمہ سرائی ہین تلوارین ابر سے
برس رہی ہین صورت ابر کی دیکھکر خوف آتا ہو کہ وہ ابر اُڑتا ہوا آیا دیر تک موتی برسے
بقراط نے پکار کر کہا کون مہربان ہو کہ جو اسوقت مین آیا یہ تو یقین کامل ہو کہ میری مدد کرنے
آیا ہو لیکن اپنے کو ظاہر کرے کہ مین بھی آگاہ ہون کہ کون ہی ابر مروارید نگار سے آواز
آئی کہ اے بقراط ثانی تیرے غرور نے تجکو پست کیا بیٹھے بیٹھے تیرے دماغ مین دعوی
یکتائی سمایا کیون اپنے کو خداوند کہوایا اب بھی خوف کر سامری و جمشید دونون پرانے
خداوند ہین ہر چند کہ دنیا سے اُٹھ گئے مگر اُنکے نام کے تحفہ جات موجود ہین وقت پر تاثیر
کرتے ہین خاک قبر مین یہ تاثیر ہی کہ کیسا ہی ساحر زبردست ہو جب وہ خاک سامنے اُڑا دیجاتی ہی
بیہوش ہو جاتا ہی تیری کس شے مین تاثیر ہی اگر تو اعتقاد سامری و جمشید کرلے تو مین تجکو نکال

لیجلون بقراط نے گھبرا کر کہا مین سامری وجمشید کا چھوٹا بھائی ہون ابر سے آواز آئی
کہ بیہودہ نہ بک اُنکا تو بندۂ مغضوب ہی دیکھ تصویر سامری آتی ہی اسکو سجدہ کر تیری شکل
آسان ہوگی ورنہ آج ایسا گھرا ہی کہ جان بچنا دشوار ہوگی تیری بداعمالی نے سب ملک تباہ
کرائے بقراط نے پکار کر کہا مین بندۂ سامری وجمشید سہی ای مہربان جو تمنے کہا وہ ہی
مین نے قبول کیا مگر اپنے کو ظاہر کیجیے کسی طرح جان بچائیے یکایک ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک
جادوگرنی بصورت مہیب وشکل عجیب وغریب بیٹھی ہی اور تخت پر ایک صندوق رکھا ہی
اس صندوق پر دو تصویرین خود آواز دیتی ہین کہ ای بقراط ثانی جلد ہمکو سجدہ کر ورنہ
قتل ہو جائیگا بقراط نے ناچار و مجبور اُن تصویرون کو سجدہ کیا اُس ساحرہ نے پکار کر
آواز دی کہ ای بقراط مجکو نہین پہچانتا منم ملکہ مروارید آفت خیز بقراط نے پکار کر آواز
دی کہ ای مہربان اسوقت تیرے آنے سے روح کو راحت اور قلب کو قوت حاصل ہوئی اور
تسکین دل ہوئی مروارید نے کہا ای بقراط مین اس بلوے مین سحر نہ کرونگی لیکن تجکو ابھی
نکال لیجلونگی وہان چلکر سب سامان ہو جائیگا وہ تدبیر کرون کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مرین
تا بہ قلعہ مروارید نہ آسکین جو آئیگا منھ کی کھائیگا ذلت اُٹھائیگا دیوانہ ہو جائیگا وہ جو بڑا
شخص مشہور ہی اُسکی فکر مین ہون میری جدہ کو اُسی نے مارا آجتک جابجا ذکر ہوتا ہی سامری
وجمشید کی خدائی اُسی کے نام سے روشن تھی کیسے کیسے کارنمایان کیے جادہ الماس طلسم
بے لوح کا بنایا مگر حمزہ نے اُسکو بھی شکست کیا اب مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ مسلمان نہ آسکین
نہ سرحد مین آئینگے اور نہ کوئی کام ہو سکے گا اِدھر نور الدہر اور صاحبقران نے دیکھا
کہ بقراط ابر سے باتین کر رہا ہی تیر کے تیلون سے جواب وسوال ہو رہے ہین نور الدہر
نے یہ شعبدہ دیکھکر پشت مرکب پر پڑی جمائی تیغہ طلسمی بلند کیا سب جادوگرنیان اپنی اپنی
گاتیان باندھ باندھکر آمادہ ہوئین کہ بقراط کو گرفتار کرلین ایک طرف سے صاحبقران لڑتے
ہوے چلے ایک طرف سے بادشاہ جمجاہ اور کل فرزندون کا اُسی مقام پر بلوہ ہوا مگر ملحوظ
خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ شعلہ جوالہ پایۂ تخت بقراط پر ہاتھ رکھے ہوے سحر کر رہی ہی
اکثر اہل فوج طلسم کشا اِسکے ہاتھ سے مارے گئے کئی مرتبہ سکندر ثانی نے چاہا کہ تڑپ کر

گرون اور شعلۂ جوالہ کو اُٹھالون مگر بقراط شعلۂ جوالہ کو بچاتا ہی سکندر کو قریب نہین آنے
دیتا جب چار طرف سے سردارون نے بلوہ کیا اہل فوج و تاجدار و ساحران غدار بقراط
کا ساتھ چھوڑ کر بھاگے کچھ لوگ فریاد کرتے تھے کچھ بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بعضے
جاکر جھیلون مین گرے غرق دریاے لعنت ہوے بقراط نے دیکھا کہ تخت میرا تنہا رہگیا
مگر شعلۂ جوالہ کو وہی جوش و خروش ہی دمبدم کہتی ہی یا خداوند طلسم کشا پہ کڑک کر گرون
کمر مین پنجہ ڈیکر اُٹھا لاؤن بقراط جواب دیتا ہی ای شعلۂ جوالہ خبردار یہ ارادہ نہ کر ناتحفجات
سب اُسکے پاس موجود ہین تیغۂ طلسمی کی چمک سے ساحرون کی آنکھین جھپکتی ہین اگر تجپر کوئی وار
پڑگیا تو قتل ہوجاؤگی کوئی سحر کام نہ آئیگا یہ سمجھا کر بقراط نے بلک کر آواز دی کہ یا خداوند سامری
و جمشید مجکو بچائیے وہ دونون تپلے جو تخت پر رکھے تھے اُن دونون نے مُنہ کھولے کہ دھوان
مُنہ سے نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا نور الدہر نے بڑھکر لوح طلسمی
کو چمکایا لوح محفوظ کو ہاتھ مین لیکر ہاتھ بلند کیا تیغہ چمکایا تب وہ دھوان برطرف ہوا اب جو
بنگاہ غور دیکھا تخت بقراط نہ پایا شعلۂ جوالہ اور تخت بقراط غائب ہوگیا کوئی افسر باقی نہین
رہا باقی ماندہ فوج بے سردار الامان الامان کر رہی ہو جنکے افسر باقی ہین وہ رومالون سے
ہاتھ باندھکر سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے براعتقاد تمام اطاعت اسلام کی تھوڑے عرصے
مین کل فوج آکر حاضر ہوئی ہر ایک کا قول تھا کہ آپ صاحب اقبال ہین بقراط کو مرواریدآفت خیز
لے گئی اب بہتر یہ ہی کہ اُسکا تعاقب نہ کیجیے نور الدہر نے کہا جان جانا قبول مگر بدون قتل بقراط
چین نہ پڑیگا اگر وہ آسمان پر جائیگا تو اپنے کوشش آہ مظلومان پہونچاؤنگا اور اگر تحت الثریٰ مین
گیا تو قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ای شبرنگ ہرکارے روانہ کرو خبر مفصل منگاؤ کہ بقراط
کس مقام پر گیا ہی شبرنگ نے اُسی وقت ہرکارے روانہ کیے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے
آئے دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے ؎ قطعہ ؎ تا سرِ زند آفتاب سرور باشی ؎ تا صبح وعدہ ہمدم
ساغر باشی ؎ تا نام حیات بر سر خضر بود ؎ درخانۂ اقبال سکندر باشی ؎ شہریار عالم کی عمر دراز
رہے جب بقراط یہان جنگ مین سبب بیقرار رہا تو مروارید آفت خیز عین وقت پر آکر
پہونچی وہ اُٹھاکر بقراط کو لیگئی اپنے پاس بحفاظت رکھا خاطر مدارات ہو رہی ہی سامری و جمشید

کو بقراط نے سجدہ کیا اور بی شعلہ جوالہ پاس بقراط کے حاضر ہین بیچ مین ایک صحرا اسے آہوان
بنا یا ہی کہ کئی ہزار آہوان صحرائی اُس صحرا مین خوش فعلیان کر رہے ہین غیر کو اُس صحرا سے
نہین جانے دیتے غلامون کو جسقدر دریافت ہوا گذارش کی نور الدہر نے فرمایا کل بعنایت
پروردگار صحرا اسے آہوان کو طی کرینگے جسکی موت آئی ہو اُسکو کون روک سکتا ہو ورنہ وہ حافظ
حقیقی ہمراہ ہو لشکر مین وردیان بجین کمر بندیان ہونے لگین افسران فوج کو ہمراہ لیا رہگراے
جادۂ مطلب ہوے صبح ہوتے ہی نور الدہر نے اُٹھکر نماز پڑھی دست دعا بدرگاہ خداے
زمین و آسمان بلند کیے عرض کی کہ ای سمیع و علیم وای رحیم و کریم مطلب دل پورا ہوتا بمنزل
مقصد پہونچا نا یہ کہکر پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوے گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے لشکر نور الدہر
کا تانتا بندھا ہوا ہی نور الدہر دیکھتے بھالتے جاتے ہین ہر ایک افسر سے بخلق و مروت
کلام کرتے ہین مزاج ہر ایک کا پوچھتے ہوے وسط صحرا مین پہونچے تھے کہ یکایک آواز
الامان بلند ہوئی نور الدہر نے گھبرا کر کہا ای شبرنگ خبر تو لو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی شبرنگ
جھپٹا آگے دیکھا صحرا اسے آہوان سامنے ہی دس بارہ ہزار آہوان صحرائی پھر رہے ہین
جون ہی لشکر وہان پہونچا آہو جست وخیز کرنے لگے مگر کچھ آپس مین آوازین ملا کر غل مچانے
لگے جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ پروردگار سے فریاد کرتے ہین انسان حیران ہو جاتا ہی
اُنکی صدا اسے وحشت خیز سے کیسا ہی آدمی سنگدل ہو بیتاب ہو جاتا ہی مگر جتنا لشکر اُس
سرحد مین پہونچا غائب ہو گیا بارہ چودہ ہزار جوان غائب ہوے اب افسر غلغلہ کر رہے
ہین یہ سنکر نور الدہر آگے بڑھے گھوڑے کو چمکایا دیکھا کہ سب افسر پلٹے چلے آتے ہین کئی
افسر قریب آئے آقا کو دیکھکر رونے لگے عرض کی ای شہریار بارہ چودہ ہزار جوان غائب ہو گئے
جنکا نشان نہین ملتا نور الدہر نے اُسی وقت غسل کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسنے حکم دیا کہ مقام
بیرون سرحد ہو اپنی عقل سے کام کرو نور الدہر بڑھے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح محفوظ کو چمکاتے
ہوے صحرا مین آئے اُن آہوون نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑے ہوے قریب آئے
چہار جانب سے گھیر لیا اور مُنھ طرف آسمان کے کر کے فریاد کرنے لگے جس سے یہ اشعار
ثابت ہوتے تھے **نظم**

کوئی جہان مین مجھسے سوا ناتوان نہین
بیہوش ہون تحمل خواب گران نہین

پیری مین مجکو ڈر ترا ای آسمان نہین
کیا میری آہ تیر نہین قد کمان نہین

اک بوسہ دیکے آپ ہی دلکو خرید لیے
بازار عشق مین مرا سودا گران نہین

مین نے شراب مانگی تو بولے بگڑکے وہ
گھر میرا مےفروش کی صاحب دُکان نہین

جب پوچھتا ہون بوسہ نہ دیجے گا مجکو آپ
کس ناز کس ادا سے وہ کہتے ہین ہان نہین

کیا حال پوچھتے ہین مرے درد دل کا آپ
کیونکر کہون زبان سے کہ تاب بیان نہین

رخسار شکل گل ہی تو پھولو نہ کبر سے
وہ کونسا ہی باغ کہ جسکو خزان نہین

باغ جہان مین رہتا ہون خانہ بدوش مین
بلبل وہ ہون کہ میرا کہین آشیان نہین

مین مرگیا ہون اور وہ زندہ سمجھتے ہین
اُنکی طرح جہان مین کوئی بدگمان نہین

لب بند ہوگئے مرے سُن سُنکے گفتگو
معشوق آپ سا کوئی شیرین زبان نہین

تار نظر کا سایہ نظر آئے کس طرح
کیونکر ملے کہ اُنکی کمر کا نشان نہین

مین باغ مین وہ بلبل یکتا ہون باغبان
قابل اُجاڑنے کے مرا آشیان نہین

برہم کیا بگاڑ دیا اُنکی زلف کو
مرغوب ای صبا یہ تری شوخیان نہین

اُس شعلہ رو کے عشق نے ایسا گھلا دیا
کچھ تن مین مثل شمع مرے استخوان نہین

سطوت عروج کیا کسی شاعر کو ہو بھلا
اس فن کا اب جہان مین کوئی قدردان نہین

نورالدہر لوح چمکاتے ہوے آگے بڑھے جب آہوون نے دیکھا کہ طلسم کشتا نے نصف میدان طی کیا ایک جانب بھاگے جاکر غائب ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر کرگدن مست پر سوار اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ سحر کیا چاہتا ہی پشت پر بارہ چودہ ہزار ساحران غدار آمادۂ حرب و پیکار ہمراہ رواروی کرتے ہوے آتے ہین جیسے ہی نورالدہر پر نگاہ پڑی اُس ساحر نے پکار کر آواز دی ای جوان آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھے گا تو اپنے کو زندہ نہ پائیگا نورالدہر نے تیغ طلسمی چمکا کر آواز دی کہ او بچا قریب تو آ اُس ساحر نے بڑھکر گولہ پھینکا قریب نورالدہر گولہ آکے پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام مقام تاریک ہوگیا اُس اندھیرے مین ساحر نے ساتھ والون

کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کرو ہمراہیان نور الدہر اندھیرے مین فریاد کرتے تھے اور پکارتے
تھے کہ ای خالق ارض و سما و ای رب یکتا و ای مستجیب الدعوات و ای قاضی الحاجات یہ وقت
مدد ہی ہم عجب بلا مین مبتلا ہین نور الدہر نے تیغہ جو چمکایا دھوان مثل ابر کے پھٹ گیا روشنی
ہوگئی یہان چند جادوگرنیان جو بلاے روزگار مثل ہماے مرصع پوش و گرداب گشتی نشین
وغیرہ تھین انھون نے جو بڑھکر سحر کیے کسی کے سحر سے پھول برستے کسی نے پانی برسایا
کہ ہمراہیان ساحر بیقرار ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

گر کبھی وحشت مین جاتا ہون میان کوے دوست ‏ آنکھین دکھلاتے ہین مجکو پاسبان کوے دوست
تلخی فرقت کا مرکر بھی یہ باقی ہی اثر ‏ استخوان میرے نہین کھاتے سگان کوے دوست
عمر ہوتی ہی ہماری دشت گردی مین بسر ‏ رشک کی جا ہی کہ خوش ہین ساکنان کوے دوست
حشر کے دن عاشقون کو جبکہ بخشے گا خدا ‏ دیکھکر باغ جنان ہوگا گمان کوے دوست
مسجدون مین ذکر ہی باغ جنان کا عاشقو ‏ واعظون کی بھی زبان پر ہی بیان کوے دوست
ہوگیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین ‏ واہ بیخود ہین کچھ ایسے رہروان کوے دوست
آرزو ہی کربلا مین جا کے سطوت موت آئے ‏ قبر کی جا ہو پس مردن میان کوے دوست

ہزارہا ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکرا رہے ہین شبرنگ نے جب دیکھا کہ قریب باغ
گلفشان لشکر پہونچا تو شبرنگ باغ مین آیا ملکہ شمیمہ بھی ساتھ آئین ان سب کا باغ مین آنا
گویا بہار تازہ کا نزول ہوا اگرچہ شبرنگ بارہ دری مین آیا صندوق کھولکر علامہ کو نکالا اور
خوب سمجھایا مگر علامہ نے کوئی جواب باصواب نہ دیا تب شبرنگ نے علامہ کو قتل کیا
وہان دربار بقراط قہر مردار یدمین جما ہوا ہی مردار ید جادو کچھ انتظام کو گئی ہی اسوقت
دربار مین نہین ہی ملکہ شعلۂ جوالہ قریب تخت کرسی پر بیٹھی ہی ادھر علامہ کو شبرنگ نے مارا
ادھر شعلۂ جوالہ تھرتھر کانپی اور بیہوش ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا بقراط تو
خوش ہی کہ یہ میرے قبضے مین آئی شعلۂ جوالہ جو گھبرائی ہوئی اُٹھی دربار بقراط کو دیکھنے لگی
حیران تھی کہ مین یہان کیونکر پہونچی بقراط نے جو دیکھا کہ شعلۂ جوالہ بیہوش ہوگئی تھی اب جو
ہوشیار ہوئی تو چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہی بہت گھبرایا اور شعلۂ جوالہ پریشان ہی

کہ وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صاحب شوکت و شان نور الدہر بن بدیع الزمان
آج دربار میں نہیں ہیں مقام پر سکندرہ کے یہ خرنا شخص بیٹھا ہو سر اٹھا اٹھا کے طلسم اس
کو دیکھتی ہی کبھی آنکھیں شاہزادیوں کو ڈھونڈھتی ہیں کہ وہ صاحبان مہر و وفا کہاں ہیں بقراط
نے نشے میں ہاتھ بڑھائے کہ شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگا لوں شعلۂ جوالہ نے بلا تکلف ہاتھ
جھٹک دیا اور ایک تمانچہ اس طرح کا مارا کہ تڑاقے کی آواز کل مکان میں پیچیدہ ہوئی ساحران
بقراط جو بیٹھے تھے ہنسنے لگے آپس میں اشارے کرتے تھے کہ کیا معشوق گستاخ ہی اب تو
قدرت نہ رہے سامری و جمشید کے بندے ہوئے دیکھیں سردار یہ کیا کرتی ہو مگر شعلہ
تمانچہ مار کر بقراط کو دل میں سمجھ گئی کہ میں کسی کے سحر میں تھی بڑی مجھسے بے ادبی ہوئی کہ
اس نامعقول کے پہلو میں آکر بیٹھی قلب پر شاہزادے کے ملال پہونچے گا شاہزادیاں طعن
و تشنیع کریں گی یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھی ایک ساحر جو برابر بیٹھا تھا اُسنے کہا ملکہ کہاں
چلیں شعلۂ جوالہ نے زلف عنبریں کو ہلا دیا کئی خنجر گرے کئی ساحروں کے سر اُڑ گئے
اُسی اندھیرے میں شعلۂ جوالہ نکلی بقراط ہاں ہاں کرتا رہگیا شعلۂ جوالہ دور جا کر مثل ستارے
کے چمکی اور جھولی پر ہاتھ ڈال کر کچھ ماش کے دانے نکالے لشکر جو بقراط کا پڑا تھا اُسپر
پھینک مارے جسپر دانہ پڑا وہ جلکر رہگیا بقراط نے چلاکر آواز دی ارے صاحبو اِسکو لینا
شعلۂ جوالہ جاتی ہی نہیں معلوم علامہ پر کیا گذری کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی بیرون
نے لاکر لاشہ علامہ کا سامنے بقراط کے پہونچایا بقراط غصے سے کانپنے لگا مگر بقول شخصے کہ قہر
درویش بجان درویش غصہ کرکے رہگیا مگر شعلۂ جوالہ اُس مقام پر پہونچی جہاں نور الدہر
گھرے ہوئے جنگ کر رہے تھے آسمان سے دیکھا کہ بارہ چودہ ہزار ساحروں کے مجمع میں
گھرے ہیں تیغ طلسمی چل رہا ہی ایک ساحر خوش چشم غزال جادو نامے کھڑا سحر کر رہا ہی یہ سانحہ
جو شعلۂ جوالہ نے دیکھا آسمان سے کڑک کے گری نعرہ کیا کہ منم ملکہ شعلۂ جوالہ غزال پر گری
کہ غزال کے دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر نے جو شعلۂ جوالہ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئے
پکار کر آواز دی کہ کیوں صاحب کہاں تھیں کیونکر رہائی پائی عیش چھوڑنے کو تو جی نہ چاہتا
ہوگا ہمارا خیال بھی نہ آتا ہوگا اب کہو کس ارادے سے آئی ہو شعلۂ جوالہ نے شرمندگی سے

سر جھکا کر جواب دیا وقت پر عرض کرونگی یہ کہکے تڑپ تڑپ کے ساحرون پر گرنے لگی
کئی ہزار ساحر شعلۂ جوالہ نے مارے دریاے خون بہا دیا کہ آسمان سے گڑگڑاہٹ کی
آواز آئی نعرہ ہوا کہ منم مروارید آفت خیز نعرہ کرکے اس زور سے شعلۂ جوالہ پر گری
کہ شعلۂ جوالہ کی آنکھ بند ہوگئی نورالدہر نے تیر مارے مروارید نے وہ تیر جلا دیے
شعلۂ جوالہ کو لے گئی نجم نے چاہا تعاقب کرون ارسطو نے دامن پکڑ لیا کہا ای نجم تیر
از دست رفتہ پلٹ کے نہین آتا مگر مروارید سناٹا بھر کے نکل گئی نورالدہر کو بڑا قلق
ہوا فرمایا ای شبرنگ شعلۂ جوالہ کی خبر لاؤ اگر بن پڑے تو رہا کرکے لاؤ ہم بہت خوش
ہونگے شبرنگ اس نشان کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر مروارید کے راستہ مین ایک پہاڑ ہی
کہ کوہ بوقلمون اسکو کہتے ہین بوقلمون جادو پہاڑ پر بیٹھا ہی شراب چل رہی ہی بلبلا رہا ہی
کہ سامنے سے دیکھا مروارید ایک معشوقہ کو لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ مروارید
ذرا دم بھر کو یہان بھی ٹھہر جاؤ ایک جام شراب نوش فرما کے فوراً چلی جانا مروارید نے
جو صدا بوقلمون کی سنی ہوا سے اتر آئی پہاڑ پر آکر ٹھہری شعلۂ جوالہ کی زبان مین سوزن
دیدی ہی مگر بوقلمون نے جو شعلۂ جوالہ کو دیکھا بیتاب ہوگیا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا
جب مروارید بیٹھی تو بوقلمون نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم یہ نازنین کون ہی مروارید نے کہا
معشوقۂ قدرت عاشق طلسم کشا مین اسکو گرفتار کرکے لائی ہون بقراط کو دکھا کر اسکو قتل
کرونگی بوقلمون رونے لگا کہا ای ملکہ مروارید ایسا نہ کرو ایسی معشوق پری چہرہ کو مٹا دیجیے گا
ہمپر احسان کرو ہمین حوالے کردو مروارید نے کہا اگر تمسے راضی ہو تو اختیار ہی بوقلمون
نے جو یہ اجازت پائی خوش ہوگیا شعلۂ جوالہ کو الگ لیجا کر سمجھانے لگا کہا ای ملکۂ عالم مین
اس سرحد مین کوہستان کا حاکم ہون کیا مجال ہی کہ میری سرحد سے لشکر طلسم کشا گذر سکے
وہ فوج بھیجون کہ انکو اٹھنے نہ دے یہ وہ مقام نہین ہی کہ فتح کرتے ہوے چلے آئے
اس اقلیم مین بڑے صدمے پہونچین گے بوقلمون جب سامنے شعلۂ جوالہ کے دیر تک
ہاتھ باندھے کھڑا رہا تو شعلۂ جوالہ نے کہا کیون ای تاجدار کیا مطلب ہی بوقلمون نے کہا
مین غلام اور تابعدار ہون امیدوار ہون کہ غلام کو قبول فرمائیے اور آپ کو بھی اسوجہ مین

قید سے رہائی ملیگی شعلۂ جوالہ نے ہنسکر کہا اے شخص دعوی عشق کرتا ہو اور ہمکو اس حال مین دیکھ رہا ہو کہ زبان مین سوزن ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہین تکلیف پہونچاتے ہین زبان سے سوزن تو نکال دے کہ ہم ایذا سے بچین بوقلمون جادو بدحواس ہو رہا تھا جی مین کہتا ہے سچ کہتی ہے کہ ماران سیاہ تکلیف پہونچاتے ہونگے بس اسنے ہاتھ بڑھا کر زبان سے سوزن نکال لی سوزن جو زبان سے نکلی شعلۂ جوالہ تڑپی کہ ماران سیاہ جسم سے چھوٹ کر گرے شعلۂ جوالہ نے دونون ہاتھ اپنے ہلائے کہ دس برقین گرین بوقلمون کے دس ٹکڑے ہوگئے اندھیرا ہو گیا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من بوقلمون جادو بود اس اندھیرے مین شعلۂ جوالہ نکلی جب یہ نکل گئی تو مرواریدنے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا بڑی بُری نکل گئی بقراط بہت رنجیدہ ہوگا یہ سوچتی ہوئی اُٹھی طرف مکان کے پلٹی ہوئی آتی ہے راہ مین باغ عنبر بیل ہے بیٹی اسکی ملکہ عنبر افشان جادو بیٹھی ہے گرد کنیزین ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے **نظم**

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب / مجکو بلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب
خون جگر فراق مین پیتا ہون جا می / بے یار مجکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
ابر بہار آکے چلی ہے ہوا سے سرد / گلشن مین چل کے جلد پلا ساقیا شراب
جی چاہتا ہے ساقی مہوش کے ہاتھ سے / تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
ہوگا ہر اک قطرہ مے رشک آفتاب / مجکو پلائے گا جو مرا مہ لقا شراب
گردون وقار ہے مرا محبوب ساقیا / ہان جھر وما کے جام مین بھر کر پلا شراب
موقوف ہے اسی پہ مری زیست تا صحا / کسطرح چھوڑون ہوگئی میری غذا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز / تو نے پلائی مجکو نہ اے دلربا شراب
خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا / ہے میرے حق مین عشق ولی خدا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہے ساقیا / کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب
سطوت ہے مست ساقی کوثر کے عشق سے / میخانۂ جہان مین ہے کیا بھلا شراب

ملکہ عنبر افشان نے مان کو جو آتے ہوے دیکھا برائے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی کہ اے مادر

مہربان آپکی محبت سے بعید ہو کہ کنیز کے قصر کی طرف سے جائیے اور مجکو سرفراز نہ فرمائیے مروارید
اُتری مسند پر آکے بیٹھی عنبر افشان نے پوچھا ای مادر مہربان آپ کہانسے آئی ہین مروارید
نے کہا بیٹیا براے ملاحظہ لشکر طلسم کشا گئی تھی لشکر دیکھا حقیقت مین کیا کیا سردار طلسم کشا
نے پیدا کیے ہین حیرت ہوتی ہو کہ اِن پہلوانون کو کیونکر زیر کیا جو قد و قامت مین یو خصال
عفریت مثال ہین طلسم کشا ایک معشوق پری پیکر ہو پتلے پتلے ہاتھ پانوُن چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن مین لاجواب جرأت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر طہماس نامے ایک پہلوان ہو
کہ دیو سے بھی بڑھکر اُسکا قد و قامت ہو زور و طاقت مین یکتا ہو لشکر طلسم کشا مین مشہور ہو
کہ طہماس کے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے اور وہ کسی سے زیر نہو تا
تھا آخر خود صاحبقران نے اُسکو زیر کیا مگر وہ مسلمان نہوا لیکن بسبب اُسکی جلالت کے
صاحبقران نے اِسپر بھی اُسکو قتل نہ کیا اور رہا کر دیا مگر عہد لے لیا کہ پھر کبھی خروج نہ کرنا
پھر وہ زمانہ آیا کہ لقا عنتلی آباد سے بھاگ کر کوہ آزر پر آیا شاہان آزر کوہ نے اپنے
دامن مین پناہ دی لشکر اسلام نے شکست کھائی بادشاہ بھی زخمی ہوے خواجہ عمر و لشکر کو لیکر
بھاگے طہماس نے پیچھا کیا ایک پہاڑ پر خواجہ چڑھ گئے طہماس نے پہاڑ کو گھیر لیا صبح کو یلغر کیا
اور لشکر تو پسپا ہوا مگر طہماس چلا ہی گیا قصد تھا کہ پہاڑ پر جا کر سب کو مارون کہ یہی شہریار
نقابدار گوہر پوش نکل آیا اور طہماس ایسے پہلوان کو پہاڑ پر چڑھ کے زیر کیا مشہور ہو
کہ گیند دھڑ کا کر دیا طہماس نے سوال کیا کہ اپنی صورت زیبا مجکو دکھائیے تو مین آپ کی
اطاعت کرون اُسکو جو صورت زیبا دکھائی وہ دل مین سوچا کہ بارہ برس کے سن مین مجھ
ایسے کو زیر کیا ہو یہ شخص جب جوان ہوگا تو شمشیر اسکی بے پناہ ہوگی عاشق ہو کر مسلمان ہوا
اب کل لشکر کا سپہ سالار ہو اُس جوان کو دیکھکر ہیبت ہوتی ہو کہ اِسکو کیونکر زیر کیا مین لشکر مین
اُنکے گئی تھی پہر بھر کامل بصورت مبدل پھری سب سردارون کو دیکھا تین تین تیس شاہزادیان
بے مثل و بے نظیر حسن مین ماہ منیر اُسکے جمال کی عاشق ہین ایک شاہزادی شعلۂ جوالہ ہو
بقراط نے اسکا قلب اُلٹ دیا تھا اسوجہ سے وہ دربار مین بقراط کے آئی تھی علامہ سنبر[illegible]
کے سحر مین تھی اُسکو جا کر اُس شہریار کے عیار نے قتل کیا شعلۂ جوالہ کو ہوش آگیا دربار سے

لڑتی ہوئی نکلی میان بقراط منھ دیکھکر رہگئے مین نے راہ مین اُسے گرفتار کیا آخر وہ بوقلمون جادو کو مارکر نکل گئی طلسم کشا کے عشق مین یہ شاہزادیان مبہوت ہو رہی ہین مین حیران ہون کہ مین نے یہ کیا کیا ایسے لوگون کو اپنی اقلیم مین کیون آنے دیا اور بقراط ثانی سے وعدۂ مدد کیون کیا اب انتظام کرتی پھرتی ہون وہ لوگ نہین رُکتے چلے ہی آتے ہین صحرائے آہوان کیسا سخت مقام تھا اُسکو طَےکر آئے تو اے عنبر افشان ایک خیال رہے کہ تم اُس جوان کو نہ دیکھنا اُسکی صورت مین تسخیر سحر ہی سب شاہزادیون نے اپنے اپنے ملک کو ویران کرایا اور اُسکے ساتھ لڑ رہی ہین عنبر افشان یہ حال سنکر پسینے پسینے ہوگئی اشتیاق پیدا ہوا کہ اُس جوان کو کیونکر دیکھون جسکی صورت سحر ہی مین نے تو آجتک اپنے باغ مین مردانہ پھول بھی نہین رکھا مگر اُسکا دیکھنا ضرور ہی بقول شاعر **نظم**

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد		بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش		ز جان آرام برباید ز دل ہوش
زدیدن ہیچ اثرے درمیانہ		کند عاشق کسان را غائبانہ

عنبر افشان کی یہ کیفیت ہوئی کہ مان کے سامنے ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ اے مادر مہربان کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ جوان لشکر کشی کرکے آئے اور آپ اُسپر لشکر کشی کرین اور اُسپر نگاہ نہ پڑے مین لشکر کشی مین نہ آؤنگی اپنے اسی باغ مین رہونگی آپ تشریف لیجائیے مین اب باغ سے نہ نکلونگی جو شاہزادیان کہ اُسپر عاشق ہین اُنھین کو مبارک رہے مرو ارید نے کہا ایک اور نیا تماشہ سنو مین جو گئی تو سُنا کہ ہر خیمہ سے صدا بلند تھی شاہزادیان تڑپ رہی تھین اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے **نظم**

خط گلے پر عاشق ابرو کے بے تاخیر کھینچ	دیر کیون کرتا ہی قاتل قتل پہ شمشیر کھینچ
ابرو و مژگان کا عاشق مرغ دل ہی صید گر	دوش سے لے لے کمان ترکش سے ظالم تیر کھینچ
عشق ابرو مین ہی دم بھر زندگی قاتل وبال	سر پہ احسان ہو جو میرے قتل کو شمشیر کھینچ
غیر کے گھر یار جاتا ہی جہان تاریک ہو	اے دل بیتاب ایسا نالۂ شبگیر کھینچ
دیکھکر قد آپ کا کہتی ہی قمری سرو سے	دار پہ بیوجہ تو مجھکو نہ اے تقدیر کھینچ

ای مصور عاشق و معشوق مین ہو جاے وصل — رنگ گل سے بلبل مشتاق کی تصویر کھینچ
جوش وحشت مین نہایت شوق ہی ای کوہسار — بنکے مقناطیس میرے پاؤن کی زنجیر کھینچ
یون شبیہ اُسکی بنائی تونے ای مانی تو کیا — لطف ہو بے ساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ
تیرے گھر سے یار ای سطوت بگڑ کر ہی چلا — لطف یہ ہی تو بھی دل سے آہ پر تاثیر کھینچ

عنبر افشان نے کہا ای مادر مہربان وہ جو تڑپ رہی تھین وہ دیوانیان ہین الغرض دیر تک مروارید ٹھہری اور بیٹی کو سمجھایا کی مگر مروارید کا یہ حال ہی کہ رنگ رو متغیر متردد و متحیر مروارید تو گئی کنیزون نے کہا واری جب سے آپکی مادر مہربان نے طلسم کشا کی تعریفین کین اُسوقت سے آپ کا عجب حال ہی عنبر افشان نے کہا صاحبو مجھے تو یہ حسرت ہی کہ اس باغ مین اُس شہریار کو لاؤن تماشہ اس باغ کا دکھاؤن تو کیا کیفیت ہو بقول شاعر نظم

آئے جب کپڑے پہن کر باغ مین وہ یار سرخ — کیون نہو فرط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ
ہو جو منظور نظر ای یار تمکو ہار سرخ — لخت دل کے لعل اشک خون کے دو نمین تار سرخ
خون آنکھون مین اُتر آیا جو دیکھا غیر کو — ہو گئین غصے سے میری آنکھین ای دلدار سرخ
موتیون کا ہار پہنے ہی جو وہ رنگین ادا — عکس لعل لب سے ہی ہر گوہر شہوار سرخ
دیکھیے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو — کپڑے پہنے ہی ہمارا قاتل خونخوار سرخ

کنیزون نے کہا واری کون صورت ہی کہ وہ اس باغ مین آئین عنبر افشان نے کہا میرا تو ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن اور استقبال کر کے اُس شہریار کو لاؤن شاید میرے حال پر رحم آجاے کہ وہ شہریار آنے مین عذر نہ کرے اور میرے ہمراہ چلا آے یہان تو یہ ذکر ہی مروارید اُدھر گئی عنبر افشان بیقراری کر رہی ہی ماں نے جو بالتصریح ذکر کیا ہی گویا تصویر آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین لیکن کسی پہلو قرار نہین آتا وہان نور الدہر واسطے شکار کے نکلے صحرا مین شکار کھیلنے لگے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا وہ آہو جان بچا کر بھاگا طلسم کشا نے پیچھا نہ چھوڑا اُسی باغ کی پشت پر وہ آہو آکر پہونچا جان کے خوف سے جست جو کی دیوار پھاند کر باغ مین آیا ملکہ نے دیکھا کہ ایک آہو پسینے پسینے ہانپتا ہوا آتا ہی وہان نور الدہر کو غصہ آیا مرکب کو جو ایڑ کی مرکب نے طرارہ بھرا چاروں تنگیان جھاڑ کر دیوار باغ کو پھاند گیا ملکہ نے دیکھا کہ

ایک شہسوار عالی مقدار حسین و جمیل پشت مرکب پر سوار عقب مین اُس آہو کے آیا کمان کیانی ہاتھ مین تھی آہو کو تیر مارا تیر کب خطا کرتا ہی دو سار ہوگیا آہو گرا وہ شہریار جھپٹ کر قریب آہو آیا قرولی کمر سے کھینچی اُس آہو کو فوراً القربانی پہونچایا ملکہ بے اختیار پکار اُٹھی فرد تیر نگاہ مست تو وا ای کجا نشست ✤ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✤ اپنے مقام سے اُٹھی جو صورت آنکھون کے آگے پھر رہی تھی وہی تصویر سامنے دیکھی صبر نہو سکا چاہا اُٹھکر استقبال کرون چند قدم چل کر لڑکھڑائی اور گری بیہوش ہوگئی نورالدہر نے جو دیکھا کہ ایک معشوق دلفریب برائے استقبال آتی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش پڑی ہی ہمہ تن شہزادہ نورالدہر نے اپنے کو ملکہ کی بالین پر پہونچایا فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا بعد تھوڑے عرصے کے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخہ کا کیا آنکھین کھولدین اور اپنے قریب اُس شہریار کو پایا جسکا دل جویا تھا زیر سر تکیہ زانوے محبوب دیکھا شرما کر اُٹھ بیٹھی کہنے لگی ای شہریار ہمارا دل آپ کو کھینچ لایا نورالدہر نے کہا اسوقت خود بخود دل کو بیقراری ہوئی تھی کہ اس آہو کا پیچھا کر کے آیا شکر ہی کہ تمکو پایا ملکہ نے ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا تم لوگون کے یہان ایک مہمان آیا ہی اُسکی خاطر کرو کنیزین گرد آگین گلابیان لا کر رکھین ملکہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھرا سامنے شاہزادے کے پیش کیا نورالدہر نے ہاتھ رکھدیا ملکہ نے کہا ای شہریار مین آگاہ ہون کہ چند شاہزادیان آپ پر عاشق ہین اُن لوگون نے شاید منع کر دیا ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا نورالدہر نے کہا یہ سبب نہین ہی بلکہ اسکا باعث مذہب ہی پیدا کرنے والے کا اعتقاد کرو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پیین ملکہ نے کہا ای شہریار صاف تو یہ ہی کہ جب مین نے لقراط کو دیکھا حیران ہوگئی کہ یہ بھڑوا کیونکر خداوند بنا مین اسکو سجدہ نہ کرونگی جب سے آجتک مجکو اُسکے نام سے نفرت ہی آپ کے خدا کا کیا نام ہی نورالدہر نے کہا ہمارا وہ پروردگار ہی کہ جسکے نام نامی پر بناے دنیا کا مدار ہی رحیم و کریم حافظ حقیقی مالک تحقیقی ملکہ نے یہ چند کلمے سُنکر کہا اب زیادہ اوصاف نہ بیان کیجیے میرے دل کو خود اعتقاد ہوا یہ کہکے واسطے سجدے کے جھکی کہا مین نے اطاعت اسلام اختیار کی جب ملکہ نے اطاعت کی تب نورالدہر نے جام نوش کیا ملکہ نے اشارہ کیا

کہ چند کنیزین سامنے آبیٹھین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

شاہد نغل ہی محکو خال روے قاتل کی
ہمارے سامنے فرہاد و مجنون طفل مکتب ہین
مرا خورشید طلعت بام پر شب کو جو بیٹھا ہی
الٰہی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لانے گا
اجل کا سامنا ہی یان کنارہ گور ہی عاشق
جو ہین حد سے زیادہ عاشقون کے خون کے پیاسے
فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کہین سطوت

بناؤنگا سیاہی آج اپنی آنکھ کے تل کی
ہمین سے عشقبازی آگے ان دونون نے حاصل کی
فلک پر فق ہوئی جاتی ہی رنگت ماہ کامل کی
یہ کیون بڑھنے لگی ہی خود بخود وحشت مرے دل کی
وہان ہی غیر کے ہمراہ رہتی سیر ساحل کی
زبان منھ سے نکل آئی ہی اُنکی تیغ قاتل کی
لطافت سے فقط ہی شعر گوئی ہمنے حاصل کی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی نورالدہر پہلو مین عنبر افشان کے بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین اور عرض کی وارہی سیلاب ابلق سوار شنگیز آپ کا تین لاکھ فوج سے آیا ہی بیرون باغ آکر اُترا ہی اسقدر بد حواس ہی کہ کمر بھی نہین کھولی اور طرف باغ کے آتا ہی آپ چھپ جائیے ہم لوگ سمجھالین گے سمجھا کے ہٹا دین گے ملکہ اُٹھنے لگین نورالدہر نے دامن تھام لیا فرمایا کہ اِی ملکہ کہان جاتی ہو کہا صاحب تمنے سنا نہین سال بھر کا زمانہ گذرا کہ اسنے آکر میری والدہ سے بڑی منتین کین کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو مین صحراے ابلق کا مالک ہون کل جائداد خدمت مین حاضر کرونگا والدہ نے ناچار ہوکر قبول کر لیا مجکو آکر سمجھایا کہ پہلوان زبردست ہی کئی کوس مین اسکی عملداری ہی جس جنگ پر گیا اُسکو فتح کر کے آیا کوئی مقام ایسا نہین ہوا کہ اُسکو فتح نہین کیا کئی سو پہلوان ساتھ ہین یقین ہی کہ وہ بھی فساد برپا کرین چنانچہ منگنی میری اُسکے ساتھ ہو گئی اور مین یہ بھی عرض کرتی ہون کہ براے چند ساعت آپ بھی ہٹ جائین کنیزین سمجھالین گی نورالدہر نے کہا تم بیٹھی رہو آتا ہی تو آنے دو ملکہ نے کہا اِی شہریار وہ بڑا زبردست ہی نورالدہر نے کہا سارہی زبردستی نکل جائیگی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا سیلاب ابلق سوار زنجیرین کمر مین بندھی ہو مین جھومتا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ میری معشوقہ کہان ہی نورالدہر اپنے مقام سے نہ اُٹھے کہا او بیحیا زبان بند کر تلوار کھینچ زبان تیغ سے کلام کر سیلاب نے جو دور سے دیکھا کہ میری معشوقہ کے پہلو مین یہ

بیٹھا ہو ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرا گئی للکارا کہ او اجل گرفتہ کیا بیہودہ بکتا ہو اپنے
مقام سے اُٹھ تو نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ کانپ رہی ہو کہتی ہو ای شہریار خدا
آپ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے یہ بلائے روزگار ہو سیلاب نے نیزہ مارا نورالدہر نے
سنان پکڑ کے نیزہ توڑ ڈالا سیلاب نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا آپسمین کشتی ہونے لگی ملکہ دیکھ رہی ہین جب ریل کر سیلاب دوڑتا ہو تو ملکہ
دعائین مانگتی ہین کہ پروردگار اس دشمن سخت کے ہاتھ سے انکو بچالے نورالدہر جب
پکڑ کر لاتے ہین اور دو چار گھسے مارتے ہین تو ملکہ پکارتی ہو کہ خنجر مار دیجیے کہ اس ملعون
کا خاتمہ ہو سیلاب جواب دیتا ہو کہ او گیسو بریدہ اسکو زیر کر کے تجھسے سمجھونگا جب ملکہ ارادہ
کرتی ہین کہ سحر کرون تو نورالدہر آواز دیتے ہین کہ ای ملکۂ عالم خبردار سحر نہ کرنا ورنہ میرے
واسطے بدنامی ہو گی پھر پھر سیلاب نورالدہر سے لڑا نورالدہر نے ایک مقام پر کولے پر
لادا اکھیڑ کر مارا کہ سیلاب چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام
کیا سیلاب نے جواب دیا او جوان تو نے میری معشوقہ پر قبضہ کیا مین تیری اطاعت ہرگز ہرگز
نہ کرونگا نورالدہر نے جو یہ جواب اُس مغرور کی زبان نجس سے سُنا سر کھینچ لیا اہل فوج
بلوہ کر کے چلے نورالدہر نے تلوار کھینچی نعرہ کر کے جا پڑے لڑتے ہوئے باہر نکلے تین
لاکھ جوانون نے اکیلے کو گھیر لیا نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایرج
نے کہ تلاش نورالدہر مین نکلے ہین دور سے دیکھا کہ نورالدہر اکیلے لڑ رہے ہین نعرہ کر کے
آپڑے ایرج نے آکر لشکر کو درہم و برہم کر دیا سرداران ایرج نے زمین ہلادی گر ایرج
لڑتے ہوے قریب نورالدہر کے پہونچے کہا کہ او کشتی گیرزادے اگر ہم مدد کو نہ آتے
تو لڑائی کیونکر فتح ہوتی نورالدہر نے جواب دیا کہ او تاجرزادے بھلا تو میری کیا مدد
کریگا خداوند کرتا ہو لڑائی فتح ہونا تھی ہو جاتی تو کیون آیا مین نے کب تجکو بلایا تھا ذرا سی
بات مین طعنہ دیتا ہو ایرج نے تلوار کھینچی آپس مین تلوار چلنے لگی دروازے سے ملکہ دیکھ
رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہتی ہین کہ پروردگار یہ جنگ کیسی ہو یا تو یہ محبت تھی یا یہ
دشمنی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہو خدا انکو بچائے کہ ایک لکا ابر آسمان پر آیا کڑک کر برق

گری اُس برق سے پنجہ گرا ایرج کو اُٹھا لیگیا نورالدہر پلٹ کر بارگاہ مین آئے ملکہ
نے کہا کہ ای شہریار اس جنگ کی خبر مروارید کو بھی ہو گی یقین ہی مروارید فساد برپا
کرے مگر عقب مین ایرج نوجوان کے جو شاپور آیا تھا اُسنے مرکب ایرج کا کوتل دیکھا
اور احوال سُنا کہ ایرج کو کوئی اُٹھا لیگیا شاپور اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر مین آیا
امیر نے خبر سنی کہ ایرج غائب ہوے خواجہ سے فرمایا لو خواجہ تمھارے پسر خواندہ کو کوئی
جادوگرنی لیگئی خواجہ بیقرار ہو کر براے تلاش نکلے صحرا و کوہ و دشت و بیابان مین جاتے
ہین ایرج کو تلاش کرتے پھرتے ہین کہ ایک باغ کی پشت پر آئے آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہی
کوئی نازنین بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی **نظم**

رنج اُٹھانے پڑتے ہین میرے دل رنجور کو	فرصت اک دن بھی نہین الفت مین اس مزدور کو
یاد کرکے ہجر کی شب اُس رخ پر نور کو	شمع سان روشن کرین داغ دل رنجور کو
دلبہ یون بار غم فرقت اُٹھا لیتا ہون مین	بوجھ اُٹھانے کی ہو عادت جس طرح مزدور کو
رفتہ رفتہ گیسوے دلدار سے بھی بڑھ گئی	طول اتنا ہو گیا میری شب دیجور کو
باغ جنت مین جو اُنکا حسن ہر دم یاد تھا	آنکھ اُٹھا کر کے کبھی مین نے نہ دیکھا حور کو
ای مغنی مست ہو جاتا ہون مین سُن کے صدا	بھر دیا شاید کہ میرے کاسۂ طنبور کو
نشہ ہو جاتا ہی اُسکے دیکھنے سے ساقیا	جام مے سمجھا ہون تیری نرگس مخمور کو
حیف کی جا ہی کہ اک دن چشم با اعجاز سے	ای صنم تمنے نہ دیکھا اس دل مسحور کو
ہو گئی مدت کہ صورت یار کو دیکھا نہین	صبر آئے کس طرح میرے دل رنجور کو

خواجہ نے جو یہ اشعار سُنے دیوار پر کمند مار کر چڑھے دیکھا ایرج نوجوان پہلو مین ایک
ساحرہ کے بیٹھا ہی اختلاط ظاہری کر رہا ہی میان یہ معرکہ گذرا کہ جب متین جادو ایرج
کو اُٹھا کر لائی اپنے باغ مین لاکر بٹھایا اور اپنا عشق ظاہر کیا ایرج تعلیم کردہ خواجہ تھے
ہین جواب دیا کہ کون ایسا ہوگا کہ تجھ ایسی معشوقہ کو نہ قبول کرے اختلاط کی باتین کرنے لگے
خواجہ ایک گوشے مین سے دیکھنے لگے ایرج نے کہا ای ملکۂ عالم گوشے مین چلو ہمارے
تمھارے راز و نیاز کی باتین ہون دل بہت بیقرار ہی متین اُٹھی بارہ دری مین آگر عاشق و

معشوق بیٹھے ایرج نے محبت کی باتین کرکے شراب پلانا شروع کی ہر مرتبہ کہتا جاتا ہی کہ
ای متین جادو عمر بھر تمھارا ساتھ دونگا ایک تخت مجکو بنا دینا کہ اُسپر سیر کرتا پھرون متین
نے کہا ای معشوق میرے تجکو وہ ہیکل بنادون کہ اگر رستم بھی مقابلہ کرے تو مثل زال
ہو جاے اور بہت چیزین بنا دونگی زرہ خود چار آئینہ یہ سب چیزین بنا دونگی ای جان من
وہ مرکب پرند بنا دون کہ تمام دنیا مین لیے پھرے اسقدر بلند ہو کہ دیکھنے والے جانین
ستارہ چمک رہا ہی ایرج کہتے ہین ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین بھی خدمتگزاری
کرونگا تیری رضامندی کو مقدم سمجھونگا خواجہ عمرو گوشے سے یہ سب باتین سن رہے ہین
بہت خوش ہوتے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ میرا شاگرد رشید ہی نہایت سعید ہی کیسی معقول
عیاری کر رہا ہی کہ دل خوش کر دیا خوب دام مکر مین لے رہا ہی جب ایرج جام دیتے
ہین تو متین کہتی ہی کہ اب مجکو نشہ بہت ہو چکا ایرج گلے مین ہاتھ ڈالکر اختلاط کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ بس یہ ایک جام اور پی لو تمکو مشقت کرنا پڑیگی چاہتا ہون کہ لطف مین رہو
متین پھر جام پی جاتی ہی جب ایرج نے دیکھا کہ اسکو خوب نشہ ہوا تو ہاتھ پکڑکے کھینچا
متین کہنے لگی ای جان من کیا مجکو مار ڈالیگا مجھسے مصیبت نہ اُٹھیگی جب تڑپ کے مرجاؤنگی تو یاد
کریگا ایرج ہنس دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مین تو اب نہ چھوڑونگا بہت بیقرار ہو رہا ہون
یہ کہکے متین کو گود مین اُٹھایا متین نے اپنے کو اور ہلکا کر دیا ایرج نے پلنگ پر اُسکو گرا دیا
خود جھپٹ کر آئے قاعدے سے بیٹھے متین دل مین باغ باغ ہی کہتی ہی کہ ای متین جادو کیا
معشوق باوفا ملا ہی مگر ظاہر مین آنکھین بند کر لین سر پیٹ کر کہا اے ظالم تجکو اختیار ہی جان لیلے
مین تیرے قابو مین ہون اور تیری خوشی چاہتی ہون شیوۂ محبت نباہتی ہون مدت سے
مین تجپر عاشق تھی بہت تلاش کیا جابجا ڈھونڈھا کل تو کسی جوان سے لڑ رہا تھا دریاے
محبت نے جوش مارا اے بھاگی اب تیرے قابو مین ہون جو چاہے کر یہ کہکے دوپٹے سے مُنھ چھپا لیا
اب ایرج نے داہنا ہاتھ گردن پر رکھا اس زور سے گلا دبایا کہ متین کی آنکھین نکل آئین
اب متین تڑپ رہی ہی چاہتی ہی سحر کرکے نکلون مگر شیر کے پنجے سے کب نکل سکتی ہی ایرج
نے داہنے ہاتھ سے تو گردن دبائی تھی بائین ہاتھ سے ایک گھونسہ مارا کہ متین کا سر

پھٹ گیا متین تڑپ کر تمام ہوئی ایرج پسینے پسینے ہو گئے خواجہ گوشہ سے دیکھ رہے ہین ایرج
ٹہلتا ہوا آتا ہی لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی بیرغل مچا رہے ہین کشتی مرا نام من متین جادو بود
کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ظالم ستم فاسق جادو میری زوجہ کو مار کر کہان جائیگا اس فاسقہ
نے جیسا ارادہ کیا اُسکا مزہ پایا ہاے مجکو پہلے خبر ہوئی نہین تو پہلے ہی آکر تجکو مار لیتا کیا زندہ
چھوڑتا مگر خیر ایسی فاسقہ کا مرنا ہی بہتر ہوا ایرج نے چاہا قبضے پر ہاتھ ڈالون مگر وہ ساحر
تڑپ کر گرا اور آواز گیر دی ایرج کے پانوٗن زمین نے تھام لیے ہر چند چاہتے ہین سپر و شمشیر
سے کام لون مگر زمین ہلنے نہین دیتی بیکار پڑے ہین فاسق تلوار کھینچے ہوے قریب آیا
پہلے تو لاشہ زوجہ کا دیکھکر بہت رویا پھر پکارتا تھا اے پہلونشین شبہاے تنہائی واے باعث صبر و
شکیبائی کس حسرت سے تو قتل ہوئی تیرے غم نے کلیجہ داغدار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا
اب خواجہ بیقرار ہین کہ افسوس ایرج قتل ہوتا ہی مگر فاسق نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچ دیا
ایرج دعا مین مانگ رہا ہی کہ اے مالک حقیقی واے رب تحقیقی اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے
اپنے رحم و کرم سے اس آفت ناگہانی سے نجات دے **نظم**

خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید	درین شب روسپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس	بفریاد من فریاد کن رس

اے رب بے نیاز و اے مالک کارساز تیرے نزدیک یہ مشکل آسان ہی اتنی مہلت چاہتا ہون
کہ بقراط ثانی میرے ہاتھ سے قتل ہو کشتی گیر زادہ بھی یاد کرے کہ سپاہی ایسے ہوتے ہین جھٹ
مین گھس کر تخت پر بقراط کو مارون صاحبقران زمان بھی دیکھ لین اب تک مین تیری عنایت
سے کسی مقام پر کم نہین رہا کئی ملک فتح کیے کیسے کیسے سردار زیر ہوے مگر خواجہ نے جب دیکھا
کہ اب وہ فاسق فاجر قتل پر ایرج کے آمادہ ہی تلوار کھینچے ڈرا رہا ہی کہتا ہی کس عذاب سے تجکو
قتل کرون کہ معاوضہ میری زوجہ کے خون کا ہو خواجہ نے بتعجیل تمام تخت زبرجدی زنبیل سے
نکالا اُسپر سوار ہو کے اُڑایا آسمان سے آکر نعرہ کیا کہ منم بقراط ثانی او فاسق کیا کرتا ہی مین نے
تیری زوجہ کو زندہ رکھا ہی ابھی بلوا دونگا اور یہ وہ شخص ہی کہ جسکے قتل سے لشکر مین قیامت برپا ہوگی

قاسم وعلم شاہ آکر قتل عام کرینگے صاحبقران بھی کسی کو زندہ نرکھین گے مین اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا فاسق نے جو دیکھا کہ خداوند آسمان سے آپہونچے جھک جھک کے سلام کرنے لگا آواز آئی کہ او بے ادب سجدہ نہین کرتا فاسق سجدے مین جھکا خواجہ تخت سے کودے فاسق سجدے مین پڑا ہوا ہی سر تو زمین پہ ہی ہاتھ دونون باندھے ہوے کہرہا ہی کہ یا خداوند تیری کرامت کے تصدق ہو جاؤن اگر میری زوجہ مجکو زندہ ملے تو عمر بھر تیرا پوجہ کرون خواجہ نے خنجر کمر سے نکالا نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران زمانے کا مکار و عیار ہون اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو جہانگیر عالم کا عیار ہون	مرے نام سے کانپتا ہی جہان مرا تیز رفتار گر ہو قدم نہ پائے مری گرد پاپوش کو	تراشندۂ ریش کفار ہون صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم دوندہ جہانگرد و طرار ہون

وہ خنجر اٹھارہ من کا عطیۂ بزرگان دین سے تھا وہ جو خنجر چلا سر فاسق کا دور جا گرا ایرج نوجوان دوڑا کتا ہوا کہ قبلہ و کعبہ سبحان اللہ کیا جھٹ پٹ اسکا کام تمام کیا میری عیاری پہ آپکی عیاری کو غلبہ ہی خواجہ مکان لوٹنے لگے جال الیاسی نکالکر مارا فرش تک مکان کا اُٹھا لیا چھت پردے کاٹ لیے ایرج سے کہا ای فرزند سارا مکان خالی پڑا ہی ایک ٹکہ بھی نہین نکلا ایرج نے ہنسکر سر جھکا لیا خواجہ نے سارا باغ پامال کر ڈالا علاوہ مال لینے کے جن درختون مین پھل تھے وہ تک توڑ کر زنبیل مین بھر لیے بعض نخل ہاے گل جو پسند آئے وہ بھی اُکھیڑ کر زنبیل مین رکھ لیے اس خیال سے کہ رونق رہیگی کسی مقام پہ کام آدینگے ایرج کے واسطے ایک مرکب ممکن کیا کہا ای فرزند یہ مرکب دو ہزار روپیہ کو ملا ہی ایرج نے کہا یہان میرے پاس کیا ہی کہا لشکر مین چلکر دینا باغ سے نکلکر بائین پر گھوڑا اڑا دینا سامنے لشکر فروکش ہی ایرج گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے خواجہ عقب سے دیکھتے ہوے آتے ہین ایرج نے نصف صحرا طی کیا تھا کہ ایک پہاڑ ملا بالاے کوہ ایک قزاق رہتا ہی کہ نام اُسکا سلطان قزاق ہی اُسنے جو دیکھا کہ ایک جوان لاکھون روپیہ کا جواہرات پہنے ہوے گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی بیقرار ہو گیا ساتھ والون سے کہا آج کسی اچھے کا منھ دیکھکر اُٹھا تھا کہ سونے کی چڑیا آتی ہی مین خود جاکر اسکو گرفتار کرونگا گینڈے پہ سوار ہو کر پہاڑ سے اُترا للکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ آگے نہ

بڑھنا ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان دیوخصال عفریت مثال گینڈا اُڑاے ہوے آتا ہی
ایرج نے کچھ خیال بھی نہ کیا مگر گھوڑا روک لیا سلطان قزاق قریب آیا کہا ای جوان تیری
جوانی پر مجکو رحم آتا ہی گھوڑے سے اُتر پڑ ہتھیار رکھدے اور یہ موتیون کے مالے وغیرہ جو گلے
مین پڑے ہین انکو رکھدے نقد جان کو غنیمت جان بھاگا ہوا چلا جا مین قسم کھاتا ہون کہ پھر
تجھسے تعرض نہ کرونگا ایرج نے جھلا کر جواب دیا سپاہی کہین ہتھیار رکھتے ہین اگر تجکو دعوی
جرأت ہی تو چھین لے مین بخشش نہ دونگا سلطان نے ایک قہقہہ مارا پلٹ کر دیکھا کئی سو جوان
قزاق ساتھ آئے ہین اُنسے کہا صاحبو سنتے ہو مین تو رحم کرتا ہون اور یہ نہین سمجھتا شاید اسنے
دو چار ٹونڈ پیلے ہین اُسکا گھمنڈ ہو شل چیونٹی کے مل ڈالونگا ایرج نے کہا بیہودہ نہ بک جرأت
دکھا مین تیری جرأت کا مشتاق ہون یا یہ جو تیرے ساتھ آئے ہین انکو اشارہ کر یہ سب ملکر
مجکو روکین دیکھ تو کیسا تمسکار کھیلتا ہون سلطان نے کہا اے جوان تیرے واسطے مین اکیلا کافی
ہون ساتھ والا کوئی دخل نہ دیگا یہ کہکر گینڈا اسیر کیا ایرج کو نیزہ مارا خواجہ بھی آکر ایک نخل
کے سایہ مین ٹھہر گئے تعلیم کرتے جاتے ہین کہ ہان اے فرزند نیزہ سے اسکے اپنا سینہ ہٹ بے کینہ
بچانا ایرج نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ جو الدیا نیزے کو توڑ ڈالا اب تو سلطان قزاق
بہت جھلایا اڑھائی سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کرکے
نکلا خبردار خبردار کہکے سلطان نے ہاتھ مارا ایرج نے مرکب چمکا کر اپنے کو زیر بغل پہونچا یا اور
ایک تھپکی ماری کہ تیغہ اُسکا چٹ پڑا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سلطان لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آئے آپسمین کشتی ہونے لگی پہر بھر کامل سلطان ایرج سے لڑا ایرج نے وہ گھسے
مارے کہ زرہ سلطان کی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی پیشانی سے قطرات خون ٹپک رہے ہین ہانپ
رہا ہی چاہتا ہی چھوڑ کر بھاگ جاؤن مگر غیرت دامنگیر ہی کہ ساتھ کے لوگ دیکھ رہے ہین یہ
لوگ آپس مین کہین گے کہ ایک جوان کے سامنے سے بھاگ گیا کیسے زور کرتا ہی اور
کچھ نہین ہوتا مگر یہ شیر فرزند قاسم عالیشان اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ سلطان کو جنبش
نہین دیتا دنگ کر دیا ہی مگر وہ بھی لڑے جاتا ہی چاہتا ہی کہ ساتھ والون کو اشارہ کرون کہ سب
ملکر ٹوٹ پڑین تو یہ جوان گرفتار ہو مگر خیال جرأت سے خاموش کھڑا ہی ایک مقام پر ایرج

کوے دوڑا ایرج پانچ قدم ہٹ کر آئے سلطان نے ہکہ مارا کہ بایان گھٹنہ ایرج کا چمکا مگر
تڑپ کے پھر لنگر قائم کیا سلطان اوپر آکے چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ
پر کرتا تو اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین جنبش تک نہوئی جب اُنگلیون سے خون ٹپک پڑا
تب ناچار ہوکر کہا ای جوان اب تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج اپنے مقام سے تڑپ کر اُٹھے
سلطان کے دونون مونڈھے تھام کرے دوڑے سلطان چاہتا ہو رکون مگر کب رک سکتا ہو
وہ بُرا وقت ہو کہ زمین پانوٗن کے نیچے سے نکلی جاتی ہو مثل پر کاہ جاتا ہو پندرہ بیس قدم ایرج
ریل کر لائے وہان لاکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سلطان کے آشنا بزمین ہوے چاہا لنگر قائم کرون
ایرج نے دونون ہاتھ ستون کیے حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہو آخر ایرج نے دست
حق پرست اپنا کمر زنجیر مین ڈالا نعرہ تکبیر کرکے زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین
تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس افسر کو سر سے بلند کیا چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے
لگا کمر کا خنجر کہین گرا موزے اور دستانے ہاتھ پانوٗن سے نکل گئے آخر زمین پر مارا کہ چارون
شانے چت گرا بارہ ہزار قزاق پہاڑ سے اُتر کر چلے آئے قوت و زور دیکھکر آپس مین کہنے لگے
کہ یہ جوان اپنے زمانے کا رستم ہو اتنے بڑے پہلوان کو کس خوبصورتی سے زیر کیا ایرج جیسے ہی
کود کر چھاتی پر آئے سلطان قزاق ہاتھ باندھنے لگا کہا امیدوار ہون کہ آپ کے نام نامی
و اسم گرامی سے آگاہ ہون کہ آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے کہ مجھ ایسے
دیو خصال کو کس آسانی سے زیر کیا مین آپ کی جرأت کا قائل ہوا ایرج نے کہا شاید نام سُنا ہو
نقد روح و روان قاسم عالیشان نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان نام اقدس سُنکر
سلطان قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مدت سے ہوس رکھتا تھا کہ قدمبوسی کرون ایرج
نے کلمہ بتایا سلطان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور سب قزاق اسکے ہمراہی بھی مسلمان
ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان قلعہ مین آئے قلعہ مین جا بجا ہلڑ ہو کہ نبیرۂ صاحبقران
تشریف لائے ہین بیٹی سلطان قزاق کی کہ بہادر بے نظیر ہو سب فنون سپاہگری حاصل کیے
ہین محل مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان نے
آپ کے باپ کو زیر کیا سب قزاقون نے اطاعت کی اب قلعہ مین سواری آتی ہو میمونہ غزال چشم

نے جو نام ایرج سُنا اور یہ بھی سُنا کہ باپ کو بجرات زیر کیا مشتاق ہوئی کہ مین بھی صورت زیبا دیکھون ایک کنیز بول اُٹھی کہ حضور اصل یہ ہی فرد سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ہ ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا ہ میمونہ اوصاف حمیدہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھی لپٹھے پر آکر جھروکون مین بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شمش جہت افروز جہانداری صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان خود زرین بر سر زرہ مرصع نگار در بر دو تلوارین دونون طرف لگی ہوئین سپر پشت پر خنجر کمر مین موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین بے مثل ولاجواب بنجون کے بھل اکڑتا ہوا آتا ہی سلطان قزاق سپر کا سایہ کیے ہوے تمام قزاق گھیرے ہوے میمونہ نے جو یہ شکل وشمائل دیکھی پیشانی پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا چاہا ضبط کرون نہو سکا گھبرا کر اُٹھی لڑکھڑا کر گری ہر چند کہ غش آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر زبان سے یہ اشعار عاشقانہ نکل گئے

نظم

اسی سے ڈھونڈھتے ہم تجکو کو بکو نکلے
کہ تو کہین نظر آئے تو آرزو نکلے

گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو نکلے
جو تیری زلف کے سودے مین کو بکو نکلے

دیار حسن مین یہ سوچتے ہین ہم جا کر
دل اُسکو دین کہ محبت کی جسمین بو نکلے

ابھی ہین شوق سے عشاق سر بکف حاضر
سرو ہی او بت قاتل جو لیکے تو نکلے

شب وصال یہ ارمان مجھسے کہتا ہی
ابھی مین دل مین سماؤن جو آرزو نکلے

و نور حسن سے عشاق دم مین ہون بیہوش
جو اپنے رخ سے اُلٹ کر نقاب تو نکلے

جو بجت بلبل گلشن سے زمزمون کی ہوئی
حضور آپ کہین اُس سے خوش گلو نکلے

ہمین ہو بادہ کشی سے یہ شوق اے واعظ
کہ گھر سے لیکے سدا ساغر و سبو نکلے

چمن مین بلبل زار و نحیف کہتی ہی
ابھی سما ئین گل تر مین ہم جو بو نکلے

کسی کے مصحف عارض کے بوسے لیتے مین
یہی سبب ہی کہ ہم گھر سے باوضو نکلے

فلک بھی آپ بھی دونون عدو ے عاشق ہین
یقین ہی نہ مرے دل کی آرزو نکلے

ہماری جان نکلتی ہی یون جوانی مین
بہار مین گل تازہ سے جیسے بو نکلے

اسی کی تجکو شب و روز فکر ہی سطوت
بجنت کو جاؤن تو پھر دل کی آرزو نکلے

یہ اشعار پڑھ کے بیہوش ہوگئی کنیزون نے ہان ہان کرکے سنبھالا گودمین لیکر کوٹھے سے اُترین چھپر کھٹ پر ج پایت دیا تلوے سہلانے لگین لخلخہ وغیرہ سنگھایا ملکہ نے آنکھین کھولین سر اُٹھا کر دیکھا اس خیال سے کہ سامنے وہ جوان ہوگا جب اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا تو ایک آہ سرد دلِ پر درد سے کھینچی اور پھر آنکھین بند کرلین کنیزین گرد جاڑون جاؤن کررہی ہین کوئی کہتی ہی ہوا سناٹا ہوا تھا تخت کسی دیو یا پری کا جاتا تھا کوئی کہتی ہی مین دیکھ چکی ہون کہ کوٹھے پر شہید مرد رہتے ہین کل شب کو مین نے دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ سفید کپڑے پہنے ٹہل رہے ہین مین دیکھکر بھاگ آئی کسی سے ذکر نہین کیا اسوقت میرے منھ سے نکل گیا کوئی کہتی ہی ہوا اس شباب مین یہ پھولون کا زیور پہنے رہتی ہین کسی کا سایہ ہوگیا اپنے اپنے طور کی باتین کررہی ہین ملکہ نے سب کی باتین سنکر جواب دیا صاحبو تم کیا جانو میرا تو یہ حال ہی نظم

تھا دل مین آج آہ کی تاثیر دیکھیے — وہ بن بلائے آگئے تقدیر دیکھیے
نالون کی ہجر یار مین تاثیر دیکھیے — صدمون سے خم ہوا فلک پیر دیکھیے
اب کیا دکھائیگی ہمین تقدیر دیکھیے — بگڑا ہی ہمسے وہ بت بے پیر دیکھیے
اک نوجوان کے عشق مین در در پھرا کیا — اب کیا دکھائیگا فلک پیر دیکھیے
ابرو ہو انکی بل ہی خدا خیر ہی کرے — کس پر چلے گی آج یہ شمشیر دیکھیے
کوئی بتادے انکو نشان یادگر نہو — یہ ہی مزار عاشق دلگیر دیکھیے
تقدیر اگر بدی نہ کرے تو نصیب ہو — کرتے ہین انکے وصل کی تدبیر دیکھیے
وار اک لگائیے کہ یہ قصہ کہین ہو پاک — مین سر جھکائے ہون تہ شمشیر دیکھیے
آیا نہین ہی بہر عیادت وہ اسلیے — کیا حال زار عاشق دلگیر دیکھیے
مجبور ہم ہین عشق سے دل مانتا نہین — کیونکر نہ اسکی چاندسی تصویر دیکھیے
مدت سے ہمکو ابروے دلدار کا ہی عشق — کیونکر نہ چاند دیکھکے شمشیر دیکھیے
میری طرف سے پھیر لیا منھ جو آپ نے — برگشتہ مجھسے ہوگئی تقدیر دیکھیے
بولی زبان موج دکھا کر حباب کو — دنیاے بے ثبات کی تصویر دیکھیے
ہسطوت ہمارے دلمین بھری ہی یہ آرزو — چلکر مزار حضرت شبیرؑ دیکھیے

کنیزین یہ اشعار عبرت آثار سُنکر خاموش ہو رہین مگر وزیرزادی شبگونہ زرین پوش نے کہ بہت چست و چالاک ہی کلام مین بھی بے باک ہی عرض کی واری یہ تو ہم سمجھے کہ حضور کسی پر مائل ہوئین مگر اُسکے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یا مین جو سمجھی ہون وہ عرض کرون ملکہ نے کہا ہان شبگونہ تمھاری عقلمندی کا امتحان ہی تم خود بتاؤ شبگونہ نے کہا جسوقت سے حضور نے جمال جہان آرائے ایرج نوجوان دیکھا اُسیوقت سے اضطراب کو ترقی ہی ملکہ نے کہا ای شبگونہ خوب سمجھی حقیقت مین بقول شاعر فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را ؛ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را کیون شبگونہ تجکو میرے سر کی قسم سچ کہنا ایسا جمال جہان آرا کسی مرد کا دیکھا ہی سطوت صولت رعب دبدبہ شجاعت چہرے سے ظاہر و باہر ہی یہ بھی تمنے سُنا کہ میرے باپ جو فنون سپاہگری مین طاق و شہرۂ آفاق ہین صدہا کاروان لوٹ لیے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے زیر ہوے مگر اُس شہریار باوقار نے پہر بھر مین اُنکو زیر کر لیا کچھ زور نہ چلا کیون شبگونہ اُس شہریار سے کیونکر ملاقات ہو باغ مین جاکر رہون شبگونہ نے کہا ای ملکۂ عالم اگر حضور چلکر باغ مین رہین تو مین وعدہ کرتی ہون کہ کسی فطرت سے مین اُنکو بلا لاؤنگی جسوقت حضور کا جمال جہان آرا دیکھین گے بیتاب ہو جائین گے میمونہ نے کہا ای شبگونہ شرم بھی تو دامنگیر ہی پروردگار مالک ہی جسکا مذہب جلیل اختیار کیا ہی وہی مدد کریگا شب بھر اسی طرح میمونہ تڑپی وزیرزادی سے باتین رہین کوئی تدبیر ذہن نشین نہوئی صبح کو جو اُٹھی رنگ رو متغیر کسی کام مین دل نہین لگتا گھبراکر کہا مادیان بحری تیار کرو ہم واسطے شکار کے جاوینگے کنیزین مادیان تیار کرکے لائین ملکہ نقاب چہرے پر ڈالکر سوار ہوئی برائے شکار چلی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگی پرندون سے نخل خالی کر دیے یہان ایرج نوجوان بیٹھے بیٹھے بارگاہ مین گھبرائے کہا ای سلطان سالہا سال گذرے جنگ کرتے ہوے مہلت نہین ملی آج جی چاہتا ہی کہ صحرا مین جاکر شکار کھیلین شاپور بھی ڈھونڈھتا ہوا آگیا ہی سلطان نے کہا حضور یہان کے صحرا بہت خوب ہین ایرج نے کہا دور نہ جائین گے سلطان نے کہا حضور کو اختیار ہی بہیلیے و قراول طلب کیے اُنسے حکم دیا کہ شاہزادے کو شکار کھلاؤ مگر دور نہ جانے دینا ایرج سوار ہو کر چلے خواجہ کو بھی ساتھ لیا بلکہ خواجہ خود ساتھ ہوے اس خیال سے کہ فرزندان صاحبقران ہین شاید کسی مقام پر کچھ

نفع ہوا ایرج سوار ہوے صحرا مین آکر طبل باز پر چوب پڑی نظم چو در نالیدن آمد طبل باز + در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز + رہا شد بر ہوا باز سبک پر + جہان شد خالی از کبک و کبوتر + باز بہری جرہ ترمتی بہلیون نے چہوڑین طائران ہوائی شکار ہونے لگے تھوڑے عرصے مین بہلیون نے عرض کی حضور شکار سے ارابے بھر گئے اب واپس ہو جیے ایرج نے کہا ہمکو شکار کا لطف نہین ملا کوئی آہو یا نیل گاؤ وغیرہ شکار کرلین تب واپس ہون کہ ہرکارون نے آکر عرض کی تھوڑی دور پر دھانون کا کھیت ہی وہان کئی سو آہو چرا کر رہے ہین ایرج نے اشارہ کیا سب سردار بڑھے آکر اُس کھیت کو گھیرا دیکھا کئی سو مادہ آہو ہین بیچ مین ایک نر سپید لکیر پشت پر اُن آہو دن پر مستی کر رہا ہی ایرج نے اشارہ کیا کہ گھوڑے بڑھاؤ مگر اس نر کو ہم شکار کرینگے یہ کہکے گھوڑے ڈالے سم مرکب کے کڑاکے کی صدا اُسنکر وہ آہو بھاگے مگر وہ نر سامنے سے ایرج کے بھاگا ایرج نے اُسپر گھوڑا اڑاالا سردار متفرق ہوے ایرج عقب آہو چلے ہر مقام پہ چاہتے ہین کہ پہلو پاؤن تو تیر مارون کئی کوس وہ آہو آیا پسینے پسینے ہو گیا ایک مقام پر چوکڑی بھولا ایرج نے تیر مارا سمند سے کود کر اُسکو لغر بانی پہونچایا چاہتے ہین کہ شکار بند سے باندھکر پلٹون کہ سامنے سے بونڈا لگرد کا اُڑا ایرج نے دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ بھاگا ہوا آتا ہی ایرج نے اُس آہو کو بھی تیر مار دیا وہ بھی گرا خنجر کھینچکر چلے تھے کہ اسکو بھی ذبح کرون کہ سامنے سے پھر گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش تیر و کمان ہاتھ مین گھوڑا اڑاالے ہوے آتا ہی اپنے آہو کو جو شکار دیکھا نہایت غصہ آیا قریب آکر کہا او جوان تو نے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا ایرج نے ہنسکر کہا سامنے آگیا تیر مار دیا کیا خطا کی نقابدار نے کہا مین تجکو شکار کرونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی مین نرمی پائی دل بھر بھر اگیا کہ مارکر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نقابدار کو قاش زین سے اُٹھا لیا ہاتھ پر بلند کیا کہ جو پڑا بند نقاب چہرے سے ٹوٹا زمین مین بال پڑ گیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ پردۂ ابر سے مہتاب نکل آیا ایرج نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک مہ جبین دلفریب کبک رفتار شیرین گفتار ماہ پیکر سیمبر حور منظر نہایت حسین و جمیل ہی بقول شاعر نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن + بھوین دست و بازوے جلاد حسن + اجل کا مکان گوشۂ چشم مین +

قیامت نہان گوشۂ چشم مین نہ جمال بے مثال دیکھکر ایرج کے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آیا ہاتھ جو کانپا وہ مہ جبین ہاتھ سے چھوٹی ایرج غش کھا کر گرے بیہوش ہوگئے ملکہ میمونہ غزال چشم کو منظور تھا کہ شکارگاہ مین ملاقات کرونگی اس طرح ملاقات ہوئی معشوق کو جو بیہوش پایا بالین پہ کھڑے ہوکے یہ اشعار پڑھے نظم

تیرا کوچہ یون ہی مجکو او بت پرفن عزیز
جس طرح بلبل کو فصل گل مین ہو گلشن عزیز

ہو چکا برباد جب سون ہی ہوا ئے عشق مین
میری مٹی ابتو کر شد ای مدفن عزیز

ہاے اُس یوسف لقا پر جب سے مین عاشق ہوا
ہوگئے اُسدن سے میری جان کے دشمن عزیز

مدتون سے ہی مجھے شوق شہادت ہمدمو
خنجر قاتل سے ہو کیونکر مجھے گردن عزیز

آج کل اخوان دنیا ہین یون ہی میرے عدو
جس طرح سے حضرت یوسف کے تھے دشمن عزیز

ڈرمی ہی بوسۂ عارض کہین عاشق نہ لے
اسلیے اُنکو ہی اپنی زلف کی ناگن عزیز

حسن خالق نے دیا ایسا مرے محبوب کو
مثل یوسف کے اُسے رکھتے ہین مرد و زن عزیز

خلعت شاہی کی ای سطوت کرون کیون آرزو
مجھ فقیر مست کو ہی اپنا پیراہن عزیز

پھر یہی اشعار لکھکر سرھانے ایرج کے رکھدیے منظور ہوا تھا کہ بیٹھون سر اس شہریار کا گود مین لون عمرو کو جو آتے ہوے دیکھا شرم دامنگیر ہوئی پرچہ اشعار سرھانے رکھدیا آخر مین لکھا تھا کہ باغ عنبر فشان مین آئیے وہان ملاقات ہوگی اب مادیان پر سوار ہوئی اور طرف باغ کے روانہ ہوگئی خواجہ نے آکر ایرج کو جو اس حال مین دیکھا چونکہ ایرج کو پرورش کیا ہی قریب بیٹھکر تلوے سہلائے ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی بیتاب و بیقرار ہوکر کہا قبلہ و کعبہ زندگی اب نہوگی خواجہ کی اُس کاغذ پر نگاہ پڑی کہا ای فرزند دیکھو آنے والا کاغذ رکھ گیا ہی ایرج نے جو اُس کاغذ کو پڑھا مضمون مذکور نکلا ایرج نے کہا کیون عمو نامدار باغ عنبر فشان کہان ہی خواجہ نے کہا ای نور نظر مین تلاش کردونگا مگر بہت کچھ خرچ ہوگا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ جان تک حاضر ہی دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی آپ جلد تشریف لیجائیے نظم

آئی ہی موت حسرت دیدار یار مین
آنکھین کھلی رہین گی ہماری مزار مین

جیسی کہ آب و تاب ہو دندان یار مین
ایسی چمک کہان ہی دُرِ آبدار مین

وحشت ہوئی جو آمد فصل بہار مین ۔ پرزے اُڑا دیے ہمنے کفن کے مزار مین

پہلو سے اُٹھکے شب کو جو وہ ماہوش چلا ۔ کیا کہیے اپنا دل نہ رہا اختیار مین

مہلت کہان تھی موت سے جو دیکھتے انھین ۔ بہر عیادت آئے تھے وہ احتضار مین

روشن ہوا جہان رخ پر نور یار سے ۔ نکلا وہ بے نقاب جو شبہائے تار مین

مین ہون نحیف جا نہین سکتا ہون ای صبا ۔ پہونچا دے تو اُڑا کے مجھے کوئے یار مین

اُلجھن ہر پیچ وتاب ہر راتون کو ہجر مین ۔ دل جاکے پھنس گیا ہر جو گیسوئے یار مین

دیکھا بنا بناکے تصور مین یار کو ۔ سچ ہر بڑا مزہ ہر شب انتظار مین

معشوق کو سکھاتا ہر یہ کج ادائیان ۔ عادت ہر کیا بُری فلک کج مدار مین

تسبیح تیرے نام کی جپتا ہون ای صنم ۔ رہتا ہون رات دن مین اسی کے شمار مین

قاتل ترا ادب یہ دم ذبح بھی رہا ۔ مطلق لہو بھرا نہین خنجر کی دھار مین

شاید اسے بھی دامن گل کی ہوا لگی ۔ پرزے ہوا ہر اپنا گریبان بہار مین

مسطوت ہوئی ہر آنیسے اُسکے جو ہمکو یاس ۔ ہر انتظار موت شب انتظار مین

خواجہ نے جو ایرج کا جوش وخروش دیکھا سمجھے کہ یہ نوجوان ہلاک ہو جائیگا آخر وعدہ کیا ای نور نظر تم تامل کرو مین جاکر پتہ لگاتا ہون ایرج جانتا ہر کہ خواجہ لالچی ہین کہدیا کہ قبلہ وکعبہ آپکی خدمت گزاری بھی کرونگا خواجہ نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین پتہ لگاکے آتا ہون یہ سُنکر خواجہ چلے پھرتے پھراتے قریب باغ عنبر فشان کے پہونچے ایرج نے جیسے مرکب کا پتہ دیا تھا دیکھا ویسا ہی مرکب دروازے پر ایک کنیز ٹہلا رہی ہر خواجہ راہ گیر بنکر قریب اُس کنیز کے آئے پوچھا یہ مرکب کسکا ہر کنیز نے کہا ہماری مالک ملکہ میمونہ غزال چشم دختر سلطان قزاق کا ہر شکار کو گئی تھین ابھی تشریف لائی ہین خواجہ نے یہ سُنکر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر اندر آئے یہان یہ حال گذرا کہ ملکہ جو اندر آئین کنیزون نے پوچھا واری آپ گھبرائی ہوئی کیون ہین ملکہ نے کہا صاحبو مین شکار کو گئی تھی اُس ظالم سے ملاقات ہوئی یقین ہر کہ آئین باغ کو فورا آراستہ کرو کنیزون نے سب حال پوچھا ملکہ نے سب کیفیت بیان کی کہا ایک عیار کو آتے ہوئے دیکھا اُسکے حجاب سے مین چلی آئی نہین معلوم اُنکا عیار ہر یا کوئی اور شخص ہر کہ خواجہ

آکر پہونچے ملکہ سے کہا اے ملکۂ عالم گھوڑا تو نخل مین باندھ آئی لیکن حضور بہت گھبرائی ہوئی ہین ملکہ
نے کہا اُس ظالم سے ملاقات ہوگئی لیکن شکر ہے کہ اُسنے بھی مجکو پسند کیا جیسے ہی دیکھا ویسے ہی بیہوش
ہوگئے میرا ارادہ ہوا تھا کہ مین ہوشیار کرون اپنے بیمار کا سر زانو پر رکھ لون کہ عیار کو آتے
ہوے دیکھا مین چلی آئی لیکن کاغذ لکھکر رکھ آئی ہون یقین تو ہے کہ تلاش کرین عمرو نے کہا کہ
ذرا کنارے چلیے تو مین حال کہون ملکہ کنارے آئین عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہا حضور نے
اپنے غلام کو نہین پہچانا مین نے ایرج کو پرورش کیا ہے اُسکا جو حال ابتر دیکھا تلاش مین نکلا
شکر کرتا ہون کہ آپ تک پہونچ گیا اب مین جاکر اُنکو لاتا ہون ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا خواجہ ملکہ
سے وعدہ کرکے باغ سے نکلے ملکہ نے مسند وغیرہ بچھوائی کنیزون سے کہدیا جسوقت وہ یہان
آوین تو کہدینا کہ یہ اُنکا باغ نہین ہے پھر مین بارہ دری سے نکل آؤنگی پہلے میرا سامنا نہونے
پائے تم سب سامنے کھڑی ہوجانا یہ کہکے دروازے پر آکر کھڑی ہوئین کنیزون نے کہا واری
آپ تو سامنے کھڑی ہین کہا مین آمد دیکھ لون تو ہٹ جاؤنگی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایرج
گھوڑا دوڑاتے ہوے آتے ہین اب ملکہ کا ارادہ ہوا کہ سامنے سے ہٹ جاؤن کہ پھر صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار جوان آرہا ہے اُسنے
ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ جوان کون ہے ایک
سوار نے آکر پوچھا ایرج نے کہا باغ عنبر فشان مین جاتے ہین اُس سوار نے کہا آپ کو باغ
عنبر فشان سے کیا کام ہے ہمارا آقا تہمتن فیل زور ملکہ میمونہ کا منگیتر آیا ہے واسطے لینے کے جاتا ہے
ایرج نے کہا اُنکی شامت آئی ہے جاکر کہدو کہ پلٹ جاؤ اگر باغ کی طرف نگاہ اُٹھاکے دیکھو گے
تو بہت پریشان ہوگے سوار نے نیزہ مارا ایرج نے اُسکا توڑ کر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا
کہ اُس سوار کے دو ٹکڑے ہوے تہمتن نے جو یہ سرکشی دیکھی کل فوج کو اشارہ کیا کہ اس
جوان کو گرفتار کرلو دس بارہ ہزار جوانون نے ایرج پر بلوہ کیا یہ شیر صولت تلوار کھینچکر جا پڑا خواجہ
نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ایرج لڑتے بھڑتے سامنے تہمتن کے پہونچے مگر ملکہ بیقرار
ہو رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین ارے صاحو جاکر تہمتن کو سمجھاؤ کہ اُنسے کیون لڑتا ہے سلطان
سے جاکر کلام کرے کنیزین عرض کرتی ہین واری ابتو اُس شہریار کو گھیر لیا خدا اُنکی جان بچائے

جب ملکہ نے دیکھا کہ ایرج مجمع مین گھر گئے ہین یہ تو فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق تھی نقاب چہرے پر ڈال کر باغ سے نکل آئی کئی سو کنیزین پشت پر آ کر نعرہ کیا کہ منم نقابدار گلگون پوش سوارون کو قتل کرنا شروع کیا ایرج نے اتنی مہلت جو پائی لڑتے بھڑتے قریب تہمتن کے پہونچے تہمتن نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ کہ بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی اِسنے گھبرا کہ ساتھ والیون سے کہا اُس ملعون نے وار کیا خدا اُنکا اُنکو بچائے اِدھر ایرج نے تلوار کو تلوار پہ رد کا ملکہ اُچھل پڑین ساتھ والیون سے کہا اگر ایسے نہوتے تو میرے باپ کو کیونکر زیر کرتے اُنھون نے اُسکو مارا اب اُنکے ہاتھ سے نہین بچ سکتا ایرج نے وار اسکا روک کر ہاتھ تیغۂ دو دمۂ سکندری کا بلند کیا خبردار کہکے ہاتھ مارا تہمتن نے سپر کو بلند کیا مگر وہ تیغہ کب رکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا مع گینڈے تہمتن کے چار ٹکڑے ہوے ملکہ پھر اُچھل پڑی پکار کر کہا ماشاء اللہ کیا ہاتھ مارا ہی ایرج لڑتے ہوے قریب ملکہ کے گئے کہا اي نقابدار بہادر تمنے کیون ہماری مدد کی تمنے کیا واسطہ ہی ملکہ نے کہا اب باغ مین تشریف لیچلیے ایرج ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے ملکہ نے نقاب اُتاری ایرج نے کہا اي شہنشاہ خوبی وا ی سرو باغ محبوبی جرأت مین بھی تمنے خوب دخل پیدا کیا ہی تمہارے آنے سے اسقدر مہلت ملی کہ مین اُس تک پہونچا ورنہ فوج نے گھیر اتھا نہین معلوم کیا انجام ہوتا ملکہ تعریفین کرتی ہوئین ایرج کو ساتھ لیکر مقام صدر پر آئین مسند پہ جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لا کر رکھا گیا جب گانیین آئین تو ایرج نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ چند اشعار خواجہ سے سنو یہ اس علم کے کامل ہین ملکہ نے دست بستہ عرض کی اي شہنشاہ اوج عیاری اگر مناسب ہو تو چند اشعار گائیے خواجہ نے کہا کچھ دلوائیے ملکہ نے چند کشتیان جواہرات کی سامنے خواجہ کے پیش کین خواجہ نے ساز درست کیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے **نظم**

آزردہ مجھسے وہ بت بیداد گر نہین — شکر خدا کہ آج تو درد جگر نہین
مدت ہوئی نگاہ کو پہچانتا ہون مین — مجھپر وہ تیری لطف و کرم کی نظر نہین
گھبرا کے کہ رہا ہون ہر اک سے شب فراق — یارو یہ کیسی رات ہی جسکی سحر نہین
پھیلا ہوا ہی دود رسا آہون کا یہ دھوان — ثابت ہوا فلک مرے بالاے سر نہین
باندھے ہوے ہی ڈاب لگائے ہوے ہی تیغ — کہتا ہی کون اُس گل تر کی کمر نہین

ہم اپنے دل کے شیشہ مین فوراً اُتارتے
خط جاے کسطرح سے بھلا دیگا نامہ بر
روتا ہون رات دن تری فرقت مین اے صنم
سطوت نہ یادہ رنج ہو اسبا تکا نہین

محفل مین اُس پری کی غضب ہو گذر نہین
اُس تک سُنا ہو مین نے کسی کا گذر نہین
کسوقت آنسوؤن سے مری چشم تر نہین
مرتے ہین جسکے ہجر مین اُسکو خبر نہین

یہان باغ مین تو ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہو کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے سلطان قزاق کے سامنے آئے عرض کی ای شہریار باغ ملکہ پر نہایت کشت وخون ہوا آقاے نامدار ایرج نوجوان نہین معلوم کس خیال سے سامنے باغ کے پہونچے تہمتن نے آکر گھیر لیا اُسنے ارادہ کیا تھا کہ باغ مین چلا جاؤن ملکہ پر دست انداز ہون شہریار کو بہت ناگوار ہوا آخر تہمتن مارا گیا اب ایرج نوجوان باغ مین ملکہ کے ہین سلطان یہ حال سنکر بہت بیقرار ہوا کہا کہ یہ باغ مین ملکہ کے کیون گئے یہ اُسکو کیا جانین یہ کہکے مرکب طلب کیا ساتھ والون نے کہا ای شہریار کیا ارادہ ہو سلطان نے کہا میرا ارادہ ہو کہ مین جاکر شہریار سے پوچھون کہ آپ نے ناموس مین کیون رخنہ اندازی کی سب نے کہا وہان نہ جائیے جب یہان تشریف لائین تو دریافت کیجیے سلطان خاموش ہو رہا یہان ایرج نوجوان چند ساعت پاس ملکہ کے بیٹھے کہا ای ملکۂ عالم اب رخصت ہوتا ہون تمھارے والد نامدار انتظار مین ہونگے کہدیا تھا تسکار کھیں کے جلدی آئیے گا ایسا نہو کہ کسی کو براے خبر بھیجین مجھے بڑا حجاب ہو ایسا نہو کہ سلطان پوچھے کہ آپ میرے ناموس مین کیون گئے تو مین کیا جواب دونگا یہ کہکے اُٹھے ملکہ نے کہا اب کیونکر ملاقات ہوگی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب سلطان سے کہکر آوینگے ہمکو تمھارا بڑا خیال ہو لیکن اب یہان زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین اگر سلطان اعتراض کریگا تو مجکو بڑی شرمندگی ہوگی ملکہ نے کہا یقین ہو کہ سلطان کے خلاف ہو ایرج نے کہا ہم تو سر دربار اُس سے کہین گے اگر نہ قبول کریگا تو مین دباؤ ڈالونگا اس طرح کی ملکہ سے باتین کرکے ایرج نوجوان رخصت ہوے خواجہ نے چلتے چلتے ملکہ سے موتیون کا مالا لیا دربار مین سلطان کے پہونچے سلطان نے جو صورت دیکھی بہت خلاف ہوا کہا ای شہریار کہان گئے تھے مین نے سُنا کہ آپ باغ عنبر فشان مین تشریف لیگئے تھے ایرج نے کہا لوگون سے تعریف باغ عنبر فشان کی سنی تھی براے سیر وہان گئے

تھے تہمتن نامے پہلوان آیا تھا کہ ملکہ پر دست انداز ہو وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا باغ مین
جو گیا تو ملکہ نے بہت خاطر کی سلطان نے کہا آپ اندر کیون گئے ایرج نے کہا معاف فرمایئے
خطا ہوئی مگر اب مناسب ہی کہ منگیتر اُسکا قتل ہوا اُسکو میرے ساتھ منسوب کر دیجیے سلطان
خاموش ہو رہا منظور رہوا کہ انکو گرفتار کر کے پاس بقراط کے پہونچا دون شراب مین بیہوشی
ملائی یہ تو خوب جان چکا ہی کہ جرأت مین انسے سر بر نہونگا جام پیش کیا ایرج بے اندیشۂ انجام
جام پی گئے جام پیتے ہی گھبرائے اپنے مقام سے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ اس شراب مین کیا تھا
کہ کلیجہ جل گیا سلطان نے کہا حضور اُٹھکر ٹہلین نشہ کم ہو جائیگا ایرج جو اُٹھے بیہوشی اپنا کام
کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے سلطان نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ خواجہ نام
آہنگرون کا سنکر بارگاہ سے سلطان کی نکلے روتے ہوے طرف باغ کے چلے یہان ملکہ
منتشر الحواس بیٹھی تھی کہ خواجہ آکر پہونچے کہا اے ملکۂ عالم باپ نے تمہارے ایرج کو گرفتار
کر لیا اُنکا ارادہ یہ ہی کہ قید شاہزادے کی پاس بقراط کے روانہ کر دین ملکہ نے کہا آپ
نہ گھبرایئے میرے باغ کے سامنے سے راستہ ہی مین قید نہ جانے دونگی نقاب ڈالکر لڑونگی خدا
چاہے گا تو اُنکو رہا کر لونگی کنیزون کو حکم دیا خبر تو جا کر لاؤ کہ سلطان نے کیا کیا کنیزین برائے
خبر گئین جا کر دیکھا کہ ایرج کو مسلسل و مطوق کیا ہی اب جو ایرج ہوشیار ہوے تو سلطان
سے گفتگو ہونے لگی سلطان نے کہا مین تو دل سے آپ کا مطیع تھا مگر آپ نے میرے ناموس
مین رخنہ اندازی کی اب آپ کا دشمن ہون ایرج نے کہا اچھا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر
خدائے ما بزرگ ست وہ معبود بے نیاز مدد کریگا مین سراسر بے قصور ہون مین نے ملکہ کی
اُنگلی کو بھی مس نہین کیا ہم مسلمانون مین دستور نہین ہی کہ بغیر رضامندی والدین اور بغیر عقد
کسی عورت پر دست انداز ہون سلطان نے ان باتون کا خیال بھی نہین کیا اور ایرج کو
ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا کنیزون نے جا کر ملکہ کو خبر دی کہ قید لیے ہوے
سلطان آتا ہی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون سے کہا تیار ہو بارہ سو کنیزون نے
سلاح آراستہ کیے ملکہ مادیان پر سوار ہو کر باہر نکلین انتظام کر رہی تھین کہ سامنے سے گرد اُڑتی
دیکھا سلطان سب کے آگے بیچ مین ارابے پر ایرج کی قید ہی دیکھتے ہی ملکہ نے نعرہ کیا تلوار

کھینچ کے جا پڑی ایرج نے پہچانا کہ اُس حریق آتش اشتیاق کو صبر نہ آیا آپڑی ایرج زنجیرین ہلانے لگا سلطان نے اشارہ کیا کہ اس جوان کو قتل کرو مین نقابدار کو نہ دونگا لیتا ہون ایک سوار نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے ہاتھ اپنے اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ایرج نے قید کو توڑا ایک سوار کو مارکر مرکب اُسکا لیا اُسی کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ایرج بھی لڑنے لگے مگر یہ سمجھ گئے تھے کہ ملکہ لڑ رہی ہین لڑتے بھڑتے قریب سلطان کے پہونچے سلطان نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا ایرج نے جو چمک تلوار کی دیکھی پلٹ پڑے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سلطان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سلطان نے فریاد کی کہ اے شہریار مین وہی تابعدار ہون اور مسلمان ہو چکا ہون ایرج نے ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اے سلطان یہ کیا حرکت تھی سلطان عذر کرنے لگا کہا اے شہریار مقدمہ ناموس کا نازک ہوتا ہے اسوجہ سے غلام اپنے ہوش مین نہ رہا غلام سے بے ادبی ہوئی مگر شکر کرتا ہون کہ حضور کو کوئی صدمہ نہین پہونچا اب آپ کو اختیار ہے مین نے میمونہ کو حاضر خدمت کیا حضور کی کنیز ہے منگیتر اُسکا آپکے ہاتھ سے قتل ہوا آپ کا رقیب تھا مارا گیا ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر باغ مین آئے سلطان نے ملکہ کو سامنے کیا کہا حضور یہ خدمت مین دیتا ہون ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آکر بیٹھے شراب کا دور ہوا سلطان بیرون باغ آکر ٹھہرا اس انتظار مین ہے کہ جب آقا کوچ کرین تو مین بھی ساتھ جاؤن لیکن ایرج پاس ملکہ کے بیٹھے ہین صحبت عیش ونشاط آراستہ ہے خواجہ سامنے بیٹھے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

رخ پہ گیسوے دوتا سوگ مین وا ہے کہ نہین
میرے مرجانے کا غم اُنکو ہوا ہے کہ نہین

بلبل دل مرا اُس گل پہ ہوا ہے عاشق
پر یہ معلوم نہین بوسے وفا ہے کہ نہین

جھوٹ کہتا نہین مین دل کو لگا کر دیکھو
اِن حسینون مین بھلا قحط وفا ہے کہ نہین

کوچۂ یار مین پہونچا دے اُڑا کر مری خاک
گذر اُس جا ترا اے بادصبا ہے کہ نہین

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ وہ کہتے ہین
ذات حق کو ہے بقا سب کو فنا ہے کہ نہین

جا کے بس خنجر قاتل پہ گلا رکھدونگا
آزماؤنگا مری آج قضا ہے کہ نہین

مُردے زندے ہوے اور مرگئے زندہ عاشق
چال سے اُنکی بپا حشر بپا ہے کہ نہین

ساتھ اغیار کے بیخوف جو تم پھرتے ہو — مجکو بتلاؤ تمہین پاس حیا ہی کہ نہین
دل جو اک طفل برہمن پہ مرا آیا ہی — صاف ناقوس کی نالون مین صدا ہی کہ نہین
دل ہی مانگا تھا فقط جان بھی دیدی ہمنے — اب بھی کیا جانین وہ محبوب خفا ہی کہ نہین
حسن خالق نے حسینون سے سوا تجکو دیا — اے صنم دیکھ لے یہ شان خدا ہی کہ نہین
ل کے تلوون سے مرے دلکو وہ فرماتے ہین — سچ بتا مجھسے یہی اسکی سزا ہی کہ نہین
ترت حسن جو ہی پوچھتے ہین خال سیاہ — آتل بھی دھرنے کی رخ یار پہ جا ہی کہ نہین
کربلا جانے کا پھر قصد کرو اے سطوت — ہندکی دیکھو مُضر آب و ہوا ہی کہ نہین

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا اے شہریار بیرون باغ تلوار چل رہی ہی تہمتن جو مارا گیا بھائی اُسکا جوشن پوش چالیس ہزار فوج لیکر آپڑا سلطان لڑ رہا ہی مگر کہ رہا ہی کہ شہریار کو خبر کرو ایرج تلوار لیکر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار یہ پہلوان نہایت زبردست ہی اسکے مقابلہ مین نجائیے ایسا نہو کوئی چشم زخم دشمنان حضور کو پہونچے ایرج نے کہا خدا مالک ہی یہ کہکے ملکہ سے دامن چھڑا کر بیرون باغ آئے دیکھا جوشن پوش بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی سلطان زخمی ہوا یقین ہی کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دے کہ ایرج نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر بلا کہ صاحبقران عجم و آفاق گیر ما۔ نعرہ کرکے جا پڑے للکارتے ہوے کہ او پہلوان اگر دعوی جرأت ہی تو میرے مقابلہ مین آ اُس زخمی پہ ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ بری طرح پیش آؤنگا قاتل تیرے بھائی کا مین ہون جوشن پوش نے جو ایرج نوجوان کا جمال دیکھا آئینہ وار حیران و مثل زلف پریشان ہوگیا پکار کر آواز دی اے نوجوان معشوق وضع مین تیرا مشتاق ہون مجکو بڑا تعجب ہی کہ تہمتن تیرے ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایرج نے کہا امتحان کرلے تب اطاعت میری کرنا جوشن پوش نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا مگر ملاحظہ سے ہاتھ تلوار کا مارا ہی اس خوف سے کہ ایسا نہو اس جوان پر کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا گردسر چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون کہ ہڈیان اسکی چورچور ہون جوشن پوش نے آواز دی کہ اے شہریار مین مدت سے مسلمان ہون اور آج سے آپ کا تابعدار ہون دل و جان سے آپکی اطاعت

کرونگا یہ سنکر جوشن پوش کو ایرج نے رکھدیا وہ قدمون سے لپٹ کر تصدق ہوا ان سب کو لیکر ایرج بیٹھے دربار باغ پر لا کر اُتار اسلطان کی زخمد وزی ہوئی دوسرے دن ایرج نے بشوکت تمام طرف بقراط کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوے تا بہ قصر مروارید نگار انکا پہونچنا اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و

ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ آئی ہے پھر رنگ پر داستان

لکھون حال صاحبقران بے درنگ
نئے طور سے ہو بیان طرز جنگ

چل اے ساقی خوش ادا خوش لقا
کہ میخواری کا اب ہے موسم چلا

ترے آنے سے دل بہت شاد ہے
نہ آنا ترا مجھپہ بیداد ہے

چل اے توسن کلک شیرین رقم
کہ مضمون نو پھر ہوے ہین بہم

پھر آئی نئے رنگ پر داستان
قمر طبع کا ہو گیا امتحان

نہال تمنا ہوا بار ور
کہ لایا ہے نخل خوشی پھر ثمر

ترے دم سے آباد میخانہ ہے
ترا ذکر عاشق کو افسانہ ہے

تری آمد آمد کا اک شور ہے
کہ عاشق ترا اب لب گور ہے

لکھون داستان مرصع بیان
کہ سب وجد مین آئین پیر و جوان

چہرہ رہنوردان منازل جرأت و مرحلہ پیمایان بادیہ شوکت اس داستان جلالت عنوان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال فصاحت ادا ہ جبین مے نگار روز کلک وفا کہ صاحبقران زمان کئی دن برابر پڑے رہے خواجہ نے آکر حال ایرج بیان کیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ نورالدہر کے ساتھ رہنا مجھپر شاق ہے دل جنگ کا مشتاق ہے مین آج شب کو کوچ کرونگا نورالدہر کے پاس بروقت آجاؤنگا انشاءاللہ اور مقام پر مقابلے پڑین یہ حقیر

بھی بڑھ بڑھ کے لڑے یہ بہت خلاف ہی کہ اُنکے ساتھ مثل سرداروں کے پڑا رہوں
ہر چند کہ وہ اس طلسم کا فتاح ہی مگر پھر مین اُسکا بزرگ ہون خواجہ نے بہت سمجھایا کہ نورالدہر
نے صحراے آہوان کو طی کیا ہی اب آگے بڑھین گے حضور بھی اُنکے ہمراہ پہونچ جائینگے
مگر امیر نے قبول نہ کیا رات کو لشکر تیار کیا صرف خواجہ عمرو ساتھ ہوے مگر لندھور نے
یہ خبر سن لی تھی عین وقت پر حاضر ہوے کہا غلام کو بھی ساتھ نہ لے چلیے گا امیر نے کہا ای لندھور
اب کسی اور کو خبر نہو تم میرے ساتھ نکل چلو یہ ذکر تھا کہ مالک بھی آ گئے پھر ہم بھی آ گئے ان
سب کو ساتھ لیکر صاحبقران رات ہی کو نکل گئے صبح کو شبرنگ نے نورالدہر کو خبر کی کہ
صاحبقران کوچ کر گئے نورالدہر کو بڑا قلق ہوا کہا ای شبرنگ افسوس یہ ہی کہ ایسا نہو
صاحبقران کسی بلا مین پھنس جائین متعلقات قصر مرواریدہ دور تک ہی دیکھیے کیا رنگ ہو
اب مین بھی کوچ کرونگا دیکھون تو کیا عجائب و غرائب یہان ہین نورالدہر تو اس خیال مین
ہین مگر صاحبقران جو کوچ کر کے چلے تو ایک صحراے وحشت خیز مین پہونچے بونڈے گرد
کے اُٹھ رہے ہین ہر طرف سے آواز زاغ و زغن کی آ رہی ہی اور سامنے ایک کوہ دیکھا کہ اُس سے
شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب کوہ کے آئے
یکایک ایک دندناتا ہوا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب درہ کوہ سے نکلا پکارتا ہوا ای آنے والے
اِدھر نہ آنا یہ درہ عجائب و غرائب سے مملو ہی صاحبقران نے فرمایا ہم عجائب و غرائب مٹانے
والے ہین اُس ساحر نے سحر کیا ہواے تند چلی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر کلان
اُڑتا ہوا قریب سر صاحبقران آیا چونچ مارنے لگا صاحبقران کو اسم اعظم فراموش ہوا کہ
پہلو سے آواز آئی ای شہریار غلام جلا جاتا ہی جلد تشریف لائیے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا
کہ لندھور بن سعدان بیچ آگ مین کھڑے ہوے ہین ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلہ ہاے
آتش نکل رہے ہین امیر کو لندھور پکار رہے ہین کہ ای شہریار حرز ہیکل مجکو دیجیے کہ مین نجات
پاؤن صاحبقران نے بیقرار ہو کر ہیکل گلے سے اُتاری طرف لندھور کے پھینک دی
لندھور نے ہیکل کو روکا اور ہاتھ مین لیکر رومال مین لپیٹ لی اور پکار کر آواز دی کہ منم
سنگین جادو او حمزہ دیکھا تو نے کہ اسم اعظم بند کر لیا اور حرز ہیکل چھین لی اب امیر نے

پلٹ کر دیکھا کہ جملہ سردار گرفتار ہو گئے سنگین نے آکر امیر کو بھی گرفتار کیا ان سب کو گرفتار کرکے لیچلا اپنے قصر مین لایا اُس قصر مین لا کر سب کو قید کیا قید کر کے مسند پہ بیٹھا ہی چند رفیق خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا سنگین نے کہا صاحبزادی آتی ہین کہ ابر آکر بیٹھا تخت پر ایک نازنین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن پاس سنگین کے آئی سنگین نے کہا کیون اے نور نظر اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا شہلاے نرگسی چشم نے عرض کی مین نے سُنا تھا کہ صاحبقران اس سرحد مین آگئے لہذا آپ نے اُنکا کیا بندوبست کیا سنگین نے کہا مین نے سب کو گرفتار کر لیا کل بخدمت خداوند روانہ کرونگا شہلا نے کہا اے والد نامدار مین نے سُنا تھا کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم محترم و محتشم صاحب حرز ہیکل ہین یہ انتظام آپ نے کیونکر کیے سنگین نے کہا مین نے اسم اعظم بند کر لیا یہ شیشہ موجود ہی دیکھ لو کہ حرز ہیکل گلے مین شیشہ کے لپٹی ہی بڑا کمال مین نے یہ کیا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لیا ہی وہی باعث فتنہ و فساد ہی بڑے بڑے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مگر اب کوئی زندہ نہ بچے گا کل سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کرونگا شہلا نے کہا اگر حکم ہو تو مین قید خانہ مین جاؤن صاحبقران کی بہت تعریفین سنتی ہون سنگین نے کہا بیٹا دیکھ آؤ تمھارے قیدی ہین جو کمو وہ انتظام ہو شہلا اُٹھی ٹہلتی ہوئی قید خانہ مین آئی دیکھا وہ مکان تنگ و تاریک شعلہ جمال صاحبقران سے روشن ہو رہا ہی دنگ ہو گئی جی مین کہتی ہی کیا چہرے پہ روشنی ہی مکان روشن ہو رہا ہی اور سردار سرنگون بیٹھے ہین مگر صاحبقران زنجیرین ہلا رہے ہین شہلا دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ پسینے پسینے ہو گئی قید خانہ سے پلٹ آئی کہ حال پریشانی صاحبقران نہ دیکھا گیا باپ سے آکر کہا یہ کیا ضرور ہی کہ سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کیجیے یہ بڑی بات ہی کہ عمرو بھی ساتھ قید ہی اسی وقت قتل کیجیے ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑ جائے تو کیسی مشکل ہو سنگین نے نگہبان قید خانہ کو حکم کیا کہ قیدیون کو لا و شر چاؤ کہ نگہبان قید خانہ تھا صاحبقران و عمرو و لندھور و مالک و بہرام کو سامنے لایا سنگین نے دیکھکر آواز دی کہ یا صاحبقران زمان اب بقراط کو سجدہ کیجیے اور اپنے فرزند سے جا کر لڑیے تو قید سے رہا کر دون ورنہ ابھی قتل کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نہ کر خداے ما بزرگ است فرد سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✣ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✣ اگر قضا

لیکر آئی ہو تو کوئی ٹال نہین سکتا اور اگر موت نہین ہو تو کسکی مجال ہو کہ کسی کو قتل کرے اب شہلا سے نرگس چشم نے باپ کو منع کیا کہ حمزہ کو نہ قتل کیجیے قدرت کے سامنے پر انکا قتل موقوف رکھیے ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین کہ جسکا تمام دنیا مین نام ہو بلکہ مین نے سُنا ہو کہ تا بہ پردۂ قاف اس شخص کا نام پہونچا ہو تی حضرت سلیمانؑ کی آسمان پری ایک عاشق ہوئین بڑی دھوم سے شادی ہوئی کہ جسکے بطن سے قریشہ سلطان ایسی بیٹی پیدا ہوئی کہ جسنے پردۂ قاف کا بلوہ سنبھالا یہ سنکر سنگین جادو نے کہا بیٹی سچ کہتی ہو اس شخص کو لیجا کر قید کرو شہلا وہان سے اپنی ہمجولیون مین آ بیٹھ کے رونے لگی ساتھ والیون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہو شہلا نے کہا ہماری موت قریب آگئی ہو اس سے انتہا کا پس وپیش ہو کنیزون نے گھبرا کر کہا واری آپ کی زندگی سے ہم سب کی زندگی ہو اگر خدانخواستہ آپ کے دشمنون پر کوئی زوال آیا تو ہم لوگون کو کون پوچھے گا ہم نہین چاہتے کہ آپ کو صدمہ پہونچے ارشاد تو فرمایئے کیا ملال ہو جو ہم سے ہو سکے وہ بجالائین کہ آپ کو رنج و ملال نہ پہونچے ملکہ نے کہا صاحبو عجب اتفاق ہوا کہ صاحبقران آکر قید ہوے ہین میری شامت جو آئی مین نے اُنکو بلوا کے دیکھا انسان ہو کہ فرشتہ آنکھین دام تسخیر ابرو کھنچی ہوئی شمشیر جب سے اُنکو دیکھا ہو پریشان ہو رہی ہون کہ اپنے ہوش مین نہین ہون اب تک دیکھو دل دھڑک رہا ہو کوئی کان مین کہہ رہا ہو کہ اپنی جان دیدے یا اُنکو قید سے رہا کر

نظم

ظلم کرنے سے ہوا وہ بت قاتل عاجز — پر ہوا اُسکے ستم سے نہ مرا دل عاجز

ذبح کے بعد جو پہرون نہ مرا دم نکلا — سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز

کم سنی ہو اُسے پیغام زبانی بھیجون — خط کے پڑھنے سے ہو وہ حور شمائل عاجز

جوش وحشت مین ہوا سر کا اُٹھانا مشکل — طوق آہن سے نقاہت مین ہوا دل عاجز

جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا — تیری فرقت مین ہوا جب کہ مرا دل عاجز

تیری آہون سے جو اے قیس اُڑے ہین پردے — کسقدر رنجہ مین ہو صاحب محمل عاجز

حور کا ذکر بھی کرنے نہین پاتا سطوت — بدگمانی سے ہو اُس شوخ کی کیا دل عاجز

کنیزون نے کہا واری اگر حکم ہو تو اُنکی رہائی کی تدبیر کرین تشریف لیچلیے اسم اعظم و حرز ہیکل رہا کیجیے

وزار بائی اچھی ہوجائیگی شہلا نے کہا مین اسم اعظم کا شیشہ و حرز ہیکل چرا لاؤنگی کنیزون نے
کہا وہی شیشہ جسمین اسم اعظم بند ہے کسی طرح توڑ ڈالیے یقین ہے کہ اُنکے جسم مین قوت آئے شہلا
اُسی وقت تیار ہی کی اسباب سحر جسم پر درست کرکے آمادہ ہوئی کہ جا کر شیشہ کو چرا لاؤن
بانفاچلی سنگین جادو بارگاہ مین بیٹھا ہے عرضی بخدمت بقراط روانہ کر چکا ہے کہ مین نے حمزہ
کو گرفتار کیا جب حکم ہو روانہ کرون شیشہ آٹھ پہر سامنے رکھا رہتا ہے یکایک آسمان سے ایک
پتھر گرا کہ شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران کے جو ہاتھ پانؤن مین طاقت آئی فرمایا ای
داراے ہند مدد غیب شریک حال ہوئی کہ اسم اعظم یاد آیا اب مین قید توڑتا ہون سنگین
حیران بیٹھا ہے کہ یہ پتھر کہان سے آیا شیشہ کیونکر ٹوٹا کہ اندر سے قید خانہ کے نگہبان بھاگے کہتے
ہوے ای شہریار حمزۂ عرب نے قید توڑ ڈالی وہ لڑتے ہوے آتے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین
کرتا سنگین جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہ اُٹھکر سحر کرون سحر یاد نہین آتا حیران ہے کہ کسنے
میری زبان بند کردی سر اُٹھا کر دیکھا کہ شہلاے نرگسی چشم برروے ہوا اُڑ رہی ہے اور
سحر کر رہی ہے سنگین نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو ہی نے پتھر پھینکا کہ شیشۂ اسم اعظم ٹوٹا یہ کہکے
سحر کیا کہ شہلا تھرائی قریب تھا زمین پر گرے کہ صاحبقران لڑتے ہوے قریب سنگین
کے پہونچے عمرو غل مچانے لگا کہ آقا مین قید مین بیٹھا رہون لندھور نے بڑھکر ہتکڑی خواجہ
کی کاٹ دی خواجہ نے اپنے کو قید سے رہا کیا پہلو پر آکے صاحبقران کے نعرہ کیا اب سنگین جادو
طرف امیر کے متوجہ ہے مگر کہتا ہے کہ گھر سے آگ لگی بیٹی نے شیشۂ اعظم توڑا اب مین اُسپر سحر کرون
کہ حمزہ کو روکون جب صاحبقران قریب پہونچے سنگین نے ہاتھ تلوار کا مارا شہلا نے
جو اتنی فرصت پائی تڑپ کر گری حرز ہیکل اُٹھا کر امیر کے گلے مین پہنا دی اب امیر نے ہاتھ
تلوار کا روک کر تلوار ماری کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوے اور جادوگر جو باقی رہے وہ سحر
کرنے لگے شہلا نے موتیون کا مالہ پھینک مارا وہ سب جادوگر ملبلائے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے **نظم**

دل ہر بشر کا یون ہے ہمیشہ وطن سے خوش — ہو جس طرح بہار مین بلبل چمن سے خوش
پروانے گر ہین بزم مین شمع لگن سے خوش — ہم خوش ہین کوے یار سے بلبل چمن سے خوش
کیون ہون نہ عیش و عشرت دنیا سے ہم ملول — رہتے ہین ہجر یار مین رنج و محن سے خوش

ہمکو رہا علائق دنیا سے کچھ نہ کام
بلبل چمن سے شمع سے پروانے شاد ہین
داغ جنون جو الفت گیسو مین ہو عیان
اغیار کو دیا نہ جواب سوال وصل
ترچھی نظر سے غیر کو تو نے کیا ہلاک
ظلم وستم ہر ایک پہ کرتا ہو بے شمار
اقرار کرکے جام نہ اُسنے دیا ہمین
مین نے پڑھے ہین حسن کی تعریف مین جو شعر
مستطوبت عم حسین کا پایا عجب صلہ

اس بات پر لحد مین ہین دزد کفن سے خوش
انجم فلک سے ہم ہین تری انجمن سے خوش
بو اُسمین صاف آتی ہو مشک ختن سے خوش
اس بات پر تو ہم ہوے اُس کم سخن سے خوش
اے ترک ہم ہوے ترے اس بانکپن سے خوش
کوئی نہین جہان مین چرخ کہن سے خوش
اسپر بھی ہم ہین ساقی پیمان شکن سے خوش
وہ اپنی بزم مین نہین اہل سخن سے خوش
خوش ہمسے پنجتن ہوے ہم پنجتن سے خوش

جب سب ساحر قتل ہو چکے کچھ تو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوے باقی کو شہلا نے دیوانہ کرکے مارا شہلا زمین پر اتر آئی صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا فرمایا اے ملکۂ عالم تمھاری وجہ سے رہائی پائی شہلا نے کہا آپ کا خدا آپ کی مدد کرتا ہو پتھر آسمان سے گرا بقول شخصے سنگین پر آفت آسمانی گری میری کیا مجال تھی کہ مین حضور کی مدد کرتی یہ سب آپ کا اقبال تھا کہ اسم اعظم رہا ہو گیا آپ صف شکن تیغزن ہین کس زور وشور سے قید کو توڑا جرأت وشوکت اسی کا نام ہو آپکی غفلت سے اسم اعظم بند ہوا اگر آپ پڑھتے رہتے تو کسکی مجال تھی کہ اسم اعظم بند کرسکتا صاحبقران نے فرمایا سرحد غیر مین کیا کیا تکلیفین نہ پہنچین گی مگر حافظ حقیقی بچائیگا سب جگہ وہی نگہبان ہو اُسی کی مدد شامل ہوتی ہو شہلا نے لاکر صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی خواجہ نے تمام مکان لوٹ لیا شہلا نے کہا خزانہ کیا ہو گیا عمرو نے کہا خزانہ سحر کا تھا جب سنگین مارا گیا تو مال اُڑکر غائب ہو گیا شہلا ہنس پڑین کہا خواجہ خزانہ بھی کہین سحر کا ہوتا ہو امیر نے فرمایا یہ ساربان زادہ ہر مقام پر اپنے جھگڑے نکالتا ہو خزانہ بیت المال اسکی زنبیل مین جمع ہو دیکھیے یہ کون لیگا عمرو نے کہا ایک حبہ بھی نہین ہو مجھے بدنام نہ کرو مین مفلس ہون قرض نے اسقدر پریشان کیا ہو کہ کچھ بھلا نہین معلوم ہوتا شہلا پہلو مین بیٹھی ہو تیاری جلسہ کی کررہی کبھی اُٹھکر کمرے مین گئی کبھی پھر باہر آئی ڈومنیان سامنے صاحبقران کے بیٹھی ہوئی یہ اشعار

عاشقانہ بصد ناز و ادا بتا بتا کر گا رہی ہین نظم

جلتی ہی صورت مقراض زبان واعظ
خاک سمجھے کوئی رندون مین بیان واعظ

می پرست آئے ہین سننے کو بیان واعظ
آج سب خاک مین ملجائیگی شان واعظ

می پرستون کا اگر دور جہان مین ہوگا
پھر نہ آئیگا نظر نام و نشان واعظ

می کا ممبر پہ حقارت سے اگر لیگا نام
نہین رندون سے بچےگی کبھی جان واعظ

میکشی خوب ہو جی بھر کے جلائین اُسکو
تیرے ستون کو جو ملجائے مکان واعظ

منع کرتا ہی مجھے عشق بتان سے ہر روز
مین سنون خاک بھلا جا کے بیان واعظ

صورت قبہ عمامہ ہی جبا مثل کفن
دیکھے ممبر پہ کوئی شوکت و شان واعظ

مست ہون دیکھ کے مین چشم خمارین صنم
میکشی کا ہی غلط مجھپہ گمان واعظ

گرم رہتا ہی جو بازار ترے ستون کا
ایک مدت ہوئی ہی بند دکان واعظ

دختر رز کی مذمت سے کیا دل ٹکڑے
قطع ہو جائے کہین جلد زبان واعظ

مذہب بد ہی ریائی ہی عبادت ساری
خاک سطوت کو پسند آئے بیان واعظ

ملکہ شہلا سامنے سے صاحبقران کے اُٹھین پہلو مین کمرہ تھا اُسمین گئین کہ عطر وغیرہ لاؤن کہ کنیزون نے غل مچایا کہ ای شہریار دوڑیے امیر نے جھپٹ کر دیکھا کہ گوشے سے کمرے کے ایک مار سیاہ پیدا ہوا وہ جسم شہلا سے لپٹ گیا امیر نے جو یہ شعبدہ دیکھا نعرہ کر کے جا پڑے مگر اُس مار سیاہ کے پر پرواز پیدا ہوے شہلا تو بیہوش ہو گئی مار سیاہ اُسکو لیکر اُڑ گیا صاحبقران دیکھکر رہگئے کنیزین رونے لگین صاحبقران نے فرمایا شاید کوئی عزیز دار ملکہ کا ایسا تھا کہ جو آکے لیگیا کنیزون نے عرض کی سامنے قلعہ ہی اُسمین اژدر آتش فشان جادو بھائی سنگین کا رہتا ہی شاید اُسی نے یہ حرکت کی ہوگی اور مارا جانا سنگین کا ضرور اُسپر شاق ہوا ہوگا اُسنے یہ حرکت کی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے فرمایا ابتو وقت شب ہی صبح کو قلعۂ اژدر پہ جاؤنگا ملکہ کو رہا کر کے لاؤنگا کنیزین خاموش ہو رہین مگر اژدر آتش فشان جو ملکہ شہلا کو اُٹھا کر لیگیا اپنی بارگاہ مین آیا اُسی بیہوشی مین ملکہ کی زبان مین سوزن دی قفس مین بند کر کے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا یہ نہ جانتی تھی کہ بھائی اُسکا

قیامتین برپا کرینگا آج تجکو لایا ہون کل اُنکو بھی لے آؤنگا دونون کو ساتھ قتل کرونگا دیکھون
تو کیسے صاحبقران ہین میرے سحر سے کیونکر بچین گے ملکہ نے جواب دیا کہ او غم نابکار میری
کیا خطا ہو شیشہ اسم اعظم کا سنگ آسمانی سے ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران نے قید توڑ ڈالی
لڑائی مین سنگین مار اگیا مین نے کیسے کیسے سحر کیے کچھ زور نہ چلا ناچار ہو کر اطاعت کی تھی کہ پردہ دوستی
مین قتل کرونگی لیکن آپ جا پہونچے آپ نے جلدی کر کے مجکو گرفتار کر لیا اب مین مجبور و ناچار
ہون اژدر نے کہا او مکارہ مین دیکھ رہا تھا کہ تو بدل و جان کام کر رہی ہو جب تو مین تجکو اُٹھا
لایا شہلا نے کہا پھر آپ کو اختیار ہو چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے اژدر نے قفس ملکہ کا لٹکا دیا
ساتھ والون سے صلاح کر رہا ہو کہ کیون صاحبو میرے نزدیک شہلا سراسر مکر کرتی ہو کہ کسیطرح
رہائی پاؤن اور پاس صاحبقران کے جاؤن مین اسکو قید سے نہ چھوڑونگا قفس لٹکا ہو پھر
صبح کو دربار مین آکر بیٹھا ہو صلاح کر رہا ہو کہ شہلا کو قتل کرون یا چھوڑ دون سردار عرض
کرتے ہین حضور ہم تو اسکے قتل کو کبھی نہ کہین گے یہ آپ کے بھائی کی نشانی ہو تمام طلسم مین
شہرہ ہو کہ حسن و جمال مین بے مثل و بے نظیر ہو اگر یہ باقی رہیگی تو آپ کے بھائی کا نام رہیگا
کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ صاحبقران آپ کے
قلعہ پر آتے ہین اژدر گھبرا کر اُٹھا بالاے قلعہ سے دیکھا کہ سرداران صاحبقران سامنے
آکر کھڑے ہوے ہین کمرین باندھ رہے ہین صاحبقران کی آمد کا ذکر ہو رہا ہو اژدر نے
گھبرا کر سحر کیا کہ ایک دیوار سنگی سامنے قلعہ کے حائل ہوگئی سرداران صاحبقران نگاہون
سے چھپ گئے اب اپنے فوج سے کہا کہ توپین درست کرو وہان صاحبقران جو آکر پہونچے
دیکھا ایک دیوار پتھر کی سامنے قلعہ کے حائل ہو صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا دیوار
پر جو ہاتھ رکھا دیوار گر گئی معلوم ہوا پانی کا حباب تھا کہ چشم زدن مین مٹ گیا صاحبقران
دیوار گرا کر پشت مرکب پر آئے گرز سام بن نریمان ہاتھ مین لیا مرکب کو مہمیز کر کے چلے
سردارون کو ہمراہی سے روکا اور فرمایا تم لوگون کو اسوجہ سے منع کرتا ہون کہ اژدر ضرور
سحر کریگا مین اسم اعظم پڑھتا ہوا جاؤنگا تم لوگون کو تکلیف نہو سب سردار دعائین دینے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ خدا حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آپ کو ہم غلامون کا خیال نہوگا

تو پھر کسکو ہوگا صاحبقران اشقر دیوزاد کو بڑھائے ہوئے جاتے ہین اژدر نے جو
بالائے قلعہ سے دیکھا گھبرا کر دوسرا سحر کیا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قلعہ آنکھون سے غائب ہوگیا
پھر دیکھا ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا ہے چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہوئی گا رہی ہین نظم

بلبلین اس وجہ سے رہتی ہین نالان باغمین
یاد قد مین آہ سوزان کی جو مین نے رات کو
شرم کے مارے زمین مین گڑ گئے شمشاد سب
معجزہ دیکھا جو اُس گل کے لب جان بخش کا
باغبان ثابت ہے یہ شبنم کے قطرون سے ہین
صورت گل ہم بھی کرتے ہین گریبان چاک چاک
مین ہون وہ ہو مینھ برستا ہو شراب ناب ہو
اسقدر نخوت نہ کر اے باغبان پچتائے گا
سنتے ہین گل کان دھر کے بلبلین ہوتی ہین مست

چاک رہتا ہے ہر اک گل کا گریبان باغ مین
سرو جل جل کر بنے سرو چراغان باغ مین
پھر سیر آیا جو وہ سرو خرامان باغ مین
پڑھ کے کلمہ ہو گیا لالہ مسلمان باغ مین
دن کو خندان ہے ہر اک گل شب کو گریان باغمین
یاد آتا ہے جو ہمکو کوے جانان باغ مین
کیفیت ہو گر میسر ہو یہ سامان باغ مین
فصل گل دو چار دن ہے اور مہمان باغ مین
جبکہ پڑھتا ہے وہ گل سطوت کا دیوان باغمین

کنیزون نے اس رنگ سے یہ غزل پڑھی کہ صاحبقران ٹھہر گئے مگر ساتھ ہی کان مین
آواز آئی کہ اسم اعظم ورد زبان رہے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال
پھکارے مار کر یہی فقرات کہہ رہی ہے امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ جو پاؤن کی طاقت
زائل ہونے لگی تھی پھر قوت آگئی آگے بڑھے اژدر نے جو دیکھا کہ جو سحر مین صاحبقران
پر کرتا ہون وہ فوراً باطل ہو جاتا ہے سنے گولہ اندازون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گولے مارو
گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم توپون کے کانون مین کسی نے کیا پڑھ کے
پھونکا کہ کڑکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین مگر صاحبقران نے گرز سام بن نریمان
اُٹھایا جو گولہ سامنے آیا اُسپر تاپخہ گرز کا مارا یا گولہ اُلٹا پلٹ کر خندق مین جا کر گرا جب اژدر
نے دیکھا کہ صاحبقران تہ ان اُس دریائے آتش کو مثل سمندر آتش طے کرتے ہوئے آتے
ہین دونون ہاتھ اُٹھا کر طرف خندق کے اشارہ کیا خندق سے پانی جوش مار کر نکلا دم بھر
مین گرد صاحبقران کے دریا موج مارنے لگا ہزارہا مچھلیان و نہنگان خون آشام منھ

کھولکر صاحبقران پر حملہ کرتے ہین صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی چلا رہے ہین کہ پھر آواز آئی یا صاحبقران زمان اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایکمرتبہ آواز اُس طوطی زرین بال کی کان مین اژدر کے پڑی اور دیکھا بھی کہ یا تو صاحبقران حیران کھڑے دیکھ رہے تھے کہ سب طرف سے دریا موج مار رہا ہے اور نہنگ مُنھ پھیلاتے ہین مچھلیون کی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین اور مچھلیون کا یہ حال ہے کہ تڑپ کر صاحبقران پر گرتی ہین بعض گرد صاحبقران پھرتی ہین یا طوطی زرین بال کی صدا سے صاحبقران پھر ہوشیار ہوئے اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی اسم اعظم بآواز بلند پڑھا مچھلیان تلوار سے قلم ہونے لگین جو مچھلی کٹ کر دریا مین گری اُس مقام کا پانی خشک ہو گیا اژدر آتش فشان نے بنگاہ قہر طرف طوطی زرین بال کے دیکھا اُسنے چاہا اُڑ کے نکل جاؤن مگر اژدر نے مُنھ سے شعلہ آتش چھوڑا وہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا سر پر اُس طوطی کے پہونچا ہر چند اُس طوطی نے پر مارے مگر شعلہ اُسپر گرا شعلہ گرتے ہی وہ طوطی زمین پر گری غلطک مارنے لگی ایک نازنین مہ جبین کی شکل ہو گئی صاحبقران نے پہچانا کہ یہ تو عندلیب خوشنوا وزیرزادی ملکہ کی ہے صاحبقران نے چاہا گھوڑا بڑھا کر جاؤن اور عندلیب خوشنوا کو بچاؤن مگر اژدر آتش فشان بلا کا ساحر ہے تڑپ کے گرا عندلیب کو اُٹھا لیگیا لاکر قفس مین بند کیا کہا کیون او عندلیب تو نے حمزہ کو کئی بار ہوشیار کیا کچھ ہمارا خوف نہ آیا مین کیا حمزہ سے ڈرتا ہون اول تو بیرون قلعہ روکونگا اگر نہ رُکے اور قلعہ مین آگئے تو تین لاکھ ساحر باحربہ ہائے سحر بیٹھے ہین آگ برسا دینگے عندلیب نے کہا او شہنشاہ آپ نے میری مالک کو قید کیا وہ بیٹھا ہین ہم اُنکے رازدار ہین ابھی تک اُنکے دامن عصمت پر گرد عصیان نہین پڑی اور اُنکی عفت پر حرف نہین آیا مجکو منظور ہوا کہ اپنی جان لگاؤن اپنی مالک کی رہائی کی تدبیر کرون سوا اسکے اور کیا تدبیر تھی کہ صاحبقران کو آگاہ کرتی رہون کہ اگر وہ اسم اعظم پڑھینگے تو کوئی سحر تاثیر نہ کریگا اژدر نے کہا تم دونون سے سمجھونگا اسطرح قتل کرون کہ ماہیان دریا وہیر نمان ہوا تمھارے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے حمزہ کو خاموش کرکے اسم اعظم بند کر لیتا وہ اُسی مقام پر رُک گئے تھے مگر تو نے اُنکو ہوشیار کر دیا یہ کہکے قفس آہنی مین عندلیب

کو بھی قید کیا جس مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا ہی اُسی مقام پر قفس عندلیب کا بھی لٹکا دیا ملکہ شہلا عندلیب کو قید دیکھکر رونے لگین کہا ای عندلیب تونے اپنے کو کیون پھنسایا میر التواب یہ حال ہی نظم

گیا جو آج اُنھین حال دل سنانے کو / کہا کہ آئے کہان تم مرے ستانے کو

بگڑ کے آج مرے گھر سے ہین وہ جانے کو / رقیب خوش نہون کیونکر قضا ہی آنے کو

یہ بات کی ہی فقط خلق کے دکھانے کو / وہ آکے بیٹھے ہین لاشہ مرا اُٹھانے کو

وہ آئے میری عیادت کو تو یہ فرمایا / یہ حال اپنا بنایا مرے دکھانے کو

چھڑا کے زلف ہی کیون میرے دلکو پھینکدیا / یہ سر چڑھایا تھا کیا آپ نے گرانے کو

سب اُنکے عاشق صادق جو در پہ جمع ہوے / کہا یہ کون ہین کیون آئے غل مچانے کو

بہت تمھاری وفا سے بعید ہی یہ بات / نہ آئے قبر پہ دو پھول بھی چڑھانے کو

ہلاک کر کے مجھے ہجر مین ہوے نہ خجل / نشان قبر کا اب آئے ہو مٹانے کو

زیادہ ہوتا ہی جب شوق حج بیت اللہ / تو دیکھ آتا ہون اُس بت کے آستانے کو

شب وصال مین شانے کی احتیاج نہین / ہمارے ہاتھ ہین زلفین تری بنانے کو

جفائین ہمسے بتون کی سہی نہین جاتین / کلیجہ چاہیے پتھر کا دل لگانے کو

یہ عیدگاہ مین عشاق کی تواضع کی / جھکی ہی تیغ تمھاری گلے لگانے کو

کسی مین بوے محبت نہین رہی سطوت / عجیب طرح کی گردش ہوئی زمانے کو

عندلیب باتین سُنکر ملکہ کی رونے لگی کہا واری دعا مانگیے کہ پروردگار صاحبقران کو مظفر و منصور کرے ملکہ نے بال کھولے اور پکار اُٹھی کہ ای خالق ارض و سما وای رب یکتا نظم

خداوندا شبم را روز گردان / چو روز اندر جہان فیروز گردان

شبی دارم سیہ چون بخت امید / درین شب روسپیدم کن چو خورشید

توئی یاری دہندہ یاد ہر کس / بہ فریاد من فریاد کُن رس

ای خالق بے نیاز وای رب کارساز جمال جہان آرای صاحبقران دکھا دے کہ روح کو راحت ہو قلب کو قوت ہو مگر صاحبقران زمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے بر لب خندق پہونچے خندق نے کئی مرتبہ جوش مارا مگر صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی پڑھا پانی ہٹ گیا

اوپر سے قلعہ کے ہوا بان پڑرہے ہین تیل کے کڑھاؤ ملازمان اژدر پھینک رہے ہین اژدر کیسے کیسے سحر کر رہا ہی مگر آواز سے صاحبقران کی کسی سحر کا رنگ نہین جمتا امیر نے برابر خندق کے آکر گھوڑے کو جو ایڑ کی مرکب باد رفتار خندق کو اڑ گیا جیسے ہی برابر پھاٹک کے پہونچے پھاٹک پر گرز مارا تیسری ضرب مین پھاٹک گرا اندر سے لاکھون ساحر نکلے دروازے پر لڑائی ہونے لگی صاحبقران مرکب کو مہمیز کر رہے ہین تیغ عقرب دہنے ہاتھ مین بلند ہی بائین ہاتھ مین سپر گرشاسپ کی جنگ رستمانہ کرتے ہوے صحن قلعہ مین پہونچے اژدر نے جو دیکھا کہ صاحبقران صحن قلعہ مین آ گئے ایک تخت پر سوار ہوا نقیبون کو اشارہ کیا ہان یارو آوازین لگاؤ کئی سو نقیبان خوش آواز سرود چھیڑ کر یہ اشعار گانے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہو پریشان وش
اس چمن کی ہوا ہے بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوِ سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین
شاخ پہ ہی جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر — خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین گرو جو قیاس — گل سوسن کا ہی کبود لباس

	کرے اللہ خاتمہ بالخیر		یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے کل ساحرون نے چہار جانب سے صاحبقران کو گھیر لیا
سحر بھی کرتے ہین حربے بھی لگاتے ہین صاحبقران پریشان ہو رہے ہین کہ اتنے لوگو نسے
کیونکر بچو نگا ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر دشمنون کے ہاتھ سے بچالے تقضاے کار
نقابدار زرین پوش تخت پر سوار کئی لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ سائبان زربفتی کھنچا ہوا اس
زور و شور سے جاتا ہی عیار طرار پشت پر مگس رانی کر رہا ہی آواز گیر و دار سنکر نقابدار نے
دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے غضب ہوا کہ صاحبقران گھرے ہوے ہین جلد تخت زمین
پر رکھو مگر دیوزادون سے حکم کیا کہ تم لوگ شریک جنگ نہو تا بارہ ہزار سردار جو میرے ہین
اُنکو کاندھون پر سے اُتار دو تم سب الگ ہو جاؤ دیوزادون نے سوارونکو اپنے کاندھون
پر سے اُتار امرکبون پر اُنکو سوار کر دیا امیر نے دیکھا ساحر غلغلہ کرنے لگے نقابدار نے
تلوار کھینچکر دو چار حملے ایسے کیے کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحر قتل ہوے دریا خون کے بہگئے اب
اژدر گھبرایا ساتھ والون سے کہا یارو مین نکل جاؤن تم بھی فرداً فرداً نکل آنا سب نے کہا
حضور نکل جائین ہم بھی نکل آوینگے نقابدار نے تو زمین کو ہلا دیا ایک طور سے لڑتا ہوا آتا ہی
مگر نقابدار شوکت صاحبقران دیکھکر حیران ہی کہ اس سن مین یہ جرأت و شوکت مثل
انکا کون ہی عیار سے کہتا ہی پیرانہ سالی مین تو یہ جنگ ہی شباب مین کیا کیا ہوگا عیار نے عرض
کی وقائع ملاحظہ فرمائیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو دربدر خاک بسر کیا تاج و تخت چھین لیا
کوئی آج تک اُنکا ہم نبرد نہین ہوا اب صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بہادر ماشاء اللہ
کس لطف سے جنگ کر رہے ہو نقابدار آواز صاحبقران سُنکر قریب آیا کہا ای شہریار
ہر چند کہ آرزو آپ سے مقابلہ کی رکھتا ہون مگر آپ کی شمشیرزنی دیکھکر حیران ہو جایا کرتا ہون
سبحان اللہ کیا جوش و خروش آپ کا ہی تین لاکھ مین آپ اکیلے لڑے اور جسم پر زخم نہین
آنے دیا مین تو بعد دیر کے حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بہادر ہر چند کہ تم
مسخر کن بحر و بر ہو مگر مجھسے جسدن مقابلہ پڑیگا ہم تم دونون نوبت بجان و بکار در استخوان
ہو جاینگے ای نقابدار بہادر بانہاے صاحبقرانی مستقبل ہین گے نہین معلوم یہ سودا تمھارے

دماغ مین کیون ہوا ہی کوئی امتحان تجویز کرو ایک ادنا سی بات ہی کہ مین نے قاف کے اٹھارہ پردے فتح کیے تم ابھی تک تین پردون مین بھی نہین پہونچے ایک ہی پردے پر مقابلہ پڑتا ہی نقابدار نے کہا ای شہریار جہان جہان قہقہہ بھاگ کر گیا وہان مین بھی پہونچا یہ آرزو رکھتا ہون کہ قہقہہ کو قتل کرون امیر نے فرمایا اُسکا پردۂ ظلمات مین دخل ہی وہان وہ بھاگ جاتا ہی بسبب تاریکی کے ہم لوگ رہجاتے ہین جس روز یہ خیال ہوا کہ جو کچھ گذرے پردۂ تاریک مین بھی داخل ہو جائین انشاءاللہ گھس پڑینگے صاحبقران تو نقابدار سے باتین کرنے لگے اژدر آتش فشان نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران نقابدار سے باتین کرتے ہین سوچا اس عرصے مین نکل جاؤن حمزہ گرفتار نہوگا فوجین لڑ چکین سحر انتہا کا کر چکا کسی سحر کو حمزہ نہین مانتا اب نکل چلنا ہی بہتر ہی یہ سوچکر شانون پر سحر کیا پر پرواز پیدا ہوے ساتھ والون سے کہدیا مین قلعۂ قراطاق پر جاتا ہون قراطاق جادو کہ میرا معین و مددگار ہی اور ساحر باعمل ہی وہ بڑی کدوکوشش کریگا تم سب وہین آنا فوج اُس سے لیکر خروج کرونگا راہ مین حمزہ کو روکونگا ناک مین دم کردونگا یہ کہکے اُڑا جیسے ہی بلند ہوا عیار نقابدار نے پکار کر کہا ای شہریار غضب ہوا کہ افسر نکلا جاتا ہی نقابدار نے فوراً کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا صاحبقران نے بھی کمان رستم کاندھے سے اُتاری اور تین پھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا دونون نے برابر تیر مارے نقابدار کے تیر سے تو اژدر بچا مگر عقاب تیر صاحبقران سینہ پر اژدر کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشۂ اژدر گرا مرنا اژدر کا کہ اندھیرا ہو گیا لاکھون جادوگر اُسی ہنگامہ مین نکل گئے نقابدار کو حجاب ہوا کہ افسوس میرے تیر سے اژدر نہ مارا گیا صاحبقران طعنہ دینگے مجکو حجاب ہوگا دیوزادون کو اشارہ کیا دیوزاد تخت سامنے لائے نقابدار اُچک کے سوار ہوا اپنے رفقا کو ساتھ لیکر روانہ ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر آتش فشان بود باقی جو ساحر رہے تھے وہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے امیر نے سب کو مطیع کیا پشت مرکب سے اُترے قصر مین آئے ملکہ قفس کے اندر سجدے مین رو رہی تھی صاحبقران نے آکر فرمایا ای ملکۂ عالم پروردگار نے دعا تمھاری قبول کی

مین آپہونچا قریب آکر سر ملکہ کا اُٹھا یا زبان سے سوزن نکالی وزیر زادی کو بھی رہا کیا دونون ہنسی ہوئین قفس سے نکلین کہا ای شہریار آپ کو بڑی مشقت پڑی صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ تعالی ہر مقام پر یہی جرأت رہیگی مین مجبور ہو جاتا ہون جب اسم اعظم بند ہو جاتا ہو بعد اسم اعظم کھلنے کے کیونکر دل کو تاب ہو کہ تم قید مین رہو اور مین کدو کاوش نہ کرون مگر ملکہ نے دیکھا کہ صاحبقران دریاے خون مین نہاے ہوے ہین ہاتھون سے خون پوچھنے لگین امیر دفعہً مین آکر بیٹھے خواجہ تمام مکان کو لوٹتے پھرتے ہین اب سرداران صاحبقران بھی آگئے امیر قلعۂ اژدر مین بیٹھے ملکہ پہلو مین آکر بیٹھین مگر چند ملازمان اژدر جو لاشہ اژدر کا اُٹھا لیگئے تھے قلعۂ قراطاق مین پہونچے سامنے قراطاق جادو کے لاشہ اژدر کا پیش کیا قراطاق بڑے اژدر پر بہت رویا کہا مقام افسوس ہو کہ اژدر نے مجکو خبر نہ کی ورنہ مین جاکر زمین ہلا دیتا یہ کہکے فوج کو جمع کیا سات لاکھ ساحر کی فوج ہو سب سے پکار کر کہا صاحبو جو جس سے ہو سکے وہ کوشش کرے یقین ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کر لوگے کئی سو ساحر اسی فکر مین چلے صاحبقران قلعہ مین بیٹھے تھے کہ عمرو نے خبر دی چند نازنینان مہ جبین آپ کے لشکر مین آئی ہین سارے لشکر مین گاتی پھرتی ہین اور یہ اشعار ورد زبان ہین

نظم

نہین بھاتی جو سیر باغ تو صحرا مین جاتا ہون
وہان بھی دل نہین لگتا تو پھر گلشن مین آتا ہون

شب فرقت مین پر تاثیر آہین لب پہ لاتا ہون
چلے آئین وہ شاید آج قسمت آزماتا ہون

نہایت حسن کا مشتاق اُس کوچے مین جاتا ہون
نہین جب مانتا دل دور ہی سے دیکھ آتا ہون

لب رنگین کسی کے آج مجکو یاد آئے ہین
عوض اشکون کے آنکھونسے جو خون دل بہاتا ہون

ہوئی تقصیر کیا وہ شعلہ رو کہتا ہو جو مجھسے
کہ کیسا اُلکے غیرونسے ترے دلکو جلاتا ہون

گمان مجنون کو ہوتا ہو کہ آئی دشت مین آندھی
مین وحشی جب کبھی صحرا مین جاکر خاک اُڑاتا ہون

کہون راز محبت کیا سناؤن حال دل کیونکر
کسی دن مین نہین اُنکو اکیلا گھر مین پاتا ہون

کف پا کی حنا کا جیسے ہو منظور نظارہ
وہ آتا ہو تو مین زیر قدم آنکھین بچھاتا ہون

مرا خط دیکھے ای قاصد زبانی یہ بھی کہدینا
تجھے مین یاد کرکے اشک آنکھونسے بہاتا ہون

مرا صیاد دیکھو کیا شوخ کہتا ہو گلستان مین
پھنسین گی بلبلین پھندا رگ گل کا بناتا ہون

مرا دل تاک کر وہ صید افگن بنس کے کہتا ہے	ابھی تیر نظر سے یہ نشانہ مین اُڑاتا ہون
حسینؑ ابن علیؑ کا حال جب سنتا ہون آتی سطوت	گریبان چاک کر کے سر پہ اپنے خاک اُڑاتا ہون

صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے مقام سے اُٹھے مگر ایک نازنین گاتی ہوئی قریب دربار گاہ لندھور پہونچی لندھور نے اُس نازنین کو اندر بلالیا خدمتگار دروازے پر کھڑے ہین کہ ارشیون پریزاد یہ خبر سُنکر آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ لندھور نے ایک نازنین کو اندر بلایا ہے ارشیون ٹھر کر دروازے پر ٹھہر گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز دی کہ ای قبلہ وکعبہ مین بھی اندر آؤن آواز نہ آئی ارشیون اندر گیا لندھور کو نہ پایا اور نہ اُس نازنین کو دیکھا حیران ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا ایسی سانحہ مالک پر بھی گذرا کہ صاحبقران باہر تشریف لائے فرمایا اُن نازنینون کو ہمارے سامنے لاؤ ہرکارون نے جا کر ڈھونڈھا کسی کا نشان نہ پایا ہرکارون نے آکر عرض کی ای شہریار لندھور و مالک بارگاہون سے غائب ہوے اُن عورتون کا پتہ نہین کہ کہانسے آئی تھین اور کہان گئین صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑا غضب ہوا کہ لندھور و مالک غائب ہوے اسکی فکر کرو عمرو نے آکر دریافت کیا حال مذکور معلوم ہوا ارشیون پریزاد ٹہلتا ہوا آتا تھا کہ جا کر صاحبقران سے قبلہ وکعبہ کا غائب ہونا عرض کرون کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا ارشیون کو اُٹھا لیگیا امیر نے بڑا افسوس کیا ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارشیون کو بھی کوئی اُٹھا لیگیا صاحبقران نے سب سردارون کو اپنے پاس بلالیا سایے مین اپنے رکھا فرمایا اب زمانہ احتیاط ہے آپ لوگ میرے ہی پاس رہین خواجہ عمرو دریافت کرنے برائے خبر سرداران مذکور چلے صحرا صحرا جاتے ہین کہ راہ مین دیکھا ایک جادوگر جاتا ہے گھبرایا ہوا پسینے پسینے خواجہ نے ساحر بنکر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ دھوپ بڑی پڑ رہی ہے ابھی دو آدمی لون کھا کر گرے تھے مردمان مقصبہ اُنکو اُٹھا لیگئے لہذا تم نہ جاؤ وہ ساحر ٹھہرا عمرو نے پوچھا کہان جاتے ہو اُس ساحر نے کہا ملکہ گلگونہ جادو لندھور کو اُٹھا کر لائی ہین اور اُنکی بہن ریحانہ جادو مالک کو لائی ہین یہ دونون عاشق ہین اپنے معلم مفتاح جادو کو بلایا ہے مین اُنکو بلانے جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُسکو بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر چلے برابر ایک

قصر کے پہونچے دیکھا چند جادوگر شمل ہے ہین عمرو کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ اے سیماب جادو مفتاح کو بلا کر لاؤ عمرو سمجھ گیا کہ مفتاح جادو کا یہ مکان نہین ہی کہا
بھائیو مین نے بہت تلاش کیا مکان نہین ملا سب نے کہا اس صحرا کے بائین پر نخلستان ہی
اُسی کے پہلو مین قصبہ ہی وہان قصر مفتاح کا ہی عمرو پھر اُسیطرف چلا قصبہ مین آیا مفتاح
کا مکان دریافت کیا لوگون نے پتہ دیا کہ سامنے مکان ہی دروازے پر مفتاح بیٹھے ہونگے
عمرو نے آکر نامہ دیا مفتاح نے نامہ پڑھکر کہا کہ اے سیماب آج شب کو رہجاؤ کل مین
چلونگا خواجہ نے کہا بہت اچھا مگر ذرا گوشے مین چلیے کچھ باتین راز و نیاز کی ہین وہ تنہائی
مین عرض کرونگا مفتاح کنارے آیا خواجہ نے باتون مین لگا کر مفتاح کو بیہوش کیا دماغ
پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلے پکار کر آواز دی
چند ساحر رفقا حاضر ہوے عمرو نے کہا بھائی مجکو قصر گلگونہ و ریحانہ پر لیچلو اُن ساحرون
نے کہا حضور سحر نہ کرینگے مفتاح نقلی نے کہا مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون پر سحر کرونگا
اور جبتک مسلمانون کا خاتمہ نہو گا کسی کام کے لیے سحر نہ کرونگا اُن سب نے عمرو کو سوار
کیا جانتے ہین کہ ہمارا افسر مفتاح ہی تخت اُڑتا ہوا جاتا ہی ساحر سحر کرتے ہوے لاتے
ہین بعد تھوڑی دیر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا ساحران ہمراہی نے عرض کی اے شہنشاہ
ساحران یہی باغ گلگونہ و ریحانہ ہی دیکھیے وسط باغ مین بیٹھی ہین عمرو نے کہا تخت اُتارو
ساحرون نے تخت لاکر اُتارا گلگونہ و ریحانہ بیٹھی ہین لند صورہ و مالک مسلسل سامنے
بیٹھے ہین اُنسے سوال وصل کر رہی ہین وہ دونون انکار کر رہے ہین مفتاح کو جو آتے
ہوے دیکھا دونون نے اُٹھکر سلام کیا مفتاح نقلی نے کہا اے فرزندو مجکو کیون طلب کیا ہی
گلگونہ و ریحانہ نے عرض کی اے اُستاد والانژاد قراطاق نے حکم دیا تھا کہ لند صورہ
مالک کو لاؤ ہم گئے جاکر اُنکو لائے لیکن اُنکے جمال دیکھکر عاشق ہوے ہر چند ہم اپنی طرف اُنکو
مائل کرتے ہین مگر یہ دونون نہین قبول کرتے ایسا سحر کیجیے کہ یہ ہمکو قبول کرین مفتاح نقلی
نے کہا ابھی جلسہ آراستہ کرو مین چند شعر گاؤن ابھی یہ دونون مبہوت ہو جائین گلگونہ و
ریحانہ اُٹھین شراب منگا کر رکھی خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

دے دو پٹہ تو اپنا ململ کا ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا
درد سر مین جو سر رگڑتا ہون تیرا دروازہ کیا ہو صندل کا
ہو جو محبوب خوبرو و بدخو صاف عالم ہو اسمین حنظل کا
کہتے ہین سالکان منزل عشق ہو نشان گور گام اول کا
مثل برق اُسپہ بیقرار ہو نہین سایہ رہتا تھا جیسے بادل کا
کیا اُسی گل کی یہ سواری ہو نکہت گل دھوان ہو مشعل کا
بڑھنا اُس طفل کا دکھاتا ہو پھوٹنا شاخ گل سے کونپل کا
جز صنم کچھ نظر نہین آتا وہ موحّد ہون روز اول کا
ایک آئے نظر جو میرا غبار سرمہ ہو جائے چشم احول کا
لکھون ناسخ جو وصف چشم سیاہ ہو سیاہی مین طور کاجل کا

گلگونہ و ریحانہ کہتی ہین اُستاد والا نژاد تمکو گانے مین بڑا دخل ہو عمرو نے کہا ای فرزندو لاکھون روپیہ اپنا خرچ کیا گویون کو مکان پر اُتار راتب اسقدر آیا ہو لیکن ایک کمال مجکو خود قدرت نے دیا ہو چاہتا ہون اُسکو بھی صرف کرون گلگونہ و ریحانہ نے پوچھا اُستاد وہ کمال کیا ہو اُستاد نے کہا بیٹا وہ ساقی گری کرون کہ جو آجتک نہ دیکھی ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک ساحرہ ارشیون کو بغل مین دبائے ہوئے آکر پہونچی گلگونہ نے کہا ای جلتر نگ یہ کسکو لائین کہا بو الشکر صاحبقران مین گئی تھی جب تم لندھور و مالک کو لاچکین تو مین نے اسکو اُٹھا لیا منظور یہ ہوا تھا کہ کوئی سردار صاحبقران کا باقی نہ رہے کہ جو گرفتار نہو اس ظالم کو جو لیکر آئی میری طبیعت اِسپر مائل ہوئی مگر یہ ظالم انکار کرتا ہو گلگونہ و ریحانہ نے کہا بوا جلتر نگ یہ مسلمان ہمکو بُرا جانتے ہین انکو گمان یہ ہو کہ اِنکے سن زیادہ ہین بزور سحر نازنین کم سن بنی ہوئی ہین اِسوجہ سے توجہ نہین کرتے اور ہمپر یہ گمان غلط ہو جو صورت ظاہر مین ہو وہی باطن مین ہو اِنکے دل سے کیونکہ یہ گمان نکالین مفتاح نقلی نے کہا ای جلتر نگ بیٹھو ہم ابھی اِنکو تمپر مائل کیے دیتے ہین جلتر نگ بھی بیٹھی عمرو نے پیلے گھنگرو باندھے خوب گت ناچی کہ تینون جادوگرنیان خوش ہوگئین سب نے کہا اُستاد سبحان اللہ کیا کمال پیدا کیا ہو عمرو نے جام لبریز کرکے پہلے

گلگونہ کو دیا گلگونہ پی گئی دوسرا جام ریحانہ کو دیا وہ بھی پی گئی تیسرا جام طرف جلترنگ کے بڑھایا جلترنگ نے کہا اُستاد میرا دل دھڑکتا ہی عمرو نے کہا ای فرزند باعث یہ ہی کہ معشوق بیزار سامنے بیٹھا ہی اسوجہ سے تمھارا دل دھڑکتا ہی اسی دم سب ہول تمھارے دل سے نکل جاوینگے ایک جام پی لو پھر معشوق پر قبضہ کرو مین ابھی راضی کر دونگا جلترنگ نہ پیتی تھی خواجہ نے زبردستی پلایا جیسے ہی جلترنگ بھی جام پی چکی خواجہ نے کہا وہ مارا گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ اُستاد کسے مارا کوئی حریف تو سامنے نہ تھا کسکو آپ نے فرمایا عمرو نے کہا تم سب کو مارا اب کیا کسی کو زندہ چھوڑتا ہون تینون جادوگرنیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین جلترنگ نے کہا مین تو شراب نہ پیتی تھی مجھے زبردستی پلائی مفتاح نے کہا بس اب کیا کر سکتی ہو اپنے مقام سے تو اُٹھو تینون تڑپ کر چلین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی تینون لڑکھڑا کر گرین لندھور و مالک وارشیون کہ اپنی جان سے بیزار بیٹھے تھے کہنے لگے خواجہ اِنکو جلد قتل کرو کہ ہم رہائی پائین اگر انکے قتل مین دیر ہوئی تو ہمکو خوف ہی کہ کوئی اور ساحر نہ آجاے تو باعث خرابی ہو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو نے نعرہ کر کے تینون کو قتل کیا تینون سردارون کو ساتھ لیکر ارادہ چلنے کا کیا مگر واضح رہے کہ باغ سارا لوٹ لیا فرش تک نہ چھوڑا لندھور نے منع بھی کیا کہ خواجہ فرش نہ اُٹھاؤ عمرو نے کہا ہمارے پاس سے جو صرف ہوا ہی وہ اسی جائداد سے نکلے گا اِسکو گدڑی بازار مین بیچ لین گے مالک نے کہا ای لندھور تم خواجہ کی طمع سے آگاہ ہو وہ بھلا فرش چھوڑینگے غرضکہ تھوڑی دیر کے بعد تینون کو ساتھ لیکر باغ سے باہر نکلے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور آواز آئی کہ منم ہوا سے جادو او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ میری تینون بیٹیون کو مار لیا ہاے مین بے اولاد ہو گئی کمبختین تینون ایک ہی مقام پر جمع ہو گئین تیرا خنجر بدعت چل گیا تینون سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق تھین اُنکو قتل

کرتے تجکو افسوس نہ آیا عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگرنی سامنے سے آتی ہی سر جھاڑ منھ پہاڑ للکارتی ہوئی عمرو نے چاہا کو دکر بھاگون لندھور و مالک نے قبضون پر ہاتھ ڈالے ہواسے نے سحر کیا کہ تلوارین ہاتھون سے گر گئین زمین نے پانون تھام لیے ہوا تلوار کھینچکر قریب آئی چاہا عمرو کو قتل کرون لندھور و مالک دارشیون دعائین مانگ رہے ہین **نظم**

خداوند ملک جہان کارساز	خدا کارفرما و بندہ نواز
بہرحال دانا و بینا خداست	نباشد از وہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند	در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہمامے کند	بگنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار	گدا را دہد مسند عز و ناز
ببخشد بدریوزہ گر مملکت	کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را بخواند بقرب وصال	رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو و درد بیمار را	بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول	پذیرد ز ہر بندہ راز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند	بہر بندہ بندہ نوازی کند

جب ہواسے جادو قریب خواجہ عمرو کے آئی تو خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم میری کیا خطا ہی جو آپ مجھے قتل کرتی ہین جو کچھ خطا کی وہ ان تینون نے کی انکو قتل کیجیے لندھور نے اشارہ کیا کہ خواجہ ہمکو بچائیے آپ تو قتل کراتے ہین اب آپ کے اختیار مین ہمارا قتل اور جان بچانا ہی مگر خواجہ یہی کیے جاتے ہین کہ اے ملکۂ عالم اِن تینون کو قتل کیجیے اگر وہ انکو نہ لاتین تو مین کاہے کو آتا مفتاح جادو اِنکا اُستاد آیا اُسنے سارا فساد بڑھایا اِس بٹوے مین میرے چھپا بیٹھا ہی اُس سے پوچھ لیجیے یہ کہکر عمرو نے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا اے ملکۂ عالم ملاحظہ فرمائیے مفتاح جادو بیٹھا ہی آپ کو طلب کر رہا ہی ہواسے جادو حیران ہی کہ اتنے سے بٹوے مین انسان کیونکر بیٹھ سکتا ہی سر جھکا کر دیکھنے لگی دیکھا سڑکین بنی ہین لوگ راستہ چل رہے ہین ایک جانب دریاے قہار بہ رہا ہی بجرے و جہاز آتے جاتے ہین کوئی اُترتا ہی کوئی جہاز پر

چڑھ رہا ہی ہوائے جادو دیکھتے دیکھتے گھبرا گئی حیران ہو کر سب مطیع عمرو کے پھر رہے ہین
ہر طرف یہی ذکر ہی کہ خواجہ عمرو کے ہم سب تابعدار ہین جہاز والے بھی یہی کہہ رہے ہین کہ ہم سب
عمرو کے تابعدار ہین ہوائے جادو نے دیکھتے دیکھتے نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا خواجہ
نے چوتڑ مین ہاتھ دیکر ہوائے جادو کو زنبیل مین ڈال دیا جیسے ہی ہوائے جادو زنبیل مین
گری کالی کالی لونڈیون نے آکر گھیر لیا ایک حبشن نے دوڑ کر کہا اری کپڑے اُتار دے ہمکو
حساب سمجھانا پڑیگا شہنشاہ ہمارے ہر مہینے مین حساب لیتے ہین اور دیکھ لے یہ سامنے کنارے
پر دریا کے پشتہ بندھ رہا ہی تجکو بھی مزدوری کرنا ہوگی ہولے جادو گھبرا گئی چاہتی ہی سحر
کرکے ان سب کو گرفتار کر لون مگر کوئی سحر یاد نہین آتا اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہی جی مین کہتی ہی
ای ہوائے جادو تجکو کیا ہو گیا ایسا سحر جانتی تھی کہ جس معرکے مین گئی اُسکو سر کیا کبھی کسی مقام
پر پلک نہین جھپکی مگر آج تجکو کیا ہو گیا کہ بالکل سحر فراموش ہوا آخر کنیزین پکڑ کر لیگئین ایک لنگوٹی
بندھوا دی کپڑے اُتروا لیے باورچی خانے مین چھوڑ دیا کہا ابھی دیگچیان دھو یاکر پھر جیسا حکم
خواجہ صاحب دینگے وہ کام تجھسے لیا جائیگا ہولے جادو تو اس کام مین مصروف ہوئی
خیال کرکے دیکھا سیکڑون جادوگرنیان کا نوردوسیں کی کام کاج کر رہی ہین بہت سے جادوگر
چاہ ماران وام الجبال کے مثل جا کر ان کمترین باورچی خانہ مین کام کر رہے ہین ہوائے
جادو حیران ہی کہ یہ لوگ تو اس مصیبت مین پھنسے ہین دیکھیے مجھپر کیا گذرے مگر خواجہ نے لندھور
و مالک دار شیون کو ساتھ لیا طرف لشکر کے چلے یہان صاحبقران زمان انتظار مین تھے
کہ خواجہ عمرو ابھی پلٹ کر نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری آخر گھبرا کر پشت مرکب پر سوار
ہوے طرف صحرا کے چلے تھوڑی دور آئے تھے کہ دیکھا درخت کے سایہ مین ایک پیر زمین گیر
تسبیح خوانی کر رہا ہی امیر کو دیکھکر اُسنے سلام کیا کہا یا صاحبقران زمان آپ کا مزاج تو اچھا ہی
امیر حیران ہو سکے یہ شخص کون ہی مین نے کبھی اسکو نہین دیکھا اسنے مجھے کیونکر پہچانا بیشک یہ پیر
روشن ضمیر ہی یہ سوچکر صاحبقران نے بھی سلام کیا گھوڑے سے اُتر کر پاس بیٹھ گئے ہاتھ برائے
مصافحہ بڑھائے پیر زمین گیر نے کہا یا صاحبقران زمان مین آپ سے معانقہ کرونگا صاحبقران
اُٹھ کھڑے ہوے وہ پیر صاحبقران کو لپٹ گیا خوب چمٹا یا اُسی لپٹنے مین حرز ہیکل کاٹ لی

جب حرز ہیکل مے چکا تب صاحبقران کو چھوڑا پیچھے ہٹ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر نکالا اُسکو چھوڑا طائر نے گرد صاحبقران چرخ مارا اور پکار کر آواز دی یا صاحبقران دیکھو یون حرز ہیکل مے لیتے ہین منم فتاح دلفریب امیر نے دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہو ریش وغیرہ ندارد آثار مردی غائب صاحبقران حیران ہوے چاہا اس عورت کو گرفتار کرلون فتاح دلفریب کڑک کر گری صاحبقران کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی عمرو جو بعد تھوڑی دیر کے آیا دیکھا خالی اشقر کھڑا ہو عمرو نے زبان جنّی مین اشقر سے پوچھا اشقر نے زبان جنّی مین سمجھایا کہ فتاح دلفریب نامے ایک ساحرہ تھی وہ امیر کو لیگئی عمرو نے اشقر کو تسلی دی اور کہا بیٹا تم تو لشکر مین چلو مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون اشقر طرف لشکر کے چلا عمرو جست وخیز کرتا ہوا آگے بڑھا یہان قراطاق جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہو سب ساحر جمع ہین خبرین دے رہے ہین کہ صاحبقران آتے ہین ہمنے چاہا تھا کہ سحر اپنا دکھائین پر یزادنکر امیر کا سامنا کرین تسخیر کرکے صاحبقران کو لائین مگر امیر کو اسم اعظم سے ہوشیار دیکھا حوصلہ ہمارا نہ پڑا قراطاق کا یہ حال ہو کہ کف افسوس مل رہا ہو کہتا ہو کہ یارو مین کیا تدبیر کرون تمھین لوگ میرے ہاتھ پانون ہو جب تمسے کچھ نہین ہوسکتا تو مین کیا کرون اب ارادہ ہو کہ مین خود جاؤن سردار کہرہے ہین حضور ابھی تامل فرمائین جو جو ساحر گئے ہین وہ پلٹ کر آلین تب آپ کو اختیار ہو یہ فکر تھی کہ آسمان پر نعرہ ہوا اے شہنشاہ ساحران منم فتاح دلفریب کیا کارنمایان کرکے آئی ہون صاحبقران کو دام فریب مین پھنسا لائی یہ کہکے زمین پر اُتری قراطاق نے جو صاحبقران کو دیکھا خوش ہوگیا سردارون سے کہنے لگا کہ دیکھو فتاح دلفریب نے کیا کارنمایان کیا حمزہ کے اوپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا تھا اِسنے بڑا کام کیا کیون اے فتاح کس رنگ مین حمزہ کو لیا فتاح نے کہا مین ایک بڈھے فقیر کی شکل بنی معانقہ کرکے حرز ہیکل لی اسم اعظم طائر چھوڑ کر بند کیا کڑک کے گری اُٹھا لائی مگر اے قراطاق اب ایسا انتظام کرو کہ یہ شخص قتل ہوجائے عیار اِسکا عمرو جسکا نام ہو بلاے روزگار خنجر گزار طرار و فرار ہو ساحر کو پایا اور مار ڈالا ہزارہا ساحر اِسکے ہاتھ سے مارے گئے سامری نامہ ملاحظہ فرمایئے سامری وجمشید نے تحریر کیا ہو جابجا یہی لکھا ہو کہ عمرو کی موت ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو اے بندو میرے اپنے کو اُسکے ہاتھ سے بچانا اگر اُسکو قید کروگے نکل جائیگا مقابلہ مین ہاتھ نہ آئیگا اُسکے پاس زنبیل ہو

نہایت طرار و فرار و عقیل ہی ہزار ہا ساحر اُسکی زنبیل مین قید ہین کس حال خراب سے اُسکی زنبیل مین رہتے ہین سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش ہوجاتا ہی غرقیان بندھی ہوئین دن بھر مزدوری کرتے ہین جب شام کو مزدوری ملتی ہی اتنی مزدوری عمرو دیتا ہی کہ اچھی طرح اُنکا پیٹ نہین بھرتا ای بندو میرے اپنے کو زنبیل سے بچانا نام اُسکا لکھنا ما بدولت کو ناگوار ہی سار بان زادہ بڑا ہوشیار ہی لہذا اُس سے ہمیشہ خائف رہنا اُسی کی شان مین یہ رباعی ہی سامری و جمشید نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہی رباعی

پاپوش بدزدد ز پئے پیک دوندہ
وز کعبہ گلیم را بدزدد
دزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد
نعل از قدم استر رہوار بدزدد
چون دست بہ فاتحہ بر آرد

دیگر

خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
دزدے کہ نسیم را بدزدد
رحمان ورحیم را بدزدد

قراطاق حیران ہوگیا کہا ای فتاح تو خوب آگاہ ہی میرا بھی یہی قول ہی کہ فوراً اس شخص کو قتل کرون اب مہلت نہ دون قراطاق نے کہا ای فتاح دلفریب سحر تو صاحبقران پر سے اُتار و ذرا اپنا حال تو دیکھین سب سردار فتاح کی تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای فتاح کیا کار نمایان کیا خوب تدبیر کی اب شاہ کو مناسب ہی کہ تمکو منتظم ریاست کرین بلکہ ملکہ مروارید کو لکھا جائے کہ آپکی اقلیم مین ایک ساحرہ ہی جسنے صاحبقران کو گرفتار کیا کیا مزے سے حرز ہیکل لی پھر اسم اعظم بند کیا ای ملکہ فتاح یہ تمھارا ہی کام تھا کسکی مجال تھی کہ مثل تمھارے کام کرسکتا فتاح بھولی ہوئی بیٹھی ہی کہ رہی ہی کہ مین بقراط سے بھی ملاقات کرونگی اور کہونگی کہ خداوند کیا بیٹھے تھے تقدیر کرنا نہین جانتے طلسم کو برباد کیا مجکو منتظم کرو تو طلسم آباد کرے دون سب مرحلے بناؤون ایسے ساحر سب جگہ پر مقرر کرون کہ کیا مجال ہی کسی کی کہ اُن مرحلہ جات پر آسکے یا زبان ہلاسکے یہ کہکر فتاح نے صاحبقران پر سے سحر اُتارا صاحبقران ہوشیار ہوے اپنے کو گرفتار پایا اکڑ کر اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ سلام میرا اُسپر ہوجیو کہ جو خدا کو برحق جانتا ہو اور دین پیغمبر کا قائل ہو اہل دربار ہل کرنے لگے قراطاق نے سب ساحرون کو منع کیا کہا صاحبو بقول شیخ سعدی ہر چہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید۔ اب جانتا ہی کہ میری جان نہ بچے گی تو ایسی باتین کر رہا ہی ارے جلاد کو بلاؤ جلاد پہلو سے حاضر ہوا اُسنے آگے گردن پر کوئلے کا خط کھینچا صاحبقران نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

ببالِ شوق اگر مرغ دل کند پرواز	رسد باوج فلک از زمین بصورت باز
چو حق بہ بندۂ خاکی عطا کند اعزاز	در امید کند بر رخش ز ہر سو باز
بسوز درد محبت ہر آن کہ گشت گداز	صدائے عشق بگوشش رسد ز ہر یک ساز
محبت است کہ مجنون اسیر لیلی گشت	محبت است کہ محمود شد غلام ایاز
خدا بفضل وعنایت مدام شایان است	خدا بلطف و ترحم بود ہمیشہ مجاز
بجا رسوے جہان بحر فضل حق جاری ست	روان ست چشمۂ فیضش بہر نشیب وفراز
بقرب محفل جانان اگر رسی ہندی	ہمیشہ باش قدم بوس مثل پا انداز

جلاد غلغلین لگا رہا ہی آواز دے رہا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چلیست ؁ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چلیست ؁ تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون ہاتھ پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا بعد قتل زندہ کرنا دشوار ہی پیدا کرنے والے مر گئے وہ سامری و جمشید تھے اُنکی قدرت مین بڑے بڑے بھید تھے کیا کیا کارہاے نمایان کر گئے آجتک اُن تحفہ جات مین تاثیر ہی قراطاق کہتا ہی مین نے خوب سمجھ لیا لقا ہاتھ مار دے اگر اسکے عزیز چہار جانب سے حملہ کرینگے وہ سحر کرونگا کہ کوئی سامنے قلعہ کے نہ آسکے فتاح دلفریب موجود ہی سب خبگلون کو سحر سے مملو کر دیگی اسکے فریب سے کوئی نہ بچے گا ایسی ساحرہ کل طلسم مین نہین ہی اور ہماری اقلیم مین تو وحید ہی اُسکی عقلمندی کے ہم قائل ہین جسکا ارادہ کرے اُسکو جان بچانا مشکل ہو ایسے شخص کو گرفتار کیا کہ جو صاحب اسم اعظم تھا اب کوئی ایسا نہین ہی صرف طلسم کشا پوتا اسکا کہ صاحب تحفہ جات ہی اُسپر بھی سحر نہین تاثیر کرتا مگر اُسکے بھی سب تحفے فتاح چھین لیگی مہلت نہ دیگی عجب طرح کا اُس دربار مین ہنگامہ ہی کچھ ساحر کانپ رہے ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو کیونکر ہمکو خوف نہو وہ شخص قتل ہوتا ہی کہ جسکا لواے شوکت از دنیا تا بردۂ قاف سرفراز ہی بڑے بڑے دیو زادون کو اُس شخص نے مارا بڑے بڑے طلسم فتح کیے آج مجبور و ناچار بیٹھا ہی انقلاب فلکی سے سب کو ڈرنا چاہیے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نقش باد سحر سے یہ صدا آتی ہی	کہ سلیمان کا بہ باد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے ۔۔۔ گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ۔۔۔ جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ۔۔۔ ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم ۔۔۔ کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ۔۔۔ جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین ۔۔۔ ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

کوئی ساحر رو رہا ہی مگر قراطاق خوش و محظوظ بیٹھا ہی حکم دے رہا ہی جلاد سر پر صاحبقران کے کھڑا ہی صاحبقران دل سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر افسوس ہی کہ قتل بقراط کی ہوس رہگئی یہ تو یقین کامل ہی کہ فرزند ہمارے زمین یہان کی ہلا دینگے قراطاق کو خاک مین ملا دینگے مگر بقول شاعر فرد ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے ۔۔ تہ خاک ہمتو اکیلے رہے ۔۔ یا صاحبقران افسوس یہ ہی کہ اس بیکسی اور بےبسی سے ہماری موت تھی کہ ہوا سے سرد چلی پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار نے آکر چرخ مارا ابر آکر پھٹا اُسمین سے ایک تخت نکلا اُسپر ایک مہ جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن سیمتن سراپا خوب محبوب مرغوب بیٹھی ہی قراطاق نے کہا لو ہماری صاحبزادی گلگونہ گوہر پوش بھی آپہونچین وہ نازنین تخت سے اُترتے ہی سب اہل دربار کھڑے ہو گئے گلگونہ نے آکر باپ کو سلام کیا قراطاق بیٹی کو دیکھکر مبہوت ہو گیا ہاتھ بڑھا کر گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا گلگونہ نے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای والد نامدار بوسہ نہ لیا کیجیے مجکو ناگوار ہوتا ہی قراطاق نے کہا ای نور نظر اسوقت کہان سے آتی ہو گلگونہ نے کہا اپنے باغ مین تھی دام سحر برائے حمزہ بچھایا ہی جب اُدھر سے آئینگے فوراً پھنسین گے قراطاق نے کہا ای فرزند تمھاری دائی امان فتاح دلفریب حمزہ کو گرفتار کر لائین یہ دیکھو نقشہ اسم اعظم رکھا ہی حرز ہیکل شیشے کے گلے مین لپٹی ہی گنہگار رو ہ سامنے بیٹھا ہی پلٹ کر گلگونہ نے دیکھا جمال بےمثال صاحبقران پر نگاہ پڑی دیکھا بڑی بڑی آنکھین ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری حسین و جمیل رعب دبدبہ سطوت صولت چہرے سے ہویدا و ظاہر گلگونہ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے دل دھڑکنے لگا مثل ماہی بے آب

پھڑ کنے لگا سر جھکا لیا سوچنے لگی کیونکر بچاؤن قراطاق نے کہا کیون بی بی کیون چپ ہو گئین
گلگونہ نے کہا اے والد نامدار تمام عزیز و اقارب ہمارے اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے
جی چاہتا ہے اسکی بوٹیان کاٹون آنکھین اسکی نکالکر تلوون سے ملون تب دل کو چین آئے
مگر مجکو بڑی حیرت ہے کہ آپ کیون اسکو خفیہ قتل کرتے ہین جو ایسا شخص ہو کہ جسکا نظیر نہو اُسکو
مجمع عام مین قتل کیجیے کہ کُل ساحر دیکھین اور خوشیان کرین کہ ہمارا دشمن مارا گیا دربار مین کیون
قتل کرتے ہین یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا جلاد کا سر اُڑ گیا قراطاق نے کہا بی بی یہ کیا کیا گلگونہ نے
کہا یہی مصلحت وقت تھی اے فتاح دلفریب تمنے بھی یہ مضمون نہ سمجھا یا جب کُل ساحر جمع ہوتے
تو تمہارے کمال کو رونق ہوتی سب تعریف کرتے کہ فتاح دلفریب ساحرہ بے مثل و بے نظیر
ہے جس شخص کے ہاتھ سے ہزارہا ساحر مارے گئے اُسکو کس آسانی سے گرفتار کیا فتاح دلفریب
نے اُٹھکر گلگونہ کی بلائین لین درازی عمر کی دعائین دین کہا اے قراطاق میری صاحبزادی
نے کیا معقول بات کہی ہین بھی یہی عرض کرتی ہون چار پہر مین کیا حرج ہو گا اشتہار چسپان ہون
سب ساحرون کو خبر کیجائے مجمع عام مین اسکو قتل کیجیے یہ تجویز مجکو بھی پسند آئی میرے کمال
کو بھی سب ساحر جانین کہ فتاح دلفریب نے سب کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے
یہ اقلیم بھی تباہ ہو جاتی اشتہار مین یہ سب مضمون ہو قراطاق نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ قید خانہ
مین امیر کو لیجاؤ لیکن شیشہ اسم اعظم مع حرز ہیکل میرے سرہانے رکھو گلگونہ صاحبقران کو
قید کرا کر تدبیر رہائی سوچتی ہوئی اُٹھی اپنے باغ مین آئی سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے پوچھا کہ
واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے گلگونہ نے کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو میری تو عجب صورت ہے
بیان نہین ہو سکتی جو میرے دل کی حالت ہے نظم

جان ہم تجھپہ دیا کرتے ہین	نام تیرا ہی لیا کرتے ہین
چاک کرنے کے لیے اے ناصح	ہم گریبان سیا کرتے ہین
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست	مے دیدار پیا کرتے ہین
زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مُردہ دل خاک جیا کرتے ہین
سنگ اسود بھی ہے بھاری پتھر	لوگ جو چوم لیا کرتے ہین

کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی اُنھین — آج زر جو کہ دیا کرتے ہین
تیرا کیا ذکر مرے داغون سے — مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین
خط سے یہ ماہ ہین محبوب قلوب — سبزے کو مہر گیا کرتے ہین
ملتے ہین تلوون سے گلگشت مین گل — زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین
اُنسے ہین مخفیِ عصیان بہتر — جو عبادت مین ریا کرتے ہین
دفن محبوب جہان ہین ناسخ — قبرین ہم چوم لیا کرتے ہین

کنیزون نے کہا واری لونڈیان یہ معما نہین سمجھین گلگونہ مارے شرم کے گڑی جاتی ہو دل سے کہتی ہو یہ اشعار کیون اُنکے سامنے پڑھے ایسا نہو اصل مطلب سمجھ جائین اور راز طشت از بام افتادہ ہو سوزش عشق زیادہ ہوا ای گلگونہ لطف یہ ہو کہ مثل شمع انجمن اپنے تئین گھلا کہ خاتمہ کرو مثل پروانے کے جل جاؤ مگر سوزش عشق ظاہر نہو کوئی ہمارے حال عشق سے ماہر نہو یہ سوچکر کنیزون سے کہا ہم تمکو کیا بتائین کنارے جاکر بیٹھو ہمارے پاس نہ آؤ سر مین خلل ہو پنڈا ابھی بھیکا ہو ہمارے پاس کوئی نہ آئے یہ کہکے لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی بارہ دری مین جاکر پردے چھوڑ دیے چھپر کھٹ پر لیٹی سوچ رہی ہو کہ ہاے قید خانہ مین صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی قراطاق نے آب و دانہ بند کیا ہو تڑپ رہے ہونگے ایسا جلیل اُسپر یہ مصیبت ای خدا ے نادیدہ تجھسے التجا کرتی ہون کوئی ایسی بات تعلیم کر کہ جاکر صاحبقران کو رہا کرون اسی بارہ دری مین لاؤن مسند پر وہ بیٹھین مین پہلو مین ہون تو دل کی آرزو پوری ہو جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری یعنی دوپہر رات ہوگئی گلگونہ گھبراکر اُٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا خیال مین آیا کہ یا اپنی جان دون یا صاحبقران کو رہا کرون فقط دوپہر رات باقی ہو جو اگر اسمین کچھ انتظام ہوگیا تو فبہا ورنہ سر میدان جان دونگی جب جلاد اُنکو قتل کرنے لگے گا اپنے کو اُس شہریار پر گرا دونگی مقام افسوس ہو کہ مین زندہ رہون اور وہ شہریار اس مصیبت مین قید ہو ایسے دشمنون کا صید ہو دل سے یہ باتین کرکے غرق زمین ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی اُس بارگاہ مین آئی جہان قراطاق سورہا تھا ملکہ نے اُسپر سحر کیا کہ زیادہ غافل ہوگیا اب ملکہ نے طاق سے شیشۂ اسم اعظم مع حرز ہیکل اُتارا حرز ہیکل تو نکال لی اور شیشے کو توڑا یہان صاحبقران جو قید خانہ

مین بیٹھے تھے یکایک اسم اعظم یاد آیا ہاتھ پانوٴن مین طاقت پائی گئی امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا تمام قید سحر ٹوٹ کر گری امیر قید خانہ سے نکلے نگہبانون کا افسر سالارہ جادو للکارا کہ او قیدی کہان آتا ہے امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	سمند ورن زہ پشیم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف	سلیمان کو چک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران درجہان نام شد	سالار نے بڑھکر ہاتھ تلوار

کا مارا اور سحر بھی کیا کہ امیر پر آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر سالارہ کا باطل ہوا تلوار اسکی چھین لی اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا سالار جادو کہ سب کا افسر تھا جب یہ مارا گیا سب ساحر صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگے در بارگاہ قراطاق پر آئے ہر چند غل مچاتے ہین کہ ای شہنشاہ ساحران اُٹھیے قیدی چھوٹ گیا قراطاق بوجہ سحر گلگونہ کے بیہوش پڑا ہی کروٹ نہین لیتا آخر کئی ہزار ساحر جو دروازے پر اُترے ہوے تھے وہ بلوہ کرکے چلے گلگونہ نے باہر نکلکر پھولون کا ہار گلے سے اُتارا اُن ساحرون پر کھینچ مارا سب ساحر دیوانے ہوگئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین	سرو کو صدقے مین آزاد کیا کرتے ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین	شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
کوچۂ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین	جا کے گلزار مین فریاد کیا کرتے ہین
رشک سے نام نہین لیتے کہ سن لے نہ کوئی	دل ہی دل مین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین
گذرے ہین کوچۂ کاکل سے صبا کے جھونکے	نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین
پھونک دین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس	ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین
ہوتی ہی آفت جان قہر خدا سے نازل	یہ صنم پیشہ جو بیداد کیا کرتے ہین
ملک الموت سمجھتا ہون مین اُسکے ابرو	قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین
انتقام اُسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون	جھوٹے شعر و نسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
تیرا دیوان ہی کیا سامنے اُسکے ناسخ	جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین

تمام ساحر سحر گلگونہ سے بلبلا رہے ہین صاحبقران لڑتے ہوے آرہے ہین جو ساحر سامنے
آیا علف شمشیر آبدار ہوا ہزارہا ساحر صاحبقران کی شمشیر زنی سے راہی ملک عدم ہوے مارے
تلوارون کے ہر طرف حملکہ ڈالدیا ہو آخر چند ساحر بارگاہ قراطاق مین گھس گئے پہلے تو بہت پکارا
جب اُسنے جواب نہ دیا تو ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا قراطاق پلنگ سے زمین پر گر پڑا آنکھین کھولین
مگر سحر گلگونہ سے مبہوت ہو رہا ہو کہ ایک ساحر نے اسماے سحر پانی پر دم کرکے دو تین چھینٹے
منھ پر مارے اب قراطاق نے گھبرا کر پوچھا یارو مین نے کیا خطا کی ہو جو مجکو سوتے مین ستاتے
ہو سب نے کہا آنکھین کھولیے قیدی چھوٹ گیا قراطاق نے کہا ارے فتاح دلفریب کو
بلاؤ وہی دام سحر مین پھنسائیگی دوسرے کمرے مین فتاح سو رہی تھی اٹھی مگر لڑکھڑاتی ہوئی
اسلیے کہ گلگونہ نے تمام مکان کو خوب سحر بند کردیا تھا مگر فتاح تو بڑی ہوشیار ہو اسنے پکار کر
آواز دی کہ اے قراطاق کسی کے سحر مین ہم تم مبتلا ہین کوئی سحر کرو کہ میرے ہوش درست ہون
قراطاق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے کچھ اپنے اوپر ڈالے کچھ فتاح پر
پھینکے فتاح کے ہوش درست ہوے صاحبقران لڑتے ہوے بارگاہ مین گھس آئے
گلگونہ پہلو بہ پہلو تھی اب اسنے حرز ہیکل بھی پنھادی صاحبقران نے سامنے قراطاق کے
آکر نعرہ کیا کہ او مکار اب آکر سحر کر کہ فتاح سامنے آئی سر ہلاتی تھی مگر جب صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے تھے سحر فتاح کا باطل ہو جاتا تھا فتاح نے قریب آکر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی
پکڑ کر تلوار چھین لی ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا فتاح کا لاشہ گرا قراطاق
نے لاشہ فتاح کا جو دیکھا بدحواس ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ اے قراطاق اب کیونکر جان بچیگی ایسی
ساحرہ مکارہ قتل ہو گئی کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اُسکے دام فریب سے صاحبقران کیونکر بچے
بیٹی کو دیکھا کہ مع وزیرزادی لڑ رہی ہو جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا سر ٹکرانے لگا کوئی جاکے
جھیل مین گرا غرق دریاے لعنت ہوا کسی نے پہاڑ سے سر ٹکرایا کوئی دیوانہ وار وحشی مثال
زیر نخل بیٹھا معشوق کے حسن کی تعریف کر رہا ہو صاحبقران زمان شیرانہ لڑ رہے ہین جس ساحر
نے سحر کیا اسم اعظم پڑھ دیا سحر اُلٹا پلٹا سینہ کو اُسکے توڑ کر پار گذرا ہزارہا ساحر سر ٹکراتے پھرتے
ہین ہزارہا لاشہ پڑا ہو دریاے خون بہ رہا ہو قصد ہوا کہ لٹا بھڑ کر نکل جاؤن پھر خیال کرتا ہو کہ

اکیلے کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہین ہی اہل فوج دل سے ہی نہین کرتے ورنہ صاحبقران ابھی گرفتار ہوجائین یہ سوچ کر دو گروہون کو ترغیب دیتا پھرتا ہی کہ یارو گھیر کر صاحبقران کو مار لو اب بھی تم لوگ ہزارون ہو ایک شخص پر زور نہین چلتا ساحر کہتے ہین آپ ہمارے بادشاہ ہین آپ بڑھیے تو ہم بھی بڑھین گھیر کر حربہ ہاے سحر کرنا ہمارا کام ہی مگر ای شہنشاہ سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر کیا وہ الٹا ہو گیا لیکن آپ سحر کرین اور بڑھین تو ہم لوگ بھی بلوہ کرین کیا عجب ہی کہ گرفتار کرلین یہ سنکر قراطاق بڑھا بارہ چودہ ہزار ساحرون نے بلوہ کیا صاحبقران نے جو دیکھا کہ سب ساحر بلوہ کرکے آتے ہین پشت مرکب پر جم کر بیٹھے تیغ قمقام کو جو نیام انتقام سے کھینچا تھا چمکایا شمشیر زنی کرنے لگے گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران پر چہار جانب سے بلوہ ہوا بڑھکر ہاتھون سے گجرے پھولون کے اتارے پھینکنا شروع کیے اور پکاری کہ ای چمن آرا ان ساحرون کو لینا جیسے ہی وہ گجرے ٹوٹے جس پر پھول گرا آپس مین لڑنے لگا بعض بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

آنسوؤن مین ہی یہ نقشہ اپنے جسم زار کا — بنگیا ہی صاف ڈورا موتیون کے ہار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو — چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا
شکل یوسف سیکڑون شیرین دہن ہین خود فروش — قید والون مین ہی عالم مصر کے بازار کا
جوہری بازار کا تو نام ہی کنج دہن — کوچۂ گیسو لقب ہی مشک کے بازار کا
خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ ظالم ایک ہی — ہاتھ اٹھانا پاؤن سے پامال کرنا خار کا
برگ گل کو دیکھکر کہتے ہین ہم ای عندلیب — یہ پھوٹا ہی ہمارے دیدۂ خونبار کا
سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر — کعبہ عاشق ہی مقرر ابروے خمدار کا
زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا — میرے سر پہ چاہیے طرہ تری تلوار کا
یہ مثل سچ ہی جو مانگیگا وہ پاویگا دلا — بخت بیدار آشنا ہی دیدۂ بیدار کا

ان اشعار عاشقانہ کو پڑھتے ہوے سر ٹکراتے پھرتے ہین اب قراطاق اس فکر مین ہی کہ نکل جاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین پہلو پر لشکر کے آیا بازوون پر سحر کیا پر پرواز پیدا ہوے اڑ کر چلا صاحبقران نے دیکھا اور ملکہ نے آگاہ کیا کہ وہ بانی فساد جاتا ہی صاحبقران نے کمان کیانی

کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ قراطاق کے سینے کو توڑکر پار گذرا قراطاق کا لاشہ زمین پر گرا اور آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو بود ملکہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو کیون اپنی جان دیتے ہو اس شہریار کی اطاعت کرو سب ساحر ہاتھ باندھکر سامنے آئے بارہ چودہ ہزار ساحر تھے افسرون نے بدل وجان اطاعت کی صاحبقران اُن سب کو لیکر قلعۂ قراطاق مین آئے بارگاہ آراستہ ہوئی صاحبقران آکر مقام صدر پر بیٹھے ملکہ پہلو مین خواجہ عمرو سامنے موجود ہین ذکر کر رہے ہین کہ تا بمروارید جانا آپکو منظور ہی ہرکارون نے مجکو خبر دی ہی کہ قلعۂ مروارید نگار پر کئی لاکھ جادوگر جمع ہو چکے ہین اور فوجین چلی آتی ہین بقراط کا ارادہ ہی کہ ایک مرتبہ اور جنگ عظیم کرون اگر مار لیا طلسم کشا کو تو بہتر ہی ورنہ طلسم سے ہاتھ اُٹھاؤن اور کسی مقام پر نکل جاؤن زعفران گوہر دندان جادو جو مالک طلسم زعفران زار ہی کئی نامے اُسکے آچکے ہین کہ یا خداوند مجھے سرفراز کیجیے مین آپکی معتقد ہون کیا مجال ہی کہ انصرام مین فرق آنے پائے آٹھ پہر قدرت کی خدمت گزاری کرونگی یہ طلسم فتح نہین ہو سکتا بقراط نے جواب لکھا کہ اے قوت بازو و اے زینت پہلو قدرت تیرا بڑا مرتبہ کرینگے تجکو نائب اپنا قرار دینگے اگر ہو سکے تو اپنے کو دربند مروارید نگار پر پہونچاؤ مین چاہتا ہون کہ اس مقام پر ایک بہت بڑا مقابلہ طلسم کشا سے پڑے مین اور تم ملکر سحر کرو کہ طلسم کشا کو عاجز کر دو تحفہ جات چھین لو اور اگر شاید صورت شکست ہوئی تو تمھارے ساتھ طلسم زعفران زار مین ضرور چلونگا مین نے بھی سُنا ہی کہ طلسم زعفران زار حکماے اشراقین نے بنایا ہی اہل طلسم کو ناز ہی کہ ان دربندون پر کوئی نہین آ سکتا لوح اُسکی ایسے مقام پر ہی کہ جہان ہوا کا گذر نہین آیندہ جیسا اتفاق ہو اور یہ کتاب سامری مین مین نے دیکھا ہی کہ اہل طلسم زعفران زار بڑے مکار و غدار ہین نہایت ہوشیار ہین اُن ساحرون کو دعوی ہی کہ ہمارے طلسم مین کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہی اگر آئے تو دیوانہ کر دین لاشون سے میدان بھر دین صاحبقران نے فرمایا خواجہ مجھے بھی فکر ہی کہ اپنے کو جلد پہونچاؤن مروارید سے مقابلہ پڑے یہ قلعہ تو اتفاقیہ ملا لیکن خدا نے فضل کیا کہ مظفر و منصور ہوا صبح کو کوچ کر دو برابر قلعۂ مروارید نگار سے پہونچو نور الدہر کو بھی معلوم ہو کہ ہر چند صاحبقران طلسم کشا نہ تھے مگر وقت پر پہونچے اگر صاحبقران

نہ آئے تو لڑائی فتح نہوتی لشکر مین تیاری ہونے لگی صبح کو صاحبقران نماز پڑھ کے اُٹھے ارادہ
ہر کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی ترکان فیل درنامے پہلوان چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
مقابلہ صاحبقران مین اُترپڑا امیر سے کہلا بھیجا کہ یا تو یہان سے پلٹ جائیے یا آمادہ حرب و پیکار
ہو جیسے ہمکو ملکہ مرواریدجادو نے بھیجا ہی سرمیدان مقابلہ پڑیگا صاحبقران نے ایلچی کو
نکلوا دیا اور فرمایا کہ اُس سے کہنا او مغرور جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نہ کر خدا سے ما بزرگ است
ترکان کو جو یہ خبر پہنچی طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ ترکان نے
طبل جنگی بجوا دیا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر
رات گذر کر وہ وقت آیا کہ **نظم**

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صاحبقران زمان بعد نماز صبح سوار ہوے میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد
اُڑی ترکان فیل درگینڈا چمکاتا ہوا میدان مین آیا دونون طرف کی فوجین جمین نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ترکان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ ای
فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دارا ے ہندوستان لندھور بن سعدان نے
مرکب بڑھایا ہر چند صاحبقران نے منع کیا مگر لندھور نے نہ مانا مقابلہ ترکان مین آئے
ترکان نے بعد گفتگو نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا
بعد چند طعنون کے لندھور نے نیزہ نکالا ترکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے بارھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ترکان لپٹ پڑا دونون جوان گینڈے اور گھوڑے
سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی ترکان دو پہر کامل لندھور سے لڑا جب دوپہر ڈھلی
لندھور دونون مونڈھے تھام کرکے دوڑے ترکان پانچ چار قدم ہٹ کر رکا قصد کیا
کہ لندھور کو لے دوڑون لندھور نے قدم آگے بڑھایا وہان پر موشخانہ تھا لندھور کے
دونون پاؤن موشخانہ مین جاتے رہے ترکان نے ہکہ مارا کولہ لندھور کا اُتر گیا اُسی حال

ہین اُنہ نے لندھور کو گرا کر کچھ بیہوشی کا بھی خیال نہ کیا مشکین باندھ لین پہلوانون نے چہار جانب
سے آواز دی او ترکان یہ کیا قابو پرستی کرتا ہی ترکان نے کچھ جواب نہ دیا لندھور کو باندھکر
لیگیا صاحبقران ملول و حزین پلٹے خواجہ سے فرمایا ہمکو دمبدم کی خبر دینا کہ ہمارے عاشق
صادق پر کیا گذری مجکو بڑا قلق ہی سب نے دیکھا کہ لندھور کا کولہ اُتر گیا اُس بیحیا نے کچھ خیال
نہ کیا اور مشکین باندھکر لیگیا انشاء اللہ دربار مین اُسکے دریاے خون بہاؤنگا اپنے جانشین کو
رہا کرکے لاؤنگا عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا کہ آقا نے فرمایا ہی دمبدم کی خبر پہونچانا صاحبقران
دربار مین آکر بیٹھے لگہ ترکان جو لندھور کو گرفتار کرکے لیگیا ساتھ والون سے کہتا ہی میرا یہ
رفیق کامل ہوگا مثل حمزہ کے اسکو جانشین کرونگا دربار مین مروارید کے رونق ہوگی
مجکو یقین تھا کہ ملازمان حمزہ بڑے بڑے جری و بہادر ہین دریاے جرأت کے بے بہا در
ہین مگر یہ رفیق حمزہ تو کچھ بھی بہادر نہ نکلا مجھسے ملکہ مروارید نے بھی کہا تھا کہ اے ترکان لشکر
حمزہ مین سے ایسے ایسے رفیق پاؤگے کہ نہال ہو جاؤگے آج روز اول ہی اُسکا ظہور رہوا
غرضکہ دربار مین لاکر کولہ بٹھایا کہا لیجاکر قید کرو کل دربار اسکا سمجھونگا ملازمون نے جاکر لندھور
کو قید کیا جب آب و طعام گیا تو لندھور نے کہا اُس دغاباز سے کہنا کہ ہم نامردون کا کھانا
نہین کھاتے ترکان یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا صبح کو اس سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا اگر میرا کہنا نہ مانا
تو فوراً قتل کرونگا رفقا نے کہا حضور اُسکو انتہا کا غصہ ہی کہ کولہ اُترنے پر آپ نے مشکین باندھین
اہل اسلام ساکھے کی جرأت رکھتے ہین ان باتون کو ناجائز جانتے ہین اور یہ لوگ لندھور و
مالک و بہرام وغیرہ سرداران قدیم ہین حمزہ کی رفاقت مین انکو مدت گذری بڑے اِنکے
نام ہین مشہور ہی کہ ان لوگون نے اس طور سے حمزہ کا ساتھ دیا کہ سلطنت نوشیروان کو مٹایا
آجتک وہی رفاقت ہی ترکان نے کہا اب میرے ساتھ رہین گے اور نہ مانین گے تو پچھتائینگے
مین حمزہ کو بھی زیر کرونگا تب احوال کھلیگا کہ نہ کولہ اُترتا تو بھی مین زیر کرتا سب تعریفین کر رہے
ہین ترکان مغرور بیٹھا بلبلا رہا ہی اپنی جرأت کی تعریفین خود کر رہا ہی خوشامدخورے عرض
کر رہے ہین کہ اب حضور کا کوئی مثل نہین ہی ملکہ مروارید کے دربار مین آپ افسر اعلےٰ ہین
رات بھر تو ان باتون مین گذری صبح کو ترکان دربار مین آیا اور حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ نگہبان

لندھور کو لینے چلے ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ ترکان دربار مین آیا ہو لندھور کو
بلوایا ہو صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سردار اُٹھنے لگے امیر نے منع کیا کہ خبردار میرے
ساتھ کوئی نہ آئے مین یکہ و تنہا دربار مین ترکان کے جاؤنگا لندھور کو بر دی چھڑا دینگا یہ کہکے
صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے یہان ترکان نے لندھور کو بلوایا ہو لندھور
بدمزاج ہو کلام مرد اند وار کر رہا ہو کہا ہو ترکان تو نامرد ہو میرا تو کو ڈا خرگیا اور تو گفتگو گرفتار
کر لایا اسپر سوال مذہب کرتا ہو میرا آقاے نامدار وہ بہادر ہو کہ جسنے پردۂ قاف مین جاکر
عفریت کو مارا ارچنگ آہن شاخ کو للکارا قہقہہ سہ چشمی کہ چار چار لاکھ نرہ ہاے دیو لیکر
آیا مگر ہمیشہ میرے آقا کے ہاتھ سے شکست کھائی پردۂ ظلمات مین بھاگ جایا کیا ترکان
کہ رہا ہو یہ سب کہانیان ہین دیوزادون سے کیا لڑ سکتے ہین یہ ذکر تھا کہ در بارگاہ پر غل ہوا
ترکان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو لوگون نے کہا حمزہ نے آکر دربگہ سالار کو مارا در بارگاہ مین
آتے ہین ترکان تلوار ٹیک کر اُٹھا در بارگاہ پر آکر آواز دی او حمزہ کیا ارادہ ہو صاحبقران
نے فرمایا اپنے سردار کی فکر مین آیا ہون بہتر اسی مین ہو کہ اُسکو میرے حوالے کردے ورنہ
مقابلہ کر ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین تلوار چل رہی ہو
لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران سے بڑے غضب کی تلوار چل رہی ہو غصے مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر فشان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر وار فنا خاشہ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک دتنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا عرض کی اے آقاے نامدار برائے خدا آپ ہٹ
جائیے مین اس مغرور سے سمجھ لونگا صاحبقران گرمی جنگ مین کب سنتے ہین جھنا تا تلوارون
کا بلند ہو چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین لندھور نے چاہا بیچ مین جا پڑون ترکان سے
لپٹ پڑون یہ بھی جانے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین لندھور قریب جو آئے صاحبقران
نے جھڑکا فرمایا کہ اے لندھور الگ رہو اسوقت قریب نہ آنا کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر نمایان
ہوا اُس ابر سے تین پنجے گرے ایک نے امیر کو لیا ایک نے ترکان کو ایک نے لندھور کو

سب دیکھکر رہگئے آپس مین کہتے تھے یہ کیا معرکہ ہوا کون حریف لگا ہوا تھا کہ ان دلیرون کو لیگیا
مگر عمرو ساتھ آیا تھا اشقر پر سوار ہو کے بھاگا لشکر مین جو آیا مقبل نے آکر مرکب سنبھالا سب
سردار بیقراریان کرنے لگے عمرو نے سب کو سمجھایا کہ یارو نہ گھبراؤ یہ کام کسی دوست کا ہی یہ کہکے
اشقر کے لیے حکم دیا کہ لیجاکر تھان پر باندھو مقبل اشقر کو تھان پر لایا اور حسب دستور باندھ دیا یہان
صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قلعہ بلور مین پایا اور دیکھا آسمان پری تخت پر بیٹھی ہین ملکہ
قریشہ سلطان چھپرکھٹ پر زخم دار و بیقرار ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ عالم کیون مجھے
طلب کیا آسمان پری رونے لگی کہا اے شہریار قلعہ زرین حصار مجھسے چھوٹ گیا قہقہہ حشمی
اس مرتبہ بڑے سامان اور عظم و شان سے آیا آپکی دختر قریشہ سلطان نے نکلکر مقابلہ کیا
مگر زخمی ہوئی قہقہہ نے بلوہ کر دیا لشکر پر شکست ہوئی گلستان ارم سے بھاگی شہر زرین حصار
مین آئی وہان بھی اُسنے نہ ٹھہرنے دیا آخر قلعہ بلور مین آئی اُسنے یہان بھی آکر گھیرا ہی تب مین نے
تندک کو بھیجا کہ جس حال مین صاحبقران ہون اُنکو لاؤ تندک اور چند دیو زادون کو ساتھ
لیکر گیا آپ کو لایا دوسرا آپ کا حریف ایک پہلوان کہ جس سے مین نہین واقف ہون اسکو
بھی لیتا آیا اُسکو تو مین نے قید کیا لندھور حاضر خدمت ہوتے ہین سلاسل پری اُنکو لباس
پہنانے لگی ہی صاحبقران نے فرمایا اُس پہلوان کو بھی لاؤ وہ میرا حریف ہی مقابلہ دیوزادان
کمائی سمجھا تھا اب اپنی آنکھ سے دیکھ لے ملکہ نے حکم کیا ترکان و لندھور بھی آئے ترکان
نے جو دیو زادون کو دیکھا یعنی سرداران آسمان پری دیو اقوال سیاہ کلاہ ارشد
جنی وغیرہ تمام حاضرین دربار کو دیکھکر کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے ترکان کیون
کانپ رہا ہی میرا یہ دستور نہین کہ پہلوان کو ذلیل کرون اگر ایک دیو کو حکم دون تو تجکو کھالے
مگر مین اسکو معیوب جانتا ہون اب قلعہ سے نکلونگا چار لاکھ نرہ ہاے دیو قلعہ کو گھیرے ہوے
ہین شمشیر زنی میری دیکھ لینا تو نے غرور مین کہا تھا کہ انسان دیوزاد سے مقابلہ نہین کرسکتا یہ
فرماکر ترکان کو ذکل دیا ترکان پہلو مین صاحبقران کے بیٹھا ہی مگر ڈرا جاتا ہی سرگشتان
قاف امیر سے حالات پوچھ رہے ہین بعجز کلام کرتے ہین ملکہ آسمان پری صاحبقران کی
بلائین لے رہی ہین کہتی ہین کیون اوعرب طوطا چشم کبھی ہمکو بھی یاد کرتا ہی صاحبقران فرماتے ہین

کہ ای ملکۂ عالم جنگ کا فراق سے مہلت نہین ملتی اب مدت سے طلسمات پر مقابلے ہین لقراط ثانی ساحر زبردست مالک طلسم خیال سکندری ہو اُس سے سالہا سال گذرے مقابلہ پڑ رہا ہو اور بہ عنایت پروردگار نور الدہر نامدار اُس طلسم کا فتاح ہو بشوکت تمام چلا آتا ہو مین بھی اسی فکر مین تھا کہ تا بہ نور الدہر پہونچون کہ یہ پہلوان میرے مقابلے مین آگیا لندھور کو گرفتار کرکے لیگیا مین برائے رہائی گیا تھا کہ دیو تندک پہونچا مجکو اُٹھا لایا یہ فرماکر امیر نے نیچہ سہراب یل ہاتھ مین لیا ایک دیو کو آسمان پری نے اشارہ کیا وہ دیو شکل مرکب تیار رہوا ترکان بحیرت دیکھ رہا ہو حیران ہو کہ یہ کیا سحر کہ ہو حمزہ بہادر کیتا ہو صاحبقران سوار ہوکر چلے لندھور گرز لیکر ساتھ ہوے امیر نے فرمایا کہ ای ترکان اگر تماشہ دیکھو ترکان قدمون پر گر پڑا منتین کرتا ہو کہ ای شہریار مین اس تماشہ سے باز آیا امیر نے فرمایا بالائے قلعہ سے ملاحظہ کرو جب ترکان نے دیکھا کہ حمزہ مجکو بالائے قلعہ روانہ کرتا ہو دل کو مضبوط کرکے کہا مین آپکے عقب مین رہونگا یہان قمقمہ نے کل فوج کو تیار کیا چہ دست گران سنگ ہاتھ مین لیکر سامنے قلعہ کے آیا سلاسل پری بالائے قلعہ بیٹھی ہو کہ قمقمہ نے پکار کر آواز دی کہ ای سلاسل عبث کیون اپنی جان دیتی ہو قلعہ سے نکل آ ؤ مین دم بھر مین قلعہ فتح کرونگا آسمان پری کو لونگا اور قریشہ کو قتل کرونگا آج نمونۂ عشق ظاہر ہوگا مین نے نعمت مین آسمان پری کی بڑے بڑے صدمے اُٹھائے راتین تڑپ سے گذاری ہین میرا یہ حال ہو کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نظم

ہین معنا مین عذار آتشین یار گرم	ہو زمین کیسی ہی ٹھنڈی ہین کہون اشعار گرم
سوز غم سے ہو گیا ہو آگ سب میرا لہو	پھانک دی قاتل نے ایسی ہو گئی تلوار گرم
پارہ ہاے ابر مین ہو جسطرح سے آفتاب	وہ صنم ہوتا ہو مجھپر دن مین سو سو بار گرم
مین شب فرقت مین کب کا ہو چکا ہون مر کے سرد	ہو رہا ہو داغ حسرت سے دل افگار گرم
موے آتش دیدہ بنتا ہو مرا تار نگاہ	ایسے اُس آتش کے پرکالے کے ہین رخسار گرم
تھی خریداری متاع حسن یوسف کی کسے	آتش شوق زلیخا سے ہوا بازار گرم
خوف ہو مجکو کہ جل جاوے نہ مثل تار شمع	سوز غم سے اسقدر رہتا ہو جسم زار گرم
اُٹھتا ہو زاہد اسجد مین جاڑے سے عبث	بھٹیون سے ہو رہے ہین خانۂ خمار گرم

یہ تپ غم ہی کہ ناسخ ہین جو لگ بیٹھون کبھی	مثل آتش خانہ ہو جائے وہین دیوار گرم

سلاسل پری نے پکار کر آواز دی کہ ای قہقہہ کیا آسمان پری کا لینا آسان سمجھا ہی اُنکے شوہر آگئے اب بھاگتے راستہ نہ ملے گا قہقہہ نام صاحبقران کا سُنکر تھرا گیا یکایک پھاٹک قلعہ کا کھلا آگے سب کے صاحبقران پشت پر کل سردار لندھور بھی گرز خوردی و مُردی لیے ہوے ہمراہ ہین ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال پشت پر صاحبقران کے گرا لگ الگ اِسلیے کہ فوج دیوان دیکھکر کانپ رہا ہی ہر مرتبہ صاحبقران فرماتے ہین کہ ای ترکان کیون گھبراتے ہو تم دوسے تماشہ دیکھنا اسقدر نہ گھبراؤ دل کو اپنے مضبوط کرو تمھارے مقابلہ مین کوئی دیو نہ آئیگا امیر نے قلعہ سے نکلتے ہی نعرہ کیا بانس او قہقہہ کیا سمجھ کے لشکر کشی کی منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل	گزو گشتہ سہراب و رستم خجل
امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

یہ فرماکر میدان مین آئے قہقہہ جو برابر مقابلۂ صاحبقران آیا ترکان کانپنے لگا کہتا ہی ای دارائے ہند اپنے آقا کو بچاؤ دیکھو اُسنے چوبدست اُٹھائی اس پہاڑ کو کون روکیگا لندھور کہتے ہین ای ترکان میری کیا حقیقت ہی کہ مین آقا کو بچاؤن وہی اِس پہاڑ کو روکین گے یا ضرب اُسکی خالی دینگے پھر مقابلہ ہوگا اب تماشہ دیکھو قہقہہ نے چوبدست لگائی صاحبقران نے پیترا بدل کر خالی دی چوبدست زمین پر پڑی کہ انتہا کی خاک اُڑی قہقہہ نے بزور قہقہہ مارا کہا وہ صاحبقران کو مارا ترکان رونے لگا کہا ای دارائے ہند غضب ہوا صاحبقران کے اعضا ریزہ ریزہ ہوگئے ہونگے لندھور کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے قصد کیا کہ بڑھون کہ دل گردے سے آواز آئی او قہقہہ کسے مارا اور کسے قتل کیا مین حریف تیرا موجود ہون گرد چہرے کی جھاڑتے ہوے دل گردے نکلے قہقہہ نے دوسرا وار کیا امیر نے تیغۂ عقرب سے وار کو قلم کیا قہقہہ نے ڈنڈو کہ پھینک مارا امیر نے خالی دیکر جست کرکے ہاتھ مارا کہ شانہ قہقہہ کا جھول

پڑا قہقہہ نے پکار کر آواز دی کہ یارو دیکھ رہے ہو حمزہ کو مارو چار لاکھ نرہ ہائے دیو چقماق
چادرین دکھلاتے لیے لیکر امیر پر آپڑے آسمان پری نے اپنے سردارون کو اشارہ کیا
دونون لشکر آپس مین مل گئے صاحبقران سب کے آگے بڑھے ہوے بجرأت تمام شمشیر زنی
کرتے ہوے طرف قہقہہ کے جاتے ہین دیوزاد مر مر کر گر رہے ہین ہوا پر تلوار چل رہی ہے دیو
اقوال و سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جم کر لڑ رہے ہین صاحبقران جب نعرہ کرتے ہین
قہقہہ بھاگتا ہے آسمان پری تخت پر سوار دعائین مانگتی ہین کہ ای پروردگار میرے وارث
کو بچانا ای سمیع و علیم و ای رحیم و کریم مجکو بیوہ نہ کرنا نظم

خدا است ذاکر و شاغل بهر زمان هر روز — خدا است حاضر و ناظر بهر مکان هر روز
گہے ز رنگ گہ از بو گہے ز طلعتِ خوب — نماید او رخ روشن بہ بوستان هر روز
بخاص و عام شود راز ذات او معلوم — ز هر خطاب و ز هر نام و هر نشان هر روز
هزار قافلہ آید درین سرا هر دم — رود هزار ازین شهر کاروان هر روز
درین چمن همہ اوقات تازہ گل خندد — ز شمع تازہ شود روشن این مکان هر روز
نوشت روز ازل هر چہ کاتب قدرت — رقم بہ صفحۂ عالم شود همان هر روز
بخاک عجز فلک سر نهادہ در هر حال — مطیع حکم جهان و جهانیان هر روز
هزار شکر کہ مشغول بندۂ هندی ست — بحمد حضرت خلاق دو جهان هر روز

امیر لڑتے بھڑتے پھر قریب قہقہہ پہونچے اور نیمچۂ سہراب بیل کا وار کیا سر پر اُس خود سر کے
ایسا زخم کاری آیا کہ قہقہہ تیورا کر گرا شکست فاش حاصل ہوئی اہل فوج قہقہہ کو لیکر بھاگے
امیر لڑتے ہوے چلے دو دن دو رات پیچھا کیے ہوے چلے گئے قلعۂ زرین حصار لیا
اور گلستان ارم پر بھی قبضہ کیا قہقہہ کو جو شکست فاش ہوئی تھی ہر مقام پر چاہتا تھا کہ رکون مگر
کب جم سکتا ہے جس مقام پر رکا صاحبقران وہین پہونچے اور پھر لشکر کو شکست دی گئی
افسر کلان ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے ترکان وحدین ہر کہتا ہے ای دارائے ہند
حمزہ کا کوئی مثل و نظیر نہین مین نے ایسی جنگ کبھی نہ دیکھی تھی لندھور نے کہا اب صاحبقران
سے مقابلہ کرو گے ترکان نے کہا مین بدل و جان تابعدار ہوا میری کیا مجال ہے کہ مین اُنسے

اوسکو ن لیکن خدمت مین رہونگا اور صاحبقران سے فنون سپہ گری سیکھونگا شاید کچھ لیاقت
پیدا کرون میری کیا حقیقت ہو کہ صاحبقران کو جواب دون یا اُنکی ضرب روک سکون
ایسے دیو کو زخمی کیا جو چار لاکھ دیوزادون مین وحید عصر تھا دو قلعون پر قبضہ کیا کسی مقام پر نہ
رُکے مین تو دل وجان سے عاشق ہوا ہو دارا سے ہند صاف تو یہ ہو کہ اگر تمھارا ابھی کولہ
دُاتر جاتا تو مین کیا تمپر غالب آتا عاجز ہو رہا تھا کہ عین وقت پر تمھارا کولہ اُترا مین نے غنیمت
جانا اب مین انصاف کرتا ہون کہ مین تمھارا ابھی ہمسر نہین ہون اور حمزہ تو دیو بند و دیو کش
ہین جو ذکر تمنے کیا تھا مین اُسکو کہانی سمجھا تھا اب یقین کامل ہوا کہ بے شک حمزہ نے کل پردۂ
قاف فتح کیا ہوگا آج کی جنگ تھی کہ کارنامہ تھا مجھے ڈر تھا کہ مین بیہوش ہو جاؤنگا جرأت
حمزہ نے مجھکو دیوانہ کر دیا لاشہا سے دیوزادان سے میدان کارزار بھر دیا کئی لاکھ دیو مارا گیا
پھر کہا کیون دارا سے ہند یہ قہقہہ کہان بھاگ کر گیا کہ صاحبقران پلٹ پڑے لندھور نے
کہا پردۂ ظلمات اس کے قبضے مین ہو جب یہ وہان بھاگ جاتا ہو تو صاحبقران پلٹ پڑتے
ہین انشاءاللہ جس روز قصد کرینگے پردۂ تاریک کو بھی تسخیر کر لین گے کیا پردۂ تاریک
اسنسے بچے گا ضرور صاحبقران تشریف لیجائین گے پردۂ قاف کے چھتیس پردے ہین ان مین
یہ ایک پردہ باقی ہو اس کو بھی تسخیر کر لینگے الکتاف کے دیوزاد قتل کیے بڑے بڑے دیوزادون
سے مقابلہ پڑا مگر صاحبقران کہین رُکے نہین جب عفریت بھاگا ہو اور صاحبقران نے
پیچھا کیا ہو تو اے ترکان آقاے نامدار کوہ زہرہ مہرہ پر پہونچے وہان عجب معاملہ تھا کہ جب
صاحبقران پہاڑ پر جاکر دیکھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ سامنے قلعہ ہو اُسمین عفریت بیٹھا ہو
اور جب پہاڑ سے اُترتے تھے تو قلعہ معدوم ہو جاتا تھا صاحبقران حیرت مین تھے کہ کیا
کرون یہ نیا معرکہ ہو کہ جب زیر کوہ آتا ہون تو قلعہ چھپ جاتا ہو مقام ہی نہین معلوم ہوتا کہ
کہان پر قلعہ ہو سات مرتبہ پہاڑ پر چڑھے اور پہاڑ سے اُترے آٹھوین مرتبہ پہاڑ پر اس
خیال مین آئے کہ اپنے کو پہاڑ سے گرا دون اُسوقت خواجہ عبدالرحمٰن جنی آکر پہونچے لوح
طلسم میمونہ لاکر صاحبقران کو دی صاحبقران لوح جو لیکر اُترے اے ترکان اُسوقت قلعہ
نظر آیا اکیلے اُس قلعہ مین گئے صاحبقران کا دل پتھر کا ہو جو معرکہ درپیش ہوا اُسمین قدم رکھا

پھر اُس طلسم میمونہ مین دیو عفریت کو عجب عجب رنگ مین پایا ہر مقام پر جرأت کو کام فرمایا
کسی مقام پر منتقد نہین پھیرا جب عفریت کو مارتے تھے عفریت پھر ظاہر ہوتا تھا آخر امیر
نے مرحلہ جات فتح کیے اور عفریت کو مارا جسوقت صاحبقران نے عفریت کو مارا ہو تو مین نے
دیو سفید کو برابر کوہ رنگارنگ کے مار امیر سے نعرے کی آواز صاحبقران نے سُنی اور
مین نے نعرۂ امیر کی صدا سُنی مین سمجھا سوا میرے پردۂ قاف مین کون آیا کسی غول وغیرہ
کی آواز ہوگی صاحبقران بھی یہی سمجھے جب مدت کے بعد میری اُنکی ملاقات ہوئی اور مین نے
ذکر کیا تو صاحبقران نے تمام حال بیان کیا تب ہم دونون کو یقین ہوا ای ترکان جرأت
صاحبقران کا کیا حال بیان کرون نوشیروان ایسے بادشاہ کی سلطنت چھین لی نوشیروان
در بدر خاک بسر ہوا آخر کو نوشیروان نے ترک سلطنت کی اُسکے بیٹون نے خروج کیا بختیارک
اُن شاہزادون کو ساتھ لیکر لڑتا بھڑتا تا بہ باختر پہونچا زید قیطول لقا ستر لاکھ فوج فروکش تھی
ہم لوگون کو یہ گمان تھا کہ جسوقت غلو ہوگی ہم لوگ پامال ہو جائینگے مگر اُس بارہ لاکھ فوج
سے صاحبقران ستر لاکھ سے مقابلہ کرتے تھے اور ہمیشہ فتح کرکے پلٹتے تھے کیسے کیسے سرداران
لقا مارے گئے ای ترکان یہ وہ معرکے ہین کہ جنہین سات دفتر لکھے گئے میان فیضی صاحب
اُنکے مصنف ہین ای ترکان صحبت ہوگی تو حال کہونگا ترکان کہتا ہو کہ ای دارائے ہند
جی چاہتا ہو کہ تم بیان کرو اور مین بگوش ہوش سُنون لندھور نے کہا ای ترکان اگر اتفاق
پڑے اور زبانی قمر صاحب کے تم سُنو تو نقشہ اصلی آنکھون کے نیچے پھر جائے داستان رستم و
سہراب نگاہون سے گر جائے ایسا صحیح بیان کرنے والا ہفت اقلیم مین نہین ہو ہوشربا
کو کیا اوج دیا کس لطف سے لکھا بعد ختم ساتوین جلد کے بقیہ ہوشربا کی دو جلدین اس تکلف
سے لکھی ہین کہ ناظرین اُسکے لطف سے آگاہ ہین یہ کہکر لندھور خاموش ہوے صاحبقران
اٹھ بیٹھ کر بیٹھے ترکان قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس مین
دل و جان سے آپ کا تابعدار ہون امیدوار ہون کہ غلام کو اپنی خدمت مین رکھیے کلمہ طیبہ فرماکر
غلام کو مسلمان کیجیے مین نے پوجنے والون کو خداوندون پر لعنت کی یہ پوجنے والے خداوند سب مکار و
حیلہ ساز و شعبدہ باز تھے اہل دنیا کو دام مکر مین لیا لوگون نے شعبدے اُنکے دیکھکر اُن جیا دون

کو سجدہ کیا آج راہ راست پر پہونچا صاحبقران نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا صاحبقران نے ازسرنو سلطنتِ آسمان پری قائم کی کئی دن مین قرنفیہ کا علاج کیا جب قریشہ نے صحت پائی تب صاحبقران آسمان پری سے رخصت ہوئے آسمان پری کہتی تھین او عرب طوطہ چشم تجکو ہماری محبت نہین ابتو دو چار مہینے یہان رہو صاحبقران نے فرمایا ای ملکۂ عالم مین برسر جنگ طلسم خیال سکندری ہون میرے مقام پر مجکو پہونچا دے ملکہ نے کئی دن تک حیلہ وحوالون مین رکھا جب صاحبقران رنجیدہ ہونے لگے تب آسمان پری نے حاملان تخت کو بلایا دیو اکوان دیو کیوان دیو برق دیو برقان تخت لیکر حاضر ہوئے امیرو ترکان ولندھور سوار ہوئے طرف پردۂ دنیا کے چلے ناگاہ تخت صاحبقران کا شکارگاہ سلیمانی مین پہونچا دیکھا نقابدار یاقوت پوش و زمرد پوش باہم آپس مین جنگ کر رہے ہین زمرد پوش تعریف بدیع الزمان کر رہا ہی یاقوت پوش اوصاف قاسم بیان کرتا ہی بڑے زور و شور سے غلو ہو رہی ہی صاحبقران نے تخت سے نعرہ کیا کہ او جاہلو بدیع الزمان وقاسم نوجوان یہان کہان ہین جنکی طرفداری پر تم لڑ رہے ہو دونون نقابدار زخمی بھی ہو چکے تھے نعرۂ صاحبقران کی صدا سنکر طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے حاملان تخت سے فرمایا بس اب طرف پردۂ دنیا کے چلو مگر یاقوت پوش و زمرد پوش زخمدار تھے ایک صحرا مین آکر اترے ادھر سے بھاگا ہوا قہقہہ سہ چشمی آتا تھا فوج نقابدارون کو دیکھکر آگرا دونون نقابدار مصروف جنگ ہوئے مگر فوج قہقہہ بیحساب ہی دونون نقابدارون کے زخمون کے ٹانکے ٹوٹ گئے اسقدر خون بہا کہ خوف گرفتاری ہوا دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے ہمین ہاتھ سے قہقہہ کے بچا لے

نظم

مکان ندارد مکان لامکانی	نشان ندارد نشان بے نشانی
خدائے لاشریکی بے نظیری	کہ در وحدت ندارد دخل ثانی
خدا حاکم بہ اقلیم خدائی	خدا مالک بملک جاودانی
خدا موجود و جملہ خلق معدوم	خدا باقی ہمہ مخلوق فانی
زمینی تابع حکمش شب و روز	نگون سر در اطاعت آسمانی

خداے واحد از کثرت بوحدت — کند افشا چو اسرار نہانی
گہے گوہر شود گہ بحر مواج — زمرد گاہ گہ یاقوت کانی
گہے رنگین نہال باغ گردد — گہے مصروف اندر نوحہ خوانی
زہر صورت خدا صورت نماید — نقاب از چہرۂ انور کشاید

نقابدار بیقرار دعائین مانگ رہے ہین قہقہہ کی شورش بڑھتی جاتی ہو مگر نقابدارون نے جو تہ دل سے دعا کی قضاے کار تخت صاحبقران نامدار اُس مقام پر پہونچا امیر نے حالتِ نقابداران دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ قہقہہ سہ چشمی جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو کہ دونون کو قتل کرون ایک چوبدست ماردون امیر نے آسمان سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر اگر ایک موے جسم انکا میلا ہوا تو پردۂ تاریک مین گھس آؤنگا وہان بھی تجکو رہنا مشکل کردونگا قہقہہ نے جو آواز صاحبقران سنی سر اُٹھاکر دیکھا کہ صاحبقران آسمان سے آتے ہین فوج کو اشارہ کیا کہ بھاگو یارو غضب ہوا کہ یہان بھی حمزہ آگیا اس ظالم کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی عین وقت پہ پہونچتا ہی مین نے کس کد و کوشش سے قلعۂ گلستان ارم و قصر زرین حصار خالی کرایا تھا دودن کا راستہ طو کرکے آیا تھا اور قلعۂ بلور کو گھیر لیا تھا کہ قلعہ لیلونگا مگر اُسی صبح کو یہ ظالم آگیا اب شقت شائع ہوئی اب یہان مین نے چاہا کہ ان نقابدارون کو گھیر کر مارلون یہان بھی حمزہ آیا عین وقت پر مجکو ستایا بس یارو اب فرار بر قرار کرو تر کان نے دیکھا کہ بدون جنگ قہقہہ بھاگ نکلا صاحبقران نے اُترکر نقابدارون کو سنبھالا اُنکی زخم دوزی کی بخوبی سمجھایا کہ کیون یارو آپس کی جنگ کا مزہ دیکھا اگر صحیح و سالم ہوتے تو قہقہہ کیون دباؤ ڈالتا خبردار اب کبھی آپس مین جنگ نہ کرنا دونون نے ہاتھ باندھے کہ اب کبھی ایسی خطا نہو گی امیر نے دونون کو آپس مین ملوادیا سرون پر اُنکے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین فرمایا سامنے قصر سلیمانی ہو تم اسمین جاکر اُترو و بعد صحت اختیار ہو جہان دل چاہے جانا دونون نے جھک جھک کر سلام کیا دونون نقابدار جاکر قصر سلیمانی مین داخل ہوے امیر تخت پر سوار ہوکر طرف پردۂ دنیا کے چلے ایک مقام سے گذر رہے تھے کہ صداے فریاد کان مین آئی سامنے دیکھا کہ ایک قلعہ پر ایک بادشاہ پیر فریاد کررہا ہو اور ایک دیو خونخوار ہاتھ مین چقماق چادر بارہ ہزار نرہ ہاے دیو

پشت پر بلوہ کیے ہوئے قلعہ پر جاتا ہی وہ بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی امیر نے جو یہ معاملہ دیکھا
وہین سے نعرہ کیا باش او دیو خونخوار آگے نہ بڑھنا **نعرۂ صاحبقران**

امیر عرب حمزۂ شیر دل	کز و گشتہ سہراب و رستم خجل	امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	

اُس دیو خونخوار نے جو تخت
صاحبقران آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ منم دیو راحیل آہن شاخ ملازم
قہقہہ ہون وہ حکم دے گیا تھا کہ راہ مین قلعۂ برادران اکوان و مہران کا ہی مالک وہانکے
ریحان و افغان ہین اس قلعہ کو پامال کرتا ہوا آنا مین انکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے چوبدست
ہلانے لگا صاحبقران غصے مین تخت سے کود پڑے ترکان تو کانپ گیا مگر صاحبقران
جو زمین پر آئے دیو راحیل نے چنگل مارا کہ توڑ مروڑ کر کھا جاؤن صاحبقران نے کلائی
پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو راحیل منھ کے بھل جھکا اوپر سے ایک گھونسہ مار دیا کہ سر دیو
راحیل کا پھٹ گیا ساتھ والے اسکے امیر پر آپڑے ریحان و افغان نے جو دیکھا کہ
صاحبقران نے دیو راحیل کو مارا فوج اسکی امیر پر آپڑی ہی بس اپنی فوج لیکر نکلے پشت
پر صاحبقران کے لڑنے لگے آخر ہمراہیان راحیل شکست فاش کھا کر بھاگے ریحان و
افغان نے آکر امیر سے ملاقات کی عرض کی آج تو غلامون کو سرفراز فرمائیے دعوت ہماری
نوش فرمائیے کل سرکار کو اختیار ہی صاحبقران ناچار ہوے لندھور و ترکان کو ساتھ لیکر
قلعۂ ریحان مین آئے شب کو سامان دعوت ہوا پریزادین خوب خوب ناچین خوب خوب
گائین امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا برائے آسمان پری نامہ لکھا کہ ای محبوب جانی و
ای یار جاودانی راہ مین دو مقام پر قہقہہ سے مقابلہ پڑا آخر بھگوڑا شکست کھاکے بھاگا
اکوان و مہران کو معلوم ہو کہ تمھارے بھائیون کا قلعہ جو راہ مین ہی دیو راحیل نے آکر انکو
گھیر لیا تھا بعنایت پروردگار اسکو مارا اب طرف پردۂ دنیا کے جاتا ہون اپنی خیر و عافیت
سے آگاہ کرنا یہ نامہ لیکر روانہ کیا اور صاحبقران سوار ہوے حاملان تخت تخت کو لیے ہوے
جاتے ہین ایک بیشہ مین گذر ہوا کہ نہایت سبز و خرم تھا صاحبقران نے فرمایا ای حاملان تخت

شام ہو چکی ہو اسی بیشہ مین تخت اُتارو ترکان نے عرض بھی کی کہ ای شہریار یہ سناٹے کا مقام
ہو یہان کیونکر رات بسر ہوگی لندھور نے جواب دیا کہ آقاے نامدار آرام فرمائینگے ہم جاگتے
رہینگے اس طرح رات بسر کرینگے غرضکہ صاحبقران اُتر پڑے زین پوش بچھا کر بیٹھے
صاحبقران نے فرمایا دن بھر کی تھکن سے نیند کا غلبہ ہو ای لندھور ہم تو سوتے ہین اور ای
ترکان تم بھی سو رہو ترکان و صاحبقران نے آرام کیا لندھور تیغ لیکر بیٹھے دو پہر سے
رات گذر رہی تھی کہ ایک غول چوبدست گران سنگ لیکر پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ امیر پر حربہ کرے
لندھور نے للکارا وہ غول بھاگا امیر کی آنکھ کھل گئی پوچھا ای دارا ے ہند کیا ہو عرض کی
کہ آقا ایک غول آیا تھا وہ چاہتا تھا حضور پر حربہ کرے مین نے للکارا دیا وہ دیکھیے بھاگا ہوا
جاتا ہو مگر دور جاکر وہ غول پھر پلٹ پڑا صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے کہ باش ای غول بیابانی
کہان جاتا ہو مجھپر حربہ کر امیر اشقر پر سوار ہوے تعاقب مین غول کے چلے ترکان نے کہا کہ
آقاے نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر ہنسے اور فرمایا ای ترکان تم بیٹھو مین اسکو مارکر ابھی
آتا ہون غول بھاگتا ہوا قریب درہ کوہ کے پہونچا وہان جاکر ایک چیخ ماری کئی ہزار غول درہ کوہ
سے پیدا ہوے صاحبقران اُنسے لڑنے لگے جب کئی سو غول قتل ہوے تو غلغلہ کرتے ہوے
بھاگے امیر درہ کوہ مین آئے رونے کی آواز کان مین آئی امیر نشان پر آواز کے چلے درہ
کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان حسین چت پڑا ہوا ہو اور ایک پتھر اُسکی چھاتی پر رکھا ہو اُسکے
صدمے سے وہ فریاد کر رہا ہو صاحبقران نے قریب آکر وہ پتھر ہٹایا وہ جوان اُٹھا جھک
جھک کے سلام کرنے لگا کہا آپ شاید صاحبقران زمان ثانی سلیمان ہین مین نے خواب مین
دیکھا تھا کہ صاحبقران تجکو آکر رہا کرینگے صاحبقران نے فرمایا تیرا نام کیا ہو اُسنے کہا شہریار
غلغلۂ مغربی میرا نام ہو واسطے شکار کے نکلا تھا یہ غول مجکو گرفتار کر لائے کئی مہینے سے اس
مقام پر قید تھا جب بہت بیقرار ہوا ایک بزرگ میرے خواب مین آئے فرمایا کہ ای غلغلۂ مغربی
نہ گھبرا صاحبقران آتے ہین تجکو رہا کرینگے شکر ہو کہ آج مراد پوری ہوئی آپ نے آکر رہا کیا
شب کو ایک ساحرہ آتی ہو کہ وہ نہایت کریہ منظر ہو وہ سوال وصل کرتی ہو ایسا نہو کہ وہ آتی
ہو تو بڑی مشکل ہوگی صاحبقران نے فرمایا نہ گھبراؤ اگر ساحرہ آئیگی تو وہ بھی قتل ہوگی

ذرا کر صاحبقران غلغلۂ مغربی کا ہاتھ تھام کر باہر نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے
ایک قصر ہی ایک ساحرہ اُسمین بیٹھی ہی اُسنے جو غلغلۂ مغربی کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے
صید زبون کہان جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا او ملعونہ قریب آ مین نے اِسکو رہا کیا ہی یہ
خطا ہی مجکو سزا دے کہ مین اِسکا رہا کرنے والا ہون وہ ساحرہ قصر سے کود ی ایک گولہ مارا
کہ امیر پر آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا امیر تو محفوظ رہے مگر غلغلۂ مغربی کے پانون
زمین نے تھام لیے اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار غلام پھر گرفتار ہوا امیر نے اسم
اعظم پڑھا غلغلہ کو بھی رہا کر لیا جب تو وہ ساحرہ جھپٹی یہ کہتی ہوئی کہ ای شخص تو نے بھی
کچھ سحر سیکھا ہی کہ میرے قیدی کو رہا کر لیا اور لیے جاتا ہی مین نہ جانے دونگی یہ کہتی ہوئی قریب
امیر کے آئی چاہا ہاتھ تلوار کا مارون امیر نے تیغے کو جنبش دیکر وار کیا ہاتھ اُسکا قلم ہوا وہ
سامنے سے بھاگی یہ کہتی ہوئی کہ ای جوان اب تا روز قیامت اسی صحرا مین رہیگا مجکو تو بیکار
کیا کیا تو بچے گا یہ کہکر ساحرہ تو بھاگ گئی اُسی قصر مین جا کر چھپی صاحبقران نے دیکھا
میرے گرد ایک دیوار کھنچی ہوئی ہی امیر نے قریب دیوار آکر اسم اعظم پڑھا وہ دیوار گر گئی
اور آگے بڑھے مقام قیام پر آکے دیکھا لندھور و ترکان نہین ہین غلغلۂ مغربی سے کہا
کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکے صاحبقران طرف قصر کے چلے جب در قصر پر
پہونچے تو پہلو سے آواز آئی کہ یا صاحبقران ہوشیار رہنا اسم اعظم نہ فراموش ہو امیر
اسم اعظم پڑھتے ہوے قصر مین آئے دیکھا وہی ساحرہ ایک زنگی سے ہم آغوش ہی امیر نے
للکارا کہ او ملعونہ یہ کیا حرکت ہی وہ زنگی اپنے فعل سے باز آیا طرف صاحبقران کے چلا امیر
نے سامنا کیا اُس زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے اُسکے وار روک کر اُسکو قتل
کیا ساحرہ رونے لگی کہا ای جوان تو نے میرے جفت کو قتل کیا مین تجکو اب نہ جانے دونگی
اس طرح سرگردان کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین لیکن مجکو ترس
نہ آئے ایسے کلمات کہکر بھاگی اب صاحبقران اُس قصر مین پھر رہے ہین جس طرف جاتے
ہین راستہ نہین پاتا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار ہم اس مقام پر قید ہین
امیر نے آکر دیکھا کہ ترکان و لندھور مقید بیٹھے ہین مگر امیر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین

امیر نے دو لونڈن کو رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز آئی او آدم زاد ہمارے قیدیون کو کہان لیجائیگا دیکھا ایک دیونی چوبدست ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہو قریب امیر کے آکر وار کیا امیر نے وار اُسکا خالی دیکر قتل کیا دیونی کے قتل ہوتے ہی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتۂ خونخوار بود امیر نے پھر اپنے کو ایک باغ مین پایا لنند ھور و ترکان پھر غائب ہوے باغ مین دیکھا کہ بڑے بڑے درخت ہین تھالے اُنکے بنے ہوے پانی سب مین بھرا ہوا ہو امیر حیران کہ اس مقام پر پانی کسنے پہونچایا کہ پہلو سے آواز آئی کہ یا صاحبقران زمان حیرت نہ کیجیے یہ طلسم خیال سلیمانی ہو ایسے ایسے عجائب یہان بہت ملین گے امیر نے پلٹ کر دیکھا خضر علے نبینا وعلیہ السلام آواز دے رہے ہین اور فرماتے ہین یا صاحبقران سلیمہ جادوگرنی یہان بادشاہ ہو جب تک وہ قتل نہو گی تب تک اس مکان سے آپکی رہائی غیر ممکن ہو امیر نے چاہا دریافت کرون کہ وہ ساحرہ کس مقام پر ہو حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے امیر اُس مکان مین پھرنے لگے ایک مقام پر جو پہونچے مکان تنگ و تاریک تھا معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھ پکڑتا ہو امیر نے جھٹکا مارا اور اپنا ہاتھ بھی بڑھایا ایک دیو کے ہاتھ پر ہاتھ پڑا وہ لپٹ گیا امیر سے کشتی ہونے لگی امیر نے کشتی مین دیکھا کہ جو پیچ مین اسپر باندھتا ہون میرے ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی جاتی ہین تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہ دیو تو غائب ہو گیا مگر صاحبقران نے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا زنجیر کو چاہتے ہین توڑ ڈالون زنجیر نہین ٹوٹتی بہت ناچار ہوسے پروردگار سے دعا یٔن مانگنے لگے کہ رحیم و کریم کس بلا مین آکر پھنسا ہون تو رہائی دیگا تو رہائی حاصل ہو گی نظم

سالکان راہ دین را در صواب انداختی	اہل دنیا را بزندان عذاب انداختی
ذرہ را نسبت تو بخشیدی بہ جرم آفتاب	آب و تاب بحر در جسم حباب انداختی
ذوق و شوق خود عطا کردی دل بیتاب را	لذت دیدار در چشم پر آب انداختی
حق پرستان را تو قرب خویش خود کردی عطا	عاصیان را در عتاب و در خطاب انداختی
خرم آن مردے کہ بر فضل تو شد کارش تمام	وائے آن شخصیکہ او را در حساب انداختی
بندۂ شہدی شد اندر دین و دنیا سرفراز	چون نظر بر وی تو ای عالیجناب انداختی

صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین اُدھر یہ معرکہ گذرا کہ جب ملکہ **آسمان پری** کو نامہ پہونچا تو ملکہ نے اپنی دختر **قریشہ** سے کہا تیرا باپ بڑا بے مروت ہو جی چاہتا ہو کہ پردۂ دنیا مین جاؤن جاکر اُس سے ملاقات کرون اور کہون کہ اگر ایک مہینہ ہمارے یہان رہجاتے تو کیا نقصان تھا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئین خواجہ **عبد الرحمٰن جنی** نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلے کا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ **صاحبقران** پردۂ دنیا مین نہین پہونچے ابھی اندر سرحد پردۂ **قاف** کے ہین ملکہ **آسمان پری عبد الرحمٰن** کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑتا ہوا چلا اُس مقام پر پہونچین کہ جہان **صاحبقران** قید ہین زنجیرین ہلا رہے ہین **آسمان پری** نے جو آواز زنجیر کی سُنی کہا اے وزیر اعظم کوئی آدمزاد زنجیرین ہلا رہا ہو **عبد الرحمٰن** نے کہا **صاحبقران** قید ہین آپ یہان اُتر یے اُنکو تلاش کیجیے **آسمان پری** رونے لگین اور اپنے بال کھول دیے چونکہ **امیر** پر عاشق ہین حال قید جو سُنا بیقرار ہوگئین یہ اشعار دردانگیز بصد سوز و گداز پڑھنے لگین **نظم**

شان آگے خاکسار کے سرکش کی کب رہے
مانند دانہ خاک مین ہم مدفون رہے
ریگ روان بنی ہو ہمارے جسد کی خاک
اس باغ مین ثبات ہی گل کو نہ خار کو
مُردے جیا کیے لب جان بخش یار سے
انسان دل مین کہتے ہین حیرت سے مرتے دم
ہر موج بوریا رگ خواب گران ہوئی
کی ہر خیال زلف مین سب زندگی بسر
ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہو اور رسم

پیدا ہون بو تراب تو کیا بولہب رہے
نکلا جو اُسکا سبزۂ خط کھیت اب رہے
اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے
اسفل رہے جہان مین نہ اعلے النسب رہے
بوسے کے انتظار مین ہم جان بلب رہے
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا مین سب رہے
راحت مین عمر بھر مرے پائے طلب رہے
گویا کہ ہم جہان مین بس ایک شب رہے
آزردہ وضع دہر سے ہم بے سبب رہے

کہ صدائے گریۂ **آسمان پری** کان مین **صاحبقران** کے پہونچی اسقدر بیقرار ہو رہے تھے کہ پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم اس طرف آؤ خواجہ **عبد الرحمٰن آسمان پری** کو ساتھ لیکر اسطرف پہونچے **آسمان پری** نے **صاحبقران** کو مسلسل و مطوق دیکھا بیقرار

ہو گئی دوڑ کر گری ہتھکڑیون پر آنکھین رگڑنے لگی کہتی تھی ای ماہ اوج صاحبقرانی مین کس
حال مین آپ کو دیکھتی ہون صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ عبدالرحمن مین اس مقام پر
آکر مصیبت مین پھنس گیا خواجہ عبدالرحمن نے کہا اسم اعظم پڑھیے تو آپ کی رہائی ہو
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا قید ٹوٹ کر گری کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او
آدمزاد تجھے کسنے قید سے رہا کیا صاحبقران نے دیکھا کہ چند دیوزاد آئے صاحبقران
پر حربہ کرنے لگے امیر نے تلوار کھینچی اُن دیوزادون سے لڑنے لگے کئی دیوزادون کو
قتل کیا آخر وہ دیوزاد تڑپ کر گرے ایک آسمان پری کو اٹھا لیگیا ایک نے عبدالرحمن
کو لیا آسمان پری نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے امیر پیچھے اُس دیو
کے چلے ایک قصر مین جاکر دیو داخل ہوا دروازہ قصر کا بند کر لیا امیر نے بقوت صاحبقرانی
دروازہ اکھیڑا اندر آگے دیکھا کہ آسمان پری ایک تخت پر مسلسل بیٹھی رو رہی ہین امیر نے
جو آسمان پری کو اس حال مین دیکھا جھپٹ کہ زنجیرین توڑین کہ پہلوے قصر سے دیوار
شق ہوئی ایک ساحرہ معیب بصورت عجیب و غریب دیوار سے نکلی تڑپ کر گری کہ آسمان پری
کو اُٹھا لون امیر نے کلائی اُسکی پکڑ لی ایک جھٹکا مارا کہ ساحرہ مُنھ کے بھل گری ایک چیخ ماری کہ او
ظالم چھوڑ دے امیر کب چھوڑتے ہین وہ ساحرہ لپٹ پڑی امیر ہر چند چاہتے ہین کہ اسکو زیر
کرین مگر لنگر اُسکا نہین اُٹھتا وہ ہر مرتبہ چاہتی ہے کہ چھڑا کر نکل جاؤن صاحبقران کو خیال آیا
کہ اسم اعظم پڑھون جیسے ہی اسم اعظم ورد زبان کیا ساحرہ امیر کو چھوڑ کر بھاگی دور جاکر
کھڑی ہوئی کہتی تھی او آدمزاد تو نے کیا الفاظ کہے کہ میرے جسم مین آگ لگ گئی یہ سحر تجکو کسنے
تعلیم کیا یہ کہکر ساحرہ نے نعرہ کیا کہ منم سلیمہ مردار خوار اب صاحبقران سمجھے کہ یہی بادشاہ
طلسم ہے جب اسکو قتل کرونگا تو رہائی ہوگی تلوار چمکاتے ہوے چلے ساحرہ نے آواز دی
ارے یارو اسکو لینا چند دیوزاد پہلوے قصر سے نکلے امیر پر حملہ آور ہوے امیر دیوزادون
سے لڑنے لگے اسم اعظم پڑھے جاتے ہین جب کئی دیو امیر نے قتل کیے تو اُس ساحرہ
نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک عقاب بلند پرواز زمین سے نکلا گرد صاحبقران پھرنے
لگا امیر خاموش ہوے تھے کہ زبان مین لکنت آئی اسم اعظم فراموش ہوا وہ ساحرہ غائب

ہو گئی اب صاحبقران حیران کھڑے ہین کہ پہلو سے دیکھا چارون حاملان تخت روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ہم قید سے تو چھوٹے مگر کلیجے جل رہے ہین ہر اعضا سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین ذرا حرز ہیکل ہمکو دیجیے کہ اپنے اپنے سینون پر رکھین امیر نے حرز ہیکل اُتار کر دیدی وہ چارون حاملان تخت سامنے سے بھاگے امیر پھر اُس مقام پر مقید ہوے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگار اس مشکل کو آسان کر اپنا فضل و کرم اِس گنہگار کے شامل حال فرما نظم

نشگفد در دہر گلزار طمع — گل شود ہرگز نہ از خار طمع
می شود بے عزت و خوار و ذلیل — مے کند ہر کس کہ اظہار طمع
درمیان دوستان ہرگز مباش — دوستدار مطلب و یار طمع
نیین مرض ہرگز نمیگردد خلاص — ہر علیل حرص و بیمار طمع
مخلصی یابد نہ تا وقت اخیر — بندۂ نادان گرفتار طمع
حرص مال و جاہ از دل دور کن — بر فگن از دوش خود بار طمع
سرنگون پیش خدا کے میشود — ہر کہ باشد بندۂ زار طمع
بہر طامع زندگی مشکل بود — شد چو دامن گیر آزار طمع
دین و ایمان را بسوزد در زمان — مشتعل گردد اگر نار طمع
چشم حق بینش سراپا کور شد — آنکہ دید از دیدہ دیدار طمع
در جہان فائز بمطلب کی شود — ہر کہ شد ہندی طلبگار طمع

لیکن سلیمہ مردار خوار شیشۂ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر اپنے قصر مین آئی بیٹی اِسکی کلیمہ مردار خوار برق چمکاتی ہوئی آئی کہا ای مادر مہربان آج کیا ہے کہ طلسم مین ہنگامہ پڑا ہے سلیمہ نے کہا ای نور نظر جد طلسم کشا آ گیا مگر مین نے اسم اعظم بند کیا یہ شیشہ رکھا ہے حرز ہیکل اسمین لپٹی ہوئی ہے کلیمہ نے کہا ای مادر مہربان جد طلسم کشا کون شخص ہے سلیمہ نے کہا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران شہرہ آسمان پری کہ بی آسمان پری بھی قید ہین خواجہ عبد الرحمٰن کو بھی مین نے پکڑ لیا کوئی صورت ایسی نہین کہ جد طلسم کشا رہائی پائے کلیمہ

نے کہا ای مادر مہربان مین جب طلسم کشا کو دیکھ آؤن مدت سے اس شخص کا ذکر سنتی ہون سلیمہ نے کہا ای فرزند جہال صاحبقران سحر سے مملو ہی جسنے اُسکو دیکھا دیوانہ ہوا مین مناسب نہین جانتی کہ تم جاکر اُسکو دیکھو ایسا نہو عاشق ہو جاؤ کلیمہ نے کہا ای مادر مہربان آپ جانتی ہین کہ مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی میری کیا شامت ہی کہ عاشق ہوکر اپنی جان کو مصیبت مین ڈالون مین سن چکی ہون کہ عشق کرنیوالے ہمیشہ ذلیل رہتے ہین **نظم**

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار	عشق وہ نخل ہی جسمین نہ کبھی آئے بہار
عشق وہ شاخ ہی کوئی جسمین نہ پتہ دیکھا	عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا

فقط دیکھکر چلی آؤنگی سلیمہ نے کہا ای نور نظر جاؤ مگر بہ نگاہ محبت نہ دیکھنا کلیمہ مردار خوار ٹہلتی ہوئی پہلے اُس قصر مین آئی جہان **آسمان پری** و خواجہ عبد الرحمن جنی قید ہین دیکھا ملکہ **آسمان پری** پڑی تڑپ رہی ہین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین **نظم**

دی آگ اُسنے پرتو رخ سے شراب کو	شرمندہ جام مے سے کیا آفتاب کو
بدجانتا ہی جس سے زاہد شراب کو	دیکھا ہی شپرہ نے کبھی آفتاب کو
بھولون وصال یار مین کیا اضطراب کو	دریا مین ہی قرار کہان موج آب کو
ابرو جدھر کو ہل گئے بجلی سی گر پڑی	رکھتا ہی وہ کمان مین تیر شہاب کو
واجب نہین نماز بھی مستی مین زاہدا	کیا مرتبہ دیا ہی خدا نے شراب کو
اُس چشم مست کے ہون بتصور مین وہ کشتہ	کیونکر کرون گزک نہ ہرن کے کباب کو
جام شراب پیتے ہی چمکا ہی حسن یار	نور آفتاب سے ہی ملا ماہتاب کو
اس ان کے ہاتھون چین سے گذرا نہ ایک دن	پیری مین یاد کیا کرون عہد شباب کو
محشر کے روز دامن تر کام آئیگا	رکھا ہی آفتاب کی خاطر سحاب کو
مٹتا ہی دم مین صفحہ عالم سے نام بھی	کھدوا رہے ہو قبر پہ کیا تم کیا خطاب کو
اپنی شب وصال ہوئی صبح شام سے	قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو
دیکھے نہ یار جلوہ صبح شب فراق	کردے سحاب چشم نہان آفتاب کو
ناسخ نہین ہی کام مجھے اور غیر سے	بس جانتا ہون بعد نبی بوتراب کو

کلیمہ نے جو آسمان پری کو بیقرار دیکھا کہا اے شہنشاہ پری وہ قاف آپ قوم کی پری زاد ہین انسان کے واسطے اسقدر بیقرار کیون ہین ملکہ نے کہا او ساحرہ صاحبقران وہ انسان ہین کہ جس عورت نے دیکھا آپ سے باہر ہوگئی اور مین تو مدت سے دلدادہ ہون کلیمہ جھلاتی ہوئی اُس قصر مین آئی کہ جہان صاحبقران قید ہین دیکھا تمام مکان شعشعۂ نور جمال سے منور و نورانی ہو رہا ہے بہ نگاہ غور جو صاحبقران کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوئی سراپا دیکھنے لگی غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری یوسف زندان شوکت و صولت دبدبۂ صاحبقرانی چہرے سے ہویدا اور ظاہر ہے دیکھکر عاشق ہوگئی اور آواز دی کہ او آدمزاد تو نے یہ کیون بے ادبی کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوا اب تو بکر کہ مین تجکو رہا کر اون صاحبقران نے فرمایا جبتک سلیمہ کو قتل نہ کرونگا طلسم سے نہ نکلونگا کلیمہ نے کہا قتل سلیمہ نہایت دشوار ہے صاحبقران نے فرمایا اگر اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے تو قتل ہو جائیگی اور اگر میری قضا لیکر آئی ہے تو فرد سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✤ کلیمہ حیران ہوگئی کہ اس قید و بند مین یہ خیال ہے اے کلیمہ اِنکو کیونکر رہا کرون مقام تاسف ہے کہ جسپر آسمان پری عاشق ہو وہ ایسی مصیبت مین رہے یہ جفا ہے یہ سوچتی ہوئی اُلٹی سامنے سلیمہ کے آئی کہا اے مادر مہربان اب اس جوان کو قتل کیجیے کتابون مین لکھا ہے کہ یہی جوان فتاح طلسم ہے اتفاق سے آپ کے قبضے مین آگیا ابھی بلا کر قتل کیجیے ایسا نہو کہ رہا ہو جائے اُسکے صدہا مددگار ہین سلیمہ نے حکم دیا ارے حمزہ کو لاؤ دیو زاد لیکر صاحبقران کو سامنے سلیمہ کے لائے ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اِسکو کھا لے وہ دیو چنگل بڑھا کر چلا کلیمہ نے شیشہ اُٹھا لیا طرف صاحبقران کے چلی سلیمہ نے کہا اے نور نظر اُس طرف شیشہ نہ لیجاؤ اگر ٹھیس لگے گی ٹوٹ جائیگا مگر کلیمہ کب مانتی ہے اسیطرف چلی جاتی ہے صاحبقران بھی دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز یہ میرے قریب آجائے تو شیشہ توڑ ڈالون اسم اعظم رہا ہو کہ صورت میری رہائی کی پیدا ہو نظم

نگر دتو بہ گنہگار از گناہ دریغ
بہ زندگانی دو روزہ شدتیان مغرور

فتادہ دیدہ و دانستہ از بجاہ دریغ
باصل خویش نکرد آدمی نگاہ دریغ

بشکست مرد گنہگار و بندۂ عاصی
جبین نسود بخاک نیاز ہر شب و روز
بتند باد ہوامی برد زدامن خویش
دریغ مہر درخشندہ در زوال آمد

ز آب دیدۂ خود نامۂ سیاہ دریغ
بگرد سجدہ بہر شام و ہر پگاہ دریغ
بکوہ و دشت و بیابان بشکل کاہ دریغ
برابر چہرۂ روشن نہفت ماہ دریغ

کلیمہ نے شیشۂ اسم اعظم صاحبقران پر پھینک مارا امیر نے ہاتھ مار دیا شیشہ ٹوٹا حرز ہیکل اٹھاکر
گلے مین ڈالی نعرہ اپنے نام کا کرکے اٹھے نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سمندون زنیشیم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بقاف

سلیمہ نے جو دیکھا کہ کلیمہ نے
بدی بدا صاحبقران کو رہا کردیا غصے مین آکر ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ کلیمہ کے دو
ٹکڑے ہوئے بیٹی کا لاشہ دیکھکر رونے لگی غصے مین صاحبقران پر جا پڑی کہتی تھی او آدمزاد
تو نے مجکو برباد کردیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگی صاحبقران
کے ہاتھ مین تلوار نہین ہی مگر اسم اعظم پڑھتے ہوئے بڑھے سلیمہ نے سحر کیا کہ امیر پر آگ
برسنے لگی مگر بسبب پڑھنے اسم اعظم کے امیر پر آگ نہین گرتی قریب سلیمہ کے پہونچے سلیمہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ سلیمہ منہ کے بھل گری امیر نے
اوپر سے گھونسہ مارا کہ سر سلیمہ کا پھٹ گیا اندھیرا ہوگیا بیر غل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من
سلیمہ جادو بادشاہ طلسم خیال سلیمانی بود افسوس ایسی ساحرہ کو مارا جسکا مثل و نظیر
پردۂ قاف مین نہ تھا اب یہان آبادی نہین رہی کسکی مجال ہی کہ اس طلسم کو آباد کرے
صاحبقران نے بڑھکر آسمان پری و عبدالرحمن جنی کو رہا کیا ایک گوشے مین آکر
لندھور و ترکان کو پایا انکی بھی قید توڑی آسمان پری نے جو سخت تکلیف اٹھائی تھی
لپٹ کر صاحبقران سے رونے لگی کہا صاحب مین نے بڑی جفا اٹھائی خدا تمکو سلامت
رکھے یہ امید نہ تھی کہ اب اس قید سے رہائی ہوگی مگر آپ پر تائید خدا ہی کہ دختر ساحرہ
نے رہا کردیا مان نے اسکی جھلاکر اسکو مار ڈالا لیکن اب جلد پردۂ دنیا جائیے اور مین

طرف پردۂ قاف کے جاتی ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
نقابدار زرین پوش سیر کرتا ہوا جاتا تھا صاحبقران کو دیکھکر اُتر آیا امیر کو باادب تمام
سلام کیا امیر نے دعاے جان درازی دیکر فرمایا اے بہادر کہانسے آتے ہو اور کہان جاتے ہو
زرین پوش نے عرض کی مین سیر کرتا ہوا درۂ ظلمات پر پہونچا ایسا صحراے سبزہ زار
تھا کہ تماشا دیکھنے لگا طائرون کی زمزمہ سرائی نخلہاے خودرو کی رعنائی یکایک ہنگامہ
ہوا یہ حقیر آپ کا گھبرا کر اُٹھا کہ شاگردان عیار نے خبر دی قہقہہ سہ چشمی شکست خوردہ آتا ہے
زخمدار و بیقرار ہے ہرچند کہ شکست خوردہ ہے مگر چار لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ ہین عیار میرا
ہمیشہ ترغیب جنگ کرتا رہتا ہے مگر اُسوقت کہا کہ براے خدا نکل چلیے آپ کے ساتھ لوگ کم
ہین ایسا نہو کہ پھنس جایئے رگ مردمی جنبش مین آئی عیار کی بات ناگوار ہوئی مین نے کہا
کہ اے یار وفادار تو ہمیشہ جنگ کی ترغیب کیا کرتا تھا آج کیا کلمۂ نامردی کہتا ہے عیار نے کہا
اے شہریار اُسکے ساتھ فوج بہت ہے اور آپ کے ساتھ صرف بارہ ہزار جوان ہین مگر
فدوی تو آپکی جرأت دیکھے ہوے تھا پشت مرکب پر سوار ہوکر سر راہ آیا کہ قہقہہ پیدا ہوا
اُسنے جو مجکو بارہ ہزار جوانون سے دیکھا ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اِس جوان کو مار لو
یہ ہمیشہ درپے آزار رہتا ہے مین گھوڑا اُڑا کر جا پڑا بارہ ہزار جوان ہمراہی میرے جانباز و سرفروش
ہین سب نے ایسا حملہ کیا کہ بارہ ہزار نرہ ہاے دیو مارے مگر ہم سب گھر گئے اُسوقت مین نے
بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم کسی مددگار
کو بھیج دے کہ وہ آکر مجھکو اِس بلا سے نجات دے

نظم

خدا خالق و رازق مار و مور — خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن است و خدا ظاہر است — خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشد ز ہر آئنہ — ز ہر پردہ حق می نماید ظہور
ز نور خدا روشنی مے رسد — بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رسد — گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل — عبث میرود بندہ نزدیک و دور

گیے صورت شب گیے تشکل روز	گیے شکل سایہ گیے تشکل نور
ہر آن کس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تابندہ نور خدا ست	ز ہر چہرہ روشن ظہور خدا ست

ہنوز غلام کی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زمردپوش و یاقوت پوش آلیہمین تکرارین کرتے ہوے آتے تھے ایک مائل نام بدیع الزمان اور ایک شیفتۂ جمال قاسم نوجوان اِس زور و شور سے آکر گرے کہ لشکر قہقہہ کو تہ و بالا کردیامین نے جو اتنی مہلت پائی جنگ کرتا ہوا سامنے قہقہہ کے پہونچا اُسنے وار کیامین نے وار رد کرکے تیغۂ سلیمانی مارا کہ زخم سر قہقہہ چوپارہ ہوگیا آپ کے تصدق سے چیخ مار کر بھاگا جب اُسکے پانوٴن اُٹھے پھر کیا تھا دیوزادون کو رول لیا دو لاکھ دیو قریب پردۂ ظلمات مارے گئے مین نے نقابدارون سے ملاقات کی وہ دونون مجھسے انصاف چاہتے تھے زمردپوش کہتا تھا بدیع الزمان بے مثل و بے نظیر ہین یاقوت پوش کا قول تھا کہ قاسم نوجوان کا مثل نہین مین نے یہ انصاف کیا کہ دونون جری و بہادر ہین تب وہ دونون آپس مین لڑنے لگے کیون ای شہریار یہ دونون نقابدار کون ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین اُنکے نام نہین جانتا اتنا جانتا ہون کہ ایک طرفدار بدیع الزمان ہے دوسرا طرفدار قاسم نوجوان یہین بھی جنگ کرتے ہین پردۂ قاف مین بھی جنگ کرتے پھرتے ہین بڑے بڑے سرکش اِن دونون کے ہاتھ سے مارے گئے نقابدار نے کہا مین اُسی جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہون مگر حضور سے یہ التجا عرض کرتا ہون کہ مجھسے فساد نہ بڑھائیے بانہاے صاحبقرانی مجکو دیدیجیے مین جانتا ہون میرے آپ کے مقابلہ نہو ایسا نہو کہ غلام سے کوئی بے ادبی سرزد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر یہ بانہاے صاحبقرانی بڑی جستجو سے پائے ہین بدون امتحان زور بازو نہ دونگا جب مزاج مین آئے امتحان کرلو دیر تک نقابدار صاحبقران کو سمجھایا کیا مگر امیر نے یہی جواب دیا کہ بدون امتحان زور بازو نہ دونگا نقابدار نے کہا اب رخصت ہوتا ہون ابھی جو آؤنگا تو امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا مین تو ابھی موجود ہون جس فن مین تمکو زیادہ ناز ہو اُسی کا امتحان کرو حال کھل جائیگا نقابدار ناچار ہو کر تخت پر

سوار ہو اگر بہ غصہ کہگیا کہ ابکی جو آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا دیوزاد نقابدار کو لیکر روانہ ہو گئے صاحبقران نے ترکان و لندھور کو ساتھ لیا حاملان تخت نے تخت صاحبقران اُٹھایا یہ تو طرف پردۂ دنیا کے چلے مگر امیر کے نہونے سے لشکر صاحبقران مین مالک وبہرام وغیرہ پریشان ہین بارگاہ مین بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے ہین خواجہ عمرو سامنے بیٹھے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین دل سب کا بہلا رہے ہین نظم

نہین یہ دائرہ گرداب کا تحریر پانی مین	ہمارے دیدۂ گریان کی ہے تصویر پانی مین
جو پانی ہے وہی مین ہون یہ فرق اعتباری ہے	زبان موج کرتی ہے یہی تقریر پانی مین
ڈبو دونگا مین سیل اشک مین اپنے رقیبون کو	سواہی چشمۂ خورشید سے تنویر پانی مین
پڑے پر تو اگر مثل ہلال ابروے قاتل کا	نظر آنے لگے ہر موجہ شمشیر پانی مین

ہنگامہ عیش و نشاط گرم تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان مغرور و متکبر گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر مقابلہ مین آکر اُترا کہلا بھیجا کہ آپ لوگ یہان سے اُٹھ جائین ورنہ سب کو قتل کرونگا مالک نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جا کر کہدو کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اگرچہ مالک ہمارا یہان پر نہین ہے نہین معلوم اُنکو کون اُٹھا کر لیگیا مگر ملازم اُنکے موجود ہین میدان مین آئیگا تو جواب پائیگا قحطان اژدرچشم یہ جواب سخت سُنکر بہت جھلا یا اُسی وقت طبل جنگی بجوا دیا یہان سرداران تہمتن نے آپس مین صلاح کرکے جواب مین طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور	وہ طاؤس مشرق کا تھا یا دتلہ
بہت گرم خوا د روشن نگاہ	سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار	دونون لشکر میدان کارزار

مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قحطان اژدرچشم نعرے کرتا ہوا میدان مین آیا گینڈے کو ممیز کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آئے فرد گران ہر گرا بار سر بر تن است ✤ حکیم علاجش بدست من است ✤ قحطان نے جو یہ نعرہ کیا مالک اژدر نے مادیان کو بڑھایا سر دار دن

سے رخصت ہو کر مقابلۂ قحطان ہین آئے قحطان نے نیزہ مارا مالک سے نیزہ چلنے لگا دونون
لشکر دیکھ رہے ہین مالک کی نیزہ بازی کا کیا مذکور بڑے لطف سے لڑ رہے ہین قحطان کو
عاجز کر دیا ہی ہر مقام پر سنان نیزہ سینہ پر رکھدیتے ہین قحطان کے جسم سیاہ سے قطرۂ خون
اُبھر آتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر نقطۂ شنجرف دیا جا رہا ہی کہ ایک مقام پر کا تھکا تھپیڑا
مار دیا نیزہ ہاتھ سے قحطان کے نکل گیا نیزہ جب ہاتھ سے قحطان کے نکلا غصے مین کا نپنے
لگا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر تلوار چمکائی مالک نے مادیان کو بڑھایا منظور
یہ ہوا کہ زیر بغل جا کر لپیٹ پڑون تلوار اِسکی چھین لون مگر گھوڑے نے سکندری جو کھائی
گرد اسپر کا گھبراہٹ مین سر سے ہٹ گیا خود بھی سر سے گرا سر برہنہ پر تلوار پڑی تا دوابرو
اُتر گئی مالک کے زخم کاری لگا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قحطان نے ہاتھ اپنا
بلند کیا کہ سر کاٹ لون بہرام نے جو یہ معرکہ دیکھا مرکب اپنا اُڑایا اور نعرہ کیا نعرۂ بہرام
منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + خبردار او مغرور ہاتھ نہ
مارنا یہ کہکر گھوڑا اُڑا کر بہرام بیچ مین آپڑے مالک کو ہٹا دیا قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا
سر بہرام کا بھی زخمی ہوا اور چند سردار نکلے اُنمین سے چھ سردار زخمی ہوے اور چار سردار
جان سے مارے گئے کہ دن تمام ہوا قحطان نے گھوڑا پھیرا پکار کر آواز دی کہ کل ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا قیامت برپا کرونگا ہمارے ایلچی کو ذلیل کیا وہ بدلہ لون کہ عمر بھر مسلمان
یاد کرین بلبلاتا ہوا پلٹ گیا یہان خواجہ نے سب کی زخم دوزی کرائی مگر انتشار ہی کہ اِس مغرور
سے کل کون مقابلہ کریگا نہایت پہلوان زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی عبد الجبار حلبی
و عبد القہار حلبی وغیرہ نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ ہم لوگ مقابلہ کرینگے اُسکو بھی مزہ ملے کہ بہادر
ایسے ہوتے ہین مگر قحطان نے جاتے ہی پھر طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی
گھرگھرائے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لمات غنچہ اندرورکشیدند
سمن از آب شبنم روی خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

شہنشاہ زرین پوش مع فوج منیا و شجاع تخت زبرجدی فلک پر آکر جلوہ فرما ہوا قحطان جوشان
وخروشان میدان مین آیا ادھر سے اہل اسلام میدان مین آگر جب قحطان زوروں پر چڑھا
ہوا میدان کارزار مین بلبلا کر پکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عبد الجبار حلبی نے مرکب
اپنا نکالا رخصت ہو کر میدان مین آیا قحطان قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوے جھوم رہا ہی جیسے ہی
عبد الجبار سامنے آکر پہونچا قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا عبد الجبار نے فوراً بہ آسیب
سپر تلوار کو رد کیا اور عوض مین ہاتھ تلوار کا مارا قحطان نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اور خبردار
خبردار کہکے پھر ہاتھ مار دیا عبد الجبار نے سپر کو اُٹھایا سپر کٹی سر پر زخم لگا عبد الجبار زخمی
ہوا عبد القہار نکلا بھائی کو پھیر دیا سینہ سپر کر کے مقابل ہوا قحطان نے دوسری ضرب
مین اُسکو بھی زخمی کیا اور سردار نکلے مثل نعمان بن منذر وغیرہ کے مگر برگشتی طالع سے سب
زخمی ہوے جو سامنے آیا وہ زخمی ہوا یا سیار گلشن جنان ہوا جب آٹھ تو سردار زخمی ہوے
اور دو سردار سیار گلشن جنان ہوے تو شام ہوگئی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے الغرض
کہ قحطان نے سات دن میدانداری کی بہت سے سرداران صاحبقران زخمی ہوے
اور دس بارہ جوان سیار ملک عدم ہوے آٹھوین دن قحطان جو طبل جنگی بجوا کر میدان مین
آیا للکار رہا ہی مگر کوئی مقابلے کے لائق نہین پر اہل اسلام کا بند ہی کچھ کمیدان و رسالہ دار
نکلے وہ قحطان کے ہاتھ سے مارے گئے قحطان بلبلا رہا ہو پکار رہا ہو کہ اگر اب کوئی میرے
مقابلہ مین نہین آتا تو مین خود آتا ہون سب کو گرفتار کرونگا عمرو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کلاہ نمدی
سر سے اُتاری پکار اُٹھا کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر اس آفت سے لشکر
کو بچالے کسی معین و مددگار کو بھیج نظم

ہر چہ ہست اندر وجود عالم امکان از وست	آدم و جن و ملک زو حور زو غلمان از وست
خندہ زن در گلشن عالم گل خندان از وست	اشکبار اندر غم گل بلبل نالان از وست
جلوہ گر در باغ سرو و سنبل و ریحان از وست	رونق تازہ بہر موسم درین بستان از وست
ور زمانہ انقلاب گردش دوران از وست	مہر زو پر تو فگن روشن مہ تابان از وست
گنبد گردندہ صبح و شام سرگردان از وست	در میان سینہ روشن جلوۂ عرفان از وست

پرتو افگن بر وجود خاک نور جان از وست	اشتعال آتش ہر سینۂ سوزان از وست
کلک گوہر بار بر کاغذ گہر افشان از وست	شاعر ہندی ثنا خوان اندرین دیوان از وست

قحطان گینڈا امیز کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہو کہ ای فرقۂ خدا پرستان آج کوئی میرے مقابلہ مین نہ آئیگا معلوم ہوا کہ سب ڈر گئے خوف جان سے کوئی قدم نہین بڑھاتا یہ سب غلط شہرہ تھا کہ مسلمان بڑے بہادر اور جری ہین مین نے تو کسی کو بھی بہادر نہ دیکھا اب مین خود وہان اگر مغلوب کرونگا بارگاہین لوٹ لونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اہل اسلام جواب دیتے ہین او مغرور جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است اگر موت ہماری تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور و ناچار ہین ورنہ کسکی مجال ہی کہ بدون حکم خدا قتل کر سکے مغلوب کو حکم دے ہم بھی جانون پر کھیلین گے یہ کہکر ہندیون نے گھوڑے چمکا کر بڑھائے پکار کر آواز دی کہ او بچیا جو تجھسے ہو سکے وہ کر کیون تامل کرتا ہی ہم جوانان ہندی ہین وہ تلوار چلے کہ دنگ کر دین سپر کو گھونگھٹ جانتے ہین یہ کیا جرأت ہی کہ بار ایک مزدور کا جسم پر لدا ہوا ہی ململ کے انگرکھون پر اہل ہند تلوارین کھاتے ہین کبھی حریف سے مُنھ نہین پھیرتے یہ کلام جو قحطان نے سنے اور زیادہ بلبلا یا فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو سب جم کر آؤ چہار جانب سے مسلمانون کو گھیر لو آج وہ کشت و خون ہو کہ خون کے دریا بہ جائین اہل ہند کو ابھی دعوی جنگ ہی مگر ہندی آگے بڑھکر کھڑے ہوے ہین زگمین دوپٹے کلون مین پڑے ہوے ہین چھوٹی چھوٹی کلاہین اور مانگ کھلی ہوئی ململ کے انگرکھے مشروع کے گھٹنے تلوارین ہاتھ مین گھوڑے چمکا رہے ہین قحطان نے قصد کیا کہ بلوہ کرکے جا پڑون گھیر کر سب کو قتل کرون مسلمانون کو بڑا دعوی ہی سب دعوی آج مٹا دون گرد اسپ کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکایا گینڈا بڑھایا ادھر عمرو نے بیتاب ہو کر آواز دی کہ ای کس بیکسان و ای مددگار غریبان و ای دستگیر افتادگان تو بخوبی ماہر ہی کہ ہمارے آقائے نامدار کو کوئی اُٹھا لیگیا اگر آقا موجود ہوتے تو اس زبان دراز کو جواب دیتے ای رحیم و کریم تیری مدد کے امیدوار ہین بندے تیرے مجبور و ناچار ہین فرزندون مین صاحبقران کے بھی کوئی نہین بادشاہ اسلام کا بھی سر پر سایہ نہین کون اس مغرور کو جواب دے بلک کر جو عمرو نے دعا کی بینے دیکھا کہ تخت صاحبقران آسمان سے پیدا ہوا الندھور و ترکان ہمراہ صاحبقران نے جو

لشکر کو منتشر یا دین سے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران بد ذات ہر کہ داند داند
و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ صاحبقران

امیر عرب حمزہ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

گزوگشتہ سہراب و رستم خجل
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
نعرہ صاحبقران کی آواز

بارہ کوس تک جاتی ہی زمین میدان کا رزار تھرائی قحطان گھبرا کر گینڈے پر اچھل پڑا اسر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل ہی خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم نیچہ سہراب
بل ہاتھ مین جرأت بات بات مین دو جوان دیو بند و دیوکش مسلح و مکمل سلاح جنگی سے آراستہ
نگس رانی کر رہے ہین صاحبقران زمین پر آئے سردارون کو زخمی دیکھا بیقرار ہو گئے پشت
اشقر پر سوار ہوے ترکان دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای آقاے نامدار و ای
مولاے قدرشناس و فلک اساس اسوقت تو میری ایک عرض قبول کیجیے کہ مجکو مقابلہ مین
اس مغرور کے جانے دیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ترکان تم ایسے ہی جری بہادر ہو
مگر اسوقت میرا ہی جانا مناسب ہی صاحبقران نے جو ذرا غصہ سے کہا ترکان تو تھرا کر
پیچھے ہٹا مگر لندھور نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لی کہ آقاے نامدار اگر مجکو رخصت نہ دیجیگا
تو قدمون پر سر کو نثار کر ونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای داراے ہند و ای جانشین من سات
دن سے یہ میدانداری کر رہا ہی کل سردار لشکر کے زخمی ہین کوئی تو کمال یہ رکھتا ہی مالک بھی زخمی
ہین لندھور نے کہا ای شہریار جا کر ایک گرز مارونگا مع گینڈے پیوند زمین ہو جائیگا اسی
وجہ سے مین اور بھی میدان مین جاتا ہون کہ ہم چشم میرا زخمی ہو چکا ہی اب اسوقت جرأت
کا مزہ ہی یہ کہکے لندھور آنکھین قدمون سے ملنے لگا اور چشم سے اشک حسرت ٹپکانے لگا
امیر کو کچھ بن نہ پڑا لندھور کو اجازت دی لندھور نے مرکب بڑھایا اٹھارہ سو من کا گرز
کاندھے پر رکھے ہوے مقابلہ قحطان مین آئے للکارے کہ او نامرد ایسا اہل اسلام کو بیکس
و بے بس سمجھا ہی مین نے آقاے نامدار کو نہین آنے دیا مین اُنکا ملازم زیر کردہ تیرے مقابلہ
مین آیا ہون دیکھون تو کیسا نامدار ہی کیسا تلوار کا وار ہی کہ سب سردار تیرے ہاتھ سے زخمی ہو

اب مزہ شجاعت کا ملے گا وہ گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کر دون قحطان نے گینڈا پیچھے
ہٹا کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے گرز آگے کر دیا گرز کیا تھا ایک پرچۂ کوہ تھا اُسپر جو تلوار
پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے قبضہ ہاتھ مین باقی رہگیا وہ قحطان نے کھینچ مارا لندھور نے
خالی دیا گرز دو دستی اُٹھایا صاحبقران نے پکار کر آواز دی کہ ای جانشین من مروت شرط ہی
دو دستی گرز نہ لگانا مگر لندھور ایسا غصے مین تھے کہ صدائے صاحبقران نہ سنی اور دو دستی
گرز مار دیا قحطان نے گرز کو گرز پر روکا مگر ضرب دست لندھور بن سعدان کب رکتی ہی
گرز جو گرز پر پڑا ہاتھ قحطان کا کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹا سر پر پڑا کہ سر گردن مین گردن سینے
مین تمام جسم جسم مین گینڈے کے ملکر خون کا تھالا ہوکر رہگیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کا یہ حال
دیکھا تلوارین کھینچکر لندھور پر آپڑے یہان نو لاکھ ہندی ملازمان لندھور جو بیتاب کھڑے
تھے تلوارین کھینچکر جا پڑے سرداران لندھور عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان
اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ اور دونون
فرزندان لندھور ابشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضرب فوراً جا پڑے زیر تلوار
کافرون کو رکھ لیا ایک طرف گرز لندھور چل رہا ہی اور ایک طرف فرہاد خان کی چوبدست
گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو زور و شور سے چل رہی ہی بڑھ بڑھکر افسران
فوج کو مارا وسط لشکر مین فرہاد خان لڑ رہا ہی جوانان ہندی زور و شور سے لڑ رہے ہین
نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین سرود بجائے اُن مین یہ صدا اٹھی نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر دوار	تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا	جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن جھپلین رہا کرتی تھین سردارون مین	عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام	ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا دان تو خزان کو نہ کسی موسم مین	کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ نیرنگ فلک آمنہ من سبحان اللہ	واہ ری تیری تنک ظرفی یاین عز و وقار

جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آج کل وہ لب جو چمن کا ہی آئنہ دار
قصر کو جانے دو باشندون کو انکے دیکھو — تکیۂ گور وگوزن آج ہی ہر اک کا مزار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت — ہی خیابان مین پہ زاغ وزغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و لب مُہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی — کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ہندیون کے نشۂ جرأت بڑھے چمک چمک کے لڑنے لگے جو کافر سامنے آیا ہاتھ تلوار کا ماردیا سر اُسکا اُڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا اس طرح سرداران نامی جنگ کر رہے ہین کفار کو تنگ کر رہے ہین آخر کل لشکر قحطان شکست فاش کھا کر بھاگا لیکن امیر نے تعاقب کو منع کیا تب سرداران رُکے مگر سرداران ہندوستان ایسے لڑے کہ قدم کافرون کے اُٹھا دیے دریاے خون بہا دیے لندھور بافتح و فیروزی پلٹے صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے جانشین من ماشاء اللہ کس زور وشور سے لڑے ہو لندھور نے کہا چونکہ یہ عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار زخمی ہوا تھا مین نے اُسکا بدلہ لیا دم بھر مین لشکر اُسکا تہ وبالا کیا اب تو ہوا داری قاسم کا نام نہ لین گے امیر نے فرمایا یہ ہوس دل سے نہین جاتی ایسا نہو کہ وہ بگڑ جائین لندھور نے عرض کی اپنے اوپر آپ بگڑینگے ہمارا وہ کیا کرینگے امیر لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے پہلو مین اپنے جگہ دی ترکان جرأت صاحبقران دیکھکر بدل وجان مطیع ومنقاد ہوا دربار آراستہ ہی صاحبقران نے سردارون سے سب حال بیان کیا کہ راہ مین کئی معرکے پڑے جابجا لڑے طلسم خیال سلیمانی فتح کیا بے فوج کا طلسم تھا جابجا مرحلہ جات تیار رہتے مگر بہ عنایت پروردگار سب مقام فتح ہوے بخیر وعافیت تم لوگون مین پہونچے مگر خواجہ اب لشکر تیار کرو کہ قریب نور الدہر پہونچین اُنکو بھی معلوم ہو کہ دادا جان آگئے خواجہ نے لشکر کو تیار کیا صاحبقران سوار ہوے چاہتے ہین لشکر بڑھائین کہ علمدار وغیرہ رُک گئے قدم نہین اُٹھا سکتے عرض کرتے ہین اے شہریار قدم زمین نے تھام لیے بڑھ نہین سکتے امیر نے فرمایا خواجہ خبر تو لو یہ کسکا شعبدہ ہی خواجہ بیقرار ہو کر دوڑے

ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے قریب کو پہونچے دیکھا ایک جادوگرنی بیٹھی ہوئی زمین کھود رہی ہی اُسپر سحر کرتی جاتی ہی کبھی اپنے نام کا نعرہ کرتی ہی کہ منم زمین تشگاف جادو یا سامری و جمشید لشکر حمزہ آگے نہ بڑھے جو جو ان پہ سحر کرتی ہی لشکر کا حال ابتر ہوتا ہی ہر طرف سے یہی صدا آتی ہی کہ ای شہریار قدم نہین اُٹھتے خواجہ ساحر بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھنے لگے اور پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم مین ہون فرستادۂ خداوند لقا طاثانی ساحرہ نے زمین کا کھودنا موقوف کیا اہل لشکر صاحبقران کسی قدر مطمئن ہوے وہ ساحرہ بلانے لگی کہ ای ساحر میرے قریب آ مین دیکھون کیا حکم لایا ہی خواجہ قریب جادوگرنی کے پہونچے اُس ساحرہ نے کہا ای ساحر کیا حکم لایا ہی عمرو نے ایک نامہ نکال کر جھولی سے دیا اُس ساحرہ نے پڑھا مضمون یہ لکھا تھا کہ ای زمین تشگاف ہمنے تمھاری کارگزاری کو ملاحظہ کیا کیا خوب سحر کیا ہی کہ کل لشکر حمزہ رک گیا منزل نہین طی کر سکتا اور ہمنے آج سے تجکو اپنا نظر کردہ کیا تجکو نائب قدرت کرینگے بشارت جادو نامہ لیکر آتا ہی جو سحر تعلیم کرے سیکھ لینا کل لشکر حمزہ کا غائب ہو جائیگا مراد تمھاری برآئیگی ساحرہ نے نامہ پڑھکر کہا ای بشارت جادو کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہی ساحر نے کہا آگ روشن کیجیے لوبان دیا ہوا قدرت کا میرے پاس ہی تم آگ سلگاؤ تو مین لوبان دون ساحرہ نے انگیٹھی نکالی آگ اُسمین روشن کی لوبان خواجہ نے نکالکر زمین تشگاف کو دیا کہا یہ لوبان آگ مین ڈالو زمین تشگاف نے وہ لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان لہراکر نکلا زمین شگاف کے منھ پر پڑا جھوم کر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

خواجہ نے خنجر نکالا کہ ساحرہ کا سر کاٹ لون کہ تڑپ کر آسمان سے پنجہ گرا خواجہ و زمین تشگاف کو اُٹھا لیگیا باعث یہ ہوا کہ شوہر زمین شگاف کا آسمان پر واز آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ ایک ساحر میری زوجہ کو قتل کرتا ہی تڑپ کر گرا زوجہ کو اور عمرو کو اُٹھا لیگیا راہ مین خواجہ نے پوچھا کہ ای ساحر تو کون ہی جو مجکو لیے جاتا ہی اُسنے کہا شوہر زمین تشگاف کا ہون مین نے دیکھا کہ تو میری زوجہ کو قتل

کرتا ہی مین تڑپ کر گرا دونون کو اُٹھا لیا اب اپنے باغ مین جاکر تجکو قتل کرونگا عمرو متموج ہوا سے
بیہوش ہوگیا جواب نہ دے سکا آسمان سیر خواجہ کو لیے ہوے اپنے باغ مین آیا زوجہ بھی اُسکی
بیہوش ہی عمرو کو ہوشیار کیا کہا کہ او ساحر تو کیون میری زوجہ کو قتل کرتا تھا عمرو نے کہا ای آسمان سیر
تو بڑا بے غیرت ہی تیری زوجہ ایک ساحر سے فعل شنیع کرا رہی تھی مجکو وہ دیکھکر بھاگا مین نے اِسکو سحر
کرکے بیہوش کیا اِسی جرم پر چاہتا تھا کہ اِسکو قتل کرون یہ کہہ چکی تھی کہ مین زوجۂ آسمان سیر
ہون تمھارے باپ سے مجھسے ملاقات تھی تمھارا نام سُنکر مجکو افسوس ہوا کہ ایسے ساحر جلیل کی ہو
سرباز ار ایسا فعل کرائے تو مین قتل کرتا تھا تم مجکو اُٹھا لائے اب جی چاہے اِسی ساحرہ سے پوچھ لو
کہ مین نے کیون قتل کا اِرادہ کیا تھا آسمان سیر نے جھلا کر تلوار کھینچی چاہا زوجہ کو قتل کرون عمرو
نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای آسمان سیر سوا بدنامی کے اور کوئی قتل سے نتیجہ نہوگا اسکا بگڑا کیا ہی جاگے
دو تمھارے پاس سوئے گی اگر اسکو قتل کردگے تو پھر کیونکر آرام ملے گا آجکل سردی مین کیسے
پریشان ہوگے اِسکو ہوشیار کرکے حال تو پوچھو دیکھو کیا کہتی ہی آسمان سیر نے زوجہ کو ہوشیار
کیا زوجہ نے اُٹھتے ہی شوہر کو ایک دوہتڑ مارا کہا نگوڑے مجکو کیون اُٹھا لایا عمرو نے کہا خوب
کیا یہ اِسی لائق ہی آسمان سیر نے دوہتڑ کھاکر ایک تمانچہ مارا خواجہ ہنس رہے ہین اور فرماتے
ہین ای زمین تشگاف شوہر کو مار ڈالو تو پھر بیخوف ہوجاؤ جو چاہو وہ کرتی پھرو کوئی نہ پوچھے گا
اِن باتون پر عمرو کی آسمان سیر اور زیادہ جھلاتا ہی ہر مرتبہ تلوار لیکر بڑھتا ہی زوجہ اپنے کو بچاتی
ہی کہ ایک مقام پر عمرو نے پکار کر کہا ای زمین تشگاف میری جانب دیکھو وہ طرف عمرو کے
بڑھی آسمان سیر نے تیغہ کا ہاتھ مارا زمین تشگاف کے دو ٹکڑے ہوگئے عمرو نے کہا خوب
کیا ایسی فاحشہ کو مار ڈالا اِسکے زندہ رہنے سے تمھاری بڑی بدنامی تھی آسمان سیر لاشہ زوجہ
کا دیکھکر رونے لگا کہا او ساحر تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ زمین تشگاف کیا کر رہی ہی عمرو نے کہا مین
صحبت خداوندین بیٹھا تھا خداوند نے خبر دی کہ ای بشارت جادو جا دُ زمین تشگاف کو مار دو
وہ فعل شنیع کرا رہی ہی مین فوراً آیا ساحرہ زبردست تھی قدرت نے سحر ساتھ کر دیا تھا مین نے
اگرچہ وہی معاملہ ہوتے ہوے دیکھا مگر قدرت کا سحر تبلا یا ہوا جو کیا یہ بیہوش ہوئی ساحر مجکو دیکھکر
بھاگ گیا مین قتل کرنے کو تھا کہ تم آگئے اب تمھاری فکر کرتا ہون کہ تمکو بھی قتل کرون قدرت نے

ارشاد فرمایا تھا کہ آسمان سیر کو بھی قتل کرنا جو میرے پاس تجھ آیا اسمین قدرت نے کرامت
اپنی بھر دی ہی ذرا اسکو ملاحظہ کیجیے تو آپ کو حال قدرت بقراط ثانی کھلے یہ کہکر خواجہ عمرو نے
چوراسی گھنڈیان کھولین کہا ذرا اسکو دیکھو ساحر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کئی شہر آباد ہین عامے
لڑ رہے ہین پہلوان یلغر کیے ہوے جاتے ہین ہر طرف روپیہ کا انبار لگا ہی مہاجن بیٹھے پرکھ
رہے ہین کھوٹے کھرے الگ الگ چُن کے رکھ رہے ہین آسمان سیر حیران ہوا کہ اس ذرا سے
بٹوے مین کیا کیا بھرا ہی کہ شہرون کا تماشہ معلوم ہوتا ہی جب یہ خوب دیکھنے مین مصروف ہوا
خواجہ نے اسکو اندر زنبیل کے گرادیا گرتے ہی ملازمون نے کپڑے اُتروالیے مزدوری کرنے لگا
خواجہ آسمان سیر کو زنبیل مین ڈالکر کوہ سے اُترے طرف لشکر صاحبقران کے چلے دیکھا لشکر
صاحبقران آتا ہی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہین عمرو نے جاکر صاحبقران سے
سب حال بیان کیا کہ یکایک لشکر مین پھر ہنگامہ ہوا آسمان سے آگ برسنے لگی کئی ہزار ملازمان
صاحبقران جل گئے عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے کہ یہ آفت دفع ہو
امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ برسنا موقوف ہوئی لشکر آگے بڑھا مگر خواجہ چار طرف
دیکھتے ہوے جاتے ہین کبھی زرغہ نخلستان مین چھپے کبھی میدان مین آکر سر اُٹھا کر دیکھا یکایک نظر
پڑی دیکھا ایک ساحرہ نخل پر بیٹھی ہی سحر کر رہی ہی مگر حیران ہی کہ آگ برسنا کیون موقوف ہوئی
عمرو نے جو ساحرہ کو دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی ای ملکہ عالم قدرت نے مجکو بھیجا ہی
اور ارشاد فرمایا ہی کہ اُس ساحرہ کو جاکر وہ سحر تعلیم کر و جس سے اسم اعظم حمزہ بند ہو جائے
وہ ساحرہ درخت سے اُتری خواجہ نے کہا دیکھو وہ سامنے قدرت بیٹھے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ
پلٹی عمرو نے خنجر مارا کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے اُدھر کا حال سُنیے کہ بقراط قلعہ
مرواریدنگار مین بیٹھا ہی مرواریدآفت خیز پہلو مین بیٹھی ہی پوچھتی جاتی ہی کہ کس ساحر نے
کیا کیا بقراط بیان کرتا ہی کہ زمین تشگاف قتل ہوئی ہر چند کہ آسمان سیر زندہ ہی
مگر اس آفت مین ہی کہ موت اپنی طلب کر رہا ہی شاہزادیان قصر ہشت پہل کی جو ساتھ آئی
ہین وہ ڈھول بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

کیا گذر اُسکے دہان تنگ سے ہو بات کا	کھل گیا مستی سے رستہ بند ہی ظلمات کا

باغ مین سُنکر شگفتہ غنچۂ گل کی صدا | یاد آیا مجکو ای گل لطف تیری بات کا
روتے روتے ہم ذرا تڑپے تھے بالاے زمین | کہتے ہین سب ہم تھا وہ زلزلہ برسات کا
فرقت محبوب مین اندھیر سا اندھیر ہی | دن شب تاریک ہی پوچھو نہ عالم رات کا
گاہ روتا ہون کبھی ہنستا ہون اپنے حال پر | کوئی بھی ہوگا نہ دنیا مین مری اوقات کا
ہڈیان میری سگ جانان کو پہونچا دے کوئی | بعد مردن بھی ہی لازم بھیجنا سوغات کا
نفی اپنی کرکے پہلے بعد اثبات نفی | ہی عبث یہ شغل ناسخ نفی اور اثبات کا

بقراط یہ اشعار سنتے سنتے یا تو ہنس رہا تھا یا زانو پر ہاتھ مار کر افسوس کرنے لگا مرواریدنے پوچھا ای شہنشاہ کیا افسوس ہوا اظہار کیجیے بقراط نے کہا شاخسار جادو کو بھی عمرو نے مارا لاشہ اُسکا بے دفن وکفن پڑا ہی لیکن ای منقار جادو تو اپنے کو جلد پہونچا تو کیا عجب ہی کہ عمرو کو پا جاے منقار جادو اپنے مقام سے اُٹھی اُڑتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ خواجہ عمرو شاخسار کے کپڑے اُتار رہے تھے منقار نے آسمان سے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے منقار تڑپ کر گری عمرو کو اُٹھا لیا اُڑتی ہوئی چلی خواجہ بیہوش ہو گئے تھے کچھ بات نہ کر سکے منقار اُڑتی ہوئی جاتی ہی کہ قریب ایک باغ کے پہونچی اِسنے دیکھا کہ ایک جوان تاجدار مسند پر بیٹھا ہی جام ارغوانی چل رہا ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی منقار اُس صحبت کو دیکھکر وجد مین آئی آسمان سے اُتری اُس تاجدار کو آکر سلام کیا تاجدار نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی یہ شخص جو بیہوش ہی یہ کون ہی اِسنے کیا خطا کی جو اسکو گرفتار کیا منقار نے کہا یہ دشمن خداوند ہی عمرو عیار اسکا نام ہی تاجدار نے کہا اسوقت اِسنے کیا خطا کی منقار نے کہا اِسکے ہاتھ سے صدہا ساحر مارے گئے تاجدار نے کہا اسکو ہوشیار کرو منقار نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھلتے ہی جو وہ جلسہ دیکھا ہنسے دل بر سجان کہتے ہوے اُٹھے تاجدار نے پوچھا ای شخص تو کون ہی عمرو نے کہا آپ کا میراثی گویا ہون رات بھر اِسنے گانا سُنا صبح کو سوا سیر باجرا دیتی تھی مین نے انکار کیا مجھسے کہا تجکو سامنے بقراط کے چل کر الزام قتل ساحران لگاؤنگی اور قتل کر دنگی اِسوجہ سے مجکو لیے جاتی ہی تاجدار نے کہا کیون منقار تو اور کچھ کہتی تھی منقار نے کہا

یہ ساربان زادہ جھوٹھا ہی آپ ہی اِسکو قتل کیجیے عمرو نے کہا اے تاجدار بہادر آپ غور
فرمائین کہ مجھ ایسا ناتوان اور خشک اندام تنہا آدمی صدہا ساحرون کو کیونکر قتل کر سکتا ہی یہ
بات خارج از عقل ہی اگر آپ کو اور کچھ خیال ہو تو آپ دریافت کرلین بقراط ثانی مفصل بتا
دینگے اگر زبردستی ناحق مجکو قتل کرنا منظور رہی تو اختیار رہی تاجدار نے کہا اے نازنین اِس قلعہ کا
قیدی کبھی رہا نہین ہوتا مجھے تم عمرو کو دیکر چلی جاؤ مین قید کرونگا قیدخانہ مین تڑپ تڑپکر
مرجائیگا مگر جاکر بقراط کا نامہ بھیجو کہ یہ عمرو عیار ہی پھر مین سمجھ لونگا منقار نے ناچار عمرو
کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ قصر مرداریدنگار مین آئی مروارید آفت خیز سے کہا آپکا
خراج گزار جو افغان تاجدار ہی اُسنے قید عمرو کی سکھلی اور عمرو وہان باتین بنارہا ہی مرواری
جادو چلی کہ مین افغان کو سمجھادونگی کہ عمرو کو قتل کرے اِسنے صدہا ساحرون کو مارا ہی منقار
نے کہا آپ نہ جائیے نامہ اپنا روانہ کردیجیے مروارید نے نامہ لکھا کہ اے افغان تاجدار
جس شخص کو منقار جادو نے تجنے لیا ہی وہ عمرو عیار ہی خواہ اُسکو قتل کرو خواہ قید رکھو
مگر بہت ہوشیار رہنا یہان عمرو نے اپنا رنگ جمایا ہی سامنے افغان تاجدار کے یہ اشعار
عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

وحشت مین پھر رہا ہون تری جستجو نہین
ہر کونسا مقام کہ اے جان تو نہین

بیٹھے رہین خمار مین سر پکڑے کب تلک
ساقی ہمارے ہاتھ مین دست سبو نہین

میناے مے سے کم نہین ہم میکشون کا حال
لبریز اگر شراب نہین آبرو نہین

مستی ٹپک رہی ہی سراپاے یار سے
موجین شراب کی ہین قبا پر اُتو نہین

کیا رنگ باغ ادبت شیرین ادا ہواے
گلگشت مین جو آج مرے ساتھ تو نہین

کس گل کی یاد مین ہین یہ سینہ خراشیان
گلہاے باغ مین تو مرے گل کی بو نہین

کیا ہاتھ اُٹھاؤن پھر دعا سوے آسمان
بر آئے جو کبھی وہ مری آرزو نہین

بد ہی وہ جسکے ظاہر و باطن مین فرق ہی
جو خوبرو نہین وہ کبھی زشت خو نہین

چوٹی کو اور زلف کو دکھلا کے یہ کہا
یکسان کسیکا ایسا کہین پشت و رو نہین

بیخود ہین ہم تو منھ مین چوا ساقیا شراب
کم تشنے کے گلو سے کچھ اپنا گلو نہین

پیری مین ہو گیا ہی جنون ہمکو کیا علاج | یان چاک جیب صبح ہی کار رفو نہین
تا صبح فراق یار مین آئی جو برشکال | جز اشک مثل ابر بدن مین لہو نہین

خواجہ نے رنگ اپنا جما لیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ مین گویا ہون افغان تاجدار نے قصد کیا
تھا کہ اسکو چھوڑ دون کہ نامہ مروارید کا پہونچا اُسکا مضمون دیکھکر بہت برہم ہوا اور کہا او
سار بان زادے تیرا مکر مجھپر کھلا تونے دام مکر پھیلایا تھا دیکھ مروارید نے نامہ لکھا ہی
عمرو نے کہا منقار اُسکی نوکر ہی اپنے نوکر کی خاطر سے نامہ لکھکے بھیجدیا افغان نے حکم دیا
اسکو لیجاکے قید کرو عمرو بہت رویا پیٹا مگر افغان نے کچھ نہ سُنا ایک جادوگر موسوم
بحسرت جادو عمرو کو کھینچتا ہوا لیچلا عمرو نے راہ مین کہا ای حسرت جادو اب کیا
مین زندہ نہ بچونگا حسرت نے کہا ہمارے تاجدار صاحب ایسے بدمزاج ہین کہ فوراً
قتل کا حکم دیتے ہین ہر وقت جلاد موجود رہتے ہین تونے فریب کیا وہ اُنپر شاق گذرا تیری
قید کا حکم دیا عمرو نے کہا کچھ روپیہ میرے پاس ہی وہ لے لیجیے میری نذر و نیاز کر بھیجیے گا
ہم لوگون مین دستور ہی کہ پنجہ دسوان بیسوان چالیسوان ضرور ہوتا ہی اگر یہ نہین ہوتا تو روح
بھٹکتی پھرتی ہی تمہارا احسان ہوگا حسرت سوچا کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو روپیہ
یہ دیتا ہی لیلو اور اسکو قید کرو کہا قید خانہ مین چلکر روپیہ لونگا یہ کہکر عمرو کو ایک قصر مین لایا
کہا لا روپیہ دے مین تیرا پنجہ وغیرہ کر دونگا کوئی رسم باقی نہ رہےگی عمرو نے ایک پوٹلی
نکالکر دی حسرت نے گنے تین سو روپیے تھے دو تین پوٹلیان نکالکر دین آخر مین ایک
ڈبہ نکالا کہا اسمین جواہرات ہین اسکو نہ کھولنا حسرت نے کہا مین دیکھ تو لون عمرو نے
کہا اسکے کھولنے مین جان جائیگی مگر حسرت نے نہ مانا ڈبہ کھولا جیسے ہی ڈبہ کھلا بیہوشی
اڑی حسرت بیہوش ہو کر گرا عمرو نے حسرت کو اپنی شکل بنایا گلے مین گیند عیاری
کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اور آپ اُسکی شکل بنکر محفل افغان مین آئے کہا ای شہنشاہ اُسکو
مین نے قید کیا مگر وہ بیہوش پڑا ہی کروٹ تک نہین لیتا معلوم ہوتا ہی مرگیا اگر حکم ہو تو
لاش اُسکی پھینک دون افغان نے کہا ابھی رہنے دو جب دو چار دن مین لاش سڑ جائے
تو پھر تمکو اختیار ہی حسرت نے کہا ای شہنشاہ ساحران اسوقت ایک نیا معرکہ ہوا جب مین

عمرو کی قید لیکر چلا تو دیکھا کہ زیر نخل بقراط ثانی کھڑے ہین مجھسے فرمایا کہ مین تجکو علم موسیقی عطا کرتا ہون یہ کہکے میرے گلے پر ہاتھ پھیر اکہا تو خوش آواز ہوا پھر سر پہ ہاتھ پھیر دیا کہا تو ساقی گری خوب کریگا لہذا امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے دیکھیے ساقی گری کرسکتا ہون پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن یہ مضمون سُنکر افغان بہت خوش ہوا کہا یہ فخر مجکو حاصل ہوا کہ قدرت میرے باغ مین آئے مگر تو نے مجھسے ملاقات نہ کرائی ایسی خدمت کرتا کہ قدرت رضامند ہوتے آکے محفل مین بیٹھتے اُنکے سامنے ساقی گری ہوتی تو لطف تھا حسرت نے کنجی لی میخانہ مین آکر آواز دی کہ ہان یارو آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے لگ دوڑکر شراب اُٹھا اُٹھا کر لے گئے پی پی کر بیہوش ہوے عمرو نے چالیس گلابیان پر تکلف آراستہ کین اور سب مین بیہوشی ملائی محفل افغان مین لیکر آئے افغان نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شراب لایا ہو کہ اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے ارادہ ہو کہ شراب پیون عمرو نے سامنے آکر گھنگرو پانون مین باندھے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ہجر مین نالۂ جانکاہ ہو آہنگ نہین
اندنون کیا نظر آتا ہی جنون بے رونق
مل گیا آج وہ ساقی تو ملا فخر ہمین
سلطنت مجکو جو دیتا ہی فلک کہتا ہون
سارے عالم سے لڑا کرتی ہین تیری آنکھین
پڑ گیا عکس تو چلنے سے رہا آب روان
رنگ لالے مین اگر ہی تو نہین نام کو بو
کیا مصفا ہین وہ ابرو جو کیا مین نے خیال
بوے گل ہون ابھی جا ہون تو ہوا ہو جاؤن
جاے خون آتش سودا ہی تمام اعضا مین
تار تار اپنا گریبان کرون مثل سحر

بط مے کا ہو لہو بادۂ گلرنگ نہین
غول لڑکون کے مرے ساتھ نہین سنگ نہین
ساغر آب بقا ہی قدح تنگ نہین
بندہ ہی خاک نشین قابل اورنگ نہین
صف مژگان ہی بھلا کب جو صف جنگ نہین
تیری صورت سے فقط آئنہ ہی دنگ نہین
یاسمن مین ترے پنڈے کی ہی بو رنگ نہین
ابر مین تیغ مہ نو کو غم زنگ نہین
باغ عالم مین درختون کی روش تنگ نہین
کون سی رگ ہی ہماری جو رنگ سنگ نہین
آج پھر ہاتھ مین وہ گیسوِ شبرنگ نہین

خون عشاق سے یہ بیغۂ پیکان نہین لال	فندق انگشت صنم مین گل اور نگ نہین
دھوم عالم مین مچی ہی تری بد نامی کی	ہاے تا سنخ تجھے کچھ عار نہین ننگ نہین

یہ اشعار گا کر خواجہ نے جام بلورین لبریز کیا ساغر پر رکھکر سامنے افغان کے آئے دونون ہاتھ بڑھا کر افغان نے جام لیا تعریفین کرتا تھا کہ ای حسرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا اگر عمرو زمرا ہو تو اُسکو بھی قتل کرنا افغان تاجدار نے خوشی خوشی وہ جام پی لیا پیتے ہی پسینہ آنے لگا گھبرا کر کہا ای حسرت اس شراب مین کیا تھا کہ کلیجہ جل گیا کیونکر سنبھالون کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی عمرو نے کہا ای تاجدار جلیل یہ شراب توکشید تھی اسنے گرمی کی ذرا کھڑے ہو کر ٹہلیے افغان تاجدار اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے خنجر کھینچکر اہل محفل کو قتل کرنا شروع کیا افغان تاجدار بیہوش پڑا ہی جیسے ہی عمرو نے اسکو خنجر مارا ایک دناتا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے تونے یہان بھی آکر دام مکر پھیلایا منم صراحت جادو ایک ساحرہ تڑپ کر گری خواجہ کو اُٹھا لیگئی چلتے وقت باران سحر برسایا اور ایک پرچہ لکھکر ڈال گئی کہ ای افغان تاجدار تمکو ساربان زادہ قتل کرتا تھا مین اسکو لیے جاتی ہون لیکن تم بہت ہوشیار رہنا اگر مزاج مین آئے تو میری ملاقات کو آنا اور نہ مناسب ہو تو نہ آنا صراحت تو عمرو کو لیکر نکل گئی افغان جو ہوشیار ہوا دیکھا کئی سو لاشے پھڑک رہے ہین اسباب تمام لٹ گیا حیران تھا کہ یہ معرکہ کیا ہوا کہ وہ پرچہ پایا اب جو اُٹھا کر پڑھا ہنسنے لگا کہتا تھا بیشک صراحت کو مجھسے محبت ہو اُسی نے بچایا ورنہ عمرو نے مار ہی لیا تھا مین اُسکی ملاقات کو جاتا ہون تم لوگون کے اگر مزاج مین آئے تو آنا کنیزو نسے یہ کہکر سوار ہوا طرف قصر صراحت کے چلا صراحت جادو آکر باغ مین بیٹھی ہی تمام باغ سحر سے مملو ہی سب طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ اُنکے زمزمون سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہین نظم

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی	سنکے اُس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی
رہتے ہین عشق ذقن مین اشک آنکھونسے رواں	دیکھنا پھوٹی ہی سوت آکر کہان اس چاہ کی
حد سے گذری پستی طالع تو کیا سمجھا ہون مین	آسمان نے گنج قارون پر مری تنخواہ کی
اول و آخر مین یکسان ہیچ کا کیا اعتبار	ہی حقیقت ایک نظرون مین گدا و شاہ کی

حسن ارباب فنا دیکھو کہ بس چلنے کے ساتھ ۔ برگ گل سے بھی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے ۔ گرد اڑی ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی
ای مصور موقلم کے بدلے ہون خط شعاع ۔ صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی
ہر طرف بادل مین بجلی کوندتی پھرتی نہین ۔ کاغذ ابری پہ ہی تصویر تیری آہ کی
رات دن ایسا فراق یار مین روتا ہون مین ۔ اب مرا کمرہ نہین کوٹھی ہی گڈھا یا چاہ کی
پست طالع ہون پہ آنسو عرش پر ہین موج زن ۔ کیا عروج آب کو مانع ہی پستی راہ کی
سجدہ کرتا ہون جو بت کو طعن ای زاہد نہ کر ۔ یاد ہی ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

صراحت نے عمرو کو ہوشیار کیا کہا کیون ای ساربان زادے افغان کو کیون قتل کرتا تھا عمرو نے کہا ہمارا دستور یہی ہی کہ جب ساحر کو پایا قتل کر ڈالا خنجر ہمارا خون ساحر کا پیاسا رہتا ہی اب تمھاری صحبت مین آئے ہین تمکو بھی قتل کرینگے صراحت نے کہا اس ساربان زادے کا کلیجہ تو دیکھو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون دیکھون تو اسکو کون بچاتا ہی ارے جلاد کو بلاؤ اُسی صحبت سے ایک رنگین تلوار کھینچکر اُٹھی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گردن پر کوئیلے کا خط دیا عمرو دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق یکتا ای مالک ارض وسما اس مصیبت سے بچالے
تیرے نزدیک سب آسان ہی تیرا سراسر بندون پر احسان ہی نظم

باشد آن مرد ولی شایان شان معرفت ۔ آن کہ در خاک وجودش ہست جان معرفت
رنگ و بوے آن گل رنگین شناسد در چمن ۔ ہر کہ باشد عندلیب بوستان معرفت
چہرہ روشن مثل مہ سینہ چو آئینہ صفا ۔ حق عطا کردہ است بہر عارفان معرفت
آفتاب اوج عرفان پرتو افگن جابجاست ۔ چار سو جاری است دریاے روان معرفت
عارف او لیست ہم وارد ہمیشہ در سجود ۔ سر نہ بردارد ز خاک آستان معرفت
غوطہ زن در ورطۂ ذکر الٰہی غوطہ زن ۔ گوہری حاصل کن از بحر روان معرفت
مثل خور شام و سحر سرگرم شو در بندگی ۔ تا شود از چہرہ ات ظاہر نشان معرفت
خون دل چون لالہ از جام محبت نوش کن ۔ تا شود روشن دل از داغ نہان معرفت
صاحب تحقیق از رمز حقیقت واقف است ۔ داند این نکتہ کہ باشد نکتہ دان معرفت

سفرہ الوان نعمت بیش تو گستردہ اند		ہندیا بردار یک لقمہ زخوان معرفت

خواجہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین جانتے ہین کہ موت بہت قریب ہی زنگین خنجر کو
چمکارہی ہی عمرو کو ڈرارہی ہی کہ آسمان پہ برق چمکی صراحت نے دیکھا کہ افغان تاجدار
آکر پہونچا صراحت کے قدمون کو بوسہ دینے لگا کہا ای ملکۂ عالم مدت کی محبت کا آج
ظہور ہوا کہ تمنے میری جان بچائی جلدی اس ظالم کو قتل کرو صراحت نے کہا یہ عیار
تو بڑا گستاخ ہی روبرو کہتا ہی کہ جہان ساحر کو پاتا ہون قتل کرڈالتا ہون یہ ذکر تھا
کہ دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ ملکہ سیمائے اختر پیشانی عیار حضور
کے باپ کی گھبرائی ہوئی آئی ہی کہتی ہی ملکہ صراحت کو خبر کرو کہ مجھکو سامنے بلوائین
کچھ امور ضروری عرض کرونگی صراحت نے کہا ارے بلالو اُسکو کیون روکا ہی کنیزین
گئین خواجہ نے دیکھا کہ ایک عیارہ چست وچالاک فنون عیاری مین بیباک چہرہ
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب کمندین بازوون پہ بندھی ہوئین دو نیمچے دو
طرف حمائل جست کرتی ہوئی سامنے صراحت کے آئی خواجہ اُسکی چالاکی دیکھکر عاشق
ہوے پسینے پسینے ہوگئے بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ اُس عیارہ نے آکر صراحت
کو سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے
والد نامدار غلطان گوہر بار نے جو دریاے سحر واسطے روکنے طلسم کشا کے بنایا تھا
وہ دریا مٹ گیا طلسم کشا وہانسے گذر گئے اب کوئی شعبدہ باقی نہین صحراے آہوان
کو طی کیا دریاے غلطان کے سے گذرے اب جو کوچ کرینگے تو سامنے قلعۂ مروارید کے
پہونچ جاوینگے آپ کے والد نے کہا ہی کہ بیٹا جلد آؤ آکر کوئی شعبدہ بناؤ کہ طلسم کشا
رُک جائے صراحت گھبرا گئی کہا ای افغان تاجدار یا تو تم یہان کا انتظام کرو مین جاتی
ہون یا تم جاؤ ہمارے احسان کا بدلا کرو کہ طلسم کشا کو روک لو اُسی مقام دریاے
غلطان پر کچھ ایسا سامان کرنا کہ طلسم کشا کو حیرت ہو آگے نہ بڑھ سکین کل مین بھی
آؤنگی افغان تاجدار بہت خوب کہکر اُٹھا تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا کہ اسکا ذکر
وقت پر ہوگا مگر سیماے اختر پیشانی نے صراحت سے پوچھا ای ملکۂ عالم یہ گنہگار

کون ہی جو زیر تیغ بٹھایا گیا ہی صراحت نے کہا ای سیما شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری عمرو بن امیہ ضمری اسی کا نام ہی قتل ساحران سے اسکو کام ہی سیما نے جو نام عمرو سُنا دل مین محبت پیدا ہوئی دل سے کہتی ہی کہ یہ وہ عیار طرار ہی کہ جسنے چاہ الماس مین گھسکر سرامہ جادو دختر دامہ کو مارا وہ یون قتل ہوتا ہی کہا ای ملکہ عالم آج تو مین بعد مدت حاضر ہوئی ہون مین نے اِسکے گانے کی بڑی تعریف سنی ہی اگر حکم دیجیے تو گانا سُن لون پھر اسکو قتل کیجیے صراحت نے کہا کہ خواجہ ہماری عیار بھی تمھارے گانے کی مشتاق ہی یہ سُنکر خواجہ نے کہا ملکہ ہمارے ہاتھ بیکار ہین سحر مجھپر سے اُتار دیجیے تو مین سُناؤن صراحت نے سحر جسم خواجہ سے اُتارا عمرو نے زنبیل سے نکالی اُسکو ہونٹھون پر رکھ کے پھونکا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

کانٹے کھاتا ہی گھر جدائی مین	کام اندر ہی در جدائی مین
چلے دو چار منزلین تو کیا	ہو عدم کا سفر جدائی مین
ساقیا خشک ہی جو میری زبان	آنکھین رہتی ہین تر جدائی مین
کاش کر دے کوئی بدن سے جدا	ہی غضب درد سر جدائی مین
بشریت سے مین بھی ہون معذور	روتے تھے بو البشر جدائی مین
ہاتھ سے خط جدا نہین ہوتا	کبھی اُمو نامہ بر جدائی مین
خشک لب رہتے ہین بجائے شراب	اشک خونی سے تر جدائی مین
خشک غم سے لہو ہوا ناسخ	کیا کہون شعر تر جدائی مین

سیما دیکھ رہی ہی کہ عمرو کس زور سے نی بجا رہا ہی اور ہمار جانب مُنھ پھیر پھیر کر دیکھتا جاتا ہی پہلے صراحت سے آنکھین ملاکر نی بجائی پھر سیما کیطرف متوجہ ہوے اور آنکھ ملاکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ چند شعر تو سُن لیجیے بہت عمدہ شعر ہین یہ کہکے دو چار شعر سامنے سیما کے گائے جنکا مضمون یہ تھا نظم

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری	ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری
من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اس طرح کے اشعار جو خواجہ نے سامنے سیما کے گائے سیما دل و جان سے گانے پر عمرو کے عاشق ہوگئی اب نَے کے ذریعہ سے خواجہ نے بیہوشی اُڑائی یہانتک کہ سب اُنکے قابو مین آگئے نَے بجاکر عمرو نے سب کو بیہوش کیا سیما کو خوب لپٹا یا پیار کیا سیما بیہوش پڑی ہے صراحت جادو کو برہنہ کیا کپڑے سب اُسکے لیے ساری محفل کو لوٹ لیا سب کنیزون کو برہنہ کرکے مُنھ سب کے کالے کیے ایک کو ایک کے پہلو مین سلادیا ایک کو مرد بنایا ایک کو عورت رہنے دیا ایک پرچہ لکھکر پاس سیما کے ڈالدیا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین تیرا عاشق زار ہون تیرے تصدق مین سب کی جان بخشی کی ورنہ سب کو قتل کرڈالتا تیرے خیال سے سب کو زندہ رہنے دیا مگر اے جان جہان آج تو بالائی مزے وصل کے لوٹے مگر تمھارے دامن عصمت کو ہاتھ نہین لگایا کہ شاید معشوق کے خلاف ہو اگر مزاج مین انصاف ہو تو سیدھی چلی آنا ورنہ تمکو گرفتار کرلیجاؤنگا اگر دعوی عیاری ہو تو سرمیدان مقابلہ کرو اگر اب کوئی پردہ نہین رہا مین نے دولت حسن کو خوب لوٹا دل و جان سے تیرا عاشق زار ہون تیرے ہجر مین بیقرار ہون یہ پرچہ لکھکر ڈالدیا محفل کو خوب درست کیا عورتون پر وہ مضحکہ کیا کہ جب بیدار ہونگی تو بہت بیقرار ہونگی خواجہ تو نکلکر روانہ ہوے مگر سب سے پہلے آنکھ صراحت کی کھلی صبح ہوچکی ہے جب دھوپ مُنھ پر آئی تو اُسکی گرمی سے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت میرے گلے مین ہاتھ ڈالے لپٹا ہے اور مین بالکل برہنہ ہون نشے کے جوش مین خوب لپٹی وہ اُسکی وزیرزادی تھی اُسکی جو آنکھ کھلی کہا ہان اے ملکۂ عالم یہ کیا دل لگی ہے مجکو برہنہ کرڈالا یہ بھی اب آپ کو شوق ہوا لبس ہٹیے اب مجکو ناگوار ہوتا ہے صراحت نے کہا اے جوان مین بھی برہنہ تو بھی برہنہ اب ہتک حرمت مین کیا تامل ہے یہ کہکے لپٹنے لگی وزیرزادی نے ایک لات ماری خوب آپس مین جوتی پیزار ہوئی تب حال کھُلا کہ میری وزیرزادی ہے اور کنیزون کی جو آنکھ کھلی ہر ایک نے اپنے اپنے پہلو مین ایک ایک مرد پایا کسی نے کسیکو مارا اُستے بھی اُسکی چُٹیا نوچی سیما کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک جوان کو پایا ایک لات

ماری کہ اونگوڑے تو کون ہی میرے پاس تو کیون لیٹا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون
غلطان گوہر بار کی عیارہ ہون جس وقت وہ نہین گئے کہ میری شاطرہ کے ساتھ
یہ فعل ہوا یقین ہی کہ تجکو قتل کرین یہ کہکے پھر ایک لات ماری صراحت ہنس رہی ہی
پکارکر کہا اے بی سیما زیادہ ہاتھ نہ کرو تمھاری عصمت مین فرق نہین آیا وہ بھی عورت
تم بھی عورت سیما اُٹھ بیٹھی وہ پرچہ خواجہ کا لکھا ہوا جو پڑھا غصے مین کانپنے لگی کہا
ارے یہ ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا میری عصمت کو ہاتھ لگایا وہ آفت بر پا
کرونگی کہ وہ بھی خوب یاد کریگا بی صراحت صاحب اب مین رخصت ہوتی ہون
غلطان کے پاس جاؤنگی سردار ان امیر کو گرفتار کر کے اُسکے پاس پہنچاؤنگی
یہ کہکر اُٹھی صراحت سے رخصت ہوئی صراحت نے کہا تم چلو مین بھی آتی ہون
بادامجان کی مدد کرنا آج کل بہت ضرور ہی وہان جاکر سحر تیار کرونگی سیما نے کہا آپ
فقط اپنے باپ کے پاس آئیے اور کنارے بیٹھیے پھر میرا رنگ آپ دیکھیے گا وہی کر
ساربان زادہ ساری عیاری بھول جائے اور جہان اُسکو گرفتار کرونگی سب پر
حال میری عیاری کا کھل جائیگا یہ ساربان زادہ بھی آگاہ ہو کہ عیاری اِسکا نام ہی
یہ کہکر اُٹھی بانہاے عیاری لگا کر چلی اِسکے جانے کے بعد صراحت تخت پر سوار
ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی غلطان کو دیکھا کہ پریشان بیٹھا ہی صراحت نے
حال پوچھا غلطان نے بیان کیا کہ مین نے ایک دریاے سحر بنایا تھا وہ تحفہ جات
سے طلسم کشا کے مٹا وہ سامنے دیکھو خاک اُڑ رہی ہو پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا
تین کوس پر بیابان سے لشکر طلسم کشا اُترا ہی یہ ذکر تھا کہ سیما آکر پہنچی غلطان سے
سب حال بیان کر کے بہ غصہ کہا کہ اب آپ کچھ سحر وغیرہ نہ کیجیے مین سب کو گرفتار کیے
لاتی ہون غلطان نے کہا اے سیماے اختر پیشانی اگر تو طلسم کشا کو لائے تو ہم سب کی
جان بچائے ملکہ مروارید تجکو سرفراز کریگی سیما نے کہا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچے گا
یہ کہکے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے تین کوس پر لشکر طلسم کشا تھا ایک ضعیفہ کی
شکل بنکر لشکر مین آئی دیکھا سرداروں کی بارگاہین استادہ ہین مگر طہماس بن عنقویل دیو پود

کہ کل لشکر کا سپاہ سالار ہی انتظام کرتا پھرتا ہی سیما دیکھا کی جب شام ہوئی تو پشت بارگاہ طہماس پر آئی ایک گوشے مین بیٹھکر نقب دینے لگی دو پہر رات گئے مہرہ نقب کا بارگاہ طہماس مین توڑا طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا سیما نے بیہوشی دماغ مین پہونچائی طہماس کا پشتارہ باندھا ہر چند چاہتی ہی اُٹھاؤن طہماس بڑے قد کا جوان ہی پشتارہ نہین اُٹھتا کھینچ کھانچکر نقب تک لائی بیرون نقب دو کنیزین چھوڑ گئی تھی اُنکے ساتھ ملکر پشتارہ طہماس کا اُٹھایا صبح ہوتے سامنے غلطان کے لائی غلطان نے طہماس کو مسلسل و مطوق کیا طہماس کو قید خانہ مین بھیجا سیما پھر چلی یہان صبح کو جو نور الدہر آ بیٹھے بارگاہ مین آئے سب سرداران بجاے سلام آئے پوچھا آج ہمارا رفیق قدیم کہان ہی ملازمان طہماس روتے ہوے آئے عرض کی نقب لگی ہوئی ہی طہماس کو کوئی چرا لیگیا نور الدہر شبرنگ پر بہت خفا ہوے فرمایا کہ خیال نہین رکھتے ہو یہ تو کسی عیار کا کام ہی شبرنگ نے کہا غلام دریافت کریگا نور الدہر بد مزاج بیٹھے ہین شبرنگ پر غصہ کر رہے ہین کہ ہرکارون نے عرض کی کہ خواجہ آتے ہین نور الدہر واسطے استقبال کے اُٹھے خواجہ کو بارگاہ مین لائے پوچھا خواجہ آپ پریشان کیون ہین خواجہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا

اے نور نظر کیا حال پوچھتے ہو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

اشک لے آئی ہی شاید ہجکر کا نور صبح — آج فرقت مین برنگ شام ہی بے نور صبح
چہرۂ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب — بادۂ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح
آگیا جو میکشو مجکو صبوحی کا خیال — بنگیا مینائے مے ہر دانۂ انگور صبح
ہجر مین ہی آج میری جان کو دیو سفید — وصل مین کل گو رہی گوری تھی برنگ حور صبح
وقت بیوقت آگیا ہی بیشتر وہ آفتاب — ہو گئی ہی بارہا شام شب دیجور صبح
کہتے ہین مردے کسی کی حسرت دیدار مین — گر شب تار لحد کو ای صداے صور صبح
بھاگتا ہی مرہم کافور میرے داغ سے — جس طرح خورشید نکلا ہو گئی کافور صبح
میری آنکھون مین کہان ٹھہرا چراغ آفتاب — ہی شب فرقت سیاہ آنے مین ہی معذور صبح
دیکھ اے موسی تجلی روے اُس محبوب کی — طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح

ہجر مین ظاہر سب آثار قیامت ہوگئے / پردہ شب مین رہیگی تا بکی مستور صبح
تیری الفت مین سراپا ہو سفید ای آفتاب / دم کی ہی مہمان اسی سے ہی فقط رنجور صبح
شہرۂ شام شب فرقت بھی ہرگز کم نہین / گرچہ ہی عالم مین روز حشر کی مشہور صبح
وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ جسکے ہول سے / جادۂ مشرق سے کوسون بھاگتی ہی دور صبح

نور الدہر نے گھبرا کر کہا چھوٹے دادا جان آپ کہین عاشق ہوے عمرو نے کہا ای فرزند جسوقت سے اُسکو دیکھا ہی دل بیقرار ہی آنکھین اشکبار ہین ہر عضو بیکار ہی ایک بڑی بے ادبی ہوئی کہ معشوق کو عالم غش مین پیار کیا یقین ہی کہ اُس سرکش کو یہ ناگوار ہوا ہو اگر سامنا ہو تو عذر کرون مین اب اُسکی فکر مین جاتا ہون اور طلماس کا بھی پتہ لگاتا ہون یہ کہکے خواجہ لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے لشکر سے باہر نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک نخل کے نیچے وہی معشوق زہرہ بدن غنچہ دہن رشک چمن شاخ نخل پہ ہاتھ رکھے کھڑی ہی مگر اپنے سایے کو بھی دیکھکر بھڑکتی ہی خواجہ نے مضطر و بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان فرد تیر نگاہ مست تو دالی کجا نشست ✤ بردل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✤ دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسی ✤ جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ✤ یہ اشعار جو عمرو نے پکار کر پڑھے سیماے اختر بیشیانی نے جو نگاہ اُٹھا کر خواجہ کو دیکھا جست و خیز کرتی ہوئی پلٹی کنارے پر لشکر غلطان کے خیمہ سیما کا استادہ ہی کنیزین جست و خیز کر رہی ہین آپس مین عیاریان مکاریان صرف ہو رہی ہین اپنی مالک کو جو آتے ہوے دیکھا سب جمع کر کھڑی ہوگئین پوچھا حضور کیون پلٹ آئین سیما نے کہا وہی مکار و غدار سامنے آگیا مین پلٹ آئی دیکھا اگر ٹھہرونگی تو کلمات ناشائستہ کہے گا ابھی اُسنے کئی شعر اس دھن مین پڑھے کہ دل بیقرار ہوگیا خانۂ دل غم والم سے بھر گیا یہ کہکے اندر گئی پکار کر کہا گلنین حاضر ہون ایک کنیز دوڑی کہ گلگونہ خوش آواز کو بلا لاؤن خواجہ نے اُس کنیز کا پیچھا کیا راہ مین آکر اُسکو روکا باتون مین لگا کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر مکان پر گلگونہ کے آئے پیغام دیا کہ بی گلگونہ چلو کنارے لیجا کر اسکو بھی بیہوش کیا گلگونہ کی شکل بنکر تانگے پر سوار ہوے

راہ مین جو نکلے جو جہان پر کھڑا تھا آوازے پھینکنے لگا کوئی پکارتا ہی میان جانیوالے ذرا ادھر دیکھو ہم تمھارے بہت مشتاق ہین خواجہ جواب دیتے ہین نگوڑے گھورنے والون کی آنکھین پھوٹین جہان ان نگوڑون نے نگاہ ڈالی پنڈا پھیکا ہو جاتا ہی سر مین خلل پیدا ہوتا ہی سب سے پھکڑ لڑاتے ہوے بارگاہ سیما پر پہونچے تانگے پر سے اُترے پائچے سنبھالتے ہوے اندر آئے جھک کر سلام کیا سیما نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کہ کیون گلگونہ اچھی رہین عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون سیما نے کہا اے گلگونہ دل گھبراتا ہی کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ہوا ہون کر سکے کیا مشتِ خس بند ابھی اُڑ جاؤن رہجائے قفس بند
ہوئی یان آمد و رفت نفس بند قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
غبار دشت مجنون کیا ہی سرمہ کہ ہو جاتی ہی آواز جرس بند
سمائیگا نہ دستون مین بھی مطلب ہوے القاب مین تو صرف دس بند
شب فرقت مین ہم پھرتے ہین نالان زبان ہوتی نہین مثل جرس بند
کہان وہ اے جنون صحرا نوردی ہوے زندان مین ہم ایکے برس بند
مین فریادی نہین افسانہ خوان ہون کریگا خواب چشم دادرس بند

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ سیما سے اختر پیشانی جھومنے لگی کہا اے گلگونہ کیا غضب کا گاتی ہو کہ دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ایسے اشعار ڈھونڈھکر نکالتی ہو جو شاعر نے چوٹی کے کہے ہون مگر ذرا میرے قریب تو آؤ جیسے ہی خواجہ قریب پہونچے سیما نے کہا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہی جیسے ہی خواجہ پلٹے سیما نے چند حلقے کمند کے مارے کہ خواجہ کمندون کے حلقے مین پھنسے جیسے ہی گرے سیما نے اُٹھکر خواجہ کو گرفتار کر کے کہا کیون خواجہ یہ کیا حرکت تھی کہ جو تمنے وقوع مین آئی ہمنے منع کیا تھا کہ ہماری طرف نہ آنا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اب تشریف لانے کا کچھ مزہ اُٹھایا ہی سزا کہ تمکو قتل کرون مگر خواجہ علم عیاری مین وحید عصر ہو اسوجہ سے تمکو قید کرونگی ایک کنیز اُسی مجمع مین سے اُٹھی کہا واری مجھے دیجیے مین اسے لیجاکر قید کرون ملکہ نے سر کمند کا جیسے ہی کنیز کے ہاتھ مین دیا اُس کنیز نے پیچھے ہٹ کر

پشتا بہ دوش پر لگایا اور پکار کر کہا اُستانی صاحب میرا آداب قبول ہو منم مہتر برق فرنگی
نعرہ کر کے مثل چھلاوہ کے نظرون سے غائب ہو گیا چند کنیزین تعاقب مین برق کے گئین
مگر پتہ نہ پایا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار ✽ منم یکہ لیکن گران بر ہزار ✽ خواجہ کو برق
لے بھاگا سیما بہت جھلائی کہا یہ نگوڑا بھوریا پہلے ہی سے آ بیٹھا تھا بڑا دھوکہ دگیا خیر اس سے
بھی سمجھونگی مگر برق نے صحرا مین لا کر خواجہ کو کھولا کہا اُستاد مجکو بڑا تردد تھا کہ آپ اس ظالم پر
عاشق ہین اور یہ نہایت چست و چالاک ہی ایسا نہو اُستاد کو تکلیف پہونچائے مین پہلے ہی
سے کنیز کی شکل بنکر جا بیٹھا تھا باتین کر رہا تھا کہ آپ تشریف لائے کس چالاکی سے آپ کو
لے نکلا ہون خواجہ نے کہا بس بس خاموش رہو بڑا کام کیا ایسی عیاریان لڑکے کرتے
ہین اب سب عیارون مین جا کر ذکر کروگے برق نے کہا کیا مجال کہ جو زبان سے بھی
نکالون خواجہ نے کہا جس کنیز کی شکل بنکر بیٹھے تھے اُسکے کپڑے اور اُسکا زیور بھی لوٹ لائے برق
نے کہا اُستاد وہ کنیز زیور نہین پہنے تھی اگر زیور اُسکے پاس ہوتا تو مین پاتا خواجہ نے کہا
جاؤ جاؤ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو میرے مقدمہ مین دخل نہ دیا کرو یہ کہکر برق کو ہٹایا آپ
پھر اپنے صحرا مین پہونچے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ملکہ سیمائے اختر پیشانی جست و
خیز کرتی ہوئی آتی ہی خواجہ نے جو آتے ہوئے دیکھا کلیجہ تھام لیا ایک گوشے مین چھپ گئے
گنبد مین خس پوش کمین سیما جست و خیز کرتی ہوئی وہان پہونچی جب دس پانچ قدم پردہ
مقام باقی رہا ٹھہر گئی پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے کیون چھپا بیٹھا ہی
نکلکر مجھسے مقابلہ کر خواجہ نے جو یہ آواز سُنی سمجھے کہ شاید اسنے مجکو دیکھ لیا ہی نکلکر مقابلہ
کرون مگر پھر سوچے کہ شاید عیاری کرتی ہو سیما نے کئی مرتبہ پکارا جب خواجہ نہ نکلے
تو سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسکے کلے مین دیکر اُسی زرغہ کیطرف مارا قریب زرغہ وہ پتھر
آکر گرا اب خواجہ سوچے کہ چھپے رہنا بیکار ہی نکلکر مقابلہ کرو یا قدمون پر سر رکھدو شاید
معشوق کو رحم آجائے مگر پھر سوچے کہ ذرا اور تامل کرو ابکی جو پتھر سیما نے مارا یہ پتھر
دور جا کر گرا اب خواجہ سوچے کہ عیاری کرتی ہی دیر تک سیما چیخی بیٹی غل مچایا کی پتھر بھی
پھینکے مگر خواجہ نہ نکلے زرغے مین چھپے بیٹھے رہے سیما سوچی کہ ناحق کو دل دھڑکتا ہی جست

ر کے حلقہ ہاے کمند مین آئی خواجہ نے شیر کی آواز دی جی مین کہتی ہو ای سیما یہان شیر بیٹھا
تھا اسو جہ سے دل دھڑکتا تھا ترکی خواجہ نے جھٹکا مارا کہ سیما گری جست کر کے سینہ پر
سوار ہوے سیما نے سسکی بھری کہا ارے کیسا عاشق فاسق ہی میرے کنکر چبھ گیا خواجہ
نے گھٹنہ ڈھیلا کیا دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالکر سیما نے دس حباب منھ پر عمرو کے
مار دیے خواجہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے سیما نے پشتارہ باندھا پشتارہ لیکر ہنستی
ہوئی چلی جی مین کہتی ہو کہ اب وہ بھوریا کہان گیا اُسے بھی تو احوال معلوم ہو ایک مرتبہ
اتفاق تھا کہ دھوکہ کھایا کہ سامنے سے گرد اُڑی سیما نے دیکھا سلیمہ بادپا وزیرزادی
میری آتی ہو پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم کس فکر مین گئی تھین سیما نے کہا ای سلیمہ عمرو کو پکڑ لائی
سلیمہ نے کہا واری ایک بڑی مشکل پڑی ہو کہ آپ کے خیمے پر کئی سو بیک بچے آ پہونچے ہین
کنیزون کو قتل کر رہے ہین پشتارہ مجھے دیجیے درۂ کوہ مین جا کر چھپا دون آپ چلکر
اس بلوے کو روکیے آپکے پہونچتے ہی عیار بھاگ جائینگے آپ پکار کر فرمائیے گا کہ عمرو
کو مین نے گرفتار کیا تھا وہ چھوٹ گیا سیما خوش ہوئی کہ میری وزیرزادی خیرخواہ
ہو جو پشتارہ لیکر جاتی تو عیار چھین لیتے اسی کی وجہ سے آکر لڑے ہین کہ اپنے استاد کو رہا
کرین مگر خیر بات بنگئی چل کر عیارون کو روکون کہا ای سلیمہ یہ پشتارہ لے مگر ایسے مقام
پر چھپانا کہ کوئی نہ پائے سلیمہ نے کہا واری ایسے مقام پر چھپاؤن کہ ہوا بھی نہ پائے نہ کوئی
اس مقام تک پہونچ سکے پشتارہ لیکر سلیمہ سامنے سے بھاگی پکار کر سیما نے کہا کہ اری
ادھر کہان جاتی ہو سلیمہ نقلی نے پکار کر آواز دی ای مادر مہربان معاف فرمائیے گا کہ خطا
تو مجھسے ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کر کے لیچلا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نعرہ چالاک

بہ عیاری ہمہ آنم چست و چالاک نہ آید با دگر چندینہ گامم		بچشم دشمن اندازم کف خاک خلیفہ اولم چالاک نامم	

یہ کہتا ہوا چالاک بھاگا سیما ناچار ہو گئی بڑا افسوس کیا کہا یہ سب نگوڑے لگے رہتے
ہین اب رات کو جا کر طلسم کشا کو چُرا لاؤنگی اور سب سردارون سے غلطان گوہربار
سمجھ لین گے ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دینگے کوئی سردار نہ بچ سکے گا یہ سوچتی ہوئی

پلٹی چالاک نے صحرا مین آکر خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ چالاک سے بگڑنے لگے کہا او
بیحیا تو نے کیون دخل کیا میری معشوقہ مجکو کاندھے پر لادکے لیچلی تھی محفل مین لیجاکر پہلو
مین بٹھاتی چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ وہ بلاے روزگار ہی دشمنون کو قتل کرتی وہان
کون پہونچتا جب آپ کو گرفتار کیا تو مین نے دور سے دیکھا جھپٹ کر لشکر مین پہونچا سلیم
کو بیہوش کرکے ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر آیا خواجہ نے کہا وزیر زادی معشوقہ کی بہت سا
زیور پہنے تھی وہ آپ نے کیا کیا چالاک نے کہا اُسکے پاس زیور نہ تھا خواجہ نے کہا
تلاشی دیجیے کمر جو چالاک کی کھولی کڑے وغیرہ نکلے ہر چند چالاک چنچایا پیٹا مگر خواجہ کب
مانتے ہین سب اسباب لے لیا اور کہا کہ اب کبھی دخل نہ دیجیے گا خواہ وہ مجکو گرفتار کرے
خواہ قتل پر آمادہ ہو آپ لوگ بچانے نہ آئیے گا مگر مین سمجھ گیا برق نے بھی ایک عیاری
کی تھی اُسی نے تمکو خبر دی ہوگی اُسی خیال پر تم آئے برق فرنگی جھوٹا ہی اُسکے کہنے کا
کبھی خیال نہ کرنا ورنہ تمکو لشکر سے نکال دونگا جاؤ خدمت مین صاحبقران کی تم جاؤ
سب حال اُنسے بیان کرنا وہ تمکو انعام دینگے گردن مین تمھاری ہاتھ ہوگا تب تمکو کیفیت
معلوم ہوگی چالاک روتا ہوا روانہ ہوا رات کو لشکر نورالدہر مین آئے نورالدہر
نے پوچھا کیون چھوٹے دادا جان معشوقہ ملی خواجہ نے کہا ای فرزند معشوقہ دو مرتبہ ملی مگر
چالاک و برق ایسے نالائق ہین کہ دل نازک پر معشوقہ کے صدمہ پہونچایا مجکو رہا کرلائے
مجکو از حد ناگوار ہوا مین نہین چاہتا کہ اُسکو صدمہ پہونچے جو حکم دے وہی بجا لاؤن اور
میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی

نظم

یہ آدمی ہو کہ بر سون بحال رہتا ہی	وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہی
یہ جھک رہا ہی مرا جسم آتش غم سے	کہ طوق بھی مری گردن مین لال رہتا ہی
کبھی نہ آئنہ دیکھا پئے خود آرائی	یہ بیمثالی کا اُسکو خیال رہتا ہی
ہوا ہون خال رخ یار دیکھکر حیران	سیاہ آگ مین کیونکر نہ گال رہتا ہی
ہی فیض خاک نشینون سے سربلندون کو	کہ سبز پانی سے ہر اک نہال رہتا ہی
یہ رنگ سینہ خراشی سے اب ہی ناخن کا	کہ جیسے سرخ شفق مین ہلال رہتا ہی

اگرچہ برگ شجر پائمال رہتا ہی	نہ ترک صحبت احباب کبھو تا ہیچ

نور الدہر نے عرض کی خدا آپ کی مشکل آسان کرے خواجہ نے کہا ای نور نظر امروز فردا
مین فیصلہ کرتا ہون گرفتار کر لاؤنگا اب کیا بچیگی آپ کے اِس حقیر کی جسپر نگاہ پڑی وہ
معشوقہ قبضے مین آئی سیما خدمتگار بنی کھڑی ہی سب باتین خواجہ کی سن رہی ہی جب عمرو نے
کہا دو چار دن مین گرفتار کر لاؤنگا تو سیما نے بڑھکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حلوا خوردن
را روئے باید ابھی تمکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگی یہ کہکے جست کرکے بھاگی خواجہ نے پیچھا
کیا جب لشکر سے سیما نکل گئی اور دیکھا کہ خواجہ آتے ہین تو پلٹ پڑی اور کہا کہ او ساربان
زادے چلا ہی آتا ہی کیا مجکو حلوا سمجھا ہی قریب آکر ایک نیمچہ مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا
مگر خواجہ اپنے نیمچے پر نگاہ نہین ڈالتے معشوق کے وار روک رہے ہین فرماتے ہین ای
جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ مین ہاتھ گردن مین تمھاری حمائل کرلون
تب نیمچہ مارو کہ میری بھی آرزو پوری ہو سیما کہتی ہی کہ او ساربان زادے تیری قضا لیکر
تجکو آئی ہی اب کیا تجکو زندہ چھوڑونگی بے قتل کیے نہ جانے دونگی خواجہ نے سیما کے اسقدر
وار روکے کہ سپر پرزے پرزے ہوگئی اب سیما نے کمر بتا کے سر پر نیمچہ مارا خواجہ کے
نیمچہ پڑا اوچھا زخم آیا دوبارہ سیما نے نیمچہ سامنے چمکایا اُس نیمچے مین حباب دیا تھا خواجہ
زخم کا خون پونچھنے لگے سیما نے حباب مارا خواجہ چرخ کھاکر گرے بیہوش ہوگئے سیما نے
چاہا پشتارہ باندھون کہ صحرا سے گرد اُڑی سیما سمجھی کہ کوئی عیار آتا ہی بغور جو دیکھا تو ایک
مادہ آہو آتی ہی جست وخیز کرتی ہوئی تھنون مین دودھ بھرا ہوا جب وہ سیما کے قریب
پہونچی چاہا جست کرکے قریب سے سیما کے نکل جاؤن سیما نے پلٹ کر حباب مارا مادہ
آہو چرخ مارکہ گری سیما نے چاہا چھاتی پر خواجہ کی چڑھ کے مشکین باندھ لون اتفاقاً اُس
مادہ آہو کے تھنون پر اُسکا گھٹنہ پڑا دودھ کی دھار نکلی وہ دھار سیما کے دماغ پر پڑی
کہ سیما بھی بیہوش ہوکر گری اب اُس صحرا مین خواجہ اور سیما اور آہو تینون بیہوش پڑے
ہین قضائے کار چالاک جو پھرتا ہوا اُس طرف آیا دور سے دیکھا جی مین کہتا ہو سبحان اللہ
قبلہ وکعبہ بھی بیہوش اور بیہوش کرنے والی بھی بیہوش اور مادہ آہو بھی بیہوش مگر یہ مادہ

آہو کون ہی یہ سوچکر قریب آیا زیر شکم مادۂ آہو کے دیکھا گھنڈیان لگی ہوئی ہین چالاک
نے گھنڈیان کھولین کھال اُتاری جب کھال اُتاری تو دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ہین چالاک
نے برق کو ہوشیار کیا کہا ای برق خوب عیاری کی برق نے کہا خلیفہ صاحب مین
سمجھا تھا کمند مارکر گرفتار کریگی مگر اُسنے حباب مار دیا مین بھی بیہوش ہوا مگر ای چالاک
تم تو جاؤ مین اُستاد کے ساتھ ایک مضحکہ کرونگا چالاک تو چلا گیا برق نے خواجہ کو
قاعدے سے بٹھایا دونون پاؤن سیما کے گود مین خواجہ کی رکھدیے ایک ہاتھ
سے فتیلۂ دفع بیہوشی سیما کو اور ایک ہاتھ سے اُستاد کو سنگھایا خواجہ کو چھینک آئی چند
قطرات گندیدہ دماغ سے نکلے ہوشیار ہوے اُدھر سیما کی جو آنکھ کھلی خواجہ کو ایک
لات ماری کہ خواجہ الگ گرے سیما جست کرکے نکلی برق نے جھک کر سلام کیا
کہا اُستانی صاحب آپ کے مزاج مین بڑی بے شرمی ہی خیمے بارگاہ مین موجود ہین
وہان تشریف لیچلیے سیما گالیان دینے لگی کہتی تھی نگوڑے بڑا مسخرا ہی تیرے اُستاد کی
میرے ہاتھ سے قضا ہی آج تو نے بہت پریشان کیا خواجہ نے برق کو جھڑکا کہا کیون
بیوقوف بزرگون کے ساتھ مسخرہ پن کرتا ہی ہمنے منع کیا تھا کہ ہماری مدد کو نہ آنا مگر تجکو
کب آرام ہی فوراً اپنے کو سپو بچاتا ہی لے جاؤ سامنے سے دفع ہو برق تو ایک جانب
چلا گیا سیما طرف اپنی بارگاہ کے گئی غلطان سے جاکر سب حال بیان کیا کہا ای غلطان
اصل یہ ہی کہ عمرو کے شاگرد بلاے روزگار ہین طبل جنگی بجوائیے مین سر میدان عمرو
کو لوٹونگی میدان سے گرفتار کرکے لاؤنگی کہ سب دیکھین سیما نے یہ کام کیا خواجہ پلٹ کر
بارگاہ نورالدہر مین آئے نورالدہر نے پوچھا کیون چھوٹے دادا جان کیا معرکہ گذرا
خواجہ نے سب حال بیان کیا سب برق کی تعریف کرنے لگے خواجہ نے کہا آپ
کیا جانین وہ بڑا مکار ہی یہ کوئی عیاری نہ تھی کہ مادۂ آہو بنکر چلے آئے اگر وہ آہو کو نہ
گرفتار کرتی یا آہو کے تھن پر اُسکا گھٹنہ نہ پڑتا تو میان برق کیا بنا لیتے یہ کہیے کہ معشوقہ
نے کچھ اِسکا خیال نہین کیا اب یہ بھی اُسکو معلوم ہو گیا کہ میان برق مادۂ آہو بنکر آئے تھے
اب کبھی دھوکہ نہ کھائیگی اپنے کو ہر آفت سے بچائیگی مگر ای فرزند میری عجب کیفیت ہی اصل

یہ میرے دل بیقرار کی یہ صورت ہی نظم

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہی	موج ہی مجکو بجاے خط پیشانی ہی
لشکر مور چہ خط ہو کہین جور شکن	ہر پری چہرہ کو دعواے سلیمانی ہی
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین	جو ستارہ ہی سواک دیدۂ قربانی ہی
ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا منھ اپنا	مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہی
چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو ہین روان	دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی
سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج	رشک سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہی
اسقدر رکرگئی پرواز زمانے سے تمیز	کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہی
کام شمشیر نگہ کرتی ہی جس مقتل مین	جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی
گور زنجیرون سے ڈھاپون عوض چاچ در گل	تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہی
کم شب مہ سے شب تار نہین ہی تاسح	اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہی

سب سردار حال پر خواجہ کے افسوس کرنے لگے مگر نور الدہر نے کہا برق وچالاک کو بڑا نہ کہیے انھون نے وقت پر مدد کی کیسے کیسے مقام پر بچایا عمرو نے سب کو قائل کیا کہ آپ لوگ شیوہ عیاری کیا جانین برق اپنے نزدیک بڑا کام کرتا ہی مگر مین اُسکی مدد نہین چاہتا وہ میرے مقدمہ مین دخل نہ دے وہان سیماے اختر پیشانی نے غلطان سے کہا کہ آج کے دن طبل جنگی اور نہ بجوائیے مین آج طلسم کشتا کو ضرور چرا لاؤنگی تدبیر کر چکی ہون ہرچند غلطان نے کہا کہ ملکہ سر میدان مقابلہ کرو مگر سیما نے کہا آج کی شب اور دیکھ لیجیے پھر کل آپ کو اختیار ہی جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا غلطان خاموش ہو رہا مگر سیما باتہامے عیاری لگا کر چلی لشکر نور الدہر مین آکر دیکھا کہ ایک طرف چالاک و برق پھر رہے ہین اور ایک طرف خواجہ بازار مین موجود ہین دوکاندارون کو دھکاتے پھرتے ہین سوچی کہ یہ وقت نہین ہی پلٹی خواجہ نے دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ آتے آتے مجکو دیکھکر پلٹ گئی خیال کیا کہ شاید وہی ظالم نہو بڑھکر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہرو سیما نے پلٹ کر کہا او ساربان زادے کیون دیوانہ ہوا ہی آج تیری قضا ہی میدان مین تو آ خواجہ عبد کو

پہلے سیما جنگل مین آکر ٹھہری خواجہ بھی سامنے سے آئے آپس مین نیمچہ چلنے لگا مگر وہی کیفیت ہی
کہ خواجہ دار روکتے ہین اپنا وار نہین کرتے کہ شاید کوئی نیمچہ معشوق پر پڑ جائے تو باعث
بدنامی ہو لوگ کہین گے کہ معشوق پر کیون ہاتھ اُٹھایا غرضکہ دیر تک آپس مین نیمچہ چلا
سیمائے اختر پیشانی نہایت چست و چالاک ہی گھس گھس کے نیمچے مار رہی ہی ایک
مقام پر اُسنے حباب ببیلے پر نصب کر کے اِس خوبصورتی سے ہاتھ مارا کہ خواجہ کے دماغ
پر حباب پڑا خواجہ بیہوش ہو کر گرے سیما بہت خوش ہوئی کہتی تھی کہ او ساربان زادے
تونے بہت ہی پریشان کیا چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ اِسکا کوئی حمایتی نہ آتا ہو جب دیکھا
کسی طرف سے کوئی نہین آتا تو خواجہ کا پشتارہ باندھا ایک ہاتھ گردن کے نیچے دوسرا
زیر کمر دیکر چاہا پشتارہ اُٹھاؤن کہ کمر سے ایک ڈبیا گری سیما قہقہہ مار کہ ہنسی اور کہا بڑا
مرد طماع ہی مال اپنا کمر مین رکھتا ہی جان کا خوف اِسکو نہو گا مال کے واسطے بہت روئیگا
مین پہلے اِسکو تو قبضے مین کر لون پشتارہ کمندون مین بندھا ہوا زمین پر رکھدیا ڈبیا کو
اُٹھایا دیکھا تو یاقوت احمر کی ڈبیا ہشت پہل کیسی خوبصورت بنی ہوئی ہی سوچی کہ اسکے
اندر ہیرے کے بڑے بیش قیمتی نگ ہونگے نہین معلوم کسکو لوٹ کر لایا ہوگا اور کیا عجب
ہی کہ لعل بے بہا اسمین ہون ملک باختر سے یہ چیزین دستیاب ہوئی ہونگی لقانے
بڑا مال جمع کیا تھا اور جواہر وہان بے حساب تھا وہین سے یہ لوٹ مار کر لایا ہی آخر شوق
پیدا ہوا کہ اِسکو کھول کر دیکھون کہ دل مین تردد رہے ہنستی جاتی ہی اور ڈبیہ کو ہاتھ مین
لیے ہوے ہی چاہتی ہی کھولون پھر رُک جاتی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای سیما جسوقت یہ ہوشیار
ہوگا اور ڈبیہ کمر مین نہ پائیگا تو بہت گھبرائیگا یہ باتین سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی ڈبیہ کھلی
اُسمین سے بیہوشی اُڑی سیما بھی بیہوش کر گری اب دونون بیہوش پڑے ہین اور صحرا
مین سناٹا پڑا ہوا ہی قضائے کار پہلے یہ معاملہ گذرا کہ شبرنگ نے جو طلایہ پر سے دیکھا تھا
کہ قبلہ و کعبہ پھر رہے تھے ایک ضعیفہ کے تعاقب مین گئے ہین سوچا کہ چلکر خبر تو لون پھرتا ہوا
اُس مقام پر آیا دیکھا خواجہ کا پشتارہ بندھا ہوا زمین پر رکھا ہی اور ایک طرف سیما بیہوش
پڑی ہی جی مین کہتا ہی ای شبرنگ یہ قبلہ و کعبہ ہی کا کام ہی کہ بیہوش ہو کے اسکو بیہوش کیا مثل

اِنکے کون عیار ہی زیر ہو کر دوسرے کو زیر کرنا یہ انھین کا کام ہی انھین عیارون مین جناب قبلہ و کعبہ کا نام ہی مگر اے شبرنگ کوئی چالاکی کرو کہ مادر مہربان بھی یاد کرین یہ سوچکر خواجہ کو قاعدے سے بٹھایا سیما کے پانوٗن گودمین خواجہ کی رکھے اور دونون کو فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھاکر شبرنگ تو ہٹ گیا یہان دونون کو چھینک آئی سیما نے جو اپنے کو اس کیفیت مین دیکھا بہت شرمائی ایک دولتی سینے پر ماری آپ جست کرکے دور جا کھڑی ہوئی کہا او ساربان زادے اپنے مددگارون کو ساتھ لیے پھرتا ہی کہ وقت پر وہ آجاتے ہین تجھے بچالیتے ہین خواجہ نے پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب رحم کرو مجھسے نہ بھاگو مین تمھارا عاشق صادق ہون میرا عجب حال ہی نظم

چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سے — خوشبو مین ہی زیادہ پسینہ گلاب سے
اُس روے آتشین نے دیا ہی یہ داغ دل — روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین — محروم ہی سوال ہمارا جواب سے
دم مین تمام دامن صحرا محیط ہو — سر کے جو اشک مین ابھی چشم پُرآب سے
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین — مدت ہوئی کہ مرچکے ہین ہم حساب سے
دریاے حسن گردہ بر یہ و نہین ہلا — پھکھون یہ سینہ پر ہین عیان دو حباب سے
خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین — کیونکر نہ نکلین خط شعاع آفتاب سے
کبتک غبار جسم سے آلودہ مین رہون — کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے
کھاجائے بل کمر جو نزاکت سے کیا عجب — رستی کیطرح ہوگی قوی پیچ و تاب سے
کرتے ہی سیر مصحف رخ زلف مین پھنسے — دشت خطا مین جا پڑے راہ ثواب سے
اس حال مین شفاعت ناسخ ہو حشر مین — امید ہی جناب رسالت مآب سے

خواجہ نے اِسطرح یہ اشعار پڑھے کہ سیما جھومنے لگی کہتی تھی ای عمرو حقیقت مین علم موسیقی کا تو بادشاہ ہی تیرا اگانا سنکر دل کو محویت ہوتی ہی عمرو نے کہا مین آپ کے ساتھ محفل مین چلون وہان بہ اطمینان تمام گانا سنیے تو آپ کو حظ ملے سیما نے کہا او ساربان زادے تجکو میری محفل مین جگہ نہین ہی یہ کہکر سیما تو نکل گئی مگر خواجہ پیچھے اُسکے چلے ایک کنیز کی شکل

بنکر محفل مین آئے اس زور و شور سے گائے کہ سیما جھومنے لگی کہتی تھی اے گلچہرہ حقیقت مین
تو کیا خوش آواز ہی اور گانے مین تیرے سوز و گداز ہی عمرو نے قریب آکر بلائین لین
کہا اے حور طلعت حقیقت مین تیرا حسن عابد کش و زاہد فریب ہی عمرو نے جو اس محبت سے
کہا سیما کو شک ہوا کہ گلچہرہ تو ایسی خوش آواز نہ تھی فورا کیونکر خوش آواز ہو گئی شاید
وہی ساربان زادہ ہی یہ سوچکر کمند ماری عمرو جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے نکلا
اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو حلقہ ہاے کمند کاٹ کر نکل گیا ہر چند کنیزون نے
چاہا روکین مگر خواجہ کب رکتے ہین سیما حیران ہو گئی کہتی تھی عمرو چھلاوہ ہی مگر جب
سر میدان اس سے مقابلہ پڑیگا تب تم لوگ میری چالاکی دیکھنا وہ بھاگا مین اپنے
مقام سے نہ اٹھی اسی خیال سے کہ نکل جائے گرفتار کرنے سے کیا نفع کئی مرتبہ گرفتار
ہوا اسکے شاگرد آکر رہا کر لیگئے مگر ابکی جو گرفتار کرونگی ایک ہاتھ تیغہ کا مارونگی کنیزون
نے کہا واری اگر ابتک آپکا دل چاہتا تو قتل کر چکتین سیما نے کہا انصاف کرو غیر انصاف
نہ کہو ایسا عیار طرار کہین دنیا مین ہی جسوقت یہ مارا جائیگا تو صاحبقران زمان اپنی
جان دیدینگے اور بدلہ اسکے خون کا لین گے جب صاحبقران کدو کاوش کرینگے
تو پھر مین زندہ بچ سکونگی شاگرد بھی اسکے جو ایک ایک بلاے روزگار ہی وہ کیا قاتل
کو زندہ چھوڑینگے کیا عمرو کا قتل کرنا آسان ہو کنیزون نے پوچھا واری اسکے کتنے
شاگرد ہین سیما نے کہا اخبار مین مین نے لکھا ہوا دیکھا تھا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار
بیک بچے اسکے شاگرد ہین اور ہر عیار بلاے روزگار ہی یہ جو عیاریان تمنے دیکھین
ایک کو ایک سے زیادہ دعوی ہی مگر مین گرفتار کرلاتی ہون یہ کہکے با تنہاے عیاری
جسم پر لگائے تلاش عمرو مین چلی قریب ایک نخل کے پہونچی وہان ایک ساحر نذیل جادو

نامے مروارید سے دعویٰ کر کے آیا تھا کہ مین جاکر لشکر صاحبقران کو تباہ کیے دیتا ہون
لشکر نورالدہر دیکھکر اُسی مقام پر ٹھہر گیا سوچ رہا ہو کہ کیا فکر کرون کہ زنگ کی آواز کان
مین آئی سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک شعلۂ جوالہ قنتور ہاے زر لفتی سے آراستہ جست و خیز کرتی
ہوئی آتی ہی جمال بیمثال سیما دیکھکر مرگیا دور سے جو سیما نے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہی
خیال مین گذرا کہ مروارید کی طرف سے آیا ہوگا یا شاید کسی گانوٗن کا رہنے والا ہو جو کوئی
ہوگا ہمارے نام سے ڈریگا یہ سوچکر اُسی طرح چلی آتی ہی جیسے ہی یہ سامنے رذیل کے پہونچی
اُسنے سحر کیا کہ سیما گری مگر پکار کر آواز دی کہ او جادوگر یہ کیا حرکت کی نہین جانتا کہ
سیماے اختر پیشانی میرا نام ہی غلطان گوہر بار کی معین و مددگار رہون اگر ابتک
مین دخل نہ دیتی تو عیارون نے اُسکو مار لیا ہوتا مسلمانون کے عیار بلاے روزگار
ہین اُن عیارون کو کون روک سکتا ہی جنھون نے دمامہ و متمش کو مارا صاحبقران
کو وہان لے پہونچے کہ جہان ہوا کا گذر نہ تھا ہر چند سیما چیخی لیکن رذیل نے نہ سنا جست
کر کے قریب آیا چاہتا ہی لپٹ جاؤن بوسہ لینے کو مُنھ بڑھایا سیما اپنے کو بچا رہی ہی مگر
اپنی جان سے بیزار ہی جی مین کہتی ہی ای سیما اگر اِس بازاری نے عصمت پر ہاتھ ڈالا تو کیسی
بدنامی ہوگی یہ سوچکر چلا چلا کے رونے لگی کہتی ہی او ساحر واسطہ سامری و جمشید کا الگ
رہ میرے قریب نہ آ یہ کیا حرکات ہین قضاے کار خواجہ عمرو ایک نخل کے سایے مین
بیٹھے تھے آواز جو سیما کی سُنی بیقرار ہو گئے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ خام بدانجام
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سیما کا بوسہ لیلون سیما کبھی تمانچہ ماردیتی ہی کبھی مُنھ پھیر لیتی ہی کبھی کہتی
ہی کہ ارے تو کہان رہتا ہی سب جگہ ملکہ مروارید کی عملداری ہی اپنا مقام تو ظاہر کر اپنے
حال سے تو ماہر کر جہانتک عملداری ملکہ مروارید کی ہی سب ہمارے مطیع و منقاد ہین تو کیا
اُنکی عملداری سے الگ رہتا ہی اگر میرے ساتھ بے ادبی کریگا تو گھر وغیرہ سب لٹ
جائیگا اہل و عیال قتل ہونگے زندہ نہ بچے گا رذیل جواب دیتا ہی ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان اس صحرا مین کون دیکھتا ہی مین اپنا مطلب نکال کے چلا جاؤنگا پھر
جو کبھی تجگو پاؤنگا مطلب نکال لونگا سیما پھڑک رہی ہی نہ اُٹھ سکتی ہی نہ نیچہ کھینچ سکتا ہی

عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا کہ ایک ساحر بازاری چاہتا ہو کہ معشوقہ پہ دست انداز ہون
کلیجہ ہل گیا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر صاحب مین آتا ہون مین اسکے
ہاتھ پکڑ لون تم مطلب حاصل کرو پھر تم ہاتھ پکڑ لینا مین بھی مراد دلی حاصل کرونگا پھر اسکو
چھوڑ دینگے سیما نے جو یہ سنا اور زیادہ گھبرائی کہ اور غضب دیکھو دوسرا ساحر بھی ایسے
ہی جملات کہتا ہوا آتا ہو جب دو مرد ملکر میرے ہاتھ پکڑ لینگے تو کیونکر بچونگی بیقرار ہو کر پکار
اُٹھی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری جلد اپنے کو پہونچاؤ تمھاری معشوقہ کی آبرو جاتی ہو تم کیونکر
گوارا کروگے جلد آؤ اس ملعون کو مارو اور مجکو اس آفت سے بچاؤ خواجہ یہ آواز سنکر
بیتاب ہوگئے سوچے کہ اسکے دل مین بھی جگہ ہماری ہو جب تو وقت مصیبت ہمارا نام
لیتی ہو یقین ہو کہ اس احسان کو بہت مانیگی ہمکو قبول کر لیگی یہ سوچکر آگے بڑھے پھر پکار کر
کہا بھائی جادوگر جلدی نہ کرو مین آپہونچا مجکو قریب تو آنے دو مین آسکے مطلب نکال
لونگا تم بہت راضی ہوگے یہ عورت بڑی چست و چالاک ہو مین نے کئی مرتبہ سوال کیا
مگر اسنے جواب سخت دیا شاید اسکو یاد ہو مین قوم کا زمیندار ہون مین نے اس سے کہا
تھا کہ سارا گانون تیرے نام لکھ دونگا مگر اس شتفتل نے نہین مانا یہ کہتے ہوئے قریب آئے
دونون ہاتھ پکڑ لیے اب سیما اور زیادہ بیقرار ہوئی لات و منات کے واسطے دینے
لگی عمرو نے کہا ہان بھائی تیار رہو مین تم دونون سمجھ لون جب رذیل جادو آمادہ ہو کر
بڑھا عمرو نے کہا ای بھائی سامنے بھٹی ہو تھوڑی شراب لے آؤ کہ نشے مین اچھی طرح
مطلب ہوگا ہم بھی اسکو راضی کر لینگے آخر ان ہی جائیگی نہ مانے گی تو جبر کرینگے ہمارے دام
سے اب کہان نکل سکتی ہو یہ سنکر رذیل دوڑا کہتا ہوا کہ بھائی خوب یاد دلایا شراب
زبردستی اسکو پلائینگے نشے مین تو رضامند ہوگی رذیل دوڑ کر گیا ایک مٹی کے لوٹے مین
شراب خرید لایا کہا لو بھائی پہلے اسکو پلاؤ پھر ہم تم پئین مگر بھائی تمھارا نام کیا ہو عمرو نے
کہا مین یہان کا زمیندار ہون صحرا الورد زمیندار میرا نام ہو دن بھر یہین پھرتا ہون اور یہ
روز ادھر سے جاتی ہو مین دیکھکر کلیجہ تھام لیتا تھا مگر اس کمبخت نے کبھی نہ خیال کیا کہ ہمارا
عاشق ہو آج میری تقدیر کہ تم آگئے حصول مطلب ہوتا ہو یہ کہکے کہا بھائی پہلے تم پیلو کہ اول

کو مشقت پڑیگی جو بچیگی تو اسکو بھی پلا وینگے اب سیما زار زار رو رہی ہی سوچتی ہی کہ بے نشہ
ذ انکا یہ حال ہی جب شراب پین گے تو کاہیکو چھوڑینگے عمرو نے جام لبریز کرکے رذیل
کو دیا رذیل پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری کہا بھائی یہ شراب کیسی تھی کہ بدن مین
آگ لگ گئی عمرو نے کہا بھائی تم ہی لائے تھے مین کیا جانون خیر ذرا ٹہلو نشہ کم ہوتے
تو مطلب حاصل کرو جلدی نہ کرو یہ عیارہ بچ نہین سکتی آج ہمارا تمھارا دونوکا مطلب ہوگا
رذیل ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو
خرم کہ کلہ از سر قیصر بہرم * رنگ از رخ بخت بد اختر بہرم * در محفل خسروان چو گردم
ساقی * تیغ و سپر و سبو و ساغر بہرم * عمرو نعرہ کرکے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

مثل جنت دور میرا باغ ہی — رشک دوزخ سینہ پر داغ ہی
پھر مین کیا مین پیون مے ساقیا — جام مے شیشہ کا استفراغ ہی
ہی یہ داغ اُس آستانے کا ترے — کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہی
کیا پریشان غل سے کرتا ہی دماغ — کچھ خبر قاصد کی بھی اے زاغ ہی
خبر گو قاصد لفافے پہ نہین — خط مین مضمون دل پہ داغ ہی
خط نہین ہی رخ گل بے خار ہی — تل نہین ہی لالۂ بے داغ ہی

عمرو نے یہ اشعار پڑھ کے ہاتھ گلے مین ڈالدیے اور خنجر کمر سے نکالا جھپٹ کے اُس
ساحر کو قتل کیا سیما دیکھکر دنگ ہوگئی کہتی تھی کیا کار نمایان کیا سامنے جست و خیز کرتی
ہوئی بھاگی خواجہ ٹہلتے ہوئے لشکر نور الدہر مین آئے راہ مین برق سے ملاقات
ہوئی پوچھا کیون اُستاد کیا ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا کہا اُستانی تمھاری اپنے لشکر
مین گئین مگر بڑی بلا مین پھنس گئی تھین مین نے جا کر اُس ساحر کو مارا تب انکو رہا کیا
برق نے کہا اُستاد مین دور سے دیکھ رہا تھا اور چلا تھا کہ جا کر اُسکو مارون بھلا مین
یہ گوارا کرتا کہ آپکی معشوقہ پر راہ گیر ہاتھ ڈالے جب آپ پہونچے تو مین رُک گیا پھر دیکھ
رہا تھا کہ اگر اُستاد پہ کوئی افتاد پڑے تو اپنے کو پہونچاؤن عمرو نے کہا او بھوریے
تو ہر وقت میرے زوال ہی کا امیدوار رہتا ہی برق سے خواجہ باتین کرتے ہوئے

بارگاہ نورالدہر مین آئے کرسی پر سر جھکا کر بیٹھے نورالدہر نے کہا چھوٹے دادا جان طہماس کی رہائی کی کوئی صورت نہ نکلی عمرو نے کہا انشاء اللہ اب یہ ہاکر لاونگا یہان سیما گھبرائی ہوئی دربار مین غلطان کے آئی کہا اے شہنشاہ بہت تدبیرین کین لیکن طلسم کشا پر ہاتھ نہین پہونچتا کئی عیار نگہبان ہین ہر وقت پھرا کرتے ہین طبل جنگی بجوائیے سر میدان عمرو کو زیر کرونگی غلطان نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر نام پر سیماے اختر پیشانی کے کل عیاری کا مقابلہ سر میدان ہوگا ہم لوگ ساحر دخل نہ دینگے اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے خدمت نورالدہر مین آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ٭ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ٭ نگین سعادت بنام تو باد ٭ ہمہ کار عالم بکام تو باد ٭ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو غلطان گو ہر بار نے طبل جنگی بجوادیا کل سیماے اختر پیشانی میدان مین نکلین گی نورالدہر نے کہا چھوٹے دادا جان سوائے آپ کے کون میدان مین نکلے گا آپ کے نام پر طبل جنگی بجے عمرو نے کہا اے نور نظر میری طبیعت سست ہے شبرنگ وغیرہ مقابلہ کرینگے نورالدہر نے کہا بڑی خفت ہوگی وہ آپکا نام لیکر پکاریگی عمرو نے کہا ناچار و مجبور ہون کیا کرون جب قوت و طاقت ہی نہو تو انسان سے کچھ نہین ہوسکتا سردارون نے کہا نام پر خواجہ کے طبل جنگی بجوا دیجیے ضرور مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا مین تو منع کرتا ہون پھر کسکے نام پر طبل جنگی بجتا ہے نورالدہر نے حکم دیا کہ نام پر خواجہ کے طبل جنگی بجے عیارون نے میدان درست کرنا شروع کیا خواجہ اپنے مقام سے اٹھے لشکر غلطان مین آئے ہر مقام پر یہی ذکر سُنا کہ کل مقابلہ سیماے اختر پیشانی کا ہوگا عمرو کو پکڑ لائیگی اگر کوئی دوسرا شخص دخل دیگا غلطان سحر کریگا گرفتاری پر عمرو کی بڑا ہنگامہ ہوگا عمرو سب کو عزیز ہے کون ایسا سردار ہے کہ جسپر احسان عمرو کا نہین ہے خواجہ یہ سب باتین سنتے ہوے قریب اُس قصر کے آئے کہ جہان طہماس قید ہے دیکھا نگہبان بیٹھے ہوے آپس مین ہنسی دل لگی کر رہے ہین عمرو وہان سے ہٹا در بارگاہ غلطان پر آیا اندر سے چوبدار نے نکل کر آواز دی کہ ارے کوئی مزدور حاضر ہے قید خانہ تک قتیلہ شراب کا لے چلے خواجہ ایک شہدے کی

تشکل بنکر سامنے چوبدار کے آئے کہا حضور جوے نے ایسا پریشان کیا ہو کہ جان و مال
سب ہار گئے چوبدار نے کہا ہارنا جیتنا تم لوگون کا کام ہو مگر یہ تیلہ اُٹھالو تا بہ قید خانہ لیچلو
شہدے نے کہا چار گنڈے لین گے چوبدار نے کہا جو مانگوگے وہی ملیگا شہدے نے
بہت خوب کہکر تیلہ اُٹھا لیا شہد القلی چوبدار سے باتین کرتا ہوا چلا کہ میان مردے ہے
صاحب آج کعبتین نے وہ رنگ ہمکو دکھایا کہ جو عمر بھر نہ دیکھا تھا سب داؤن رنگ
کے ہارے اگر ہمارا رنگ گھڑی بھر کھیل جائے تو سلطنت جیت لین مگر آسمان پھٹ
پڑتا ہو کہ اُسکا داؤن نکل جاتا ہو اسی مین ہم لوگ ہرتے ہین رنگمباز جھٹ پٹ مار
جاتا ہو جب ہمارا رنگ آتا ہو تو جی چاہتا ہو جان بد دین مگر کچھ زور ہی نہین چلتا تنگ یا
حلال ہوتے ہین ہم بھی آج اسی مین ہارے کل تڑکے ہی جاکر بدینگے چوبدار ہان
ہان کرتا چلا آتا ہو کہ راہ مین شہدے نے ٹھوکر لی زمین پر گرا فتیلہ بھی گل ہو گیا کہا مردے ہے
صاحب فتیلہ ذرا جلا لیجیے یہ اُسی ہار کی جھل ہو کہ راستہ نہین چلا جاتا چوبدار فتیلہ جلانے
گیا خواجہ سے نے شراب مین بیہوشی ملائی تیلہ اُٹھا کر لیچلے در زندانخانہ پر آئے قیام جادو
وہان کا افسر ہو اُسنے پکارا کون آتا ہو مردے ہے نے کہا تم سبھون کے واسطے شراب
لائے ہین ساحرا ٹھکر دوڑے تیلہ لیکر رکھا شہدا سب کے حقے بھرنے لگا قیام نے
کہا بھائیو اپنا اپنا حصہ لیلو کہ رات بھر جاگنا ہوگا شہدا کہتا ہو آپ سب سو رہیے گا ہم پہرہ
دینگے قیام ہنسنے لگا کہا میان شہدے صاحب بڑے خوش مزاج ہو جاکے کابلی مٹر
لوتے آؤ شہدا دوڑ کر کابلی مٹر لایا سب کا کام دوڑ دوڑ کر کر رہا ہو مگر اپنی باتین کیے
جاتا ہو کہتا ہو بھائیو صبح کو چلکر ایک ایک روپیہ جوے مین لڑاؤ مہینہ بھر کی تنخواہ پا جاؤ
سپاہی کہنے ہین میان شہدے صاحب ہمارا یہ کام نہین اگر ہار جائین تو کیسے بدنام
ہون بال بچے بھوکون مرین شہدا کہتا ہو بھائیو جوے مین ہار نہین ہو ہزار ہا روپیہ
جیت لیا ہو ہمارا دو روپیہ روز کا خرچ اسی پر ہو خواہ ہارین خواہ جیتین مگر خرچ نہین
معلوم ہوتا شراب چلی جاتی ہو جمعدار صاحب ایک دن دن کھیلیے تب آپکو مزہ پڑے
سامنے پریان ناچا کرتی ہین ہم لوگ مزے اُڑاتے ہین تماشہ دیکھتے ہین کل تو جمعدار صاحب

ضرور چلیے دیکھیے تو کیا صحبت ہو کون کون لوگ جمع ہوتے ہین کون کون لوگ آتے
ہین کیسے کیسے نقتہ اس مضمون مین پھنستے ہین غرضکہ سب نے شراب اپنے اپنے حصے
کی پی جسنے پی وہ ناچنے لگا کوئی چوتڑ سیٹتا ہو کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہو کوئی اپنے مقام سے
اُٹھ نہین سکتا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے خواجہ نے سب کو قتل کیا قید خانہ مین
آکر طہماس کو رہا کیا ساتھ لیکر چلے جب لشکر قریب رہا کہا اے طہماس تم تو لشکر مین جاؤ مین
رخصت ہوتا ہون طہماس نے کہا اُستاد کہان جائیے گا عمرو نے کہا سب ملکر میری جان
لیتے ہین سیمائے اختر پیشانی جلادہ نیچے بران لیکر میدان مین آئیگی مین اُسکا مقابلہ
نہ کر سکونگا لہذا مین تو خانہ کعبہ جاتا ہون نورالدہر سے کہدینا اے نور نظر تمھاری ذات
سے صاحبقران سے چھوٹے زندہ رہین گے تو ملین گے صبح کو چالاک وغیرہ مقابلہ
کرینگے یا اُسکا عیار شبرنگ نکل کر مقابلہ کریگا مجھے کیا غرض ہو کہ مین اپنی جان دون
ہر چند طہماس نے روکا کہ اُستاد نہ جائیے پاس نورالدہر کے تو چلیے اُنسے کہا جانے
کہ خواجہ مقابلہ کے لائق نہین ہین وہ ضرور آپ کو معاف رکھین گے نورالدہر آپ سے
کیسی محبت رکھتے ہین خواجہ نے کہا بیٹا تم کیا جانو یہ سب فرزندان حمزہ میری ہی جان
لینے کے خواہان ہین وہ چاہتے ہین کہ ہو سکے تو مقابلہ کرو اور اگر نہو سکے تو بھی لڑو مین
اپنی جان کو غنیمت جانتا ہون یہ کہکر خواجہ طرف صحرا کے روانہ ہوگئے طہماس راستہ
بھٹک کر اور طرف جا نکلے اُتنی رات صحرا مین پھرے جب ستارۂ سحری چمکا اور لشکر
نورالدہر کو دیکھا کہ میدان مین جاتا ہو طہماس بھی لشکر مین آئے نورالدہر سب کے
آگے تھے طہماس کو دیکھکر خوش ہوگئے آواز دی کہ اے نبیرۂ کلنکا ان کیونکر رہائی
پائی طہماس نے قریب آکر رکاب کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی کہ خواجہ عمرو نے
جاکر رہا کیا نورالدہر نے پوچھا خواجہ کہان ہین طہماس نے کہا وہ طرف خانہ کعبہ کے
گئے ہین مین نے بہت سمجھایا مگر نہ مانا سیمائے اختر پیشانی کوئی عیار رہ ہو فرماتے
تھے مین اُس سے مقابلہ نہ کرسکونگا ہر چند کہا کہ آپ نہ مقابلہ کیجیے گا سامنے تو موجود رہیے گا
اُنھون نے نہ مانا روانہ ہوگئے نورالدہر کو بڑا قلق ہوا کہا اے شبرنگ تمنے سُنا کہ خواجہ

چلے گئے شبرنگ نے کہا گئے تو جانے دیجیے آپ کا غلام مقابلہ کریگا کیا معرکہ رہجائیگا
مگر قبلہ و کعبہ نے اپنے نام کو بدنام کیا یہ خبر صاحبقران کو بھی پہونچے گی فرمائینگے
نہین معلوم میرے عیار پر کیا دباؤ ڈالا کہ خواجہ طرف خانۂ کعبہ کے چلے گئے آپ کو
لوگ بدنام کرینگے نور الدہر نے کہا اب دیکھو تھوڑی دیر مین لشکر آتا ہو وہ ظالمہ
نکلے گی انھین کو پکاریگی شبرنگ نے کہا غلام خواجہ کی شکل بنکر مقابلہ کریگا کہ اتنے مین
برق آیا اُسنے یہ حال سُنکر کہا ای شبرنگ کیون گھبراتے ہو یہ بھی اُستاد کا فقرہ ہو
دیکھ لینا وہی آکر مقابلہ کرینگے کہ چالاک بن عمرو آیا اُسنے جب یہ کیفیت سُنی ہنسنے لگا
کہا قبلہ و کعبہ کے یہ شعبدے ہین ایسے فقرے اکثر ہوے ہین مگر وقت پر آگئے ہین یہ
باتین کرتے ہوے میدان مین آسئے کہ طرف سے لشکر غلطان کے گرد اُڑتی دیکھا
سب نے غلطان گوہر بار اسباب سحر سے آراستہ و پیراستہ بڑے زور و شور سے
میدان کارزار مین آکر پہونچا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا
سب نے کہ سیماے اختر پیشانی لباس عروسی سے آراستہ تخت پر سوار سات سو
کنیزین گرد گھیرے دوپٹہ گلنار عمدہ زیب دوش پائجامہ سرخ اطلس کا جسمین گوٹا پٹھا
لگا ہو پہنے ہوے وزیر زادی پہلو مین اسباب سحر سے آراستہ اس لطف سے سواری
سیماے اختر پیشانی کی آکر پہونچی غلطان نے پکار کر آواز دی ای طلسم کشا آج مقدمہ
مقابلۂ عیاری کا ہو ہم آپ تماشہ دیکھین اگر آپ دخل دینگے تو سحر کرکے صفین اُلٹ دونگا
نجم اختر شناس نے بڑھکر آواز دی کہ او بیحیا تیری کیا مجال ہو کہ لشکر اسلام کو بنگاہ کج
دیکھے کہ بادشاہ لشکر ہمارا اسکندر ثانی ہو جسکے خوف سے بقراط ثانی بھاگا بھاگا
پھرتا ہو تم لوگون کے جلال کا زمانہ گذر گیا اب اپنی جان بچاؤ اب زمانۂ جلال طلسم کشا
ہو بقراط پرستون کے لیے زوال ہو نور الدہر فرمارہے ہین ای نجم تمنے اسکی بات کا
جواب کیون دیا حقیقت مین یہ سحر کیا کرسکتا اگر مقدمۂ عیاران مین دخل دیگا تو بہت
پچھتائیگا سر میدان مارا جائیگا بلکہ اس سے تکرار کرو کہ جس سے مقابلۂ عیاران موقوف
رہے خواجہ چلے گئے نجم نے پکار کر آواز دی ای غلطان گوہر بار ہم امید وار ہین

کہ کمال تمہارے سحر کا دیکھین کہ کیسے کامل ہو لشکر پہ کچھ سحر کرو تو جواب ملے غنچہ آرزوے ساحران کھلے یہان پر تو یہ ذکر ہو رہا تھا مگر ہرکارے لشکر کفار کے جو لشکر اسلام مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے سیما کے آئے ترقی حسن و جمال کی دعا دے کر عرض کی ای ملکۂ عالم تمہاری عیاری کی شہرت نے یہ زور پکڑا کہ عمرو عیار خوف جان سے بھاگ گیا لشکر مین غلغلہ ہی کہ عمرو طہماس کو چھوڑ اکر طرف خانۂ کعبہ کے چلے گئے ہر چند طہماس نے سمجھایا مگر کہا کہ مجکو جان کا خوف ہی مین نہ ٹھہرونگا مگر ای ملکۂ عالم تمہاری یاد مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے **نظم**

خوب موزون ہمسے وصف قد بالا ہوگیا — عالم بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا
باعث گریہ ہوئی فرقت مین مجکو میکشی — ساقیا اشکون سے می کا استخارا ہوگیا
میکشی مین روتے مین ہوا ای یار کور — نشئے کے ڈورون کی جا آنکھون مین جالا ہوگیا
تیرا مالا موتیون کا قتل کرتا ہی مجھے — ای پری مالہ سر وہی کا یہ مالا ہوگیا
داغ حسرت کتنے تیرے عہد مین پایا نہین — باغ مین آگے جو گل تھا وہ بھی لالہ ہوگیا
خوش ہوا بھولے سے گر دل غم وہین یاد آگیا — قہقہہ ہونٹون تلک پہونچا کہ نالا ہوگیا
محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستون کو ضرر — شیشۂ می ٹوٹ کر ساقی پیالا ہوگیا
وصف جو اُس ماہ تابان کے کیے مین نے رقم — یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہوگیا
جبکہ دوش احمدؐ مختار پہ رکھا قدم — حیدرؓ کرار کا رتبہ دو بالا ہوگیا
غم ہوا اِس درجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر — جو ہرن تھا خشک ہوکر مرگ چھالا ہوگیا
کل تلک بے صرفہ ناسخ غم پہ غم کھایا کیا — آج وہ خود گور کے منھ کا نوالا ہوگیا

یہ خبر جو ہرکارون نے ملکہ سیماے اختر پیشانی کو سنائی قہقہہ مار کر ہنسی کہا صاحبو تمنے سنا اب طلسم کشا کیا جواب دینگے مین میدان مین جاتی ہون اور جاکے عمرو کو پکارونگی آج تک جب اُس سے مقابلہ ہوا ہر مرتبہ مین نے اُسے گرفتار کر لیا مگر اُسکے شاگردون نے اُسے چھڑا لیا اُسی خوف سے بھاگ گیا سمجھا کہ مقابلہ مین سربر ہونگا مقابلہ مین گیا اور گرفتار ہوا ایسی باتین کرکے تخت سے کودی کنیزین کہہ رہی ہین

حضور آپ کیون میدان مین جاتی ہین آپ کے مقابلہ مین کون آئیگا آج تو حسن و جمال
حضور کا آفتاب پر طعنہ زن ہی اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو تسبیح توڑ ڈالے معلوم ہوتا ہی چاند
چمک رہا ہی یا پھول گلاب کا کھلا ہی کیا حضور کی تعریف کرین یہ مطلع میان سطوت
کا حضور کے حسب حال ہی ⁂ مطلع ⁂ آئینہ لیکے دیکھیے تو رخ کا نور آپ ⁂ بہتر کہین ہین حور
و پری سے حضور آپ ⁂ کنیزون نے ہر چند سمجھایا تعریفین بھی کین عمرو کی ذلت بھی
بیان کی مگر سیما نے نہ مانا نیچہ ہاتھ مین لیکر مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی میدان مین آئی پکار کر
آواز دی وہ ساربان زادہ کہان ہی میرے مقابلہ مین نہین آتا عیار شرمندہ ہو رہے
ہین نور الدہر جھلا رہے ہین شبرنگ سے فرماتے ہین اے شبرنگ کیا کرون بلوہ
کردون مغلوبہ ہونے لگے شبرنگ نے کہا اے شہریار سب کہین گے کہ عورت پر
لشکر کشی کی سیما تو بھاگ جائیگی مگر غلطان حضور کے بلوے کو روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا
غلطان شکست کھاکے بھاگے گا مگر اپنے مقام پر جاکر کہے گا کہ عورت پر لشکر کشی کی
نور الدہر فرماتے ہین پھر اے شبرنگ کیا کرون وہ پکار رہی ہی کہ شاپور سامنے
سے آیا عرض کی اے شہریار غلام بہ شکل خواجہ بنکر مقابلہ کرے دعوی کرتا ہون کہ سر میدان
پکڑ لاؤنگا نور الدہر رضا مند ہوے ہین شاپور صورت عمرو کی بنا رہا ہی کہ اپنے
باپ کی شکل بنکر میدان مین جاؤن سیمائے اختر پیشانی سے مقابلہ کرون جواب
دون کہ او شغتل کیا بکتی ہی ہمارا نام ادب سے نہین لیتی ہمارا رتبۂ اعلے نہین سمجھتی یہ
سوچکر صورت بدل رہا ہی نور الدہر فرماتے ہین اے شاپور جلدی کر وکہ وہ للکار
رہی ہی شاپور جلدی کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک کتا سفید و براق بال بڑے
بڑے لٹکتے ہوے مثل برق کے چمکتا ہوا پٹہ سنہری گلے مین پڑا ہوا قفل پٹے مین لگا
ہوا جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سیما نے جو سگ برقی کو آتے ہوے دیکھا دل مین سوچی
کہ کسی رئیس کا کتا چھوٹ گیا ہی بن پڑے تو اسکو گرفتار کرلون غلطان کو ہر بار
بہت پسند کریگا یہ سوچکر کتے کو چمکار اکتا جست کرکے قریب سیما کے آیا قدمون کو
چومنے لگا کون کون کرتا تھا سیما جھکی پشت پر برقی کہکہ ہاتھ پھیر ا کبھی برقی کہا کبھی

برقی کہا کتّے نے ہاتھ اُٹھا دیے سیما نے گردن جھکائی کتّے نے دونون ہاتھ گردن مین ڈالدیے مُنھ سے مُنھ رگڑنے لگا جب مُنھ سے مُنھ ملایا ایک پھٹ کی آواز آئی دہن سے کتّے کے ایک حباب نکلا داغ پر سیما کے پڑا کہ سیما بیہوش ہوئی کتّے نے گھنڈیان کھولین کھال جسم سے الگ کی تڑپ کے جست کی سب نے دیکھا کہ عمرو نعرہ کرتا ہوا نکلا

نعرۂ خواجہ عمرو بن خواجہ امیۂ ضمری

کزان اُستاد عیاران عالم جہان سرہنگ در خنجر گزاری	سراپا دانش و عقل مجسم بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین زکلکش آبیاری عمرو آن شاہ عیاران عیار	

نعرہ کرکے کھال اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لی پشتارہ سیما کا باندھنے لگے کنیزین جو کھڑی ہوئی تھین بیقرار ہوگئین نیچہ کھینچکر دوڑین شاگردان عمرو کنیزون پر جا پڑے ہر ایک نے ایک کنیز کو باندھ لیا عمرو نعرہ کرتا ہوا بھاگا سامنے نور الدہر کے لاکر پشتارہ رکھدیا غلطان نے جو دیکھا کہ شاگردان عمرو کنیزون کو لیے جاتے ہین بڑھکر سحر کیا کہ سب عیار گرے چاہا سب کو گرفتار کرلون نور الدہر کو تاب نہ آئی نعرہ کرکے جا پڑے آکر لوح کو چمکایا عیارون کو ہوش آیا پشتارے لیکر بھاگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی نجم نے بڑھکر سحر کیا کہ ہزارہا ستارے گرے جبیر گرا وہ جل گیا ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر سحر کیا کہ کئی ہزار ساحر سر ٹکرانے لگے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

پڑے ہین شیشے تو جام خالی ہی	گردش آسمان نرالی ہی
منزل ماہ تیرے جلوے سے	سرخ دالان بھی ہلالی ہی
آسمان پر نظر جو کی شب ہجر	سمجھے ہم مقبرے کی جالی ہی
سفلون سے پوچھتا ہون غربت مین	کیسے کیسا مزاج عالی ہی
اسقدر رہو گیا ہون زار و زبون	کہ مجھے خوف شیر قالی ہی
شعر رنگین مزے پڑھے اِس سے	میری جان آج جانے والی ہی
بہر دندان یار روتا ہون	ہر مژہ موتیے کی ڈالی ہی
باغ پامال کر دیا تو نے	ہر نہال اے صنم نہالی ہی

واعظا ہو نہ درپے ناسخ عاشق رند لاابالی ہے

ہنگامۂ مملو یہ ہو رہا ہی ہرطرف صدائین بلند ہین کوئی گریبان چاک کر رہا ہی کوئی پہاڑون سے سر ٹکرا رہا ہی کوئی غل مچا رہا ہی کوئی آمادۂ ساحری ہی غلطان بڑھ بڑھ کے حکم دیتا ہی ارے یارو مسلمانون پر سحر کرو نقیب لشکر غلطان بڑھ بڑھ کے نقابت کر رہے ہین نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ... نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی ... کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے ... گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ... جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا ... ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اِس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم ... کف افسوس ہر اک برگ ہی اِس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ... جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین ... اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

ہرطرف یہی ہنگامہ ہی نقیبون نے جو بڑھکر یہ اشعار پڑھے ملازمان غلطان کو ہربار علمدار کو اشارہ کرکے بڑھے مطلب یہ تھا کہ علمدار بڑھے تو ہم بھی بڑھین علمدار نے علم سیاہ نشان کفر کا پھریرا کھولا ہاتھی کو بڑھایا اب ہمراہ علمدار ہزارہا ساحران غدار گولے ترنج نارنج لیکر بڑھے نورالدہر نے جو دیکھا کہ بسبب علمدار کے جنگ ہو رہی ہی مرکب طلسمی کو مہمیز کیا علمدار کے سامنے آگئے للکارا کہ او سیاہ رو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کا نعرۂ تکبیر کرکے ہاتھ مارا کہ مع علم و علمدار و ہاتھی کے تلوار نے کاٹ کر زمین مین بوسہ دیا نشان نفر جو گرا فوج والون کے پاؤن اُٹھے اہل اسلام مارتے ہوے چلے غلطان کیسا کیسا روک رہا ہی آگے بڑھکر سینہ سپر کیا مگر فوج کے پاؤن نہین ٹکتے پیچھے ہٹے جاتے ہین غلطان نے آگ برسائی دریاے سحر جاری کیا اُدھر سے لڑتے ہوے سکندر ثانی آتے تھے سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ دریا غراٹا مار رہا ہی طلسم کشا اس پار کھڑے ہین ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین

کہ دریا کو فرا جاؤن مگر رک جاتے ہین سکندر نے بڑھکر گولہ مارا گولہ وسط دریا مین جاکر پھٹا دریا بیچ مین سے شق ہوا ہزارون مچھلیان غلطان پر گرنے لگین غلطان ہرچند ہٹتا ہی مگر مچھلیان نہین مانتین آخر ناچار ہوا جھولی مین ہاتھ ڈالکر گولہ نکالا سحر کرکے گولہ دریا پہ مارا دریا کو خشک کیا تب مچھلیان موقوف ہوئین سکندر و غلطان سے سامنا پڑا غلطان چاہتا ہی پیچھے ہٹکر بھاگ جاؤن مگر سکندر کب ہٹنے دیتے ہین جب سحر کرتے ہین غلطان کو معلوم ہوتا ہی کہ مجھپر بجلی گرگئی اور دو ٹکڑے کردیگی اُسی مقام پر زمین مین عرق ہوجاتا ہی سکندر سحر کرکے اُسکو پھر نکالتے ہین غلطان اس کشاکش مین ہی کہ نورالدہر لڑتے ہوے سامنے آئے نعرہ کیا کہ او غلطان کہانتک بندگان خدا کو قتل کرائے گا یہ کہکے لڑتے ہوے برابر غلطان کے پہونچے غلطان نے جب اپنے قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کا معاوضہ مین ہاتھ مار دیا کہ غلطان کے دو ٹکڑے ہوے غلطان کا مارے جانا کہ اہل فوج فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے ہرچند کہ سکندر نہ قبول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے شہریار اس قلعہ کے لوگ مکار ہین ایسا نہو سرکار کے ساتھ کچھ بے ادبی کرین مگر نورالدہر نے کہا یہ غیر ممکن ہی کہ یہ لوگ عذر کرین اور ہم پناہ نہ دین سب کی خطا معاف کی بارگاہین نیمے لوٹ لیے سب کو ساتھ لیکر داخل قلعۂ غلطان ہوے خواجہ عمرو رخصت ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلے سیماے اختر پیشانی سے عقد ہوگیا اور یہ مسلمان بھی ہوئی نورالدہر نے قصد کیا کہ کوچ کرین تیاریان ہونے لگین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان قید ہوکر نورالدہر کا سامنے بقراط کے پہونچنا اور ہنگامۂ عظیم ہونا و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان	کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان
چھلاوہ ہی میرا قلم بے درنگ	دکھاتا ہی ہر دم زمانے کا رنگ
ثمر زور پر طبع موزون ہوئی	جو قطرہ طبیعت تھی جیحون ہوئی

چل ای ساقی بادہ کش لاجواب ترا چہرہ گل ہو دیا آفتاب
سراپا ہی شوخی سراپا ہی ناز مناسب ہی ہو رنگ مے سرفراز
ہر اک رند میخوار بےباک ہی کہ ساقی مرا چست و چالاک ہی
گلابی بدست و نگہ بر حقیر کہ سائل ہی یہ مے کا شکل فقیر
ترے فیض سے آج ممتاز ہون تری بزم مین مین سرافراز ہون
ہوے جمع رندان میخوار ہین تری چشم میگون کے بیمار ہین
پلا اُنکو جام شراب و لا کہ میخوار کو لطف مے کا ملا
ہر اک رند ہی جوش سے ہوش مین یہ کہدے مرے آکے تو گوش مین
کہ یہ مجمع رند میخوار ہے ہر اک بادہ کش آج سرشار ہی
قمر بل گیا ساقی مے پرست کیا دخت رز کو بھی ہر اک نے پست
لکھ ای کلک جادو رقم سحر ساز دکھا دے جہان کا نشیب و فراز

چہرہ مقید ان سلسلۂ رنج و مصیبت و رہائی یافتگان زندان جرأت و شوکت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف گہر سنج دریاے مہر و محبت + چنین می نویسد ز کلک مروت + کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بعد رخصت کرنے خواجہ کے سردارون کو حکم دیا کہ لشکر جلد آراستہ کرو کل انشاءاللہ تا بقلعہ مروارید گا پہونچ جاوین شاید اس بقراط سے مہلت پاوین مگر اس قلعہ مین ایک ساحرہ رہتی ہی کہ شبگونہ آتشبار اُسکا نام ہی میدان کارزار سے جو پلٹ کر آئی اپنے مکان مین سب رفیقون کو جمع کیا اُسنے صلاح کر رہی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ مروارید کا تو حکم تھا کہ جہانتک بن پڑے طلسم کشا کو قتل کرو غلطان نے کیا کیا تدبیر کی مگر بیچارے کا زور نہ چلا آخر میدان مین ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ مروارید کو خوش کرین سب نے کہا ای ملکۂ عالم ہم لوگ تو مجبور ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سامنے طلسم کشا کے جا کر لڑین اپنی جان دین مگر ہماری جان دینے سے کوئی مطلب نکلے تو ہمکو عذر نہین شبگونہ یہ باتین کر رہی تھی کہ آسمان پر برق چمکی اِستے سر اُٹھا کر دیکھا افغان تاجدار و

صراحت جادو اسباب سحر سے آراستہ آکر پہونچی کہا ای شبگونہ ہم آئے تھے کہ لشکر طلسم کشا
سے جنگ کرین قلعہ مین آکر سُنا کہ سب مسلمان ہو گئے بادۂ محبت طلسم کشا سے مست ہین ہر چند کہ اس
قلعہ مین بڑے بڑے ساحران زبردست ہین مگر دم محبت کا طلسم کشا کی بھر رہے ہین
صراحت جادو نے کہا کہ مین شام سے آئی ہون جملہ افسردن کے پاس گئی ہر ایک سے
صلاح کی مگر سب نے جواب دیا کہ ہم تو سکندر ثانی کی سلطنت چاہتے ہین بقراط ثانی نے
ذی حق کو بے حق کیا ای صراحت چلی جاؤ ایسا نہو کہ ہم لوگ تمکو گرفتار کرین مین سب کی
مدد سے مایوس ہو کر اب چلی تھی کہ راہ مین افغان جادو سے ملاقات ہوئی اُنھون نے
کہا کہ شبگونہ سے ملاقات تو کر لو وہ مدت سے سامری و جمشید پرست ہے شاید ہماری
راے کو قبول کرے اور ہماری شریک ہو بارے تمکو آکے قاعدے سے دیکھا باقی جسکے
گھر پر گئے تبخانے ویران پائے تسبیحین ہاتھ مین لیے پڑھ رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین
ہر ایک کی زبان پر جاری ہے کہ ای خالق لیل و نہار سکندر ثانی کی سلطنت ہو بقراط ثانی
مارا جائے البتہ تمہارے یہان آکر تبخانہ آباد پایا دیکھا کہ تدبیر بربادی طلسم کشا کر رہی ہو
اب جو کہو وہ کرین شبگونہ نے کہا ای صراحت و افغان یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین طلسم کشا
کے بالکل بقراط کا خوف نہین ہر وقت یہی ذکر ہے آٹھ پہر یہی فکر ہے کہ بقراط کو پائین تو
قتل کرین وہ بیچارہ شکست خوردہ ملکہ مروارید کے پاس آیا اُنکے دامن مین پناہ لی
سارے طلسم مین مسلمان پھیلے ہوے ہین جہان دیکھو لشکر مسلمانان فروکش ہے افغان و صراحت
نے کہا ہمارے نزدیک سب سے عمدہ یہ تدبیر ہے کہ ای شبگونہ تم دربار طلسم کشا مین جاؤ
کچھ خیر خواہی کی باتین کرو جس مقام پر طلسم کشا آرام کرین وہان سے اُٹھا لاؤ طلسم کشا
کو لیکر بخدمت بقراط چلین قید طلسم کشا پیش کرین وہان خود ملکہ مروارید موجود ہین
اُسی وقت طلسم کشا کو قتل کرینگی تمھارا نام ہوگا یہ صلاح سُنکر سب نے پسند کی کہا بیشک
یہ صورت غالب آنے کی ہے جلد جاؤ ہم لوگ سحر تیار کیے بیٹھے ہین تمکو دیکھتے ہی لشکر پر
طلسم کشا کے آگ برسا دینگے لشکر طلسم کشا کا تباہ کرتے چلین گے شبگونہ اُٹھی طرف دربار
طلسم کشا کے چلی یہان وہ وقت ہے کہ طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین سب معشوقان پریچہرہ

خدمت میں حاضر ہیں نازنینان پری پیکر حور منظر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہو جاے   شہر گلزار ابھی نظرون مین اژدر ہو جاے

منقلب ہجر مین ماہیت اشیا نہ ہوئی   کہ اگر ہاتھ مین لون پھول تو اخگر ہو جاے

چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون   سب لہو میرے بدن مین مۓ احمر ہو جاے

گرمیٔ آہ کی وہ ماہ رسائی دیکھے   ہر شرر جا کے فلک پر ابھی اختر ہو جاے

کل جو فرقت مین ہوئی چشم مری خون آلود   سبزۂ تر بھی نہ کیونکر خرۂ تر ہو جاے

ماہ کنعان تجھے ای ماہ جو عریان دیکھے   پیرہن چاک کرے جامے سے باہر ہو جاے

ساقیا گر ترے پٹھون کا تصور باندھون   طائر ہوش کی پرواز کو شہپر ہو جاے

آپکی راست روی کے جو مین مضمون لکھون   خود بخود صفحۂ قرطاس پہ مسطر ہو جاے

اثر سختی ایام سے ساقی ہی یقین   پنبہ بھر بھر مینا ابھی پتھر ہو جاے

کرکے دو سرو کو تلوار سے قاتل نے کہا   اب تو شاید مرے قامت کے برابر ہو جاے

لیکن سکندر ثانی فرما رہے ہین کہ ای نجم اختر شناس آج شہریار کی بہت حفاظت کرنا ایسا نہو کہ کوئی ساحر قلعہ سے آکر دست اندازی کرے تو ساری فتح شکست ہو جائے نجم عرض کر رہے ہین مین نے جو خیال کر کے دیکھا سب افسران فوج موافق ہین کوئی باغی نہین پایا جاتا یہ ذکر تھا کہ شبگونہ آئی نور الدہر کو سلام کیا پہلو مین آکر بیٹھی کہا ای شہریار کوچ کی تیاری فرمایئے مین دس ہزار فوج کی افسر تھی پانچ ہزار تو مارے گئے پانچ ہزار جو باقی ہین وہ جلدی کر رہے ہین کہ قلعۂ مروارید نگار پر چلیے اگر حکم ہو تو مین آگے بڑھون لشکر لقراط مین کھلبلی ڈالدون جنگ آغاز ہو آپ وقت پر آجائیے گا سکندر نے جواب دیا کہ ای شبگونہ لقراط کو کیا سمجھی ہو لقراط ایک سحر مین قیامت برپا کر دیگا ایسا ساحر زبردست ہو کہ جسنے سیکڑون برس اتنے بڑے طلسم مین خدائی کی اور سب پر غالب رہا اسدن کی اُسکو خبر نہ تھی کہ آفت آسمانی آئیگی کیا کیا سامان کر رکھے تھے آٹھ پہر عیش کیا کرتا تھا اب بھاگ کر قلعۂ مروارید نگار پر آیا ہو ہر چند کہ مروارید بہت ناچار ہو رہی ہو مگر یہ نہین سوجھتا کہ جا کر طلسم کشا کی اطاعت کرون جان بچے یقین ہو

کہ ساتھ **بقراط** کے قتل ہوگی ہم لوگ گئے اور اسکو گھیر لیا کہان جائیگی تہ تیغ آئیگی کیونکر
جان بچائیگی آخر مین پچتائیگی شبگونہ نے پوچھا آج حضور کہان آرام فرمائینگے **نورالدہر**
نے کہا وہی بارگاہ قدیم **ارسطوے ثانی** بول اُٹھے کہ ہم آج پہرا دینگے **شبگونہ** نے کہا
آپ افسران قدیم سے ہین ہم لوگ ملازم تو ہین آج ہم پہرا دینگے ہرچند **سکندر** نے منع کیا
مگر **شبگونہ** قدمون پر **نورالدہر** کے گر پڑی عرض کرتی تھی میرے ساتھ والے مجھے
بداعتقاد ہونگے کہینگے تمہاری خطا نہین معاف ہوئی کہ پہرا تمہارا اور دولت **طلسم کشا**
پر نہ مقرر ہوا مین شرمندہ ہونگی **نورالدہر** نے **سکندر** کو منع کیا کہ آپ خاموش رہین
سچ کہتی ہے یہ راسخ الاعتقاد ہے آج اسی کا پہرا ہمنے مقرر کیا **شبگونہ** نے باہر آکر کرسی
بچھائی اُسپر بیٹھی ساحر جابجا مقرر کیے ہر طرف حاضر باش وناظر باش کی صدا بلند ہو گرد
بارگاہ **نورالدہر** پہرا دے رہی ہے دو پہر سے شب گذری تھی کہ **نورالدہر** تشریف لائے
سب سردار پہونچا کر پلٹے گئے **نورالدہر** داخل بارگاہ ہوے **شبگونہ** نے جاکر آرام
کرایا جب **نورالدہر** سو گئے تو **شبگونہ** اپنے مقام سے اُٹھکر آئی بغور دیکھا کہ کل تختہ جات
طلسمی جسم پر آراستہ ہین اب حیران ہے کہ **طلسم کشا** کو ہاتھ نہین لگا سکتی کیونکر لیجاؤن آخر
سوچتے سوچتے جھولی سے تین تپلے فولادی نکالے انکو چھوڑا تینون پتلے تین پایون سے
لپٹ گئے ایک پایے پر **شبگونہ** نے خود ہاتھ ڈالا مع چھپر کھٹ **نورالدہر** کو اُٹھا کر بجلی
سحر سے اندھیرا کر دیا ہے قبۂ بارگاہ کو توڑا لیکر مکان پر آئی **صراحت** اور **افغان** نے
کہا اے **شبگونہ** **طلسم کشا** کو قتل کرین **شبگونہ** نے کہا صاحبو خاموش رہو ایسا نہو کہ **طلسم کشا**
بیدار ہو جائے **صراحت** جادو و **افغان** تاجدار نے کہا اے **شبگونہ** اگر یہ خوف ہے
تو تم انکو لیکر چلو ہم آگ لشکر **طلسم کشا** پر برسا کر آتے ہین **شبگونہ** نے اُسی طرح چھپر کھٹ کو
اُٹھایا تین تپلے فولادی تین پایون مین لپٹے ہین ایک پایے پر خود ہاتھ ڈالے ہوے ہے
اس طرح پلنگ لیے جاتی ہے **صراحت** و **افغان** و ملازمان **شبگونہ** ملکر اُٹھے آسمان پر
آکر آگ برسانے لگے اہل اسلام مین فریاد کی صدا بلند ہوئی پکارتے تھے اے رحیم
کریم اس آفت آسمانی سے بچالے بندون کو اپنے حفظ دے **نظم**

برفگن از چہرۂ انور نقاب	تا شود شرمندہ بود آفتاب
لاشریک و بیمثال و لایزال	ذات پاک تست ای عالیجناب
از تو آزاد است ہر پابند غم	از تو آباد است ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی	خارجی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر	شکل می آید نظر از ہر حجاب

افغان نے ایک گولہ بارگاہ سکندر مین پھینک دیا بارگاہ جو جلی تو ملازمان سکندر بھاگے ہلڑ جو ہوا آنکھ سکندر کی کھل گئی پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کیا **طلسم کشا** کو کوئی لیگیا ساحرون نے عرض کی کہ **طلسم کشا** کا حال تو ہمکو معلوم نہین مگر ہزارہا ساحر آسمان پر اُڑ رہے ہین وہی اشیاے سحر پھینک رہے ہین سکندر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جانب **افغان تاجدار** اور ایک جانب **صراحت** مکارہ اور کئی ہزار ساحران شبگونہ یہ سب سحر کر رہے ہین سکندر نے **صراحت و افغان** کو پہچان کر للکارا کہ ای نمک حرامو ان بندگان خدا نے تمھارا کیا لیا ہی کہ تم انکو قتل کر رہے ہو یہ کہکے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری کہ **افغان** کے مع **صراحت** چار ٹکڑے ہوے باقی ساحرون کو سکندر دیکھنے لگے پہچانا کہ یہ سب ہمراہیان شبگونہ ہین خدمتگارون سے کہا جا کر شبگونہ کو خبر کرو کہ ملازم تمھارے لڑ رہے ہین ایسا نہو کہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاوین تو تم شکایت کرو گی اگر ہاتھ ہلا دون تو ایک سحر مین سب کو مٹا دون مگر تمھارا پاس ہی کہ تم ہماری طرفدار ہو خدمتگار گئے جا کے دیکھا کہ مکان شبگونہ خالی پڑا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شبگونہ مکان کو خالی کر گئی دو چار ساحر جو وہان موجود تھے جب انھون نے پکارا تو انھون نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے کہا ہم خدمتگاران شاہی ہین بادشاہ نے ہمکو بھیجا ہی یہ آواز سنکر وہ سب بھاگے خدمتگارون نے پلٹ کے سکندر سے سب حال بیان کیا سکندر نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق مدور گری کہ وہ جو سحر کر رہے تھے سب اُسمین گرفتار ہو کر سامنے آئے معلوم ہوتا تھا کہ ایک کمند مین سب بندھے ہوے ہین سکندر نے خدمتگارون سے کہا جا کر طلسم کشا کو خبر کرو ان قیدیون

کے بارے مین وہی حکم دینگے اور انسے پوچھا جائیگا کہ تم لوگ کسی کے سحر مین ہو یا تمکو
کسی نے حکم دیا ہی کہ لشکر پر سحر کرو فرستادگان سکندر نے دربارگاہ پر جاکر دیکھا کہ
نگہبان بیہوش پڑے ہین اندر جو گئے دیکھا کہ چھپر کھٹ ندارد بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی
وہ روتے ہوے سامنے سکندر کے آئے عرض کی ای شہریار جو لوگ در دولت
پر نگہبان تھے وہ سب بیہوش پڑے ہین ہمسے بے ادبی ہوئی کہ بارگاہ مین چلے گئے
دیکھا کہ مع چھپر کھٹ شاہزادہ ندارد ہی یہ سنکر سکندر نے اُن سب پر سحر کیا کہ وہ سب
دم محبت کا بھرنے لگے پوچھا سکندر نے کہ تمکو کسنے حکم دیا کہ تم لشکر پر سحر کرتے تھے
تمکو کچھ خوف نہین ہوا کہ اپنے لشکر کو آپ تباہ کرتے ہو اُن سب نے کہا ہمکو ہماری افسر
ملکہ خسبگونہ نے حکم دیا تھا کہ لشکر کو تباہ کرو وہ بخدمت **بقراط** گئین اور **طلسم کشا** کو مع
چھپر کھٹ اٹھا کر لیگئین جب اُنھون نے دیکھا کہ **طلسم کشا** اشیاے طلسمی زیب جسم کیے
ہوے ہین تو وہ گرفتار نکر سکین آخر اُنھون نے اس طرح سحر کیا کہ تین پتلے فولادی چھوتی
سے نکلے اُنھون نے تین پایے اُٹھا لیے چوتھا پایہ اُنھون نے خود اُٹھا لیا ہمسے کہ گئین
ہین کہ جب لشکر تباہ ہو جائے تو تم سب قصر مروارید نگار مین آنا ہم بموجب حکم خسبگونہ
سحر کر رہے تھے سکندر نے اُن سب پرسے سحر اُتار لیا اور حکم دیا کہ ان سب کو قید کرو وہ
سب قید ہوے سکندر روتے ہوے بارگاہ مین آئے **شبرنگ** سے سب حال بیان
کیا اور کہا ای شاطر لشکر جاکر خبر تو لاؤ یہ تو ہم جانتے ہین کہ تحفہ جات اُنکے زیب جسم ہین
اُنپر سحر تاثیر نکریگا جس مقام پہ ہوش آئیگا وہ تیغۂ طلسمی لیکر اُٹھین گے مگر خوف یہ ہی
کہ وہ یکہ و تنہا کس کس سے مقابلہ کرینگے ہمراہیان **بقراط** بہت ہین یہان وہ وقت ہی
کہ **بقراط** دربار مین مروارید کے بیٹھا ہی صحبت عیش و طیش آراستہ ہی ساقیان پریچہرہ
جام دے رہے ہین نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین **نظم**

بھرا رہتا ہی خون دل ہمیشہ دیدۂ تر مین	شراب اِنکے عوض کب ہوگی ساقی اپنے ساغر مین
ہمارے دل مین رہتا ہی تصور تیری آنکھون کا	کھلے ہین پھول نرگس کے یہان شاخ صنوبر مین
نہین جاتا سر مو سبزۂ خط آتش رخ سے	تفاوت یان نہین بالو نہین اور بال سمندر مین

گلا مقتل مین ہمنے کیا مزہ لے لے کے کٹوایا — مگر گھولا ہی قاتل قند تو نے آب خنجر مین
کیا ہی اُس سراپا نور کو تحریر خط ہمنے — بجا ہی باندھے گر بازوِ مرغ منور مین
لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزے کا — نہین معلوم کائی جم چلی ہی آب کوثر مین
زبان دانتون تلے دابی جو اُسنے یہ نظر آیا — کہ ہی اک پارۂ یاقوت بھی اس سلک گوہر مین
صف مژگان مین اُسکی چشم وحشت زا نہین ناسخ — کھڑا ہی کوئی آہو نیزہ بازون کے یہ لشکر مین

مروارید کہہ رہی ہی یا خداوند آپ کو کچھ طلسم کشا کی بھی فکر ہی یا آٹھ پہر گانا ہی سُنا کرتے ہین بقراط جواب دیتا ہی ای ملکۂ عالم قدرت کو کیا فکر ہی جو ملازم گئے ہین وہ فکر کر رہے ہونگے اب آپ پر ثابت ہو گا کہ ہمنے بیٹھے بیٹھے کیا تقدیر کی ہماری یہی قدرت ہی کہ ظہور اُسکا ثابت نہین ہوتا باطن مین مٹانے کی طلسم کشا کے تدبیرین ہو رہی ہین مروارید جواب دیتی ہی آپ نے اسی غرور مین طلسم مٹایا بقراط بیٹھے بیٹھے ہنسا کہا لو تقدیر پوری ہو گئی مروارید نے کہا آپ روز ایسا ہی فرماتے ہین آپ کی تقدیر اُلٹی ہو گی کوئی شعبدہ نہین چلتا بقراط کہتا ہی دیکھو ظاہر ہوا چاہتا ہی ای مروارید مسلمان جو برسون مین فکر کرینگے قدرت وہ چشم زدن مین مٹا دینگے سب اہل دربار ہنس رہے ہین بقراط نے غصے مین حکم دیا صاحبو گانا موقوف کرو اب وقت آگیا ظہور تقدیر قدرت ہوا چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ تشبگونہ چھپر کھٹ لیے ہوے نورالدہر کا پہونچی سامنے بقراط کے لا کر رکھدیا کہا یا خداوند اب طلسم کشا کو سنبھالیے مین جان پر کھیل کے اُٹھا لائی سب باتین جو کرنے لگے طلسم کشا کی آنکھ کھلی آواز دی ارے کوئی حاضر ہی برلے وضو پانی لاؤ بقراط نے پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو اپنے مرنے کا سامان کر تو قید ہو کر آیا ہی اب زیادہ باتین نہ بنا نورالدہر نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ بقراط تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار جمع ہی کئی ہزار افسران فوج بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین نورالدہر نے خیال کیا کہ مجھ پر سحر تو نہین ہی جب اپنے کو محفوظ پایا تحفہ جات اپنے پاس پائے تیغۂ طلسمی لیکر اُٹھے نعرہ کیا کہ او مکار آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی سب افسران فوج لینا لینا کہکر اُٹھے چہار طرف سے تلوار پڑنے لگی یہہ غلغلہ تھا کہ اُکو

گرفتار کرلو اسقدر تلوارین پڑین کہ نورالدہر خوب زخمی ہوے مگر شمشیر زنی کر رہے ہین کہ عین وقت پر شبرنگ پہونچا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے نورالدہر اُس مجمع عام مین لڑ رہے ہین جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے صدہا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین شبرنگ یہ حال دیکھکر گھبرایا جی مین کہتا ہے کہ شبرنگ تمام افسوس ہے کہ آقا اکیلے گھرے ہوے ہین کوئی سردار نہ پہونچا سکندر نے جو مجکو بھیجدیا مین کیا کرون میرے کیے کیا ہوسکتا ہے آقاے نامدار کو خداے فعال بچاے ۔ نظم

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است	روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر	صانع نیک و بد و خالق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است	بیگمان لاریب و بیشک خالق اکبر یکے است

نورالدہر بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین شبرنگ دیکھ رہا ہے کہ نورالدہر لڑتے ہوے طرف تخت بقراط کے چلے یہ سمجھ گیا کہ آقا کا قصد ہے کہ بقراط کو جاکر مارون مگر ہر طرف سے نورالدہر پر بلوہ ہے ایک پہلوان دیو خصال پشت پر نورالدہر کے آیا اُسنے آکر ہاتھ مارا چمک تلوار کی دیکھکر نورالدہر پلٹے وہ تلوار سر پر پڑی زخم کاری لگا نورالدہر پیچھے ہٹے تھے کہ دوسرے کافر نے بڑھکر ہاتھ مارا کہ زخم سر چہار پارہ ہوگیا بس نورالدہر لہرا کر گرے بیچ بارگاہ مین پڑے ہین بقراط غل مچا رہا ہے کہ یارو اس جوان کا سر کاٹ لو مگر نورالدہر پڑے ہوے للکار رہے ہین کوئی خوف سے قریب نہین آتا ہے کافر ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر کوئی نزدیک نہین جاتا شبرنگ بیقرار ہے کہ کیا کرون کیونکر آقا کو بچاؤن اب کئی کافر تلوارین تول کر بڑھے شبرنگ نے جو دیکھا کہ یہ کافر آتے ہین اگر انھون نے حملہ کیا تو آقا کیونکر بچین گے ایک حقۂ آتشبازی نکالکر داغدیا کئی کے منھ جلے اندھیرا ہوگیا کچھ حقۂ آتشبازی کا اندھیرا کچھ مرنے کی ساحرون کی جو صدا بلند ہوئی اُسکا اندھیرا اب شبرنگ ٹٹول رہا ہے کہ آقا کو پاؤن تو لے بھاگون مگر ہاتھ نہین پڑتا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من فلان ساحر بود روشنی ہوگئی بقراط نے دیکھا کہ نورالدہر اُس مقام پر ندارد شبرنگ نے بھی دیکھا کہ

نورالدہر کو کوئی اُٹھا لیگیا کلیجہ پکڑ لیا جی مین کہتا ہو اگر کوئی دشمن لیگیا تو غضب ہوا جان
بچنا دشوار ہوگی اور اگر کوئی دوست لیگیا تو وہ علاج کریگا کہ ہر طرف سے ہلڑ ہوا کہ ارے
اس عیار کو مار لو اسنے کئی ساحرون کو مارا جب ساحر طرف شبرنگ کے چلے
شبرنگ گے برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو خنجر مار کے بھاگا لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا
بقراط حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کون طلسم کشا کو لیگیا مجکو داغ دیگیا کہا اے مروارید
تو نے دیکھا کہ کیا معرکہ گذرا طلسم کشا اسقدر زخمی ہوا کہ زمین پر پڑا تھا کسی کو بھی اتنی
جرات نہوئی کہ سر کاٹ لیتا آخر کوئی اٹھا لیگیا اتنے ساحر جمع تھے کسی سے نہو سکا کہ طلسم کشا
کو کوئی روک لے مروارید نے کہا یا خداوند اصل مطلب یہ ہو کہ طلسم کشا سے سب
ساحر ڈرتے ہین خوف جان سے قریب نہ گئے آپ جابجا نامے لکھیے شاید کوئی ساحرہ
لیگئی ہو تو وہ قدرت کے پاس لے آئے اور تحریر مین انعام لکھیے کہ جو طلسم کشا کو لائیگا
وہ انعام معقول پائیگا جب ہم طلسم کشا کو قتل کرینگے تو اُسکو عہدۂ نیابت دینگے بقراط
نے اسی وقت جابجا نامے لکھے کہ جو طلسم کشا کو لیگیا ہو پاس قدرت کے لے آئے
کہ قدرت انعام معقول دینگے یہ نامے جو پاس ساحرون کے گئے بعض نے فوراً
جواب لکھا کہ یا خداوند ہم نہین لائے ہم بروقت جنگ نہین پہونچے بعض کے
جواب کا بقراط مشتاق ہو مگر شبرنگ روتا ہوا سامنے سکندر کے آیا سب
حال بیان کیا سکندر نے نجم سے کہا اے نجم ستارہ شناسی مین دیکھو کہ آقا کو دوست
لیگیا کہ دشمن لیگیا نجم نے قرعہ پھینکا بعد تھوڑی دیر کے بیان کیا کہ گھبرائیے نہین طلسم کشا
کو دوست لیگیا ہو دشمن نہین لیگیا انشاء اللہ بخیر و عافیت آوینگے یہ لوگ تو سب انتظار
مین نورالدہر کے ہین مگر حال نورالدہر کا تحریر کرتا ہون کہ ایک قلعہ ہو موسوم
بجواہر نگار ملکہ جواہر پری وہان کی حاکم ہین باپ انکے مغفور جنی ہین نورالدہر
جواہر پری سے عقد کرکے آئے تھے یہ طلسم بالا اختر مین بیان ہوتا ہو کہ جب
ملکہ آسمان پری نورالدہر کو ساتھ لیکر قلعۂ جواہر نگار پر آئی ہین تو جواہر پری
کا عجیب حال تھا مان جواہر پری کی روتی ہوئی سامنے ملکہ آسمان پری کے

آئین کہا حضور بارہ برس کی دولت لٹتی ہے یہ کنیز آپ کی جواہر پری سے چھٹتی ہے اب آنکھین اُسکی چھت کو لگی ہین دم توڑ رہی ہے جب کبھی ہوش آتا ہے تو یہ اشعار حسرت بار زبان پر جاری ہوتے ہین نظم

گھر مرا ایک جنون تو نے جو برباد کیا
سیکڑون خانۂ زنجیر کو آباد کیا

ایک عالم ہے خریدار اُسی خوش قد کا
سرو کو مول لیا کسنے جو آزاد کیا

غیر کو نامہ ہے سر نامہ مرے نام کا ہے
مہربان زور یہ تمنے ستم ایجاد کیا

ضعف مین ٹوٹ سکا جب یہ حباب دریا
ہمنے تجویز اُسے بیضۂ فولاد کیا

نکہت گل کی روش اے فلک نا ہنجار
تو نے اُس گل سے چھڑا کر مجھے برباد کیا

ہائے غیرون کو دیے رہگئے وحشت زدہ ہم
ہائے قاصد نہ کبھی تو نے ہمین شاد کیا

ایک دل ہو کی رسائی ہو بھلا کیا ناسخ
خود فراموش ہوا مین جو اُسے یاد کیا

ملکہ آسمان پری نے آکر نور الدہر سے ذکر کیا نور الدہر شکل حکیم بنکر پاس جواہر پری کے آئے دیکھا آنکھین بند دل دردمند پلنگ پر پڑی ہے نور الدہر نے پہچانا کہ یہ وہی معشوقہ ہے جسکے پاس عالم طفولیت مین دیو زاد لائے تھے اور عقد ہوا تھا یہ سوچکر سرہانے بیٹھ گئے سر لیکر زانو پر رکھا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آنکھین کھولو طالب تمھارا سرہانے حاضر ہے جواہر پری نے آنکھین کھولدین ہاتھ گلے مین ڈالدیے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین جواہر پری کے پہونچی تسکین قلب ہوئی نور الدہر نے سینہ سے لگا لیا عارض گلرنگ کے بوسے لیے جواہر پری کو ہوش آگیا اُٹھ بیٹھی پریزادون مین ہلڑ ہوا کہ کیا عمدہ حکیم ہے کیا خوب علاج کیا سب عارضہ دفع ہوگیا مگر ملکہ قریشہ سلطان گو غصے سے یہ سب باتین سنتی تھین خالہ سے کہا کہ اب مناسب ہے کہ انکا عقد ساتھ اسی حکیم کے کر دیجیے اور آگاہ ہوجیے کہ یہ پوتے صاحبقران کے ہین جو میری مادر گرامی ملکہ آسمان پری کے شوہر ہین مادر جواہر پری رضامند ہوئین بڑی دھوم سے شادی نور الدہر کی ہوئی آسمان پری سب کو ساتھ لیکر طرف گلستان ارم کے گئین راہ مین طلسم گوہر نگار ملا سب اُسمین قید

ہوے نورالدہر نے آکر ان سب کو رہا کیا مکلل خان مسلمان ہوا بیٹا اسکا نجم روس
جبی ہوا اسنے نورالدہر سے بھائی چارہ کیا اور زوجۂ مکلل خان ملکہ عظیمہ جنیہ نے
نورالدہر کو بیٹا کیا ہو اسی وجہ مین طلسم فتح ہوا نورالدہر طلسم فتح کرکے پردۂ دنیا
چلے آئے ملکہ جواہر پری و فغفور جنی وغیرہ آکر اپنے ملک مین بسے ایک دیو ہو کوہستان
قاف سے کہ ہومان میخوار اُسکو کہتے ہین اُسنے شہرۂ حسن جواہر پری سُنا لشکر کو
لیکر چڑھ آیا فغفور کو آکر پیغام دیا کہ جواہر پری کی شادی میرے ساتھ کردو فغفور
نے نامہ پھاڑ ڈالا جواب دیا کہ یہ شاہزادی بہو صاحبقران کی ہو مجکو کیا اختیار ہو
کہ مین شادی کردون اُس دیو نے جنگ آغاز کی فغفور زخمی ہوے قلعہ مین بھاگ کر
آئے دیو نے قلعہ گھیر لیا اور قسم کھائی کہ کل قلعہ فتح کرلونگا جواہر پری نے کئی سے
زہ ہاے دیو تلاش نورالدہر مین روانہ کیے کہ اُس شہریار کو ڈھونڈھکر لاؤ وہی
اس بیجا کو جواب دینگے۔ دیو زادون نے پردۂ دنیا کو تمام چھان ڈالا ایک دیو طلسم
خیال سکندری مین پہونچا جابجا یہی ذکر سُنا کہ اس طلسم کے نورالدہر فتاح ہین
دیو ڈھونڈھتا ہوا دربار مرواریدہ مین پہونچا دیکھا نورالدہر بیہوش پڑے ہین اُٹھاکر
لیگیا قلعہ مین جاکر پہونچایا جواہر پری نورالدہر کو زخمی دیکھکر پیٹنے لگی فغفور جنی
نے کہا بیٹا بیقرار نہو یہ زخمدار ہین مرہم سلیمانی لگا ڈٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین
دوسرے ہی روز نورالدہر کو ہوش آیا زخم سب اچھے ہوگئے تھے دیکھا سب رو رہے
ہین نورالدہر نے پوچھا کیا معرکہ ہو جواہر پری نے عرض کی اے شہریار ہومان میخوار
میرے لینے کو آیا ہو قلعہ گھرا ہوا ہو اُسنے بلوہ کیا ہو نورالدہر اُٹھے ایک دیو کی گردن
پر سوار ہوے ہومان بلوہ کیے ہوے آتا تھا قریب خندق کے پہونچ چکا تھا کہ نعرۂ
نورالدہر کی آواز سُنکر بھاگا نورالدہر نے پیچھا کیا میدان مین آکر دوکا دیو پلٹ پڑا
چوبدست لگائی نورالدہر نے چوبدست قلم کی تیغۂ طلسمی سے دیو کو قلم کیا ساتھ والون
کو اُسکے شکست دی مال اسباب لوٹ لیا بفتح و فیروزی پلٹ کر آئے جواہر پری نے
جشن کیا اور فخر کرتی تھین کہ میرے شوہر نے آکر لڑائی کو فتح کیا اب کسکی مجال ہو کہ

میرا نام زبان پیلائے دیا مجھے ستائے مین نے مادر مہربان سے کہا تھا کہ اُسی شہریار
کو تلاش کرائیے آخر اُس تلاش کا انجام نیک ہوا کہ وہ سرکش مارا گیا ہنگامۂ عیش ونشاط
گرم ہو ساقی بچے حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین ہو اہل صحبت عیش وجوش کی صحبت
مین ہین ملکہ جواہر پری اُس صحبت عیش سے اُٹھین صحن بارگاہ مین آئین کہ آسمان
پر ابر سیاہ چھایا بوندیان پڑنے لگین کنیزون نے عرض کی حضور بارگاہ مین چلین ملکہ
پلٹین کہ صحبت مین شاہزادے کے پاس جاؤن ساتھ والیون سے کہتی ہین وہ شہریار
جانے کی جلدی کر رہے ہین طلسم کی فتاحی کی ضرورت ہو فرماتے ہین کہ ہم کئی سال سے
اس طلسم مین آوارہ ہین اب جائین سامنے قلعۂ مروارید نگار کے پہونچین کہ مروارید
کو قتل کرین اور بقراط پر ہاتھ پڑے کہ اُس طلسم کا خاتمہ ہو سب مرحلے فتح ہو چکے ہین
اب صرف قتل بقراط باقی ہو اور بعد قتل بقراط غرویۂ باختر پر لشکرکشی ہو وہ دُہ زنگی
بہت مغرور ہو بڑے بڑے پہلوان اُسکے ساتھ ہین مگر انشاء اللہ جب صاحبقران
پہونچین گے تب اُسکو حال جراُت کھلے گا لہذا کل شاہزادہ ضرور جائیگا یہی مجکو ہول ہی
کہ کیا کیجئے شاہزادے کو روکون یہ باتین کرتی تھین کہ ابر جو آسمان پر اُٹھا تھا وہ پھیلتا
ہوا سر پر قصر کے آکر پھٹا اُسمین سے ایک پنجہ گرا جواہر پری کو اُٹھا لیگیا ہاے ہوا
کہ جواہر پری کو کوئی لیگیا کنیزین روتی ہوئین سامنے نورالدہر کے آئین اور رو کر
عرض کی کہ ملکہ صحن مین کھڑی تھین ایک ابر سیاہ آیا وہ قصر پر آکر پھٹا اُسمین سے پنجہ
گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا نورالدہر نے حکم دیا عبدالرؤف جنی برادر عبدالرحمٰن جو اس
جزیرے مین ہین اُنکو لاؤ اُنسے پوچھا جائے تو مین کوشش مین مصروف ہون عبدالرؤف
حاضر ہوے نورالدہر نے سب حال بیان کیا عبدالرؤف نے قرعہ پھینک کر زائچہ
تیار کیا کہا ای شہریار عجب معرکہ گذرا لاشہ اُس دیو کا دیو لیکر جو بھاگے پہلو مین اسی
صحرا کے ایک قصر ہو کہ اُسکو قصر ابیض کہتے ہین ملکہ بیضا وہ جادو وہین اُس دیو
کی رہتی ہو لاشہ بھائی کا دیکھ کر بہت روئی اور کہا مین جا کر ابھی جواہر پری کو لاتی
ہون کہ اُسی کے سبب سے میرا بھائی قتل ہوا ابر تیرہ و تار اُٹھا کر لائی خود اُس ابر

مین مخفی تھی تڑپکر گری ملکہ جواہر پری کو اُٹھا لیگئی اُسی قصر ابیض مین پہونچی لیکن اب اُسکا ارادہ ہو کہ قصر البحرین مین لیجائے کہ وہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا حضور کو مناسب ہو کہ قصر البحرین مین تشریف لیجائین وہان پتہ ملکہ کا ملیگا نور الدہر اُسی وقت تیار ہوے چند دیوزادون کو فغفور پدر ملکہ نے حکم دیا کہ شاہزادے کو قصر البحرین مین لیجاؤ نجومی نے کہدیا کہ یا تو آپ کے جانے پر پہونچے گی یا آپ اُسی مقام پر پاوینگے یقین ہو کہ جنگ پڑے کہ وہ ساحرہ ہو نور الدہر نے کہا مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا لوح محفوظ میرے گلے مین ہو دیوزاد تخت لیکر آئے نور الدہر اُسپر سوار ہو کر چلے چند ساعت مین قصر معلوم ہونے لگا دیوزادون نے لاکر قصر مین نور الدہر کو اُتارا وہ قصر وسیع ہو ہر طرف ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہر ایک قصر مین جاتے ہین اور آواز دیتے ہین ایک قصر مین جو پہونچے کان مین آواز آئی کہ کوئی دردرسیدہ یہ اشعار پڑھکے رو رہا ہو **نظم**

ای مغنی سن مرے نالے ذرا پردیس مین
درد ہو ایسا بھلا کاہے کو تیرے دیس مین

ہو تصور مین جو اپنے آج وہ گل پیرہن
چشم بلبل ہو جو بلبل چشم ہو یان کھیس مین

چشم ارباب قناعت مین تفاوت کچھ نہین
تاج شاہی اور خروس خانگی کے کیس مین

خوار جو ظاہر مین ہین اُنکو حقارت سے نہ دیکھ
کیمیا گر پھرتے ہین اکثر گدا کے بھیس مین

میرے ساغر کو نہ سختی سے ڈھکیل ای میفروش
شیشۂ دل ٹوٹ جاتا ہو ذرا سی ٹھیس مین

صحبت رندان ساغر کش مجھے آتی ہو یاد
پھنس گیا ہون حلقۂ زہاد کاسہ لیس مین

ہو سفر ظاہر مین ناسخ چشم باطن سے مگر
دیکھتا ہون دیس کو دن رات مین پردیس مین

نور الدہر اُس صدا پر متوجہ ہوے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہو اُسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر مسلسل و مطوق بال پریشان چہرہ اُداس عالم یاس مین تڑپ رہی ہین نور الدہر نے آواز دی صاحب نہ گھبراؤ مین آ پہونچا جواہر پری نے جو نور الدہر کو دیکھا شگفتہ ہو گئین آغوش کو پھیلا یا کہا ای شہریار آپ سے یقین تھا کہ کنیز کی تلاش کیجیے گا بیضا وہ جادوئی یہان لاکر قید کر گئی ہو جلد آ کے مجبور رہا کیجیے نور الدہر بڑھے کہ جا کر ملکہ کو رہا کرین کہ ایک ہوا چلی دیکھا ایک دیونی للکارتی ہوئی آتی ہو کہ او جوان خبردار تو میری قیدی کے

پاس نہ جانا یہ کہکے زمین پر آئی سحر کرنے لگی نور الدہر لوح محفوظ کو جنبش دیتے ہین سحر باطل ہو جاتا ہی جب کئی سحر اُسنے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی دیونی نے پکار کر آواز دی او جوان تو بھی کسی گروہ کا مونڈا ہوا ہی کہ تجھپر میرا سحر تاثیر نہین کرتا یہ کہکے جھپٹی ملکہ کو فوراً اُٹھا لیا لے بھاگی کہتی ہوئی کہ اب ایسے مقام پر لیجاؤنگی کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہو ملکہ رو رو کر کہنے لگین کہ ای شہریار آپ سے جدا ہوئی دیکھیے اب کہان ملاقات ہوگی فلک در پی آزار ہی یہ کنیز مجبور و ناچار ہی نور الدہر نے بھی کلمات حسرت کہے کئی تیر مارے ساحرہ نے جلا دیے تھوڑے عرصے مین نظرون سے مخفی ہوگئی نور الدہر نے دیوون سے کہا مجکو لیچلو اب چلکر عبد الرؤف سے پوچھون کہ اب کہان جاؤن وہ مقام بتاوینگے یہ کہکر نور الدہر سوار ہوے قصر جواہر نگار مین آئے مان ملکہ کی روتی ہوئی دوڑین کہ ای شہریار آپ کی کنیز کا پتہ ملا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ ساحرہ قصر البحرین سے اُٹھا لیگئی عبد الرؤف کو بلاؤ نجومی صاحب نے پھر زائچہ کھینچا کہا آپ تنہا تشریف لیجائین بائین پر جو صحرا ہی اُسی صحرا مین آپ کی کوشش سے مقام ملیگا مگر راہ مین تکلیف ہوگی نور الدہر اسی وقت روانہ ہوے جنگلون مین پھر رہے ہین جو مکان ملا اُسمین جاکر تلاش کیا کہین نشان نہ پایا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی جنگل مین جاکر دیکھا کہ دیو ہومان ہفت سر مشعل سلیمانی کا مالک ایک گوشے مین بیٹھا ہوا رو رہا ہی نور الدہر نے قریب جاکر پوچھا کہ ای ہومان خیر تو ہی ہومان نے جو نور الدہر کو دیکھا جانتا ہو کہ میرے آقا کے فرزند ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین قصر سلیمانی مین عیش کرتا تھا ایک دن بیضاوہ جادو آئی کہ کوہ بیضا پر رہتی ہی آکر مجھپر سحر کیا مین نے قصد کیا کہ مین اُسکو مارون مگر اُسکے سحر سے مقابلہ نہ کرسکا ہفت سر مشعل کو اُٹھا لیگئی کہتی تھی تو نے غضب کیا کہ کوچک سلیمان کا مطیع ہوا اب جو مسلمان ملیگا اُسکو تباہ کرونگی یہانتک کہ پردۂ دنیا مین جاؤنگی اور کوچک سلیمان کو بھی اُٹھا لاؤنگی مشعل لیکر چلی گئی مین اس صحرا مین آیا رو رہا ہون مگر بشارت ہوئی تھی کہ تیرا مطلب پورا ہوگا خدا نے آپ کو پہونچایا نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا دیو ہومان

نورالدہر کو ساتھ لیکر چلا چند ساعت مین برابر کوہ بیضا کے پہونچا کہا ای شہریار یہی کوہ
بیضا ہی اسی پر اُس ساحرہ کا مقام ہی نورالدہر بالاے کوہ چلے ایک گھاٹی طی ہوئی
تھی کہ پہلو سے آواز آئی او جوان تو کون ہی کہ بالاے کوہ جاتا ہی یہ مقام بیضا وہ جادو
کا ہی جانے کا ارادہ نہ کرنا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سامنے سے آتا ہی
نہایت قوی تن و قوی من ایک چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے آکر قریب پہونچا
کہا ای جوان مین تجھپر احسان کرتا ہون اسکو غنیمت جان ورنہ چبا چبا کر کھاونگا ہڈیان
تک سرمہ کردونگا یہ کہکے چوبدست لگائی نورالدہر نے جست کرکے خالی دی پہاڑ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دیو نے چنگھاڑ ماری اور کہا کہ وہ آدم زاد کو مارا نورالدہر نے
پہلو سے نعرہ کیا کہ او بیحیا مین تیرا حریف موجود ہون دیو نے چوبدست کو پھینک کر
چنگل مارا نورالدہر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مار دیا کہ دیو جھکا نورالدہر نے ایک
گھونسہ مارا دیو چیخین مارنے لگا کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے نورالدہر نے لپٹ کر
دیو کو دے مارا سر اُسکا کھینچ لیا دیو ہومان دور سے دیکھ رہا ہی تعریفین کر رہا ہی
کہ فرزندان کوچک سلیمان سب دیوکش ہین نورالدہر دیو کو مارکر آگے بڑھے دوسرے
دیو نے آکر گھیرا اُسکو بھی مارا سات دیو پے در پے آئے ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے
نورالدہر بالاے کوہ آئے دیکھا ایک طرف آگ جل رہی ہی جو طائر آتا ہی کباب ہوکر گرتا
ہی نورالدہر نے لوح محفوظ کو گلے سے اُتارا چمکاتے ہوے طرف آگ کے چلے جون
جون قریب آگ کے جاتے ہین شعلے بجھتے جاتے ہین جب قریب اُس آتش کے پہونچے
ایک تڑاقا ہوا آگ کے اندر سے بیضا وہ جادو نکلی نعرہ کرکے نورالدہر پر جا پڑی
چاہتی ہی اُٹھا لیجاوُن نورالدہر نے لوح محفوظ کو چمکایا بیضا وہ جادو کو معلوم ہوا کہ
شعلہ آتش سامنے آیا ہاتھ کھینچ لیا ہر مرتبہ سحر کرتی ہی سحر تاثیر نہین کرتا آخر آواز دی
کہ ای دیو رعد آوا اس جوان کو آکر کھالے پہلوے کوہ سے ایک دیو نہایت بلند بالا
مثل رعد کے گرجتا ہوا قریب نورالدہر کے آیا ہاتھ مارا نورالدہر نے کلائی پکڑ کے
کھینچا جیسے ہی جھٹکا مارا وہ دیو منھ کے بل گرا نورالدہر نے گھونسے مارنا شروع کیے

دیو پکارتا تھا کہ اے بیضاوہ جادو مجکو بچا لے مین اس آدم زاد کے پنجے سے کیونکر
رہائی پاؤنگا جب گھونسہ مارتا ہی معلوم ہوتا ہی گرز پڑا دو تین ضربون مین مرجاؤنگا اس
ظالم کے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤنگا دو چار گھونسے نورالدہر نے ایسے مارے کہ دیو رعد آواز
کا سر پھٹ گیا بیضاوہ جادو نے دور سے دیکھا کہ دیو رعد آواز مارا گیا چنین مارکر
رونے لگی کہتی تھی او جوان تو نے غضب کیا کہ میرے معین کو مارا یہ دیو اس کوہ بیضا کا
نگہبان تھا مگر تو جس واسطے آیا ہی وہ مطلب پورا نہوگا جواہر پری کو اس مقام پر نہ پائیگا
مین نے جواہر پری کو بالائے کوہ اورنگ پہونچا دیا وہان تو نہ جا سکیگا یہ کہکے اڑی
اور نگاہون سے غائب ہوگئی ہومان نے بالائے کوہ آکر کہا اے شہریار تمام پہاڑ پر
تلاش کیجیے شاید قیدی ملجائے تمام پہاڑ کو چھانا جواہر پری کا نشان نہ پایا دیو ہومان
نے سب مال اسباب وہان کا لیا نورالدہر کو گردن پہ سوار کیا طرف کوہ اورنگ کے
چلا راہ مین صحراہائے ویران بڑے بڑے جنگل بڑے بڑے درخت ملے اکثر جابجا
دیو زاد ملے ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے دیو ہومان کہتا ہی اے شہریار آپ کے
تمام کے سب دیو زاد دشمن ہین صاحبقران زمان اٹھارہ برس ان جنگلون مین پھرے
بڑے بڑے دیو زادون کو مارا جو نام آپکا سنتا ہی آپ کے ساتھ بغاوت کرتا ہی مگر
آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی نورالدہر نے پوچھا باعث کیا تھا کہ صاحبقران ان
جنگلون مین آئے دیو ہومان نے کہا باعث یہ تھا کہ آسمان پری نہ چاہتی تھین کہ
صاحبقران پردۂ دنیا پر جائین کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ صاحبقران کو پہونچائین
انتہا یہ کہ اپنے چچا کو لیجا کر قید کیا بعد مدت بسیار جب صاحبقران کوہ نورستان پر پہونچے
بی بی آصفائے باصفا مادر حضرت خضر معین ہوئین کہ مین آپکو پردۂ دنیا پر پہونچادونگی
آسمان پری وہان بھی پہونچین اُن بزرگ دین سے کلام سخت کرنے لگین اُنھون نے
خاک سجادہ پھینکی آسمان پری جلنے لگین قریشہ سامنے آکر روئی کہ حضور معاف کرین
اب ایسی حرکت نہوگی اور آسمان پری کو سمجھایا اے مادر مہربان باواجان کو جانے دیجیے
نامہ و پیام رہیگا پھر بھی کبھی تشریف لاوینگے جب آسمان پری راضی ہوئین پردۂ قاف

کے کل سخت مقام صاحبقران نے فتح کیے اِن جنگلون مین کوئی راستہ چل نہ سکتا تھا ان
سب مقامات کے نگہبانون کو صاحبقران نے مارا تب پردۂ دنیا پہونچے راہ مین
بڑے بڑے معرکے پڑے مگر وہ تو صاحب اقبال تھے جس مقام پر پہونچے مدد غیبی
شریک حال ہوئی اُس مقام کو فتح کیا ہر مقام پر لڑتے بھڑتے پہونچے ہر مقام کو فتح
کیا نورالدہر حال شوکت جد عالی تبار کا سنکر خوش ہورہے ہین فرماتے ہین کہ جو
جو کارہائے نمایان داداجان نے کیے وہ انسان سے ممکن نہین ہومان نے عرض کی
کہ حضور سے جو جو کارہائے نمایان ظاہر ہوتے ہین اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ اُنکے پوتے ہین
یہ باتین ہورہی ہین کہ ہاہوے دلیران کی صدا کان مین آئی نورالدہر نے سر اُٹھا کے دیکھا
کہ ایک صحرائے وسیع مین ہزارہا نرہ ہائے دیو نقابدار زرین پوش کو گھیرے ہوے
ہین تلوار چل رہی ہی نقابدار شیرانہ لڑرہا ہی اگرچہ سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ ہی
وہ باز جو سر پر سایہ فگن رہتا ہی سر پر تڑپ رہا ہی جس طرف نقابدار جاتا ہی اُسی طرف
وہ باز بھی جاتا ہی جسپر عکس ڈالتا ہی وہ جل جاتا ہی مگر بلوہ دیوون کا کم نہین ہوتا نقابدار
عاجز ہورہا ہی نورالدہر نے ہومان سے کہا کہ ہٹ جاؤ مین برائے مدد نقابدار جاؤن
کوئی فرزندون مین صاحبقران کے ایسا نہین ہی کہ جسکی اِسنے مدد نہ کی ہو لہذا ضرور ہی
کہ جاکر شریک جنگ ہون یہ کہکے تیغ طلسمی کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران
بیحیا وای نابکاران پرو غا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ نورالدہر ہمای اوج
رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده + پناه لشکر اسلام
نورالدہر کز بیمش + عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده + نعرہ کرکے نورالدہر
چلے تھے کہ ہومان نے عرض کی غلام کو حضور ہٹاتے ہین مین امید وار ہون کہ بشکل
مرکب بنجاؤن آپ مجھپر سوار ہو جیسے مثل برق تڑپونگا نورالدہر نے منظور کیا ہومان
بشکل مرکب تیار ہوا نورالدہر اُسپر سوار ہوے بڑے زور و شور سے گرے جس سردار
کا ارادہ کیا اُسی کے سر پر مرکب پہونچا اُسنے وار کیا نورالدہر نے وار خالی دیکر ہاتھ مارا
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ

نقابدار زمرد پوش و یاقوت پوش بارہ بارہ ہزار نرہ ہاے دیو ساتھ لیے آ گرے
فوج کو تہ وبالا کر دیا تھوڑے عرصے مین وہ سب دیوزاد بھاگے نورالدہر لڑتے
ہوے قریب نقابدار زرین پوش آے جھک کر ادب سے سلام کیا نقابدار زرین پوش
نے دعاے جان درازی دی نقابدار نے عیار کو اشارہ کیا کہ بارگاہ کو استاد کرا دُ بارگاہ
زرنگار استادہ ہوئی نقابدار نورالدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بخیریت پوچھا کہ ای
شیر بیشۂ صاحبقرانی تمھارا پردۂ قاف مین کیونکر آنا ہوا نورالدہر نے حال بیان
کیا نورالدہر نے پوچھا آپ پر یہ معرکہ کیونکر گذرا یہ کون تھے جنھون نے آپ کو گھیرا تھا
نقابدار نے کہا مین شکار کھیل رہا تھا کہ دیو جاماسپ کہ اُسی کی سرحد مین یہ صحرا ہی
خبر شکار آپڑا مین اسوقت حیران ہو رہا تھا کہ خدا نے تمکو پہونچایا تمھارے آتے ہی
دونون نقابدار بھی آئے جمکر تلوار چلی دیو جاماسپ میرے ہاتھ سے مارا گیا تب لشکر
پر شکست ہوئی دونون نقابدار تو رخصت ہو کر چلے گئے نورالدہر نے اپنا حال
بیان کیا کہ مین قلعۂ جواہر نگار پر آیا تھا بیضا وہ جادو ملکہ جواہر پری کو گرفتار
کر لائی ہر اُسی کی جستجو مین نکلا ہون اور مشعل ہومان بھی اُسی کے قبضے مین ہر نقابدار
نے کہا ای ہومان ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ ہم تمھاری ملاقات کو آئے تھے جب تو تم بعیش
وفرحت تھے ہومان نے کہا آپ کے جانے کے بعد یہ معرکہ گذرا نقابدار نے کہا
سامنے کوہ اورنگ ہر کل جو مین اُدھر سے گذرا تو کوئی بصداے غیف وضعیف یہ اشعار
عاشقانہ پڑھ رہا تھا مین سوچا کہ یہ مقام پردۂ قاف ہر کوئی دیو یا غول ہوگا ایسا نہو
کہ بہکاتا ہو مگر صاف یہ آواز آتی تھی نظم

ہوا مین لوٹتے ہین خاک پر گل آج بسمل سے	گلستان قتل کا میدان ہی تیغ ناز قاتل سے
صدا ہر دم یہ آتی ہی درا ے نالۂ دل سے	نکل جائیگا اک دن لیلی جان تن کی محمل سے
پے تحصیل زر زاہد خدا کا ذکر کرتا ہے	لیا کرتا ہی یہ گویا درم عقد انامل سے
مری آغوش سے وہ بحر خوبی کیون گریزان ہی	کوئی دریا نہین کرتا کنارہ اپنے ساحل سے
سراپا وہ پری پیکر دلا پتلا ہی جادو کا	خمیر اُسکا ہوا کیا خاک و آب چاہ بابل سے

نصیحت سے منجم شاعرون کو کہتے ہین اکثر | زحل ہو نحس دو نسبت نہ روے یار کے تل سے
یہ ہین اشعار شور انگیز اک مطرب کی الفت مین | کہ اوراق اپنے دیوان کے مشابہ ہین جلاجل سے
درفشار اگر ہو بند میخوار دوا دو سحر آ دو | بھرے ہین جام آنکھونکے شراب شیشۂ دل سے
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا | کہ لیلی جھانکتی ہو منھ نکالے اپنی محمل سے

نورالدہر نے کہا اگر وہ مقام آپ کو معلوم ہو تو مجکو چلکر بتا دیجیے نقابدار نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہیے کل مین آپ کے ساتھ چلونگا وہ مقام بتا دونگا نورالدہر نے وہ شب ہمراہ نقابدار بسر کی بوقت صبح نقابدار کو ہمراہ لیکر طرف کوہ اورنگ کے چلے جب سامنے کوہ کے آئے تو نورالدہر نے دور سے دیکھا کئی ہزار نرہ ہاے دیو گرد کوہ کے بیٹھے ہین نورالدہر نے چاہا تلوار کھینچکر بڑھون نقابدار نے منع کیا کہا مین جاتا ہون اُنہین تکرار ہوئی آخر دونون تلوار کھینچ کر جا پڑے مجمع دیوان مین لڑنے لگے سب دیو بدحواس ہوکر اُٹھے کئی سو دیوان دونون جوانون کے ہاتھ سے مارے گئے دیوزادونکو بھگا کر نورالدہر طرف کوہ کے چلے نقابدار زرین پوش پشت پر ہر بالاے کوہ پہونچے دیکھا بیضاوہ جادو بیٹھی سحر کر رہی ہو ان دونون پر سحر کیا سحر نے تاثیر نہ کی نورالدہر جھپٹ کر جا پڑے دیکھا سامنے ایک پنجرہ ہو اسمین جواہر پری قید بیٹھی ہین جب بیضاوہ جادو کے قریب پہونچے بیضاوہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا نقابدار نے دور سے دیکھا کہ نورالدہر چاہتے ہین کہ ہاتھ تلوار کا مارون بیضاوہ بھاگ جاتی ہو نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا سینہ پر بیضاوہ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بیضاوہ کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا نورالدہر لوح محفوظ کو چمکاتے ہوے قریب پنجرے کے پہونچے جواہر پری کو قید سے رہا کیا نقابدار نے ملازمون کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین لاؤ محافہ آیا محافہ مین جواہر پری کو سوار کیا نورالدہر نے کہا اے ملکۂ عالم تم اب قلعۂ جواہر نگار پر جاؤ مین اب رخصت ہوتا ہون جواہر پری نے بمنت کہا کہ ایک شب کے واسطے قلعہ پر چلیے ہم آپ کو روانہ کر دینگے نورالدہر ہمراہ جواہر پری کے قلعۂ جواہر نگار پر آئے جواہر پری نے محفل عیش و

جیش آراستہ کی پریزادان دُر در گوش و مرصع پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

سودا ہی مجکو عشق خط سبز رنگ سے
ممکن نہین کہ عقل نہ زائل ہو بنگ سے
خوشبو یہ ہر ترے دہن غنچہ رنگ کی
شرمندہ ہر گلاب کا نیچہ تفنگ سے
لکھ لکھ کے حال اُسکے محل پر گرائیے
قاصد نہین ولا کوئی بہتر تپنگ سے
لوٹے جو پانؤن تو بھی جھا نین پھر امریض
بیٹھا گیا نہ کونے مین میخوار رنگ سے
ہمخواب تو ہوا نہ کبھی مجھسے ایک شب
یارون نے مجکو آج اُتارا پلنگ سے
ہر امر مین خیال ہو مجکو مآل کا
ایذا ہر صلح یار سے راحت ہو جنگ سے
گوش رقیب تیر حسد کا نشانہ ہو
کرآج میرے کان مین باتین تفنگ سے
گل کر دیا چراغ ہماری حیات کا
بتی اُڑائی تونے نگہ کے خدنگ سے
گذرے جو باغ مین وہ سوار سمند ناز
گلگون بھی آگے بڑھ نہ سکے گل کے رنگ سے
پہونچون مین ناتوان ہوا گر کوے یار تک
سوراخ مور کم نہین مجکو سرنگ سے
پیک اجل سے بھاگ کے بچنا محال ہی
ناسخ حصول کچھ نہین مشق شلنگ سے

رات بھر جلسہ عیش و نشاط رہا صبح کو نورالدہر جواہر پری سے رخصت ہوے حاملان تخت آئے نورالدہر سوار ہو کر چلے جیسے ہی قلعہ سے باہر نکلے غلغلہ کی آواز آئی کہ او جوان کہان جاتا ہو تونے غضب کیا کہ بیضا وہ جادو کو مارا باپ بیضا وہ جادو کا دیو زرین پوش ساٹھ ہزار دیوزاد سے آپڑا نورالدہر بھی لڑنے لگے مگر بیقرار و بیتاب جواہر پری ہر چند دیوزادون کو اشارہ کرتی ہین مگر کوئی بخوف جان نہین جاتا نورالدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کون و مکان وای رب دو جہان اس مشکل کو آسان کر نظم

بود بجان و جگر طالب وصال حبیب
گروہ صاحب قسمت وران نیک نصیب
چراست آدم خاکی اسیر حرص و ہوا
چراست بندۂ ناچیز در پۓ تخریب
ہر آنکہ از دل و جان ست عابد معبود
سو عبادت حق نفس را وہد ترغیب
خداست آن کہ رساند بہ بندگان روزی
بہر بہانہ و ہر حیلہ و بہر ترکیب
خداست چارہ گر درد ہر دل بیمار
برائے دارو ہر لا دوا خداست طبیب

خداست خالق اکبر کہ چار عنصر را — بیک وجود دہد حسب واقعہ ترتیب
خداست آنکہ زیک قطرہ میکند پیدا — بشر عجیب عجیب و دگر غریب غریب
نوشت کاتب قدرت بلوح موجودات — عجیب صورت و نقش عجیب و خط عجیب
خداست آنکہ مرا و را خدا ے خود خوانند — ہنود و مسلم و آتش پرست و اہل صلیب
خداست خالق و بخشندہ و رحیم و کریم — خداست حامی و ہادی و رہنما و ادیب
خداست آنکہ درین دہر کرد ہندی را — غنی و صاحب مال و امیر و اہل نصیب

بیقرار ہو کر دعا مانگ رہے ہین دیوزادون کا چہار جانب سے بلوہ ہی مگر نور الدہر جنگ کر رہے ہین کبھی طرف میمنہ اور کبھی جانب میسرہ حملے کرتے ہین اور یہی چاہتے ہین کہ جس طرح ہو اپنے کو تا بہ افسر پہونچاؤن مگر افسر دیوان سامنے نہین آتا دور سے طرز جنگ نور الدہر دیکھ رہا ہی کہ جو دیو سامنے پہونچا ہاتھ سے شاہزادے کے مارا گیا لاشے دیوون کے گر رہے ہین دریا ے خون جاری ہی اُس عالم یاس مین نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی نور الدہر نے دیکھا کہ سامنے نقابدار زرین پوش ایک صحرا مین شکار کھیل رہا ہی وہی بارہ ہزار جوان گرد نقابدار ہین قضاے کار عیار کی نگاہ نور الدہر پر پڑی نقابدار سے عرض کی کہ نور الدہر کو دیوزادون نے گھیرا ہی جلد مدد کیجیے نقابدار نے جو پلٹ کے دیکھا بسبب خون قرابت رگون مین خون دوڑنے لگا وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم نقابدار زرین پوش کشندہ دیوان قاف صاحبقران عصر نقابدار نے جو یہ نعرہ کیا نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا جنگ کرتے ہوے قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای نقابدار بہادر یہ کلمہ کیا کہا خبردار دعوی صاحبقرانی نہ کرنا ای نقابدار بہادر فرزندان صاحبقران کیا تمسے باہر ہین یہ کہکے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا نقابدار نے کلائی پکڑلی نور الدہر کو یقین ہوا کہ کلائی ٹوٹ جائیگی ہنس کر کہا کہ ای نقابدار بہادر مین تمسے جنگ کشتی چاہتا ہون مجکو حلوا نہ جاننا زور اپنا نہ دکھاؤ مین بھی کم نہین ہون نقابدار نے کہا اِس جنگ سے فارغ ہو لیجیے پھر میرے آپ کے امتحان ہوگا یہ کہکے ہاتھ چھوڑدیا اور خود جنگ

ہین مصروف ہوا نور الدہر آگے بڑھے ہوے جاتے ہین نقابدار چاہتا ہے ہین
برابر دیو زرین پوش کے پہونچون اور نور الدہر چاہتے ہین کہ مین افسر دیوان
کو قتل کرون ہر چند کہ نقابدار گھوڑے پر سوار ہو اور نور الدہر پیدل جنگ کر رہے
ہین مگر جست و خیز کرتے ہوے پہلے نور الدہر ہی برابر دیو زرین پوش کے پہونچے
راہ مین کئی سو دیو قتل کیے دیو زرین پوش نے جو قریب اپنے نور الدہر کو پایا چوبدست
گھما کر لگائی نور الدہر نے چوبدست قلم کی تیغہ طلسمی دست زبردست نور الدہر کمرگاہ
پر ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے بڑی تعریف کی قریب آکر کہا
ای شیر بیشہ صاحبقرانی ماشاء اللہ خوب جنگ کرتے ہو دیوکشی مین طاق شہرۂ آفاق ہو
تمسے کون ہوسکتا ہو حقیقت مین دیوکش اور دیوبند ہو بدیع الزمان کے فرزند ہو تمھارے
نام کا پردۂ قاف مین ڈنکا بج رہا ہو ہر سرکش تمھارے نام سے کانپتا ہو ملکہ جواہر پری
نے جو خبر سُنی کہ در قلعہ پر جنگ ہو رہی ہو مع فوج دیوان نکل آئین نور الدہر کو بیچ مین لیا
نقابدار نے کہا کیون ای نور الدہر اب مقابلہ نہ کروگے نور الدہر نے کہا مین موجود
ہون آپسے روگردانی نہ کرونگا نقابدار سے وعدہ ہوا نور الدہر آکر بارگاہ جواہر پری
مین فروکش ہوے نقابدار نے جاتے ہی بارگاہ استادکرائی طبل جنگی بجوادیا نور الدہر
نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر فرما رہے ہین کہ بڑے حریف سخت سے مقابلہ ہو خدا
اُسکے سامنے میری آبرو رکھے مگر انشاء اللہ سر میدان یا تو میری قضا اُسکے ہاتھ سے
ہو یا سر میدان کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالونگا جواہر پری نے جو شاہزادے کو پریشان
پایا محفل عیش و نشاط آراستہ کی پریزادان گُردر گوش مرصع پوش بلائین وہ سامنے آکر
بناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہوگیا	صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہوگیا
تمسے کہدین کیون گل احمر گلابی ہوگیا	لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہوگیا
کسقدر خوش رنگ ہو ساقی مۓ رنگین عشق	شیشے گلگون ہوگئے ساغر گلابی ہوگیا
سرخ دامن ہے جو میرے اشک پونچھے یار نے	ہو غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہوگیا

جسمین لکھا حال تیرے عارض گلرنگ کا / واہ ری تاثیر وہ دختر گلابی ہوگیا

جس سے شنید اسے رخ گلرنگ کو رحمی گیا / یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہوگیا

آئنہ خانہ مین آیا وہ گلابی پوش جب / یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہوگیا

دیدۂ مخمور کی رنگت وہ آنکھون مین کھپی / رو دئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہوگیا

اسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر / لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہوگیا

کون گلگون پیرہن تھا شب کو پہلو مین ہر ہر / صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہوگیا

ساری رات عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نورالدہر نماز سحر پڑھکر مصروف دعا ہوے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مجکو غالب کرنا سامنے نقابدار کے فنون سپاہ گری مین کم نہون ہر فن مین غالب رہون نظم

تاکے از ہجر نیمجان باشم / زار وکمزور و ناتوان باشم

ورغمت خون دل خورم تاکے / دم بخود گنگ و بے زبان باشم

تاکے اندر زمانہ سرگردان / روز و شب مثل آسمان باشم

کن کرم تاکہ زآفت دوران / ہرشب و روز در امان باشم

رہنما شو براہ صدق و یقین / تاکہ خالی نہ ہر گمان باشم

دہ فراغت کہ درمیان جہان / فارغ انذ فکراین و آن باشم

باشم اندر عبادتت مشغول / تاکہ من زندہ در جہان باشم

ہندیم گرچہ کن کرم یارب / کہ ثنا خوان بہر زبان باشم

ہرزبان برزبان بود ذکرت / روز تا شب بدل نہان فکرت

نورالدہر دعائین مانگ رہے تھے کہ فغفور جینی نے آکر عرض کی حضور اب دعا ختم کیجیے نقابدار میدان مین آگیا مرکب چمکارہا ہے نورالدہر نے سجادہ بیٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے باہر نکل کر ایک دیو کو اشارہ کیا وہ لوٹ کر بشکل مرکب بنا اسپر سوار ہوے جواہر پری تخت پر سوار ہوئین فغفور جینی بھی ہمراہ ہین مگر جواہر پری بہت بیقرار ہے دعائین کر رہی ہے کہ ای کریم کارساز وای بندہ نواز میرے وارث کی آبرو بچائیو

نقابدار کو زیر کرکے لائین اپنے دل کی مراد پائین نقابدار کو بڑا غرہ ہے یا کوئی باعث ایسا ہو کہ مقابلہ ہو نورالدہر مرکب اُڑاتے ہوے میدان مین پہونچے نگاہ نقابدار کی پڑی قصد ہوا کہ مرکب اُڑاؤن مقابلہ نورالدہر مین جاؤن کہ ایک دیو آسمان سے آیا اُسنے ایک مکتوب ہاتھ مین نقابدار کے دیا نقابدار نے وہ کاغذ پڑھا پڑھتا جاتا ہے اور آنکھون سے آنسو جاری ہین جب تمام و کمال کاغذ پڑھ چکا گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا نورالدہر سے صاحب سلامت کی کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مین مجبور ہون ناموس نے نامہ لکھا ہے کہ قہقہہ سر چشمی فوج کثیر سے چڑھ آیا ہے ارادہ ہے کہ قلعہ تسخیر کرون شاہزادیون کا ارادہ ہے کہ جان اپنی دیدین آبرو ریزی نہو سردارن نے مجکو لکھا ہے کہ اپنے کو جلد پہونچائیے تمھاری اقبال مندی ہے کہ تمکو میرے ہاتھ سے پروردگار نے بچایا لہذا مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکے مرکب پھیرا تخت پہ سوار ہوا دیوزادون نے سائبان زربفتی سر پہ کھینچا بارسیدہ نے آکر سر پہ سایہ کیا سب دیوزاد سمٹ کر آئے نوبت نقارے بجتے ہوے اِس ساز و سامان سے نقابدار روانہ ہو گیا نورالدہر پلٹ کر سامنے جواہر پری کے آئے جواہر پری نے پوچھا اے شہریار یہ کیا ہوا نقابدار کیون چلا گیا نورالدہر نے کہا قہقہہ سرچشمی اُنکے ملک پر چڑھ آیا ہے اُسکے استیصال کو گئے ہین اُس سے جاکر مقابلہ کرینگے ہمسے وعدہ کر گئے ہین کہ اب جس مقام پر سامنا ہوگا وہان مقابلہ کرینگے لہذا اب وعدہ پختہ ہوا کسی مقام پر آکر ضرور اُلجھے گا حقیقت مین بقول صاحبقران کس دھوم سے یہ نقابدار آتا ہے کسی نقابدار کو یہ شوکت نصیب نہین ہوئی ہمارے قبلہ و کعبہ زمرد پوش بنکر آئے تھے اور طلسم توڑا تھا مگر یہ عظم و شان نہ تھا اب پروردگار اُسکے مقابلے سے ہم لوگون کو امان دے آجتک تو اِسکا یہی ارادہ تھا کہ صاحبقران سے لڑون اب آج مجھے بھی راضی ہوا اگر اس دعوی پر قائم رہا تو چچا جان ہمارے رستم پیلتن و جہانگیر پہچیرہ سے بھی مقابلہ کریگا مگر ملکہ اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو دیر ہوگئی جالمان تخت حاضر ہوے نورالدہر سوار ہو کر چلے صحرائے شکارگاہ سلیمانی سے گذر چلے

ہین کوہ بلور سامنے معلوم ہوتا ہو مثل برق چمک رہا ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او ظالم کہان جاتا ہو دیو زرین پوش کو تو نے مارا مین کیا تجکو زندہ جانے دونگا یہ کہکے کمان کاندھے سے اُتاری سوامن کا تیر جوڑا تاک کر سینۂ بے کینۂ نور الدہر پہ مارا نور الدہر نے تیغۂ طلسمی سے اُسکو قلم کیا لیکن سری جوکٹ کر گری پایۂ تخت ٹوٹا ایک دیو حامل تخت کا شانہ زخمی ہوا وہ دیو تخت چھوڑکر علحدہ ہو گیا نور الدہر تخت سے گرے جس دیو نے تیر مارا تھا زنگال آدمخوار اُسکا نام ہو یہ جھپٹا کہ دیوزادون کو گرفتار کرون اور دیوزادون نے قصد کیا تھا کہ نور الدہر کو روکین لیکن بخوف جان سامنے سے زنگال کے بھاگے اب نور الدہر ہوا مین گرتے ہوے آتے ہین دل مین خیال کرتے ہین کہ اہ نور الدہر ہزار ہا گز کی بلندی سے گرتا ہون یقین ہو کہ جس مقام پہ گرونگا استخوان چور چور ہو جائینگے عرض کر رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچالے رحم اپنا شریک حال فرما

نظم

می کند کلک قدرتت تو قدیر	ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
آدمی را شرف تو بخشیدی	خاک را لطف کردی نو رمنیر
مرحمت کردہ تو انسان را	دولت علم و دانش و تدبیر
نیک و بد را تو میکنی تقسیم	رزق شان بے توقف و تاخیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت	سجدۂ عجز مے کند ہر پیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت	ہر زبان است لال از تقریر
ذات پاک تو ہست عالم غیب	واقف و محرم و علیم و خبیر
تو بدانی و بینی و شنوی	حالت خلق یا سمیع و بصیر
بے مثالی و لاشریک توئی	تو نداری دگر عدیل و نظیر
عرش و فرش و بلندی و پستی	یافتہ از تو صورت ہستی

اسی بیقراری مین تھے کہ قضاے کار مرجانۂ جادو ہوا پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی اُسکی جو نگاہ جمال نور الدہر پہ پڑی جھپٹ کے پنجہ دیا لے اُڑی نور الدہر بیہوش ہو گئے

تھے مرجانہ نور الدہر کو اپنے باغ مین لائی کہ باغ اسکا بیرون سرحد دیوار قہقہہ ہی جسکو جبل اعلیٰ کہتے ہین نور الدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا شراب وکباب مہیا کیے نور الدہر ہشیار ہوے مرجانہ نے کہا اے جوان میری تجھپر جان جاتی ہی وصل میرا قبول کر ورنہ اس حال خراب سے مارونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین دیکھ وہ سامنے دیوار قہقہہ ہی اس طرف میری حکومت ہی جسکو چاہون آنے دون جسکو چاہون نہ آنے دون بڑے بڑے دیوزاد میری اطاعت مین ہین مجھسے پوچھکر راستہ چلتے ہین تجکو حکومت پردہ قاف کی دونگی نور الدہر نے خیال کیا کہ میرے تختہ جات میرے جسم پر آراستہ ہین لوح محفوظ گلے مین پڑی ہی ہاتھ پانون قابو مین ہین اکڑکر اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا او ملعونہ کیا بکتی ہی مین تیرا وصل قبول نکرونگا بہتر یہ ہی کہ جان دون لیکن تیرا وصل نہ قبول کرون یہ سنکر مرجانہ نے کئی سحر کیے مگر تاثیر نہوئی نور الدہر تیغ کھینچے ہوے قریب پہونچے تب مرجانہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر تیغہ طلسمی کا وار کیا مرجانہ کے دو ٹکڑے ہوے باغ مین دیکھا کہ کئی سو جوان بارہ دری مین قید ہین اُن سب کو قید سے رہا کیا وہ سب شاہزادے اور تاجرزادے تھے کلمہ پڑھ پڑھکر سب بصدق دل مسلمان ہوے ہر شخص نے اپنی گرفتاری کی صورت بطرز نو بیان کی نور الدہر سنکر حیران ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے طرف طلسم خیال سکندری کے کوچ کیا دن بھر مین دس کوس راستہ طے کیا شام کو ایک صحرا مین اُترے وہ جوانان رہا شدہ بارہ سو جوان ہین حفاظت کر رہے ہین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری یعنی دو پہر رات گذر گئی تو صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آکر گرا طنابین خیمون کی قطع کرنے لگا جو سامنے آیا وہ مارا گیا ہلڑ جو ہوا نور الدہر اُٹھے باہر آکر لشکر کا یہ حال دیکھا دل ٹکڑے ہو گیا پکار اُٹھے کہ اے پروردگار بندے تیرے یون قتل ہو رہے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے کئی سو جوان مارکر سامنے افسر کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے اُسکا وار روک کر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا وہ گینڈا اٹھاکر بھاگا نور الدہر اُسکے پیچھے چلے

اگر وہ جوان بھاگا ہوا جاتا ہو رکتا نہین سارا لشکر اُسکے پیچھے بھاگا جاتا ہو نور الدہر اکیلے لڑتے ہوے جاتے ہین جہان اُسنے جا پاڑ کون وہین پر نور الدہر نے نعرہ کیا اور جا پڑے چند ہاتھ تلوار کے مارے پھر وہ لوگ بھاگے یہان یہ حال گذرا کہ لشکر نور الدہر مین طہماس بن عنقویل دیو پیکر کہ عاشق جمال نور الدہر ہو جب اسنے چند عرصہ تک نور الدہر کو نہ دیکھا بیمار ہو گیا صبح کو شبرنگ کرسی کنارے پر صحرا کے بچھا دیتا ہو طہماس آکر بیٹھتا ہو جملہ شاہزادیان اور سب سردار بھی یاد مین نور الدہر کی اُسی مقام پر آکر بیٹھتے ہین طہماس مایوس یاد مین شاہزادے کے یہ اشعار رو رو کر پڑھتا ہو نظم

کونسی شب ہو جو رو رو کے نہین کٹتی ہو — شام ہوتی ہو ادھر چھاتی اِدھر پھٹتی ہو
صورت شمع ہون ہر چند فروغ محفل — بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہو
درد دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہو نہین — آسمان چرخ مین آتا ہو زمین پھٹتی ہو
کسکی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون — میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہو
لاش پہ لاش نکلتی ہو ترے کوچے سے — کیا تماشا ہو کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہو
حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہی آگاہ — آرسی سامنے سے اُسکے نہین ہٹتی ہو
شب ہجران کی درازی کا گلہ کیا کیجے — خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہو
گوش وہ ہو جو سُنا کرتا ہو افسانۂ حسن — وہ زبان ہو جو صنم نام ترا رٹتی ہو
سائل دولت دنیا ہو نہین اے آتش کیا — گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہو

طہماس کے رونے پر نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی و ہمارے مرصع پوش اور شعلۂ جوالہ وغیرہ بیتاب و بیقرار رویا کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کس ساعت سے شاہزادہ گیا کہ آج تک پلٹ کر نہین آیا کون ایسا دشمن تھا جو شہزادے کو اُٹھا لیگیا کہ آجتک پتہ نہ ملا دیکھیے اب شاہزادہ کیونکر ملے پھر بھی ہمارا غنچۂ آرزو کھلے ایک روز کا ذکر ہو کہ سب سردار وغیرہ حسب معمول کنارے پر صحرا کے بیٹھے یاد مین نور الدہر کی رو رہے ہین اور سب بیقرار و بیچین دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طہماس وغیرہ نے دیکھا کہ ایک پہلوان زخمدار و بیقرار بھاگا ہوا آتا ہو کہ پشت سے نعرۂ شیر کی آواز آئی

نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر وطہماس وغیرہ نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلوان ہاتھ سے شاہزادے کے زخمی ہوکر مع لشکر بھاگا ہے کیا جرأت وشوکت ہے کہ اُسکے تعاقب مین آتے ہین ادھر سے اِن لوگون نے بلوہ کیا وہ پہلوان گھبراکر پلٹا نور الدہر سے سامنا پڑا اپنے مجبور ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے سرداران نور الدہر نے فوج پر حملہ کیا فوج والے بھاگے نور الدہر نے کہا یہ لوگ جانے نہ پائین سارا لشکر تعاقب مین چلا شبرنگ نے لاکر مرکب طلسمی حاضر کیا اُسپر نور الدہر سوار ہوے دوپہر برابر وہ سب بھاگے ہوے چلے گئے آخر ایک صحرا مین آکر سب کو گھیرا وہ سب عذر کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سب مطیع اسلام ہوے نور الدہر اُسی مقام پر اُترپڑے صبح کو دیکھا سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی لاکھون فوج چلی آتی ہے دن بھر فوج آئی رات کو تانتا ٹوٹا جس مقام پر پہونچا تھا اُسی مقام پر اُترپڑا نور الدہر حیران ہین کہ یہ لشکر عظیم کہانسے آیا افسر انکا کون ہے شبرنگ کو حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ لشکر بے پایان کسکا ہے شبرنگ گیا اور دریافت کرکے آیا عرض کی اے شہریار وہ پہلوان اول جسکو حضور نے قتل کیا اُسکا نام مغلول دیوکش تھا اُسکو بقراط ثانی نے بھیجا تھا کہ فوجین بحساب جمع ہوچکی ہین طلسم کشا کو لگا لاؤ وہ پہلوان زخمی ہوکر بھاگا جانتا تھا کہ طلسم کشا ضرور میرا تعاقب کرینگے آپ کے لشکر تک بھاگتا ہوا آیا اور حضور کے ہاتھ سے مارا گیا یہانسے بارہ کوس پر قلعۂ مروارید نگار ہے اِس بارہ کوس کے گرد مین فوجین آچکی ہین اور ساحرون کو بھی نامے بقراط ثانی نے لکھے ہین وہ بھی بروقت آئینگے بڑے غضب کا مقابلہ پڑیگا مروارید نے بقراط سے کہا ہے کہ اتنی فوج ہے کہ طلسم کشا سے بلوہ نہ رُک سکے گا ایسا مقابلہ پڑے کہ لشکر نور الدہر تباہ ہوجائے کوئی چالیس لاکھ فوج بتاتا ہے کوئی کہتا ہے اِس سے بھی زیادہ ہے سردارون نے عرض کی آنے دیجیے انشاءاللہ سب سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے نور الدہر باہر آکر بیٹھے کہ صحرا سے پھر گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بقراط ثانی تخت پر سوار ہے مروارید آفت خیز پہلو مین بیٹھی ہے

چالیس لاکھ فوج پشت پر علمہاے زرنگار کے پھرہرے کھلے ہوے اِس شوکت سے
بقراط آکر مقابلہ نورالدہر مین اُترا نورالدہر فوج کثیر دیکھکر گھبرا گئے فرمایا کہ بڑی فوجین
یہان جمع ہوگئین سکندر ثانی نے عرض کی حضور فوج سے تردد نکرین یہ میلہ فقط دیکھنے
کا ہر ایک سحر مین اسکو مٹا دونگا کیا یہ لوگ بچ سکتے ہین مگر غلام نے خبر سُنی ہر کہ کل سے
فوجین اور آئینگی یہ لوگ تو جلوسی ہمراہ آئے ہین نورالدہر بیٹھے دیکھا کیے دن بھر فوج
آیا کی چار پہر دن اسی ہنگامہ مین گذرا شام کو نورالدہر اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے سردارون
مین بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہر کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی شبرنگ سے کہا دریافت
کرو کہ اب یہ نوبت و نقارہ کیسا بجا شبرنگ نے عرض کی مین نے ہرکارے مقرر کردیے
ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی اے شہریار ایک بادشاہ
موسوم بہ کتیاد فیروزہ پوش سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا ہر رات بھر کتیاد کی فوج آیا
کی صبح کو نورالدہر پھر باہر آکر بیٹھے کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر
سوار چھ لاکھ فوج پشت پر جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی کہتا ہوا آتا ہر کہ لشکر طلسم کشا
پر جا پڑون ابھی لشکر کو پامال کردون سب لشکر پراگندہ ہو جائے کہ بقراط ثانی بارگاہ
سے نکل آیا کہا اے رفیق و شفیق و اے سپہ سالار قدرت ابھی تامل کرو اور چند بادشاہ آنیکو
ہین جو جو بادشاہ مسلمان ہونے سے باقی ہین وہ سب آئینگے وہ بلوہ کرون کہ طلسم کشا
کو بھاگتے راستہ نہ ملے سالار اُسکا نام ہر وہ کلام بقراط سُنکر اُتر پڑا دوپہر تک چھ لاکھ
فوج آئی دوپہر بجے پھر گرد اُڑی ایک بادشاہ گینڈے پر سوار پانچ لاکھ فوج پشت پر
علمہاے سیاہ کے پھرہرے کھلے ہوے معلوم ہوا مفتون آفت خیز اِسکا نام ہر سات
روز تک برابر اسی طرح کتنے ہی بادشاہ آئے اور سب آنکر اُترے کل صحرا فوجون سے
بھر گیا نورالدہر حیران تھے کہ اس فوج سے کیونکر مقابلہ مین سر بر ہونگا گھوڑے کا بڑھانا
مشکل پڑیگا فوج بیحساب ہر اب دوسرا حال عرض کرتا ہون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
صاحبقران زمان بہ فوج کثیر آکر پہونچے نورالدہر استقبال کرکے صاحبقران کو
کو لے آئے بارگاہ گوہر نگار نورالدہر مین صاحبقران آکر بیٹھے سب سردار ساتھ ہین چند

جادوگرنیان ابر پر سوار آئین وہ بھی آکر اُترین نور الدہر آنے سے صاحبقران کے
بہت خوش ہوئے کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان
سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر سعد بن قباد والاخراد بشوکت تمام آکر پہونچے بادشاہ
کو بھی نور الدہر استقبال کر کے لائے بارگاہ نور الدہر مین آکر بادشاہ تخت پر بیٹھے
نور الدہر باہر کھڑے ہین تماشہ آمد فوج بادشاہ کا دیکھ رہے ہین کئی جادوگرنیان
بادشاہ کے ساتھ بھی آئین وہ بھی آکر بیٹھین نور الدہر نے دیکھا کہ بعد آنے بادشاہ
کے پھر گرد اُڑی ایرج نوجوان بصد شوکت وشان آکر پہونچے صاحبقران خود
بارگاہ سے نکل آئے ایرج کو گھوڑے سے اُتروایا مگر دیکھا تیور پر بل پڑے ہین تیغہ
دودمہ سکندری کے قبضے پر ہاتھ ہر فرماتے ہین کہ اگر ہم نہ آتے تو اس جنگ کا انتظام
ہوتا صاحبقران نے ایرج سے فرمایا بابا جنگ سخت ہر لقراط کے ساتھ بہت
فوجین جمع ہوگئی ہین خدا انجام بخیر کرے ایرج نے کہا داداجان جب مردان عالم کی
تلوار کھینچے گی کافر نوک دُم بھاگین گے کہ پھر گرد اُڑی شاہزادۂ جہانگیر والاتدبیر بشوکت
تمام وبہ تکلف مالاکلام آکر پہونچے بعد آنے جہانگیر کے آمد فوج موقوف ہوئی یہ سب
سردار مع چند اپنی اپنی ہمراہی جادوگرنیون کے آئے ہین کہ ذکر جنکے مقامات گذشتہ
پر لکھ چکا ہون ناظرین پر واضح ہوگا مگر ہمراہ نور الدہر جو سامان ہر وہ کسی کے ساتھ
نہین ہر سکندر ثانی ویسا بادشاہ عالیجاہ نجم اختر شناس ایسا رفیق شاہزادیان چیدہ
جادوگرنیان منتخب جنمین سے ہر ایک کو دعوئی ہر کہ لشکر کے قدم اُٹھا دینگے الغرض
جب بارگاہ نور الدہر مین سب سردار آکر جمع ہوئے تو نور الدہر نے اشارہ کیا
شبرنگ بن عمرو نے ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز سامنے حاضر کیے
دور کا جام گردش مین آیا نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین بصد سوز وگداز یہ
اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

روشن جو عکس رخ سے یہ جام شراب ہی	کہتے ہین دست ماہ مین اب آفتاب ہر
تاثیر گلہ خون کے تصور کی دیکھنا	لخت جگر جو گل ہر تو آنسو گلاب ہر

حیرت سی ہی طلسم جہان دیکھکر مجھے / یارب مرا خیال یہ ہی یا کہ خواب ہی
کہتے ہین زخم تن کہ ملے بوسے کسقدر / قاتل سے ہمسے حشر کے دن یہ حساب ہی
ایسا جنون مین روئے کہ دریا بنائے دشت / زنجیر موج آبلۂ پا حباب ہی
آغاز حسن وان ہی یہان زندگی تمام / پیری ہی اپنی یار کا عہد شباب ہی
ہم میکشون کو غم نہین مرنے کا محتسب / فردوس مین بھی سنتے ہین نہر شراب ہی
زلفون کو قطع کر کہ یہ ہین دشمن جہان / سانپون کے قتل کرنے مین ظالم ثواب ہی
یوسف کی طرح کھینچ ہی لاؤنگا دیکھنا / ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہی
اس مست نے جو کی سوے دریا نگاہ گرم / پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہی
کسکو ہمارے یار کے نظارے کی ہی تاب / خورشید جسکو کہتے ہین اسکی نقاب ہی
ہی عشق اسکے روے کتابی سے بس مجھے / ناسخ جو شوخ صاحب ام الکتاب ہی

رات بھر اس جلسہ مین بسر ہوئی نور الدہر سب کی خاطر کر رہے ہین مگر ایرج کے تیور پر بل پڑا ہوا ہی ہر مرتبہ فرماتے ہین بھائی صاحب طبل جنگی بجوائیے مین مقابلہ کرونگا نور الدہر جواب دیتے ہین ای برادر تقدم ہمارے یہان جائز نہین ہی اگر وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم جواب دینگے مگر بقراط دربار مین بیٹھا ہی تمام پہلوانان غدار و ساحران مکار جمع ہین اس مجمع سے ایک پہلوان موسوم بہ قیلاب خارہ شکن بل کرتا ہوا اٹھا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے سر میدان طلسم کشا کو ٹوکونگا کیا میرے ہاتھ سے امان پاوینگے سر میدان زیر کرونگا طبل جنگی بجوائیے بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بزردی ہوا / لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند / ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان / اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

نور الدہر نماز سے فراغت حاصل کر کے بیرون بارگاہ آئے سب سردار ساتھ مین

تخت شاہنشاہی سامنے آیا امیر خود نورالدہر کے ہمراہ ہین فرماتے ہین پروردگار
اسکو مظفر و منصور کرے اِس طلسم مین بڑی تکلیف اُٹھائی نورالدہر نے عرض کی
حضور کا اقبال شریک تھا کہ تمام مرحلہ جات فتح ہوے بیچ مین تخت شاہنشاہی نورالدہر
سب سے آگے بڑھے ہوے بدیع الزمان خوش ہین مگر قاسم کہتے ہین کہ داداجان
شوکت نورالدہر کی بڑھاتے ہین دیکھیے ساتھ ساتھ آتے ہین شوکت پوتے کی خود
بڑھاتے ہین سب صاحب سرمیدان دیکھ لینگے کہ ایرج نوجوان کس عظم وشان سے
آیا کہ اُسکے آنے سے بقراط کو خوف پیدا ہوا نورالدہر سُنکر خاموش ہو رہے کہ سامنے
سے گرد اڑی دیکھا بقراط تخت پر سوار مروارید پہلو مین باون لاکھ ساحران غدار ہمراہ
ایک ایک ساحر اُبلا ہوا چار سو تاجدار و افسران نامدار اپنی اپنی فوجون کو ساتھ لیے
ہوے اِس دھوم سے لشکر بقراط کا میدان مین آیا کہ اندھیرا ہوگیا بقراط نے تخت اپنا
روکا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑ کا کہکر ہٹے کہ قیلاب خارہ شکن
نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت بقراط کے آیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان بقراط
نے کہا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قیلاب گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا سلحشوری
دکھائی پھر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نکل کر مقابلہ کرے
سعید نوجوان سردار جہانگیر گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اجازت
طلب کی بادشاہ نے فرمایا ای سعید نوجوان حریف زبردست سے مقابلہ ہی عرض
کی اقبال حضور شریک ہوگا یہ کہکے سامنے قیلاب کے آیا قیلاب نے بعد گفتگو نیزہ مارا
سعید نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے سعید
نے نیزہ قیلاب کا نکالا قیلاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر نیزہ نکلنے سے بہت شرمندہ
ہی ہاتھ تلوار کا مارا سعید نوجوان نے گھوڑا بڑھایا کہ زیر بغل جاکر لپٹ پڑون
مگر گھوڑے نے سکندری کھائی گردا سپر کا سر سے ہٹا گوشۂ سپر کو کاٹ کر تلوار تا دو ابرو
پہونچی قیلاب نے دوسرا ہاتھ مارا سعید نوجوان لپٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا قیلاب
سمجھ گیا کہ سعید زبون ہی کشتی مین زیر کرلونگا اب جو دونون اُترے سعید نوجوان لڑنے

لگا گر جہانگیر کو بڑا قلق ہر کہ میرا سردار زخمداری مین لڑ رہا ہی خدا اسکو بچائے اے خالق بے نیاز داے رب کار ساز میرے سردار کو بچالے زخمدار ہو رہا ہی نظم

می کند کلک قدرت تو قدیر
ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
آدمی را شرف تو بخشیدی
خاک را لطف کردۂ توقیر
مرحمت کردۂ تو انسان را
دولت علم و دانش و تدبیر
نیک و بد را تو مے کنی تقسیم
رزق شان بے توقف و تاخیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت
سجدۂ عجز مے کنند ہر پیر
خامہ عاجز نہ شرح اوصافت
ہر زبان است لال از تقریر
ذات پاک تو ہست عالم غیب
واقف و محرم و علیم و خبیر
تو بدانی و بینی و شنوی
حالت خلق یا سمیع و بصیر
بے مثالی و لا شریک توئی
تو نداری دگر عدیل و نظیر
عرش و فرش و بلندی و پستی
یافتہ از تو صورت ہستی

آخر سعید نوجوان کے سر سے اسقدر خون بہا کہ بیہوش ہو کر گرا قیلاب نے قصد کیا کہ گرفتار کر لون جہانگیر کو تاب نہ باقی رہی جہانگیر نے مرکب اڑا دیا سامنے قیلاب کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے ایک گھونسہ اسکے گینڈے کو مارا کہ سر پھٹ گیا قیلاب کو وا جہانگیر نے کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا چاہا چرخ دیکر مارون فوج والے دوڑ پڑے لڑائی ہونے لگی جہانگیر بھی زخمی ہوے اور قیلاب ہاتھ سے چھوٹ گیا مگر اس ہلڑ مین سعید گرفتار ہو گیا ہمراہی لشکر اسلام جادوگرنیان جو ہین اُنھون نے قصد کیا کہ سحر کرین مگر لقراط نے جب دیکھا کہ ملازم قیلاب کوے آئے اور سعید کو بھی گرفتار کر لیا طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے مگر کئی لاکھ ساحران لقراط مارے گئے جب لشکر پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے تو جہانگیر نے چابک کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچاتا اگر سعید کے قتل کا ارادہ کرے تو مجھے خبر لے چابک واسطے خبر کے گیا قیلاب نے سعید کو لاکر اول زخمدوزی کرائی پھر قید خانہ بھیجدیا کہا صبح کو دربار بھجونگا

چابک نے یہ خبر جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر نے حکم دیا ہمکو سویرے خبر پہونچانا کہ کس وقت
وہ دربار مین طلب کرتا ہی نور الدہر نے جہانگیر کو بدمزاج پایا کئی مرتبہ پوچھا عم
نامدار آپ ملول ہوں تدبیر رہائی سعید ہو جائیگی جہانگیر نے جھلا کر جواب دیا کیا
ہم پایہ کمی کا رکھتے ہین کسی کی معرفت رہائی ہو ہم آپ رہا کرا لائینگے نور الدہر خاموش
ہو رہے مگر قیلاب نے صبح کو دربار مین سعید کو طلب کیا سعید بل کرتا ہوا آیا قیلاب
نے کہا خداوند کو سجدہ کر سعید نے جواب دیا او نامرد تو نے کیا مجھکو بجرأت زیر کیا ہی
جو سوال مذہب کرتا ہی قیلاب نے جھلا کر جلاد کو بلایا جلاد آیا کوٹے کا خط گردن پر
دیا چابک نے جہانگیر کو آکر خبر دی جہانگیر اکیلے دربار سے اُٹھے دربار سے نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے لشکر بقراط مین آئے کسی نے بقراط کو خبر دی کہ فرزند حمزہ تنہا
لشکر مین آیا ہی بقراط نے حکم دیا گرفتار کر لو چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا جہانگیر
دو گھڑی کامل لڑے آخر مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا گھوڑے سے گرے ازروے
بلوہ کے کفار نے گرفتار کر لیا جب چابک نے دیکھا کہ جہانگیر گرفتار ہوے روتا ہوا
لشکر مین آیا صاحبقران نے پوچھا کیون چابک خیر تو ہی عرض کی کہ آقاے نامدار
براے رہائی سعید گئے تھے گرفتار ہو گئے صاحبقران یہ سُنکر نہایت پریشان ہوے
خواجہ عمرو کو حکم دیا دریافت کرو کہ قیلاب کا کیا ارادہ ہی اگر قتل کرنے کا اُسکا
قصد ہو تو ہمکو جلد خبر دو خواجہ عمرو براے خبر گئے دریافت کر کے آئے کہ یہانسے
قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ مفتون کہتے ہین مفتون تیرہ وزن نامے ایک پہلوان
ہی کہ وہ وہان کا حاکم و ناظم ہی قیلاب نے جہانگیر و سعید کی قید وہان روانہ کر دی
صاحبقران یہ سُنکر چاہتے ہین کہ حکم دین کہ جا کر رہا کرو نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے
کہا یہ بار تو غلام کے ذمہ ہی یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوے طہماس نے
جو دیکھا کہ آقا جاتے ہین یہ بھی نکلکر ہمراہ ہوا قیلاب کا پہلوان مستور بیشہ نشین ساٹھ
ہزار فوج سے قید لیے جاتا تھا کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ منم گل گلزار خلیل الرحمن
نور دیدۂ مومنان و مسلمانان قطع نعرہ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بختم و بقہر جشنہ ستارہ

حشم شاہزادہ نور الدہر ایک طرف سے نعرہ طہماس ہوا کہ منم شہر بر تشنہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور دونون جوان آکر گرے نور الدہر نے بڑھکر مستور کو قتل کیا جب مستور مارا گیا فوج والے بھاگے جاکر مفتون تیرہ درون کو خبر کی وہ کئی لاکھ فوج لیکر آیا نور الدہر آکر جہانگیر کو رہا کیا چاہتے تھے کہ مفتون آکر پہونچا حکم دیا کہ دونکو گھیر لو فوج نے آکر گھیرا جہانگیر نے جو دیکھا کہ طہماس و نور الدہر گھرے ہوے لڑ رہے ہین بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای حاکم بے نیاز میری رہائی کی صورت نکلے کہ اس جنگ کو فتح کرون

نظم

ای کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	ذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان جنت ہر گل بستان ما	روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
با وجود قرب ہستیم از بساط وصل دور	حیف بر مجبوری ما وای بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا ای خبر گیر جہان	مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر وجود	عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم	چون نریزد اشک خون کلک گر افشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا موے مگر	صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکل کشاے ما توئی	وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما

مگر نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب مفتون کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے آکر طہماس نے گھیرا اب ارادہ ہی کہ مفتون تیرہ درون کو مارلین کہ ایک ابر آسمان پر آیا ابر مین سے ایک پنجہ گرا نور الدہر کو لیچلا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک دیو خونخوار مجکو لیے جاتا ہی گردن مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا مارا اور گھونسہ مار دیا کہ دیو کا سر پھٹ گیا نور الدہر زمین پر گرے مفتون نے آواز دی کہ یار واب گرفتار کرلو چہار طرف سے فوج بلوہ کرکے چلی طہماس نے جنگ کرکے فوج کو روکا مرکب طلسمی تا بہ نور الدہر پہونچا یا کہا کون حضور کو لیچلا تھا نور الدہر نے کہا ایک دیو خونخوار تھا مگر

مین نے اُسکو مار لیا وہ دیکھو صحرا مین لاشہ پڑا ہی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوکر مصروف
جنگ ہوے لڑائی ہو رہی ہی نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش آکر ہمہ تن مصروف جنگ ہوا نورالدہر نے
جو دیکھا کہ نقابدار نے آکر جنگ کو روکا ایسے بھڑتے قریب مفتون کے پہونچے مفتون
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا میرے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی پر لگا تھا
پھر ہاتھ تیغۂ طلسمی کا مار دیا مفتون کے دو ٹکڑے ہوے لشکر والے شکست کھا کے بھاگے
نورالدہر نے جہانگیر کو رہا کیا یہان ایرج کو شاپور نے خبر دی کہ قید جہانگیر طرف
قلعۂ مفتون کے گئی ہی اور نورالدہر واسطے رہائی کے گئے ہین ایرج کو بہت ناگوار ہوا
فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے شاپور ہمراہ ایرج کو لیکر چلا ایرج اُسوقت پہونچے کہ
نورالدہر نے جہانگیر کو رہا کیا چاہتے تھے ساتھ لیکر چلین کہ نعرۂ ایرج کی آواز آئی ایرج
نے نورالدہر کو للکارا کیون کشتی گیرزادے تو نے بڑا فتور کیا کہ آکر جہانگیر کو رہا کر لیا کیا
مین نہ رہا کر سکتا تھا ای عم نامدار آپ میرے پاس آئیے اِس کشتی گیرزادے کا ساتھ نہ
دیجیے مجھے شاق ہی کہ آپ کو یہ رہا کرے مین اگر خبر پاتا تو کیا بر لے رہائی نہ آتا نورالدہر
نے کہا بھائی تمھین سے رہا کیا مین کب اِسکا دعوی کرتا ہون کہ جرأت مین مین تمسے بہتر
ہون تم بڑے بہادر ہو مین کب تمھارا سامنا کر سکتا ہون ایرج نے قریب آکر ہاتھ تلوار
کا اُٹھایا جب تو طہماس کو بہت ناگوار ہوا ساطور اُٹھایا نورالدہر نے منع کیا کہ ای طہماس
خبردار ساطور نہ مارنا طہماس نے ساطور روکا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا طہماس کو
زخمی کیا جب طہماس زخمی ہو چکا ایرج طرف نورالدہر کے چلے نورالدہر نے منع کیا
کہ ای ایرج بس انتہا کی سختی کر چکے اب ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بہت پریشان کرونگا ایرج
کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا پھر ایرج نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا نورالدہر بھی مرکب اُڑا کر
سامنے آئے کہا اب مین مجبور ہون کہ تمنے سرکشی کی انتہا کر دی نقابدار زرین پوش
نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج و نورالدہر مین تلوار چلا چاہتی ہی گھوڑا اُڑا کر بیچ مین
آیا اور دونون کو گھُرکا کہ یہ کیا حرکت ہی دشمن دباؤ ڈالین گے ابھی فوج بھاگ کر گئی ہی

اگر کوئی اور افسر آگیا تو کیا ہوگا نور الدہر نے کہا اے نقابدار بہادر میرے سردار
کو انھون نے زخمی کیا مین نے اسپر بھی صبر کیا اب یہ مجکو کمزور سمجھے ہین میرا سر دباتے ہین
آپ ہٹ جائیے تماشہ دیکھیے کہ یہ میرا کیا کر لیتے ہین نقابدار نے منع کیا اور کہا مین نہ لڑنے
دونگا اور کسی وقت لڑ لینا یہ کہکے دونون کو الگ کیا اور نہ لڑنے دیا ایرج نوجوان
جہانگیر و سعید کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے نور الدہر نقابدار سے باتین کرتے
ہوے آتے ہین کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی مفتون کا بھائی جیحون اپنے بھائی کے
مارے جانے کی خبر سُنکر تین لاکھ فوج سے آپڑا نقابدار و نور الدہر مصروف جنگ ہوے
مگر فوج کا زیادہ بلوہ ہے ایرج کو آکر شاپور نے خبر دی کہ نور الدہر وغیرہ گھر گئے
اور نقابدار بھی گھرا ہے دونون جوان مصروف جنگ ہین مگر انتہا کا بلوہ ہے ایرج و
جہانگیر و سعید بھی نعرے کرکے آپڑے مگر نقابدار زرین پوش لڑتا ہوا قریب
جیحون کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر فوج کو کیا اشارہ کر رہا ہے جیحون نے
جو نقابدار کو دیکھا بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تلوار
کا مارا کہ جیحون کے دو ٹکڑے ہوے پھر فوج پر آکر گرے یہ سب شیر جب مل کر لڑے
فوج کی کیا تاب تھی کہ اِنسے لڑسکتی آخر سب شکست کھاکے بھاگے نقابدار تو رخصت
ہوگیا یہ سب جوان دریاے خون مین نہائے ہوے لشکر مین آئے بقراط کو یہ سب
خبرین پہونچین کہ مفتون و جیحون و مستور مارے گئے ایرج و نور الدہر لڑائی فتح
کرکے ابھی آئے ہین صاحبقران علاج مین فرزندون کے مصروف ہین یہ سُنکر قیلاب
بہت جھلایا مگر مفتون و جیحون کا مارے جانا سُنکر حیران ہے کہ ایسے پہلوان زبردست
مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مین اُنپر غالب نہ تھا دیکھیے میدان مین کیا گذرے بقراط سے
عرض کی یا خداوند کسی ساحر کو بھیجیے کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے تو مطلب حاصل ہو جبتک
طلسم کشا نہ قتل ہوگا مطلب نہ پورا ہوگا بقراط نے طرف ساحرون کے دیکھا ایک
ساحرہ موسوم بہ گلفشان جادو یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جاکر لشکر کو تباہ کرتی ہون
طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر کے چلی ایک تخل پر آکر بیٹھی ارادہ ہے کہ

سحر کرون کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا دیکھا ایک فیل مست چھوٹ گیا ہو وہ درختون کو گراتا ہوا
آتا ہو ایک طرف سے دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن مین لاجواب مرکب پر سوار ہاتھی کے تعاقب مین آتا ہو قریب ہاتھی کے آکر
للکارا کہ او ظالم کہان جاتا ہو ہاتھی پلٹ پڑا اُس جوان نے گھوڑے سے کود کر ہاتھی کو
ایک گھونسہ مارا کہ ہاتھی چیخ مار کر پلٹا نیزہ دارون نے ہاتھی کو گھیر لیا ہاتھی آن کر تھان
پر بندھ گیا گلفشان جادو بصورت مبدل لشکر مین اُتری ایک دوکاندار سے پوچھا
کہ یہ جوان کون تھا جسنے ہاتھی کو گرفتار کرادیا دوکاندار نے کہا شاہزادہ جہانگیر فرزند
امیر یا تو تیر مین گلفشان جادو کو فکر ہوئی کہ اُس جوان سے کیونکہ ملاقات کرون آخر
معلوم ہوا کہ اپنی بارگاہ مین گئے ہین تعاقب مین چلی جب دربارگاہ جہانگیر پر پہونچی دیکھا
کہ ایک عیار طرار دروازے پہ بیٹھا ہو گلفشان نے آکر چابک کو سلام کیا کہا اپنے
آقا سے عرض کرو کہ ایک شخص آپ کا مشتاق ہو اندر بلوائیے چابک نے دیکھا ساحر وضع ہو
باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے حباب ماردیا گلفشان بیہوش ہو کر گری چابک نے
چاہا قتل کرون کہ زمین تھرائی ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے چابک کو اُٹھا لیا اور گلفشان کی
کمر مین پنجہ دیکر وہ پتلی لے اُڑی گلفشان کا ایک باغ ہو اُسمین لیجا کر پتلی نے اُتارا
گلفشان ہوشیار ہوئی کہا کیون عیار طرار تو نے بڑی تیزی کی مجکو بیہوش کیا میرے
ساتھ نگہبان مقرر ہین مجکو کوئی قتل نہین کر سکتا تو اُس شہریار کا کون ہو چابک نے کہا
مین شاطر ہون تب گلفشان نے حال اپنے عشق کا بیان کیا چابک نے کہا میری خطا
معاف فرمائیے مین آپ کے حال سے واقف نہ تھا ساحر وضع دیکھکر آپ کے درپئے آزار
ہوا اب آپ نہ گھبرائیے مین آپ سے آقا کو ملاؤنگا یہان بلا کے لاؤنگا گلفشان نے
چابک کو بہت مطمئن کیا ایک موتیون کا مالا بھی دیا چابک تو اس فکر مین چلا کہ شاہزادے
کو بلا کر لاؤن ایسی ساحرہ زبردست ہو اگر یہ شریک ہوگی تو لقراط کو بڑے ملال ہو پہونچینگے
وہان بقراط نے بیٹھے بیٹھے زانو پر ہاتھ مارا شاہزادیان جو گا رہی تھین اُنھون نے
پوچھا یا خداوند باعث رنج و ملال کیا ہو لقراط نے کہا گلفشان ہاتھ سے جاتی ہو کوئی ساحر

ایسا ہو کہ اسکو گرفتار کر لائے کہ مین اسکو سزا دون ابھی ابھی قتل کرون کہ وہ جہانگیر پر عاشق
ہو گئی ہو بھائی اسکا بیخ چنار اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا کہا یا خداوند مین ابھی اسکا سر
لاتا ہون یہ کہکے چلا اسباب سحر تیار کر لیا اسوقت پہونچا کہ گلفشان جادو محفل آراستہ
کر رہی ہو کنیزین حاضر ہین کہ بیخ چنار آکر پہونچا آسمان سے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ تو نے
غضب کیا کہ مسلمان کا ساتھ دیا گلفشان نے سر اٹھایا بیخ چنار نے ایک گولہ مارا
گولہ آکر پھٹا اسمین سے دھوان نکلا گلفشان بیہوش ہوئی کنیزین جابجا گرین بیخ چنار
اترا کہ گرفتار کرکے لیجاؤن کہ زمین سے پتلی نکلی چاہا گلفشان کو اٹھا لیجاؤن بیخ چنار
نے پتلی پر گولہ مارا سینہ پہ پتلی کے گولہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا پتلی کے مرتے ہی گلفشان کی
کی زبان مین سوزن دی اور نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلفشان کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو اس حال مین پایا کہ بیخ چنار سامنے کھڑا ہو للکار رہا ہو کوڑا لیے ڈرا رہا ہو گلفشان
نے کہا او دیوانے مین نے کیا خطا کی کہا صحبت کیون آراستہ کر رہی تھی گلفشان نے
جواب دیا میرے یہان ہمیشہ جلسہ رہتا ہو بموجب قاعدۂ قدیم درستی صحبت کر رہی تھی
اب بیخ چنار کچھ جواب نہین دے سکتا آخر اسنے کہا کہ اے ہمشیرہ قدرت نے مجکو حکم
دیا ہو مگر مین نے تمہارے یہان جلسہ مین کسی کو نہ پایا اور قدرت نے فرمایا ہو کہ فرزند
حمزہ پر عاشق ہوئی ہیں وہ فرزند حمزہ یہان کہان ہو میری نظرون سے تو نہان ہو
قصد کیا کہ ہین کو رہا کرون مگر وہان چابک جو پہونچا جہانگیر کو شکارگاہ مین پایا تمام
کیفیت آکر عرض کی جہانگیر چابک کے ساتھ چلے جب باغ تھوڑی دور رہا چابک نے
کہا آپ اس مقام پر ٹھہریے مین پہلے ہو آؤن یہ کہکر چابک بڑھا جب قریب باغ کے
آیا دیکھا تو ایک کنیز کھڑی رو رہی ہو اس سے جو پوچھا اسنے حال گرفتاری گلفشان بیان
کیا چابک نے اس کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا گلفشان بندھی ہو اور
ایک ساحر عذر کر رہا ہو چابک نے سامنے آکر سلام کیا بیخ چنار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ
ایک کنیز ہو مہ جبین پری طلعت خوبصورت سینہ ابھرا ہوا حیران ہو کر پوچھا ارے تو کون ہو
کہا مین حضور کی رازدان ہون میرے ساتھ چلیے مین اس مسلمان کو گرفتار کرا دون ایسا

کمرے مین چھپا بیٹھا ہو بیخ چنار ساتھ چلا باقی کنیزین اُسی مقام پر ٹھہری رہین ادھر
چابک نے ایک مقام پر آکر کہا دیکھیے وہ سامنے فرزند حمزہ بیٹھا ہو چنار نے کہا مجھے کوئی
نہین معلوم ہوتا چابک نے کہا گولہ پھینکیے اور گیر کی آواز دیجیے پانؤن اُسکے زمین پکڑلے
پھر چل کر قتل کیجیے تمر ہنسے جاتی ہو بیخ چنار کو لپٹی جاتی ہو بیخ بہت بیقرار ہوا جھولی سے
گولہ نکالا کہا تیرے کہنے پر سحر کرتا ہون یہ کہکے گولہ پھینکا چابک نے جو دیکھا کہ بیخ کا مُنھ
پھرا لپٹ کر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک بیخ کے مرتے ہی چابک نے جھپٹ کر گلفشان
کو رہا کیا گلفشان نے رہا ہوتے ہی پوچھا کہ متر صاحب تم کیونکر آئے چابک نے کہا
شاہزادے کو لایا ہون تھوڑی دور پر باغ کے ٹھہرا آیا ہون اگر آپ حکم دین تو بلا لاؤن
گلفشان نے کہا کہین جلدی لاؤ چابک جہانگیر کو بلا کر لایا گلفشان نے استقبال کرکے
مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا ایک شوخ و تشنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اُس پری رخسار پر پھبتی کہی ہو حور کی — سچ تو یہ ہو بات سوجھی ہو مجھے کیا دور کی
آہ پڑ جائے الٰہی تجھپہ مجھ مخمور کی — محتسب تو نے صراحی مے کی چکنا چور کی
دور سے دیکھی جھلک جو عارض پر نور کی — بام جانان پر نظر آئی تجلی طور کی
جان بچنے کی کوئی صورت نظر آتی نہین — لیجلی فردوس کو فرقت مجھے اک حور کی
جسم کو چھوڑا نہین مین نے وطن آیا قریب — روح نے اپنے بدن سے گرد غربت دور کی
گردن ساقی کی ہو کیسی صفائی میکشو — کیون نہ خم ہو جائے گردن شیشۂ بلور کی
پڑ گیا ہو عکس جو ساقی کے حسن سبز کا — قطرۂ مے مین ہو رنگت دانۂ انگور کی
جائے خون ہو جسم ساقی مین شراب لعل گون — آنکھ ساغر کی ہو گردن شیشۂ بلور کی
دست رنگین اور تیرے ساعد سیمین نہین — شعلے مین یاقوت کے شمعین ہین یہ کافور کی
گھر ہمارا ہجر مین تاریک ہو مانند گور — ایک حالت ہو شب ماہ شب دیجور کی
کیا برستی ہو بجائے ابر رحمت بیکسی — ہو یہی تربت مقرر ناسخ مغفور کی

صحبت عیش و طیش آراستہ ہو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو وہان بقراط غصے مین بیٹھا ہو کہ
ایک طائر آیا اُسنے اپنی زبان مین کچھ کہا بقراط نے کہا لو غضب ہوا بیخ چنار بھی مارا گیا

اب تو وہ گیسو بریدہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہو غرضکہ بقراط نے پکار کر آواز دی تم مین کوئی
ایسا ہو کہ اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے لائے برجیس جادو یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی دونون
کو لاتا ہون یہ کہکے اُڑتا ہوا چلا یہان صحبت کا یہ رنگ ہو کہ گلفشان جادو پہلو مین جہانگیر
کے بیٹھی ہو آپسمین اختلاط ظاہری ہو رہا ہو کنیزین پھر رہی ہین مگر چالاک ہوشیار ہر طرف
دیکھ رہا ہو کہ برجیس جادو آکر پہونچا اُسنے آسمان سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ فرزند حمزہ پہلو
مین بیٹھا ہو وہین سے تڑپ کر نعرہ کیا کہ باش او پسر حمزہ کہان جائیگا یہ کہکے گرا ہاتھ مین
اسباب سحر تھا پھینک مارا جہانگیر تو گر کر بیہوش ہوے کنیزین جابجا گرین مگر گلفشان
جادو نے اپنے اوپر سحر نہین آنے دیا اُٹھکر نعرہ کیا کہ او ناہنجار بدکردار یہ کیا حرکت کی یہ
کہکے گولہ مارا برجیس نے گولہ کاٹا کئی سحر آپس مین رد و بدل ہوے یکایک برجیس نے
ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ دھوان نکلا وہ منھ پر گلفشان کے پہونچا گلفشان بیہوش
ہوکر گری برجیس جادو چلا کہ گلفشان کو گرفتار کرلون اور جہانگیر کو قتل کرون چالاک
نے دور سے دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہین ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی
میان برجیس صاحب وہ عیار یہان چھپا ہوا بیٹھا ہو پہلے اسکو آکر گرفتار کر لیجیے برجیس
ہمراہ ہوا مگر جمال جہان آرا ے کنیز دیکھکر لٹو ہو گیا کہ ایک نازنین ہو کمسن حسین و جمیل سینہ
پر اُبھار باتین بیقرار ہنسے جاتی ہو نازنین نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ صاحب میرے
ساتھ چلو مین اُسکو بتا دون تم اُس مکار کو گرفتار کرلو برجیس پوچھتا چلا آتا ہو کہ وہ کس
مقام پر ہو کنیز نے تبلایا وہ سامنے درخت کی آڑ مین بیٹھا ہو برجیس نے سر اُٹھا کر دیکھا
کوئی سامنے نظر نہ آیا نازنین سے کہا گولہ مار دیے زمین اُسکے پانون تھام لے تب چل کر
گرفتار کر لیجیے برجیس نے منھ پھیر کر گولہ مارا چالاک تو قریب کھڑا تھا اُسنے خنجر مار دیا
کہ شکم چاک قصہ پاک برجیس کے مرتے ہی گلفشان کو ہوش آیا جہانگیر نے چالاک
کی بہت تعریف کی کہا اے برادر بڑا کمال کیا ورنہ یہ گرفتار کرکے لیجاتا گلفشان نے کہا
اب نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین بقراط کو معلوم ہو گیا اُسنے ساحرون کا تار باندھ
دیا ہو بہت سے ساحر اُسکی صحبت مین ایسے ہین کہ اُنکو اپنے سحر پر ناز ہو اگر وہ نہین ہے

کوئی آگیا تو جان بچنا دشوار ہوگی جہانگیر پشت مرکب پر سوار ہوے چابک نے بھی
یہی صلاح دی کہ نکل چلیے گلفشان نے ابر بنایا اُسمین چھپ کر چلی جہانگیر و چابک
جاتے ہین ابر سر پر لہرا رہا ہو گلفشان ہوشیار جاتی ہر چہار جانب دیکھتی ہوئی کہ اگر
کوئی آئے تو مین اُسکو روکون جہانگیر مرکب مہمیز کیے ہوے جاتے ہین چابک بھی
کہتا ہو جھٹ پٹ نکل چلیے مگر بقراط دربار مین بیٹھا تھا کہ بھرطائر نے آکر صدا دی بقراط
نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیا کمبخت غافل ہین کہ دام مین عیار کے آجاتے ہین غضب ہوا
کہ برجیس بھی مارا گیا ایک پہلوان بیٹھا ہو کہ مہتاب اُسکا نام ہو یہ کہکر اُٹھا کہ خداوند
مجکو حکم ہو کہ مین پسر حمزہ کی مشکین باندھکر لاؤن بقراط نے حکم دیا مہتاب باہر آیا
تین لاکھ فوج کا افسر ہو اُن سب کو ساتھ لیکر چلا جہانگیر ایک صحرا مین آکر ٹھہرے ہین
کہ سامنے سے گرد اُڑی مہتاب تین لاکھ فوج سے پیدا ہوا آتے ہی کل فوج کو حکم دیا
کہ پسر حمزہ کو چہار جانب سے گھیر لو جہانگیر بھی نعرہ کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی
گلفشان کہ ابر مین چھپی ہوئی ہو اِسنے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا ابر سے
اُترتے اُترتے ایک گولہ مارا کہ پھول برسنے لگے کئی سو جوان مبہوت ہوکر یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

سامنا کرتا ہو کیا اُسکا شبستان مین چراغ
مرد میدان ہو تو نکلے دن کو میدان مین چراغ

جب نہ دیکھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ
رکھدیا ہے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ

شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی
لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ

روشنی کی اُسکے حلقون مین جو روے یار نے
ہوگئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ

کونسا بلبل پھنسا ہو دام مین صیاد کے
باغبان گھی کے جلاتا ہو گلستان مین چراغ

کیا لکھون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین
اِسقدر ہونگے نہ اک سر چراغان مین چراغ

داغ دل کی روشنی ہو بوریاے فقر پر
شیر کی چربی سے جلتا ہو نیستان مین چراغ

ہوگیا اُسپر زلیخا کو یقین فانوس کا
حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان مین چراغ

عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ
میری مٹی کے جلین گے کوے جانان مین چراغ

خاک کا پیوند ہوئگا جب مین تیرہ روزگار	پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ
واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی	مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

کئی ہزار جوان سر ٹکرا کر مرے مگر جہانگیر کو سحر کرنا گلفشان کا بست ناگوار ہوا ادھر مہتاب نے بھی پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو جہانگیر نے گلفشان کو منع کیا کہ ای گلفشان سحر نہ کرو ہماری بدنامی ہر گلفشان رک گئی جہانگیر جنگ کر رہے ہین چابک دیکھتا ہر کہ آقا گھرے ہوے لڑ رہے مین بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا عرض کرتا تھا کہ ای خالق کارساز دای بندہ نواز اس مشکل سے آقاے نامدار کو بچالے

نظم

در گلستان جہان یک رنگ شو مانند گل	کن بہ گلزار محبت مثل بلبل شور و غل
نوش کن ہر دم زمینائے محبت جام مل	صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل

یک زبان با نیک و بد یک دل بہور و یار باش

نیک و بد را در جہان کن خوش دل از گفتار خویش	ساز با خلق نکو خلق جہان را یار خویش
دار با صلح و صفا در جملہ عالم کار خویش	مثل خور رو ے زمین کن روشن از انوار خویش

سایہ گستر در جہان چون ابر گوہر بار باش

چابک دعائین کر رہا ہر کبھی حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہر اپنے آقا کو بچارہا ہر قضاے کار نورالدہر بن بدیع الزمان واسطے شکار کے آئے تھے شبرنگ نے خبر دی کہ جہانگیر کو ایک پہلوان نے گھیرا ہر نورالدہر آپڑے دو چار سو جوان ساتھ تھے مصروف جنگ ہوے نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مہتاب کے پہونچے مہتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قاش زمین سے مہتاب کو اُٹھا لیا مہتاب نے کہا الامان نورالدہر نے جواب دیا امان بشرط ایمان مہتاب بصدق دل مسلمان ہوا نورالدہر مہتاب و فوج کو ساتھ لیکر چلے وہان بقراط کو از روے علم سحر کے معلوم ہوا کہ مہتاب مسلمان ہوگیا جھلاکر کہا یار و جو جاتا ہر وہ مسلمان ہوتا ہر یا مارا جاتا ہر اب خود قدرت جاتے مین کئی پہلوان

اپنے مقام سے اُٹھے یہ کہکر کہ قدرت تکلیف نہ فرمائین ہم جاکر نبیرۂ حمزہ کو سزا دیتے
ہین تین پہلوان سفاک تیرہ درون و بیباک فوج کش و نمناک خارہ شگاف
تین تین لاکھ فوج کے افسر تھے یہ تینون سردار اپنی اپنی کل فوج لیکر چلے نوبت و نقارے
بجاتے ہوے صاحبقران کے کان مین آواز نوبت و نقارے کی جو پہونچی سر
اُٹھاکر فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج کہان جاتی ہو کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ تین افسر نو لاکھ فوج لیکر براے گرفتاری نورالدہر جاتے ہین ہرچند کہ وہ واسطے
شکار کے گئے تھے مگر راہ مین جنگ پڑی جہانگیر کو بلوہ سے بچایا مہتاب کو مسلمان
کرلیا انکو لیے ہوے آتے ہین یہ نو لاکھ فوج اُنکو روکنے جاتی ہو ایرج نے جو یہ سُنا
کہا دادا جان مین جاکر اِن سردارون کو رد کون امیر نے کچھ جواب نہ دیا ایرج و
قاسم اپنے مقام سے اُٹھے گھوڑون کو اُڑاتے ہوے چلے سرداران ایرج بھی
ساتھ ہین نیلم و قیلم وغیرہ اور ایک طرف سرداران قاسم ہین مثل قیماس خان
خاوری و حسن خان خاوری وغیرہ رستم کو جو معلوم ہوا کہ بیٹا اور پوتا ہمارا نورالدہر
کو بچانے جاتا ہو یہ بھی اپنے مقام سے اُٹھے پشت استر مالاکبود پہ سوار ہوے سردار
سب ساتھ ہین گھوڑے کو بڑھایا سامنے اُن تینون سردارون کے آکر نعرہ کیا کہ
باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم رستم پیلتن و پیلکین نعرہ کرکے جا پڑے
جنگ ہونے لگی قاسم نے جو خبر سنی کہ قبلہ و کعبہ جا پڑے جنگ ہو رہی ہو قاسم نے
مرکب کو بڑھایا ایرج کو آگے کرلیا ایرج نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک
ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ٭ یہ تینون شیر لڑ رہے ہین فوج
بھاگتی پھرتی ہو اودھر سے نورالدہر آتے تھے اِنکو جو معلوم ہوا کہ میری گرفتاری کو
فوج بقراط نے بھیجی تھی اُسکو ایرج و قاسم و علم شاہ نے گھیرا ہو یہ بھی نعرہ
کرکے جا پڑے اُن تینون سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ فرزندان حمزہ کو
گھیر کر مار لو پہلے سب کے سفاک تیرہ درون مقابلۂ نورالدہر مین آیا چند حربے
آپس مین رد و قدح ہوے نورالدہر نے تیغۂ خارہ شگاف سے سفاک کو مار اسفاک

کو مار کر بڑھے بیباک فوج کش نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا غصے مین کانپنے لگا اول اسنے
نورالدہر پر تیر مارا نورالدہر نے تیر کو خالی دیا بیباک نے کئی تیر مارے نورالدہر قلم کرتے
ہوے قریب پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی کو کھینچا اُسکے وار کو
گانٹھا گانٹھ کر ہاتھ مار دیا بیباک کے دو ٹکڑے ہوے نمناک خارہ تشگاف نے
جب دو بھائیون کا لاشہ دیکھا خوف جان سے بھاگا اُدھر سے ایرج آتے تھے ایرج کو
معلوم ہوا کہ دو بھائی ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے گرزہ بن اخشفر کو بڑھا کر مقابلۂ
نمناک مین آئے نمناک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار خالی دیکر کلائی
تھام لی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا نمناک بصدق دل مسلمان ہوا اتبو کل فوج نے لڑنا موقوف
کیا جو مارے جانے سے بچے تھے وہ بصدق دل مسلمان ہوے رستم سب کو ساتھ لیکر
طرف لشکر کے چلے ہر چند کہ ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نورالدہر سے مقابلہ کرون مگر
رستم جب بہ نگاہ قہر طرف ایرج کے دیکھتے ہین تو ایرج کو یقین ہوتا ہی کہ دادا جان
کے خلاف ہوگا تلوار تول کر رک جاتے ہین ہرکارون نے یہ سب خبرین صاحبقران
کو پہونچائین کہ آپ کے فرزندون نے جا کر لڑائی کو فتح کیا نمناک خارہ تشگاف
مسلمان ہوا رستم سب کو ساتھ لیکر آتے ہین صاحبقران یہ خبر سُنکر خوش ہوے خود
واسطے استقبال کے اُٹھے فرمایا کہ رستم ایسا ہی دلیر ہی جس جنگ پر رستم جائے وہ
لڑائی فتح نہو یہ کہتے ہوے راہ مین آکر ٹھہرے رستم کو گلے سے لگا لیا ایرج و نورالدہر
کو دیکھا کہ نورالدہر چاہتے ہین ایرج سے کلام کرین مگر ایرج بہ غصہ جواب دیتے ہین
امیر نے قریب آکر ایرج کو نورالدہر سے بغلگیر کرایا اور فرمایا کہ آپس مین چشمک نہ رہے
سب سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ آج ہمارے فرزندون
نے بڑی لڑائی فتح کی صحبت عیش آراستہ کرو خواجہ نے جواب دیا کہ پھر مجھے کیا کچھ مجکو بھی
لیگا امیر نے فرمایا کہ اچھا کچھ تو گاؤ خواجہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

برق کو اسپر عبث گرنے کی ہین تیاریان	برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہین چنگاریان
موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی	کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اے خط اُسکے گورے گالون پر یہ تونے کیا کیا
خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے
خاک کا پتلہ بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
خوف خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے
کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو

چاندنی راتین یکایک ہوگئین اندھیاریان
خون بلبل سے مگر سینچین گئی ہین کیاریان
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان
خانۂ قاضی مین جاکر کیجیے میخواریان
کرگئے ہین یار اپنی اپنی یون ہی باریان
خوب اگلے کرگئے گرم اپنی دکانداریان

مقام صدر پر نور الدہر بیٹھے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ہرکارے جو واسطے خبر کے حاضر تھے خبرین لیکر سامنے بقراط کے پہونچے بعد دعا کے عرض کی کہ آج لشکر حمزہ مین بڑا عیش و جیش ہے سب کیفیت ہرکارون نے سامنے بقراط کے بیان کی بقراط نے یہ سنکر جواب دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی سب سردار آمادہ ہوے کہ کل ایسی جنگ کرین کہ مسلمانون کو عاجز کردین لشکر اسلام کے ہرکارون سے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر خواجہ عمرو دو پہر رات گئے صورت بدلے ہوے لشکر بقراط مین آئے اتنا بڑا لشکر ہے کہ اس سرے سے اُس سرے تک جانا دشوار ہے مگر ٹہلتے ہوے خواجہ سامنے بارگاہ بقراط کے پہونچے دیکھا ایک ساحر زبردست بارگاہ سے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو چارطرف سے لشکر مسلمانان پر سحر کرو کہ مسلمان شکست کھا کے بھاگین اور ہمارا مطلب پورا ہو منم کاشان جادو خواجہ نے جو اُس ساحر کو آمادہ دیکھا اُسی کے ساتھ ہولیے ایک مقام پر آکر سلام کیا کاشان جادو نے پوچھا ارے تو کون ہے عمرو نے کہا آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون جو ارادہ آپ کا ہے وہی ارادہ میرا بھی ہے اگر حکم ہو تو سحر کرون کہ سب لشکر سر ٹکرانے لگے کاشان جادو نے کہا او ساحر تیری کیا حقیقت ہے میرے ساتھ بڑے بڑے جادوگر ہین جس وقت یہ سحر کرینگے تو زمین لشکر طلسم کشا کی ہلا دینگے آج کوئی زندہ نہ بچے گا آج مین ارادہ کرکے نکلا ہون عمرو نے کہا اچھا کنارے چلیے تو مین آپ کو آگاہ کرون کہ کیا کمال رکھتا ہون کاشان جادو کو خواجہ ایک درۂ کوہ مین

لے گھسے باتین کرتے کرتے کاشان جادو کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باہر نکلے ساتھ والون سے کہا ہان صاحبو سحر تیار کرو سب ساحرون نے اپنے اپنے لکہ ہاے ابر اُڑائے عمرو نے کہا سامنے جو لشکر ہو اُسپر سحر گراؤ سب نے عرض کی یہ تو لشکر خداوند ہو عمرو نے کہا ہمارا یہی کمال ہو کہ اس طرف سحر کرینگے اور اُدھر لشکر طلسم کشا ویران ہوگا سب ساحرون نے لکہ ہاے ابر لشکر بقراط پر گرائے تیر برسنے لگے کئی لاکھ جادوگر بارے گئے کسی کے سحر سے آگ گری کہ ہزارون خیمے جلنے لگے کسی کے سحر سے مینہ برسا جسپر قطرہ گرا وہ دیوانہ ہوگیا اہل لشکر فریاد کرنے لگے خواجہ تو یہ سحر کرا کر نکل گئے بقراط نے جو صداے فریاد سُنی گھبرا گیا باہر نکل کر کہا او نالائقو یہ کیا کیا سب نے کہا ہمارے افسر نے حکم دیا ہو کہ اسی لشکر پر سحر کرو ہم اپنے مالک کا حکم بجا لاتے ہین ہر چند بقراط منع کرتا ہو کون مانتا ہو بقراط نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا برق چمکی کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے رات بھر لشکر مین تلاطم رہا صبح کو بقراط سوار ہوا ادھر سے نور الدہر لشکر لیکر آئے مقابلہ مین لشکر جب سرمایۂ جادو طرف سے بقراط کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آوازدی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے طرف سکندر کے دیکھا سکندر نے نجم کو اشارہ کیا نجم نے جا کر اُس ساحر کا سحر روکا آپس مین سحر چلنے لگے نجم نے بہ علم اختر شناسی دریافت کرکے ایک چوٹی دار ناریل مارا سرمایۂ جادو ناریل چلتے ہی دیوانہ ہوگیا پکار پکار کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا

نظم

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہو
قطب کو جنبش نہین ہو آسمان گردش مین ہو

حیف ہو بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے
روز و شب جام مہ و خورشید یان گردش مین ہو

تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہو

پار اُترے کیا سلامت بحر اُلفت سے کوئی
سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہو

گرد پھرنے کا ترا سودا ہوا ہو ہم کو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہو

دائرے مین عشق کے جسنے کہ مارا ہو قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہو

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہو

جستجو مین تیرا نجم کی طرح ای ماہ حسن
گنبد گردون سے نکلے جسطرح سے ہوسکے

ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہی
ڈر ہی گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردشین ہی

سرمایۂ جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے نجم کے آیا نجم نے اشارہ کیا کہ سر بقراط کا لا
سرمایۂ جادو اپنے ہوش مین نہ تھا فورا جا پڑا بقراط کو گالیان دینے لگا ہر مرتبہ پکارتا
تھا او ہیجیا خداوند بنکر بیٹھا ہی تجھسے کیا ہوسکتا ہی بقراط نے ہر چند منع کیا مگر سرمایہ
نہین مانتا لڑتا ہوا چلا آتا ہی کئی ہزار ساحر مارے جب تو بقراط جھلایا بڑھکر سحر کیا کہ
سرمایہ پر پھول برسے سحر اُتر گیا بقراط کے آگے ہاتھ باندھنے لگا کہ یا خداوند خطا معاف
کیجیے مین اپنے ہوش مین نہ تھا بقراط نے کہا نجم کا سر لاؤ سرمایہ پھر مقابلۂ نجم مین آیا
چاہا نجم پر جا پڑون نجم نے ایک دستک دی کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سرمایہ پر حملہ
کیا سرمایہ نے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤن مگر شیر نے مہلت نہ دی چیر پھاڑ کر کھا گیا اسیطرح
کئی ساحر مقابلۂ نجم مین آئے مگر نجم نے قتل کیا بقراط نے جھلا کر کہا کہ یارو تم مین کوئی
ایسا نہین کہ نجم کو گرفتار کر لائے ترکش جادو چلا کر دوڑا کتا ہوا کہ یا خداوند نجم وہ
شخص ہی جسنے سحر خوب حاصل کیا مگر میرے سامنے کا بچہ ہی گردن پکڑ کے لاؤنگا قدرت
کو سجدہ کراؤنگا ایسے لاف وگزاف کرتا ہوا میدان مین آیا نجم نے دستک دیگر صحرا
سے شیر بلایا شیر نے ترکش پر حملہ کیا ترکش نے شیر کو ہلاک کیا کئی جانوران درندآئے
مگر ترکش نے سب کو قتل کیا انھین جانورون کا خون لیکر نجم پر پھینک مارا بدن مین
نجم کے آبلے پڑ گئے ترکش نے بڑھکر نجم کو گرفتار کر لیا سامنے بقراط کے لایا کہا بقراط
کو سجدہ کر نجم نے کہا ہرگز سجدہ نہ کرونگا کئی مرتبہ بقراط نے کہا کہ ای نجم چاہتا ہون تیری
خطا معاف کرون نجم نے جھلا کر جواب دیا کہ مین نے تیری خطا کیا کی جو تجھسے ہوسکے قصور
نہ کر خدلے ما بزرگ است بقراط نے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ پرہول جادو
اُسکا نام ہی وہ تلوار کھینچ کر قریب نجم آیا آکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے جو سامنے
کھڑے تھے قصد کیا کہ جا پڑون اور نجم کو رہا کرلون سکندر ثانی نے تخت سے اُتر کر
عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین ابھی جاکر نجم کو لاتا ہون یہ کہکے تخت سے کود کا بلند

ہو کر نعرہ کیا پرہول جادو پر برق گری کہ پرہول کے دو ٹکڑے ہوے مار کر پرہول
کو جو سکندر پر گرے اول ایک گولہ طرف بقراط کے مارا کہ اندھیرا ہو گیا اُسی اندھیرے
مین نجم کو اُٹھا لیا بقراط نے دیکھا کہ سکندر نجم کو لیے جاتا ہی جھولی پر ہاتھ ڈال کر گولہ
نکالا سکندر پر کھینچ مارا سکندر نے خالی دیا اور چاہا بلند ہون بقراط نے جب دیکھا کہ
گولے نے تاثیر نہ کی ہاتھ اپنا کاٹا خون پھینک مارا خون جو سکندر پر پڑا سکندر کے ہاتھ
سے نجم چھوٹا نجم خود ساحر زبردست ہی چھوٹتے ہی لڑنے لگا اسقدر آگ برسائی کہ کئی ہزار
ساحر جلے بقراط نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تڑپ کے تخت سے اُٹھا عقاب بنکر نجم پر آپڑا
سکندر نے دور سے دیکھا کہ نجم گرفتار ہوا چاہتا ہی ران کو چاک کیا خون چلو مین لیکر
عقاب پر پھینک مارا اب تو بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے پر گرنے لگے اِسقدر پر گرے کہ سکندر
چھپ گئے سکندر نے چاہا اُن پرون کو دفع کرون دور سے سب نے دیکھا کہ سکندر
طائرون کے بیچ مین گھرے ہوے ہین اور طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین زمزمہ سرائی
مین یہ آواز ہی جیسے یہ اشعار پڑھ رہے ہین سکندر کو بڑھ بڑھ کے سناتے ہین نظم

عاشق کی سعادت ہی جو سر اُسکا جھکا ہی — قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہی
جب وادیِ وحشت مین گذر میرا ہوا ہی — ہر ایک بگولے نے تعظیم اُٹھا ہی
نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا — گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اُڑا ہی
جو دن ہی سو ہی دیو سفید اپنی نظر مین — جو رات ترے ہجر مین ہی کالی بلا ہی
وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے — کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہی
ممکن نہین تا حشر جو کم ہو غم خونخوار — گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہی
گر آکبھی پامال کر اس شوق مین ذرات — گلشن مین جو ہی شاخ گل اک دست دعا ہی
دعوائے خدائی جو بتو ہی نہ پھر و دور — سو چہ کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہی
خالق نے یہ سرخ اُسکے کف پا کو بنایا — ہوتا ہی زمانے کو یقین رنگ حنا ہی
گر سودۂ الماس نہ تھا لون چھڑکتا — یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہی
ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو — جسدن سے مرا سر ترے قدمونسے جدا ہی

عالم نظر آتا ہی ترے عشق مین بیمار	عشق اسکو نہ کیسے یہ زمانے مین مزا ہی
کیسے جو طویل اُسکو سزاوار ہو ناسخ	جس بحر مین اس زلف کا مضمون بندھا ہی

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے سکندر جھوم گئے بقراط نے اور طائرون کو زور دیا سب طائرون نے سکندر کو گھیر لیا ہر طرف سے گھر گھر کر آتے ہین سکندر کو صورت دکھاتے ہین کوئی پر مارتا ہو کوئی منقار مار دیتا ہو آخر سکندر کو گھیر کر سامنے بقراط کے لائے بقراط نے سکندر کو گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان اسپر تمکو بڑا ناز تھا اب اسکو لیجا کر قتل کرونگا نجم نے جب دیکھا کہ سکندر گرفتار ہو گئے تو یہ لڑتا ہوا نکل آیا نورالدہر نے کہا ای نجم اب سکندر کی تدبیر رہائی کرنا چاہیے نجم نے کہا حضور کوئی دربار مین بقراط کے نہین جا سکتا اُسنے اپنے سامنے قید کیا ہو کسکی مجال ہو کہ اُسکے سامنے جائے اور سکندر کو رہا کرے بقراط طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا آج لشکر کفار مین بڑی خوشی ہو کہ بادشاہ لشکر نورالدہر گرفتار رہا بقراط نے بارگاہ مین آکر سکندر کو قفس مین بند کیا وہ قفس سامنے لٹکا دیا اور کہتا تھا بعد ایک دن کے اسکو قتل کر دونگا یہان دربار نورالدہر مین یہی باتین ہو رہی ہین کہ خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای طلسم کشا سب سردار موجود ہین اور مجھپر قرضہ چڑھا ہوا ہی اگر سردار میرے قرضہ کی تدبیر کرین اور کچھ کچھ دین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ آج ہی سکندر کی رہائی ہو گی نورالدہر نے دس توڑے منگوائے سامنے خواجہ کے پیش کیے نجم نے دو ہزار روپیہ دیے ارسطو نے بھی دو ہزار دیے سب شاہزادیون نے تھوڑا تھوڑا دیا مبلغ خطیر جمع ہو گیا خواجہ نے سب اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور بارگاہ سے نکلے طرف لشکر بقراط کے چلے یہان وہ وقت ہو کہ بقراط دربار مین بیٹھا ہو سب شاہزادیان جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہو کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا رہائی سکندر کی تدبیر کریگا یا خداوند ایسی تقدیر کیجیے کہ ساربان زادہ نہ آسکے بقراط بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو مگر نہایت عیش پسند ہو شاہزادیون کو اشارہ ہو کہ قدرت کے سامنے گاؤ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان حسن تمکین بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

ترے گلگون ہین ای رنگین ادا بادہ بہاری سے
ہنسی آتی ہو اُس گل کو ہماری اشکباری سے
فراق یار مین نفرت ہو مجکو بادہ خواری سے
پس از مردن چلا ہون سوے جانان بیقراری سے
ترے آگے چمن ہو پانی پانی شرمساری سے
گریزان وہ سہی قد کیون ہو میری اشکباری سے
جو دعواے ہدایت ہو گذر عالی وقاری سے
فراق یار مین آئی اجل ابر بہاری سے
مریض عشق ہون جبسے ہوئی نفرت زمانے کو
جو اکدن وصل کی راحت تو اکدن رنج فرقت کا
نظر آتا ہو شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین
دلیل اسپر ہو کیا جو حکم کرتا ہو نجاست کا
شہادت پائی ہو جو عشق زلف یار مین ہمنے
تنزل مین ترقی کرتی ہو افتادگی ناسخ

بنائین غازہ رخسار گل گرد سواری سے
شگفتہ ہوتے ہین گل جس روش ابر بہاری سے
کہین زاہد نہ کردے متہم پرہیزگاری سے
مشابہ ہو گیا ہو گنبد مدفن عماری سے
روانی مین مشابہ رنگ گل ہو خون جاری سے
کہین شمشاد بھی کرتے ہین وحشت نہر جاری سے
ہوے نقش قدم قصر بیابان خاکساری سے
ہر اک بوندی نہین کم مجکو بوندی کی کٹاری سے
گریزان جسطرح ہوتے ہین سب امراض ساری سے
وہ ہین ہمدرد میرے جنکو تپ آتی ہو یاری سے
شراب ارغوانی کم نہین ہو خون جاری سے
کہ مو گردش مین زاہد کم نہین ہو آب جاری سے
ہوا نقشہ عیان مارسیہ کا خون جاری سے
کہ معراج شجر پائی نے پائی خاکساری سے

بقراط مست بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ کیا مجال ہو جو میرے دربار مین ساربان زادہ آسکے جلا کر پھونک دونگا قدرت کی کرامت آج تم سب نے دیکھی کہ سکندر ثانی ایسے شخص کو گرفتار کر لیا اب ساربان زادہ کیا آسکتا ہو تیرہ سو ساحر بیٹھے ہوے ہین سب درست کہ رہے ہین **بقراط** غرور نشۂ شراب مین بلبلا رہا ہو کہ آسمان پر دندناتا ہوا ایسی خوشبو دماغ مین آئی کہ سب جھومنے لگے **بقراط** نے ہنسکر کہا شاید میرا کوئی بھائی آتا ہو کہ نعرہ ہوا منم جمشید برادر سامری **بقراط** نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص جسکے چار ہاتھ اور دو سر ہین اور نیچے کا دھڑ مثل گدھے کے ہو تخت اُڑاتا ہوا آتا ہو برابر آواز دیتا ہو کہ منم خداوند جمشید **بقراط** تخت سے اُٹھا کہا بھائی صاحب آپنے مرو ارید نے کان مین **بقراط** سے کہا یا خداوند ہوشیار رہیے گا شاید ساربان زادہ ہو جمشید نے کہا او مرو ارید کیا

بدگمانی کرتی ہو ہماری صورت کوئی بن سکتا ہو آنکھ ذرا ملا ہے اُٹھا تب تجکو معلوم ہو ہم دلون
کا حال جانتے ہین یہ جو جمشید نے کہا مرواریدکانپنے لگی دست بستہ عرض کی یا خداوند
مجکو گمان ہوا تھا کہ آپ آگاہ ہوگئے حقیقت مین آپ ہمارے خداوند ہین ہملوگ بندگان
فرمانبردار ہین جمشید نے کہا او بقراط تجکو خبر ہو کہ آج کیا ہوگا ہمکو فرشتون نے خبر دی
کہ ساربان زادہ تیری فکر مین آئیگا اور سکندر کو رہا کر لیجائیگا اسواسطے مابدولت تشریف
لائے کہ جاکر بقراط کو بچائین شراب کے قرابے منگواؤ القاب سامری مین پڑھدون
تم سب ایک سانس مین ایک ایک جام پیو دو دو سو برس عمر مین بڑھ جاویگی ابتو سب ساحر
جمشید کے گرد آئے ہر ساحر کہتا ہو کہ یا خداوند میری عمر بڑھا دیجیے قرابے شراب کے
لاکر رکھے گئے جمشید نے قرابون پر ہاتھ رکھا کچھ پڑھنا شروع کیا چھو چھو کرکے اشارہ
کیا کہ سب ملکر پیو ایک جام سے زیادہ کوئی نہ پیے ہر ایک جام مین دو دو سو برس کی
عمر بڑھیگی ابتو ساحر بڑے بڑے جام ڈھونڈھکر لائے قرابون پر ہجوم کیا جس طرح سبیل
پر پیاسے گرتے ہین ہر طرف سے ہلڑ ہو کہ ہمین جام پلاؤ ایک ایک پی رہا ہو آخر سب
جھومنے لگے بقراط نے دو جام پیے تھوڑے ہی عرصے مین وہ قرابے شراب سے
خالی ہوے بقراط نے کہا بھائی صاحب فوج ولے محروم رہے جاتے ہین ایک مرتبہ
القاب اور پڑھ دیجیے جمشید نے ہنسکر کہا وہ سب ہمارے بندے ہین بھلا ہم اُن کو
محروم رکھین گے دو مٹکے اور آئے اُنپر بھی جمشید نے چھو چھو کی فوج والے دوڑکے
اندر آئے وہ مٹکے اُٹھا کر لیگئے بعض نے جب دیکھا کہ شراب ہو چکی تو مٹکون کو توڑکر ٹھیکرے
اُنکے پانی سے دھو دھو کر پینے لگے کہتے تھے یہ کرامت کی چیز ہو دھوون بھی خالی از کرامت
نہوگا الغرض تھوڑے عرصے مین بقراط بیٹھے بیٹھے بلبلایا تخت سے اُٹھا پکارا بھائیو آؤ
جمشید نقلی نے پوچھا کہ کون ہو بقراط نے کہا سب بھائی آئے ہین مجھسے اشارے
کر رہے ہین جمشید نقلی نے کہا سب کی ٹانگ لو بقراط ہنستا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا
جاہا بڑھون کہ بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اسکے گرتے ہی
سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور گر گر کر بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرۂ عمرو عیار بن امیۂ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو	دوندہ جہانگرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

نعرہ کرکے اول قفس کو کھولا سکندر نے نکلتے ہی ارادہ کیا
کہ بقراط کو قتل کرون عمرو نے منع کیا مگر بقراط کی ریش تراشی ایک بال ریش کا باقی
رکھا اُسمین ایک گھنگرو باندھ دیا اور پھر ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر گلے مین باندھ دیا اُسکا
مضمون یہ تھا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری او بیحیا اگر چاہتا تیرا سر کاٹ لیجاتا
مگر دعاوے صاحبقران کو کہ اُنکی ممانعت ہی کہ بیہوشی مین کسی بادشاہ جلیل کو قتل نہ کرنا
تیری قضا ہاتھ سے طلسم کشا کے ہی مین سکندر کو لینے آیا تھا لیے جاتا ہون تیرا علاج اسیقدر
کافی تھا جو کیا گیا او مغرور تو کہتا تھا کہ عمرو نہ آسکیگا دیکھا کہ ہم کیونکر آئے سکندر کو لیگئے
اب سر میدان مقابلہ کرنا ایک تاجدار کو عورت بنا کے اُسکے پہلو مین لٹا دیا اسباب وہان کا
لوٹ لیا ہر چند سکندر نے چاہا کسی کو قتل کرون مگر خواجہ مانع ہوے کہ کسی کے قتل کرنیکا
موقع نہین سکندر خواجہ کو لیکر نکل گئے صبح کو بقراط ہوشیار ہوا دیکھا پہلو مین ایک حسین
سو رہی ہی اُس تاجدار کی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ ایک داڑھی منڈا مجکو لپٹاتا ہی ایک تمانچہ
مارا بقراط نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیا تمکو رقم نہین پہونچی اسمین اور
لوگ بھی بیدار ہوے اپنے اپنے حال کو دیکھکر بہت شرمائے بقراط نے وہ پرچہ دیکھا
بہت جھلایا منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دیکھنا اس فضیحت کا کیا بدلہ کرتا ہون وہان داڑھی ندارد
پائی گھونگرو چھن سے بولا اب تو بہت شرمایا کہنے لگا کہ ابھی عمرو کو لاتا ہون شاہزادیون
نے کہا یا خداوند ایسا نہو آپ کسی بلا مین پھنس جائین تاجدارون نے بھی منع کیا کہ قدرت
کا ابھی جانا بہتر نہین ہی کسی خلاف وقت ارادہ کیجیے گا مگر بقراط کو آٹھ پہر یہی خیال ہی
کہ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤن اور سزاے معقول دون یہان خواجہ سکندر کو لیکر آئے
نور الدہر بہت خوش ہوے صاحبقران نے بھی عمرو کو کچھ دیا سرداران صاحبقران

نے بھی سلوک کیا اسکندر نے عمرو کو بہت کچھ دیا مگر ہرکارون نے خواجہ کو خبر دی کہ بقراط
آپکی فکر مین ہر گرفتار کرنے آتا تھا مگر سردارون نے اسکو روکا نہین آنے دیا اپنے کو
بچائیے گا عمرو نے اسکا خیال کیا بصورت مبدل لشکر بقراط مین آیا ایک کمیدان کو بیہوش
کیا اسکو اپنی صورت بنا کے چھوڑ دیا وہ لشکر مین پھرنے لگا بقراط نے دور سے دیکھا کہ
عمرو ہمارے لشکر مین پھر رہا ہے جھپٹ کر اٹھا گرفتار کر لایا دربار مین آکر ستون سے
باندھا سب سردار مارنے لگے وہ کمیدان موسوم بہ سرشنک جادو غل مچاتا ہے کہ یا خداوند
مین عمرو نہین ہون بقراط نے کہا اور مزہ دیکھیے انکار کرتا ہے کہ مین عمرو نہین ہون جب
بہت مار پڑ چکی کہ منھ وغیرہ اسکا سوج گیا بلک کر کہا کہ یا خداوند تقدیر کیسے مجکو پہچانیے مین
سرشنک جادو ہون عمرو نے مجکو گرفتار کر لیا تھا بھائی اسکا زرشنک جادو بیٹھا تھا
اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ کل سے میرا بھائی نہین ملتا ہے یا خداوند اسکا منھ دھلوایئے
بقراط نے کہا نہین قتل کرو آخر ایک شخص نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سر اڑ گیا جب سرشنک
قتل ہو گیا تو مرنے کے ساحر کی علامت ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرشنک جادو
بود بقراط نے منھ پیٹ لیا زرشنک یہ کہکر اٹھا کہ مین ابھی عمرو کو لاتا ہون میرے بھائی
کو قتل کرایا سر بارگاہ یہ ذلت ہوئی مگر یا خداوند آپ کیسے خداوند ہین کہ عمرو کو پہچان نہ سکے
اور میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہر چند لوگون نے روکا مگر زرشنک نے نہ مانا روتا ہوا
چلا باہر جو نکلا ساتھ والون نے پوچھا کہ کیون اے افسر کیا ہوا زرشنک نے کہا بھائی میرا
سرشنک جادو کیسا جری وبہادر تھا اسکو عمرو نے اپنی صورت بنا کے قتل کرایا مین نے
ہر چند خداوند سے کہا کہ اسکا منھ دھلوایئے نہ مانا اور قتل کر ڈالا اب مین عمرو کو لینے جاتا
ہون شاگردان عمرو یہان موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے خواجہ کے آگئے اور سب
حال بیان کیا کہ آپکی عیاری کی یہ تاثیر ہوئی کہ زرشنک جادو بھائی اسکا آپکی گرفتاری
کو آتا ہے اپنے کو بچایئے خواجہ نے کہا مین خود اسکی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوئے
صحرا مین آکر کچھ تدبیر کی زرشنک جادو غصہ مین آتا ہے ایک مقام پہ آکر دیکھا کہ زرندہ نخلستان
ہرا بھرا ہے عمرو چھپا ہوا بیٹھا ہے زرشنک جادو وے کھڑے ہو کر خوب پہچانا کہ شنک

عمرو بیٹھا ہی خوب سحر کیا جب سمجھ لیا کہ ہاتھ پانون اُسکے زمین نے تھام لیے ہونگے
تب جھپٹ کر گرفتار کیا کھینچتا ہوا لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک گنوار جو اپنے کھیت سے
دیکھ رہا تھا دوڑا ہوا آیا کہا ای تاجدار یہ کون شخص ہی کل اِسنے میرے لڑکے کے کپڑے
اُتار لیے تھے مین تلاش مین اِسکی تھا مجھے دیجیے کہ مین اِسکو قتل کرون زرشنک نے
کہا میرے ساتھ چل سامنے خداوند کے چلکر قتل کرنا وہ گنوار ساتھ ہوا جیسے ہی دربار مین
آکر پہونچے سب سردار خوش ہو گئے کہا ای زرشنک بڑا کام کیا اِس ظالم کو کہان پایا
زرشنک نے کہا کہ ایک جنگل مین چھپا تھا مین نے وہان سے گرفتار کیا دیکھنا کس طرح اِسکو
قتل کرتا ہون یہ ٹھاکر صاحب بھی ساتھ ہین اِنکے لڑکے کے کپڑے اِسنے اُتار لیے تھے
یہ کہتے ہین مین قتل کرون بقراط نے خوش ہوکر کہا جس طرح چاہو جلد قتل کرو جلاد جمع
ہوے عمرو کو سامنے بقراط کے بٹھایا جلاد خنجر کھینچ کر سر پر آیا جیسے ہی خنجر مارا وہ گنوار
قہقہہ مارکر ہنسا کہا یا خداوند بڑے شخص کو آپ نے قتل کیا یہ تو لدھیانے کا بھڑبھونجا تھا
زنبیل مین عمرو کی رہتا تھا آج اِسکی قضا تھی آپ کے سامنے مارا گیا یہ کہکے جھپٹ کر قریب
بقراط کے آیا کہا دیکھیے وہ عمرو کھڑا ہی جیسے ہی بقراط اُدھر پلٹا گنوار نے ایک دھول
کسکر لگائی تاج بقراط کا اُتار لیا اور نعرہ کرکے بھاگا نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم جہان سرہنگ درخنجر گذاری	سراپا دانش وعقل مجسم بہر کشور بلاے جان کفار	بباغ دین زنکرش آبیاری عمرو آن شاہ عیاران عیار

او بقراط اب تیری قضا قریب ہی انشاء اللہ سر میدان ہاتھ سے طلسم کشنا کے مارا جائیگا
اور زرشنک جادو سے تو سمجھ لونگا یہ کہکے جست کی سراچہ بارگاہ کا چاک کیا باہر بارگاہ کے
جاکر بھاگے بہت جادوگر دوڑے کسی نے عمرو کو نہ پایا مگر زرشنک جادو کہ اِسنے
پیچھا نہ چھوڑا دوڑا ہوا چلا آتا ہی جب خواجہ نے دیکھا کہ مین جنگل مین پہونچ گیا اور وہ چلا ہی
آتا ہی تب خواجہ پلٹے زرشنک نے سحر کیا پانون عمرو کے زمین نے تھام لیے زرشنک
قریب آیا اور تلوار کھینچی خواجہ دعائین مانگنے لگے کہ ای کارساز بے نیاز رحم اپنا شریک کر
اس آفت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نظم

عقل و علم و ذکا عطا کردی
مرحمت گنج بے بہا کردی
عاصیان را گناہ بخشیدی
حق بخشش چہ خوش ادا کردی
گرد کلفت ز آئینہ شستی
دل اہل صفا صفا کردی
لطف و احسان براہ دلداری
بر سر خلق بارہا کردی
گاہ کردی درون دل مسکن
گاہ در عین دیدہ جا کردی
گاہ کردی فقیر سلطان را
صاحب ملک را گدا کردی
گاہ خواندی بقرب دوران را
گاہ موصول را جدا کردی
ہر چہ کردی بعالم ایجاد
عین حق کردی و بجا کردی
نیست تاب فرشتہ یا انسان
دم زند پیش حکمت ای رحمان

خواجہ کے دعائین مانگتے مانگتے ذہن مین آیا کہ ایسا نہو یہ ملعون ہاتھ تلوار کا مار دے ہنسکر کہا آپ تماشہ دیکھیے گا دیکھیے اِس میرے بٹوے مین کیا کیا چیز ہی جو مال چاہیے اُٹھا لیجیے مین عذر نہ کرونگا زرشتک حیران ہوا کہ بٹوے مین کیا تماشہ ہی کہا خواجہ اِسے کھولو خواجہ نے زنبیل کی چو راسی گھنڈیان کھولین کہا ملاحظہ فرمائیے زرشتک نے جھک کر دیکھا چہار طرف روپیون کا انبار لگا ہی بڑے بڑے قطعہ جات اور مکان بنے ہین گھبرا کر سر نکال لیا کہتا تھا خواجہ یہ کیا مقام ہی عمرو نے کہا اچھی طرح تماشہ دیکھیے زرشتک پھر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا جہاز چلے آتے ہین شاہزادیان اُتر رہی ہین جب یہ خوب تماشے مین مصروف ہوا تو خواجہ نے زرشتک کو زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی زرشتک زنبیل مین گرا حیران کھڑا تھا کہ مین کس مقام پر آیا کہ لوگون نے آکر گھیر لیا ایک کہتا ہی کپڑے اُتار ہمکو حساب دینا ہوگا ایک ٹوکری دے رہا ہی کہ یہ ٹوکری سر پہ رکھ مٹی ڈھو کنارے دریا کے چبوترہ بن رہا ہی وہان ٹوکریان مٹی کی دن بھر ڈال ورنہ شام کو کھانا نہ ملیگا زرشتک نے بگڑ کر کہا کیا مین مزدور ہون کہ ایک جوان قوی ہیکل نے آکر دو دھولین ماردین اور کپڑے اُتروا لیے ایک غرقی باندھنے کو دی زرشتک مٹی ڈھونے لگا سحر یاد کرتا ہی سحر یاد نہین آتا حیران ہوا کہ سحر میرا کیا ہوا یہان بقراط نے جو

خیال کیا معلوم ہوا کہ زرتشک کو عمرو نے قید کر لیا ہی چلا کر کہا یارو دیکھتے ہو عمرو کیا
غضب کر رہا ہی جو گیا مارا گیا زندہ پلٹ کے نہین آتا اُسکو عمرو نے قید کر لیا ہی اب کوئی
تم مین ایسا ہی کہ عمرو کو گرفتار کر کے لائے یا مین خود جاؤن کسی ساحر نے جواب نہ دیا
بقراط خود اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین عمرو کی چلا یہان خواجہ پلٹ کر آتے ہین
چالاک سے باتین کر رہے ہین کہ آج خدا نے بچایا مین گرفتار ہو گیا تھا چالاک نے
کہا اب ہوشیار رہیے بہکے چالاک ہٹا بقراط نے جو عمرو کو دیکھا تڑپ کے گرا
پنجے مین دبا لیا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو مجکو لیے جاتا ہی چالاک نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام قبلہ و کعبہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی ایک جانب جھپٹا بقراط
نے راہ مین دیکھا کہ ایک صحرا مین ایک مہ جبین نہایت حسین دُہائی دے رہی ہی کہ
یا خداوند میری مدد کو پہونچیے مین ہر وقت آپ ہی کو یاد کرتی ہون آپ ہی سے فریاد کرتی
ہون بقراط دیکھکر بیقرار ہو گیا سوچا کہ یہ مہ جبین کون ہی کہ میرا نام لیکر فریاد کر رہی ہی آسمان
سے اُترا آیا قریب آکر پوچھا اری تو کون ہی اُس نازنین نے کہا مین سوا سے خداوند کے
کسی سے بات نہ کرونگی بقراط نے کہا وہ خداوند مین ہی ہون جسکو تو یاد کرتی ہی جب بقراط
نے اپنا نام بتایا تب وہ نازنین قریب آئی عرض کی یا خداوند میرا شوہر نہایت بدوضع ہی
مجکو مار کر نکال دیا امیدوار ہون کہ اُسکو سزا دیجیے مجکو بچا لیجیے بقراط نے دیکھا کہ تھوڑی
دور پر ایک جوان سونٹا ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور گالیان دے رہا ہی کہ او قتل یہ تیرا
دھگڑا ہی نازنین نے کہا دیکھیے خداوند وہ شوہر میرا آگیا بقراط بڑھا کہ اُسپر سحر کرون
اپنے پاس کھینچ لون جیسے ہی آگے بڑھا اُس نازنین نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور نعرہ کیا نعرہ چالاک ٭ عیاری من آنم جیست دو چالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کعت
خاک ٭ نہ آید باد گرد تیز گامم ٭ خلیفہ او لم چالاک نامم ٭ جھٹکا مار کر حباب مار دیا کہ بقراط
بیہوش ہوا چالاک نے چاہا اسکا سر کاٹ لون عمرو نے کہا ای فرزند ایسا نہ کرنا یہ مالک
طلسم خیال سکندری ہی بزرگ وریشہ مین اسکے ساحری بھری ہی یہ ہاتھ سے طلسم کشا
کے قتل ہوگا مین اسکے سحر مین ہون اُٹھ نہین سکتا چالاک نے پہنچا وہ خواجہ کا پانہ ہا

اور لے بھاگا تھوڑے عرصے مین زمین سے ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے بقراط کو ہوشیار
کیا بقراط نے اُٹھتے ہی چہار جانب دیکھا عمرو کو نہ پایا پتلی سے پوچھا پتلی نے کہا اُسکا
بیٹا اُسکا پشتارہ باندھکر لے گیا بقراط یہ سُنکر بہت جھلایا اِس فکر مین ہوا کہ عمرو نکل گیا
پھر جا کر اُسکو لاؤن پتلی تو غائب ہو گئی بقراط جنگل مین کھڑا سوچ رہا ہو کہ اب کیا کرون
کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی بقراط پلٹا دیکھا ایک زرنہٗ درختان کے قریب
ایک عورت بیٹھی رو رہی ہو بقراط قریب آیا پوچھا ای نازنین تو کون ہو اُسنے کہا ای
شخص میرا حال نہ پوچھ مین آوارہ دشت ادبار عجب کیفیت مین ہون میری یہ صورت ہو نظم

کیا غضب ذکر پری ہو گر مرے دیوان مین
راگ سے بہتر کہین آواز آئی کان مین
یہ اثر دیکھا نہین ہمنے کسی تعویذ مین
ہو گمان روزن دیوار چشم غول پر
ہجر جانان مین اجل آئی سیہ خانہ ہو تنگ
چشم کی گردش نے مارا شکوۂ ابرو نہین
کوئی دیتا ہو کسی کو ای بخیل ایسا جواب
ہو بجائے شمع روشن یہ دل سوزان مرا
یہ زمین اچھی نہ تھی ناسخ ولیکن فکر نے

سورۂ جن کیا نہین ای زاہد و قرآن مین
سایہ کا پردہ ہوا پردہ ترے دالان مین
نامۂ جانان جو آیا جان آئی جان مین
ہون بیابان مین مگر ہو کوے جانان دھیان مین
کیا تڑپتے ہم اگر ہوتے کسی میدان مین
ہو کہین تلوار سے تیزی زیادہ اس سان مین
کشتی درویش ڈوبی اشک کے طوفان مین
سینۂ صد چاک چلمن ہو ترے دالان مین
حسن پیدا کر دیا ہو لون کے اعلان مین

اُس نازنین نے جو یہ اشعار درد آمیز پڑھے بقراط سُنکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ای مہ جبین
تیری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ تو درد رسیدہ اور آفت دیدہ ہو اُس نازنین نے ٹھنڈی
سانس کھینچی اور کہا ای شخص میرا حال نہ پوچھ ورنہ صدمہ ہوگا بقول شاعر شعر درمحفل خود راہ
مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + مین چاہتی ہون کوئی شیر بھیڑیا آکر مجکو
کھا جائے کہ مین اس کشاکش سے نجات پاؤن بقراط نے پوچھا ایسی کیا مصیبت ہو جسپر
جان دینا گوارا کرتی ہو نازنین نے کہا میرا باپ شہنشاہ تاجران تھا اس راہ سے جو نکلا قزاق
آپڑے مال لوٹ لیا باپ کو گرفتار کر لیا سامنے میرے لیگئے مین بھاگ کر یہان چھپی تین

دن گذرے ہین کہ اسی جنگل مین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہون کوئی شیر بھیڑیا نہ آیا کہ مجھکو کھا جاتا اُس نازنین نے اِس درد سے اپنا حال بیان کیا کہ **بقراط** بیقرار ہو گیا چاہتا ہی بلائین لون اِسکے گرد پھرون نازنین نے باتین کرتے کرتے بغل سے گلابی نکالی چند قطرے پیے **بقراط** نے کہا کیون صاحب یہ کیا ہی نازنین نے کہا سہارا زندگی کا ہی تین دن مین اسی کی وجہ سے جان بچی اِسکے نشے مین اپنے کو بہلاتی ہون یون جان بچاتی ہون **بقراط** نے کہا چند قطرے ہین بھی دو نازنین نے کہا میری جان کیونکر بچے گی **بقراط** نے کہا مٹکے شراب کے مہیا کر دونگا مجھے تمنے نہین پہچانا مین خداوند **بقراط** ہون تمکو وہ اختیار دونگا کہ کئی ہزار شاہزادیان تمھاری خدمت مین مصروف رہین یہ سنکر وہ نازنین ہنسی کہا یا خداوند آپ اگر ایسے ذی اختیار ہین تو شراب حاضر ہی مگر مجھکو گلابی منگوا دیجیے گا **بقراط** نے کہا ایک گلابی کیسی مٹکے کے انبار کر دونگا جب اُس نازنین نے بغل سے گلابی نکال کر دی لیکن عرض کی کہ یا خداوند میری خوش نصیبی کہ آپ تک پہونچی لیکن سب شاہزادیون کا افسر کیجیے گا شراب منگوا دیجیے گا **بقراط** نے کہا اتفاق سے مین اس مقام پر تنہا آ گیا ہون مگر سب کچھ کر سکتا ہون کہو تو ابھی یہ صحرا پھولون سے بھر جائے سب طرح پر صاحب اختیار ہون ہرچند کہ مسلمانون نے میرے ساتھ بڑی بدعت کی کہ طلسم قدیم برباد کیا مگر اب بھی کسی بات مین عاجز نہین ہون تمکو آسمان پہ لیجلونگا بہشت و دوزخ دکھاؤنگا یہ کہکے شراب پی گیا پیتے ہی لڑکھڑایا کہا کیون صاحب اِس شراب مین کیا تھا نازنین نے کہا سنکھیا ملی تھی **بقراط** جھپٹا کہ اِسکو گرفتار کر لون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا برق نے نعرہ کیا

نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار

کہے کون مکار و غدار ہون
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون

بہ زیر قدم غرب ہی شرق ہی
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی

کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
چھلاوہ ہون میں نام بھی برق ہے

یہ کہکے جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ زمین کانپی ایک تپلی پیدا ہوئی للکارتی ہوئی کہ او عیار مکار خداوند پر ہاتھ نہ اُٹھانا برق نے جو تپلی کو دیکھا بھاگا اُس تپلی نے **بقراط** کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ ایسے دھوکے

کھاتے ہین ابھی اسی طرح کی عیاری عمرو کا بیٹا کر چکا تھا پھر اسی عیاری پر آپ نے
اُسکے شاگرد سے دھوکھا کھایا آپ کو یہ کیا ہو گیا ہی ہر مقام پر عیار پھرا کرتے ہین نئے
نئے شعبدے دکھاتے ہین نئی نئی صورت سے سامنے آتے ہین نکل جاتے جا کر بارگاہ
مین بیٹھے بقراط اسی تپلی کے کاندھے پر سوار ہو کر بارگاہ مین آیا سب ساحرون نے
پوچھا یا خداوند عمرو کو لائے بقراط نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا بہت دشوار ہی کہ در
بارگاہ پر ہنگامہ ہوا بقراط نے پوچھا کہ یہ کیسا بلوٹ ہی ہرکارون نے عرض کی کہ ایک
عیارہ بچی آئی ہی نہایت چست و چالاک پوچھتی ہی کہ قدرت کہان ہین مروارید نے
کہا شاید شعلہ شمشیر زن ہو گی ہماری عملداری مین رہتی ہی معلوم ہوتا ہی اُسنے خبر سنی ہی
بیقرار ہو کر آئی ہی اب عمرو کو مشکل پڑ گئی یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا
کہ ایک عیارہ بیباک نہایت چست و چالاک ہی فتنورہ زرلبقتی و چیتا وہ سقرلاطی سے آراستہ
و پیراستہ و نیچے حمائل ابروے خدا کھچی ہوئی تلوار زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم
ہوتا ہی ناگنیان اوس چاٹنے آئی ہین یا بخت سیاہ کا سامنا ہی یا شب ہجر عاشقان ہی یا یہ
بات ہی کہ راہ پر وہ ظلمات ہی کل اہل دربار جمال اُس مہ جبین کا دیکھکر بیقرار ہو گئے
کوئی ٹھنڈی سانسین کھینچتا ہی کوئی کلیجہ پکڑے بیٹھا ہی بقراط بھی زانو بدلنے لگا پیشانی
پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا اُس نازنین نے آکر سجدہ کیا مروارید کے سامنے ہاتھ باندھکر
کھڑی ہوئی کہتی تھی ای ملکہ عالم کیا رنج ہی سب خیر باتجلی کر لشکر مسلمانان مین کوئی عیار ہی
اُسکو عیاری پر اپنی بڑا ناز ہی مروارید نے کہا ای شعلہ شمشیر زن کئی عیار مین چالاک
بیٹا عمرو کا برق فرنگی شاگرد عمرو کا عمرو تو اب بڈھا ہوا مگر ان سب کا اُستاد ہی شعلہ
نے کہا یا خداوند جاتی ہون اگر بنتا ہی تو برق کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکے چمکتی ہوئی
چلی برق فرنگی بعد جانے بقراط کے حیران کھڑا ہی کہ مین نے بقراط کو نہ مارا بے حیا
قبضہ مین آکر نکل گیا کیونکر دربار مین اُسکے جاؤن اس خیال مین کھڑا تھا کہ طرف سے
لشکر بقراط کے گرد اُڑی برق دیکھنے لگا دامنہ گرد پھٹا دیکھا کہ ایک عیارہ نہایت
چست و چالاک عیاری مین بیباک حسین و جمیل جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی برق نے

کلیجہ پکڑلیا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ ادھر بھی دیکھو فقط نظارے کے مشتاق ہین اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو تمھارے ہجر مین بیقرار ہین اپنا تو یہ قول ہی **نظم**

سرخ ہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ
نیمجان دل ہی طلبگار سلوک شمشیر
نہین بیوجہ یہ ابرو سے دشارے اُنکے
روے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ
لوٹیے ای شنجر حسن لبون کے عناب
کام جسکا ہو اُسی سے ہی تعلق رکھتا
وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا
نہ جلاے نہ تو گاڑے کوئی ہمکو آتش

دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ
آبرو اپنی ہو اب ابرو خمدار کے ہاتھ
عشق بازون کو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ
قد اُس سرو کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ
ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ
پانون کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ
قتل کر ہاتھ پہ اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

برق یہ اشعار پڑھکر طرف اُس عیارہ کے بڑھا اُس عیارہ نے آواز دی ارے تیرا کیا نام ہی تو عمرو کا کون ہی برق نے کہا شاگرد نام شاگرد شنکر شعلۂ شمشیر زن نے تیغ کھینچا برق پر جا پڑی تیغ آپس مین چلنے لگا مگر برق وار نہین کرتا کہتا جاتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرے ہاتھ حمائل گردن ہون تب تیغ پڑے کہ بار جسم سے اُتر جائے مگر شعلۂ شمشیر زن تیغے مار رہی ہی بجلی ہو کہ چمک رہی ہی برق خالیان دے رہا ہی اپنے کو بچاتا ہی شعلۂ شمشیر زن بلاے روزگار طرار و فرار و مکار و غدار اس حسن سے لڑ رہی ہی کہ برق عاجز ہو رہا ہی کہ پہلو سے گرد اُڑی کئی کنیزین اس عیارہ کی تیغے کھینچے ہوے آئین شعلۂ شمشیر زن نے آواز دی اس بھورے کو گھیر لو وہ کنیزین چہار جانب سے تیغے کھینچ کر گرین برق تو اُنکی طرف متوجہ ہوا خالیان دینے لگا شعلۂ شمشیر زن نے پشت سے آکر تیغ مارا کہ برق زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ایک جست کی کہ دور جا کر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ لو صاحب جاتے ہین جمال جہان آرا کے مشتاق رہے درد قلب لیکر چلے امیدوار ہون کہ پھر بھی جمال جہان آرا دیکھون شعلہ نے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہی مین

تیرے استاد کی فکر مین آئی ہون بڈھے کو بچاؤ اُس سے جا کر خبر کر دو کہ ملکہ شعلہ شمشیر زن تیرے مقابلے کو آئی ہین برق نے کہا اب وہ تجھپر توجہ نہ کرینگے کہ اُنکی بہو بچھڑی اگر ایسا نہوتا تو تجھ سے چکی پسواتے شعلہ یہ سُنکر جھپٹی برق بھاگ کر نکل گیا شعلہ شمشیر زن نے کنارے اگر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوئی کمر مین خم گاڑھے کی چدریا میلی اوڑھے ہوے لٹھیا ہاتھ مین جھریان پیشانی پر پڑی ہوئین اِس حال سے لشکر مین آئی جا بجا پھرنے لگی ہر ایک سے پوچھتی ہی بارگاہ طلسم کشا کونسی ہی ایک طرف سے چالاک آتا تھا اُس سے جو شعلہ نے پوچھا چالاک نے کہا بڑی بی کیا مطلب ہی مگر چالاک سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیارہ ہی قبلہ و کعبہ کی فکر مین آئی ہی چالاک نے ہاتھ تھام لیا کہا بڑی بی میرے ساتھ چلو مین بارگاہ طلسم کشا دکھا دون بلکہ طلسم کشا فقرا کو خیرات تقسیم کرتے ہین روپیہ اشرفیان وغیرہ بھی دیتے ہین میرے ساتھ چلو مین تمکو کچھ دلوا بھی دونگا شعلہ چالاک کے ساتھ چلی جب تھوڑی دور گئی چالاک نے کہا وہ دیکھو طلسم کشا کھڑے ہین جیسے ہی شعلہ پلٹی چالاک نے حلقہ ہاے کمند مارے گردن مین حلقے پڑے ہوے چالاک نے جھٹکا مارا شعلہ گری چالاک نے حباب مار کر بیہوش کیا اپنے مقام پر لاکر گرم پانی منگوایا منھ دھلوایا رنگ و روغن جو چہرے سے ہٹا دیکھا کہ ایک مہجبین شعلہ رخسار قمر عذار حسین و جمیل ہی چالاک صورت زیبا دیکھنے لگا کہ سامنے سے دیکھا برق فرنگی زمزمہ سرا آتا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بیقرار ہو رہا ہی نظم

یوسف کو کب زلیخا روے برابری ہی	اُس ماہ کا جہان مین جو ہی سو مشتری ہی
لکھتا ہون حال اپنا سب اُسکو رطب و یابس	ہونٹون پہ پان ہی خشکی آنکھون مین گر تری ہی
لکھتا ہون وصف مژگان ترکش ہو قلمدان	نوک قلم ہی پیکان ناے قلم سری ہی
پیتا ہون ساغر مے ساقی جو مین پیاپی	صد چاک اِس الم سے زاہد کی ساغری ہی
یہ ہی جمال جانان یہ ضعف چشم گریان	عینک نگاہ کو یان سد سکندری ہی
ہیرے ہین اُسکے دندان یاقوت لعل خندان	ڈر سے چمک دہ چندان تشخیص جوہری ہی
دشت جنون مین لیلی مجنون ہی مجکو سمجھی	ایسی مرے بدن کی زور و نہ لاغری ہی

مانند شاخ گل ہی شمشیر دست قاتل	ڈھال اُسکے عکس رخ سے پھولون کی ٹوکری ہی
ناسخ جو اُس صنم کو ہی دعوی خدائی	اُسکے پیام برکو لاف پیمبری ہی

دور سے دیکھا کہ معشوق پنجے مین چالاک کے گرفتار ہی پکار کر آواز دی ای برادریہ تمہاری بھاوج ہی اسکو زیادہ نہ ستاؤ رہا کردو چالاک نے جو برق کو بیقرار دیکھا رہا کر دیا شعلۂ شمشیر زن جست وخیز کرتی ہوتی چلی مگر کہ گئی کہ ای چالاک تجھسے سمجھونگی چالاک نے جواب دیا میرا بھائی تمپر عاشق ہی جو چاہو سزا دو ہم سزا کے مستحق ہین شعلہ جست وخیز کرتی ہوئی نکل گئی برق بھی پیچھے شعلۂ شمشیر زن کے چلا چالاک نے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی اُس ظالم کے پیچھے کہان جاتے ہو قاتل عالم ہی ایسا نہو دشمنون کو ستانے برق کا ہاتھ پکڑکے کھینچ لیا برق تڑپتا رہگیا شعلۂ شمشیر زن نکل گئی بعد تھوڑی دیر کے برق بیقرار ہوا تلاش مین شعلہ کی چلا اول دربارگاہ بقراط پر آیا وہان خبر سنی کہ ملکۂ عالم اپنے باغ مین ہین برق درباغ پر پہونچا چند کنیزین جو ٹہل رہی تھین ایک کو برق نے بیہوش کیا کہ اُسکا شگوفہ نام تھا اُسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہی گلہائے رنگارنگ سے پیراستہ ہی عندلیبان خوشنوا درختون پہ زمزمہ سرائی کررہی ہین نہرون مین آب صاف وشفاف بھرا ہوا ہی حباب شناوری کررہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ معشوق شعبدہ باز کی آنکھین گردش مین ہین برق سیر دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا مسند شاہانہ بچھی ہی شعلۂ شمشیر زن مسند شاہانہ پہ بہ غرور وتکبر بیٹھی ہی گرد کنیزان زرین پوش ہین ایک گائن شوخ وتشنگ موسوم بہ خوشرنگ یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی

نظم

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون	بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون
خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین	تجسے مٹی بھی نہ ای گبر ومسلمان مانگون
بخت واژون نے زبانکو یہ اثر بخشا ہی	تلخی مرگ مزہ دے جو نمکدان مانگون
خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب	روشنی کے لیے اس گھر کے جو مہمان مانگون
بادشاہی سے فقیری کا ہی پایہ بالا	بوریا چھوڑکے کیا تخت سلیمان مانگون
رنج سے عشق کے ہی راحت دنیا بد تر	زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا	بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون
جامۂ جسم بھی رکھے گا نہین دست جنون	پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون
ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد	گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون
کب سے در پہ ترے سائل ہون مین آتش کیطرح	وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

برق فرنگی شگوفہ بنا ہوا گانے والی کے پہلو مین آبیٹھا طبلے والی سے طبلہ لیا تڑپ
تڑپ کے بجانے لگا وہ وہ ٹکڑے باندھ رہا ہو کہ سازندون کو وجد ہو گانے کو رونق
ہوئی شعلۂ شمشیر زن نے سر اٹھا کر دیکھا آنکھ ملا کر نگاہ پہچانی قریب بلا کر کہا اری او
شگوفہ ذرا میرے پاس تو آ برق تڑپ کے قریب آیا شعلۂ شمشیر زن نے کہا دیکھ
گانے والی کیا کہتی ہو جیسے ہی برق پلٹا شعلہ نے حلقہاے کمند مارے برق کی گردن
مین پڑے برق گرا شعلہ نے حباب مار دیا برق بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا واری یہ
کون ہو شعلہ نے کہا وہی برق فرنگی کنیز نے کہا واری اسکو ستون سے مین باندھ
دون شعلہ نے کہا باندھ دے ذرا اپنا حال دیکھے اُس کنیز نے پشتارہ لیا اور شعلۂ شمشیر زن
سے آنکھ ملا کر کہا کہ او مکارہ آگاہ ہو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زکشتش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیری کیا مجال ہو کہ میرے فرزند کو گرفتار کر سکے دیکھ یون آنکھون مین خاک ڈال کر لیجاتے
ہین شعلۂ شمشیر زن نے دیکھا کہ خواجہ پشتارہ لیکر جست جو کرتے ہین سراچۂ بارگاہ کے اُس پار
پہونچے کنیزین لینا لینا کہکر دوڑین مگر خواجہ کو کون پا سکتا ہو جنگل مین آکر خواجہ نے برق
کو ہوشیار کیا کہا او بیوقوف ایسی ظالم پہ تو عاشق ہوا ہو اُسپر یہ غفلت جب تو گیا ہو مین نے
تجھے بیقرار دیکھا سوچا کہ یہ معشوق کو دیکھنے جاتا ہو پہلے سے جا کر بیٹھ رہا جو گمان تھا وہی ہوا
کہ اُسنے بلایا اور تم بیخوف سامنے چلے گئے اے برق بہت سمجھ کر کام کیا کرو برق نے کہا
اُستاد میرے تو حواس درست نہین ہین چاہتا ہون کہ سامنے جا کر جان دون میرے
دل پر چھریان چل رہی ہین تمام عالم آنکھون مین تاریک معلوم ہوتا ہو نظم

خرام نازنین شمشیر بران کی روانی ہی
تری پاپوش ای ترک ستمگر سیف ثانی ہی

ہراک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہی
دلیل اسپر ہماری نظم کا کاف بیانی ہی

وہ ایسا کونسا معشوق ہی جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین انپر ہماری بھی نشانی ہی

ترقی حسن کی کھینچے نہین دیتی شبیہ اسکی
ادھر بہزاد عاجز ہی اُدھر مجبور مانی ہی

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہو گا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داؤدخانی ہی

مٹا سے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہی

خیال آیا ہی ہمکو اندنون مضمون گیسو کا
زمین شعر ہر نازل بلاے آسمانی ہی

جسے دیکھا وہ ماہ چار دہ مطلوب ہی اسکو
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہی

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہی جو چاہے
کباب نرگسی ہی یا شراب ارغوانی ہی

نہین ملنے کا سودا ہمکو اس بازار عالم مین
عداوت کی ہی ارزانی محبت کی گرانی ہی

نگہ پھرتی ہی اسکی یک بیک دیوانہ ہوئیگا
پری سمجھا ہی دل جسکو بلاے ناگہانی ہی

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی اپنا ای آتش
موافق ہی فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہی

خواجہ نے دیکھا برق مبہوت ہو رہا ہی بات نہین سنتا کہا ای برق ہمکو بڑا افسوس ہی کہ تمھاری جان جائیگی ہر چند کہ تمھارے گانے نے اُسکو بھی بیقرار کیا ہی مگر وہ بڑے ربط و ضبط کی ہی تمھارا خیال نہین کرتی سر میدان مقابلہ کی تدبیر کرین میدان مین سمجھ لوگے یا نہین دیر تک خواجہ برق کو سمجھا یا کیے مگر برق وحشت کی باتین کرتا ہی خواجہ ناچار ہوے برق کو چھوڑ دیا مگر چالاک سے آکر کہا کہ برق کی فکر رکھنا چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ مین ہر وقت اُسکی فکر مین رہتا ہون مگر برق جنگل مین حیران کھڑا ہی چاہتا ہی اُسی کے خیمے مین جاؤن کہ چند کنیزین خیمے سے شعلہ کے نکلین ٹہلتی ہوئی صحرا مین آئین ایک کنیز کو برق نے پھر بیہوش کیا اُسکا نام گلشن تھا گلشن کی شکل بنکر بارگاہ مین شعلہ کی گیا جھک کر سلام کیا بلائین لینے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم آپ کا شعلۂ حسن قلب کو جلاتا ہی شعلہ نے جو دیکھا کہ آج گلشن کو کیا ہوا ہی کہ سراپا کی بلائین لیتی ہی آنکھ ملاتے ہی اُس نے پہچانا باتون مین لگا کر حلقہاے کمند مارے برق گرا شعلہ نے حباب

مار دیا برق بیہوش ہوا ایک کنیز پھر جھپٹ کر اُٹھی کہا ملکہ مجھے دیجیے مین اسکو ستون سے
باندھ دون شعلہ چونکی کہا کیون گلعذار کیا ہو دیکھ مجھے کون دیکھ رہا ہو جیسے ہی گلعذار
پلٹی شعلہ نے حلقہاے کمند مارے یہ حقیقت مین کنیز تھی گرتے ہی اسنے کہا کہ واری سنبھلیے
مین آپ کی پرانی کنیز ہون شعلہ بہت شرمائی مگر کہا اسکا منھ دھلاؤ گلعذار کا منھ دھلایا
وہی صورت اصلی تھی اب چاؤن چاؤن ہونے لگی کوئی کہتی ہو واری آپ نے خیال نہ
کیا شعلہ نے کہا اسی فقرے پر عمرو لیگیا تھا مجکو دھوکہ ہوا ایک کنیز اور چمک کر سامنے
آئی کہا واری اب دھوکہ نہو گا مین اسکو قید کرون یہ کہکے پشتارہ اُٹھا لیا اور آنکھ ملا کر
شعلہ سے نعرہ کیا نعرۂ چالاک بہ عیاری من آنم چست و چالاک ✤ بچشم دشمن اندازم
کف خاک ✤ نہ آید بادگرد تیز گامم ✤ خلیفہ اولم چالاک نامم ✤ ای بھابھی صاحب تمھارے
عشق مین یہ مبہوت وبیقرار ہو ورنہ یہ وہ بلاے روزگار ہو کہ تمھاری مشکین باندھ کر
لیجائیگا معشوقہ اپنی بنائیگا یہ کہکے جست کی برق کو لیکر نکل گیا شعلہ بہت جھلائی کہتی تھی
کہ یہ نگوڑے ہر وقت موجود رہتے ہین جسپر دھوکہ ہوا وہ کنیز اصلی نکلی کیا طرار و فرار ہین
کیا جلد عیاری کرتے ہین مگر مین اُسکو گرفتار کرکے لاتی ہون دار پر کھینچ دون ساری عیاری
بھلاؤن یہ کہکے چست و چالاک ہو کر چلی چالاک نے برق کو لاکر جنگل مین چھوڑ دیا
بہت سمجھایا کہ بھائی ہوشیار رہو وہ تمھاری فکر مین ہو برق نے کہا سمجھا جائیگا چالاک
تو چلا گیا برق حیران کھڑا ہو چہار جانب دیکھ رہا ہو سوچ رہا ہو کہ کس فقرے سے جاؤن
نظارۂ جمال جہان آرا تو کرون کہ قلب کو تسکین ہو کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا شعلہ شمشیرزن
بناز معشوقانہ جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہو اُسنے جو برق کو کھڑے ہوے دیکھا وہین سے
للکارا کہ او عاشق فاسق تیری قضا لیکر آئی ہو یہ کہکے جھپٹی برق سیدھا کھڑا ہو شعلہ نے
آکر تیغچہ مارا برق کہتا جاتا ہو ملکۂ عالم سمجھ کے وار کرو ایسا نہو کہ مین زخمی ہو جاؤن تو تمھین
کو صدمہ ہو گا شعلہ کہتی ہو نگوڑے مین تیرے مار ڈالنے کی فکر مین ہون اور تو زخمی ہونے
کو کہتا ہو مین تیرے قتل کے درپے ہون لڑتے لڑتے برق نے ایک مقام پر حلقہاے
کمند مارے شعلہ لڑکھڑا کر گری برق جست کرکے چلا کر سینہ پر چڑھ کے مشکین باندھون

شعلہ نے دس صاب منھ پر مارے برق نے پانچ دفع کیے پانچ منھ پر پڑے کہ برق لڑکھڑا کر گرا شعلہ نے مشکین باندھیں پشتارہ لگا کر چلی مگر سوچتی جاتی ہی کہ کوئی اسکا معین آتا ہوگا کہ سامنے سے گرد اڑی خنجر باز نامے کنیز کو دیکھا کہ جست وخیز کرتی ہوئی آئی ہی پکارتی ہوئی کہ واری غضب ہوا آپ کے لشکر پہ عیار آپڑے کئی سو عیار بچیان قتل ہوئین لائیے پشتارہ مجھے دیجیے آپ لشکر مین چلکر لڑیے بلوے کو سنبھالیے ورنہ خیمہ لٹ جائیگا شعلہ نے جو آنکھ ملائی تو پہچانا کہ چالاک ہی پیچھے کھینچکر آواز دی او نا عیار دور رہنا میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا چالاک سمجھا کہ پہچان گئی چالاک پیچھے ہٹا مگر بیقرار ہی کہ کیا تدبیر کرون شعلہ جست وخیز کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی برق کو ایک ستون سے باندھا ہوشیار کیا برق کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا پکار کر کہا اے ملکۂ عالم مین اسیر طرۂ گیسو و فرپیچ خنجر ابرو ہون

نظم

رنگ جو جو کچھ کہ چاہین لائین بن مین آبلے
پاے بوسی کو ترستے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتے ہین گلچین میرے ساتھ
ڈھونڈھنے آئے ہین کانٹون کو چمن مین آبلے

کوئی سرگردان نہین ہی جستجوے یار مین
پڑ گئے ہین پاے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہی طلب راحت کی یان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پانوٗن کے چھالے تو نذر خار صحرا کر چکے
پھوڑیے اب چل کے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان مین نہین
کیا شریک حال ہونگے کفن مین آبلے

اسقدر مجھسے زمانے کی ہوا ہی برخلاف
کیا عجب باد صبا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانے مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہون پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش چھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پاے کوہکن مین آبلے

رو رو کر یہ اشعار برق نے جو سامنے شعلہ کے پڑھے شعلہ کو رحم آگیا کہا اے برق کچھ عیاری کا بھی زور ہی جس طرح زبان چلتی ہی اس طرح کچھ کام بھی تو کرو برق نے کہا اے

ملکۂ عالم ایسی عیاری کرون کہ رہا ہو کر چلا جاؤن مگر آپ کے خلاف نہ گذرے شعلہ نے
کہا کیونکر عیاری کریگا برق نے کہا یہ خنجر جو میری کمر مین لگا ہوا اسمین یہ کمال ہو کہ اگر مین
کسی کے ماردن تو دو ٹکڑے کرون اور تمھارے ہاتھ سے یہ خنجر نہ کاٹیگا شعلہ نے کہا
ای برق دیوانہ ہوا ہو اگر تو نے چورنگ کاٹنا سیکھا ہو تو ہمنے بھی چورنگ کاٹنا سیکھا ہو
ایسا خنجر ماردن کہ لوہے کے بھی دو ٹکڑے ہون برق نے کہا میرا ہاتھ کھول دیجیے مین
سر جھکا کر بیٹھون خنجر ماریے اگر میرا سر اڑ جائے تو مین نے خون اپنا معاف کیا اور اگر نہ کٹا تو
پھر مین لگاؤنگا مگر تمپر نہ لگاؤنگا کوئی بکری یا کتا لانا اُسپر ہاتھ لگاؤنگا شعلہ نے کہا اسکی نوبت
نہ آئیگی ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کردونگی یہ کہکے خنجر اُٹھا لیا برق کو رہا کر دیا کہا ای برق
خنجر لگاتی ہون برق نے کہا مین نے خون اپنا معاف کیا شعلہ نے خنجر اُٹھا لیا کہا ای
برق لگاتی ہون یہ کہکے خنجر کھینچا خنجر نیام سے باہر نکلا ایک دھوان نیام سے نکلا شعلہ
غش کھا کر گری بیہوش ہوئی برق نے نعرہ کیا خنجر اپنا اُٹھا لیا جست کر کے بھاگا کنیزون
نے ملکہ کو بیدار کیا شعلہ اُٹھی جھلا کر کہا یہ نگوڑے عجب عجب عیاریان سوچتے ہین عجب
چالاکی کر گیا اسی غصے مین بیٹھی تھی کہ مروارید کا چوبدار آیا کہا ملکۂ عالم آپ کو ملکہ مروارید
نے بلایا ہو شعلہ چوبدار کے ساتھ ہوئی دربار مین مروارید کے آئی مروارید نے کہا
ای شعلہ شمشیر زن کیا معرکہ گذرا شعلہ شمشیر زن نے سب حالات بیان کیے مروارید
نے سنکر کہا آخر اب کیا ارادہ ہو شعلہ نے کہا طبل جنگی بجوائیے مروارید نے حکم دیا کہ طبل جنگی
بنام شعلہ شمشیر زن بجے طبل جنگی پہ چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے
خبرین لیکر خدمت صاحبقران مین آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ مروارید
نے طبل جنگی بجوایا ہو نام پر شعلہ شمشیر زن عیارہ کے کل وہ میدان مین نکلے گی برق فرنگی
کو للکارے گی امیر طرف برق کے متوجہ ہوے فرمایا کہ مہتر صاحب سنتے ہو کل میدان
مین مقابلہ ہو تمسے مقابلہ پڑیگا برق رونے لگا کہا آقاے نامدار میرا تو ہاتھ اُسپر نہ اُٹھے گا
عمرو نے اُٹھکر ایک دھول لگائی کہا ارے گدھے عاشق ہوا ہو مقابلہ نہ کریگا تو معشوق
کیونکر پائیگا برق نے کہا استاد مجکو مار ڈالیے مگر معشوق کے سامنے گستاخی نہ کرونگا خواجہ

خفا ہو رہے ہین برق اپنی کیے جاتا ہی کہ چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا قبلہ و کعبہ آپ
اُسے کیون حیران کرتے ہین ہم اسکی طرف سے لڑینگے خواجہ نے کہا لو میان برق یہ
تمھارے مددگار ہین کہ جنکو آجتک یہ نہین معلوم کہ عیاری کیا چیز ہی اور عیاری کسکو کہتے
ہین یہ تمھاری طرف سے لڑینگے صاحبقران نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان
ہونے لگین عیارون نے بھی میدان مین جاکر تیاریان کرنا شروع کین مگر برق فرنگی
رات کو بہت بیقرار رہا آخر پریشان ہوکر اُٹھا گریبان چاک چہرے پر خاک یہ اشعار
پڑھتا ہوا طرف صحرا کے چلا نظم

بے سبب کیونکہ کیون ہر گل ہی خندان باغ مین
یون تصور ہی دل پر داغ مین اُس چال کا
جوش رونے کا ہوا ے کوے جانان کو چلین
دیدۂ قمری اگر روشن ہو تیرے نور سے
ہجر مین ہو عندلیبون پر سمندر کا گمان
نکہت زلف صنم کے سونگھنے والے ہین ہم
وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بیشمار

مجھکو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین
جسطرح سے کبک ہوتے ہین خرامان باغ مین
آتی ہی برسات تو جاتے ہین انسان باغ مین
سرو بنجائین ابھی سرو چراغان باغ مین
ہو گیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین
بوے گل سے ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین
مجھکو یاد آتا ہی ناسخ کوے جانان باغ مین

منظور ہی کہ رات ہی کو گرفتار کرلون یہ سوچتا ہوا جاتا ہی وہان شعلہ شمشیر زن کو کب چین ہی
یہ بھی تلاش مین برق کے نکلی ہی دور سے دیکھا کہ برق فرنگی جنگل مین ٹہل رہا ہی کنارے
آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک طفل خوبصورت کی شکل بنکر چلی برق نے دیکھا
کہ ایک طفل حسین آتا ہی پکار کر آواز دی کہ میان صاحبزادے کہان جاتے ہو وہ لڑکا پلٹا
کہا میان برق کی تلاش مین جاتا ہون برق نے کہا مین برق کو تلاش کردون مگر کیا
مطلب ہی طفل نے کہا مین شعلہ کا غلام ہون اُنکی ایک کنیز ہی گلبدن اُسپر عاشق ہو اللہ
کو جو معلوم ہوا اُنھون نے اِس جرم پر مجھکو قید کیا مین آج قید سے نکل کر بھاگا ہون خبر
مین نے سنی ہی کہ برق سے اور اُنسے مقابلہ ہی مین سوچا کہ پاس برق کے جاؤن
اُنسے ملکہ کو گرفتار کرادون برق نے کہا مین ہی برق فرنگی ہون طفل نے کہا میرے

ساتھ چلیے مین ملکہ کو گرفتار کرادون برق اُس طفل کے ساتھ ہوا طفل ہر مقام پر دیکھتا جاتا ہے کہ برق کہین غفلت کرے تو مین گرفتار کرون ایک مقام پر نخلستان ملا ہیر پھیر کا راستہ تھا طفل نے جھکائی دیکر حلقہ ہاے کمند مارے برق نے اشارہ دیکھ لیا جست کرکے الگ ہوا حلقہ ہاے کمند گلے مین نہ آئے برق نے الگ آکر کہا اے جان جہان مین نے پہچانا شعلۂ شمشیر زن لڑنے لگی برق ہر مرتبہ منتین کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم مین آپ سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا مین سر جھکاؤن آپ سر کاٹ لیجیے شعلہ کب مانتی ہے تیغ مارے جاتی ہے برق نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر جھکائی دی جیسے ہی شعلہ رکی برق نے حلقہاے کمند مارے گلے مین شعلہ کے پڑے برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے جھپٹ کر چاہا گرفتار کرون شعلہ نے کہا ہان اسے مارلے برق سمجھا کوئی اور عیارہ بچی آگئی دوسری طرف پلٹا شعلہ تڑپ کر اُٹھی کمندین کاٹ کر پھر لڑنے لگی دو گھڑی برابر تیغ چلا برق نے کسی مقام پر شعلہ کو غافل نہ پایا آخر جست کرکے بھاگا شعلہ نے دور تک پیچھا کیا برق جاکر ایک جھاڑی مین چھپا کمند کو خس پوش کیا جیسے ہی شعلہ اُس مقام پر پہونچی برق نے شیر کی آواز دی شعلہ رکی برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے چاہا جست کرکے چھاتی پر سوار ہون مشکین باندھ لون مگر شعلہ نہایت تیز و طرارہ ہے دونون ہاتھون مین حباب لیے ہوے تھی برق پر پھینک مارے برق نے کئی روکے ایک منھ پر پڑ گیا برق بیہوش ہو کر گرا شعلہ نے مشکین باندھین لیکر چلی کہ اسکو قتل کرڈالون جب کنارے پر لشکر کے پہونچی دیکھا کہ کئی عیارہ بچیان آتی ہین پکارتی ہوئین کہ اے ملکۂ عالم غضب ہوا کہ عیار آپ کے لشکر پر آپڑے چالاک نے کئی عیارہ بچیون کو قتل کیا سب بھائی برق کے آپ کو ڈھونڈھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ہمارے بھائی کو قتل کرے اور ہم بیٹھے دیکھا کرین اسوجہ سے آپڑے ہین شعلہ نے جو اپنا نام سُنا کہ مجھے تلاش کر رہے ہین گھبرا گئی ایک کنیز نے کہا پشتارہ مجھے دیجیے آپ چلکر لڑائی روکیے شعلہ نے پشتارہ کنیز کو دیا جیسے ہی کنیز نے پشتارہ پایا جست کرکے الگ ہوئی آواز دی اے شعلہ منم چالاک بن عمرو یہ کہکے بھاگا شعلہ ناچارہ ہوکر پلٹی مگر نہایت سوچ مین ہے

کہ صبح کو کیا ہوگا خود میدان مین آئی جابجا گمندین لگائین کہین غار کھدوایا رات بھر ترکیب کرتی رہی برق فرنگی آکر سورہا اس خیال مین کہ صبح کو سمجھا جائیگا چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت		خروس صبحدم آواز برداشت	
عنادل لحن دلکش برکشیدند	دیگر	لحاف غنچہ از رو در کشیدند	
سمن از آب شبنم روے خود شست		بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست	
علم آفتاب نکلا جب		فوج انجم ہوئی گریزان سب	
شہ خاور سپہر گرد ہوا		رونق تخت لاجورد ہوا	
ہوا میدان چرخ سے یکبار		ہر انجم سیاہ رو بہ فرار	

صبح کا ہونا صداے اذان بلند ہوئی جابجا گھنٹ و ناقوس بجے شعلہ شمشیر زن دربار مین مرواریدکے آئی گلنار جوڑا پہنے ہوے زیور مین پھولون کے آراستہ عطر وغیرہ لے ہوے مگر بقراط نے جو شعلہ کو دلہن بنے ہوے دیکھا زانو بدلنے لگا کہا ای ملکۂ عالم آئیے شعلہ نے جو دیکھا کہ مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی پیچھے ہٹی بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم اگر آج تمنے برق کو مار لیا تو تمھارا بڑا نام ہوگا عمرو کی کمر ٹوٹ جائیگی ایسا شاگرد جانباز سرفروش اگر گرفتار ہوگیا تو عمرو جیتے جی مرجائیگا یہ ہر مقام پر چالاکی کرتا ہی شعلہ نے کہا یا خداوند وہ عیاری کرون کہ عیارون کے ہوش اُڑجائین رات کو بھی مین نے گرفتار کیا تھا مگر چالاک رہا کر لیگیا میدان مین بھی گرفتار کرلونگی بقراط نے کہا اب سوار ہو جیے شعلہ جست کرکے ایک تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے تخت اُٹھا لیا کئی سحر عیاریان گرد گھیرے ہوے مگر بقراط بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ اپنا تخت اِسکے تخت سے ملا دیتا ہی شعلہ تخت اپنا بڑھا دیتی ہی غرضکہ نوبت نقارے بجتے ہوے اِس شوکت و شان سے میدان کارزار مین آکر پہونچی اِدھر سے لشکر اسلام آیا صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار بادشاہ جاہ تخت پر سوار نورالدہر سب کے آگے بڑھے ہوے ایک طرف عیاران اسلام ہین خواجہ صندوق عیاری پر جہتر قران نامدار صندوق کے پائے پر ہاتھ رکھے ہوے ایک لاکھ چوراسی ہزار یک بچہ چہار جانب سے خواجہ کے

صندوق کو گھیرے ہوے برق ایک جانب مگر سرنگون کلیجہ خون آنکھون سے آنسو بہتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا نظم

بعد مدت کے جنون قاصد محبوب آیا
جیب کے ٹکڑے اُڑے جب کہین مکتوب آیا

تنگ آکر مری بالین سے تو اُٹھا پھرتا
قاصدا سچ تو یہ ہو آپ مین مین خوب آیا

رات ہولی کی جو آئی تو لہو رو رو کر
راہ جانان سے عجب رنگ مین مین ڈوب آیا

عشق ہوتا ہو حسینون کو نظر بازون سے
دی بصارت وہین یوسف نے جو یعقوب آیا

دور سے مجکو جو آتے ہوے دیکھا تلخ
سالک دشت جنون بولے وہ مجذوب آیا

شمعائے شمشیر زن نے جو برق کو اس حال پر ملال سے دیکھا بقراط سے کہا دیکھیے نگوڑے نے کیا مکاری سے حال اپنا بنا یا ہو مین جانتی ہون کہ یہ عیاری ہو مین ان باتون کو کب مانتی ہون نگوڑا چاہتا ہو عاشق بنکر عیاری کرون وہ نیچہ مارون کہ سر کٹ کر دھڑ سے گرے عمرو کے کلیجہ پر صدمہ پہونچے یہان میدان آراستہ ہونے لگا مگر صاحبقران کو بڑا خیال ہو فرما رہے ہین ای برق کیا تدبیر کی برق عرض کرتا ہو آقاے نامدار سامنے معشوق کے تدبیر کیا سر جھکا دینگے کہ قتل کر ڈالے خواجہ فرماتے ہین ای برق اگر آج تم ہارے گئے تو کل دن خلاف پڑا ہو کئی دن کے بعد تیجہ ہوگا کون کون پھول اُٹھائیگا برق کہتا ہو اُستاد آپ کو اختیار ہو یہی سب بھائی بند میرے ہر تقریب مین شریک ہونگے میری آبرو ہو جائیگی مگر معشوق کو بلوائیے گا اگر وہ پھول اُٹھائے تو بڑا آرام ملے غنچۂ آرزو کھلے دل شگفتہ رہے عمرو نے کہا بھلا وہ سرکش کاہے کو آئیگی برق نے کہا آپ لوگ ضرور لاوینگے ہمارے مہربان چالاک نشتین کرکے لاوینگے ہماری روح کو شاد کرینگے اتنے عرصے مین صفین جمین برق نے نقیبون کو اشارہ کیا شاگردان عمرو میدان مین آئے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے کہ جنکا مطلب یہ تھا نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار

اُسی مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزّ و وقار

رات دن چیلین رہا کرتی تھین سردار ونمین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا دان نہ خزان کو بھی کسی موسم مین
قصر کو جانے دو باشندونکو وان کے دیکھو
نہ وہ چیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

عیش وعشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
تکیہ گو ہ و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے برق خوب رویا کہتا تھا یارو یہی نوبت ہماری بھی ہوگی گھڑی دو گھڑی مین ہمارا ابھی کوچ ہی سب بھائی سمجھانے لگے کہ ای برق نہ گھبراؤ تم غالب آؤ گے معشوق کو گرفتار کر لاؤ گے جب نقیب نقابت کرکے ہٹے شعلۂ شمشیر زن تخت سے کود ی جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین آئی اٹھلنگین لگانے لگی نیچہ چمکا کر آواز دی وہ نگوڑا عاشق فاسق کہان ہی عمرو نے کہا ہان بیٹا جا کہ مقابلہ کرو مگر یہ خیال رہے کہ ہمارے شاگرد رشید ہو سمجھ کے مقابلہ کرنا برق نے کہا استاد معشوق کے سامنے بے ادبی کرنا طریق عاشقان سے بعید ہی اب غلام رخصت ہوتا ہی دعا ہے خیر سے غلام کو یاد فرمائیگا گاہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا یہ کہکر برق خوب رویا قدمون سے خواجہ کے جدا ہو کر چلا تلوار کہین پھینکی خنجر کہین پھینکا کمند مین الگ ڈالدین ہتھیار سب پھینک دیے مہتر چالاک نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر یہ کیا کرتے ہو برق نے پلٹ کر کہا کہ بھائی صاحب تم اسمین دخل نہ دو مین جان اپنی نثار کرنے جاتا ہون چاہتا ہون کہ مردانہ وار جان دون اور ہاتھ باندھکر عرض کرون کہ ای عروس شوخ وشنگ ہم حسرت ویاس لیکہ پردۂ دنیا سے چلے قبر پر آکر فاتحہ ضرور پڑھنا بیت چو آئی بے مروت بعد مردن برمزار ما ✣ بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما ✣ بلکہ قبر سے آوازآئیگی سننے والے سنین گے یہ صدا ہوگی فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ✣ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✣ یہان قمر صاحب کیا خوب فرماتے ہین راہ عشق گم گشتگان وادی ہجر کو بتاتے ہین نظم

گالیان کھاتے ہین گالون کا جو بوسا لیلیا
جب مرا قاصد چلا تیری طرف ای تیغزن

ای بت بے باک اپنا ہمنے حقدا لے لیا
خط کے بدلے ثواب کا ایک آدھ پرزا لے لیا

جبکہ بازار محبت مین ترا وحشی گیا
چین کے عشق زلف کا آخر کو سودا لےلیا

ای قمر ملک بقا کا ہی سفر درپیش اب
پھر تو نے آخر اپنے ساتھ کیا کیا لے لیا

ای برادر مین تو جان اپنی دینے کو جاتا ہون برق فرنگی یہ باتین کرکے روتا ہوا طرف میدان کے چلا کل سلاح جسم پر کے پھینک دیے شعلہ نے جو برق کو اس حال سے آتے ہوے دیکھا گوپھن سر سے کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیکر مارا برق فرنگی بیٹھ گیا پتھر سر پر سے نکل گیا دوسرا پتھر شعلہ نے نیچا مارا برق نے جست کر کے خالی دیا جو پتھر شعلہ مارتی ہی برق اسکو خالی دیتا ہی سات پتھر شعلہ نے مارے برق نے خالی دیے جب برق قریب پہونچا تو شعلہ نے کمندین مارنا شروع کین برق کمندون کو بھی خالی دے رہا ہی رو رو کر کہتا جاتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین ہاتھ گلے مین ڈالون تب نیچہ مارو کہ کوئی حوصلہ مجکو باقی نہ رہے میری عجب طرح کی کیفیت ہی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین روے سحر نہ دکھائی دیتا تھا موذن اذان کو بھی نہ اُٹھتا تھا طائران سحر خیز بھی غائب ہو گئے تھے تڑپ تڑپ کے راتین کاٹین جب نیر اعظم بلند ہوتا تھا تب معلوم ہوتا تھا کہ سحر ہوئی ورنہ اپنی یہ کیفیت تھی نظم

ایک دم پاتا نہین چین اپنے گھر مین آئنہ
محو ہی نظارۂ رشک قمر مین آئنہ

گھب رہا ہی سب حسینون کی نظر مین آئنہ
دیکھو ہی طاؤس کے ہر اک پر مین آئنہ

دیکھ لیتا ہون مین اپنی روتی صورت دشت مین
جابجا اشکون کا تھالا ہی سفر مین آئنہ

مجکو جو حیرت تصور مین ہی لکھ سکتا نہین
دون بجائے نامہ دست نامہ بر مین آئنہ

ہو گیا وہ مست عکس چشم میگون دیکھکر
ساغر مے سے سوا نکلا اثر مین آئنہ

اشک کا قطرہ جو ٹپکے پیش جانان کیا مجال
بنگیا سیلاب اپنی چشم تر مین آئنہ

جب نہ تب مُنھ دیکھ لیتا ہی وہ قاتل کھینچکر
یہ کٹاری ہی دیا اُسکی کمر مین آئنہ

قدر بیتابی سے ہی ناسخ دل عشاق کی
گر نہو سیماب کب ٹھہرے نظر مین آئنہ

شعلہ نے جھلا کر کہا او بے حیا نیچہ اُٹھاے تو بھی وار کر برق آغوش تمنا کھولے ہوے ہی آخر شعلہ نے نیچہ کھینچا جیسے ہی نیچہ مارا برق نے خالی دیا دو وار خالی گئے تیسرا نیچہ

جو اسنے مارا برق کے سر پر پڑا کہ زخم کاری آیا برق زخم کھاکر سامنے سے شعلہ کے
بھاگا کنیزان شعلہ نے ہاڑ کیا واہ سبحان اللہ اسی منھ پہ دعوائے عشق تھا ایک زخم کھاکر
بھاگا جاتا ہو عشق نہ تھا یہ عیاری تھی کہ جسمین سب جانین کہ میان برق عاشق ہین معشوق
کے ہاتھ کا زخم کھاکر بھاگنا اسی نامرد کا کام ہو عیارون کو بھی بہت ناگوار ہوا چالاک
نے پکار کر کہا ای برق اگر زخم کی تاب دتھی تو کیون زخم کھایا مقابلہ کیا ہوتا برق
کسی کو جواب نہین دیتا بھاگا ہوا جاتا ہو مگر شعلہ تعاقب مین جاتی ہو برق جست وخیز
کرتا ہوا چلا جاتا ہو کہ ایک صحرا مین جاکر غائب ہوا شعلہ پلٹی طرف عیارون کے دیکھکر
کہا کیون صاحبو برق کیسا عیار تھا تم لوگون کو دعوی تھا کہ برق بڑا عیار طرار ہو مگر
ایک زخم کھاکر بھاگا اب جسکو تمام رگ کی ہو وہ نکلے چالاک نے قصد کیا کہ جاپڑون
خواجہ نے منع کیا کہ دیکھو تو اس بھاگ جانے مین شاید کوئی مطلب ہو چالاک نے کہا
اسکا للکارنا ناگوار ہوتا ہو عیاری کی آبرو گئی عمرو نے کہا اسقدر عیار کھڑے ہین جنھین
کو آبرو کا بڑا خیال ہو آج تو جو گذرا وہ گذرا کل مقابلہ کرنا آج میدان مین نہ جاؤ شعلہ نے
کئی آوازین دین جب کوئی مقابلہ مین اسکے نہ آیا نیچہ تانے ہوے میدان مین ٹہلنے
لگی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک مادہ آہو زرغہ نخلستان سے نکلی بدحواس آتی ہو شعلہ
سمجھی کہ یہ مادہ آہو اپنے مقام پر بیٹھی ہوگی کسی نے ستایا جو بدحواس آتی ہو راہ پر کھڑی
ہوئی مادہ آہو گھبرائی چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر شعلہ نے گھیر کر حلقہائے کمند
مارے گلے مین مادہ آہو کے پڑے مادہ آہو گر کر تڑپنے لگی شعلہ نے جست کرکے سینہ پر
گھٹنہ رکھا چاہا باندھ لون مادہ آہو جو تڑپی پستان دبی دودھ کی دھار نکلی منھ پر شعلہ
کے پڑی شعلہ بیہوش ہوکر گری اندر سے کھال کے بعجلت تمام تڑپتا ہوا برق فرنگی
نکلا اور اپنے نام کا نعرہ اسطرح کیا نعرہ برق

مرا نام ہو برق خنجر گزار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار	تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطوے ذی علم شاگرد ہو
ہو زیر قدم غرب ہو شرق ہو	چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہو	اتو عیارون مین ہاڑ ہوا

کہا ای برق سبحان اللہ کیا عیاری کی ہی برق پتھارہ لیکر بھاگا عیار بچیان دوڑ پڑین
عیارون نے دیکھا کہ برق اکیلا ہی ایسا نہو سب عیار بچیان ملکر مارلین عیار عیار بچیون پر
آپڑے ایک ایک نے ایک ایک کنیز کو اُٹھالیا برق کو گھیر کر بیچ مین لے لیا برق
تنتا ہوا سامنے خواجہ کے آیا خواجہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای برق کیا کار نمایان کیا
یہ کہکے شعلہ کو خیمے مین پہونچایا شعلہ نے بھی اس عیاری کی بڑی تعریف کی اور کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی مگر بقراط نے جو دیکھا کہ عیار خوشی خوشی پلٹے اور برق
شعلہ کو خیمہ مین بٹھا کر باہر آیا ہی جل گیا پہلو مین بقراط کے ایک جادوگر کھڑا ہی شقیل جادو
اُسکا نام ہی کہا ای شقیل برق کو اُٹھالا مین اسکو سزا دونگا میرے سامنے گستاخی کر گیا
شقیل چھپٹا پر پرواز پیدا کر کے آسمان پر گیا تڑپ کے گرا برق کو اُٹھالیا مگر سکندر
ثانی بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے جیسے ہی شقیل نے برق کی کمر مین پنجہ دیا چاہا لیکر بلند
ہون سکندر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ شقیل کے دو ٹکڑے ہوے مرنا شقیل کا
کہ برق چھوٹا سکندر نے تخت اپنا بڑھایا ساحر بھی دوڑ پڑے کل جادوگر اور کل
شاہزادیان مثل ہمائے مرصع پوش وغیرہ لشکر بقراط پر جا پڑین سحر چلنے لگا مگر سکندر
نے آج ایسی جوانمردی کی کہ بقراط کے سحر باطل کیے جو سحر بقراط نے کیا سکندر نے
دفع کر دیا ایک مقام پر بقراط جم گیا سکندر پر سحر کرنے لگا آگ برسائی پانی کا دریا بنایا
مگر سکندر نے سب کو مٹایا بقراط نے حیران ہو کر نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون اپنا لیکر
سکندر پر پھینک مارا سکندر نے خون اپنی پیشانی کا لیکر ہتھیلی پر رکھا خون بقراط
اُس خون مین ملگیا سکندر نے وہ سب خون بقراط پر کھینچ مارا بقراط کے بدن مین
آبلے پڑ گئے آخر بقراط سامنے سے بھاگا ایک طرف سے نور الدہر کو بھی آتے ہوے
دیکھا تھا آخر نہ ٹھیرا طبل امان بجوا کے پلٹا لشکر صاحبقران اپنی جانب پلٹا بقراط دربار
مین آیا کہا یارو آج تو سکندر نے بڑی جرأت کی کہ قدرت سے مقابلہ کیا اُسکو گمان ہی
کہ مین سحر مین طاق ہون لیکن ابکی جو مقابلہ پڑا تو سر میدان قتل کر دونگا یارو تم استغفر
بیٹھے ہو کسی سے نہین ہو سکتا کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے پھر مجکو خوف نہ رہے سکندر کو گھیر کر

مارلون دیکھون تو اُسکا سحر کیا کرتا ہی قضاے کار ایک ساحرہ اسکی صحبت مین بیٹھی ہی کہ بڑی مکار اور بلاے روزگار ہی اپنے مقام سے اُٹھی سیماے آسمان سیر نام ہی کہا یا خداوند مین وعدہ کرتی ہون کہ طلسم کشا کو قید کر لاؤنگی یہ کہکے روانہ ہوئی سارے لشکر کو چھانا کوئی موقع نہ ملا سامنے بارگاہ نورالدہر کے آئی ایک حسین عورت کی صورت بنکر بارگاہ کو دیکھ رہی ہی کہ نورالدہر بارگاہ سے نکلے ارادہ ہی کہ دربار عام مین جاؤن اب تو سب سردار آگئے ہونگے جیسے ہی باہر نکلے نگاہ اِس مکارہ پر پڑی اُف کرکے دل پکڑ لیا پیشانی پر پسینہ آگیا پکار کر آواز دی کیون نازنین کس فکر مین کھڑی ہی یہ رونے لگی کہا حضور میرا باپ تاجر تھا اُسکو قزاق پکڑ لیگئے کل سے بھوکی پیاسی ماری ماری پھرتی ہون حیران ہون کہ کہان جاؤن ادر کہان بیٹھکر بسر کرون اسی حیرت مین کھڑی ہون نورالدہر چاہتے تھے کہ جواب دین کہ شبرنگ بھی آپہونچا تیور نورالدہر کے دیکھکر سراپا اِس مکارہ کا دیکھا یہ بھی یہی سمجھا کہ کوئی تاجرزادی ہی مگر گرفتار رنج والم ہی مبتلاے دام غم ہی چہرہ اُترا ہوا ہونٹھ سوکھے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شبرنگ نے قریب آکر کہا بی صاحب خیمہ مین آؤ نہین جانتی ہو کہ یہ سارا لشکر انھین کا ہی اِس لشکر کے مالک یہی ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ دیکھنے والے رشک کرینگے سیما شبرنگ کے ساتھ ہولی شبرنگ نے سیما کو خیمہ مین پہونچایا نورالدہر کو بھی انتہا کا اشتیاق تھا پلٹ پڑے کہا اب اِسوقت دربار نہ جائینگے اپنے خیمے مین آکر بیٹھے بارگاہ گوہر نگار سلیمانی کو سیما بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی کہ کل سامان مہیا ہین بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی نورالدہر آکر مسند پر بیٹھے محبت آمیز باتین کرنے لگے سیما ایک مکارہ ہی موافق سوال کے جواب دیتی ہی دل لُبھا رہی ہی نورالدہر اِسکی باتون پر پسیے جاتے ہین شبرنگ کو اشارہ کیا کہ اِسکو شراب پلاؤ شبرنگ نے جام لبریز کیا کہا لو ملکہ پیو اِسنے انکار کیا کہ مجکو عادت نہین ہی شبرنگ نے کہا یہ شراب کم نشے کی ہی تب سیما نے چند گھونٹ پیے شراب پیکر پھر اِسنے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا نورالدہر کی طرف اشارہ کیا سر جھکا کر کہا آپ بھی نوش فرمائیے نورالدہر نے اُسکی خاطر سے جام لے لیا پھر اس خیال سے کہ نہین معلوم اسکا مذہب کیا ہی جام شراب شبرنگ کو دیدیا شبرنگ پی گیا اب سیما چاہتی ہی کہ شبرنگ بھی

باہر جائے تو مین اُنکو گرفتار کر لون مگر شبرنگ کب ملتا ہی مثل ہمزاد کے پاس بیٹھا ہی دن
جو زیادہ چڑھا سکندر نے کہا آج کیا سبب ہی کہ شہریار تشریف نہین لائے آدمی دریافت
کو بھیجا جائے کہ کیون نہین تشریف لائے ہمارے مرصع پوش اُٹھی کہ مین جاکر دریافت
کرتی ہون سکندر نے کہا ادب کے خلاف ہی مین خود جاؤنگا ہر چند سردارون نے روکا
مگر سکندر نے نہ مانا جب سکندر چلے تو کل سردار ساتھ ہوے نجم بھی ساتھ ہین ارسطو
بھی ہمراہ ہین کل شاہزادیان بھی ہمراہ چلین یہان نورالدہر سیما سے باتین کر رہے ہین
سیما چاہتی ہی شراب پلاکر بیہوش کرون کہ ہرکارون نے خبر دی حضور سکندر ثانی تشریف
لائے ہین نورالدہر واسطے استقبال کے اُٹھے سیما نے کہا ای شہریار بادشاہ لشکر تشریف
لاوینگے اُنکے ساتھ مصاحب بھی ہونگے لہذا یہ کنیز کسی پردے مین بیٹھے شبرنگ نے ایک
طرف اشارہ کیا سیما چھپ کر بیٹھی کہ سکندر بارگاہ مین تشریف لائے نورالدہر نے
مقام صدر پر جگہ دی سکندر نے بیٹھتے ہی پوچھا آج حضور بارگاہ مین کیون نہین تشریف
لائے نورالدہر نے کہا مین نے قصد کیا تھا مگر کچھ دل نہ چاہا اسوجہ سے رُک گیا لہذا تیسرے
پہر کو دربار ہوگا سکندر نے زیادہ کہنے کا موقع نہ پایا چند ساعت ٹھہرے اور اُٹھکر چلے
مگر ہمارے مرصع پوش نے جو ایک طرف پردہ پڑا ہوا دیکھا سکندر کو اشارہ کیا کہ یہ
پردہ کیسا ہی ذرا دریافت تو کیجیے سکندر بسبب حجاب کے نہ دریافت کرسکے سیدھے چلے
گئے نورالدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ کنارے پر صحرا کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم شام کو
وہان جاکر نشست کرینگے شبرنگ نے بہت خوب کہکر سامان شروع کیا کنارے پر صحرا کے
خیمہ استادہ کیا گلابیان شراب کی رکھین پہر دن رہے نورالدہر بارگاہ مین آئے سکندر
وغیرہ سے ملاقات کی تھوڑی دیر بارگاہ مین بیٹھے بعد اُسکے دربار برخاست کیا سکندر اُٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے سب شاہزادیان بھی ہمراہ آئین سکندر نے سب کی طرف متوجہ ہوکر
کہا کہ آج شاہزادے کا مزاج کچھ بے لطف ہی صبح کو تشریف نہین لائے آخر وقت جو آئے تو
چند ساعت بیٹھکر اُٹھ گئے ہمارے مرصع پوش نے کہا ہمنے خبر سُنی ہی کہ کوئی عورت آئی ہی
اُسکی محبت مین مصروف ہین سکندر نے کہا ہمنے تو کسی کو نہین دیکھا ہمارے مرصع پوش

نے کہا مین نے آپ کو اشارہ کیا تھا کہ بارگاہ مین ایک طرف پردہ پڑا ہی آپ نے کچھ جواب نہ دیا مین خاموش ہو رہی سکندر نے کہا مقام تردد کا ہی نجم اختر شناس کو بلاؤ ایسا نہو بقراط نے کچھ فتور کیا ہو نجم حاضر ہوا سکندر نے یہ حال بیان کیا نجم نے اوراق لکالے قہقہہ مارکر کہا اے شہریار آپ نے جلد خبر لی سیماے آسمان سیر فرستادہ بقراط آئی ہی رنگ اپنا جما رہی ہی سکندر نے کہا مین ابھی جاکر اسکا رنگ مٹائے دیتا ہون یہ کہکے اُٹھے نجم بھی ساتھ ہوا سب شاہزادیان اشتیاق مین چلین نورالدہر آکر بیٹھے ہین سیما چاہتی ہی کہ اگر شاہزادہ گرفتار نہو سکے تو تحفہ جات ہی لیکر نکل جاؤن مگر پھر دل سے کہتی ہی اتنی مشقت کی اور طلسم کشا چھوٹ جائے مگر شبرنگ بن عمرو شاہزادے کے رضامند کرنے کو یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جوش ہی کیا تیرے آتے ہی دل بیتاب کا
کوئی لکھتا ہون اگر مضمون دل بیتاب کا

اُسنے جو پونچھا پسینہ روے عالمتاب کا
ذکر کیا ہی بحر ساقی مین شراب ناب کا

عشق گیسو مین یہ عالم ہی دل بیتاب کا
کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پرخون ہوگیا

کم نہین ہی شام سے صبح شب فرقت سیاہ
پڑگئے ہین ناتوانی سے جو حلقے اندلون

ہی صفا حاصل تو بینائی بھی ہی اے دل ضرور
مین نے اُسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین

بستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہی ہمین
بنگیا خم ساقیا گویا شراب ناب کا

خط مین ہو جاتا ہی عالم ماہی بے آب کا
بنگیا رومال کونا چادر مہتاب کا

جبکہ اپنے حلق سے اُترے نہ قطرہ آب کا
نالۂ پیچان جو ہی اک سانپ ہی سیماب کا

ہی مے گلگون مین ساقی جو مزہ خوناب کا
ہین یقین خورشید پر بھی کرمک شب تاب کا

سب کو میری چشم تر پر شبہہ ہی گرداب کا
صاف ہو کر آئنہ محتاج ہی سیماب کا

پوچنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا
ہر گڑھا دریا مین ہی ناسخ سبب گرداب کا

نورالدہر خوش بیٹھے ہین معشوقہ پہلو مین سیما اپنا رنگ جمارہی ہی چاہتی ہی شراب پلاؤن اور لے بھاگون اگر تحفہ جات بھی ملجائین تو پھر کیا کہنا ورنہ تحفہ جات یہین رہجائین گے تو کیا حرج ہی پھر لیجاؤنگی مقدم طلسم کشا کا قتل ہی لیجاتے ہی قتل کردنگی دم بھر کی مہلت

نہ دونگی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا نورالدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو بلا
اطلاع کون آتا ہی کہ سامنے سے سکندر ثانی نمودار ہوے پشت پر سب شاہزادیان
نجم اختر شناس ارسطوے ثانی سیما سب کو دیکھکر گھبرائی نورالدہر سے کہا انکو
منع کیجیے کہ یہان نہ آئین میرا پردہ فاش ہوتا ہی مگر سکندر ثانی بلا تکلف چلے آئے آتے ہی
کہا نیک بخت تو کون ہی نورالدہر کچھ کہنے کو تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی حضور
اسمین دخل نہ دین نورالدہر نے پھر کہا کہ آپ انکا حال نہ پوچھین مین آپ سے کہدونگا مگر
سکندر ثانی نے سیما کا ہاتھ تھام لیا جیسے ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھا سیما نے ایک چیخ ماری کہ ای
شہر یار ہاتھ میرا چھوڑ دیجیے نجم نے قریب آکر منھ پر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی نجم نے منھ پر ہاتھ
پھیرا وہ صورت تبدیل ہوگئی دیکھا ایک جادوگرنی سن رسیدہ ہی بال سفید چہرے پر جھریان
پڑی ہوئین سکندر نے کہا او لکاتہ نہین جانتی کہ ہم یہان موجود ہین نورالدہر نے جو
صورت کریہ دیکھی نفرت ہوئی سکندر نے حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرو شاہزادیون نے
گرفتار کیا مگر سکندر نے کہا اسکی کیا خطا ہی بقراط نے اسکو بھیجا ہی اگر حکم ہو تو اسکو روانہ
کرین جاکر بقراط کو ستائے سب نے اس راے کو منظور کیا سکندر ثانی نے گلے سے
موتیون کا مالہ اُتار اگلے مین سیما کے پہنا دیا مالہ پہنتے ہی سیما کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین
اُبل آئین بیہودہ باتین کرنے لگی ہاتھ باندھکر سامنے سکندر کے کھڑی ہوئی کہتی تھی جو
حکم ہو وہ بجا لاؤن سکندر نے کہا بقراط کا سر لاؤ سیما بہت خوب کہکر چلی صحن مین آکر
پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی یہان بقراط دربار مین بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ سیما پہونچ گئی
طلسم کشا کو لایا چاہتی ہی کہ سب نے دیکھا سیما اُڑتی ہوئی آتی ہی بقراط نے کہا شاید مطلب
نہوا بے نیل مقصود پلٹی ہی سیما آکر پہونچی سامنے بقراط کے کھڑے ہوکر عرض کی یا خداوند
چلیے آپ کو سکندر نے طلب کیا ہی اگر تامل کیجیے گا تو مین زبردستی لیجاؤنگی مرواریدِ آفت خیز
جو پہلو مین بیٹھی ہی اسکو بہت ناگوار ہوا کہا کیون سیما قدرت سے زبان درازی کرتی ہی
کلمہ سخت کہتی ہی سیما نے کہا مین آپ سے خوف نہ کرونگی اور قدرت کو پکڑکے لیجاؤنگی سامنے
سکندر کے پہونچاؤنگی مروارید نے کہا ہٹ سامنے سے بقراط ہمارا احسان ہی ہم اسیواسطے

کدو کاوش کر رہے ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین اُنکے مقام پر اُنکو پہونچاوین یہ پھر جاکر
آباد ہوئین سیما آگے بڑھی ہاتھ بڑھایا کہ بقراط کی گردن پکڑلون مروارید نے ہاتھ
ہلا دیا برق کڑک کر گری کہ سیما کے دو ٹکڑے ہوئے سیما کو مار کر حکم کیا کہ لاشہ اِسکا پھینک
دو بقراط نے کہا ای مروارید تمنے اِسے مار ڈالا یہ نہ دریافت کیا کہ کسکے سحر مین تھی
مروارید نے کہا اُسنے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا کہ گردن آپکی پکڑلے مین کیونکر گوارا کرتی بہن
اِسکی ہوشیار مکارہ روتی ہوئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند سیما نے جو خطا کی اُسکی سزا
پائی نگر مین جاکر طلسم کشا کو لاتی ہون بڑا کمال اسنے کیا تھا مگر سکندر کے سحر مین دیوانی
ہو کر آئی مناسب یہ تھا کہ سحر اِسپر سے اُتارتے کس بےبسی سے بہن میری قتل ہوئی اِسکے
خون کا بدلہ لونگی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤنگی اور فوراً قتل کرونگی ہر چند مروارید نے
منع کیا مگر ہوشیار مکارہ نے نہ مانا کہا مجکو کیونکر گوارا ہو کہ بہن میری یون قتل ہو جائے اور
مین بیٹھی دیکھا کرون یہ کہکر چلی لشکر طلسم کشا مین آئی جا بجا پھرنے لگی فقیرنی بنی پھر رہی ہر
ہر جگہ سوال کرتی ہو لشکر نور الدہر آباد ہر دوکاندار پیسہ روپیہ دیتے ہین ہوشیار لیتی پھرتی
ہر ایک بازار مین پہونچی وہان شبرنگ بھی تھا ہوشیار نے جو شبرنگ کو دیکھا پکار کر
کہا میان شاطر صاحب مین یہ چاہتی ہون کہ سامنے طلسم کشا کے پہونچون اپنی غربت کا
سوال کرون کچھ ایسا ملے کہ غربت کٹے شبرنگ نے دیکھا تیور سے پہچان لیا شبرنگ
تو اِس فکر مین ساتھ ہوا کہ راہ مین اِسکو دھوکہ دیکر گرفتار کر لونگا ہوشیار اِس فکر مین ہو
کہ راہ مین اِسپر سحر کرون ایک نخل کی آڑ مین پہونچی شبرنگ تو پیچھے ہٹا کہ حلقہائے کمند
مارون مگر ہوشیار نے سحر کیا کہ شبرنگ لڑکھڑا کر گرا ہوشیار نے شبرنگ کو ایک
درہ کوہ مین ڈالدیا اور سحر سے اپنی صورت تبدیل کی شبرنگ کی صورت بنکر تیار ہوئی
طرف بارگاہ نور الدہر کے چلی یہان نور الدہر بارگاہ سے اُٹھے ہین طرف اپنی بارگاہ
کے جاتے ہین کہ شبرنگ نقلی سامنے آیا نور الدہر نے پوچھا آج بوقت دربار کیون نہین
آئے شبرنگ نقلی نے جواب دیا انتظام مین بازارون کے مصروف تھا نور الدہر
خاموش ہو رہے نجم ہمراہ ہر چال چلین شبرنگ کا دیکھکر کان اِسکے کھڑے ہوئے قریب

نور الدہر نے آگے عرض کی حضور خدا خیر کرے میرا خیال غلط ہو شبرنگ کے کچھ عجب
طریقے معلوم ہوتے ہین ہم سب سے بہ خلق و محبت ملتا تھا آج کیا ہوا کہ ہمسے صاحب سلامت
تک نہین کرتا نور الدہر نے کہا یہ عیار رہین انکی باتون پر خیال نہ کرو کسی فکر مین ہو گا
نجم خاموش ہو رہا سمجھ گیا کہ آقا سچ فرماتے ہین مگر شبرنگ نقلی ساتھ نور الدہر کے
بارگاہ مین آیا اب رنگ اپنا جما رہا ہو کبھی گاتا ہو کبھی کہتا ہو بقراط کو پکڑ لاؤنگا مین نے
فکر کی ہو نور الدہر کہہ رہے ہین اے شبرنگ اگر بقراط کو پکڑ لائے تو بڑا نام ہوگا ہمکو
بھی یہ خیال ہو کہ اگر بقراط گرفتار ہو کر آجائے اور شاید اطاعت دین اسلام کرے تو بڑے
لطف کی بات ہو جہان کہین ساحرون سے مقابلہ ہو تو اسکو نامہ لکھین یہ آکر قیامتین برپا
کریگا ہوشیار نے جواب دیا اے شہریار اُسنے برسون خدائی کی ہو اب وہ کاہیکو اطاعت
کریگا مگر مین تدبیر کر رہا ہون قضائے کار شاپور شیر دل عیار ایرج نوجوان کا تمام
کو جو پھرنے نکلا درہ کوہ مین آیا دیکھا کہ شبرنگ بیہوش پڑا ہو شاپور نے چاہا ہوشیار
کرون وہ سحر مین ہوشیار کے تھا بیدار نہوا شبرنگ کو اُٹھا کر بارگاہ نور الدہر مین
لایا نجم کو بلایا سب حال کہا نجم نے شبرنگ کو سحر کر کے ہوشیار کیا حال پوچھا شبرنگ
نے بیان کیا کہ راہ مین ایک فقیرنی ملی مگر وہ ساحرہ تھی اُسنے مجکو بیہوش کیا شاید فکر مین آقا
کی گئی ہو شاپور نے کہا اپنے تو جلد پہونچاؤنگا مگر سمجھ کے کام کرنا شبرنگ نے کہا مین
قاعدے سے جاؤنگا یہان ہوشیار نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو کہ طلسم کشا
کو پلاؤن اور بیہوش کر کے لے بھاگون کہ شبرنگ نے سراچہ چاک کر کے دیکھا میری
صورت پر ایک ساحرہ بیٹھی ہو شراب پلایا چاہتی ہو شبرنگ نے نہایت پھرتی سے پشت
پر آکر حلقہائے کمند مارے ساحرہ کمندون مین پھنسی شبرنگ نے حباب مار کر گرفتار
کر لیا نور الدہر حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہو ایک شبرنگ نے ایک شبرنگ کو گرفتار
کیا جب شبرنگ گرفتار کر چکا تو عرض کی کہ اے آقائے نامدار یہ ساحرہ ہو آپ کی فکر
مین آئی تھی یہ ذکر تھا کہ نجم بھی آکر پہونچا نجم نے آتے ہی اُسکو قتل کیا اور لاشہ بیرون
لشکر پھینکوا دیا ہرکارون نے بقراط کو خبر دی کہ ہوشیار قتل ہو گئی بقراط نے کہا طلسم کشا

صاحب اقبال ہی کیسی کیسی آفتون سے بچتا ہی گوشیار مکارہ میری بہن سیماکی یہ کہکے اُٹھی
کہ ہمشیرہ نے بڑا کام کیا تھا مگر اُنکے مصاحبون مین جو نجم ہی اب اُسکو گرفتار کیا چاہیے
تو اُسکی صورت پر بہت دھوکھا کھاوینگے نجم پر کوئی ہاتھ نہ ڈالیگا ہر شخص اُسکے دام
مین پھنس جائیگا اگر نجم دستیاب ہوا تو طلسم کشا کیسا سکندر تک کو لاؤن اور رفتہ رفتہ
سب کو لے آؤن یہ کہکے بصورت مبدل چلی لشکر مین آکر پھرنے لگی پھرتی ہوئی در بارگاہ
نجم پر پہونچی نجم بیرون بارگاہ بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک عورت حسین وجمیل حیران حیران
پھر رہی ہی نجم نے پکارا کہ ارے ذرا ادھر آ تو کون ہی جو حیران حیران پھر رہی ہی گوشیار
نے بڑھکر کہا ای شہریار آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار پریشان پھر رہی ہون
چاہتی ہون کوئی قتل کر ڈالے تو بہتر ہی میرا باپ تاجر جلیل تھا لشکر کفار مین مرا لوگون
نے سب مال لوٹ لیا اور مجکو نکال دیا فریادی آئی ہون طلسم کشا سے فریاد کرون
کہ میری داد ملے نجم نے رحم کھاکر بلا لیا جیسے ہی یہ خیمے مین آئی شراب کو دیکھکر رونے لگی
کہا آج کئی دن گذرے کہ اس کمبخت کا سامنا نہین ہوا نجم نے کہا لو پیو اسنے ایک جام آپ
پیا اور ایک جام نجم کو دیا نجم نے بیخوف پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوا گوشیار نے خوب اپنے
سحر مین مبتلا کیا ایک صندوق مین نجم کو بند کر دیا آپ بشکل نجم نکلی قریب بارگاہ سکندر تھی
چلے بارگاہ سکندر مین آئی سکندر نے کہا ای نجم آؤ اِسوقت خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گوشیار نے عرض کی اِسوقت دل گھبرایا کہ چلکر حضور کی زیارت کرون بلا تکلف
چلا آیا سکندر نے بیٹھنے کو جگہ دی نجم نے عرض کی اِسوقت غلام کے یہان شراب نہ
تھی خاص اِسواسطے آیا سکندر نے کہا ای نجم شراب کباب سب کچھ حاضر ہین بیٹھو شراب
پیو کباب کھاؤ ہم سب طرح موجود ہین کھانا منگوائین کھاؤ اِسوقت تمھاری بدحواسی
سے پریشان ہوا کہ بے وقت آئے نجم نقلی نے کہا فقط شراب کی خواہش سے آیا یہ
کہکے گلابی اُٹھائی ایک جام آپ پیا اور ایک جام سکندر کو دیا سکندر بھی بے اندیشۂ
انجام پی گئے شراب پیتے ہی ہاتھ پانون مین رعشہ آیا سکندر گھبراکر اُٹھے گر کر بیہوش
ہوے قضاے کار شبرنگ بن عمرو پھرتا ہوا قریب بارگاہ نجم پہونچا خدمتگارون سے

پوچھا کہ نجم کیا کرتے ہین خدمتگارون نے کہا کہ ایک عورت آئی تھی اُس سے کچھ باتین کرکے برائے ملاقات سکندر گئے ہین شبرنگ کو کھٹکا ہوا طرف بارگاہ سکندر کے دوڑا یہان اتنے عرصے مین گوشیار نے سکندر کو بیہوش کرکے اُٹھایا چاہتی ہو لیکے چلون اور اسکو قید کرکے پھر اسی کی شکل بنکر جاکر طلسم کشتا کو دھوکھا دون شبرنگ نے آکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی سکندر کو اُٹھایا چاہتی ہو شبرنگ نے للکارا کہ خبردار شہریار کو نہ اُٹھانا گوشیار نے سحر کیا کہ شبرنگ زمین پر گرا ہزار غل مچائی مگر کوئی اسکی مدد کو نہ پہونچا گوشیار نے دونون کو اُٹھالیا سوچی کہ اب راز کھلے گا سکندر و شبرنگ کو لیکر بلند ہوئی شبرنگ نے غل مچایا کہ یارو دوڑو سکندر کو اور مجکو ساحرہ لیے جاتی ہو ارسطوے ثانی دربارگاہ پر اپنی بیٹھے تھے آواز شبرنگ کی سُنکر للکارا کہ او ساحرہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر گوشیار نہ رُکی اُڑتی ہوئی چلی ارسطو نے پیچھا کیا وسط میدان مین آکر گوشیار کو گھیرا آپس مین سحر چلنے لگا قضاے کار بقراط ثانی دربارگاہ پر کھڑا تھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا کچھ آواز دی بقراط خود چلا اُسوقت پہونچا کہ ارسطو نے سحر کیا ہو گوشیار خاموش کھڑی ہو ارادہ ہوا ارسطو کا کہ سکندر و شبرنگ کو رہا کر دن کہ نعرۂ بقراط کی آواز آئی للکارا کہ او ارسطو خبردار گوشیار کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی تجکو قتل کر دونگا منم بقراط ثانی ارسطو نے جو بقراط کو دیکھا گھبرا گیا بقراط نے جھپٹ کر ارسطو کو بھی گرفتار کیا تینون کو گرفتار کرکے لیچلا گوشیار رنجر گرہی ہی کہ یا خداوند مین ایسی تدبیر سے پہونچی کہ پہلے نجم کو گرفتار کیا نجم کی شکل بنکر سکندر کو لیا شبرنگ عین وقت پر آیا مین نے اُسکو بھی بیہوش کیا ارسطو نے پیچھا کیا تھا آخر یہ بھی گرفتار ہوا اب ان تینون کو چلکر قتل کیجیے بقراط خوشی خوشی سکندر و ارسطو و شبرنگ کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا سکندر کو دیکھکر شاہزادیان خوشیان کرنے لگین کہ یا خداوند بڑا شخص گرفتار ہوا اب اسکو قتل کیجیے بقراط نے زبان مین سکندر کی سوزن دی تینون کو قفس مین بند کیا ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون ای سکندر اپنے کو کس حال مین پاتے ہو سکندر نے مردانہ وار جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خدای ما بزرگ است

اگر تجھ نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو مجبوری و ناچاری ہی اور اگر ابھی رشتۂ حیات نہین قطع ہوا ہی تو تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو قتل کرسکے اب سکندر نے جو مردانہ کلام کیا بقراط نے حکم دیا کہ جلادون کو بلاؤ فوراً انکو قید نہ کرونگا یہان جلاد جلاد کا ہلڑ ہی شاہزادیان ڈھول بجا رہی ہین بقراط کو خوش کر رہی ہین اور اشعار عاشقانہ گا رہی ہین جلادون کی طلب ہی مگر سکندر خوش بیٹھے ہین ارسطو کو سمجھا رہے ہین کہ امرا ارسطو خوف نہ کرنا انشاء اللہ اگر آقا کو خبر ملیگی تو فوراً تشریف لاوینگے شاہزادیان ہلڑ کر رہی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین **نظم**

لگا دے پھر وہی ای گنج زر شاخ
ہوا ہی دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مر بی کے چلیے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چشمو نکے سو دیمین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ

قدم سے تیرے ای ابر کرامت
پھلی پھولی برابر خشک و تر شاخ

کھڑے سائے تلے جسکے ہوے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشہ نخل ہی نخل توکل
ہر اک میوہ ہی رکھتی اُسکی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ

نہال حسن جسے ہمنے کہا ہے
لگائی جاتی ہی وان شاخ پر شاخ

سراپا یار کی منقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکی
ہرے پن سے ہی مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہی میوہ چکھنا
ملیگی جھنک کے آتش بارور شاخ

یہان صحبت بقراط مین تو ہنگامہ ہی سب سردار چلے آتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ گوشیار نے آج بازو طلسم کشا کا توڑ دیا اب انکو زندہ نہ چھوڑیے کیون میان ارسطو طلسم کشا کے بڑے خیرخواہ تھے کیسے گرفتار ہوے اب طلسم کشا کہان ہین تمھین آکر بچائین ارسطو دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار رحم اپنا شریک کر دشمنون کے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے انکے طعن و تشنیع سے بچالے آج بڑا غریو ہی اس ہنگامے سے تو ہی بچائیگا طلسم کشا سے بخیر و عافیت ملائیگا **نظم**

هست پیش ہر نظر نور خدا — مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
بر جبین خوبرویان جہان — جلوہ گر ہست آن جمال جانفزا
بر گدا سائل بباب دولتش — خاک بوس بارگہ ہر بادشا
دام و دد وحش و طیور و انس و جان — مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان — در دعا گوئی دہان خلق وا
عاشقان اندر محبت می کنند — جان و مال خویش بر جانان فدا
ہر کرا نور نظر او می دہد — بیند او را در خلاؤ در ملا
سینۂ اہل صفا از ہر غبار — مثل آئینہ صفا باشد صفا
خاکسارش را نباشد در جہان — خواہش دولت نہ فکر کیمیا
دائما خدا ر گردن در سجود — کن عبادت کن عبادت ہندیا

دربار مین جلاد بلائے جارہے ہین مگر لشکر مین ہلڑ جو ہوا نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے پوچھا یارو خیر تو ہو سب نے عرض کی ایک ساحرہ نجم کی صورت بنکر سکندر کو لیچلی اور ایک پنجہ مین شبرنگ تھا ارسطوے ثانی اُسکی فکر مین گئے پلٹ کر نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری نور الدہر پریشان کھڑے ہوے ہین کہ شاپور سامنے آیا نور الدہر نے پکار کر کہا ای مترو الاگہر دربار کفار سے خبر تو لاؤ کہ سکندر پر کیا گذری شاپور دوڑا تھوڑی دیر مین واپس آیا مگر روتا ہوا پہونچا عرض کی ای شہریار سامان قتل سکندر ہو رہا ہو مگر سکندر ثانی مردانہ وار گفتگو کر رہے ہین ابتک تو اُنکے چہرے پر ہراس نہین ہو مگر حضور جلدی کرین یہ خبر نور الدہر کو دیکر بھاگا آگر ایرج سے اطلاع کی کہ ای شہریار اب یہ وقت احسان ہو نور الدہر تحفہ جات جسم پر آراستہ کرنے لگے مگر ایرج فورًا سوار ہوے عقب مین سردار چلے دربار بقراط مین جلاد شلنگین لگا رہے ہین سکندر زیر تیغ بیٹھے ہین کہ ایرج کے نعرے کی آواز آئی کہ باشید

ای کافران بیحیا و ای نابکاران یردغا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر — اگر تیغ کین برکشم از غلاف

تزلزل فتد در میان مصاف | اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم | زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ایرج لڑتے ہوئے طرف سکندر کے چلے بقراط نے کہا انکے پاس کوئی تحفہ نہین ہی جسکا جی چاہے انکو روک لے ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ایرج اُسی مقام پر ٹھہر گئے زمین نے پانؤن تھام لیے سرداران ایرج مُنھ کے بھل گرے بقراط نے کہا سب کو گرفتار کر لو سب گرفتار ہو گئے ہتھکڑیان بیڑیان پنھا کر بٹھایا شاپور نے جو باہر سے دیکھا کہ ایرج جا کر گرفتار ہو گئے اور جلاد اُنکے سر پر تلوار کھینچکر آیا بقراط کہتا ہی پہلے اِسی کو قتل کرو ایرج حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین شاپور خدمتگار بنکر اندر آیا جلاد کی صورت بنا خنجر کھینچ کر قریب جلاد کے آیا کہا تو ہٹ جا مین قتل کرونگا جلاد نے انکار کیا شاپور نے جلاد کو خنجر مارا طرف ایرج کے دوڑا بقراط نے کہا ارے یہ کون ہی اِسکو مار لو ایک ساحر نے اُٹھ کے سحر کیا کہ شاپور بھی لڑکھڑا کر گرا شاپور کو بھی ہتھکڑیان بیڑیان پنھا دین شاپور دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہم سب کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے نظم

بود ہمیشہ منور بدیدہ جلوۂ رب | بروز صورت خورشید و مثل ماہ بہ شب
بدیر و کعبہ بود ذات واحدش موجود | کہ اوست موجد ہر دین و ملت و مذہب
بہر دیار مقیم ست حضرت قیوم | چہ ہند و سند و چہ ایران و روم و شام و عرب
برای روزی ہر روز حضرت رزاق | وسیلہ گردد و پیدا کند زغیب سبب
بجسم زور و بہ تن طاقت از خدا آید | رود ز خاطر غمناک درد و رنج و تعب
بباغ دہر گل از خار مے کند پیدا | ز خاک سبزہ برآرد ز چوب خشک رطب
بدوست طالب حق را رجوع دل باید | بہر آرب و ہر مدعا و ہر مطلب
برای بندہ فقط بندگی بکار آید | کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد | کہ ہست جلوۂ ذاتش ز ہر قریب اقرب
بہ مہر کرد عطا نور لازوال خدا | بہ آب جوش و خروش و بہ رعد شور و شغب
بحمد خالق عالم گزار ہندی عمر | گہے بہ روز کن این کار نیک گاہ بہ شب

جلاد سر پر کھڑا ہوا ہی بقراط سے کہہ رہا ہی یا خداوند حکم ہو تو قتل کروں یہان نورالدہر
بن بدیع الزمان تحفہ جات جسم پر آراستہ کر چکے ہین شاہزادیان خبر سنکر آئین سب نے
مجمع کیا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دربار بقراط مین چل کر خون کے دریا بہائین گے
سکندریہ کو چھڑائین گے نورالدہر کہتے ہین کہ تم لوگ نہ چلو مین اکیلا جاتا ہون انشاء اللہ
تعالے جاتے ہی سکندر کو رہا کروںگا یہ کہکر حکم دیا مرکب لاؤ مرکب طلسمی آیا شاہزادہ
سوار ہوا ہرچند کہ منع کیا تھا مگر شاہزادیان کب مانتی ہین سحر اپنے اپنے تیار کرکے
چلین سب عاشق جمال نورالدہر ہین کب گوارا ہی کہ شاہزادہ اکیلا جائے دربار
بقراط ایسے مکار کا ہی جسکی اب حیلہ و حوالہ پر اوقات ہی جرأت تو چھوڑ چکا آٹھ پہر
یہی خیال ہی کہ مکر سے نورالدہر کو گرفتار کرلون برابر شاہزادیان بلند ہوئین لکتہاے
ابر کٹ کتے ہوے پھول ابرون سے برس رہے ہین جیسے ہی جلاد نے ایرج پر ہاتھ
اُٹھایا شاپور بلک گیا کہ ای کارساز وای بندہ نواز میرے آقا کو بچالے ایسا نہو ہاتھ
تلوار کا پڑ جائے ہاے مین نے پہلے نہ سوچا خیال نہ رہا کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج ہین خبر سنتے ہی
جا پڑینگے افسوس آقاے نامدار کو کوئی ایسا تحفہ نہ ملا کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرتا مگر کیا دل گردہ ہی کہ
ساحرون پر آپڑے بارگاہ مین گھسکر لڑے آخر سحر سے ناچار ہوے تو رحیم و کریم ہی جلاد نے
جیسے ہی خنجر مارا ایرج نے تو آنکھین بند کرلین مگر آسمان سے ایک پھول گرا کہ جلاد جلنے لگا
بقراط نے پکار کر کہا ارے دوسرے جلاد کو بلاؤ اتنے عرصے مین فریاد کی آواز آئی
نورالدہر نے باہر آتے ہی شمشیر زنی شروع کی لوح کو جو چمکایا ساحر نابینا ہونے لگے بقراط
نے جو ہاے سُنا گھبرا کر تخت سے اُٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا آپڑے بقراط کے
ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا سردارون کو حکم دیا ارے باہر جاکر سحر کرو طلسم کشا کو اندر نہ
آنے دو چند سردار باہر نکلے دیکھا نورالدہر لوح چمکاتے ہوے آتے ہین سب سردارون
نے ملکر سحر کیے طلسم کشا پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تحفہ جات جسم پر آراستہ تیغہ طلسمی ہاتھ مین
کھنچا ہوا بو تیمار جادو کئی ہزار ساحرون کا غول ساتھ لیکر ترغیب جنگ کرتا ہوا بڑھا ہی
کہ طلسم کشا کو ازروے بلوے کے گرفتار کرلون کہتا ہی ہان یارو جم کر جنگ کرو شعلہ جوالہ

نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ ہی گجرہ پھولون کا ہاتھ سے اُتار کر پھینکا بوتیمار جھوما بدحواسی مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

باغ ہستی مین ہمین بس نخل ماتم چاہیے
دے خوشی اور ونکو ای گردون ہمین غم چاہیے

تنگ اِس عالم مین ہون اب اور عالم چاہیے
وحشیون کو ماورائے عرش اعظم چاہیے

فرقت محبوب مین جاری کرون سیلاب اشک
ہون مین آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے

سارے عالم کے بخیلون سے محبت ہے مجھے
جو غنی بالذات ہو گیا اُسکو خاتم چاہیے

اک پری اندام کو تسخیر کرنا ہے مجھے
یا سلیمان ایک دم کو آج خاتم چاہیے

ایک دم فرصت نہین مجکو بتون کی یاد سے
کہتے ہین زاہد خدا کی یاد ہر دم چاہیے

سودۂ الماس کی جراح کرتے ہین تلاش
مجکو بہر داغ فرقت آج مرہم چاہیے

دے جسے رفعت خدا اُسکو تواضع ہے ضرور
ہو اگر محراب مسجد بھی اُسے خم چاہیے

ہین تری محراب ابرو کے تصور مین صنم
چشم تر کیونکر نہو کعبہ مین زمزم چاہیے

سال بھر ناسخ غم شاہ شہیدان کیجیے
ہر مہینے کے عوض ماہ محرم چاہیے

شعلۂ جوالہ نے جو یہ سحر کیا بوتیمار جادو کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے بلبلاتا ہوا چلا شعلۂ جوالہ آسمان سے اُتری سامنے بوتیمار کے آئی بوتیمار ہاتھ باندھنے لگا کہتا تھا اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن شعلہ نے کہا بقراط کے لشکر کو قتل کرو بوتیمار سب ساحرون کو ساتھ لیکر فوج بقراط پر جا پڑا نورالدہر نے جو مہلت پائی طرف بارگاہ کے لڑتے ہوے چلے وہان بارگاہ مین بقراط گھبرا رہا ہے کہتا ہے کیا غضب ہوا کہ کوئی قتل نہین ہوتا ہاے مین نے کیا کیا مروارید آفت خیز نے سامنے آکر کہا کہ یا خداوند نہ گھبرائیے وہ جنگ پڑے کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے بھاگتے راستہ نملے اِس رنگ سے جنگ ہو رہی تھی کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے جو خبر سنی کہ نورالدہر گئے ہین بارگاہ سے نکل کر اشقر پر سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ نورالدہر در بارگاہ بقراط پر لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہے نورالدہر لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکی دو دو ہزار ساحر نابینا ہوے متھ

کے بجل گر رہے ہین امیر نے نور الدہر کو جو مصروف جنگ دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ
باشید ای کافران بجیاد ای نابکاران پر دغا منم کوچک سلیمان نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دست راست سے نعرہ لندھور ہوا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا رہ اگر فتم تا بہ ہندستان ✣ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ✣ بائین طرف سے مالک کا نعرہ ہوا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ✣ سپہ دار در لشکر اہل دین ✣ پھر تو جملہ سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن کے نعرے ہوے مثل بدیع الزمان و قاسم و چوگان بن حمزہ و شاہزادۂ فرخ بخت فرزند فرخ شہسوار سب سردار آکر گرے جنگ ہونے لگی نور الدہر نے جو فرصت پائی پلٹ کر دیکھا کہ ہر بر بتیۂ کلنگان صاحب ساطور گران یعنی صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پہ ور لڑتا بھڑتا برابر پہونچا ہی نور الدہر گھوڑے سے کود ے گھوڑا طہماس نے سنبھالا لڑتے ہوے اندر پہونچے دیکھا ایرج سرنگون بیٹھے ہین جلاد سر پر کھڑا ہی نور الدہر نے بڑھکر جلاد کو مارا قریب آکر لوح کا عکس ڈالا کہا بھائی اُٹھو کمر سے نکالکر تلوار دی ایرج نے چاہا قید کو توڑدون مگر وہ قید سحر تھی نہ ٹوٹی ایرج نے جھلاکر زنجیر پہ سر دے مارا نور الدہر نے ہاتھ تھام کر کہا ای برادر اِس جہالت سے کیا فائدہ سحر پہ کیا زور ہی کہ ایک طرف سے لڑتی ہوئی ہماے مصع پوش پہونچی اسنے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان قید مین مبتلا ہین کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق کڑک کر گری کہ سب قید دور ہو گئی نور الدہر نے لوح کا عکس ایرج پر ڈالا ایرج لڑتے ہوے قریب قفس سکندر کے پہونچے قفس سے لپٹ گئے مگر قفس نہ ٹوٹا سکندر منتین کرتے ہین کہ حضور تکلیف نہ کرین کہ نور الدہر آکر پہونچے نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا کہ قفس ٹوٹا ایرج نے زبان سے سکندر کے سوزن نکال لی سکندر نے کہا ای شہریار سبحان اللہ نور الدہر نے اشارہ کیا کہ وہ آتشخو شعلہ مزاج ہی کوئی کلمہ طعن و تشنیع کا نہ کہنا ابھی بگڑ جائیگا سکندر نے اُٹھتے ہی وہ آگ برسائی کہ کئی ہزار ساحر جلے کئی شعلے بقراط پر گرے دریاے

آب نے جوش مارا کئی ہزار ساحر ڈوبے مچھلیاں نکل کر طرف بقراط کے چلین بقراط
نے ہاتھ ہلا دیا مچھلیاں جل گئین نور الدہر نے شبرنگ و ارسطو و شاپور کو بھی رہا کیا
شاپور و شبرنگ رہا ہوتے ہی حقہٗ آتشبازی مارنے لگے ارسطو تڑپ تڑپ کر گرنے
لگے آخر بقراط تخت سے کود کر بھاگا کہتا ہوا کہ لوح طلسمی سحر بھلاتی ہو نور الدہر کی تلوار کی
پناہ نہین ایک طرف صاحبقران جنگ مین مصروف ہین سردارون کو کون روکے
یکسی کے روکے سے کب رکتے ہین ایک طرف سے بادشاہ لڑتے ہوے آتے ہین
ہزار ساحر سحر کرتے ہین مگر بادشاہ کے گلے مین نقش دفع سحر پڑا ہوا ہو جو سحر قریب آیا
باطل ہوا تین شیر اس طرح کے ہین جنپر سحر تاثیر نہین کرتا ایک طرف سے صاحبقران
زمان لڑتے بھڑتے ہوے ایک طرف سے نور الدہر بن بدیع الزمان لوح چمکاتے
ہوے ایک سمت سے بادشاہ جہاہ نقش دفع سحر چمکاتے ہوے دروازے پر بقراط کے
لڑ رہے ہین آخر بقراط نے سردارون کو اشارہ کیا کہ طبل بازگشت بجواؤ فوجون کو جدا
کر لو نور الدہر قریب تخت کے پہونچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی امیر نے نور الدہر
کا ہاتھ تھام لیا فرمایا ہمارے قاعدے کے خلاف ہوتا ہو اب وہ امان مانگتا ہو اپنا کام
کر چکے پلٹو نگر سکندر نے وہ آگ برسائی ہو کہ ہزارون ساحر جل گئے ہزارون بھاگتے
پھرتے ہین بعض منھ کے بھل گرتے ہین صاحبقران نور الدہر کو ساتھ لیکر باہر نکلے
سکندر بھی امیر کو دیکھکر رکے سحر کرنا موقوف کیا امیر نے کہا خبردار اب کوئی تلوار
نہ کھینچے جب صاحبقران نے اس طرح فرمایا سب سردارون نے تلوارین نیام مین کین
بہ فتح و فیروزی پلٹے بقراط تخت پر بیٹھا پھر بلبلانے لگا کہتا ہو کیون یارو تمنے دیکھا مین نے
حمزہ کو پھیر دیا اب اگر لڑتے تو سب کو گرفتار کر لیتا سردار تعریفین کر رہے ہین کہ یا خداوند
آپ خوب بھاگے ہم دیکھ رہے تھے کہ رنگ روے قدرت متغیر تھا ہر سرکش متحیر تھا
خوب جلدی طبل بازگشت بجوایا خوب مسلمانون کو دھوکھا دیا بقراط نے بیتاب ہو کر
کہا یارو تم مین کوئی ایسا نہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے کئی ہزار جادوگر جمع تھے
مگر سب نے سر جھکا لیے تب بقراط اپنے مقام سے خود اٹھا کہا خود قدرت جاتے ہین

جا کر طلسم کشا کو لائین گے اب تو سردار پریشان ہوے کئی جادوگر یہ کہکر اُٹھے کہ قدرت تکلیف نہ کریں ہم لوگ جاتے ہین جو بن پڑیگا تو طلسم کشا کو لیکر آوینگے ورنہ اپنی جان دینگے کیہ کوئی بات اُٹھا رکھین گے تب بقراط خاموش ہوا چار جادوگر چلے نہنگ و پتنگ و کلنگ و سرنگ یہ چارون سحر مین یگانۂ آفاق ہین مکر و حیلہ مین طاق ہین جا کر لشکر نورالدہر مین پھرنے لگے نورالدہر شب بخیمۂ شعلۂ جوالہ آتے ہین شعلۂ جوالہ بیٹھی ہوا انتظار کر رہی ہو کنیزون سے کہتی ہو کہ صاحبو کیا تدبیر کرون آج طلسم کشا نہین آئے کئی شاہزادیان ایسی سدراہ ہوتی ہین کہ رک جاتے ہین ایک کنیز نے عرض کی کنارے چلیے تو مین عرض کرون شعلۂ جوالہ ساتھ اُس کنیز کے گوشے مین آئی وہ کنیز نہنگ جادو ہو باتون مین لگا کر یہ فقرہ کہا کہ آج خیمۂ ہمائے مرصع پوش مین گئے ہین آپ کے یہان نہ آوینگے یہ سنکر شعلۂ جوالہ بھڑکی کہنے لگی بی ہمائے مرصع پوش سے مجھسے فساد ہوگا مین منع کرونگی کہ میرے یہان آنے مین سدراہ نہوا ایسے نہنگ نے اِدھر اُدھر کی باتون مین لگا کر سحر کیا جام شراب پلایا شعلۂ جوالہ بیہوش ہوئی شعلہ کو ایک صندوق مین بند کیا آپ بشکل شعلۂ جوالہ آکر بیٹھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ شاہزادہ آتا ہو نہنگ نے بڑھکر استقبال کیا جیسے ہی شاہزادہ آیا مسند پر بٹھایا کنیز سے اِشارہ کیا کہ ہان کچھ گاؤ کنیز گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

آتی ہو آج جا بجا بدلی	ساقیا جلد آہوا بدلی
برگ تر آئے برگ خشک گرے	ہر شجر نے بھی اب ضیا بدلی
رنگ چہرے کا یان بدلنے لگا	آنکھ تیری جہان ذرا بدلی
تالۂ آتشین گر اتی ہو	تیری عاشق ہو ساقیا بدلی
ہر دھوان تیری آتش مے کا	نام لوگون نے رکھدیا بدلی
ابر دست یار سے برسون	تیری رنگت نہ ای حنا بدلی
دھوپ مین میکشی کا لطف نہین	بھیجدے جلد ای خدا بدلی
رند میخوار جب پکارتے ہین	دور سے دیتی ہو صدا بدلی

یہ اشعار نور الدہر نے سنے چاہا اختلاط ظاہری کرے دن نہنگ نے ہاتھ باندھکر کہا اگر مناسب ہو تو تحفہ جات الگ کر ڈالیے نور الدہر نے لوح وغیرہ اُتار کر رکھی نہنگ حیران ہو گیا کہ دن ایک کنیز نے آکر تحفہ جات اُٹھالیے کہا حضور انکو داخل خزانہ کر دون یہ سرنگ جادو ہی ایک نے آکر نہنگ سے اشارہ کیا کہ اب نہ گھبراؤ گرفتار کیے لیتے ہین یہ کلنگ جادو ہی چارون نے گھیر کر نور الدہر پہ بلوہ کیا ایک نے تو تحفہ جات کو اُٹھالیا تھا ایک نے اُن اشیا کو اپنے قبضے مین کیا دو نے پہلو پہ سے سحر کیا نور الدہر بیہوش ہوے چارون نے ملکر سب کنیزون کو بیہوش کیا نور الدہر کو لیکر روانہ ہوے مگر خواجہ عمرو پھرتے ہوے بارگاہ نور الدہر مین آئے دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین نور الدہر ندارد سب کو ہوشیار کیا پوچھا آقا کہان گئے سب نے کہا ہم لوگ بیہوش ہوے مگر طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر یا جادوگرنی صحبت مین آکر آقا کو گرفتار کر لیگئی خواجہ نے تلاش کیا شعلۂ جوالہ کو ایک صندوق مین پایا زبان مین سوزن تھی خواجہ نے سوزن نکالی تب شعلہ کی آنکھ کھلی اتفاق سے نجم اختر شناس بھی آئے خواجہ شعلۂ جوالہ سے پوچھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا شعلۂ جوالہ نے سب حال بیان کیا کہ مین نہین سمجھی کہ کیا اُفتاد پڑی نجم اختر شناس نے پوچھا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ مضمون سمجھ مین نہین آتا آخر نجم نے اوراق نکالے اوراق دیکھکر نجم رونے لگے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو جادوگر لیگئے جاکر دریافت تو کرو کہ طلسم کشا کہان ہین خواجہ بیقرار ہو کر دوڑے نجم بھی ساتھ آئے دیکھا خدمتگار رو رہے ہین خواجہ نے آکر پوچھا سب نے کہا تین چار کنیزین ملکر اندر گئین اب جو ہمنے جاکے دیکھا آقا کو نہ پایا عمرو نے کہا تحفہ جات تو دیکھو تلاش کی تحفہ جات نہ ملے خواجہ نے کہا معلوم ہوا کہ تحفہ جات بھی گئے اور طلسم کشا کو بھی لیا اب تو دم بھر مین سارے لشکر مین خبر ہو گئی سکندر ثانی و شاہزادیان دوڑتی ہوئی آئین سکندر نے کہا بارگاہ بقراط کی ہلا دونگا جو وہ بچیا سو چاہو وہ نہوگا طلسم کا خاتمہ ہوا ہم لوگ کیا ہاتھ مین مہندی لگائے ہین یہ ذکر تھا کہ صاحبقران تشریف لائے صاحبقران کے سنکر ہوش اُڑ گئے غصہ مین کانپنے لگے فرمایا کہ یہ بچیا کیا

سمجھا ہی سکندر نے کہا ای شہر یار جن ساحرون پر اُسکو دعوی تھا کہ وہ روک لینگے وہ تو مارے گئے اب مکر و حیلہ سے کام لیتا ہی ساحران مکار و غدار جمع ہین ایسے ایسے حیلے کر رہے ہین صاحبقران نے فرمایا ای سکندر اب کیا صلاح ہی تحفہ جات بھی اُسکے قبضے مین گئے اور طلسم کشا کو بھی لیگیا سکندر نے کہا خواجہ جاوین اور خبر لاوین غلام ابھی چلتے ہین دربار مین اُسکے دریاے خون بہاوینگے آقا کو نہ قتل ہونے دینگے کیا طلسم کشا بے وارث ہین غلام کیا بیکار ہین سب شاہزادیان تڑپنے لگین سب سے زیادہ شعلۂ جوالہ کو انتشار ہی کہتی ہی ای شہر یار یہ معاملہ میری ذات سے ہوا پہلے مجھی کو بیہوش کیا کھو نا کر اُس شہر یار کے جاؤن خواجہ اُسی وقت روانہ ہوے طہماس دیوانہ ہو گیا ہی شعلۂ جوالہ بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی نظم

بیشتر نشۂ ایجاد سے بیہوش ہون مین — خم گردون بھی نہ تھا جبسے کہ مینوش ہون مین
حسرت وصل مین دریا کیطرح بہتے ہین اشک — مثل ساحل ہمہ تن غم سے ہم آغوش ہون مین
ناز سے خنجر قاتل نہین ہوتا عریان — ہوس قتل مین مدت سے کفن پوش ہون مین
قطع کین زلفین تو کر ڈال مرا سر بھی قلم — تو سبکدوش ہوا کیون نہ سبکدوش ہون مین
نہین ممکن خم گردون مین ٹھہرنا میرا — مستی عشق سے وہ بادۂ سرجوش ہون مین
ہمہ تن وصف سراپاے صنم مین ہون زبان — ایک وصف دہن تنگ مین خاموش ہون مین
یار آتا ہی عیادت کو نہ تو آتی ہے — تیری خاطر سے بھی ای موت فراموش ہون مین
اپنی آواز سے یہ اُنس ہی مجکو ناسخ — مثل دف بزم جہان مین ہمہ تن گوش ہون مین

ہمائے مرصع پوش نے شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگایا اشک پاک کیے کہا بوا کیون روتی ہو ہم سب کی جب جان جائیگی تب اُنپر ہاتھ ڈال سکے گا ای شہر یار چلیے سکندر نے کہا خواجہ پلٹ کے آئین تو ہم سب چلتے ہین مگر خواجہ بصورت مبدل اُسوقت دربار مین پہونچے کہ چارون جادوگر مع تحفہ جات سامنے بقراط کے پہونچے بقراط نے سب تحفے اپنے قبضے مین کیے تخت پر سامنے رکھ لیے نور الدہر کو ہوشیار کیا پکار کر کہا کیون ای نبیرۂ حمزہ تو نے اقبال ہمارا دیکھا ہم کئی سو برس سے دنیا مین خدائی کرتے ہین دیکھا کیا

تقدیر کی نورالدہر نے کہا او بھگوڑے طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا سب
مرحلہ جات فتح ہو گئے ساحرون نے کیا کر لیا اب جو تجکو بن پڑے وہ کر کریم کارساز
مالک ہی غرضکہ بقراط کے سب سردار آکر جمع ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یا خداوند
اب کلام نہ کیجیے جلد انکو زیر تیغ بٹھائیے ایسا نہو سکندر وغیرہ آجائین بقراط نے کہا
اگر سکندر آوین تو وہ سحر کرون کہ بارگاہ مین نہ آسکین باہر کل لشکر کو حکم دیدو کہ تیار
رہے سب لشکر کمر بندی کر رہا ہی مرو ارید نے کہا یا خداوند فوج سے آپ بیخوف رہیے
بیالیس ہزار فوج اب بھی موجود ہی اور سات سو افسر ہین سب آمادۂ حرب وپیکار ہین
افسرون کو بقراط نے رخصت کیا کہا جا کر فوج کا انتظام کرو اب خواجہ دیکھ رہے
ہین کہ صرف بقراط تخت پر بیٹھا ہی اور نورالدہر سامنے بیٹھے ہین تحفہ جات تخت پر
رکھے ہین نورالدہر سے کلام ہو رہا ہی مگر نورالدہر کسی مقام پر کلام مین کمی نہین
کرتے جو بقراط نے کہا اُسکا جواب سختی سے یہی دیا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر بقراط
حکم دے رہا ہی کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا خواجہ نے چہار جانب دیکھا تو معلوم ہوا
کہ چالاک و شبرنگ و شاپور وغیرہ بصورت مبدل حاضر ہین اور شبرنگ تو
حقۂ آتشبازی ہاتھ مین لیے کھڑا ہی چاہتا ہی جا پڑون تحفہ جات اُٹھا لون یا اپنی جان
دون خواجہ نے آنکھ سے اشارہ کیا خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خرابی واقع ہو گی بقراط
نے جلاد کو طلب کیا جلاد کو جو شبرنگ نے دیکھا بیقرار ہو گیا دعا مین مانگنے لگا عرض کرتا
تھا کہ ای کریم کارساز میرے آقاے نامدار کو بچالے **نظم**

چون کشد بیرون خزان از باغ پاے عندلیب — بوم شوم آید درین گلشن بجاے عندلیب
گل شود در خانۂ گلچین چراغ زندگی — گر قبول افتد بہ پیش حق دعاے عندلیب
بہر آن او می ست پیش باغبان وقت بہار — از دعاے عندلیب و التجاے عندلیب
باغبان اندر قفس دارد چرا ناحق اسیر — چیست غیر از عشق گل دیگر خطاے عندلیب
در ثناے گل چو بلبل ہند یا بکشا زبان — تا شود موزون صدایت چون صداے عندلیب

شبرنگ تڑپ رہا ہی جان دینے پر آمادہ ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بقراط

کے سامنے آکر عرض کی کہ صاحبقران وسکندر لشکر تیار کر رہے ہین ایسا نہو آپڑین بقراط
نے حکم کیا کہ جلد طلسم کشا کو قتل کر و جلاد خنجر کھینچ کر بڑھا نورالدہر نے طرف آسمان کے دیکھا
پکار اُٹھے کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر تیری رحیمی اور کریمی سے
سارا طلسم فتح کر چکا ہون کیا قتل بقراط میرے ہاتھ سے مقدر نہین ہو گیا مجھے قضا لیکر آئی ہو
اے رحیم وکریم وقت آخر ہو اس حقیر کا بھی احوال ظاہر ہو مجھ عاجز پر رحم کر نظم

خداوندا شبم را روز گردان	چو روزم اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب روسپیدم کن چو خورشید

اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے
نجات دے نورالدہر نے بیتاب ہو کر دعا کی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بقراط جھلا رہا ہو
کہتا ہو کہ او جلاد جلدی کر جلد سر کاٹ لے کہ لکۂ ابر گلنار آسمان پر اُٹھا ہزار ہا طائر نغمہ سرائی
کرتے ہین خوشبوے مشک وعنبر آرہی ہو بقراط ابر کو دیکھکر زانو بدلنے لگا کہتا ہو ملکہ
سردار حسینان آتی ہین کہ وہ لکۂ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار
ہو نہایت حسین وجمیل کہ چھوٹ حسن کی زمین پر پڑ رہی ہو تخت پر گرد کنیزین مثل ستارگان
بیچ مین وہ ماہ تابان تخت اُترا بقراط کھڑا ہو گیا کہا اے سردار حسینان ہمپر یہ آفت
پڑی اور تمکو خبر نہین سردار حسینان نے سر اُٹھا کہ نورالدہر کو دیکھا کہ ایک جوان
حسین وجمیل مسلسل ومطوق بیٹھا ہو مگر چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب وانتخاب
سردار حسینان دیکھکر دنگ ہو گئی پوچھا کہ یا خداوند یہ گنہگار کون ہو بقراط نے کہا اسی ظالم
کے ہاتھ سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا ان لوگون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اے ملکہ
سردار حسینان یہ لوح رکھی ہو یہ تحفہ جات سب اس شخص کو ملے سردار حسینان
نے کہا یا خداوند جو مین عرض کرون اُسکو بخیال سُنیے آپ اس شخص کے ہاتھ سے بہت
مجبور وناچار ہوے اور آپ نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ہین تمام طلسم مین
مشہور تو ہو بقراط نے کہا اے ملکۂ عالم تمنے تو آج بعد خرابی بسیار صورت دکھائی ہمنے
بڑے بڑے رنج وغم اُٹھائے سردار حسینان نے عرض کی کہ یا خداوند میرا کلام

تو تمام ہونے دیجیے جو مین عرض کرون اُسکو سماعت فرمائیے یقین ہو کہ کلام کنیز کا پسند ہوگا بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم مین چاہتا ہون کہ تمکو طرۂ پیغمبری دون اور نائب اپنا کرون یقین ہو کہ خوب انتظام کروگی سردار حسینان جمال بیمثال نورالدہر دیکھکر بیقرار ہو رہی ہو ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہو ہر مرتبہ جمال بیمثال پہ نگاہ ڈالتی ہو اور زانو پر ہاتھ مارتی ہو دل سے کہہ رہی ہو افسوس ایسا جوان بیمثال اس مصیبت مین مبتلا ہو آخر وفور بیقراری مین یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے نظم

بسائون نافۂ مشک ختن مو باف گیسو مین
لگاؤن سرمہ تیری خاک پا کا چشم آہو مین

جھکی رہتی ہین آنکھین بہر سجدہ طاق ابرو مین
لکھا ہو آیۂ سجدہ مقرر صفحۂ رو مین

چمکتا ہی سنہرا رنگ ایسا اُس پری رو کا
کہ ہو جزو بدن سونے کا تعویذ اُسکے بازو مین

ترا کوچہ وہ گلشن ہو کہ جب اُسکا خیال آیا
زیادہ ہوگئے سب داغ دل پھولون سے خوشبو مین

جو میزان خرد مین ہین برابر اسفل و اعلی
ہمیشہ سنگ و زر ہموزن ہو دیکھو ترازو مین

دکھایا کہکشان مین جلوۂ قوس قزح ہمکو
کئی رنگون کے جب تعویذ باندھے اُسنے بازو مین

عوض افسون کے جادوگر مرے اشعار پڑھتے ہین
کہ وقت فکر دل رہتا ہو اُسکی چشم جادو مین

خط رخسار جانان کے تصور مین جو روتا ہون
تو ہو در نجف کیطرح مو ہر ایک آنسو مین

کہان وہ بو کہ جس سے مشک اذفر کا لہو کھا
برنگ زلف گو بل پڑ گئے ہین شاخ آہو مین

کسی مسجد مین خم ہوتا نہین مانند گلدستہ
جھکا ہو سر مرا جب سے تری محراب ابرو مین

ہزارون پا بزنجیر اُسکے یہ پابند ہین اب بھی
تفاوت ہو قد دلجو مین اور سرو لب جو مین

کسی مین زر کسی مین سنگ یہ بھی پھیر قسمت کا
برابر گرچہ ناسخ دونون پلے ہین ترازو مین

بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم یہ اشعار کیسے پڑھ رہی ہو سردار حسینان نے ہوشیار ہو کر جواب دیا کہ یا خداوند خود بخود دل گھبرایا اس وجہ سے یہ اشعار پڑھ دیے شاعر نے عجب رنگ کے یہ اشعار کہے ہین میرا کہنا یہ قبول ہو کہ اس جوان کو قید کیجیے اور اشتہار چھپوان کرا کے ڈھنڈھورا پٹے کل رعایا کو خبر ہو سب آکر جمع ہون اُسی مقام پر اُسکو قتل کیجیے سب دیکھین کہ ہمارا دشمن قتل ہوا سب کو اپنی جان بچنے کا خیال ہوگا سب کو اپنے اپنے

گھرون مین خوشی ہو کہ اب جان بچی ایسے شخص کو آپ تنہائی مین قتل کرتے ہین بقراط
نے کہا اے سردار حسینان ہمکو خوف یہ ہو کہ ایسا نہو عیار آکر اسکو رہا کر لیجائین اکثر ایسا
ہوا ہو یہ سنکر سردار حسینان اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند مین اسکی حفاظت کرونگی
کیا مجال ہو کہ کوئی قدم رکھ سکے مین آٹھ پہر جاگونگی اتنا دن اور اتنی رات بسر کیجیے کل صبح
کو مین میدان خونی مین لیکر آؤنگی وہان قتل کیجیے کہ سب کو معلوم ہو بقراط نے کہا اے
سردار حسینان اگر تم حفاظت کرو تو مین البتہ قبول کرون شاہزادیان اس جوان
پر عاشق ہین بر وقت قتل اسکے تلوار چلیگی وہ ہنگامۂ عظیم ہوگا کہ خون کے دریا بہ جاوینگے
سکندر ثانی ایسا زبردست ساحر اسکے لشکر کا بادشاہ ہو سردار حسینان نے کہا
یا خداوند وہ سحر کرون کہ سکندر دیوانے ہو جائین کوئی آنہ سکے آپ نے کیا میرے
سحر کو فراموش کیا زمین کو جنبش ہوگی اگر حکم دیجیے تو آسمان کو زمین پر کھینچ لون ایسا
سحر کرون کہ سب کی زبانین بند ہو جائین آخر بقراط راضی ہوا وجہ یہ ہو کہ بقراط حسن
و جمال سردار حسینان پر مدت سے عاشق ہو اسکے قول کو رد نہ کرسکا اور گھبرا کر کہا اے
سردار حسینان تمھارے حکم مین دخل نہین دے سکتا مگر میرا دل دھڑکتا ہو لیکن یہ
تحفہ جات کسکے پاس رکھون سردار حسینان نے سب چیزین اُٹھالین جھولی مین رکھین
اپنے مقام سے اُٹھی سر زنجیر نور الدہر کو تھاما سامنے قصر تھا اُسمین شاہزادے کو
قید کیا خود کرسی بچھا کر بیٹھی بقراط نے کہا سب لشکر کو حکم دیدیا جائے کہ وہ سب تیار
رہین ہر وقت کمر بندی مین بسر ہو جسوقت مسلمان قصد کرین تو اُنکو سب ملکر روک لین
سردار حسینان نے کہا لشکر کو حکم پہونچ گیا کہ مین حکم پہونچاؤن بقراط نے کہا اب تمکو اختیار
ہو جس طرح مناسب جانو انتظام کرو سردار حسینان نے باہر نکل کر افسران فوج کو بلا کر
حکم دیا کہ صاحبو تیار رہو اگر اہل اسلام آنے کا قصد کرین تو اُنکو روکو ہمارے لشکر تک
نہ آنے پائین سب افسرون نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ہم لوگون کو جان و دل سے خیال ہو
کیا مجال ہو کہ مسلمان آسکین ایسا بڑھکر لڑین کہ اُنکے دانت کھٹے کردین سب سے زیادہ
شاہزادیون کا خیال ہو سردار حسینان نے کہا اُن سب کو تو مین دیوانہ کردونگی دیکھنا

اِس شب کو کیا ہوتا ہی مگر تم لوگ آمادہ رہو بقراط ہنس رہا ہو شاہزادیون سے کہتا ہو کہ یہ
معشوقۂ قدرت ہو دیکھو کس طرح دل سے انتظام کر رہی ہو مگر بڑی سرکش ہو کئی سال
گذرے کہ مین نے اسپر نگاہ ڈالی مگر اِسنے انکار ہی کیا مین مجبور رہا اب اِسکو لالچ دی ہو
کہ تجکو اپنا نائب کہونگا طرۂ پیغمبری عطا کرونگا اگر اسکو قدرت کا خیال نہین ہو تو یہ انتظام
کیون قبول کیا اصل یہ ہو کہ یہ شاہزادی سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق
ہو اسکے سحر کا کوئی جواب نہ دے سکے گا بچپن سے اِسکو سحر سیکھنے کا شوق رہا دامہ جادو
کی نواسی ہو اور مشمشش کی پوتی دونون سے اِسنے سحر حاصل کیا ہی مشمشش و دامہ نے اِسکو
کامل و اکمل کر دیا سکندر رہے تو مین خود مقابلہ کرونگا شاہزادیون پر سحر سردار حسینان
کریگی بیٹھک تنکے چنوادیگی سب ہاتھ باندھکر سامنے آئینگی جو حکم یہ دیگی وہ بجا لائینگی سب
سرداران بقراط خوشیان کر رہے ہین مگر خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر باہر نکلے سامنے
صاحبقران کے آئے سب عیار بھی پلٹ آئے مگر شبرنگ چیخین مار مار کر روتا ہو
خواجہ نے گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند کیون پریشان ہوتا ہو کیون بلک بلک کے روتا
ہو صورت رہائی کی پروردگار نے پیدا کی شبرنگ نے پوچھا وہ کیا بات ہو خواجہ نے
کہا تو نے تیور نہین دیکھے یہ شاہزادی سردار حسینان جو آئی ہو وہ تمھارے آقا پر
عاشق ہوگئی اُسی نے تو بچایا کہ قتل معطل رہا خود حفاظت کو بیٹھی ہو ای سکندر رات
کا خیال رکھنا اُسکے تیور سے ہمکو معلوم ہوگیا کہ رات کو بلوہ کریگی جس وقت لشکر کفار مین
بلڑ ہو تم لوگ بھی جا پڑنا شعلۂ جوالہ یہ کہکر اُٹھی کہ اس کام پر مین رہونگی فوراً خبر پہونچاؤنگی
وہ وقت ضدا لائے کہ آقا کو لڑتے ہوئے دیکھون تمکو آکر خبر کردون یہان تو یہ صلاحین ہوئین
سب شاہزادیان اسباب سحر سے آراستہ سامنے سکندر کے موجود ہین ہر ایک کا یہ قول
ہو کہ لڑائی پڑے تو بقراط کو گھیر لین نجم نے اوراق دیکھکر کہا اس جنگ مین لڑائی فتح ہوگی
اور انشاء اللہ تعالی یہ بیجا بقراط ثانی جو دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہو اور سب کے دھوکہ
دینے کو تقدیرین بگھارا کرتا ہو اِسی لڑائی کے انجام پر ضرور ضرور طلسم کشا کے ہاتھ سے
قتل ہوگا اور اِسی شہزادی سردار حسینان کی کوشش سے ہمارے آقا کی رہائی ہوگی

صاحبقران نے فرمایا ای کاہن نجم اختر شناس جیسا تم کہتے ہو حق تعالی اپنے فضل وکرم
سے ایسا ہی کرے لیکن میرا دل گھبراتا ہی یہ پہاڑسی رات مجھپر تڑپ تڑپ کے بسر ہوگی
یہان یہ حال گذرا کہ سردار حسینان جو در قید خانہ پر بیٹھی ہی جمال نور الدہر کو دیکھتی جاتی
ہی آپسمین اشارے ہو رہے ہین نور الدہر اشارہ کر کے فرماتے ہین کہ ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان ذرا یہانتک آؤ کہ جمال جہان آرا دیکھین کچھ بات چیت ہو سردار حسینان
اشارے کر رہی ہی کہ تامل فرمایئے رات ہونے دیجیے فوراً تدبیر آپ کی رہائی کی ہوگی
تحفہ جات میرے پاس ہین پہر رات گئے بقراط نے دربار برخاست کیا ٹہلتا ہوا سامنے
سردار حسینان کے آیا کہا کیون ای مہجبین ہوشیار بیٹھی ہو مین تمکو دیکھنے آیا ہون
سردار حسینان نے جواب دیا کہ آپ جاکر آرام فرمایئے آپ کو حال کھل جائیگا جو شب کو
معرکہ گذریگا وہ آپ کو خبر ہوگی اب مین سحر تیار کر رہی ہون گرد لشکر کے حصار کر دونگی کہ
کوئی نہ آسکے کنارے پر آکر سب رک جائین آگے نہ بڑھ سکین بقراط بہت خوش ہوا
اپنی خوابگاہ مین آکر سو یا سردار حسینان ٹہلتی ہوئی اندر آئی نور الدہر کے پاس
بیٹھ گئی نور الدہر بھی جمال بیمثال دیکھکر دنگ ہو رہے ہین دل سے کہ رہے ہین
کہ ہماری معشوقون مین کوئی ایسی حسین نہین ہی یہ عشق انجام ہی سردار حسینان نے
کہا مین آپ کو نکال لیچلون نور الدہر نے کہا مثل چورون کے نہ جاؤنگا تحفہ جات
مجکو دو مین لڑتا ہوا نکلون سردار حسینان نے تحفہ جات جھولی سے نکالے نور الدہر
نے لوح محفوظ گلے مین ڈالی لوح طلسمی پہنی سلاح طلسمی زیب جسم کیے سب قید سحر دفع ہوگئی
اب جو شاہزادے نے سلاح جسم پہ آراستہ کیے سردار حسینان جمال بیمثال دیکھکر وجد
کر رہی ہو کہتی ہی ای شہریار ایک امیر کی کنیز امید وار ہی کہ معشوقان شاہی سے میرا
مرتبہ زیادہ رہے مین دمامہ کی نواسی مشمش کی پوتی ہون حسب ونسب مین میرا کوئی
مثل نہین لہذا مرتبہ بھی سب سے زیادہ رہے مین عجائب وغرائب دکھاتی مگر اُسکا موقع
نہین ہی وقت بہت تنگ ہی خدا آپ کو بخیر و عافیت تا بہ لشکر پہونچائے قضائے کار
شعلۂ جوالہ غرق زمین ہو کر آئی ہی یہ سب باتین سن رہی تھی زمین سے سر نکالا کہا ای

ملکۂ عالم ہم اپنی ذات سے تمہاری کنیز ہین کہ تمنے شہریار کی رہائی مین کدو کوشش کی ہم سب
تمہارے ممنون احسان رہین گے کبھی قدمبوسی سے سر نہ اٹھائین گے تمنے ہم سب پر احسان
کیا خاطر جمع رکھیے سب سردار انتظار رہین ہین انکے نعرے کی صدا بلند ہوئی اور رفوراً سب
آپڑے سکندر کے دل کو لگی ہی شاہزادیان تڑپ رہی ہین صاحبقران نے خاصہ نوش
نہین کیا بارگاہ سلیمانی مین سب جمع ہین طہماس دیوانہ ہوگیا ہی نورالدہر نے فرمایا ای
شعلۂ جوالہ لشکر کو تیار رکھنا اور طہماس ہمارا عاشق صادق ہی اُسنے جو میری تکلیف
سُنی دیوانہ ہوگیا انشاءاللہ ہماری آواز سُنکر اُسکے ہوش درست ہوجائین گے اے
شعلۂ جوالہ جاؤ لشکر مین خبر کرو اب مین نکلتا ہون یہان بھی سب ساحر تیار رہین میرے
نکلتے ہی بلوہ ہوگا سب افسرون نے لشکر تیار کیا ہی یہ کہکر نورالدہر نے تیغۂ طلسمی پر
قبضہ کیا اور قید خانہ سے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ اے ساحران غدار آگاہ ہوجاؤ کہ مین
رہا ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمٰن و نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ
بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر

انکہ حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر	دیگر	شہ ستارۂ حشمت شاہزادہ نورالدہر	
ز طفلی بجراٗت ہنر داشتم		نقاراً بیک دست بر داشتم	
ظفر بر یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم	

نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک گوشے سے سردار حسینان دیکھ رہی ہی جب دیکھا کہ
نورالدہر پر زیادہ بلوہ ہی کچھ ماش کے دانے پھینک مارے کبھی زیور پھولون کا
گلے سے اُتار کر پھینک مارا کئی ہزار جادوگر دیوانے ہوگئے ہر طرف ہنگامہ ہی کہ ہم سب
سردار حسینان کے عاشق صادق ہین اگر حکم دے تو جان دین کہ طبل سکندری پر
چوب پڑی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار		بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام		یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران ازجہان پاک کرد		سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایکطرف سے نعرہ بادشاہ اسلام کی آواز آئی نعرۂ شاہ صنم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم ایک طرف سے سکندر ثانی آکر گرا ایکطرف سے نجم وارسطوے ثانی اور ایکطرف سے سب شاہزادیون نے آکر سحر کیا لاکھون ساحر سٹر کرنے لگے زبان پر یہ اشعار تھے نظم

نقرئی تھین پر ہوئین جھانوے سے زر کی ایڑیاں ‏ ‏ کسقدر نازک ہین میرے سیمبر کی ایڑیان
چوٹی اُس کافر کی ایڑی تک ہو بیشک شام ہی ‏ ‏ اور گوری گوری کا نور سحر کی ایڑیان
جبکہ سو جاتا ہو آنکھون سے لگا لیتے ہین ہم ‏ ‏ رات بھر مین لاکھ بار اُس بیخبر کی ایڑیان
مدتون آٹھون پہر تڑپا ہون کوے یار مین ‏ ‏ گھس گئی ہین ہاے مجھ خستہ جگر کی ایڑیان
کب ٹھہرتے ہین نظر مین عارض حور و پری ‏ ‏ نرم ہین اُنسے زیادہ اُس سیمبر کی ایڑیان
مسجد اقصیٰ سے پہونچا عرش اعلیٰ تک براق ‏ ‏ چھو گئین ناسخ نہ شاہ بحر و بر کی ایڑیان

سکندر رنے آگ برسا دی ہو شاہزادیان جم جم کے سحر کر رہی ہین ادھر کنیزون نے جاکر بقراط کو جگایا بقراط نے جو آواز نعرۂ نور الدہر کی سُنی پوچھا یارو یہ کیا ہوا ہاے طلسم ٹٹتا ہو شاہزادیون نے عرض کی بی سردار حسینان صاحب جمال طلسم کشا پہ عاشق ہوئین جس شاہزادی نے جمال دیکھا وہ اُنکی خیر خواہ ہوئی اُسی طرح سے بی سردار حسینان بھی پھنسین نور الدہر کو رہا کر دیا تحفجات زیب جسم کر دیے اب وہ مصروف جنگ ہین سب سردار بھی آپڑے خوب زور و شور سے مغلوبہ ہو رہی ہو بقراط یہ سُنکر آنکھین ملتا ہوا اُٹھا تخت پر سوار ہوا باہر نکلکر دیکھا لاکھون جادوگر دیوانہ وار وحشی مثال چیخنے پھرتے ہین بعض بھاگ کر نکل گئے بعض فوج بقراط کو قتل کر رہے ہین لشکر بیدل ہو رہا ہو صاحبقران و بادشاہ مجمع ساحران نامی مین لڑ رہے ہین صدہا ساحر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے صدہا کو بادشاہ نے قتل کیا سکندر رنے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود پڑا الماس نے جو سُنا کہ آقا نے رہائی پائی غصے مین ساطور لیکر نکلا آکر شریک جنگ ہوا نور الدہر کو مرکب پہونچایا پہلو پر نور الدہر کے لڑنے لگا جسکو ساطور مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے یکایک بقراط نے تخت سے دیکھا کہ سردار حسینان ایک گوشے مین کھڑی ہو کبھی ماش کے دانے پھینک

دیتی ہو ہزارون جادوگر بھاگنے لگتے ہین اسنے جھلا کر آواز دی کیون بی سردارحسینان
تمنے ہمارے عشق کا بھی پاس نہ کیا دشمن کی شریک ہوگئین سردارحسینان نے کچھ
جواب نہ دیا بقراط کی طرف سے منھ پھیر لیا مگر نورالدہر لڑتے ہوے طرف بقراط
کے چلے بقراط چاہتا ہو حصار کرون سردارحسینان اُسکو دفع کر رہی ہو رنگ سحر
بقراط نہین جمتا ہرچند بقراط نے کدوکوشش کی مگر نورالدہر کے طماس وغیرہ
ساتھ ہین سردارحسینان نے یہ بھی سحر کر دیا کہ بقراط بھاگ کر نہ نکل جائے جب
آسمان پر سر اُٹھاتا ہو اندھیرا معلوم ہوتا ہو جدھر نگاہ اُٹھاتا ہو پہاڑ معلوم ہوتے
ہین نورالدہر لڑتے بڑھتے قریب بقراط کے پہونچے بقراط نے کئی سحر کیے مگر تاثیر
نہوئی جب نورالدہر قریب آئے اور ہاتھ تلوار کا اُٹھایا تب بقراط نے تیغہ اُٹھا کر
مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکہ ہاتھ مارو یا بقراط نے
بہت اپنے کو بچایا ہزار ہزار تدبیر کی کہ طلسم کشتا کا وار مجھپر نہ پڑے لیکن کوئی سحر کام
نہ آیا چمک کے تلوار جو گری بقراط کے دو ٹکڑے ہوے برابر تخت بقراط کے
گبران قیل کن وزیر اعظم اسکا کھڑا تھا مرنے پر بقراط کے رونے لگا مگر آندھی
سیاہ اُٹھی ہزارون پہاڑ اُڑ گئے دریا خشک ہوگئے گبران یہ ہنگامہ دیکھکر بھاگا بعد
اِسکے نکل جانے کے ساحرون نے جو اپنے سر پر کسی کو سرپرست نہ پایا فریاد کرتے ہوے
قریب صاحبقران کے آئے امیر نے ہاتھ روکا سب کو سرفراز کیا اب دیکھا کہ
مروارید چاہتی ہو کہ اُڑ کر نکل جاؤن سردارحسینان نے ہاتھ ہلا دیا کہ مروارید
کے دو ٹکڑے ہوے صاحبقران سب کو امان دیکر داخل قلعۂ مروارید نگار
ہوے تمام طلسم اسلام آباد ہوا نورالدہر کے نام پر فتاحی قرار پائی نذرین گذر رہی
ہین خواجہ سب سے انعام لے رہے ہین جو کچھ ملتا ہو اُسکو قبضے ہین کرتے ہین اور کہہ رہے
ہین کہ ای آقاے نامدار مجکو کچھ ملنا چاہیے روپیہ سب طرف سے نہین ملتا کہ نورالدہر
نے سکندر سے جھک کر کہا چند شاہزادیون کو بھیجیے کہ سردارحسینان کو استقبال
کر کے لائین سکندر یہ کہکر اُٹھے کہ ہم خود برائے استقبال جاتے ہین اُسنے آپکی

جان بخشی کی ہم سب پر احسان ہی سکندر باہر گئے سردار حسینان حیران کھڑی تھین کہ کس ذریعہ سے اندر جاؤن کہ سکندر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم چلیے مین آپ کے استقبال کو آیا ہون سردار حسینان خوش ہوگئی ساتھ سکندر کے بارگاہ مین آئی کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی صاحبقران نے اول عقد سردار حسینان کا ساتھ نور الدہر کے کیا پھر اور شاہزادیون کا عقد نور الدہر سے کیا اور جو جو سردار مشتاق عقد تھے اُن سب کے عقد پڑھے گئے کل افسرون کو علے قدر مراتب ہر ایک کے انعام تقسیم ہوا خلعت دیے گئے چالیس روز تک جشن رہا لاکھون روپئے فقیرون کو خیرات کیے گئے

تقریظ کلک جواہر سالک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف الصدق منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد خالق ارض وسما و نعت جناب محمد مصطفےٰ و منقبت حیدر کرار غیر فرار قاتل عمرو و عنتر کنندۂ در خیبر زوج زہرا ے اطہر پدر شبیر و شبر حقیر بتقصیر عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ و کعبہ کی سیعت زبانی کیا تحریر کرون شاید ناظرین باتمکین اپنے مقام پر کہین کہ بیٹا باپ کی تعریف کرتا ہی اس خیال سے زبان نہین کھول سکتا جاے غوض و غور ہی کہ اول آخر ہی تین جلدین ہوشربا کی لکھین اُسکے بعد فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا تحریر کیا کہ ناظرین نے پسند فرمایا اُسکے بعد بقیۂ ہوشربا کی دو جلدین لکھین کہ ناظرین نے خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمایا اُسکے بعد تین جلدین طلسم ہفت پیکر کی لکھین بعد ہفت پیکر کے طلسم خیال سکندری کی تین جلدین لکھین یہ چودہ جلدین بحجم معقول بازار مین ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین یقین ہی جس کتاب کو دیکھین نظر نہ ہٹے یہ نہ جی چاہے کہ کتاب کو ہاتھ سے رکھین صفت نثاری بھی دکھائی کہ آخر جلد فتنۂ نور افشان مین ایک نثر مقدمۂ ولادت باسعادت جناب اشرف انبیا علیہ التحیۃ والثنا مین تحریر فرمائی

قطعہ تاریخ کتاب ہذا در صنعت توشیح مصنفہ مصنف کتاب ہذا ایک یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند تا سال طبع سنہ ۱۳۱۶ پیدا گردد

مرصع نگاران فرخندہ پی
قمر کو جو ظاہر ہوا بر ملا
لکھا صنع توشیح مین بے ریا
کہ ندرت طرازان شیرین سخن
تاریخ ہی سال کی بر ملا
تاریخ لکھی بصد کر و فر
الٰہی مرادعا ہو حصول

خیال سکندر کی تاریخ ہو
تو تاریخ لکھنے کا سامان کیا
طلسم سکندر بھی آسان ہوا
مرصع خیالان با علم و فن
نہال تمنا ثمر لائے گا
زہے مدح طبع قمر بے ہنر
آئے سب پڑھین اور کرلین قبول

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ باری تعالی کہ طلسم خیال سکندری کی تینون جلدین مصنفہ استاد مسلم الثبوت ماہر کامل مداح آل رسول الثقلین جناب منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر سلمہ اللہ الاکبر بصحت مصنف ممدوح چھپ کر اشاعت پذیر ہوئین منجملہ ان ہر سہ جلد کے دو جلدین سابق طبع ہوگئین اور اب یہ جلد سوم بھی مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقاے نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف سنہ ۱۹۰۰ع مین چھپ کر نذر شائقین والامقام و مقبول خاص و عام ہوئی

اعلان — چونکہ یہ جلدین بصرف کثیر مطبع تیار ہوئی ہین لہذا حق تصنیف انکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے

نام کتاب	قیمت
۱۳- طلسم ہوش ربا جلد ششم-	ہے؍
۱۴- ″ ″ جلد ہفتم-	سے؍
۱۵- بقیۂ طلسم ہوش ربا جلد اول از	
منشی احمد حسین صاحب تخلص بہ قمر-	عہ ۱۲ ار پ
۱۶- ایضاً حصۂ دوم-	عہ پ
۱۷- صندلی نامہ دفتر ششم-	عہ پ
۱۸- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم	
داستان امیر حمزہ-	سے پ
۱۹- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم-	عہ ۸ ار پ
۲۰- ایضاً جلد دوم-	عہ ۱۲ ار پ
۱- طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول جسکی	
خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے-	سے پ
۲- ″ جلد دوم-	ہے ۸ ار پ
۳- ″ جلد سوم-	للعہ پ
کامل جلد یکمشت کے لیے-	لعہ پ
ترجمۂ داستان امیر حمزہ با تصویر-	
ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ ترجمۂ مولوی	
عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین	عہ ۸ ار
بوستان خیال ـ مصنفۂ محمد تقی خان-	
انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات	
یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ	
دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے	

نام کتاب	قیمت
بہت شوق تھا- اُنکے ہمسایہ مین داستان	
امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے	
آخر اُنھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ	
کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے	
لوگون نے بہت پسند کیے جب اِس	
قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی	
مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے	
ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب	
حکم اختتام اِس قصۂ عجیب کے واسطے	
دیا- یہ کتاب دربار شاہی مین پڑھی جاتی	
تھی لیکن چونکہ زبان اِسکی فارسی تھی رفتہ	
رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلےٰ کے اسکا	
رواج جاتا رہا- اِس زمانہ مین کہ سواے	
اُردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم	
بلکہ کالعدم ہے تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی	
ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا	
لہذا اِن اجلادکے ترجمے اور طبع کرانے	
مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر	
کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین	
خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر	
چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے	
کرتے اُنکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا- اصل کتاب	

نام کتاب	قیمت
کی زبان فارسی ۱۰ جلدین ہین اور ترجمہ	
ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین	
جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	ععہ ر پ
۲۔ جلد روضۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ	للعہ ر پ
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	سے ر پ
۴۔ جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	معہ ر پ
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	سے ر پ
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ ر پ
۷۔ جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
۸۔ جلد شرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پ
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معزالدین نامہ	سجہ ر پ
الف لیلہ با تصویر۔ دو کالم مین مشہور	
افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے	
اسکا ترجمہ اردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب	
عالم بجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام	
شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی	
مولوی محمد حامد علی خان تخلص بہ حامد	
مع تصاویر۔ کاغذ سفید۔	عہ ر پ
فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر بعبارت	
رنگین دلنشین از مرزا رجب علی بیگ سرور	
کاغذ سفید گندہ۔	۹ ر پ

نام کتاب	قیمت
فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر۔ کاغذ خانی گندہ	۷ ر پ
الف لیلہ با تصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی	
مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	
مطبوعہ سنہ ۱۹۳۴ء۔	
۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ ر پ
۲۔ کاغذ رسمی سفید	۱۴ ر پ
قصہ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصہ	
الف لیلہ۔	۲ ر پ
کامروپ کا جادو۔ اردو کاغذ سفید۔	۲ ر پ
جادو تسخیر۔ قصہ دلچسپ مصنفہ	
نواب محمد حیدر علی خان صاحب۔	عہ ر پ
فسانہ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ	
سرور مرحوم۔	۶ ر
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۳ ر
سروش سخن با تصویر۔ بجواب فسانہ عجائب	
از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵ ر ۳ پائی
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	سہ ر ۳ پائی
طلسم حیرت۔ افسانہ دلچسپ از منشی	
جعفر علی تخلص شیون۔	۵ ر
باغ و بہار معروف بہ قصہ چہار درویش با تصویر	۳ ر
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۳ ر ۳ پائی